حدائق بخشش کی ایک سو ایک اردو نعتوں قطعات رباعیات درود و سلام رضا کی عام فہم
اور آسان اردو شرح قرآن و سنت کے سینکڑوں دلائل اور بیسیوں شعراء کے کلام سے مزین

شرح کلام رضا رحمۃ اللہ علیہ

نعت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

المعروف

شرح حدائق بخشش

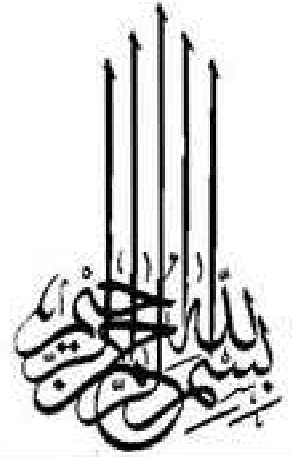
شارح

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور



اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

نام کتاب	شرح کلامِ رضافی نعت المصطفیٰ (شرح حدائق بخشش)
مصنف	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ
شارح	مفتی غلام حسن قادری غفرلہ
ناشر	مشتاق احمد
اہتمام	سلمان خالد
پروف ریڈنگ	مولانا الحاج قادری محمد اصغر نورانی، پرنسپل جامعہ حضرت امیر حمزہ
کمپوزنگ	گل گرافکس
ٹائٹل	استاد الخطاطین محمد علی زاھد
پرنٹرز	اسد نیئر پرنٹرز، لاہور
قیمت	500 روپے

کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی کمی یا اصلاح کی گنجائش ہو تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ انشاء اللہ آپ کی آراء کا احترام کرتے ہوئے اگلے ایڈیشن میں درستگی کر دی جائے گی۔ شکریہ

ادارہ

فہرست (نعت)

حصہ اوّل

حصہ دوئم

----***----

فہرست (ضمنی مضامین)

حصہ اوّل

☆☆☆

انتساب

شاعرِ دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
کے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اس شعر کی نذر

ما ان مدحت محمد ابمقالتی
لکن مدحت مقالتی بمحمّد

جن کا ترجمہ ثناخوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جناب محمد اعظم چشتی مرحوم نے
شعر کی صورت میں کتنا ہی خوبصورت کیا ہے۔

اعظمؔ میری زبان کہاں اور کہاں وہ ذات
نام اپنا اُن کے ذکر سے چمکا رہا ہوں میں

اظہار تشکّر

۱۔ استاذ العلماء، ادیب اہل سنت، سرمایہ ملّت حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری صاحب زید مجدہ (مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے "نشانِ منزل" کے نام سے میرے حالات زندگی لکھ کر شرح حدائق بخشش کے حسن وخوبی میں نمایاں اضافہ فرمایا ہے۔ (فجزاہ اللہ خیر الجزاء الی یوم الجزاء)

۲۔ محترم المقام واجب الاحترام جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری صاحب دامت فیوضہ کا تہہ دِل سے ممنون ہوں کہ آپ نے زیرِ نظر شرح کے تاریخی ناموں اور قطعاتِ تاریخ سے کتاب کو زینت بخشی (زادہ اللہ تعالیٰ شرفاً وتکریماً)

۳۔ مکرم ومحترم جناب مشتاق احمد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ (مشتاق بُک کارنر اُردو بازار لاہور) میرے خصوصی شکریے اور دعاؤں کے حقدار ہیں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت کی تمام ذمہ داریوں کو خوب نبھایا اور ان کی کاوشوں سے یہ کتاب بہت عمدگی کے ساتھ باصرہ نواز ہوئی۔ (بارک اللہ تعالیٰ فی علمہٖ وعلمہٖ)

۴۔ اس کارِ ذوق میں میری حوصلہ افزائی فرمانے والے اور بڑی شدت کے ساتھ شرح حدائق بخشش کی طباعت کے انتظار کی زحمت اُٹھانے والے کرم فرماؤں کی فہرست بڑی طویل ہے جن میں سے چند نام بطورِ تبرک سپردِ قلم کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

☆ شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری زید مجدہٗ (لاہور)
☆ الحاج ابوداؤد مولانا محمد صادق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ (گوجرانوالہ)
☆ حضرت پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ (مکتبہ نبویہ، لاہور)
☆ حضرت الحاج قاری محمد اصغر نورانی صاحب مدظلہ (پرنسپل جامعہ امیر حمزہ، لاہور)
☆ حضرت مولانا قاری غلام مرتضیٰ نقشبندی صاحب (مدرس جامعہ نعیمیہ، لاہور)
☆ حضرت صاحبزادہ سید مرتضیٰ اشرف رضوی صاحب (علی بابا بیکرز، لاہور)
☆ جناب حافظ محمد زبیر مجددی صاحب آف سیالکوٹ
☆ جناب حافظ اصغر القادری صاحب (گلیکسی، لاہور)
☆ جناب میاں صادق محبوب صاحب (محبوب ایسوسی ایٹس، لاہور)
☆ جناب میاں مبارک علی صاحب (داتا اسٹیٹ ایجنسی، لاہور)

(تلك عشرة كاملة)

دُعا گو وطالبِ دُعا
غلام حسن قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نشانِ منزل (شارح حدائقِ بخشش)

علامہ محمد منشا تابش قصوری مدظلہ

میری زندگی کا ربع صدی سے زائد عرصہ حضرت داتا گنج بخش فیض عالم، مظہر نور خدا، رحمہ اللہ تعالیٰ کے سایہء عاطفت میں گزر رہا ہے یومیہ مرید کے سے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، تدریسی فرائض کی انجام دہی کے لئے اسی بابرکت راستہ سے آنا جانا ہوتا ہے، مزار پُر انوار کی زیارت سے شادکام ہونے کے ساتھ ساتھ سلام پیش کرنے کی سعادت عظمیٰ بھی نصیب ہوتی ہے۔ آپ کے دربار فیض بار کے بالکل قریب ہی لاہور کا مشہور دروازہ "بھاٹی" ہے۔ اس کے ساتھ ہی پولیس اسٹیشن سٹریٹ سے جامعہ نظامیہ رضویہ میں جانا میرا معمول ہے۔ بڑی سڑک کی بجائے بھاٹی اور لوہاری دروازوں کے مابین چھوٹی چھوٹی قدیم گلیوں کو راقم امن کے راستے قرار دیتا ہے کیونکہ یہاں اختلاط مردوزن نہ ہونے کے برابر ہے۔

اسی پُر امن سٹریٹ کے عین درمیان میں ملّت اسلامیہ کی ایک نامور علمی شخصیت حضرت مولانا علامہ اصغر علی روحی صاحب موحوم پروفیسر اورنٹیل کالج و یکے از بانیانِ جامعہ نعمانیہ لاہور کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب جامع مسجد مولانا روحی (اہل سنت وجماعت) ہے۔ اسی محلہ کے باسیوں میں پروفیسر صاحب مرحوم بھی تھے آج کل اس مسجد کی امامت و خطابت کے فرائض، ممدوح اکابر، خطیب العصر، محترم المقام حضرت العلام مولانا الحافظ القاری مفتی غلام حسن صاحب قادری دامت برکاتہم با حسن وجوہ سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت الموصوف اور راقم الحروف کا مشن اور راستہ ایک ہی ہے بناءً علیہ گاہے گاہے سرِ راہ علیک سلیک ہوتی رہی ایک عرصہ یوں ہی بیت گیا، سلام ودعا کے علاوہ بات آگے نہ بڑھی۔ تاہم موصوف کے خصائل جمیلہ وشمائل جلیلہ نے مجھے ہر ملاقات پر خاصا متاثر کیا، ان کے باطنی اوصاف ان کے ظاہری حسن وجمال پر نمایاں دکھائی دیئے، ان کی عاجزی اور انکساری کی تو بات ہی کیا، کئی بار سوچا وقت میسّر ہوتا کہ کھل کر تعارف کیا جائے:۔

حُسنِ اتفاق، قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدّین احمد قادری رضوی اشرفی علیہ الرحمۃ خلیفہ اعظم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلی علیہ الرحمۃ کے عطا فرمودہ "درود شریف" کی کتابت نے یہ خواہش بآسانی پوری کردی، یوں آپ سے ربط و تعلق نے استحکام پایا۔ رفتہ رفتہ ذہنی خلا دور ہوتا چلا گیا اور پھر منزل قرب نے یہاں تک پہنچایا کہ اب "شارح حدائق بخشش" حضرت مولانا علامہ مفتی غلام حسن قادری مدظلہٗ، کے احوال وآثار لکھنے پر روحانی سکون محسوس کر رہا ہوں۔

خیال رہے کہ مجھے کثیر اہل علم وقلم پر لکھنے کی سعادت حاصل ہے جو ہر شعبہء علم وادب سے تعلق رکھتے ہیں، برصغیر پاک وہند کی شخصیات پر بھی لکھا اور ان کی تصانیف وتراجم پر بھی' اسلاف کے کارناموں کو بھی اجاگر کیا اور اخلاف کی خدمات کو بھی خراج تحسین

پیش کیا، جہاں اساتذہ کرام کی خدمت میں نذرانہ قلم ادا کیا وہاں تلامذہ کی بھی حوصلہ افزائی میں کسر نہ چھوڑی، یہی وجہ ہے کہ میرے متعدد تلامذہ مقالات ومضامین میں ہی نہیں بلکہ تصانیف وتراجم میں بھی نام پیدا کر رہے ہیں (الحمد اللہ علی منہٖ وکرمہٖ تعالیٰ)
حضرت علامہ الحافظ القاری مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہٗ، تو میرے خاص احباء میں شامل ہیں، وہ میری ہی نہیں ہر چھوٹے، بڑے، اپنے، پرائے، یگانے، بیگانے، کی قدرو منزلت کو خوب جانتے پہچانتے ہیں خصوصاً علمائے کرام ومشائخ عظام کے تو دلدادہ ہیں، ان کے ادب واحترام اور عزت وتوقیر کو ملحوظ رکھنا فرض قرار دیتے ہیں، موصوف کا باطن ان کے ظاہر کی طرح خوبصورت ہے گویا کہ وہ اگر ظاہری طور پر مسندِ افتاء وتدریس پر فائز ہیں تو روحانی وباطنی طور پر مسند طریقت کی بھی زینت ہیں حقیقت ہے کہ ان کی علمی وعملی زندگی خوب اور محبوب ہے میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ مفتی صاحب مدظلہٗ کا علم، عمل سے اور عمل، علم سے عبارت ہے۔

حضرت مولانا علامہ مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہٗ فی الحال اپنے آپ کو پردۂ اخفا میں رکھنا چاہتے ہیں مگر وہ وقت بہت قریب ہے جب اُنکے علمی وروحانی فیوض وبرکات سے لوگ برملا بہرہ مند ہونگے اور اس دور میں ایسے پیکر شرافت کا وجود نعمت سے کم نہیں ہے، کیونکہ عصر حاضر میں بعض علمائے کرام کے اعمال وافعال پر جب عوام انگلیاں اٹھارہے ہیں تو صاحب کردار عالم دین کا وجود مسعود غنیمت ہے جن کی بارگاہ میں لوگ حاضر ہوکر استفادہ کریں۔ قاری صاحب کے اوصاف حمیدہ وکمالات جمیلہ سے صرف نظر کرتے ہوئے آپ کی حیات حَسَنَہ کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو از خود آپ کی عظمت وشوکت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ولادت باسعادت:

حضرت مولانا علامہ مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہٗ ایک مذہبی، دینی گھرانے کے چشم وچراغ ہیں۔ آپ حافظ آباد کے ایک مشہور گاؤں چک کھرل میں 13 اکتوبر 1962ء کو میاں محمد حسین بھٹی ابن میاں علی محمد بھٹی علیہ الرحمۃ کے ہاں پیدا ہوئے۔ اپنی والدہ ماجدہ رحمھا اللہ تعالیٰ سے قرآن کریم ناظرہ پڑھا، موصوفہ مرحومہ سے گاؤں کے علاوہ اکناف واطراف کے متعدد دیہات کے بچوں نے قرآن کریم پڑھنے کی سعادت حاصل کی آپ کی والدہ ماجدہ علیھا الرحمۃ نے 5 جولائی 2004ء بروز پیر انتقال فرمایا جبکہ آپ کے والد ماجد علیہ الرحمۃ تقریباً آٹھ ماہ قبل بتاریخ 7 رمضان المبارک 1424 - 2 نومبر 2003 کو راہی جنت ہوئے۔

حفظ القرآن:

کچھ عرصہ مفتی صاحب زیدہ مجدہ اپنے والد ماجد کی معیت میں معاشی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے پھر فطرت نے آپ کی علوم وفنون دینیہ کی طرف رہنمائی فرمائی گویا کہ جس مقصد کے لئے تخلیق فرمائے گئے دست قدرت نے اسی طرف رخ پھیر دیا۔ چنانچہ 1977ء میں آپ جامعہ حنفیہ رضویہ شیخوپورہ میں حفظ القرآن کے لئے داخل ہوئے اور ڈیڑھ سال کی مختصر سی مدت میں مکمل قرآن حفظ فرما کر اسی سال مُصلّے سنایا، جس سے آپ کی عظیم الشان قوت اخذ اور جودت طبع کا پتہ چلتا ہے۔

درس نظامی:

امام سنت، مفتی اعظم پاکستان حضرت سید ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قادری اشرفی علیہ الرحمۃ ابن شیخ المحدثین حضرت سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری اشرفی علیہ الرحمۃ بانی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے پہلے عرس مقدس کی تقریب سعید کے موقع پر آپ کے استاد محترم فقیر سلطانی علیہ الرحمۃ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے شارح بخاری علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی کے سپرد فرمایا اور سلاطین علوم وفنون سے سات سال تک جواہر علمیہ کو بڑی شان سے وصول کیا اور اسی

دار العلوم سے سندِ فراغت و دستار فضیلت حاصل کی، جن عالی مرتبت اساتذۂ کرام سے آپ نے علوم عقلیہ ونقلیہ کی دولت ابدی کی نعمت پائی ان کے اسمائے گرامی ملاحظہ کیجئے۔

☆ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا محمد مہر دین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث حزب الاحناف وجامعہ نظامیہ لاہور

☆ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم خان صاحب ہزاروی مفتی ادارہ منہاج القرآن لاہور

☆ حضرت مولانا حافظ محمد یعقوب صاحب نقشبندی

☆ حضرت مولانا مفتی احمد دین صاحب تو گیروی

☆ مکرم جناب حافظ بشیر احمد صاحب

☆ قاری امانت علی صاحب

☆ قاری محمد بنیامین صاحب

☆ قاری حافظ سعید الرحمٰن صاحب

☆ حافظ فتح محمد صاحب علیہ الرحمۃ

☆ حافظ محمد اکرم صاحب

راہِ عمل:

حضرت مولانا علامہ مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہٗ نے آغاز ہی سے راہ عمل اختیار فرمائی تھی، دوران تعلیم ہی سے آپ نے امامت و خطابت کے فرائض سنبھال لئے تھے۔ چنانچہ 1982ء سے زیر قلم سطور (2006ء) تک جامع مسجد حضرت مولانا روحی صاحب علیہ الرحمۃ میں انہی مناصب و مراتب پر فائز ہیں نیز شوال 1408ھ / جون 1987 سے مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور کی عظمت رفتہ کو بحال کیے ہوئے ہیں۔ جملہ کتب عقلیہ ونقلیہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ تجوید و قرأت سے بھی طلباء کرام کو نوز رہے ہیں۔ نیز ایک عرصہ سے دار العلوم میں آنے والے سوالات کے شرعی جوابات کی ذمہ داری بھی آپ کی فقاہت پر منحصر ہے۔ تادم تحریر آپ کے قلم سے ہزاروں فتوے جاری ہو چکے ہیں۔ درس قرآن و حدیث بھی عرصہ دراز سے مذکورہ بالا مسجد میں دیتے آرہے ہیں۔ فن خطابت میں آپ ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ جمعۃ المبارک میں اجتماع قابل دید ہوتا ہے۔ ماہ رمضان میں قرآن کریم سنانا آپ کا خصوصی وظیفہ ہے۔

خطاطی:

علم وقلم کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے ایک صدی قبل کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت ہر عالم خوشنویس بھی ہوتا تھا، مگر نیرنگئی دوران دیکھئے اب بہت کم علماء کرام ہیں جن کا خطاط یا خوشنویس ہونا تو کجا معمولی سی بھی خوشخطی سے بہرہ یاب نہیں ہیں بلکہ بعض تو ایسے ''باکمال'' ہیں کہ انہیں اپنا لکھا ہوا بھی پڑھنا مشکل ہوتا ہے حالانکہ خط بھی شخصیت پر اثر ڈالتا ہے اور پھر اس کمپیوٹر کے جدید دور میں خوش خطی تو عنقا ہوتی جارہی ہے۔ ایسی کیفیت میں حضرت مولانا قاری غلام حسن صاحب قادری کی ذات ستودہ صفات کی طرف آیئے تو دیکھئے گا آپ نے خطاطی میں بھی بڑا نام کمایا ہے نامور اساتذہ سے اس کے حصول میں قطعاً پیچھے نہیں رہے۔ خوب سے خوب تر کی طرف رواں دواں ہیں، ہر قسم کے رسم الخط پر عبور رکھتے ہیں، اس میں جہاں اساتذہ

کرام کی محبت وشفقت کا تعلق ہے وہاں پر آپ کی دلجمعی، دلچسپی، محنت، اور مسلسل جد وجہد کا بھی بڑا حصہ ہے۔ خط طغریٰ میں بھی عشق کی حد تک لگاؤ ہے۔ ایک دن آپ کی ملاقات کے لئے جامع مسجد روحی میں حاضر ہوا تو باتوں ہی باتوں میں میرے نام کا ایک نہایت دلکش، خوبصورت بیل سے مزین طغریٰ سامنے رکھ دیا، حالانکہ میرے خواب میں نہیں تھا کہ آپ ایسا نادر اور یادگار تحفہ عنائت فرمائیں گے، سچ فرمایا محسن اعظم نبی مکرم رسول معظم ﷺ نے "تَهَادَوْا وَ تَحَابُّوْا" ہدیے اور تحفے دیتے رہا کریں محبت بڑھتی ہے۔ چنانچہ یوں سرکار دو عالم ﷺ نے ہمارے درمیان محبت میں اضافہ فرما دیا (وللہ الحمد) شاعر اہل سنت جناب محمد عبدالقیوم المعروف طارق سلطان پوری صاحب کو مفتی صاحب نے چین کے ساتھ ایک خط لکھا جسے دیکھ کر وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے جواب میں دیگر جذبات کے اظہار کے ساتھ ساتھ خط کے تاریخی مادے اور خوبصورت رباعی کے ساتھ نوازا جو مندرجہ ذیل ہیں

نوائے تحسین — کاشانہ ءادراک کتابت

۱۴۲۷ھ

اُن کا خط آیا تو اپنے آپ سے میں نے کہا — دل کشی لفظوں کی ، دیدہ زیبئ تحریر دیکھ
رہ سکا نہ میرے اندر کا "مؤرخ" بھی خموش — یوں کہا "جامع نقوش خوبئ تحریر" دیکھ ۲۰۰۶ھ

طارق سلطان پوری
۳۔اگست ۲۰۰۶ء

آپ نے جن اساتذہ فن سے خطاطی سیکھی ان کے نام یہ ہیں۔

☆ استاذ الخطاطین الحاج محمد اعظم صاحب منور رقم علیہ الرحمۃ
☆ زینت الخطاطین الحاج صوفی خورشید عالم صاحب خورشید رقم علیہ الرحمۃ
☆ خطاط العصر جناب محمد علی زاہد صاحب (لاہور)
☆ استاذ غلام رسول صاحب (لاہور)

زیارت حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً:

حیات دنیوی میں ایک صحیح العقیدہ مسلمان کے لئے سب سے بڑی تمنا بارگاہ رحمۃ للعلمین ﷺ کی حاضری ہے، حج وعمرہ کی سعادت، حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً کی دولت جسے نصیب ہو جائے میرے نزدیک وہ نہایت امیر ترین ہے اور وہاں کی سچی تڑپ ایک دن ضرور رنگ دکھاتی ہے، اور عاشق زار اچانک اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ مند ہو جاتا ہے خصوصاً مسجد کی خدمت سرانجام دینے والا خواہ مؤذن ہو یا امام وخطیب بلکہ مسجد کا جاروب کش بھی اس نعمت سے محروم نہیں رہتا حالانکہ بظاہر اس کے وسائل نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں اس کے برعکس بکثرت وسائل کے مالک اس سعادت سے کورے رہتے ہیں دراصل بات خلوص عشق اور قلبی آرزو کی ہے جب طلب صادق ہو تو بات بن جاتی ہے۔

ان کے دریائے کرم میں موج اٹھی ہے ضرور — مانگنے والا کوئی دل سے پکارے تو سہی

میرا ذاتی تجربہ ہے، ایک شب میں نے بڑے درد وسوز سے بارگاہ مصطفےٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم میں یوں استغاثہ پیش کیا۔

دکھا دو مجھے اپنا شہر مبارک — میرے تاجور شہریار مدینہ

کبھی ہو طواف حرم مجھ کو حاصل کبھی دیکھوں میں سبزہ زار مدینہ

بس پھر کیا تھا کریم آقا نے مسلسل نوازا اور اب یوں عرض گزار ہوں۔

مشرف گرچہ شد سہ بار تابش ہے حسرت حاضری کی مثل جامی

حضرت مولانا علامہ مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہٗ بھی کشتۂ عشق محبوب کبریا ہیں، نہ جانے روحی مسجد کے در و دیوار نے کتنی بار آپ کے درد بھرے نالے سن کر بارگاہِ حبیب خدا ﷺ میں سفارش کی ہوگی کہ سرکار امام حسن رضی اللہ عنہ کے غلام کو بھی جمال جہاں آرا کی زیارت سے شاد کام کیجئے، ہاں ہاں روضہ مقدسہ کی زیارت بعینہٖ ہی آپ ﷺ کی زیارت سے عبارت ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اعلانیہ بشارت سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ کَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ہ جس (خوش نصیب ایماندار نے) میرے روضہ اطہر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری حیات مبارکہ میں میری زیارت کی:۔ آخر وہ ساعت سعید آپ کو حرمین شریفین کی روانگی کا مژدہ جان فزا سنانے کے لیے آپہنچی چنانچہ 1989ء میں اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ مند ہوئے۔ اب پھر قسمت کا ستارہ بلندیوں پر چمک رہا ہے امید واثق ہے ماہِ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ میں عمرہ شریف کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی شریف میں اعتکاف کی سعادت بھی حاصل کریں گے انشاء اللہ العزیز (یہ حضرت مولانا تابش صاحب کی کرامت ہی سمجھئے کہ ان کی "اُمید واثق" کی صورت میں دُعا رنگ لائی اور اس سال اللہ تعالیٰ نے زیارت حرمین شریفین کا انتظام فرما دیا ہے حالانکہ تابش صاحب قبلہ کا زیر نظر مضمون مجھے عمرہ کی خوشخبری سننے سے پہلے ہی مل گیا تھا۔ صحیح فرمایا مخبر صادق علیہ السلام نے اتقو ا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله عزو جل اُمید واثق ہے کہ مسجد نبوی شریف میں اعتکاف کی دُعا بھی ضرور قبول ہوگی۔ انشاء اللہ)

شرف بیعت:

طریقت میں بیعت شرط ہے نیز اکابر اسلام کا معمول چلا آرہا ہے کہ ظاہری علوم وفنون کے ساتھ ساتھ روحانی فیوض و برکات کے حصول کے لئے صحیح العقیدہ صاحب علم وفضل مرشد سے اس سنت مستمرہ کی بھی تکمیل کی جائے چنانچہ اس مقصد کی باریابی کے لئے آپ نے قطب الوقت حضرت حافظ سلطان غلام باہو (اولاد پاک سلطان العارفین حضرت سلطان باہُو) رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کا شرف پا کر منازل سلوک طے فرمائیں،

تصانیف وتراجم:

ثقہ عالم دین میں علوم وفنون کی ترویج واشاعت اور تبلیغ کے لئے تین اوصاف کا پایا جانا از حد ضروری ہے۔ یہ کہ وہ مدرس ہو یا مصنف یا پھر مقرر ہو خوش بخت ہیں وہ علماء کرام جو ان تینوں اوصاف سے موصوف ہیں اور وہ خال خال ہی ہیں کئی مصنف و مترجم ہوتے ہیں اور بعض مقررین کی صف میں شامل ہیں حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری مدظلہٗ ان خوش نصیب علمائے کرام میں شمار ہوتے ہیں جن میں یہ سبھی اوصاف پائے جاتے ہیں۔ مصنف ومترجم کی جہت سے دیکھا جائے تو اس وقت تک آپ کے قلم سے 18 کتابیں مارکیٹ میں اپنی حیثیت منوا چکی ہیں آپ بھی ان کے نام ملاحظہ فرمائیے:۔

(1) شانِ مصطفےٰ بزبان مصطفےٰ ﷺ "کلمہ انا سے شروع ہونیوالی سو احادیث کی جامع تشریح وتوضیح یہ کتاب آپ کا عظیم الشان قلمی شاہکار ہے جو ایک ہزار صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

(2) مقام غوثِ اعظم اعلیٰ حضرت کی نظر میں (3) بوستان سعدی (مترجم)

(4) گلستان سعدی (مترجم)
(5) قرآن اور حاملین قرآن
(6) کربل کی ہے یاد آئی
(7) یاران مصطفٰے مع وارثان خلافت راشدہ
(8) کواکب سبعہ
(9) توحید و شرک کا صحیح معنی و مفہوم (دو تحقیقی مقالے)
(10) البرکات
(11) زبدۃ الحسن مقالات و خطبات حسن المعروف اٹھارہ تقریریں
(12) مقام ابراہیم علیہ السلام
(13) فضائل و مسائل صیام و رمضان
(14) فضائل و مسائل نماز
(15) فضائل و مسائل حج
(16) تقریری نکات
(17) شرح کلام رضانی نعت المصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم (شرح حدائق بخشش)
(18) الدروس العشرہ فی السورۃ الفاتحہ (تفسیر سورۃ فاتحہ)

یاد رہے کہ آپ کے جواں سال صاحبزادے حافظ محمد رضاء الحسن قادری جو جامعہ نظامیہ میں سال سوئم کے طالب علم ہیں تین عدد کتب لکھ چکے ہیں جو یہ ہیں (1) داڑھی مومن کا زیور (2) شرم و حیاء (3) اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

شرح کلام رضانی نعت المصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت، مجدد دین و ملت رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات مسلمانان عالم کے لئے نعمت غیر مترقبہ تھی جنہوں نے عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نہج پر آبیاری فرمائی کہ موجودہ و آئندہ نسلیں عشق و محبت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہوتی رہیں گی، خصوصاً آپ کا نعتیہ دیوان حدائق بخشش جو آپ کی طرح بین الاقوامی سطح پر معروف و مشہور ہو چکا ہے، حضرت علامہ غلام حسن قادری مدظلہ کو اس کی شرح قلم بند کرنے کا شرف نصیب ہو رہا ہے چونکہ آپ کو تدریس کے ساتھ ساتھ تحریر و تقریر کا ملکہ بھی حاصل ہے اس لئے یہ شرح علمی و فنی موشگافیوں کے ساتھ ساتھ عام فہم اور آسان ترین بھی ہے۔ جس سے ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے قارئین پوری طرح استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی حدائق بخشش کی دو تین شرحیں ہو چکی ہیں۔ جو اپنی جگہ مفید ہیں مگر اس شرح کا انداز بڑا ہی نرالا اور انوکھا ہے نہ صرف حدائق بخشش کے اشعار کی نثری شرح کی بلکہ دیگر شعراء کے اشعار کو شامل کر کے اسے نظم سے بھی آراستہ کرنے کی سعئ بلیغ فرمائی ہے۔ جو حضرت شارح کے وسیع مطالعہ پر دال ہے۔ اس شرح کے محاسن و محامد پر تفصیلی لکھا جا سکتا ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ قارئین میرے کلمات کی بجائے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے کلام سے حظ وافر اٹھانے کے ساتھ ساتھ شرح کی خوبیوں سے اپنے دامنِ عشق کو بھرپور کریں لہٰذا راقم الحروف حضرت شارح صاحب مدظلہٗ کی خدمت میں ہدیہ تحسین و تبریک پیش کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ مولیٰ کریم میں اس مبارک شرح کو حدائق بخشش کی طرح قبولیت و محبوبیت کا شرف عطا فرمائے اور شارح موصوف کے قلم کو مزید انوار و تجلیات عشقیہ سے بار آور فرمائے۔ امین ثم امین

بجاہ طٰہٰ و یٰس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

طالب دعا:۔ محمد منشا تابش قصوری خطیب مرید کے

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ / 25 جولائی 2006ء دوشنبہ

کلام اعلیٰ حضرت کی خصوصیات اور فنی خوبیاں

(آج سے تیس سال پہلے کا لکھا ہوا مقالہ)

(از علامہ سید محمد مرغوب اختر الحامدی الرضوی صاحب مدظلہ)
(صدر بزم شعر و ادب، حیدرآباد، سندھ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو نہ صرف اردو کی نعتیہ شاعری میں درجہ امامت حاصل ہے بلکہ فارسی اور عربی میں بھی، اس لئے میرے جیسے تہی دست اور کوتاہ علم کے لئے اُن کے فنی کمالات اور ادبی و شعری گلکاریوں کا احاطہ کرلینا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے تاہم اپنی بساط کے مطابق سرِ دست بعض فنی و معنوی کمالات کا ذکر کر کے بارگاہِ رضویت میں اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

(1) نعت گوئی اور پاسِ شریعت

جس طرح عبادات کے لئے کچھ آداب مقرر ہیں اسی طرح نعت گوئی کے لئے بھی کچھ قوانین ہیں، جو جانتے ہیں کہ اُن کی حدود میں رہ کر کہنا بڑے دِل گُردے کا کام ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نعت گوئی کا حقیقی شعور توفیق ایزدی ہی سے نصیب ہوتا ہے۔ جملہ اصنافِ سخن میں نعت ہی ایسی صنف ہے جو انتہائی دشوار اور مشکل ہے۔ اس میدان میں بڑے بڑے ہوشمند ٹھوکریں کھاتے دیکھے گئے ہیں۔ رنگِ مجاز میں آپ آزاد ہیں لیکن نعت کے تقاضوں کو وہی پورا کر سکتا ہے جس کا دل سرکارِ مدینہ ﷺ کی حقیقی اور سچی محبت سے سرشار ہو اور اس کے ساتھ علمِ شریعت سے بھی دل پوری طرح باخبر ہو —— جو دیوانوں کی طرح سوچے اور ہوشمندوں کی طرح لکھے۔ یہ ایک ایسا گلستان ہے جس میں پھولوں کے ساتھ کانٹے بھی ہیں جن سے ایک کاملِ فن ہی دامن بچا کر پھول چُن سکتا ہے۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نعت گوئی کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"حقیقتاً نعت شریف لکھنا بڑا مشکل کام ہے جس کو لوگوں نے آسان سمجھ لیا ہے اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے، اگر بڑھتا ہے تو اُلوہیت میں پہنچ جاتا ہے، اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں صاف راستہ ہے، جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔" (الملفوظ۔ ج۔۲۔ ص۴۰)

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے مذکورہ قول کی اُس وقت پوری طرح تصدیق ہو جاتی ہے جب ہمیں گلزارِ نعت میں ماہرِ گل چینوں کے دامن بھی کانٹوں میں اُلجھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حضرت محسن کاکوروی نے سراپا مبارک لکھا، جسے خوب شہرت حاصل ہوئی، اُس کا یہ آخری شعر ملاحظہ فرمایئے:۔

مفت حاصل ہے، مگر اس کی یہ تدبیر نہیں کھوٹے داموں بکے یوسف کی یہ تصویر نہیں

بلحاظِ فن یہ شعر آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا ہے لیکن شرعی نقطۂ نگاہ سے دیکھئے تو مصرعہ ثانی سے ایک اولوالعزم نبی کی توہین و تنقیص کا پہلو نکلتا ہے ـــــ حضرت محسن تمنا کرتے ہیں کہ کاش! اس سراپائے مبارک کو بروزِ حشر بارگاہِ ربوبیت میں پیش کروں۔ باری تعالیٰ اس کے بدلے میں حور و قصور عطا فرمائے تو دست بستہ عرض کروں، الہ العالمین! یہ مفت پیش کر سکتا ہوں لیکن حور و قصور اس کا بدل نہیں کہ یہ یوسف علیہ السلام کی تصویر نہیں کہ کھوٹے داموں بیچ دی جائے ـــــ ایک اور قصیدے کا شعر ہے:۔

الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی برا معلوم ہو لفظِ احد میں میم احمد کا

حضرت محسن کاکوروی علیہ الرحمۃ کی شاعرانہ عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ مذکورہ دونوں اشعار عالم استغراق یا جوشِ روانی میں سپردِ قلم ہوئے اور غیر شعوری طور پر ادب کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا، حالاں کہ یہ وہ نازک بارگاہ ہے کہ:۔ ع

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

مشہور شاعر جناب اطہر ہاپوری مرحوم نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک نعت ارسال کی جس کا مطلع تھا:۔

کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے مجنوں کھڑے ہیں خیمہ ءلیلیٰ کے سامنے

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے برہم ہو کر فرمایا، مصرعہ ثانی منصب رسالت سے فروتر ہے۔ حبیب کبریا ﷺ کو لیلےٰ سے، گنبدِ خضرا کو خیمہ ءلیلیٰ سے تشبیہ دینا سخت بے ادبی ہے اور یوں قلم برداشتہ اصلاح فرمائی:۔

کب ہیں درخت حضرتِ والا کے سامنے قدسی کھڑے ہیں عرش معلّےٰ کے سامنے

ایک صاحب نے بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں حاضر ہو کر اپنے نعتیہ اشعار سنانے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا، میں اپنے چھوٹے بھائی حسن میاں یا حضرت کافی مراد آبادی کا کلام سنتا ہوں (اس لئے کہ ان کا کلام میزان شریعت میں تلا ہوا ہوتا ہے) اگرچہ حضرت کافی کے یہاں لفظ رعنا کا استعمال بھی موجود ہے، اگر وہ اپنی اس غلطی پر آگاہ ہو جاتے تو یقیناً اس لفظ کو بدل دیتے۔ پھر خیالِ خاطرِ احباب کے پیشِ نظر اُن صاحب کو کلام سنانے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ اُن کا ایک مصرعہ یہ تھا:۔

شانِ یوسف جو گھٹی ہے تو اِسی در سے گھٹی

آپ نے فوراً شاعر موصوف کو روک دیا اور فرمایا: حضور اکرم ﷺ کسی نبی کی شان گھٹانے کے لیے نہیں بلکہ انبیاء کرام کی عظمت و بزرگی میں چار چاند لگانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ مصرعہ یوں بدل دیا جائے:۔

شانِ یوسف جو بڑھی ہے تو اِسی دَر سے بڑھی

آدابِ نعت گوئی اور اس کے شعور و عرفان کے ساتھ فاضل بریلوی کی نظر کی گہرائی کی داد دیجئے کہ معمولی سی شرعی لغزش بھی آپ کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی اور مصرعوں کی تبدیلی سے مضمون کس قدر جاندار ہو گیا ہے ـــــ حقیقتاً آپ کی یہ بات باریک بینی اور نظر کی گہرائی اُن خداداد صلاحیتوں میں سے ایک ہے جن کی بنا پر علمائے عرب و عجم نے آپ کو مجدد اور امام زمانہ تسلیم کیا تھا ـــــ جو ذاتِ گرامی صرف تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں جملہ علوم عقلی و نقلی میں ماہرانہ استعداد کی سند لے کر مسندِ افتا پر جلوہ افروز ہو اس کی تبحر علمی پر ذہانت و فطانت جس قدر بھی ناز کرے کم ہیں

جب ہم آپ کی پہلو دار شخصیت پر نظر ڈالتے ہیں تو موجودہ صدی کی سربرآوردہ علمی شخصیتوں میں آپ کا قد و قامت

سب سے بلند نظر آتا ہے اور آپ کا مقامِ فضیلت سب سے مرتفع، آپ بیک وقت ایک متبحر عالم، مفسّر، محدث، فقیہ، مفکر، فلاسفر، خطیب، اُردو کے بلند پایہ ادیب اور نعت گوئی میں منفرد حیثیت کے شاعر تھے۔ مختلف علوم وفنون پر کم وبیش ایک ہزار تصانیف آپ کی رفعتِ علم، بلندیٔ فضیلت، علوِفن اور قدرت ومہارت کی آئینہ دار ہیں جس موضوع پر قلم اُٹھایا کوئی تشنگی باقی نہ چھوڑی جس عنوان کو اپنایا اُس کا گوشہ گوشہ منور کردیا، نثر کی جانب چلے تو ایسے لعل وجواہر بکھیرے کہ عروسِ نثر کو کبھی تہی دامنی کا شکوہ نہ ہوگا۔ شاعری کی طرف آئے تو وہ گُل بوٹے کھلائے کہ تاظورہ نظم کو ہمیشہ کے لیے بہشت بداماں بنادیا۔

فاضلِ بریلوی کے عہد پر نظر ڈالیں اور ذرا پیچھے کی طرف جھانک کر دیکھیں تو تاریخ کے صفحات پر بڑے بڑے نعت گو شعراء نظر آتے ہیں۔ شہیدِ تحریک آزادی، حضرت مولانا کفایت علی کافی مراد آبادی، خواجہ میر درد، مولانا شاہ عبدالقادر فقیر قادری بدایونی، حضرت علی احمد امیر بدایونی، تلمیذ غالب دہلوی وغیرہم اور آپ کے معاصرین میں مفتی امیر احمد امیر مینائی، محسن کاکوروی، بیان یزدانی، اکبر وارثی اور حسن بریلوی وغیرہم یہ سب اُردو لغت کے آفتاب وماہتاب ہیں اور اِن کا شمار اساتذہ نعت میں ہوتا ہے۔ ان کے کمال نعت گوئی نے اِس فنِ مبارک کو اُردو ادب میں ایک خاص مقام دلوایا اور اس میدان میں انہوں نے جوہر گری دکھائی اُس کی بدولت آج یہ فن زندہ ہے۔

فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے معاصرین کے کلام میں جو نمایاں فرق ہے وہ سچا عشقِ رسول ہے، جس نے آپ کو اُن تمام سے ممیز وممتاز کردیا ہے۔ آپ کے ہر شعر میں اس کی نورانیت نظر آتی ہے۔ یہی وہ شمع ہے جس کی روشنی میں آپ اُن تمام مشکل ترین منزلوں کو بھی بآسانی طے کرتے چلے گئے جہاں بڑے بڑے علماء شعراء کے قدم ڈگمگانے لگے اور بعض ٹھوکریں کھاتے دیکھے گئے —— اِس روشنی سے نہ صرف آپ ہی کا دانش کدہ منور ہے بلکہ آپ نے اِس کی شعاعوں سے ہندو پاک کی فضائے شعر وحکمت میں ایسا چراغاں کیا ہے جو ہمیشہ روشن رہے گا اور جس کے اُجالے میں مستقبل کا جویائے راہ سلامت روی کے ساتھ اپنی منزل مقصود پالے گا۔

آپ کا مجموعہ نعت حدائق بخشش نہ صرف عشقِ حبیب کی شعری تصویر ہے بلکہ نعتِ حبیب کا وہ مشرق ہے جس سے آفتابِ عرب کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں، جو آنکھوں کے راستے دِل میں اُتر کر کائناتِ حیات کو منور کردیتی ہیں۔ سوز ودرد اور جذب واثر نے الفاظ کو گویا زبان دے دی ہے اور وہ کوئے حبیب کی حدیث عشق سُنا رہے ہیں۔ یہ خصوصیت یہ اندازِ بیاں، یہ سلیقہ نعت آپ کے علاوہ اور کسی کے یہاں نظر نہیں آتا۔ آپ نے الفاظ میں عشقِ حبیب کا وہ طلسم پھونک دیا ہے کہ مفاہیم کی پَرت پَرت کھولتے چلے جایئے مگر شاعر کے جذبے کی گہرائی ہاتھ نہیں آنے پاتی۔

اِس میدان میں بڑے بڑے نعت گو اساتذہ کے قدم ڈگمگا گئے ہیں اور اِس کسوٹی پر کوئی بھی پورا نہیں اتر سکا ہے، حالانکہ اساتذہ نعت میں وہ بھی ہیں جو شاعر ہونے کے علاوہ عالم ومفتی بھی تھے۔ چند شعراء کا نمونہ کلام پیش کیا جاتا ہے —— بانیٔ مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا ایک شعر ملاحظہ فرمایئے جسے سرخیل علمائے دیوبند، مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے خطبات میں تحریر کیا ہے۔

گرفت ہوگی تجھے ایک بندہ کہنے پر
جو ہوسکے بھی خدائی کا اِک تری انکار

یعنی اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدائی کا انکار ممکن بھی ہو تو پھر آپ کے بندہ کہنے پر گرفت یقینی ہے۔ بالفاظِ دگر: کوئی

تری خدائی نہ بھی تسلیم کرے تب بھی تجھے بندہ نہیں کہا جاسکتا ورنہ گرفت ہوگی۔ یہ عقیدۂ توحید و رسالت سے کس قدر نا آشنائی ہے۔
صحیح عقیدہ وہ ہے، جو اعلیٰ حضرت نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا:۔

مَیں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و مُحِب میں نہیں میرا، تیرا

یعنی میں تو اے آقائے کون و مکان ﷺ آپ کو ساری کائنات کا (مجازی) مالک ہی کہوں گا، کیونکہ آپ مالکِ دو جہاں کے حبیب ہیں۔ چونکہ محبت کا تقاضا یہی ہے کہ مُحب اور محبوب کے درمیان یہ سوال ہی ختم ہوتا ہے کہ یہ میرا ہے اور وہ تیرا ہے بلکہ جس شئے کا مُحب مالک ہوتا ہے محبوب کو بھی اُس کا مالک بنا دیتا ہے۔ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب کی ملکیت و ملوکیت کو ثابت کیا اور شریعت مطہرہ کے عین مطابق عقیدہ ظاہر کیا لیکن نانوتوی صاحب ایک جانب تو حبیب خدا کی خُدائی کا انکار ناممکن بتا رہے اور دوسری جانب اسے گرفت کی وعید سنا رہے ہیں جو آپ کو بندہ کہے حالاں کہ تمام کائنات سے افضل اور بعد از خدا بزرگ و برتر ہونے کے باوجود یقیناً آپ خُدا کے بندے ہیں —— سابق اخبار ''زمیندار'' کے ایڈیٹر مشہور سیاست دان، صحافی اور شاعر، مولوی ظفر علی کا یہ شعر ملاحظہ ہو:۔

ارسطو کی حکمت ہے یثرب کی لونڈی
فلاطون طفلِ دبستانِ احمد

فخرِ دو عالم ﷺ نے مدینہ طیبہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا ہے، بخاری و مسلم کی حدیث ہے: یَقُوْلُوْنَ یَثْرِبُ وَ هِیَ الْمَدِیْنَۃَ۔ لوگ اِسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ یہ مدینہ ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ممانعت کے باوجود ظفر علی خان صاحب نے اس لفظ یثرب کو اپنی نعتوں اور نظموں میں بکثرت استعمال کیا ہے۔ استاذ الاساتذہ، منشی امیر احمد امیر مینائی مرحوم نہ صرف بلند پایہ شاعر تھے بلکہ سنی صحیح العقیدہ بزرگ تھے۔ اس کے باوجود دیگر شعراء کی طرح وہ بھی اپنی نعتوں میں جابجا لفظ یثرب استعمال کر گئے۔ نمونے کے طور پر موصوف کے صرف تین شعر ملاحظہ ہوں۔

شوق یثرب ہے یہاں کہیں لگتا نہیں جی
ملک بیگانہ نظر آتا ہے کشور اپنا

خاک یثرب ہے مرتبے میں حرم
واہ رے احترام احمد کا

ہے عجب تاثیر خاک پاک یثرب میں جہاں
منقلب ہو کر بدن میں نُور بن جاتی ہیں روح

لفظ یثرب کا استعمال تو ہو رہا ہے ایک جانب لیکن علم شریعت کی شمع رکھنے کے باوجود حضرت امیرؔ مینائی مرحوم نعتِ حبیب لکھتے ہوئے راستہ بھول کر اُلوہیت کی منزل میں پہنچ جاتے ہیں اور بے خبری کے اندھیروں میں بھٹکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں:
یہ شعر ملاحظہ ہو:۔

ظاہر ہے کہ ہے لفظ احد احمد بے میم
بے میم ہوئے عین خدا، احمد مختار

ظاہر ہے کہ لفظ احد حقیقت میں بے میم ہے یا لفظ احمد سے میم علیحدہ کر دیں تو لفظ احد رہ جاتا ہے اور اس سے امیر مینائی مرحوم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ احمد واحد ایک اور احمدِ مختار عین خدا ہیں۔ (نعوذ باللہ) آپ مشکل سے یقین کریں گے یہ شعر امیر مینائی جیسے ہوشمند شاعر کا ہے۔ مزید دیکھئے:۔

قُران ہے خورشید تو نجم اور صحیفے
اللہ گُہر اور صدف احمدِ مختار

مصرعہ ثانی شرعاً قابل گرفت و لائق اعتراض ہے، کیوں کہ صدف سے گُہر پیدا ہوتا ہے۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ

صدف ہوئے اور ذات باری تعالیٰ گُہر تو غور فرمائیے کہ بات کہاں سے کہاں جا پہنچی ہے۔ موصوف کا یہ شعر بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں:۔

طور کا جلوہ تھا، جلوہ آپ کا ۔۔۔ لَن تَرَانِی تھی صدائے مصطفیٰ

موصوف کے نزدیک طور پر جو تجلی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے دیکھی تھی وہ حضور ﷺ ہی کا جلوہ تھا اور لَن تَرَانِی بھی حضور ہی نے کہا تھا (گویا نبی آخر الزمان ﷺ خُدا کے پردے میں خود ہی لَن تَرَانِی گو تھے) یہ عقیدہ توحید کے بالکل منافی ہے۔ یہ شعر بھی ملاحظہ ہو:۔

طور وہ روضہ ہے، میں صورت موسیٰ لیکن ۔۔۔ اَرِنِی مُنہ سے نکالوں جو مزار آئے نظر

اُن کے نزدیک روضۂ رسول کوہِ طور ہے، آپ وہ بصورت موسیٰ علیہ السلام ہیں اگر انہیں روضہ اطہر نظر آجائے تو وہ ربّ اَرِنِی کہنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ فخر دو عالم ﷺ کو رب قرار دینا نعت گوئی نہیں ہے بلکہ منصب نعت گوئی سے بھٹک جانا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو:۔

پاک تھی رنگِ دورنگی سے وہ خلوت گہہ خاص ۔۔۔ وہی شیشہ، وہی مے خوار تھا معراج کی شب

قابَ قوسین کی خلوت گاہِ خاص میں دو نہ تھے بلکہ صرف ایک ہی ذات تھی، وہی ذات شراب کی بوتل اور وہی شراب پینے والی تھی۔ امیر مینائی صاحب کا وہی سے خُدا کی طرف اشارہ ہے یا حبیب خُدا کی جانب، یہ خُدا ہی بہتر جانتا ہے۔ خُدا کو رسول خُدا کا منصب دینا یا رسول خُدا کے مقام پر فائز کرنا یا دونوں کو ایک قرار دینا، ساری صورتیں ہی قابل اعتراض ہیں نیز خُدا اور حبیب خُدا کو شیشہ و شراب و میخوار جیسے الفاظ سے تشبیہ دینا کوئی اچھی جسارت نہیں۔ ایک اور شعر ہے:۔

اللہ بخش دے جو وہ شیطان کے ہوں شفیع ۔۔۔ ہم مجرموں کے جرم تو ہیں کس حساب میں

اِسی طرح کا ایک شعر اور ملاحظہ ہو:۔

آیا خیالِ انجمنِ لامکاں ہمیں ۔۔۔ دیکھے کبھی جو عاشق و معشوق ڈاب میں

(محامد خاتم النبیین، مطبوعہ لکھنؤ، مختلف صفحات)

اِس شعر کا مصرعہ ثانی مبتذل ہے۔ انجمن لامکان و بزم اسرائے میں خُدا اور حبیب خُدا کی ملاقات کہاں اور دُنیاوی عاشق و معشوق اور اُن کا ڈاب کہاں۔ مندرجہ بالا دونوں اشعار کا مضمون و تخیل مبنی بر تضحیک و ابتذال ہے جو نعت کے لئے قطعاً نامناسب اور خلاف ادب ہے مشہور نعت گو شاعر، حضرت حافظ پیلی بھیتی کا شمار بھی اساتذہ نعت میں ہوتا ہے، ذرا اُن کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیے:۔

وُہی جو مُستوی عرش تھا خُدا ہو کر ۔۔۔ اُتر گیا ہے مدینے میں مصطفےٰ ہو کر

جو ذات عرش معلیٰ پر خُدا کے نام سے مُستوی تھی اب وہ مُصطفےٰ کا نام اختیار کر کے مدینے میں تشریف لے آئی ہے۔ موصوف کا یہ تخیل ہی کونسا کم قابل اعتراض ہے لیکن لفظ تھا کے تیور تو ملاحظہ ہوں —— بات کہاں پہنچی کہ اب وہاں خدا نام کی کوئی ذات نہیں ہے جو ذات کبھی تھی وہ عرصہ ہوا مدینے میں مصطفےٰ بن کر اُتر آئی (نعوذ باللہ) حضرت حافظ پیلی بھیتی بھی نعت گوئی کے پل صراط سے سلامت روی کے ساتھ پار نہ ہو سکے۔ حبیب خُدا کو خُدا کے منصب پر بٹھانا نعت گوئی نہیں بلکہ بھٹکنا ہے۔

—— کونسا پڑھا لکھا سنی ہے جس نے بلبل باغ مدینہ، عاشق رسول، حضرت کرامت علی شہیدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہ سُنا ہوگا۔ اُن

کا مندرجہ ذیل شعر پاک و ہند کے بچے بچے کی زبان پر آج بھی جاری ہے:۔

قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا
تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے

مگر فردوسِ نعت کی سیر کرتے ہوئے لاشعوری طور پر وہ بھی کانٹوں میں الجھ کر رہ گئے۔ چنانچہ اسی نعت شریف کا ایک شعر یہ بھی ہے:۔

زباں پر میرے جس دم نام آتا ہے محمد کا
خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے

یہ شعر یوں تو محبت سرکارِ مدینہ کے عطر میں ڈوبا ہوا ہے اور ہر لفظ سے شہیدی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کا جام چھلکتا ہوا نظر آ رہا ہے لیکن منہ چومنا، بوسا دینا، انسانی فعل ہے جس سے ذات باری تعالیٰ پاک اور منزہ ہے —— حضرت بیدم وارثی کا یہ شعر ملاحظہ ہو:۔

رہنے دو راز کھل گیا، بندے بھی تم خدا بھی تم
عشق کی ابتدا بھی تم، حسن کی انتہا بھی تم

موصوف نعت گوئی کی حد سے کتنے پرے نکل گئے ہیں۔ غرضیکہ امیر مینائی، محسن کاکوروی، حافظ پیلی بھیتی اور شہیدی بریلوی رحمۃ اللہ علیہم الرحمۃ وغیرہ اردو نعت کے اساتذہ فن ہیں، جن کی خدمات تاریخ نعت گوئی ہرگز فراموش نہیں کر سکے گی۔ ان حضرات کے خلوص نیت اور جذبہ عقیدت پر کوئی کوتاہ بیں اور تنگ نظر ہی شک کرے گا۔ اگر ان حضرات کو اپنی شرعی لغزشوں پر آگاہی ہو جاتی تو یقیناً وہ اس قسم کے اشعار کو بدل دیتے اور آئندہ کے لیے محتاط ہو جاتے۔ موجودہ دور کے نعت گو شعراء میں سے صرف جناب اعظم چشتی صاحب کے چند اشعار پیش کرتا ہوں، جن کا نعتیہ کلام ملک کے مقبول اور کثیر الاشاعت رسائل و جرائد کی زینت بنتا رہتا ہے اور ریڈیو پاکستان سے بھی اکثر فردوس گوش ہوتا رہتا ہے۔ بہت اچھی نعتیں لکھتے ہیں ہیں پڑھتے ہیں۔ نوجوان شاعر ہیں تاریخ نعت گوئی کو ان سے مستقبل میں کافی توقعات ہیں۔

جناب کوثر نیازی نے ان کے مجموعہ کلام پر دیباچہ لکھتے ہوئے موصوف کو نعت خوان اعظم کہا ہے۔ دیباچے میں ایک جگہ لکھا ہے:۔

"وہ نعت کے لئے غزل کا پیرایہ استعمال کرتا ہے مگر شریعت کا مزاج برہم نہیں ہوتا"۔

مگر جہاں تک احقر نے ان کے کلام کا مطالعہ کیا ہے بعض جگہ موصوف کا قلم بھی شاہراہ شریعت کو چھوڑ کر الوہیت کی حدود میں داخل ہو گیا ہے جس سے شریعت کا مزاج تو کیا پورا نظام شریعت ہی درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے۔ موصوف کا یہ شعر ملاحظہ ہو:۔

ہر آدمی سمجھنے لگا ہے، خدا ہوں میں
انسانیت کو بخشی وہ معراج آپ نے

موصوف کے نزدیک سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو جہالت اور بت پرستی کی پستی سے اٹھا کر اعلیٰ اخلاق کا درس دے کر وہ عروج بخشا کہ ہر آدمی اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگ گیا ہے —— نبی اکرم، ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم عالم انسانیت کو توحید کا سبق دینے اور سب کو ایک خدا وحدہ لاشریک کے سامنے جھکانے کے لئے تشریف لائے تھے نہ کہ نعوذ باللہ انسانوں کو خدا بنانے کے لئے۔ ایک انسان شرف انسانیت سے کتنا ہی مشرف کیوں نہ ہو جائے، کتنا ہی عروج کیوں نہ پالے لیکن اتنی ترقی ہرگز نہیں کر سکتا کہ وہ خدا ہو جائے۔ بندوں کو خدا سمجھنا انسانیت کا تنزل تو ہے معراج ہرگز نہیں ایک اور شعر ہے:۔

ہے محمد بھی احمد بے میم
عبد و معبود میں ہے نسبت تام

ہے محمد بھی احمد بے میم موصوف کے نزدیک بندے اور خدا میں اس درجہ مکمل نسبت ہے کہ بایں تعلق و نسبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے میم —— کہ احمد یعنی احد (خدا) ہیں۔ (استغفر اللہ)۔ مزید لکھا ہے:

عقل کہتی ہے مسٹنگا کہیے — عشق بیتاب ہے خدا کہیے

مفہوم ظاہر ہے۔ نہ جانے اعظم صاحب اپنے اشعار میں لفظ خدا کن معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

نہاں تابود در پردہ، خدا بود — چوں ظاہر شد، محمد مصطفٰے بود

اعظم چشتی صاحب کے نزدیک وہ جب تک پردے میں تھا تو اس کا نام خدا تھا اور جب پردے سے ظاہر ہوا تو محمد مصطفٰے بن گیا۔ یہ شعر حافظ پیلی بھیتی کے اردو شعر کا فارسی ترجمہ ہے جو پیچھے مذکور ہوا، یہ بھی لکھا ہے:۔

آگئی سامنے آنکھوں کے اللہ کی صورت — آئے سرکار جو اللہ کی برہاں بن کر

یعنی ان کے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ایسی روشن دلیل بن کر تشریف لائے کہ خدا کی صورت ہی سامنے آگئی —— کیا خدا کی بھی شکل وصورت ہے؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ میری صورت خدا جیسی ہے یا میں خدا کا ہم شبیہ ہوں؟ —— یہ شعر قابل غور ہے:۔

خالق عرش، سر عرش، بہ صدر عنائی — جلوہ فرما ہے بہ انداز دگر آج کی رات

(نیر اعظم مختلف صفحات)

موصوف کے نزدیک اللہ رب العزت معراج کی رات میں تمام رعنائیوں کے ساتھ کسی دوسرے ہی انداز میں سر عرش جلوہ افروز تھا —— لفظ رعنائی خالق عرش کے لئے غور طلب ہے جب کہ علمائے کرام نے حبیب خدا کے لئے بھی اس لفظ کا استعمال منع فرمایا ہے۔ غور طلب ہے کہ اس بے نیاز کو رعنائیوں کی ضرورت ہی کیا؟ کیا پہلے وہاں کسی چیز کی کمی ہے؟ بننے سنورنے اور آرائش حسن وزیب وزینت کی احتیاج انسان کو ضرور ہے لیکن وہ بے نیاز تو نور ہے جس میں نہ کمی ممکن نہ زیادتی۔

خود میرے نانا جان حضرت مولانا حافظ سید راحت علی صاحب علیہ الرحمۃ جو اپنے دور کے جید عالم تھے اور جودھپور کے جید علماء میں جن کا شمار تھا اور جن کی نظر علوم شرعیہ میں بڑی گہری تھی، وہ بھی اسی طرح بھٹک گئے تھے۔ چنانچہ موصوف کا ایک شعر ہے:۔

مدیح سرور ہر دو جہاں ہے — زبان اللہ کی، میری زبان ہے

اس شعر میں دو شرعی گرفت ہیں۔ ایک تو ذات باری تعالیٰ کی زبان بتانا حالاں کہ وہ زباں سے پاک ہے۔ دوسرے اپنی زباں کو قدرت سے تشبیہ دینا اور مدحت نگاری میں ہمسری کا دعویٰ —— مندرجہ بالا تحریر وتنقید سے صرف یہ دکھانا ہے کہ میدان نعت گوئی میں بڑے بڑے شہسوار ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اس پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزر جانا ہر کسی کا کام نہیں۔

حاشا اللہ! مندرجہ بالا اشعار پیش کرنے سے میرا مقصد ہرگز ان حضرات کو نشانہ تنقید بنانا نہیں ہے اور نہ یہ میرا منصب ہے —— لیکن یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ گلستان نعت کی چمن آرائی وچمن بندی میں ان بزرگوں کے دامان شاعری بھی کانٹوں میں الجھ جانے کی وجہ سے دریدہ نظر آتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں، مظہر کامل ہیں، سراپا نور ہیں، خدا کی عطا سے مالک خزائن اللہ اور قاسم نعمت الٰہیہ ہیں، خیر البشر اور افضل الخلائق ہیں، بعطائے الٰہی دانائے غیوب ہیں، باعث ایجاد خلق ہیں، بعد از خدا سب سے بزرگ وبرتر ہیں ہیں لیکن خدا ہرگز نہیں بلکہ خدا کے بندے اور سب سے برگزیدہ رسول ہیں۔

نعت میں مبالغہ جائز سہی مگر اس حد تک بھی نہیں کہ فرق مراتب کی تمام حدود پامال ہو جائیں اور عبد ومعبود میں کوئی امتیاز ہی باقی نہ

رہے——پھر مبالغے کی ضرورت کیا جب کہ ممدوح پاک ﷺ کا سراپا روشن حقیقت ہیں۔آپ کا ہر وصف مبنی بر صداقت اور آپ کی ادا جیتی جاگتی سچائی ہے۔یہاں مبالغے کا سہارا لینا آخر کس غرض سے؟

اس کے برعکس جب آپ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے نعتیہ کلام کا مطالعہ کریں گے تو یہاں ہرگز اس قسم کی آلودگی نہ ملے گی۔آپ کا کلام افراط وتفریط سے پاک اور مبالغہ آرائی سے مبرا ہے۔قرآن وحدیث کے مطابق ایسے سلیقے سے آراستہ کیا ہے کہ شاعرانہ عظمت کی تصویر منہ سے بول رہی ہے۔یہی وہ خصوصیات ہیں جو آپکو نعت گو اساتذہ میں منفرد مقام دلواتی ہیں۔آپ نے گلستان نعت میں ایک ماہر فن باغبان کی حیثیت سے رنگا رنگ بوٹوں کا اضافہ کیا،جن کی شگفتگی اور تازگی میں جمال مصطفوی کا شباب و نکھار اور عشق حبیب کی ابدی خوشبو اور بہار ہے۔

(2)حسن تغزل:

اپنے معاصرین اور اردو کے دیگر نعت گوشعراء میں فاضل بریلوی قدس سرہٗ کو جو امتیازی مقام حاصل ہے اس کی پہلی وجہ تو عشق ہے جس میں آپ سرتاپا ڈوبے ہوئے تھے اور دوسری وجہ علوم شرعیہ میں آپ کا تبحر ہے ان دونوں کے امتزاج اور ان کے ساتھ سوز وگداز شدت احساس وخلوص جذبات کی ہم آہنگی نے آپ کے کلام میں حسن تغزل پیدا کر دیا ہے۔کلام کا یہ بانکپن وہ پاکیزہ معیار ہے جو آپ سے پہلے کسی نعت گو شاعر کے یہاں نہیں ملے گا آپ وہ پہلے شاعر ہیں جس نے اس حسن اہتمام کے ساتھ غزل کو نیا روپ دیا،ورنہ بعض غزل گوشعراء نے اس صنف کا پیراہن ادب پارہ پارہ کر کے اسے بازار سخن میں عریاں کر دیا تھا۔

آپ نے اس عرس سخن کو مجازی محبوب کی دہلیز سے اٹھایا،نعت کا پاکیزہ لباس پہنایا،عشق حبیب کے مقدس زیور سے آراستہ کیا اور حقیقی محبوب یعنی خدا کی چوکھٹ پر پہنچا کر،زندۂ جاوید بنا کر اسے اس کے حقیقی مقام پر پہنچایا۔یہاں ان ناقدین سخن کا یہ قول باطل ہو جاتا ہے کہ نعت گو کا مقام غزل گو سے کم ہے۔

غزل اس وقت تک لطف واثر سے خالی ہوتی ہے جب تک قلب وروح آشنائے درد نہ ہوں آپ کے کلام میں اس کی فراوانی ہے اور پوری شاعری اسی نقطہ کے گرد گردش کر رہی ہے۔آپ کی زندگی کا محور عشق رسول ﷺ ہے اور یہی آپ کے کلام کی اساس ہے ہر شعر میں یہ رنگ نمایاں ہے اور ہر نعت آپ کے پاکیزہ جذبات کی عکاس ہے۔آپ کی یہ عقیدت رسمی یا رواجی نہیں بلکہ محبت اور شدت تعلق کے باعث اپنا مستقل وجود رکھتی ہے۔اس کی باقاعدہ بنیادیں ہیں یعنی رسول کریم ﷺ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک سنت پر عمل۔آپ کے پاکیزہ جذبات اور عمل وکردار سے جو حسن تغزل پیدا ہوا ہے اس کی شعاعوں سے کلام رضا کی پوری کائنات منور ہے اور جگمگا رہی ہے۔قارئین کے حضور جناب مقبول جہانگیر کے لفظوں میں ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے،جس کی روشنی میں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے مقام عشق ومحبت اور بلندی کردار وعمل کا اندازہ کیا جا سکتا ہے:۔

’’کہاروں نے پالکی اٹھائی اور آگے پیچھے نیازمندوں کی بھیڑ چل رہی ہے۔پالکی لے کر تھوڑی دور چلے ہیں کہ یکا یک امام اہلسنت کی آواز سنائی دیتی ہے،پالکی روک دو حکم کے مطابق پالکی رکھ دی گئی۔ہمراہ چلنے والا مجمع بھی رک گیا۔حضرت اضطراب کی حالت میں پالکی سے برآمد ہوئے،کہاروں کو اپنے قریب بلایا اور بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا،آپ لوگوں میں کوئی آل رسول ﷺ تو نہیں؟ للہ اپنے جد امجد کا واسطہ سچ بتایئے؟ میرے ایمان کا ذوق لطیف تن جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے‘‘——اس سوال پر کہاروں میں سے ایک کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ چہرے پر غیرت وپشیمانی کی لکیریں ابھر آئیں۔ جبین آشفتہ حالی اور

گردش ایام کے ہاتھوں ایک پامال زندگی کے آثار اس کے انگ انگ سے آشکار تھے۔ دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظر جھکائے دبی زبان سے کہا: ''مزدور سے کام لیا جاتا ہے ذات نہیں پوچھی جاتی۔ آہ! آپ نے میرے جدّ اعلیٰ کا واسطہ دے کر میری زندگی کا ایک سربستہ راز فاش کر دیا۔ سمجھ لیجئے میں اسی چمن کا ایک مرجھایا ہوا پھول ہوں جس کی خوشبو سے آپ کی مشام جان معطر ہے۔ رگوں کا خون بدل نہیں سکتا، اس لئے آل رسول ہونے سے انکار نہیں لیکن اپنی خانہ برباد زندگی کو دیکھتے ہوئے، یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ چند مہینے پہلے آپ کے شہر میں آیا ہوں۔ کوئی ہنر نہیں جانتا کہ اسے ذریعہ معاش بناؤں۔ پالکی اٹھانے والوں سے رابطہ قائم کر لیا۔ ہر روز سویرے ان کے گروہ میں آن کر بیٹھ جاتا اور شام کو اپنے حصہ کی مزدوری لے کر بال بچوں میں لوٹ جاتا ہوں ــــــ ابھی مزدور کی بات تمام بھی نہ ہوئی تھی کہ لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ عالم اسلام کے ایک مقتدر امام کی دستار اس کے قدموں پر رکھی ہوئی ہے اور وہ آنسوؤں کی بارش میں مزدور سے التجا کر رہا ہے ــــــ معزز شہزادے! میری گستاخی معاف کر دو لاعلمی میں خطا سرزد ہوگئی۔ ہائے غضب ہوگیا، جن کے کفش پا کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے اُن کے کاندھے پر میں نے سواری کی ہے۔ قیامت کے دن اگر کہیں سرکار نے پوچھ لیا کہ احمد رضا! کیا میرے فرزند کا دوش نازک اس لیے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس وقت بھرے میدان حشر میں میرے ناموس عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہوگی۔ آہ اس ہولناک تصور سے کلیجہ شق ہوا جاتا ہے ــــــ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق دلگیر روٹھے ہوئے محبوب کو مناتا ہے اس انداز میں وقت کا یہ عظیم المرتبت امام اس سیّد زادے مزدور کی منت سماجت کر رہا ہے اور لوگ پھٹی پھٹی آنکھوں سے عشق کی ناز برداریوں کا یہ رقت انگیز تماشا دیکھ رہے ہیں ــــــ کئی بار زبان سے معاف کر دینے کا اقرار کرا لینے کے بعد امام اہلسنت نے ایک آخری التجائے شوق پیش کی:۔

چونکہ راہِ عشق میں خون جگر سے زیادہ وجاہت و ناموس کی قربانی عزیز ہے، اس لئے لاشعور کی ایک تقصیر کا کفارہ تو جبھی ہوگا کہ تم پالکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کندھے پر اٹھاؤں ــــــ اس التجا پر جذبات کے تلاطم سے لوگوں کے دل ہل گئے ہیں۔ وفور اثر سے فضا میں چیخیں بلند ہو رہی ہیں۔ ہزار انکار کے باوجود آخر سید زادے کو عشق جنوں خیز کی ضد پوری کرنی پڑی، یہ منظر کس قدر دل گداز ہے۔ اہلسنت کا جلیل القدر امام کہاروں میں شامل ہو کر اپنے علم و فضل، جبہ و دستار اور عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودی حبیب کے لیے ایک گمنام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا ہے ــــــ شوکت عشق کا یہ ایمان افروز نظارہ دیکھ کر پتھر دل بھی پگھل گئے ہیں۔ کدورتوں کا غبار چھٹ رہا ہے۔ غفلتوں کی آنکھ کھل گئی ہے اور دشمنوں کو بھی مان لینا پڑا ہے کہ آل رسول کے ساتھ احمد رضا بریلوی کے دل کی عقیدت و اخلاص کا جب یہ عالم ہے تو رسول ﷺ کی ذات اقدس سے وارفتگی و محبت کا کیا ٹھکانہ ہوگا''۔

(سالنامہ اُردو ڈائجسٹ، لاہور بابت اپریل ۱۹۸۵ء)

جس کی حسیات اس قدر بیدار ہوں کہ تیرہ سو سال بعد نسل سے تعلق رکھنے والے شہزادے کے جسم کی خوشبو سے بوئے رسالت محسوس کرے اس کے چشمہ حیات سے ابلنے والے نغمات میں روح بلالی کی تڑپ کیوں نہ ہو؟ آپ سرتا پا عشق و عمل کی شراب میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ لیکن قدم ڈگمگاتے نہیں۔ پئے ہوئے ہیں مگر بہکتے نہیں جوش ہے مگر ہوش کے ساتھ۔ دل و روح مکیف ہیں مگر عقل ہوشیار ہے جو قدم اٹھا منزل جاناں کی طرف۔ جب پاؤں پڑا شاہراہ شریعت پر۔ دیوانے کی طرح رواں دواں ہیں مگر آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ سراپا مدہوش ہیں مگر آپ کا قلم جاگ رہا ہے ــــــ آپ کے کلام میں بھی آپ کا یہی جنون بیدار

کارفرما ہے، جو تغزل کی جان ہے۔ مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

اب تو اس در پہ سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

طیبہ نہ سہی افضل، مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیا بات بڑھائی ہے

تمھاری یاد میں گزری تھی جاگتے شب بھر
چلی نسیم ہوئے بند دیدہ ہائے فلک

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر، نہ پھر چاہے دلہن پھول

ہیں عکس چہرہ سے لب گلگوں میں سرخیاں
ڈوبا ہے بدر گل سے شفق میں ہلال گل

دیکھا تھا خواب خار حرم عندلیب نے
کھٹکا کیا ہے آنکھ میں شب بھر خیال گل

مہر کس منہ سے جلوہ داریٔ جاناں کرتا
سایہ کے نام سے بیزار ہے یکتائی دوست

شوق رو کے نہ رکے پاؤں اٹھائے نہ اٹھے
کیسی مشکل میں ہیں اللہ تمنائی دوست

یاد رخ میں آہیں کرکے، بن میں رویا، آئی بہار
جھومیں نسیمیں، نیساں برسا، کلیاں چٹکیں، مہکی شاخ

کس بلا کی مے سے ہیں سرشار ہم
دن ڈھلا، ہوتے نہیں ہشیار ہم

ہمت اے ضعف! انکے در پر گر کے ہوں
بے تکلف سایۂ دیوار ہم

ناتوانی کا بھلا ہو، بن گے!
نقش پائے طالبان یار ہم

دل بستہ، بے قرار، جگر چاک، اشکبار
غنچہ ہوں، گل ہوں، برق تپاں ہوں، سحاب ہوں

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی، چراغ لے کے چلے

بچھڑی ہے گلی کیسی، بگڑی ہے بنی کیسی!
پوچھے کوئی یہ صدمہ، ارمان بھرے دل سے

سب طبیبوں نے دے دیا ہے جواب
آہ عیسیٰ! اگر دوا نہ کرے!

سلام اور معراج جیسے مشکل موضوعات میں بھی تغزل کا ویسا ہی رچاؤ ہے جیسا نعت میں۔ ذرا قصیدہ معراجیہ کے ہی دو شعر ملاحظہ ہوں:۔

نقاب الٹے وہ مہر انور، جلال رخسار گرمیوں پر!
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی، تپکتے انجم کے آبلے تھے

خدا ہی دے صبر جان پُرغم، دکھاؤں کیوں کر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی، جناں کا دولہا بنا رہے تھے

کچھ اشعار آپ کے مشہور زمانہ سلام سے بھی ملاحظہ فرمائیے:۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

طائران قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

لخت لختِ دل ہر جگہ چاک سے
شانہ کرنے کی عادت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

آپ کے اس رنگ تغزل کو آپ کے بعد آنے والے نعت گو شعراء نے بھی اختیار کیا، جن میں شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ

اقبالؔ، لسان الحسان، استاذی، علامہ ضیاء القادری بدایوانی علیہ الرحمۃ اور زائر حرم، عاشقِ رسول اکرم، جناب بہزاد لکھنوی علیہ الرحمۃ قابل ذکر ہیں۔ دور حاضر کے شعراء میں عزیز حاصل پوری (ملتان)، حافظ مظہر الدین مظہر (راولپنڈی)، حفیظ تائب (لاہور) اور قمر یزدانی (پنوانہ ضلع سیالکوٹ) فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے اس ایمان افروز شعری ادب کی کامیابی سے خدمات انجام دے رہے ہیں، اور ان کے نغمات سے پاکستان کی فضائیں گونج رہی ہیں۔

آج کے نعت گو شاعر کی نعت اسی حسن تغزل کی آئینہ دار ہے جس کی بنیاد امام نعت گویاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے رکھی تھی۔ یہ جدید رنگ کچھ ایسا مقبول ہوا کہ غزل کے رسیا بھی نعتیں کہنے لگے اور یہ ایک بڑی خوش آئند رو ہے۔ اکثر نوجوان شعراء بڑی خوبصورت نعتیں لکھ رہے ہیں، جن میں نہ صرف شاعری کے اعلیٰ نمونے ہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ کی ذات سے بے پناہ عقیدت کے اظہار کے ساتھ ساتھ موجود صدی کے خاص حالات ومحسوسات کی ترجمانی بھی ہوتی ہے —— فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی اس کامیاب جدت اور حقیقی شعورِ نعت گوئی کو اردو کا شعری ادب کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔

(3) جدتِ تخیل:

جدید غزل کے موجد، مرزا غالب دہلوی کا کلام تخیل کا مرقع ہے اور ان کی یہ جدت پسندی ہی اپنے معاصرین میں انہیں منفرد وممتاز مقام دلانے کا سبب بنی فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے یہاں جدت تخیل کے اعلیٰ نمونے ملتے ہیں۔ نعت شریف میں جدتِ تخیل کو حسن وخوبی کے ساتھ استعمال کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ اس میدان میں قدم قدم پر پھسل جانے کا اندیشہ ہے۔ چونکہ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اس پہلو سے بھی بڑے کامیاب رہے ہیں۔ باس اعتبار اگر انہیں نعت گوئی کا غالب کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔—— عموماً شعراء پھول کو آتش گل یا شعلہ گل سے تعبیر کرتے ہیں، جیسے فانی بدایوانی کا یہ شعر ہے:

بھڑک کے شعلہ گل تو ہی اب آگ لگادے آگ
کہ بجلیوں کو میرا آشیاں نہیں ملتا

مگر فاضل بریلوی کی جدت طبع تر دامنی سے آگ پیدا کررہی ہے مثلاً:۔

آتش تر دامنی نے دِل کئے کیا کیا کباب
خضر کی جاں ہو، جلادو ماہیانِ سوختہ

سوختہ کے لحاظ سے جلادو کا ہم شبیہ لفظ جلادو لاکر جدت طبع کا ایک اور ثبوت دیا اسی طرح آگ سے آگ سلگتی تو ضرور ہے لیکن بجھتی یا ٹھنڈی ہوتی کسی نے نہ دیکھی ہوگی۔ امام نعت گویاں کی جدت طبع ملاحظہ ہو کہ آپ نے آگ سے آگ کو ٹھنڈا کیا ہے:۔

اے عشق ترے صدقے، جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادے گی، وہ آگ لگائی ہے

پھولوں کے ساتھ کانٹے ضرور ہوتے ہیں اور شمع کی لو سے دھواں بھی اٹھتا ہے۔ یہ قدرتی امور ہیں، لیکن فاضل بریلوی ہمارے مشام ایمان کو ایک ایسے پھول سے معطر فرمارہے ہیں جس کے ساتھ کانٹا قطعاً نہیں ہے اور ہماری بزم روح کو ایسی شمع سے منور کررہے ہیں جو دھوئیں کی کثافت سے پاک ہے، چنانچہ لکھا ہے:۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

مالک اسی کہ کہا جاتا ہے جس کے ہاتھ میں کچھ ہو، جس کے پاس ملکیت ہو مگر جس کے ہاتھ ہی خالی ہوں وہ کیسا مالک؟ آیئے اعلیٰ حضرت کی جدت تخیل کے آئینے میں کائنات ارضی وسماوی کی اس ذات گرامی کی زیارت کرلیجئے جو ادھر کونین کا مالک ہے، دونوں جہاں کی نعمتوں کا قاسم ہے لیکن ادھر اس کے ہاتھ بھی خالی ہیں۔ چنانچہ شعر ہے:۔

مالک کونین ہیں، گو پاس کچھ رکھتے نہیں		دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

ایک نعت چار زبانوں میں کہی ہے یعنی اس نعت کا ہر شعر عربی، فارسی، اردو اور ہندی چار زبانوں سے مرصّع ہے۔ یہ نعت ہندو پاک کے اکثر پڑھے لکھوں کی زبان پر ہے، جس سے اس کی مقبولیت کا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے، ایک عالم دین کی لکھی ہوئی یہ نعت اساتذۂ فن کو حیرت زدہ کئے ہوئے ہے۔ اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ سامع اور قاری کو روانی کے لحاظ سے یہی محسوس ہوگا گویا ایک ہی زبان میں کہی گئی ہے۔ یہ نعت فاضل بریلوی کے علمی تجر اور چار زبانوں میں قادر الکلامی کے لحاظ سے آپ کا شعری شاہکار ہے۔ نمونۃً دو شعر ملاحظہ ہوں:۔

لَمْ یَاتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثلِ تو نہ شد پیدا جانا		جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

اَلْبَحْرُ عَلَا وَ الْمَوْجُ طَغٰی من بیکس و طوفاں ہوش رُبا		منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

اشعار کے مضمون کا ہر فقرہ دوسرے سے کس قدر مربوط ہے اور چار زبانوں میں ہونے کے باوجود کسی شعر کے تسلسل میں ذرہ برابر فرق نہیں آنے دیا۔ ہر مصرعہ مقفّٰی ہے اور خوبصورت الفاظ سے سجا ہوا ہے۔ پوری نعت میں موج رواں کا ترنم اور نسیم سحری کا تکلم سمو دیا ہے۔ چار زبانوں میں اس اہتمام سے نعت کہنا فاضل بریلوی ہی کی جدت تخیل کا کام ہے۔

(4) مضمون آفرینی و رعنائی خیال:

مضمون آفرینی اور رعنائی خیال کے انوکھے نمونے بھی آپ کے یہاں ملتے ہیں۔ آپ کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیے۔

مرنے والوں کو یہاں ملتی ہے عمر جاوید		زندہ چھوڑے گی نہ کسی کو مسیحائی دوست

مسیحا کا کام مُردوں کا زندہ کرنا ہے کیوں کہ مسیحائی زندگی بخشتی ہے۔ اس خیال کو اگر چہ بہت سے شعراء نے پیش کیا ہے لیکن اعلیٰ حضرت نے یہاں بھی اپنی انفرادیت کو قائم رکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو حضور کے آستانے پر مرتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاتا ہے، اسے ابدی زندگی مل جاتی ہے۔ چنانچہ ایسی زندگی بخش موت کے لئے کون اپنی جان نہ دے گا؟ دریں حالات دوست کی یہ مسیحائی کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گی۔ مصرعہ ثانی کی برجستگی تعریف سے بے نیاز ہے

۱۲۹۶ھ میں اعلیٰ حضرت کو پہلی بار روضۂ اطہر کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ واپسی پر ایک دردانگیز غزل کہی، جس کا مطلع ہے:۔

خراب حال کیا، دل کو پر ملال کیا		تمہارے کوچہ سے رخصت نے کیا نہال کیا

اس غزل کا یہ پھڑکتا ہوا شعر ملاحظہ ہو:۔

وہ دل کے خوں شدہ ارماں تھے جس میں مل ڈالا		فغاں کے گور شہیداں کو پائمال کیا

یعنی اے رخصت دیار حبیب! میرا دل پہلے ہی گور شہیداں تھا، جس میں میرے خوں شدہ ارمان سوئے ہوئے تھے تو نے یہ کیا کیا کہ اب وہ اس طرح اجڑ گیا ہے جیسے ہل چلا کر زمین برابر کر دی جاتی ہے۔ اب تو یہ بالکل سنسان ہو گیا، کچھ بھی تو باقی نہ چھوڑا

——اور اس شعر کا مضمون دیکھ کر رعنائی کی داد دیجئے۔

پریشانی میں نام ان کا دل صد چاک سے نکلا		اجابت شانہ کرنے آئی گیسوئے توسّل کا

شاعر عرض گزار ہے کہ اے کریم! یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ گناہ سراسر زہر ہے لیکن شفاعت شہد ہے۔ آخر اس شہد شفاعت کو چکھنے یعنی شفاعت سے فائدہ اٹھانے کے لئے بھی تو کوئی ہونا چاہیے تھا—— ظاہر ہے کہ شفاعت گناہگاروں کی ہوگی۔ عذر گناہ کو

یہاں اچھوتے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔
لفظ ہرجائی کو شعرائے غزل نے تو محبوب کے لئے اکثر استعمال کیا ہے لیکن نعت میں اس کا نام ونشان نہیں ملتا، کیونکہ اس کے معنی ہیں:۔ بے وفا، بے مروت، ہر جگہ آنے جانے والا وغیرہ —— مگر اعلیٰ حضرت نے نعت میں بھی اسے استعمال کیا لیکن ایسے انداز سے کہ اس کی نوعیت ہی بدل گئی اور معنوی اعتبار سے یہ لفظ پاکیزہ بن گیا۔ ایک شعر ملاحظہ ہو:۔

ڈھونڈ نے جائیں کہاں جلوۂ ہرجائی دوست　　حسن بے پردہ کے پردے نے مٹا رکھا ہے

یعنی اس کا حسن بے پردہ ہے:۔ پھولوں میں اس کا رنگ وبو، تاروں میں اس کی چمک دمک آفتاب و ماہتاب میں اس کی ضیا پاشیاں اور ساری کائنات اس کے ہجوم انوار میں گم ہے۔ اس کی قدرت کی کرشمہ کاری اور جلوہ گری ہر جگہ ہے لیکن خود اس کا حسن کہیں نظر نہیں آتا۔ آخر اسے کہاں تلاش کریں؟ اس کی ہر تجلی ایک حجاب بن گئی ہے۔ ہم ایسے جلوہ ہرجائی (ہر جگہ پائے جانے والے جلوے) کو ڈھونڈنے کہاں جائیں؟ ہمیں تو اس پردۂ حسن کے نورانی پردے نے مٹا رکھا ہے —— ایک غزل کا مقطع ہے:۔

بس جگہ دل میں ہے اس جلوۂ ہرجائی کی　　تنگ ٹھہری ہے رضا جس کے لئے وسعت عرش

یہاں بھی جلوۂ ہرجائی کتنا پاکیزہ مفہوم پیش کر رہا ہے —— غرضیکہ مضمون آفرینی ورعنائی خیال کے بیشمار موتی آپ کی نعتوں میں جابجا بکھرے ہوئے ملیں گے۔ آپ نے اگر کوئی فرسودہ خیال بھی پیش کیا ہے تو ایسے اچھوتے انداز سے کہ ان میں جان پڑ گئی —— محبوب کی آمد کے انتظار میں آنکھیں فرش راہ کرنا، یہ ایسا خیال ہے جسے قریب قریب ہر شاعر نے باندھا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس فرسودہ مضمون میں الفاظ سے جان ڈال کر اسے رعنائی خیال کا مرقع بنا دیا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو:۔

بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخواب بصارت کا　　الٰہی منتظر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں

الٰہی! میں تو مدت سے ان کی تشریف آوری کا منتظر ہوں۔ وہ تشریف لائیں، بسم اللہ، کب سے میری آنکھوں نے تار نظر سے کم خواب کا فرش تیار کر کے بچھا رکھا ہے۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے کم خواب اور بصارت کے الفاظ سے شعر میں روح پھونک دی ہے۔ اس شعر میں لفظ کمخواب ذو معنی ہے۔ کمخواب ایک ریشمی پارچہ بھی ہے جو انتہائی نرم ونازک ہوتا ہے اور دوسرا معنی کم سونا ہے، اس کے لحاظ سے شعر کا مفہوم یہ ہوا کہ ان کی آمد کے انتظار میں ان آنکھوں نے اپنی روشنی کا فرش بچھا رکھا ہے جو بہت کم سوتی ہیں اور محبوب کی تشریف آوری کے انتظار میں اکثر کھلی ہی رہتی ہیں سبحان اللہ! ایک عام مضمون، ایک عام خیال کو اپنے کمال فن اور مشاقی سے کیسا چمکایا اور کیا جلا بخشی ہے کہ بالکل نیا اور انوکھا معلوم ہوتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

(5) برجستگی ونشست الفاظ:

برجستگی آپ کے کلام کی جان ہے۔ برجستہ گوئی آپ کا کمال فن ہے اور آپ کے گلستان نعت میں ان پھولوں کی کمی نہیں۔ شعر دیکھئے:۔

بھیج کر انجانوں سے کی راہ داری واہ واہ　　خود رہے پردے میں اور آئینہ عکس ذات کا

برجستگی کے ساتھ نشست الفاظ سے شعر میں حسن وکشش پیدا کرنے کا سلیقہ ملاحظہ ہو:۔

چبھتی ہوئی جگر میں صدا کس گجر کی ہے　　کھبتی ہوئی نظر میں ادا کس سحر کی ہے

مصرعہ اولیٰ میں کھبتی مصرعہ ثانی میں چبھتی، مصرعہ اولیٰ میں نظر مصرعہ ثانی میں جگر، مصرعہ اولیٰ میں ادا مصرعہ ثانی میں صدا،

مصرعہ اولیٰ میں سحر مصرعہ ثانی میں گجر، ان ہم آواز الفاظ نے شعر میں کیسا کیف آور ترنم پیدا کر دیا۔ ملاحظہ ہو:۔

تارے کھلتے ہیں سخا کے، وہ ہے ذرہ تیرا　　　دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا

یہاں بھی وہی رنگ کمال کہ مصرعہ اولیٰ میں دھارے مصرعہ ثانی میں تارے، اولیٰ میں چلتے ثانی میں کھلتے، اولیٰ میں عطا ثانی میں سخا، اولیٰ میں قطرہ ثانی میں ذرہ۔ گویا شعر میں کتنے خوبصورت موتی جڑے ہیں ——— یہی کمال مزید دیکھئے:۔

اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا　　　اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا

اس شعر کے اندر بھی مصرعہ اولیٰ میں اصفیاء، ثانی میں اغنیاء ثانی میں پلتے، اولیٰ میں چلتے، اولیٰ میں دَر ثانی میں سر اور اولیٰ میں باڑا ثانی میں رستا ہے۔ شعر میں ہم وزن اور ہم آواز الفاظ سے لطف پیدا کرنا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے بہتر کہیں اور نہیں دیکھا جاسکتا۔ اشعار کی روانی اور نشست الفاظ سے ظاہر ہے کہ اظہار خیال کے لئے الفاظ از خود شعر کا روپ دھار لیتے ہیں لیجئے الفاظ سے کیمیا گری کا کام دیکھئے:۔

جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی　　　خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا

لفظ خاک، سونا اور اکسیر سے شعر کو کندن بنایا ہے۔ جس قدر غور کیجئے شعری رموز کھلتے جائیں گے، اور نئے نئے زاویوں سے شعر سامنے آتا جائے گا۔ سیدھا سادا مفہوم تو یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی الفت و محبت میں مٹ کر آج ہم بے خوف و خطر آرام سے قبر میں سو رہے ہیں، باری تعالیٰ نے جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں، باز پرس کا اب کوئی خطرہ نہیں ——— مگر فاضل بریلوی نے یہاں لفظ سونا سے بڑا کام لیا ہے۔ یہاں سونا بمعنی معروف قیمتی دھات ہے اور اکسیر وہ شے جو تانبے وغیرہ کو سونے میں تبدیل کر دیتی ہے۔ اب شعر پر غور کیجئے تو یہ معنی ہوں گے کہ محبوب خدا ﷺ کے عشق کی آگ نے ہماری گناہ آلودہ روح کو اپنی حرارت سے صاف مصفا کر دیا، بالکل نکھار دیا، اور جس طرح اکسیر تانبے کو کندن میں تبدیل کر دیتی ہے اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی محبت نے ہماری روح کو سونے میں تبدیل کر دیا ہے۔ یہ سونا خاک ہو کر اکسیر الفت رسول اللہ کے سبب ملا ہے۔ واقعی یہ الفت ہر مسلمان کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے ——— سبحان اللہ، سبحان اللہ! کیسا سونے کی طرح چمکتا دمکتا شعر ہے یہی وہ سونا ہے جس کے عوض بآسانی جنت خریدی جاسکتی ہے۔

(6) روز مرہ کے محاورات:

بایں تبحر علمی آپ کا کلام ثقالت زبان سے پاک ہے اور سلاست کے ساتھ روز مرہ محاورات کا مجموعہ ہے۔ محبوب خدا ﷺ کے دربار پر وقار کا الفاظ میں کیسا نقشہ کھینچا اور محاورے سے کیا منظر کشی کی ہے، ملاحظہ فرمایئے:۔

لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر　　　لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں

پہرا دیتے سوار پھرتے ہیں　　　دردیاں بولتے ہیں ہر کارے

ہر کاروں کا دردیاں بولنا، نعت میں اس کا استعمال اعلیٰ حضرت کی قادر الکلامی ہی کا کام ہے۔ اسی غزل کا یہ شعر دیکھئے اور محاورے کی بندش پر غور فرمایئے:۔

پانچ جاتے ہیں، چار پھرتے ہیں　　　ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں

تاج و تخت کے لئے بڑی بڑی سلطنتیں ایک دوسری سے ٹکرا کر فنا ہوگئیں۔ ملاحظہ ہو کہ اس مضمون کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ،

نے کس شاندار طریقے سے ادا کیا ہے:۔

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج — جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

روزمرہ اور محاورے کی کچھ اور مثالیں بھی ملاحظہ ہوں، جو ہر شعر سے بآسانی سمجھے جاسکتے ہیں۔

تو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب — بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا!

ماہ مدینہ اپنی تجلی کرے عطا — یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

جہاں کی خاک روبی نے چمن آرا کیا تجھ کو — صبا! ہم نے بھی ان گلیوں کی اکدن خاک چھانی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں — تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا — ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

رضا کسی سگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے — تم اور آہ کے اتنا دماغ لے کے چلے

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے — دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا — خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

بڑھا یہ سلسلہ رحمت کا دورزلف والا میں — تسلسل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظلمت کا

آخری شعر پر غور فرمائیے کہ الفاظ کے نگینے کیسے جڑے ہیں:۔ زلف کی مناسبت سے سلسلہ، رحمت، تسلسل، کالے کوسوں اور ظلمت قابل غور ہیں ——— یہ شعر بھی دیکھیے:۔

اک دل ہمارا کیا ہے، آزار اس کا کتنا — تم نے چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں

روزمرہ کے ساتھ شعر کی معنوی خوبیوں پر غور فرمائیے:۔ عرض کرتے ہیں کہ اے جان مسیحا! ہمارے دل کی بساط ہی کیا اور اس کا مرض ہے بھی کتنا؟ آپ کی مسیحائی کا تو یہ عالم ہے کہ مُردوں کو چلتے پھرتے ہی زندہ فرما دیتے ہیں۔ جسے دامن کی ہوا بھی لگ جائے وہ بھی جی اٹھتا ہے ——— اگر لفظ مردے کو چلتے پھرتے سے متعلق شمار کریں تو عرب کے دور جہالت کی پوری تاریخ سامنے آجاتی ہے جب کہ اہل عرب کفر اور بت پرستی کے عمیق غار میں پڑے ہونے کے باعث بظاہر زندہ نظر آتے تھے لیکن حقیقت میں چلتے پھرتے مردے تھے۔ قتل، خونریزی، بت پرستی، جہالت فحاشی اور عیاشی نے انہیں بے حس کر کے رکھ دیا تھا۔ آپ نے توحید، اعلیٰ اخلاق، خلوص ایثار اور مساوات کی ان میں ایسی روح پھونکی کہ ان چلتے پھرنے مردوں کو زندہ کر کے دکھا دیا۔ تو ایک دل کا آزار دور کر دینا آپ کے نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہے۔

(7) سلاست زبان وزور بیان:

روزمرہ محاورات کے ساتھ اعلیٰ حضرت کا پورا کلام سلاست زبان وزور بیان کا مرقع ہے۔ آپ کا مشہور کلام:۔ مصطفےٰ جان رحمت لاکھوں سلام۔ جس کے ایک سو بہتر اشعار ہیں۔ اس کا ہر شعر موتیوں میں تولنے کے قابل ہے نیز سلاست وروانی اور زور بیان میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ اس سلام کے ایک ایک شعر میں محبوب مدینہ ﷺ کی ادائیں الفاظ کے موتیوں سے ایسی جڑی ہیں جسے دیکھ کر عقد ثریا بھی خجل ہو جائے۔ سرکار مدینہ کا سراپا اور عہد طفولیت سے لے کر عہد نبوت تک کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے، جس کو داد دینے کے لئے الفاظ نہیں ملتے حضور سرور ﷺ کی پوری سیرت سامنے آجاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شعر وحکمت کا بحر بکراں

پورے جوش وخروش کے ساتھ رواں دواں ہے، جس میں معارف قرآن وحدیث، اسرار عشق و رموز معرفت، اور زبان وبیان کے لاتعداد گہرہائے گراں مایہ بہے چلے آرہے ہیں۔ لیجئے سلام کے چند اشعار پیش خدمت ہیں، مزید لطف اٹھایئے:۔

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام — شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
فتح باب نبوت پہ بے حد درود — ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام
صاحب رجعت شمس و شق القمر — نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

پہلے شعر میں جان رحمت اور شمع بزم ہدایت کی ترکیبیں اسرار و معانی کے گنجینے ہیں ——— دوسرے شعر میں فتح باب نبوت اور ختم دور رسالت کے الفاظ نے گویا اجمالاً نبوت ورسالت کی پوری تاریخ سامنے رکھ دی ہے ——— تیسرے شعر میں نائب دست قدرت ہونے کے ثبوت میں رجعت شمس اور شق قمر کے مشہور معجزات کو پیش کر کے آپ نے حجت تمام کردی ہے ——— اب زور بیان کے ساتھ سراپائے مبارک کی چند جھلکیاں دیکھئے اور اپنے قلب وروح کو جلا بخشئے:۔

قد بے سایہ کے سایہء مرحمت — ظل ممدود رافت پہ لاکھوں سلام — (سایہء مرحمت)
طائران قدس جس کی ہیں قمریاں — اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام — (قد مبارک)
جس کے آگے سر سروراں خم رہیں — اس سر تاج رفعت پہ لاکھوں سلام — (فرق اقدس)
وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا — لکۂ ابر رافت پہ لاکھوں سلام — (گیسوئے مبارک)
لخت لختِ دل ہر جگہ چاک سے — شانہ کرنے کی عادت پہ لاکھوں سلام — (شانہء مبارک)
لیلۃ القدر میں مُطلَعِ الفجر حق — مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام — (مانگ)

کیا کیا لکھوں۔ اس بے مثل سلام کا ایک ایک شعر مفہوم ومعانی کے اتنے گوشوں پر محیط ہے جس کی وضاحت کی جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو۔ مفہوم ومعانی تو ایک طرف سلاست وروانی، و بیان کی دلکشی اس سلام کی جان ہے۔ اب دیگر نعتوں کے بھی چند اشعار ملاحظہ ہوں، جو زبان وبیان کے اعلیٰ نمونے ہیں:۔

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے — بیکسی لوٹ لے خدا نہ کرے
دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے — ارے تیرا برا خدا نہ کرے
سب طبیبوں نے دے دیا ہے جواب — آہ عیسیٰ اگر دوا نہ کرے
صدقے اس انعام کے، قربان اس اکرام کے — ہورہی ہے دونوں عالم میں تمھاری واہ واہ
عرش جس خوبیء رفتار کا پامال ہوا — دو قدم چل کے دکھا سرو خراماں ہم کو
حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو! — کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو
لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے — اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا — صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو
شب بھر سونے ہی سے غرض تھی — تاروں نے ہزار دانت پیسے!
گھرے، پیارے، پرانے دل سوز — گزرا میں تیری دوتی سے

ہیں پشت پناہ غوث اعظم کیوں ڈرتے ہو تم رضاؔ کسی سے

اس لطیف زبان، سلاست و روانی اور زورِ بیان کا کیا ٹھکانہ ہے۔ اگر ان اشعار سے فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا نام علیحدہ کر دیا جائے تو حکیم مومن خاں یا داغؔ دہلوی کی زبان معلوم ہو۔

علم بیان

(1) استعارہ:

جس طرح روز مرہ اور محاورات سے آپ کا کلام مزین ہے کہ اگر انہیں جمع کر لیا جائے تو ایک ضخیم لغت مرتب ہو، اسی طرح صنائع بدائع اور علم بیان کے نوادرات کی بھی آپ کے یہاں کمی نہیں۔ ہر شعر علم وفن کا بیش بہا جواہر پارہ، شعروادب کا گنجینہ اور گلشن دین وایمان کی بہار جانفزا ہے۔ استعارے کی مثالیں دیکھنے سے پہلے اس کی تعریف ذہن نشین کر لینی چاہیے۔

جس طرح تشبیہ میں مشبّہ اور مشبہ بہ کو طرفین تشبیہ کہتے ہیں اسی طرح استعارہ میں بھی یہی دو چیزیں طرفین استعارہ کہلاتی ہیں مگر یہاں مشبّہ کو مستعار لہ، اور مشبہ بہ کو مستعار منہ، کہتے ہیں اور تشبیہ میں جو شے وجہ شبہ کہلاتی ہے اسے ہم یہاں وجہ جامع کہیں گے۔ مندرجہ ذیل نقشہ دیکھئے تاکہ آپ استعارہ اور تشبیہ میں فرق کر سکیں:۔

تشبیہ	استعارہ
مشبّہ	مستعار لہ
مشبہ بہ	مستعار منہ
وجہ تشبیہ یا وجہ شبہ	وجہ جامع

مستعار لہٗ وہ ہے جس کے لئے استعارہ ہوا۔ مستعار منہ وہ ہے جس سے استعارہ کیا گیا اور وجہ جامع معانی واوصاف و خواص کی مشارکت ہے جس میں مستعار لہٗ اور مستعار منہ دونوں شریک ہیں۔ استعارہ کی کئی اقسام ہیں:۔ استعارہ اصلیہ، استعارہ مطلقہ، استعارہ مجردہ اور استعارہ تمثیلیہ وغیرہ۔ جی چاہتا ہے کہ ہر استعارے کی دو تین مثالیں پیش کروں، جن کی اعلیٰ حضرت کے ہاں کمی نہیں، مگر یہ امر باعث تطویل ہے اور عدیم الفرصتی اس سے مانع ہے، لہذا صرف استعارہ اصلیہ کی دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں ——— جس استعارہ میں لفظ مستعار اسم جنس ہو اسے استعارہ اصلیہ کہتے ہیں، کیوں کہ فعل اور حرف میں استعارہ ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اب اعلیٰ حضرت کے دو شعر ملاحظہ فرمایئے:۔

ان کے قدم سے سلعۂ غالی ہوئی جناں والله میرے گل سے ہے جاہ و جلال گل

جنت ہے ان کے جلوے سے جویائے رنگ و بو اے گل، ہمارے گل سے ہے گل کو سوال گل

دونوں شعروں میں میرے گل اور ہمارے گل سے ذات سرکار کائنات ﷺ مراد ہے اور دونوں جگہ لفظ (گل) مستعار اسم جنس ہے۔

(2) تشبیہ:

امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی جدت پسند طبیعت نے عجیب عجیب تشبیہات وضع کی ہیں، جنہیں استعمال کرنا ایک عام شاعر کے بس کی بات نہیں، ان کا وضع کرنا اور شعر میں ڈھالنا آپ ہی کا کام ہے۔ سرگیں آنکھیں تو سب ہی کہتے ہیں مگر اس

تشبیہ کا رنگ بارگاہِ رضوی میں دیکھئے:۔

سرگیں آنکھیں، حریم حق کے وہ مشکیں غزال ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

محبوب خدا ﷺ کی سرگیں چشمانِ مبارک کو حریم حق کے مشکیں غزال کہنا کیسی نادر تشبیہ اور فضائے لامکاں تک ان کے چوکڑیاں بھرنے کا بیان مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کی کیسی حسین اور نورانی تفسیر ہے۔ نعت شریف میں عام تشبیہات سے آپ نے گریز کیا ہے اور سرکارِ مدینہ کی مدح سرائی کے لئے جس طرح آپ نے بے مثل محاورے استعمال کیے ہیں اسی طرح آپ کی قوت مدرکہ اور جودتِ طبع نے حضور کے شایانِ شان تشبیہات ڈھالی ہیں۔ کعبہ اقدس اور روضہ اطہر کا نظارہ مندرجہ ذیل اشعار میں کیجئے اور پیش کردہ تشبیہات کی داد دیجئے:۔

کعبہ دلہن ہے تربت اطہر نئی دلہن یہ رشک آفتاب، وہ غیرت قمر کی ہے
دونوں بنیں سجیلی، انیلی بنی مگر جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے
سرسبز وصل یہ ہے، سیاہ پوش ہجر وہ چمکی دو پٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

کعبہ کو دلہن اور تربت اقدس کو نئی دلہن سے تشبیہ دے کر ہجرت کا واقعہ دو لفظوں میں محفوظ کر دیا۔ کعبہ شریف تو دلہن ہے مگر تربت اطہر بھی نئی دلہن ہے۔ دونوں حسن خیر و برکت کی مظہر۔ ایک آفتاب تو دوسری ماہتاب، مگر دونوں میں ایک فرق نمایاں ہے۔ پہلی نے فراق محبوب میں سیاہ لباس پہن رکھا ہے کہ یہ علامت غم ہے اور دوسری سبز لباس میں ملبوس ہے یہ مسرت وشادمانی کی نشانی ہے۔ کعبہ غم ہجر رسول میں سیاہ پوش ہے کہ سرکار نے اس سے دائمی مفارقت اختیار فرمائی ہے اور روضہ اطہر اس لئے سبز پوش ہے کہ اس کی آغوش میں اللہ کا محبوب آرام فرما ہے اور وہ اس کے مستقل قرب سے شادکام ــــ نگاہ عشق میں سہاگن وہی ہوتی ہے جسے اس کا پی (محبوب) زینت آغوش بن کر نوازے۔

زہرہ و مشتری دو سعید سیارے ہیں۔ جب وہ ایک درجہ و دقیقہ فلک میں جمع ہو جاتے ہیں تو اسے قران السّعدین کہتے ہیں۔ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایمان افروز قران السعدین کا منظر دیکھئے:۔

محبوبِ رب عرش ہے اس سبز قبہ میں پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے
سعدین کا قران ہے پہلوئے ماہ میں جھرمٹ کیے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے

مالک عرش کا حبیب اپنے سبز قبہ اطہر میں جلوہ افروز ہے اور پہلو میں دونوں جلیل القدر محبوب خلفاء سیدنا صدیق عتیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ ستر ہزار فرشتے جھرمٹ کیے ہوئے ہیں۔ مدینے کا چاند اس حالت میں جلوہ افروز ہے کہ آسمان اسلام کے زہرہ و مشتری اس مقام پر جمع ہیں۔ کیا چشم فلک نے ایسا حسین قران السعدین اور کہیں دیکھا ہوگا؟ غرضیکہ آپ کا کلام ایسی نادر تشبیہات و استعارات سے مزین ہے جن کا جواب نہیں۔

علم بدیع (صنائع لفظی)

(1) تجنیس:

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا کلام شاعرانہ لطافتوں اور باریکیوں کا مرقع ہے اور صنائع لفظی و معنوی کے معیاری اور اعلیٰ

شاہکاروں سے آپ نے قصر نعت کو سجایا ہوا ہے۔ تجنیس کا مطلب ہے کہ دو لفظ صورتاً ایک دوسرے کے مشابہ ہوں مگر معنیٰ مختلف۔ ہم اس کی صرف چار اقسام کے تحت اعلیٰ حضرت کے اشعار بطور مثال پیش کریں گے:۔

الف: تجنیس محرف

جب متجانس الفاظ بہ ہمہ وجوہ یکساں ہوں اور صرف حرکات میں فرق ہو تو اسے تجنیس محرف کہتے ہیں، جیسے بن (جنگل) اور بِن (بغیر یا بیٹا) اسی طرح حُسن، حَسَن اور حسن وغیرہ۔ چنانچہ اس سلسلے میں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر ملاحظہ ہو:۔

سُونا پاس ہے، سُونا بَن ہے، سُونا زہر ہے اُٹھ پیارے تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے، تیری مت ہی نرالی ہے

''سونا'' کے تینوں لفظوں میں حرکات کا معمولی فرق ہے لیکن ان لفظوں نے معنوی لحاظ سے شعر کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔ سَونا بمعنی قیمتی دھات، سُونا (سنسان) اور سونا سے مراد غافل ہونا، محوِ خواب ہونا ہے۔

ب: تجنیس خطی

اگر متجانس الفاظ کی شکل یکساں ہو مگر حروف کی وجہ سے الفاظ بدل جاتے ہوں تو اسے تجنیس خطی کہتے ہیں۔ جیسے خراب اور خزانہ میں تجنیس خطی ہے۔ فاضل بریلوی کا ایک شعر ملاحظہ ہو:۔

نہ مرا نوش زتحسین نہ مرا نیش زطعن نہ مرا گوش بہ مدحی نہ مرا ہوش ذمی

اس شعر کے نوش، گوش اور ہوش میں تجنیس خطی ہے۔ ایک شعر اور دیکھئے:۔

کل دیکھنا کہ ان سے تمنا نظر کی ہیں ماہ وشا کیا کہ خلیل جلیل کو

یہاں خلیل اور جلیل میں تجنیس خطی ہے۔

ج: تجنیس مرکب

متجانس الفاظ میں سے ایک مفرد ہو اور دوسرا مرکب تو یہ تجنیس مرکب ہوگی۔ جیسے کسی شاعر کا شعر ہے:۔

قاتل نے لگایا نہ مرے زخم پر مرہم حسرت یہ لیے جی ہی کی جی میں لئے مرہم

مصرعہ اولیٰ میں مرہم سے مراد وہ دوا ہے جو زخموں پر لگائی جاتی ہے اور یہ مفرد ہے لیکن مصرعہ ثانی میں مرہم، مرا اور ہم سے مرکب ہے یعنی ہم مر گئے، لہذا یہ مرکب ہے کیونکہ دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔ مذکورہ بالا تعریف کی روشنی میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا یہ شعر ملاحظہ کیجئے:۔

صدقے میں تیرے باغ تو کیا لائے ہیں بن پھول . اس غنچہ دل کو بھی تو ایما ہو کہ بن پھول

مصرعہ اولیٰ میں بن سے مراد جنگل ہے اور یہ لفظ مفرد ہے لیکن مصرعہ ثانی میں بن پھول سے مراد ہے کہ پھول بن جا، پھول ہو جا۔ یعنی اے بہار کونین! آپ کے صدقے میں باغ تو رہے ایک جانب، جنگل بھی پھولوں سے لد گئے ہیں لہذا میرے دل کی مرجھائی ہوئی کلی کی جانب بھی اشارہ فرما دیجئے کہ پھول بن جائے، پھول ہو جائے، کھل جائے۔ یہ لفظ بن اور پھول دو لفظوں سے مرکب ہے۔

د: تجنیس تام

جب دو الفاظ بلحاظ تعداد حروف و ترتیب و بلحاظ اعراب ایک دوسرے کے مشابہ ہوں تو اسے تجنیس تام کہتے ہیں۔ جیسے

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ دہلوی کا یہ شعر ہے۔

بھیجی ہے جو مجھ کو شاہِ جمجاہ نے دال
ہے لطف و عنایات شہنشاہ پہ دال

لفظ دال مصرعہ اولیٰ میں غلے کی ایک جنس دال کے معنی میں ہے اور مصرعہ ثانی میں دال بمعنی دلیل و دلالت کے لئے ——— دونوں مصرعوں میں لفظ دال صورتاً بھی ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور بلحاظ تعداد حروف و اعراب بھی یکساں ——— اب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا شعر ملاحظہ ہو:۔

انبیا کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

مصرعہ اولیٰ میں آنی بمعنی آئے گی ہے اور مصرعہ ثانی میں آنی بمعنی ایک آن کے لئے یا ایک آن والی کے ہے ——— یعنی اجل تو انبیا کو بھی آتی ہے مگر صرف آن واحد کے لئے۔ ایک اور شعر ملاحظہ ہو:۔

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

مصرعہ اولیٰ میں مرے دل سے کا مطلب دل سے چاہنا' صدق دل سے محبت کرنا، جانثار کرنا ہے اور مصرعہ ثانی میں منکر تعظیم حبیب سے تخاطب ہے کہ اول تو وہ تعظیم نبی کا قائل ہی نہیں اور اگر مجبوراً کبھی تعظیم کرنی پڑ بھی جائے تو مردہ دلی سے، شرما حضوری بادل نخواستہ تعظیم کرتا ہے ——— دونوں اشعار کے قوافی صورتاً ایک دوسرے کے مشابہ اور بلحاظ اعراب و تعداد حروف بھی یکساں ہیں۔ آپ کے ایمان افروز مجموعہ کلام میں تجنیس کی دیگر اقسام بھی ملتی ہیں اور ان کے بہت بہترین نمونے پائے جاتے ہیں جو اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ نعت شریف میں یہ صنعت کاری اس حسن و خوبی سے، بہت کم دیکھنے میں آئی ہے۔

(2) ترصیع

دونوں مصرعوں کے الفاظ ایک دوسرے کے ہم وزن ہوں اسے ترصیع کہتے ہیں۔ یہ صنعت شعراء کے ہاں شاذ و نادر قصائد ہی میں نظر آتی ہے، البتہ غالبؔ کے قصائد میں اس کا اہتمام زیادہ ہے۔ نعت شریف میں یہ صنعت احقر کی نظر سے تا حال نہیں گزری۔ غالب کے دو شعر دیکھئے:۔

اے شہنشاہ، فلک منظر و بے مثل و نظیر
اے جہاندار، کرم شیوہ و بے شبہ و عدیل

تیرا انداز سخن شانہ زلف الہام
تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل

مندرجہ ذیل اشعار کی ترتیب لفظی (اعداد کے شمار سے) ذہن میں رکھیئے اور فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھیئے:۔

ترے بے دام کے بندے ہیں رئیسان عجم
ترے بے دام کے بندی ہیں ہزاران عرب

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن و صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

دونوں اشعار کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرقومہ الفاظ شاعر موصوف کا قلم چوم رہے ہیں پہلے شعر کے مصرعہ اولیٰ میں دام بمعنی مول یعنی روپیہ پیسہ ہے اور مصرعہ ثانی میں یہی لفظ بمعنی جال ہے ——— مصرعہ اولیٰ میں بندے بمعنی غلام ہے اور مصرعہ ثانی میں بندی بمعنی قیدی ہے۔ الفاظ کے معمولی سے لوٹ پھیر سے کلام میں کیسا حسن پیدا فرمایا ہے۔ سبحان اللہ! تخیل کے آگے مفہوم و معانی کس طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔

(3) عزالشفتین

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقیہ جزوی مجموعہ کلام، حدائق بخشش حصہ سوم مطبوعہ ریاست پٹیالیہ (بھارت) میں ایک نعت صنعت عزالشفتین میں کہی ہوئی بارہ اشعار پر مشتمل ہے۔ پوری نعت میں پڑھنے والے کے لب آپس میں نہیں ملتے۔ چھوٹی بحر ہے، مشکل فن میں کہی ہے۔ پھر بھی علمی نکات سے بھرپور ہے، ملاحظہ ہو:۔

سید کونین، سلطان جہاں — ظل یزداں، شاہ دیں عرش آستاں
کل سے اعلیٰ، کل سے اولیٰ، کل کی جان — کل کے آقا، کل کے ہادی کل کی شان
دل کشا، دل کش، دل آرا، دل ستاں — کان جان و جانِ جان و شان شان
ہر حکایت، ہر کنایت، ہر ادا — ہر اشارت دلنشیں و دل نشاں
دل دے، دل کو جاں، جاں کو نور دے — اے جہان جاں والے جان جہاں
آنکھ دے اور آنکھ کو دیدار نور — روح دے اور روح کو راح جناں
اللہ اللہ یاس اور ایسی آس سے — اور یہ حضرت، یہ در، یہ آستاں
تو ثنا کو ہے، ثنا تیرے لئے — ہے ثنا تیری ہی دیگر داستاں
تو نہ تھا تو کچھ نہ تھا، گر تو نہ ہو — تو ہو آقا اور یادِ دیگراں
التجا! اس شرک و شر سے دور رکھ — ہو رضا تیرا ہی غیر ازاین و آں

جس طرح ہونٹ اس غزل سے دور ہیں
دل سے یوں ہی دور ہو ہر ظن و ظاں

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ متبحر عالم، بلند پایہ ادیب، صاحب تصانیف کثیرہ اور امام زمانہ اگر ایسی بلند پایہ نعتیں نہ بھی لکھتا تو چنداں تعجب کی بات نہ تھی، اس کے باوجود حضرت موصوف نے اپنی دراکی، طباعی، ذہانت و فطانت اور مہارت فن کے باعث تاریخ شاعری میں ایسا نام پیدا کیا کہ حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر آپ کا یہ بیان تعلّی نہیں بلکہ زندہ اور منہ بولتی حقیقت نظر آنے لگتا ہے:۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ، مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

علم بدیع (صنائع معنوی)

(1) تلمیح

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے صنعت تلمیح کی چند نادر مثالیں ملاحظہ ہوں، جن سے آپ کے علمی تبحر، قدرت و ندرت

فن، شاعرانہ عظمت، پرواز فکر اور نظر کی گہرائی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔آپ کے مشہور سلام کا ایک شعر ہے:۔

کھائی قراں نے خاک گزر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

شعر کے مصرعہ اولیٰ میں قرآنی آیت:۔ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ اور مصرعہ ثانی میں ایک حدیث پاک، جس کی شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے ایمان افروز شرح فرمائی ہے، اعلیٰ حضرت نے تلمیح کے طور پر بیان کر کے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے ـــــ آیت کا ترجمہ ہے: اے حبیب! اس شہر مکہ کی قسم جس میں تم تشریف فرما ہو ـــــ اعتراض ہوسکتا ہے کہ آیت میں تو شہر مکہ کی قسم ہے، خاک گزر کی تو قسم نہیں ـــــ اس سلسلہ میں یہ روایت مدنظر رہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں:۔ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللهِ قَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِیْلَتِكَ عِنْدَ اللهِ تَعَالٰی اَنْ اَقْسَمَ بِحَیَاتِكَ دُوْنَ سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَلَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِیْلَتِكَ عِنْدَهٗ اَنْ اَقْسَمَ بِتُرَابِ قَدَمَیْكَ فَقَالَ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔

ترجمہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں، بیشک حضور کی بزرگی خدا کے نزدیک اس حد کو پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کی قسم یاد فرمائی اور دیگر انبیاء کی نہیں۔ اور تحقیق آپ کی فضیلت خدا کے یہاں اس انتہاء کی ٹھہری کہ حضور کی خاک پا کی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد ہوتا ہے۔ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ یعنی مجھے قسم اس شہر کی۔

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ کی خوبصورت، پاکیزہ اور ایمان افروز تفسیر اُقْسِمُ بِتُرَابِ قَدَمَیْكَ سے کر کے کف پائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر قرآنی ثبت کر دی ہے۔ اس آیت کے سلسلے میں حضرت شیخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی تشریح ملاحظہ فرمایئے:۔

"ایں لفظ وزظاہر سخت می درآید نسبت بہ جناب عزت، چوں گویند کہ سوگند میخورد بخاک پائے حضرت رسالت ونظر بحقیقت معنی پاؤ پاک است وغبارے نیست براں۔ وتحقیق ایں سخن آنست کہ سوگند خوردن حضرت رب العزت جل جلالہ بہ چیزے بے غیر ذات وصفات خود برائے اظہار وشرف وفضیلت وتمیز آں چیز است نزد مردم بہ ایشاں تابدانند کہ آں امرے عظیم وشریف است نہ آنکہ اعظم است بہ وے تعالیٰ (الخ)۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ شعر قرآن پاک کی اس آیت کی تفسیر مذکورہ حدیث مبارکہ کی جانب اشارہ اور حضرت شیخ دہلوی تحقیق کا عکس جمیل ہے۔ اسی طرح کا ایک شعر اور ملاحظہ ہو:۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا، نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا، تیرے شہر وکلام وبقا کی قسم

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ مذکورہ شعر کے مصرعہ ثانی میں تین آیات کے مفہوم کی جانب اشارہ کر رہے ہیں، جو مصرعہ اولیٰ کے اس دعوے کی دلیل ہیں کہ سرور کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو مرتبہ عطا فرمایا وہ نہ آپ سے پہلے کسی کو ملا تھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو مل سکتا ہے۔ وہ تینوں آیات ملاحظہ ہوں:۔

شہر

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۔ اس شہر مکہ کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

کلام

وَ قِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ۔حبیب کے اس کہنے کی قسم کہ اے رب! یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

بقا

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ اے حبیب! تمہاری زندگی کی قسم، یہ کافر نشہ میں بہک رہے ہیں۔

مصرعہ اولیٰ اور مصرعہ ثانی دونوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی مذکورہ حدیث کا مضمون بھی مضمر ہے۔اسی طرح کی ایمان افروز اور حسین و جمیل تیسری تلمیح دیکھئے:۔

ک گیسو، ہ دہن، ی ابرو، آنکھیں ع، ص   کھٰیٰعص ان کا ہے چہرہ نور کا!

حروف مقطعات کا اصلی مفہوم تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کی عطا سے اس کا محبوب ﷺ، کیوں کہ یہ محب اور محبوب کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہیں۔بعض علمائے کرام اور اولیائے عظام نے اپنی بساط بھر ان کے مفہوم و معانی تک پہنچنے کی کوشش کی ہے۔ایسے ہی بزرگوں میں سے ایک امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے مذکورہ شعر میں کھٰیٰعص کی تفسیر بیان کی ہے۔جو بڑی نورانی اور ایمان افروز ہے۔ان پانچویں حروف مقطعات کا مطلب آپ نے یہ بیان فرمایا ہے:۔

ک: سے مراد حسین مدینہ کے چمکدار گیسوئے مشکبار

ہ: دہن کو ہر شاعر نے غنچہ یا بند کلی سے تشبیہ دی ہے رہ سے محبوب خدا کے دہن مبارک کی مثال حقیقت میں نزاکت و نفاست کی انتہا ہے۔

ی: عرب کے چاند عجم کے سورج، کونین کے تاجدار کی ہلالی بھنویں۔

ع۔ص: محبوب پروردگار کی چشمان کرم ترجمان

میرے ماموں حضرت مولانا حکیم سید محمد اصغر علی حامدی رضوی علیہ الرحمۃ کا ایک شعر ہے:۔

ان کی آنکھوں کے ہیں جتنے بیمار   سورۂ ص پڑھا کرتے ہیں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حبیب پروردگار کا چہرۂ انور کھٰیٰعص کا آئینہ ہے۔اس سے اچھی تفسیر ان حروف کی اور کیا ہو سکتی ہے۔تلمیح میں تشبیہ کا اتنا اچھا استعمال اور آیت کی اتنی پر معنی پر مغز اور ایمان افروز وضاحت تعریف سے بے نیاز ہے۔ ایک شعر اور ملاحظہ ہو:۔

لَیْلَۃُ الْقَدْر میں مَطْلَعِ الْفَجْر حق   مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

اس شعر میں دو آیتوں کی تلمیح ہے اور ان سے موئے فرق انور اور مانگ کو تشبیہ دی گئی ہے۔مشکیں سیاہ موئے مبارک میں سیدھی مانگ اس قدر حسین و دلکش ہے جیسے شب قدر سے سپیدۂ سحر کی باریک لکیر مصرعہ اولیٰ میں لفظ حق بھی دعوت غور و فکر دے رہا ہے اور مصرعہ ثانی میں مانگ کے ساتھ لفظ استقامت بھی غور طلب ہے۔

صراط مستقیم (استقامت) کی مانند مانگ کی سیدھی باریک اور چمکیلی لکیر آپ کے سیاہ اور مشکیں موئے مبارک میں اتنی

حسین معلوم ہوتی ہے۔ جیسے نزول قرآن مبارک شب (لیلۃ القدر) سے صبح (مطلع الفجر) کی شعاع اولین کا ظہور۔ یہ شعاع اس سحر کا مژدہ ہے جس سے دعوت حق کا آغاز ہوا یعنی موئے مبارک اور سر کی مانگ جاء الحق کی تفسیر ہے کہ اللہ کا محبوب غار حرا سے پیغام حق لے کر بھٹکی ہوئی انسانیت کو صراط مستقیم پر چلنے کی دعوت دینے کے لیے عملی میدان میں تشریف لا چکا ہے ـــــ نشست الفاظ دیکھیے: لیلۃ القدر (شب قدر) مطلع (پیشانی) چہرہ، الفجر (صبح)، حق (صداقت۔ سچائی)، مانگ (بالوں کے درمیان لکیر) استقامت (سیدھ، ثبات، غیر متزلزل، استقلال)' ان الفاظ سے شعر میں ظاہری حسن کے ساتھ معنوی حسن پیدا کر دینا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا کام ہے۔ یہ شعر بھی ملاحظہ ہو۔

انت فیہم نے عدو کو بھی لیا دامن میں　　　　عیش جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست

آیہ کریمہ ہے: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ۔ اللہ ان کافروں کو عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے حبیب! تم ان میں جلوہ افروز ہو ـــــ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اے حبیب خدا کے شیدائی! تجھے دائمی آرام و راحت مبارک ہو جب کہ اپنے آقا کا وجود رحمت کافروں کے لئے بھی باعث رستگاری عذاب ہے پھر تجھ پر ان کے اکرامات و انعامات بے پایاں کا کیا شمار۔ سبحان اللہ! مجدد مائۃ حاضرہ علیہ الرحمۃ شیدائی رسول کے عیش جاوید کے لئے قرآن کریم سے کتنی جاندار دلیل لائے شعر ہے:۔

یٰعِبَادِیْ کہہ کے ہم کو شاہ نے　　　　اپنا بندہ کرلیا پھر تجھ کو کیا

شاعر منکر ین شان رسالت سے مخاطب ہے کہ ہمارے آقا نے بحکم خداوندی یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ (الآیہ) کہ کر اپنے بندوں (غلاموں) میں شامل فرمالیا ہے اور سند غلامی عطا فرمادی ہے اس پر تو کیوں جلتا ہے؟ مخالف ہونے کے سبب تجھے یہ شرف کہاں حاصل؟ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا تھا:۔

بندۂ خود خواند احمد در رشاد　　　　جملہ عالم راجخواں قُلْ یٰعِبَاد

ذرا اس شعر میں تلمیحات کا حسین سنگھم تو ملاحظہ فرمایئے:۔

نہ عرش ایمن، نہ اِنِّیْ ذَاهِبٌ میں میہمانی ہے　　　　نہ لطفِ اُدْنُ یا اَحْمد نصیب لَنْ تَرَانِیْ ہے

کلیم علیہ السلام دیدار کے سراپا طالب ہو کر کوہ طور پر جاتے ہیں لیکن حبیب کو خود بلایا جاتا ہے اور نوریوں کے سردار کو بھیج کر۔ وہ طالب تھے اور یہ مطلوب، کلیم نے اپنی خواہش کا بایں الفاظ اظہار فرمایا تھا: اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ۔ لیکن ادھر اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ سے ظاہر ہے کہ انہیں خود محب نے بلایا تھا۔ کلیم کو جواب ملتا ہے۔ لَنْ تَرَانِیْ اور حبیب کو لامکاں میں بلا کر فرمایا جاتا ہے۔ اُدْنُ يَا اَحْمَدَ، اُدْنُ يَا مُحَمَّدَ، اُدْنُ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے طالب و مطلوب کے فرق کو قرآنی آیات کی جانب اشارے کر کے ایک ہی شعر میں کیا خوب نبھایا ہے۔ نعت میں تلمیحات کا ایسا کمال دوسری جگہ نظر نہیں آیا۔ اعلیٰ حضرت کے اس سلام پر احقر کی مکمل تضمین جو پاک و ہند میں بڑی مقبول اور اہلسنت کے تقریباً ہر کتب خانے سے دستیاب ہے، اس کا ایک بند اسی سلسلے میں ملاحظہ ہو:۔

فرق مطلوب و طالب کا دیکھے کوئی　　　　قصہ طور و معراج سمجھے کوئی

کوئی بیہوش، جلوو نمیں گم ہے کوئی　　　　کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی

آنکھ والوں کی ہمت پر لاکھوں سلام

مستزاد میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا ایک شعر ملاحظہ ہو:۔

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ، یہ ملا ہے تجھ کو منصب
جو گدا بنا چکے اب، اٹھو وقت بخشش آیا — کرو قسمت عطایا

آیہ مبارکہ کا ٹکڑا اگلے فقرے سے اس طرح پیوستہ ہے جیسے آنکھ سے نظر کہ دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا ——— کہیں کہیں تلمیح میں پورے پورے مصرعے مکمل آیت ہوتے ہیں۔ حدائق بخشش حصہ سوم میں نعتیہ قصیدے کا ایک شعر ہے:۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

آیہ مبارکہ کا مصرعہ ثانی سے کتنا خوبصورت ارتباط ہے۔ جیسے جسم و جان، الفاظ کے زیر و بم نے فردوسی ترنم کر دیا ہے۔ شعر دو زبانوں میں ہے لیکن اوزان و حرکات کی سبک روی دیدنی ہے ——— اب احادیث میں تلمیح کا بہترین نمونہ ملاحظہ ہو:۔

کیوں! جناب بوہریرہ، تھا وہ کیسا جام شیر — جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا
تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم — تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

پہلے شعر میں بخاری شریف کی اس طویل حدیث کی جانب اشارہ ہے جس میں ستر اصحاب صفہ کو ایک پیالہ دودھ سے سیراب کرنے کا بیان ہے اور دوسرے شعر میں رجعت شمس و شق قمر کے معجزوں کی جانب اشارہ۔

دیگر مختلف معجزات کی جانب اشارے ملاحظہ ہوں:۔

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد، ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد — اسی در پر شتران ناشاد، گلہ رنج و عنا کرتے ہیں
اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم، جانور بھی کریں جن کی تعظیم — سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، سجدے میں گرا کرتے ہیں
انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری، جن سے دریائے کرم ہیں جاری — جوش پر آتی ہے جب غم خواری، تشنہ سیراب ہوا کرتے ہیں

آخری شعر کے مفہوم کو دوسرے مقام پر یوں عجیب انداز میں لائے ہیں:۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر — ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

لفظ پنجاب (پنج اور آب) دو لفظوں سے مرکب ہے یعنی پانچ پانیوں یا پانچ دریاؤں والا۔ محبوب پروردگار نے انگشت ہائے مبارک سے پانی کے چشمے جاری کر کے شمع رسالت کے پروانوں کے لئے پنجاب رحمت کا اہتمام کیا۔ مجاہدین اسلام جو پانی ختم ہو جانے کے باعث سخت مشکل میں گرفتار تھے ان کی بروقت اس طرح مشکل کشائی فرمائی کہ اس شان آقائی پر ہر کوئی ہزار جان سے نثار۔ پنجاب رحمت اصطلاح فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی جدت طبع کا اچھوتا شاہکار ہے ——— لیجئے اب امام نعت گویاں کے کلام سے آپ کی خدمت میں ایسا شعر پیش کرتے ہیں جس کا مکمل مصرعہ اولیٰ حدیث ہے:۔

مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ — ان پر درود جن کو نوید ان بشر کی ہے

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے آیات و احادیث کو اشعار میں بطور تلمیحات اس درجہ استعمال کیا ہے کہ اتنے حسین شاہکار کسی اور شاعر کے ہاں دیکھنے میں نہیں آئے جب کہ فاضل بریلوی کا دامان شاعری ایسے انمول جواہرات سے بھرا ہوا ہے۔

(2) تضاد:

صنعت تضاد ایک عام صنعت اور قریب قریب ہر شاعر کے کلام میں پائی جاتی ہے۔ تضاد سے یہاں مراد ایک دوسرے کی ضد اور جوڑا ہے۔ جیسے زمین کی ضد آسمان۔ آگ کی ضد پانی اور گل و بلبل وغیرہ۔ کلام امام سے تضاد کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:۔

شب اعمال سیہ صبح کرم سے بدلی ۔۔۔ نور افشاں ہوا یہ چہرۂ تاباں کس کا
دشت حرم ہے جان دلہن گو دلہن نہیں ۔۔۔ رشک ارم ہے گرچہ بظاہر چمن نہیں
صبح کردی کفر کی، سچا تھا مژدہ نور کا ۔۔۔ شام ہی سے تھا شب تیرہ کو دھڑکا نور کا
ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا ۔۔۔ تم کو دیکھا ہوگیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا ۔۔۔ نور دن دونا تیرا، دے ڈال صدقہ نور کا
فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں ۔۔۔ خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
بحر و بر، شہر و قریٰ، سہل و حزن، دشت چمن ۔۔۔ کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا
دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے ۔۔۔ پلہ ہلکا سہی، بھاری ہے بھروسہ تیرا
ہلکا ہے اگر ہمارا پلہ ۔۔۔ بھاری ترا وقار آقا
محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا ۔۔۔ نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا
بڑھ چلی تیری ضیاء اندھیر عالم سے گھٹا ۔۔۔ کھل گیا گیسو ترا رحمت کا بادل گھر گیا

• آخری شعر میں بڑھنا کی ضد گھٹنا، ضیاء کی ضد اندھیرا، کھل گیا کے مقابل گھر گیا گیسو کی رعایت سے گھٹا سے کتنے خوبصورت معانی پیدا ہو رہے ہیں——تضاد کا ایک اور شعر دیکھئے:۔

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو، میں وہ ہشیار ہوں ۔۔۔ پاؤں جب طوف حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

(3) لف ونشر:

لف کے معنی لپیٹنا نشر کا مطلب پھیلانا ہے۔ اصطلاح میں اس سے مراد ہے کہ مصرعہ اولیٰ میں چند چیزیں مفصل یا مجمل طور پر بیان کی جائیں (اسے لف کہتے ہیں) اس کے بعد مصرعہ ثانی میں ان چیزوں کی مناسبات سے اسی ترتیب یا دوسری ترتیب سے مکرر بیان کی جائیں (اس کو نشر کہتے ہیں) اگر ترتیب مطابق ہو تو اسے لف ونشر مرتب کہیں گے، اگر ترتیب مخالف ہو تو غیر مرتب کہلائے گی۔ لف ونشر مرتب میں مرزا غالب کا یہ شعر دیکھئے:۔

آتش و آب و باد و خاک نے لی ۔۔۔ وضع سوز و نم ورم و آرام

آتش کو سوز سے، پانی کو نمی سے، باد کو رم (دوڑنے) سے اور خاک کو آرام (ایک جگہ پڑے رہنا) سے مطابقت ہے۔ مصرعہ ثانی کی ترتیب مصرعہ اولیٰ کے عین مطابق ہے۔ اسی سلسلے میں اعلیٰ حضرت کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔

دندان و لب و زلف و رخ شہ کے فدائی ۔۔۔ ہیں در عدن لعل یمن مشک ختن، پھول

سرور کون ومکاں ﷺ کے دندان مبارک سے درعدن کو، لب ہائے نازک کی سرخی سے لعل یمن کو، زلف معنبر کی خوشبو اور رنگت سے مشک ختن کو اور گلاب جیسے نازک اور حسین چہرے سے پھول کو اس لئے خاص نسبت ہے کہ حبیب پروردگار ﷺ کے

چہرہ انور کے فدائی ہیں ــــــ لف ونشر غیر مرتب کی اعلیٰ مثال فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ ذیل شعر ہے، جس کی نظیر کسی نعت گو استاد کے کلام میں بھی میری نظر سے تو آج تک نہیں گزری:۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں　　　سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

دونوں مصرعوں کی نظیروں کی ترتیب سے قارئین کرام نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ مصرع ثانی کی نظیریں مصرعہ اولیٰ کے مطابق نہیں ہیں ــــــ جہاں یہ شعرفن کے لحاظ سے آسمان کی بلندیوں کو چھورہا ہے وہاں معنوی لحاظ سے بھی بہت بلند ہے کہ اس میں فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت یوسف علیہ السلام پر چھ وجہ سے فضیلت ثابت کی ہے۔ پھر غور فرمایئے:۔

(1)۔ یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر مذکورہ واقعہ پیش آیا لیکن سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر (مردان عرب) سر کٹاتے جارہے ہیں۔

(2)۔ ادھر یوسف علیہ السلام ہیں ادھر حبیب پرودگار صلی اللہ علیہ وسلم

(3)۔ ادھر لفظ کٹیں سے بے اختیاری کا اظہار ہورہا ہے اور وہ بھی ایک مرتبہ لیکن ادھر کٹاتے ہیں سے دوام واستمرار کے ساتھ عزم وارادہ پایا جاتا ہے۔

(4)۔ ادھر مصر ہے، لیکن ادھر عرب جسے ہر لحاظ سے پوری دنیا پر فضیلت۔

(5)۔ ادھر انگلیاں کٹیں لیکن ادھر سر کٹائے جاتے ہیں۔

(6)۔ ادھر زناں یعنی عورتیں ہیں لیکن ادھر مرد اور لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا یہ شاعرانہ کمال دیکھ کر ہر منصف مزاج بے اختیار کہہ اٹھتا ہے:۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم　　　جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیے ہیں

(4) حسن تعلیل:

حسن تعلیل کے لغوی معنی ہیں کہ کسی سبب کے بیان کرنے کی خوبی۔ اصطلاح فن میں اس سے مراد کسی چیز کے وقوع کے لئے کوئی ایسی علت (وجہ) بیان کی جائے جو مبنی برحقیقت نہ ہو لیکن اس میں کوئی ایسی شاعرانہ نزاکت پیش کی جائے کہ مجازی وجہ حقیقی سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آئے، جیسا کہ مرزا غالب نے کہا ہے:۔

اور لے آئیں گے بازار سے گر ٹوٹ گیا　　　جام جم سے تو مرا جام سفال اچھا ہے

ظاہر ہے کہ مٹی کا پیالہ کسی طرح جام جم سے بہتر اور افضل نہیں ہوسکتا مگر مرزا غالب یہ دلیل لائے ہیں کہ میرا مٹی کا پیالہ اگر ٹوٹ گیا تو بازار سے اور لے آؤں گا لیکن جام جم اگر ٹوٹ گیا تو دوسرا نہیں مل سکتا۔ بس اس لحاظ سے میرا جام سفال بھی جام جم سے بہتر ہے ــــــ اب فاضل بریلوی کے دو شعر حسن تعلیل کی کرشمہ کاری کے ملاحظہ ہوں:۔

مہر کس منہ سے جلوہ داریٔ جاناں کرتا　　　سایہ کے نام سے بیزار ہے یکتائی دوست
نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو　　　مگر سدِّ ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ وجہ حقیقی اور وجہ مجازی کو جس انداز سے ان شعروں میں لائے ہیں وہ آپ کی عالمانہ شان اور استادانہ

عظمت کا پرچم دنیائے شاعری میں بلند کر رہی ہے۔ ہمیں یہاں غالب کے شعر سے اعلیٰ حضرت کے مذکورہ اشعار کا موازنہ کرنا منظور نہیں کیونکہ وہ غزل کا میدان ہے اور یہ میدان نعت گوئی۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ دونوں اشعار میں جو حقیقی اور مجازی، علتیں لائے ہیں اگر آپ کی جگہ اس موقع پر کوئی دوسرا شاعر ہوتا تو یقیناً ٹھوکر کھا جاتا مگر حضرت موصوف رحمتہ اللہ علیہ نہایت صفائی اور اطمینان سے ایک شہسوار کی طرح اپنے رہوار قلم کو مہمیز لگاتے ہوئے اس دشوار گزار گھاٹی کو طے کر گئے ہیں۔ دونوں اشعار میں کتنا نازک اور مشکل تخیل ہے اور پھر حسن تعلیل کے ساتھ —— پہلے شعر میں:۔

مہر کس منہ سے اور سایہ کے نام سے بیزار ہے —— اسی طرح دوسرے شعر میں:۔

نہ ہو آقا کو سجدہ اور نگر سدِ ذرائع داب ہے —— ان فقرات سے حسن تعلیل میں کیا جان ڈالی ہے اور وہ بھی کیسی خوبصورتی سے۔ سبحان اللہ!

اصناف سخن

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے یوں تو تقریباً ہر صنف شاعری میں طبع آزمائی کی ہے اور نہایت کامیابی کے ساتھ، لیکن ہم یہاں قصیدے اور رباعی کے تحت کچھ عرض کریں گے۔

قصیدہ:

اردو شاعری میں قصیدہ بھی ایک مشکل صنف شاعری ہے۔ متقدمین میں مرزا محمد رفیع سودا اور ان کے بعد خاقانی ہند، شیخ محمد ابراہیم ذوق کا نمبر ہے۔ مرزا غالب نے بھی بہت اچھے قصیدے کہے ہیں لیکن اپنے ہمعصر ذوق پر اس فن میں برتری حاصل نہ کر سکے۔ ان حضرات کے قصائد ہجو گوئی یا کسی بادشاہ و رئیس کی مدح سرائی تک محدود رہے نعت گو شعراء میں حضرت امیر مینائی، مولانا کرامت علی شہیدی اور حضرت محسن کاکوروی علیہم الرحمتہ نے بہت اچھے قصیدے لکھے ہیں۔ موخر الذکر کا قصیدہ لامیہ:۔ ع

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل

اردو کی نعتیہ شاعری میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی میدان نعت میں بہت ہی شاندار اور بیمثال قصائد لکھے ہیں مثلاً:۔

(1) قصیدہ نور (2) قصیدہ معراج (3) قصیدہ مرصعہ (حروف تہجی) (4) قصیدہ نعت در صنعت علم بیات وغیرہ۔ ان قصائد میں بھی فاضل بریلوی نے اپنی انفرادیت برقرار رکھی ہے اور جدت طبع کے جوہر دکھائے ہیں۔ ان قصائد کی جھلکیاں ملاحظہ ہوں:۔

(1) قصیدہ نور:

یہ قصیدہ انسٹھ اشعار پر مشتمل ہے اور اس کے سینتالیس مطلعے ہیں۔ یہ نعتیہ قصیدہ واقعی قصیدہ نور ہے۔ اسے پڑھیے تو ایسا معلوم ہوگا جیسے نور کی بھرن برس رہی ہے۔ سلاست و روانی، زور بیان و برجستگی، روزمرہ محاورات اور صنائع بدائع کا اعلیٰ شاہکار ہے۔ اس ایمان افروز قصیدے کے مختلف جگہ سے اشعار پیش خدمت ہیں:۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا —— صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا

آب زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا
مصحف اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا

ذرے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے
حد اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

سبزۂ گردوں جھکا تھا بہر پابوس براق
پھر نہ سیدھا ہوسکا کھایا وہ کوڑا نور کا

عکس سم نے چاند سورج کو لگائے چار چاند
پڑگیا سیم وزر گردوں پہ سکہ نور کا

دید نقش سم کو نکلی سات پردوں سے نگاہ
پتلیاں بولیں، چلو آیا تماشا نور کا

اے رضاؔ یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

(2) قصیدہ معراج:

یہ قصیدہ بھی آپ کی جودت وجدت طبع کا آئینہ دار ہے۔ حرف روی میں کہا ہے، لیکن خوب کہا ہے۔ سرسٹھ اشعار پر مشتمل ہے اور دو تین گھنٹوں کی معمولی کاوش کا نتیجہ ہے۔ روانی وتسلسل اور زبان کی لطافت و پاکیزگی کے اعتبار سے معاصرین کے معراجیہ قصائد میں سب سے بلند ہے۔ اس مبارک قصیدے کے ظہور میں آنے کی وجہ جماعت اسلامی کے ایک کارکن جناب عابد نظامی سے سنیے:۔

محسنؔ کاکوروی مرحوم نے جب معراج پر اپنا قصیدہ:۔ ع

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل

لکھا تو اسے سنانے کے لئے بریلی میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کے پاس گئے۔ ظہر کے وقت دو شعر سننے کے بعد طے ہوا کہ محسنؔ کاکوروی صاحب کا پورا قصیدہ عصر کی نماز کے بعد سنا جائے۔ عصر کی نماز سے قبل مولانا نے خود یہ قصیدہ معراجیہ تصنیف فرمایا۔ نماز عصر کے بعد جب دونوں بزرگ اکھٹے ہوئے تو مولانا نے محسنؔ کاکوروی سے فرمایا کہ پہلے میرا قصیدہ معراجیہ سن لو۔

محسنؔ کاکوروی نے جب مولانا کا قصیدہ سنا تو اپنا قصیدہ لپیٹ کر جیب میں ڈال لیا۔ اور کہا:۔ مولانا! آپ کے قصیدے کے بعد میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا۔

اس عالمانہ وعارفانہ نکات کے حامل اور شاعرانہ کمالات سے لبریز قصیدے کے چند اشعار سے قارئین کرام بھی اپنے گلشن ایمان کو بہار دوکنار کرلیں:۔

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے!
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی، کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی، جگہ جگہ نصب آئینے تھے

دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے، نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اڑ رہا تھا، غزال نافے بسا رہے تھے

تجلی حق کا سہرا سر پر، صلوٰۃ وتسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرے جما کر، کھڑے سلامی کے واسطے تھے

یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا، نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا! نجوم و افلاک، جام و مینا، اجالتے تھے، کھنگالتے تھے
ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں حضور خورشید کیا چمکتے، چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے
ادھر سے پیہم تقاضے آنا، ادھر سے مشکل قدم بڑھانا جلال و ہیبت کا سامنا تھا، جمال و رحمت ابھارتے تھے
بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے، حیا سے جھکتے ادب سے رکتے جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے قافلے تھے
پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا، حقیقۃً فعل تھا ادھر کا! تنزلوں میں ترقی افزا دَنیٰ تَدَلّٰی کے سلسلے تھے
کسے ملے گھاٹ کا کنارا، کدھر سے گزرا، کہاں اتارا بھرا جو مثل نظر طرارہ، وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے
ثنائے سرکار ہے وظیفہ، قبول سرکار ہے تمنا نہ شاعری کی ہوس نہ پروا، روی تھی کیا، کیسے قافیے تھے

(3) قصیدہ مرصّعہ:

اس قصیدے میں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ صنعت رکھی ہے کہ ہر مصرعہ اولیٰ کا آخری رکن بالترتیب حروف تہجی پر ختم ہوجاتا ہے۔ قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

(الف) کعبے کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود طیبہ کے شمس الضحیٰ، تم پہ کروڑوں درود
(ب) ذات ہوئی انتخاب، وصف ہوئے لاجواب نام ہوا مصطفیٰ، تم پہ کروڑوں درود
(ت) تم سے جہاں کی حیات، تم سے جہاں کا ثبات اصل سے ہے ظل بندھا، تم پہ کروڑوں درود
(ج) وہ شب معراج راج، وہ صف محشر کا تاج کوئی بھی ایسا ہوا، تم پہ کروڑوں درود
(ح) بُحْتَ فَلَاحَ الْفَلَاح، رُحْتَ فَرَاحَ الْمُرَاحْ عُدْ لِیَعُوْدَ الْھَنَا، تم پہ کروڑوں درود
(خ) اف وہ رہ سنگلاخ، آہ یہ پاشاخ شاخ اے مرے مشکل کشا، تم پہ کروڑوں درود
(د) تم سے کھلا باب جود، تم سے ہے سب کا وجود تم سے ہے سب کی بقا، تم پہ کروڑوں درود
(ذ) خستہ ہوں اور تم معاذ، بستہ ہوں اور تم ملاذ آگے جو شہ کی رضا، تم پہ کروڑوں درود

یہ قصدہ ساٹھ اشعار پر مشتمل ہے۔ اسی طرح بالترتیب حرف ''یا'' پر ختم ہوتا ہے۔ ہر حرف میں دو، تین، پانچ، اور دس تک شعر ہیں۔ غرضیکہ فاضل بریلوی نے اپنے ہر قصیدے میں کوئی نہ کوئی جدت ضرور پیش کی ہے اور اس کے باوصف زبان و بیان کا وہی معیار قائم رکھا ہے۔ جو دیگر اصناف سخن میں پایا جاتا ہے۔

(د) قصیدہ نعتیہ:

یہ قصیدہ اصطلاحات علم ہیئت میں کہا ہے۔ اگر چہ یہ ایک سو پچپن اشعار پر مشتمل ہے مگر ہر شعر میں علم ہیئت کی کوئی نہ کوئی اصطلاح موجود ہے۔ افسوس کہ یہ قصیدہ نامکمل ہے۔ مختلف مقامات سے چند شعر پیش خدمت ہیں۔

خالق افلاک نے طرفہ کھلائے چمن اک گل سوسن میں ہیں لاکھوں گل یاسمن
موتیے بیلے کے پھول، زیب گریبان شام جو ہی چنبیلی کے گل، زینت جیب یمن
وسط گلستان نہر، نہر کے ہر سمت دوب دوب میں بوٹے ہزار، بوٹوں میں درعدن
منطق بالا کی فصل، دشمن جنس نبات شکل سوم منتج، صلب لباس چمن!

جب شہ خاور تلا، طرفہ یہ صدقہ بنا　　گنج طلا کو کہا، جاسوئے گنج دکن!
سبزہ و گل دل نشین، محو تماشا حسیں　　بانوائے اقلیم چیں، دلبر بابل وطن
اف رے ستم شیشہ باز، قطرہ چھلکتا نہیں　　سر پہ رکھے شیشیاں، رقص میں قطرہ زن
دہر من ہفت سر، سایہ پری پر کٹی　　قاف سے تا قاف سب حوروشیں خندہ زن
قصر پری تک گیا، مشک جواہر نما　　حسن پری نے کیا، مشک کو کافور دن

مندرجہ بالا اشعار قصیدے کی تمہید سے لئے گئے ہیں۔ متن کے دو شعر ملاحظہ ہوں:۔

نوز سے عذرا میں جب شمس نے تحویل کی　　دلو سے نکلے نجوم چاند کا چھوٹا گہن
شوہر عذرا ہوا، ابن عروس عرب　　لیلیٰ و سلمیٰ ہوئیں، شمع قدم کی لگن

قصیدے کے خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیے اور شاعر کی ذہانت، طباعی اور ذکاوت کی داد دیجئے۔ یہ قصائد آپ کے علمی تبحر اور قادرالکلامی کی اچھوتی مثالیں ہیں۔ ان کے پرکھنے کے لئے معیاری علم کی ضرورت ہے۔ ہماری زبان اور اردو ادب ہمیشہ ان قصائد پر ناز کریگا۔

(2) رباعی:

ناخدایان کشتی ادب نے تمام اصناف سخن میں سے رباعی کو مشکل ترین صنف قرار دیا ہے۔ اس میں چار مصرعے یعنی دو شعر ہوتے ہیں۔ ہر مصرعہ اپنے پہلے مصرعے سے بلند ہوتا ہے اور چوتھا مصرعہ بلند ترین، جس پر شاعر اپنا مافی الضمیر ختم کرتا ہے۔ اگر شاعر اپنے فن میں مہارت تامہ رکھنے والا ہو تو معنوی اعتبار سے رباعی اپنے ہم عنوان مقالے کے ہم پلہ ہو سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مشکل ترین میدان میں بھی اپنی انفرادیت قائم رکھتے ہوئے خوب فنی کمال کے جوہر دکھائے ہیں: ختم نبوت کے مسئلے پر ایک رباعی ملاحظہ فرمائیں۔

آتے رہے انبیاء کَمَا قِیْلَ لَهُمْ　　وَالْخَاتَمُ حَقُّكُمْ کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام　　آخر میں ہوئی مہر اَكْمَلْتُ لَكُمْ

چوتھا مصرعہ آیت کے ایک حصہ پر کس خوبصورتی سے ختم کیا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ حضور خاتم النبیین ﷺ کے خاتم یعنی بلحاظ آخری زمانہ نبی ہونے کی کتنی خوبصورت دلیل ہے۔ چونکہ ذکر خاتم الانبیاء کا ہے اس رعایت سے الفاظ خاتم، تمام، آخر اور مہر کتنے خوبصورت نظر آرہے ہیں۔ اور چوتھے مصرعے میں اَكْمَلْتُ تو ایسے چمک رہا ہے جیسے ستاروں کے جھرمٹ میں چودھویں کا چاند۔ ختم نبوت کے مسئلے پر ضخیم کتابیں ایک طرف اور فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ بالا رباعی دوسری طرف یہ کسی طرح بھی ایک کتاب سے معنویت میں کم نہیں —— یہ رباعی ملاحظہ ہو:۔

شب لحیہ و شارب ہے، رُخ روشن دن　　گیسو و شب قدر و برات مومن
مژگاں کی صفیں چار ہیں، دو ابرو ہیں　　وَالْفَجْرِ کے پہلو میں لَيَالٍ عَشْرٍ

مہر نبوت کا اس سے بہتر لفظوں میں اور کیا نقشہ کھینچا جا سکتا ہے۔ تیسرے مصرعے کی بلندی اور چوتھے مصرعے میں بلندی کے ساتھ بیساختگی و برجستگی ملاحظہ ہو۔ یہ سعادت قسام ازل نے شروع ہی سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے نصیب میں لکھ دی تھی

—— یہ رباعی دیکھئے:۔

بوسہ گہہ اصحاب وہ مہر سامی — وہ شانہ چپ میں اس کی عنبر فامی
یہ طرفہ کہ کعبہ جان ودل میں — سنگ اسود نصیب رکن شامی

کعبہ جان ودل کے اندر سنگ اسود نصیب رکن شامی، یہ الفاظ کے جامے میں ایسا تخیل ہے، جسے وہی شخص پیش کر سکتا ہے جس کی دوررس نگاہیں عروس شریعت کی دل پہنائیوں تک پہنچتی ہوں —— مندرجہ ذیل رباعی سے ذرازبان وبیان کی ندرت وقدرت کا نظارہ کیجئے۔

ہر جاھے بلندی فلک کا مذکور — شاہد ابھی دیکھے نہیں طیبہ کے قصور
انسان کو انصاف کا بھی پاس رہے — گو دور کے ڈھول ہیں سہانے مشہور

فلک کی رعایت سے طیبہ کے قصور اور بلندی کی رعایت سے دور کے ڈھول، داد سے بے نیاز ہے —— درج ذیل رباعی کے تیور بھی ملاحظہ ہوں:۔

ہوں کردو؟

ہوں کر دو تو گردوں کی بنا گرِ جائے — ابرو جو کھنچے تیغ قضا رکر جائے
اے صاحب قوسین! بس اب رو نہ کر — سہمے ہوؤں سے تیر بلا پھر جائے

ہوں سے گردوں کی بنا گر جانا اور ابرو کھینچے پر تیغ قضا کا رکرنا۔ قوسین و تیر بلا، میں آقائے نامدار تاجدار ﷺ کی جلالت شان اور دبدبہ کی وہ مثال ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ شوکت الفاظ سے کیا پروقار منظر کشی کی ہے —— تین رباعیاں اور پیش کی جاتی ہیں۔

ہے جلوہ گہہ نور الٰہی وہ رو — قوسین کے مانند ہیں دونوں ابرو
آنکھیں یہ نہیں، سبزہ مژگاں کے قریب — چرتے ہیں فضائے لامکاں میں آہو

——

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین — اس نور کی جلوہ گہ تھی ذات حسنین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے — آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین
نقصان نہ دے گا تجھے عصیاں میرا — غفران میں کچھ خرچ نہ ہوگا تیرا
جس میں تجھے نقصان نہیں، کردے معاف — جس میں ترا کچھ خرچ نہیں' دے مولیٰ

——

آخری رباعی میں سادگی بیان کی لطافت تو دیکھئے۔

استدراک

قارئین کرام! آپ اعلیٰ حضرت، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام شاعری اور ان کے کلام کے بے مثل فنی محاسن کا سابقہ اوراق

میں اچھی طرح جائزہ لے چکے ہیں۔

اس کے برعکس حالات کی ستم ظریفی تو ملاحظہ ہو کہ ہمارے ملک میں کچھ تنگ دل نقاد اور متعصب تبصرہ نگار بھی موجود ہیں۔ ایسے حضرات میں سے ایک جناب ماہر القادری بدایوانی مدیر ماہنامہ فاران، کراچی بھی ہیں۔ موصوف نے ملک شیر محمد کے مقالہ بعنوان:۔ مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری پر اپنے رسالہ فاران، بابت ماہ ستمبر ۱۹۷۳ء میں تبصرہ بانداز تنقید و تنقیص فرماتے ہوئے اشعار اعلیٰ حضرت پر رکیک اعتراضات جڑے اور بڑے طمطراق سے شائع کیے تھے۔ تعجب ہے کہ نیاز فتح پوری جو فن تنقید کے امام مانے جاتے ہیں، اور جن کا موضوع شعروادب رہا ہے اور جنہوں نے کلام رضاؔ کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے انہیں تو اعلیٰ حضرت کے کسی شعر میں کوئی خرابی نظر نہ آئی لیکن ماہر القادری کو غلطیوں کے پہاڑ نہ جانے کہاں سے نظر آ گئے۔ منصفانہ اور فاضلانہ تبصرہ تو کلام رضا پر آپ بھی دیکھیں گے لیکن سر دست معاندانہ و متعصبانہ تبصرہ ملاحظہ فرمایئے ——— فاضل بریلوی قدس سرہ، کی ایک نعت کا مطلع ہے:۔

(۱) جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں ۔۔۔ دربدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

ماہر القادری صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ:——— "یہ دونوں شعر انتخاب میں آنے کے قابل نہ تھے۔ رسول ﷺ کے در اقدس پر حاضری دے کر جو خوش نصیب واپس آتے ہیں وہ دربدر خوار کیوں پھرنے لگے، در یار سے پھرتے ہیں کا مطلب اگر یہ لیا جائے کہ جو رسول ﷺ کے در اقدس پر صلوٰۃ وسلام کے بغیر یوں ہی الٹے پاؤں واپس آ جاتے ہیں، تو شعر کا مفہوم ٹھیک ہو جائے گا"۔

خدا کا شکر ہے کہ خود ماہر القادری صاحب نے شعر کے مفہوم کو درست تسلیم کر کے انتخاب میں آنے کے قابل قرار دے دیا۔ پھر معلوم نہیں اعتراض کیوں کیا تھا۔ (1) رہا ایسے مفہوم کی بنا پر ناقابل انتخاب کہنا جس پر محمول کرنے کا کوئی قرینہ نہیں (2) علاوہ بریں فاضل بریلوی نے حدائق بخشش یا اپنی کسی دوسری تصنیف میں ایسا خیال ہرگز ظاہر نہیں فرمایا۔ (3) وہ ایسا کیوں لکھتے جب کہ دو تین مرتبہ خود وہاں سے لوٹ کر آئے تھے (4) نیز تمام بزرگان دین وہاں سے لوٹ کر آتے رہے ——— ماہر صاحب بخوبی جانتے ہیں کہ در پر بستر جمانا یا گلی میں پڑ رہنا سے صرف محبوب کا ہو رہنا مراد ہے اور ان کی ضد در سے پھرنا ہے جس سے مراد محبوب سے لاتعلق ہونا، روگردانی کرنا ہے۔ حالیؔ کی مشہور رباعی ہے:۔

اے وقت بگاڑ کا ہے سب سے چارہ ۔۔۔ پھر تجھ سے بگڑنے کا نہیں ہے یارا
ہو جائے اگر ایک تو ہمارا ساتھی ۔۔۔ پھر غم نہیں پھر جائے زمانہ سارا

اس رباعی کے چوتھے مصرعے میں پھر جائے کے وہی معنی ہیں جو اس فقیر نے عرض کیے ——— تو اب اعلیٰ حضرت کے شعر کا مطلب یہ ہوا کہ جس نے محبوب پروردگار سے روگردانی کی، جو آپ سے پھرا وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہوا، دربدر ٹھوکریں کھاتا پھرا ——— فاضل بریلوی کا ایک شعر ہے:۔

(۲) کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ ۔۔۔ تجھ سے کتّے ہزار پھرتے ہیں

ماہر صاحب کہتے ہیں کہ مقطع کے مصرعِ ثانی میں کوئی شک نہیں اردو کا محاورہ تو نظم ہو گیا مگر غزل میں کتّے کا لانا خوش ذوقی نہیں ہے ——— اگر ماہر القادری صاحب کو یہ لفظ ا ۔ وق کے خلاف نظر آیا تو انہیں چاہیے تھا کہ اسے کاف مکسور سے پڑھ لیتے اور اپنا ذائقہ خراب نہ ہونے دیتے ——— قدسی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر تو موصوف نے بارہا سنا ہوگا:۔

نسبت خود بہ سگت کردم و بس منفعلم — زاں کہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

خیر! یہ غیر ملکی شاعر کا شعر ہے اور غیر ملکی زبان میں —— بانی مدرسہ دیو بند مولوی محمد قاسم نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) کے تین شعر ملاحظہ ہوں:۔

☆ امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید یہ ہے — کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار

☆ جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں — مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مورو مار

☆ جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب مرے — کہ میں ہوں اور سگان حرم کی تیرے قطار

شاید سگ اور کتے میں موصوف کے نزدیک بھی کوئی معنوی فرق نہ ہوگا —— حضرت استاذ الشعراء مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ماہر القادری صاحب یوں رقمطراز ہیں:۔

''مولانا احمد رضا خاں کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا بھی بڑے خوش گو شاعر تھے اور مرزا داغ سے نسبت تلمذ رکھتے تھے''۔(ماہنامہ فاران کراچی ستمبر ۱۹۷۷ء)

ماہر صاحب کے ممدوح مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے اسی سلسلے میں دو شعر ملاحظہ ہوں:۔

☆ خدا سگانِ نبی سے یہ مجھ کو سنوادے — ہم اپنے کتوں میں تجھ کو شمار کرتے ہیں

☆ سگان کوئے نبی کے نصیب پر قرباں — پڑے ہوئے سرِ رہ افتخار کرتے ہیں

ماہر القادری صاحب اعتراض کرتے وقت اتنا تو مدنظر رکھتے کہ یہ مطلق غزل گوئی نہیں، بلکہ میدان نعت ہے۔ یہاں کسی فرضی محبوب کے فرضی مظالم اور خیال حسن و جمال پر طبع آزمائی نہیں ہوتی بلکہ اس مقدس ہستی کا ذکر جمیل کیا جاتا ہے جس کی غلامی ہی سند و سرفرازی اور رشک شہنشاہی ہے۔ اس در کے کتوں میں شمار ہو جانا بڑی خوش قسمتی ہے —— اعلیٰ حضرت کا شعر ہے:۔

(۳) بڑھ چلی تری ضیا اندھیر عالم سے گھٹا — کھل گیا گیسو ترا، رحمت کا بادل گھر گیا

فرماتے ہیں ماہر القادری صاحب کہ: —— مصرعہ ثانی بہت خوب ہے مگر پہلا مصرعہ یا تو غلط کتابت ہوا ہے اور اگر کتابت میں یوں مذکور ہے تو اندھیر کے نون غنہ کو اعلان نون کے ساتھ پڑھنا پڑے گا اور اندھیر اعالم سے گھٹا اور زیادہ قابل اعتراض ہے۔ گھٹا، کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے مولانا رضا بریلوی نے چھٹا نظم کیا ہوگا'' —— ہماری جانب سے مصرعہ ثانی کو پسند کرنے کا شکریہ۔ ساتھ ہی نون مُعْلَن اور نون غُنّہ کی بارگاہوں میں شدِ رحال کر کے حاضر ہونے، درست لفظ کو غلط اور قابل اعتراض منوانے کی مہم میں ان سے استمداد کرنے کا یہی صلہ دیا جا سکتا ہے کہ موصوف جس لفظ کو اندھیرا پڑھ رہے ہیں حقیقت میں وہ اندھیر ہے، جس کے پیش نظر ماہر صاحب کی ساری بحث ہیر پھیر ہے۔ ہاں لفظ اندھیر پر اگر موصوف کو کوئی اعتراض ہے تو بغور مرزا غالب کا یہ شعر پڑھ لیں:۔

کہاں کہوں تاریکیء زندانِ غم اندھیر ہے — پنبہ نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں

(غالب)

ایک شعر اپنے ہم عصر احسان دانش کا بھی دیکھیے:۔

شام کے اندھیر میں دن کا اُجلا کھو گیا — آگ کے چوگرد دہقانوں کا جھمگھٹا ہو گیا

(نظم دیہات کی شام)

رہی لفظ گھٹا اور چھٹا کی بحث تو گھٹا جو معنی پیدا کر رہا ہے وہ چھٹا پیدا نہیں کرتا بلکہ چھٹا سے شعر کی جمالیاتی کشش ہی چلی جاتی ہے۔ تعجب ہے کہ ماہر صاحب شاعر ہوتے ہوئے اس شعر کے محاسن شعری سمجھنے سے قاصر ہے یا تعصب وعناد کی عینک سے تار نظر کو شعر کی باریکیوں تک نہ پہنچنے دیا ــــــ لفظ گھٹا اس شعر کی جان ہے اور اس نے شعر کو اور بھی چمکا دیا ہے۔ اس کے علاوہ رعایت لفظی، تضاد، تشبیہ، نشست الفاظ اور حسن بیان کی خوبی وخوبصورتی نے شعر کو خوب سے خوب تر بنا دیا ہے۔

ــــــ شعر کے مصرعہ اولیٰ میں بڑھ چلی، بڑھنے کی رعایت سے اس کی ضد مصرعہ کا آخری فقرہ گھٹا (کم ہوا، دور ہونے لگا) ساتھ ہی اندھیرا (تاریکی کی ضد) ضیاء (روشنی)۔ دوسری طرف اندھیر (تاریکی) کی مناسبت سے گھٹا (سیاہ بادل) کے معنی دے رہا ہے۔ پھر اسی لفظ گھٹا کی مناسبت سے مصرعہ ثانی میں کہا جا رہا ہے:۔

کھل گیا گیسو تیرا رحمت کا بادل گھر گیا

اب یہاں گھٹا کے معنی ہو گئے برسات کی گھٹا اور اس رعایت سے گیسو، بادل، کتنے خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ تشبیہ کا حسن تو ملاحظہ ہو کہ اندھیر بہ معنی تاریکی، سیاہی، پھر گھٹا بھی سیاہ، گیسو بھی سیاہ، بادل بھی سیاہ، پھر گیسو کا کھلنا وہی گھٹا کی رعایت و مناسبت اور رحمت کا بادل گھرنا (رعایت لفظی)، گیسو کی رعایت سے کیسا حسین منظر آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے جس کی خنکی قلب و روح کی گہرائی تک محسوس ہو رہی ہے۔

(۴) پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں

ماہر صاحب اعتراض فرماتے ہیں کہ اس غزل کے شعر انتخاب میں آنے کے قابل نہ تھے، یہ کمزور غزل ہے ــــــ اس سے پہلے کہ جواباً ہم کچھ عرض کریں پاک وہند کے منجھے ہوئے ادیب وشاعر اور ملک کے مشہور نعت گو، حضرت شاعر لکھنوی کی رائے اس نعت کے متعلق پیش کی جاتی ہے کیوں کہ موصوف لکھنو سکول کے نمائندے شاعر ہیں لہذا:۔ ع

مستند ہے جس کا فرمایا ہوا

موصوف فرماتے ہیں:۔

"غالب کی مشہور غزل کا مصرعہ ہے:۔

روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

ذرا اس میں بھی حضرت رضا کی مشاقی ملاحظہ ہو:۔

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں — دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

غالب نے تو پاسبان عقل کو دل کے پاس رکھنے کا مشورہ دے کر چونکا دینے والی بات کہی تھی مگر حضرت رضا بریلوی نے:۔

دل کو جو عقل دے خدا ــــــ کہہ کر اس خیال کو اور آگے بڑھا دیا۔

(تاریخ نعت گوئی میں حضرت رضا بریلوی کا منصب ص ۱۲۷ از شاعر لکھنوی)

خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ ماہر صاحب کی شاعرانہ کمزوری ہے یا کم علمی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ موصوف کو اس غزل میں بعض ایسی کمزوریاں نظر آئی ہوں جیسے بس کے کسی مسافر نے عبارت:۔ کتابچہ شکایات ڈرائیور کے پاس ہے۔ پڑھ کر ارشاد فرمایا تھا کہ:۔ ڈرائیور کے پاس کتا بچہ (کتے کا بچہ) رکھنے کی آخر ضرورت کیا تھی؟ یا کسی علامہ دوران نے ایک صاحب کے قلمی نسخہ قرآن کریم میں

اصلاح فرمائی تھی، یعنی انہوں نے خَرَّ مُوْسیٰ صَعِقًا۔ کو کھرچ کر موسیٰ کی جگہ عیسیٰ بنادیا کیوں کہ موصوف نے اردو کی متعدد کتابوں میں خرعیسیٰ پڑھا تھا۔ دوسری جگہ فَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ پرنظر تحقیق جا ٹھہری تو لفظ آدم کو جلدی سے مٹایا اوراس کی جگہ موسیٰ لکھا، کیونکہ محقق یگانہ کے مطالعہ میں عصائے موسیٰ تو بارہا آیا تھا لیکن عصائے آدم کا ذکر کبھی نظروں سے نہیں گزرا تھا، لہذا اسے مٹا کر کیوں نہ ثواب دارین حاصل کرتے —— نہیں معلوم ماہر القادری صاحب کو فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ غزل کے متعلق اور کتنی ہی غلطیاں اور کمزوریاں ملی ہوں گی —— فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی نعت گوئی کے متعلق ماہر القادری صاحب کے ہم عصر، جماعت اسلامی کے کارکن، جناب عابد نظامی کی رائے یہ ہے:۔

''مولانا احمد رضا خان بریلوی جس پائے کے انسان اور جس مرتبے کے جید عالم تھے شاعری ان کے لئے طرہ امتیاز اور شرف کمال نہیں بن سکتی لیکن یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے جو بلند پایہ نعتیں لکھی ہیں، ان سے کوئی ان کا مخالف بھی صرف نظر نہیں کرسکتا۔ مولانا برصغیر پاک وہند میں اس تحریک کے حامی اور اس نصب العین کے علمبردار تھے جس نے ایک خاص وقت میں عشق رسول کا نعرہ بلند کیا۔ مولانا سے اختلاف رکھنے والے ممکن ہے آپ کو بہت سے ملیں مگر یہ ناممکن ہے کہ ان کے کمال نعت گوئی سے کسی کو اختلاف ہو۔ مولانا کی نعت گوئی میں دو راہیں ہو ہی نہیں سکتیں، ویسے ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔ لیکن کم از کم مجھے آج تک پڑھے لکھوں میں مولانا کی نعت گوئی سے اختلاف کرنے والا کوئی نہیں ملا۔

اپنے ہی ہم مسلک عابد نظامی صاحب کی مذکورہ رائے کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ ماہر القادری صاحب اپنے آپ کو پڑھے لکھوں میں شمار کرتے ہیں یا جاہل اور ہٹ دھرم لوگوں میں —— اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:۔

(۵) جان ہے عشق مصطفےٰ، روز فزوں کرے خدا — جس کو ہو درد کا مزہ، ناز دوا اٹھائے کیوں

ماہر صاحب اس شعر پر فن تنقید کی مہارت یوں دکھاتے ہیں:۔ —— ''دوا کا ناز کون اٹھاتا ہے؟ ناز تو طبیب کے اٹھائے جاتے ہیں''۔ —— لیکن اسی شعر پر جناب شاعر لکھنوی کا تبصرہ ملاحظہ کیجئے، انہوں نے فرمایا ہے:۔ —— ''اس زمین میں یہ شعر پڑھیے اور وجد کیجئے:۔

جان ہے عشق مصطفےٰ روز فزوں کرے خدا — جس کو ہو درد کا مزہ، ناز دوا اٹھائے کیوں

ناز اٹھائے کا ٹکڑا کیفیت عشق وعمق کو ظاہر کررہا ہے''۔

شاعر لکھنوی تو اعلیٰ حضرت کے مذکورہ شعر پر وجد کر اٹھے کیوں کہ موصوف کی وسعت نظر فاضل بریلوی کے عمق عشق کو پاچکی ہے لیکن جناب ماہر کی کوتاہ بینی تعصب وعناد کی وادیوں میں بھٹک رہی ہے وہ تو خیر گزری کہ موصوف کوتاہ نظر ہی واقع ہوئے ہیں، اگر ان کی نگاہ عیب جو مرزا غالب تک پہنچ جاتی اور ان کا یہ شعر سامنے آجاتا ہے:۔

درد منت کش دوا نہ ہوا — میں نہ اچھا ہوا، برا نہ ہوا

تو فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے مندرجہ ذیل شعر پر تو صرف ایک ہی اعتراض کیا تھا لیکن مرزا غالب کے اس شعر پر پورے دو اعتراض جڑ دیے جاتے۔

دوا کا منت کش کون ہوتا ہے منت کش تو طبیب کے ہوتے ہیں۔

درد کب منت کش ہوتا ہے؟ منت کش تو مریض ہوتا ہے۔

معلوم نہیں ماہر صاحب تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں یا وہ اس کوچے ہی سے نابلد ہیں۔ اگر اس اعتراض کی بنیاد بے خبری ہے تو حالی کے یہ دونوں شعر پڑھنے مفید رہیں گے:۔

دل کو درد آشنا کیا تو نے درد دل کو دوا کیا تو نے

تھا نہ جز غم بساط عاشق میں غم کو راحت فزا کیا تو نے

ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ مقامات عشق ہیں۔ شاعر عشق کے اس ارفع اور اعلےٰ مقام پر فائز ہے جہاں عشق مصطفےٰ نہ صرف جزو زندگی ہے بلکہ مجسم زندگی ہے۔ وہ اضطراب عشق اور خلش درد سے تڑپتا نہیں بلکہ لطف اندوز ہوتا ہے اور یہ کہتا رہتا ہے۔

جس کو ہو درد کا مزہ، ناز اٹھائے کیوں

یہ ایمانی کی وہ انمول باتیں ہیں جو ماہر صاحب کے ہم مسلک لوگوں کی سمجھ میں آنے والی نہیں ہیں ان کو دیکھنے کے لئے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی عشق و مستی میں ڈوبی ہوئی آنکھیں اور صدیق اکبر کے شعور و ادراک کی ضرورت ہے، جب کہ وہابیت ایسے ہی ایمانی جذبات کے خلاف اٹھنے والی سراسر غیر اسلامی شرارت کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو راہ ہدایت نصیب فرمائے (آمین)۔ شعر ہے:۔

(۶) گروں کا سہارا، عصائے محمد ﷺ عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا

اعتراض فرمایا جاتا ہے:۔ گرے ہوؤں کا یا گرتوں کا ہونا چاہیے تھا۔

ماہر صاحب کا یہ اعتراض بھی بے دلیل ہونے کے باعث پھسپھسا معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر فرماتے کہ گروں کا کہنے سے کون سا نقص پیدا ہو گیا ہے۔ یہ لفظ تو روزمرہ استعمال میں آتا ہے کہ فلاں بہت گرا ہوا انسان ہے، یہ تو گری سی بات ہے——— انسان بت پرستی اور جہالت کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا، وہ انسانیت کی بلندی سے پستی میں گرا ہوا تھا۔ نبی آخری الزمان ﷺ کے عصائے رحمت کے سہارے پر گرا انسان، ایمان و صداقت، خلوص و محبت اور مساوات اور اخوت کی ارفع و اعلیٰ منزل پر فائز ہوا——— کیا لفظ گروں نے کہیں نقص پیدا کیا؟

(۷) سنگ در حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے جانا ہے سر کو جا چکے، دل کو قرار آئے کیوں

ماہر صاحب فرماتے ہیں:۔ ''ژولیدہ انداز بیان اور زبان و روزمرّہ کے اعتبار سے بھی کمزور ہے''۔ کیا ہی اچھا ہوتا ہے کہ ماہر القادری صاحب کی نظر میں جو ژولیدگی اور زبان و روزمرّہ کی کمزوری آئی تھی، اس کا اظہار کر دیتے تاکہ ہم بخوبی کچھ عرض کر سکتے۔ یہ تو ماہر صاحب بھی بخوبی جانتے ہیں کہ جس دعویٰ کی دلیل پیش نہ کی جائے اس کی عقلاء کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی، کیونکہ مبہم اور مہمل جرح ناقابل قبول ہوتی ہے——— جن اشعار کو ماہر صاحب سمجھنے سے عاجز رہ جاتے ہیں ان پر اپنے جذبہ دل سے مجبور ہو کر اعتراضات کی چھری رکھ دیتے ہیں ورنہ جس امام الکلام کے کلام کو نیاز فتحپوری جیسے نقادفن نے بالاستیعاب پڑھا، اس کی انفرادیت کو تسلیم کیا، کوثر نیازی نے جسے نعت گوئی کا امام مانا، آج اسی شہنشاہ ملک سخن کے کلام میں زبان و روزمرّہ کی غلطیاں نکالنے وہ صاحب نکلے ہیں۔ جس کا شمار تین میں ہے نہ تیرہ میں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا شعر ہے:۔

(۸) گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی ڈوبا ڈوبا اتار آقا

ماہر صاحب اعتراض داغتے ہیں:۔ پھنس گئی کا محل تھا۔

گویا پڑگئی ماہر صاحب کے نزدیک بے محل ہے یعنی اگر کسی نے کہا جائے کہ تشریف رکھئے تو ماہر صاحب فرمائیں گے کہ بیٹھ جایئے کا محل ہے۔ شاید محاورات سے موصوف کو چڑ ہے۔ مرزا غالبؔ اور خواجہ حالیؔ کے چند اشعار پیش کر کے دیکھتے ہیں کہ ماہر صاحب ان میں کن کن لفظوں کے محل اور تاج محل بتائیں گے۔ غالب کا شعر ہے:۔

مقطع میں آپڑی تھی سخن گسترانہ بات ۔۔۔ منظور اس سے قطع محبت نہیں مجھے

جناب الطاف حسین حالیؔ کہتے ہیں:۔

اے شعر راہ راست پہ تو جب کہ پڑ لیا ۔۔۔ اب راہ کے نہ دیکھ نشیب و فراز تو
(ہولیا)

عزت سے اپنی یاروں کو کچھ آپڑی ہے ضد ۔۔۔ چھوڑیں گے نیم جاں کو نہ بے جاں کیے بغیر
(ہوگئی)

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا ۔۔۔ مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ
(لگتی)

گرمے ہے تند و تلخ، پر ساقی ہے دلربا ۔۔۔ اے شیخ بن پڑے گی نہ کچھ ہاں کئے بغیر
(کرسکو گے۔

میرا خیال ہے کہ مندرجہ بالا اشعار کی اصلاح بھی ماہر صاحب ضرور کریں گے اور گمان غالب ہے کہ اصلاح کے الفاظ بھی وہی ہوں گے جو راقم الحروف نے قوسین میں ہر شعر کے سامنے ان کی سہولت کے لئے درج کر دیئے ہیں۔

(۹) اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے ۔۔۔ اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے

فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے مندرجہ بالا شعر پر جب ماہر القادری صاحب کوئی فنی اعتراض نہ کر سکے تو قادریت کے مصنوعی نقاب کو نوچ ناچ کر اپنے اصلی خدوخال کے ساتھ جھنجھلاتے ہوئے فتویٰ صادر فرماتے ہیں:۔

اگر کوئی شخص اس نیت سے حج کے لئے جائے کہ اصل مقصود تو روضہ، رسول کی زیارت ہے۔ اس کے طفیل میں حج بھی سہی، تو اس کا حج ہی مشکوک رہے گا۔ مسجد نبوی اور روضہ، رسول کی زیارت، سعادت وشرف کی معراج، مگر قرآن پاک میں حج کو فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ چہ جائیکہ فریضہ، حج کو زیارت روضہ، رسول کا ضمیمہ سمجھا جائے''۔

ماہر صاحب کی دیانت داری تو ملاحظہ ہو کہ کیسی سادہ لوحی سے عوام الناس کو چھلنے نکلے ہیں۔ موصوف نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے وہ اشعار تحریر نہ کئے جو اس شعر کے بعد ہیں اور جن میں اپنے قول کی صداقت پر قرآن وحدیث سے دلائل پیش کئے ہیں، نہ جانے کس مصلحت کے تحت ان سے چشم پوشی فرمائی گئی۔ وہ اشعار یہ ہیں:۔

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز ۔۔۔ اور وہ بھی عصر، سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے ۔۔۔ اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے
ہاں تو نے ان کو جان، انہیں پھیر دی نماز ۔۔۔ پر وہ تو کر چکے تھے کہ جو کرنی بشر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں ۔۔۔ اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

مجرم بلائے آئے ہیں جاءوک ہے گواہ　　پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے
بد ہیں مگر انہیں کے ہیں، باغی نہیں ہیں ہم　　نجدی نہ آئے انکو یہ منزل خطر کی ہے

یہاں مولیٰ علی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کے حدیث کے دو واقعات کہے۔ قول کی تاویل کر لی جاتی ہے۔ مگر اس فعل کی کیا تاویل ہو سکتی ہے۔ جس کی صحت وصداقت پر بارگاہ رسالت سے مہر ثابت لگ چکی ہو۔ اگر جناب ماہر القادری صاحب اس وقت وہاں موجود ہوتے تو کچھ بعید نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہما کو یوں فہمائش کرنے لگتے:۔

(۱) حضرت! نماز عصر ہرگز قضا نہ کیجئے کہ اس کی محافظت کا حکم تو دیگر سب نمازوں سے موکد ہے۔

(۲) باری تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ میرے حبیب کی نیند پر نماز قربان کر دیا کرنا

(۳) دانستہ نماز ترک کرنے والا بموجب حدیث پاک مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ (الی آخرہ) عملاً اپنے ادّعائے اسلام کی تغلیط کرتے اور کفر کی حد میں داخل ہو جاتے ہیں۔

مگر مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ نے اپنی نماز عصر کو آقائے نامدار پر قربان کر کے بارگاہ رسالت کی حاضری کا مقام واضح کر دکھایا۔ معراج المومنین کو شب اسریٰ کے دولہا پر قربان کر دیا تو مہربان آقا نے شب اسریٰ کی اس سوغات سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ذرا بھی محروم نہیں رہنے دیا بلکہ سورج واپس لوٹا کر وہ فوت شدہ نماز بھی وقت کے اندر ادا کر دی۔ سبحان اللہ!

ادھر یار غار صدیق اکبر کے انگوٹھے کو سانپ متعدد بار ڈس چکا ہے مگر پیر کو سوراخ سے نہیں ہٹایا۔ جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ زہر جسم میں سرایت کر رہا ہے۔ مگر سرکار مدینہ کے آرام میں فرق نہ آنے دیا۔ شدت تکلیف سے پیشانی عرق آلود ہو گئی۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر یار غار کی پیشانی سے چند قطرے ڈھلک کر گرے۔ چشم رحمت وا ہوئی۔ یار غار نے حال عرض کیا، آقا نے لعاب دہن لگایا، زہر کا اثر زائل ہوا اور فوراً آرام ہو گیا۔ جان جانے کا خطرہ شدید تھا لیکن جان واپس مل گئی۔ سبحان اللہ!

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ وضاحت فرماتے ہیں کہ جس نے مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نثار کی ہوئی نماز اور یار غار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو قربان کی ہوئی جان واپس کر دی، اسی سرکار کی طفیل حج کی سعادت تو نصیب ہو گئی ہے، لیکن جس سرکار کے طفیل یہ سعادتیں نصیب ہو رہی ہیں اصل مقصود تو اسی بارگاہ بیکس پناہ کی حاضری ہے، جیسا کہ مذکورہ دونوں واقعات سے ثابت ہے۔ تیسری دلیل قرآن پاک سے قائم فرمائی۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (الآیۃ) باری تعالیٰ نے بارگاہ رسالت کو گنہگاروں کی جائے پناہ قرار دیا ہے۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے وہ پہلے حبیب پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور وہاں جا کر معافی کے طلبگار ہوں، حبیب خدا ان کی سفارش فرمائیں تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پایا جا سکتا ہے ــــــ حج بھی اس وقت تک قبول نہیں ہوتا جب تک بارگاہ رسالت سے سند قبولیت نہ مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانیوں کو اپنے حبیب کی شفاعت کے ساتھ مشروط فرما دیا ہے۔ خواہ خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر لاکھ گڑگڑایئے، توبہ کیجئے، جب تک رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر توبہ نامہ پر نہ ہوگی خدا بھی توبہ قبول نہیں فرماتا۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت وضاحت فرماتے ہیں کہ حج کی قبولیت کا دارومدار تو اسی بارگاہ کی حاضری پر ہے۔ اصل عبادت تو اس در کی حاضری ہے۔ جملہ مناسک حج کی ادائیگی کی رسید پر یہیں سے مہر لگتی ہے۔ اگر انہوں نے قبول فرما لیا تو بارگاہ خداوندی میں بھی قبول ورنہ نہیں۔ لہٰذا حج بھی انہیں کا طفیل، اسی بارگاہ کا صدقہ ہے۔

اگر ماہر صاحب کو اس نظریہ سے اختلاف ہی تھا تو پہلے ان تینوں دلائل کا رد کرتے جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ

علیہ نے مذکورہ اشعار میں پیش کئے ہیں ــــ اسی سلسلہ میں شاعر مشرق، علامہ اقبال کے مندرجہ ذیل ایمان افروز اشعار بھی ملاحظہ فرمایئے:۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولین ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصورات

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پاگئے
عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب

تیری نظر میں ہیں تمام میرے گذشتہ روز و شب
مجھ کو خبر نہ تھی کہ ہے علم نخیل بے رطب

تازہ ترے ضمیر میں معرکہ کہن ہوا
عشق تمام مصطفےٰ، عقل تمام بولہب

اسی سلسلے میں حالی کے یہ اشعار بھی لطف سے خالی نہیں:۔

جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف
اب تک وہی قبلہ تری امت کا رہا ہے

جس ملک نے پائی تری ہجرت سے سعادت
کعبہ سے کشش اس کی ہر اک دل میں سوا ہے

علامہ اقبال اور حالی کے مذکورہ خیالات کے پیش نظر ہوسکتا ہے کہ ماہر صاحب فرمائیں:۔ ع

کیا خوب ہے کہ خضر کی ہم پیروی کریں

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی (المتوفی ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) کا انتقال ہوگیا ہے۔ ان کے خلیفہ اعظم، مولوی محمود الحسن دیو بندی (المتوفی ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) اپنے پیر کی مرثیہ خوانی کررہے ہیں۔ موصوف کا ایک وجدانی شعر ملاحظہ ہو:۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

ایک وہ ہیں جو کعبہ کے ارادے سے جاتے ہیں اور فریضہ حج ادا کرنے کے بعد جس کے صدقے میں یہ سعادت نصیب ہوئی اس کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہونے کے لئے بیتاب رہتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو اپنے گنگوہ شریف جانے کے لئے گھر سے نکلتے ہیں مگر راستہ معلوم نہ ہونے کے باعث خانہ کعبہ میں جا پہنچتے ہیں، پھر اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے تو مکہ والوں سے گنگوہ کا راستہ پوچھنے لگتے ہیں۔ یعنی وہ مسلمانوں کے کعبہ سے مطمئن نہیں کیونکہ ان کا کعبہ گنگوہ میں ہے۔ یہ ہیں دیوبند کے وہ صاحب عرفان جن کے سینے نجدی معرفت سے لبریز ہیں۔ کیا فتویٰ ہے علامہ ماہر صاحب کا ان کے بارے میں'اعلیٰ حضرت بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں:۔

(۱۰)

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

ماہر صاحب کا ارشاد ہے:۔ ''مصرعہ ثانی میں شعریت کی کمی ہے۔''

مندرجہ بالا شعر اعلیٰ حضرت کی اس نعت کا ہے، جس کا مطلع ہے:۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اس نعت سے متعلق ابولاثر حفیظ جالندھری کی رائے سلطان الواعظین حضرت علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب مدظلہ العالی کوٹلوی کی زبانی سنئے اور ماہر صاحب کے تبصرے کو شاعر اسلام، ابوالاثر حفیظ صاحب کی رائے اور تبصرے کی روشنی میں دیکھئے۔ موصوف نے لکھا ہے:۔

''مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ بھیرہ کے سالانہ اجتماع میں اعلیٰ حضرت کی میں نے یہ نعت:۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں — یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

پڑھی، اس اجتماع میں ابوالاثر حفیظ جالندھری بھی موجود تھے، وہ مجھ سے بصد اشتیاق پوچھنے لگے، صاحب! یہ نظم کس کی ہے؟ یہ تو کوئی استاذ الاساتذہ معلوم ہوتے ہیں...... میں نے کہا، یہ نعت اعلیٰ حضرت کی ہے۔ ابوالاثر صاحب بے حد متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ شاعری اسی کا نام ہے''۔

جناب ابوالاثر حفیظ جالندھری جس نعت کو سن کر صاحب نعت کو استاذ الاساتذہ قرار دے رہے ہیں اسی نعت کے ایک شعر میں ماہر صاحب کو کمی نظر آرہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:۔ شاعری اس کا نام ہے ـــــ یہ کہتے ہیں کہ:۔ ـــــ شعریت کی کمی ہے ـــــ وہ کمی جو جناب حفیظ جالندھری صاحب کو نظر نہ آئی اگر ماہر القادری صاحب اس کا کھل کر اظہار فرمادیتے تو ہمیں بھی عرض کرنے کا موقع ملتا۔ معلوم نہیں موصوف شرما کیوں گئے۔ خیر ان کی مرضی ـــــ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ایک شعر ہے:۔

(۱۱) یہی ہے اصل عالم، مادہ ایجاد خلقت کا — یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

ماہر القادری صاحب کہتے ہیں:۔ ''اللہ تعالیٰ عدم سے کائنات کو وجود میں لایا۔ قرآن کریم یہ نہیں بتاتا کہ کسی فرشتے، نبی اور رسول کے مادّے یا جوہر سے خلقت وجود میں آئی''۔

اپنے کلیے کی رو سے کیا ماہر صاحب پانچویں نمازوں کے اوقات، ادائیگی نماز کا طریقہ اموال نصاب کی حدود، زکوۃ کی مختلف شرحیں اور اذان واقامت حتی کہ کلمہ طیبہ تک کے بارے میں بتاسکیں گے یہ چیزیں انہوں نے قرآن کریم کی کونسی آیت سے معلوم کی ہیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو قرآن کریم سیکھنے میں سرکار مدینہ ﷺ کے محتاج تھے کیوں کہ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ اسی جانب مشیر ہے۔ کیا احادیث سے روگردانی کر کے ماہر صاحب نے جملہ مضامین قرآن سمجھ لئے ہیں؟ جب متعدد احادیث میں موجود ہے کہ کائنات کا وجود نبی اکرم، نور مجسم، فخر دو عالم ﷺ کے نور سے ہے بایں ہمہ اسے جھٹلانا عقیدۂ توحید کی حفاظت کہلائے گی یا عقیدہ رسالت کے خلاف ابلیسی شرارت؟

ماہر صاحب اگر مذہب حقہ اہلسنت وجماعت سے برگشتہ ہیں تو کم از کم مولوی اشرف علی تھانوی کی بات تو مان لیتے۔ موصوف نے نور محمدی کے اوّل الخلق اور باعث ایجاد خلقت ہونے کے ثبوت میں سات روایتیں پیش کی ہیں۔ پہلی روایت یہ ہے:۔

عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا، سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی نہ دوزخ اور نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان تھا نہ زمین تھی

اور نہ سورج تھا نہ چاند تھا اور نہ جن تھا نہ انسان تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے، ایک حصے سے قلم پیدا کیا دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ آگے طویل حدیث ہے''۔

یہ روایت نقل کرنے کے بعد اس کے بارے میں تھانوی صاحب نے مزید وضاحت کی ہے:۔

اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا۔ کیونکہ جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔''

کیا فرماتے ہیں ماہر القادری صاحب نشر الطیب کی اس روایت کے بارے میں کیا فتویٰ ہے تھانوی صاحب کے متعلق؟ ——— اعلیٰ حضرت کا شعر ہے:۔

(۱۲)

وہی ہے اوّل، وہی ہے آخر، وہی ہے ظاہر، وہی ہے باطن
اسی کے جلوے، اسی سے ملنے، اسی سے، اس کی طرف گئے تھے

فرماتے ہیں ماہر القادری صاحب:۔

هُوَ الْاَوَّلُ هُوَ الْاٰخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ

اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، بندوں کے لئے چاہے وہ سید الاولین والآخرین ہی کیوں نہ ہوں اس قسم کے مبالغہ سے اجتناب چاہیے۔ شعر و تصوف کے نکتوں نے توحید خالص کو غبار آلود کیا ہے۔ شب معراج اللہ تعالیٰ کے جلووں کو نہیں بلکہ عبدہٗ کو اسریٰ کا شرف حاصل ہوا تھا۔'' فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے مذکورہ شعر پر ماہر القادری صاحب کا تبصرہ ان کے مخصوص مذہبی انداز فکر کا آئینہ دار ہے بالخصوص خط کشیدہ عبارت کے تیور موصوف کو پوری طرف بے نقاب کر رہے ہیں۔ شعر کے مصرعہ ثانی کے الفاظ، اسی کے اور اسی سے ملنے وغیرہ سے بالکل واضح ہے کہ مذکورہ الفاظ باری تعالیٰ کے لئے استعمال کئے ہیں۔ اس کے باوجود اگر ماہر القادری صاحب مصرعہ اولیٰ کے الفاظ محبوب کبریا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں تو چلئے یونہی سہی۔ شاعر مشرق علامہ اقبال کا ایک ایمان افروز شعر سن لیجئے:۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر — وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ

علامہ اقبال نے اس آیہ مبارکہ کو نہ صرف حضور کی صفت قرار دیا بلکہ ذات بابرکات، مظہر عین ذات ﷺ کو سراپا قرآن و فرقان اور یٰسین و طٰہٰ بتایا ہے ———

ماہر صاحب ہمت کر کے مدارج النبوۃ کی اصلاح بھی فرمادیں کہ خاتم المحققین، سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) نے اپنی اس تصنیف لطیف کے خطبہ میں آیہ مبارکہ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ لکھ کر انہیں سرکار دو عالم ﷺ کی صفات بھی قرار دیا ہے۔ یہ وہی شیخ محقق ہیں جن کا مداح و معتقد بلکہ دریوزہ گر سارا ولی اللہی خاندان ہے ——— اسی طرح حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفا میں علامہ تلمسانی سے ناقل ہیں کہ:۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا، مجھے جبریل نے آکر یوں سلام کیا:

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ اَلسَّلَامُ عليك يَا اٰخِرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ظَاهِرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَاطِنُ (قربان

جانیئے کہ دانائے غیوب ﷺ کو معلوم تھا کہ میری اُمت میں ماہر القادری جیسے معترض بھی ہوں گے) ارشاد ہوتا ہے، اے جبریل! یہ تو خالق کی صفات ہیں مخلوق کو کیوں کر مل سکتی ہیں؟ عرض کی، میں نے خدا کے حکم سے حضور کو یوں سلام عرض کیا ہے۔ اس نے حضور کو ان صفتوں سے فضیلت اور تمام انبیاء و مرسلین پر خصوصیت بخشی ہے۔ اپنے نام وصفت سے حضور کے لئے نام وصفت مخصوص فرمائے ہیں۔" (شرح شفا للقاری)

ماہر صاحب! آقائے نامدار کا اس سلسلے میں حیرت انگیز ارشاد گرامی بھی ملاحظہ فرمالیجئے اور کہتے جایئے کہ اصل میں توحید خالص کو سید الانبیاء ہی غبار آلود کر گئے تھے کہ نجدیوں والی چمر توحید کی جڑیں وہی تو کاٹ کر رکھ گئے تھے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد اقدس ملاحظہ ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنِیْ عَلٰی جَمِیْعِ النَّبِیِّیْنَ حَتّٰی فِیْ اِسْمِیْ وَ صِفَتِیْ

ترجمہ: تعریف اس خدا کی جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت عطا فرمائی، یہاں تک کہ میرے نام وصفت کے ساتھ۔

ان دلائل کی روشنی میں ماہر صاحب غالباً اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے شعر کا مطلب سمجھ گئے ہوں گے اب رہا ماہر صاحب کا یہ فرمانا کہ:—— "'عبدہٗ' کو اسریٰ شرف حاصل ہوا تھا"

تو گزارش ہے کہ یہ بھی جناب کا محض تکلف ہے کیوں کہ عبدہٗ ماننا کیسا' جناب کے ہم مشرب تو اپنے جیسا بشر بتانا اور بھائی تک کہنا عقیدہ رسالت کا تقاضا سمجھتے ہیں۔ عبدہٗ کون ہے؟ کیا ہے؟ عبدہ کا مقام کیا ہے؟ ذرا مفکر اسلام علامہ اقبال سے پوچھیئے:۔

آیہ کائنات کا معنئ دیر یاب تو ۔۔۔ نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو
لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب ۔۔۔ گنبد آبگینہ رنگ ترے محیط میں حباب
عالم آب و خاک میں ترے وجود سے فروغ ۔۔۔ ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب
شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود ۔۔۔ فقرِ جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب

اب باقی رہ جاتا ہے ماہر القادری صاحب کا خالص توحید کا غبار آلود کرنے کا شکوہ۔ تو اس سلسلہ میں ہماری گزارش یہ ہے کہ ہمارے امام اہلسنت مجدد دین وملت' فاضل بریلوی قدس سرہٗ تو محمد عربی ﷺ کی بتائی ہوئی توحید کے علمبردار تھے۔ یہی توحید مسلمانوں نے اپنے آقا سے سیکھی اور نسلاً بعد نسل ایک دوسرے کو سکھاتے آئے۔ اگر اس توحید کے بیان کرنے سے آپ کی ماڈرن توحید غبار آلود ہوتی ہے تو اس میں ہمارا کیا قصور؟

ماہر صاحب اسلامی توحید کے بیان پر تو اس قدر چراغ پا ہیں مگر پردہ اٹھا کر کبھی اپنی ماڈرن توحید کے خدوخال شاید نہیں دیکھے۔ لیجئے درشن کر لیجئے اپنی ماڈرن توحید کے۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی وفات پا چکے ہیں۔ ان کے خلیفہ اعظم، مولوی محمود الحسن دیوبندی مرثیہ پڑھ رہے ہیں اور ترتیب وار موصوف کے سارے مدارج یوں بیان کر رہے ہیں۔ ذرا کان کھول کر سن لیجئے:۔

جنید و شبلیء ثانی ابو مسعود انصاری ۔۔۔ رشید دین و ملت، غوث اعظم، قطب ربانی

ان حضرات کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی تو ضرور غوث اعظم تھے حالاں کہ سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (المتوفی ۵۶۱ھ) کے لیے جب سنی مسلمان لفظ غوث اعظم استعمال کرتے ہیں تو وہابیہ کا پورا گروہ اسے کافر و مشرک قرار دینے پر متفق الرائے ہو جاتا ہے۔ ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ ماڈرن توحید کے بعض مغلوب الحال علمبردار علماء نے تو آج کل باری

تعالٰی کے لئے بھی یہی لفظ استعمال کرنا شروع کردیا ہے۔ اور وہ کہا کرتے ہیں کہ غوث اعظم جل جلالہ یوں فرماتے ہیں ـــــ بحرحال گنگوہی صاحب کی شان صرف یہی نہیں کہ وہ غوث اعظم تھے بلکہ بتایا گیا کہ ان کا مرتبہ تو صدیق وفارق رضی اللہ عنہما سے بھی زائد تھا۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہیے عجب کیا ہے　　　شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی

بات یہیں پہنچ کر ختم نہیں ہوئی بلکہ انہیں اپنے دور کا یوسف علیہ السلام اور مسیحائے زماں بھی بتایا گیا ہے:۔

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو　　　چھپا چاہ لحد میں وائے قسمت ماہ کنعانی

مسیحائے زماں کے ساتھ لفظ فلک قابل غور ہے۔ حضرت مسیح یعنی عیسٰی علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ وہ اپنے رب کی قدرت سے آسمان پر گئے۔ مگر دیوبندیوں کے مسیحائے زماں اپنے مریدین ومعتقدین کو چھوڑ چھاڑ کر خود ہی فلک پر پہنچ گئے۔ لفظ فلک پر زور دیکھئے ـــــ لیکن بس یہاں بھی نہ ہوئی کیوں کہ اس طرح تو گنگوہی صاحب صرف بعض انبیاء کرام کے برابر ہی رہتے ہیں جب کہ مقصود ان کی شان سب سے بڑھانا ہے، لہذا عیسٰی علیہ السلام سے موازنہ کرکے دکھایا جاتا ہے کہ وہ تو صرف مردوں کو زندہ کردیتے تھے لیکن گنگوہی صاحب کی مسیحائی ان سے بہت آگے ہے، کہ یہ: ـــــ (۱) مردوں کو زندہ کردیتے ہیں (۲) زندوں کو مرنے نہیں دیتے۔ (یہ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کی نفی کی جارہی ہے)۔ چنانچہ اپنی ماڈرن توحید میں چار چاند لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

مردوں کو زندہ کیا، زندوں کو مرنے نہ دیا　　　اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

یہی نہیں بلکہ اس پورے گروہ کی نظر میں گنگوہی صاحب کی شان اتنی بلند ہے کہ یوسف علیہ السلام جیسے تو موصوف کے کالے کلوٹے غلام بھی تھے، دریں حالات موصوف کے گورے چٹے بندوں کے حسن وجمال کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ چنانچہ مولوی محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں:۔

قبولیت اسے کہتے ہیں، مقبول ایسے ہوتے ہیں　　　عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

اگر کوئی پوچھ بیٹھتا کہ جب گنگوہی صاحب آپ حضرات کی نظر میں دیگر انبیائے کرام سے بھی برتر ہیں تو کیا آپ انہیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر جانتے ہیں؟ وہابی شیخ الہند صاحب اس کا یوں اثبات میں جواب دیتے ہیں:۔

زباں پر اہل ہوا ہے کیوں اعلُ ھبل شاید　　　اٹھا عالم سے کوئی بانیء اسلام کا ثانی!

جس طرح سید المرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری سے جملہ گذشتہ ادیان منسوخ ہوگئے تھے اور جو آپ کو چھوڑ کر کسی اور جگہ ہدایت کا طلبگار ہو تو اس کا دین بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت حاصل نہیں کرسکتا۔ اسی طرح ماڈرن توحید والوں نے اپنے گنگوہی صاحب کو معلوم نہیں کون سے قرآن کی نص سے یہی مقام عنایت کیا ہوا ہے:۔

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا، ہوگیا گمراہ　　　وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو باری تعالٰی شانہٗ نے نور مجسم بنایا۔ مسلمانوں کا شروع سے یہی عقیدہ چلا آرہا ہے۔ لیکن ماڈرن توحید والوں کی نظر میں ایسا عقیدہ رکھنا خلاف اسلام ہے مگر گنگوہی صاحب کے لئے علی الاعلان کہا گیا:۔

چھپائے جامہء فانوس کیوں کر شمع روشن کو　　　تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہی عریانی

مسلمان اگر بارگاہ عالم پناہ ﷺ سے مدد کے طلب گار ہوں تو ماڈرن توحیدوالوں کی نظر میں ٹھیٹ مشرک اور حقیقی کافر ٹھہرتے ہیں کیوں کہ ان کے نزدیک قبلہ، حاجات تو گنگوہی صاحب ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

حوائج دین ودنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب ‏ ‏ ‏ گیا وہ قبلہ، حاجات روحانی و جسمانی

قبلہ، حاجات جسمانی ہونا بھی غور طلب مسئلہ ہے ــــــ بہر حال ماڈرن توحیدوالوں کا حضور اکرم ﷺ اور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق تو غیر متزلزل عقیدہ یہ ہے:۔ ــــــ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔'' لیکن گنگوہی صاحب کا قضاوقدر پر قبضہ مانا جارہا ہے:۔

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا! ‏ ‏ ‏ ان کا جو حکم تھا، تھا سیف قضائے مبرم

شعر کی فصاحت وبلاغت سے قطع نظر اگر کوئی ان حضرات سے پوچھنے لگے کہ اے صاحبان جبہ ودستار! جب آپ مولوی رشید گنگوہی کو قبلہ حاجات اور سیف قضائے مبرم بتاتے ہیں اور دوسری جانب یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ تو صرف خدا کی صفات ہیں تو کیا گنگوہی صاحب آپ کے نزدیک منصب الوہیت پر فائز ہیں؟ جواب ملاحظہ ہو:۔

خدا ان کا مربی، وہ مربی تھے خلائق کے ‏ ‏ ‏ مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

یعنی باری تعالیٰ تو صرف گنگوہی صاحب کا مربی ہے اسے رب العالمین سمجھنا غلط ہے جب کہ ساری کائنات کے مربی اور پالن ہار تو صرف گنگوہی صاحب ہیں۔ یہ سن کر شاید کسی نے کہہ دیا ہوگا کہ حضرت! یہ تو آپ نے گنگوہی صاحب کو خدا ہی ٹھہرا دیا۔ اس سوال کا جواب اس شعر میں دیا جاتا ہے:۔

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ ‏ ‏ ‏ کہوں ہوں بار بار اَرِنِیْ، مری دیکھی بھی نادانی

گویا ماڈرن توحیدوالوں کے نزدیک گنگوہی صاحب کی قبر کوہ طور، گنگوہی صاحب ان کے پروردگار اور مولوی محمود الحسن صاحب خود اپنے وقت کے موسیٰ بن کر پکار رہے ہیں:۔

رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ اور موصوف کا بھولا پن تو دیکھئے، فرماتے ہیں، مری دیکھی بھی نادانی۔ ع

اس سادگی پر کون نہ مرجائے اے خدا

دیکھئے آپ نے ماڈرن توحید کے کرشمے، چشم زدن میں گنگوہی صاحب کو کتنے مدارج طے کروائے:۔

(۱)	ابومسعود انصاری	(۲)	شبلی	(۳)	جنید
(۴)	قطب ربانی	(۵)	غوث اعظم	(۶)	فاروق اعظم
(۷)	صدیق اکبر	(۸)	مسیحائے زماں	(۹)	ایسا مسیحا کہ مردوں کو زندہ کرے اور زندوں کو مرنے نہ دے
(۱۰)	ماہ کنعانی یوسف علیہ السلام	(۱۱)	جس کے سیاہ فام بندے بھی یوسف ثانی	(۱۳)	نور مجسم
(۱۴)	بانی اسلام کا ثانی	(۱۵)	قضاوقدر کا مالک	(۱۶)	قبلہ حاجات
(۱۶)	جس کی قبر کوہ طور	(۱۷)	مربی خلائق	(۱۸)	خود پروردگار

فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے تو اپنے شعر میں حضور انور ﷺ کو انہیں اوصاف سے متصف کیا جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں یعنی هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ اور ان پر ماہر القادری صاحب بھنا رہے ہیں، لیکن موصوف کو مذکورہ اٹھارہ مدارج نظر نہ آئے جو محمود الحسن صاحب نے اپنے پیر جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی ذات میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہیں ان سے توحید خالص تو غبار آلود نہیں ہوئی؟ نہ جانے ماہر صاحب کی یہ کونسی توحید ہے۔

اعلیٰ حضرت کے مذکورہ شعر پر ماہر صاحب نے مذہبی انداز میں اعتراض کیا تھا اس لئے اسی انداز میں الزامی جواب دیا گیا ورنہ موضوع سخن فنی اعتراضات کا جواب دینا ہے، لہٰذا یہ چند اشعار پیش کرنے کافی سمجھے گئے ورنہ ان کی لنکا سے تو جو بھی نکلا وہی ساڑھے باون گز کا۔ ماہر القادری صاحب یہ بھی لکھتے ہیں:۔

"مولانا احمد رضا خان بریلوی کا نعتیہ کلام کوئی شک نہیں کہ بڑی شاعرانہ دلکشی رکھتا ہے۔ مگر صاحب موصوف وسیع المشاغل، کثیر التصانیف تھے۔ محسن کاکوروی کی طرح انہیں شاعری پر کماحقہٗ توجہ دینے کا موقع نہ مل سکا۔ اس لئے ان کی غزلوں میں شگفتگی و روانی کے ساتھ جھول بھی رہ گیا ہے۔"

موصوف فاضل بریلوی کے کلام میں دلکشی، شگفتگی اور روانی بھی تسلیم کر رہے ہیں لیکن جذبہ دل سے مجبور ہو کر جھول بھی بتا رہے ہیں۔ یہ تو اس بھینگے کی مثال ہے۔ جس کو ہمیشہ ایک چیز دو نظر آتی ہیں۔ رہی یہ بات کہ آپ کو محسن کاکوروی کی طرح توجہ دینے کا موقعہ نہ مل سکا۔ تو اس سلسلے میں ہم جماعت اسلامی ہی کے عابد نظامی صاحب کے لفظوں میں کچھ عرض کر دینا چاہتے ہیں، انہوں نے لکھا ہے:۔

"محسن کاکوروی مرحوم نے جب معراج پر اپنا قصیدہ:۔

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل　　　　برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

لکھا تو اسے سنانے کے لیے بریلی مولانا احمد رضا خاں صاحب کے پاس گئے ظہر کے وقت دو شعر سننے کے بعد طے ہوا کہ محسن کاکوروی صاحب کا پورا قصیدہ عصر کی نماز کے بعد سنا جائے۔ عصر کی نماز سے قبل مولانا نے خود یہ قصیدہ معراجیہ تصنیف فرمایا نماز عصر کے بعد جب یہ دونوں بزرگ اکٹھے ہوئے تو مولانا نے محسن مرحوم سے فرمایا کہ پہلے میرا قصیدہ سن لو۔ محسن کاکوروی نے جب مولانا کا قصیدہ سنا تو اپنا قصیدہ لپیٹ کر جیب میں ڈال لیا اور کہا، مولانا! آپ کے قصیدے کے بعد میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا۔" (ماہنامہ عرفات، لاہور ص ۱۶، اپریل ۱۹۷۰ء)

سرسٹھ اشعار کے اس قصیدے میں محسن کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ کو تو کہیں جھول نظر آنا چاہیے تھا، یا کلام سن کر یہ مشورہ دیتے کہ حضرت! آپ بھی میری طرح کلام پر توجہ دیجئے۔ فلاں فلاں کمزور اور جھول آپ کے کلام میں موجود ہے۔ ماہر القادری صاحب کے جھول کی حقیقت تو ظاہر کی جا چکی، یہ محض موصوف کی کم نظری اور کوتاہ بینی ہے اور اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو معاندین تنقید کے نام سے کرتے آ رہے ہیں۔ ماہر صاحب نے بھی نعتیہ شاعری پر تنقید کے بہانے گلشن نعت گوئی کے اس گل سرسبد کی لازوال شہرت کو داغدار کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے، لیکن یاد رہے:۔ ع

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

----***----

مادہ ہائے طباعت

کتاب فیض مآب ”شرح کلام رضانی نعت المصطفٰی“ (شرح حدائق بخشش)
از قلم حضرت مولانا غلام حسن قادری مدظلہ العالی، مفتی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور

خوبیٔ اسلوب سخن، ۱۴۲۷ھ	سال طباعت ۱۴۲۷ھ
ندرتِ بزم افکار رضا ۲۰۰۶ء	(بحذف الملام التعریف)

قطعاتِ تاریخ (سال طباعت)

(۱)

کیا سجایا ہے دستِ قدرت نے ۔۔۔ سر احمد رضا پہ تاج سخن
منفرد اُس کی فکر کا انداز ۔۔۔ بے مثال اُس کا تھا مزاج سخن
اُس کا سرمایۂ خیال خطیر ۔۔۔ وہ نہ رکھتا تھا احتیاج سخن
تختِ شعرو ادب کا قدر فزا ۔۔۔ ہاں رضا زیب بخش تاج سخن
پھر وہ بزم جہاں نے کیا دیکھا ۔۔۔ جو بریلی میں تھا سراج سخن
طرزِ گفتار تھی کہاں ایسی ۔۔۔ کیا تھا ایسا کہیں رواج سخن
قلب و جاں کی نشاط اُس کا کلام ۔۔۔ صاحب فرح و ابتہاج سخن

اِس مُبارک کتاب کی تاریخ
یوں کہی” تابش زُجاج سخن

۱۴۲۷ھ

(۲)

لکھی تو نے شرح کلام رضا غلامِ حسن قادری مرحبا
رضا بلبلِ باغ وصفِ نبی رضا عندلیب ریاضِ ثنا
یہ اسلوبِ نادر بہ طرزِ حسیں رہا عمر بھر واصفِ مصطفیٰ
حدائق سے موسوم ہے جو کتاب زمانہ جواب اُس کا لایگا کیا
محبانِ سرکار کو ہے عزیز یہ مرغوبِ عشاقِ خیر الوریٰ
کئی اِس کی لکھی گئی ہیں شروح قبولِ عام جن کو جہاں میں ملا
رہے اِس کی تفہیم و تشریح میں بہ ہر دور، اصحابِ فہم و ذکا
مہک اِس کی تقسیم کرتے رہے زمانے میں اربابِ صدق و صفا

○

یہ بے شک اہم تر ہے کاوش تری یہ لاریب ہے کارنامہ بڑا
خُدا کی محمد کی بخشش ہے یہ تجھے اِس کا افہام بخشا گیا
ہماری ستائش کا حقدار ہے تو ہے مستحق تہنیت کا بجا
ترے کام کی داد دیں گے ضرور جو ہیں نعت کی مَے کے ذوق آشنا

طباعت کی تاریخ طارق کہی
زہے ''شوقِ شرحِ کلامِ رضا''

۲۰۰۶ء

نتیجہ فکر
حریص فیض مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری
حسن ابدال
۲۰۰۶ء۔۷۔۳۰



نعت شریف نمبر(۱)

"ردیف الف"

(1) واہ کیا جودوکرم ہے شہِ بطحا تیرا　　نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* واہ— کلمہء تحسین وتعجب یعنی کیا بات ہے، یا کیا کہنا (آپ کے جودوسخا کا) گویا یہاں تعجب اظہار شان کے لیے ہےاور پھر اس پرداد تحسین "نورعلی نور" ہے * جودوکرم— سخاوت ومہربانی * شہ —یہ لفظ شاہ کا مخفف ہے بمعنی بادشاہ، یہ مضاف ہےاور بطحا مضاف الیہ * بَطحا — مکہ مکرمہ

مفہوم و تشریح:

دوسرے مصرعہ میں پہلا"نہیں" بمعنی لا ہےاور دوسرا فعل مضارع کی نفی کے لیے ہے۔یعنی جو بھی آپ کے پاس سائل آیا اس نے آپ کی زبان سے "لا" (نہیں ہے) نہ سُنا۔

یہ شعر قرآنی آیت واما السائل فلا تنھر (الضحیٰ:۱۰) اور سائل کو نہ جھڑکیے۔اور حدیث نبوی جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کی طرف اشارہ کررہا ہے،حدیث یہ ہے:

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اجود الناس و کان ما رد سائلا قط اجود من الریح المرسلۃ وما سئل عن شی فقال لا

حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔آپ کی سخاوت تیز آندھی سے بھی زیادہ جاری تھی (جیسے تیز ہوا ہر جگہ پہنچ جاتی ہے اس طرح آپ کی سخاوت سے بھی کوئی محروم نہ رہتا تھا) آپ نے کبھی کسی سوالی کو خالی واپس نہیں لوٹایا یعنی"لا" نہیں فرمایا (سوائے اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ کے) کہ جاؤ میرے پاس نہیں ہے اگر موجود ہوتا تو دے دیتے ورنہ فرماتے میرا نام لے کر جو چاہے ادھار لے لو میں قیمت چکادوں گا اور مندرجہ ذیل شعر کا بھی یہی مطلب ہے۔

؎ نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز　　مگر در اشھد ان لا الہ الا اللہ

ایک ایسے ہی موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا،حضور! آپ کو اس بات کی تکلیف تو نہیں دی گئی (کہ پاس نہ ہو تو ادھار لے کر دیں) آپ نے اس بات کو پسند نہ فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا،حضور! دیتے جایئے اور عرش والے (رب) سے تنگ دستی کا خوف نہ کیجئے،آپ یہ سُن کر مسکرائے اور چہرہ مبارک کھل اٹھا۔(شمائل ترمذی)

الجود ما كان بغير سؤال والكرم بسؤال

جود بے مانگے دینے کو کہتے ہیں اور کرم مانگنے پر عطا کرنے کو کہتے ہیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ دونوں صفات بطریق اتم موجود تھیں۔

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر (احد) پہاڑ میرے لیے سونا بن جائے تو تین راتوں میں (ادائے قرض کے لیے رکھ کر باقی) سارا تقسیم کر دوں۔

ایک دن عصر کی نماز کا سلام پھیرتے ہی آپ گھر تشریف لے گئے اور جلدی ہی واپس تشریف لے آئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعجب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے نماز میں صدقہ کا کچھ بچا ہوا سونا گھر میں رہ جانے کا خیال آیا تو میں نے اچھا نہ سمجھا کہ رات ہو جائے اور وہ سونا میرے گھر میں پڑا رہے اس لیے جا کر اس کو تقسیم کر دیا ہے۔

ان کے در سے کوئی خالی جائے ہو سکتا نہیں
ان کے دروازے کھلے ہیں ہر گدا کے واسطے

سخاوت کا ایک یہ انداز بھی تھا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا، رقم ادا کر دی اور بعد میں بطور عطیہ اونٹ بھی ان کو واپس کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا، رقم ادا کر کے اونٹ ان کے بیٹے کو ہبہ کر دیا۔

جھولی ہماری ہی تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

حدیث کی کتابوں میں ان گنت واقعات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کے موجود ہیں جن کو طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا گیا ہے۔ امام بوصیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

فان من جودك الدنيا وضرتها
ومن علومك علم اللوح والقلم

منگتے تو ہیں منگتے کوئی شاہوں میں دکھا دو
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو
آتا ہے فقیروں سے انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

(2) دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* دھارے —— جمع دھار کی بمعنی آبشار، موج دریا، بلندی سے گرنے والا پانی * ذرہ —— باریک ساریزہ جو روزن سے سورج کی شعاع کے ساتھ دکھائی دیتا ہے یعنی آپ کی سخاوت کی آبشاروں کا ایک قطرہ موجزن دریا کی طرح ہے اور آپ کا عطا کیا ہوا ایک ذرہ چمک میں گویا سخاوت کے آسمان کا ستارہ ہے۔

مفهوم و تشریح:

یہ شعر سورۃ الکوثر کی جیتی جاگتی تفسیر ہے جس کو دوسری جگہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ نے یوں بیان فرمایا ہے

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے   مالکِ کُل کہلاتے یہ ہیں
انا اعطینك الكوثر   ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم   رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

(3) فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* تسنیم —— جنت کی نہر جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے * نرالا —— انوکھا * تجس —— تلاش

مفهوم و تشریح:

تسنیم کا لفظ قرآن پاک میں آیا ہے۔

ومزاجه من تسنيم عينا يشرب بها المقربون ○ (المطففين)

اور اس کی ملونی تسنیم سے ہے یہ وہ چشمہ ہے جس سے مقربانِ بارگاہ پیتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے تسنیم جنت کی ایک نہر ہے جس کی لمبائی ایک مہینے کا فاصلہ ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کے کناروں پر آسمان کے ستاروں سے زیادہ کٹورے رکھے ہوئے ہیں جو ستاروں ہی کی طرح چمکدار ہیں، جو شخص اس نہر سے ایک بار پی لے گا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔ اور اس کا جام اس کو نصیب ہوگا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص خلفائے راشدین سے محبت رکھنے والا ہوگا۔

تو شعر کا مفہوم یہ ہوا کہ:

اے جنت کی نہر تسنیم کے مالک! آپ کی عطا بھی بڑی نرالی ہے کہ جس کا سمندر بے پیدا کنار خود پیاسوں کو تلاش کر کے ان کو سیراب کر رہا ہے یعنی ہوتا تو یہ ہے کہ پیاسا پانی کو تلاش کرتا ہے لیکن آپ کا دریائے فیض پیاسوں کو تلاش کر کر کے ان کو نوازتا ہے۔

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں ہے
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں ہے

O

(4) اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* اغنیاء ــــ جمع غنی کی بمعنی مالدار * باڑا ــــ ہندی لفظ ہے بمعنی احاطہ و چاردیواری یا خیرات بانٹنے کا مقام کہ جہاں سے ہر ایک کی جھولی بھری جاتی ہو اور کسی کو محروم نہ لوٹایا جائے * اصفیاء ــــ جمع صفی کی بمعنی صاف دل والا، پرہیزگار * رستہ ــــ اردو لفظ راستہ کا مخفف کبھی ہا کی جگہ الف لکھا اور بولا جاتا ہے۔ شعر کا مفہوم یہ ہے کہ یارسول اللہ!

آپ کے در سے صرف فقیروں کو ہی نہیں مالداروں کو بھی نوازا جاتا ہے اور بادشاہوں کو بھی تاج شاہی پہنایا جاتا ہے اور آپ کی گزرگاہ ایسا راستہ ہے جہاں اللہ کے مقبول بندے سر کے بل چلنا اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ امام مالک علیہ الرحمۃ نے ساری زندگی مدینہ شریف میں رہ کر جوتا نہیں پہنا کہ کہیں سرکار کے پائے انور کی جگہ میرا جوتا نہ آجائے، اور امام اعظم علیہ الرحمۃ نے مدینہ شریف میں قیام کے دوران گیارہ دن تک بول و براز اور ہوا کا اخراج نہ فرمایا جب بھی ضرورت پڑی مدینہ شریف سے باہر آکر قضائے حاجت فرمائی۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

حدیث کی کتب صحابہ کرام کے ادب و احترام کے واقعات سے بھرپور ہیں جس کا انکار کوئی ضدی اور ہٹ دھرم ہی کرسکتا ہے جس کو خلاصۃً یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

O

(5) فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* فرش والے ــــ زمین والے * شوکت ــــ رعب و دبدبہ * علو ــــ بلندی * خسروا ــــ (عظمت و شوکت، یہاں یہی مراد ہے یا) خسرو، ایک بادشاہ کا نام بھی ہے اگرچہ یہاں مطلقاً بادشاہ کے لیے بولا گیا ہے جب کہ الف ندا کا ہے یعنی اے خدا کی خدائی کے بادشاہ * پھریرا ــــ جھنڈا، علم

مفہوم وتشریح:

یارسول اللہ! آپ کی عظمت کے جھنڈے تو عرش پہ لہرا رہے ہیں، ان فرش والوں کو کیا پتہ آپ کی عظمت و شان کیا ہے۔

قرآنی آیت ورفعنا لك ذكرك ٥ (الانشراح:۴)

ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند فرمادیا۔اورحدیث قدسی اذا ذکرت ذکرت معی ۔جہاں اور جب میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر ہوگا،کو سامنے رکھیں اور پھر سرکار دو عالم علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے وقت بروایت مواہب لدنیہ اللہ تعالیٰ نے ایک نور کا جھنڈا بدست جبریل امین علیہ السلام کعبہ کی چھت پر لگوایا،ایک مشرق میں ایک مغرب میں یا بروایت دیگر ایک بیت المقدس پر ایک زمین وآسمان کے درمیان،ایک حضرت آمنہ کے گھر پر اور ایک آسمانوں کے اوپر بیت المعمور پر جو خانہ کعبہ کی بالکل سیدھ پر ہے اور خانہ کعبہ جیسی ہی عمارت ہے۔اب جھوم کر پڑھیں ۔ خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

O

(6) آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* خوان — دستر خوان جس پر کھانا رکھ کر کھایا جاتا ہے * زمانہ — وقت، جہان، یہاں مراد کل کائنات ہے * لقب — وصفی نام * صاحب خانہ — گھر والا، میزبان

مفہوم و تشریح:

یارسول اللہ! یہ آسمان اور یہ زمین آپ کے دستر خوان ہیں جن پر سارے جہانوں کو باعزت روزی مل رہی ہے اور میزبان آپ کی ذات بابرکات ہے، گویا کائنات کو جو کچھ مل رہا ہے آپ ہی کے دست کرم کی عطا ہے۔

۔ لاورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:ما اتکم الرسول فخذوہ (الحشر:۷)

میرا رسول جو کچھ بھی تمہیں دے، لے لیا کرو۔

حضور علیہ السلام ہی کے دربار سے کسی کو جنت مل رہی ہے کسی کو ایمان، کسی کو ہدایت، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو آنکھ اور حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو جنت بھی اور پھر جنت میں حضور علیہ السلام کا قرب بھی۔آپ نے فرمایا مجھے ساری زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔ مجھے دیتا اللہ ہی ہے مگر تقسیم میں ہی فرماتا ہوں۔نیز فرمایا اگر میں چاہوں تو پہاڑ سونا بن کر میرے ساتھ چلیں۔

۔ اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم اور خلیفہ اکبر ہیں خصائص کبریٰ صفحہ ۱۹۸ جلد ۲ پہ ہے۔ ان اکرم خلیفة اللہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم۔کہ بیشک حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ ہیں۔اور خلیفہ کا کام ہی یہ ہے کہ اصل شہنشاہ کی دولت ونعمت کو رعایا تک پہنچاتا ہے۔جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے اپنے بچوں کی یتیمی کا حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں رونا رویا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فکر نہ کر انا ولیھم فی الدنیا والاخرة ۔دنیا کیا آخرت

میں بھی میں ان کو سنبھالنے والا ہوں۔

ـ مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں   دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

O

(7) میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

مفہوم و تشریح:

یہ شعر فصاحت و بلاغت کی جان ہے اور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی قادر الکلامی پر بطریق اتم دال ہے کہ اس میں قرآن مجید والا اسلوب اپنایا گیا ہے وہ اس طرح کہ ایک دعویٰ پر دلیل لائی گئی پھر اس دلیل کو دعویٰ بنا کر آگے اس دعویٰ کی دلیل لائی گئی جس طرح الحمد للہ دعویٰ ہے اور رب العالمین اس کی دلیل ہے پھر یہ پورا جملہ دعویٰ ہے اور اس سے اگلا جملہ اس کی دلیل ہے۔ اسی طرح ''میں تو مالک ہی کہوں گا'' دعویٰ ہے اور ''مالک کے حبیب'' اس کی دلیل ہے پھر یہ پورا مصرعہ دعویٰ اور دوسرا مصرعہ اس کی دلیل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء (آل عمران:۲۶)

اے حبیب ﷺ! آپ یوں عرض کیا کریں اے اللہ! تو ہی ملکوں کا مالک ہے، جس کو تو چاہے اپنا ملک عطا فرمادے۔

جب حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے (یا غزوہ خندق کے موقع پر) اپنی امت کو ملک فارس و شام ملنے کا وعدہ کیا تو منافقین و یہود نے اس کو بڑا عجیب جانا اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی۔ (خزائن العرفان فی تفسیر القرآن)

اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں حضور علیہ السلام کے غلاموں کی ان ملکوں پر حکومت ہوئی، اور تورات میں اللہ تعالیٰ نے جو غیب کی خبر دی تھی وہ پوری ہوئی، اور رومیہ تھی و ملکہ بالشام (مشکوٰۃ) کہ میرے حبیب کی حکومت شام میں بھی ہوگئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعطیت الکنزین الاحمر و الابیض (مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۵۱۲) مجھے سرخ و سفید (ساری دنیا) کا مالک بنا دیا گیا۔

ایک مقام پر فرمایا **اوتیت مفاتیح کل شیء** (خصائص کبریٰ، صفحہ ۱۹۵، جلد۱)

مجھے ہر شئے یعنی ہر نعمت کے خزانے کی کنجیاں دی گئیں۔

نہ صرف ساری دنیا کا بلکہ فرمایا: **والکرامۃ و المفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی** (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۱۴) قیامت کے دن بھی ساری عزتیں ساری چابیاں اور حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا۔

''حبیب اللہ'' کا بابرکت جملہ خود حضور علیہ السلام نے اپنے لیے ارشاد فرمایا **الا و انا حبیب اللہ و لا فخر** (مشکوٰۃ المصابیح) حضور علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے لیے عاشق و معشوق کا لفظ نہیں بولنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا مالک حقیقی ہے اور ہمارے آقا اللہ کے محبوب ہو کر ہر شے کے مالک مجازی ٹھہرے، کیونکہ محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

O

(8) تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* قدموں میں ہونا — صحبت وخدمت میں رہنا * غیر کا منہ دیکھنا — آپ کے غلاموں کی شان استغناء بیان فرمائی گئی * نظروں پر چڑھنا — پسند آجانا * چڑھے — بجے، جچے * تلوا — پاؤں کے نیچے کا حصہ یا پنجہ اور ایڑی کی درمیانی جگہ

مفہوم و تشریح:

یارسول اللہ! جو خوش نصیب آپ کی بارگاہ کا لنگر کھانے والے ہیں وہ تو دنیا کے بادشاہوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے، ان کو دیکھنا پسند نہیں کرتے کیونکہ جس نے آپ کا قدم مبارک دیکھ لیا بھلا وہ پھر کسی حسین سے حسین کا پرکشش چہرہ دیکھنا بھی کب قبول کرے گا؟

ے ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کو ایسی بابرکت صفات عطا فرمائیں کہ جو شخص ایک بار آپ کی غلامی میں آجاتا آپ کی بارگاہ سے اس کو وہ پیار ملتا کہ وہ ماں کی مامتا اور باپ کی شفقت کو بھی بھول جاتا۔

کتب احادیث میں اس قسم کے بے شمار واقعات میں سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا وجد آفرین واقعہ اس کے ثبوت کے لیے کافی ووافی ہے جنہوں نے کھلے لفظوں میں اپنے چچا اور باپ کو فرما دیا کہ

ے کہ اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی جیسے میرے سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فبما رحمة من اللّٰه لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لا نفضوا من حولك ۔(ال عمران:۱۵۹)

اے محبوب (ﷺ)! یہ تیرے رب کریم کی رحمت ہی تو ہے کہ آپ کو اس نے نرم دل بنایا ہے اور اگر آپ سخت دل ہوتے تو (آپ کے غلاموں کا ہجوم آپ کے پاس نہ ہوتا بلکہ) یہ آپ سے دور بھاگتے۔

ے نظام گلشن کو کیا پارہ پارہ یہ لڑتے قبائل کو کس نے بتایا
تری ذات والا نمو آفریں ہے محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

گوپی ناتھ امن

O

(9) بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنوئیں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا میرا چھینٹا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* بحر — دریا و سمندر * سائل (اول) — سیلان سے ہے بمعنی بہنے والا، جاری و ساری مراد آقا کریم علیہ السلام ہیں * سائل (دوم) — سوال سے ہے بمعنی منگتا، مراد غلام مصطفیٰ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ * کلیجا — دل اور جگر * بجھانا — تسلی دینا، سیراب کرنا اور حاجت پوری کرنا * چھینٹا — چلو بھر پانی یا چند قطرات

مفہوم وتشریح:

یارسول اللہ! میں اپنی پیاس بجھانے کسی سمندر یا دریا کے پاس کیوں جاؤں کیا آپ کی رحمت کے دریا کا چھینٹا میری پیاس بجھانے کے لیے کافی نہیں ہے۔

حضور علیہ السلام کی رحمت کا تقاضہ

جب حضور علیہ السلام رحمۃ للعالمین ہیں اور رحمت مصدر بمعنی اسم فاعل راحم ہے یعنی رحم فرمانے والا۔ تو زندہ ہوں گے تو رحم فرمائیں گے۔ بااختیار ہوں گے تو رحم فرمائیں گے۔ ایک ایک امتی کے حالات سے باخبر ہوں گے (کہ کس کو میرے رحمت کی ضرورت ہے) تو رحم فرمائیں گے اور ہر ایک کے پاس آسکتے (حاضر و ناظر) ہوں گے تو رحم فرمائیں گے۔ اور جب رحمۃ للعالمین ہیں نص قطعی ہے تو حاضر ناظر ہونا۔ غیب کا جاننا (اللہ کی عطا سے) بااختیار یا مختار کل ہونا اور حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام عقائد خود بخود ہی ثابت ہو گئے۔ جس کا انکار پہلے لوگوں میں سے تو کسی کو بھی نہ تھا اس دور میں نام نہاد توحید کے ٹھیکیداروں کے یہ پسندیدہ موضوعات ہیں۔ ان سے پوچھو اگر کوئی شخص تم پر رحم کرنا چاہے مگر تم سے دور ہے اس کو پتہ ہی نہیں کہ تمہیں اس کی رحمت کی ضرورت ہے تو کیا خاک رحم کرے گا اور اگر پتہ تو ہے مگر آپ کے پاس پہنچ نہیں سکتا، پہنچ بھی سکتا ہو مگر مجبور ہے کچھ کر نہیں سکتا یا ویسے ہی مر کے مٹی ہو گیا تو تم پر کیسے رحم کرے گا۔ لہٰذا یہ عقیدہ غلط ہے کہ جس کا نام محمد و علی ہو وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ہو سکتا؟ (تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی)

محبوب خدا کا کوئی ہم پایا نہیں ہے — اس شان کا مرسل تو کوئی آیا نہیں ہے
بے مثل نے محبوب کو بے مثل بنایا ہے — واں جسم نہیں تو یہاں سایہ نہیں ہے

O

(10) چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی

* چور — چوری کرنے والا مجرم چور کہلاتا ہے جس کا کام لوگوں کی نظروں سے چھپنا ہوتا ہے * یاں — یہاں کا مخفف ہے، * انوکھا — نرالا

مفہوم و تشریح:

ساری دنیا میں یہی دستور ہے کہ "چور" افسروں اور پولیس والوں سے چھپنے کی کوشش میں ہوتے ہیں مگر بارگاہ

رسالت کا معاملہ اس کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ مجرموں کو خود اپنے حبیب کی بارگاہ میں بھیج رہا ہے۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك (النساء:٦٤)

جب اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو (بخشش کے لیے) تیری بارگاہ میں آجائیں۔(اللہ معاف بھی فرمائے گا رحمت بھی عطا کرے گا)

گویا مجرموں کو بھی اگر پناہ ملتی ہے تو دامن رحمۃ للعالمین میں ملتی ہے۔

؎ نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی　　میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عضو بندہ نواز میں

قبر انور سے آواز آئی:

تفسیر قرطبی و مدارک میں ہے کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے تین دن بعد ایک اعرابی مسجد نبوی میں آیا اور جب اس کو معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا ہے تو فرط جذبات میں قبر انور پہ لیٹ گیا اور سر میں مٹی ڈال کر قرآن مجید کی مذکورہ آیت پڑھتا اور ساتھ عرض کرتا یا رسول اللہ! میں نے اپنی جان پہ ظلم کیا ہے اور اللہ کے حکم کو پڑھ کر آپ کی بارگاہ میں آگیا ہوں تاکہ میری بخشش ہو جائے، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) فرماتے ہیں فنودی من المرقد غفر لك۔ قبر انور سے آواز آئی جا تیری بخشش ہوگئی۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے شفاعتی لا هل الكبائر من امتی۔ میری شفاعت بڑے بڑے پاپیوں کے لیے ہے۔

؎ زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاون　　اِک اِک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاون

آپ کی عطا کے انداز بھی عجیب ہیں ایک دیوانہ بیس سال سے بلا اجازت مدینہ پاک میں رہ رہا تھا ایک دن نجدیوں نے پکڑ لیا اور پوچھا تیرا کفیل کون ہے؟ تو اس نے کہا آؤ تمہیں اپنا کفیل بتاؤں، روضہ پاک کے پاس جا کر کہتا ہے هذا كفيلى یہ ہے میرا کفیل، انہوں نے پاگل سمجھ کر چھوڑ دیا۔

O

(11)　آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اُجالا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* آنکھیں ٹھنڈی ہونا۔۔۔ پریشانی دور ہو اطمینان قلب حاصل ہو * جگر تازہ ہونا۔۔۔ دل باغ باغ ہونا * جانیں سیراب ہونا۔۔۔ روحانی سکون ملنا * سچے سورج۔۔۔ حقیقی اور اصلی آفتاب (آسمان نبوت کے نیر تاباں) * دل آرا۔۔۔ دل کو آراستہ اور روشن کرنے والا * اجالا۔۔۔ روشنی

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! آپ وہ حقیقی آفتاب نبوت و رسالت ہیں کہ آپ کے نور سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور نصیب ہوتا

ہے، روح کوسکون ملتا ہے اور جگر ٹھنڈا ہوتا ہے۔

جہاں حضور علیہ السلام کو قرآن مجید میں "سرا جامنیرا" فرمایا گیا یعنی روشن و منور کرنے والا سورج۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے "ذکرا رسولا" فرما کر سراپا ذکر بھی قرار دیا ہے اور حدیث شریف میں فرمایا گیا بذکر اللّٰہ ای بذکر محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم و اصحابه رضی اللّٰہ عنهم اجمعین۔ کہ آپ کی ذات گرامی اور آپ کے صحابہ کرام کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے اور اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملنا خود قرآن مجید کے اندر مذکور ہے فرمایا:

الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب o

خبر دار! اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون واطمینان ملتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے خود ارشاد فرمایا انا امنة لا صحابی میں اپنے ساتھیوں کے لیے باعث سکون اور سبب اطمینان ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اہل ایمان کے لیے آپ کا ذکر خیر اگر چین وسکون ہے تو سارے عالم میں اجالا بھی آپ ہی کے دم قدم سے ہے۔

ے وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار

O

(12) دل عبث خوف سے پتا سا اُڑا جاتا ہے
پلّہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* عبث — بے فائدہ، بے کار * خوف — آنے والے حالات کی پریشانی * پتا — درخت کا پات (پتّہ) * سا — (حرف تشبیہ) مثل، طرح * اُڑا جانا — پریشان و پراگندہ ہونا * پلّہ — ترازو کا ایک پلڑا * بھروسا — آسرا

مفہوم و تشریح:

یارسول اللہ! اگرچہ میرا دل قیامت کے دن اعمال تولے جانے کے خوف سے پتّے کی طرح اُڑ رہا ہے (پریشان ہو رہا ہے) مگر اس کا اس قدر ڈرنا فضول ہے کیونکہ اگرچہ میرے اعمال کا پلّہ ہلکا ہی سہی مگر آپ کی شفاعت کا آسرا تو ہلکا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولسوف یعطیك ربك فترضی o (الضحیٰ:۵)

آپ کا رب آپ کو اتنا نوازے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

لا ارضیٰ وواحد من امتی فی النار۔ (تفاسیر)

میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا۔

O

(13) ایک میں کیا؟ میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* عصیاں — گناہ، نافرمانیاں * حقیقت — اصلیت * گنتی — کس قدر، کیا حیثیت * سو لاکھ — ایک کروڑ۔ مراد ہے بے حساب، لاتعداد، بے شمار۔

مفہوم و تشریح:

یارسول اللہ! میرے گناہ جتنے بھی سہی (آپ کی شفاعت کے سامنے) ان کی حیثیت ہی کیا ہے، اور نہ صرف میں بلکہ میرے جیسے کروڑوں گنہگاروں کے لیے تو آپ (کی شفاعت) کا ایک اشارہ بھی کافی ہے۔

لاتعداد احادیث مبارکہ جو ہم جیسے پاپیوں کو شفاعت کا مژدۂ جانفزا سنا رہی ہیں وہ ہمارے لیے سرمایہ حیات و مایہ نجات ہیں۔

کسی کو ناز ہو گا بس اطاعت کا عبادت کا ۔ ہمیں تو بس سہارا ہے محمد کی شفاعت کا

O

(14) مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ، ہائے نکما تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* مفت — بلا قیمت (فارسی) * ہائے — افسوس کا کلمہ * نکما — بے کار

مفہوم و تشریح:

یارسول اللہ! آپ نے بغیر عمل کے اللہ کی نعمتیں عطا فرمائیں جس سے مجھے مفت کھانے کی عادت پڑ گئی اور اب مرنے کے بعد فرشتے مجھ ناکارہ سے اعمال صالحہ کا تقاضا کر رہے ہیں۔ ہائے میں کیا کروں؟

یعنی میرے پلّے تو سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کی امید کے کچھ بھی نہیں اور اپنی بے کار زندگی پر افسوس ہے اب آپ ہی آخرت میں مجھ ناکارہ کی مدد فرمائیں تاکہ آخرت کی زندگی آپ کی شفاعت کی برکت سے رسوائی سے بچ جائے۔

قرآن مجید میں جہاں یہ فرمایا گیا کہ کوئی کسی کی شفاعت نہیں کرے گا وہاں "کوئی" سے مراد بت ہیں اور "کسی" سے مراد کافر ہیں کہ بت کافروں کی شفاعت نہیں کر سکیں گے کیونکہ کافر بھی جہنم کا ایندھن ہیں اور ان کے معبودان باطلہ بت بھی۔ ورنہ اہل ایمان جتنے بھی گنہگار ہوں گے اللہ کے محبوب کی شفاعت کے ساتھ آخر کار جنت میں جائیں گے بلکہ علماء، حفاظ، قرآء، شہداء، صالحین، قرآن اور رمضان بھی شفاعت کریں گے۔

O

(15) تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* ٹکڑوں پہ پلنا — کسی کی عطاؤں پہ عیش کرنا * غیر — بیگانہ * ٹھوکر — پاؤں سے مارنا۔ مراد ہے ذلت و رسوائی * نہ ڈال — سپرد نہ کر، دوسروں کا محتاج نہ کر * جھڑکیاں — ڈانٹ ڈپٹ اور ملامت * صدقہ — خیرات و بخشش

مفہوم و تشریح:

یارسول اللہ! ہم تو آپ کے ٹکڑوں پر پلنے والے ہیں، ہمیں اپنے قدموں سے ہٹا کر دوسروں کے دروازوں پر ٹھوکریں کھانے کی ذلت سے بچالیں۔ اپنے دربار سے ہٹا کر غیروں کی ڈانٹ ڈپٹ کے حوالے نہ کیجئے۔

اس شعر سے قرآن مجید کی متعدد آیات اور بے شمار احادیث مبارکہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن میں حضور علیہ السلام کا اپنے غلاموں کو نوازنا اور ان کی جھولیاں بھرنا مذکور ہے اور حضور علیہ السلام کا در چھوڑنے والوں کی ذلت و رسوائی بیان کی گئی ہے۔ مثلاً

ان اغنھم اللّٰہ رسولہ من فضلہ (القرآن)

اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

وہ جو اس در کا ہوا اللہ اس کا ہو گیا — وہ جو اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

O

(16) خوار و بیمار خطاوار گنہگار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* خوار — ذلیل و رسوا * خطاوار — مجرم و بدکار * رافع — بلند کرنے والا * نافع — نفع پہنچانے والا، مفید * شافع — سفارش و شفاعت کرنے والا * لقب — وصفی نام جو اچھائی کی وجہ سے کسی کا پڑ جائے * آقا — مالک و حاکم

مفہوم و تشریح:

یارسول اللہ! اگرچہ میں گنہگار و سیاہ کار سہی مگر آپ تو گرتوں کو اٹھانے والے، بیماروں کو اپنی نگاہ کرم سے اچھا کرنے والے، فیض رساں اور گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے (جیسے) بابرکت نام رکھتے ہیں۔

حضرت ابو بکر کو صدیق اکبر کس نے بنایا؟ عمر کو فاروق اعظم کس نے بنایا؟ عثمان غنی کو ذوالنورین کس نے بنایا، ؟علی المرتضٰی کو شیر خدا و حیدر کرار کس نے بنایا؟ بے زر کو بوذر کس نے بنایا اور حبش کے بلال کو رشک قمر کس نے بنایا؟ صرف و صرف آپ کی ذات نے۔ اس لیے

؎ جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی — اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی

O

(17) میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کروڑا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* تقدیر — قسمت، نصیب * بھلی — بہتر، اچھی * محو — مٹا دینا * اثبات — ثابت کرنا * دفتر — رجسٹر، مرا ہے لوح محفوظ * کروڑا — قبضہ و اختیار

مفہوم وتشریح:

یارسول اللہ! میری قسمت اگر خراب ہے تو آپ بگڑی بنانے والے ہیں اور قضا وقدر پہ آپ کا قبضہ ہے، میری بُری قسمت کو اچھی کر دینا آپ کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ دُعا سے تقدیر بدل دیتا ہے الدعاء یرد القضاء (مشکوٰۃ المصابیح) دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے، اپنے نیک بندے کی درخواست پر عطا فرما دیتا ہے لئن سالنی لا عطینه و لئن استعاذنی لا عیذنه (بخاری شریف) اگر میرا بندہ مجھ سے (اپنے لیے یا کسی کے لیے) مانگے تو میں ضرور دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے تو پناہ بھی عطا کرتا ہوں۔

ایک حدیث شریف میں ہے:

رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللّٰہ لا برہ (صحاح ستہ)

میرے کئی بندے ایسے بھی ہیں کہ جن کے بال بکھرے اور غبار آلود ہوتے ہیں، دروازے پہ بھی کوئی نہیں کھڑا ہونے دیتا لیکن اگر اللہ کے نام کی کسی بات پر قسم اٹھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اللہ لکھ سکتا ہے تو مٹا بھی سکتا ہے۔

یمحو اللّٰہ ما یشاء و یثبت (الرعد ۳۹) اللہ جس کو چاہتا ہے مٹاتا ہے جس کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔

تقدیر مبرم تو نہیں ٹلتی نہ ہی اس کو ٹالنے کی کوئی نبی یا ولی دعا کرتا ہے اگر کوئی کرنا چاہے تو اللہ اس کو روک دیتا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کو قوم لوط پہ عذاب کے ٹلنے کی دعا سے روکا گیا! ابراھیم اعرض عن ھذا۔ تقدیر معلق کا ٹل جانا دعا یا کسی اور وجہ سے متفق علیہ ہے جب کہ تقدیر معلق شبیہ بالمبرم۔ ایک وہ ہے جس پر فرشتوں کو اطلاع دی گئی اور اس کو لوح محفوظ میں ظاہر کر دیا گیا اور دوسری وہ جس پر فرشتوں کو مطلع نہیں کیا گیا، اس میں بھی تبدیلی کا احتمال ہے اور اس کے بارے میں بقول حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اگر چاہوں تو اس میں تبدیلی کا حق رکھتا ہوں (تفصیل کے لیے دیکھئے مکتوبات شریف، صفحہ ۳۱۷)

O

(18) تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دُھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* میل — مٹی جو بدن پر لگ کر جسم کو میلا کچیلا کر دیتی ہے یہاں گناہوں کی سیاہی اور حجابات مراد ہیں * دُھلیں — دُھل جائے، صفائی ہو جائے۔

مفہوم و تشریح:

یارسول اللہ! آپ کی مہربانی سے میرا دل گناہوں کی آلودگیوں سے صاف ہوسکتا ہے، کیونکہ آپ کے تو گناہ قریب بھی نہیں آسکتا کیونکہ آپ سید المعصومین ہیں پھر آپ کا دل بھلا کیسے میلا ہوسکتا ہے۔

آپ کی چاہت سے قبلہ تبدیل ہوجاتا ہے فلنو لینك قبلة ترضٰها (القرآن)

آپ اگر چاہیں تو پتھر کے پہاڑ سونا بن کر آپ کے ساتھ چلیں، اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش پوری کرنے میں بہت جلد فرماتا ہے (حضرت عائشہ کا فرمان صحاح ستہ میں) ان ربك لیسارع فی هواك ، لوشئت لسارت معی جبال الذهب (او کما قالت رضی الله عنها) جیسے آپ کی رضا ویسے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے واللّٰه و رسوله احق ان یرضوه آپ کی بیعت خدا کی بیعت ہے۔ ان الذین یبا یعونك انما یبا یعون اللّٰہ آپ کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ اسی طرح آپ کی چاہت سے ہم گنہگاروں کا ہر کام آسان ہوسکتا ہے۔

کعبہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض — جس طرف رُخ وہ موڑ دیتے ہیں
جس طرف وہ نظر نہیں آتے — ہم وہ رستہ ہی چھوڑ دیتے ہیں

O

(19) کس کا منہ تکئے، کہاں جائیے، کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* تکنا — دیکھنا، حسرت و مایوسی کے عالم میں کسی کی طرف امید بھری نگاہوں سے دیکھنا * پالا — پرورش کیا ہوا

مفہوم و تشریح:

یارسول اللہ! آپ جیسے بندہ پرور کو چھوڑ کر کس کی طرف للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھوں اور اپنے دکھڑے سنانے کے لیے کس کے در پہ جاؤں کیونکہ سوائے مایوسی کے مجھے کسی سے اور کیا مل سکتا ہے؟ آپ کا یہ ناکارہ غلام جو آپ ہی کے ٹکڑوں پر پلا ہوا ہے ان حالات میں آپ کے قدموں میں مر تو سکتا ہے مگر آپ کا در چھوڑ کر غیر کے در جائے یہ غداری مجھ سے نہیں ہوسکتی۔

اللہ تعالیٰ نے خود اپنے نبی کے غلاموں کو اپنے دُکھڑے سنانے کے لیے اپنے محبوب علیہ السلام کے در اقدس کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك...... الخ (النساء:۶۴)

مجرم بلائے آئے ہیں جآءُوكَ ہے گواہ — پھر رد ہو کیا یہ شان کریموں کے در کی ہے

O

(20) تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* جماعت ــــ گروہ، مراد ہے سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت * پھرتا ہے ــــ واپس ہوتا ہے * عطیہ ــــ انعام و بخشش

مفہوم وتشریح:

یارسول اللہ! یہ آپ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ آپ نے مجھے (جنتی جماعت) اہل سنت میں قبول فرمایا ہوا ہے، جو آپ کا بہت بڑا انعام ہے اور کریم وسخی دیا ہوا انعام واپس نہیں لیتے۔

مفسرین نے یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ (آل عمران:۱۰۶) کے تحت لکھا ہے کہ جن لوگوں کے چہرے قیامت کے دن چمکتے ہوں گے وہ اہل سنت وجماعت کے عقائد کے حامل لوگ ہوں گے جن کے بارے میں حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کے پوچھنے پر فرمایا ما انا علیہ واصحابی ،صراط مستقیم والے (جنتی) وہ ہیں جو کہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوں گے۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور ــــ نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

O

(21) موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرابۂ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* تلخ ــــ کڑوی (فارسی) مراد ہے بہت بڑی آفت ومصیبت * زہرابہ ــــ مرکب ہے زہر اور آب سے بمعنی زہر والا پانی، آخر پہ ھا مختفی ہے جو اپنے ماقبل پہ حرکت کو ظاہر کرنے کے لیے لگائی جاتی ہے جیسے قرآن پاک میں ہا سکتہ ہے، * ناب ــــ خالص، اصلی، زہرابہ ناب کا معنی ہوا خالص زہر آلود پانی * تلووں ــــ پاؤں * غسالہ ــــ دھوون یعنی وہ پانی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدموں کو دھویا، اس پانی کو ایک جگہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آب حیات لکھا ہے

جس کے قدموں کا دھوون ہے آب حیات

مفہوم وتشریح:

یارسول اللہ! میں نے سنا ہے کہ موت بہت بڑی آفت اور خالص زہریلے پانی کی طرح ہے لیکن اس کی کڑواہٹ کو اگر کوئی شے مٹھاس میں بدل سکتی ہے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے اترنے والا پانی ہے، کاش! مجھے کوئی حضور علیہ السلام کے قدموں کا دھوون لا دے تا کہ قبر میں موت کے وقت بچ جانے والے زہریلے اور کڑوے پانی کا زہریلا پن اور کڑواہٹ دور ہو جائے۔

اس لیے صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے وضو کے مستعمل پانی کو زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے (بخاری شریف) اور حضور علیہ السلام کے تبرکات کو سنبھال کر رکھتے اور بعد از وفات قبر میں اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت فرماتے کیونکہ ان سے موت کی تلخی ختم ہو جاتی ہے اور موت ریحانۃ الجنۃ جنت کا پھول بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بلال حبشی رضی

اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو گھر والے رو رہے ہیں اور آپ مسکرا رہے ہیں کہ آج میں حضور کی بارگاہ میں جانے والا ہوں۔

ـ نشان مرد مؤمن باتو گویم ... چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

○

(22) دور کیا جانئے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ مرے بیکس و تنہا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* کیا جانیے ـــ کیا معلوم * کیسی گزرے ـــ کیسی مصیبت آجائے * در ـــ دروازہ * بیکس و تنہا ـــ بے یار و مددگار

مفہوم و تشریح:

یارسول اللہ ! کیا معلوم آپ کے دَرِاقدس سے دور جاؤں تو کن مصیبتوں میں پھنس جاؤں لہٰذا آپ کا گنہگار اور بے یار و مددگار امتی آپ کے ہی در پر پڑا پڑا کیوں نہ مرے تاکہ قبر و حشر کی ہلاکتوں سے بچ کر ہمیشہ کا سکون پالے؟

اس شعر میں مدینہ شریف کی موت کی آرزو کی گئی ہے جس کی ترغیب اللہ کے محبوب علیہ السلام نے خود دی۔

من مات بالمدینہ کنت لہ شفیعا یوم القیمۃ (خلاصۃ الوفاء)

مدینہ میں مرنے والے کی میں آپ شفاعت کروں گا۔

ایک حدیث میں فرمایا:

من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بھا فانی اشفع من یموت بھا (مشکوٰۃ المصابیح)

جس سے ہو سکے کہ وہ مدینہ میں مرے تو وہ مدینہ شریف میں ہی مرے کیونکہ مدینہ میں آکر مرنا تمہارا کام ہے اور تمہاری شفاعت کر کے تمہیں اللہ سے بخشوالینا میرا کام ہے۔

ایک جگہ فرمایا: جو مدینہ میں مرے گا میں اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔ (عقیدہ درست ہونا ہر فضیلت کے لیے شرط اولین ہے)۔

ـ مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے ... غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

(مدینہ شریف کے فضائل احقر کی کتاب ''شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آنا'' میں تفصیلاً پڑھیں)

ـ جب مدینے کی بات ہوتی ہے ... وجد میں کائنات ہوتی ہے
لیلۃ القدر کو جو شرما دے ... وہ مدینے کی رات ہوتی ہے

○

(23) تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

مشکل الفاظ و معانی

* تیرے صدقے --- آپ پہ قربان یا آپ کے طفیل * اِک --- ایک کا مخفف * بوند --- قطرہ * اچھوں --- اچھے لوگ * جام --- پیالا * چھلکتا --- لبریز، بھرا ہوا

یارسول اللہ! میں آپ پہ قربان ہو جاؤں یا جس دن آپ کے طفیل نیک لوگوں کو آپ اپنے ہاتھوں سے جام کوثر بھر بھر کر پلا رہے ہوں گے میرا کام تو آپ کے ہاتھوں سے کوثر و سلسبیل کی ایک بوند ہی بنا دے گی۔

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ

ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا!

یارسول اللہ ﷺ! قیامت کے دن ہم آپ کو کہاں تلاش کریں؟ فرمایا میں ان تین مقامات میں سے کسی مقام پہ تمہیں مل جاؤں گا۔

(۱) پل صراط پہ (اپنی امت کو وہاں سے پار کرا کے جنت میں لے جانے کے لیے)۔

رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے کہ ہے رب سلم صدائے محمد ﷺ

(۲) میزان پہ (جہاں امت کے اعمال تل رہے ہوں گے اور میں نگرانی کر رہا ہوں گا کیونکہ جس کا سودا تولا جائے وہ وہاں موجود ہوتا ہے اور پھر کمی بیشی اگر ہوگی تو اس کا انتظام فرما رہا ہوں گا)۔

(۳) حوض کوثر پہ (اپنی امت کو جام بھر بھر کے پلا رہا ہوں گا)۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے ایک بوند جب آپ عطا فرمائیں گے تو آپ کی توجہ میری طرف ہوگئی تو بس توجہ سے ہی کام ہو جائے گا کیونکہ آپ کی توجہ جدھر ہوگی خدا کی توجہ بھی ادھر ہی ہوگی اس لیے کسی نے کہا۔

تیری نظر سے میری سلامت ہے زندگی تیری نظر نہ ہو تو قیامت ہے زندگی

O

(24) حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ
جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھنتا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* حرم --- مکہ شریف * طیبہ --- مدینہ شریف * بغداد --- باغ داد کا مخفف ہے (انصاف کا باغ، عراق میں ایک باغ تھا جہاں نوشیرواں اپنی کچہری لگا کر عدل و انصاف کرتا تھا) بغداد شریف شہر مراد ہے * جدھر --- جس طرف * جوت --- نور، اجالا، شعاع * چھنتا --- ظاہر ہونا

یارسول اللہ! مکہ ہو یا مدینہ یا بغداد (یا کوئی بھی مقدس مقام) جدھر بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھا جائے آپ ہی کے نور کے جلوے نظر آرہے ہیں۔

داتا ہجویری، لاثانی، مہر علی خواجہ ہند الولی، میراں غوث جلی

کیسے کیسے دیئے میرے محبوب نے ۔۔۔ یہ نگینے ہمیں روشنی کے لیے

رسولِ اعظم اور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

حضور علیہ السلام خدا کے محبوب ہیں اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے محبوب ہیں۔ حضور نبی الثقلین ہیں، غوث پاک ولی الثقلین ہیں، ہماری جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول الکونین ہیں اور ہمارے آقا غوث اعظم رضی اللہ عنہ غوث الکونین ہیں۔ محبوب خدا علیہ السلام رسول الجن والانس ہیں اور محبوب مصطفی سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ غوث الجن والانس اور شیخ الجن والانس ہیں، وہ چودہ طبق کے رسول و نبی، یہ سارے جہان کے غوث و ولی، ان کا نبوت و رسالت میں ثانی نہیں ان کا ولایت وغوثیت میں ثانی نہیں، ہیں وہ بھی لاجواب ہیں یہ بھی بے مثال وہ خیر الوریٰ ہیں، یہ غوث الوریٰ ہیں، اُن کی شان کا منکر بھی بدبخت ان کی عظمت کا منکر بھی بدنصیب۔ نبی اُن کی مہر سے بنتے ہیں ولی ان کی مہر سے بنتے ہیں۔

؎ غوث اعظم درمیان اولیاء ۔۔۔ چوں محمد درمیان انبیاء

O

(25) تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

مشکل الفاظ کے معانی:

* سرکار ـــ دربار، بارگاہ (فارسی) * لاتا ہے ـــ پیش کرتا ہے * رضا ـــ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمۃ کا تخلص بھی ہے اور آپ کے نام کا ایک جز بھی پورا اسم گرامی "احمد رضا" ہے * شفیع ـــ سفارش کرنے والا (عربی) * غوث ـــ فریاد رس * لاڈلا ـــ پیارا بلکہ بہت ہے پیارا محبوب

مفہوم و تشریح:

یا رسول اللہ! آپ کے در کا گدا، جس کا نام ہے احمد رضا، آپ کی بارگاہ میں ایک سفارشی لے کر حاضر ہوا ہے، اور ایسا سفارشی کہ جس کی سفارش کو آپ بھلا رد کیوں فرمائیں گے کیونکہ وہ سفارشی میرا آقا و فریاد رس ہے اور آپ کا بڑا ہی پیارا و محبوب بیٹا ہے۔ (یعنی شہنشاہ بغداد پیر پیراں، میر میراں، دستگیر بے کساں، محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث صمدانی، شیر یزدانی، شہباز لامکانی، قندیل نورانی، حضرت الشیخ السید ابو محمد عبدالقادر الجیلانی الحسنی والحسینی، المعروف غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

؎ خلق خدا کا ہاتھ ہے اولیاء کے ہاتھ میں ۔۔۔ اولیاء کا ہاتھ ہے غوث الوریٰ کے ہاتھ میں
غوث الوریٰ کا ہاتھ ہے شیر خدا کے ہاتھ میں ۔۔۔ شیر خدا کا ہاتھ ہے مصطفیٰ کے ہاتھ میں
مصطفیٰ کا ہاتھ ہے رب العلیٰ کے ہاتھ میں

(جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

----***----

نعت شریف نمبر (۲) ''الف''

(۱) ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا — خاکی تو وہ آدم، جدِ اعلیٰ ہے ہمارا
(۲) اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں — یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا
(۳) جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیّد عالم — اس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا

مشکل الفاظ کے معانی:

* خاک — مٹی * ماویٰ — ٹھکانہ، اصل جوہر * آدم — ابوالبشر آدم علیہ السلام (سب سے پہلا انسان) * جدِ اعلیٰ — سب سے اوپر والا دادا * طلب — چاہت * سرکار — آقا، والی * تمغا — سند، میڈل، عزت کا نشان * سید عالم — تمام جہانوں کے سردار (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب) * قربان — صدقے، نثار، نچھاور * دل شیدا — دل دیوانہ۔

مفہوم وتشریح:

(۱) تمام انسان اولادِ آدم علیہ السلام ہیں و آدم من تراب اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا جو کہ سب کے باپ دادا اور سب کی اصل ہیں کما قال اللّٰہ تعالیٰ فی القران المجید

هو الذی خلقكم من تراب۔ منها خلقنكم و فيها نعيدكم و منها نخرجكم تارة اخرىٰ۔ خلقتنى من نار و خلقته من طين۔

(۲) اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی چاہت وطلب میں مٹی کردے کہ ہم کبھی زبان سے گلہ شکوہ نہ کریں اور ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتے رہیں الحمد للّٰہ علی کل حال کے مصداق بن جائیں یہی ہمارا شرف اور ہمارے لیے عزت وعظمت کی سند ہے۔ انسان مٹی کا پتلا بھی اپنے سر پہ کرامت کا تاج رکھتا ہے۔ (ولقد کرمنا بنی آدم) اور خاک ہو کر بھی جب اس کو عزت سے نوازا جاتا ہے تو فرشتوں سے آگے نکل جاتا ہے لیکن یہاں تک پہنچنے کے لیے اس کو بڑے مشکل مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور بڑی دشوار گھاٹیاں طے کرنا پڑتی ہیں اقبال نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

؎ فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا — مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

(۳) جس مٹی پہ امام الانبیاء علیہ السلام کے مبارک قدم لگ گئے ہمارا دل دیوانہ اس مٹی پہ قربان ہو گیا ہے۔

؎ خاکِ طیبہ از دو عالم خوشتراست — اے خنک شہرے کہ آں جا دلبر است

جن گلیوں میں آقائے دو جہان علیہ السلام کے قدم لگتے ہیں ان گلیوں کی تو خدا بھی قسمیں یاد فرماتا ہے۔ لا اقسم بھذ:

البلد اور اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ جس جگہ حضور علیہ السلام آرام فرما ہے وہ جگہ عرش معلیٰ سے بھی افضل و اعلیٰ ہے۔

؎ جھکتے ہیں سارے آسماں میرے نبی کے شہر میں　　راتوں پہ ہے دن کا گماں میرے نبی کے شہر میں
تجھ کو خدا توفیق دے منکر تو جا کر دیکھ لے　　موجود ہے باغ جناں میرے نبی کی شہر میں
ہرشی کے رخ پہ نور ہے ہر جان و دل مسرور ہے　　ہے ذرہ ذرہ ضوفشاں میرے نبی کے شہر میں
ہوتے ہیں نازل روز و شب عرش معلیٰ سے ملک　　صد کارواں درکار واں میرے نبی کے شہر میں
قائدؔ نے دیکھے ہیں وہاں آنکھوں سے قدرت کے نشاں　　کھل جاتے ہیں سرِّ نہاں میرے نبی کے شہر میں

(۴) خم ہوگئی پشت فلک اس طعنِ زمین سے　　سُن! ہم پہ مدینہ ہے یہ رتبہ ہے ہمارا

مشکل الفاظ کے معانی:

★ خم ہونا — جھک جانا ★ پشت — کمر ★ فلک — آسمان ★ طعن — طنز، طعنہ مارنا، آواز کسنا ★ سن — غور کر، خبر دار، آگاہ ہو جا۔

مفہوم و تشریح:

(۴) دیکھتے نہیں ہو آسمان جھکا ہوا کیوں ہے؟ اس لیے کہ جب اس نے اپنی بلندی پر ناز کیا تو زمین نے اس کو کہا! ٹھہر جا اور غور سے سن ذرا دیکھ تو میرے اوپر اللہ کا محبوب جلوہ گر ہے بس اس طعنے کو سن کر آسمان کی کمر جھک گئی، جہاں سے بھی آسمان کو دیکھو گے اس کے کناروں کو زمین کی طرف جھکا ہوا پاؤ گے، یہ ایسے ہی نہیں جھک گیا بلکہ زمین کی یہ بات سن کر شرم کے مارے جھک گیا ہے۔

حضرت سیدی ابن الجلا، رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب مدینہ شریف حاضر ہوا تو مجھ پر ایک دو دنوں کا فاقہ آ گیا میں نے روضہ اقدس پہ جا کر عرض کیا۔ انا ضیفك یا رسول اللہ ۔ اے اللہ کے رسول میں تو آپ کا مہمان ہوں۔

؎ سرکار کا در ہے درشاہاں تو نہیں ہے　　جو مانگ لیا مانگ لیا اور بھی کچھ مانگ
بس عرض کرنے کی دیر تھی کہ

؎ دروی قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

مجھے نیند آ گئی، سرکار کا دیدار بھی ہو گیا اور لنگر بھی مل گیا، آدھی روٹی خواب میں کھائی اور آنکھ کھل گئی تو باقی آدھی بیداری کے عالم میں میرے ہاتھ میں تھی۔

؎ سرکار کھلاتے ہیں سرکار پلاتے ہیں　　سلطان و گدا سب کو سرکار نبھاتے ہیں

اس طرح کے کئی واقعات تبلیغی نصاب میں فضائل درود کے باب میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں شاید اسی لیے موجودہ مبلغین تبلیغی جماعت نے تبلیغی نصاب سے فضائل درود کا باب نکال دیا ہے۔

زمین وآسمان کا مناظرہ:

خالق ومالکِ کائنات نے زمین وآسمان کو تخلیق فرمایا تو ان کا آپس میں یوں مناظرہ ہوا کہ

فلک بولا کہ مجھ میں ماہ و خورشید درخشاں ہیں — زمین بولی کہ مجھ میں لعل ہیں گلہائے خنداں ہیں
فلک بولا زمین سے مجھ میں انوار الٰہی ہیں — زمین بولی فلک سے مجھ میں اسرارِ الٰہی ہیں
فلک بولا کہ مجھ میں کہکشاں تاروں کی جڑی ہوگی — زمین سن کر یہ بولی مجھ میں پھولوں کی لڑی ہوگی
فلک بولا گھٹا اٹھ کر میری تجھ کو گھٹا دے گی — زمین بولی کہ مجھ کو عاجزی تجھ سے بڑھا دے گی
فلک بولا بلندی دی خدا نے ہر طرف مجھ کو — زمین بولی ملا ہے خاکساری کا شرف مجھ کو
فلک بولا کہ تارے مجھ میں ہیں تاروں سے زینت ہے — زمین بولی کہ غنچے مجھ میں ہیں غنچوں میں نکہت ہے
فلک بولا میرے اوپر ملائکہ کے محل ہوں گے — زمین بولی کہ مجھ میں بیل بوٹے اور پھل ہوں گے
فلک بولا ستاروں سے مزین میرا سینہ ہے — زمین بولی کہ مجھ پر طور ہے مکہ، مدینہ ہے
فلک بولا کہ مجھ پر کرسی و عرشِ علیٰ ہوں گے — زمین بولی کہ مجھ پر اولیاء و انبیاء ہوں گے

آفتابِ نبوت نے ارضِ بطحا پہ طلوع کیا تو زمین نے جھوم کر کہا ہاں اے آسمان میں تجھ سے بہتر ہوں کہ میرے اوپر امام الانبیاء جلوہ گر ہیں یہ سن کر آسمان لاجواب ہو گیا اور اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے اپنا سر جھکا کر دعا کی کہ اے اللہ! اپنے محبوب کو معراج کرا تا کہ ان کے قدومِ میمنت لزوم کو میں بھی چوموں اور پھر زمین کے سامنے کہہ سکوں کہ ہاں میں نے بھی سرکار کے قدموں کے بوسے لیے چنانچہ آسمان کی دعا قبول ہوئی اور اللہ نے اپنے حبیب کو معجزہ معراج بخشا۔

ثابت ہوا کہ فی الحقیقت نہ زمین افضل ہے نہ آسمان بلکہ افضل تو حضور کا قدمِ انور ہے جو زمین پر لگا تو زمین افضل ہو گئی آسمان پر لگے تو اس کو فضیلت مل گئی مکہ کی گلیوں میں لگے تو مکہ افضل مدینہ کی سرزمین پر لگے تو مدینہ افضل صدیق اکبر کے کندھوں پہ لگے تو وہ سارے صحابہ سے افضل حضرت آمنہ وحلیمہ کی گود میں لگے تو وہ افضل ہو گئیں۔

کسے کہ خاک درش نیست خاک برسر اوست

(۵) اس نے لقبِ خاک شہنشاہ سے پایا — جو حیدرِ کرار کہ مولیٰ ہے ہمارا

مشکل الفاظ کے معانی:

★ لقب — وصفی نام۔ شہنشاہ مخفف ہے شاہان شاہ کا جو دراصل شاہِ شاہان ہے یعنی بادشاہوں کا بادشاہ۔

★ حیدر — امیر المومنین علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا لقب جو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد اللہ رضی اللہ عنہا (جن کی وفات پر حضور علیہ السلام نے فرمایا ان هٰذِهٖ اُمِّیْ بَعْدَ اُمِّیْ ۔ یہ میری ماں (آمنہ) کے بعد میری ماں تھی اور جن کی قبر میں آپ (علیہ السلام) اترے اور اپنی قمیض مبارک پہنائی جس کی وجہ سے قبر بقعہ نور بن گئی اور کئی صحابہ خواہش کرتے گئے کہ کاش یہ قبر ہماری ہوتی) نے رکھا تھا اس کا معنی ہے دشمن پر تابڑ توڑ حملے کرنے والا شیر (بعض علماء نے فرمایا کہ یہ لفظ دراصل "حیة در" تھا حیۃ اژدہا اور "در" دریدن سے ہے سانپ کو پکڑ کر اس کے ٹکڑے کردینے والا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ بچپن میں

جب آپ کی عمر چند ماہ یا ایک سال تھی آپ کی والدہ ماجدہ نماز پڑھ رہی تھیں کہ ایک اژدھا حضرت علی المرتضیٰ کے جھولے کی طرف بڑھا والدہ ڈر گئیں لیکن نماز جاری رکھی اور علی المرتضیٰ نے سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈال کر زور سے کھینچا تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے والدہ نے نماز مکمل کر کے فرمایا میرا بیٹا تو حیدر ہے (واللہ اعلم بالصواب)۔

چنانچہ آپ میدان جنگ میں فخریہ کہا کرتے

انا الذی سمتنی امی حیدرا

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

* کرار — بار بار حملہ آور ہونے والا، بہادر * مولی — آقا، محبوب، مددگار

حضور علیہ السلام نے آپ کے بارے میں فرمایا۔ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ۔ جس کا میں مولا (محبوب) ہوں اس کا علی المرتضیٰ بھی مولا (محبوب) ہے۔ مولیٰ کا لفظ اٹھارہ معنوں کے لیے آتا ہے۔ اس کا معنی خلیفہ بلافصل کرنا حماقت ہے ورنہ حدیث کا معنی یہ ہوگا "جس کا میں خلیفہ بلافصل ہوں اس کا علی بھی خلیفہ بلافصل ہے۔ کیونکہ اس معنی میں حضرت علی المرتضیٰ انبیاء علیہ السلام کے مولیٰ تو نہیں ہو سکتے۔ اور نہ حضور علیہ السلام اس معنی میں حضرت علی کے مولیٰ ہو سکتے ہیں۔ غیر نبی نبی کا آقا و مولیٰ ہو جائے؟

ایں خیال است و محال است و جنون

مفہوم و تشریح:

(۵) دشمن پر پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والے ہمارے آقا و مولیٰ علی المرتضیٰ نے ابوتراب (خاک والے) کا لقب ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جو شہنشاہ کائنات ہیں) سے حاصل کیا۔ (جب آپ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کسی بات پر ناراض ہو کر مسجد نبوی کی ننگی زمین پر آ کر لیٹ گئے اور بدن مبارک پر مٹی لگ گئی امام الانبیاء علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کے جسم سے مٹی صاف کرتے ہوئے محبت کے ساتھ فرما رہے تھے قم یا ابا تراب قم یا ابا تراب۔ اٹھ اے مٹی والے اٹھ اے مٹی والے۔ یہ مٹی کا کتنا بڑا شرف ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کا نام حالانکہ "علی ہے" جو اللہ کا نام بھی ہے وھو العلی العظیم اور اس کا معنی بھی بلند و بالا ہے۔ لیکن آپ نے اپنے اس بابرکت نام پر اپنی کنیت کو ترجیح دی ہے اور نام پکارنے سے آپ اتنا خوش نہ ہوئے جتنا کہ کنیت سے خوش ہوئے تھے کہ اس سے آپ کو حضور علیہ السلام کی مذکورہ محبت کی یاد تازہ ہو جاتی)

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

حضرت علی المرتضیٰ کا اسم گرامی حضور علیہ السلام نے اپنی ظاہری حیات میں ہزاروں بار لیا ہوگا اور صحابہ کرام نے بھی لیکن کبھی کسی کو وہم نہ ہوا کہ "علی" تو اللہ کا نام ہے کہیں یہ شرک تو نہ ہو جائے گا؟ جیسے آج کل نام نہاد توحید کے ٹھیکیدار کہتے ہیں کہ داتا، مشکل کشا، غریب نواز، غوث اعظم تو اللہ ہے اور بندوں کو یہ نام دینا شرک ہے (نعوذ باللہ) حالانکہ اللہ کے نام تو توقیفی ہیں جن میں مذکورہ نام ہیں ہی نہیں جب کہ علی تو اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ تو جو اللہ کا نام ہے وہ اگر اللہ کے علاوہ اللہ کے بندے پر بولا جائے تو شرک نہیں ہوتا تو جو اللہ کا نام ہے ہی نہیں وہ اگر اللہ کے بندوں پر بولا جائے تو کیسے شرک ہو گیا کیا اللہ کا نام سمیع نہیں؟ بصیر نہیں؟ المومن نہیں؟ الغنی نہیں؟ اور کیا یہ نام قرآن مجید میں ہی بندوں پر نہیں بولے گئے۔ فجعلنٰہ سمیعا بصیرا ہم نے انسان کو سمیع و بصیر بنایا

۔انما المومنون اخوۃ ۔مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔حضرت عثمان کو ساری دنیا غنی اور حضرت صدیق کو اکبر کہتی ہے حالانکہ اکبر بھی اللہ ہے اور غنی بھی اللہ۔تو ثابت ہوا کہ محض لفظی اشتراک سے شرک لازم نہیں آتا اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی، مستقل، قدیم، غیر فانی ہیں اور بندوں کی تمام صفات عطائی حادث اور غیر مستقل ہیں۔

(۶) اے مدعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھے ۔۔۔ اس خاک میں مدفون شہِ بطحا ہے ہمارا

مشکل الفاظ کے معانی:

* مدعیو — جمع مدعی کی، دعویٰ کرنے والا، مخالف * تم خاک نہ سمجھے — اردو کا محاورہ ہے یعنی تم بالکل کچھ بھی نہ سمجھ سکے * مدفون — دفن کیا ہوا * شہِ بطحا — مکہ کا بادشاہ۔

مفہوم تشریح:

(۶) اے مخالفو! تمہیں خاک (مٹی) کی عظمت "خاک سمجھ آئے گی" کیا اس کی یہ عظمت کم ہے کہ اس خاک میں ہمارے آقا و مولیٰ دفن ہوئے ہیں اور اس کی عظمت کو عرش سے بھی بڑھا دیا ہے۔

تیری نظروں سے نظروں کا ملانا بھی ہے بے ادبی ۔۔۔ تیری سرکار میں پلکیں اٹھانا بھی ہے بے ادبی
وہ ناداں ہیں جو اونچا بولتے ہیں تیری نگری میں ۔۔۔ وہاں تو بے تکلف مسکرانا بھی ہے بے ادبی
فرشتے جنکی مٹی پر قدم رکھتے جھجکتے ہیں ۔۔۔ میرے جیسوں کا ان گلیوں میں جانا بھی ہے بے ادبی
کنارے پر کھڑے رہنا علامت کم نگاہی کی ۔۔۔ تیری موجوں میں لیکن ڈوب جانا بھی ہے بے ادبی
وہاں کی دھوپ میں ٹھنڈک ہے جنت کے مکانوں کی ۔۔۔ وہاں کی دھوپ سے خود کو بچانا بھی ہے بے ادبی
وہاں جانے کی خواہش کا نہ ہونا بھی ہے گستاخی ۔۔۔ وہاں پر جا کے انجم لوٹ آنا بھی ہے بے ادبی

(۷) ہے خاک سے تعمیر مزار شہِ کونین ۔۔۔ معمور اس خاک سے قبلہ ہے ہمارا

مشکل الفاظ کے معانی:

* معمور — بنایا ہوا، آباد * شہِ کونین — دنیا و آخرت کے بادشاہ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم * قبلہ — سمت، مرکز توجہ

مفہوم وتشریح:

(۷) کیا خاک (مٹی) کی یہ عظمت کچھ کم ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ سلطان دو جہاں علیہ السلام کا مزار اقدس بھی اسی سے بنایا گیا ہے اور کعبۃ اللہ کی تعمیر بھی تو مٹی سے ہی ہوئی ہے (کعبہ پتھروں کا بنا ہوا ہے اور پتھر بھی مٹی میں شمار ہوتا ہے یعنی ارض دیکھئے فتاویٰ رضویہ جلد ا باب التیمم)۔

(۸) ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی ۔۔۔ آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

مشکل الفاظ کے معانی:

★ خاک اڑائیں گے — محاورہ ہے یعنی آوارہ اور حیران و سرگرداں پھریں گے ★ مدینہ — شہر لیکن جب مطلق بولا جائے تو مدینۃ الرسول ہی مراد ہوتا ہے۔

مفہوم و تشریح:

(۸) اگر مدینہ طیبہ کی خاک نصیب نہ ہوئی تو ہمارے سر پر خاک! پھر اس محرومی پر ساری زندگی حیران و سرگرداں، ماتم کناں رہیں گے۔

~ وہ دن خدا کرے کہ مدینہ کو جائیں ہم	خاک در رسول کا سُرمہ بنائیں ہم
~ الٰہی غیب سے سامان کر دے	مدینے کا ہمیں مہمان کر دے
~ دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو	سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو
~ گر وقت اجل سر تیری چوکھٹ پہ پڑا ہو	جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

----***----

نعت شریف نمبر (۳)

(۱) غم ہو گئے بے شمار آقا ۔۔۔ بندہ تیرے نثار آقا
(۲) بگڑا جاتا ہے کھیل میرا ۔۔۔ آقا آقا سنوار آقا
(۳) منجدھار پہ آ کے ناؤ ڈوبی ۔۔۔ دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا
(۴) ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری ۔۔۔ للہ یہ بوجھ اُتار آقا
(۵) ہلکا ہے اگر ہمارا پلہ ۔۔۔ بھاری ہے ترا وقار آقا

مشکل الفاظ کے معانی:

* غم — دکھ درد، رنج وملال * بے شمار — لاتعداد * آقا — اسم مذکر بمعنی مالک وصاحب * نثار — صدقے، قربان * کھیل بگڑنا — محاورہ ہے بنا بنایا کام بگڑنا * سنورنا — درست ہونا * منجدھار — بھنور نون غنہ کے ساتھ جیسے مینہ میں نون غنہ ہے * ناؤ — کشتی * ٹوٹی — شکستہ ہونا مراد ہے زندگی کی مشکلات کے بوجھ سے کمر ٹوٹی جارہی ہے * للہ — خدا کے لیے * ہلکا — کم وزن * پلہ — ترازو کا ایک پلڑا * وقار — مرتبہ ومقام

مفہوم وتشریح:

(۱) حضور آپ کا یہ عاجز غلام آپ پر قربان ہو جائے میرے غم حد سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ اس شعر میں سنت صحابہ کرام علیہم الرضوان کو زندہ کیا گیا ہے کہ وہ نفوس قدسیہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اکثر عرض کرتے تھے بابی انت و امی۔
(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۷)

حضور میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہو جائیں۔ سبحان اللہ۔ ایک صحابیہ حضرت عطیہ تو اکثر وبیشتر اسی طرح ہی عرض کرتیں جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے حضور علیہ السلام کی بشارت ہے آپ نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد میری امت کے کچھ لوگ ایسے رہیں گے لو دانی باھلہ و مالہ (شفا شریف ص ۱۷ ج ۲)

وہ تمنا کریں گے کہ کاش مال وجان کے بدلے میں حضور کی زیارت ہو جائے۔ اس دور میں یہ سعادت حضرت حسان بن ثابت کو ملی کہ انہوں نے عرض کیا۔

فان ابی و والدتی و عرضی ۔۔۔ لعرض محمد منکم وقاء

میرا ماں باپ، عزت وآبرو سب کچھ اے کافرو! حضور علیہ السلام کی عزت وآبرو کے لیے تمہارے مقابلے میں ڈھال ہے اور اس ہمارے دور میں یہ اعزاز امام احمد رضا کے حصے میں آیا کہ فرمایا

؎ کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
جو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

حضور علیہ السلام چونکہ اپنے امتی کے دکھ کا احساس رکھتے ہیں عزیز علیہ ماعنتم۔(التوبہ) تمہارا مشقت میں پڑنا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر گراں گزرتا ہے، اور پھر آپ اپنے اللہ سے امت کی مشکلات کے حل کی دعا فرماتے ہیں جو حریص علیکم کا تقاضا ہے اس لیے آپ کی بارگاہ میں دنیا میں بھی قضائے حاجات وحل مشکلات کے لیے عرض کیا جاتا ہے اور آپ کی انہی شفقتوں کی وجہ ہے کہ قیامت کے دن بھی جب ہر کوئی نفسی نفسی پکار رہا ہوگا تو سرکار امتی امتی فرما رہے ہوں گے گویا آپ جسم میں آنکھ کی طرح ہر کسی کے دکھ درد کو محسوس فرماتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ
مبتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ

اور کسی نے یوں بھی کہا

؎ سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے
کانٹا چبھے کسی کو تو روتے ہیں ہم امیر

(۲) یارسول ہاشمی! امیر ابنا بنایا کام دن بدن بگڑتا ہی جارہا ہے۔ آقا! میرے کام کو سنوار دیجئے۔

(صحابہ کرام علیہم الرضوان مشکل حالات میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں فریاد کناں ہوتے تھے۔ اس پر دلائل درکار ہوں تو دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۱ ص ۳۲، اصابہ ص ۲۹۷ اور کتاب الاستیعاب ج ۲ ص ۴۳۶ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

ابن ماجہ شریف اور مشکوٰۃ شریف میں نابینا صحابی کو خود سرکار علیہ السلام نے دعا کا یہی طریقہ بتایا۔ اللھم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی توجهت بك الی ربی لیقضی لی فی حاجتی هذه اللهم فشفعه فی۔ جس کا ترجمہ ہی تو اعلیٰ حضرت نے اس طرح کیا ہے۔

؎ یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے
یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے

عہد فاروقی میں حلب کے لشکر جرار سے جب مسلمانوں کی جنگ ہوئی تو مسلمانوں کا شعار حضور علیہ السلام کو پکارنا ہی قرار دیا گیا یعنی یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (فتوح الشام ج ۱ ص ۱۵)

طبرانی میں ہے کہ حضور علیہ السلام حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام فرما تھے کہ رات کو نماز کے لیے اٹھ کر وضو فرمایا اور تین بار لبیک فرما کر فرمایا تیری مدد کی گئی حضرت میمونہ نے عرض کیا حضور! کس کو فرما رہے ہیں فرمایا یہ راجز (صحابی) مجھے مدد کے لیے پکار رہا تھا۔ (طبرانی ص ۱۲۰ مطبوعہ لکھنو)

حالانکہ (حضرت عمرو بن سالم) راجز رضی اللہ عنہ مکہ سے نکل کر مدینہ شریف آرہے تھے کہ کافروں کے گھیرے میں آگئے۔ اس وقت انہوں نے امداد کے لیے پکارا تو حضور علیہ السلام نے ان کی مشکل کشائی فرمائی۔

(۳) دریا کے درمیان میں آکر کشتی ٹوٹ گئی میرے آقا اپنا نورانی ہاتھ عنایت فرمائیں تاکہ اس کو پکڑ کر کنارے پہ آسکوں۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں لکھا ہے کہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں مفلوج ہوگیا تو کسی نے آپ کو علاج بتایا کہ اذکر احب الناس الیك۔ لوگوں میں جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اس کو یاد کیجئے فصاح یا محمداہ فانتشرت انہوں نے چلا کر کہا یا محمداہ۔ اے اللہ کے نبی میں مشکل میں ہوں میری خبر لیجئے پاؤں فوراً درست ہوگیا (مدارج)

امام نووی علیہ الرحمۃ نے کتاب الاذکار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما واقعہ بھی اس طرح کا بیان فرمایا ہے۔

علاوہ ازیں امام خفاجی مصری علیہ الرحمۃ نسیم الریاض شرح شفا میں فرماتے ہیں۔ ھذا مما تعاھدہ اھل المدینۃ۔ مدینہ والوں کی یہ قدیمی عادت چلی آرہی ہے کہ مشکل میں یا محمد (نعرۂ رسالت) لگاتے ہیں تو مشکل آسان ہو جاتی ہے یہی سبق اعلیٰ حضرت نے دیا ہے۔

؎ غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل　　یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

(۴) گناہوں کے بوجھ سے کمر ٹوٹی جا رہی ہے خدا کے لئے میرا بوجھ اتاریئے۔

اہل اللہ میں سے کسی کو مدد کے لیے پکارنا مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب کے نزدیک اس وقت شرک ہے جب کہ اس کو عالم غیب اور متصرف مستقل جانے اور جو کوئی لفظ میں اثر و برکت جان کر مثلاً وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاللہ پڑھے جو بعض مشائخ قادریہ کا معمول ہے تو نہ یہ کفر ہے نہ فسق۔ اس کے بعد گنگوہی صاحب نے لکھا ہے کہ اگر چہ ایسے وظیفے کا پڑھنا اولیٰ بھی نہیں ہے یہ انہوں نے حسب معمول اپنی طرف سے جڑی ہے کہ جس کام کا کرنا اولیٰ نہ ہو اس کو چھوڑا جائے کئی عبادات اولیٰ نہیں مگر کی جاتی ہیں مثلاً ذکر جہری سے خفی اولیٰ ہے تو کیا ذکر جہری نہیں کرنا چاہیے؟

یہ فتویٰ اگر تفصیل سے دیکھنا چاہو تو مجموعہ فتاویٰ جواز یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاللہ جو انجمن نعمانیہ نے شائع کیا تھا اس میں دیکھا جاسکتا ہے۔

علماء دیوبند کے پیرو مرشد سرکار کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

؎ جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں　　بس اب چاہو ڈبو و یا تراؤ یا رسول اللہ

(۵) یا رسول اللہ! اگر شامت اعمال کی وجہ سے بروز قیامت میری نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہو جائے تو آپ اپنی شفاعت کے وزنی مرتبے کے ساتھ ہماری نیکیوں کے پلڑے کو بھاری فرما دینا۔ اس شعر میں شفاعت کی دس قسموں میں سے شفاعت بالوجاہت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک غیر مقلد عالم کا پنجابی زبان میں شعر ہے۔

؎ زلفاں تیریاں روز قیامت الٰہی عظمت پاون　　اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت دیو چہ جاون

(۶)
مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے　　تم کو تو ہے اختیار آقا
میں دور ہوں تم تو ہو میرے پاس　　سن لو میری پکار آقا
مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہو گا　　تم سا نہیں غم گسار آقا
گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی　　ڈوبا ڈوبا، اتار آقا
تم وہ کہ کرم کو ناز تم سے　　میں وہ کہ بدی کو عار آقا

مشکل الفاظ کے معانی:

★ مجبور — بے بس ★ فکر — اندیشہ، غم ★ اختیار — طاقت وقدرت ★ پکار — فریاد ★ مجھ سا — مجھ جیسا ★ غمزدہ — غم کا مارا ہوا، دکھی ★ غمگسار — غمخوار، ہمدرد ★ گرداب — بھنور، پانی کا گول چکر جس کو پنجابی میں گھمن گھیری کہتے ہیں

* اتار ۔۔۔ ڈوبنے سے بچا۔

مفہوم و تشریح:

(۶) حضور! اگر ہم مجبور و بے بس ہیں تو کوئی بات نہیں آپ ﷺ جو ہمارے با اختیار آقا ہیں۔

اس شعر میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے۔

خیرت بین الشفاعة و بین ان یدخل شطر امتی الجنة فاخترت الشفاعة لانها اعم و اکفی اترو نها للمومنین المتقین لا و لکنها للمذنبین الخطائین

کہ میں اپنی آدھی امت (بے حساب) جنت میں داخل کرالوں یا شفاعت کا اختیار لے لوں، پس میں نے شفاعت کا اختیار لے لیا کیونکہ یہ زیادہ عام اور کافی ہے (پھر فرمایا) کیا تم سمجھتے ہو یہ شفاعت متقی ایمانداروں کے لیے ہے؟ نہیں بلکہ بڑے بڑے گنہگاروں کے لیے ہے۔

؎ کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ   قرض لیتی ہے گناہ پرہیز گاری واہ واہ

(۷) میں اگرچہ بظاہر اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے آپ سے دور سہی مگر آپ تو اپنی خداداد طاقت و اختیار کے ساتھ مجھ سے دور نہیں اور میری فریادرسی فرما سکتے ہیں۔

قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کو اولیٰ بالمومنین فرمایا گیا کہ آپ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اور قریب ہونے کا کیا فائدہ اگر اپنے غلاموں کی مدد نہیں فرمائیں گے شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں۔

ان الفضاء ممتلی بروحه صلی الله علیه وسلم۔

ساری فضا حضور ﷺ کے نور سے بھرپور ہے (صفحہ ۲۸)

؎ در دل مسلم مقام مصطفیٰ است   آبروئے ماز نام مصطفیٰ است (اقبال)

نواب صدیق حسن بھوپالی مسک الختام شرح بلوغ المرام کے صفحہ ۲۴۶ پہ لکھتے ہیں نمازی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے "پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در ذات مصلیاں موجود و حاضر است۔ کہ حضور علیہ السلام حالت نماز میں (جب نمازی **السلام علیك ایها النبی** کہتا ہے تو اس کے پاس ہی موجود حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔"

ہماری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوری صرف حجابانہ ہے اور غفلت کی ہے جیسے کوئی شخص چوری سے بچنے کے لیے قیمتی ہیرا سوتے میں اپنے ساتھی چور کی جیب میں ڈال دے اور وہ رات کو تلاش کرتا پھرے۔ ہے اس کے پاس مگر اس سے غافل ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

انی اری مالا ترون و اسمع ما لا تسمعون۔ (بخاری)

میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے **اسمع صلاۃ اهل محبتی و اعرفهم**۔ محبت والے جہاں سے بھی درود و سلام پڑھیں میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں

(۸) مجھ سے زیادہ جہاں میں دکھی کوئی نہیں ہے اور آپ سے بڑا غمخوار کوئی نہیں۔

اے میرے آقا! آپ تو اونٹوں، ہرنیوں اور پرندوں کی فریاد سن کران کی مدد فرماتے ہیں میں تو پھر انسان ہوں اور آپ کا گنہگار غلام ہوں اس لیے آپ کی مدد کا زیادہ حق دار ہوں۔

اونٹ اور ہرنی کی فریادرسی کا ایمان افروز واقعہ کنز العمال اور البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۶ ص ۱۴۷ پہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

(۹) گناہوں کے بھنور میں میری کشتی پھنس چکی ہے اور میں ڈوبنے کے قریب ہوں آقا! مجھے ڈوبنے سے بچا لیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے گنہگاروں کو سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہو کر گناہ بخشوانے کا طریقہ سکھایا ہے۔

ولو انهم اذظلموا انفسهم جاء وك فاستغفروا الله ۔

اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اے حبیب تیرے دربار میں آکر اللہ سے معافی مانگیں۔

واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما (النساء)

اور میرا رسول ان کی سفارش کرے تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا رحیم پائیں گے تو جو وہاں نہیں جاسکتا وہ یہیں سے ان کی طرف متوجہ ہو کر عرض کردے کام ہوجائے گا۔

(۱۰) حضور! آپ تو وہ ہیں کہ جود و کرم بھی آپ پہ ناز کرتا ہے اور میں ایسا گنہگار ہوں کہ برائی بھی مجھ سے شرماتی ہے۔

ایسی تواضع اور عاجزی اعلیٰ حضرت ہی کا حصہ ہے اس وجہ سے جوں جوں زمانہ گزرتا جارہا ہے امام اہل سنت کی شان میں نکھار پیدا ہوتا جارہا ہے کیونکہ۔۔

من تواضع لله فقد رفعه الله

جو اللہ کے لیے جھک جائے اللہ اس کو سربلند کردیتا ہے۔

؎ نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین

(۱۱) پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا — دے دے ایسی بہار آقا

(۱۲) جس کی مرضی خدا نہ ٹالے — میرا ہے وہ نامدار آقا

(۱۳) ہے ملک خدا پہ جس کا قبضہ — میرا ہے وہ کامگار آقا

(۱۴) سویا کیے نابکار بندے — رویا کیے زار زار آقا

(۱۵) کیا بھول ہے ان کے ہوتے کہلائیں — دنیا کے یہ تاجدار آقا

مشکل الفاظ کے معانی:

* منہ نہ پڑے — محاورہ ہے ہمت وحوصلہ نہ ہو * خزاں — جس موسم میں درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ اور درخت بے رونق ہوجاتے ہیں۔ جیسے بہار پھول کھلنے اور درختوں کی رونق کا موسم ہوتا ہے * نامدار — نامی گرامی * ملک خدا — خدا کی ساری مخلوق ہو وہ ہزار عالم یا اس سے کم وبیش * کامگار — کامیاب * نابکار — نالائق * زار زار — بہت زیادہ رونا * بھول — غلطی، لغزش * تاجدار — بادشاہ

مفہوم و تشریح:

(۱۱) یارسول اللہ! مجھے اپنے عشق و محبت کی ایسی (بہار) رونق عطا فرمادیں کہ جس کو کبھی خزاں نہ آئے۔ کیونکہ مفسرین فرماتے ہیں کہ جو حضور کی نگاہوں میں رہے پھر اس سے گناہ نہیں ہوسکتا بلکہ روح البیان میں ہے کہ آدم علیہ السلام سے بھی خطا تبھی سرزد ہوئی جب ان سے روح محمدی علی صاحبہا السلام نے توجہ ہٹالی۔ (عربی ج ۹ ص ۱۸)

اعلیٰ حضرت کے حسن طلب پہ قربان ہونے کو دل چاہتا ہے۔

(۱۲) میرے نامی گرامی آقا وہ ہیں کہ جن کی مرضی خدا بھی نہیں ٹالتا بلکہ فرماتا ہے۔ ولسوف یعطیك ربك فترضی۔ اے حبیب۔ تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہوجائے گا۔

؎ خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یارسول اللہ میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں بہت جلدی فرماتا ہے۔

ان ربك یسارع فی هواك (صحاح ستہ)

(۱۳) میرے آقا خدا کی خدائی کے بااختیار بادشاہ ہیں (ادھر چاند توڑ رہے ہیں ادھر ڈوبا سورج واپس موڑ رہے ہیں)
حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام پیدا ہوئے تو کسی نے پکار کر کہا!

بخ بخ فیض محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الدنیا کلها لم یبق خلق ...... الا دخل فی قبضته (دلائل النبوۃ لابی نعیم)

واہ واہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو ساری دنیا پر قبضہ کرلیا ہے زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی ان کے قبضے سے باہر نہیں رہی۔

صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۳۱۸ پہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں سورہا تھا کہ زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں دے دی گئیں۔ یاد رہے کہ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے لہٰذا کوئی یہ نہ کہے کہ یہ تو خواب کی بات ہے۔

(۱۴) ہم جیسے نکمے تو ساری رات غفلت میں سوئے رہتے ہیں اور ہمارے رحیم و کریم آقا ساری ساری رات امت کی بخشش کے لیے رو رو کر دعا کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام ایک مرتبہ ایک پوری رات یہ آیت تلاوت کرتے رہے اور رو رو کر امت کے لیے دعا کرتے رہے۔

ان تعذبهم فانهم عبادك و ان تغفرلهم فانك انت العزیز الحکیم۔

اے اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو تیرے ہی بندے ہیں اور اگر ان کو بخش دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔

؎ سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا کہ میرے ہیں

(۱۵) دنیا کے بادشاہ یہ غلطی کیوں کرتے ہیں کہ حضور جیسا آقا ہونے کے باوجود اپنے آپ کو آقا کہہ رہے ہیں۔

؎ منگتے تو منگتے ہیں کوئی شاہوں میں دکھا دو جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا　　خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

قیامت والے دن سارے نبی اور غیر نبی حضور علیہ السلام ہی کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ (حدیث)

(۱۶)　ان کے ادنیٰ گدا پہ مٹ جائیں　　ایسے ایسے ہزار آقا
بے ابرِ کرم کے میرے دھبے　　لَا تَغْسِلُهَا الْبِحَار آقا
اتنی رحمت رضا پہ کر لو　　لَا يَقْرَبُهُ الْبَوَار آقا

مشکل الفاظ کے معانی:

* مٹ جائیں۔۔۔ قربان ہو جائیں * بے ابر۔۔۔ آپ کی رحمت کے بادل کے بغیر * دھبے۔۔۔ داغ * لا تغسلها البحار۔۔۔ سمندر بھی نہ دھو سکیں * لا یقربه البوار۔۔۔ ہلاکت اس کے قریب بھی نہ آئے۔

مفہوم و تشریح:

(۱۶)　میرے آقا! آپ کی بارگاہ کے ادنیٰ بھکاری پر دنیا کے ہزاروں بادشاہ قربان۔

دنیا کے بادشاہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں غلام و گدا بن کر حاضری دیتے رہے۔ محمود غزنوی، اورنگزیب عالمگیر اور ہارون الرشید جیسے شاہان اسلام کے تذکروں اور دربار رسالت کی حاضری کے واقعات سے اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا جو امام اہل سنت نے مذکور شعر میں بیان فرمائی ہے۔

ے　ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج　　جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

(۱۷)　اے میرے آقا! آپ کے ابر کرم کے چھینٹوں کے بغیر میرے گناہوں کے داغ دھلنے والے نہیں ہیں اگرچہ ان پر سمندروں کا پانی ہی بہا دیا جائے۔ امام اہل سنت کے تقویٰ و طہارت کو سمجھنے والا ہی ان کی بارگاہ رسالت میں اس عاجزی اور تواضع کی کیفیات کو سمجھ سکتا ہے۔

(۱۸)　میرے آقا! مجھے اپنی رحمت کے سائے میں رکھنا کہ ہلاکتیں میرے قریب بھی نہ آ سکیں۔ کسی پنجابی شاعر نے کیا خوب کہا

ے　اساں سنیاں سوہنا اوہدی بھاں پھڑدا　　جہدا کوئی سہارا نہ ہووے
اوہدی کشتی پار لنگھا دیندا　　جہدا کوئی کنارا نہ ہووے

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی حضور علیہ السلام کے وسیلے سے قبول ہوئی اور قرآن مجید میں ہے کہ حضور علیہ السلام کی بعثت سے پہلے یہود بھی اپنے دشمن پہ فتح کی دعا حضور علیہ السلام کے وسیلے ہی سے مانگتے تھے۔

و کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا (البقرہ)

اور اس سے پہلے (آپ کے وسیلے سے) کافروں پر فتح مانگتے۔ اور یوں کہتے۔

اللھم انا نستنصرك بحق النبی الامی ان تنصرنا علیھم

اے اللہ نبی امی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طفیل ہم تجھ سے دشمن پر فتح کی دعا مانگتے ہیں (درمنثور للسیوطی) جو نبی پہلوں کا سہارا بن سکتا ہے وہ پچھلوں کا کیوں نہیں بن سکتا۔ آپ نے خود فرمایا کہ بروز قیامت مجھے تین جگہوں پہ تلاش کرو۔

(۱) پلصراط پر (گنہگاروں کو پار لگا رہا ہوں گا) (۲) میزان پر (گنہگاروں کی سفارش کر کے گناہ کم کروا رہا ہوں گا) (۳) حوض کوثر پر (گنہگاروں کو جام بھر بھر کر پلا رہا ہوں گا) (رواہ الترمذی)۔

نعت شریف نمبر (۴)

(۱) محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

(۲) یہی ہے اصل عالم مادۂ ایجاد خلقت کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

(۳) گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

(۴) گنہ مغفور، دل روشن خنک آنکھیں جگر ٹھنڈا
تعالیٰ اللہ ماہ طیبہ عالم تیری طلعت کا

(۵) نہ رکھی گل کے جوشِ حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا

مشکل الفاظ کے معانی:

* مظہر ۔ ظاہر کرنے والا (جبکہ اسم فاعل ہو اور اگر اسم ظرف ہو تو معنی ہوگا جائے ظہور) * حق ۔ اللہ تعالیٰ * عزت ۔ مرتبہ و مقام * کثرت ۔ ہجوم * انداز ۔ طرز، طریقہ * وحدت ۔ اکیلا ہونا * اصل ۔ بنیاد * مادہ ۔ جس سے کوئی چیز بنائی جائے * ایجاد ۔ نئی چیز بنانا * خلقت ۔ مخلوق * برپا ۔ قائم، واقع * عجب ۔ انوکھا * ہنگامہ ۔ بھیڑ، کثرت * گدا ۔ مانگنے والا * منتظر ۔ امیدوار * خلد ۔ جنت، ہمیشہ رہنے کی جگہ * خیر ۔ سلامتی * ضیافت ۔ مہمانی * گنہ ۔ گناہ کا مخفف * مغفور ۔ بخشا ہوا * خنک ۔ ٹھنڈک مراد ہے سکون و قرار * جگر ۔ کلیجہ * تعالیٰ اللہ ۔ سبحان اللہ * ماہ طیبہ ۔ مدینے کا چاند * عالم ۔ جہان * طلعت ۔ روشنی، دیدار * گل ۔ پھول * جوش حسن ۔ حسن کی زیادتی کا جوبن * گلشن ۔ باغ * جا ۔ جگہ * چٹکنا ۔ کھلنا * غنچہ ۔ کلی۔

مفہوم و تشریح:

(۱) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب العزت کی عظمت و شان کے مظہر کامل و اکمل ہیں گویا وحدت کے جلوے کثرت میں نظر آرہے ہیں۔ مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ میں غور کریں تو اس شعر کا مطلب سمجھنے میں کوئی دقت نہ رہے گی۔

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی۔ من یطع الرسول فقد اطاع۔ واللّٰہ ورسولہ احق ان یرضوہ۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ۔ استجیبو اللّٰہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔

اور یہ جلوہ تو اللہ نے ہر شے میں ودیعت فرمایا ہوا ہے آپ دیکھیں ایک انسان دوسرے سے منفرد ہے اس کا ایک ایک عضو دوسرے سے نہیں ملتا بلکہ کروڑوں انسانوں کی ایک ہی انگلی کی لکیریں دوسرے انسان کی اس انگلی کی لکیروں سے مختلف ہیں۔ یہی

حال جانوروں کا بھی بلکہ درختوں کے پتوں کا بھی ہے۔ جس کا انکار کوئی احمق کرے تو کرے صاحب فہم وشعور نہیں کر سکتا، لیکن اللہ نے اپنے محبوب کو بالکل ہی بے مثل ومنفرد بنایا ہے۔

؎ محبوب خدا کا کوئی ہم پایا نہیں ہے ⠀⠀ اس شان کا مرسل تو کوئی آیا نہیں ہے
بے مثل نے محبوب کو بے مثل بنایا ہے ⠀⠀ واں جسم نہیں تو یہاں سایہ نہیں ہے

(۲) آپ کی ذات والاصفات میں کثرت کی جلوہ آرائی ہے اور آپ اصل تخلیق کائنات ہیں کہ آپ ہی کے نور سے تمام جہانوں کو وجود دیا گیا۔ آپ نے خود فرمایا۔

اول ما خلق اللہ نوری و کل الخلائق من نوری۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ۱۶۔ اپریل ۱۹۰۹ ثناء اللہ امرتسری، فتاویٰ رشیدیہ ص ۹ مطبوعہ دہلی)

؎ کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے ⠀⠀ ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

(۳) جنت کا حصول چونکہ صرف اعمال صالحہ پر موقوف نہیں ہے بلکہ فضل الٰہی پہ موقوف ہے اس لیے یہ فقیر (احمد رضا اس بات کا منتظر ہے کہ جنت میں اللہ تعالیٰ ان نیکوں کے ساتھ مجھے بھی بخیر وسلامتی اپنی ضیافت کا حق دار بنا دے۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں

؎ شنیدم کہ در روز امید وبیم ⠀⠀ بداں رابہ نیکاں بہ بخشد کریم

میں نے سن رکھا ہے کہ قیامت کے دن بروں کو نیکوں کے طفیل بخشا جائے گا۔

(۴) کیا بات ہے اے میرے آقا، مدینے کے چاند! آپ کی زیارت بھی کیا انوکھی ہے کہ جس سے گناہ معاف ہوتے ہیں، آنکھوں میں نور اور دلوں میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش بیان کی تو یہ کہ **النظر علی وجہ رسول اللہ** حضور کا چہرہ ہو اور صدیق کی آنکھ ہو۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) (رضی اللہ عنہ)

؎ خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا ان کا ⠀⠀ خوشا وہ وقت کہ طیبہ مقام تھا ان کا

(۵) (اس شعر میں عقیدہ ختم نبوت کو بیان فرمایا گیا ہے) گلشن نبوت میں کئی پھول کھلے اور کئی بہاریں آئیں لیکن آپ کی رسالت کا ایسا پھول کھلا کہ جس نے اپنے بعد مزید کسی کلی کے کھلنے کی گنجائش باقی نہ چھوڑی گویا آپ چمن رسالت کے آخری مہکتے ہوئے پھول ہیں۔

؎ تیرے بغیر ہو نہ سکی رونق چمن ⠀⠀ پھولوں کو لاکھ بار سجایا بہار نے

خدا کی غیرت نے یہ گوارہ ہی نہ فرمایا کہ اپنے محبوب کے بعد کسی کو نبی بنا کر بھیجے، چنانچہ نبوت کا دروازہ آپ کی ذات پر بند کر دیا گیا۔

؎ اوہ سچا ای رب نے بھن دتا جہدے وچہ محمد نوں ڈھالیا سی

فرمایا:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین

(الاحزاب)

حضور علیہ السلام نے فرمایا **لا نبی بعدی انا خاتم النبیین**

ختم نبوت اور رد مرزائیت کے لیے مندرجہ بالا حدیث کے تحت میری کتاب شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ "بالفاظہ" کا مطالعہ کریں۔

(۶) بڑھایا سلسلہ رحمت کا دور زلف والا میں
تسلسل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظلمت کا

(۷) صف ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
گنہگارو چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا

(۸) سکھایا ہے یہ کس گستاخ نے آئینہ کو یارب
نظارہ روئے جاناں کا بہانہ کر کے حیرت کا

(۹) ادھر امت کی حسرت پر ادھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہو گا گردش چشم شفاعت کا

(۱۰) بڑھیں اس درجہ موجیں کثرت افضال والا کی
کنارہ مل گیا اس نہر سے دریائے وحدت کا

مشکل الفاظ کے معانی:

* بڑھایا۔ایسالمبا ہوا * سلسلہ۔زنجیر،ترتیب * دور۔چکر،گردش * زلف۔ گیسو * والا۔بلند مرتبہ * تسلسل۔ لگاتار * کوسوں۔برسوں کا سفر،لمبا راستہ * عصیاں۔ گناہ * ظلمت۔اندھیرا * صف ماتم اٹھے۔خوشی حاصل ہو * زنداں۔ جیل،قید خانہ * ٹوٹیں زنجیریں۔ آزادی ملنا * مولیٰ۔ آقا علیہ السلام * در۔دروازہ * گستاخ۔بے ادب * روئے جاناں محبوب کا چہرہ * حیرت۔ تعجب * حسرت۔ آرزو * نرالا۔انوکھا * طور۔طرز،طریقہ * گردش۔ گھماؤ * چشم۔ آنکھ * بڑھیں۔زیادہ ہوئیں * موجیں۔لہریں * افضال۔جمع فضل کی بمعنی بخشش * کنارا مل گیا۔پتہ چل گیا یہاں مراد ہے تعلق قائم ہو گیا * دریائے وحدت۔توحید کا دریا۔

مفہوم و تشریح :

(۶) حضور علیہ السلام کی واللیل کی زلفوں کے پیچ و خم میں رحمت کا سلسلہ کچھ ایسا طویل ہو گیا کہ گناہوں کی تاریکی بہت پیچھے رہ گئی۔اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی زلفوں کی قسم یاد فرمائی ہے والضحی واللیل اذا سجی۔آپ کے رخ تاباں کی قسم،آپ کی زلف عنبریں کی قسم۔(روح البیان)

(۷) یا اللہ! یہ آئینہ کتنا گستاخ ہے کہ حیرت و تعجب کے بہانے تیرے حبیب کے روئے تاباں کا دیدار کر رہا ہے۔ایک دن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو یہ حدیث ذہن میں آئی کہ" جو مجھے خواب میں دیکھے عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا۔اس خیال سے حضرت میمونہ کے پاس آئے اور اپنا خواب بیان کیا،انہوں نے حضور علیہ السلام کا آئینہ نکالا جب حضرت ابن عباس نے آئینے میں دیکھا تو بجائے اپنی شکل نظر آنے کے صورت مصطفیٰ علیہ السلام نظر آ گئی۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

قدرایت صورۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ولم ار لنفسی صورۃ ۔

(الحاوی للفتاویٰ ص ۲۴۹ ج ۲)

(۹) قیامت کے دن حضور علیہ السلام کی شفاعت کا انداز ہی نرالا ہو گا کہ ایک نظر امت کے گناہوں پہ ہو گی اور دوسری نظر اللہ کی رحمت پہ ہو گی۔

لاتقنطوا من رحمة اللّٰہ. وما ارسلنك الا رحمة للعالمين اور ولسوف يعطيك ربك فترضیٰ

کے جلوے آپ کی شان شفاعت میں نظر آئیں گے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اذن لاارضی وواحد من امتی فی النار (دیلمی در مسند الفردوس)

میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا۔ اور فرمایا میں اس وقت تک شفاعت کرتا رہوں گا۔

حتی ینادی ربی ارضیت یا محمد فاقول ای رب رضیت

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے پیارے! اب راضی ہو؟ تو میں عرض کروں گا ہاں اے اللہ میں راضی ہوگیا ہوں (طبرانی در معجم اوسط، بزار فی مسندہ عن علی رضی اللہ عنہ) دونوں احادیث کو ملانے سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ نہایت ہی وجد آفرین ہے۔

(۱۰) حضور علیہ السلام کی رحمت کا دریا اس قدر موجزن ہو، کہ گویا نہر رحمت مصطفیٰ کا کنارا دریائے وحدت سے مل گیا۔

؎ جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی

(۱۱) خم زلف نبی ساجد ہے محراب دوا ابرو میں — کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کاران امت کا

(۱۲) مدد اے جوشش گریہ بہا دے کوہ اور صحرا — نظر آجائے جلوہ بے حجاب اس پاک تربت کا

(۱۳) ہوئے کمخوابی ہجراں میں ساتوں پردے کمخوابی — تصور خوب باندھا آنکھوں نے استار تربت کا

(۱۴) یقیں ہے وقت جلوہ لغزشیں پائے نگہ پائے — ملے جوش صفائے جسم سے پابوس حضرت کا

(۱۵) یہاں چھڑکا نمک واں مرہم کا فور ہاتھ آیا — دل زخمی نمک پروردہ ہے کس کی ملاحت کا

مشکل الفاظ کے معانی:

* خم زلف — زلف کا پیچ یا کنڈل * محراب — امام کے کھڑے ہونے کی جگہ * ابرو — بھویں * سیہ کاران امت — امت کے گنہگار * جوشش — ولولہ، ابال، جذبہ محبت رسول * گریہ — رونا * کوہ — پہاڑ * صحرا — جنگل * جلوہ — تجلی * بے حجاب — بے پردہ * تربت — قبر * کم خوابی — نیند نہ آنا * ہجراں — سوچھوڑا، جدائی محبوب * کم خوابی — قیمتی ریشمی کپڑا جس میں سونے کا کام ہوا ہو * استار تربت — قبر انور جو پردوں میں چھپی ہوئی ہے، استار جمع ستر کی بمعنی پردہ * لغزشیں — غلطیاں، کوتاہیاں * پائے — قدم * نگہ — نظر * پائے — پاتا ہے * صفائے جسم — آپ کے جسم کی صفائی * پابوس — پاؤں چومنے والا * یہاں — اشارہ ہے دل کی طرف * واں — وہاں کا مخفف * مرہم — زخم پر لگانے والی گاڑھی چکنی دوائی * کافور — خوشبودار سفید رنگ کی دوائی * دل زخمی — زخم خوردہ دل * پروردہ — پالا ہوا * ملاحت — نمکینیٔ حسن، خوبصورتی

مفہوم و تشریح:

(۱۱) آپ کی کنڈل والی زلفیں محراب نبوی میں سجدہ ریز ہونے کے وقت بھوؤں پر آ کر امت کے گنہگاروں کے لیے دعا گو

ہو کیں کہ یا اللہ اس روشن چہرے والے محبوب کی امت کا تو ہی والی ووارث ہے ان کی امت کے گنہگاروں کو بخش دے۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ محض لفاظی، شاعرانہ تخیل اور مبالغہ آرائی ہے بھلا زلفیں دعا مانگیں گی؟ بحکم قرآن **و ان من شئی الا یسبح بحمدہ** ہر شے اپنے اپنے حال میں اللہ کی تسبیح و تحلیل میں مصروف ہے اور عین ممکن ہے کہ زلفوں کی اس دعا کو کئی عاشق سنتے بھی ہوں جیسے صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں ہم جس پیالے میں کھانا کھاتے تو کھانے اور پیالے کی تسبیح کو اپنے کانوں سے سنتے۔ صحابہ کو یہ برکت حضور ہی کی وجہ سے ملی تو وہ برکتوں والا محبوب جو پتھروں کو بلا لے، درختوں کو چلا دے، گونگوں کو نطق عطا فرما دے وہ اگر اپنی زلفوں کی یہ التجا بھی اپنے کانوں سے سنے تو کیا بعید جب کہ آپ فرماتے ہیں میں اپنی والدہ کے بطن میں لوح محفوظ پہ چلتے قلم کی آواز بھی سن لیتا تھا۔

انی اریٰ مالا ترون و اسمع مالا تسمعون۔

بخاری شریف کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

؎ دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

(۱۲) اے جذبہ عشق کی گریہ وزاری میری مدد کر اور حضور علیہ السلام کی زیارت کے شوق میں اس قدر آنسو بہا کہ میرے اور مدینہ پاک کے درمیان جتنی رکاوٹیں ہیں وہ بہہ (ختم ہو) جائیں اور بے حجاب سرکار کے مزار پر انوار کی جی بھر کے زیارت کرلوں۔

عشق رسالت ماب میں ڈوب کر کثرت سے درود شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہجر و فراق رسول علیہ السلام میں آہ و زاری کا سہارا لینے سے نہ صرف روضہ انور کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے بلکہ روضے والے کے دیدار سے بھی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں جیسا کہ امام بوصیری، امام جلال الدین سیوطی، امام محمد بن سلیمان جزولی صاحب دلائل الخیرات کے واقعات سے ظاہر ہے بلکہ بقول امام سخاوی صاحب القول البدیع محمد بن سعید علیہ الرحمۃ جو بکثرت درود شریف پڑھتے ایک رات سرکار تشریف لائے اور ان کو یوں نوازا کہ ان کے منہ کو چوما فرماتے ہیں میں بیدار ہوا تو میرا سارا گھر خوشبو سے مہک رہا تھا۔ (القول البدیع)۔

(۱۳) میری آنکھوں نے سرکار کے مزار پاک کے قیمتی پردوں کا ایسا عمدہ تصور جمایا کہ میری کمخوابی (فراق) کمخواب (ریشمی قیمتی کپڑے) جیسی قیمتی بن گئی کیونکہ میری آنکھوں کے پردوں میں حضور ﷺ کی قبر انور کے قیمتی پردے منقش ہو گئے۔

اعلیٰ حضرت نے ہجر و فراق کی دوری کو دور کرنے کا علاج اور حضور علیہ السلام کے ساتھ کسی بھی نسبت سے معمولی سا تعلق قائم ہونے کی عظمت کو مندرجہ بالا شعر میں بیان فرمایا ہے۔

؎ محمد کی نسبت بڑی چیز ہے خدا دے یہ نعمت بڑی چیز ہے

اس نسبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسمیں قرآن میں یاد فرمائی ہیں (ابن عساکر)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مطلوب کا تصور جتنا قوی ہوتا جائے حجاب اٹھتے جاتے ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں بلی زمین پر بیٹھ کر درخت پر بیٹھے کبوتر کا ایسا یکسوئی سے تصور کرتی ہے کہ کبھی کبوتر درخت سے بلی کے منہ پہ آ گرتا ہے (اس کا کئی بار مشاہدہ اب بھی ہوتا ہے) جب بلی کو مضبوط تصور سے محبوب مل سکتا ہے تو انسان اگر ہمت کرے تو وہ کیوں نہیں کامیاب ہو سکتا۔ مچھلی پیٹ میں جا کر بھی پانی مانگتی رہتی ہے خدا اور رسول کو ملنے کا متمنی اگر مچھلی کے اس جذبے سے سبق سیکھ لے تو جیسے مچھلی کے پیٹ میں کوئی چلا جائے

تو مچھلی کو مطلوب مل جاتا ہے اسی (یونس علیہ السلام) طرح

؎ جو ہو ذوق یقین کامل تو اکثر ہم نے دیکھا ہے وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

(۱۴) جب آقا کا جلوہ نظر کے سامنے آئے تو آپ کے جسم کی چمک کی وجہ سے میری آنکھیں برداشت نہ کرتے ہوئے یا ادب سے جھک جائیں اور اسی جھکنے میں قدم مبارک کا آنکھوں کو بوسہ نصیب ہو جائے گا۔

صحابہ کرام احترام رسالت کے پیش نظر حضور علیہ السلام کے سامنے نگاہیں نیچی رکھتے اور ایسے لگتا جیسے سروں پہ پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔

؎ قدر نبی دا ایہہ کی جانن دنیا دار کمینے قدر نبی دا جانن والے سوں گئے وچ مدینے

(۱۵) اسی زخمی دل نے سرکار کے حسن ملیح کے چھڑکاؤ سے پرورش پائی ہے لیکن خلاف عادت یہی نمک پاشی میدان محشر یا قبر میں دیدار مصطفیٰ کی صورت میں کافور کی سی ٹھنڈک کا کردار ادا کرنے لگی۔

اشعار میں چونکہ تشبیہات واستعارات کا بہت عمل دخل ہوتا ہے ورنہ حضور علیہ السلام کا حسن کیا تھا؟ دیکھنے والے کہتے ہیں۔

لم ارىٰ قبله و لا بعده مثله۔ (ترمذی)

کہ آپ جیسا حسین نہ آپ سے پہلے کبھی دیکھا گیا نہ بعد میں۔ **کان الشمس تجری فی وجهه۔** حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں ایسے لگتا جیسے سورج آپ کے چہرے میں چلتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں جس نے بھی آپ کا حسن بیان کیا الا شبه وجهه بالقمر لیلة البدر چودھویں رات کے چاند سے ہی تشبیہ دی ہے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۷)

؎ بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سرو جاں فزا حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حسن مصطفیٰ اور سراپائے اقدس کو تفصیل سے پڑھنا ہو تو شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ کے آخری سو صفحات کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱۶) الٰہی منتظر ہوں وہ خرامِ ناز فرمائیں بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں سے کمخواب بصارت کا

(۱۷) نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو مگر سد ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

(۱۸) زبان خار کس کس درد سے انکو سنانی ہے تڑپنا دشت طیبہ میں جگر افگار فرقت کا

(۱۹) سرہانے ان کے بسمل کے یہ بیتابی کا ماتم ہے شہ کوثر ترحم تشنہ جاتا ہے زیارت کا

(۲۰) جنہیں مرقد میں تا حشر امتی کہہ کر پکارو گے ہمیں بھی یاد کرلو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

مشکل الفاظ کے معانی:

* خرام ناز۔ ناز و ادا سے چلنا * کمخواب۔ قیمتی کپڑا اور بیداری * بصارت۔ آنکھوں کا نور * سد۔ رکاوٹ * ذرائع۔ واسطے، وسیلے * داب۔ عادت، طریقہ * دشت طیبہ۔ مدینے کا جنگل * جگر افگار۔ زخمی کلیجہ * فرقت۔ جدائی * بسمل۔ زخمی * بیتابی۔ بے قراری * ماتم۔ غم * شہ کوثر۔ اے مالک حوض کوثر * ترحم۔ رحم فرمایئے * تشنہ۔ پیاسا * مرقد۔ خواب گاہ، قبر * امتی۔ میری امت * صدقہ۔ طفیل، خیرات

مفہوم و تشریح:

(١٦) اے میرے اللہ! میں تو اس انتظار میں آنکھیں فرش کیے ہوئے ہوں کہ کب تیرا محبوب میرے غریب خانے پہ اپنی مخصوص نورانی چال چلتے ہوئے تشریف لائے کیونکہ میری آنکھوں نے ان کے قدموں کے لیے کخواب بصارت کا قالین بچھا رکھا ہے۔

شفا شریف میں حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے علاوہ دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حضور ﷺ کی انتظار کے عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے واقعات اور وہ بھی آپ کے وصال کے بعد، کہ کس طرح حضور ﷺ کے ہجر و فراق و انتظار میں ان کے دل کباب ہو جاتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی جدائی کے اشعار دوسروں سے سن کر کیسے زار و قطار روتے، ایک انبار ہے جو مذکور شعر کا پس منظر اور اصل سمجھ لیجئے۔

؎ خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

(١٧) بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ سجدہ کریں یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائی اور والدین سجدہ (تعظیمی) کریں اور ہمارے آقا کو سجدہ نہ کیا جائے صرف اس لیے کہ شرعی رکاوٹ ہے کہ حضور علیہ السلام نے خود ہی منع فرما دیا ہے، اب اللہ کے علاوہ کسی کو سجدۂ عبادت کرنا کفر ہے اور سجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے، آپ نے فرمایا اگر اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے ورنہ

؎ پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

اور ایک مقام پر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

؎ اے شوق دل یہ سجدہ گران کو روا نہیں اچھا وہ سجدہ کیجئے، سر کو خبر نہ ہو

میرے محسن و مربی شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ کئی مقامات پر صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور اگر فلاں لوگ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں اور اگر جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم کیوں نہ کریں نحن احق ان نسجد للنبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (خصائص ص ٢٥ ج ١) اس سے علامہ صاحب نتیجہ نکالتے کہ حضور ﷺ کو سجدہ کرنے کے لیے دل چاہنا صحابہ کرام کا عقیدہ تھا مگر آپ ہی کا حکم مان کر آپ کو سجدہ نہ کرنا یہ ایمان کا تقاضا ہے غالباً اسی تصور میں اعلیٰ حضرت کا یہ شعر ہے۔

؎ بے خودی میں سجدۂ در یا طواف جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا

سجدۂ در اور طواف سے مراد قلوب کا سجدہ و طواف کرنا بھی ہو سکتا ہے یعنی نیاز مندی ورنہ بے خودی کا عذر تو موجود ہے۔

؎ سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا دل تھا ساجد نجد یا پھر تجھ کو کیا

اور غالباً بیدم وارثی نے ایک نئی بات ہی کہہ ڈالی

؎ سنگ در جاناں پر کرتا ہوں جبیں سائی سجدہ نہ سمجھ نجدی سر دیتا ہوں نذرانہ

مفسرین فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کو سجدہ ہو یا ابراہیم علیہ السلام پر آگ کا گلزار ہونا ہو، اسماعیل علیہ السلام کا ذبح ہونے سے بچ جانا ہو یا نوح علیہ السلام کا طوفان سے نجات پانا ہو یہ سب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہے۔ صرف ایک

حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ان الملائکہ امروا بالسجود لادم لاجل نور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (تفسیر کبیر ج ۲ آیت ۱)

حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے نور مصطفیٰ کی وجہ سے سجدہ کیا۔

کیونکہ تخلیق آدم سے مقصود حضور علیہ السلام ہی کی ذات تھی گویا یہ سجدہ نور مصطفیٰ ہی کو تھا (حقیقتاً) یہی تو وجہ ہے کہ فقہاء نے فرمایا کہ اگر نماز کی حالت میں حضور علیہ السلام بلائیں تو نماز اسی جگہ موقوف کر دی جائے اور آپ کے حکم کی تعمیل (چاہے گھنٹوں پر محیط ہو) کر کے پھر جا کر اسی جگہ سے نماز شروع کر دی جائے کہ اگر کعبے سے منہ پھر گیا ہے تو ہوا کدھر ہے؟ کعبے کے کعبے کی طرف؟

؎ تو اصل وجود آمدی از نخست　　　دگر ہرچہ موجود است فرع تست

لیکن سجدہ آدم ہوا اور ختم ہو گیا۔

وتشریفہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بالصلوۃ مستمرا ابدا وثانیا ان ذلك حصل من الملائکۃ وتشریفہ علیہ السلام حصل من اللہ والملائکۃ والمومنین ۔ (خصائص کبریٰ للسیوطی)

اور حضور علیہ السلام کی ذات اقدس پہ درود سلام اب تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا (بلکہ قیامت کے بعد بھی۔ جب کہ خدمت کہ قدسی کہیں ہاں رضا (تو) مصطفیٰ جان رحمت پر لاکھوں سلام ہوں گے اور دوسرا یہ کہ وہاں صرف ملائکہ نے سجدہ کیا اور یہاں خود خدا بھی درود بھیج رہا ہے اور بھیجتا رہے گا اور تمام فرشتے بھی اور تمام اہل ایمان بھی۔ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

(۱۸)　مدینے کے جنگلوں کے کانٹوں کی نوکیں زبان بن کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آنے والے زائرین کا آپ کی جدائی میں تڑپنا اور ان کے زخمی دل کا حال زار کیسے کیسے درد سے سناتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ صحابی رسول کو اپنے باغ میں کام کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کے وصال کی خبر ملی تو اسی وقت دعا کی اے اللہ! اب میری بینائی سلب کر لے کہ جب حضور ہی پردہ فرما گئے تو آنکھیں بے کار ہیں، چنانچہ اسی وقت بینائی ختم ہو گئی۔

؎ اعظم اوتھے کس وسنا جتھے یار نظر نہ آوے

(۱۹)　یارسول اللہ! آپ کا عاشق زار بے تابی کے عالم میں آپ کی بارگاہ میں مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہا ہے اس پر کرم کیجئے کہ کہیں بغیر دیدار کے ہی واپس نہ چلا جائے۔

؎ شراب احمد مختار میں کچھ ایسی کیف و مستی ہے　　　کہ جاں دے کر بھی اک دو گھونٹ مل جائے تو سستی ہے

آج بھی عاشقان مصطفیٰ اپنی نگاہوں سے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں پہ ایسی کیفیات ملاحظہ کرتے ہیں پھر تفصیل میں جانے کی کیا ضرورت؟

(۲۰)　میرے آقا! دنیا میں ہر وقت اور قبر میں تا حشر جن کو آپ اپنا امتی امتی کہتے رہے۔ اور قیامت کے دن اپنی پیاری امت کے لیے اللہ سے فریاد کریں گے مجھے بھی اپنی رحمت سے اس پیاری امت میں شامل فرما کر کبھی یاد کر لیں۔

؎ جن کے لب پر رہا امتی امتی یاد ان کی نہ بھولو نیازی کبھی
وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی میں ہوں حاضر تیری چاکری کے لیے

حضور علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کر کے اپنی امت کی بخشش کے لیے دعا فرمائی پھر اعلان نبوت کے بعد غاروں میں جا جا کر رو رو کے (ایسا درد کے ساتھ کہ جانور چارہ کھانا بھول جائیں) دعا کرتے رہے اور پھر اللہ نے معراج کی رات عرش پہ اپنی ملاقات کے لیے بلایا مگر وہاں بھی امت کے گناہوں کی "گٹھڑی" کھول بیٹھے اس لیے اللہ نے فرمایا۔ ماصل صاحبکم۔ کہ تمہارا صاحب نہیں بھٹکا۔ یہ نہیں فرمایا کہ میرا رسول یا میرا نبی، اس لیے کہ بلایا تو اپنے لیے تھا مگر یہاں آ کر بھی تمہاری ہی فکر کرتا رہا اس لیے صاحبکم کہنا زیادہ مناسب سمجھا۔ مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان فرمایا کرتے تھے کہ حضور علیہ السلام تو ساری عمر اور آج قبر میں اور کل حشر میں بھی ہمیں امتی امتی فرماتے ہیں اگر صرف ایک بار بھی امتی فرما دیتے اور ہم ساری زندگی یا نبی یا نبی، یا رسول اللہ یا حبیب اللہ کہتے رہیں تو اس ایک بار امتی کہنے کا حق ادا نہیں ہو سکتا اور ہم کثرت سے نعرہ رسالت لگاتے ہی اس لیے ہیں کہ حضور نے جو ہمیں یاد فرمایا ہے اس احسان کا کچھ نہ کچھ بدلہ چکا سکیں۔

؎ تہ عرش سجدے میں سر کو جھکایا بکھر کر کے زلفوں نے یہ رنگ لایا
یہ کہہ کر خدا نے نبی کو اٹھایا کہ پیارے تیرے گیسو کیا مانگتے ہیں؟
یہ سن کر کہا مصطفیٰ نے الٰہی یہ کہتی میرے گیسوؤں کی سیاہی
سیاہ بخت امت کی کر دے رہائی الٰہی یہ گیسو دعا مانگتے ہیں
خدا نے کہا تو نہ گھبرا محمد میرے سامنے عرش پر آ محمد
تو چاہے جیسے بخشوایا محمد کہ پیارے تیری ہم رضا مانگتے ہیں

حضور فرماتے ہیں قیامت کے دن تمام انبیاء کرام سونے کے منبروں پر جلوہ گر ہوں گے میرا منبر خالی ہوگا کیوں کہ میں اپنے رب کے سامنے خاموش کھڑا ہوں گا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے اللہ جنت میں جانے کا حکم دے دے اور میری امت میرے بعد پریشان پھرتی رہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا محبوب! تیری امت کے بارے میں وہی فیصلہ کروں گا جو تیری چاہت ہے میں عرض کروں گا اے اللہ! عجل حسابھم بس ان کا حساب جلدی لے لے (کہ میں ان کو ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں) یہ مسلسل عرض کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے دوزخ میں جانے والے میرے امتیوں کی فہرست دے دی جائے گی (میں ان کی شفاعت کر کے نکالتا جاؤں گا تو) داروغہ جہنم پکار اٹھے گا۔

ما ترکت بغضب ربك فی امتك...... (جواہر البحار ص ۱۷۳ ج ۱)

حضور! آپ نے تو اپنی امت میں سے رب کے غضب کے لیے کچھ چھوڑا ہی نہیں۔

مسلمانو! ایسے کریم آقا کے قدموں پہ قربان ہو جاؤ اور زندگی ان کی غلامی میں گزار کر مرنے کے بعد ان کی شفاعت کے حق دار ہو جاؤ اور ان کو قیامت کے دن منہ دکھانے کے قابل بنا لو، یہود و نصاریٰ کی شکل و صورت چھوڑ دو اور اپنے ظاہر و باطن پہ محمدی رنگ چڑھا لو۔

(۲۱) وہ چمکیں بجلیاں یارب تجلی ہائے جاناں سے — کہ چشم طور کا سرمہ ہو دل مشتاق رویت کا
(۲۲) رضائے خستہ جوش بحر عصیاں سے نہ گھبرانا — کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن ان کی رحمت کا

مشکل الفاظ کے معانی:

* تجلی ہائے- جلوے * طور-وہ پہاڑ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام رب سے ہم کلام ہوئے * مشتاق رویت- دیدار کا طالب * خستہ-زخمی، پریشان * بحر-سمندر * عصیاں- گناہ

مفہوم و تشریح:

(۲۱) اگرچہ میرا اکمزور وزخمی دل محبوب کے دیدار کی تاب نہیں رکھتا تاہم جب محبوب کے روئے تاباں سے تجلیاں نکلتی ہیں تو جیسے طور پہاڑ دیدار الٰہی کی تاب نہ لاکر سرمہ بن گیا تھا میں بھی چاہتا ہوں کہ آپ کے دیدار کا جلوہ کرلوں پھر چاہے، ریزہ ریزہ ہو جاؤں یا یہ کہ طور کی آنکھ کا سرمہ مل جائے تاکہ محبوب کا دیدار کرسکوں۔

ے ماناں کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں — لیکن تو میرا شوق اور انتظار دیکھ

سچی محبت کی یہ علامت بیان کی گئی ہے۔

کثرة الشوق الی لقائه اذ کل حبیب یحب لقاء حبیبه (شفا شریف۔زرقانی علی المواہب ص ۳۱۷ ج ۲)

کہ کثرت سے محبوب کی زیارت کا شوق اپنے دل میں رکھے کیونکہ ہر محب اپنے محبوب کی ملاقات چاہتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیامگاہ میں گئی تو ہجر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دل سے دھواں نکلتا دیکھا۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آگیا تو گھر والے رو رہے تھے اور آپ موت کے بعد حضور کی ملاقات کے تصور میں وجد کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

واطرباہ غدا القی الاحبة محمد او حزبه۔

واہ واہ کل میں اپنے محبوب اور دیگر دوستوں (صحابہ) سے ملنے والا ہوں۔ یہی حال حضرت انس، ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عتبی رضی اللہ عنہم کا تھا جن کے اس سے ملتے جلتے واقعات شفا شریف اور دیگر کتب میں ملتے ہیں۔

(۲۲) اے عاشق زار اور خستہ دل احمد رضا گناہوں کے دریا کی موجوں سے کیوں گھبراتا ہے آج نہیں تو کل، کبھی تو دامن محبوب ہاتھ آہی جائے گا، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور پھر تیرا اپنا نبی رحمۃ للعالمین ہے۔

ے ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی یا روز جزا — دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

----***----

نعت شریف نمبر (۵)

(۱) لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

(۲) جان دے دو وعدۂ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

(۳) شاد ہے فردوس یعنی ایک دن
قسمت خدام ہو ہی جائے گا

(۴) یاد رہ جائیں گی یہ بے باکیاں
نفس تو تو رام ہو ہی جائے گا

(۵) بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

مشکل الفاظ کے معانی:

* لطف ۔ مہربانی * شاد ۔ خوش خرم * ناکام ۔ نامراد * جان دے دو ۔ جان قربان کردو * دیدار ۔ درشن * دام ۔ قرضہ * فردوس ۔ جنت * خدام ۔ جمع خادم کی نوکر، خدمت گار * بے باکیاں ۔ بے خوفیاں، دلبریاں * رام ۔ فرمان بردار * بے نشانوں ۔ اپنی پہچان ختم کردینے والے * نشان ۔ علامت

مفہوم وتشریح:

(۱) کوئی خاصوں میں سے ہو یا عاموں میں سے حضور علیہ السلام کی مہربانی ہر کسی پر ہو جائے گی اور ہر نامراد خوش وخرم ہو جائے گا۔

حضور علیہ السلام کی ایک شفاعت سے تمام اہل محشر استفادہ کریں گے چاہے وہ کافر ہوں یا مسلمان، اس کو شفاعت کبریٰ کہا جاتا ہے کہ آپ کی اس شفاعت سے اہل محشر کے حساب میں جلدی کی جائے گی جس کی وجہ سے ہر کوئی آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہوگا۔

؎ فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

(۲) حضور علیہ السلام کے جمال جہاں آراء کے دیدار کا وعدہ (قبر میں) ہر کسی کے ساتھ پورا کیا جائے گا یہ علیحدہ بات ہے کہ مومن ان کو پہچان کر کامیاب ہوگا اور کافروں ومنافق نہ پہچان کر ناکام ونامراد ہوں گے اس لیے اے عاشقان مصطفیٰ تمہارا قرض وصول ہو جائے گا لہٰذا ان کے دیدار کے وعدے پر جان کو قربان کرتے رہو۔

؎ آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی
جس کے جویاں تھے ہے اس گل کی ملاقات کی رات

(۳) جنت سرکار دو عالم علیہ السلام کے غلاموں کی خدمت کے لیے بنائی گئی ہے اور اس خدمت کے وعدے پر جنت بہت

خوش ہے کہ میں ایک دن حضور کے غلاموں کی ملکیت ہو جاؤں گی۔

جنت حضور علیہ السلام کی جاگیر ہے اس لیے حضور نے جس کو چاہا عطا کر دی حضرت ربیعہ کو جنت ملنے کا ایمان افروز واقعہ بخاری شریف میں ہے، حضرت عثمان غنی نے حضور علیہ السلام سے کئی بار جنت خریدی۔ کسی شے کو بیچنے کا اختیار وہی رکھتا ہے جو چیز کا مالک ہو کیونکہ بغیر ملکیت کے بیع باطل ہوتی ہے اور بغیر قبضے کے بیع فاسد ہوتی ہے ثابت ہوا کہ حضور جنت کے مالک بھی ہیں اور آپ کا جنت پہ قبضہ بھی ہے۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو — ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

(اعلیٰ حضرت)

اعلیٰ حضرت کو یہ اس لیے فرمانا پڑا کہ وہابی صاحب نہ جنت پہ نبی کا قبضہ مانتا ہے اور نہ ہی حضور ﷺ کو جنت کا مالک سمجھتا ہے۔

(۴) اے سرکش نفس! کب تک اللہ رسول کی نافرمانیاں کرتا رہے گا آخر تیری یہ بے باکیاں ایک دن تو ختم ہو ہی جائیں گی اور تجھے خدا کے در پر جھکنا ہی پڑے گا۔ بہتر ہے آج فرمانبردار ہو جا کیونکہ مجبور ولاچار ہو کر تو بھیڑیا بھی پرہیزگار بن جاتا ہے اور بکریوں پہ حملہ آور نہیں ہوتا اور جوانی کی توبہ شیوہ پیغمبری ہے اگرچہ ان کی توبہ عرفی نہیں جو گناہوں سے ہوتی ہے کیونکہ نبی گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں بلکہ ان کی توبہ تعلیم امت کے لیے ہوتی ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ جیسی نیکی کر کے توبہ کی "وتب علینا" قرآن پاک کی نص صریح ہے۔

(۵) جن خوش نصیبوں نے اپنے آپ کو عشق مصطفیٰ میں فنا اور بے نشان کر لیا ہے ساری دنیا مٹ سکتی ہے مگر وہ نہیں مٹ سکتے ان کو دنیا صدیق و فاروق، غوث و داتا کے ناموں سے ہمیشہ یاد رکھے گی بلکہ دوسرے مرنے کے بعد مٹ جاتے ہیں اور یہ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں اور قرآن میں ان کو نہ صرف مردہ کہنے سے بلکہ مردہ گمان کرنے سے بھی روکا گیا۔

پوچھے کوئی بلال و خبیب و اویس سے — حب نبی میں زندگی کیسے گزر گئی

اویس قرنی ایسے بے نشان ہوئے کہ بعض نے ان کے وجود کا ہی انکار کر دیا اور ایسا نام ہوا کہ آج اس خیر التابعین کا نام ہر زبان پہ ہے۔

تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا — تیرے عشق نے بنایا میری زندگی فسانہ

(۶) یاد گیسو ذکر حق ہے آہ کر — دل میں پیدا لام ہو ہی جائے گا

(۷) ایک دن آواز بدلیں گے یہ ساز — چہچہا کہرام ہو ہی جائے گا

(۸) سائلو دامن سخی کا تھام لو — کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

(۹) یاد ابرو کر کے تڑپو بلبلو — ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا

(۱۰) مفلسو ان کی گلی میں جا پڑو — باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

مشکل الفاظ کے معانی:

* گیسو۔ زلفیں کنڈل والی (اور وہ بھی امام الانبیاء کی مراد ہیں) * آہ۔ آہ وزاری * لام۔ سے مراد دو گیسوئے مصطفیٰ ہیں یعنی آپ کی زلفوں کو لام سے تشبیہ دی ہے اور لام کو لفظ آہ کے درمیان لاؤ تو اللہ ہی ہو جائے گا (سبحان اللہ کیا نتیجہ نکالا ہے) * آواز بدلنا۔ بناوٹی آواز * ساز۔ باجا سارنگی وغیرہ * چہچہا۔ پرندوں کی نغمہ سرائی اور خوش الحانی * کہرام۔ واویلا * سائلو۔ بھکاریو، حضور کے در کے گداؤ * کچھ نہ کچھ۔ تھوڑا بہت * یاد ابرو۔ بھوؤں کی یاد * بلبلو۔ پھول کا عاشق مشہور پرندہ مجازاً عاشقان مصطفیٰ مراد ہیں * دام۔ جال * مفلسو۔ اے محتاجو، حضور کی گلی کے منگتو * باغ خلد۔ جنت کا باغ

مفہوم و تشریح:

(۶) آپ (ﷺ) کے لام کی طرح کے دو گیسوئے پاک کا آہ کر کے ذکر کرتے رہو کیونکہ آہ کے درمیان لام آنے سے لفظ اللہ بن جائے گا گویا آپ کی زلفوں کا ذکر کرنا بھی خدا کا ذکر ٹھہرا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقیدے کی ترجمانی ہے جو اپنی تمام فتوحات کو گیسوئے رسول علیہ السلام کے ایک بال کی مرہون منت قرار دے رہے ہیں (شفا شریف ج ۲ ص ۴۴) کوئی انصاف پسند صاحب ذوق ہو تو اعلیٰ حضرت کے اس شعر میں بیان کی ہوئی تشبیہ کی لطافت پر جان قربان کر دے۔ اور بد ذوق تو لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کو بھی ذکر الٰہی تو کیا خالی ذکر بھی نہ سمجھے گا جیسے لاہور کے علاقہ ٹاؤن شپ میں چند سال پہلے کسی بد بخت نے جمعہ کے خطبہ میں کہہ دیا کہ محمد رسول اللہ کو لا الہ الا اللہ کے بعد ذکر کرنا ایسے ہی ہے جیسے دودھ کے ٹب میں پیشاب کا قطرہ ڈال دینا (استغفر اللہ۔ نعوذ باللہ من ذلک الکفر) چند دن پہلے یہ بدنصیب اپنی موت آپ مرگیا (مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود۔ خس کم جہاں پاک) جب کہ قرآن مجید میں اللہ نے سراپائے اقدس کو اپنا ذکر قرار دیا ہے۔

قد انزل اللہ الیکم ذکر ارسولا۔

ایک تحقیق کے مطابق حضور علیہ السلام کے سر مبارک اور داڑھی مبارک کے بالوں کی کل تعداد بارہ لاکھ تیرہ ہزار اور چند سو ہے (سبحان اللہ) صحیح بخاری میں ہے کہ حج کے موقع پر آپ نے حجامت کرائی اور اپنے بال مبارک صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے۔

(۷) خوشیوں کی آوازیں ایک دن ختم ہو جائیں گی اور ان کی جگہ آہ و بکا ہوگی (قیامت کی طرف اشارہ ہے) یا میں اور میری شاعری ایک دن ختم ہو جائیں گے۔ بمصداق

کل نفس ذائقہ الموت اور کل من علیھا فان

اس کے بعد پھر خوشیوں کا دور آئے گا جب

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں — اور فرشتے گر اٹھائیں تو میں ان سے یہ کہوں
کہ میں پائے ناز سے اب اے فرشتو کیوں اٹھوں — مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

(ابو النور، سلطان الواعظین کوٹلوی)

(۸) اے دربار مصطفیٰ کے منگتو! دامن مصطفیٰ سے وابستہ رہو ایک دن آئے گا کہ وہ اپنے کرم کا مظاہرہ فرما کر تمہاری جھولیوں کو بھر دیں گے۔ (شفا شریف ج ۲ ص ۴۴)

ہم منگتے ہیں احمد کے وہ داتا ہے ہمارا ہم مانگیں گے ان سے ہمیں دے گا وہ پیارا
گر شور مچاتے ہیں منکر تو مچائیں آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا

سرکار مدینہ علیہ السلام کی سخاوت کے واقعات اس قدر ایمان افروز اور کثرت کے ساتھ ہیں کہ ایک پوری کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ایک بات یاد رکھ لی جائے کہ حاتم طائی کا نام سخاوت میں حرف آخر سمجھا جاتا ہے اور اس میں شک بھی کیا ہے کہ اس کی سخاوت کے قابل رشک واقعات بزرگوں نے بالخصوص سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے گلستان وبوستان میں بیان فرمائے ہیں مگر سنا ہے اس کے محل کے دس دروازوں پر ایک سوالی بار بار آتا رہا تو حاتم اس کو عطا کرتا رہا اور چہرے پر شکن نہ پڑی کہ بار بار کیوں آتا ہے میں سمجھتا ہوں یہ واقعہ اگر ایک طرف اس کی سخاوت کا غماز ہے تو دوسری طرف کسی اور حقیقت پر بھی دال ہے کہ دس بار دینے کے باوجود سائل کی حاجب پوری نہ ہوئی اور ہمارے آقا سے جس نے ایک بار مانگا آپ نے اتنا دیا کہ ساری عمر بھی مانگنے کی حاجت ہی نہ رہی۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

اس لیے میرے پیرومرشد سلطان العارفین برہان الواصلین قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت سخی سلطان باہو فنافی ذات ہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں تم حاتم طائی کا آقائے دوجہاں سے مقابلہ کرتے ہو؟ جب کہ میرے نزدیک

حاتم ورگے لکھ سوالی در باہو دے منگتے ہو

اور آقائے دوجہاں کے کرم کی کیا بات کرتے ہو ان کا حال تو یہ ہے کہ

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو ان کا کرم بس ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

(واللہ معطی وانا قاسم)

(۹) اے بلبلو! اگر شکاری کے جال سے رہائی چاہتی ہو تو اپنے محبوب کی یاد میں تڑپو، پھر تو جال خود ہی پاش پاش ہو جائے گا اور تمہیں آزادی مل جائے گی اور اے مصیبت کے مارے عاشقان رسول! یاد حبیب میں تڑپ جاؤ مصیبتوں کے جال ٹوٹ جائیں گے اور حب رسول میں تڑپنے سے وہ سکون ملے گا جو ہزار آزادی میں تمہیں مل سکا محبوب کی یاد میں تڑپنا بھی سرور دیتا ہے اور علامات محبت میں سے ہے۔

من احب شیئا فاکثر ذکرہ. ومن علامات محبتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذکرہ الشریف ویطرب عند سماع اسمہ المنیف۔

(زرقانی علی المواہب ص۳۲۲ج ۲)

یاد تیری دا اے دیوا بالیا سد وی لے سوہنے مدینے والیا

(۱۰) اے درِ مصطفیٰ کے بھکاریو! مدینے کی گلی میں ڈیرہ جمالو انشاء اللہ میرے آقا علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عطا سے باغ جنت تمہیں بھیک میں عطا فرمادیں گے۔

اللھم ارزقنا شھادۃ فی سبیلک واجعل موتنا وحیاتنا فی بلد حبیبک۔

علامہ اقبال مرحوم سے کسی نے شفاخانہ حجاز کے لیے چندے کی درخواست کی کہ وہاں بیماروں کا علاج ہوگا اور قیمتی

جائیں بچائی جائیں گی تو انہوں نے عجیب ہی عاشقانہ جواب دیا چنانچہ انہوں نے فرمایا۔

؎ اوروں کو دیں حضور یہ پیغام زندگی — میں موت مانگتا ہوں زمین حجاز میں

سبحان اللہ! عاشقاں اوز خوباں خوب تر

(۱۱) گریوں ہی رحمت کی تاویلیں رہیں — مدح ہر الزام ہو ہی جائے گا

(۱۲) بادہ خواری کا سماں بندھنے تو دو — شیخ دُرد آشام ہو ہی جائے گا

(۱۳) غم تو ان کو بھول کر لپٹا ہے یوں — جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا

(۱۴) مٹ کہ گر یوں ہی رہا قرض حیات — جان کا نیلام ہو ہی جائے گا

(۱۵) عاقلو ان کی نظر سیدھی رہے — بوروں کا بھی کام ہو ہی جائے گا

(۱۶) اب تو لائی ہے شفاعت عفو پر — بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا

(۱۷) اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے — دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

مشکل الفاظ کے معانی:

* تاویلیں۔حیلے بہانے * مدح۔تعریف * الزام۔تہمت * بادہ خواری۔شراب نوشی * سماں بدھنے دو۔رنگ جمنے دو، محفل سجنے دو * شیخ۔بزرگ، مولانا * دردآشام۔تلچھٹ پینے والا * غم۔دکھ درد * لپٹنا۔چمٹ جانا * کام۔مقصد * قرض حیات۔زندگی کا قرضہ * نیلام۔بولی لگا کر چیز بیچنا * نظر سیدھی رہنا۔مہربانی کرتے رہنا * بوروں۔بور کی جمع ہے جو کہ بوراء کا مخفف ہے بمعنی کم فہم، دیوانہ، سودائی، مخبوط الحواس * عفو۔درگزر * عام ہونا۔سب کے لیے ہونا * آرام۔سکھ چین صحت وتندرستی

مفہوم و تشریح:

(۱۱) اگر حضور علیہ السلام کی احادیث مبارکہ میں رحمت کے متعلق جو کچھ اشارات ہیں ان کے اثرات نمایاں ہو گئے تو ہمارے تمام الزامات وخطائیں تعریف ہو جائیں گی

کیونکہ رحمت حق بہانہ می جوید، بہائی جوید۔ اللہ کی رحمت تو ویسے ہی بخشش کے بہانے ڈھونڈتی ہے یہ خالی عملوں والے خشک عقیدے والے دیکھتے ہی رہ جائیں گے اور سیہ کاروں کی عید ہو جائیگی کیونکہ ان کے عمل میں تو خرابی ہوسکتی ہے مگر عقیدہ تو ان کا سچا اور سُچا تھا۔ حضور کی رحمت کے قربان

؎ رحمت میرے حضور دی واجاں پئی ماردی — آجا گنہگارا میں تینوں بچا لواں

کسی کو شک ہو تو قرآن پاک میں اصحاب کہف کے واقعہ میں غور کرے کہ کتا ولیوں کا ادب کر کے بلعم باعورا کی انسانی شکل میں کل قیامت کو جنت میں جارہا ہوگا اور دنیا میں کئی حاجی نمازی اور نام نہاد مفسر ولیوں کی گستاخیاں کر کے دوزخ کا ایندھن بن جائیں گے۔

جب اللہ کا کرم ہوتا ہے تو گناہ نیکیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

فاولئك یبدل اللہ سیاتھم حسنات۔(الفرقان)

فضائل عید الفطر کے دن کی حدیث میں ہے۔

بدلت سیاتکم حسنات فیرجعون مغفورالھم (مشکوۃ شریف)

عید کی نماز پڑھنے جاتے ہیں تو گناہوں کے انبار لے کر جاتے ہیں اور واپس آتے ہیں تو سارے بخشا کے آتے ہیں۔ یہ رمضان، یہ لیلۃ القدر، یہ شب برات، یہ کیا ہے؟ اللہ کی بخشش کے بہانے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی اپنے گنہگار بندے کے ساتھ سرگوشی کے نتیجہ میں بھی گناہ نیکیاں بنا دیئے جائیں گے (مسلم شریف باب اثبات الشفاعۃ) یہاں تک کہ جو شخص جہنم سے گھسٹتا ہوا آخر میں جنت کے اندر داخل ہوگا اللہ اس کو اتنا دے گا کہ وہ کہے گا اے اللہ تو مالک ہو کر میرے ساتھ مذاق کرتا ہے۔ تو کیا ایسے موقع پر مدح ہر الزام ہو ہی جائے گا۔ صادق آئے گا کہ نہیں؟

(۱۲) عشق رسول کی شراب کی لذت سے محروم خشک ملاں کو کہو! کہ ذرا محفل سرکار میں عشق رسول کی مئے کے جام کو گردش تو آنے دو تیری ساری خشکی نکل جائے گی اور اس مئے کی تلچھٹ تجھے مست دبے خود کر دے گی اور اس کو حاصل کرنے کے لیے تو بے تاب نظر آئے گا۔

محافل میلاد اور محافل ذکر رسول کے خلاف فتوے دینے والے اگر ان محفلوں کی لذتوں کو پالیں تو محافل میں شامل ہونے کے ایسے قائل ہو جائیں کہ جوتوں میں بھی جگہ ملے تو بیٹھنے پر تیار ہو جائیں اگر ان محافل کی برکات ملاحظہ کرنی ہوں تو امام ابن جوزی اور امام یوسف نبھانی کی اس موضوع پہ لکھی گئی کتب کا مطالعہ کریں۔

؎ محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں — آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

(۱۳) اے غم تو محبوب خدا علیہ السلام کو بھول کر ہمیں چمٹ گیا ہے کیا یہ سمجھتا ہے کہ تیرا مقصد ہم سے پورا ہو جائے گا امت کا غم تو سارا میرے آقا کے دل نے سمیٹ رکھا ہے۔

؎ خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر — سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

گناہ ہم کرتے ہیں پریشان سرکار رہتے ہیں۔ دوسرا مفہوم یوں بھی ہو سکتا ہے کہ "اے غم عشق رسول! تو بھول کر حضور کے دامن کرم سے ایسے وابستہ ہو گیا ہے جیسے تیرے سارے مقاصد پورے ہو جائیں گے یعنی عشق رسول کی دولت اگر عملاً وقصداً حاصل کی جائے تو بات ہی نرالی ہے یہ تو بھولے سے یا کسی طمع ولالچ سے بھی حاصل ہو جائے گی تو بگڑی بن جائے گی۔

(واللہ تعالیٰ اعلم)

(۱۴) اگر زندگی کا قرض بعد الموت بھی ہمارے سر پر قائم رہا تو جان کی بولی لگا کر ہی ادا کرنا پڑے گا یعنی اگر عشق بھی ہمیں نہ مٹا سکا تو پھر جان کو نیلام کرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ ملک الموت تو کسی کو نہ چھوڑے گا یہ علیحدہ بات ہے کہ مومن کی موت بھی اس کے لیے تحفہ ہوتی ہے (حدیث) کیونکہ موت کے پل کو عبور کر کے ہی محبوب حقیقی کا وصال ممکن ہے۔

؎ موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی — ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

(۱۵) اے عقل والو! اور اپنی عقل پہ ناز کرنے والو! ہم دیوانوں کو حقیر نہ جانو! سرکار کا کرم ہو گیا تو ہمارا بھی بیڑا پار ہو جائے گا۔

؎ کسی چیز کی کمی ہے مولیٰ تیری گلی میں — دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تری گلی میں

صحابہ کرام کو بھی حقیر جان کر کا فر مذاق اڑاتے تھے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

ان الذین اجرموا کانوا من الذین امنو یضحکون۔ (المطففین)

ہر دور میں لوگ عقل و عمل پر مغرور رہے ہیں لیکن ان کی یہ مغروری ان کو لے بیٹھتی ہے اور گنہگاروں کی خاکساری ان کے کام آجاتی ہے کیونکہ غرور کا سر نیچا۔

؎ حقیر جان کے بجھا دیا جنہیں تم نے یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

اور

؎ عقل والا تیری دنیا سے پریشان گیا عشق والا تجھے ہر رنگ میں پہچان گیا

عقل اگر چہ نعمت الٰہیہ ہے لیکن اسی وقت تک جب تک سیدھی چلتی رہے۔

ان فی ذلک لایت لقوم یعقلون۔

سے یہی معلوم ہوتا ہے اور اگر ٹیڑھی ہو جائے تو ہر نعمت کی طرح یہ بھی زحمت بن جاتی ہے اس لیے

؎ عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱۶) اے میرے شفاعت والے آقا! آپ کی جانفزا شفاعت نے تو خدا کو بھی بخشش کے لیے تیار کرلیا ہے اب ہوتے ہوتے ہماری بخشش کی باری بھی آہی جائیگی۔ کیونکہ ہماری بخشش کی دعا کا تو آپ کو خود خدا نے حکم دیا ہے۔

واستغفر لذنبك وللمومنین والمومنات۔

اور آپ کو یہ بھی ہمارے بارے میں فرمایا گیا فاعف عنهم واستغفر لهم ان کو معاف کیجئے اور بخش دیجئے! سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو تو معاف کرنے کا حکم دے رہا ہے اور حضور علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کررہے ہیں تو بخشش پکی ہوگئی۔

؎ میر اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم دو کریموں میں گنہگار کی بن آئی ہے

(جل جلالہ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(۱۷) اے عبد مصطفیٰ احمد رضا! ہر کام کے لیے خدا نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے گھبرانے کی ضرورت نہیں تیرے پریشان دل کو بھی مقررہ وقت پر مدینہ کی حاضری اور زیارت مصطفیٰ سے ایک دن ضرور آرام آجائے گا۔ کیونکہ مدینہ دارالامن ہے وہاں جانے والا امن وسکون پالیتا ہے۔

والذین تبوأ الدار والایمان۔

ایمان سے مراد مدینہ ہے۔ (خلاصۃ الوفاء)

؎ چاہتے ہو تم اگر نکھرا ہوا فردا کا رنگ سارے عالم پر چھڑک دو گنبد خضریٰ کا رنگ

----***----

نعت شریف نمبر (۶)

(چار زبانوں میں، عربی، فارسی، اردو، ہندی)

(۱) لَمْ یَاْتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

(۲) اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی من بے کس و طوفان ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

(۳) یَا شَمْسُ نَظَرْتِ اِلٰی لَیْلِیْ چو بطیبہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا

(۴) لَکَ بَدْرٌ فِی الْوَجْہِ الْاَجْمَلْ خط ہالۂ مہ زلف ابر اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی برن برسا جانا

(۵) اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاکَ اَتَمّ اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

مشکل الفاظ کے معانی:

* لم یات نظیرك فی نظر – حضور علیہ السلام کا مثل کسی کو نظر نہ آیا کیونکہ ہے ہی نہیں * مثل تو نہ شد پیدا جانا – اے محبوب تیری طرح کا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا * جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے – سارے جہان کا تاج آپ ہی کے سر پر سجتا ہے – ہم نے جان لیا کہ آپ دونوں جہانوں کے بادشاہ ہیں * البحر علا والموج طغی – سمندر اونچا (گہرا) ہے اور موجیں طغیانی پر * من بے کس و طوفان ہوش ربا – میں عاجز ہوں اور طوفان ہوش اڑا رہا ہے * منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا – میں بھنور میں پھنس گیا ہوں اور ہوا مخالف سمت سے چل پڑی ہے * موری نیا پار لگا جانا – آقا میری کشتی کنارے پر لگا دیں * یا شمس نظرت الی لیلی – اے سورج تو نے میری رات کو دیکھا (اف اللہ کہ سورج کے سامنے بھی رات ہی رہی، مصائب کی سختی و کثرت کی طرف اشارہ ہے * چو بطیبہ رسی عرضے بکنی – جب تو مدینہ سے گزرے تو میری حالت میرے محبوب کے سامنے بیان کر دینا * توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی – آپ کے نور سے تو تمام جہان روشن ہے * میری شب نے نہ دن ہونا جانا – مگر میری رات ہے کہ دن ہونے کا نام نہیں لیتی * جوت – روشنی * جھلجھل – تیز روشنی * لك بدر فی الوجہ الاجمل – آپ کے چہرے حسین

میں چودھویں رات کا چاند طلوع ہوتا دکھائی دیتا ہے * خط ہالہ مہ زلف ابر اجل۔داڑھی مبارک چاند کے گرد ہالہ (حلقہ) لگتا ہے اور زلف مبارک تقدیر کا زبردست بادل ہے * تورے، چندن چندر پرو کنڈل۔صندل جیسے چہرے پر یہ کنڈل (ہتا رہا ہے) * رحمت کی بھرن برسا جانا۔اب بارش آئی کہ آئی (چاند کے گرد ہالہ آ جائے تو بارش یقینی ہوتی ہے) * چنن۔صندل کی خوشبودار لکڑی * چندر۔چاند * انافی عطش و سخاك اتم۔میں پیاسا ہوں اور آپ کی سخاوت کامل و اکمل ہے * اے گیسوئے پاک اے ابر کرم۔اے پاک گیسو کرم کے بادلو * برسن ہارے رم جھم، رم جھم۔ہلکی بارش برسانے والو * دو بوند ادھر بھی گرا جانا۔ادھر میرے اوپر بھی دو قطرے گرا دو۔

مفهوم و شرح:

(۱) یارسول اللہ! آپ جیسا تو کبھی نہ دیکھا گیا نہ آئندہ دیکھا جائے گا کیونکہ

ے او سچا ای رب نے توڑ دتا جھدے وچہ محمد نوں ڈھا لیا سی

اللہ نے آپ جیسا کوئی پیدا ہی نہیں فرمایا۔جہانوں کی بادشاہی آپ کو ہی جچتی ہے اس لیے ہم نے آپ کو جہانوں کا بادشاہ مان لیا ہے۔
مطلع میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے عقیدے کی ترجمانی واضح نظر آ رہی ہے انہوں نے حضور علیہ السلام کی شان میں عرض کیا۔

ے واحسن منك لم ترقط عینی واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرأ من کل عیب کانك قد خلقت کما تشاء

اے میرے آقا! آپ جیسا حسین تو میری آنکھ نے دیکھا تک نہیں۔اور دیکھیے کیسے کہ آپ جیسا جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔آپ تو ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے۔گویا اپنی مرضی سے بنائے گئے۔

(۲) (بدعملی و بدعقیدگی کا) سمندر طغیانی پر ہے اور میں اکیلا اس (ان بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ چومکھی لڑائی) میں گھرا ہوا ہوں، (گویا) کشتی بھنور میں پھنسی ہوئی ہے خدارا میری مدد فرما کر (اس مقابلہ میں کامیاب کر کے) میری کشتی کنارے لگا دیجیے۔اعلیٰ حضرت نے اپنی اس مجبوری کا ذکر ایک اور جگہ بھی کیا ہے، فرماتے ہیں۔

ے اک طرف اعدائے دیں ایک طرف حاسدیں بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

(۴) اے دوپہر کے سورج تو نے تو میری (مشکلات کی) رات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ تیرے ہوتے ہوئے بھی دن نہ ہوا لہٰذا جب میرے محبوب کی نگری سے گزرے تو میرے حبیب کو (میری حالت زار) عرض کر دینا کہ آقا آپ کے نور نے تو زمانہ روشن کر دیا لیکن میں ابھی تک (ہجر و فراق کی) تاریکی میں ڈوبا ہوا ہوں اور میری (آپ سے دوری کی) رات (ابھی تک آپ کی بارگاہ کی حاضری سے) دن نہ ہوئی۔

اپنے مصائب و آلام کی کثرت و سختی بیان کرنے کا یہ بھی ایک انداز ہے جیسے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے وصال پہ کہا تھا۔

ے صبت علی مصائب لو انها صبت علی الایام صرن لیا لیا

حضور! آپ کی وفات سے میرے اوپر اس قدر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے ہیں کہ اگر دن پر ٹوٹتے تو دن بھی راتیں ہو جاتے اور کسی نے کیا خوب کہا۔

؎ وہی فراق کی راتیں وہی فراق کے دن ہمارے واسطے دنیا میں انقلاب نہیں

ان صدمات کا ہر دور کے عاشقان مصطفیٰ ذکر کرتے آئے ہیں کبھی مولانا جامی نے عرض کیا

؎ نسیما جانب بطحا گزر کن ز احوالم محمد را خبر کن

محمد را خبر کن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کبھی علامہ اقبال نے اپنے دکھوں کی لائن لگادی۔

؎ باایں پیری رہ یثرب گرفتم نوا خواں از سرور عاشقانہ

؎ سحر با ناقہ گفتم، نرم تر رو کہ راکب خستہ و بیمار و پیر است قدم آہستہ زو چنداں کہ گوئی بپائش ایں صحرا حریر است

(۴) اے میرے آقا! آپ کا حسین وجمیل چہرہ اقدس تو چودھویں کا چاند لگتا ہے اور آپ کی داڑھی مبارک چاند کے گرد ہالہ کا منظر پیش کر رہی ہے اور سنا ہے کہ چاند کے گرد ہالہ پڑ جائے تو بارش ضرور ہوتی ہے لہٰذا مجھ غریب وبے کس پر اپنی رحمت کی بارش برسا جائیے۔

اس شعر میں حضور علیہ السلام سے آپ کی عطاؤں کی درخواست کی گئی ہے جو دنیا میں بھی بارش کی طرح برستی ہیں اور آخرت میں تو یہ بارش اور موسلا دھار ہو جائے گی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا۔

یرغب الی الخلق کلھم حتی ابراھیم (مسلم شریف ص ۲۷۳)

تمام مخلوق میری ہی طرف (بروز قیامت) آئے گی حتی کہ ابراہیم علیہ السلام بھی

؎ وصاف ہے جو سرور گیتی پناہ کا طالب ہے مال و زر کا شرف کا نہ جاہ کا

؎ یاں سرنگوں ہوئی ہیں جہاں بھر کی عظمتیں یاں سر جھکا ہوا ہے ہر اک کجکلاہ کا

شفا شریف میں ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا۔

اما ترضون ان یکون ابراھیم وعیسی فیکم یوم القیمۃ۔

کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ قیامت کے دن ابراہیم وعیسیٰ علیہما السلام بھی تمہارے ساتھ میری امت میں شامل ہوں اور ابراہیم کہہ رہے ہوں گے۔

انت دعوتی وذریتی فاجعلنی من امتك۔ (ص ۱۲۱ ج ۱)

آپ تو میری دعا اور اولاد ہیں مجھے اپنی امت میں شامل کر لیجئے۔

؎ وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

(۵) اے میرے آقا! میں تو (آپ کے ہجر وفراق کی) پیاس سے مر رہا ہوں اور آپ کی سخاوت میں بھی کوئی شک نہیں (جس کو چاہیں نواز سکتے ہیں) آپ اپنے کرم کی ہمیشہ برسنے والی بارش سے میرے دامن میں بھی دو قطرے گرا دیں (ورنہ دنیا کیا کہے گی

کہ دیکھو امام الانبیاء کا منگتا پھرتا ہے مارا مارا) اس سے آپ کی سخاوت پر حرف آئے گا۔ ایک جگہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری ۔۔۔ جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا
بحر سائل کا ہوں سائل ، نہ کنویں کا پیاسا ۔۔۔ خود بجھا جائے کلیجا میرا چھینٹا تیرا

(۶) یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ اَجَلَکْ رحمے بر حسرتِ تشنہ لبک
مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

(۷) وَاھًا لِسُوَیْعَاتٍ ذَھَبَتْ آں عہد حضور بار گہت
جب یاد آوت موہے کر نہ پرت دردوا وہ مدینے کا جانا

(۸) اَلْقَلْبُ شَجٌ وَّالْھَمُّ شُجُوْنٌ دل زار چناں جاں زیر چنوں
پت اپنی بپت میں کاسے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا

(۹) اَلرُّوْحُ فِدَاکَ فَزِدْ حَرْقًا یک شعلہ دگر برزن عشقا
موراتن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

(۱۰) بس خامۂ خام نوائے رضا نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

مشکل الفاظ کے معانی:

* یا قافلتی زیدی اجلک۔ اے میرے قافلے والو اپنے قیام کی مدت زیادہ کرو * رحمے بر حسرت تشنہ لبک۔ حسرت کے مارے پیاسے لبوں پہ رحم کرو * مورا جیرا لرجے درک درک۔ میرا دل گھبرا رہا ہے لرز رہا ہے * طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا۔ مدینے سے جانے کی خبر ابھی نہ سنا * واھا لسو یعات ذھبت۔ ہائے افسوس چند ہی گھڑیاں تھیں جو گزر گئیں * آں عہد حضور بار گہت۔ آپ کی بارگاہ کی حاضری * جب یاد آوت موہے کر نہ پرت۔ جب مجھے آپ کی بارگاہ میں حاضری کا منظر یاد آتا ہے * دردوا وہ مدینے کا جانا۔ کہ تکالیف کی پرواہ کیے بغیر میں مدینے جا رہا تھا * واھاً۔ افسوس * سویعات۔ گھڑیاں * موہے۔ میرے، مجھے * پرت۔ تو، آوہ، کیا پرواہ * القلب شج والھم شجون۔ دل زخمی ہے اور پریشانیاں بے شمار ہیں * دل زار چناں جاں زیر چنوں۔ دل فریاد کناں ہے جان بہت کمزور ہے * پت اپنی بپت میں کاسے کہوں۔ اپنا دکھڑا (آپ کے سوا) کس سے کہوں * میرا کون ہے تیرے سوا جانا۔ آپ کے سوا میرا کون ہے؟ * پت۔ مالک * بپت۔ دکھڑا * کاسے۔ کس سے * الروح فداك فزد حرقا۔ میری جاں آپ پر قربان ذرا عشق کی آگ اور زیادہ کیجئے * یک شعلہ دگر برزن عشقا۔ اپنے عشق کی ایک اور چنگاری میرے دل پر رکھیئے * موراتن من دھن سب پھونک دیا۔ میرا سارا جسم تو جل چکا ہے * یہ جان بھی پیارے جلا جانا۔ میرے آقا یہ جان میں کیا کروں گا اس کو بھی جلا دیجئے * مورا۔ میرا * دھن۔ سارا ساماں * پھونک دیا۔ جلا دیا * بس خامۂ خام نوائے رضا۔ احمد رضا کا کمزور قلم اور اس کی ناتواں صدا * نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ میرا۔ میرا انداز یہ نہیں (کہ چار

زبانوں میں اشعار لکھوں) ★ ارشاد احبا ناطق تھا۔دوستوں کے اصرار نے مجبور کیا ★ ناچار اس راہ پڑا جانا۔ مجبوراً ان کی فرمائش پوری کرنا پڑی۔

مفہوم و شرح:

(۶) اے قافلے والے میرے ساتھیو! خدا کے لیے مدینہ کا قیام بڑھا دو کیونکہ تم مدینہ سے جانے کی بات کرتے ہو تو میرا دل گھبرا کر دھڑک دھڑک کرتا ہے اور جان نکل نکل جاتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں جب اعلیٰ حضرت جیسا عاشق رسول مدینہ چھوڑتا ہو گا تو اس کی مذکورہ حالت ہی ہوتی ہوگی کیونکہ ہم جیسے نکمے بھی اپنے آپ کو نہیں سنبھال سکتے، وہ تو پھر ہمارے امام ہیں۔ مدینہ منورہ چھوڑنے کو تو جانوروں اور بچوں کا دل نہیں چاہتا وہ تو پھر مجدد دین وملت ہیں ان کی یہ حالت کیوں نہ ہو۔

حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب۔ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ میں ایک یتیم بچہ روتا ہوا ملا جس کا کوئی بھی والی وارث نہ تھا آپ نے فرمایا چل میرے ساتھ پاکستان تجھے ہر نعمت ملے گی اس نے رو کر روضہ پاک کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ منظر بھی دیکھنے کو ملے گا تو چلتا ہوں ورنہ دنیا کی بادشاہی کو مدینہ کی گدائی پہ قربان کرتا ہوں، جب بچوں کی یہ حالت ہے تو کشتہ عشق رسول کی مذکورہ حالت کیوں نہ ہو۔

حضرت مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان کے پاس مدینہ شریف میں ایک بندہ روتا ہوا آیا کہ حضرت عجیب واقعہ ہوا۔ فرمایا! بیان کرو! عرض کیا! میں نے روضہ پاک کے پاس ایک بلی بیٹھی دیکھی جو مجھے بڑی پیاری لگی میں نے ارادہ کیا کہ اس کو مدینہ شریف سے پاکستان لے جاؤں گا رات کو میں سویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار لگا ہوا ہے اور بلی میری شکایت کر رہی ہے کہ حضور! یہ مجھے مدینہ سے پاکستان لے جانا چاہتا ہے۔

ے ایک بیدم ہی نہیں تیار مرنے کے لیے جو ترے کوچے میں ہے وہی کفن بردوش ہے

(۷) ہائے افسوس کہ مدینہ شریف میں قیام کے لیے چند گھڑیاں ملیں۔ جو گزر بھی گئیں اب حالت یہ ہے۔

ے جب یاد مدینہ آتا ہے دل خون کے آنسو روتا ہے بے درد زمانہ کیا جانے اس دید میں کیا کیا ہوتا ہے

(۸) حضرت امام بوصیری علیہ الرحمۃ کے قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر کی جھلک اعلیٰ حضرت کے مندرجہ بالا شعر میں آپ کو ملے گی امام بوصیری نے عرض کیا۔

ے یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ سواك عند حلول الحادث العمم

اعلیٰ حضرت کے شعر کا ترجمہ بھی بعینہٖ یہی ہے عرض کرتے ہیں اے میرے آقا میرا دل آپ کی جدائی میں بے تاب ہے اور اس پر مزید یہ کہ طرح طرح کے مصائب و آلام نے گھیرا ہوا ہے حضور! میرا آپ کے سوا کون ہے جس سے میں اپنے دکھ بیان کروں اسی کی ترجمانی کسی نے یوں کی۔

ے ہند میں شاہا ہمارا اب نہیں ہوتا گزارا
لو خبر جلدی خدارا کون ہے آقا ہمارا

اس طرح کے کئی عربی قصائد عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آقا کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل

کرتے رہے۔کئی خوش نصیب وہ تھے جن کو روضہ پاک سے جواب بھی ملا۔اور قربان جائیں حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ پر کہ انہوں نے جب روضہ پاک پہ حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس روضہ پاک سے باہر نکالا جس کی ہزاروں اولیاء کرام نے جو اس وقت مسجد نبوی میں موجود تھے زیارت کی اور شیخ رفاعی نے ہاتھ مبارک کا بوسہ لیا۔اس موقع پر غوث اعظم شہنشاہ بغداد بھی مسجد نبوی میں ہزاروں ولیوں کے ساتھ موجود تھے۔(تبلیغی نصاب)

؎ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

(۹) میری روح آپ پہ قربان! میرے آقا! آپ کے عشق ومحبت کی آگ نے تو میرا سب کچھ جلا دیا ہے ایک شعلہ اور عنایت فرمائیں تاکہ جان بھی آپ کے عشق میں جلا دوں اور فنائی سبیل الرسول کا مرتبہ پا جاؤں اور العشق نار یحرق ما سوی اللہ کا مقولہ سچ ثابت ہو جائے۔رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

؎ شاد باش اے عشق خوش سودائے ما اے طبیب جملہ علت ہائے ما

(۱۰) میں اس قابل کہاں کہ چار زبانوں میں اشعار لکھوں (اور وہ بھی نعت مصطفیٰ کے) بس دوستوں نے محبت بھرا اصرار کیا تو اپنی ناتجربہ کاری کے باوجود مجبوراً چند اشعار کہہ دیے یا احباء اور ناطق سے مراد دو شعراء میں ایک ناطق : ی شاعر ہو گذرا ہے اور دوسرے حضرت مولانا محب بکھریری آپ کے اجل خلیفہ ہیں جنہوں نے چار زبانوں میں نعت لکھنے کا اصرار کیا تھا۔سبحان اللہ کیا سچ فرمایا۔

؎ ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دے ہیں



نعت شریف نمبر (۷)

(۱) نہ آسمان کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا — حضورِ خاکِ مدینہ خمیدہ ہونا تھا
(۲) اگر گلوں کو خزاں نارسیدہ ہونا تھا — کنارِ خارِ مدینہ دمیدہ ہونا تھا
(۳) حضور ان کے خلاف ادب تھی بیتابی — میری اُمید تجھے آرمیدہ ہونا تھا
(۴) نظارہ خاک مدینہ کا اورتیری آنکھ — نہ اس قدر بھی قمر شوخ دیدہ ہونا تھا
(۵) کنار خاک مدینہ میں راحتیں ملتیں — دل حزیں تجھے اشک چکیدہ ہونا تھا

مشکل الفاظ کے معانی:

* سرکشیدہ۔سربلند،مغرور * حضور۔سامنے * خمیدہ۔ٹیڑھا، جھکا ہوا * گُلوں۔پھولوں * خزاں۔پت جھڑ کا موسم * نارسیدہ۔نہ پہنچی ہوئی * کنار۔گود،بغل * خار۔کانٹا * دمیدہ۔اُگا ہوا * خلاف ادب۔ادب کے خلاف * بے تابی۔بے صبری * آرمیدہ۔سکون سے * نظارہ۔دیکھنا * قمر۔چاند * شوخ دیدہ۔بے باک،گستاخ * راحتیں۔سکھ،چین * دل حزیں۔پریشان دل * اشک چکیدہ۔ٹپکا ہوا آنسو

مفوم و شرح:

(۱) جب آخرکار آسمان کو خاک مدینہ کے سامنے جھکنا ہی تھا تو پہلے ہی سر اٹھا کر غرور نہ کرتا۔ شب معراج سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین پاک کے ساتھ خاک مدینہ ہی لگی ہوئی تھی جو آسمان کے سر پر لگی اور آسمان نے جھک کر خاک مدینہ کی فضیلت کا اقرار کیا۔ ویسے بھی سرکار دو عالم علیہ السلام کی رحمت کا ہر کوئی محتاج ہے اور آپ ساری کائنات کے محتاج الیہ ہیں اور آپ کا ٹھکانہ آج بھی خاک مدینہ ہے اور قیامت تک خاک مدینہ ہی رہے گا تو آسمان کو چاہیے تھا کہ خاک طیبہ کی ان فضیلتوں کو تسلیم کر کے خاک مدینہ کے سامنے سر جھکا دیتا۔

؎ جب مدینے کی بات ہوتی ہے — وجد میں کائنات ہوتی ہے
لیلۃ القدر کو جو شرما دے — وہ مدینے کی رات ہوتی ہے

(۲) اے پھول! اگر تجھے خزاں کا اتنا ہی دھڑکا لگا رہتا ہے تو تجھے چاہیے تھا کہ خاک مدینہ میں اُگتا تا کہ ہمیشہ تروتازہ رہتا اور کبھی خزاں کا شکار نہ ہوتا اور پھر وہاں کے تو کانٹوں کا مقابلہ دنیا کا اچھے سے اچھا پھول بھی نہیں کر سکتا وہاں اگر کوئی پھول خشک بھی ہو جائے تو دنیا کے ہرے بھرے پھولوں سے بہتر ہے کیونکہ جو اس میں روحانیت و سرور ہے وہ کسی اور میں کہاں؟

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے اشعار میں بہت جگہ مدینہ کے کانٹوں کی تعریف فرمائی ہے ایک جگہ فرمایا۔

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں ۔ دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

اس محبت کے پیش نظر غزالی زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کے پاؤں میں مدینہ شریف حاضری کے وقت کانٹا چبھ گیا، سخت تکلیف کے باوجود آپ نے نہ نکالا پھر خود ہی نکل گیا اور ازاں بعد جب غسل خانے کے دروازے سے پھانس چبھ گئی تو اس کو نکلوا دیا کسی نے عرض کیا کہ حضرت کانٹا تو نہیں نکالا اور پھانس فوراً نکلوا دی اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کانٹا تو مدینے کا تھا اور پھانس انڈونیشا سے آئی ہوئی لکڑی کی ہے (مدینۃ الرسول)

عاشقان از خوباں خوب تر

(۳) اے دل تجھے اپنی بے تابی کو قابو میں رکھنا چاہیے تھا کیونکہ آپ کی سرکار میں بے صبری بے ادبی ہے۔

عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ نبوت کے آداب کما حقہ جاننے کے باوجود جب اپنے جذبات کو قابو میں نہیں رکھ سکتے اور جب وہ بے تابی کی کیفیت ختم ہوتی ہے تو اپنے جذبات کو مخاطب کر کے اس طرح کے کلمات سے نوازاتے ہیں لیکن عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے بے خود ہو جاتے ہیں پھر جو دوسروں کے لیے ناجائز ہے ان کے لیے اجازت کی حد میں آجاتا ہے۔ بعض اہل محبت کے واقعات ایسے بھی ہیں کہ حاضری کے وقت حالت غیر ہو جاتی بلکہ بعض تو جان کا نذرانہ بھی پیش کر دیتے ہیں (تاریخ الخمیس) لیکن ضروری ہے کہ جو اپنے آپ پر کنٹرول کر سکتا ہو وہ حاضری کے وقت ایسا ہی احترام کرے جیسا کہ آپ کی حیات ظاہری میں کیا جاتا ہے کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی قبر انور میں زندہ اور سلامت ہیں اور سب کچھ دیکھ سن رہے ہیں بلکہ زائرین کے سلاموں کا جواب عطا فرماتے ہیں (خلاصۃ الوفاء)

حدیث شریف میں ہے:

ان اللہ تعالی حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق

اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے قبر میں بھی رزق ملتا رہتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب خلیفہ منصور عباسی نے یہ مسئلہ رکھا کہ دعا قبلہ رخ ہو کر مانگوں یا روضہ اطہر کی طرف منہ کر کے؟ کیونکہ بعض لوگ اس بارے میں کچھ وہم کرتے ہیں۔ تو آپ نے اسے جھڑک کر فرمایا۔

ولم تصرف و جھك عنه وھو و سیلتك و وسیلة ادم الی اللہ الی یوم القیمة بل استقبله و استشفع فیشفعك اللہ قال اللہ تعالی ولو انھم اذظلموا انفسھم۔ (خلاصۃ الوفاء)

اے خلیفہ سن! تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کیسے منہ پھیر سکتا ہے جب کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں اللہ کی طرف تا قیامت، (دعا کرتے ہوئے) روضہ ہی کی طرف منہ کر اور آپ سے شفاعت کی بھیک مانگ جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے۔ ولو انھم اذ ظلموا الخ۔

؎ ان کا درد کہاں تک پہنچا قلب جگر اور جان تک پہنچا
ساری دنیا کعبے پہنچی میں کعبے کی جاں تک پہنچا

(۴) اے آسمان کے چاند! اس قدر تو بے باک نہ ہو جا کہ خاک مدینہ کے سامنے اپنی پلک بھی تمہیں جھپک رہا، نگاہ نیچی رکھ کیونکہ یہ آسمان ہدایت کے آفتاب نبوت کی دھرتی کی خاک ہے۔ اور دیگر مخلوق کی طرح تو بھی اسی محبوب کی امت میں داخل ہے لہٰذا تجھ پر بھی خاک مدینہ کا ادب لازم ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسجد نبوی کے اردگرد کے مکانوں میں دیوار کے اندر کیل ٹھونکنے کی آواز کو بھی برداشت نہ فرماتیں اور منع کر دیتیں کہ اس سے حضور ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے اور آپ کی بے ادبی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے گھر کے دروازے مدینہ سے باہر جا کر بنوائے تا کہ لکڑی کاٹنے، چھیلنے کی آواز سے سرکار کو اذیت نہ پہنچے۔

؎ عاشقان اوز خوباں خوب تر (وفا الوفاء)

بزرگان دین اور ادب مدینہ کا موضوع ہماری کتاب شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) اے پریشان دل! رونا تو تیری قسمت میں لکھا تھا اور نہ خاک مدینہ کی برکت سے تو بڑے بڑے پریشان حالوں کو آرام و چین مل جاتا ہے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اے دل مضطر! کاش تو دل نہ ہوتا بلکہ آنکھ سے ٹپکا ہوا ایک آنسو ہوتا اور مدینہ کی خاک کی نذر ہو جاتا تا کہ تجھے آرام آ جاتا۔

حدیث شریف میں ہے:

غبار المدینة شفاء للجذام (الوفاء)

خاک مدینہ کوڑھ (جیسی لاعلاج بیماری) کے لیے بھی شفاء ہے۔

ایک روایت میں ہے

ان غبار ھاشفاء من کل داء (خلاصۃ الوفاء)

مدینہ کا غبار ہر بیماری کا علاج ہے۔ اہل عشق و محبت فرماتے ہیں کہ مدینہ کی مٹی سے ہمیں ایسی خوشبو آتی ہے جیسی مشک و عنبر میں بھی نہیں (خلاصہ) کیونکہ اس مٹی کو انفاس حبیب خدا کی خوشبو حاصل ہے پھر مشک و عنبر کی کیا جرأت کہ اس خوشبو کا مقابلہ کر سکے۔

؎ دوائے ہر دل رنجور ہے مٹی مدینے کی نہ جانے کس قدر پر نور ہے مٹی مدینے کی
مری مٹی جو اس مٹی میں مل جائے تو بہتر ہے کہ اس مٹی سے تھوڑی دور ہے مٹی مدینے کی
اگر پوچھا گیا طیبہ کو جائے گا کہ جنت میں تو کہہ دوں گا مجھے منظور ہے مٹی مدینے کی
(منور بدایونی)

(۶) پناہ دامنِ دشتِ حرم میں چین آتا نہ صبر دل کو غزال رمیدہ ہونا تھا
(۷) یہ کیسے کھلتا کہ ان کے سوا شفیع نہیں عبث نہ اوروں کے آگے تپیدہ ہونا تھا

(۸) ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہ کامل کو — سلام ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

(۹) لَاَمْلَئَنَّ جَھَنَّمَ تھا وعدہ ازلی — نہ منکروں کا عبث بد عقیدہ ہونا تھا

(۱۰) نسیم کیوں نہ شمیم ان کی طیبہ سے لاتی — کہ صبح گل کو گریباں دریدہ ہونا تھا

مشکل الفاظ کے معانی:

* پناہ۔ ٹھکانہ، سایہ * دشت۔ جنگل * حرم۔ عزت والی جگہ مراد ہے مدینہ شریف * غزال۔ ہرن * رمیدہ۔ بھاگا ہوا * سوا۔ علاوہ * شفیع۔ سفارش وشفاعت کرنے والا * عبث۔ فضول، بے فائدہ * تپیدہ۔ پریشان، تڑپا ہوا * ہلال۔ پہلی رات کا چاند جو کمان کی طرح ہوتا ہے * ماہ کامل۔ چودھویں کا چاند * ابروئے۔ بھویں * خمیدہ۔ ٹیڑھا * لا ملئن جھنم۔ میں جہنم کو ضرور ضرور بھر دوں گا (القرآن) * وعدہ ازلی۔ دنیا کی پیدائش سے پہلے کا کیا ہوا وعدہ * منکر۔ انکاری * نسیم۔ ٹھنڈی اور ہلکی ہلکی ہوا * شمیم۔ خوشبو * صبح گل۔ صبح کا پھول، اصل میں گل صبح تھا اضافت مقلوبی ہے * گریبان دریدہ۔ گریبان پھٹا ہوا مراد ہے کھلا ہوا۔

مفہوم وتشریح:

(۶) مدینہ شریف کے جنگل کی پناہ گاہ میں دل کو سکون ملتا ہے کاش وہ جنگل ہو اور میں ہوں پھر دل کو اس طرح ہرن کی سی بے قراری نہ ہوتی۔ کیونکہ

؎ ساری دولت خدا کی مدینے میں ہے — ساری نعمت خدا کی مدینے میں ہے
تاجداروں کا آقا مدینے میں ہے

حدیث شریف میں ہے:

ان الایمان لیارز الی المدینة کما تازر الحیة الی حجرھا۔

ایمان واسلام مدینہ کی طرف آجائے گا جیسے سانپ اپنی بل کی طرف آتا ہے۔

؎ مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے — غریبوں فقیروں کے ٹھہراتے والے

کوچہ محبوب خدا میں جانے کا شوق تو ہر دور کے ہر عاشق مصطفیٰ کے دل میں رہا ہے جس کا ذکر عربی فارسی اردو اور دیگر زبانوں میں قصائد واشعار میں جابجا ملتا ہے ان میں شیخ عطار سے لے کر رومی وجامی وسعدی وحافظ (علیہم الرحمۃ) جیسے صاحبان دل نے اپنی تمناؤں کا اظہار جس شیریں اور موثر انداز میں فرمایا ہے دل چاہتا ہے زندگی کی تمام وسعتیں سمٹ جائیں اور کائنات کی ساری رعنائیاں راہ حبیب کی تلخیوں پر قربان کر دی جائیں۔ ایسے جذبات اگرچہ ہر شاعر کے کلام میں چھلکتے نظر آتے ہیں مگر اعلیٰ حضرت مدینے کی گلیوں میں جس انداز سے پہنچتے ہیں وہ انداز ہی نرالا ہے وہ زیر آسمان کی اس، ادب گاہ میں جو عرش سے نازک تر ہے اور جہاں جنید و بایزید بھی دم بخود ہو کر آتے ہی قدموں سے نہیں بلکہ سر کے بل چلتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

؎ حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا — ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

کوئے حبیب کے ادب کے پیش نظر وہ قدموں کی بجائے سر وچشم بچھاتے چلے جاتے ہیں۔

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ — او پاؤں رکھنے والے ! یہ جا چشم و سر کی ہے
اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک — حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے

جناب عزت بخاری بارگاہ نبوی کو عرش سے نازک تر بیان کر کے جنید و بایزید کو "نفس گم کردہ" لاتے ہیں مگر آپ کوچہ حبیب میں پھرنے والے کتوں کا بھی پاس کرتے ہوئے اپنی آہ وفغاں کو ضبط کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

خوف ہے سمع خراشی سگِ طیبہ کا — ورنہ کیا یاد نہیں نالہ، فغاں ہم کو

پھر کوچہ حبیب میں پہنچ کر اپنی بے سروسامانی اور تہی دامنی پر افسوس کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا — ان سگانِ کو سے اتنی جاں پیاری واہ واہ !

محبت کے تقاضے بھی عجیب وغریب ہوتے ہیں کوچہ یار کے کتوں کی خاطر داری مطلوب ہے اور اپنی بے سروسامانی حسرت آ رہی ہے اور حسرت کا اظہار یوں ہوتا ہے کہ کاش پارۂ دل ہی تحفے کے طور پر پیش کر سکتے۔

دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے ہیں — اے سگانِ کوچہ دلدار ہم

دیار حبیب کے کتوں کو اپنے دل کا نذرانہ پیش کرنے کے علاوہ امام احمد رضا شہر حبیب کی چڑیوں کو دعوت پیش کرتے ہیں کہ صحرائے مدینہ کی چڑیو آؤ۔ میں تمہاری بلائیں لوں۔ تمہارے لیے اپنے جسم کا پنجرہ بناؤں۔ اس میں تمہارے بیٹھنے کے لیے اپنے دونینوں کی جگہ بناؤں۔ تمہارے کھانے کے لیے اپنے کلیجے کا چوگا بنا کر حاضر کروں۔ اگر پانی مانگو تو آنسوؤں سے اپنی ہتھیلیاں بھر کر پیش کروں۔ اور اگر تمہیں دھوپ کی شدت سے اذیت ہو تو تم پر اپنے بالوں کا سایہ کر دوں۔ آپ کے ہاں خاک طیبہ، خار صحرائے طیبہ، صبح طیبہ، ہوائے طیبہ غرضیکہ سگان کوچہ مدینہ بھی محبوب ومرغوب ہیں۔ وہ ان چیزوں کو جنہیں کوچہ حبیب سے ذرہ بھی نسبت ہے۔ دارا وسکندر کی شہنشاہی اور جام جم کی جہانگیری سے بھی زیادہ اہم سمجھتے ہیں۔ انہیں مدینہ کی گلیوں میں پھرنے والا فقیر بننا ان گلیوں میں گداگری کرنا۔ ان گلیوں میں جھولی پھیلائے پھرنا۔ اور پھر بھیک لینے کے لیے آواز لگانا دنیا کی ساری راحتوں اور عظمتوں سے خوش تر دکھائی دیتا ہے۔ انہیں اس گلی کا گدا ہونا باعث صد افتخار ہے اور کیوں نہ ہو وہ کہتے ہیں۔

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں — مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

آپ کی نگاہ میں مدینہ پاک کی گلیاں نور سے معمور ہیں یہاں ابر رحمت گھر گھر کر برستا ہے۔ یہاں اغنیاء کو بھی پناہ ملتی ہے۔ یہاں نوری فرشتوں کی ٹولیاں آتی جاتی دکھائی دیتی ہیں۔

اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا — اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا

مدینہ پاک کی گلیوں میں نور کی خیرات بٹتی ہے جہاں سے چاند اور سورج اپنا اپنا حصہ لے کر ابھرتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا — صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا — مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا   نور کی سرکار ہے ! کیا اس میں توڑا نور کا
یہ جو مہرد ماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا   بھیک ان کے در کی ہے اور استعارہ نور کا

اس نورانی بارگاہ کا جاہ وجلال کسی بیان میں کب آسکتا ہے۔ وہ الفاظ کہاں سے لائیں جو کوچہ مصطفٰی کی کیفیتوں کو بیان کریں اور وہ بیان کہاں سے ملے جو اس عالی دربار کا نقشہ آنکھوں کے سامنے لا کر رکھے، جاہ وجلال اور انتظام وانصرام ملاحظہ ہو۔

؎ لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر   لاکھوں گردِ مزار پھرتے ہیں
وردیاں بدلتے ہیں ہرکارے   پہرہ دیتے سوار پھرتے ہیں
پھول کیوں دیکھوں میری آنکھوں میں   دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ پاک کی گلیوں میں کتنی والہیت کے ساتھ پکارتے ہیں اور کس انداز سے گدایان کوئے یار کا نقشہ کھینچے ہیں۔

؎ لب وا ہیں، آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں   کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے
منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی   دور قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

اور پھر اسی والہانہ انداز میں اسی عالی وقار گلی کی عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

؎ کیوں تاجدارو ! خواب میں دیکھی کبھی یہ شے   جو آج جھولیوں میں گدایان در کی ہے
جاروب کشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے   وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے
عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو !   مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیرو شر کی ہے

جس بحر سخا کے سامنے اعلیٰ حضرت بریلوی جھولی پھیلائے جاتے ہیں۔ اس کی رفتار کے ساتھ رحمت خداوندی کا پورا کارخانہ چلتا ہے۔

؎ رحمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا   ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

اس رحمت دو عالم کے گداگر، دارا وجم کی سلطنتوں کی کیا پرواہ کرتے ہیں۔

؎ تعالی اللہ استغنا ترے در کے گداؤں کا   کہ ان کو عار فرو شوکت صاحب قرانی ہے

(۷)　کاش کہ بروز قیامت ابتداء ہی میں پتہ چل جاتا کہ ہمارے آقا وسوئی علیہ السلام کے علاوہ کوئی نبی شفاعت کرنے کے لیے تیار نہ ہوگا تو ہر نبی کی بارگاہ میں جاں کر حیران وسرگردان نہ ہونا پڑتا۔

عجیب بات ہے کہ جو لوگ اللہ کے سوا کسی کی مدد کے قائل نہیں ہیں وہ بھی بروز محشر اللہ کی بارگاہ کی بجائے نبیوں کے پاس ہی جائیں گے حالانکہ آج اس دنیا میں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ غیب الغیب ہے مگر اس دن تو خدا کا دربار سامنے لگا ہوگا مگر پھر انبیاء کرام کے پاس بھیج کر شاید اللہ نے ان لوگوں کے اس دنیاوی عقیدے کا بطلان ثابت کرنا تھا۔

؎ کہیں گے اور نبی اذھبوا الی غیری   میرے حبیب کے لب پر انا لھا ہو گا

(۸)　چودھویں رات کا چاند گھٹتا گھٹتا آخر کار ہلال یعنی کمان کی طرح باریک بن جاتا ہے آخر کیوں؟ اس لیے کہ اس نے جھک

کر حضور کی بارگاہ میں سلامی پیش کرنی ہوتی ہے۔ یہ بھی ادب واحترام کی صورت ہے کہ کسی کا نام آئے تو طبیعت میں نرمی اور جھکاؤ پیدا ہو جائے چنانچہ حضور علیہ السلام کا اسم گرامی جب امام مالک علیہ الرحمۃ کے سامنے لیا جاتا تو آپ سر کو جھکا دیتے (نور الایمان فی تعظیم آثار حبیب الرحمٰن از مولانا عبد الحلیم لکھنوی علیہ الرحمۃ)

؎ یا رسول اللہ تیرے در کی فضاؤں کو سلام — گنبد خضریٰ کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام
والہانہ جو طواف روضہ اقدس کریں — مست و بے خود وجد میں آتی ہواؤں کو سلام

(۹) لوگ بد عقیدہ اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ایسے ہی بلاوجہ نہیں بن گئے آخر اللہ تعالیٰ نے دنیا کو بنانے سے پہلے ہی جہنم کو بھرنے کا وعدہ بھی تو فرمایا ہوا ہے بھلا اس کا خلاف کیسے ہو سکتا ہے گستاخ بنیں گے تو کافر ہو کر دوزخ میں جائیں گے اور وعدہ الٰہی پورا ہوگا۔

اس شعر کی تشریح میں سلطان الواعظین مولانا ابو النور محمد بشیر احمد آف کوٹلی لوہاراں لکھتے ہیں۔

اَلْاَشْیَآءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِهَا کے مطابق کسی چیز کا کمال ظاہر ہونے کے لئے اُس کی ضد کا ہونا ضروری ہے۔ قدر صحت کے لیے مرض اور لطف حلاوت کے لئے تلخی کا وجود ضروری ہے۔ کسی پہلوان کی شجاعت اور اس کے کمال فن کا اظہار نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے مقابلہ میں کوئی دوسرا پہلوان اکھاڑے میں نہ اترے۔

یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعون کو رکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں نمرود کو رکھا۔ اور ہمارے حضور ﷺ کے مقابلہ میں ابو جہل کو اور خود اپنے دشمن شیطان کو بھی پیدا فرمادیا۔ غور کر لیجئے کہ اگر فرعون نہ ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا کا پھٹ جانا، ید بیضا اور آپ کے عصا کا سانپ بن جانا کیسے وقوع پذیر ہوتا؟

نمرود نہ ہوتا تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر آتشکدہ نمرود کا باغ و بہار بن جانا وغیرہ معجزات کا ظہور کب ہوتا؟ ابو جہل نہ ہوتا تو حضور ﷺ کے ایک اشارۂ انگشت سے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا۔ سنگریزوں کا کلمہ پڑھنا اور اسی طرح دیگر کئی معجزات کا اظہار کیسے ہوتا؟ یزید نہ ہوتا تو صبر حسین رضی اللہ عنہ کا مظاہرہ کیسے ہوتا؟ اسی معنی میں یہ کہا جاتا ہے کہ کافروں کا وجود بھی مسلمانوں کے لیے ایک نعمت ہے اور وہ یوں کہ کافر سے جہاد کرتے ہوئے مرنے والا شہید اور اُسے مارنے والا غازی ہوتا ہے تو اگر کافر نہ ہوتے تو مسلمانوں میں نہ کوئی شہید ہوتا نہ غازی، کافر ہوئے تو مسلمانوں میں غازی ہوئے اور شہید بھی۔

المختصر! خدا نے کوئی چیز بیکار نہیں فرمائی۔ اسی اصول کے پیش نظر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے مذکورہ بالا شعر میں فرمایا ہے۔

؎ لَاَمْلَـئَـنَّ جَهَنَّمَ تھا وعدۂ ازلی — نہ منکروں کا عبث بدعقیدہ ہونا تھا

یعنی خدا تعالیٰ جو رب العالمین ہے اور ہر ایک کا پیٹ بھرتا ہے۔ اُسے اپنی ایک مخلوق جہنم کا پیٹ بھی بھرنا تھا اسی لیے قرآن میں اس نے یہ وعدہ فرمایا ہے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ یعنی میں ضرور جہنم (کے پیٹ) کو بھروں گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جہنم کا پیٹ کن لوگوں سے بھرا جائے گا؟ مرد مومن تو لقمہ جہنم بن نہیں سکتا۔ پھر جہنم کا لقمہ کون بنے؟ چنانچہ جہنم کا پیٹ بھرنے کے لئے ایسے لوگ پیدا ہو گئے جنہوں نے حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کا انکار شروع کر دیا۔ آپ کی ہدایات و ارشادات سے منہ پھیر لیا۔ اور ایسے لوگوں نے حضور کے فضائل سُن سُن کر جلنا شروع کر دیا۔ اور بتا دیا کہ جہنم میں جلنے کے لیے ہمیں موزوں ہیں کہ ہم جلنا خوب جانتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ جو بدعقیدگی کے حامل ہیں۔ عبث و بیکار نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی اس حکمت پر مبنی پیدا کیے گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ کا اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے ان سب کو جہنم کے لقمے بنا کر جہنم کا پیٹ بھرنا ہے۔ ان کا ہونا ضروری تھا۔ ورنہ جہنم بھوکا رہ جاتا۔ یہ جس قدر منکرین رسالت اور بدعقیدہ افراد ہیں یہ سب لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ کے وعدۂ ازلی کی تکمیل کے لئے بدعقیدہ ہوئے ہیں۔ اور یہ جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رفعت و عظمت سُن سُن کر جل بُھن جاتے ہیں۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ خدا نے انہیں جہنم کے لقمے بنا کر جہنم کا پیٹ بھرنا ہے۔ سچ فرمایا اعلیٰ حضرت نے

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ تھا وعدۂ ازلی — نہ منکروں کا عبث بدعقیدہ ہونا تھا

خلد تو گھر ہے غلام مصطفیٰ کے واسطے — اور جہنم ہے عدو مصطفیٰ کے واسطے

(۱۰) صبح کی ٹھنڈی ہوا مدینہ منورہ سے خوشبو لے کر دنیا میں پھیل جاتی ہے کیونکہ اس وقت پھولوں نے کھل کر اپنا گریبان چاک کیا ہوا ہوتا ہے تاکہ نسیم صبح مدینہ سے خوشبو کی بھیک لے سکیں۔ گویا بادِ صبا کو تعظیم سرکار کی وجہ سے یہ مقام ملا۔ تفسیر روح البیان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک عجیب روایت مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر دبور (غربی ہوا) کو نسیم صبح (بادِ صبا) نے کہا کہ چل حضور علیہ السلام کے لشکر کی مدد کرتے ہیں دبور نے متکبرانہ انداز میں کہا کہ نہیں آزاد ہوائیں رات کو نہیں چلتیں۔ تو گویا اس کے تکبر نے اس کو خدا کا مغضوب بنا دیا کہ اس کے ذریعے عذاب دیا جاتا ہے اور بادِ صبا کے ادب نے اس کو اللہ کا محبوب بنا دیا کہ اس کے ذریعے اللہ کے محبوب کی مدد فرمائی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نصرت بالصبا واهلكت عاد بالدبور۔ (روح البیان)

میری مدد بادِ صبا سے کی گئی اور قوم عاد کو دبور کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔

صاحب تاج صاحب معراج — ہمسر اس کا نہ کل نہ کوئی آج

اس کی سنت علیم کو بس ہے — کیا ثقافت کہاں کے رسم و رواج

(۱۱) ٹپکتا رنگِ جنون عشق شہ میں ہر گل سے — رگِ بہار کو نشتر رسیدہ ہونا تھا

(۱۲) بجا تھا عرش پہ خاکِ مزارِ پاک کو ناز — کہ تجھ سا عرش نشیں آفریدہ ہونا تھا

(۱۳) گزرتے جان سے اک شور یا حبیب کے ساتھ — فغاں کو نالۂ حلق بریدہ ہونا تھا

(۱۴) مرے کریم گنہ زہر ہے مگر آخر — کوئی تو شہد شفاعت چشیدہ ہونا تھا

(۱۵) جو سنگ در پہ جبیں سائیوں سے تھا مٹنا — تو میری جاں شرار جہیدہ ہونا تھا

(۱۶) تری قبا کے نہ کیوں نیچے نیچے دامن ہوں — کہ خاکساروں سے یاں کب کشیدہ ہونا تھا

(۱۷) رضا جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہِ حبیب
تو پیارے قید خودی سے رہیدہ ہونا تھا

مشکل الفاظ کے معانی:

* جنوں — دیوانگی، رنگ جنوں سے دیوانہ پن مراد ہے * شہ مخفف ہے شاہ کا بمعنی بادشاہ * رگ بہار — بہار کی نبض * نشتر — آلہ فصد یعنی رگوں سے فاسد خون نکالنے کے لیے نوکدار اور تیز اوزار * رسیدہ — پہنچا ہوا * بجا — جائز * خاک مزار پاک — حضور علیہ السلام کے روضہ انور کی خاک پاک * ناز — نخرہ * تجھ سا — تیرے جیسا * عرش نشیں — عرش پر بیٹھنے والا * آفریدہ — پیدا کیا ہوا * گزرتے جان سے — مرجاتے، جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کی طرح محاورہ ہے * شور — جوش و جذبہ * یا حبیب — اے پیارے یعنی ندائے یارسول اللہ * فغاں — نالہ و فریاد * حلق — گلا * بریدہ — کٹا ہوا * میرے حبیب — یارسول اللہ * گنہ — گناہ * زہر — جس کو کھانے سے موت واقع ہو جائے * چشیدہ — چکھا ہوا * شفاعت چشیدہ — جس کی شفاعت ہو جائے * سنگ در — دروازے کا پتھر * جبیں سائی — پیشانی رگڑنا * فنا — ختم ہونا * شرار — شعلہ، چنگاری * جہیدہ — اچھل کر گرنے والی * قبا — مشہور لباس جو عربی لمبا سا کرتا پہنتے ہیں * خاکسار — عاجز، گنہگار، غریب * کشیدہ — کھینچا ہوا * جلوہ گاہ — تجلی کی جگہ * قید خودی — نفس کی قید * رہیدہ — آزاد

مفہوم و شرح:

(۱۱) پھولوں سے دیوانگی کا رنگ آقائے دو جہاں کے عشق کی وجہ سے ہی ٹپکتا ہے کیونکہ موسم بہار کی رگ جان میں حب رسول کا نشتر چبھ جاتا ہے جس سے پھول نکلتے ہیں۔

عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شے میں اپنے آقا کے جلوہ ہائے محبت نظر آتے ہیں کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

؎ کیا شان احمد کا چمن میں ظہور ہے — ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

(۱۲) سرکار دو عالم علیہ السلام کے روضہ اقدس کی خاک پاک اگر عرش معلی پر ناز کرے تو اس کے لیے جائز ہے کیونکہ معراج کی رات حضور علیہ السلام کی نعلین پاک کے ساتھ یہی خاک تو لگی ہوئی تھی جس کے عرش معلی نے بوسے لیے تھے۔

؎ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

اس بات پر اہل اسلام کا اجماع ہے کہ جس جگہ حضور علیہ السلام کا جسم انور جلوہ گر ہے وہ جگہ تمام مقامات مقدسہ سے بلکہ عرش معلی سے بھی افضل ہے۔ (مواہب لدنیہ، خلاصۃ الوفاء) لہٰذا یہ کہنا درست ہوا کہ:

؎ حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو — کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

(۱۳) کاش ہم یارسول اللہ، یا حبیب اللہ کے نعروں کی گونج میں اپنی جان سرکار دو عالم علیہ السلام کی نذر کر دیتے اور ہماری یہ صدا ہماری کٹی ہوئی گردن کا آخری نعرہ ہوتی (اور قیامت کے دن اٹھتے ہوئے پہلی آواز بھی یہی ہوتی)

؎ غلام احمد مختار یوں پہچانے جائیں گے — کہ محشر میں بھی ہو گا ان کا نعرہ یا رسول اللہ

؎ یارسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے — جس نے یہ نعرہ لگایا اس کا بیڑا پار ہے

(۱۴) اے میرے پیارے آقا! اگرچہ گناہ زہر ہے لیکن آپ کی ذات پاک تو شفاعت کا تریاق رکھتی ہے، آپ کے مضبوط سہارے کی آس پر ہم زہر پی رہے ہیں آخر آپ نے شفاعت کا تریاق کسی کو تو دینا ہی ہے لہٰذا ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ

اپنی شفاعت کا شہد ہمیں پلا کر گناہوں کے زہر کا اثر ختم فرما دیں۔

اہل عمل کو اپنی عبادت پہ ناز ہے ۔۔۔ کچھ مجھ کو کون دے گا سہارا تیرے بغیر

آپ نے فرمایا:

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی۔

میرے شفاعت بڑے بڑے گنہگاروں کے لیے ہے۔

(۱۵) اے میری (احمد رضا کی) جان جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دہلیز پر پیشانی رگڑ رگڑ کر جان دینا ہی مقصود تھا تو کیوں نہ تو ایک چنگاری ہوتی جو فوراً اچھل کر آپ کی دہلیز پر فدا ہو جاتی اور جلد آپ کے در کی راکھ بن جاتی۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے قدموں پہ قربان ہونے کا کچھ ایسا ہی جذبہ رکھتے تھے۔ تیروں کے سامنے اپنے جسم کو حضور علیہ السلام کے لے ڈھال بنا لیتے ایک ایسے ہی موقع پر حضور ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تیر پکڑا رہے تھے اور ساتھ فرما رہے تھے۔

ارم یا سعد فداک ابی وامی

اے سعد! اپنے نبی کے دشمنوں پہ تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں (سبحان اللہ) حضرت ابوطلحہ انصاری حضور علیہ السلام کے چہرے کی ڈھال بنے ہوئے تھے تیر چلا رہے تھے اور عرض کر رہے تھے حضور! اپنا چہرہ نیچے رکھیے تیر آئے تو آپ کے چہرے کی بجائے میری چھاتی پہ لگے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں۔

فان ابی ووالدتی وعرضی ۔۔۔ لعرض محمد منکم وقاء

(۱۶) حضور! آپ کے دامانِ کرم (کھلا لباس پہننے کی وجہ سے) اسی لے نیچے رہتے تھے تاکہ ہم جیسے عاجز و مسکین کل بروز قیامت آسانی کے ساتھ ان سے وابستہ ہو سکیں جو دامن کرم دنیا میں نیچے رہا وہ قیامت کو بھی اوپر نہ ہو گا تاکہ غلامانِ مصطفیٰ کو آپ کے دامن میں پناہ مل سکے۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف ۔۔۔ تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

(۱۷) اے احمد رضا! اگر تجھے اپنے دل کو محبوب کی تجلی گاہ بنانے کا اتنا ہی شوق ہے تو پہلے (قید خودی سے) اپنی خواہشات نفسانی سے یا اپنے وجود سے رہائی حاصل کر اور ذات محبوب میں فنا ہو جا کیونکہ عشق کی دنیا میں بغیر فنا ہوئے جلوہ نصیب نہیں ہوتا۔ یہاں نہ ہونا ہی ہوتا ہے اس درجے کو صوفیاء کرام نے موتوا قبل ان تموتوا سے تعبیر فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا جذبہ شوق:

مایوس انسانیت کی تمناؤں کو بر لانے کا مقام ہے یہاں حوادث زمانہ کے روندے ہوئے۔ دنیا کے ٹھکرائے ہوئے انسان ہاتھ پھیلائے پہنچتے ہیں۔ مولانا احمد رضا بریلوی ان بددل لوگوں اور مایوس انسانوں کو امید بخشش دلا دلا کر بلند حوصلہ بنا دیتے ہیں اور انہیں آمادہ کرتے ہیں کہ تم جس گلی میں آپہنچے ہو وہاں نہ نہیں ہاں ہی ہاں ہے۔ اس لے ہمت کر کے دامن رحمت تھام لو۔

ے ان کے در پے جیسے ہو مٹ جایئے ناتوانو کچھ تو ہمت کیجئے
ان کے در پہ بیٹھیے بن کر فقیر بے نواؤ فکر ثروت کیجئے
سر سے گرتا ہے ابھی بار گناہ خم ذرا فرق ارادت کیجئے
نعرہ کیجے یا رسول اللہ کا
مفلسو ! سامان دولت کیجئے

گدایان کوچہ حبیب خدا، یا رسول اللہ کے نعروں سے سرشار ہو کر سامان دولت جمع کرتے جاتے ہیں اور خالی جھولیوں والے مراد بھر بھر کر نکلتے ہیں۔ اور ان کے منہ سے اس پاک شہر کے لیے کس بے تابی سے دعائیں نکلتی ہیں

ے مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

بیت اللہ شریف کی عظمت وشہامت سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ یہ کائنات ارضی کا آغاز ہے، یہ انسانیت کا آخری سہارا ہے۔ یہاں گنہگار بخشے جاتے ہیں اور نیک درجہ کمال کو پہنچتے ہیں۔ یہاں رکن شامی شام غربت کی وحشت کو مٹا دیتا ہے۔ آب زم زم پر ہجوم ہے۔ میزاب کی رفعت رحمت خداوندی کی ضامن ہے اعلیٰ حضرت بریلوی کعبۃ اللہ اور مدینہ منورہ کا جس انداز سے موازنہ کرتے ہیں وہ آپ کی محبت کا ترجمان ہے۔

ے حاجیو ! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو
رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت اب مدینہ کو چلو صبح دل آرا دیکھو
دھو چکا ظلمت دل بوسۂ سنگ اسود خاک بوسی مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو
واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

اور پھر جب شہر حبیب سے اسکی دلچسپی ووابستگی پر کسی زاہد نے افضلیت مکہ کی بحث اٹھائی۔ تو امام رضا نے بدیں الفاظ اپنی مجبوری و معذوری بیان فرمائی ہے۔ کہ

ے طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

عرش اعظم کی عظمت سے کسے انکار ہے مگر جس خطہ زمین پر آسمان کی بلندیاں اور عرش اعظم کی عظمتیں سرنگوں ہونا فخر سمجھیں اس خطہ کی خاک ہمارے اعلیٰ حضرت کے لیے سرمہ چشم کیوں نہ ہوا۔

ے ہے بیتاب جس کے لیے عرش اعظم وہ اس رہرو لا مکاں کی گلی ہے
تیرے در کا درباں ہے جبرئیل اعظم ترا مدح خواں ہر نبی ہر ولی ہے

جبریل اعظم اس دروازے کا درباں کیوں نہ ہو؟ اور گدایان رحمت کیوں ناز نہ کریں۔

ے اسی در پر تڑپتے ہیں مچلتے ہیں بلکتے ہیں اٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

یہ سر ہو اور وہ خاک در وہ خاک در ہو اور یہ سُر رضا وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے

خاک مدینہ کی عظمت وتوقیر اعلیٰ حضرت بریلوی کا جزو ایمان ہے۔ وہ اس خاک راہ کو ہر صورت قبلہ ایمان خیال کرتے ہیں جو پائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بار چھوٹی۔ وہ اس سلسلہ میں نہ کسی حضرت ناصح کی نصیحت کو خاطر میں لاتے ہیں اور نہ ہی کسی فتویٰ سے ڈرتے ہیں۔

ے جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم اس خاک پہ قرباں دل شیدا ہے ہمارا
خم ہو گئی پشت فلک اس طعن زمین سے سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

خار مدینہ اعلیٰ حضرت کی آنکھوں کا سرمہ ہے خاک مدینہ ان کے چہرۂ ایمان کا غازہ ہے۔ خاک مدینہ سے گزر کر جب اعلیٰ حضرت بریلوی "خار مدینہ" پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کو دشت طیبہ کے خار دنیا بھر کے گلزار سے ہزار بار خوشتر دکھائی دیتے ہیں۔

ے پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

وہ خار طیبہ کو دل میں یوں رکھنا چاہتے ہیں کہ دیدہ تر کو بھی خبر نہ ہونے پائے۔

ے خار صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں وحشت دل نہ پھرا بے سرو ساماں ہم کو
اے خار طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے یوں دل میں آ کہ دیدہ تر کو خبر نہ ہو

وہ خار مدینہ کی کسک کو دل سے جدا کرنا گوارا نہیں کرتے اور پھر کمال وارفتگی میں اپنا دل، سر، اور آنکھ سب کچھ "خار طیبہ" کے حضور پیش کر دیتے ہیں۔

ے ان کے حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لیے آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں

غرضیکہ مدینہ پاک کا ذرہ ذرہ اعلیٰ حضرت کا قبلہ مراد ہے، انہیں کوئے جاناں کی ہر چیز سے محبت ہے اور ہر شے پر جان فدا کرتے نظر آتے ہیں مدینہ کی گلیوں میں کرم کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں، بخشش کے بادل برس رہے ہیں، رحمت کے چشمے ابل رہے ہیں اور سخاوت کے دریا بہہ رہے ہیں یہاں ہر ایک اپنا دامن مراد بھر رہا ہے یہاں سے نہیں کو "کسی" کی آواز نہیں آئی۔

ے واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا "نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

(ماخوذ)

-----***-----

نعت شریف نمبر (۸)

(۱) شورِ مہ نو سن کر تجھ تک میں دواں آیا
ساقی میں ترے صدقے مے دے رمضان آیا

(۲) اس گل کے سوا ہر پھول با گوش گراں آیا
دیکھے ہی گی اے بلبل جب وقت فغاں آیا

(۳) جب بام تجلی پر وہ نیر جاں آیا
سر تھا جو گرا جھک کر دل تھا جو تپاں آیا

(۴) جنت کو حرم سمجھا آتے تو یہاں آیا
اب تک کے ہر ایک کا منہ کہتا ہوں کہاں آیا

(۵) طیبہ کے سوا سب باغ پامال فنا ہوں گے
دیکھو گے چمن والو جب عہد خزاں آیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* شور — شہرت، دھوم * مہ نو — نیا چاند * دواں — دوڑتا ہوا، ساقی پلانے والا * مے — شراب * گوش — کان * گراں — بھاری، بہرا * فغاں — آہ و زاری * بام — چھت، جیرا * تجلی — روشنی * نیر — روشن کرنے والا * تپاں، تڑپتا ہوا * حرم — مکہ و مدینہ * تک کے، تکنا سے یعنی دیکھ کر * طیبہ — مدینہ * پامال — برباد * چمن — باغ * عہد — زمانہ * خزاں — پت جھڑ کا موسم

مفہوم و شرح:

(۱) (امام اہل سنت علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ رمضان شریف کا پورا مہینہ حضور علیہ السلام کے قدموں میں گزارا اس موقع پر یہ نعت لکھی) اے میرے آقا رمضان شریف کی آمد ہوگئی ہے اور میں دوڑ کر رحمت کے مہینے رحمت للعالمین کی بارگاہ میں آگیا ہوں تا کہ (عیدی کے بہانے یا افطاری کے لیے) شراب محبت کا جام نصیب ہو جائے۔ پنجابی میں کیا خوب کہا گیا ہے۔

وحدت دے جام آ کے پلائے حضور نے
ہوشیار دیکھو مست بنائے حضور نے

اج حیک قدسی چمدے آ آ کے اوہ مقام
جتھے وی نوری پیر سی لائے حضور نے

دسدے نے سارے لا مکاں ول جاناں آپ دا
دسیا کسے نئیں کس طرح آئے حضور نے

قدرت دے رُخ نے ازل تو زینت سی جو بنے
پردے اوہ پہلی وار اٹھائے حضور نے

ما کان ما یکون دے جو جو وی راز سن
منبر تے چڑھ کے سارے سنائے حضور نے

حجر و شجر نوں بولنا دسیا جناب نے
انگلاں دے وچوں چشمے چلائے حضور نے

پُراں توں اُکھڑ دوڑ کے قدماں چہ آ ڈگے — جد وی کدی درخت بلائے حضور نے
بعد از خدا عظیم توں جو وی عظیم نے — یوسف اوہ سارے مرتبے پائے حضور نے

(۲) اے بلبل چمنستان رسالت! ذرا دیکھو تو سہی میدان محشر میں اس پھول (مدینے والی سرکار) کے علاوہ کوئی دوسرا پھول (نبی و رسول شفاعت کے بارے) بات سننے کی طرف نہیں آرہا۔ مشہور و طویل حدیث شفاعۃ کی طرف اشارہ ہے جب حضور علیہ السلام کائنات کی فریاد پر

ـ پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے — آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

یہاں تک کہ اپنے آخری امتی کو بھی دوزخ سے نکال کر جنت میں لے جائیں گے۔

(۳) جب وہ روشن چہرے والے آقا میدان محشر میں برائے دیدار تشریف لائے تو ان کی تجلی دیکھنے کے لیے سارا محشر سراپا ادب و احترام بن گیا ہر دل میں دیدار کی تڑپ پیدا ہوئی اور ہر سر آپ کی محبت میں سرشار ہو کر جھک گیا۔

ہر نظر کانپ اُٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
اوڑھ کر کالا کمبل وہ آجائیں گے تو قیامت کا نقشہ بدل جائے گا

(۴) جنت کی خواہش ایمان کا تقاضا ہے لیکن جنت میں جا کر بھی بارگاہ مصطفیٰ میں جانے کی تمنا عشق رسول کا تقاضا ہے چنانچہ فرمایا جب جنت نصیب ہوگئی تو وہیں پہ دربار رسالت بھی سجا دیکھا تو حیران ہوگیا کہ میں یہاں آگیا ہوں یہ سارے لوگ تو مدینہ کی گلیوں میں دیکھا کرتا تھا۔ گویا مدینہ کی محبت میں جنت بھی ملی اور جنت میں پھر ادھر دیدار رب ہوگا، ادھر صورت محمد کی۔

ـ جب عشق لے کے آیا سرکار کی گلی میں — ہم نے خدا کو پایا سرکار کی گلی میں
شمس و قمر بھی جس کی خیرات مانگتے ہیں — وہ نور ہے سمایا سرکار کی گلی میں
ان کے کرم سے سارے اسباب بن گئے ہیں — مجھ کو نصیب لایا سرکار کی گلی میں
عرش علیٰ پہ خود کو محو سجود پایا — جس وقت سر جھکایا سرکار کی گلی میں
جنت میں آگیا ہے جنت میں رہ رہا ہے — جس نے بھی گھر بنایا سرکار کی گلی میں
اس کیف کے بیان سے اپنی زباں ہے قاصر — جو کیف ہم نے پایا سرکار کی گلی میں
اک حُسن بیکراں ہے اک کیف کا سماں ہے — ہے رحمتوں کا سایا سرکار کی گلی میں
مفہوم پا لیا ہے خلد بریں کا میں نے — جس دن سے ہوں میں آیا سرکار کی گلی میں

ہم کو حفیظ دل کا ہر مدعا ملا ہے
سب کچھ ہی ہم نے پایا سرکار کی گلی میں

(۵) اے چمن والو! عنقریب تم اپنی آنکھوں سے اس حقیقت کا مشاہدہ کر لو تا کہ خزاں کا موسم (فتنوں کا دور یا قیامت کی نشانیوں کا ظہور) جب آئے گا تو باغ طیبہ کے علاوہ ہر چمن برباد ہو جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے۔

اخر قریة من قری الاسلام خرابا المدینة۔(رواہ النسائی)

تمام دنیا مدینہ سے پہلے تباہ ہوگی۔ایک روایت میں ہے کہ بیت المقدس کی آبادی (غالباً یہود کی ظالمانہ حکومت کی طرف اشارہ ہے)مدینہ کی ویرانی کا سبب بنے گی اور مدینہ کی ویرانی جنگیں لائے گی،ان جنگوں کے نتیجے میں قسطنطنیہ فتح ہوگا اور پھر دجال کا خروج ہوگا۔(ترمذی۔ابوداؤد۔خلاصۃ الوفاء)

؎ سدا وسدا رہوے تیرا دوارہ یا رسول اللہ … جتھے ہوندا غریباں دا گزارا یا رسول اللہ

(۶) سر اور وہ سنگ در آنکھ اور وہ بزمِ نور … ظالم کو وطن کا دھیان آیا تو کہاں آیا

(۷) کچھ نعت کے طبقے کا عالم ہی نرالا ہے … سکتہ میں پڑی ہے عقل چکر میں گماں آیا

(۸) جلتی تھی زمیں کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی … لو وہ قد بے سایہ اب سایہ کناں آیا

(۹) طیبہ سے ہم آتے ہیں کہیے تو جناں والو … کیا دیکھ کے جیتا ہے جوواں سے یہاں آیا

(۱۰) لے طوقِ الم سے اب آزاد ہو اے قمری … چٹھی لیے بخشش کی وہ سروِ رواں آیا

(۱۱) نامہ سے رضا کے اب مٹ جاؤ بُرے کامو … دیکھو مرے پلہ پر وہ اچھے میاں آیا

(۱۲) بدکار رضا خوش ہو بد کام بھلے ہوں گے … وہ اچھے میاں پیارا اچھوں کا میاں آیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* سنگِ در۔دروازے کا پتھر یعنی چوکھٹ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم * بزمِ نور۔نورانی محفل حضور کے غلاموں کی جو مدینہ شریف میں بجتی ہے اور اس کا فیض لے کر پوری دنیا میں محافل کا انعقاد ہوتا ہے * دھیان۔خیال * نعت۔حضور علیہ السلام کی تعریف کے اشعار * طبقہ۔شعبہ،درجہ * سکتہ۔حیرانگی کی انتہا پہ خاموشی یا غشی * چکر۔حیرت کا بھنور * گمان۔وہم وخیال * جلتی۔تپتی * کیسی۔کس قدر * سایہ کناں۔رحمت کا سایہ کرنے والا * جناں۔جنت * واں۔وہاں کا مخفف بمعنی اُس جگہ * طوق۔پھندا،گلوبند،گلے کا حلقہ یا پٹہ * الم۔غم * قمری۔فاختہ پرندہ * چٹھی۔رقعہ * سروِ رواں۔چلتا ہوا سرو قد محبوب * نامہ۔نامہ اعمال * پلہ۔ترازو کا پلڑا * اچھے میاں۔اعلیٰ حضرت کے پیر ومرشد * بدکار۔بُرے کاموں والا * بدنام۔برے کام * بھلے۔اچھے * اچھوں کا میاں۔نیکوں کا سردار۔

مفہوم وشرح:

(۶) اے ظالم دل! تجھے کیا ہوگیا ہے کہ کیسے وقت میں تجھے اپنے وطن کا خیال آگیا ہے جب کہ تیرا سر حضور ﷺ کی چوکھٹ پر پڑا ہے اور تو نوری محفل اپنی آنکھوں سے سرکار کی بارگاہ میں بجی ہوئی دیکھ رہا ہے۔

اگرچہ وطن کی محبت کو ایمان کی علامت قرار دیا گیا حب الوطن من الایمان۔لیکن سنگ در جاناں ہو اور عاشق مستانہ؟

تو ایسے وقت قیمتی لمحات کی بھی جان ہیں۔ مولانا حسن رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو　　سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو
گر وقت اجل سر تیری چوکھٹ پہ پڑا ہو　　جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

(۷) حضور علیہ السلام کی نعت کہنا اور نعت لکھنا یہ ایسا بلند مرتبہ و مقام ہے کہ جہاں عقل چکرا کے رہ جاتی ہے۔ یا اتنا مشکل کام ہے کہ عقل و شعور پہ سکتہ طاری ہو جاتا ہے بس یوں سمجھو کہ تلوار کی دھار پہ چلنے کے مترادف ہے یا پھر۔

اک آگ کا دریا ہے اور پار گزرنا ہے

پہلے معنی کی تائید حضرت حسان بن ثابت پر حضور علیہ السلام کی نوازشات (ان کو اپنی چادر عطا فرمانا، ان کے لیے منبر بچھانا اور دعا کرنا اللھم ایدہ بروح القدس) سے ہوتی ہے اور دوسرے معنی کے لیے یہ مصرعہ کافی ہے۔

باخدا دیوانہ باشد با محمد ہوشیار

کیونکہ

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سرکار دو عالم علیہ السلام کی تعریف کا حق کون ادا کرسکتا ہے یہاں تو الفاظ ختم ہو سکتے ہیں اور

زندگیاں ختم ہوئیں قلم داں ٹوٹ گئے　　تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہو

حضرت سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے جس قدر حضور کی تعریف فرمائی ہے کوئی کیا کرے گا مگر بات انہوں نے بھی یہاں پر ہی ختم کی۔

دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر　　ماہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

جس کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے یوں فرمایا کہ:

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری　　حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ نے بات کو اور آسان کر دیا۔

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا　　گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

امام بوصیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں والا عقیدہ نہ رکھو باقی جتنی بھی تعریف کرو آپ اس سے بھی بلند و بالا ہے۔

دع ما ادعتہ النصاری فی نبیھم　　واحکم بما شئت واحتکم
فان فضل رسول اللہ لیس لہ　　حد فیعرب عن ناطق بفم

اعظم میری زبان کہاں اور کہاں وہ ذات　　نام اپنا ان کے ذکر سے چمکا رہا ہوں میں

قیامت کی دھوپ جتنی بھی شدید سہی گرمی کس قدر رہی قیامت خیز سہی لیکن جب وہ رحمت والے آقا اپنی رحمت کا سایہ کر

دیں گے تو قیامت کا نقشہ بدل جائے گا۔

کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین جو ہوئے ان کا کام ہی رحمت کرنا ہے چاہے دنیا ہو یا آخرت۔ اللہ نے گنہگاروں کو اپنے گناہ بخشوانے کا طریقہ ہی یہ بتایا ہے کہ نافرمانی اگر میری کرلو تو اس گناہ کو معاف کروانے کے لیے حاضری درِ حبیب کی بھرلو۔

ولو انهم اذظلموا انفسهم جاء وك فاستغفرالله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما۔ (النساء)

بخشش لئی رب نے دس چھڈیا دربار محمد مدنی دا ۔ کعبے دا کعبہ ہے روضہ سرکار محمد مدنی دا
خود اپنی شفاعت اوہدے لئی واجب ہے کیتی سوہنے نے ۔ جس عمداً روضہ تکیا اے اک وار محمد مدنی دا
عثمان نوں ذوالنورین کہیا خود نور منیر محمد نے ۔ بھر پور خزانہ نور دائے پروار محمد مدنی دا
کعبہ کیہہ عرش اعظم توں اعلیٰ اے روضہ سوہنے دا ۔ جنت دی جنت ہے سارا گھر بار محمد مدنی دا
حق تکیا اس نے جس تکیا احمد مختار محمد نوں ۔ دیدار خدا دے جلوے دا دیدار محمد مدنی دا
چن ٹکڑا سورج مڑ دا تے پتھر وی سلامی دیندے نیں ۔ ہر چیز تے سکہ چلدائے مختار محمد مدنی دا
صدیق، فاروق، غنی کیتے اسد اللہ تے سیف اللہ دی ۔ ودھ اک توں اک انوکھا اے شاہکار محمد مدنی دا
ناں لیے مشکلاں حل ہوون لب لایاں دکھڑے مک جاندے ۔ جاندا نئیں کول حکیماں دے بیمار محمد مدنی دا
سن سن کے قصیدے تے نعتاں کیوں منکو سڑدا بلدائے ۔ بن آپ قصیدہ کہندائے ستار محمد مدنی دا
واللیل تے زلفاں اے یوسف والشمس حسین پیشانی اے ۔ ہے چہرہ اقدس مطلع انوار محمد مدنی دا

(۹) اے جنت والو! ذرا ہمیں دیکھو تو ہم طیبہ نگر سے آئے ہیں بھلا مدینہ کو چھوڑ کر جنت میں آنے والا یہاں کس شے کو دیکھ کر زندہ رہے گا، مدینہ سے بڑی کوئی نعمت ہو تو اس کو دیکھے اور آنکھیں ٹھنڈی کرے۔

کیسا ہے یہ دیوانہ کس کا ہے یہ دیوانہ ۔ جنت میں بھی کہتا ہے جانا ہے مدینے میں

حضرت ربیعہ کو جب حضور علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا! مانگ کیا مانگتا ہے تو انہوں نے بھی صرف جنت نہ مانگی بلکہ عرض کیا!

اسئلك مرا فقتك فى الجنة۔

حضور میں جنت میں آپ کا قرب مانگتا ہوں۔

ایہہ حسرت نیازی دی اک آس چروکی ہے ۔ سرکار دے دیس اندر کدے میرا وی گھر ہووے

گویا حضرت ربیعہ نے عرض کیا حضور! بادشاہ کے محل کے ساتھ نوکروں کے کوارٹر بھی ہوتے ہیں تو جنت میں جہاں آپ کا محل ہو اس کے ساتھ ہی میرا کوارٹر بنوا دیں تاکہ جنت میں بھی رہوں اور آپ کی زیارت سے بھی محروم نہ رہوں۔

صحابہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اسلام لانے کے بعد سب سے زیادہ خوشی اس دن ہوئی جس دن حضور علیہ السلام نے یہ مژدہ جانفزا سنایا کہ **المرء مع من احب** جو کوئی جس سے محبت کرے گا وہ (قیامت کو اس اپنے محبوب) کے ساتھ ہی رہیگا۔ خوشی اس

لیے ہوئی کہ ہم حضور سے محبت کرتے ہیں اور سارے جہاں سے بڑھ کر کرتے ہیں اس لیے یقین ہو گیا کہ قیامت کو بھی ہم حضور کے ساتھ ہی رہیں گے یہاں بھی زیارتیں وہاں بھی زیارتیں۔

(۱۰) اے باغ رسالت کی قمریو! خوش ہو جاؤ دیکھو حشر کے میدان میں شافع محشر تمہاری بخشش کا اللہ کے ہاں سے رقعہ لے کر آ رہے ہیں۔

جواہر البحار میں ہے کہ میزان پر بعض گنہگاروں کو فرشتے گھسیٹ کر جہنم میں لے جانا چاہتے ہوں گے کہ حضور علیہ السلام تشریف لائیں گے اور اپنی جیب سے ایک رقعہ نکالیں گے جس سے گنہگاروں کی نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائیگا اور وہ جنت کو چلے جائیں گے جب پوچھا جائے گا تو آپ فرمائیں گے یہ تمہارا وہ درود تھا جو تم مجھ پر پڑھا کرتے تھے۔ (ص ۷۵۳ ج ۱)

قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب — اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی

(۱۱) اے گناہو! میرے (احمد رضا کے) نامۂ اعمال سے فنا ہو جاؤ دیکھو تو میرے آقائے نعمت حضرت اچھے میاں (علیہ الرحمۃ) میری نیکیوں کا وزن بڑھانے کے لیے (کتنی تیزی سے) آ رہے ہیں۔

حدیث کے مطابق ایک شخص نے دوسرے کو دنیا میں نماز کے لیے وضو کرایا ہو گا تو کل قیامت کو اس کی شفاعت سے بخشا جائے گا۔ ایک نے دوسرے کو پانی پلایا ہو گا تو اس کی شفاعت اس کے حق میں قبول کر لی جائے گی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ پیاسے کتے کو پانی پلانے والی بخش دی جائے گی۔ راستے سے کانٹا یا ڈھیلا اٹھانے والا بخش دیا جائے گا تو ولیوں کی شفاعت کا اللہ تعالیٰ کو کتنا لحاظ ہو گا؟ جب کہ ولیوں کی عظمت کا انکار کرنے والا تعلیمات مصطفیٰ سے بغاوت کرتا ہے جس کو نہ ولی کی شفاعت نصیب ہو گی نہ نبی کی۔

ملے نہ اوس نوں ہرگز شفاعت کملی والے دی — نبی من کے جو کردا اے بغاوت کملی والے دی
کدی گھٹنی نہ گھٹ سک دی اے عظمت کملی والے دی — سدا زندہ تے پائندہ رسالت کملی والے دی
اوہ ہے کذاب جو کردا اے ہن دعویٰ نبوت دا — قیامت تیک جاری اے نبوت کملی والے دی
اساں تیرے تے دیوانے نبی فرضی نوں کیہہ کرنا — ہے ساڈے واسطے کافی رسالت کملی والے دی
ایہہ جنت چار دن دنیا دی کیہڑے کم آؤنی ایں — سدا دوزخ چہ رکھے گی عداوت کملی والے دی
مکمل کملی والے کر دتا قصر نبوت نوں — حدیث پاک چوں ویکھو شہادت کملی والے دی
نبی دے دشمناں دے چاک سینے توں رہویں کردار — ایہہ آکھے یوسفا مینوں محبت کملی والے دی

(۱۲) اے رضا بدکار (تواضعاً، حقیقتاً پرہیزگاروں کے سردار) اب خوش ہو جا دیکھ تو تیرے آقا اچھے میاں جو اچھوں کے میاں (آقا) ہیں تیری بخشش کے لیے تشریف لا رہے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین۔

بہت گہرے دوست بھی قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے مگر نیکیوں کی محبتیں اس دن بھی سلامت

رہیں گی۔

حدیث شریف میں ہے:

لو ان عبدین تحابا فی اللہ واحد فی المشرق واخر فی المغرب لجمع اللہ بینھما یوم القیمۃ و یقول ھذا الذی کنت تحبہ فی۔ (مشکوۃ شریف)

دین میں ایک دوسرے کے ساتھ اللہ کے لیے محبت کرنے والے دنیا میں اگرچہ ایک دوسرے سے مشرق ومغرب کے فاصلے پر رہتے ہوں گے مگر قیامت کے دن اللہ اپنی محبت کی خاطر ان کو جمع کر دے گا اور فرمائے گا اگر تو اس قابل نہ بھی تھا مگر میری محبت نے تجھے اس قابل بنادیا ہے کہ تیرا حشر اس کے ساتھ ہو رہا ہے یعنی کوئی اگر گنہگار ہو کر داتا صاحب سے محبت کرتا تھا تو اس کا حشر قیامت والے دن داتا صاحب کے ساتھ ہوگا اگر کوئی سیہ کار ہو کر غوث پاک سے محبت کرتا تھا تو قیامت والے دن اس کا حشر غوث پاک کے ساتھ ہوگا پھر یہ گنہگار کبھی خود کو دیکھے گا کبھی ان کو دیکھ کر عرض کرے گا اے اللہ! میں تو اس قابل نہ تھا کہ ان کے قدموں میں کھڑا ہوتا میرا کون سا عمل تجھے پسند آ گیا ہے؟ اللہ فرمائے گا تو اس قابل نہ تھا مگر میری وجہ سے جو تو نے اس کے ساتھ دنیا میں محبت کی اس محبت نے تجھے اس قابل بنادیا ہے ناں تبھی تو آج ان کے پہلو میں کھڑا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تو دنیا میں بھی محبت کرتا رہا مگر اپنے محبوب کو دیکھا تک نہیں تھا صرف نام آتا تو جھوم جھوم جاتا غوث پاک کا ذکر چھڑتا تو قربان ہو ہو جاتا اور آج بھی نہ دیکھ سکے جا اپنے محبوب کے ساتھ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عیش کر۔ دیوانہ جھوم کر کہے گا۔

؎ یہ کہاں نصیب میرے کہ میں ان کے ساتھ رہتا کوئی جذبہ محبت میرے کام آ گیا ہے



نعت شریف نمبر (۹)

۱۲۹۶ ہجری میں پہلی بار حاضری سے واپسی پر لکھی گئی۔

(۱) خراب حال کیا دل کو پُر ملال کیا — تمہارے کوچہ سے رخصت کیا نہال کیا
(۲) نہ روئے گل ابھی دیکھا نہ بوئے گل سونگھی — قضا نے لا کے قفس میں شکستہ بال کیا
(۳) وہ دل کہ خوں شدہ ارماں تھے جس میں مَل ڈالا — فغاں کہ گورِ شہیداں کو پائمال کیا
(۴) یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس — ستم گر الٹی چُھری سے ہمیں حلال کیا
(۵) یہ کب کی مجھ سے عداوت تھی تجھ کو اے ظالم — چھڑا کے سنگِ درِ پاک سرد بال کیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* پرملال۔پریشان * کوچہ۔ گلی * نہال۔ کامیاب، سرسبز شاداب، خوش وخرم * روئے۔ چہرہ * بوئے گل ۔پھولوں کی خوشبو * قضا۔تقدیر * قفس۔پنجرا * شکستہ بال۔(وہ پرندہ) جس کے بال وپر توڑ دیئے گئے ہوں * خوں شدہ۔ مرا ہوا، جس کا خون کر دیا گیا ہو * ارمان۔ حسرتیں، خواہشات * مل ڈالا۔ ختم کر دیا * فغاں۔ فریاد * گورِ شہیداں ۔شہیدوں کی قبر * پائمال۔تباہ * پلٹنا۔لوٹنا * اے نفس۔اپنے آپ کو خطاب * ستمگر۔اے ظالم، الٹی چھری سے حلال کرنا۔ تڑپا تڑپا کر ذبح کرنا * عداوت۔دشمنی * سروبال۔عذاب

مفہوم و تشریح:

(۱) اے میرے پیارے آقا! آپ کے گلی کوچے سے جدائی نے تو میرے اوپر غم واندوہ کے ایسے پہاڑ گرادیئے ہیں کہ جن کو اٹھانے کی میرے اندر ہمت وسکت ہی نہیں۔خوشی ومسرت تو آپ کی بارگاہ میں رہنے سے ملتی ہے اور جتنی خوشی آپ کے گلی کوچوں میں دیوانہ وار پھرنے سے ہوتی ہے اتنا ہی بڑا صدمہ ان گلی کوچوں کو چھوڑنے کا ہوتا ہے۔

حضرت پیر جماعت علی شاہ علی پوری علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے: جس نے مدینہ نہیں دیکھا وہ ترستا ہے اور جس نے ایک بار دیکھ لیا وہ پھر مدینہ کی جدائی میں تڑپتا ہے۔عام بندے کی کیفیت بھی یہی ہو جاتی ہے تو اعلیٰ حضرت جیسے عاشق زار اور کشتۂ عشق رسول علیہ السلام کی جو حالت ہوتی ہوگی وہ یا خدا جانتا ہے یا خدا کا رسول جانتا ہے۔

تڑپ رہا ہوں فقط تیری خاکِ در کے لیے — کہ خاکِ در ہے تیری تاج میرے سر کے لیے
حضور مجھ پہ عنایت کی اک نظر کیجئے — دل مریض ہے بے تاب چارہ گر کے لیے

بسا بسا کے میں دل میں حضور کا چہرہ　　طلوع کرتا ہوں خورشید اپنے گھر کے لیے
حضور خواجہ عقیدت کی نذر کیا بھیجوں　　ترس رہا ہوں کئی دن سے اشک تر کے لیے
ابھی تلک مجھے منزل کی کچھ خبر ہی نہیں　　ہوا زمانہ کہ نکلا تھا میں سفر کے لیے
رسول باغ ابراہیم کے عظیم ثمر　　رسول چاند ابوبکر اور عمر کے لیے
وہی تھے دولتِ کونین بانٹنے والے　　تھا پاس ان کے نہ کچھ بھی اپنے گھر کے لیے
جو لوگ کانٹوں پہ چلتے رہے نبی کے ساتھ　　بڑھے تھے لعل کی خاطر نہ وہ گہر کے لیے
چلے جو آپ تو سب کارواں ہی ساتھ چلا　　رکا نہ کوئی بھی مکہ میں سیم و زر کے لیے
حضور یوں رہے اعداء کے درمیاں اقدس　　صبا گراں نہ ہو جس طرح خشک و تر کے لیے

(۲) دل کی تمنا دل ہی میں رہی ابھی نہ تو (جی بھر کے) زیارت کر سکا نہ مدینے کا پھول دیکھا نہ اس کی خوشبو سونگھ سکا تقدیر نے بال و پر کاٹ کے ہندوستان میں پھینک دیا ہائے اب دوبارہ محبوب کی گلیوں میں کیسے جاؤں گا۔

حضور علیہ السلام کے قدموں سے جدائی کا احساس تو بے جان چیزوں کو بھی ہوتا ہے استن حنانہ کا واقعہ اس پر دلیل کے طور پر کافی ہے۔

؎ استن حنانہ از ہجر رسول　　نالہ می زد ہمچوں ارباب عقول

الانسان تکیفه الاشاره۔

؎ جا کے پچھ لے اوس ستون کو لوں　　مار دہندی جدائی حضور دی اے

(۳) جو حسرتیں دل میں دفن تھیں وہ بھی ملیامیٹ ہو گئیں چونکہ وہ بڑی بلند و بالا تھیں (عشق رسول میں ڈوبی ہوئی تھیں اس لیے بلند و بالا تھیں لہٰذا ان کو شہید کہا) گویا شہیدوں کی قبروں کو مٹا دیا گیا ہے جس پر احتجاجاً میں ماتم کناں ہوں۔

؎ رہیں دل کی دل ہی میں حسرتیں　　نہ وہ سن سکے نہ میں سن سکا

(۴) اے دل! یہ تو نے کیا غضب کر دیا اگر تیری رائے یہی تھی کہ محبوب کے روضے پہ جا کر پھر واپس پلٹ آنا ہے تو تو نے (مجھ پر) بہت ظلم کیا اتنا کہ گویا کند چھری سے ایک عاشق کو ذبح کر دیا ہے۔

عشق و محبت کے یہ درس اعلیٰ حضرت کے سوا کون دے گا؟ قافلۂ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حدی خواں نے لوگوں کو عشق رسول علیہ السلام میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے کا سلیقہ سکھا دیا ہے، شکریہ اے امام عاشقاں تیرا لاتعداد بار شکریہ کیونکہ

من لم یشکر الناس لم یشکر الله۔ (حدیث)

معمولی نعمت کوئی دے تو اس کا شکریہ لازم ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تو ہمیں عشق مصطفیٰ کی لازوال نعمت عطا کی ہے۔ عقیدے کی پہچان دی ہے فاسق و عاشق میں فرق بتایا ہے دشمنان رسول علیہ السلام کا ایسا محاسبہ فرمایا ہے کہ آج بھی یہی کر رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے بتایا اہل سنت کون ہے — اہل الفت کون ہے اور اہل نفرت کون ہے؟
ان کی نسبت سے کبھی اہل بریلی بن گئے — ذکر جب آیا کہیں پر اہل سنت کون ہے؟
ایک اک بے دین کو کر کے الگ جتلا دیا — بے ادب گستاخ بزدل بے مروت کون ہے؟
دولتِ بیدار عشق مصطفیٰ کس کا نصیب — کون ہے محروم اس سے بے بضاعت کون ہے؟
خواب غفلت سے جگایا ذہن میں راسخ کیا — منکر شان رسالت اور ولایت کون ہے؟
اعلیٰ حضرت نے پلا کر عشق مصطفوی کے جام — رب کے بندوں کو بتایا یا رب کی نعمت کون ہے؟
کس کی خاطر سے بنا ہے یہ وجود کائنات — کون ہے یٰسین و طٰہٰ اہل رفعت کون ہے؟
اعلیٰ حضرت راہبر ہیں اعلیٰ حضرت راہنما — دیکھنا ہے یہ غلام اعلیٰ حضرت کون ہے؟

(۵) اے ظالم نفس! یہ تو نے مجھ سے کس دشمنی کا بدلا لیا ہے کہ در حبیب چھڑوا دیا اور ہجر و فراق کے صدمے سے دوچار کر دیا، اب مجھے ہر وقت در خیر الوریٰ کی چوکھٹ پہ جبیں سائی کا تصور نڈھال کیے رکھتا ہے۔

(۶) چمن سے پھینک دیا آشیانہء بلبل — اجاڑا خانہء بے کس بڑا کمال کیا
(۷) ترا ستم زدہ آنکھوں نے کیا بگاڑا تھا — یہ کیا سمائی کہ دوران سے وہ جمال کیا
(۸) حضور ان کے خیال وطن مٹاتا تھا — ہم آپ مٹ گئے اچھا فراغ بال کیا
(۹) نہ گھر کا رکھا نہ اس در کا ہائے ناکامی — ہماری بے بسی پر بھی نہ کچھ خیال کیا
(۱۰) جو دل نے مر کے جلایا تھا منتوں کا چراغ — ستم کہ عرض رہ صرصرِ زوال کیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* آشیانہ بلبل۔ بلبل کا گھونسلا * خانہ بے کس۔ فقیر و محتاج کا گھر * بڑا کمال کیا۔ کسی کو کوسنہ اور طعنہ دینے کے موقع پر کہتے ہیں واہ بھی یہ بڑا کمال کیا ہے تو نے تاکہ وہ شرمندہ ہو * ستم زدہ۔ مظلوم * کیا سمائی۔ کیا سوجھی * جمال۔ حسن * خیال وطن۔ وطن کی یاد * فراغ۔ فراغت سے بمعنی فرصت * بال۔ فکر و پریشانی * ہائے۔ کلمہ افسوس * بے بسی۔ مجبوری، بے چارگی * منتوں کا چراغ۔ بطور محاورہ بولا جاتا ہے مراد پانے کے لیے کسی مزار پر چراغ جلانا * ستم۔ ظلم * صرصر۔ تیز گرم لو جو جسموں کو جھلسا دے۔

مفہوم و شرح:

(۶) اے ظالم نفس! تو نے ایک غریب کا گھر برباد کر کے ایک اور غلام کو اس کے آقا کے قدموں سے جدا کر کے کوئی اچھا کام نہیں کیا گویا تو نے باغ سے بلبل کو صرف نکالا ہی نہیں بلکہ اس کا گھونسلا بھی اتار کر باغ سے باہر پھینک دیا ہے۔ حضور ﷺ کا غلام جتنا بھی بادسائل ہو مدینہ سے جدائی کے وقت اس کو سب سے زیادہ فکر یہ ہوتی ہے کہ اب پتہ نہیں دوبارہ حاضری نصیب ہو یا نہ ہو کیونکہ بات صرف وسائل کی نہیں قسمت اور ان کے کرم کی ہے بڑے بڑے وسائل والے ساری عمر ترستے رہتے ہیں وسائل دھرے

کے دھرے رہ جاتے ہیں اور خود قبر میں پہنچ جاتے ہیں۔

؎ اور بظاہر غریب "عشق کے جھٹکے" نمبر لے جاتے ہیں **یعنی** انکو دربار رسالت کی بار بار حاضری نصیب ہو جاتی ہے

(۷) اے ظالم نفس! میری ان مظلوم آنکھوں نے تیرا کیا بگاڑا تھا کہ تو نے ان کو محبوب کے جمال کی لذت سے محروم کر دیا ہے یہ تو وہی بات ہوئی ناں کہ

؎ اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

(۸) ارے ظالم! تو نے ہمیں یہ کیسا فارغ البال کر دیا ہے کیا تو ایسا نہیں کر سکتا تھا کہ مدینے ہی میں ہمارے دل سے وطن کا خیال ختم کر دیتا؟ تو نے تو الٹا وطن کا خیال لا کر ہمیں ستا دیا ہے۔

ہم نے دیکھا ہے جب رمضان شریف جاتا ہے تو کئی اہل محبت کی چاند رات کو چیخیں نکل جاتی ہیں نا سمجھ تو عید کی خوشیاں مناتے ہیں لیکن رمضان کی قدر جاننے والے اس کی جدائی میں روتے ہیں حالانکہ رمضان ہر سال آتا ہے اور ہر ایک کے پاس خود چل کر آتا ہے پھر بھلا مدینے سے امام احمد رضا جیسا عاشق جدا ہو تو کیوں نہ مذکورہ کیفیت ہو۔

(۹) ارے دل! تجھے کیا معلوم کہ تو نے مجھے کسی کام کا نہیں چھوڑا، وہ پاک آستانہ تو تو نے چھڑا دیا لیکن اب اپنے گھر کا بھی نہیں رہا کیونکہ اب حالت یہ ہو گئی ہے کہ

؎ میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

(۱۰) میرے دل (ارمانوں) نے جو خدا خدا کر کے منتوں کا چراغ جلایا تھا اے دل تو نے یہ کیا ظلم کیا کہ راستے کی تکالیف اور واپسی کی مجبوریاں یاد دلا دلا کر وہ چراغ بجھا دیا اور وہاں ہی رہ جانے کی حسرت پوری نہ ہو سکی۔

(۱۱) مدینہ چھوڑ کے ویرانہ ہند کا چھایا — یہ کیسا ہائے حواسوں نے اختلال کیا
(۱۲) تو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب — بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا
(۱۳) ابھی ابھی تو چمن میں تھے چہچہے ناگاہ — یہ درد کیسا اٹھا جس نے جی نڈھال کیا
(۱۴) الٰہی سن لے رضا جیتے جی کہ مولیٰ نے — سگان کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

مشکل الفاظ کے معانی:

★ ویرانہ۔اجاڑ ★ ہند۔ہندوستان، اعلیٰ حضرت کا وطن ★ حواسوں۔جمع حواس کی، ہوش و حواس ★ اختلال۔خلل کا مصدر ہے باب افتعال سے، نقصان ★ سا۔جیسا ★ ستم آرا۔ظالم ★ نہال۔خوش حال ★ چہچہے۔پرندوں کی خوش الحانی ★ ناگاہ۔اچانک، یکا یک (معنوی لحاظ سے ناگاہ کا تعلق مصرعہ ثانیہ کے ساتھ ہے) ★ جی۔دل ★ نڈھال۔تھکا ہوا ★ جیتے جی۔زندگی میں ہی ★ مولیٰ۔آقا ★ سگان۔کتے (مدینے شریف کے) ★ بحال۔تر و تازہ، چہرہ بحال کرنا یعنی عزت رفتہ کو لوٹا دینا۔

مفہوم و تشریح:

(۱۱) ہائے افسوس! میری عقل پہ کیا پردہ پڑ گیا کہ مدینہ جیسے آباد شہر کو چھوڑ کر ہندوستان جیسے ویرانے میں چلا آیا۔مدینے شریف

میں اللہ کی رحمتیں اس کثرت کے ساتھ برستی ہیں کہ اس کے سامنے ہر شہر ویران نظر آتا ہے کیونکہ

ساری رحمت خدا کی مدینے میں ہے ساری دولت خدا کی مدینے میں ہے
بے سہاروں کا آقا مدینے میں ہے تاجدار زمانہ مدینے میں ہے

مدینہ نہ دیکھا تو کچھ بھی نہ دیکھا

(۱۲) اے دل! تو نے یہ عجیب کام کیا ہے کہ مدینے شریف جیسا پیارا شہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر مجھے ہندوستان بھگا لایا ہے آخر مدینے کے مقابلے میں ہندوستان میں رکھا ہی کیا ہے اور اس نے تجھے پہلے کونسی راحت وسکون پہنچایا ہے جو اب پھر تجھے نئی خوشحالی دے گا؟ کیا تو جانتا نہیں ہے کہ

اپنا سب کچھ گنبد خضریٰ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

(۱۳) ابھی ابھی کی تو بات ہے کہ مدینہ کی بلبلیں چہچہارہی تھیں اور میری طبیعت خوشی سے مچل رہی تھی یہ اچانک کیا ہو گیا (واپسی کی خبر سنا کر) اس قدر غم کا پہاڑ ٹوٹ گیا اور طبیعت ایسی نڈھال ہوئی کہ سنبھل ہی نہیں رہی۔

(۱۴) اے میرے اللہ! میری یہ دعا قبول کرلے کہ اسی حاضری میں یہ خوشخبری مجھے مل جائے کہ میرے آقا نے اپنی گلی کے کتوں میں میری عزت بحال کر دی ہے یعنی مجھے دوبارہ حاضری کا اشارہ رحمت فرمادیا ہے "یا سن لے" سے مراد ہے یا اللہ تو گواہ ہو جا کہ تیرے محبوب نے مجھے اس حاضری میں اپنی گلی کے کتوں میں شامل کر کے میرا وقار رفتہ بحال فرمادیا ہے۔

----***----

نعت شریف نمبر (۱۰)

(۱) بندہ ملنے کو قریب حضرت قادر گیا — لمعۂ باطن میں گمنے جلوۂ ظاہر گیا
(۲) تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم — تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجا چر گیا
(۳) بڑھ چلی تیری ضیاء اندھیر عالم سے گھٹا — کھل گیا گیسو ترا رحمت کا بادل گھر گیا
(۴) بندھ گئی تیری ہوا ساوہ میں خاک اڑنے لگی — بڑھ چلی تیری ضیا آتش پہ پانی پھر گیا
(۵) تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا — تیرے صدقہ سے نجی اللہ کا بجرا تر گیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* بندہ- عبد، (بندگی کرنے والا) مراد ہے عبد کامل محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم * حضرت- بارگاہ * قادر- قدرت والا، اللہ تعالیٰ کا وصفی نام * لمعہ- نور، روشنی * باطن- پوشیدہ * گمنے- فنا ہونے * جلوہ ظاہر- کھلا ہوا اجالا * مرضی- خواہش * الٹے قدم پھرنا- اسی راستے واپس ہونا * مہ- چاند * چر گیا- پھٹ گیا * ضیاء- روشنی * اندھیرا- سیاہی * عالم- جہان * گیسو- زلف * گھر گیا- پھیل گیا * ہوا بندھ گئی (محاورہ) رعب وجلال چھا گیا * ساوہ- ایک دریا کا نام ہے قبل از اسلام جس کی پوجا کی جاتی تھی * خاک اڑنے لگی- خشک ہو کر غبار اور ریت اڑنے لگی * آتش پہ پانی پھرنا- آگ کا بجھ جانا، اس کی رونق ختم ہو جانا، محاورہ کے طور پر بربادی کے لیے بولا جاتا ہے * صفی اللہ- حضرت آدم علیہ السلام کا لقب * بیڑا پار ہونا- کامیاب ہونا * نجی اللہ- نوح علیہ السلام کا لقب * بجرا- کشتی * تر گیا- ڈوبنے سے بچ گیا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) بندۂ خاص (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) رب قدیر کی بارگاہ میں (معراج کی رات) برائے ملاقات گیا یعنی نور ظاہر نور باطن میں فنا ہونے کو گیا۔ حضور علیہ السلام نے سر کی آنکھوں سے اللہ کا دیدار کیا۔ اس مسئلہ پر علماء حق نے پوری پوری کتابیں لکھی ہیں جس میں سینکڑوں دلائل جمع فرمائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ۔ (النجم)

پھر وہ (حضور) قریب ہوئے پھر اور قریب ہوئے، صحیح بخاری میں ہے اللہ رب العزت جبار (بھی) قریب ہوا دنی الجبار رب العزة

ے ملے خدا سے تو ایسے ملے کہ مل ہی گئے　　تمہارے قرب کا عالی جناب کیا کہنا

(۲)　آپ کی مرضی کی تعمیل کرتے ہوئے سیدنا علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی نماز عصر کے لیے ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹ آیا اور آپ کی نورانی انگلی کا اشارہ ہوا تو چاند نے اپنا کلیجہ چیر کر آپ کے قدموں میں رکھ دیا۔ ردشمس کے معجزے کا ذکر امام طحاوی نے مشکل الآثار میں، قاضی عیاض نے شفا میں، طبرانی نے معجم میں، قسطلانی نے، ابن عابدین نے شامی (ردالمختار) اور علاوہ ازیں چالیس سے زائد محدثین نے ذکر فرمایا ہے کہ مقام صہباء پہ حضور علیہ السلام نے عصر کی نماز ادا کر لی جب کہ حضرت علی المرتضیٰ نے ابھی ادا نہ کی تھی کہ حضور علیہ السلام حضرت علی المرتضیٰ کی گود میں سر انور رکھ کر آرام فرما ہو گئے کہ سورج غروب ہو گیا آپ نے بیدار ہو کر حضرت علی سے پوچھا کہ نماز ادا کر لی ہے یا نہیں؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا فاردد علیه الشمس۔ اس کی نماز کے لیے سورج لوٹا دے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے دیکھا سورج واپس اپنی جگہ پہ آ گیا۔

ے اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

اور شق قمر کا ذکر قرآن پاک کے علاوہ بخاری شریف اور دیگر بے شمار کتب میں ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا۔

اقتربت الساعة وانشق القمر۔ (سورۃ القمر)

قیامت قریب آ گئی اور چاند شق ہو گیا۔

(۳)　آپ کی نورانیت دنیا پہ ایسی چھائی کہ زمانے سے کفر کا اندھیرا آپ کے نور نے ختم کر دیا اور آپ کی زلف مبارک کے کھلنے پر رحمت کے بادل چھا گئے جن سے

ے رحمت حق کی ہونے لگیں بارشیں　　دین و دنیا کی لٹنے لگیں دولتیں

(۴)　آپ کی آمد کا رعب ایسا طاری ہوا کہ ساوہ دریا جو لوگوں کا معبود بنا پھرتا تھا خشک ہو کر ریت اڑانے لگا اور آتش کدۂ ایران جو صدیوں سے روشن تھا بجھ گیا اور اس کی روشنیاں ختم ہو گئیں جیسے اس پر پانی کا دریا بہا دیا گیا ہے۔ آپ نے دنیا میں تشریف لاتے ہی سجدہ کیا، پھر سر انور اٹھایا اور لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ پڑھا، آپ کے نور سے سارا گھر کیا سارا عالم روشن ہو گیا، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ میں نے مکہ میں بیٹھ کر قیصر و کسریٰ کے محلات کو ایران و روم میں دیکھ لیا، آپ مغسول و مکحول و مختون پیدا ہوئے یعنی غسل کیا ہوا تھا، سرمہ لگا ہوا تھا، ختنہ شدہ تھے، ناف بریدہ تھے اور آپ کی پشت پہ مہر نبوت لگی ہوئی تھی جس پہ کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا (عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ) اللہ نے آپ کی آمد پہ مشرق و مغرب اور کعبہ کی چھت پہ نور کے جھنڈے لگائے، آسمان کے ستارے زمین کے قریب آ گئے اور اعلان ہو گیا بخ بخ قبض محمد علی الدنیا کلها۔ واہ واہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تو ساری دنیا پہ قبضہ کر لیا ہے۔ (زرقانی علی المواہب، خصائص کبریٰ)

(۵)　یا رسول اللہ، آپ کی رحمت کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور ہر قسم کے مصائب سے نجات ملی اور آپ ہی کی رحمت سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان سے سلامت رہی۔

حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو کئی سو سال کے بعد حضور علیہ السلام کے وسیلے سے ان کی دعا رنگ لائی

جب انہوں نے عرض کیا۔

اللھم انی اسئلك بجاہ محمد عبدك و کرامته علیك ان تغفرلی خطیئتی۔

اے اللہ! اپنے بندۂ خاص محمد مصطفیٰ کی عظمت کا صدقہ میری خطا معاف فرما دے۔ (چنانچہ ان کی معافی کا اعلان کر دیا گیا) حضرت نوح علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کا نام اقدس اپنی کشتی پہ لکھا یعنی محمدی بورڈ کشتی پہ لگایا (محمدی سفینہ بنا دیا) جس سے ان کی کشتی غرق ہونے سے محفوظ رہی۔ امام زرقانی فرماتے ہیں۔

عن خواص اسمه صلی اللہ علیه وسلم ان سفینة نوح جرت به۔

حضور علیہ السلام کے اسم پاک کی برکت سے کشتی جاری ہوئی اور ملاء اعلیٰ سے ندا آئی یا نوح الان قد تمت سفینتك اے نوح! اب آپ کی کشتی نام محمد سے مکمل ہوئی ہے۔

اگر نام محمد را نیاور دے شفیع آدم ۔۔۔ نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا (عارف جامی)

(۶) تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا ۔۔۔ تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

(۷) مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا ۔۔۔ کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

(۸) وہ کہ اس در کا ہوا خلق خدا اس کی ہوئی ۔۔۔ وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

(۹) مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہوشیار ہوں ۔۔۔ پاؤں جب طوف حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

(۱۰) رحمۃ للعالمین! آفت میں ہوں کیسی کروں ۔۔۔ میرے مولا میں تو اس دل سے بلا میں گھر گیا

مشکل الفاظ کے معانی :

* آمد۔ آنا، پیدائش * مجرا۔ آداب و تعظیم بجالانا * ہیبت۔ رعب و جلال * تھرتھرا کر۔ لرزہ براندام ہو کر، کانپ کر * مومن ۔ ایمان والا * کافر ۔ انکار کرنے والا (ضروریات دین کا) * پھرا۔ انکاری ہوا * خلق خدا۔ مخلوق خدا * دیوانہ۔ پاگل * ہوشیار۔ عقل مند، چالاک * طوف حرم۔ طواف کعبہ * سر پھر گیا۔ دیوانہ ہو گیا * رحمۃ للعالمین۔ تمام جہانوں کے لیے رحمت * کیسی کروں۔ کیا کروں * بلا۔ مصیبت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) اے میرے نور والے آقا، آپ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو کعبہ معظمہ (کہ لوگوں کے سر جس کی طرف جھکتے ہیں) اس نے آپ (کے گھر) کی طرف جھک کر آپ کو سلامی دی اور وہ سینکڑوں بت جو کافروں نے کعبے میں سجا رکھے تھے ان پر آپ کی ہیبت ایسی طاری ہوئی کہ کانپ کر زمین پہ اوندھے منہ گر گئے۔

حضور علیہ السلام کے دادا جان حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ کی ولادت کے وقت میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔

فتمایلت الکعبة و خرت ساجدة نحو المقام۔

پس کعبہ معظمہ جھک گیا جیسے سجدہ کر رہا ہو۔ (نزہۃ المجالس ص ۱۰۰)
سیرت حلبیہ کی ایک روایت میں یوں ہے۔

لیلۃ ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم تزلزلت الکعبۃ ولم تسکن ثلاثۃ ایام ولیا لیھن۔

ولادت باسعادت کی رات کعبہ وجد میں آ کر حرکت کرنے لگا اور تین دن تین راتیں ایسا ہی کرتا رہا۔
جب کہ دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں کہ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں۔

کنت فی الکعبۃ فرایت الاصنام سقطت من اما کنھا وخرت ساجدۃ۔ ص ۱۱۴ ج ۱

ترجمہ اوپر گزر چکا یہاں اس نعت کے تقریباً ہر مصرعہ میں ایک ایک معجزہ یا ایک ایک شان بیان فرمائی گئی ہے۔

(۷) جو ہمارے آقا علیہ السلام پر ایمان لایا اور ان کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈال لیا وہ صرف آپ کا ہی نہ ہوا بلکہ اللہ بھی اس کا ہو گیا۔ **فاتبعونی یحببکم اللہ**۔ اور جو آپ کی شان کا انکاری ہو کر کافر ہو گیا وہ صرف آپ سے ہی نہیں بلکہ اللہ کا بھی دشمن ہو گیا۔

ان الذین یحادون اللہ ورسولہ (الحشر)

کیونکہ فقط

؎ خدا کا ماننے والا مسلمان ہو نہیں سکتا بجز حب محمد کامل ایماں ہو نہیں سکتا

(۸) جو حضور علیہ السلام کا تابعدار ہو گیا ساری خدائی اس کی تابعدار ہو گئی اور جو آپ کے در سے دور رہ گیا وہ خدا سے دور ہو گیا۔ حضور علیہ السلام کے غلاموں کے تو دریا بھی تابع ہو گئے جیسے فاروق اعظم کے حکم سے نیل دریا جاری ہو گیا اور جنگل کے درندے بھی ان کا حکم ماننے لگے جیسا کہ ایک جہادی سفر میں صحابہ نے درندوں کو جنگل خالی کر دینے کا حکم دیا تو سارے جانور اس جنگل سے بھاگ گئے۔

(۹) اے میرے حاسدو! مجھے تم پاگل کہتے ہو میں تو اتنا عقل مند ہوں کہ جب طواف کعبہ کرتے کرتے یا کوچہ یار میں پھرتے پھرتے پاؤں تھک جاتے ہیں تو سر کے بل چلنا شروع کر دیتا ہوں۔

؎ سدا گردش میں رہتا ہے یہ دیوانہ محمد کا (صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک جگہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

؎ حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

(۱۰) اے میرے رحمت والے آقا! میں اپنے دل کے ہاتھوں مصیبت میں پڑا ہوا ہوں (آپ نے ہی تو فرمایا ہے۔

اعدی عدوك نفسك التی بین جنبیك۔

سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے پہلوؤں میں ہے، اب آپ ہی اس کا علاج فرمائیں۔ تا کہ اس کی دشمنی سے جان چھوٹ جائے۔

(۱۱) میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا

(۱۲) کیوں جناب بوہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

(۱۳) واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے — یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
(۱۴) عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا — فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا
(۱۵) اللہ اللہ یہ علو خاص عبدیت رضا — بندہ ملنے کو قریب حضرت قادر ہوگیا
(۱۶) ٹھوکریں کھاتے پھروگے ان کے در پر پڑ رہو — قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* صدقے۔قربان * کنکریاں۔سنگریزے، چھوٹے چھوٹے پتھر * دفعتاً۔اچانک * منہ پھیر گیا۔شکست کھا گئے * بوہریرہ۔مشہور صحابی رسول کی کنیت آپ کا نام ایک قول کے مطابق عبدالرحمٰن ہے * جام شیر۔دودھ کا پیالہ (جو حضور نے عطا فرمایا) * منہ پھر گیا۔پیٹ بھر گئے * سنی۔اہل سنت یا رسول اللہ کا وظیفہ کرنے والا، سنت پر عمل کرنے والا صحیح العقیدہ * شاہد۔گواہ * فاجر۔بدکار، عاصی * دھومیں مچیں۔ڈنکے بجیں * صالح۔نیک * ماتم اٹھے۔کہرام مچے، شور اٹھے * طیب و طاہر۔پاک و صاف * اللہ۔حیرانگی انتہاء کو پہنچ جائے تو اللہ اللہ کہا جاتا ہے * علو خاص۔خصوصی مرتبہ * عبدیت۔بندہ ہونا * ٹھوکریں کھانا۔دھکے کھانا، مارے مارے پھرنا * پڑ رہو۔گرے رہو * قافلہ۔کارواں * اول گیا آخر گیا۔اب گیا کہ تب گیا، بہرحال جانا ہی جانا ہے کیا پہلے اور کیا بعد میں، کچھ پہلے چلے گئے کچھ بعد میں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) اے میرے آقا! میں آپ کے نورانی گورے گورے ید اللہ والے ہاتھوں پہ قربان جاؤں کہ آخر وہ کنکریاں کس شان کی تھیں جن کو آپ نے اپنے ہاتھوں میں لے کر پھینکا تو کافروں کا سارا لشکر شکست کھا کے بھاگ گیا۔معراج کی رات اور غزوہ بدر کے موقع پر آپ نے یہ عمل فرمایا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (الانفال)

آپ نے نہیں پھینکا جب آپ نے پھینکا لیکن وہ تو اللہ نے پھینکا (سبحان اللہ) اے میرے (غلام حسن کے) پیارے اعلیٰ حضرت عام ہی کنکریاں تھیں لیکن ید اللہ والے ہاتھوں میں آئیں تو وجہ اللہ کے چہرے والے کی برکت سے خاص ہوگئیں اصل کمال تو ہاتھ والے آپ کے اور ہمارے پیارے آقا کا ہے۔

ان کے جو غلام ہو گئے — وہ خلق کے امام ہو گئے
آپ کا دیا جو واسطہ — میرے سارے کام ہوگئے
مقتدی ہیں سارے انبیاء — مصطفیٰ امام ہو گئے

(۱۲) اے حضرت ابو ہریرہ! ذرا ہمیں بھی تو بتاؤ وہ دودھ کا پیالہ (جو آپ کے سرکار نے عطا کیا کہ صحابہ کرام کو پلاؤ جب کہ آپ کو بھی شدید بھوک نے ستایا ہوا تھا اور آپ سوچ رہے تھے کہ اس دودھ سے میرے پاس کیا بچ کے آئے گا مگر ستر صحابہ کا پیٹ اس ایک پیالے نے بھر دیا پھر آپ نے بار بار پیا اور آپ خود ہی فرماتے ہیں اگر ایک بار اور پی لیتا تو میرے روئیں روئیں سے دودھ

جاری ہو جاتا ذرا بتایئے تو اے پیارے ابو ہریرہ! وہ پیالا کیسا تھا جس سے ستر صحابہ کرام بمع آپ کے سیراب ہو گئے۔

(۱۳) اے میرے اللہ! اپنے محبوب پیارے کا صدقہ تیرے حبیب کا غلام جو بھی فوت ہو تیری مخلوق (انتم شھداء اللہ تعالیٰ فی الارض) تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو اس کی طرف اشارہ کر کے یہ نہ کہے کہ اچھا ہوا فاسق و فاجر مر گیا۔

(۱۴) بلکہ ایسا ہوا کہ اس کی وفات پر عرش پر فرشتے دھوم مچا دیں اور خوش ہو کر اس کی روح کا استقبال کریں کہ نیک روح ہمارے پاس آ گئی ہے اور اُدھر زمین والے غم سے نڈھال ہو جائیں کہ کتنا پاکیزہ انسان ہم سے جدا ہو گیا۔ (شعر نمبر ۱۳ اور ۱۴۔ باہم متعلق ہیں)

ابن عساکر میں ہے کہ مومن صالح کے مرنے پر اہل قبور اپنے آپ کو آراستہ کرتے ہیں (جیسے خاص مہمان کے آنے پر ہم اپنے آپ کو اور اپنے گھروں کو آراستہ کرتے ہیں) اور ہر ایک تمنا کرتا ہے کہ میرے ساتھ دفن ہو۔ ابن عباس فرماتے ہیں مومن صالح کے مرنے پر جس زمین پر وہ چلتا تھا چالیس دن تک روتی رہتی ہے (حاکم) جس زمین پر سجدہ کرتا تھا وہ قیامت کے دن اس کے ایمان کی گواہی دیگی (ابو نعیم) اعلیٰ حضرت کی اس دعا کی قبولیت کا واضح ثبوت علماء اہل سنت بالخصوص شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی، محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد، شیر اہل سنت مولانا محمد عنایت اللہ سانگلہ ہل، مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھری علیہم الرحمہ کے جنازے اور وصال کے بعد ان کی نورانی صورتوں کا دیدار عام ہے اور دوسری طرف دشمنان اعلیٰ حضرت کا حال یہ ہے کہ ان کے بڑے بڑے شیخ القرآن دشمنِ اعلیٰ حضرت میں مر جائیں تو حال یہ ہوتا ہے کہ۔

؎ لوگ جب نزدیک آئے غیب سے آئی ندا یہ ہے میت بے ادب کی اس کا مت منہ دیکھئے

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۱۵) واہ، واہ، سبحان اللہ! یہ بلند مرتبہ و مقام ہمارے آقا ہی کا حصہ ہے کہ بندہ ہو کر خدا کو ملنے جا رہے ہیں (ہم ساری عمر پوری دنیا کے چکر کاٹتے رہیں ایک سجدہ نہ معاف کروا سکیں حضور کے ایک ایک چکر پر پوری پانچ پانچ نمازیں معاف ہو جائیں اور پھر ان پھیروں کی اتنی قدر کی گئی کہ فرمایا آپ کی امت پانچ پڑھے گی تو پچاس کا ثواب دوں گا کیونکہ۔

لا تبدیل لکلمت اللہ۔ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا۔

ہمارے ایک شاہ صاحب تقریر میں مزاح کے طور پر فرماتے تھے کہ ایک بندہ مجھے کہنے لگا شاہ جی ایک پھیرا اور لگ جاتا تو کیا ہوتا؟ فرماتے ہیں میں نے کہا! پھر بندے اور اللہ کا تعلق ہی ختم ہو جاتا اور کیا ہوتا۔ اور اگر پچاس ہی رہتیں تو کیا ہوتا؟ شاہ صاحب نے فرمایا! اب پانچ ہیں تو مسجد میں بندہ نظر نہیں آتا" پنجاہ ہوندیاں تے لبھناں امام وی کوئی نہیں سی؟ یعنی پچاس ہوتیں تو امام بھی نظر نہ آتا۔ ہم اپنے گھر میں بار بار آئیں جائیں تو گوارا نہیں ہوتا اور حضور اللہ کی بارگاہ میں بار بار آئیں جائیں تو ہر آنے جانے پہ پانچ نمازیں معاف ہو جائیں۔ اور ساتھ کہا جائے

؎ یہ اپنا گھر اپنے گھر سے شرمایا نہیں کرتے

قبر والوں کا مدد کرنا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام (قبر والے) کی مدد سے نمازیں پچاس کی پانچ ہوئیں جو قبروں کی مدد کے منکر ہیں وہ پچاس پڑھا

کریں، مسجد میں ہی رہیں نہ گھر جائیں نہ کوئی گستاخ پیدا ہوا۔

واہ واہ سبحان اللہ! کیا شان ہے کہ ہم ایک بجلی کو ہاتھ لگائیں تو روست ہو جائیں اور میرے آقا کی سواری براق کئی بجلیوں کا مجموعہ حضور نے کئی بجلیوں کو جمع کر کے اس کو لگا چڑھا دی اور اس پر سوار ہو کر اپنے رب کی زیارت بھی کر آئے۔

ابن یعقوب کو اللہ نے صورت بخشی — ابن مریم کو مسیحائی کی نعمت بخشی
حضرت موسیٰ کو ید بیضا کی دولت بخشی — ہر نبی کو کوئی نعمت کوئی عزت بخشی
میرے آقا کو بے پردہ زیارت بخشی

(۱۶) اے احمد رضا، گدائے در مصطفیٰ، اپنے اس کریم، بندہ پرور، غریب نواز آقا کا در چھوڑ کر کہاں جاتے ہو، قافلے کا کیا ہے اس کو جانے دو اور تم اس در پر پڑے رہو کیونکہ

در نبی پر پڑے رہو گے — پڑے ہی رہنے سے کام ہو گا
کبھی تو قسمت کھلے گی تیری — کبھی تو تیرا سلام ہوگا

اس میں حضور پاک کے دربار سے بدکنے والوں کو بھی درد دل کے ساتھ خیر خواہی کے جذبے سے دعوت دی گئی ہے کہ موت سر پر کھڑی ہے آج نہیں تو کل مر جاؤ گے مرنے کے بعد ذلت و رسوائی کو مقدر نہ بناؤ در رسول پر آ جاؤ تمہاری قسمت بدل جائے گی ورنہ ٹھوکریں کھاتے پھرو گے۔

عطائے خالق ارض و سما ہے — کہ لب پہ آج نعت مصطفیٰ ہے
بلایا عرش پر جن کو خدا نے — انہی کی ذات محبوب خدا ہے
جہاں جبریل بھی ہے اک سوالی — یقیناً وہ در خیر الوریٰ ہے
ہے لازم ہم پہ طاعت اس نبی کی — کہ ھب لی امتی جس کی دعا ہے
بنائے واسطے جن کے جہاں کل — انہی کی شان میں بدر الدجیٰ ہے
نہ ہو گا وہ کبھی ناشاد اے نور — کہ جس کا ورد ہی صلِّ علیٰ ہے

----***----

نعت شریف نمبر (۱۱)

(۱) نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا — ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا
(۲) لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا — میرے مولیٰ میرے آقا ترے قربان گیا
(۳) آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی — ہائے وہ دل جو ترے در سے پر ارمان گیا
(۴) دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا — سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا
(۵) انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام — للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

مشکل الفاظ کے معانی:

★ نعمتیں ـ عطائیں، بخششیں ★ بانٹنا ـ تقسیم کرنا ★ ذی شان ـ عزت وشان والا ★ منشی رحمت ـ رحمت کا پیدا کرنے والا (اللہ تعالیٰ) ★ قلم دان ـ قلم دوات کا ڈبہ ★ لے خبر ـ کرمدد ★ غیر ـ بیگانے ★ تیرے قربان ـ تیرے صدقے ★ آہ ـ ہائے، کلمہ، تأسف ★ ناکام تمنا ـ جس کی تمنا پوری نہ ہو سکے ★ پر ارمان ـ تمناؤں اور ارمانوں سے بھرا ہوا ★ معمور ـ آباد ★ قربان ـ نثار، نچھاور۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) ہمارے عظمت وشان والے آقا جس طرف بھی چل پڑے رحمت کا لکھنے والا فرشتہ بھی اپنا قلم دان لے کر آپ کے ساتھ ہی ہولیا، کہ کیا معلوم اچانک کس کے لیے کتنی رحمت لکھنے کا آڈر فرما دیں۔

مذہبی بددیانتی ایک واقعہ:

زمانہ طالب علمی میں میں مدرسہ سے پڑھ کر مسجد کی طرف آرہا تھا کہ ہمارے محلے میں اردو بازار قریب ہونے کی وجہ سے بک بائنڈنگ یعنی جلدی سازی اور کتابوں کا پیوں کا کام بڑے وسیع پیمانے پر ہے وہاں ایک کتاب کی بائنڈنگ ہو رہی تھی جس کا نام تھا ''رضا خانی مذہب'' غالباً مولانا غلام مہر علی صاحب علیہ الرحمۃ کی دیوبندی مذہب کے جواب میں لکھی گئی تھی مصنف کا نام مولانا سعید احمد قادری لکھا ہوا تھا اور مشاہیر علماء دیوبند کی تقاریظ سے پرتھی اس پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اس شعر کے متعلق بھی ایک سرخی لگائی گئی اور لکھا گیا احمد رضا نے اللہ کو حضور کا منشی کہہ دیا۔ کیونکہ رحمت تو حضور علیہ السلام ہی ہیں اور منشی اللہ ہی ہو سکتا ہے اگلے دن اساتذہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم مان لیتے ہیں کہ منشی رحمت اللہ ہے مگر منشی سے مراد آڑھتوں والا منشی نہیں ہے بلکہ۔

انشأ ینشئ انشاء ـ هوالذی انشاء لکم السمع والابصار والافئدہ۔

کا معنی پیدا کرنے والا ہے اور وہ یقیناً اللہ ہی ہے۔

اسی کتاب میں اعلیٰ حضرت کا شعر۔ تجھ کتے ہزار پھرتے ہیں۔ پر بھی بڑی گستاخانہ سرخی جمائی گئی جس کو لکھنا میرے بس کی بات نہیں اور وہ کتاب پانچ جلدوں میں چھپی لیکن بمصداق

؎ حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے — خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

حقائق سے خالی بلکہ حقائق کا منہ چڑھایا گیا تھا اور تعصب کی عینک لگا کر ایک عاشق رسول کے بارے میں بدگمانیاں پیدا کی گئیں۔ اہل سنت کو مبارک ہو اور اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا عبدالعزیز نوری آف حویلی لکھا کو کہ آپ نے کئی دنوں کی بحث کے بعد مصنف کتاب کو سنی بنالیا اور ماہنامہ رضائے مصطفیٰ میں اس کا توبہ نامہ بھی چھپا اور اس نے اپنی کتاب کے منسوخ وغلط ہونے کا اعتراف بھی کیا بلکہ جامعہ نظامیہ لاہور میں ایک خطاب بھی کر کے گیا جو میں نے کیسٹ پہ خود سنا الحمد اللہ اب تک سنی ہے اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ آمین

حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے تقسیم فرمانے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

انما انا قاسم و الله يعطى۔ (بخاری شریف)

دیتا اللہ ہی ہے لیکن تقسیم میں ہی فرماتا ہوں۔ یہاں کسی خاص نعمت کا ذکر نہیں اور مفعول کا تذکرہ نہ ہونا عموم پر دال ہوتا ہے جیسا کہ علم معانی کا مشہور قاعدہ ہے اور اس حدیث کے ضمن میں شیخ محقق سے لے کر آج تک اہل علم لکھتے آئے اس لیے ہمارے آقا نے کئی صحابہ کو جنت عنایت کردی، کئی خوش نصیبوں کو جنت کی ضمانت دی، حضرت قتادہ کو آنکھ عنایت کردی اس بارگاہ سے کوئی ایمان لے کر جارہا ہے کوئی ہدایت۔

(۲) اے میرے دستگیر آقا! میری مدد جلد فرمائیے کیونکہ ان النفس لامارة بالسوء۔ میرا بھی نفس بد کہیں مجھے غلط راستے پر نہ ڈال دے اور آپ کے دین کے دشمنوں کا ہمنوا بن کر کہیں اپنا ایمان برباد نہ کر بیٹھوں۔ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں استغاثہ اہل ایمان، اہل علم اور اہل محبت کا بابرکت معمول رہا ہے، ابن تیمیہ نے سب سے پہلے اس مسئلہ پر امت سے اختلاف کیا آج اس کی پیروی میں وہ جماعتیں جن کے پیشوا خود استغاثہ کرتے آئے ہیں انکار کر رہی ہیں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی پوری نعت یا رسول اللہ کے عنوان سے ہے۔ جس کا ایک شعر یہ ہے۔

؎ جہاز امت کا رب نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں — بس اب چاہو ڈبو دو یا تراؤ یا رسول اللہ

امام بوصیری جن کا قصیدہ بردہ ہر فرقہ اپنی کتابوں کی زینت بناتا ہے دیکھئے تبلیغی نصاب نشر الطیب وغیرہ وہ فرماتے ہیں

؎ يا اكرم الخلق مالى من الوذبه — سواك عند حلول الحادث العمم

اے ساری مخلوق میں سب سے زیادہ عزت والے آقا! مصیبتوں کے جمگھٹ میں گھر کر مدد کے لئے آپ کو نہ پکاروں تو اور کس کو پکاروں؟

؎ بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے — بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

؎ فریاد امتی جو کرے حال زار میں — ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے قصیدہ نعمان سے لے کر شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہم الرحمۃ تک دور کے تمام بزرگان دین کا عقیدہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں استغاثہ کے جواز کا رہا ہے مخالفین دس مسلمہ بزرگوں کے نام نہیں بتا سکتے جو انکار کی طرف گئے ہوں۔

ے یا رسول اللہ انظر حالنا یا حبیب اللہ اسمع قالنا
اننی فی بحر ھم مغرق خذبیدی سھل لنا اشکالنا

(۳) ہائے افسوس میری آنکھ آپ کے دیدار کی تمنا سے پوری طرح لطف اندوز بھی نہ ہو سکی اور میرے دل کے ارمان بھی ابھی پورے نہ ہوئے کہ واپسی بھی ہو گئی۔

(۴) عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں دل وہی ہے جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دہلیز پر لٹکا رہے اور اس میں ہمیشہ محبوب کی یاد بسی رہے اور سر وہی ہے جو آقا کے قدموں پہ قربان ہونے کے جذبات اپنے اندر رکھتا ہو۔ ورنہ قرآن میں آنکھیں، کان، زبان ہونے کے باوجود فرمایا گیا۔

صم بکم عمی فھم لا یرجعون۔

بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں نہیں لوٹیں گے (نہیں مانیں گے)

صم بکم عمی فھم لا یعقلون۔

نہیں سمجھیں گے۔ اموات غیر احیاء بلکہ زندہ ہو کر بھی مردہ ہیں۔ اور قربان ہونے والوں کے بارے فرمایا خبردار ان کو مردہ کہنا بھی نہیں اور مردہ سمجھنا نہیں۔

اس بارگاہ کا ادب تو جانور بھی کرتے ہیں بکریاں اور اونٹ سجدہ کرتے ہیں۔ (بیہقی۔ خصائص۔ احمد)

اس دربار کے غلاموں کی جنگل کے بادشاہ غلامی کرتے ہیں۔ (مشکوۃ)۔

ے سفینے کہیا شیر دے تائیں بے شک میتوں کھائیں میں غلام رسول اللہ دا سوچ سمجھ ہتھ پائیں

یا ابا الحارث انا مولیٰ رسول اللہ

ے شیر نے کہیا سفینے تائیں سن راہی راہ جاندے جیہڑے غلام رسول اللہ دے اسیں غلام انہاندے

پرندے استغاثہ کرتے ہیں۔ چڑیا نے فریاد کی تو حضور نے اس کے بچے واپس دلوائے۔ (خصائص ج۲ص ۶۳)

کبوتر آپ پہ پروں کا سایہ کر کے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ (شفاء)

پاگل مست اونٹ آپ کے بارگاہ میں آ کر رام ہو جاتا ہے۔ (خصائص)

ہرنی یاد کرتی ہے تو آپ ہرنی کو جال سے اور یہودی کو جہنم سے آزاد فرما دیتے ہیں۔

ے پھر بشارت اس کو اور اس کو ملی سرکار سے جال سے ہے تو آزاد اور تو عذاب نار سے

گدھے آپ کا حکم مانتے ہیں۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۶۴) گوہ آپ کا کلمہ پڑھتی ہے۔ یہ گوہ کھانے والے پتہ نہیں کیوں نہیں مانتے۔ بھیڑیا التجا کرتا ہے اور آپ اس کی حاجت پوری فرماتے ہیں۔ شجر و حجر آپ کا حکم مانتے ہیں۔ درخت اطاعت

کرتے ہیں۔ پتھر سلام کرتے ہیں کھجوریں غلامی کرتی ہیں، کس کس واقعہ کی تفصیل ذکر کی جائے یہاں تو حال یہ ہے۔

؎ اک بیدم ہی نہیں تیار مرنے کے لیے — جو تیرے کوچے میں ہے وہی کفن بر دوش ہے

(۵) ہم تو صرف حضور ﷺ کو جانتے ہیں حضور کو مانتے ہیں ہمیں غیروں سے کیا کام الحمد اللہ اس عقیدے پر قائم رہ کر دنیا سے مسلمان ہو کر جا رہا ہوں۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو زمین میں ہل چلا کر رہے تھے کہ ہندوؤں کی بارات وہاں سے احمد پور سیال (قریبی گاؤں) کی طرف جاتی ہوئی راستہ بھول گئی آپ سے پوچھا ہم نے احمد پور جانا ہے فرمایا بتادوں یا پہنچادوں وہ حیران ہوئے کہ بابا کیسی باتیں کرتا ہے کہا! اچھا بابا جی پہنچادو فرمایا آنکھیں بند کرو اب کھولو تو دیکھا مدینہ پاک روضہ انور کے سامنے بارات کھڑی ہے انہوں نے کہا! بابا جی یہ تو احمد پور نہیں فرمایا میں تو اس احمد پور کو جانتا ہوں

؎ انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

(۶) اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی — نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

(۷) آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے — پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(۸) اف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر — بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

(۹) جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے — تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* عنایت — مہربانی، کرم * نجدیو — ابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکارو! حضور کی شان کے منکرو — غیاث اللغات شین کی پٹی میں شیخ نجدی شیطان کو کہا گیا خدا کی شان کا ایک جلوہ دیکھیں (یہ شل یہ کثیرا کہ اب پورا مذہب بن گیا مبارک ہو) * پناہ — سہارا * قیامت — روز محشر، حساب کتاب کا دن * اف — افسوس، کلمہ کراہت وتحقیر * رے — ارے کا مخفف! حرف ندا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ارے یہ کیا کردیا، اللہ رے * تعصب — بے جا کسی کی طرف داری * بھیڑ — ہجوم * کمبخت — بدنصیب، بدبخت * خرد — عقل * سارا سامان — سب کچھ

مفہوم اشعار اور خلاصہ تشریح:

(۶) اے شان رسالت کے منکرو نجدیو! چلو مان لیا کہ میری سرکار نے تمہارے اوپر کوئی احسان نہیں فرمایا لیکن یہ جو کلمہ پڑھ رہے ہو یہ تو تم بھی جانتے ہو حضور نے دیا ہے۔

تعصب اور ضد کس قدر بری بیماری ہے جو نجدیوں کو لگی ہوئی ہے جس کی وجہ سے غلاظت کی مکھی کی طرح ان کو ہر طرف شرک ہی شرک نظر آتا ہے تفسیر روح البیان میں ہے ایک دفعہ شیطان نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ اللہ سے ہم کلام ہوتے ہیں مجھے پوچھ کر بتانا کہ میری معافی کی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ میرے آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے یہ مردود ہوا اس کو کہو آج جا کر ان کی قبر پر سجدہ کردے تو معاف کردوں گا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اس کو یہ جواب دیا تو کہنے لگا زندہ کو نہیں کیا تو مردہ کو کیسے کروں۔ سجدہ تو اب خدا کے سوا کسی کو جائز نہیں تاہم انبیاء کی تعظیم تو فرض ہے ہمارے

دور کے توحیدی اس کو بھی شرک کہنے لگے کسی نے لکھا نماز میں حضور کا خیال گدھے بیل اور جماع سے بھی بدتر ہے (استغفر اللہ) صراط مستقیم، مصنف مولوی اسماعیل دہلوی۔ اسی نے کہا کہ حضور کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرو بلکہ اس سے بھی کم کہ کہیں شرک نہ ہو جائے (تقویۃ الایمان) یعنی والدین سے تو ضرور کم ہوگئی کیونکہ والدین کی تعظیم تو بہر حال بڑے بھائی سے زیادہ ہوتی ہے (معاذ اللہ)

کوئی کہہ رہا ہے کہ میں نے خواب میں حضور علیہ السلام کو پل صراط سے گرتے دیکھا اور آپ کو سہارا دیا (نعوذ باللہ من ذالک) ارے ظالم! کہاں گرتے دیکھا؟ تیرا کلیجہ پھٹ کیوں نہ گیا یہ بات لکھتے ہوئے۔ بلغۃ الحیران۔ مولوی حسین احمد دال بھچروی شاگرد رشید احمد گنگوہی جس نے یہ لکھا کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ بھی جھوٹ بول سکتا ہے (فتاویٰ رشیدیہ) کسی نے سرکار کے علم پاک کو بچوں پاگلوں جانوروں سے ملا دیا (حفظ الایمان اشرف علی تھانوی)۔ اعلیٰ حضرت نے نجدیو کہہ دیا ہے تو کہتے ہیں بڑی سخت زبان بولتے ہیں خان صاحب اور خود اللہ و رسول کے لیے ایسی باتیں کریں تو سختی نظر نہ آئے۔

ظالمو! محبوب کا تھا حق یہی عشق کے بدلے عداوت کیجیے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

(۷) اے منکرین شان رسالت! اگر قیامت کے دن خدا کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو آجاؤ آج ان کے دامن کرم و رحمت میں پناہ لے لو اور اگر آج پناہ نہ لی اور اپنے گندے عقائد سے توبہ نہ کی تو کل اپنی آنکھوں کے سامنے میدان حشر میں حضور ﷺ کی عظمت و شان جب دیکھو گے تو پھر تو ضرور ہی مان جاؤ گے لیکن وہ ماننا کس کام کا؟ اس لیے

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

(۹) اے احمد رضا (گدائے در خیر الوریٰ) تو بھی عجیب طرح کا آدمی ہے کہ تیری روح، تیری جان اور تیرا دل تو تصور طیبہ کی وجہ سے مدینے پہنچ چکے ہیں اور تو یہاں بیٹھا کیا کر رہا ہے، چل

تجھ کو مدینے میں سرکار بلاتے ہیں

اور ظاہری جسم نہ بھی جا سکے تو پرواہ نہیں کیونکہ

حب احمد ازل سے ہی سینے میں ہے میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

کیونکہ

عاشق کے لیے کعبہ الفت ہے مدینہ عارف کے لیے منزل رحمت ہے مدینہ
اے طالب نعمت تجھے اک راز بتا دوں اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے مدینہ
تم جاؤ کہیں پر مگر دل نہ لگے گا بہزاد حزیں قلب کی حسرت ہے مدینہ

----***----

نعت شریف نمبر (۱۲) "ب"

(۱) تاب مرآت سحر گرد بیابان عرب — غازۂ روئے قمر دود چراغانِ عرب
(۲) اللہ اللہ بہار چمنستان عرب — پاک ہیں لوث خزاں سے گل وریحان عرب
(۳) جوشش ابر سے خون گل فردوس گرے — چھیڑ دے رگ کو اگر خار بیابان عرب
(۴) تشنۂ نہر جناں ہر عربی و عجمی — لب ہر نہر جناں تشنۂ نیسان عرب
(۵) طوق غم آپ ہوائے پر قمری سے گرے — اگر آزاد کرے سرو خرامان عرب

مشکل الفاظ کے معانی:

* تاب — آب وتاب، چمک دمک * مراۃ — آئینہ * سحر — صبح، سحری کا وقت * گرد — غبار، دھول * بیابان — جنگل، صحرا * عرب — حجاز مقدس * غازہ — سرخی جو لیوں پہ لگائی جاتی ہے * روئے قمر — چاند کا چہرہ * دود — دھواں * چراغان عرب — عرب کے چراغوں کا * اللہ اللہ — سبحان اللہ، بخت حیرانگی کے موقع پر کہا جاتا ہے اللہ اللہ * چمنستان — باغ * لوث خزاں — خزاں کی آلودگی اسی لوث سے ہی ملوث ہے "فلاں بندہ اس میں ملوث ہے" کہا جاتا ہے * گل وریحان — پھول اور خوشبودار گھاس * جوشش — ولولہ، جوش * گل فردوس — سب سے اونچی جنت کا پھول * تشنہ — پیاسا * جناں — ساری جنتیں * عربی و عجمی — عربی ہو یا غیر عربی * لب — کنارہ * نیساں — وہ بارش جو سمندر میں موتی پیدا کرتی ہے * طوق غم — پریشانی کا پھندہ * ہوائے — بہتری، بھلائی * پر — پرندے کے بازو جس سے اڑتا ہے * آزاد کرے — رہا کر * سرو — سرو قد محبوب، صنوبر و شمشاد کا درخت * سرو خرامان عرب — عربی محبوب جو ناز وادا سے چلتا ہے

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) محبوب دو عالم علیہ السلام کے دیس عرب کے جنگلوں کا گرد وغبار بوقت سحر شیشے کی طرح چمکتا ہے اور عرب کے چراغوں کا دھواں چاند کے چہرے کے غازہ یعنی میک اپ (سرخی پاؤڈر) کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک موقع پر ایک صحابی رسول نے فرمایا کہ محبوب علیہ السلام کی سواری کے گرد وغبار سے بچنے کے لیے چہرے ڈھانپنے والو (منافقین سے فرمایا تھا) قسم بخدا میرے حبیب کی سواری (گدھے) کے فضلات تمہاری کستوری اور مشک و عنبر سے بہتر ہیں۔ خوب کہا کسی محبت والے نے

؎ پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفتہ ایں چہ بود — گفت گاہے گاہے ایں در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

مجنوں کتے کے پاؤں چوم رہا تھا کسی نے پوچھا کیا کر رہے ہو؟ تو کہنے لگا اس کو ایک بار لیلیٰ کی گلی میں دیکھا تھا۔

بابا بلھے شاہ کہتے ہیں۔

؎ عشق دی ریت ہے یارو سب توں جدا نہ ایہ راہ ویکھدا نہ کراہ ویکھدا
عشق لئی محل سارے نے ہکو جیہے نہ ایہہ شاہ ویکھدا نہ گدا ویکھدا
عشق قائل بلندی تے پستی دانہیں ککھ جھڈدا ویرانے تے بستی دانیں
جتھے چاہوے جھکالیندا عاشق دا سر ڈ ایہہ کعبہ نے نہ کربلا ویکھدا

(۲) سبحان اللہ! ہر چمن خزاں رسید ہوتا ہے مگر عرب کا باغ ایسا نرالا ہے کہ جہاں خزاں کا کیا کام؟ باغ تو باغ وہاں کے خس و خاشاک پہ بھی ہمیشہ بہار ہی رہتی ہے اور یہ بہار انفاس محبوب ﷺ کی ہے کہ جس کا مقابلہ بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مشک وعنبر بھی نہیں کر سکتے۔

؎ لب پہ ہے گفتگو مدینے کی دل میں ہے آرزو مدینے کی
نام لے باوضو مدینے کا بات کر باوضو مدینے کی
میں کہاں نامراد جاؤں گا دلنوازی ہے خو مدینے کی
روح کونین کیوں نہ وجد کرے کیف آگیں ہے بو مدینے کی
تیری مٹی ہے "یثربی" مظہر تجھ سے آتی ہے بو مدینے کی

(حافظ مظہر الدین علیہ الرحمۃ)

(۳) عرب کے صحراؤں کے کانٹے اگر جنت کے پھولوں کو چھیڑ دیں تو جنت کے پھول ان کی تابعداری میں اپنا سارا خون نکال کر بارش کی طرح برسا دیں۔ اس کو کوئی مبالغہ نہ سمجھے کیونکہ حضور علیہ السلام کی نسبت کا مقام وراء الوراء ہے ایک سادہ سی مثال دیکھ لیں کہ معراج کی رات فرشتوں کا سردار جبرئیل امین سدرۃ المنتہیٰ پہ معذرت کر رہا ہے اور حضور علیہ السلام کے بدن کے ساتھ نسبت رکھنے والا لباس بلکہ پاؤں میں آنے والا جوتا مبارک آگے جا رہا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور علیہ السلام جس اونٹنی پہ سوار ہوتے وہ جدھر سے گزرتی درختوں کی ٹہنیاں اس کے منہ کی طرف جھک جائیں کہ ہم حضور کی سواری کی خوراک بن جائیں۔
(شفاء شریف)

تو اگر جنت کے پھول مدینے کے صحراؤں کے کانٹوں کی بات مان کر اپنے جذبات کا اظہار ادب وتعظیم کی صورت میں کر دیں تو کیا تعجب؟ ویسے بھی اشعار میں اس قسم کی گنجائش ہوتی ہے۔

؎ مری خاک یارب نہ برباد جائے پس مرگ کر دے غبار مدینہ

(۴) چاہے کوئی عربی ہو یا عجمی، ہر کوئی جنت کی نہر سے پانی پینے کے لیے بے تاب ہے لیکن خود جنت عرب شریف کی اس بارش کی پیاسی ہے جو سیپ میں موتی پیدا کرنے والی ہے یہ حضور علیہ السلام کی وجہ سے آپ کی امت کی شان ہے کہ جنت ان کی خدمت کرنے کے لیے ترس رہی ہے کیونکہ جنت بھی اور جنت کی نہریں بھی اللہ کی مخلوق ہونے کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی نبوت و رسالت کے تحت آپ کی امت میں داخل ہیں۔ آپ کی امت کے پاؤں کے نیچے تو بروز قیامت پل صراط سے گزرتے وقت

سید الملائکہ حضرت جبرئیل امین پر بچھا کر فخر محسوس کریں گے۔ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

(۵) اگر محمد عربی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ہم جیسی) طیبہ کی قمریوں کو غموں سے رہائی دلانے کے لیے محبوبانہ انداز میں اپنے رب سے عرض کر دیں تو مشکلات کے سارے بندھن ٹوٹ سکتے ہیں۔

(۶) مہر میزاں میں چھپا ہو تو حمل میں چمکے ۔۔۔ ڈالے اک بوند شب دے میں جو باران عرب

(۷) عرش سے مژدۂ بلقیس شفاعت لایا ۔۔۔ طائر سدرہ نشیں مرغ سلیمان عرب

(۸) حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں ۔۔۔ سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

(۹) کوچہ کوچہ میں مہکتی ہے یہاں بوئے قمیص ۔۔۔ یوسفستاں ہے ہر ایک گوشۂ کنعان عرب

(۱۰) بزم قدسی میں ہے یاد لب جاں بخش حضور ۔۔۔ عالم نور میں ہے چشمۂ حیوان عرب

مشکل الفاظ کے معانی:

* مہر۔سورج * میزان۔ آسمان کے بارہ برجوں میں سے ساتواں برج * حمل۔ایک آسمانی برج دنبے کی شکل کا * بوند۔قطرہ * شب دے۔اکتوبر کے مہینے کی رات * باراں۔بارش * عرش۔اللہ کا تخت ساتویں آسمانوں سے بھی اوپر * مژدہ۔خوش خبری * بلقیس۔عرب کا شہر سبا جس کی ملکہ بلقیس تھی اور اس کا ذکر قرآن پاک (سورۂ نمل) میں ہے (مگر یہاں بلقیس سے خوشخبری مراد ہے) * طائر۔پرندہ * سدرہ۔بیری کا درخت (طائر سدرہ سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں جن کا ٹھکانہ ساتویں آسمان پر ہے * مرغ۔پرندہ * سلیمان عرب۔عرب کا سلیمان یعنی حضور پاک جن کی حکومت ساری کائنات کے دلوں پر ہے اور سلیمان علیہ السلام بھی ان کے مقتدی ہیں * حسن یوسف۔یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال * کٹیں۔بلا ارادہ کٹ گئیں * مصر۔یوسف علیہ السلام کا دیس * انگشت زناں۔عورتوں کی انگلیاں * سر کٹاتے ہیں۔ارادۃً سر قربان کرتے ہیں * مردان عرب۔عرب کے مرد * کوچہ کوچہ۔ گلی کوچہ، ہر چھوٹا بڑا راستہ * مہکنا۔خوشبو آنا * بوئے قمیص۔قمیص کی خوشبو * یوسفستاں۔حضرت یوسف علیہ السلام کے رہنے کی جگہ * گوشہ۔کونہ * کنعان۔یعقوب علیہ السلام کا شہر * بزم۔محفل * قدس۔پاک * لب جاں بخش۔جان عطا کرنے والے ہونٹ * عالم نور۔نورانی جہان * چشمۂ حیوان۔آب حیات۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۶) عرب شریف کی بارش اکتوبر کے مہینے میں اگر ایک قطرہ ہی گرا دے تو سورج برج میزان سے برج حمل میں آ کر چمکنا شروع کر دے اور خشک سالی کا نام ونشان مٹ جائے یہ بھی عرب کے چاند آمنہ کے لعل کی نسبت کی برکت ہے کہ خشکی شادابی میں بدل جاتی ہے جن کے لعاب دہن کی برکت سے خشک کنویں ابلنے لگتے ہیں، کڑوے کنویں میٹھے ہو جاتے ہیں، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔اس طرح کے شادابی وسیرابی کے ایمان افروز واقعات سے کتب احادیث بھرپور ہیں دیکھئے بخاری ومسلم باب المعجزات، علامات النبوت، قضاء الصلوۃ وغیرہ۔

صرف پانی ہی نہیں پیچھے گزر چکا کہ آپ نے دودھ کا ایک پیالہ ستر صحابہ کرام کو پیٹ بھر کر پلا دیا۔

(۷) سلیمان علیہ السلام کے لیے تو ملکہ بلقیس کی خبر ہد ہد پرندہ لایا لیکن ہمارے آقا ﷺ کے سلطان اور عرب کے سلیمان کے پاس سدرہ تک پرواز کرنے والا (سید الملائکہ جبرئیل امین علیہ السلام) بلقیس (شفاعت مصطفیٰ) کی خبریں لے کر آیا ہے۔

ببیں تفاوت از کجا تا بکجا

(۸) حسن یوسف کو مصر کی عورتوں نے دیکھا تو بے اختیار ہو کر بغیر ارادہ کے اپنی انگلیاں کاٹ بیٹھیں۔ اے میرے آقا! آپ کے حسن و جمال کا عالم تو کیا ہوگا جب کہ آپ کا نام نامی اسم گرامی ایسا ہے کہ عرب کے جوان آپ کے نام پر اپنے سر کٹا رہے ہیں اور تا قیامت کٹاتے رہیں گے کیونکہ الجهاد ماض الی یوم القیٰمۃ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

اعلیٰ حضرت کا یہ شعر بڑا ہی معرکۃ الآراء اور فصاحت و بلاغت کی جان ہے تقابل دیکھئے۔

- اِدھر سراپائے یوسف ہے اُدھر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے
- ادھر بلا ارادہ کٹنا ادھر ارادے سے کٹانا
- ادھر مصر کی عورتیں ادھر عرب کے مرد
- ادھر صرف انگلیاں ادھر سر
- ادھر صرف ایک بار ادھر ہر وقت تا قیامت

؎ سبحان اللہ ما اجملك ما احسنك ما اکملك کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

حضرت خباب کی قربانیاں، حضرت خبیب کی جانثاریاں، ابن زبیر کی بہادریاں اس قدر تاریخ اسلام اور عشق رسول کے درخشاں باب ہیں کہ قیامت کے بعد بھی ان کو بھلایا نہیں جا سکتا۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ تقابل سے تو دوسرے کی شان گھٹانا مقصود ہوتا ہے کیونکہ فضیلت کا تقابل خدا نے بھی فرمایا ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔

اور میرے آقا کسی کی شان کو گھٹانے نہیں آئے بلکہ بڑھانے اور نمایاں فرمانے آئے ہیں۔ جن کا یہ شعر ہے ان کی بارگاہ میں کسی نے پڑھا۔

؎ شان یوسف بھی گھٹی تو اس در سے گھٹی

آپ سخت ناراض ہوئے فرمایا در مصطفیٰ ﷺ نے کسی کی شان گھٹانے کے لئے نہیں بلکہ سب کی شان بڑھانے کے لیے بنایا ہے یوں پڑھ

؎ شان یوسف بھی بڑھی تو اس در سے بڑھی (سبحان اللہ)

(۹) حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص مصر سے چلی تو ادھر کنعان میں یعقوب علیہ السلام نے فرمایا انی لاجد ریح یوسف مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے جبکہ ملک عرب کا گوشہ گوشہ ہمارے آقا کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔ احادیث میں ہے کہ جب صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کو تلاش کرنا ہوتا تو جس گلی سے (جنت کی) خوشبو آرہی ہوتی ادھر کو چل پڑتے تو حضور ﷺ سے ملاقات ہو جاتی۔

؎ آپ سلطان مدینہ مہبط وحی و سکینہ
نور سے معمور سینہ مشک سے بہتر پسینہ

(۱۰) میرے آقا کے زندگی عطا کرنے والے ہونٹوں (جو مردہ دلوں کو نور ایمان دے کر زندہ فرماتے ہیں جو ہلتے ہیں تو پتھر اور لکڑیاں بھی بولنے لگتی ہیں۔ گونگے رسالت کی گواہی دینا شروع کر دیتے ہیں) کا تذکرہ تو ملاءاعلیٰ کے فرشتے اپنی نوری محفلوں میں کرتے ہیں اور آپ کے دیس عرب کا پانی بھلا کوئی آب حیات سے کم اثر رکھتا ہے

؎ نہ مرنے کی باتیں نہ جینے کی باتیں کیے جاتے ہیں ہم مدینے کی باتیں
(حسرت موہانی بتصرف)

(۱۱) پائے جبریل نے سرکار سے کیا کیا القاب خسرو خیل ملک خادم سلطان عرب
(۱۲) بلبل و نیلپر و کبک بنو پر وانو مہ و خورشید پہ ہنستے ہیں چراغان عرب
(۱۳) حور سے کیا کہیں موسیٰ سے مگر عرض کریں کہ ہے خود حسن ازل طالب جانانِ عرب
(۱۴) کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسان عرب

مشکل الفاظ کے معانی:

* پائے۔حاصل کیے * القاب۔اعزاز، شانیں * خسرو۔بادشاہ * خیل۔جماعت * ملک۔فرشتہ * خادم۔نوکر * سلطان۔بادشاہ * نیلپر۔ نیلے پروں والا ایک پرندہ جس کو نیل کنٹھ بھی کہتے ہیں * کبک۔ چکور * بنو۔بن جاؤ * حور۔ جنت کی حسین عورتیں جو اہل جنت کو ملیں گی، یہ جمع ہے حوراء کی * حسن ازل۔ اللہ تعالیٰ کا ازلی حسن * طالب۔ چاہنے والا * کرم۔مہربانی، بخشش * عجمی۔جو عربی نہ ہو * سگ۔ کتا * حسان۔شاعر دربار رسالت صحابی رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) حضرت جبریل علیہ السلام نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے کیسے کیسے عظیم الشان اعزاز پائے کہ تمام فرشتوں کے سردار بھی بنے اور پھر اس سے بھی بڑا لقب یہ کہ عرب (وعجم) کے شہنشاہ امام الانبیا علیہ التحیۃ والثناء کے تابعدار غلام بھی ہوئے۔

؎ طیبہ کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر

جواہر البحار میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام کو پیدا ہی حضور علیہ السلام کی خدمت کے لیے کیا گیا (ج ۱ص ۶۵۴) اس کی دلیل یہ ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب جبریل امین ہزاروں فرشتوں کی قیادت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کے غلاموں کی خدمت کے لیے میدان بدر میں اترے تو حضور کی بارگاہ میں عرض کیا۔

ان اللّٰہ بعثنی الیك ان لا افارقك حتی ترضی هل رضیت قال نعم فانصرف۔

اللہ نے مجھے (خاص طور پر) حکم دیا ہے کہ دوسرے فرشتے جہاں بھی جائیں کوئی حرج نہیں لیکن اے جبریل! تو نے (ہتھیار باندھ کر) میرے محبوب کے ساتھ رہنا ہے جب تک میرا حبیب راضی نہ ہو جائے۔ حضور آپ فرمائیں کہ (جنگ ختم ہو گئی ہے کامیابی مل گئی ہے آپ اب) راضی ہو گئے ناں (اب میں جا سکتا ہوں) فرمایا ہاں میں راضی ہوں (تو اب جا سکتا ہے) پس جبریل واپس چلے گئے (خصائص الکبریٰ ج ا ص ۲۰۳) ثابت ہوا جبرئیل حضور کا امتی بھی ہے اور خادم بھی

ے مکاں عرش ان کا فلک فرش ان کا ملک خادمان سرائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

ان روایات اور جبریل کی خدمت گزاریوں پر وہ لوگ غور کریں جو سارا زور اس بات پہ لگاتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام حضور علیہ السلام کے استاذ ہیں۔ جو معراج کی رات میرے آقا کے قدم چوم رہا ہے اور ساتھ یہ کہہ رہا ہے۔

ے نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا مزہ جو محمد کی تلیوں میں دیکھا

کیا استاذ سے پاؤں جمائے جاتے ہیں؟

ے اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

کہاں جبریل اور کہاں محبوب رب جلیل؟ اس کے ہونٹ نور کے ان کے قدم کافور کے، اس کے نوری ہونٹ ان کے کافوری قدموں کو چومیں اور عاشق مدینہ کی گلیوں میں وجد کرتے ہوئے گھومیں اور ساتھ پڑھیں۔

ے صد ہزاراں جبرئیل اندر بشر بہر حق سوئے غریباں یک نظر

(۱۲) اے بلبلو! اپنل پرو! چکورو اور پروانو! اپنی قسمت پہ ناز کرو کہ تمہیں در مصطفیٰ نصیب ہے تمہاری قسمت پر چاند سورج بھی ناز کرتے ہیں اس عظمت کے ملنے کا تقاضا یہ ہے کہ ہر روشنی پر مرمٹنے کی بجائے در حبیب کے چراغوں پر پروانہ وار قربان ہو جاؤ جس کے سامنے چاند سورج بھی شرمندہ ہیں۔

(۱۳) ہم حوروں سے کیوں کہیں وہ تو دیدار الٰہی کی لذتوں سے ابھی بے خبر ہیں ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہی کیوں نہ عرض کریں کہ سرکار آپ نے تو خود عرض کیا تھا رب ارنی اے اللہ مجھے اپنا جلوہ دکھا تو جواب آیا لن ترانی اے موسیٰ

ے نہ تو دیکھے نہ چشم انبیاء دیکھے مجھے دیکھے محمد کی نگاہ دیکھے

میں تو دکھا سکتا ہوں لیکن تیرے انداز دیکھنے کی تاب نہیں۔ اے پیارے موسیٰ علیہ السلام! آپ تو جانتے ہیں کہ ہمارے آقا نے دیدار کا تقاضا بھی نہ کیا اللہ نے خود ہی جبریل کو بھیجا اور فرمایا میرے حبیب کو جا کر کہہ

ان اللہ قد اشتاق الی لقائك یا رسول اللہ۔

حضور! رب آپ سے ملنے کا مشتاق ہے۔

ے فرق مطلوب و طالب میں دیکھے کوئی قصہ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بے ہوش جلوؤں میں گم ہے کوئی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

تفاسیر میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے اللہ نے سوئی کے ناکے کے برابر جلوہ ظاہر فرمایا اور ان کی حالت یہ ہوگئی کہ پردے میں رہتے کیونکہ چہرے میں سورج سے بھی زیادہ چمک آگئی تھی حالانکہ آپ خود تو بے ہوش ہو گئے تھے اور ہمارے آقا علیہ السلام کی یہ شان ہے کہ یہ تو عین ذات کی نگری در تھی۔ ہمارے آقا تو مسکرا کر دیدار الٰہی کے مزے لوٹتے رہے

ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے   خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹل گئے

(۱۴) حضور اپنی نعت سن کر جس قدر حضرت حسان بن ثابت پہ کرم فرماتے رہے کبھی ان کو اپنی چادر عطا فرمائی کبھی ان کے لیے منبر بچھایا کبھی ان کو دعا دی، اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اپنی نعت سن کر خوش ہوتے ہیں، حسان اگرچہ عربی تھے اور میں عربی نہیں ہوں مگر آپ کی نعت تو ہم دونوں کا مشترکہ مسئلہ ہے تو اگر حضور کرم فرما دیں اور مجھے حسان بن ثابت کا سگ قرار دے دیں تو ان کے کرم سے کوئی بعید نہیں۔ کتا وفادار ہوتا ہے اس کی اس خوبی کے پیش نظر اہل اللہ سگ مدینہ کہلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں مولانا جامی فرماتے ہیں۔

سگت را کاش جامی نام بودے   کہ آمد پر زبانت گاہے گاہے

حضور! کاش آپ کے کسی کتے کا نام جامی ہوتا تاکہ آپ کبھی اس کو بلاتے تو اسی بہانے میرا نام آپ کی زبان پہ آجاتا

عاشقان اوز خوباں خوب تر

تاجدار گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ہوواں میں سگ مدینے دی گلی دا   ایہو رتبہ اے ہر کامل ولی دا

جب اصحاب کہف کے کتے کی اہل اللہ نے شان دیکھی تو خیال آیا کہ کہاں اصحاب کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام ہمارے آقا کی آمد کا اعلان کرنے والے، آپ کے پیچھے نماز پڑھنے والے، آپ کا امتی ہونے کی خواہش کرنے والے، جب اصحاب کہف کے کتے کی یہ عظمت ہے کہ بمطابق مفسرین انسانی شکل میں جنت جائے گا تو مدینے والے کے کتے کی شان کیا ہوگی۔



نعت شریف نمبر (۱۳)

(۱) پھر اٹھا ولولۂ یاد مغیلان عرب — پھر کھنچا دامن دل سوئے بیابان عرب

(۲) باغ فردوس کو جاتے ہیں ہزاران عرب — ہائے صحرائے عرب ہائے بیابان عرب

(۳) میٹھی باتیں تری دین عجم ایمان عرب — نمکیں حسن تیرا جان عجم شان عرب

(۴) اب تو ہے گریہ خوں گوہر دامان عرب — جس میں دو لعل تھے زہرا کے وہ تھی کان عرب

(۵) دل وہی دل ہے جو آنکھوں سے ہو حیران عرب — آنکھیں وہ آنکھیں ہیں جو دل سے ہوں قربان عرب

مشکل الفاظ کے معانی:

* ولولہ۔جوش، جذبہ * مغیلان۔ کیکر کا درخت * سوئے۔طرف، جانب * باغ فردوس۔جنت الفردوس، سب سے اعلیٰ جنت * ہزاران۔ہزار ہا، بے شمار * ہائے۔دردبھری آواز * صحراو بیابان۔ چٹیل میدان و جنگل * دین عجم ایمان عرب ۔عجم کا دین عرب کا ایمان حضور علیہ السلام * نمکین۔چٹ پٹا * گریہ۔رونا، آہ و بکا کرنا * گوہر۔موتی * دامان۔آنچل * لعل۔لال کا معرب، سرخ قیمتی پتھر، یاقوت * زہرا۔فاطمۃ الزہرا خاتون جنت بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہا کا لقب * کان۔معدن * حیران۔حیرت زدہ * قربان۔صدقے، نثار، نچھاور

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) مدینہ شریف کی جدائی اب برداشت سے باہر ہوگئی ہے عرب کے خاردار درختوں کی یاد نے پھر ستایا ہے اور پھر عرب کے جنگل وصحرا کی طرف دامن کھینچا جارہا ہے۔

مدینے سے بلاوا آیا رہا ہے — میرا دل مجھ سے پہلے جا رہا ہے

وہ دیکھو حاجیو بیر علی سے — نظر کعبے کا کعبہ آرہا ہے

(۲) بے شمار عرب (بعد الوصال) جنت کی طرف جاتے ہیں، جائیں ان کا حق بنتا ہے کہ وہ میرے محبوب علیہ السلام کے وطنی ہیں لیکن وہاں جا کر بھی ان کا دل مدینے کے دشت وصحرا کی طرف ضرور کھنچتا ہوگا

(۳) اے نمکین حسن والے میرے آقا! آپ کی میٹھی میٹھی باتیں بھی کیا خوب ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ آپ عجم کی جان اور عرب کی شان ہیں۔قرآن مجید میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا، اے اللہ یہ کافر لوگ میری یہ بات نہیں مان رہے کہ تجھ پر ایمان لائیں۔تو یہ کہنے کا کچھ انداز ایسا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جملے کی قسم یاد فرمائی جو اس کے حبیب کے لبوں سے نکلا۔فرمایا!

وقیلہ یا رب ان ھولاء قوم لا یومنون۔

مجھے محبوب کے اس قول کی قسم کہ "اے اللہ یہ قوم ایمان نہیں لا رہی"

؎ اے تیری آواز آواز خدا اور خاموشی تیری راز خدا

نیز فرمایا میرا محبوب اپنی مرضی سے بولتا ہی نہیں ان ھو الا وحی یوحی' وہی بولتا ہے جو اس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔(النجم)

صحابہ کرام نے عرض کیا حضور آپ کبھی ہم سے خوش طبعی بھی فرماتے ہیں اس گفتگو کے بارے میں ہم کیا عقیدہ رکھیں؟ فرمایا! انی لا اقول الا الحق وہ بھی حق کے علاوہ کچھ نہیں ہوتی۔

مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا طریقہ یہ تھا کہ حضور کی بارگاہ میں بیٹھتے جو آپ فرماتے لکھ لیتے ایک دن قریش کے کچھ لوگوں نے کہا اے عبداللہ! تم ہر بات لکھتے رہتے ہو حالانکہ کبھی حضور خوش ہوتے ہیں کبھی ناراض کبھی مزاح فرماتے ہیں کبھی سنجیدگی کی حالت ہوتی ہے۔ عبداللہ فرماتے ہیں ان کی بات سن کر میں نے لکھنا موقوف کر دیا اور حضور سے ماجرا عرض کر دیا آپ نے فرمایا اے عبداللہ میں جس حالت میں بھی ہوں جو فرماؤں لکھ لیا کرو۔

فو الذی نفسی بیدہ ما یخرج منہ الا الحق۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس (منہ) سے جو نکلتا ہے حق ہی نکلتا ہے۔

سبحان اللہ کیسی عظیم شان ہے کہ تھوڑی دیر پہلے آپ بولتے ہیں تو فرماتے ہیں میں بول رہا ہوں پھر تھوڑی دیر کے بعد جبریل امین وحی لے کر آجاتے ہیں کسی کو کوئی پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے پھر اسی مجلس میں بولتے ہیں تو فرماتے ہیں اب زبان میری ہے کلام خدا کا ہے آقا ہمیں کیسے معلوم ہوگا آپ کب بولتے ہیں اور آپ کی زبان سے کلام خدا کب صادر ہوتا ہے فرمایا میں بولوں گا تو حدیث بن جائے گی خدا بولے گا تو قرآن بن جائے گا، زبان ایک ہے کبھی وہ بولتا ہے کبھی یہ بولتے ہیں اے اللہ! تو کیا بولتا ہے فرمایا وہی جو میرا مصطفیٰ بولتا ہے حضور! آپ کیا بولتے ہیں فرمایا وہی جو میرا خدا بولتا ہے۔

؎ قول حق قرآن ہے قول پیمبر ہے حدیث اہل دل کے واسطے تعظیم ہے دونوں کی ایک

جو لوگ حدیث کے منکر ہیں وہ قرآن کو ماننے کا تکلف کیوں کرتے ہیں آخر قرآن کو حدیث کے ذریعے ہی تو مانا جاتا ہے جب پہلی وحی آئی تو حضور نے فرمایا! "یہ قرآن ہے" تو یہ الفاظ کہ "یہ قرآن ہے" یہ تو حدیث ہی ٹھہرے جن کے ذریعے ہم نے قرآن کو مانا۔ لہٰذا حدیث کا منکر قرآن کو ماننے کا دعویٰ کر ہی نہیں سکتا۔

؎ سپارے، صحیفے، سورتاں بندے جاون زبان پاک تھیں جو جو بولے محمدؐ

کیونکہ

؎ مٹھے مٹھے سوہنے تیرے بول کملی والیا کج لیندے عاصیاں دے پول کملی والیا

(۴) کان حیا اور معدن جود وسخا خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دو قیمتی لعل حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما جب سے عرب کی سرزمین پر ظلماً شہید ہوئے ہیں ان کے محب اور خادم آج تک خون کے آنسو رو رہے ہیں بس اب یہی خون کے آنسو اہل عرب کے لیے گوہر نایاب بنے ہوا۔ ہے ۔۔

یہ اے عرب کے دامن کے گوہر نایاب آقا! اپنی پیاری بیٹی کے ان مظلوم شہزادوں پر آپ بھی خون کے آنسو رو رہے تھے جیسا کہ احادیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام کو عین شہادت امام حسین کے دن مکے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اور مدینے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا وعلی راسہ ولحیته تراب سر مبارک اور داڑھی شریف پہ گرد و غبار ہے اور فرمارہے ہیں۔ شھدت قتل حسین انفا میں ابھی حسین کی شہادت گاہ سے آرہا ہوں۔ اور وہ مٹی جو آپ نے حضرت ام سلمہ کو دی تھی کہ جب میرا حسین شہید ہوگا تو یہ خون ہو جائے گی وہ واقعی ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کو سرخ ہو گئی۔ چھ ماہ تک آسمان کے کنارے سرخ رہے اور ایسے لگتا جیسا خون برس رہا ہے، بیت المقدس کے علاقے میں جو پتھر اٹھایا جاتا نیچے سے خون نکلتا، جو چہرے پر زعفران یا خوشبو لگاتا اس کا چہرہ جھلس جاتا انسان تو انسان جنوں نے مدینہ کی گلیوں میں چیخیں مار مار کر کہا۔

انعی حسینا ھبلا   کان حسین جبلا

میں تمہیں صبر کے پہاڑ حسین کی شہادت کی خبر سنا رہا ہوں۔ ام سلمہ فرماتی ہیں حضور ﷺ کی وفات کے بعد آج امام حسین کی شہادت پہ ہم نے جنوں کو روتے دیکھا۔ کئی علاقوں میں جن یوں نوحہ کناں تھے۔

مسح النبی جبینہ   فلہ بریق فی الخدود
ابواہ من علیا قریش   جدہ خیر الجدود

حسین وہ ہے کہ جس کا نانا نبیوں کا سردار اور اس کے والدین قریش کے اعلیٰ خاندان کے ہیں۔ کہیں یہ شعر لکھا ہوا پایا گیا

اترجو امۃ قتلت حسینا   شفاعۃ جدہ یوم الحساب

وہ قوم یہ توقع کیسے رکھ سکتی ہے جس نے حسین کو قتل کیا، کہ اس کا نانا ان کی قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔ شہادت حسین کے دن ستارے آپس میں ٹکرائے شمس و قمر کی روشنی ماند پڑ گئی۔ (تاریخ الخلفاء)

وہ حسین جس کا نانا امام الانبیاء ہے جس کا باپ امام الاولیاء ہے جس کا بھائی امام الاصفیاء ہے جس کی ماں سیدۃ النساء ہے، نانا نبیوں کا سردار، باپ ولیوں کا سردار، بھائی صالحین کا سردار اور ماں جنت کی عورتوں کی سردار

اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

نانا محمد مصطفیٰ ہے باپ علی المرتضیٰ ہے بھائی حسن مجتبیٰ ہے ماں فاطمۃ الزہرا ہے۔

رسول پاک کے پیارے حسین ابن علی   علی کے راج دلارے حسین ابن علی
جناب فاطمہ زہرا کے دل کا صبر و قرار   حسن کی آنکھ کے تارے حسین ابن علی
نواسہ ہوں میں محمد کا کچھ خبر ہے تمہیں؟   کرو نہ ظلم پکارے حسین ابن علی
بھلا سکے گی نہ دنیا طلوع محشر تک   دکھا گئے وہ نظارے حسین ابن علی
لٹا کے آپ نے سب کچھ ہے رکھ لی دین کی لاج   ہیں دین حق کے سہارے حسین ابن علی
یزیدیت سے ڈریں کیوں حسینیت والے   یہ کر گئے ہیں اشارے حسین ابن علی
ظفر نے ان کے قدم چومے بڑھ کے اے قائد   یہ کون بکتا ہے ہارے حسین ابن علی

سیدۃ نساء العالمین امام الانبیاء کی وہ پیاری لخت جگر ہیں کہ جن کی آمد پر خود امام الانبیاء علیہ السلام کھڑے ہو جاتے، جس رسول کے استقبال کو آسمانوں کے فرشتے کھڑے ہوں وہ رسول جس فاطمہ کے آنے پہ کھڑا ہوا اور اپنی نشست فاطمہ کے حوالے کر دے اعلیٰ حضرت نے جب اپنی نعت میں اس فاطمہ کا ذکر فرمایا ہے تو غلام ابن زہراء (غلام حسن) اس زہرا کے بارے میں کچھ نہ لکھے تو یہ زہراء کے گھرانے سے غداری ہو گی۔ لیکن زیادہ نہیں صرف ایک بات اور دریا کوزے میں بند! اور وہ یہ کہ ہر بیٹی صرف اپنے باپ کے لیے رحمت ہوتی ہے اور فاطمۃ الزہرا وہ ہے جو رحمۃ للعالمین کے لیے بھی رحمت ہے۔ کون فاطمۃ الزہرا؟

؎ کرم کا مخزن، سخا کا مرکز عطا سراپا جناب زہرا
نبی کی صورت نبی کی سیرت نبی کا نقشہ جناب زہرا
رسول اعظم کی پیاری دختر شہید اعظم کی پیاری مادر
جناب شیر خدا کی بانو جناں کی ملکہ جناب زہرا
سراپا رحمت سراپا راحت سراپا عفت سراپا عصمت
رسول اکرم کے دل کی ٹھنڈک، بتول وعذرا جناب زہرا
ہے غیر ممکن کہ ان کے در سے کوئی سوالی بھی جائے خالی
قسیم جنت قسم کوثر قسیم دنیا جناب زہرا
تمام حوریں کنیزیں ان کی غلام ان کے سبھی فرشتے
مگر چلاتی ہیں خود ہی چکی بغیر شکوہ جناب زہرا
فدا ہے صائم غلام ان پر درود ان پر سلام ان پر
ہیں میرا دونوں جہاں میں واللہ فقط سہارا جناب زہرا

اور امام اہل سنت ایک ہی شعر میں سارا کچھ کہہ گئے۔

؎ کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس کی حسین اور حسن پھول

(۵) دل درحقیقت وہی ہے جو اپنی آنکھوں سے عرب کی شان دیکھ کر دنگ رہ جائے (کہ جس نبی کی تعریف خدا فرماتا ہے اور ساری خدائی اس کی شان میں رطب اللسان ہے اس نبی نے عرب کی شان بیان فرمائی اور عرب کے ساتھ محبت کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

احبوا العرب ...... فانی عربی والقران عربی ولسان اهل الجنة عربی

عرب سے تین وجوہات کی بنا پر محبت کرو۔ میں عربی ہوں۔ قرآن عربی زبان میں ہے اور جنت والوں کی زبان عربی ہے اور آنکھیں دراصل وہی ہیں جو عرب پر بدل و جان قربان ہو جائیں (ورنہ آنکھیں ہونے کے باوجود اندھے اور دل ہونے کے باوجود بے دل ہو جیسا کہ قرآن میں ہے۔

لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ۔ (الاعراف)

(۶) ہائے کس وقت لگی پھانس الم کی دل میں
کہ بہت دور ہے وہ خار مغیلان عرب
(۷) فصل گل لاکھ نہ ہو وصل کی رکھ آس ہزار
پھولتے پھلتے ہیں وہ بے فصل گلستان عرب
(۸) صدقے ہونے کو چلے آتے ہیں لاکھوں گلزار
کچھ عجب رنگ سے پھولا ہے گلستان عرب
(۹) عندلیبی پہ جھگڑتے ہیں کٹے مرتے ہیں
گل و بلبل کو لڑاتا ہے گلستان عرب
(۱۰) صدقے رحمت کے کہاں پھول کہاں خار کا کام
خود ہے دامن کش بلبل گل خندان عرب

مشکل الفاظ کے معانی:

* پھانس۔ لکڑی کا ریشہ جو کانٹے کی طرح ہوتا ہے * الم۔درد * خار۔ کانٹا * مغیلاں۔ کیکر * فصل گل۔موسم بہار * وصل۔ملاقات ، ملاپ * آس۔امید * پھولنا پھلنا۔ پھل پھول لگنا * بے فصل۔بے موسم * گلستان۔باغ * صدقے ہونا۔ قربان ونثار ہونا * گلزار۔باغ * عجب۔حیرت انگیز * رنگ۔ کیفیت * عندلیبی۔نغمہ سرائی * رحمت۔کرم ،مہربانی * دامن کش۔دامن کھینچنے والا * گل خنداں۔ کھلا ہوا پھول۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) عرب کے کیکروں کے کانٹے تو ابھی بہت دور ہیں یہ میرے دل میں درد والم کی پھانس اس وقت کیسے لگ گئی کہ جس نے مجھے تڑپا دیا ہے۔

(۷) اگر چہ موسم بہار کا زمانہ نہیں ہے تاہم ملاقات کی امید ضرور رکھ کیونکہ عرب کے چمن موسم بہار کے علاوہ بھی پھل پھول دیتے رہتے ہیں۔یعنی صدا بہار ہیں۔

(۸) عرب کے چمن پہ نثار ہونے کو روزانہ لاکھوں چمن دوڑے آتے ہیں کیونکہ اس کا پھلنا پھولنا ہی کچھ عجیب انداز میں ہے۔ اشارے کنائے کا استعمال کیا گیا ہے اور اس حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے جس میں آپ نے فرمایا میرے روضے پر ستر ہزار فرشتے صبح آتے ہیں ستر ہزار شام کو اور جو ایک بار آ گیا ہے دوبارہ قیامت تک اس کی باری نہ آئے گی اور اپنے پروں سے میری تربت کو ملتے (جھاڑوں دیتے ہیں یا قربان ہوتے) ہیں۔یا حج وعمرہ کے لیے روزانہ لاکھوں عاشق پروانہ وار حرمین شریفین میں حاضری دے رہے ہیں موسم حج ہو تو حج کے لیے ورنہ عمرہ کے بہانے اور کوئی پابندی نہیں کہ جو ایک بار آتا ہے دوبارہ نہ آئے روزانہ ہزار بار بھی جاؤ تو حضور کی رحمت کے دروازے کھلے ہوئے پاؤ گے ،فرشتوں پر تو پابندی ہے مگر آقا کے غلاموں پر کوئی پابندی نہیں۔

اک وار فرشتے روضے تے جو آون فیر نہ اوندے نیں
سرکار دے اُمتی نے جیہڑے مڑ مڑ کے بلائے جاندے نیں

(۹) پھول وبلبل دونوں عرب کے چمن کی نغمہ سرائی پر جھگڑا کر رہے ہیں اور اپنی بے قراری کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس شعر میں بھی سرکار کے جمال جہاں آراء کی طرف اشارہ ہے کہ جملہ حسینان عالم اور دوسروں کے محبوب بمعہ محبین کے سرکار کے حسن وجمال پہ قربان ہونے پہ جھگڑا کر رہے ہیں اور ایک ہی صف میں کھڑے ہیں ،اس بارگاہ میں کوئی کسی کا محبوب نہیں سب کا ایک ہی محبوب ہے اور سارے اسی پھول کے عندلیب ہیں اس کے باوجود کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

جمالي مستور عن اعين الناس غيرة من الله ولو ظهر لفعل الناس اكثرما فعلن حين رأين يوسف۔

میرا حسن پردے میں ہے اللہ تعالی کی غیرت کی وجہ سے (کوئی بھی اپنے محبوب کا حسن و جمال دکھانا غیرت کے تقاضے اف سمجھتا ہے) اگر ظاہر ہو جائے تو لوگ اس سے زیادہ کر گزریں جتنا کہ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر مصر کی عورتوں نے کیا تھا۔
(درثمین فی مبشرات النبی الامین میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے والد شاہ عبدالرحیم سے بیان کیا)

میاں محمد صاحب فرماتے ہیں

ب تن مہینے رجی خلقت دیکھ یوسف کنعانی جنہاں نبی محمد ڈٹھا رج گئے دوئیں جہانی

(۱۰) پھول میں بھی وہ نرمی نہیں جو وجود مصطفیٰ میں ہے وہاں کے پھول خود بلبلوں کو دامن سے کھینچ کھینچ کر باغ رسالت میں لا رہے ہیں یعنی انسان ہوں یا فرشتے ہر کوئی ان پر جان دینے کو تیار نظر آتا ہے ہر نبی بھی اپنے اپنے دور میں اور معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں حضور کی تعریف کے اندر رطب اللسان ہے جیسا کہ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ موجود ہے۔

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (الصف)

اور آدم پیارے تو حضور علیہ السلام کو یاد کر کے کہا کرتے تھے یا ابنی صورۃ ویا ابی معنی

ب اس گل کی یاد میں یہ صدا ابوالبشر کی ہے

حضرت یوسف علیہ السلام حضور کی برکت سے کنویں سے رہا ہوئے۔ (معارج النبوۃ ج۱)

موسیٰ علیہ السلام نے آپ کا امتی ہونے کی تمنا کی۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی)

داؤد علیہ السلام نے بوقت تلاوت زبور حضور کے نور کی زیارت فرمائی اور باواز بلند حضور کو یاد کیا دشت وجبل سے آواز آئی صدقت یا داؤد اے داؤد آپ نے سچ فرمایا۔

سلیمان علیہ السلام کی مہر جو ان کی انگوٹھی میں تھی اس پر یہ الفاظ تھے محمد عبدی ورسولی۔ (طبرانی عن عبادہ بن الصامت) آپ کی حکومت اسی مہر کی مرہون منت تھی اور سلیمان علیہ السلام اس انگوٹھی کو ادب کے پیش نظر قضائے حاجت کے وقت اتار دیتے تھے۔

نار نمرود ابراہیم علیہ السلام پہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے گلزار ہوگئی۔

(مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص۴۹)

نام محمد سن کر کافروں کے بڑے معبود ہبل نے پتھر کا ہو کر بھی اپنا سر جھکا دیا ان گوشت پوست کے انسانوں کی گردن میں پتہ نہیں کس قسم کا سریا ہے جو سرکار کی اتنی بھی تعظیم نہیں کر سکتے جتنی پتھر کرتے، بڑے بڑے ظالموں نے جب سرکار کے نام کی عزت نہ کی تو برباد ہوگئے۔ (نزہۃ المجالس ج۲)

ب جو نوک خامہ کو حق آشنا نہیں کرتے وہ حق مدحت آقا ادا نہیں کرتے
جمال نعت ضمیروں کی روشنی ہے ارم جو بے ضمیر ہیں ان کی ثناء نہیں کرتے

(۱۱) شادی حشر ہے صدقے میں چھٹیں گے قیدی عرش پر دھوم سے ہے دعوت مہمانِ عرب
(۱۲) چرچے ہوتے ہیں یہ کملائے ہوئے پھولوں میں کیوں یہ دن دیکھتے پاتے جو بیابانِ عرب
(۱۳) تیرے بے دام کے بندے ہیں رئیسانِ عجم تیرے بے دام کے بندی ہیں ہزارانِ عرب
(۱۴) ہشت خُلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضا چار دن برسے جہاں اَبر بہارانِ عرب

مشکل الفاظ کے معانی:

* شادی۔خوشی * حشر۔جمع ہونا * صدقے۔طفیل، ان کے سبب سے * چھٹنا۔رہا ہونا * دھوم۔چرچا * مہمان

عرب۔ معراج کے دولہا علیہ السلام * کملائے ہوئے۔ مرجھائے ہوئے * پاتے۔ حاصل کر لیتے * بے دام کے بندے۔ مفت کے نوکر، بغیر تنخواہ کے خدمت کرنے والے * رئیسان عجم۔ عجم کے بادشاہ * بندی۔ قیدی * ہزاران۔ جمع ہزار کی، بلبل کو بھی کہتے ہیں * ہشت۔ آٹھ * خلد۔ جنت * کسب۔ حصول * لطافت۔ عمدگی، نزاکت * برسے۔ بارش ہو * ابر بہاراں۔ موسم بہار کا بادل۔

مفهوم اشعار و خلاصه تشریح:

(۱۱) معراج کی رات عرب کے مہمان اور شب اسریٰ کے دولہا کی عرش پہ دھوم مچی ہوئی تھی اسی خوشی میں ان کی طفیل لاکھوں کو جہنم سے آزادی مل رہی تھی اور قیامت کے دن بھی ایسا ہی ہوگا یعنی معراج کی رات امت کی بخشش کے وعدے کو قیامت کے دن عملی جامہ پہنایا جائے گا

؎ زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاون اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاون

(۱۲) وہ پھول جو مرجھا کر خشک ہو جاتے ہیں ان میں اس بات کی دھائی ہوتی ہے کہ اے کاش کہ ہم کسی باغ میں ہونے کی بجائے عرب شریف کے کسی جنگل میں ہوتے تاکہ مرجھا جانے کی تکلیف سے تو محفوظ رہتے۔

؎ محمد مصطفیٰ کے باغ کے سب پھول ایسے ہیں جو بن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے

(۱۳) عجم کے بادشاہ، اور عرب کے نواب و رئیس اے میرے آقا! آپ کی بارگاہ اقدس کے غلام بے دام ہیں اور مفت کے غلام ہو کر بھی اس غلامی پہ ناز کرتے ہیں اور ہزار ہا آزاد (جو بلبلوں کی طرح خوشی سے اپنی بے فکری میں مست ہو کر گنگناتے رہتے ہیں) آپ کا بارگاہ میں (قیدیوں) کی طرح جم کر بیٹھے رہنے کی شدید خواہش رکھتے ہیں۔ حج و زیارت کے موقع پر اس کا نظارہ آسانی سے ہو سکتا ہے کہ کس طرح حضور کے ہزاروں غلام جالی کے سامنے جم کر بیٹھے ہوتے ہیں کہ ہلنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ برآمدے میں بیٹھ کر گنبد خضریٰ کی ایسے زیارت کر رہے ہیں کہ آنکھ ہی نہیں جھپکتے (جب مجھے اللہ نے حاضری نصیب فرمائی تھی تو باب مجید کی طرف گنبد خضریٰ کے سامنے برآمدے کے نیچے عاشقوں کا ہر وقت ہجوم دیکھا تھا اب اگرچہ نقشہ بدل گیا ہے لیکن پیاسے اپنی پیاس بہر حال بجھاتے ہی رہتے ہیں)

(۱۴) عرب شریف کے موسم بہار کی بارش چار دن اگر برس جائے تو رحمۃ للعلمین کا صدقہ اس قدر نزاکت و لطافت پیدا ہو جاتی ہے کہ آٹھوں جنتیں بھی اس لطافت کو حاصل کرنے کے لیے رحمت والے آقا کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں۔

؎ محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی یہ اک ایسی حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

آٹھ جنتوں کے نام یہ ہیں:

دارالخلد۔ دارالسلام۔ دارالقرار ۔ جنت عدن۔ جنت الماویٰ۔ جنت نعیم۔ علیین۔ جنت الفردوس۔

ان میں جنت الفردوس سب سے افضل ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا! جب اللہ سے جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس مانگا کرو۔ اللھم ادخلنا الجنة الفردوس بشفاعة حبیبك یوم القیمة۔

----***----

نعت شریف نمبر (۱۴) "ت"

(۱) جو بنوں پر ہے بہار چمن آرائی دوست	خُلد کا نام نہ لے بلبل شیدائی دوست
(۲) تھک کے بیٹھے تو درِ دل پہ تمنائی دوست	کون سے گھر کا اُجالا نہیں زیبائی دوست
(۳) عرصۂ حشر کُجا موقفِ محمود کُجا	ساز ہنگاموں سے رکھتی نہیں یکتائی دوست
(۴) مہر کس منہ سے جلو داریٔ جاناں کرتا	سایہ کے نام سے بیزار ہے یکتائی دوست
(۵) مرنے والوں کو یہاں ملتی ہے عمر جاوید	زندہ چھوڑے گی کسی کو نہ مسیحائی دوست

مشکل الفاظ کے معانی:

* جوبنوں ــ رونقیں، شادابیاں، جوانی وشباب * چمن آرائی ــ باغ کو سجانا، باغبانی * دوست ــ محبوب * خلد ــ جنت * شیدائی ــ عشاق کی فدا کاری وجانثاری * تمنائی دوست ــ تمنا وخواہش محبوب کے بارے میں * اجالا ــ روشنی * زیبائی دوست ــ محبوب کا حسن * عرصہ حشر ــ میدان محشر * موقف ــ کھڑا ہونے کی جگہ * محمود ــ تعریف کیا ہوا، مقام محمود یعنی مقام شفاعت * کجا ــ کہاں * ساز ــ موافقت * ہنگامہ ــ شور شرابا، غل غپاڑہ، ہجوم، بھیڑ * یکتائی ــ تنہائی، خلوت * مہر ــ سورج * جلوداری ــ سامنا * جاناں ــ محبوب * بیزار ــ بری، محفوظ * جاوید ــ ہمیشہ * مسیحائی ــ مردہ کو زندہ کرنے کا کمال، حیات بخشی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) محبوب خدا کا سجایا ہوا باغ اپنے جوبن کے نکتۂ کمال پر ہے اے بلبل باغ مدینہ! اس محبوب کا عاشق ودیوانہ ہو کر جنت کا نام لینے کی کیا ضرورت؟ جنت تو خود اس در کے غلام کی طلب گار ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

من استطاع منكم ان يموت بالمدينه فليمت بهافانى اشفع لمن يموت بها

(مشکوٰۃ ص ۲۴۰)

جو مدینے میں مرنے کی طاقت رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ مدینہ میں آ کر مرے مدینہ میں مرنا اس کا کام۔ شفاعت کر کے اس کو بخشوا لینا میرا کام ہے۔

مجھ کو دنیا کی دولت نہ زر چاہیے	ماہِ طیبہ کی میٹھی نظر چاہیے
ہاتھ اٹھتے ہی بر آئے ہر مدعا	وہ دعاؤں میں میری اثر چاہیے
ذوق آتا رہے اشک بہتے رہیں	مضطرب قلب اور چشم تر چاہیے

عاشقانِ نبی کے ہے دل کی صدا　　سبز گنبد کے سائے میں گھر چاہیے
یا خدا جسم سے جان جب ہو جدا　　روئے محبوب پیشِ نظر چاہیے
مجھ کو طیبہ میں دو گز زمیں دیجئے　　بس نہ کچھ اور خیر البشر چاہیے
اپنے عطار کو در پہ بلوائیے　　اذنِ طیبہ کا بارِ دگر چاہیے

(۲) اے جلوۂ محبوب کے طالب! جب تو محبوب کو تلاش کرتے کرتے تھک جائے تو اپنے دل کے دروازے پہ دستک دے کیونکہ مومن کا دل عرش اللہ بھی ہے اور جلوہ گاہ نبوت و رسالت بھی ہے۔

؎ در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است　　آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است

ماہنامہ رضوان اپریل ۱۹۵۲ء میں ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ کہ شیخ المحدثین حضرت سید دیدار علی شاہ الوری علیہ الرحمۃ ایک دفعہ محفل میلاد شریف میں وعظ فرما رہے تھے کہ اس مجلس میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ (علماء دیوبند کے پیر و مرشد لیکن صحیح العقیدہ عاشقِ رسول تھے جبکہ ان کے نا خلف مریدوں نے ان کے خلاف عقیدے گھڑ لیے۔ دیکھئے فیصلہ ہفت مسئلہ اور نالہ امداد وجد میں آ کر کھڑے ہو گئے اور درود و سلام پڑھنے لگے اور فرمانے لگے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اس مجلس میں حضور کی زیارت کی ہے اور اس ذوق و شوق میں درود و سلام کا ورد بھی کھڑے ہو کر کرتے رہے۔

؎ در کہف الوریٰ ہے اور میں ہوں　　مقامِ مُدعا ہے اور میں ہوں
کرم ہے رحمۃ للعلمیں کا　　مدینے کی فضا ہے اور میں ہوں
کہاں میں اور کہاں دربار والا　　کرم کی انتہا ہے اور میں ہوں
نظر اٹھتی نہیں پاسِ ادب سے　　کوئی جلوہ نما ہے اور میں ہوں
میسر ہے عجب کیفِ حضوری　　دلِ درد آشنا ہے اور میں ہوں
جھکا جاتا ہے سَر اِک اِک قدم پہ　　حرم کا راستہ ہے اور میں ہوں
کرم کی بارشیں ہیں اور وہ ہیں　　محبت کا صِلہ ہے اور میں ہوں
جمیلؔ اللہ اکبر میری قسمت　　دیارِ مصطفیٰ ہے اور میں ہوں

(۳) چونکہ دوست تنہائی کا طالب ہوتا ہے اس لیے میدانِ محشر جو ہجوم، پکڑ دھکڑ اور حساب و کتاب کے ہنگاموں کا دن ہے جو تنہائی کی نقیض ہے۔ اس لیے اللہ نے اپنے محبوب کو معراج کی رات اپنے پاس بلا کر امت کی بخشش کی نوید سنا دی اور مقامِ محمود پہ شفاعت کا اذن دے کر اس نوید مسرت کو عملی جامہ پہنا دیا تا کہ:

؎ جو لینا ای لے جا چپ کر کے　　جو چاہویں منا جا چپ کر کے

(۴) سورج کی کیا مجال کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حسن و جمال کا سامنا کر سکے جب کہ آپ کا سراپائے اقدس سایہ نہ دارد۔۔۔ اور پھر سورج کی طرح آپ کا نور گھٹتا بڑھتا تو نہیں وہ تو بڑھتا ہی رہتا ہے۔

؎ تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا　　سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے حضور علیہ السلام کے بے سایہ ہونے کے متعلق دو کتابیں لکھیں (۱) قمر التمام (۲) نفی الفئی۔ جن میں سینکڑوں دلائل موجود ہیں ان میں سے چند یہ ہے۔

سورج کو سراجا وھاجا فرمایا گیا جب کہ حضور علیہ السلام کو سراجا منیرا فرمایا۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ کی حضور علیہ السلام کی شان میں مشہور رباعی ہے۔

لنا شمس وللافاق شمس ۔۔۔ وشمسی فوق من شمس السماء
وشمس الناس تطلع بعد فجر ۔۔۔ وشمسی تطلع بعد العشاء

آسمان کے سورج سے ہمارا سورج (سراجا منیرا) کہیں افضل ہے کہ آسمان کا سورج صرف دن کو روشنی دیتا ہے اور ہمارا سورج رات کو بھی چمکتا رہتا ہے۔

فتح الباری شرح بخاری میں ہے کہ حضور علیہ السلام جب رضاعت کے ایام میں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے تو ان کے گھر ساری رات روشنی رہتی لوگوں نے پوچھا کہ تیرے گھر رات کو روشنی کیسی ہوتی ہے تو انہوں نے فرمایا میں کوئی چراغ یا ایندھن تو نہیں جلاتی ہوں۔

واللہ ما اوقد نارا الانور وجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

میرے گھر تو ساری رات رخ والضحیٰ روشنی بکھیرتا رہتا ہے۔ تو جب آپ سورج ٹھہرے تو سورج خود سایہ نہیں رکھتا دوسروں کو سایہ دار بنادیتا ہے اس معنی میں کسی کا یہ شعر ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا ۔۔۔ میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے واقعہ افک کے موقع پر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا۔

ان اللہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یقع الانسان قدمہ علیٰ ذلک

(المدارک ص ۱۰۳ ج ۲)

حضور! اللہ نے تو آپ کا سایہ بھی زمین پر نہیں ڈالا تا کہ کوئی اس پر قدم رکھ کے توہین نہ کر سکے۔ (تو ایسی ویسی عورت آپ کے نکاح میں کیسے دے گا)

ترمذی نے حضرت ذکوان سے روایت فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام کے جسم اقدس کا چاند کی چاندنی اور سورج کی روشنی میں سایہ نہ تھا۔ اسی طرح ابن سبع نے خصائص الکبریٰ میں نقل فرمایا ہے۔

امداد السلوک میں رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں حق تعالیٰ آنجناب رانور فرمودہ بتواتر ثابت شدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نداشتند وظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل می دارند۔ (ص ۸۶ فارسی)

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو نور فرمایا اور تواتر سے ثابت ہے کہ آپ کا سایہ نہیں تھا اور نور کے علاوہ ہر شے کا سایہ ہوتا ہے۔ جب تواتر سے ثابت ہے تو کوئی حدیث اگر اس مسئلہ پر کمزور بھی ہو تو حرج نہیں۔

نسیم الریاض، تفسیر کبیر، خازن۔ مواہب لدنیہ کے علاوہ اسلاف کی کئی کتب میں سایہ نہ ہونے اور نور ہونے کے دلائل

دیکھے جاسکتے ہیں۔

(۵) محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت میں مرنے والوں کو ہمیشہ کی زندگی نصیب ہو جاتی ہے گویا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی مسیحائی سے بڑھ کر حضور علیہ السلام کی مسیحائی ہے کہ آپ کی مسیحائی سے حیات جاودانی مل جاتی ہے۔ جس پر مندرجہ ذیل آیاتِ گواہ ہیں

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون۔ (القرآن)

؎ تیرے نام میں جو فنا ہوا وہ فنا سے تو کا عدو بنا جو اسے مٹائے وہ خود مٹا وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

(۶) ان کو یکتا کیا اور خلق بنائی یعنی انجمن کر کے تماشا کریں تنہائی دوست
(۷) کعبہ و عرش میں کہرام ہے ناکامی کا آہ کس بزم میں ہے جلوۂ یکتائی دوست
(۸) حسن بے پردہ کے پردے نے مٹا رکھا ہے ڈھونڈنے جائیں کہاں جلوۂ ہرجائی دوست
(۹) شوق رو کے نہ رکے پاؤں اٹھائے نہ اٹھے کیسی مشکل میں ہیں اللہ! تمنائی دوست
(۱۰) شرم سے جھکتی ہے محراب کہ ساجد ہیں حضور سجدہ کرواتی ہے کعبہ سے جبیں سائی دوست

مشکل الفاظ کے معانی:

* یکتا۔ بے مثل * خلق۔ مخلوق * یعنی۔ مطلب ومراد یہ ہے * انجمن۔ محفل * کہرام۔ شور، واویلا، رونا چلانا * ناکامی۔ نامرادی * بزم۔ محفل * بے پردہ۔ کھلا ہوا * مٹا رکھا ہے۔ بھلا دیا ہے * ہرجائی۔ ہر جگہ پر حاضر * شوق۔ جذبہ * تمنائی۔ آرزو، خواہش * محراب۔ عبادت کرنے کی جگہ، مسجد میں امام کے کھڑے ہونے کا مقام * ساجد۔ سجدہ کرنے والا * جبیں۔ پیشانی * سائی۔ سائیدن سے ہے بمعنی رگڑنا

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) اللہ نے اپنے محبوب کو سب سے اول، افضل واعلیٰ بنایا پھر آپ کی نگاہوں کے سامنے ساری کائنات کو بنایا تاکہ محبوب اپنی آنکھوں سے کائنات کا بننا دیکھے اور کائنات کو بنانے والا محفل کائنات میں اپنی تخلیق کے نگران اعلیٰ کی عظمت کا نظارہ کرے۔

قرآن مجید کی آیت کریمہ انا اول المسلمین (الانعام) اور کئی احادیث مبارکہ حضور علیہ السلام کی اولیت پر دلالت کرتی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

کنت نبیا و ادم بین الماء والطین۔

؎ ایسا کوئی محبوب نہ ہوگا نہ کہیں ہے بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے

(۷) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو جب سر عرش بلایا تو کعبہ اور عرش معلی دیکھتے ہی رہ گئے اور ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے۔ چنانچہ یہ دونوں مقدس مقامات اس مقدس رسول کا دیدار نہ ہو سکنے کی ناکامی پر افسوس و واویلا کناں ہوئے کہ کاش محبوب کی

ملاقات کا شرف ہمیں ملتا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام عرش پہ تشریف لے گئے تو عرش نے آپ کا دامن پکڑ کر عرض کیا ''اسم تو سبب آرام دل و باعث طمانیت است ۔۔۔ افتاد بر من نظر تو (ص ۷۰ اج ۱) آقا آپ کا نام میرے دل کا آرام ہے اور جان کا سکون ہے ایک نگاہ کرم مجھ پر بھی ہو جائے۔

(۸) ہر جگہ جلوہ دکھانے والے محبوب کو کہاں تلاش کیا جائے، کس بزم میں ڈھونڈیں اس کے بے پردہ حسن نے ایسا پردہ ڈالا ہوا ہے کہ ہم سب کی نگاہوں پہ اس کو دیکھنے سے پردے پڑ گئے۔ یہ انداز قرآنی آیت و ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی سے ماخوذ ہے۔

ـــــ ایسے پردے کے قربان جاؤں لاکھ پردوں میں پردہ نہیں ہے

(۹) الٰہی! تیرے محبوب کے دیدار کا متمنی کیا کرے کدھر جائے پاؤں میں چلنے کی طاقت نہیں نگاہوں میں دیکھنے کی تاب نہیں لیکن پھر بھی ملاقات کا شوق چلنے پر مجبور کر رہا ہے، تو ہی مدد کرے گا تو کامیابی ہوگی۔

ایسے ایسے اولیاء کرام بھی ہوئے ہیں کہ فرماتے ہیں اگر حضور علیہ السلام میری آنکھوں سے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی غیب رہیں تو میں اپنے آپ کو مسلمان ہی شمار نہیں کرتا۔ (شیخ ابوالعباس مرسی۔ ابوالحسن شاذلی)

امام اعظم علیہ الرحمہ قصیدہ نعمانیہ میں فرماتے ہیں۔ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتیں بھی سنتا ہوں اور دیدار بھی کرتا ہوں۔

ـــــ واذا سمعت منك قولا طيبا وإذا نظرت فلا ارى الاك

خلقت کیوں جنیدی گول اے اوہ ہر دم فرید دے کول اے

(خواجہ غلام فرید)

(۱۰) اپنے محبوب حقیقی کی خاطر محبوب خدا کعبہ کی طرف سجدہ کرتے ہیں ورنہ کعبہ تو شرماتا ہوگا کہ جس کے پیدا ہونے پر میں نے جھک کر سلامی دی تھی وہ اپنے رب کا حکم مان کر مجھے سجدہ کر رہا ہے اور محراب اسی لیے جھکی ہوئی ہے کہ شرما رہی ہے کہ اللہ کا حبیب جھک کر سجدہ کناں ہے۔

(۱۱) تاج والوں کا یہاں خاک پہ ماتھا دیکھا سارے داراؤں کی دارا ہوئی دارائی دوست

(۱۲) طور پر کوئی، کوئی چرخ پہ یہ عرش سے پار سارے بالاؤں پہ بالا رہی بالائی دوست

(۱۳) اَنْتَ فِیْهِمْ نے عدو کو بھی لیا دامن میں عیش جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست

(۱۴) رنج اعداء کا رضا چارہ ہی کیا ہے کہ انہیں آپ گستاخ رکھے حلم و شکیبائی دوست

مشکل الفاظ کے معانی:

* تاج والے—بادشاہ * داراؤں کا دارا—بادشاہوں کا بادشاہ، دارا ابن داراب ایران کا بڑے جلال والا بادشاہ جس کو سکندر اعظم نے قتل کیا * دارائی—شہنشاہی * طور—پہاڑ * چرخ—آسمان * پار—آگے * بالاؤں—اونچوں * بالائی—اونچائی

*انت فیھم – آپ ان میں ہیں 'آیہ قرآنی کا حصہ *عدو – دشمن *دامن – پناہ *عیش – آرام، راحت *جاوید – ہمیشہ *شیدائی – عاشق *اعداء – جمع عدو کی معنی دشمن *چارہ – علاج *شکیبائی – صبر وتحمل۔

مفهوم اشعار وخلاصه تشریح:

(۱۱) اللہ کے محبوب کی حکومت دنیا کے اور دین کے سارے حکمرانوں پر ہے اس لیے تو آپ کے آستانے کی خاک پہ دنیا کے بادشاہ آ کر جبیں سائی کرتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کی ولادت کے وقت ہی اعلان کر دیا گیا تھا۔

قبض محمد علی الدنیا کلها ولم یبق خلق من اهلها الا دخل فی قبضته۔ (ابونعیم)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا تو کوئی بھی ان کی حکومت سے باہر نہیں ہے۔

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا! میرے دو وزیر زیر زمین پہ ہیں (ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما) دو آسمان پر (جبریل و میکائیل علیہما السلام) اور یہ بات پکی ہے کہ وزیر بادشاہوں کے ہی ہوتے ہیں اور بادشاہت کے علاقے میں ہی ہوتے ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ حکومت پاکستان میں ہو اور وزیر بھارت یا امریکہ میں ہوں وہاں تو سفیر ہو سکتے ہیں۔ تو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دوسرا جتنا بھی بڑے سے بڑا بادشاہ ہو اس کی حکومت صرف زمین پہ ہو سکتی ہے اور ہمارے آقا کی حکومت زمین پہ بھی ہے آسمان پر بھی، میرا ایک شعر ہے۔

ے وَزِیْرَایَ فِی السَّمَآءِ وَوَزِیْرَایَ فِی الْاَرْضِ

ظاہر ہے اس حدیث سے حکومت رسول کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۲) کسی کی معراج طور تک ہے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی کی چوتھے آسمان تک (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اور ہمارے آقا کی معراج کی گرد کو بھی کون پہنچ سکتا ہے کیونکہ آپ کی بلندی تمام سربلندوں کی بلندی سے بلند ہے۔

ے اک کالیاں زلفاں والا سی جہڑا عرشاں توں لنگ پار گیا

کہ جہاں جبریل امین نے بھی ساتھ جانے سے معذرت کر لی اور عرض کیا۔

ے اگر یک سر موئے بر تر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

اعلیٰ حضرت اپنی مشہور زمانہ ایک نعت میں پوری وضاحت سے فرماتے ہیں۔

ے سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی
سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

(۱۳) اے میرے آقا کی سچی غلامی کا دم بھرنے والے! تیری تو پانچوں گھی میں ہیں عیش کر اور کسی قسم کی فکر نہ کر کیونکہ تو تو ماننے والا ہے اللہ نے تو حضور علیہ السلام کی وجہ سے کافروں کو بھی دنیا میں عذاب سے محفوظ رکھا ہوا ہے پھر تجھے کیا پرواہ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم ۔(انفال)

اللہ ان (کافروں) کو عذاب نہیں دیتا اس حال میں کہ آپ بھی ان میں موجود ہیں۔
شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

؎ دوستاں را کجا کنی محروم — تو کہ با دشمناں نظر داری

جب تو دشمنوں کو بھی نوازتا ہے تو دوستوں کو کیسے محروم رکھے گا۔

(۱۴) یہ شعر مندرجہ بالا شعر سے متعلق ہے کہ آپ کے اس جود و کرم اور صبر و تحمل نے تو گستاخوں کو گستاخی کرنے پر دلیر کر دیا ہے، اس لیے ان کی گستاخی کا ہم کیا علاج کریں۔ یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نرمی سے فائدہ اٹھا کر دشمن گستاخی کرتا ہے۔

راہ حق میں آنے والی مشکلات کا ذکر:

نبی کریم علیہ السلام پر کافروں کے ایسے ایسے ظلم و ستم کا تذکرہ کتب احادیث میں ملتا ہے کہ روح کانپ اٹھتی ہے۔ کبھی حرم شریف میں نماز پڑھتے ہو آپ پہ اونٹ کی گندی او جھ رکھ کر تالیاں بجاتے اور مذاق اڑاتے ہیں۔ طائف کے بازاروں میں جو آپ کے ساتھ سلوک ہوا اس کے بعد کیا لکھا جائے جب کہ پہاڑوں کے فرشتے نے بھی آ کر عرض کیا (آپ کا کیا حوصلہ ہے) میرے آقا! حکم کریں تو ان پر پہاڑ گرادوں فرمایا اے فرشتے (تیرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہوگا) میں تو اللہ کے دین کی خاطر اس سے زیادہ تکالیف بھی برداشت کرنے کو تیار ہوں۔ میں ان کے لیے پھر بھی دعا ہی کروں گا۔

اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون۔

اے اللہ ان کو معاف کر دے یہ (تیرے نبی کی عظمت کو) جانتے نہیں ہیں۔

؎ بھری تھیں جھولیاں پتھر سے ان کی سنگباری کو — نشانے دور سے کرنے لگے محبوب باری کو
یہ سن کر رحمۃ للعالمین نے فرمایا — کہ میں اس دھر میں قہر و غضب بن کر نہیں آیا
دعا مانگی الٰہی قوم کو چشم بصیرت دے — الٰہی رحم کر ان پر انہیں نور ہدایت دے
الٰہی فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر — الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ (غورث بن حارث نامی) ایک اعرابی نے ایک جنگ سے واپسی پر صحابہ کرام کی عدم موجودگی میں جب کہ آپ (ﷺ) ایک درخت کے نیچے دو پہر کے وقت آرام فرما رہے تھے، آپ پر تلوار کھینچ لی اور کہنے لگا تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ فرمایا میرا اللہ، اتنی بات سننے کی دیر تھی کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور تھر تھر کانپنے لگا مگر آپ نے اس کو معاف کر دیا۔

ابو طارق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو (پہلی بار) ذی المجاز کی منڈی میں دیکھا کہ آپ قبائل کے پاس جا جا کر فرما رہے ہیں۔

یا ایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا۔

اے لوگو لا الہ الا اللہ پڑھو تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

وخلفه رجل له غديرتان يرجمه بالحجارة حتى ادمىٰ كعبه۔

آپ کے پیچھے پیچھے ایک مینڈیوں والا بندہ آپ کو پتھر مار رہا تھا جس سے آپ کے قدموں سے خون بہنے لگا اور جن کو حضور تبلیغ فرما رہے تھے یہ ظالم ان کو کہتا۔

لاتسمعوا منه فانه كذاب۔

لوگو! اس کی نہ سننا یہ بہت جھوٹا ہے میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے تو انہوں نے بتایا یہ اسی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چچا عبدالعزیٰ ابولہب ہے۔

اس منڈی کا ذکر امام بیہقی نے فرمایا کہ حضور ﷺ لوگوں کو فرما رہے تھے۔

قولوا لااله الا الله تفلحوا اذرجل خلفه يسفى عليه التراب فاذا هو ابو جهل وهو يقول يا ايها الناس لا يغرنكم هذا عن دينكم فانما يريد ان تتركوا عبادة اللات والعزى۔

ابوجہل پیچھے سے آیا اور آپ پر مٹی ڈال کر لوگوں سے کہنے لگا! اے لوگو یہ تمہیں دھوکہ دے کر تمہارے معبود لات اور عزیٰ کی عبادت تم سے چھڑوانا چاہتا ہے۔

امام بخاری نے تاریخ میں، طبرانی نے کبیر میں مدرک بن منیب العامری سے روایت کیا کہ زمانہ جاہلیت میں میں نے دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کو فرما رہے ہیں۔

يا ايها الناس قولوا لا اله الا الله تفلحوا۔

بس پھر کیا ہوا ومنهم من تفل فى وجهه کسی نے حضور ﷺ کے چہرہ انور پر تھوکنا شروع کر دیا ومنهم من حثا عليه التراب کسی نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر مٹی ڈالنی شروع کر دی ومنهم من سبه کوئی گالیاں دینے لگا حتى انتصف النهار۔ یہاں تک کہ اس سلوک میں دوپہر ہوگئی (وہ جرم کرتے رہے آپ کرم کرتے رہے، وہ خطائیں کرتے رہے آپ عطائیں کرتے رہے وہ گالیاں دیتے رہے آپ دعائیں کرتے رہے)

واقبلت جارية بعس من ماء۔

ایک بچی آئی پانی کا پیالہ لے کر فغسل وجهه ويديه آپ نے اس سے چہرہ مبارک دھویا اور اس بچی کو فرمایا۔

يا بنية لا تخشىْ على ابيكَ غلبةً ولا ذلةً۔

اے میری پیاری بیٹی! اپنے باپ کے ساتھ کافروں کا یہ سلوک دیکھ کر غم نہ (اس بات کا) کر کہ کافر غالب آجائیں گے وقلت من هذه میں نے پوچھا بچی کون ہے قالوا زينب بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم لوگوں نے بتایا کہ یہ اسی نبی کی بیٹی زینب ہے۔ (اللہ اکبر کبیرا)۔

سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں　　سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں　　سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں

صلى الله تعالىٰ على حبيبه سيدنا ومولانا محمد واله واصحابه وسلم تسليما كثيرا كثيرا

نعت شریف نمبر (۱۵) ''رخ''

(۱) طوبیٰ میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ — مانگوں نعت نبی لکھنے کو روح قدس سے ایسی شاخ

(۲) مولیٰ گلبن رحمت زہرا سبطین اس کی کلیاں پھول — صدیق و فاروق و عثمان و حیدر ہر ایک اس کی شاخ

(۳) شاخ قامتِ شہ میں زلف و چشم و رخسار و لب میں — سنبل نرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

(۴) اپنے ان باغوں کا صدقہ وہ رحمت کا پانی دے — جس سے نخل دل میں ہو پیدا پیارے تیری ولا کی شاخ

(۵) یاد رخ میں آہیں کر کے بن میں رویا آئی بہار — جھومیں نسیمیں نیساں برسا کلیاں چٹکیں مہکی شاخ

(۶) ظاہر و باطن اول و آخر زیب فروع و زین اصول — باغ رسالت میں ہے تو ہی گل غنچہ جڑ پتی شاخ

(۷) آلِ احمد خذ بیدی یا سید حمزہ کن مددی !! — وقتِ خزانِ عمر رضا ہو برگ ہدیٰ سے نہ عاری شاخ

مشکل الفاظ کے معانی:

* طوبیٰ۔ جنتی درخت جو کئی طرح کے پھل اور خوشبو دیتا ہے * نازک۔ نفیس * روح قدس۔ جبریل امین * گلبن۔ گلاب کا پودا * زہراء۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا * سبطین۔ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما * قامت۔ قد انور * شہ۔ بادشاہ * رخسار۔ گال * لب۔ ہونٹ * سنبل۔ خوشبو دار گھاس * نرگس۔ آنکھ کی شکل کا خوبصورت پھول * گل۔ پھول * پنکھڑیاں۔ پھول کی پتیاں * باغوں۔ باغ کی جمع * نخل دل۔ دل کا پودا، کھجور کا درخت * ولا۔ محبت * رخ۔ چہرہ * آہیں۔ سسکیاں * بن۔ جنگل * بہار۔ پھولوں کا موسم * نسیمیں۔ نسیم کی جمع صبح کی بھینی بھینی ہوا * نیساں۔ بارش * چٹکیں۔ کھلیں * مہکی۔ خوشبو دی * ظاہر۔ عیاں * باطن۔ پوشیدہ * اول۔ پہلا * آخر۔ آخری * زیب۔ خوبصورتی، سجاوٹ * فروع جمع فرع کی۔ ٹہنی، شاخ * اصول۔ جمع اصل کی بمعنی جڑ، بنیاد * ال احمد۔ مارہرہ شریف (انڈیا) کے ایک عظیم بزرگ، اعلیٰ حضرت کے مشائخ میں سے * خذ بیدی۔ میرا ہاتھ پکڑیے مدد فرمایئے * حمزہ۔ مشائخ میں سے ایک بزرگ * کن مددی۔ میری مدد کیجئے * خزاں۔ پت جھڑ کا موسم * برگ۔ پتہ * ہدیٰ۔ ہدایت * عاری۔ برہنہ، ننگی

(۱) حضرت جبریل امین علیہ السلام کی خدمت میں گزارش ہے کہ جنت کے خوشبو دار درخت کی سیدھی، اونچی اور نہایت ہی نفیس ترین شاخ عطا فرمائیں تا کہ اس کی قلم بنا کر خدا اور خدائی کے محبوب کی اس سے نعت لکھوں اور تا کہ اس قلم کی نزاکتوں کے ذریعے نعت شریف کی نزاکتوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر نعت لکھنے کا حق ادا کیا جا سکے

؎ واضحیٰ رخ کا اندھیروں میں اجالا چاہیے — بحر غم میں ڈوبتوں کو کملی والا چاہیے

جو مجھے اک پل میں لے جائے درِ محبوب تک — وہ فغاں وہ دردِ غم وہ آہ و نالہ چاہیے
میں نے کب مانگے ہیں کھانے خلد کے جنت کے پھل — مجھ کو تو بس ان کے ہاتھوں کا نوالہ چاہیے
خود بڑھے گی رحمت حق بخشوانے کے لیے — حشر کے دن بس محمد کا حوالہ چاہیے
جو یزیدوں سے بچا لے حرمت اسلام کو — پھر حسین ابن علی جیسا جیالا چاہیے
کر سکو گے کس طرح ان سے صحابہ کو جدا — گرد مدنی چاند کے تاروں کا ہالہ چاہیے
حجر اسود خوب ہے حوروں کے خالوں کے لیے — پر حبش والے کا ان کو رنگ کالا چاہیے
کون کر سکتا ہے نعت مصطفیٰ کا حق ادا — پھر بھی کچھ انداز تو صائم نرالا چاہیے

(۲) حضور علیہ السلام رحمت الٰہی کے سرخ گلاب کا اگر پودا ہیں تو فاطمۃ الزہرا اس رحمت کے پودے کی کلی اور حسن وحسین اس کے پھول ہیں جب کہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس کی شاخیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اس شعر میں نعت نبی کے علاوہ عظمت اہل بیت اور خلفاء راشدین کی شان کا ایک نہایت ہی حسین گلدستہ تیار کر دیا ہے ایک عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فارسی میں اس مفہوم کو یوں ادا فرمایا ہے۔

صدیق عکس حسن و جمال محمد است — فاروق ظل جاہ و جلال محمد است
عثماں ضیائے شمع کمال محمد است — حیدر بہار باغ خصال محمد است
اسلام ما اطاعت خلفائے راشدین — ایمان ما محبت ال محمد است

(صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم اجمعین)

(۳) آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے قد انور اور جسم منور میں زلف معطر سنبل کی طرح خوشبودار ہے۔ جس سے دل وجاں معطر ہیں، سرگیں آنکھیں نرگس کے پھول ہیں جن کو جتنا زیادہ دیکھیں طلب بڑھتی جاتی ہے اور جی بھرنے کا نام نہیں لیتا، رخسار مبارک پھول ہیں جن کے نظارے سے آنکھوں کا نور بڑھ جاتا ہے، اور لبہائے شیریں بیان پھول کی پنکھڑیاں ہیں جو حرکت کرتے ہیں تو گویا جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں جن سے جنتی ہوائیں چل کر دل کو سرور آنکھوں کو نور، جان کو آسودگی اور روح کی بالیدگی عطا کرتی ہیں۔ سبحان اللہ

کون کر سکتا ہے نعت مصطفیٰ کا حق ادا — پھر بھی کچھ انداز تو صائم نرالا چاہیے

(۴) اے میرے رحمت والے آقا! اپنے ان حسین باغوں کے طفیل رحمت کا ایسا پانی عطا فرمائیں جس سے میرے دل کے سوکھے ہوئے درخت میں بھی آپ کی بابرکت محبت کی شاخ پیدا ہو۔

حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام میں بھی یہی تڑپ تھی کہ جمال یار ہر وقت نگاہوں کے سامنے رہے ذرا جدائی ہو جاتی تو ان کے چہروں سے پتہ چل جاتا کہ فراق یار میں یہ حالت ہوگئی ہے، یہی سبب حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کی بیماری کا بنا اور اسی وجہ سے ان کو ان کے آقا کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ حضرت ربیعہ کو جب حضور علیہ السلام نے کھلی چھٹی دی کہ مانگ کیا مانگتا ہے انہوں نے بھی جنت میں حضور کا قرب ہی مانگا۔ اور صحابہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے حضور علیہ السلام کی زبان سے یہ

سنا کہ المرء مع من احب کہ بندہ قیامت کو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو دنیا میں محبت ہوگی تو اسلام لانے کے بعد ہم اس سے زیادہ کبھی خوش نہ ہوئے کیونکہ ہمیں حضور ﷺ سے محبت ہے تو گارنٹی مل گئی کہ ہم جنت میں بھی حضور کے ساتھ ہی ہوں گے۔ (ﷺ)

؎ توڑ دے ساتھی توڑ نبھیسن انگلیاں پھڑ کے جنت دیسن
نال نبی دے سیر کریسن جنت دے گلزاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا

(۵) (اس شعر میں اعلیٰ حضرت اپنی دینی خدمات کو تحدیث نعمت کے طور پر بیان فرماتے ہیں)

یا رسول اللہ! آپ کے رخ زیبا کو یاد کر کے میں اس قدر تڑپا اور رویا کہ رحمت الٰہی کو میرے اوپر ترس آ گیا اور جنگل میں منگل لگ گیا، باد نسیم مست ہو کر چلنے لگی، کلیاں کھل کر پھول بننے لگیں اور ہر شاخ مہکنے لگی۔

یعنی آپ کے رخ والضحیٰ کی برکت سے چونکہ میری محنت کا مقصد صرف آپ کی رضا اور آپ کے دین کا تحفظ تھا اس لیے میری سعی قبول ہوگئی اور آپ کے روشن چہرے کی برکت سے آج جہاں احمد رضا کا نام آپ کے اور آپ کے دین کے دشمنوں کے سینوں میں تیر بن کر لگتا ہے وہاں اہل محبت کی دنیا میں سند کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

؎ اعظم میری زبان کہاں اور کہاں وہ ذات نام اپنا ان کے ذکر سے چمکا رہا ہوں میں

(۶) اے میرے پیارے نبی! ہمارا سب کچھ آپ ہی ہیں آپ ہی ظاہر و باطن ہیں آپ ہی اول و آخر ہیں، شاخوں کی زینت بھی آپ ہیں اور تنوں کا حسن بھی آپ ہیں الغرض کلی پھول، پتی، شاخ، جڑ آپ ہی کی ذات ہے۔

؎ مینڈا دین وی توں تے ایمان وی توں مینڈا جسم وی توں مینڈی جان وی توں
مینڈی حج نمازاں فرض فریضے مینڈا مصحف تے قرآن وی توں

شیخ سعدی فرماتے ہیں

؎ تو اصل وجود آمدی از نخست دگر ہرچہ موجود شد فرع تست

مدارج النبوۃ میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ھو الاول والاخر والظاھر والباطن کی یہی تفسیر فرمائی ہے کہ ان ساری صفات سے حضور کی ذات اقدس مراد لی جاسکتی ہے کسی نے کیا خوب فرمایا

؎ حقیقت محمد دی پا کوئی نہیں سکدا اتھاں چپ وی جا ہے الا کوئی تہیں سکدا

(۷) اے میرے آقا نعمت حضرت اچھے میاں! مجھے سہارا دیجئے اور اے میرے محسن و مربی حضرت حمزہ میری مدد کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ دم واپسیں میری زندگی کی شاخ ہدایت کے پتوں سے خالی ہو جائے۔

حضرت اچھے میاں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مشائخ میں سے ہیں ان کی عظمت و شان کے لیے ایک واقعہ کافی ہے کہ مولانا عبد المجید بدیوانی فرماتے ہیں "میرے دل میں مرشد کامل کی بیعت کا خیال پیدا ہوا تو میں نے رات کو خواب میں حضور علیہ السلام کی کچہری لگی دیکھی جس میں غوث اعظم، بابا فرید الدین شکر گنج اور دیگر اولیائے کرام کے ساتھ حضرت آل احمد اچھے میاں بھی حاضر ہیں چنانچہ حضور علیہ السلام کی اجازت سے حضرت غوث پاک نے میرا ہاتھ پکڑا اور حضرت اچھے میاں کے ہاتھ میں دے دیا۔

میں صبح اٹھ کر سید حامار ہرہ شریف گیا اور حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا (تذکرہ علماء ہند۔ ملخصا)

کتنی عنایتیں ہیں خدائے غفور کی
چوکھٹ لگی ہے ہاتھ میرے آنحضور کی

گردن میں طوق ان کی غلامی کا ڈال کر
کرنے چلا ہوں پار بلندی میں طور کی

محشر کی فکر ہے نہ غم ہے حساب کا
لے کر چلا ہوں ساتھ میں نسبت حضور کی

پامال کر دیں پاؤں تلے روند روند کر
آقا نہیں ہے مجھ کو ضرورت شعور کی

ہاتف نے ایک بات کہی مجھ سے راز کی
ہیں ابتدا یہی تو نہایت ہیں نور کی

صابر گدا ہے فاطمہ زہرا کے لال کا
ہو گی ضرور اس پہ کریمی حضور کی

----***----

نعت شریف نمبر(١٦) ”دال“

(١) زہے عزت وا عتلائے محمد ﷺ — کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد
(٢) مکاں عرش ان کا فلک فرش ان کا — ملک خادمان سرائے محمد
(٣) خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خدا چاہتا ہے رضائے محمد
(۴) عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر — خدائے محمد برائے محمد
(۵) محمد برائے جناب الٰہی — جناب الٰہی برائے محمد

مشکل الفاظ کے معانی:

* زہے۔ کلمۂ تحسین، بہت خوب، واہ واہ * اعتلاء۔ رفعت و بلندی * زیر پائے۔ پاؤں کے نیچے * مکاں۔ جائے قیام، گھر * فلک۔ آسمان * فرش۔ بیٹھنے کی جگہ * ملک۔ فرشتہ * خادماں۔ خادم کی جمع، نوکر چاکر * رضا۔ خوشنودی * دو عالم۔ دونوں جہان * عجب۔ تعجب، حیرانگی * برائے۔ واسطے، وسیلے سے * جناب۔ بارگاہ

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(١) سبحان اللہ! واہ واہ، کیا بات ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کتنا بلند رتبہ عطا فرمایا ہے کہ عرش معلّی اپنی تمام بلندیوں کے باوجود حضور علیہ السلام کے پاؤں کے نیچے ہے اور سرکار کے قدوم میمنت لزوم کے بوسے لے کر فخر محسوس کر رہا ہے۔

عرش کو عرش کہا ہی اس لیے گیا ہے کہ وہ ساری مخلوق سے اوپر اور بلند ہے تو جب حضور ﷺ کے قدم اس سے بھی بلند ہو گئے اور عرش نیچے رہ گیا تو اب اس کو اس معنی میں عرش کہلانے کا کیا حق ہے کہ میں بلند ہوں اس لیے عرش ہوں اب تو اس کی فضیلت اضافی رہ گئی حقیقی بلندی والی فضیلت سرکار کے قدموں کو مل گئی۔ اس لیے جو بعض روایات میں آتا ہے اول ما خلق اللہ العرش۔ اللہ نے سب سے پہلے عرش کو پیدا فرمایا تو اول ما خلق اللہ نوری والی حدیث کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کے لیے علماء نے فرمایا کہ یہاں عرش سے مراد بھی حضور ہی کی ذات ہے۔

امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو (معراج جسمانی میں) دراصل دس معراجیں ہوئیں۔

سبعۃ فی السموات والثامن الی سدرۃ المنتھی و التاسع الی المستوی والعاشر الی العرش۔ (افضل القریٰ شرح ام القریٰ)

سات معراجیں سات آسمانوں میں آٹھویں سدرۃ المنتہیٰ تک نویں مستویٰ تک اور دسویں عرش معلّی تک۔

سیالکوٹ میں کسی جلسے کی صدارت علامہ اقبال فرمارہے تھے کہ کسی نعت خواں نے اعلیٰ حضرت کی یہ نعت پڑھی تو اقبال نے وجد میں آ کرنی البدیہہ دو شعر پڑھے اور کہا عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی اس نعت میں میرا حصہ بھی ڈال دو وہ شعر یہ ہیں

ے تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ، بنائے خدا اور بسائے محمد — تماشا تو دیکھو کہ نار جہنم، لگائے خدا اور بجھائے محمد

سبحان اللہ کیا اچھا ذوق ہے وفی ذلک فلینا فس المنافقون (القرآن)

ایسے ہی کاموں میں اہل ایمان کو ایک دوسرے پہ سبقت کرنی چاہیے۔

ے مکے کی وادیوں میں خیر الانام آئے — تاریکیوں میں بن کے ماہ تمام آئے
آداب مجلسی کو دیکھو کچھ اس طرح سے — جبریل بھی جو آئے با احترام آئے
محبوب کو جو اپنے قوسین تک بلایا — کیا کیا بصیرتوں کے روشن مقام آئے
یہ دن سعادتوں کے اللہ نے دکھائے — اللہ کی رحمتوں کے گردش میں جام آئے
بھر بھر کے جھولیوں میں گلہائے نعت اختر — ہدیہ عقیدتوں کا لے کر غلام آئے

(۲) جن کا ٹھہرنا عرش پہ ہے اور رہنا فرش پہ ہے (اور گزرنا آسمانوں سے) جب کہ فرشتے آپ کے در دولت کے نوکر چاکر ہیں۔ پیچھے حوالہ گزر چکا کہ اللہ تعالیٰ نے سید الملائکہ جبریل امین کو خصوصاً حضور علیہ السلام کی خدمت خاص کے لیے پیدا فرمایا ہے اور اس خدمت کے مختلف انداز ہیں۔

جب ابو جہل نے حضور علیہ السلام کو پتھر سے شہید کرنے کی ناپاک کوشش کی تو جبریل امین چیتے کی شکل میں ظاہر ہوئے ابو جہل ایسا مبہوت ہوا کہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر گیا اور ابو جہل بھاگ گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

ذلک جبریل لو دنی منی لاخذہ۔

وہ جبریل تھے اگر ابو جہل میرے قریب آتا تو پکڑا جاتا۔ (جواہر البحار ص ۷ء) وحی لے کر آتے تو صرف جبریل آتے تھے یہ جو صبح و شام ستر ستر ہزار آتے ہیں، وہ جو مدینہ کے راستوں پر کھڑے ہو کر طاعون و دجال سے مدینہ کی حفاظت کا پہرہ دے رہے ہیں یہ جو غزوۂ بدر میں ہزاروں اتر رہے ہیں، یہ جو غزوۂ خندق میں جنو دالم تروھا (الاحزاب) کا لشکر آیا جو فرشتے بشارتیں و خوشخبریاں لے کر آتے۔ ایک دن آپ نے فرمایا یہ فرشتہ اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا یہ صرف مجھے بتانے آیا ہے کہ

الحسن و الحسین سیدا شباب اهل الجنة۔ (ترمذی)

کہ حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں (رضی اللہ عنہما)

سفر طائف میں ملک الجبال کا آنا اور اپنی خدمات پیش کرنا (پیچھے بخاری شریف کے حوالے سے گزر چکا) امت کا درود و سلام پیش کرنے والے (مشکوۃ) اگر پھر بھی کوئی فرشتوں کو خادمان سرائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ماننے کے لیے تیار نہیں تو اس کی قسمت جب سید الملائکہ کی تخلیق ہی خدمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے تو اس کے ماتحت بھی تو اس کھاتے میں آئیں گے۔

ے دیہہ جن تارے سجدے کر دے — قدماں اتے متھا دھر دے
حور و ملائک اس دے نیں بردے — صلی اللہ علیہ و سلم

(۳) دونوں جہان خدا کی مرضی کے طلب گار ہیں اور خدا اپنے محبوب کی رضا چاہتا ہے۔
اس لیے کبھی قبلہ تبدیل فرمارہا ہے تو صرف اس لیے تا کہ حبیب راضی ہو جائے کبھی فرماتا ہے۔

ولسوف یعطیك ربك فترضی (الضحیٰ)

تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آقا میں دیکھتی ہوں۔

ان ربك یسارع الی هواك۔ (اوکما قالت رضی اللہ عنہا)

آپ کا رب تو آپ کی خواہش پوری کرنے میں بہت جلدی فرماتا ہے (بخاری)

؎ ویکھو! محبوباں دی مرضی تے قبلے بدلائے جاندے نیں

(۴) اس میں تعجب کرنے کی کیا بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے ہی ہم پہ رحم وکرم فرمانے والا ہے (دنیا وآخرت میں)
احیاء العلوم جلد ۴ کے علاوہ بھی کئی کتب میں یہ حدیث موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ میری امت کے بارے میں بات کی اور فرمایا کہ میں ستر ہزار کو بلاحساب بخش دوں گا۔ میں نے عرض کیا! اے اللہ زیادہ فرما۔ فرمایا اچھا ان ستر ہزار میں سے ایک ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار بلاحساب بخش دوں گا۔

(۵) (پنجابی میں کہتے ہیں "سو ہتھ رستہ تے سرے تے گنڈھ" یعنی قصہ مختصر، نتیجہ اور نچوڑ یا خلاصۂ کلام یہ ہے) کہ حضور اللہ کے لیے ہیں اور اللہ حضور کے لیے ہے۔ نسیم الریاض میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق (بندوں) کے دلوں پر نظر فرمائی تو حضور علیہ السلام کے دل کو سب سے افضل پایا فاصطفاہ لنفسہ۔ پس ان کو اپنے لیے چن لیا۔

؎ محبوب خدا کا کوئی ہم پایہ نہیں ہے — اس شان کا مرسل تو کوئی آیا نہیں ہے
بے مثل نے محبوب کو بے مثل بنایا ہے — واں جسم نہیں تو یہاں سایہ نہیں ہے

(۶) بسی عطر محبوئی کبریاء سے — عبائے محمد قبائے محمد
(۷) بہم عہد باندھے ہیں وصل ابد کا — رضائے خدا اور رضائے محمد
(۸) دم نزع جاری ہو میری زباں پر — محمد محمد خدائے محمد
(۹) عصائے کلیم اژدھائے غضب تھا — گروں کا سہارا عصائے محمد
(۱۰) میں قربان کیا پیاری پیاری ہے نسبت — یہ آنِ خدا وہ خدائے محمد

مشکل الفاظ کے معانی:

★ بسی ۔ رچ بس گئی ★ عطر ۔ خوشبو ★ محبوبی کبریا ۔ خدا کا محبوب ہونا ★ عبا ۔ جبہ ★ قبا ۔ شاہانہ لباس ★ بہم ۔ آپس میں ★ عہد ۔ وعدہ، قول وقرار ★ باندھنا ۔ پکا کرنا ★ وصل ۔ ملنا ★ ابد ۔ ہمیشہ ★ رضا ۔ خوشنودی ★ دم نزع ۔ بوقت موت ★ جاری ہو ۔ نکلے ★ عصائے کلیم ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک (ڈنڈا) جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے ★ اژدھا ۔ بہت بڑا سانپ ★ غضب ۔ قہر، غصہ ★ گروں ۔ گرے ہوئے پریشان حال ★ سہارا ۔ آسرا ★ میں قربان ۔ میں نثار ہو جاؤں، واری جاؤں ★ نسبت ۔ تعلق ★ آن ۔ عزت

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۶) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس فقیرانہ تھا یا شاہانہ بہر حال خدا کی محبت کی خوشبو میں بسا ہوا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کو صرف آپ سے ہی نہیں بلکہ آپ کی وجہ سے آپ سے تعلق رکھنے والی ہر شے سے محبت تھی تبھی تو شہر مکہ کی، زیتون وانجیر کی، آپ کی زندگی وقول کی آپ کے چہرہ وزلف کی قسم قرآن پاک میں یاد فرمائی ہے۔

ع وَالْبَلَدُ ہے تیرے مکاں کی قسم — لَعَمْرُكَ ہے تیری جاں کی قسم
والعصر ہے تیرے زماں کی قسم — تیرے رہنے کی جا کا کیا کہنا

اعلیٰ حضرت ایک جگہ فرماتے ہیں۔

ع وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا — نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا — تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

(۷) رضائے خدا اور رضائے مصطفیٰ نے آپس میں ایسا پکا قول وقرار کیا ہوا ہے کہ اس کا ہر کام اس کی مرضی سے اور اس کا ہر کام اس کی مرضی سے۔ مندرجہ ذیل آیات مبارکہ اس مفہوم کی تصدیق کے لیے کافی ہیں۔

والله ورسوله احق ان يرضوه۔ — اللہ اور اس کا رسول حق دار ہے کہ اس کو راضی کیا جائے۔
ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله۔ — حضور کی بیعت خدا کی بیعت۔
من يطع الرسول فقد اطاع الله۔ — حضور کی اطاعت خدا کی اطاعت۔
وما رميت اذ رميت ولكن الله رمىٰ۔ — حضور کا عمل خدا کا عمل۔
يدالله فوق ايديهم۔ — حضور کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔
استجيبوا لله وللرسول اذا دعاكم۔ — حضور کا بلانا خدا کا بلانا۔

قرآن مجید میں ان کے علاوہ بھی بے شمار آیات مبارکہ ہیں علاوہ ازیں حدیث کا ایک انبار بھی اس شعر کے معنی ومفہوم کی تائید میں موجود ہے ان میں سے بعض میں نے اپنے رسالے "توحید وشرک کا صحیح معنی ومفہوم" میں ذکر کی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے۔

ع خدا کا وہ نہیں ہوتا خدا اس کا نہیں ہوتا — جسے ہوتا نہ آتا ہو تمہارا یا رسول اللہ

(۸) اے اللہ میری اس دعا کو قبول کرلے کہ جب میری موت کا وقت آئے تو میری زبان پہ تیرا نام بھی ہو اور تیرے محبوب کا نام بھی ہوتا کہ اس حدیث کے مطابق جاؤں۔ جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

من كان اخر كلامه لا اله الا الله دخل الجنة۔

اس سے پورا کلمہ بمعہ محمد رسول اللہ مراد ہے کیونکہ خالی لا الہ الا اللہ سے تو بندہ مسلمان بھی نہیں ہوسکتا جنتی کیا ہوگا۔ جیسے کہا جاتا ہے ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے تو اس سے صرف بسم اللہ کے دو لفظ مراد نہیں ہے بلکہ پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مراد ہے۔

ع جب دم واپسیں ہو یا اللہ — لب پہ ہو لا الہ الا اللہ

(آمین بجاہ النبی الکریم الامین)

(۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ڈنڈا مبارک دیگر کمالات کے علاوہ یہ کمال بھی رکھتا تھا کہ جب فرعون نے جادوگروں کو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لیے بلایا تو انہوں نے جادو کے ذریعے رسیوں کو سانپ بنا کے دکھا دیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ڈنڈا پھینکا تو وہ غضبناک قسم کا اژدھا بن کر سارے سانپوں کو نگل گیا۔ ہمارے آقا کو جو اللہ نے عصائے رحمت عطا فرمایا ہے وہ دشمنوں کی سرکوبی بھی کرتا ہے اور مظلوموں کی مدد بھی، بے سہاروں کا سہارا، بے آسروں کا آسرا، گرتوں کو اٹھانے والا، روتوں کو ہنسانے والا اور سوتوں کو خواب غفلت سے جگانے والا ہے۔

عصائے موسوی:

موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے کمالات اور وہ کس انداز کا اژدھا بنا اس کی تفصیل تفسیر روح البیان میں دیکھی جا سکتی ہے اس میں سے چند باتیں یہ ہیں کہ آپ سونے کے وقت اس کو سر کے نیچے رکھتے تو تکیہ بن جاتا۔ کنویں میں لٹکاتے تو رسی بن جاتا، قرآن پاک میں ہے یہی عصا آپ نے پتھر پہ مارا تو بارہ چشمے جاری ہو گئے اور دریا پہ مارا تو بارہ خشک راستے (پل) بن گئے اور جب آپ نے فرعون کے دربار میں جادوگروں کے بناوٹی سانپوں کے آگے پھینکا تو اس غضب کا اژدھا بنا کہ دنیا میں اتنا بڑا کوئی سانپ نہیں ہو سکتا، جسم پہ گھوڑے کی طرح بال بلکہ تیروں کی طرح بال تھے اور اژدھا بنتے ہی جب اس نے اپنا کھول دیا تو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان کا فاصلہ اسی گز تھا اس نے نیچے والا جبڑا زمین پر رکھا اور اوپر والا فرعون کے بڑے اونچے محل کے بنیرے پر رکھ دیا، فرعون خود یہ منظر دیکھ کر ادھر ادھر بھاگنے لگا اس خوفناک منظر کو دیکھ کر اسی ہزار انسان مر گئے کیونکہ لاکھوں لوگ حکومتی سطح پر بلائے گئے تھے کہ یقین تھا آج (موسیٰ علیہ السلام) کی شکست ہو گی۔ فرعون نے یہ خوفناک منظر دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کی منت کی، اے موسیٰ! تجھے اس خدا کی قسم جس نے تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے اس اژدھا کو پکڑ لے میں تیری ہر بات ماننے کو تیار ہوں، تجھ پر ایمان بھی لاتا ہوں اور بنی اسرائیل کو بھی تیرے ساتھ بھیج دیتا ہوں۔

؎ غضب سے ان کے خدا بچائے عتاب باری حجاب میں ہے

موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت بھی یہی عصا کرتا تھا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت خود خدا کرتا ہے **واللہ یعصمک من الناس** (القرآن) حضرت موسیٰ علیہ السلام اس عصا کو پتھر پہ مار کے پانی کے چشمے جاری فرماتے اور میرے آقا ﷺ اپنی انگلیوں سے پانچ دریا جاری فرما دیئے اور وہ بھی ایسے کہ گویا

؎ ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

اگر چہ ڈنڈا مار کر پتھر سے چشمے جاری کرنا پیارے موسیٰ علیہ السلام کا عظیم و عجیب معجزہ ہے مگر کیا انگلیوں سے پانی کے دریا جاری کرنا اس سے زیادہ عجیب نہیں۔

(۱۰) اللہ اور اس کے پیارے محبوب کا آپس میں کیسا پیارا تعلق ہے اس تعلق پر میری جان قربان! دیکھو تو! حضور خدا کی شان ہیں اور اللہ، حضور کا پالنہار ہے۔

نسبت کی برکت:

یہی تو وجہ ہے ذکر آدم علیہ السلام و ملائکہ کا ہو تو بجائے رب ادم یا رب الملائکۃ کہنے کے واذا قال ربک فرماتا ہے اے محبوب تیرے رب نے فرمایا۔ یا اللہ تو آسمان کا رب زمین کا رب پھر ربوبیت کی نسبت صرف محبوب ہی کی طرف کرنے کا کیا

مطلب فلا وربك مجھے تیرے رب (ہونے) کی قسم۔وما کان عطاء ربك محظورا۔تیرے رب کی عطا ختم ہونے والی نہیں۔ شاید اس لیے کہ جب اللہ اپنے آپ کو محبوب کا رب فرماتا ہے تو اس کی ربوبیت بھی ناز کرتی ہوگی اور مخلوق سوچتی ہوگی کہ جب رسول ایسا ہے تو اس کا رب کیسا ہوگا۔

اس پیاری نسبت کے سبب خدا نے قرآن میں بار بار حضور علیہ السلام سے نسبت والی چیزوں (شہر مکہ، زمانہ، انجیر، زیتون) کی قسمیں یاد فرمائیں اور حضور کے جانثار صحابہ آپ کی نسبت والی چیزوں کو حرز جان بناتے آپ کے بالوں، ناخنوں، کپڑوں کو عزیز از جان سمجھتے بلکہ وصیت فرماتے کہ مرنے کے بعد ہماری قبر میں یہ تبرکات رکھے جائیں (دیکھو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت احیاء العلوم ج ۴ میں) ایک صحابی (ابو محذورہ اہل مکہ کے موذن) کو حضور نے پیشانی پر ہاتھ لگایا تو انہوں نے ساری زندگی سر کے اتنے حصے کے بال نہ منڈوائے کہ ان پر حضور کا ہاتھ لگا ہے اور وہ بال اتنے بڑے ہوگئے کہ زمین پر بیٹھ کر کھولتے تو زمین کے ساتھ جا لگتے (شفا شریف)۔

مسلم شریف میں ہے جس پیالے کو حضور کے ہونٹوں سے نسبت ہوگئی صحابہ اس میں تبرکاً پانی پیتے۔ حضور کا پسینہ شیشیوں میں محفوظ کرلیا جاتا کہ شادی کے موقع پر اپنی بیٹی کو لگاؤں گی۔ حضور کے کپڑوں کو دھو کر بیماروں کو پانی پلایا جاتا اور وہ تندرست ہو جاتے۔(صحابہ وصحابیات کو یہ بریلویوں والے کام کون بتاتا رہا۔ یہ سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ)

یہ نسبت ہی کی تو برکت ہے کہ سید الملائکہ معراج کی رات سدرہ پہ معذرت کررہے ہیں اور حضور کے جسم انور کی نسبت والا لباس بلکہ نعلین پاک عرش کے اوپر جارہی ہے۔

۔ محمد ہیں محبوب رب صمد	محمد ہیں فضل و کرم کی سند
محمد کی رحمت ہے کونین پر	نہیں ہے محمد کی بخشش کی حد
محمد کو ہر دور کی ہے خبر	نہیں ہے نبی کے لیے کوئی سد
محمد پیغمبر ہیں وہ بے مثیل	کسی کی نہیں جن کی جد جیسی جد
محمد کی ہے معتبر گفتگو	ہے ہمت کسے کہ کرے دل سے رد
مرے رب معبود کی سمت سے	محمد پہ ہوں رحمتیں بے عدد
نہ ہوں سہل کیوں میری سب مشکلیں	میسر ہے مجھ کو نبی کی مدد
رہے مجھ پہ محبوب حق کی نظر	ہوں میں دہر میں گرچہ ہر بد سے بد
ہے یہ رب کعبہ سے میری طلب	نبی کی رہے قلب نقوی پہ مد

(۱۱) محمد کا دم خاص بہر خدا ہے	سوائے محمد برائے محمد
(۱۲) خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے	جو آنکھیں ہیں محو لقائے محمد
(۱۳) جلو میں اجابت خواصی میں رحمت !	بڑھی کس تزک سے دعائے محمد

(۱۴) اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا — بڑھی ناز سے جب دعائے محمد
(۱۵) اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا — دلہن بن کے نکلی دعائے محمد
(۱۶) رضا پل سے اب وجد کرتے گزریے — کہ ہے رب سلم صدائے محمد

مشکل الفاظ کے معانی:

* دم۔۔سانس مراد ہے روح، زندگی یا آپ کا وجود باجود * خاص۔ خصوصی طور پر * بہر۔ واسطے * سوائے۔ علاوہ * محو۔ مصروف ومشغول * لقائے۔ دیدار، ملاقات * جلو۔ سامنے * اجابت۔ قبولیت * خواص۔ خاص خدمت گار * تزک۔ شان یا ترتیب * ناز۔ فخر، انداز محبوبانہ * سہرہ۔ جو شادی کے موقع پر دولہا کے سر پہ سجایا جاتا ہے * عنایت۔ لطف و کرم * پل۔ پل صراط جو جہنم پر بنایا گیا ہے جس کو عبور کر کے اہل ایمان جنت میں جائیں گے * وجد۔ خوشی سے جھومنا * رب سلم۔ اے اللہ (میری امت کی جہنم سے) حفاظت فرما * صدائے۔ آواز، اللہ کی بارگاہ میں حضور کی دعا (صدائے محمد)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) اللہ تعالٰی نے کائنات کی ہر چیز اپنے محبوب کے لیے پیدا فرمائی (جیسا کہ ابن عساکر کی روایت حدیث قدسی میں ہے۔
لو لاک لما خلقت الا فلاک)

اور اپنے محبوب کی جان صرف اپنے لیے بنائی (بیہقی اور مطالع المسرات میں بھی اس مضمون کی احادیث موجود ہیں)

(۱۲) جن آنکھوں نے اللہ کے حبیب کا دیدار کیا اللہ تعالٰی ان آنکھوں کو اس قدر پیار سے دیکھتا ہے کہ ان آنکھوں والوں کو تمام امت پر فضیلت عطا کر دی اور اس کے محبوب نے فرمایا ان آنکھوں والے جسموں پر اللہ نے دوزخ کی آگ کو حرام فرما دیا بلکہ ایک حدیث میں فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا اللہ تعالٰی نے اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیا (طبرانی وحاکم)

ے صحابہ وہ جن کی ہر صبح عید ہوتی تھی — نبی کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

(۱۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دعا اس شان سے قبولیت کی طرف روانہ ہوئی کہ قبولیت نے اس دعا کی سواری کی لگام تھام رکھی تھی اور خاص خدمتگار سواری کے اردگرد بڑی ترتیب سے چل رہے تھے۔

(۱۴) اور جب یہ سواری خراماں خراماں چلتی ہوئی دروازہ قبولیت پہ پہنچی تو قبولیت نے آگے بڑھ کر استقبال کیا اور دعا کو گلے سے لگالیا۔

جن جن خوش نصیبوں کے لیے حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی اگر ان کے حالات کو پڑھا جائے تو اعلیٰ حضرت کے اس شعر میں ذرہ برابر بھی مبالغہ نظر نہ آئے گا۔ سینکڑوں واقعات جن کا تعلق قبولیت دعائے محبوب علیہ السلام کے ساتھ ہیں ان میں سے صرف ایک کا خلاصہ لکھا جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دعا کی درخواست کی تو آپ نے ان کے لیے مال و اولاد میں برکت کی دعا فرمائی ایک روایت میں عمر میں برکت کی دعا کا بھی ذکر ہے حضرت انس فرماتے ہیں دوسروں کے باغ سال میں ایک مرتبہ پھل دیتے تھے اور میرے کھجوروں کے باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتے اور سو سے زیادہ پوتے دوہتے انہوں نے اپنی زندگی میں دیکھے جب کہ ایک کم

سو برس کی عمر انہوں نے پائی اور فرماتے ہیں میرے لیے حضور علیہ السلام نے یہ بھی دعا کی کہ یا اللہ انس کو جنت میں میرا ساتھی بنا، انس فرماتے ہیں کہ مجھے پورا یقین ہے (جب دنیا کی تینوں دعائیں قبول ہوئی ہیں تو آخرت کی بطریق اولی) ضرور قبول ہوگی۔

(۱۵) سرکار کی دعا نے قبولیت کا سہرا سر پہ سجایا، عنایات الٰہیہ کا جوڑا زیب تن فرمایا، گویا دعا نے دلہن کا روپ اپنایا اور پھر اس دعا کا جب نتیجہ سامنے آیا تو دونوں جہانوں نے اپنے آپ کو حیرت کے سمندر میں گم پایا، اور یہ مسئلہ ہمیں حدیث قدسی نے سمجھایا، جس کو امام بخاری نے روایت فرمایا۔

ولئن سالنی لا عطینہ۔

اگر میرا بندہ مجھ سے دعا کرے تو میں اس کو ضرور ضرور عطا فرماتا ہوں (چاہے اپنے لیے کرے، یا کسی کے لیے) جب خالی بندے کی دعا کا یہ اثر ہے تو بندہ نواز کی دعا کا وہ اثر کیوں نہ ہو جو اگلے شعر میں اعلیٰ حضرت نے بیان فرمایا ہے۔

ے رحمت میرے حضور دی واجاں پئی ماردی آجا گنہ گارا میں تینوں بچا لواں

(۱۶) اے گدائے در مصطفیٰ احمد رضا! اب پل صراط سے مستی میں جھومتے ہوئے گزر جاؤ، خطرہ ٹل گیا ہے (کیونکہ بوقت پیدائش امت کے لیے دعا کرنے والا آقا، غاروں میں جا کر رو رو کے امت کے لیے دعا کرنے والا آقا، عرش معلیٰ کی بلندیوں پہ جا کر امت کو نہ بھولنے والا آقا، اور پتھر کھا کھا کر طائف کے بازاروں میں لہولہان ہو کر بھی امت کو نہ بھلانے والا آقا بھلا آج امت کی بخشش کی فکر کیوں نہ فرمائے گا) ذرا دیکھ تو تیرا نبی اپنے گورے گورے نورانی ہاتھ اٹھا کر تیرے لیے اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کر رہا ہے۔

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا حبیب اللہ
جزی اللہ عنا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما ھوا اھلہ

ے مسلماناں تو ویکھ لے نبی تیرا تیرے واسطے غاراں وچ روندا رہیا
رو رو کے اپنے آنسواں تھیں دفتر تیرے گناہواں دے دھوندا رہیا
کدی اکیا ناں کدی تھکیا ناں راتاں وچہ قیام کھلوندا رہیا
اج اوسے تائیں توں بھل بیٹھوں ساری عمر جیہڑا تینوں بھلیا ناں

اے اللہ ہمیں اپنے محبوب کے ان احسانات کا ان کی ذات والا صفات پر کثرت کے ساتھ درود و سلام پڑھ کر شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین ثم آمین بحرمۃ سیدا لانبیاء والمرسلین الذی اسمہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین۔

----***----

نعت شریف نمبر (۱۷) ''را''

(۱) اے شافع امم شہ ذی جاہ لے خبر — للہ لے خبر مری للہ لے خبر

(۲) دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا — میں ڈوبا تو کہاں ہے مرے شاہ لے خبر

(۳) منزل کڑی ہے رات اندھیری میں نابلد — اے خضر لے خبر مری اے ماہ لے خبر

(۴) پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شہا — ان کی جو تھک کے بیٹھے سر راہ لے خبر

(۵) جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب — گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر

مشکل الفاظ کے معانی:

* شافع—سفارش کرنے والا یعنی شفیع امت حضور ﷺ مراد ہیں * امم—امت کی جمع * شہ—بادشاہ * ذیشان—شان و مرتبے والا * للہ—اللہ کے لیے * جوش—طغیانی * ناؤ—کشتی * ناخدا—کشتی چلانے والا، ملاح * منزل—ٹھکانہ مراد راستہ ہے * کڑی—سخت * نابلد—ناواقف * شہا—بادشاہ، مالک * سرراہ—راستے پر * درندہ—پھاڑنے والا، گوشت کھانے والا جانور * بے یار—جس کا کوئی مددگار نہ ہو * شب قریب—رات قریب ہے * چار سمت—چاروں طرف * بدخواہ—دشمن۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے امتوں کے شفاعت کرنے والے اور عظمت والے آقا! خدارا میری خبر لیجئے، اللہ کے لیے میری مدد فرمایئے کیونکہ میں آپ کی مدد کا سخت محتاج ہوں۔

(۲) دریا طغیانی پر ہے، کشتی ہے نہ کوئی ملاح، میں آپ کا غلام ہو کر (گناہوں کے سمندر میں) ڈوب رہا ہوں اے میرے آقا! آپ کہاں ہیں، میری خبر گیری فرمائیں۔

(۳) سفر بہت دشوار گزار ہے، منزل دور ہے، رات اندھیری ہے میں اکیلا اور راستے سے ناواقف ہوں، اے راستے کے خضر (رہنما محبوب خدا) اتنے مصائب میں گھرا ہوا ہوں، میری دستگیری فرمایئے۔

منزل سے مراد قبر ہے جس کا نام سن کر جو زیادہ اللہ کا پیارا ہے وہ زیادہ دہشت زدہ ہو جاتا ہے اور اس مقام پر حضور ہی کی دستگیری کام آئے گی اور آقا کے غلام کو ہی کہا جائے گا نم کنومۃ العروس۔ سو جا جیسے دلہن سوتی ہے۔

(۴) اے میرے آقا! جو نیک و پرہیزگار تھے وہ تو اپنے ٹھکانوں پر پہنچ چکے ہیں ہم جیسے گنہگار ابھی دنیا کا سفر طے کر رہے ہیں اور تھک ہار کر راستے میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور آپ کی امداد کے منتظر ہیں، مدد فرمایئے اور ہمیں منزل مقصود تک پہنچایئے۔

(۵) زندگی کے جنگل میں خوفناک و خطرناک درندے ہمارے ایمان کی تاک میں حملے کے لیے تیار بیٹھے ہیں اور موت سر پر کھڑی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اجل آنے تک ہمارا ایمان ضائع ہو جائے کیونکہ دشمن نے چاروں طرف سے ہمیں گھیر رکھا ہے۔

(۶) منزل نئی عزیز جدا لوگ ناشناس ٹوٹا ہے کوہ غم میں پرکاہ لے خبر
(۷) وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر
(۸) مجرم کو بارگاہ عدالت میں لائے ہیں تکتا ہے بے کسی میں تیر راہ لے خبر
(۹) اہل عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر
(۱۰) پر خار راہ برہنہ پا تشنہ آب دور مولیٰ پڑی ہے آفت جانکاہ لے خبر
(۱۱) باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم کوثر کے شاہ کثرہ اللّٰہ لے خبر
(۱۲) مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضا تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

مشکل الفاظ کے معانی:

٭ نئی۔ان دیکھی، انجانی ٭ عزیز۔پیارے، رشتہ دار، خیر خواہ ٭ ناشناس۔ناواقف، انجانے ٭ کوہ۔پہاڑ ٭ پرکاہ۔معمولی، تنکے کے برابر ٭ صورتیں۔شکلیں ٭ مہیب۔ڈراؤنی ٭ غمزدہ۔دکھی، مصیبت کا مارا ٭ آگاہ۔خبردار ٭ مجرم۔گنہگار ٭ بارگاہ۔کچہری، دربار ٭ عدالت۔انصاف کی جگہ ٭ تکنا۔دیکھنا ٭ بے کسی۔لاچاری، بے کسی، مجبوری ٭ راہ۔راستہ ٭ پر خار۔کانٹوں سے بھرا ٭ برہنہ۔ننگا ٭ پا۔پاؤں ٭ تشنہ۔پیاس ٭ آب۔پانی ٭ جان کاہ۔جان لیوا۔کاہ کاہیدن سے ہے یعنی جان گھٹانے والی مصیبت ٭ کوثر۔حوض کوثر (جنتی نہر) ٭ کثرہ اللّٰہ۔اللہ تعالیٰ اور زیادہ عطا کرے ٭ مانا۔مانتا ہوں، تسلیم کرتا ہوں ٭ ناکارہ۔نکما ٭ بندہ درگاہ۔درباری نوکر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) (کامل الایمان شخص کو قبر میں جانے سے پہلے ہی وہاں کی فکر دامن گیر ہو جاتی ہے دراصل یہ اس کی کامیابی کی علامت ہے یہی حال اعلیٰ حضرت کا ہے عرض کرتے ہیں) حضور! میں تو بالکل حقیر و لاشئ ہوں مجھ کمزور پر غموں کے پہاڑ ٹوٹے ہوئے ہیں، پھر راستے سے ناواقف، وہاں کے لوگ ناواقف، پیاروں سے دور ہوں کوئی ایک مصیبت ہے؟

(۷) پھر قبر میں نکیرین کی بڑی ڈراؤنی شکلیں اور سوال و جواب کی سختیاں ان کی ڈانٹ ڈپٹ خدارا اے غمزدوں کے آقا میری مدد کیجئے۔

(۸) لو دیکھو! اب مجرم کو انصاف کے کٹہرے میں لے جا رہے ہیں اور مجرم بے کسی کے عالم میں میرے شفاعت کرنے والے

آقا! آپ کی راہ دیکھ رہا ہے کہ میرے آقا کب آئیں گے اور مجھے سزا ہونے سے پہلے شفاعت کر کے چھڑا لے جائیں گے۔

(۹) جو نیکو کار ہیں ان کو تو پرواہ نہ ہوگی اور اپنے اعمال صالحہ پہ بھروسہ کر کے بے فکر بیٹھے ہوں گے کہ ان کے عمل ان کو نجات دلا دیں گے مگر حضور! مجھ جیسے کا تو آپ کے بغیر کوئی نہیں خدارا میری خبر گیری فرمائیں۔

(۱۰) راستہ (گناہوں) کانٹوں سے پُر ہے، میں پاؤں (نیک اعمال) سے ننگا ہوں اور ایسا پیاسا بھی ہوں جو پانی سے بھی بہت دور ہے۔

ایک ایسی مصیبت (حساب و کتاب کی) سر پہ کھڑی ہے جو جان کو گھٹا رہی ہے اور آپ کی مدد کے بغیر ٹل نہیں سکتی۔ اے میرے آقا! کرم فرمایئے، مدد کو آیئے۔

(۱۱) پیاس کی وجہ سے زبانیں سوکھ کر باہر لٹک رہی ہیں، سورج اپنی پوری آب و تاب سے ماحول کو گرم کیے ہوئے ہے، اے حوضِ کوثر کے والی! اللہ آپ کو اور زیادہ عظمتیں عطا فرمائے، مجھ غریب کی خبر گیری فرمایئے۔

(۱۲) مانتا ہوں بہت گناہ و گنہگار ہوں مگر آپ ہی کے دربار کا بے دام نیاز مند و غلام ہوں، کیا آپ کی نگاہِ کرم کے حصول کے لیے یہ نسبت کافی نہیں؟ خدارا مجھے بچایئے۔

<u>بارگاہِ رسالت میں اہل اللہ کا استغاثہ:</u>

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ کا اور اس انوکھے انداز سے اپنے آقا کی تعریف کرنے کا کوئی نیا طریقہ ایجاد نہیں کیا بلکہ اہل اللہ ہر دور میں اپنے آقا کو پکارتے آئے ہیں اور یہ انداز اپنا کر حضور علیہ السلام کی شفاعت کے مستحق بنتے آئے ہیں۔ چند انداز ملاحظہ ہوں۔

؎ طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا — مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاع
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا — مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاع!!

(اہل مدینہ)

؎ وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ — وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ — کَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

(سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

؎ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ انْظُرْ حَالَنَا — یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُّغْرَقٌ — خُذْ یَدِیْ سَهِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا

(حضرت غوث اعظم یا مولانا جامی علیہ الرحمۃ)

؎ شہنشاہ ارض و سما بلغ العلی بکمالہ — وصف رخ او والضحی کشف الدجی بجمالہ

قرآں باخلاقش گواہ حسنت جمیع خصالہ صدقا راسخا صلوا علیہ و آلہ

(تضمین بر کلام سعدی رحمۃ اللہ علیہ)

ــ يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرَىٰ جُدْلِي بِجُوْدِكَ وَارْضِنِي بِرِضَاكَا
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ لِاَبِي حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَا

(امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ)

ــ يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِي مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ
مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(قصیدہ بردہ از امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ)

ــ يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ يَا سَيِّدَ الْبَشَر مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر
لا يمكن الثناء كما كان حقه بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

----***----

نعت شریف نمبر (۱۸)

(۱) گزرے جس راہ سے وہ سیدِ والا ہو کر — رہ گئی ساری زمین عنبرِ سارا ہو کر
(۲) رُخِ انور کی تجلی جو قمر نے دیکھی — رہ گیا بوسہ دہِ نقشِ کفِ پا ہو کر
(۳) وائے محرومیٔ قسمت کہ پھر اب کی برس — رہ گیا ہمرہِ زوارِ مدینہ ہو کر
(۴) چمنِ طیبہ ہے کہ وہ باغ کہ مُرغِ سدرہ — برسوں چہکے ہیں جہاں بلبلِ شیدا ہو کر
(۵) صَرصَرِ دشتِ مدینہ کا مگر آیا خیال — رشکِ گلشن جو بنا غنچۂ دل وا ہو کر
(۶) گوشِ شہ کہتے ہیں فریاد رسی کو ہم ہیں — وعدۂ چشم ہے بخشائیں گے گویا ہو کر
(۷) پائے شہ پر گرے یارب تپشِ مہر سے جب — دلِ بیتاب اُڑے حشر میں پارا ہو کر
(۸) ہے یہ اُمید رضا کو تری رحمت سے شہا — نہ ہو زندانیٔ دوزخ ترا بندہ ہو کر

مشکل الفاظ کے معانی:

* سیدوالا۔ بڑا سردار * عنبر سارا۔ خالص عنبر (سب سے اعلیٰ خوشبو کا نام) * رخ انور۔ نورانی چہرہ * تجلی۔ چمک * قمر۔ چاند * بوسہ دہ۔ چومنے والا * نقش کف پا۔ پاؤں کے تلوے کا نشان * وائے محرومی۔ ہائے بدنصیبی * اب کی برس۔ اس سال * ہمراہ۔ ساتھی * زوار (مقدس مقامات کی) زیارت کرنے والا * چمن طیبہ۔ مدینے کا باغ * مرغ سدرہ۔ سدرہ کا پرندہ (جبریل امین) * چہکنا۔ خوش الحانی سے بولنا * بلبل شیدا۔ عاشق وفریفتہ بلبل * صَرصَر۔ گرم تیز لو * دشت مدینہ۔ مدینے کا جنگل * رشک گلشن۔ جس پر باغ بھی حسد کرنے لگے * غنچہ دل۔ دل کی کلی * وا۔ کھلی * گوش شہ۔ حضور علیہ السلام کے کان مبارک * فریادرسی۔ فریادی کی مدد کرنا * وعدہ چشم۔ آنکھ کا وعدہ * پائے۔ پاؤں * تپش مہر۔ سورج کی گرمی * دل بیتاب۔ بے قرار دل * پارہ۔ بے قرار * سیماب۔ پارے کی طرح * امید۔ توقع * زندانی۔ قیدی * بندہ۔ نوکر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جن راہوں سے ایک بار گزر گئے وہ راستے قیامت تک کے لیے عنبر خالص سے بھی زیادہ خوشبودار ہو گئے۔ کئی روایات میں اس حقیقت کا ذکر ہے کہ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کو تلاش کرنا ہوتا تو جس گلی سے خوشبو آرہی ہوتی ادھر چل پڑتے تو سامنے حضور تشریف فرما ہوتے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)۔

حضور علیہ السلام کی مثل ہونے کا دعویٰ کرنے والے سوچنے کی زحمت گوارا کریں گے؟ کہ اس طرح کا ایک شیخ القرآن مرا جس پر دبئی کا بڑا قیمتی ہزاروں روپے کا عطر چھڑکا گیا لیکن جنازے کے عینی شاہد بتاتے ہیں کہ عجیب قسم کی (گستاخی رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کی) بدبو پاگل کر رہی تھی اور میرے نبی اپنی زلفیں کھول دیں تو سارا مدینہ خوشبو سے مہکنے لگے۔

ے جس چمن وچہ یار میرے جا کے زلفاں کھولیاں — لے چلی بادِ صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

(۲) میرے آقا کا روشن چہرہ جب چاند نے ایک نظر دیکھا تو ایسا متوالا ہوا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدم کے نشان پر بوسہ دینے لگا۔ تبھی تو آپ نے اشارہ فرمایا تو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آ گیا اور پوری دنیا میں دیکھا گیا۔

(مسند ابی داؤد طیالسی ص ۳۸ ج ۱)

ے چاند قدموں پر گرا ان کا اشارہ جو ہوا — وہ بھی کیا وقت تھا جب انگلی اٹھائی ہو گی

(۳) ہائے افسوس میری قسمت میں کیسا چکر آیا ہے کہ پچھلے سال بھی مدینہ کی حاضری نہ ہو سکی اور اس سال بھی زائرین طیبہ کی رفاقت سے محروم رہا۔

مدینہ کی محبت کے یہ جذبات اہل ایمان اور عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سرمایہ حیات اور حاصل زندگی ہیں۔ مولانا جامی سے لے کر ان سے پہلے اور بعد کے تمام بزرگ مدینہ شریف کی محبت میں تڑپنا اپنے ایمان کی جان اور روح کی غذا سمجھتے آئے ہیں۔

ے نسیما جانب بطحا گزر کن — ز احوالم محمد را خبر کن

جس کا ترجمہ کسی نے یوں کیا ہے۔

ے ہوائے دیس محبوباں دے جائیں — میرے احوال حضرت نوں سنائیں

مولانا جامی ہی کا شعر ہے بلکہ پوری نعت میں سے ایک شعر ہے اور جو لوگ اس دور میں مدینے کی جدائی میں اعلیٰ حضرت کے اس طرح تڑپنے کو پاگل پن کہتے ہیں وہ ذرا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ جو ان سب کے متفق علیہ بزرگ ہیں ان کی حالت مدینے کی جدائی کے وقت کیسی ہوتی تھی کہ کبھی محراب نبوی کے پاس جا کر رو رہے ہیں اور کبھی گنبد خضریٰ کو دیکھ کر عرض کر رہے ہیں۔ در مصطفیٰ پہ غریب آ گیا ہے۔ اور پھر باب مجید کے پاس بے قراری کے عالم میں یہ نعت لکھی۔

ے کر کے نثار آپ پہ گھر بار یارسول — اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار رسول

عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا — ہوں امتی تمہارا گنہگار یا رسول

ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں — اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسول

(۴) چمن مدینہ اور باغ طیبہ کی کیا عظمت لکھوں کہ سدرۃ المنتہیٰ کا پرندہ (جبریل امین) کئی سال (مسلسل ۲۳ سال) بلبل شیدا کی طرح باغ مدینہ میں چہکتا رہا۔

تفسیر اتقان میں ہے کہ جبریل امین حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اللہ کے حکم سے چوبیس ہزار مرتبہ حاضر ہوئے (حالانکہ کسی نبی کے پاس تین بار آئے کسی کے پاس پانچ بار کسی کے پاس دس گیارہ بار مگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس چوبیس ہزار بار

ے بے لقائے یاران کو چین آ جاتا اگر — بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

(مولانا حسن رضا خان)

(۵) پھول تو تیز اور گرم لو سے مرجھا جایا کرتے ہیں لیکن مدینہ طیبہ کی گرم لو کا جب میرے دل میں خیال آیا تو میرے دل کی کلی کھل اٹھی اور ایسی کھلی کہ چاند بھی اس پر رشک کناں ہوگیا۔

؎ مدینہ کی بہاروں سے سکون قلب ملتا ہے ۔۔۔ اسی کے لالہ زاروں سے سکون قلب ملتا ہے
وہ مکہ ہو، مدینہ ہو کہ شہر قدس کی گلیاں ۔۔۔ عقیدت کے دیاروں سے سکون قلب ملتا ہے

(۶) گنہگار امتی کے ساتھ میرے آقا کے وجود باجود کے ایک ایک عضو نے خیر خواہی فرمائی ہے چنانچہ آپ کے کان مبارک کا وعدہ ہے کہ اے سیاہ کار! ہم جو ہیں تیری دادرسی کے لیے، اور چشمان مقدس کا عہد ہے کہ ہم رورو کر تجھے اللہ سے بخشوانے کے لیے کافی نہیں ہیں؟

؎ جس طرف چشم محمد کے اشارے ہو گئے ۔۔۔ جتنے ذرے سامنے آئے سب ستارے ہو گئے

(۷) اے اللہ! قیامت کی قیامت خیز دھوپ میں جب میرا دل پارے کی طرح بے قرار ہو کر تڑپے تو دعا ہے کہ تیرے محبوب کے قدموں پر گر کر قربان ہو جائے۔ اور اس بہانے حبیب کے قدموں کے بوسے نصیب ہو جائیں۔

؎ سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں ۔۔۔ سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا کہ میرے ہیں

(۸) میرے آقا! میں اللہ کی رحمت سے اتنا بھی ناامید نہیں کہ یہ سوچ لوں کہ آپ کے ہوتے ہوئے مجھے جہنم میں قیدی بنالیا جائے گا بلکہ پوری طرح امیدوار ہوں کہ جس کے سر پر آپ جیسا آقا شفاعت کے لیے کھڑا ہو بھلا وہ دوزخ کا منہ بھی کیوں تکے گا۔
کیونکہ حضور علیہ السلام کا اپنا ہی ارشاد ہے کہ میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک کہ میرا ایک بھی امتی دوزخ میں ہوگا۔

؎ هو الحبيب الذی ترجى شفاعته ۔۔۔ لكل هول من الاهوال مقتحم

----***----

نعت شریف نمبر (۱۹) ''ضاد''

(۱) نار دوزخ کو چمن کر دے بہارِ عارض
ظلمت حشر کو دن کر دے نہارِ عارض

(۲) میں تو کیا چیز ہوں خود صاحب قرآں کو شہا
لاکھ مصحف سے پسند آئی بہار عارض

(۳) جیسے قرآن ہے وِرد اس گُلِ محبوبی کا
یوں ہی قرآں کا وظیفہ ہے وقارِ عارض

(۴) گرچہ قرآن ہے نہ قرآن کی برابر لیکن
کچھ تو ہے جس پہ ہے وہ مدح نگارِ عارض

(۵) طور کیا عرش جلے دیکھ کے وہ جلوۂ گرم
آپ عارض ہو مگر آئینہ دارِ عارض

مشکل الفاظ کے معانی:

* بہارِ عارض۔۔رخسار کی رونق * ظلمت حشر۔قیامت کا اندھیرا * نہار۔صبح نور * صاحب قرآن۔اللہ تعالیٰ جس نے قرآن نازل فرمایا * مصحف۔کلام الٰہی (یہاں چہرۂ مصطفیٰ ﷺ مراد ہے) * ورد۔وظیفہ * گل محبوبی۔محبوبیت کا پھول * وقار۔عزت * مدح۔تعریف * نگار۔نقش و نگار * مدح نگار عارض۔۔رخسار کی تعریف کرنے والا * جلوۂ گرم۔تجلی، عظمت کی بلندی، معراج کی تیز رفتاری * آپ عارض۔خود عرض کرے، پیش کرے * آئینہ دار۔شیشہ دکھانے کی خدمت پہ مامور نوکر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار منور کی چمک اور رونق کی تاب نہ لا کر نار جہنم بھی گلزار ہو جائے اور میدان محشر کا اندھیرا اجالے میں بدل جائے۔

یا دعائیہ شعر ہے کہ اے اللہ حضور کے حسن و جمال کا صدقہ ہمارے لیے جہنم کی آگ بجھا کر گلزار بنا دے اور محشر کی ظلمت کو نور سے بدل دے۔

جے اوہ جاوے سیر کرن نوں سارا گلشن سیس نواوے
جے رکھے ہتھ وچ پھلاں دے ہتھ وچ پھلاں رل جاوے
بجلی ڈر دی چمک نہ مارے جے متھے تیوڑی پاوے
توبہ ایڈا حسن نبی دا جھدی جمال نہ جھلی جاوے

حدیث شریف میں ہے کہ یوں لگتا جیسے آپ کے چہرے سے سورج طلوع ہو رہا ہے۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک شعر ہے۔

؎ لو آنم زلیخا لو رأین جبینہ لآثرن قطع القلوب علی الید

اگر مصر کی عورتیں میرے حبیب کو دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کی بجائے دل کاٹ رکھ دیتیں۔ مولانا حسن رضا فرماتے ہیں

؎ گلزار جہاں تیرے لیے حق نے بنائے اپنے لیے تیرا گُلِ رخسار بنایا

(۲) اے میرے نور والے آقا! میں کیا ہوں اور میری پسند کس کھاتے میں ہے خود خالق حسن (اللہ تعالیٰ) کو ایک لاکھ چوبیس ہزار (یا دو لاکھ چوبیس ہزار۔ شرح عقائد نسفی۔ یا کم و بیش) انبیاء کرام اور رسل عظام میں سے سب سے زیادہ آپ ہی کا رخ اقدس پسند آیا تبھی تو آپ کے رب نے والضحیٰ فرما کر آپ کے چہرہ اقدس کی قسم یاد فرمائی ہے۔

؎ تیرے بغیر ہو نہ سکی رونق چمن پھولوں کو لاکھ با رسجایا بہار نے

(۳) میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح قرآن مجید کا وظیفہ پڑھا کرتے اس طرح قرآن پاک بھی جا بجا آپ کی عزت و توقیر کرنے کا حکم دے رہا ہے گویا آپ اس کا وظیفہ پڑھتے ہیں وہ آپ کی شان و عظمت کے ترانے پڑھتا ہے آپ اس کی تلاوت فرماتے ہیں وہ آپ کے چہرے کی تلاوت کرتا ہے۔ فرق یہ ہے آپ ناطق قرآن ہیں وہ ساکت قرآن ہے۔ وہ کلام الٰہی ہے تو آپ جلوہ خدا ہیں وہ نور صفات ہے تو آپ جلوہ ذات ہیں۔

؎ اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ایمان یہ کہتا ہے میری ان ہیں یہ

(۴) تاہم اس کے باوجود بھی آپ کا چہرہ انور نہ قرآن ہے نہ قرآن کے برابر کیونکہ کلام اللہ صفت الٰہی ہونے کی وجہ سے غیر مخلوق اور قدیم ہے اور آپ کا رخ انور مخلوق و حادث لیکن کوئی تو بات ہے ناں کہ کلام الٰہی ہو کر آپ کی تعریف کا وظیفہ پڑھتا ہے۔

؎ کھڑے ہیں حسن والے آپ کے دیدار کی خاطر نہیں گلشن میں گلی کوئی تیرے رخسار کی خاطر

(۵) اے میرے پیارے آقا! بھلا طور آپ کی عظمت کو کہاں پہنچ سکتا ہے آپ کی عظمت کا نظارہ تو عرش معلی نے کیا اور وجد کرنے لگا اور اپنے آپ کو حضور آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے جسم انور سے مس ہونے والی خاک کا درجہ عرش معلی سے زیادہ ہے۔

؎ سید کونین ختم المرسلیں کوئی نہیں بن تمہارے رحمت للعالمیں کوئی نہیں
آپ ہی کے پاس ہے محشر کے ہر غم کا علاج آپ کے جیسا شفیع المذنبیں کوئی نہیں
حسن یوسف کی قسم عشق بلالی کی قسم ہیں حسیں لاکھوں مگر تم سا حسیں کوئی نہیں
کھائی قرآں نے تمہارے روئے انور کی قسم! ایسے گیسو ایسا رخ ایسی جبیں کوئی نہیں
آپ نبیوں کے نبی ہیں آپ کے بن یا نبی یہ بھی ہیں بہتر بھی ہیں پر بہتریں کوئی نہیں
ہے کوئی دونوں جہاں میں حسن احمد کی مثال بالیقیں کوئی نہیں کوئی نہیں کوئی نہیں
ان کی مدحت کرائے نازش رات دن جن کے سوا لامکاں پھر بھی ہوا جا کے مکیں کوئی نہیں

مدارج النبوۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جب معراج کی رات عرش معلی کے پاس سے

گزرے تو "دست نزد عرش بداماں وے" عرش نے آپ کا دامن کریم پکڑ کر عرض کیا۔ حضور آپ کا نام میرے دل کا قرار ہے۔ میرے اوپر بھی نگاہ کرم فرماتے جائیے۔

(۶) طرفہ عالم وہ قرآن ادھر دیکھیں ادھر　　مصحف پاک ہو حیران بہار عارض
(۷) ترجمہ ہے یہ صفت کا وہ خود آئینہ ذات　　کیوں نہ مصحف سے زیادہ ہو وقار عارض
(۸) جلوہ فرمائیں رخ دل کی سیاہی مٹ جائے　　صبح ہو جائے الٰہی شب تار عارض
(۹) نام حق پر کرے محبوب دل و جاں قربان　　حق کرے عرش سے تا فرش نثار عارض
(۱۰) مشکبو زلف سے رخ چہرہ سے بالوں میں شعاع　　معجزہ ہے حلب زلف و تتار عارض
(۱۱) حق نے بخشا ہے کرم نذر گدایاں ہو قبول　　پیارے اک دل ہے وہ کرتے ہیں نثار عارض
(۱۲) آہ بے مائیگی دل کے رضائے محتاج　　لے کر اک جان چلا بہر نثار عارض

مشکل الفاظ کے معانی:

* طرفہ عالم۔عجیب وغریب * مصحف۔قرآن یا کلام الٰہی، رخ محبوب * صفت۔وصف * آئینہ ذات۔ذات کا شیشہ (ذاتی جلوہ) * وقار۔عظمت * جلوہ۔دیدار * رخ دل۔دل کا چہرہ * سیاہی۔اندھیرا * شب تار۔تاریک رات * قربان۔نثار،صدقے * نثار عارض۔یار کے چہرے پہ قربان * مشکبو زلف۔مسک کی خوشبو والی زلف * رخ چہرہ۔چہرہ کی طرف * شعاع۔چمک * معجزہ۔لاجواب وعاجز کردینے والی شی (یعنی جس کا ظہور نبی علیہ السلام سے ہو) * حلب۔شہر کا نام ہے مگر مراد اس سے مجازاً لیپ لیتے ہیں جو مالش کرنے کی مرہم ہے چونکہ وہ سیاہ ہوتی ہے اور سیاہ زلف کے ساتھ حلب کا ساتھ مبالغہ پہ دال ہے * کرم۔سخاوت وبخشش * نذر گدایاں۔گداگر کا تحفہ * قبول۔منظور * بے مائیگی۔غریبی * بہر۔واسطے۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۶) کیسی عجیب بات ہے دیکھو! قرآن جو کلام الٰہی ہے جب لوگ سرکار کے رخ انور کی بہار دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرہ اقدس میں قرآن کی بھی زیارت ہو جاتی ہے اور قرآن کو پوچھیں تو وہ بھی چہرہ انور کا حسن دیکھتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے قد نری تقلب وجهك فی السماء۔البقرہ۔اے محبوب! ہم آپ کے چہرے کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا دیکھ رہے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور علیہ السلام کے خلق کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ کان خلقه القرآن آپ کا خلق تو از اول تا آخر قرآن تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک کے ساتھ حضور علیہ السلام کو تشبیہ دینا صرف اعلیٰ حضرت کی ایجاد نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی اہل محبت ایسا کرتے آئے ہیں بلکہ امام یوسف نبھانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ یکاد زیتها یضیٔ ولو لم تمسسه نار آیہ قرآنیہ میں اللہ نے حضور علیہ السلام کی ہی شان بیان فرمائی ہے کہ اگر آپ (بطور دلیل) قرآن کی تلاوت نہ بھی کرتے تو آپ کا چہرہ انور نبوت کی دلیل کے طور پر کافی تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۷۵)

تفسیر مظہری میں یوں ہے کہ:

ولو لم یتکلم انہ نبی .... کما کان یکاد ذلک الزیت۔

اگر آپ اعلان نبوت نہ بھی کرتے جب بھی آپ کے کمالات وانوار آپ کی نبوت کے ثبوت کے لیے کافی تھے۔ گویا قرآن کی ہر سورت میں حضور کی صورت نظر آتی ہے اور حضور کی صورت میں پورا قرآن نظر آتا ہے۔ جیسے اللہ نے ہر نبی کو جو حسن عطا فرمایا ہے وہ سارا اور اس کے علاوہ بھی تنہا اپنے محبوب کو دے دیا یعنی سارا حُسن اگر علیحدہ علیحدہ دیکھنا ہو تو ہر نبی کو دیکھ لو اور گر تمام حسن اکٹھا یکجا دیکھنا ہو تو صورت مصطفیٰ دیکھ لو۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی نے یوں بھی کہا

؎ مصحفے را ورق ورق دیدم ہیچ سورت نہ مثل صورت تو

میں نے تو قرآن کا ہر ہر ورق دیکھا ہے مجھے تو اس کی کوئی سورت صورت مصطفیٰ جیسی نظر نہیں آئی (وضاحت اگلے شعر کی شرح میں دیکھیے)

(۷) اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن پاک کے نظر آنے والے الفاظ تو اس کلام نفسی (جو اللہ کا کلام ہے) کا ترجمہ اور اس پر دلالت کرنے والے ہیں ورنہ یہ اوراق اور سیاہی سے لکھے ہوئے حروف تو مخلوق وحادث میں یہ صفت خدا نہیں ہے بلکہ جس کا یہ ترجمہ ہیں یعنی کلام نفسی جو اوراق، سیاہی اور لفظ کا محتاج نہیں ہے یہ اوراق والفاظ مٹ بھی جائیں تو کلام الٰہی یعنی کلام نفسی اپنی اصلی حالت میں موجود رہے گا لہٰذا اس مصحف کا جو دال علی الکلام النفسی ہے حضور علیہ السلام کے حسن پر تعجب بجا ہے کہ حضور تو آئینہ ذات کبریا ہیں تو حضور کا وقار اس مصحف سے زیادہ ہوا اور زیادہ عزت وشان والی شے کو دیکھ کر تعجب تو ہوتا ہے۔

؎ تیرا سراپا یا نبی تفسیر ہے قرآن کی واللیل مو، طٰہٰ جبیں، والشمس ہے چہرہ تیرا

(۸) اے میرے اللہ! اگر تیرے محبوب کا ایک جلوہ مجھے نصیب ہو جائے تو میرے دل پر چھائی ہوئی گناہوں کی میل دھل جائے اور قبر کی سیاہ رات صبح فروزاں ہو جائے۔

؎ ہم سیاہ کاروں پر یا رب تپش محشر میں سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو
بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

(۹) اللہ کے محبوب کی حالت یہ ہے کہ اللہ کے نام پر جان ودل قربان کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔

؎ مجھے اس کا غم نہیں ہے کہ بدل گیا زمانہ میری زندگی ہے تم سے کہیں تم بدل نہ جانا

اور اللہ تعالیٰ نے بھی کوئی کمی نہیں چھوڑی فرش سے لے کر عرش تک سب کچھ اپنے محبوب کے رخسار پہ قربان کر دیا اور فرمایا۔

لولاک لما خلقت الافلا

لولاک لما خلقت الدنی

لولاک لما خلقت الربوبیۃ

اور خود اور اپنے تمام فرشتوں اور ایمان والوں کو اپنے محبوب پہ درود وسلام پڑھنے پر لگا دیا۔ اور جنت کے دروازوں اور جنت کی ہر شے پہ اپنے حبیب کا نام لکھ دیا۔

(۱۰) بالوں کی چمک نوری چہرے کے سبب سے ہے اور مشک میں خوشبو گیسوئے معتبر کے صدقے سے ہے گھنگریالی زلفوں کو

آپ کا گیسولاجواب کررہا ہے اور سرخ وسفید رخساروں کو آپ کا روشن چہرہ عاجز کیے بیٹھا ہے۔

ے ان کے گیسو نہیں رحمت کی گھٹا چھائی ہے ان کے ابرو نہیں دو قبلوں کی یکجائی ہے

ے والضحیٰ ہے چہرۂ پر نور کا عکس جمیل شرح ہے واللیل کی زلف معنبر مو بہ مو

(۱۱) اے میرے آقا، آپ کی بارگاہ تو ایسی ہے کہ

ے منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

آپ تو ساری مخلوق کی جھولیاں بھرتے ہیں لیکن پھر بھی لوگوں کا طریقہ ہے کہ جس کے پاس جاتے ہیں کوئی تحفہ اپنی گنجائش کے مطابق لے کر جاتے ہیں اگرچہ جس کو دینا ہے اس کی شایان شان نہ بھی ہو تو ہمارے پاس جو سب سے بڑا تحفہ ہماری نگاہوں میں ہے اگرچہ آپ کی بارگاہ کے شایان شان نہیں وہ ہمارا یہ ٹوٹا پھوٹا اور آپ کے فراق میں زخمی دل ہے اور آپ کا رب چونکہ ٹوٹے دلوں کے پاس رہتا ہے (انا عندالمنکسرۃ قلوبھم) لہٰذا اس نیت سے یہ حقیر سا تحفہ لے کر آئے ہیں آپ کے لطف و کرم سے امید ہے کہ اس کو قبول فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں گے ویسے حق تو یہ تھا کہ

ے کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

(۱۲) ہائے غربت نے یہ دن دکھائے کہ (عبد مصطفیٰ احمد) رضا بے چارہ اپنا معمولی سا دل لے کر چلا ہے اور کہاں لے کر چلا ہے؟ محبوب خدا کے رخساروں پہ قربان کرنے کے لیے۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے بھیک مانگنے کا یہ بھی ایک انداز ہے بلکہ دنیا میں بھی بھکاری یہی انداز اپناتے ہیں کہ سخی کی تعریف کرنا شروع کر دیتے ہیں جس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے سے ہمیں بھی نوازا جائے۔ اور حضور علیہ والسلام کی تعریف کرنے سے تو خدا بھی خوش ہوتا ہے اور مصطفیٰ علیہ السلام کی نگاہ کرم بھی نصیب ہوتی ہے کیونکہ دونوں ذاتوں میں اس قدر پیار ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی تعریف سن کر خوش ہوتا ہے اور حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا سن کر خوش ہوتے ہیں

ے ثنا ہم پر ہے لازم اقتضائے حب جاناں سے زبان سے قلب سے افعال سے افکار و اذہاں سے
دور دنداں کی خوبی عارض و رخ کی صفت پوچھو گہر سے نجم سے مہتاب سے خورشید تاباں سے
ذرا پوچھو تو ان کی سلطنت کو امر و سطوت کو قمر سے مہر سے، اشجار سے احجار و حیواں سے
گنہگاران امت کی یہی بخشش کرائیں گے خطا سے جرم سے حرمت سے مکروہات و عصیاں سے
علامت عشق کی آخر کو ظاہر ہو کے رہتی ہے جبیں سے رنگ سے پژمردگی سے چشم گریاں سے
تمام عشاق الفت کرتے ہیں طیبہ کی ہر شے سے بیاباں سے ہوا سے آب سے، خار مغیلاں سے
دل مضطر پریشاں حال کو تسکین دیتے ہیں لقا سے دید سے چشم کرم سے روئے خنداں سے
کسی کے مانگنے کی کیا ضرورت جب وہ واقف ہیں منادی سے ندا سے درد سے اغراض و ارماں سے
کرم کی رحم کی امداد کی ہے آس اجمل کو خدا سے مصطفیٰ سے، غوث سے احمد رضا خاں سے

نعت شریف نمبر (۲۰) ''کاف''

(۱) تمہارے ذرے کے پرتو ستارہائے فلک — تمہاری نعل کی ناقص مثل ضیائے فلک
(۲) اگرچہ چھالے ستاروں سے پڑ گئے لاکھوں — مگر تمہاری طلب میں تھکے نہ پائے فلک
(۳) سر فلک نہ کبھی تابہ آستاں پہنچا — کہ ابتدائے بلندی تھی انتہائے فلک
(۴) یہ مٹ کے ان کی روش پر ہوا خود ان کی روش — کہ نقش پا ہے زمیں پہ نہ صوت پائے فلک
(۵) تمہاری یاد میں گزری تھی جاگتے شب بھر — چلی نسیم ہوئے بند دیدہائے فلک

مشکل الفاظ کے معانی:

* ذرہ۔ چھوٹا ساجز * پرتو۔ عکس * ستارہائے۔ ستارہ کی جمع * نعل۔ جوتا * ناقص۔ نامکمل * مثل۔ مثال، مانند * ضیائے فلک۔ آسمان کی روشنی * چھالے پڑ گئے۔ آبلہ پا ہو گئے * طلب۔ تلاش * پائے۔ پاؤں * سرفلک۔ آسمان کا سرا * بہ آستاں۔ آستانے تک * ابتدائے۔ آغاز * انتہائے۔ اختتام * مٹ کر۔ ختم ہو کر * روش۔ چال، رفتار * نقش پا۔ پاؤں کا نشان * صوت۔ آواز * شب بھر۔ ساری رات۔ * نسیم۔ صبح کی ٹھنڈی ہوا، باد صبا * دیدہائے۔ دیدہ کی جمع بمعنی آنکھیں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) یارسول اللہ! آسمان کے چمکدار ستارے تو آپ کے روشندان کے چھوٹے چھوٹے ذروں کا عکس جمیل ہیں اور آسمان کی یہ وسیع وعریض روشنی آپ کی نعلین مبارک کی ناقص سی مثال ہے۔ (کیونکہ ستاروں کی تو حیثیت ہی کیا ہے سورج بھی صرف سراج ہے اور آپ تو سراجا منیرا ہیں سارے جہان کو اور زمین و آسمان کو نور آپ ہی کے قدموں کے طفیل ملا ہے)

مولوی وحید الزمان پیشوائے اہل حدیث ہدیۃ المہدی میں لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کا آغاز نور محمد ﷺ سے کیا ہے۔

فالنور المحمدی مادۃ اولیۃ لخلق السموات والارض وما فیہما۔

پس زمین و آسمان اور ان میں جو کچھ ہے سب کا مادہ اصلیہ نور محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کا ایک شعر ہے۔

ہے اول ہی پیدا ہوا ان کا نور — بہ ظاہر کیا گو کہ آخر ظہور

(بحوالہ اوج نعت ۹۴)

(۲) یا حبیب اللہ! آپ کی تلاش میں آسمان نے کتنی گردش کی ہے مگر ہمت نہیں ہاری اگرچہ تلاش یار میں پھر پھر کر اس کے پاؤں پہ ستاروں کی شکل میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ آسمان کے ستاروں کو چھالوں سے تشبیہ دینا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے عشق رسول علیہ السلام میں فنا ہونے کی علامت ہی ہو سکتی ہے۔

(۳) بھلا آسمان کا سرا آپ کے آستانہ کرم پہ کیسے پہنچ سکتا ہے کیونکہ جہاں آسمان کی بلندی کی انتہا ہو رہی ہے وہاں سے آپ کے آستانے کی رفعت کا آغاز ہو رہا ہے۔

ے وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

(۴) یا شفیع المذنبین! آسمان کو آپ کی چال کچھ ایسی پسند آئی کہ اس نے اپنی چال بھلا کر آپ ہی کی چال اپنالی کہ آپ چلتے ہیں تو پاؤں کے نشان زمین پر نظر نہیں آتے (بلکہ زمین کے سینے میں پیوست ہو جاتے ہیں) اس طرح آسمان کے چلنے کی آواز بھی سنائی نہیں دیتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

حضور علیہ السلام جب کسی پتھر پہ ننگا پاؤں رکھتے تو پاؤں مبارک پتھر کے اندر پیوست ہو جاتے (شاید پتھر کوشش کرتا ہوگا کہ سرکار کا پاؤں میرے سینے پر ہی رہے اس لئے پاؤں میں پڑ کر پاؤں کو چومنے کے بہانے پاؤں پکڑ لیتا تھا)۔ (رواہ بیہقی)

بادشاہی مسجد کے علاوہ آج بھی دنیا میں بے شمار ایسے پتھر کئی خوش نصیبوں کے پاس موجود ہیں جن میں حضور علیہ السلام کے پائے اقدس کے گہرے نشان موجود ہیں لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں اور برکت حاصل کرتے ہیں پتھر کتنا نصیب والا ہے جس کے دل پر میرے آقا کا نقش قدم ہے اس نے عرض کیا ہوگا، اے میرے آقا

ے میں تو تجھ سے فقط اک نقش کف پا چاہوں تو جو چاہے تو مجھے جنت ماویٰ دے دے

چنانچہ جبل احد کو حضور علیہ السلام نے جنتی پہاڑ قرار دیا۔

(۵) آسمان نے ساری رات آپ کی یاد میں جاگتے گزار دی اور جب آپ کے قدموں کو چھو کر باد صبا چلی تو آسمان بے چارے کی آنکھ لگ گئی اور آپ کے رخ والضحیٰ کے سامنے آسمان (کے چاند تاروں) کی ساری روشنیاں ختم ہو گئیں اور سورج آپ کے فیض سے چمکنا شروع ہو گیا اور آپ کے غلاموں (کی خدمت) کے لیے ان کی ڈیوٹی پہ حاضر ہو گیا۔

عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے ہجر و فراق میں بے قراری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(۶) نہ جاگ اٹھیں کہیں اہل بقیع کچی نیند — چلا یہ نرم نہ نکلی صدائے پائے فلک
(۷) نہ ان کے جلوہ نے کیں گرمیاں شب اسریٰ — کہ جب سے چرخ میں ہیں نقرہ وطلائے فلک
(۸) مرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن — گیا جو کاسہ مہ لے کے شب گدائے فلک
(۹) رہا جو قانع یک نان سوختہ دن بھر — ملی حضور سے کان گہر جزائے فلک
(۱۰) تجمل شب اسریٰ ابھی سمٹ نہ چکا — کہ جب سے ویسی ہی کوتل ہیں سبز ہائے فلک

(۱۱) خطابِ حق بھی ہے درباب خلق من اجلك — اگر اِدھر سے دمِ حمد ہے صدائے فلک
(۱۲) یہ اہلِ بیت کی چکی سے چال سیکھی ہے — رواں ہے بے مددِ دست آسیائے فلک
(۱۳) رضا یہ نعتِ نبی نے بلندیاں بخشیں — لقب زمینِ فلک کا ہوا سمائے فلک

مشکل الفاظ کے معانی:

* اہل بقیع ۔جنت البقیع مدینہ طیبہ کے قبرستان میں صحابہ کرام اور اہل بیت کے کئی نفوس قدسیہ جو آرام کی نیند سو رہے ہیں * چلا یہ نرم ۔نرمی سے چلا * شب اسریٰ ۔معراج کی رات * چرخ ۔آسمان * نقرہ ۔چاندی * طلاء ۔سونا * جواہر ۔قیمتی موتی * کاسہ ۔کشکول، بھیک والا پیالا * مہ ۔چاند، ماہ کا مخفف * گدائے فلک ۔بھکاری آسمان (حضور کے در کا منگتا) * قانع ۔صبر کرنے والا * یک نان ۔ایک روٹی * سوختہ ۔جلی ہوئی * کان گہر ۔موتیوں کا خزانہ * جزائے ۔بدلہ، صلہ * تجمل ۔حسن * سمٹنا ۔کم ہونا * کوتل ۔عمدہ گھوڑا * سبز ہائے ۔ہریالی * خطاب ۔ارشاد * خلق ۔مخلوق * من اجلک ۔آپ کی خاطر * دم حمد ۔اللہ کی تعریف میں سانس لینا، یعنی تعریف کرنا * صدائے ۔پکار، آواز * اہل بیت ۔حضور علیہ السلام کے گھر والے، آپ کا خاندان * چال ۔چلنا * رواں ۔جاری * بے مدد دست ۔ہاتھ کی مدد کے بغیر * آسیائے ۔چکی * زمین فلک ۔فلک کی زمین یعنی نعت جس کا آخری لفظ فلک ہے * سما ۔بلندی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) آسمان اس قدر آہستگی سے بے آواز ہو کر کیوں چلا ہے؟ صرف اس لیے کہ جنت البقیع میں حضور علیہ السلام کے غلام (صحابہ کرام) اور آپ کے گھر والے آرام فرما ہیں کہیں ان کی نیند نہ خراب ہو جائے۔

(۷) معراج کی رات آقائے دو جہاں علیہ السلام کے جلوے اتنے جوبن پر تھے کہ آسمان کا سونا چاندی (چاند، سورج) آج تک ان جلووں کی تلاش میں گردش کر رہا ہے۔

اور یہ تو جلووں کا حال ہے جب کہ پاؤں مبارک کے تلووں کا یہ حال ہے کہ

؎ آسماں گر ترے تلووں کا نظارہ کرتا — روز اک چاند تصدّق میں اتارا کرتا

(۸) حضور علیہ السلام کے دربار کا آسمانی بھکاری جب کاسہ گدائی لے کر سرکار کی چوکھٹ پہ حاضر ہوا تو حضور نے اپنی شان کے مطابق سخاوت کی اور اس کا کشکول قیمتی موتیوں (ستاروں) سے بھر دیا۔ کیونکہ حدیث کے مطابق حضور کی آسمانوں پر بھی حکومت ہے اس لیے آپ کے دو وزیر آسمانوں پر ہیں (جبریل امین اور میکائیل علیہما السلام) تو چاند کا حق بنتا ہے کہ سوالی بن کر در رسول پہ دست طلب دراز کرے، اور جب چاند سے پوچھا کہ بڑے سخی کے دربار پہ گیا تھا کیا ملا تو اس نے جھوم کر کہا ہوگا۔

؎ ان کا کرم بس ان کا کرم ہے — ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

(۹) اور جب آسمان نے صبر کا مظاہرہ کیا اور ایک جلی ہوئی روٹی (سورج) پہ سارا دن گزارا کرتا رہا تو اس کو اس دن بھر کی مشقت کا محبوب کی بارگاہ سے یہ صلہ ملا کہ رات ہوتے ہی اس کا دامن موتیوں (ستاروں) سے بھر دیا گیا اور یہ موتی ساری رات فلک پہ چمک کر اور اس کو زینت دے کر دن بھر کی مشقت کا ازالہ کرتے رہے اور اگلے دن کے لیے تیار کرتے رہے۔

اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری بمعہ تشریح پڑھ کر عقل وشعور رکھنے والا ہر بندہ سمجھ سکتا ہے کہ اس دور کے شاعروں کی ہوا بھی شاعری کے اس مقام تک نہیں پہنچ سکتی جہاں اعلیٰ حضرت پرواز کر رہے ہیں۔ بات واقعی ٹھیک ہی ہے کہ

ملک سخن کی شاہی تجھ کو رضا مسلم   جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

قرآن کا ترجمہ ایسا کیا کہ کمال ہی کر دیا۔ فقہی مسائل میں فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد ہی پڑھ لی جائے تو بڑے بڑے اہل علم کو دن میں تارے نظر آ جائیں اس فتاویٰ کی آخری جلدوں میں حرکت زمین اور دیگر سائنسی حقائق پر ایسا قلم اٹھایا کہ بڑے سے بڑا سائنس دان آج تک آپ کے دلائل کو توڑ تو کیا سکتا چھیڑ بھی نہ سکا۔ یقیناً یہ سارا فیضان بارگاہ رسالت کا ہے جس کا اظہار آپ ان کے شعروں میں ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

(۱۰) شب معراج اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو آسمانوں پہ بلایا تو محبوب کی آمد پہ آسمانوں کو اتنا سجایا کہ وہ سجاوٹ آج بھی اسی طرح ہے اس میں ذرہ بھر بھی کمی نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ کے قدم مبارک کی برکات وجلوؤں کی بہتات نے اس زیب وزینت میں اضافہ ہی کیا۔

جس کو اس در کی غلامی مل گئی   وہ غم دارین سے آزاد ہے

(۱۱) اللہ کے محبوب علیہ السلام نے جس قدر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی بھلا کون کر سکتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ کسی وقت بھی آپ ذکر الٰہی کو ترک نہ فرماتے اگر زبان سے کرنے کا موقع نہ ہوتا (مثلاً قضائے حاجت کے وقت) تو دل ذکر الٰہی میں مصروف ہوتا یہاں تک کہ علماء نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دائیں کروٹ پہ لیٹنے کی وجہ بھی یہی بیان فرمائی ہے کہ دل چونکہ بائیں طرف ہوتا ہے تو دائیں کروٹ آپ سوتے تا کہ دل لٹک جائے اور غفلت کا ایک لمحہ بھی اس پہ نہ آئے۔ اور اللہ ''شکور حلیم'' ہے اپنے بندے کے معمولی عمل کی بھی قدر فرماتا ہے بلکہ عمل معمولی ہو تو جزا بڑھا چڑھا کر دیتا ہے۔

من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔

تو حضور علیہ السلام نے جو اللہ کی اس قدر حمد وثنا فرمائی اس کا اجر اللہ نے یہ عطا کیا کہ آسمان سے ''من اجلک'' کی صدائیں ہاتف غیب کے ذریعے زمین پہ مسلسل بھیجی جا رہی ہیں کہ اے محبوب یہ سب کچھ تیرے ہی لیے تو ہے۔ سبحان اللہ۔

بھڑک اٹھا کوئی تیری ادائے ماعرفنا پر   تیرا رتبہ رہا بڑھ چڑھ کے سب ناز آفرینوں میں
نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا   بہت مدت سے چرچے ہیں تیرے باریک بینوں میں
(بانگ درا، ۲۴۳)

(۱۲) کبھی کسی نے غور کیا ہے کہ آسمان چکی کی طرح کیوں گردش کر رہا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا چکی چلا چلا کر ان کے ہاتھوں پر چھالے پڑھ گئے اور حضور کی بارگاہ میں لونڈی کے لیے عرض کیا اور حضور نے بجائے لونڈی دینے کے ''تسبیح فاطمہ'' عطا فرما دی جو آج پوری امت پڑھ رہی ہے تو جس چکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی اس قدر حمد وثنا ہو رہی ہے اللہ کو اس چکی سے کتنا پیار ہوا ہوگا جس کو خاتون جنت چلاتی تھیں اللہ نے آسمانوں کو بھی چکی کی طرح چلنے کا تا قیامت حکم دے دیا کہ اے آسمان اگر میرے نبی کی امت تسبیح فاطمہ سے فیضیاب ہو رہی ہے تو تو فاطمہ کی اس ادا کو اپنا

لے تا کہ دنیا جان لے کہ اِدھر بھی ان فیض ہے اُدھر بھی ان کا فیض ہے۔

؎ عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

اس چکی کا ذکر صحاح ستہ کی کتاب ابوداؤد شریف میں ہے۔

(۱۳) اے گدائے در محبوب الٰہی (پیارے) احمد رضا! تجھے نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کیا کیا بلندیاں ملیں، دیکھو تو سہی تیری یہ نعت جو لفظ فلک کی زمین (ردیف) میں لکھی گئی ہے اس کا لقب سمائے فلک پڑ گیا ہے کہ لوگ اس کو فلک والی نعت کہتے ہیں اور فلک تو آسمان ہے لہٰذا یہ نعت سما و فلک یعنی آسمان کی سی بلندیوں والی نعت بن گئی۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے جیسا کہ اسی نعت کے شعر نمبر ۹ کی تشریح میں عرض کیا ہے کہ آپ نے جس میدان میں بھی قلم اٹھایا ہے حق ادا کر دیا ہے۔ انسان دنگ رہ جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فتاویٰ کا کام کس وقت کرتے ہوں گے اور نعت لکھنے کا وقت آپ کو کب ملتا ہوگا اور دیگر مصروفیات کے لیے کب وقت نکالتے ہوں گے اور پھر ہر کام ایسا مضبوط بنیادوں پہ کیا ہے کہ بس حرف آخر ہی سمجھیں علم وفضل کا وہ کونسا کمال ہے جو آپ کی دسترس سے باہر ہو۔ قدرت نے آپ کو جامع الصفات بنایا ہے قادر الکلام وخوش بیان اس درجے کے ہیں کہ آپ کی چار زبانوں میں نعت پیچھے گزر چکی ہے کوئی بڑا ہی بد بخت ہوگا جو آپ کے اس طرح کے کارنامے پہ آپ کو داد نہ دے گا۔ نعت ہی کے حوالے سے ایک اور حیرت انگیز اور لاجواب، بے مثال اور باکمال کارنامہ ملاحظہ فرمائیں اور وہ یہ کہ کئی لوگوں نے بغیر نقطہ کتابیں بھی لکھی ہیں اور نظمیں نعتیں بھی لیکن ایسی نظم یا نعت آج تک آپ کو نہیں ملی ہوگی کہ جس پوری نظم یا نعت میں ہونٹ حرکت تو کریں لیکن آپس میں ملنے نہ پائیں (جیسا کہ یہ نعت اپنے مقام پہ بمعہ تشریح آپ پڑھیں گے) یقیناً

؎ سب یہ صدقہ ہے عرب کے جگمگاتے چاند کا نام روشن اے رضا جس نے تمہارا کر دیا

-----✱✱✱-----

نعت شریف نمبر(۲۱) ''لام''

(۱) کیا ٹھیک ہو رخ نبوی پر مثال گُل — پامال جلوۂ کف پا ہے جمال گُل
(۲) جنت ہے ان کے جلوہ سے جویائے رنگ و بو — اے گل ہمارے گل سے ہے گل کو سوال گل
(۳) ان کے دو قدم سے سلعۂ غالی ہوئی جناں — واللہ میرے گل سے ہے جاہ و جلال گل
(۴) سنتا ہوں عشق شاہ میں دل ہوگا خونفشاں — یا رب یہ مژدہ سچ ہو مبارک ہو فال گل
(۵) بلبل حرم کو چل غم فانی سے فائدہ — کب تک کہے گی ہائے وہ غنچہ وہ لال گل

مشکل الفاظ کے معانی:

* رخ نبوی – نبی علیہ السلام کا چہرہ * مثال گل – پھول کی طرح * پامال – تباہ حال * جلوہ کف پا – پاؤں کے تلوے کی چمک * جمال گل – پھول کا حسن * جویائے – متلاشی * اے گل – اے پھول مراد ہے اے حسن والو (ہمارے گل سے حضور علیہ السلام مراد ہیں) * سوال – طلب * گل – خوبصورتی مراد ہے * سلعہ غالی – بہت زیادہ قیمت والا سامان * جناں – جنت کی جمع * واللہ – اللہ کی قسم * جاہ و جلال – مرتبہ و مقام * خون فشاں – خون ٹپکانے والا * مژدہ – خوشخبری * فال – پیشینگوئی * حرم – کعبہ و مدینہ * غم فانی – فنا ہونے والی چیزوں کا غم * غنچہ – کلی * لال – سرخ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پہ پھول کی مثال کیسے صادق آسکتی ہے کیونکہ پھول کا حسن و جمال تو آپ کے پاؤں کے تلوؤں کی خیرات ہے پھر اس کو رخ والضحیٰ پہ کیونکر فٹ کیا جاسکتا ہے۔

(۲) اے گلاب کے خوبصورت پھول! ہمارے آقا کے جلوؤں کا رنگ اور خوشبو تو جنت بھی مانگ رہی ہے، تجھے بھی چاہیے کہ حضور کی بارگاہ سے حسن کا سوال کرلے۔

مواہب لدنیہ میں ہے کہ شب معراج جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) عرش معلی سے واپس آئے تو آپ کا پسینہ زمین پر گرا تو زمین خوش ہو کر ہنسی جس سے گلاب کا پھول پیدا ہوا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ گلاب کے پھول میں حضور علیہ السلام کے پسینے کی خوشبو کی جھلک پائی جاتی ہے اور اس کا احترام بھی کیا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم)

(۳) ہمارے آقا ہی کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے جنت کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا، اور ہمارے نبی علیہ السلام کے صدقے میں پھول کو عظمت و شان ملی۔ حدیث شریف میں جنت کو سلعہ غالیہ فرمایا گیا یعنی بہت قیمتی سامان۔

(۴) میں نے سن رکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کی محبت میں دل سے خون بھی ٹپکتا ہے اللہ کرے ایسا ہو جائے کہ ہمارا دل بھی یہ نذرانہ محبت پیش کرنے کے قابل ہو جائے اگر ایسا ہوتا ہے تو اے پھول تجھے مبارک ہو کہ تو کلی سے پھول بنتے وقت یہ سعادت حاصل کر چکا ہے کہ محبوب کی یاد میں تیرے جگر کے کئی ٹکڑے ہو گئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کی خواہش کا کیا کہنا وہ تو یہاں تک بھی کہہ چکے ہیں۔

ے پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفہ میں رضا ‌ ‌ ‌ ان سگان کو سے اتنی جاں پیاری واہ واہ

(۵) اے بلبل! تو اتنی مایوس و نا امید کیوں ہو گئی ہے اور فانی چیزوں کا غم کر کے ہائے غنچہ، ہائے پھول کب تک پکارتی رہے گی۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں چل تیرے سارے غم غلط ہو جائیں گے۔

(۶) غمگیں ہے شوق غازۂ خاک مدینہ میں ‌ ‌ ‌ شبنم سے دُھل سکے گی نہ گرد ملال گل

(۷) بلبل یہ کیا کہا میں کہاں فصل گل کہاں ‌ ‌ ‌ امید رکھ کہ عام ہے جو دونوال گل

(۸) بلبل گھرا ہے ابر ولا مژدہ ہو کہ اب ‌ ‌ ‌ گرتی ہے آشیانہ پہ برق جمال گل

(۹) یارب ہرا بھرا ہے داغ جگر کا باغ ‌ ‌ ‌ ہر مہ مہ بہار ہو ہر سال سال گل

(۱۰) رنگ مژہ سے کر کے خجل یاد شاہ میں ‌ ‌ ‌ کھینچا ہے ہم نے کانٹوں پہ عطر جمال گل

مشکل الفاظ کے معانی:

* غم گیں۔ پریشان * غازہ۔ پاؤڈر جو دلہن استعمال کرتی ہے * شبنم۔ اوس * گرد۔ غبار * ملال۔ رنج و غم * فصل گل۔ بہار کا موسم * جود و نوال۔ لطف و کرم * گل۔ پھول (مراد ہے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم) * ابر۔ بادل * ولا۔ محبت * مژدہ۔ خوشخبری * آشیانہ۔ گھونسلا * برق جمال گل۔ محبوب کے چہرے کی تجلی * داغ جگر۔ کلیجے کا داغ (محبت) * مہ۔ ماہ کا مخفف مہینہ * سال گل۔ پھولوں کا سال * مژہ۔ آنکھ کی پلک * خجل۔ شرمندہ * یادشاہ۔ بادشاہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد * عطر جمال گل۔ پھول کے حسن کا نچوڑ۔

(۶) عاشق مدینہ اس خیال میں پریشان ہے کہ اس کی تمناؤں اور آرزوؤں کی تکمیل خاک مدینہ کے ابٹن (پاؤڈر) میں ہے اگر اس کو مل جائے تو اس کی پریشانی ختم ہو جائے اور آرزو پوری ہو جائے کیونکہ شبنم (اوس) سے تو پھول کے رنج و غم کا غبار صاف نہیں ہوتا۔ پھول کا گرد و غبار بارش ہی سے صاف ہوگا اور عاشق کا دل خاک مدینہ سے ہی مطمئن ہوگا۔

ے آنکھ کو محبوب کے در کا نظارا چاہیے ‌ ‌ ‌ مجھ کو بخشش کے لیے ان کا اشارہ چاہیے

یا الٰہی بار بار آئے مدینے سے پیام ‌ ‌ ‌ اوج پر اپنے مقدر کا ستارا چاہیے

یا محمد، یا محمد ہر گھڑی کہتا رہوں ‌ ‌ ‌ روز و شب لب پر میرے یہ ایک نعرہ چاہیے

دین و دنیا میں مجھے واللہ کوئی حاجت نہیں ‌ ‌ ‌ یا الٰہی مجھ کو بس محبوب پیارا چاہیے

آپ ہی کے پاس ہے ہر اک مرے غم کا علاج ‌ ‌ ‌ یا رسول اللہ مرے دردوں کا چارا چاہیے

نیک ہو جو کام وہ جلدی سے جلدی کیجئے　　نیکوں کے کام میں کیا استخارا چاہیے
عرض ہے قائد کی آقاست بستہ آپ سے　　حشر کے دن ہاتھ میں دامن تمہارا چاہیے

(۷) اے بلبل باغ مدینہ (عاشقان رسول) یہ میں کیا سن رہا ہوں کہ تم کہہ رہی ہو میری قسمت میں موسم بہار (حاضری مدینہ) کہاں؟ نہیں نہیں ایسا نہیں کہتے۔

ے جب کرم ہوتا ہے حالات بدل جاتے ہیں

ہمارے (آقا مدینے کے چاند) پھول بڑے سخی ہیں کسی کو محروم نہیں رکھتے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ انشاء اللہ

ے کرم کی جب نظر ہوگی مدینے ہم بھی جائیں گے

(۸) ارے دیکھو! دیکھو! (رحمت کی) کالی گھٹا چھا رہی ہے، بارش کا سماں بن رہا ہے، جس کے نتیجے میں بہار آئیگی، تیار ہو جا تیرے آشیانے پر بھی (محبوب) پھول اپنے حسن کی بجلی گرانے والا ہے اور تجھے یہاں بیٹھے ہی دیدار یار ہو جائے گا۔

ے حب احمد ازل سے ہی سینے میں ہے　　میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

(۹) اے میرے مالک و مولا! محبوب کی محبت کا داغ جو میرے دل پہ لگا ہوا ہے یہ گلشن ہر وقت ترو تازہ اور سر سبز و شاداب رہے، اس کو خزاں کا جھونکا نہ دیکھنا پڑے بلکہ اس کے لیے ہر مہینہ بہار کا ہو اور ہر سال پھول کا ہو (مدینہ کی آرزو تڑپ میں کمی نہ آئے بلکہ دن بدن اضافہ ہوتا رہے۔

ے پھلا پھولا رہے یا رب چمن میری امیدوں کا　　جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

(۱۰) شہر مدینہ کی اور تاجدار مدینہ کی یاد میں میری آنکھوں سے آنسوؤں کے نہ نکلنے نے مجھے عاشقان رسول کی نگاہوں میں شرمندہ کر دیا ہے لہٰذا مجبور ہو کر میں نے کانٹوں پہ پھول کے جمال والی خوشبو لگا کر آنکھ میں ڈال لیے (کہ اب تو یاد گل میں آنسو بہائے گی) یا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی یاد میں ہم نے آنسو بہا کر گویا کانٹوں پہ پھول کے حسن کا عطر چھڑک دیا ہے۔

ے یاد نبی میں دن جو گزرے　　وہ دن سب سے بہتر ہے
یاد نبی میں رات جو گزرے　　اس سے بہتر رات نہیں ہے
جتنا دیا سرکار نے مجھ کو　　اتنی میری اوقات نہیں ہے
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ　　مجھ میں تو ایسی بات نہیں ہے

(۱۱) میں یادشہ میں روؤں عنادل کریں ہجوم　　ہر اشک لالہ فام پہ ہو احتمال گل
(۱۲) ہیں عکس چہرہ سے لب گلگوں میں سرخیاں　　ڈوبا ہے بدر گل سے شفق میں ہلال گل
(۱۳) نعت حضور میں مترنم ہے عندلیب　　شاخوں کے جھومنے سے عیاں وجد و حال گل
(۱۴) بلبل گل مدینہ ہمیشہ بہار ہے　　دو دن کی ہے بہار فنا ہے مآل گل

(۱۵) شیخین اِدھر نثار غنی و علی اُدھر — غنچہ ہے بلبلوں کا یمین و شمال گل

مشکل الفاظ کے معانی:

* عنادل۔ جمع عندلیب کی بلبل * ہجوم۔ بھیڑ * اشک۔ آنسو * لالہ فام۔ سرخ رنگ کے پھول کی طرح چہرہ * احتمال۔ شک (عربی میں اس کا معنی اٹھانا بھی ہے) * عکس۔ پرتو * لب گلگوں۔ پھولوں کی طرح ہونٹوں میں سرخی ولالی * بدر۔ ماہ تمام (چودھویں رات کا چاند) * شفق۔ سرخی جو غروب آفتاب کے بعد آسمان کے کناروں پہ ظاہر ہوتی ہے * ہلال۔ پہلی رات کا چاند (چوتھی رات تک) * مترنم۔ گانے والا * عیاں۔ ظاہر * وجد و حال۔ بے خود ہو کر جھومنا، کیفیت * فنا۔ مٹ جانا، برباد ہو جانا * مآل۔ آخر کار، انجام * شیخین۔ ابوبکر و عمر (صحابہ میں سے بزرگ عظمت و شان کے لحاظ سے) * غنی۔ حضرت عثمان غنی * علی۔ مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہم اجمعین * غنچہ۔ کلی * یمین۔ دایاں * شمال۔ بایاں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) اے اللہ! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے حبیب کی یاد میں اتنا روؤں کہ بلبلیں میرے اردگرد ہجوم کر آئیں اور میرے ہر آنسو پہ ان کے پھول کو گمان ہو (یا مدینہ میں خون کے آنسو رونے سے بھی حضور علیہ السلام کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا)۔

پنجابی زبان میں اعظم چشتی مرحوم کے مندرجہ ذیل اشعار اس تصور کو کتنی خوبصورتی سے اجاگر کر رہے ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں

اے موت ٹھہر جا میں مدینے تے جا لواں — ستا ہویا نصیب تے اپنا جگا لواں
محبوب دا اوہ گنبد خضریٰ تے ویکھ لاں — سرکار دی گلی دے نظارے تے پا لواں
لگے نے مصطفیٰ دے قدم جس زمیں تے — اک وار اوس خاک نوں سینے تے لا لواں
سنیاں اے ہر غریب دی سندا اے زاریاں — میں وی تے اپنے غم دی کہانی سنا لواں
جی بھر کے رو لواں در اقدس دے سامنے — اکھیاں نوں گفتگو دا قرینہ سکھا لواں
آوے جے فیر موت تے آوے ہزار وار — اعظم جے زندگی دی ایہہ حسرت مٹا لواں

(۱۲) تاجدار مدینہ علیہ السلام کے رخ والضحیٰ کا عکس جب آپ کے بابرکت ہونٹوں پر پڑتا ہے تو ایسا منظر نظر آتا ہے کہ چہرۂ انور تو چودھویں کا چاند (مکمل چاند) ہے اور سرخ گلابی ہونٹ دو چاند پہلی رات کے ہیں یعنی ہلال اور دونوں ہلال بدر کامل کی سرخی میں ڈوب رہے ہیں۔

شمائل ترمذی میں مشہور وصاف رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوہالہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور علیہ السلام کا رخ اقدس چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکدار تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں میرے نزدیک تو آپ چاند سے کہیں زیادہ خوبصورت ہیں۔
(شمائل ترمذی)

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں ان کے چہرے کو — میں ان کے نقش پا پہ چاند کو قربان کرتا ہوں
کیونکہ

ـــ چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے   چاند کے چہرے پہ چھائیاں، آقا کا چہرہ صاف ہے

(۱۳) بلبلیں چمن میں یونہی نہیں چہک رہیں بلکہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم گنگنا رہی ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ دیکھتے نہیں ہو شاخیں خوشی میں جھوم جھوم کر نعت سن رہی ہیں اور پھول وجد کر رہا ہے۔

ہر شجر و حجر اور ہر خشک و تر کا اپنے اپنے رنگ میں تسبیح پڑھنا قرآن پاک میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔

یسبح اللہ مافی السموت وما فی الارض۔ وان من شی الایسبح بحمدہ۔

کل قد علم صلاتہ وتسبیحہ۔

اور دورِ صحابہ میں ان چیزوں سے تسبیح کی آواز کا سننا بھی ثابت ہے (کمافی الحدیث) اور ارشاد باری تعالیٰ ہے ذکـر ادمـولا۔ حضور علیہ السلام کا سراپائے اقدس ذکر الٰہی ہے تو ان ساری حقیقتوں کو سامنے رکھ کر بلبلوں کی نعت خوانی، شاخوں کا جھوم کر سننا اور پھول کا سن کر وجد کناں ہونا کوئی انہونی اور خلاف واقعہ بات تو نہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ ورفعنا لك ذكرك کا مطلب حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں جبریل امین نے بیان کیا کہ اللہ فرماتا اذا ذکرت ذکرت معی محبوب! جہاں میرا ذکر ہوگا ساتھ تیرا بھی ہوگا۔ اب تو ایسے اشعار کو مبالغے پر محمول کرنے کے تمام شکوک وشبہات دور ہو گئے۔

(۱۴) اے خزاں سے ڈرنے والی بلبلو! تمہارے پھول پر تو چند دن بہار آئی ہے اگر ہمیشہ کی بہار چاہتی ہو تو مدینے کے پھول کی بارگاہ میں چلی جاؤ اور گلستان مدینہ میں جا بسو، جہاں کبھی خزاں آتی ہی نہیں ہمیشہ بہار ہی رہتی ہے۔

(۱۵) (حضور علیہ السلام کی مجلس کا رنگ اور منظر بیان کیا جا رہا ہے کہ دیکھو) ادھر اگر صدیق وفاروق قربان ہونے کے لئے کھڑے ہیں تو ادھر عثمان وعلی بھی نثار ہونے کے منتظر ہیں گویا پھول کے گرد بلبلوں کا ہجوم ہے۔

ـــ جس وقت تھے محفل میں ان کی بوبکر وعمر وعثمان وعلی   اس وقت رسول اکرم کے دربار کا عالم کیا ہوگا

ـــ یوں نظر آتے تھے اپنے دوستوں میں مصطفیٰ   جس طرح ہے آسماں پہ چاند تاروں میں گھرا

صحابہ کرام میں شیخین حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق ہیں (ختنین حضرت عثمان غنی ومولیٰ علی ہیں رضی اللہ عنہم) محدثین میں امام بخاری ومسلم شیخین ہیں اور فقہا اور آئمہ فقہ میں شیخین امام ابوحنیفہ وامام ابویوسف ہیں (صاحبین امام ابویوسف اور امام محمد ہیں جب کہ طرفین امام ابوحنیفہ وامام محمد ہیں) علیہم الرحمۃ۔

(۱۶) چاہے خدا تو پائیں گے عشق نبی میں خلد   نکلی ہے نامہ، دلِ پُر خوں میں فالِ گل

(۱۷) کر اس کی یاد جس سے ملے چین عندلیب   دیکھا نہیں کہ خارِ الم ہے خیالِ گل

(۱۸) دیکھا تھا خوابِ خارِ حرم عندلیب نے   کھٹکا کیا ہے آنکھ میں شب بھر خیالِ گل

(۱۹) ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں   کیجئے رضا کو حشر میں خنداں مثالِ گل

مشکل الفاظ کے معانی:

★ خلد۔ جنت ★ نامہ۔ خط ★ دل پر خون۔ خون سے بھرا ہوا دل، دکھی دل ★ فال گل۔ پھول کی پیشنگوئی ★ چین

-آرام * عندلیب-بلبل * خارالم-تکلیف کا کانٹا * خیال-گمان * خارحرم-مکہ کا کانٹا * کھٹکا کیا-چبھتا رہا * شب بھر-ساری رات * صدقہ-طفیل * حشر-میدان قیامت * خنداں-مسکراتا ہوا * مثال گل-پھول کی طرح

مفہوم اشعارو خلاصہ تشریح:

(۱۶) حضور علیہ السلام کی محبت میں زخمی دل کی کتاب پر پھول (ہمارے آقا) کی طرف سے یہ (پیشینگوئی) تحریر ہمیں مل گئی ہے کہ ان شاء اللہ عشق رسول کا صدقہ تم ضرور جنت میں جاؤ گے۔

؎ باغ جنت میں محمد مسکراتے جائیں گے پھول رحمت کے کھلیں گے ہم اٹھاتے جائیں گے

(۱۷) اے بلبل! اگر آرام وسکون کی زندگی گزارنا چاہتی ہے تو اپنے پھول کو چھوڑ اور ہمارے آقا کو یاد کیا کر، کیونکہ پھول کا خیال رکھے گی تو کانٹے کا ذکر ضرور آئے گا۔اور رسول کی یاد سے دل کو سکون ملے گا۔

؎ دونوں عالم میں تجھے مقصود گر آرام ہے ان کا دامن تھام لے جن کا محمد نام ہے

(۱۸) بلبل نے خواب وخیال کی دنیا میں مکہ شریف کے کانٹے کو دیکھا تو ساری رات پھول کے خیال نے اس کو سونے نہ دیا کیونکہ کانٹے کے ساتھ پھول ضروری ہے تو اس نے سوچا جب مکہ کا کانٹا چبھا ہے تو مدینے کا پھول بھی ضرور ملے گا، چنانچہ پھول کا خیال ساری رات اس کو کانٹا بن کر چبھتا رہا۔

؎ نہ تم آئے نہ شب انتظار گزری ہے تمہاری یاد میں یہ سحر بار بار گزری ہے

(۱۹) اے میرے پیارے آقا! اپنے جن دو شہزادوں (حسنین کریمین) کو آپ نے اپنا پھول فرمایا ان کا صدقہ بروز قیامت احمد رضا کو سارے غموں سے نجات دلا کر پھول کی سی مسکراہٹ عطا ہو جائے تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ دیکھو۔

؎ غوث اعظم کا منگتا پھرتا ہے مارا مارا

حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ھما ریحانتای من الدنیا۔حسن وحسین میرے دنیا کے دو پھول ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام دونوں شہزادوں کو سونگھ رہے تھے عرض کیا گیا حضور ہم تو اپنے بچوں کو چومتے ہیں اور آپ سونگھتے ہیں فرمایا یہ دونوں میرے پھول ہیں اور پھول چومے (ہی) نہیں جاتے سونگھے (بھی) جاتے ہیں۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ کا ایک بڑا مشہور شعر ہے۔

؎ لو کان رفضا حب ال محمد فلیعلم الثقلان انی رافض

اگر اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت (ان کی تعریف کرنا) رافضیت ہے تو دونوں جہان جان لیں کہ میں (شافعی رحمۃ اللہ علیہ) رافضی ہوں۔

----***----

نعت شریف نمبر (۲۲)

(۱) سرتا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول ! لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول
(۲) صدقے میں ترے باغ تو کیالائے ہیں بن پھول اس غنچہ دل کو بھی تو ایما ہو کہ بن پھول
(۳) تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہ محن پھول
(۴) واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول
(۵) دل بستہ و خوں گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آقا کا دہن پھول

مشکل الفاظ کے معانی :

* سرتا بقدم ۔سر سے لے کر پاؤں تک * تن ۔جسم * سلطان زمن ۔زمانے کا بادشاہ * لب ۔ہونٹ * دہن ۔منہ * ذقن ۔ٹھوڑی * بدن ۔جسم * بن ۔جنگل اور اس میں خودرو درخت * بن ۔نمبر۲ بننا سے ہے یعنی ہو جا * غنچہ ۔کلی * ایماء ۔اشارہ * تنکا ۔معمولی شے، گھاس کا ٹکڑا * کوہ ۔پہاڑ * محن ۔محنت کی جمع رنج والم * واللہ ۔اللہ کی قسم * مرے گل ۔میرے محبوب * عطر ۔خوشبو * دلہن ۔دوہٹی * بستہ ۔بندھا ہوا * گشتہ ۔گشتن سے بمعنی ہونا * لطافت ۔نرمی، خوبی

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) تاجدار زمانہ، حبیب یگانہ صلی اللہ علیہ وسلم سرانور سے لے کر قدم مبارک تک پھول (کی لطافت والے) ہیں، ہونٹ، منہ ٹھوڑی اور سارا جسم اقدس گویا پھول ہے۔

؎ سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے جیسے منہ سے بولتا قرآن ، وہ تفسیر ہے
محو حیرت ہے یہ دنیا مصطفیٰ کو دیکھ کر وہ مصور کیسا ہو گا جس کی یہ تصویر ہے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مخلوق میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ کوئی شے لطیف نہیں ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سایہ نہیں بنایا کیونکہ سایہ ہر شے کا شے سے لطیف تر ہوتا ہے اگر آپ کا سایہ بھی ہوتا تو وہ آپ کے جسم انور سے لطیف تر ہوتا اور چونکہ آپ کے جسم سے لطیف تر تو کوئی چیز ہے ہی نہیں اس لیے سایہ ندارد۔

؎ تیری صورت بنا کے خدا نے جو کہا تو لاجواب ہے تیرا کوئی جواب نہیں

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

ما من منزل من منازل بنی سعد الا وقد شموا ریح المسك منه۔

(سبل الھدیٰ ص ۷۷)

بنی سعد قبیلہ (جو میلوں میں پھیلا ہوا تھا) کے ہر گھر سے حضور علیہ السلام کی میرے گھر تشریف آوری کے بعد کستوری کی خوشبو آنے لگی۔

؎ معطر دو عالم کو جو کر گیا ہے یہ کس باغ سے پھول لائی حلیمہ
مبارک تجھے یہ بروائی حلیمہ بنی تو محمد کی دائی حلیمہ

(صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہا)

ان لوگوں کی عقل پہ ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے (مگر کر نہیں سکتے کہ حرام ہے) جو یہ کہتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جسم سے جو خوشبو آتی تھی وہ اس لیے تھی کہ آپ خوشبو زیادہ استعمال فرماتے تھے۔ یہ بنو سعد قبیلے کے ہر گھر سے کونسی خوشبو آرہی تھی؟ (دارمی، بیہقی) آپ گھر سے مسجد کی طرف تشریف لانے کے لیے نکلتے تو صحابہ کو خوشبو کے ذریعے علم ہو جاتا کہ

؎ یہ ہوا یہ فضا کہہ رہی ہے آقا تشریف لائے ہوئے ہیں

جس راہ سے آپ گزرتے راستے معطر ہو جاتے رات کی تاریکی میں حضور علیہ السلام کو (نورانیت کے علاوہ) خوشبو سے پہچانا جاتا۔ آپ کے ہاتھ مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈے اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھے۔

(۳) حضور! آپ کے طفیل صرف باغوں میں ہی پھول نہیں کھلے بلکہ جنگل کے خودرو پودوں پر بھی بہار آئی ہوئی ہے اور ان پہ بھی پھول کھل گئے ہیں۔ نگاہ کرم فرمائیے اور میرے دل کی کلی کو بھی اپنی محبت میں پھول بنا دیجئے۔

؎ جس طرف چشم محمد کے اشارے ہو گئے جتنے ذرے سامنے آئے سب ستارے ہو گئے

حضور علیہ السلام کی رحمت کا اشارہ ہو جائے تو پتھر بول پڑیں۔ (خصائص کبریٰ ص ۷۵ ج ۲)

ابوجہل کی مٹھی میں کنکریاں کلمہ پڑھنا شروع کر دیں۔

؎ لا الہ گفت الا اللہ گفت گوہر احمد رسول اللہ گفت

(مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ)

حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اس پتھر کو آج بھی پہچانتا ہوں جو مکہ میں میری بعثت سے پہلے مجھ پہ سلام پڑھتا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۴۰)

آپ کا اشارہ ہو جائے تو پتھر اور درخت کلمہ پڑھتے ہوئے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں۔ (ایضا، بیہقی)

امام ابونعیم حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعا فرمائی تو گھر کے دروازوں اینٹوں اور کھڑکیوں سے آمین آمین کی آوازیں آنے لگیں۔ (خصائص ص ۷۷ ج ۲)

آپ احد پہاڑ پہ قدم رکھیں تو وہ وجد کرنا شروع کر دے۔ (بخاری)

(۳) ہم ایک تنکا بھی ہلانے کی طاقت نہیں رکھتے اور میرے آقا اگر چاہیں تو غموں کے پہاڑ بھی پھول کی طرح نرم ونازک ہو جائیں۔

آپ کے انگلی کے اشارے سے چاند ٹکڑے ہو کر زمین پہ آجاتا ہے آپ کے لعاب دہن سے ابوبکر صدیق کی ایڑھی سے سانپ کے ڈسنے کا زہر ختم ہو اور تکلیف جاتی رہے۔ حضرت قتادہ کی آنکھ پہلے سے زیادہ روشن ہو جائے۔ آپ اشارہ فرمائیں تو گونگے بولنا شروع کر دیں۔ آپ لاعلاج مریض کو ہاتھ لگا دیں تو بیماری کا نام ونشان مٹ جائے آپ کے جسم سے لگنے والا کپڑا دھو کر بیماروں کو پانی پلایا جائے تو شفایابی ہو جائے۔ (کتب حدیث)۔

(۴) خدا کی قسم ہے اگر شادی کے وقت کسی دلہن کو حضور علیہ السلام کا پسینہ مل جائے تو وہ کبھی کسی خوشبو کی طلب وخواہش نہ رکھے اور نہ ہی وہ کسی پھول کو تلاش کرے۔

حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کیا کہ میری بیٹی کی شادی ہے میری مدد کیجئے آپ نے اس کو اپنی کلائیوں سے پسینہ اتار کر دیا جو اس نے اپنی بیٹی کو دے دیا تو وہ گھر بیت المطیبین (خوشبو والوں کا گھر) مشہور ہو گیا۔ صحابیات آپ کا پسینہ مبارک جمع فرمائیں۔

؎ خوشبو ہے دو عالم میں تیری اے گل چیدہ   کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصاف حمیدہ

ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دہن مبارک (منہ) غنچہ نہیں کیونکہ غنچہ تو بند ہوتا ہے اور حضور علیہ السلام کے دہن اقدس سے ہر وقت پھول جھڑتے رہتے ہیں۔ یہ حالت تو ہماری ہے کہ ہمارے دل بند تے ہوئے ہیں (محبت رسول سے خالی اور فاسد خیالات کی وجہ سے) ناپاک خون سے لتھڑے ہوئے ہیں نہ کوئی ان میں لطافت ہے نہ عشق رسول کی خوشبو ہے۔

؎ تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے   دل مرتضی سوز صدیق دے

(۶) شب یاد تھی کن دانتوں کی شبنم کہ دم صبح   شوخان بہاری کے جڑاؤ ہیں کرن پھول
(۷) دندان ولب وزلف ورخ شاہ کے فدائی   ہیں در عدن، لعل یمن، مشک ختن پھول
(۸) بو ہو کے نہاں ہو گئے تاب رخ شہ میں   لو بن گئے ہیں اب تو حسینوں کے دہن پھول
(۹) ہوں بار گنہ سے نہ خجل دوش عزیزاں   للہ مری نعش کر اے جان چمن پھول
(۱۰) دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخن پا کا   اتنا بھی مہ نو پہ نہ اے چرخ کہن پھول

مشکل الفاظ کے معانی:

* دم صبح۔ صبح کے وقت * شوخان بہاری۔ موسم بہار کی زندہ دلی یعنی پھولوں کے نکلنے کا موسم جب وہ کھلتے ہیں اور شوخی کرتے ہیں * کرن۔ سورج کی شعاع * دندان۔ دانت * شاہ۔ بادشاہ یعنی حضور علیہ السلام * فدائی۔ عاشق، فدا ہونے والا * در عدن۔ عدن کے موتی * لعل یمن۔ یمن کے سرخ لعل * مشک ختن۔ خالص کستوری * بو۔ مہک * نہاں۔ پوشیدہ * تاب۔ چمک * دہن۔ منہ * بار۔ بوجھ * خجل۔ شرمندہ * دوش۔ کندھا * عزیزاں۔ رشتہ دار * للہ۔ اللہ کے لیے، خدارا * نعش۔ مردہ جسم * جان چمن۔ باغ کی روح * شیدائی، فریفتہ، عاشق، متوالا * پا۔ پاؤں * مہ نو۔ ابتدائی دنوں کا چاند

* چرخ کہن۔بوڑھا آسمان * پھول (آخری)۔پھولنا سے ہے یعنی تکبر وغرور کرنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) جن دانتوں کو رات کی تنہائیوں میں، میں یاد کر رہا تھا وہ تو ایسے لگتے تھے کہ گویا شبنم ہے جو بوقت صبح سورج کی شعاع پڑنے سے چمک رہی تھی اور موسم بہار کے جوبن نے نورانی پھول جڑ دیے تھے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دانت مبارک نہایت ہی چمکدار تھے (شمائل ترمذی)

اذا تکلم رئی کالنور یخوج من بین ثنایاہ۔ (شرح شمائل)

جب آپ کلام فرماتے تو نور نکلتا (جس سے دیواریں روشن ہو جاتیں) تاجدار گولڑہ فرماتے ہیں

؎ دو ابرو قاب۔ قوسین دسن جیں تھیں نوک مژہ دے تیر چھٹن
لباں سرخ آکھاں کہ لعل یمن چٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں

(۷) ہمارے آقا وہ ہیں کہ جن کے دندان مبارک پہ عدن کے موتی نثار، لبہائے مبارکہ پہ لعل یمن (سرخ رنگ کا قیمتی ہیرا) قربان، زلف معنبر پہ خالص مشک فدا اور چہرہ منور پہ پھول جان چھڑکتے ہیں۔

دانتوں کی سفیدی کو عدن کے سفید چمکدار موتیوں سے، گلابی ہونٹوں کو یمن کے سرخ لعل (ہیرے) کے ساتھ، زلف دوتا کو مشک خالص (سخت سیاہ) کے ساتھ اور نورانی چہرے کو پھول سے تشبیہ اور آپس میں مشبہ اور مشبہ بہ کی مناسبتیں ولوازمات کی رنگینیوں نے شعر میں ایسی جان پیدا کر دی ہے کہ جان قربان کرنے کو دل چاہتا ہے۔

؎ ان کے لب رنگیں کی نچھاور تھی وہ جس نے پتھر میں حسن لعل پر انوار بنایا (ذوق نعت)

(۸) ہمارے پیارے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں تمام حسینان عالم کے حسن و جمال گم ہو کر رہ گئے اور ان کے دہن (منہ) جو اپنی جگہ پھول کی مہک رکھتے تھے جب سراج منیر محبوب خدا کے نورانی چہرے کے سامنے آئے تو مہک کی بجائے گرم ہوا (لُو) کا منظر پیش کرتے دکھائی دینے لگے۔

؎ تو ہے خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیاء میں تارے
انبیا اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

سارے جہان کا حسن متفرق دیکھنا ہو تو اللہ کے سارے نبیوں کے چہروں میں دیکھا جا سکتا ہے اور اگر سارے جہاں کا سارا حسن ایک جگہ اکٹھا دیکھنا ہو تو رخ والضحیٰ کا نظارہ کیا جائے۔

؎ داستان حسن جب پھیلی تو لا محدود تھی اور جب سمٹی تو تیرا نام بن کر رہ گئی

(۹) اے میرے پیارے نبی! نگاہ کرم فرما کر میری لاش کو پھول کی طرح ہلکا پھلکا کر دیجئے تا کہ میرے عزیز میری لاش کا وزن اٹھا کر تھک نہ جائیں اور وزنی لاش کو میرے گناہوں پر محمول کر کے شرمندہ نہ ہوتے پھریں۔

(۱۰) اے بوڑھے آسمان! جب تیرے اوپر نیا چاند نکلتا ہے تو تو اتراتا اور پھولا نہیں سماتا، تو دیکھتا نہیں کہ میرے محبوب کے

پاؤں مبارک کی ایک انگلی کا ایک ناخن تیرے چاند سے زیادہ اپنے اندر کشش رکھتا ہے دلیل یہ ہے کہ ہلال تو ہلال تیرا بدر کامل بھی میرے نبی کی انگلی کے ناخن کے اشارے سے ٹکڑے ہو کر قدموں میں آ گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اتنی بڑی حکومت کے بلا شرکت غیرے حکمران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بوقت وصال وصیت فرما گئے کہ میرے کفن میں حضور علیہ السلام کے ناخن اقدس رکھنا نہ بھول جانا۔ (احیاء العلوم ج ۴)

اب خوف قبر کچھ نہیں مجھ حقیر کو ناخن میں یہ دکھاؤں گا منکر نکیر کو

(۱۱) دل کھول کر خوں رو لے غم عارض شہ میں ۔۔۔ نکلے تو کہیں حسرت خوں نابہ شدن پھول
(۱۲) کیا غازہ ملا گرد مدینہ کا جو ہے آج ۔۔۔ نکھرے ہوئے جوبن میں قیامت کی پھبن پھول
(۱۳) گرمی یہ قیامت ہے کہ کانٹے ہیں زبان پر ۔۔۔ بلبل کو بھی اے ساقی صہبا و لبن پھول
(۱۴) ہے کون کہ گریہ کرے یا فاتحہ کو آئے ۔۔۔ بیکس کے اٹھائے تری رحمت کے بھرن پھول
(۱۵) دل غم تجھے گھیرے ہیں خدا تجھ کو وہ چمکائے ۔۔۔ سورج ترے خرمن کو بنے تیری کرن پھول
(۱۶) کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی ۔۔۔ زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

مشکل الفاظ کے معانی:

* دل کھول کے خون رولے۔ پوری حسرت نکال لے * غم عارض۔ آنے والا غم * حسرت۔ افسوس * خون نابہ۔ خون ملا پانی (آنسو) * شدن۔ ہونا * غازہ۔ خوشبودار پاؤڈر * گرد۔ غبار، مٹی * نکھرے ہوئے۔ صاف ستھرے * جوبن۔ جوانی کا جوش * پھبن۔ خوبصورتی، آرائش و زیبائش * ساقی۔ پلانے والا * صہبا۔ سفید انگور کی سرخ شراب * لبن۔ دودھ * گریہ۔ رونا * فاتحہ۔ ایصال ثواب کرنا * بے کس۔ محتاج * بھرن۔ تیز بارش * گھیرے ہیں۔ احاطہ کیے ہوئے ہیں * خرمن۔ کھلیان، غلے کا ڈھیر * کرن۔ شعاع * چمنستان۔ باغ * کرم۔ سخاوت، بخشش * زہرا۔ حضرت فاطمۃ الزہرا بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و رضی اللہ عنہا کا پاکیزہ لقب جس کا معنی ہے جنت کی کلی * حسین اور حسن۔ حضرت فاطمۃ الزہرا کے صاحبزادے، جنت کے جوانوں کے سردار۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) اے میری آنکھو! عنقریب تمہیں مدینے کی بہاریں چھوڑ کر یہاں سے چلے جانا ہے تو آنے والی جدائی پر ابھی خون کے آنسو رو لو تاکہ یہ خونی آنسو پھول بن کر تمہارے دل کی حسرت کو پورا اور جدائی کے غم کو ہلکا کر دیں۔

(۱۲) اے پھولو! آج تمہارا حسن اتنے شباب پہ کیوں نظر آ رہا ہے؟ کیا تمہیں آج غبار مدینہ تو ہاتھ نہیں آ گیا جس کو تم نے چہروں پر بطور (غازہ) پاؤڈر کے مل لیا ہے۔

غبار مدینہ کی کیا ہی عظمت ہے کہ حضور علیہ السلام نے اللہ کی قسم اٹھا کر فرمایا:

والذی نفسی بیدہ ان فی غبار ھاشفاء من کل داء۔ (خلاصۃ الوفاء)

ہر بیماری کے لیے بلکہ ایک روایت میں ہے کہ برص کے لاعلاج مریض کے لیے بھی مدینہ کی خاک میں شفاء ہے۔

؎ غبار راہ طیبہ سرمہء چشم بصیرت ہے　　یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاک شفا کہیے

اور اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت کے برادر اصغر مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

؎ خاک ان کے آستانے کی منگا دے چارہ گر　　فکر کیا ؟ حالت اگر بیمار کی اچھی نہیں

؎ ہاتھ آئے اگر خاک تیرے نقش کف پا کی　　سر پر کبھی رکھیں کبھی آنکھوں سے لگائیں

(مولانا حسرت موہانی)

اللہ رب العالمین نے سورۂ عادیات میں ان گھوڑوں کی اور ان کے قدموں سے اڑنے والی خاک کی قسم یاد فرمائی ہے جن پر حضور ﷺ کے صحابہ کرام سوار ہو کر جہاد کو جاتے تھے تو گویا خاک مدینہ کی بھی قسم یاد فرمائی گئی۔

؎ اگر مقدر نے یاوری کی اگر مدینے گیا میں خالد　　قدم قدم خاک اس گلی کی میں چوم لوں گا اٹھا اٹھا کر

(۱۳) قیامت کی قیامت خیز گرمی میں جب کہ زبانیں سوکھ کر کانٹے کی طرح ہو جائیں گی تو اے میرے ساقی کوثر آقا! اپنے (بلبلوں) غلاموں کو حوض کوثر کا جام پلا کر ایسی پیاس بجھائیں کہ لا یظمأ بعدہ ابدا۔ پھر کبھی پیاس نہ لگے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دوسروں کو تو حضور علیہ السلام جام سے پلا رہے ہوں گے لیکن علماء کو حضور اپنے مبارک ہاتھوں سے پلائیں گے اور جب لوگ اس پر رشک کریں گے اور پوچھیں گے کہ حضور! یہ امتیازی سلوک کیوں ہے؟ تو آپ فرمائیں گے تم دنیا میں رہ کر دنیا کماتے رہے یہ روکھی سوکھی کھا کر دنیا میں بھی میرے دین کا کام کرتے رہے (تفصیل دیکھئے شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ میں دفضل العلم والعلماء۔ دقائق الاخبار)

(۱۴) کون ہے جو مجھ غریب کی قبر پہ آکر روئے گا اور کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کرے گا کاش کہ اے میرے آقا آپ کا کوئی غلام آپ کی رحمت کا ذکر کرے اور آپ کی رحمت کی تیز بارش بھول بن کر میرے گناہوں کا خاتمہ کر دے۔ اور مجھے ابدی سکون میسر آجائے کیونکہ یاد محبوب راحت جاں ہے ذکر محبوب عین ایماں ہے۔ من احب شیئا فاکثر ذکرہ۔

معراج کی رات جو براق سر جھکا کر آنسو بہا رہا تھا اس کو حضور ﷺ کا نام لے کر جبریل امین نے خوش کیا اور وہی حضور علیہ السلام کی سواری بنا کیونکہ:

؎ جیہڑا (یاد رسول وچ) رووے گا　　اوہدا ای کم ہووے گا

نزہۃ المجالس میں ہے کہ قرآن مجید کی آیہ مبارکہ وانہ ھو اضحک وابکی (النجم:۴۳) کا مطلب ہے۔

اضحاک السماء بعروجہ الیھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو معراج پہ بلایا اور حضور سے ملا کر روتے ہوئے آسمان کو ہنسایا۔

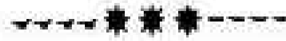
؎ ان کے نثار کوئی کیسے ہی غم میں ہو　　جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

(۱۵) اے میرے دکھی دل! تجھے غموں نے کس قدر گھیر رکھا ہے خدا کرے تجھے وصل محبوب کے نور کی ایک چمک مل جائے مدینہ کی حاضری نصیب ہو جائے اگر چہ کچھ لمحوں کے لیے یا زیارت مصطفیٰ ہو جائے اگر چہ خواب میں ہی سہی، تو تیرے دل سے تو رکے

ایسے چشمے پھوٹیں گے کہ سورج بھی ان نوروں کی ایک شعاع نظر آئے گا۔

(۱۶) اے عبد مصطفیٰ گدائے در خیر الوریٰ احمد رضا! اس کرم و رحمت کے باغ کی کیا ہی بات ہے جس باغ رسالت کی کلی سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ الزہرا اور سید اشباب اہل الجنۃ حسین و حسن جس باغ کے مہکتے ہوئے پھول ہوں۔ اے میرے اللہ ہمیں ان نفوس قدسیہ کی محبت عطا فرما کیونکہ:

بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے — زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے
محبت اہل بیت مصطفیٰ کی نور برحق ہے — کہ روشن ہو گیا دل مثل قندیل حرم میرا
کہیں شاہ نجف کے عشق میں دل میرا ڈوبا تھا — کہ ہے ذرۂ نجف ہو کر چمکتا ذرّیم میرا



نعت شریف نمبر (۲۳) ”میم“

(۱) ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

(۲) تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حسن و ادا کی قسم

(۳) وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

(۴) ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں ترا محرمِ راز ہے روحِ امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

(۵) یہی عرض ہے خالقِ ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ تیرا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم

مشکل الفاظ کے معانی:

* کلامِ الٰہی ۔ اللہ تعالیٰ کا کلام (قرآن مجید) * شمس ۔ سورۃ الشمس * ضحیٰ ۔ سورۃ الضحیٰ * نور فزا ۔ نور بار، نور بڑھانے والا، روشنی دینے والا، سراج منیر * شب تار ۔ اندھیری رات مراد ہے والیل اذا سجیٰ * دوتا ۔ خم دار، کنڈل والی * خُلق ۔ عادت (اخلاق) * عظیم ۔ بہت بڑا * خَلق ۔ پیدائش * جمیل ۔ خوبصورت * تجھ سا ۔ آپ جیسا * شہا ۔ میرے آقا * خالق ۔ پیدا فرمانے والا * حسن و ادا ۔ حسن و جمال اور عادات مبارکہ * کلام مجید ۔ قرآن پاک * کھائی ۔ یاد فرمائی * عرش بریں ۔ عرش معلیٰ، خدا کا تخت * محرم راز ۔ جگری یار، ہمراز * روح امین ۔ جبریل علیہ السلام * سرور ۔ سردار * مثل ۔ آپ جیسا، ثانی * ارض و سما ۔ زمین و آسمان * جوار ۔ پڑوس * خلد ۔ جنت * صفا ۔ پاکیزگی

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے میرے نوروالے آقا! قرآن مجید میں والشمس والضحیٰ فرما کر اللہ نے آپ کے چہرۂ انور کی قسم یاد فرمائی ہے اور والیل اذا سجیٰ فرما کر آپ کی کنڈل والی سیاہ زلفوں کی قسم یاد فرمائی ہے (تفسیر عزیزی) گویا دن اگر منور و روشن ہے تو رخِ مصطفیٰ سے اور رات اگر اندھیری و سیاہ ہے تو زلفِ دوتا سے۔

ے　　دن کو انہی سے روشنی شب کو انہی سے چاندنی　　سچ تو یہ ہے روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے

(۲)　اے میرے رحمت والے آقا! اللہ نے آپ کے خلق مبارک کو عظیم (بہت بڑا) قرار دیا ہے (وانک لعلی خلق عظیم) اور آپ کی ولادت باسعادت ہزاروں سعادتیں اور برکتیں لے کر آئی ایسی نرالی وحسین کسی کی پیدائش نہ ہوئی (کہ آپ والدہ کے بطن میں آئے تو ان کو کوئی گرانی وتکلیف نہیں ہوئی، بطن اقدس بڑھا نہیں۔ فرشتوں اور نبیوں نے ان کو آکر سلامی دی، کعبے نے وجد کیا، پتھر کے بت تھرتھرا کر گر گئے۔ آپ ناف بریدہ، غسل شدہ، سرمہ لگے ہوئے، ختنے کیے ہوئے پیدا ہوئے، آپ کو پیٹ میں خوراک دوسرے بچوں کی طرح حیض کے خون کی نہ دی گئی بلکہ نور کی دی گئی۔ آپ پیدا ہوئے تو ہر قسم کی آلائش سے پاک۔ آپ کی پیدائش کے وقت آپ کی امی جان کے بطن اقدس سے ایسا نور نکلا کہ اس نور کی روشنی میں انہوں نے ہزاروں میل دور قیصر و کسریٰ کے محلات کو دیکھ لیا) میرے آقا! بھلا آپ کی طرح کا کون ہو سکتا ہے؟ ہاں ہاں! زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے کی قسم ہے۔ تیرے جیسا کوئی نہیں۔

(۳)　اے میرے شفاعت والے رسول! جو مرتبہ آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمایا وہ آج تک نہ کسی کو ملا ہے اور نہ قیامت تک کسی کو ملے گا اور حد ہو گئی کہ وہ رب العالمین ہو کر آپ کے شہر پاک، آپ کے منہ سے نکلنے والے الفاظ اور آپ کی مبارک زندگی کی قسم (قرآن مجید میں) یاد فرما رہا ہے۔

شہر کی قسم: **لا اقسم بهذا البلد (سورة البلد)**

کلام کی قسم: **وقيله يا رب ان هولاء قوم لا يومنون (الزخرف)**

بقا (زندگی) کی قسم: **لعمرك انهم لفي سكرتهم يعمهون (الحجر)**

ے　　والعصر ہے تیرے زماں کی قسم　　لعمرک ہے تیری جاں کی قسم
　　والبلد ہے تیرے مکاں کی قسم　　تیرے رہنے کی جا کا کیا کہنا

کسی فارسی شاعر نے کیا خوب فرمایا۔

ے　　ہر کس قسم بدانچہ عزیز است می خورند　　سوگند رب کردگار نام محمد است

ہر کوئی اپنے پیارے ہی کی قسم اٹھاتا اور اللہ اپنے پیارے محمد کے نام کی قسم یاد فرماتا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ شعر دراصل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ایک فرمان کا ترجمہ ہے جو زرقانی شریف میں ابن قیم کے حوالے سے ہے۔

لا يعرف في السلف نزاع ان هذا قسم من الله تعالى بحيوة رسوله.

اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت (لعمرک) میں حضور علیہ السلام کی زندگی کی قسم یاد فرمائی ہے۔

(۴)　اے میرے عظمت وشان والے نبی! آپ کی عظمتوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے کہ خدا کا تخت، عرش معلی تو آپ کے ناز وادا سے بیٹھنے کی جگہ ہے، اور سید الملائکہ جبریل امین علیہ السلام آپ کا ہمراز وزیر ہے اور آپ دونوں جہانوں کے بادشاہ ہوئے (کیونکہ وزیر بادشاہوں کے ہی ہوتے ہیں) میں کیا کیا عرض کروں میرے آقا! خدا کی قسم آپ جیسا کوئی نہیں۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

واهل السنة یعتقدون ان اللہ یجلس رسولہ ونبیہ المختار علی سائر رسلہ وانبیائہ معہ علی العرش یوم القیمۃ۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت تمام نبیوں اور رسولوں میں سے صرف امام الانبیاء علیہ السلام کو ہی اپنے ساتھ عرش معلی پر بٹھائے گا۔

؎ حبیب خدا اشرف انبیاء کہ عرش مجیدش بود متکا
؎ زہے عزت و اعتلائے محمد کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد
مکاں عرش انکا فلک فرش انکا ملک خادمان سرائے محمد

(۵) اے زمین وآسمان کو پیدا فرمانے والے میرے اللہ! میری تجھ سے یہی عرض ودعا ہے اور دنیا کا بھی دستور ہے کہ نوکر مالکوں کے ساتھ ہی رہتے ہیں اور جب تیرا محبوب میرا نبی ورسول ہے اور میں ان کا گنہگار امتی وغلام ہوں اور نوکر اپنے مالکوں کے ساتھ ہی رہتے ہیں جب دنیا میں ایسا ہے تو الدنیا مزرع الاخرۃ ۔دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔تو جنت میں جہاں تو اپنے نبی کا محل بنائے ساتھ میرا کواٹر بھی ہو جائے (حضرت ربیعہ نے بھی یہی عرض کیا تھا اسئلك مرافقتك فی الجنۃ حضور میں جنت میں آپ کا پڑوس چاہتا ہوں ان کو تو مل گیا اے اللہ میری دعا بھی ان کے صدقے قبول کر لے اور مجھے اپنے نبی کے صحابی کا کلاس فیلو بنا دے) اور اے اللہ! میرا مطلب یہ نہیں کہ آخرت میں ہی یہ نعمت ملے اور دنیا میں محروم رہوں، اپنے جاہ وجلال کا صدقے یہاں بھی اپنے رسول پاک کا جلوہ دکھادے (جیسا کہ اگلے شعر میں عرض کیا گیا)۔

؎ وکھا دے مدینے دارہ کملی والے تیری دید دا ڈاھڈا چا کملی والے
تیرے صدقے عرشاں تے معراج دی شب خدا ویکھدا تیرا راہ کملی والے
وکھا دے کدی سبز گنبد دی جالی تے روضے تے مینوں بلا کملی والے
زمانے دے سلطاں ترے ور دے منگتے سخاوت دے نیں بادشاہ کملی والے
ایہہ عاشق تے گھر بار عاشق دا سارا روے کردا تیری ثنا کملی والے

حضور علیہ السلام کا پڑوس یہاں مل جائے تو بھی جنت ھابین منبری و بیتی روضۃ من ریاض الجنۃ۔(الحدیث) اور جنت اس جوار کی پاکیزگی پہ قربان ہو کر اس کی قسم اٹھاتی ہے اور وہاں مل جائے تو بھی نور اور دونوں جگہ مل جائے تو نور علی نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء۔

(۶) تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاک رسول دکھا تجھے اپنے ہی عزو علا کی قسم

(۷) مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

(۸) یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

مشکل الفاظ کے معانی:

* لطف وعطا۔مہربانیاں * بھروسہ۔سہارا * عزوعلا۔عزت وبلندی * حد سے سوا۔بے حد وحساب * رجا۔امید و آرزو * عطا۔بخشش * جناں۔جنت * سحر بیاں۔جادو بیاں، فصیح وبلیغ، دل موہ لینے والا مقرر وخطیب * ہند۔پاک وہند (اس وقت یہی ہند تھا) * واصف۔تعریف کرنے والا * شاہ ہدیٰ۔ہدایت دینے والا بادشاہ یا ہدایت کا بادشاہ یعنی حضور ﷺ * شوخی۔بے باکی، ناز وادا نخرہ * طبع۔طبیعت۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۶) اے اللہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے بندوں پہ تو ہی مہربانیاں فرماتا ہے اور ان کے بگڑے کام تو ہی سنوارتا ہے، میرا بھی یہی عقیدہ وایمان ہے اور بھروسہ بھی تجھی پہ ہے اور ساتھ یہ عاجزانہ دعا بھی تجھی سے ہے کہ میرا بگڑا کام صرف تیرے نبی کے دیدار سے سنور سکتا ہے اے اللہ! تجھے قسم ہے اپنی عزت وبلندی کی مجھے اپنے حبیب کا دیدار عطا کردے۔یارسول اللہ!

تیری آرزو میں جینا تیری جستجو میں مرنا
یہی میری زندگی ہے یہی میری بندگی ہے

(۷) یا اللہ! میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے گناہ ریت کے ذروں سے، پانی کے قطروں سے، آسمان کے ستاروں سے اور درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہوں گے لیکن تو نے اپنے حبیب کی زبان سے خود ہی تو کہلوایا ہے۔لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا۔اور تیری سب سے بڑی رحمت تیرا محبوب ہے۔تو نہ میں تیری رحمت سے ناامید ہوں اور نہ ہی میرا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صرف پیغام پہنچانے والا ہے پیغام دے کر چلا گیا اب اس کی ضرورت نہیں بلکہ میرا تو عقیدہ یہ ہے کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

بلکہ حضور کے کرم سے بھی امید کامل رکھتا ہوں (کہ میرے گناہ ضرور معاف ہو جائیں)

تو کریمی و رسول تو کریم صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

(۸) یارسول اللہ! آپ کی رحمت کا دامن تھام کے اور آپ کے کرم پر مچل کر آپ کے در کا گدا عبد مصطفیٰ، احمد رضا، اپنی شوخی طبیعت کے تقاضائے سے عرض کر رہا ہے کہ جنت کی بلبلیں کہتی ہوں گی کہ ہندوستان میں احمد رضا جیسا اللہ کے محبوب کی تعریف کرنے والا فصیح وبلیغ کوئی نہیں ہے اور یہ بات وہ رضا کی شوخی طبع کی قسم اٹھا کر کہہ رہی ہوں گی۔

اعلیٰ حضرت غیروں کی نظر میں:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا یہ شعر بطور تحـ... ـت ہے اور اس کی نہ صرف گنجائش بلکہ اس کا حکم قرآن پاک میں موجود ہے واما بنعمة ربك فحدث (الضحیٰ) اور اپنے رب کی نعمت کا چرچا کیجئے۔

اور یہ ایک ایسی حقیقت بھی ہے کہ جس (عظمت احمد رضا) کو اپنے تو اپنے ان کے مخالفوں نے بھی دبے لفظوں میں تسلیم

کیا ہے۔کوثر نیازی صاحب کا مقالہ "ایک ہمہ جہت شخصیت" شبلی نعمانی اور سلمان ندوی کے اعلیٰ حضرت کے بارے میں تاثرات۔ رسالہ الندوہ۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء واگست ۱۹۱۳ء ص ۱۷) مولوی فضل عظیم بہاری اہل حدیث عالم (اخبار ہند میرٹھ ۱۴ ستمبر ۱۹۱۳ء) جو ساری عمر اعلیٰ حضرت کو بدعتی کہتے رہے اور جب آپ کا فتاویٰ رضویہ وفتاویٰ افریقہ ہاتھ لگا تو کہتے ہیں کہ میرے دل میں جوان کے بارے میں غلط فہمی تھی وہ دور ہوگئی اور میں یہ تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکا کہ موجودہ دور میں اگر کوئی محقق عالم دین ہے تو وہ احمد رضا خاں بریلوی ہے۔

مولانا محمد علی جوہر نے کئی اختلافات کے باوجود کہا کہ احمد رضا خاں بریلوی اس دور کے سب سے بڑے محقق، ادیب، شاعر، مدقق اور مرد حق ہیں، بلاشبہ ایسی ہستیوں کا وجود ہمارے لیے مرہون منت ہے (روزنامہ خلافت بحوالہ طمانچہ ص ۳۸)

اس طرح کے تعریفی کلمات امام اہل سنت کے متعلق اشرف علی تھانوی نے، اشرف السوانح اور رسالہ النور میں۔ انور شاہ کشمیری کے رسالہ دیوبند ۱۳۳۰ھ میں۔ مولوی اعزاز علی شیخ الادب دار العلوم دیوبند کے رسالہ نور ۱۳۴۲ھ میں۔ شبیر احمد عثمانی کے ہادی دیوبند ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ میں۔ شورش کاشمیری کے چٹان اپریل ۱۹۶۲ء میں۔ مولانا مودودی کے ہفت روزہ شہاب لاہور نومبر ۱۹۶۲ء میں۔ شیعہ مجتہد سید عباس رضوی آف بمبئی کے ماہنامہ المیزان بمبئی جون ۱۹۷۶ میں۔ اہل حدیث فاضل ڈاکٹر پروفیسر محی الدین الوائی جامعہ ازہر مصر کے المیزان بمبئی امام احمد رضا نمبر ۱۹۷۶ء میں اور حکیم عبدالحیٰ کے نزہۃ الخواطر مطبوعہ حیدرآباد دکن میں دیکھ کر آپ اگر انصاف پسند ہیں تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم   جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

الفضل ما شهدت به الأعداء۔

فضیلت وہ کہ جس کی گواہی دشمن بھی دے اور جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے   کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے



نعت شریف نمبر (۲۴)

(۱) پاٹ وہ کچھ دھار یہ کچھ زار ہم — یا الٰہی کیوں کر اتریں پار ہم
(۲) کس بلا کی مَے سے ہیں سرشار ہم — دن ڈھلا ہوتے نہیں ہشیار ہم
(۳) تم کرم سے مشتری ہر عیب کے — جنس نا مقبول ہر بازار ہم
(۴) دشمنوں کی آنکھ میں بھی پھول تم — دوستوں کی بھی نظر میں خار ہم
(۵) لغزش پا کا سہارا ایک تم — گرنے والے لاکھوں ناہنجار ہم

مشکل الفاظ کے معانی:

* پاٹ—چوڑائی، چکی کا پتھر * دھار—پانی کی دھار اور بہاؤ * زار—کمزور * کیونکر—کس طرح * پار—دوسرے کنارے پر * بلا—مصیبت، زبردست * مَے—شراب * سرشار—مست * دن ڈھلا—سورج ڈوب گیا * ہشیار—باہوش، خبردار * کرم—بخشش * مشتری—خریدار * عیب—خرابی * جنس—سودا * نامقبول—ردی، ناقابل قبول * خار—کانٹا، پھانس * لغزش پا—پاؤں کی پھسلن یعنی غلطی کوتاہی * سہارا—مدد، آسرا * ناہنجار—نالائق۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے میرے اللہ! دریا کی چوڑائی بہت زیادہ ہے پھر اس کا بہاؤ شدید ہے اوپر سے ہم کمزور ہیں، پھر بھلا دریا سے پار جانا تیری مدد و سہارے کے بغیر کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔

دنیا و آخرت کے مراحل بہت سخت ہیں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے بغیر یہ سفر طے نہیں ہوسکیں گے۔ جو زندگی کے دریا میں شیطان کے بہکاوے کی موجوں سے اپنے ایمان کو بچا کر لے گیا سمجھ لو کہ اللہ کی رحمت اس کا سہارا بن گئی ہے۔

؎ یا الٰہی رحم کن برما ہمہ — عفو کن جملہ گناہ ما ہمہ

(۲) اُف خدایا! یہ کس غضب کی شراب ہم نے پی رکھی ہے کہ جس نے ہمیں اتنا غافل و بدمست کردیا ہے کہ ہوش میں آنے کا نام ہی نہیں لے رہے ہیں۔

یا اللہ! یہ شیطان نے ہمیں گناہوں کے نشے میں کس قدر مست کردیا ہے کہ بچپن گزرا، جوانی گزری بڑھاپا آگیا مگر ہم گناہوں کی مستی سے ہوش میں نہیں آرہے۔

؎ زندگی آمد برائے زندگی — زندگی بے بندگی شرمندگی

سیاق وسباق سے شعر کا یہی مطلب متعین ہوتا ہے اس کو "عامیانہ" کہنا مناسب نہیں ہے۔

(۳) اے میرے رحمت والے آقا! آپ تو ہر کس وناکس کو سینے سے لگانے والے ہیں یہ آپ کا کرم ہے کہ آپ عیب والے سودے کے بھی خریدار بن گئے اور اپنی امت میں قبول کر لیا ورنہ ہماری حالت تو یہ ہے کہ ہم اپنی شامت اعمال کی وجہ سے ردی اور ناقابل قبول سودا بن چکے ہیں۔

قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کا کفار ومشرکین کے ایمان کے لیے حریص ہونا اور اہل ایمان کے گناہوں پر پریشان اور ان پر آپ کی رافت ورحمت کا ذکر موجود ہے۔

حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔(توبہ)

لعلك باخع نفسك الا یکونوا مومنین (الشعراء) طٰه ما انزلنا علیك القرآن لتشقیٰ (طٰهٰ)

اور اس طرح کی دیگر بے شمار آیات بینات۔ جب کہ احادیث مبارکہ۔

شفاعتی لاهل الکبائر من امتی۔ الصالحون لله والطالحون لی۔

سے مندرجہ بالا شعر کی پوری طرح وضاحت ہو جاتی ہے۔

اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ جن کو جنس نامقبول سمجھ کر ہی امیہ نے ظلم کے پہاڑ توڑے تھے لیکن حضور علیہ السلام کے کرم سے یہی بلال کبھی کعبہ کی چھت پہ کھڑے اذان پڑھ رہے ہیں تو کبھی اس بلال کو حضرت عمر جیسا سردار سیدنا بلال کہہ کر بلا رہا ہے، اور اس بلال کے قدموں کی آواز جنت میں سنائی دے رہی ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر جب بلال حبشی کو کعبے کے اوپر چڑھ کر اذان پڑھنے کا حکم ہوا تو مجمع میں کھسر پھسر ہونے لگی کہ کسی اور کو چڑھایا ہوتا، کوئی بڑے خاندان والا ہونا چاہیے تھے وغیرہ وغیرہ لیکن آقائے دوجہاں نے علی الاعلان، ببانگ دہل اور ڈنکے کے چوٹ پہ فرمایا نہیں نہیں جو امیہ کے گرم پتھروں پہ جسم میں گرم سلاخیں سہہ کر احد احد کہتا رہا آج وہی کعبے کی چھت پر چڑھ کر اللہ اکبر کہے گا۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا — تو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

حضرت صدیق اکبر نے جب حضرت بلال کو خریدا تو اس سے پہلے ہر کوئی بلال حبشی کو غلام کہتا تھا لیکن جب بلال حضور کے غلام بنے تو غلام کہنے والوں نے حضرت بلال کو آقا کہنا شروع کر دیا کیونکہ جو حضور کے قدموں میں آ جائے اس کے قدموں میں ساری خدائی آ جاتی ہے پھر یہی بلال کبھی حوروں کی پیشانیوں کا تل بن رہے ہیں اور کبھی حضور علیہ السلام کی سواری کی مہار پکڑ کر سب سے پہلے جنت میں جا رہے ہیں۔

(۴) اے میرے کریم آقا! آپ کی عظمت کا کیا کہنا کہ دشمن کے لیے بھی رحمت ہیں اور دشمن ہو کر بھی وہ آپ کو صادق وامین کہہ رہے ہیں اور ہماری پستی بھی دیکھیے کہ دوستوں کی نظروں میں بھی کانٹے کی طرح چبھتے ہیں اور ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتے۔

ابوجہل جیسے فرعون هذه الامة سے بھی جب کسی نے حضور علیہ السلام کے بارے میں تنہائی میں پوچھا تو اس نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں تو سچے مگر یہ قصی کی اولاد ہیں پہلے ہی سارے اعزاز ان کے پاس ہیں اب اگر نبوت کا اعزاز بھی بھی

گئے تو باقی قریشیوں کے پاس کیا رہ جائے گا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قد نعلم انه لیحزنك الذی یقولون ......روح البیان۔

(۵) یارسول اللہ! ہم جیسے نکمے و نالائق جو نفس و شیطان کے بہکاوے میں آ کر قدم قدم پہ پھسل رہے ہیں اور ابھی بہت بڑی پھسلنے کی جگہ قبر و حشر کا قیامت خیز منظر تو آنے والا ہے، اے ہمارے آقا! بس آپ ہی کی ذات کا سہارا ہے ہمیں اس دنیا کے قعر مذلت میں گرنے سے بچایئے تاکہ اس پر فریب دنیا کے دھندوں میں پھنس کر دین و ایمان سے کہیں ہاتھ نہ دھو بیٹھیں اور آخرت میں اپنی شفاعت کا سہارا عطا فرما دینا۔

تیرے کرم سے سب کی سلامت ہے زندگی ۔۔۔ تیرا کرم نہ ہو تو قیامت ہے زندگی

(۶) صدقہ اپنے بازوؤں کا المدد ۔۔۔ کیسے توڑیں یہ بُتِ پندار ہم
(۷) دم قدم کی خیر اے جان مسیح ۔۔۔ در پہ لائے ہیں دل بیمار ہم
(۸) اپنی رحمت کی طرف دیکھیں حضور ۔۔۔ جانتے ہیں جیسے ہیں بدکار ہم
(۹) اپنے مہمانوں کا صدقہ ایک بوند ۔۔۔ مر مٹے پیاسے ادھر سرکار ہم
(۱۰) اپنے کوچہ سے نکالے تو نہ دو ۔۔۔ ہیں تو حد بھر کے خدائی خوار ہم
(۱۱) ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم ۔۔۔ ہیں سخی کے مال میں حق دار ہم
(۱۲) چاندنی چھٹکی ہے ان کے نور کی ۔۔۔ آؤ دیکھیں سیر طور و نار ہم

مشکل الفاظ کے معانی:

* صدقہ ۔ خیرات * المدد ۔ مدد فرمایئے * بت ۔ پتلا، مورتی * پندار ۔ غرور * دم قدم ۔ زندگی * جان مسیح ۔ مردوں کو زندہ کرنے والے عیسیٰ علیہ السلام کی جان * دل بیمار ۔ بیمار و مریض دل، یعنی گناہوں سے لتھڑا ہوا * رحمت ۔ کرم کریمانہ * بدکار ۔ گنہگار، نکمے بھی * بوند ۔ قطرہ * پیاسے ۔ پانی (لذت دیدار) کے طالب * سرکار ۔ آقا، والی * کوچہ ۔ گلی * حد بھر ۔ حد سے زیادہ * خدائی خوار ۔ ذلیل و رسوا و آوارہ * ٹکڑا ۔ نوالہ * حق دار ۔ مستحق، حصے والا * چاندنی ۔ روشنی * چھٹکی ۔ پھیلی * سیر ۔ تفریح کے لیے چلنا، نظارہ کرنا، تماشا دیکھنا * طور ۔ پہاڑ * نار ۔ آگ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) اے اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول۔ اس غرور کے بت کو جس کو ہم نے اپنے ذہنوں میں بٹھا رکھا ہے اور جو ہمیں حق قبول کرنے نہیں دے رہا ہم کمزور لوگ کیسے توڑیں، اس کو توڑنے کے لیے ہمیں آپ کے مبارک بازوؤں کی مدد کا سہارا درکار ہے۔

ہمارے آقا علیہ السلام کی جسمانی طاقت کا یہ عالم ہے کہ حضور علیہ السلام کو چالیس نبیوں کے برابر طاقت عطا فرمائی گئی جب کہ ہر نبی کو سو جنتیوں کے برابر طاقت دی گئی اور ایک جنتی میں دنیا کے چالیس مردوں کے برابر طاقت ہوتی ہے۔

''جن'' ایک ایسی مخلوق کہ جس کا نام سن کر کئی لوگوں کو بخار چڑھ جاتا ہے جب کہ عزرائیل علیہ السلام کا نام سن کر جن کی بھی جان نکل جاتی ہے اور عزرائیل علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام نے تھپڑ مار کر ان کی آنکھ نکال دی۔ پھر امام الانبیاء کی طاقت کا مقابلہ کون کرے کہ موسیٰ علیہ السلام تو ایک تجلی کے آگے نہ ٹھہر سکے اور

؎ تو عین ذات می نگری در تبسمی

حضور علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے اسی تجلی والے کا دیدار کرلیا۔ اس موضوع کو ''طاقت مصطفیٰ'' کے عنوان سے شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ میں دیکھیے۔ اور اسی میں مشہور پہلوان رکانہ اور ابوالاسو (جمی کو حضور علیہ السلام کا بچھاڑنا جیسے ایمان افروز واقعات بھی ملاحظہ فرمائیں) جب جسمانی طاقت کا عالم یہ ہے تو روحانی طاقت کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟

؎ انسان جا رہا ہے خود چل کے چاند پر لیکن نبی نے چاند کو در پہ بلا لیا
قربان جاؤں یا نبی تیرے مقام پر تو نے تو پتھروں کو بھی کلمہ پڑھا لیا

(۷) اے میرے جان مسیحا! ہم آپ کی بارگاہ میں گناہوں کی بیماری میں مبتلا دل لے کر آئے ہیں پیارے عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات وکمالات بھی تو آپ کے در کی خیرات ہیں کرم کیجئے اور ہمارے بیمار دلوں کا علاج کیجئے، کیونکہ آپ کو اللہ نے دلوں کو پاک کرنے کا منصب سونپ رکھا ہے ویز کیھم۔

(۸) میرے آقا آپ کو جو اپنی بدحالیاں عرض کررہے ہیں تو اس لیے نہیں کہ آپ جانتے نہیں ہیں بھلا بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے۔ مال والے کو اپنے مال کے سارے حالات کا علم ہوتا ہے، صرف آپ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے یہ دکھڑا سنا رہے ہیں ورنہ آپ کو معلوم ہے ہم کس قدر بدکار و سیہ کار ہیں، مہربانی فرمایئے ہمارے جرم نہ دیکھئے بلکہ اپنا کرم دیکھئے ہماری خطائیں نہ دیکھئے اپنی عطائیں دیکھئے ہمارا کام جرم کرنا آپ کا کام کرم کرنا، ہمارا کام خطا کرنا آپ کا کام عطا کرنا ہے۔

؎ گر تو ہی نہ سنے گا تو پھر کون سنے گا یہ دل کی صدائیں ہیں میری آواز نہیں ہے

(۹) حضور! آپ اپنے مہمانوں کی جو اپنے ہاتھوں سے تواضع فرماتے تھے اور آج بھی فرما رہے ہیں، ہم پیاس سے مررہے ہیں اپنی رحمت کے دریا سے ان مہمانوں کا صدقہ ہمیں بھی عطا کیجئے۔

چند سال پہلے سعودی حکومت نے مسجد نبوی میں بچوں کے داخلے پر پابندی لگادی کہ عورتیں بچوں کو نہ لایا کریں قالین خراب کردیتے ہیں۔ حضور علیہ السلام اپنے کسی غلام کو خواب میں ملے اور فرمایا! حکومت والوں کو کہہ دو کہ اپنے قالین اٹھالو میرے ننھے منے زائرین پہ پابندیاں نہ لگاؤ

؎ بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

(۱۰) اے میرے کریم آقا! اگرچہ ہم اس قابل تو ہیں کہ دھتکار دیئے جائیں کیونکہ ہم نے آپ کی نافرمانیاں کرکے آپ کا بہت دل دکھایا ہے لیکن آپ تو رحمۃ للعالمین ہیں آپ کی بارگاہ سے تو کوئی بھی محروم نہیں لوٹتا اس لیے ہمیں نبھائیں بھی اور ہم نکموں پر نگاہ کرم بھی فرمائیں۔

؎ مصطفیٰ خیرالوریٰ ہو مالک ہر دوسرا ہو

اپنے اچھوں کا تصدق ہم بدوں کو بھی نبھاؤ

(۱۱) اے میرے آقا! بحکم قرآنی وفی اموالهم حق للسائل والمحروم (الذاریات) سخیوں کے مال میں منگتوں کا حق متعین ہے، چلو زیادہ نہ سہی اپنے دربار کے لنگر کا ایک ٹکڑا ہی عطا ہو جائے۔

تمہارا کیا بگڑتا ہے ہمارا کام ہو جائے

(۱۲) میرے آقا کے نور کا جلوہ کرایا جا رہا ہے چلو ہم بھی کوہ طور اور آگ کا نظارہ کرتے ہیں۔

(۱۳) ہمت اے ضعف ان کے در پر گر کے ہوں بے تکلف سایۂ دیوار ہم
(۱۴) با عطا تم شاہ تم مختار تم بے نوا ہم ، زار ہم ، ناچار ہم
(۱۵) تم نے تو لاکھوں کو جانیں پھیر دیں ایسا کتنا رکھتے ہیں آزار ہم
(۱۶) اپنی ستاری کا یا رب واسطہ ہوں نہ رسوا برسر دربار ہم
(۱۷) اتنی عرضِ آخری کہہ دو کوئی ناؤ ٹوٹی آپڑے منجدھار ہم
(۱۸) منہ بھی دیکھا ہے کسی کے عفو کا دیکھ او عصیاں نہیں بے یار ہم

مشکل الفاظ کے معانی:

* ہمت۔ حوصلہ، جرات * ضعف۔ کمزوری * بے تکلف۔ بے دھڑک * سایہ دیوار۔ دیوار کی چھاؤں * عطا۔ سخاوت * شاہ۔ بادشاہ * مختار۔ صاحب اختیار، آزاد * بے نوا۔ بے سروساماں * زار۔ کمزور و لاغر * ناچار۔ مجبور * پھیر دیں۔ لوٹا دیں * آزار۔ روگ، دکھ درد * ستاری۔ پردہ پوشی * رسوا۔ ذلیل وخوار * برسر بازار۔ سرعام، کھلے بندوں * عرض۔ گزارش، درخواست * ناؤ۔ کشتی * منجدھار۔ دریا کے بیچ * گھمسن گھیری * عفو۔ معافی * عصیاں۔ گناہ

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱۳) اے کمزوری (مراد ہے کمزور یعنی صفت بول کر موصوف مراد لیا ہے) حوصلہ وہمت سے کام لے اور گرتا اٹھتا ایک بار ان کے دربار تک پہنچ جا اور مدینے کی کسی دیوار کے سائے میں گر جا اس کے بعد وہ خود ہی تمہیں سنبھال لیں گے۔

حضور علیہ السلام کی حدیث پاک پیچھے گزر چکی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ جو تم میں سے مدینہ میں آکر مرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ مدینہ میں ہی آکر مرے، مدینہ میں مرنا اس کا کام ہے آگے اس کو شفاعت کر کے نار جہنم سے بچا لینا میرا کام ہے۔ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچنا تو بڑی ہی سعادت ہے یہاں بیٹھ کر محبت سے درود شریف پڑھا جائے تو مشکلات آسان ہو جاتی ہیں دیگر کتب کے علاوہ تبلیغی نصاب (پرانے) میں اس موضوع پر بیسوں واقعات دیکھے جا سکتے ہیں۔

سنو کہ ساری ثناؤں کا ہے وقار درود پڑھو کہ نعت نبی کا ہے شاہکار درود
صفائے قلب کا اک دلنشیں وظیفہ ہے ہمارے جذبوں کو کرتا ہے تابدار درود
کروں میں ان کا تصور تو روشنی دیکھوں سنوں جو اسم محمد پڑھوں ہزار درود

؎ مولای صل وسلم دائما ابدا　　　علی حبیبک خیر الخلق کلهم

(۱۴) اے میرے جواد وکریم آقا! آپ عطاؤں والے بادشاہ ہیں اور مالک ومختار ہیں جب کہ ہم مسکین ہیں عاجز ہیں اور کمزور ہیں۔
حضور علیہ السلام کو اللہ نے جنوں ہواؤں بلکہ جنت و دوزخ پر بھی حکومت عطا فرمائی آپ نے ایک ایک شخص کو اسی دنیا میں ستر ستر حوروں سے نواز دیا۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کو اللہ نے اختیار عطا فرمایا ہے کہ:

ان یزوج من شاء من المومنین من الحور العین۔

جس مسلمان کا جس حور سے چاہیں نکاح فرمادیں (خصائص ص ۹۹ ج ۲) اسی طرح حدیث میں ہے کہ آپ نے شیطان کا گلا دبا دیا (خصائص) اور صحاح میں ہے کہ میرا دل چاہا کہ اس (شیطان) کو مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ دوں اور صبح مدینے کے بچے اس کو ستائیں پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی۔ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں جن اپنے جھگڑے لے کر آئے اور آپ ان کے فیصلے فرماتے (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۳۸) آپ نے خود فرمایا۔ انا سید العالمین (بیہقی) میں تمام جہانوں کا سردار ہوں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) با اختیار اتنے ہیں کہ حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو کے برابر قرار دے دیا حالانکہ تنازعات میں ایک مرد کی گواہی ناقابل قبول ہے۔ حضرت ام عطیہ کو نوحہ کی اجازت دے دی، ایک صحابی کو ایک سال سے کم عمر کا بکرا قربانی میں دینے کی اجازت عطا کی۔ آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے، حضرت علی کو دوسری شادی کرنے سے روک دیا۔ حالانکہ قرآن میں چار تک کی اجازت ہے۔ ایک صحابی کو ریشم پہننے کی اور ایک کو سونا پہننے کی اجازت دے دی۔ آپ نے چاند کو توڑ کر رکھ دیا سورج کو واپس پلٹا دیا

؎ اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

(۱۵) اے میرے آقا! ہماری مشکلات کی تو حیثیت ہی کیا ہے بھلا ہم نکموں کو سنبھال لینا اور ہمارے مسائل کو حل کر دینا آپ کے لیے کون سا مشکل ہے بلکہ آپ کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔

؎ تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیے ہیں

حضور علیہ السلام کے مردوں کو زندہ کرنے کے واقعات کئی کتب میں موجود ہیں۔ ایک بچی کو مرنے کے بعد آپ نے زندہ فرمایا (شفا شریف)

حضرت جابر کے بیٹوں کو زندہ کیا (تاریخ الخمیس وشواہد النبوۃ) آپ کی امت کے اولیاء میں سے حضور غوث اعظم کے علاوہ بھی بے شمار اولیاء کرام نے کرامۃً مردوں کو زندہ فرمایا (جمال اولیاء۔ اشرف علی تھانوی صاحب کی ہی دیکھ لیں) جس نبی نے پتھروں درختوں کو بلا لیا، چلا دیا اس کے لیے مردے زندہ کرنا کیا مشکل ہے۔

(۱۵) اے اللہ! تجھے تیری شان ستاری (پردہ پوشی) کا صدقہ میدان محشر میں ہمارے گناہوں کی ''پنڈ'' کھول کر سر عام ہمیں ذلیل نہ کرنا۔ بلکہ ہمارے ساتھ اس بندے کا سا معاملہ فرمانا جس کو تو اپنی سرگوشی کی سعادت بخش کر اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دے گا (حدیث ملخصاً)۔

(۱۷) اے میرے دستگیر آقا، آخری گزارش یہ ہے کہ میں گناہوں کے دریا کے عین بیچ میں پھنس گیا ہوں میری کشتی ٹوٹ چکی ہے اور غوطے کھا رہا ہوں، کوئی مجھ پر احسان کرے اور یہ آخری درخواست حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کر دے۔

ومن تکن برسول الله نصرته ان تلقه الاسد فی اجامها تجم (امام بوصیری)

(۱۸) اے گناہو! تم نے کیا سمجھا ہے کہ ہمیں کسی سزا سے دوچار کرا دو گے اور کوئی ہمیں بچانے والا نہیں ہوگا، یہ تمہاری بھول ہے ذرا دیکھنا! جب ہمارے آقا کی رحمت کا اشارہ ہوگا ان شاء اللہ ہمارے گناہ بھی نیکیوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے بدلت سیاتهم حسنات (مشکوۃ) قرآن پاک میں ہے یبدل الله سیاتهم حسنات (الفرقان)

حضور علیہ السلام کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اس شعر میں کیسا انوکھا طریقہ اختیار کیا گیا ہے؟ کہ گناہوں کو ڈانٹا جا رہا ہے۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں جلا کے راکھ نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

(۱۹) میں نثار ایسا مسلماں کیجئے توڑ ڈالیں نفس کا زنار ہم
(۲۰) کب سے پھیلائے ہیں دامن تیغ عشق اب تو پائیں زخم دامن دار ہم
(۲۱) سنیت سے کھٹکے سب کی آنکھ میں پھول ہو کر بن گئے کیا خار ہم
(۲۲) ناتوانی کا بھلا ہو بن گئے نقش پائے طالبان یار ہم
(۲۳) دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے ہیں اے سگان کوچہ دلدار ہم
(۲۴) قسمت ثور و حرا کی حرص ہے چاہتے ہیں دل میں گہرا غار ہم
(۲۵) چشم پوشی و کرم شان شما کار ما بے باکی و اصرار ہم

مشکل الفاظ کے معانی:

★ نفس۔ نفس امارہ، برائی پر آمادہ کرنے والی شیطانی طاقت ★ زنار۔ جنیو، ایک دھاگہ جو ہندوؤں کی مذہبی علامت و شعار ہے اس کو وہ گلے میں پہنتے ہیں ★ تیغ عشق۔ عشق کی تلوار ★ دامن دار۔ دامن والا یعنی دار و رسن والا مراد ہے وصال محبوب والا ★ کھٹکا۔ چبھا، برا لگا ★ خار۔ کانٹا ★ ناتوانی۔ کمزوری ★ نقش پائے۔ پاؤں کا نشان ★ طالبان یار۔ محبوب کے طالب ★ نذر۔ نچھاور، تحفہ ★ حاضر۔ موجود ★ سگان۔ کتے ★ کوچہ دلدار۔ یار کی گلی ★ قسمت۔ نصیب ★ ثور و حرا۔ مکہ کے پہاڑوں میں دو غاروں کے نام، غار ثور میں آپ نے ہجرت کے دوران چند راتیں گزاریں جب کہ آپ کے ساتھ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اس غار کا ذکر قرآن میں یوں ہے۔ اذهما فی الغار۔ جب وہ دونوں غار میں تھے (التوبہ) اور غار حرا جبل نور میں ہے جس میں آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی اقرا باسم ربك الذی خلق ۔۔ سورۃ العلق ★ حرص۔ لالچ ★ گہرا غار۔ بڑا گہرا کھڈا ★ چشم پوشی۔ درگزر کرنا، ٹال دینا ★ کرم۔ بخشش ★ شان شما۔ آپ کا طریقہ و شان و مرتبہ ★ کار ما۔ ہمارا کام ★ بے باکی (گناہوں پہ) دلیر ہونا، بے خوفی ★ اصرار۔ بار بار، تکرار کے ساتھ ★ ہم۔ بھی (فارسی)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۹) اے میرے آقا! میں آپ پہ قربان! اپنی نگاہ ناز سے ایسا ٹھوس مسلمان بنا دیں کہ نفس (امارہ) کا ہم پہ بس نہ چل سکے اور اس کے تمام نشانات کو ہم ملیا میٹ کر کے رکھ دیں۔

نفس امارہ کی شرارت سے اللہ کے نبی بھی پناہ مانگتے رہے ہیں چنانچہ سورہ یوسف میں حضرت یوسف علی نبینا و علیہ السلام کا قول ہے۔

وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا مارحم ربی۔

میں اپنے نفس کو بری نہیں سمجھتا کیونکہ نفس تو سب کا برائی کا ہی حکم دیتا ہے مگر جس پر میرا رب رحمت فرمادے۔

نفس ما کم تر از فرعون نیست لیکن اوراعون و مارا عون نیست

(۲۰) اے عشق کی تلوار! تو ہم پہ کب کی لٹک رہی ہے اور ہم نے تیرے سامنے کب سے دامن پھیلایا ہوا ہے اور زخم پہ زخم کھائے جا رہے ہیں سنا ہے موت کے وقت یار کی ملاقات ہو جاتی ہے تو ایسا زخم لگا دے کہ محبوب کا دامن نصیب ہو جائے۔

عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہجر و فراق کی سختیاں برداشت کر کے محبوب کے وصال کے لیے روتے رہتے ہیں ایک دن ان کی مراد ضرور پوری ہو جاتی ہے اور جلوہ محبوب ان کے سامنے آشکارا ہو جاتا ہے مولائے روم فرماتے ہیں سخی کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہے کسی دن تو دروازہ کھول کر خیرات عطا کر ہی دے گا۔ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ ہجر کے صدمے اور دیدار کی لذت کے لیے تڑپنا یوں بیان فرماتے ہیں

کاگا سب تن کھائیو، مورا چن چن کھائیو ماس دو نیناں مت کھائیو، موہے پیا ملن کی آس

(۲۱) (اس شعر میں بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ تحدیث نعمت کے طور پر اپنی صلاحیتوں کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ اگر دشمنان خدا و مصطفیٰ کی ہاں میں ہاں ملا لیتے تو وہ ہماری ساری علمی لیاقتیں تسلیم کرنے پر تیار ہو جاتا لیکن چونکہ ہم نے اپنا فریضہ دینی و مذہبی سمجھتے ہوئے ان کی سرکوبی کی اور ایسی کہ تادم مرگ کراہتے رہیں گے تو اس لیے ہم بالکل نکلے اور دشمن دین کی نگاہ میں ہماری کوئی قدر و قیمت نہیں چنانچہ فرمایا مسلک حق اہل سنت کے ساتھ ہمارا وابستہ ہونا دشمنان اسلام کی آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے گو ہم پھول تھے مگر دشمن کے لیے ہم خار (کانٹے) بن گئے ہیں۔

اہل حق پہ مظالم کی داستان:

یہ سلسلہ ازل سے چلتا آ رہا ہے اور ابد تک چلتا رہے گا۔ حجاج بن یوسف کے صحابہ کرام پہ ظلم و ستم ہوں یا یزید پلید کے اہل بیت کے ساتھ، جس نے بھی ظالموں کے سامنے حق کی آواز کو بلند کیا اسی کے ساتھ یہی سلوک کیا گیا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اس سلسلہ میں امام مالک علیہ الرحمۃ پر مکرہ کی طلاق کے سلسلے میں منصور عباسی کا ظلم، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر خلق قرآن کے مسئلہ میں خلیفہ معتصم باللہ کا ظلم۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے نکلنا ایسے دل ہلا دینے والے واقعات ہیں کہ جو تاریخ کے صفحات سے کبھی نہیں مٹائے جا سکتے یہ سب اس سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ اعلیٰ حضرت کو بھی ان حالات سے دو چار ہونا پڑا،

لیکن جیسے امام مالک علیہ الرحمۃ نے ستر کوڑے کھا کر اسی اونٹ کی پشت پہ (جس پر آپ کو باندھ کر برائے عبرات پھرایا جا رہا تھا) کھڑے ہو کر فرمایا۔

من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فانا مالک ابن انس اقول ان الطلاق المکرہ لیس بشیٔ۔

جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے جو نہیں جانتا وہ بھی جان لے کہ میں مالک بن انس ہوں اور میرا آج بھی اعلان ہے کہ طلاق زبردستی کی واقع نہیں ہوتی۔

ابن جوزی کہتے ہیں اتنی شدید سزا سے امام مالک کی ہیبت وجلال میں اضافہ ہی ہوا کمی نہیں آئی۔ صبر واستقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

اور جیسے امام احمد بن حنبل کو تازیانہ لگتا تو آپ اعلان فرماتے۔

القرآن کلام اللہ غیر مخلوق۔

قرآن اللہ کا کلام (صفت) ہے مخلوق نہیں ہے (خلیفہ جس کے رعب سے دوسری حکومتیں بھی کانپتی تھیں اور اپنی رعایا ساری کی ساری سہمی ہوتی تھی سر پہ کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے اے احمد! میں تم سے اپنے بیٹوں سے زیادہ رحم کرنے کو تیار ہوں بس ایک بار کہہ دے قرآن مخلوق ہے۔ آپ نے فرمایا قرآن وسنت سے کوئی دلیل دے دے تو مان جاؤں گا ورنہ قرآن وسنت کے علاوہ کوئی شے میرے سر کو نہیں جھکا سکتی۔ چنانچہ آپ کو قید میں ڈال دیا گیا، کوتوال جیل (ابراہیم بن مصعب) کہتا ہے میں نے کسی شخص کو احمد بن حنبل سے بڑھ کر بادشاہوں کے آگے بارعب نہیں پایا۔

ما نحن فی عینیہ الا کا مثال الذباب۔

اور ہماری افسروں کی تو ان کی نظر میں مکھی کے برابر بھی حیثیت نہ تھی۔ علماء کی ایک جماعت نے جب امام کو جان بچانے کے لیے موقف میں نرمی کا مشورہ دیا اور اس سلسلہ میں شرعی رعایت کا ذکر کیا تو آپ نے گرج کے فرمایا! کیا تم نے ان احادیث کو بھلا دیا ہے جن میں حضور علیہ السلام نے پہلی امتوں کے بارے فرمایا کہ ان کے سروں پہ آرے چل جاتے، ان کے جسم کا گوشت لوہے کی کنگیوں سے اتار لیا جاتا مگر یہ ظلم ان کو راہ حق سے نہ ہٹا سکے، آپ کا یہ جواب سن کر علماء واپس آ گئے کہ ان کو سمجھانا بیکار ہے۔ اور جب آپ کو سزا مل رہی تھی تو بڑے بڑے باہمت لوگ دیکھنے کی تاب نہ لا سکے جبکہ آپ مسلسل فرما رہے ہیں قرآن کلام اللہ ہے اور غیر مخلوق ہے اگر اس کے خلاف کوئی دلیل ہے تو لاؤ۔ سحری کا وقت ہوا تو چند گھونٹ پانی کے پی کر آپ نے روزہ رکھا پھر جلاد نے مارنا شروع کر دیا ابن جوزی کہتے ہیں جلاد نے اسی کوڑے ایسے زور سے مارے کہ اگر ہاتھی کو بھی مارے جاتے تو برداشت نہ کر سکتا۔ مگر آپ صبر واستقامت کا پہاڑ بنے رہے اور یہ آیت پڑھتے رہے۔

لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا۔

جو تکلیف اللہ نے لکھ دی ہے آ کر رہے گی۔ بوقت ظہر آپ کو پانی پیش کیا گیا مگر آپ نے فرمایا نہیں میں روزہ نہیں توڑوں گا، آپ نے باجماعت نماز ادا فرمائی جب کہ پورا جسم لہولہان تھا اور کپڑے خون سے تر بتر تھے کسی نے پوچھا آپ نے ان کپڑوں

سے ہی نماز پڑھ لی؟ تو آپ نے فرمایا میں نے وہی کیا جو عمر فاروق نے کیا تھا۔

قد صلی عمرو جرحه یثعب دما۔

جب ان پہ صبح کی نماز میں حملہ ہوا تو انہوں نے بہتے خون میں نماز پڑھ لی تھی۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ اکثر ابوالہیثم کا نام لے کر اس کو دعا دیا کرتے ایک دن آپ کے بیٹے عبداللہ نے پوچھا کہ یہ ابوالہیثم کون ہے اور اس کو اتنی کثرت سے دعا میں یاد رکھنے کا سبب کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا! جب مجھے سزا مل رہی تھی تو یہ شخص میرے سامنے آیا اور اس نے مجھے کہا! میں ابوالہیثم حداد مشہور چور ہوں اور چوری کی پاداش میں مجھے مجموعی طور پر اٹھارہ ہزار کوڑوں کی سزا مل چکی ہے مگر آج تک ایک چوری بھی نہیں مانی، جیل سے سزا ملنے کے بعد رہا ہو کر ہر بار جیل سے سیدھا چوری کو ہی گیا ہوں۔ جب شیطان کی اطاعت میں میری استقامت کا یہ حال ہے تو افسوس ہو گا تم پر اگر خدا کی اطاعت میں اتنی بھی استقامت نہ دکھاؤ۔ بس اس دن سے لے کر میں اس کے لیے دعا گو ہوں کہ اس کے اس جملے نے اپنے موقف پر مضبوط رہنے میں میری مدد کی۔ چنانچہ چٹان کی طرح ثابت قدم رہے۔ اسی طرح امام احمد رضا کے ساتھ بھی اس نوعیت کے کئی واقعات پیش آئے (تفصیل دیکھیئے حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری) مگر آپ نے کبھی اپنے اندر لچک پیدا کر کے سلف کی آزمائشوں میں عظیم کامیابیوں کو داغدار نہ کیا۔

؎ غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے　　　یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے وہ کچھ پرواہ نہیں کرتے

(۲۲) اپنے بزرگوں کا طریقہ اپنا کر اپنی کمزوری کے باوجود ہم عاشقان مصطفیٰ کے قدموں کے نشان بن گئے ہیں تو یہ کمزوری بھی ہمارے لیے بہتر ثابت ہوئی، اللہ اس کا بھلا کرے۔ کیا معلوم یہ کمزوری جس کے نتیجے میں عاجزی وانکساری کی نعمت ملی اور بزرگوں کی اتباع کرتے رہے اور بھٹکنے سے بچ گئے، اگر نہ ہوتی اور پیشوائی وسرداری کا زعم دماغ میں ہوتا تو خدا جانے ان میں سے ہو جاتے جن کے بارے میں فرمایا گیا۔

واضله الله علی علم۔

کہ اس کو اس کے علم کی وجہ سے اللہ نے گمراہ کر دیا۔

(۲۳) اے میرے آقا کی گلی کے کتو! اگر قبول کر لو تو تمہارے لیے اپنے دل کے ٹکڑوں کا نذرانہ محبت لے کر آیا ہوں۔

مجنوں مجازی عشق کی وجہ سے لیلیٰ کی گلی کے کتے کے پاؤں چومنے پر مجبور ہو گیا تھا یہ تو پھر حقیقی عشق کا ترجمان احمد رضا جو یقیناً کشتہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

سگ مدینہ کہلوانا:

ان جذبات محبت کو پاگل پن کہنے والوں کے پیشواؤں نے بھی کچھ ایسے ہی جذبات کا اظہار کیا ہے چنانچہ صرف قاسم نانوتوی صاحب کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

؎ امیدیں لاکھوں ہیں مگر بڑی امید ہے یہ　　　کہ ہو سگان مدینہ میں میرا شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں　　　مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار

جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب مرے کہ میں ہوں اور سگان حرم کی تیرے قطار

حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کا بڑا مشہور واقعہ ہے جو عطاء اللہ شاہ بخاری نے جلسہ عام میں بروایت داؤد غزنوی سنایا کہ عشق مصطفیٰ سیکھنا ہے تو پیر جماعت علی سے سیکھو۔ ایک بار مدینہ شریف مسجد نبوی کے باب السلام کے باہر آپ نے دیکھا کہ مدینہ شریف کی گلی کے کتے کو کسی نے لاٹھی مار کر زخمی کر دیا تو پیر جماعت علی شاہ تڑپ گئے کتے کو پکڑا اور گود میں بٹھالیا اور ناراض ہو کر لاٹھی مارنے والے کو فرمایا! ظالم یہ نہ دیکھا کہ مدینہ کا کتا ہے پھر اپنی پگڑی پھاڑ کر اس کو پٹی کی اور بازار سے مٹھائی منگوا کر اس کو کھلائی (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ) بعض علماء سے سنا ہے کہ پھر آپ نے اس سگ مدینہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر معافی بھی مانگی کہ یار کی گلی کے کتے معاف کر دینا تیری کوئی خدمت نہیں کر سکا۔

سعدی نے کیا خوب کہا:

چہ کند سعدی مسکین کہ صد جان سازیم فدائے سگ دربان محمد

ایک جان نہیں سو جانیں بھی ہوں تو حضور کی بارگاہ کے دربان کے کتے پہ قربان کردوں۔

مولانا جامی کے دو اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

سگ تو دوش بجای فغاں کناں می گفت خموش باش کہ ازنالہ ات بدرد سرم

اے میرے آقا! کل میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور فریاد کرنی شروع کی تو آپ کی بارگاہ کے کتے نے اپنی نزاکت طبع کے باعث یہ کہہ کر مجھے جھڑک دیا کہ چپ ہو جا تیرے شور سے ہمارے سر میں درد ہوتا ہے

من کیستم دے دوستی می زنم کمین سگان کوئے تو یک کمترین منم

میں بھلا کون ہوتا ہوں کہ آپ سے دوستی کی بات کروں میں تو آپ کی گلی کا ایک ادنیٰ کتا ہوں۔

اور مولانا قدسی نے تو حد ہی کر دی فرماتے ہیں کہ حضور! میں اپنے آپ کو آپ کی گلی کا کتا کہہ کر شرمندہ ہوں کہ کہاں سگ مدینہ اور کہاں میں

نسبت بسگت کردم و بس منفعلم زانکہ نسبت بسگت کوئے تو شد بے ادبی

یہ موضوع تفصیلاً اس لیے لکھنا پڑا کہ اعلیٰ حضرت کے مخالفین میں سے ایک کی کتاب میں میں نے خود پڑھا کہ اس نے بڑی موٹی سرخی لگائی

''احمد رضا ہزار کتوں میں ایک کتا'' (استغفر اللہ العظیم)

اور نیچے آپ کا یہ شعر لکھا اور کہا میں تو نہیں کہہ رہا بلکہ وہ خود اپنی زبان وقلم سے کہہ رہے ہیں۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

(حدائق بخشش ج ا ص ۴۸)

اس کو یہ پتہ چلا کہ اولیاء اللہ کا یہ قانون ولایت ہے جس کو پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے

ہووال میں سگ مدینے دی گلی دا ایہو رتبہ اے ہر کامل ولی دا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی تو اپنے دستخط ہی یوں فرماتے تھے۔

العبد العاصی کلب القادریہ عبدالحق بن سیف الدین الدھلوی البخاری

اصل میں اہل اللہ کتے کی وفاداری اور صبر کی بنا پر اپنے آپ کو سگ مدینہ کہلانے میں فخر محسوس کرتے آئے ہیں۔
ابن خلکان نے وفات کے وقت وصیت کی کہ میری قبر پہ یہ لکھا جائے۔

و کلبھم باسط ذراعیہ بالو صید (الکھف)

حافظ شیرازی نے بھی عرض کیا حضور!

؎ شنیدہ ام کہ سگاں را قلادہ می بندی　　　چرا بگردن حافظ نمی کنی رسنے

میں نے سنا ہے کہ لوگ اپنے کتوں کو رسی سے باندھتے ہیں تو میں آپ کا کتا ہوں آپ میرے گلے میں رسی کیوں نہیں ڈالتے۔

؎ سگ طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بیدم　　　یہی رکھیں میری پہچان مدینے والے

(۲۴) غار ثور و غار حرا کیسی قسمت والی غاریں ہیں کہ ان میں آقائے دو جہاں علیہ السلام نے قیام فرمایا۔ اے اللہ! اگر تیرے نبی غاروں میں ہی قیام فرمانا پسند فرماتے ہیں تو ہمارے دل میں بھی گہری غار بنا دے تا کہ تیرا حبیب ہمارے دل میں بھی جلوہ گری فرمائے۔

؎ خواب میں سرکار والا کی زیارت کیا ہوئی　　　آنکھ روشن قلب ہے مسرور چہرہ مطمئن

(۲۵) اے میرے آقا! عفو و درگزر تو آپ کی شان بندہ نوازی ہے جب کہ آپ کی رحمت و شفاعت کی وسعتوں کو دیکھ کر ہم بھی کچھ بے باک سے ہو گئے ہیں اور پے در پے گناہوں کے راستے پر چل رہے ہیں (یقیناً آپ کی رحمت و شفاعت جیتے گی اور ہمارے گناہ بے اثر ہو کر بلکہ نیکیوں میں تبدیل ہو کر ہار جائیں گے)

؎ اعظم تیرا انداز طلب کتنا حسیں ہے

(۲۶) فصل گل سبزہ صبا مستی شباب　　　چھوڑیں کس دل سے درِ خُمّار ہم
(۲۷) میکدہ چھٹتا ہے للّٰہ ساقیا　　　اب کے ساغر سے نہ ہوں ہشیار ہم
(۲۸) ساقی تسنیم جب تک آ نہ جائیں　　　اے سیہ مستی نہ ہوں ہشیار ہم
(۲۹) نازشیں کرتے ہیں آپس میں ملک　　　ہیں غلامان شہ ابرار ہم

(۳۰) لطف از خود رفتگی یا رب نصیب ہوں شہید جلوۂ رفتار ہم
(۳۱) ان کے آگے دعوت ہستی رضا کیا بکے جاتا ہے یہ ہر بار ہم

مشکل الفاظ کے معانی:

* فصل گل ۔ پھولوں کا موسم بہار * سبزہ صبا ۔ موسم بہار کی ہوا سے حاصل ہونے والی ہریالی * مستی شباب ۔ جوانی کی مستی * خمار ۔ شراب بیچنے والا * میکدہ ۔ شراب خانہ * ساقیا ۔ اے پلانے والے * ساغر ۔ پیالا * ساقی تسنیم ۔ کوثر کے جام پلانے والا (ہمارے آقا علیہ السلام) * سیہ مستی ۔ مدہوشی، نشہ * ہشیار ۔ باخبر * نازشیں ۔ نخرے، ناز * ملک ۔ فرشتے * شہ ابرار ۔ نیکوں کا سردار * لطف ۔ لذت * خود رفتگی ۔ بے خودی * جلوہ رفتار ۔ چال کا جلوہ، چلنے کی ادا * دعویٰ ۔ استحقاق کی بات کرنا * ہستی ۔ ہونا، زندگی، وجود * بکے جانا ۔ بکواس کرنا، فضول بولنا، بڑ مارنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۲۶) موسم بہار ہو ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہو، باد صبا چل رہی ہو، جوانی کا نشہ ہو اور شہوت کا زور ہو تو بھلا شراب بیچنے والے کا دروازہ کون "ظالم" چھوڑتا ہے۔ اس شعر کے اور اس کے مابعد والے شعر کا نتیجہ اس کے بعد والے شعر نمبر ۲۸ میں ملاحظہ فرمائیں اس سے پہلے پہلے اپنے آپ پر کنٹرول رکھیں اور کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں کیونکہ

ے تیزی سب کو بھاتی ہے اور جان اسی میں جاتی ہے

دنیا کی تیز رفتاری میں جان جانے کا خطرہ ہے دین کے معاملات میں اس قسم کی تیزی دکھانے سے ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(۲۷) اے پلانے والے۔ اب ہم تیرے شراب خانے سے رخصت ہو رہے ہیں، خدارا ایسا جام پلا دے کہ تا حیات (دوبارہ آنے تک مستی میں رہیں۔

ے شراب احمد مختار میں کچھ ایسی کیف و مستی ہے کہ جاں دے کر بھی اک دو گھونٹ مل جائے تو سستی ہے

(۲۸) مگر ہاں ہاں اے عشق رسول کی مستی میرے آقا کریم جو ہمیں حوض کوثر کے جام بھر بھر کر پلانے والے ہیں ان کی آمد تک تو برقرار رہنا، فرزانگی میں نہ آنے دینا بلکہ ان کے عشق کی دیوانگی ہی میں رہنے دینا۔

مالک کو خوش کرنے کے لیے اس کی آمد کے وقت اس کا نوکر چاہتا ہے کہ میں کام میں مصروف رہوں تا کہ وہ مجھے اس حال میں دیکھ کر خوش ہو تو یہی انداز اس شعر میں اپنایا گیا کہ آقا ہمیں اپنی محبت میں جب وارفتہ پائیں گے تو ہو سکتا ہے ہمارا کام بن جائے۔

؎ مانگنے کا کچھ نہ کچھ انداز ہونا چاہیے

(۲۹) اے مدینے کے تاجدار کے پیارے امتیو! تم تو جتنا بھی حضور کی غلامی پہ ناز کرو کم ہے جب کہ حضور کی غلامی پہ تو فرشتے بھی نازکناں ہو کر آپس میں ایک دوسرے کو کہتے ہیں "کیا مقدر ہمارے کو ہم بھی امام الانبیاء کے غلاموں میں شامل ہیں کیونکہ فرشتوں کے سردار حضرت جبریل اور میکائیل علیہما السلام جب سرکار کے وزیر ہوئے (حدیث) تو ظاہر ہے جن فرشتوں کے وہ سردار ہیں وہ بھی تو حضور علیہ السلام کے غلام ٹھہرے ؎ ملک خادمان سرائے محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳۰) اے اللہ ہمیں اس قدر جذبہ وخود رفتگی عطا کر کہ ہم تیرے حبیب کے رخ والضحیٰ، زلف واللیل اور اعضائے مبارکہ تو کیا تیرے نبی کی چال کے انداز پر قربان ہو کو شہادت کا مرتبہ پا جائیں۔ کیونکہ ان کی چال واقعی اس قابل ہے کہ اس پہ قربان ہوا جائے جس کے قدم پتھر پہ لگیں اور پتھر موم ہو جائے (بیہقی، ابن عساکر) تو اس آقا کی چال پہ اس کا عاشق کیوں نہ فدا ہو جائے۔

؎ یہ لذت پابوس کہ پتھر کے جگر میں نقش قدم سید ابرار بنایا

(۳۱) اے رضا! ذرا ٹھہر اتنا نہ بڑھ کہ امام الانبیاء کی بارگاہ میں "ہم ہم" کی فضول رٹ لگائے جا رہا ہے بھلا ان کے وجود کے سامنے تجھے اپنی ہستی (ہونے) کا دعویٰ زیب دیتا ہے؟ یہاں تو جنید و بایزید بھی اونچی سانس لینے کی جرأت نہیں کرتے کیونکہ

؎ ادب گا ہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

اس لیے یہ تو ہو سکتا ہے کہ کبھی ؎ با خدا دیوانہ باش لیکن ؎ با محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوشیار

شاید اس لیے ہی اہل اللہ کے بارے میں ہے کہ وہ "میں" کا لفظ یعنی اپنی ہستی کا دعویٰ اپنی زبان سے نہ کرتے تھے کئی اولیاء نے تو ساری عمر "میں یا ہم" نہ کہا کیونکہ وہ ہمیشہ بارگاہ مصطفیٰ میں حاضر رہتے ہیں یا پھر

؎ دل کے آئینے میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

----✱✱✱----

نعت شریف نمبر (۲۵) ''ں''

(۱) عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں

(۲) جا بجا پر تو فگن ہیں آسمان پر ایڑیاں
دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ و اختر ایڑیاں

(۳) نجم گردوں تو نظر آتے ہیں چھوٹے اور وہ پاؤں
عرش پہ پھر کیوں نہ ہوں محسوس لاغر ایڑیاں

(۴) دب کے زیر پا نہ گنجائش سمانے کی رہی
بن گیا جلوہ کف پا کا ابھر کر ایڑیاں

(۵) ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
جن کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

(۶) دو قمر دو پنجۂ خور دو ستارے دس ہلال
ان کے تلوے، پنجے، ناخن، پائے اطہر، ایڑیاں

(۷) ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیئے
بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں

(۸) تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

(۹) ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

(۱۰) چرخ پر چڑھتے ہی چاندی میں سیاہی آگئی
کر چکی ہیں بدر کو ٹکسال باہر ایڑیاں

(۱۱) اے رضا طوفان محشر کے تلاطم سے نہ ڈر
شاد ہو ہیں کشتیٔ امت کو لنگر ایڑیاں

مشکل الفاظ کے معانی:

* عارض۔ رخسار * شمس و قمر۔ سورج اور چاند * انور۔ زیادہ نورانی * خوشتر۔ زیادہ عمدہ * جابجا۔ ہر جگہ * خورشید۔ سورج * شب۔ رات * ماہ و اختر۔ چاند اور ستارے * نجم۔ ستارہ * گردوں۔ آسمان * لاغر۔ کمزور * دب کے۔ گڑ کے * سمانا۔ وسعت ہونا * جلوہ کف پا۔ پاؤں کے تلوے کی چمک * منگتا۔ گدا * تاج۔ شاہی ٹوپی * منعم۔ دولت والا * قمر۔ چاند * پنجہ خور۔ سورج کا پنجہ * ہلال۔ پہلی رات کا چاند * پائے اطہر۔ پاؤں مبارک * ہائے۔ تمنا یا افسوس کے لیے بولا جاتا ہے * بے تکلف۔ بے دھڑک * روح القدس۔ جبریل علیہ السلام * واللہ۔ قسم بخدا * گوہر۔ موتی، جوہر، مرتبہ * ٹھوکر۔ پاؤں کی ضرب * احد۔ مدینہ شریف کا پہاڑ جس کو حضور علیہ السلام نے جنتی قرار دیا اور فرمایا یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے پیار کرتے ہیں * زلزلہ۔ حرکت، بھونچال * وقار۔ عزت * چرخ۔ آسمان * چاندی۔ سفیدی * بدر۔ ماہ کامل * ٹکسال باہر۔ کھوٹا سکہ * طوفان محشر۔ محشر کا ہنگامہ و ہولناکی * تلاطم۔ تھپیڑے، جوش * شاد ہو۔ خوش ہو * لنگر۔ مددگار، جو رسی باندھ کر کشتی کو روکا جاتا ہے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کی بابرکت ایڑیاں سورج اور چاند سے بھی زیادہ روشن اور منور ہیں بلکہ یوں کہو کہ آپ کی ایڑیاں ایسی خوبصورت ہیں کہ عرش معلیٰ نے ان کو اپنی آنکھیں (آنکھ کی پتلی) بنالیا ہے۔

معراج کی رات عرش معلیٰ نے انہی ایڑیوں کے بوسے لے کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا۔

؎ ہم سے ذروں کی تو تقدیر ہی چمکا جاتا مہر فرما کے وہ جس راہ سے نکلا کرتا

(۲) آسمان کی وہ کونسی جگہ ہے کہ جہاں میرے آقا کی ایڑیوں نے نور نہ بکھیرا ہو۔ ہاں ہاں انہی ایڑیوں سے نور کی خیرات لے کر دن کو سورج چمکتا ہے اور انہی ایڑھیوں کی برکت سے رات کو چاند ستارے جگمگاتے ہیں۔

؎ تمہارے نقش قدم کی تلاش میں شب بھر میں پیچھے چاند ستارے بھی چھوڑ آیا ہوں

(۳) ستارے تو آسمان دنیا یعنی سب سے نیچے والے آسمان پہ ہیں تو باوجود بڑے بڑے (بلکہ بعض تو زمین سے بھی کئی ہزار گنا بڑے) ہونے کے باوجود دور ہونے کی وجہ سے نہایت چھوٹے چھوٹے دکھائی دیتے ہیں عرش معلیٰ تو ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اور ہر آسمان کی موٹائی اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا درمیانی فاصلہ پانچ پانچ سو سال کی مسافت ہو تا حدیث سے ثابت ہے تو یہ گمان کر لینا کہ عرش معلیٰ کی آنکھوں کے تارے یعنی سرکار کی ایڑیاں چھوٹی چھوٹی کیوں ہیں، دراصل ان کی وسعت نے سارے جہاں کو گھیرے میں لے رکھا ہے مگر عظمت و شان کے لحاظ سے ہمارے وہم و گمان سے دور ہیں اس لیے دبلی پتلی اور کمزور دکھائی دیتی ہیں۔

(۴) اہل محبت سن لیں کہ اگر چہ ادب کا تقاضا تو یہ تھا کہ ایڑھیاں پیچھے کی بجائے آگے ہوتیں لیکن اس میں راز یہ ہے کہ چونکہ آپ کے مبارک پاؤں کے نیچے دب جانے کی طاقت بھی کوئی نہیں رکھ سکتا لہٰذا پاؤں مبارک کے تلوؤں کی تجلی ہی ابھر کر ایڑھیاں بن گئی ہیں اور پیچھے ہونا اگر ادب کے تقاضے کے خلاف ہے تو آپ سے آگے ہونا بھی تو ادب کا تقاضا نہیں ہے، جب پاؤں کا جلوہ ٹھہریں تو آگے ہوں یا پیچھے اس سے فرق نہیں پڑتا۔

؎ جہاں پر بھی پائے حضور ہے وہیں عرش ہے وہیں طور ہے
جو تیری نظر میں نہ آسکا تو تیری نظر کا قصور ہے

(۵) جس دنیوی تاج و تخت کے لیے دنیادار لوگ ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے ہیں ہمارے آقا کے در کے گداؤں کو اللہ تعالیٰ نے در رسول کا بھکاری ہونے کی وجہ سے ایسی شان استغناء عطا فرمائی ہے کہ وہ اس تخت و تاج کو پاؤں کی ٹھوکر اور جوتے کی نوک پہ رکھتے ہیں۔

؎ تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو جب شاہ سنجر نے ملک نیمروز قبول کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا۔ من ملک نیم روز بیک جو نمی خرم۔ تیرے پورے ملک نیمروز کی میرے نزدیک ایک جو کے دانے کے برابر بھی قدر نہیں ہے کہ تیرے پاس ملک نیم روز ہے تو میرے پاس نالہ نیم شب ہے۔ (الشکر ص۱۰۴ ج ۳ ۔ از اشرف علی تھانوی)

اور حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ نے جب اپنی بہت بڑی حکومت چھوڑ کر فقیری اختیار کی اور لکڑیاں اکٹھی کرتے تو ایک دن دریا کے کنارے اپنا لباس سی رہے تھے کہ ایک وزیر دیکھ کر رونے لگا کہ کتنا بڑا بادشاہ تھا اور اب حال کیا ہے۔ آپ نے سوئی

دریا میں پھینک دی اور مچھلیوں کو حکم دیا کہ میری سوئی نکال کر لاؤ کوئی مچھلی سونے کی سوئی لے کر آگئی کوئی چاندی کی، آپ نے فرمایا میری سوئی جو لوہے کی ہے وہ لاؤ! چنانچہ ایک مچھلی آپ کی بعینہ وہی سوئی لے کر آگئی آپ نے فرمایا اے وزیر! مجھے بتا یہ بادشاہی ہے کہ وہ۔

صحابہ کرام کو اسلام چھوڑنے کے بدلے رشتوں اور حکومتوں کی پیش کشیں ہوتی رہیں مگر انہوں نے ہر شے کو غلامی مصطفیٰ پہ قربان کر دیا اور دنیا کو درس دیا کہ:

؎ جے چھڈ دیئے دنیا ہو سکدا گزارا — محمد نوں چھڈیاں گزارا نہیں ہونا

(۶) آقائے دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے دو پنجے گویا چاند و سورج ہیں (پنجوں کے پھیلاؤ کو چاند سورج کی کرنوں اور شعاعوں سے خوب مطابقت ہے) ایڑھیاں دو ستارے ہیں اور پاؤں مبارک انگلیوں کے دس ناخن، پہلی رات کے دس عدد چاند کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ پہلے شعر میں مشبہ بہ اور دوسرے میں مشبہ کو لف ونشر مرتب کے طریقے پر جس انداز سے جوڑا گیا ہے اس کی نزاکتوں کا اندازہ کوئی ماہر شاعر ہی کر سکتا ہے۔

(۷) کیا مقدر ہے اس پتھر کا جس پر میرے نبی نے قدم رکھا تو اس نے نرم ہو کر اپنے دل میں حضور علیہ السلام کے نقش قدم کو محفوظ کر لیا، کتنا بدنصیب ہے وہ مفسر جس کے دل میں اسی آقا کا بغض بھرا ہوا ہے تو کیا کوئی ہے جو اس پتھر سے اس گستاخ مفسر کے سینے میں چھپے بغض کا بت پاش پاش کر دے؟ یا مطلب یہ ہے کہ کاش وہ پتھر جس پہ حضور کے قدم مبارک کا نشان ثبت ہو گیا ہے وہ مجھے ملے اور میں اپنے سینے کے ساتھ لگا کر سینے کو مدینہ بنا لوں اور پھر کہوں:

؎ حُبِّ احمد ازل سے ہی سینے میں ہے — میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

(۸) میرے شان والے نبی کی کیسی عظمت و شان ہے کہ سید الملائکہ حضرت جبریل امین جب معراج کی رات حضور علیہ السلام کے قدموں کے بوسے لے رہے تھے تو اس کے نورانی تاج کے جنتی اور نورانی موتی حضور علیہ السلام کے قدموں کو سجدہ کرنے کے لیے جھکے ہوئے تھے اور زبان حال سے کہہ رہے تھے۔

؎ نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا — مزہ جو محمد کی تلیوں میں دیکھا

(۹) سبحان اللہ! جب یہ عظمت و شان ہے حضور علیہ السلام کی ایڑیوں کی کہ جب آپ بمعہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین کے احد پہاڑ کے اوپر تشریف لے گئے تو احد پہاڑ آپ کے قدوم میمنت لزوم کے بوسے لے کر لرزنے سے (وجد) میں آگیا آپ نے ایک ایڑی کی ٹھوکر ماری اور فرمایا:

اثبت احدفا نما علیك نبی و صدیق و شہیدان (بخاری شریف)

اے احد ٹھہر جا تیرے اوپر اللہ کا نبی بھی ہے صدیق بھی ہے دو شہید بھی ہیں تو احد کی حرکت بند ہو گئی، سبحان اللہ حضور کی ایڑیوں کا استاد وقار ہے۔ تو پائے اطہر اور سراپائے اقدس کی شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر صحابی کی صحابیت کا اعلان حضور علیہ السلام نے زمین پر کیا جب کہ ابوبکر صدیق کی صحابیت کا اعلان اللہ نے قرآن میں کیا۔

ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان اللہ معنا

اور حضور نے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کے کیا۔

معلوم ہوا کہ کئی سالوں بعد شہید ہونے والے فاروق وعثمان رضی اللہ عنہما کی شہادت کا حضور علیہ السلام کو اتنے سال پہلے علم تھا لہٰذا، دیوار کے پیچھے کا علم نہیں، کل کا پتہ نہیں، کس کے ساتھ کیا ہوگا، خاتمہ کیسا ہوگا نبی کو ان چیزوں کا پتہ نہیں ہوتا یہ تمام عقائد شیطانی ہیں جن کی یہ حدیث تردید کررہی ہے۔

؎ بن عشق نبی کے جو پڑھاتے ہیں بخاری   آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری

(۱۰) جب شب اسریٰ کے دولہا معراج کی رات آسمانوں پر جلوہ گر ہوئے تو چاند کی چاندنی میں سیاہ دھبہ پڑ گیا گویا آپ کی ایڑیوں کا نور ماہ کامل پہ غالب آگیا اور بدر تمام کھوٹا سکہ ہو کر رہ گیا جس کا بازار مصطفیٰ میں چلنا متروک ہے

؎ کبھی ہوا نہ مرا سامنا اندھیروں سے   جدھر بھی دیکھا ادھر روشنی ہی پائی تیری

(۱۱) اے گدائے در خیر الوریٰ پیارے احمد رضا! قیامت کے دن کی ہولناکیوں کا تو غم کیوں کرتا ہے تو کوئی لاوارث تو نہیں ہے، تیرا سہارا تو وہ اللہ کا محبوب ہے جس کی بابرکت ایڑیاں امت کی کشتی کو نجات کے کنارے پر لگانے کے لیے کافی ووافی سہارا ہیں

؎ کہیں گے اور نبی اذهبوا الیٰ غیری   میرے حبیب کے لب پر انا لھا ہوگا

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑیاں:

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ مقام عرفہ سے تین میل دور مقام ذی المجاز پہ گئے جہاں ہر سال بہت بڑی منڈی لگتی تھی جناب ابو طالب کو شدید پیاس نے ستایا تو انہوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا، عطشت ولیس عندی ماء۔ میں پیاسا ہوں اور پاس پانی بھی نہیں ہے۔

فنزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضرب بقدمه الارض

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اترے اور آپ نے زمین پہ قدم (ایڑی) ماری

فخرج الماء فقال اشرب۔

پانی نکل آیا، آپ نے فرمایا چچا اپنی پیاس بجھالے۔ (ابن عساکر۔شفا۔زرقانی ص ۱۰۷ ج ۵)

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر اپنی اونٹنی کی سست رفتاری کی شکایت کی فضربه برجله آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو ایڑی لگائی، حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں:

والذی نفسی بیده لقدر ایتها تسبق القائد۔

خدا کی قسم! وہ ایسی تیز رفتار ہوگئی کہ کبھی کوئی تیز سے تیز تر سواری بھی اس سے آگے نہ بڑھ سکی۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے ساتھ بھی ایسا معاملہ ہی پیش آیا وہ فرماتے ہیں فکان بعد لا یجاری (حضور ﷺ کا قدم لگنے کے بعد) پھر اس کا مقابلہ کسی سے نہ ہو سکتا، یعنی بلا مقابلہ ہر میدان میں جیت جاتا (بخاری ومسلم)

؎ دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا   کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یا رسول
کیا ڈر ہے اس کو لشکر عصیاں و جرم سے   تم سا شفیع ہو جس کا مددگار یا رسول

(حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ)

؎ یا رب بالمصطفیٰ بلغ مقاصدنا   واغفرلنا ما مضیٰ یا واسع الکرم

----***----

نعت شریف نمبر (۲۶)

(۱) عشق مولیٰ میں ہوں خونبار کنارِ دامن
یا خدا جلد کہیں آئے بہارِ دامن

(۲) بہ چلی آنکھ بھی اشکوں کی طرح دامن پر
کہ نہیں تار نظر جز دوسہ تار دامن

(۳) اشک برساؤں چلے کوچۂ جاناں سے نسیم
یا خدا جلد کہیں نکلے بخارِ دامن

(۴) دل شدوں کا یہ ہوا دامنِ اطہر پہ ہجوم
بیدل آباد ہوا نام و دیارِ داماں

(۵) مشک سا زلف شہ و نور فشاں روئے حضور
اللہ اللہ حلب جیب و تتارِ دامن

(۶) تجھ سے اے گل میں ستم دیدۂ دشت حرماں
خلش دل کی کہوں یا غم خارِ دامن

(۷) عکس افگن ہے ہلال لب شہ جیب نہیں
مہر عارض کی شعاعیں ہیں نہ تارِ دامن

(۸) اشک کہتے ہیں یہ شیدائی کی آنکھیں دھو کر
اے ادب گردِ نظر ہو نہ غبارِ دامن

(۹) اے رضا آہ وہ بلبل کہ نظر میں جس کی
جلوۂ جیب گل آئے نہ بہارِ دامن

مشکل الفاظ کے معانی:

* خوں بار۔ خون برسانے والا * کنار۔ کنارا، راستہ * بہار دامن۔ دامن کا موسم بہار * بہ چلی۔ ضائع ہونے لگی * اشکوں۔ آنسوؤں * تار۔ دھاگہ یا دھاگے کی طرح باریک کسی دھات کی تار * جز۔ سوا * دوسہ۔ دو تین * اشک۔ آنسو * کوچہ جاناں۔ محبوب کی گلی * نسیم۔ ٹھنڈی ہوا، نسیم صبح * بخار۔ جوش * دل شدوں۔ دل دینے والے * اطہر۔ پاکیزہ * ہجوم۔ مجمع * بے دل۔ عاشق * دیار۔ دار کی جمع بمعنی گھر * مشک سا۔ مشک کی خوشبو پھیلانے والا (سا، سائیدن سے ہے بمعنی گھسنا) * شہ۔ بادشاہ، آقا * نور فشاں۔ نور بکھیرنے والا * روئے۔ چہرہ * حلب۔ سیاہی * جیب۔ گریبان * تتار۔ لمبا * گل۔ پھول * ستم۔ ظلم * دیدہ۔ دیدن سے ہے بمعنی دیکھا ہوا * دشت۔ جنگل * حرماں۔ محرومی * خلش۔ چبھن * خار۔ کانٹا * عکس۔ سایہ * افگن۔ افگندن سے ہے بمعنی ڈالنا * ہلال۔ پہلی رات کا چاند * لب۔ ہونٹ * مہر۔ سورج * عارض۔ رخسار * شعاعیں۔ کرنیں * شیدائی۔ عاشق زار * گرد۔ ادھر ادھر * غبار۔ دھول * آہ۔ شدید درد و تکلیف کے موقع پر بے ساختہ زبان سے نکلنے والا لفظ ہے * جیب۔ گریبان۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے میرے خدا! تیرے محبوب کے ہجر و فراق کے صدمے میں میری آنکھیں مسلسل خون کے آنسو برسا رہی ہیں جن سے میرا دامن لہولہان اور خون سے تربتر ہو گیا ہے اس بے چارے دامن کی بہار کا موسم جلد آجائے یعنی اپنے نبی کے عشق کا ذرہ عطا کر دے اور آپ کے دیدار سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی کر دے تاکہ خون کے آنسو بند ہو جائیں

؎ اے کاش کبھی ایسا بھی ہو خواب میں مرے ہوں جس کی غلامی میں وہ آقا نظر آئے
تا حشر میری قبر میں ہو جائے اجالا مرقد میں جو ان کا رخ زیبا نظر آئے

(ریاض الدین سہروردی)

(۲) اب تو میری آنکھیں بھی آنسو بن کر دامن پہ بہنے لگی ہیں اور دامن پر بھی آنسوؤں کی دو تین ستاروں کے سوا کچھ نہیں رہا۔ جب کہ نگاہ کا مقصد دامن مصطفیٰ کے نظارے سے اپنے آپ کو تسلی دینا ہی تھا۔

؎ دے ان کو دم نزع اگر خور بھی ساغر منہ پھیر لے جو تشنہ دیدار ترا ہو

(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۳) تو کیا میرے آنسو بہہ کر چھڑکاؤ کریں گے تب کہیں جا کر محبوب کے گلی کوچے کی باد صبا چلے گی؟ یا اللہ! اس وقت تک کہیں میرے دامن کا جوش ہی نہ ٹھنڈا ہو جائے اور جب طلب کا زور ہی ٹوٹ گیا تو مطلوب ملنے پر فرحت و سرور میں کمی آجائے گی یہ ان کی شان کے مطابق نہ ہوگا۔

؎ میرا دل اور میری جان مدینے والے تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے
پھر تمنائے زیارت نے کیا دل بے چین پھر مدینے کا ہے ارمان مدینے والے (بیدم وارثی)

(۴) اے میرے محبوب! آپ کے دامن کے ساتھ تو عشاق کا ہجوم اس قدر رہتا ہے کہ مناسب ہے دامن کے قرب و جوار کا نام "محلہ بے دل آباد" یعنی عاشقوں کی بستی رکھ دیا جائے۔

؎ جس آنکھ نے دیکھا تجھے اس آنکھ کو دیکھوں ہے اس کے سوا کیا تیرے دیدار کی صورت
صورت میری آنکھوں میں سمائے گی نہ کوئی نظروں میں بسی رہتی ہے سرکار کی صورت

(۵) زلف محبوب خدا کا کیا کہنا کہ ہر وقت کستوری کی خوشبو مہکتی رہتی ہے اور رخ والضحیٰ کا کیا کہنا کہ ہر وقت نور کی بارش ہوتی رہتی ہے، سبحان اللہ سیاہ زلف پہ اور وسیع دامن رحمت پہ قربان ہونے کو دل چاہتا ہے۔

؎ نبی پر ہم اگر قربان ہوں لڑ کر جہادوں میں شمار اپنا خدا کے روبرو ہو با مرادوں میں
نبی پر جان دینے میں حیات جاودانی ہے انہیں پر عمر بھر مرنے میں لطف زندگانی ہے

حدیث شریف میں ہے حضور علیہ السلام جب مدینہ شریف کی کسی گلی یا راستے سے گزر جاتے تو:

وجدوا منه رائحة الطيب وقالوا مر رسول الله صلى الله عليه وسلم من هذا الطريق۔

لوگ اس گلی سے (جنت کی) خوشبو پائے اور کہتے کہ ادھر سے حضور علیہ السلام کا گزر ہوا ہے۔
(دلائل ص ۳۸۰، خصائص ص ۶۷)

؎ گزر ہو جائے میرا بھی اگر طیبہ کی گلیوں میں تو کر دوں زندگی ساری بسر طیبہ کی گلیوں میں

اسی زلف کے ایک بال کی شان روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمائی کہ اگر کسی گنہگار کی قبر پہ رکھ دیا جائے لنجا ذلك العاصی تو وہ گنہگار اس بال کی برکت سے عذاب سے بچ جائے۔ اور اگر یہ بال کسی بستی میں ہو تو وہ بستی ہر قسم کی آفات وبلیات سے محفوظ رہے و ان لم یشعر وابه۔ اگرچہ بستی والوں کو پتہ بھی نہ ہو کہ یہاں کوئی موئے مبارک ہے (روح البیان ص ۹۳۲ ج ۲) جب دنیا میں یہ برکات ہیں تو آخرت میں ان زلفوں کو یہ عزت کیوں نہ ملے گی۔

؎ زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاون اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاون

اور چہرۂ انور کے متعلق تو احادیث پیچھے آپ پڑھ چکے کہ کسی صحابی نے کہا ایسے لگتا جیسے آپ کے چہرے سے سورج طلوع ہو رہا ہے اور کسی نے کہا فاذا هی عندی احسن من القمر۔ میرے نزدیک چہرۂ انور چاند سے زیادہ خوبصورت تھا

؎ کھلیں اسلام کی آنکھیں ہوا سارا جہان روشن عرب کے چاند صدقے! کیا ہی کہنا تیری طلعت کا

اس سے آگے کسی نے یوں عرض کیا

؎ چاند کی طرح ان کو ہم کہیں تو مجرم ہیں کیونکہ ان کی چوکھٹ پر چاند خود سوالی ہے

(۶) اے پھول! تیری ہی خاطر محرومی کے جنگل کا ستم دیدہ (مصیبتوں اور ہجر و فراق کی سختیوں کا) ہوں اب تو خود ہی بتا کہ تیرے سامنے اپنا دردِ دل بیان کروں یا دامن کے کانٹوں کے غم سے پردہ اٹھاؤں۔

اس لیے ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

؎ پھر کے گلی گلی تباہ، ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

غالب نے کہا تھا

؎ دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی میں آئے کیوں

اعلیٰ حضرت نے فرمایا! تیرا محبوب پھر کوئی اور ہوگا اور یہ کیسا محبوب ہے کہ جس کی گلی میں جانے سے تو اس قدر گریز کر رہا ہے میرا محبوب تو وہ ہے کہ

؎ دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

کیونکہ محبوب عام نہیں ہے تو اس کی گلی بھی دوسری گلیوں کی طرح نہ ہوگی بلکہ

؎ اپنا انداز زمانے سے جدا رکھتے ہیں ہم تو محبوب بھی محبوب خدا رکھتے ہیں

(۷) محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چاند جیسے (ہلالی ہونٹ) سایہ کناں ہیں، ان کے دامن کرم کے دھاگے کوئی عام دھاگے نہیں ہیں بلکہ سورج کی شعاعوں کی طرح روشن ومنور ہیں یا یوں کہو کہ یہ دامن کا نور نہیں (وہ تو ساری کائنات پہ سایہ کر رہا ہے) بلکہ چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطراف کی شعاعیں ہیں۔

؎ جناب آمنہ کا چاند جب چمکا زمانے میں قمر کی چاندنی قدموں پہ ہونے کو نثار آئی

(صائم چشتی)

(۸) عاشق زار کی آنکھوں کے آنسو آنکھوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ تمہیں ہم نے غسل تو دے ہی دیا ہے لیکن خبردار! ادب کا دامن بہرحال نہ چھوڑنا اور کہیں محبوب کے دامن پہ جو گرد و غبار ہو تو اس پہ نظر مت کرنا یا یہ کہ تم ابھی دامن دیکھنے کے قابل تو کیا ہو گی ابھی اس دامن میں آ کر پناہ لینے والے گرد و غبار کی زیارت کے قابل بھی نہیں ہوئی ہو۔

؎ اے پائے نظر ہوش میں آ کوئے نبی ہے آنکھوں سے چلنا بھی تو یہاں بے ادبی ہے

؎ حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

(۹) اے گدائے در خیرالوری، پیارے احمد رضا! کتنی افسوس ناک بات ہے کہ یہ کیسی بلبل ہے (مراد کشتۂ عشق رسول خود امام احمد رضا ہیں) جس کی نظر میں اب نہ پھول جچتا ہے اور نہ بہار کی کوئی اہمیت ہے اور چہک چہک کر کہہ رہی ہے مجھے اب بہار چاہیے نہ پھول، مجھے تو چاہیے صرف جلوۂ رسول (ﷺ)

؎ پروانے کو چراغ اور بلبل کو پھول بس صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

(رضی اللہ عنہ) (جل جلالہ) (صلی اللہ علیہ وسلم)



نعت شریف نمبر (۲۷)

(۱) رشکِ قمر ہوں رنگِ رُخِ آفتاب ہوں
ذرہ ترا جو اے شہہِ گردوں جناب ہوں

(۲) دُرِ نجف ہوں گوہر پاک خوشاب ہوں
یعنی تراب رہ گزر بو تراب ہوں

(۳) گر آنکھ ہوں تو ابر کی چشمِ پُر آب ہوں
دل ہوں تو برق کا دل پُر اضطراب ہوں

(۴) خونیں جگر ہوں طائر بے آشیاں شہا
رنگ پریدۂ رخ گل کا جواب ہوں

(۵) بے اصل و بے ثبات ہوں بحرِ کرم مدد
پرور دۂ کنارِ سراب و حباب ہوں

(۶) عبرت فزا ہے شرمِ گنہ سے مرا سکوت
گویا لب خموشِ لحد کا جواب ہوں

(۷) کیوں نالہ سوز سے کروں کیوں خونِ دل پیوں
سیخ کباب ہوں نہ میں جامِ شراب ہوں

(۸) دل بستہ، بے قرار، جگر، چاک، اشکبار
غنچہ ہوں، گل ہوں، برق تپاں ہوں، سحاب ہوں

(۹) دعویٰ ہے سب سے تیری شفاعت پہ بیشتر
دفتر میں عاصیوں کے شہا انتخاب ہوں

(۱۰) مولا دہائی نظروں سے گر کر جلا غلام
اشکِ مژہ رسیدۂ چشم کباب ہوں

(۱۱) مٹ جائے یہ خودی تو وہ جلوہ کہاں نہیں
دردا میں آپ اپنی نظر کا حجاب ہوں

(۱۲) صدقے ہوں اس پہ نار سے دے گا جو مخلصی
بلبل نہیں کہ آتش گل پر کباب ہوں

(۱۳) قالب تہی کیے ہمہ آغوش ہے ہلال
اے شہ سوار طیبہ میں تیری رکاب ہوں

(۱۴) کیا کیا ہیں تجھ سے ناز ترے قصر کو کہ میں
کعبہ کی جان، عرش بریں کا جواب ہوں

(۱۵) شاہا بجھے سقر مرے اشکوں سے تانہ میں
آبِ عبث چکیدۂ چشم کباب ہوں

(۱۶) میں تو کہا ہی چاہوں کہ بندہ ہوں شاہ کا
پر لطف جب ہے کہہ دیں اگر وہ جناب ہوں

(۱۷) حسرت میں خاک بوسی طیبہ کی اے رضا
ٹپکا جو چشم مہر سے وہ خونِ ناب ہوں

مشکل الفاظ کے معانی:

★ رشک۔ برابری کی تمنا کرنا ★ قمر۔ چاند ★ گردوں۔ آسمان ★ جناب۔ بارگاہ ★ دُر۔ موتی ★ نجف۔ حضرت

علی المرتضٰی کے روضے والا شہر ★ گوہر-قیمتی پتھر ★ خوشاب-چمنی ملے پانی میں محفوظ کیا ہوا پھل اصل میں خوش آب ہے عمدہ پانی ★ تراب-مٹی ★ رہ گزر-راستہ ★ ابوتراب-حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی کنیت ★ ابر-بادل ★ پُر آب-پانی سے بھرا ہوا ★ برق-بجلی ★ پُر اضطراب-بے قرار ★ خونیں جگر-خون سے آلودہ جگر ★ طائر بے آشیاں-آوارہ پرندہ جس کا کوئی ٹھکانہ نہ ہو ★ بے ثبات-فانی، ناپائیدار ★ بحر کرم-سخاوت و بخشش کے سمندر ★ پروردہ-پالا ہوا ★ کنار-گود ★ سراب-چمکنے والی ریت جو دور سے پانی دکھائی دے ★ حباب-بلبلہ ★ عبرت فزا (فاعلی ترکیب) نصیحت انگیز ★ سکوت-خاموشی ★ لب خموش لحد-خاموشی کی قبر کا کنارا ★ نالہ-آہ و بکا-اس شعر میں "سے" بعض نسخوں میں "لے" ہے بمعنی سر، آواز ★ سیخ کباب-لوہے کی سلاخوں پہ بھونا جانے والا کباب ★ جام شراب-شراب کا پیالا ★ دل بستہ-مجبور دل ★ بے قرار-بے چین ★ چاک-پھٹا ہوا ★ اشکبار-آنسوؤں سے رونے والا ★ غنچہ-کلی ★ برق تپاں-بے قرار بجلی ★ سحاب-بادل ★ دفتر-رجسٹر ★ عاصی-گنہگار ★ انتخاب-منتخب شدہ، چنا ہوا، اول نمبر پر ★ مولا-آقا ★ دہائی-فریاد ہے ★ جلا غلام-سڑا ہوا نوکر ★ مژہ-پلک ★ رسیدہ-پہنچا ہوا ★ چشم کباب-کباب کی آنکھ ★ خودی-انانیت، خود غرضی ★ دردا-اے درد ★ حجاب-پردہ ★ صدقے ہوں-قربان جاؤں ★ مخلصی-نجات، آزادی ★ آتش گل-وہ آگ جس کا شعلہ پھول کی شکل کا ہو ★ قالب-جسم کا ڈھانچہ ★ تہی-خالی ★ ہمہ-تمام ★ آغوش-گود، بغل ★ رکاب-پائیدان ★ ناز-پیار، بھروسہ ★ قصر-محل ★ عرش بریں-عرش معلّٰی ★ سقر-دوزخ ★ اشکوں سے-آنسوؤں سے ★ عبث چکیدہ-بے فائدہ ٹپکا ہوا ★ بندہ-نوکر ★ پر-لیکن ★ جناب-معزز ★ حسرت-تمنا ★ خاک بوسی-خاک چومنا ★ مہر-سورج ★ خون ناب-خالص خون۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) اے میرے عظمت والے آقا! آپ کی غلامی میں آ کر مجھے ایسی عظمت ورفعت نصیب ہوئی کہ چاند مجھ پر رشک کرنے لگا اور میرے چہرے کا رنگ رخ آفتاب کا مقابلہ کرنے لگا یہ صرف اس لیے کہ میں آپ کی خاک پا کا ایک ذرہ ہوں اور آپ وہ ہیں کہ آسمان کی بلندی بھی آپ کی بارگاہ کے تقدس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

عظمت والی ہستی کے ساتھ مل کر عظمت مل ہی جاتی ہے جیسے کاغذ/کپڑے کو نسبت قرآن سے ہوئی تو چوما جانے گا، حضور علیہ السلام کی نعلین پاک کو آپ کے قدموں سے نسبت ہوئی تو جبریل نیچے اور آپ کا لباس، نعلین اوپر

؎ تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا ترے عشق نے بنایا میری زندگی فسانہ

(۲) نجف کا موتی (علی کا سچا ملنگ) ہوں اور عمدہ گوہر (محفوظ و بہترین میوہ و مغز) ہوں میرا مطلب ہے بوتراب (شیر خدا) کے قدموں کی خاک کا ایک ذرہ ہوں۔

؎ علی امام من است و منم غلام علی ہزار جان گرامی فدا بنام علی

(۳) فرض کرو اگر میں آنکھ ہوں، تو ایسی آنکھ ہوں جو ایسے بادل کی مانند ہے جو پانی سے بھرا ہوا ہے جیسے اس سے پانی کبھی ختم نہیں ہوتا اسی طرح میری آنکھ سے بھی فراق طیبہ میں رو رو کر آنسو ختم ہونے کا نام نہیں لیتے اور اگر میں سراپا دل ہوں تو ایسا دل ہوں کہ بجلی کی طرح ہر وقت (دیدار رسول کی تڑپ میں) بے چین و مضطراب رہنے والا

؎ دل نہ ہو کیوں مضطرب موت کے انتظار میں سنا ہے مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

صحابہ کرام کی حالت یہ تھی کہ حضور علیہ السلام کے وصال پر ملال کے بعد جب بھی آپ کو یاد کرتے تو ہچکیاں بندھ جاتیں اور سرکار کی مجلسوں کا ذکر کرکر کے تڑپا کرتے۔

؎ سینے میں بے بہار کا میلہ لگا ہوا جب سے تمہارے درد کو مہماں بنا لیا
پلکوں پہ رکھ کے ناصر اشکوں کے کچھ دیئے محفل کو ہم نے بارہا یونہی سجا لیا

(۴) اے میرے آقا! آپ کی جدائی کے صدمے نے مجھے اس قدر نڈھال کر رکھا ہے کہ دل خون کے آنسو روتا رہتا ہے اور اس آوارہ پرندہ کی طرح اڑتا رہتا ہے جس کا کوئی ٹھکانہ نہ ہو، میرے چہرے کا رنگ کملائے ہوئے پھول کی طرح زرد ہو گیا ہے۔

فراق محبوب کا صدمہ:

حضور علیہ السلام کے وصال کے وقت صحابہ کرام اہل بیت اطہار بالخصوص حضرت فاطمۃ الزہراء، امہات المومنین کے غم میں ڈوبے ہوئے تاثرات کی اس شعر میں جھلک پائی جاتی ہے مزید ملاحظہ فرمائیں۔

فَكَيْفَ الْحَيَاةُ لِفَقْدِ الْحَبِيْبِ وَزَيْنِ الْمَعَاشِرِ فِي الْمَشْهَدِ
فَلَيْتَ الْمَمَاتُ لَنَا كُلِّنَا فَكُنَّا جَمِيْعًا مَعَ الْمُهْتَدِيْ

(سیدنا ابوبکر صدیق)

ترجمہ: ”اب کیسی زندگی جو حبیب ہی بچھڑ گیا اور وہ نہ رہا جو زیست وہ یک عالم تھا۔ کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی۔ آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے“۔

وَحَقُّ الْبُكَاءِ عَلَى السَّيِّدِ فَيَا عَيْنِيْ اَبْكِيْ وَلَا تَسْأَمِيْ

(حضرت عثمان غنی)

ترجمہ: اپنے آقا پہ آنسو بہانا لازم ہے تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

(حضرت فاطمۃ الزہراء)

ترجمہ: آپ کی جدائی میں مجھ پر وہ مصیبتیں آئیں کہ اگر دنوں پر آتیں تو وہ رات ہو جاتے۔

اسی ضمن میں جنگ یرموک میں ایک عرب نوجوان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجر و فراق پر سالار لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے مکالمہ ملاحظہ ہو اور وہ بھی شاعر مشرق کی زبان میں

؎ بیتاب ہو رہا ہوں فراق رسول میں اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام
جاتا ہوں میں حضور رسالت پناہ میں لے جاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام
بولا امیر فوج کہ وہ نوجواں ہے تو پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام
پہنچے جو بارگاہ رسول امیں میں تو کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام

ہم پہ کرم کیا ہے خدائے غیور نے　　پورے ہوئے جو وعدے کیے تھے حضور نے

(بانگ درا از علامہ اقبال ۱۸۹۰)

ـ غم کے ماروں کا طبیبو ! نہ کرو کوئی علاج　　ہم غم عشق نبی سے ہی دوا لیتے ہیں

(۵) اے میرے بخشش والے کریم آقا! میں بے ٹھکانہ اور فنا کی وادیوں میں بھٹکتا پھر رہا ہوں میری مدد کو آیئے کیونکہ آپ تو سخاوت و بخشش کے سمندر ہیں اور میں سراب اور بلبلہ کے سہارے پہ جی رہا ہوں یعنی اپنی غیر مقبول قسم کی نیکیوں پہ بھروسہ کیے بیٹھا ہوں جو قیامت کے دن سراب اور بلبلہ ثابت ہوں گی اور بیڑا تو صرف آپ کی شفاعت سے ہی پار ہوگا۔

ـ اس سر کو ان کے در پہ کٹا کر رہوں گا میں　　یہ آرزو ہے اس دل پُر اضطراب میں

اٹھوں گا عاشقان محمد کے ہم رکاب　　لکھا گیا ہے میری شفاعت کے باب میں

(۶) اے میرے آقا! میں اپنے گناہوں کے سبب شرم کی وجہ سے ایسا چپ ہو گیا ہوں کہ اب تو لوگ میری خاموشی سے عبرت حاصل کرنے لگے ہیں جیسے قبر سے عبرت حاصل کی جاتی ہے کیونکہ قبر کی خاموشی کی طرح ہی میرے ہونٹ ایسے خاموش ہیں کہ اپنی صفائی میں بھی حرکت نہیں کرتے، اب آپ ہی بتائیں میں کیا کروں۔

ـ ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی یا روز جزا　　دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ستر ستر اور اسی اسی سال شرک، کفر، ظلم اور بچیوں کو زندہ در گور کرنے والے انسانی لباس میں بھیڑیے جب دامن رحمت میں آئے تو میرے آقا کی نگاہ رحمت نے ان کو فرشتوں سے افضل بنا دیا اور

ـ خود جو نہ تھے راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے　　اک نظر میں شاہ نے قطرے کو دریا کر دیا

اس دور کا نقشہ سامنے رکھ کر اس شعر کو سمجھا جاتے تو کوئی استحالہ لازم نہ آئے گا۔

(۷) میں نالہ و فریاد کیوں کروں اور خون جگر کس لیے پیوں اس لیے کہ نہ تو میں سیخ کباب ہوں کہ آنسو بہاتا رہوں جیسے وہ آگ پہ آنسو گراتا رہتا ہے اور نہ میں کوئی شراب کا پیالہ ہوں جو پینے والے کو نشے میں نچاتا رہتا ہے میں تو غلام حبیب کردگار ہوں اور جس کا غلام ہوں اس کو مجھ سے زیادہ میری فکر ہے اس لیے کوئی بات نہیں دنیا کے مصائب و آلام پہ صبر کروں گا اور وصل کا جام پی کر خاموش رہوں گا۔

ـ ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست　　بحر و بر در گوشہ دامان است

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ایمان افروز شعر ملاحظہ فرمائیں۔

ـ ما ذکر حبی للحبیب محمد　　اذا وصف العشاق حب الحبائب

جب دوسرے عشاق اپنے اپنے محبوبوں کی محبت کا ذکر کریں گے تو میں اپنے محبوب محمد رسول کی محبت کا ذکر کروں گا۔

(قصیدہ اطیب النعم)

ـ عقل والوں کے نصیبوں میں کیا ذوق جنوں　　عشق والے ہیں جو ہر چیز لٹا دیتے ہیں

(۸) اے میرے آقا! میں کلی کی طرح دل بستہ (بے قرار و مجبور) سہی، میرا جگر صدموں سے پھول کی طرح پاش پاش اور پھٹا

ہوا سہی، اگر چہ میں بجلی کی طرح لوگوں کی دل آزاریوں میں تڑپ رہا ہوں اور بادل کیطرح حسبِ تقاضائے بشریت آنکھیں برستی رہتی ہیں لیکن اس کے باوجود بھی مجھے فخر ہے کہ یہ سب کچھ آپ کی ناموس وعظمت کے تحفظ کے لیے ہورہا ہے اور آپ کے دین کا دفاع کرتے ہوئے ہورہا ہے، جس سے میرے اپنے اور آپ کی امت کے عقیدے کا تحفظ ہورہا ہے اور عشقِ رسول کے جو قیمتی ہیرے آپ نے ہمیں عطا فرمائے وہ محفوظ سے محفوظ تر ہورہے ہیں۔

ے محمد کا پرچم اڑائے چلا جا   رسالت کا ڈنکا بجائے چلا جا
تیرے پاس اس کے سوا اور کیا ہے   پیام محمد سنائے چلا جا
خدا کے لیے سر کٹانے کا مطلب   نبی کا پھریرا اڑائے چلا جا

(۹) اے میرے پیارے نبی! ویسے تو میری حالت یہ ہے کہ اگر گنہگاروں کے نامہ ہائے اعمال دیکھے جائیں تو میرا نام سب سے پہلے نمبر پہ ہوگا یعنی چنا ہوا اور منتخب شدہ سب سے بڑا گنہگار ہوں مگر آپ کی رحمت کے سہارے پر آپ کی شفاعت کے طلبگاروں میں بھی سب سے آگے ہوں کیونکہ آپ کا فرمان ہے **شفاعتی لاھل الکبائر من امتی** ۔اور میں ان عاصیوں میں سے سب سے آگے ہوں۔

ے محشر میں آفتاب ادھر گرم اور ادھر   آنکھیں لگی ہیں دامنِ دلدار کی طرف
گو بے شمار جرم ہوں گو بے عدد گناہ   کچھ غم نہیں جو تم ہو گنہگار کی طرف

(۱۰) اے میرے مقدس رسول! آپ کے گنہگار امتی (احمد رضا) کی حالت اب سیخ کباب کی طرح ہوگئی ہے کہ جس کو آگ پہ کیا جائے تو چھم چھم برسنا شروع ہوجاتا ہے میرا حال بھی گناہوں کی آگ کی وجہ سے اب ایسا ہی ہوگیا ہے اور آپ کی شفاعت کے لیے ہر وقت آنسو بہاتا رہتا ہوں، اگر آپ نے نظرِ کرم نہ فرمائی تو آپ کا یہ غلام نارِ جہنم میں گر کر جل جائے گا۔

ے آپ کی چشمِ عنایت جب کرم فرمائے گی   حشر میں ہم عاصیوں کا بھی بھرم رہ جائے گا
میں نے جب سلجھائی ہیں زلفیں عروسِ نعت کی   گیسوئے تقدیر میں کس طرح خم رہ جائے گا

(حدیثِ شوق)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی ایک ایمان افروز باعی ملاحظہ فرمائیں۔

ے هُنَالِكَ رَسُولُ اللّٰهِ يَنحُو لِرَبِّهٖ   شَفِيعًا وَفَتَّاحًا لِبَابِ الْمَوَاهِبِ
فَيَرْجِعُ مَسْرُورًا بِنَيْلِ طِلَابِهٖ   أَصَابَ مِنَ الرَّحْمٰنِ أَعْلَى الْمَرَاتِبِ

(قصیدہ اطیب النغم از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

ترجمہ: اس وقت اللہ کا رسول گنہگاروں کی شفاعت کے لیے اور بخششوں کے دروازوں کو کھولنے کے لیے بارگاہ الٰہی میں حاضری کا قصد کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد شاداں وفرحاں واپس تشریف لائیں گے اور اللہ کی بارگاہ سے آپ کو اعلیٰ مراتب ارزانی ہوئے ہوں گے۔

(۱۱) دراصل یہ میری ہستی اور انانیت ہے جو میرے لیے حضور علیہ السلام کا جلوہ دیکھنے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے اگر میری ہستی

مٹ جائے اور میں فنافی الرسول ہو جاؤں تو آپ کا دیدار تو ہر جگہ ممکن ہے۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے الحاوی للفتاویٰ ص ۲۳۳ ج ا پہ ایک بزرگ (شیخ خلیفہ بن موسیٰ نہر ملکی علیہ الرحمۃ) کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ بیداری میں کثرت کے ساتھ حضور علیہ السلام کی زیارت کرتے تھے اور حضور علیہ السلام سے اکثر مسائل بھی پوچھتے تھے، اور شیخ ابوالعباس مرسی کا فرمان ہے۔

لو حجب عنى رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفة عين ماا عددت نفسى من المسلمين۔

کہ اگر ایک لمحہ کے لیے بھی حضور علیہ السلام کو نہ دیکھوں تو اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ ان سے کسی نے مصافحہ کرنا چاہا؛ تو انہوں نے فرمایا۔

ما صافحت بكفى هذا الا رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

اس ہاتھ سے میں نے حضور علیہ السلام کے علاوہ کسی سے مصافحہ نہیں کیا۔

ے لوگ کہتے ہیں کہ ہے عالم بالا تیرا — میں تجھے عالم اشیاء میں بھی پا لیتا ہوں
صرف خلوت میں جو کرتے ہیں نظارہ تیرا — میری آنکھوں سے جو ڈھونڈیں تجھے ہر سو دیکھیں

(۱۲) میں اپنے آقا کے قدموں پہ کیوں نہ قربان ہو جاؤں جو اپنی شفاعت کے ذریعے مجھے آگ سے بچالیں گے میں وہ بے سہارا بلبل نہیں ہوں جو بیچاری آگ کے شعلے کو پھول سمجھ کر کباب بن جاتی ہے۔ مجھے پھول کا جلوہ نہیں اللہ کے رسول کا جلوہ چاہیے

ے چودھویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں — تیرہ دل کو جلوۂ ماہِ عرب درکار ہے
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں — ان کے در کی بھیک چھوڑی سروری کے واسطے

(حسن رضا بریلوی)

(۱۳) ہلال (پہلی رات کے چاند) کی شکل کمان کی طرح کیوں ہے؟ آئیں تمہیں بتاؤں صرف اس لیے کہ جب وہ حضور علیہ السلام کو جو شہسوار طیبہ ہیں سواری پہ سوار ہوتا دیکھتا ہے تو اس تمنا میں اپنا پیٹ اور گود خالی کر لیتا ہے کہ میں آپ کی رکاب بنوں تاکہ کبھی حضور میرے اندر پاؤں رکھ کر سواری پہ سوار ہوں اور میرا دل آپ کا قدم چوم کے ٹھنڈا ہو جائے۔

ے ان کے سایہ کے تلے چین سے سویا کرتا — آہ کیا خوب تھا گر حاضر در ہوتا میں

(۱۴) اے میرے پیارے آقا! آپ کے وجود باجود سے آپ کے محل (روضہ اقدس) کو کیسی شان عطا ہوئی کہ وہ ناز کرتے کہہ رہا ہے کہ میں کعبہ کی جان (کعبہ کا کعبہ) ہوں اور عرش معلیٰ کا ہم رتبہ ہوں۔ بلکہ علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ آپ جس جگہ تشریف فرما ہیں وہ جگہ کعبہ و کعبہ عرش معلیٰ سے بھی افضل و اعلیٰ ہے۔

ے قد احاط ذات المصطفى وحولها — جزم الجميع بان خير الارض ما

ے کہ نقش قدم مجھ کو نبی کا نظر آئے — کعبہ اے ریش اس کو بنالوں گا میں دل کا

(۱۵) اے میرے پیارے نبی! میرے آنسو ایسے ضائع نہ ہوں جیسے سیخ کباب سے پانی آگ پر گر کر ضائع ہو جاتا ہے بلکہ آپ کی رحمت کا صدقہ ان لوگوں میں سے ہو جاؤں کہ جن کے آنسو دوزخ کی آگ کو بجھا دیں گے۔

؎ بہتی رہے جو ہر وقت سرکار کے غم میں　　روتی ہوئی وہ آنکھ مجھے میرے خدا دے　(عطار)

(۱۶) میں کیا اور میری حقیقت کیا ہے؟ ہر وقت اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کا غلام سمجھتا ہوں اور کہتا ہوں، اس سے کیا ہوگا یہ تو اپنے منہ سے میاں مٹھو بننے والی بات ہوئی اصل مزہ تو تب آئے کہ حضور فرمائیں ہاں تو ہمارا غلام ہے اور اے غلامان مصطفیٰ مبارک ہو۔

قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم الخ کے مطابق)

ہمارے آقا نے ہمیں اپنا بندہ (غلام) فرما دیا ہے کوئی نہیں مانتا تو نہ مانے جائے جہنم میں

؎ یا عبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے　　اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض　　ہم ہیں عبد مصطفیٰ پھر تجھ کو کیا

(۱۷) اے رضا ایسا لگتا ہے کہ مدینہ منورہ کی خاک شفا کو بوسہ دینے کی آرزو میں سورج کی آنکھ سے جو خون کے آنسو ٹپکتے ہیں تو ان آنسوؤں میں سے ایک قطرہ ہے جبھی تو تیرے اندر عشق رسول کی اس قدر گرمی ہے کہ خود بھی مدینے کی محبت میں تڑپتا رہتا ہے اور دوسروں کو بھی تڑپاتا رہتا ہے۔

؎ کچھ اشک ندامت کے کچھ ہار درودوں کے　　یہ لے کے چلیں گے ہم سوغات مدینے میں

عصیاں کی سیاہی کو دھو ڈالے جو دم بھر میں　　ہوتی ہے وہ رحمت کی برسات مدینے میں

حضور علیہ السلام ہی کے عشق میں تڑپتے رہنا اور آپ ہی کی باتیں کرتے رہنا کئی لوگوں کو توحید کے خلاف نظر آتا ہے مگر ہمارے بزرگوں نے جو ہمیں تعلیم دی ہے وہ یہ ہے کہ ایک ولی اللہ (حضرت سائیں گوہر رحمۃ اللہ علیہ جن سے شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ مستفیض ہوئے) حج کرنے گئے تو مکے میں سارا عرصہ درود شریف پڑھتے رہے اور مدینے جا کر ذکر الٰہی کرتے رہے مریدین نے حیران ہو کر عرض کیا! ہمارے خیال میں اس کا الٹ ہونا چاہیے یعنی مکہ میں ذکر خدا اور مدینہ میں درود و سلام تو آپ نے فرمایا اصل میں بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کو ایک دوسرے کے ساتھ اتنی محبت ہے کہ اللہ کا ذکر کریں تو رسول خوش ہوتے ہیں اور رسول کا ذکر جتنا زیادہ کریں خدا اتنا ہی زیادہ خوش ہوتا ہے لہٰذا میں جیسے کر رہا ہوں ایسے ہی ہونا چاہیے۔

----＊＊＊----

نعت شریف نمبر (۲۸)

(۱) پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں ۔۔۔ کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں
(۲) قصرِ دنا کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں ۔۔۔ روحِ قدس سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں
(۳) میں نے کہا کہ جلوۂ اصل میں کس طرح گمیں ۔۔۔ صبح نے نورِ مہر میں مٹ کے دکھا دیا کہ یوں
(۴) ہائے رے ذوقِ بے خودی دل جو سنبھلنے سا لگا ۔۔۔ چھک کے مہک میں پھول کی گرنے لگی صبا کہ یوں
(۵) دل کو دے نور و داغِ عشق پھر میں فدا دو نیم کر ۔۔۔ مانا ہے سن کے شقِ ماہ آنکھوں سے اب دکھا کہ یوں
(۶) دل کو ہے فکر کس طرح مردے جلاتے ہیں حضور ۔۔۔ اے میں فدا لگا کر ایک ٹھوکر اسے بتا کہ یوں
(۷) باغ میں شکرِ وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل ۔۔۔ کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں
(۸) جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیوں کر آئے ۔۔۔ لا اسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں

مشکل الفاظ کے معانی:

* یوں۔اس طرح، اس طرز سے * کیف۔سوال کے لیے آتا ہے، کیونکہ، کیفیت * قصرِ دنیٰ۔نزدیکی کا محل * راز۔بھید * روحِ قدس۔جبریل امین علیہ السلام * جلوۂ اصل۔اللہ کا جلوہ * نورِ مہر۔سورج کی روشنی * ذوق۔لذت * بے خودی۔بے ہوشی، وارفتگی * چھک۔نشہ میں چور * مہک۔بھینی بھینی خوشبو * صبا۔موسم بہار کی ہوا * داغِ عشق۔محبت کا زخم * میں فدا۔میں قربان * دو نیم۔دو ٹکڑے * شقِ ماہ۔چاند کا ٹکڑے ہونا * مردے جلاتے۔مردے زندہ کرتے * ٹھوکر۔پاؤں سے حرکت دینا * شکرِ وصل۔ملاپ پر شکر کرنا * ہجر۔جدائی * ہائے ہائے۔آہیں بھرنا، درد سے بلبلانا * پاس۔لحاظ * حسن۔خوبصورتی * جلوہ۔نظارہ، چمک * زمزمہ۔سرود، راگ

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) سرکارِ مدینہ علیہ السلام کے سفرِ معراج کو قرآن مجید میں جب لفظ سبحٰن سے شروع فرمایا گیا ہے جو کہ نہایت تعجب کے موقع پر بولا جاتا ہے تو پھر اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ حضور علیہ السلام معراج پہ کس طرح تشریف لے گئے ایسے گئے کہ ایسے، تو میں کیا بتا سکتا ہوں وہاں تو ایسا ایسے کی بھی گنجائش نہیں کیونکہ خدا نے جب لفظ سبحان ارشاد فرمایا ہے تو پھر سوال کی گنجائش نہ تھی۔ جہاں جبریل عرض گزار ہیں۔

لا اقدر ولو خطوة لا احترقت

ے اگر یک سر موئے برتر پرم ۔۔۔ فروغ تجلی بسوزد پرم

روح المعانی میں ہے کہ والنجم اذا ھوی کی تفسیر کرتے ہوئے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نجم سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات ہے اور سورہ نجم کی ان آیات میں حضور ﷺ کی معراج پاک کا بیان ہے (پارہ ۲۷ ص ۳۸)

امام شعرانی الیواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں۔

اذا مر علی حضرات الاسماء الالهية صار متخلصا بصفاتها فاذا مر علی الرحيم كان رحيما او علی الغفور كان غفورا ... فما يرجع من ذلك الا وهو في غاية الكمال۔ (ج ۲ ص ۳۶)

حضور علیہ السلام معراج کی رات جب اسماء الٰہیہ سے گزرے تو جس اسم کے پاس سے گزرے وہ صفت آپ میں پیدا ہوتی گئی رحیم کے پاس سے گزرے تو اس کے فیض سے رحمت کی صفت آگئی اور رحیم ہو گئے غفور کے پاس سے گزرے تو غفور بن گئے جواد و کریم کے پاس سے گزرے تو جواد و کریم بن گئے حلیم و شکور کے پاس سے گزرے تو یہ صفات آگئیں الغرض واپس تشریف لائے تو کمال کی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔

جو ما سوا کی حد سے بھی آگے گزر گیا | وہ رہ نورد جادۂ اسریٰ تمہیں تو ہو
جلتے ہیں جبرئیل کے پر جس مقام پر | اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہی تو ہو

(ظفر علی خان)

(۲) معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم (قصر دنیٰ) ایک ایسا راز ہے جو ہر کسی کے لیے راز ہی رہا ہے کوئی کتنی ہی عقل والا ہو اس کی عقل اس راز کو سمجھنے میں حیران ہے ہاں ایک عقل والا ایسا ہے کہ جس کو فرشتوں کا سردار ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور اس سفر میں وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہم سفر بھی تھا اس سے جا کر پوچھتے ہیں کہ اس راز سے آپ ہی پردہ اٹھائیں اگر کچھ دیکھا نہیں تو سنا تو ہو گا سنی سنائی بات ہی بتا دیں۔ وہ بھی یہ کہہ کر چپ ہو گئے کہ بس اتنا جانتا ہوں کہ۔

لو تجاوزت لاحترقت بالنور۔ لو دنوت انملة لا حترقت۔

کہ ایسے نور کے جلووں میں گئے کہ اگر میں ایک پورے کے برابر بھی ان جلووں کی حدود میں چلا جاتا تو جل کر راکھ ہو جاتا گویا یوں سمجھو کہ اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی کی جانب ادھر گئے تھے۔ اور میں نے تو حسرت کی نگاہوں سے اس محبوب رب غفار کی طرف دیکھا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں تو سمجھتا تھا کہ سب سے زیادہ قرب مجھے ہی حاصل ہے کیونکہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار (یا کم و بیش) نبیوں کا صحابی، کتب سماویہ کا حافظ، بیت المعمور کا خطیب فرشتوں کا سردار ہوں مگر آج معلوم ہوا کہ ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے۔ لہٰذا اے میرے سمیت تمام فرشتوں کے بلکہ ساری خدائی کے رسول! میری التجا قبول ہو اور وہ یہ ہے کہ

يا محمد سل الله لي ان ابسط جناحي علی الصراط لا متك حتی يجوزوا عليه۔

(الیواقیت والجواہر ج ۲۔ روح البیان پارہ ۱۵ آیت اسراء) میری یہ درخواست بارگاہ الٰہی میں پہنچا دیں کہ قیامت کے دن جب آپ کی امت پل صراط سے گزرے تو مجھے (ان کے پاؤں کے نیچے) پر بچھانے کا موقع مل جائے۔

اس راز سے جب جبریل بھی پردہ نہ اٹھا سکے تو اس راز کی چند جھلکیاں حضور علیہ السلام نے خود ہی بیان فرمائیں۔ مثلاً آپ نے فرمایا کہ ایک مقام پہ مجھے کچھ وحشت ہوئی تو مجھے آواز آئی (بصوت الصدیق) قف یا محمد ان ربك

یصلی ۔ٹھہر جائے میرے پیارے تیرا رب تجھ پہ صلوٰۃ بھیج رہا ہے۔
ایک مقام ایسا بھی آیا کہ مجھے ندا آئی ۔

اذن منی یا خیر البریۃ اذن یا احمد اذن یا محمد۔

اے تمام مخلوق میں سے بہتر میرے محمد واحمد میرے قریب آ اور قریب آ۔
پھر ایک مقام پہ (بوقت ملاقات) میرے رب نے مجھ سے سوال کیا جس کا میں جواب نہ دے سکا فوضع یدہ بین کتفی پس اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا جس کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی ۔

فوجدت بردھا فاور ثنی علم الاولین والاخرین۔

تو میں نے اس کی ٹھنڈک (اپنے سینے میں) محسوس کی پس مجھے پہلوں اور پچھلوں کے علوم کا وارث بنا دیا گیا۔

~ کبھی ہوا نہ میرا سامنا اندھیروں سے — جدھر بھی دیکھا ادھر روشنی ہی پائی تیری
یہ سوچ سوچ کر حیران ہیں فرشتے بھی — کہاں کہاں شب اسریٰ ہوئی رسائی تیری

(احمد ندیم قاسمی)

(۳) اگر ضروری کچھ نہ کچھ معلوم کرنا ہے کہ ایک نور دوسرے نور میں فنا ہوا تو کس طرح ؟ تو صبح صادق کے نور سے معلوم کر لو، جس طرح صبح صادق کا نور سورج نکلنے کے بعد سورج کے نور میں گم ہو جاتا ہے (بلا تشبیہ) اسی طرح نور مصطفیٰ جلوہ خداوندی میں فنا ہو کر بقا پا گیا۔

~ کھلیں اسلام کی آنکھیں ہوا سارا جہاں روشن — عرب کے چاند صدقے کیا ہی کہنا تیری طلعت کا
شب اسریٰ تیرے جلوؤں نے کچھ ایسا سماں باندھا — کہ اب تک عرش اعظم منتظر ہے تیری رخصت کا

(۴) ہائے افسوس ۔بے خودی کی لذت پانے کے بعد جب ہوش و حواس بحال ہوئے تو عالم حیات میں ایک اور مثال مل گئی اور وہ یہ کہ بادصبا نشے میں چور ہو کر پھول میں گم ہو گئی اور اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ کہہ رہی ہے کہ وہ معاملہ (معراج کا) بھی یوں ہی ہوا ہوگا۔لیکن یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ ۔ جانے جان والا یا لے جان والا

(۵) اے میرے آقا! آپ کے چاند کو دو ٹکڑے کرنے کے معجزے پر تو ہمارا کامل ایمان ہے ہی بس ذرا ایک اور مہربانی فرما دیں کہ میرے دل کو بھی اپنی محبت کا داغ عطا کر کے اس کو چاند بنائیں اور پھر اشارہ کر کے اس کے دو ٹکڑے کر دیں تا کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ محبوب رب العالمین نے چاند کے بھی اس طرح دو ٹکڑے بنائے تھے۔

~ ہر شے ہے اختیار محمد میں دوستو — دامن ہزار شوق سے پھیلائے آرزو
وہ حادثات دھر سے محفوظ ہو گیا — جس کو در رسول پہ لے جائے آرزو (ساغر صدیقی)

(۶) اسی طرح اے میرے با اختیار رسول! میرا یہ تو ایمان ہے کہ آپ نے مردے زندہ فرمائے (جیسا کہ خصائص کبریٰ ص ۶۷ ج ۲ پہ ہے کہ تین موتوں والی بکری کو آپ نے زندہ فرمایا یعنی زہر آلود، ذبح شدہ، بھنی ہوئی) لیکن نامعلوم کیوں میرے دل کو آنکھوں سے دیکھنے کی فکر دامن گیر ہے،تو میرے آقا! میرے دل کی تسلی کے لیے ایک بار پھر ٹھوکر مار کر مردہ زندہ کر دیں لیطمئن قلبی تا کہ میرے دل کو سکون حاصل ہو جائے اور علم الیقین سے عین الیقین کی منزل تک آ جائے اور بلکہ اس مردہ دل کو ہی پاؤں کی

ٹھوکر سے زندہ فرمادیں۔تا کہ حق الیقین کی لذت سے آشنا ہو جائے۔

؎ جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک — وہاں وہاں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گئے
نفس نفس پہ برکتیں قدم قدم پہ رحمتیں — جدھر جدھر سے وہ شفیع عاصیاں گزر گئے

(۷) بلبل جب باغ میں ہوتی ہے تو وصل گل (پھول جو اس کا محبوب ہے اس کا دیدار) نصیب ہوتا رہتا ہے تو اس نعمت پر مطمئن پرسکون اور شکر گزار رہتی ہے جیسے ہی باغ سے دور ہوتی ہے تو محبوب سے علیحدہ ہوتے ہی ہائے ہائے پھول کرنے لگتی ہے ۔یہی حال اے میرے آقا آپ کے غلام (احمد رضا) کا ہے کہ جتنے دن آپ کا وصال میسر رہتا ہے اتنے دن پرسکون رہتا ہوں اور اس نعمت کے ملنے پر اللہ کا شکر ادا کرتا رہتا ہوں، جبھی آپ کے قدموں سے جدا ہوتا ہوں یارسول اللہ یارسول اللہ پکارنے لگتا ہوں، چلو خیر ہے! اصل مقصد تو آپ کی یاد ہی ہے وہ وصال میں پرسکون ہو کر شکر گزاری کی صورت میں ہو یا ہجر وفراق میں بے قرار ہو کر تڑپنے کی صورت میں ہو۔

من احب شیئا فاکثر ذکرہ۔

(۸) جو شاعر ہو کر یہ کہے کہ فصاحت و بلاغت اور شریعت کی پاسداری دونوں چیزیں شاعری میں جمع نہیں ہو سکتیں، تو اس کو میرے پاس لے کے آؤ اور میں اسے حضور کے عشق ومحبت میں لبریز نعتیں دکھاؤں کہ میں نے کس طرح فصاحت وبلاغت ولحاظ شرع کو اپنی شاعری میں سمویا ہوا ہے۔اگر چہ کام تو مشکل ہے تاہم شعراء اگر یتبعھم الغاون نہیں بلکہ:

الا الذین امنو اعملو الصلحت وذکرو اللہ کثیرا

کا مصداق بن کر رہیں تو اللہ رسول کے کرم سے کوئی مشکل نہیں رہتی۔

نعت میں اعلیٰ حضرت کی احتیاط:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں ہندوستان کے مشہور شاعر اطہر ہاپوری ایک نعت لے کر برائے اصلاح حاضر ہوئے جس کا ایک شعر یہ تھا۔

؎ کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے — مجنوں کھڑے ہیں خیمہ لیلیٰ کے سامنے

آپ نے فرمایا باقی ساری نعت درست ہے لیکن اس شعر کا مصرعہ ثانیہ منصب رسالت کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا کیونکہ اس میں اللہ کے محبوب علیہ السلام کو لیلیٰ سے اور گنبد خضریٰ کو خیمہ لیلیٰ سے جبکہ ستر ہزار فرشتے جو ہر وقت محبوب کی بارگاہ میں دست بستہ حاضر رہتے ہیں اس کو مجنوں سے تشبیہہ دی گئی ہے اس نے عرض کیا پھر آپ ہی فرمادیں کہ اس کی جگہ کیا مصرعہ ہونا چاہیے آپ نے فوراً اصلاح فرمادی اور لکھا کہ یوں ہونا چاہیے۔

؎ کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے — قدسی کھڑے ہیں عرش معلی کے سامنے

شاعری کی دنیا میں پاس شرع کا پورا پورا لحاظ اگر دیکھنا ہو تو اس کی زندہ مثال حدائق بخشش کی صورت میں آج بھی موجود ہے ورنہ اس میدان میں بڑے بڑوں نے ایسی ایسی ٹھوکریں کھائی ہیں کہ الامان والحفیظ۔

مثلاً کتنے ہی پڑھے لکھے شاعر اپنی شاعری میں مدینہ شریف کو یثرب کہہ جاتے ہیں جس سے حضور علیہ السلام نے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔اسی طرح دیگر خرابیاں بھی مشہور شعراء کے کلام میں نظر سے اکثر گزرتی ہیں، چنانچہ یہاں چند غلط نعتیہ اشعار جو

مختلف شعرا کے ہیں ان کی نشاندہی کر دی جاتی ہے۔

- ارسطو کی حکمت ہے یثرب کی لونڈی — فلا طون طفلِ دبستان احمد (ظفر علی خان)
- طور کا جلوہ تھا ، جلوہ آپ کا — لن ترانی تھی صدائے مصطفیٰ (امیر مینائی)
- خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے — زباں پر میری جس دم نام آتا ہے محمد کا (کرامت علی شہیدی)
- عشق کی ابتداء بھی تم حسن کی انتہا بھی تم — رہنے دو راز راز ہی بندے بھی تم خدا بھی تم (بیدم وارثی)

اگرچہ یہ لوگ علم وفضل میں باکمال تھے تاہم الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔ پھر شاعری جیسے نازک موضوع پہ ٹھوکر لگ جانا کوئی بعید بات نہیں ہم ان کے بارے بدگمانی سے کام نہیں لیتے اور ان بزرگوں کی ساری محنت صرف ایک ایک شعر کی وجہ سے رد نہیں کرتے شعر الحاقی بھی ہو سکتا ہے کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے اگر ان کی زندگی میں ان کو اس طرف توجہ دلائی جاتی تو یقیناً یہ لوگ نظر ثانی فرماتے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ان خطاؤں کو معاف فرمائے۔

بات اب چل نکلی ہے تو اعظم چشتی مرحوم کے چند شعروں کی بھی نشاندہی ہو جانی چاہیے کیونکہ ان کا کلام اکثر موجودہ دور میں پڑھا جاتا ہے اور خود بھی مرحوم بڑے پائے کے نعت گو، نعت خواں شاعر ہوئے ہیں۔

- نہاں تا بود در پردہ خدا بود — چوں ظاہر شد ، محمد مصطفیٰ بود
- آگئی سامنے آنکھوں کے اللہ کی صورت — آئے سرکار جو اللہ کی برہان بن کر
- عقل کہتی ہے مثل نا کہیے — عشق بے تاب ہے خدا کہے
- خالق عرش ، سر عرش ، بہ صد رعنائی — جلوہ فرماتا ہے، بہ انداز دگر آج کی رات
- عبد و معبود میں ہے نسبت تام — ہے محمد بھی احمد بے میم
- انسانیت کو بخشی وہ معراج آپ نے — ہر آدمی سمجھنے لگا ہے خدا ہوں میں

(نیز اعظم ص ۴۱۔ ۵۷۔ ۶۱۔ ۳۵۔ ۳۴)

چونکہ ان کی یہ خطائیں لاشعوری میں ہوئیں اور کسی نے ان کو ان کی زندگی میں اس طرف توجہ نہ دلائی لہٰذا ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے۔

ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالا یمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا۔

مذکورہ اشعار میں شعراء نے جہاں ٹھوکر کھائی ہے واضح ہے اگر مزید وضاحت درکار ہو تو مولانا فیض احمد اویسی کی شرح حدائق بخشش میں اسی مقام کا مطالعہ فرمائیں، انہوں نے ہر شعر کے ساتھ غلطی کی پوری پوری وضاحت فرمائی ہے۔

(ج ۴ ص ۳۲۴ تا ۳۳۰)

نعت شریف نمبر (۲۹)

(۱) پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

(۲) رخصت قافلہ کا شور غش سے ہمیں اٹھائے کیوں
سوتے ہیں ان کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں

(۳) بار نہ تھے حبیب کو پالتے ہیں غریب کو
روئیں جواب نصیب کو چین کہو گنوائے کیوں

(۴) یاد حضور کی قسم غفلت عیش ہے ستم
خوب ہیں قید غم میں ہم کوئی ہمیں چھڑائے کیوں

(۵) دیکھ کے حضرت غنی پھیل پڑے فقیر بھی
چھائی ہے اب تو چھاؤنی حشر ہی آ نہ جائے کیوں

(۶) جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا ناز دوا اٹھائے کیوں

مشکل الفاظ کے معانی:

* تباہ۔ویران * سب کی۔ تمام لوگوں کی * رخصت۔روانگی * قافلہ۔مسافروں کا گروہ * غش۔بے ہوشی * سائے۔پناہ * بار۔بوجھ * غریب۔پردیسی، کنگال * چین۔آرام * غفلت۔لاپرواہی * عیش۔آرام وسکون * ستم۔ظلم * خوب۔اچھا * قید۔گرفتار * چھڑانا۔آزاد کرنا * حضرت۔بزرگ * غنی۔مالدار * چھاؤنی۔فوجی کیمپ، چھپر * حشر۔قیامت * فزوں۔زیادہ * درد۔تکلیف * ناز دوا۔علاج کا نخرہ۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) کچے اور مجازی عشق میں مبتلا ہو کر ہم کیوں گلی گلی ذلیل ہوتے پھریں اللہ تعالیٰ ہمارے دل کو اگر عقل عطا کر دے تو حبیب خدا کی گلی میں ایسا ڈیرہ لگائیں کہ پھر وہاں سے جنازہ ہی اٹھے تو اٹھے ورنہ وہاں سے ہلنے نہ پائیں۔

ے مجھے بھی اجازت ملے یا محمد ، کلی دل کی اب تو کھلے یا محمد
ترے در پہ حاضر ہے تیرا گدا ، سراجاً منیراً سراجاً منیرا
ریاض آج بھی دیکھنا رو رہا ہے ، سر رہگزر شام سے سو رہا ہے
جدائی کی راتیں ہیں اس کا مقدر سراجاً منیرا سراجاً منیرا

(زر معتبر از ریاض حسین چودھری)

(۲) قافلہ کی مدینہ منورہ سے روانگی کا شور وغل ہماری سکون کی نیند میں خلل انداز کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ ہم تو کوچہ محبوب میں ان کے سایہ کرم کی پناہ لے کر چین کی نیند سو رہے ہیں اور حبیب پہ ہی زندگی کا ایک ایک لمحہ گزارنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔

ے سنتا تو ہے دعا کو خدا ہر جگہ مگر روضے کے سامنے کی دعا سب سے خوب ہے

(۳) ہمارے آقا و مولیٰ تو غریب پرور اور بندہ نواز ہیں اگر ہم اپنی شومئی قسمت کی وجہ سے ساری زندگی مدینہ شریف میں نہیں رہ سکے اور مدینہ چھوڑ کر واپس آکر بے سکونی کی زندگی گزار رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم حضور علیہ السلام پر بوجھ بنے ہوئے تھے اور انہوں نے ہمیں وہاں سے نکال دیا ہے۔

؎ جیتے جی روضۂ اقدس کو نہ آنکھوں دیکھا ۔۔۔ روح جنت میں بھی ہو گی تو ترستی ہو گی
آہ جو امسال گئے عزم مدینہ کر کے ۔۔۔ ان کی تقدیر پہ تدبیر بھی ہنستی ہو گی

(منشی شنکر لال ساقی)

(۴) اے ہمارے پیارے آقا! اپنی امت کو یاد کر کے جو آپ رویا کرتے تھے اور اس کی بخشش کے لیے اللہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے اس یادگاری امت کی قسم! ہمیں آپ کو یاد کرتے رہنا چاہیے وصال کی خوشی میں چاہے فراق کی تڑپ میں اسی میں سکون ہے اگر کوئی اس کو قید سمجھتا ہے تو ہمیں یہ قید ہی اچھی ہم کسی سے اس قید سے آزادی کی بھیک نہیں مانگیں گے۔ جب کہ آپ کی یاد سے غافل ہو جانا ظلم سے کم نہیں کہ امتی ہو کر اپنے نبی سے غافل ہو جائے۔

؎ میرے سینے میں تری ہی یاد ہو ۔۔۔ میری دنیا میں تو ہی آباد ہو
میرا ہر موئے بدن اک ساز ہو ۔۔۔ ”یا رسول اللہ“ کی آواز ہو

(ڈاکٹر فرید الدین قادری)

(۵) حضور علیہ السلام کا جود و سخا اور فضل و عطا دیکھ کر منگتے اس طرح آپ کی بارگاہ اقدس میں جمع ہو گئے ہیں کہ ایسے لگتا ہے جیسے انہوں نے یہاں چھاؤنیاں ہی بنالی ہیں کہ قیامت بھی آجائے تو یہاں سے اٹھنے کا نام نہیں لیں گے۔

؎ آتے ہیں در پہ مانگنے والے بڑے بڑے ۔۔۔ پایا ہے سب کو مانگنے والا حضور کا
ان کی ہی بخششوں سے سلامت ہے زندگی ۔۔۔ دنیا میں فیض عام ہے سارا حضور کا

(ریاض مدینہ تبصرف)

(۶) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہماری جان ہے بلکہ ہماری ہزار جان اس پہ قربان ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت پیدا فرمائے باقی رہا ان کی محبت میں رونا اور آنسو بہانا یہ ایسا درد ہے کہ جس کا ہم علاج کرنا ہی نہیں چاہتے کیونکہ جس کو اس درد میں مزہ آگیا ہے وہ علاج معالج کی ناز برداری سے رہا۔

مولانا جامی عرض کرتے ہیں

؎ زداغ ہجر تو دل فگارم ، یا رسول اللہ ۔۔۔ بہار صد چمن در سینہ دارم یا رسول اللہ
توئی تسکین دل ، آرام جاں ، صبر و قرار من ۔۔۔ رخ پُر نور بنما ! بے قرارم یا رسول اللہ
زرحمت کن نظر بر حال زارم یا رسول اللہ ۔۔۔ غریبم بے نوایم خاکسارم یا رسول اللہ
توئی مولائے من آقائے من والی جان من ۔۔۔ تو می دانی کہ جز تو کس ندارم یا رسول اللہ
دم آخر نمائی جلوۂ دیدار جامی را ۔۔۔ زلطف تو ہمیں امیدوارم یا رسول اللہ

(۷) ہم تو ہیں آپ دلفگار غم میں ہنسی ہے نا گوار — چھیڑ کے گل کو نو بہار خون ہمیں رلائے کیوں
(۸) یا تو یونہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے چھڑائیں — منت غیر کیوں اٹھائیں کوئی ترس جتائے کیوں
(۹) ان کے جلال کا اثر دل سے لگائے ہے قمر — جو کہ ہو لوٹ زخم پر داغ جگر مٹائے کیوں
(۱۰) خوش رہے گل پہ عندلیب خار حرم مجھے نصیب — میری بلا بھی ذکر پر پھول کے خار کھائے کیوں
(۱۱) گرد ملال اگر دُھلے دل کی کلی اگر کِھلے — برق سے آنکھ کیوں جلے رونے پہ مسکرائے کیوں

مشکل الفاظ کے معانی:

* آپ—خود ہی * دلفگار—زخمی دل * نا گوار—نامناسب * نو بہار—موسم بہار * تڑپ—بے چینی * دام—جال * ترس—ہمدردی * جتانا—ظاہر کرنا * جلال—شان وشوکت * قمر—چاند * لوٹ—شیدائی * داغ—نشان * عندلیب—بلبل * خار حرم—مدینے کا کانٹا * بلا—مصیبت * پھول—پھولنا سے ہے یعنی تکبر کرنا * گرد ملال—غم کا غبار * کلی—غنچہ * برق—بجلی * جلے—جلنا سے ہے بمعنی سڑنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۷) اے موسم بہار! ہم تو پہلے ہی اپنے محبوب کے ہجر و فراق میں دل زخمی کیے بیٹھے ہیں اور غمگینی کی حالت میں بھلا ہنسی مذاق کوئی اچھا لگتا ہے؟ لہٰذا پھولوں کو چھیڑ کر ہمارے غم میں مزید اضافہ کر کے ہمیں خون کے آنسو نہ رلا۔

؎ اج سک متراں دی ودھیری اے — کیوں دلڑی اداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے — اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں

(۸) جس قید (ہجر و فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہم پھنس چکے ہیں اس سے رہائی کسی اچھل کی اور سے کر کے ہم کیوں اس کا احسان اپنے سر لیں اور نہ ہی کسی کو ہمارے ساتھ ہمدردی کرنے کی ضرورت ہے بس وہی (ہمارے آقا) ہمیں چھڑائیں گے (جلوہ دکھائیں گے) تو (ہجر کی قید سے) رہائی پائیں گے ورنہ اس قید (فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں تڑپ تڑپ کر ان کے لیے جان قربان کر دیں گے یعنی اگر وہ ہمیں بچا کر راضی ہیں تو ہم بچ کر راضی ہیں اور اگر وہ ہمیں کٹا کر راضی ہیں تو ہم اپنے خون کی ندیاں بہا کر راضی ہیں۔ راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

؎ میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے — کھلے آنکھ صل علیٰ کہتے کہتے
پڑیں برچھیاں لاکھ دشمن کے دل پر — تھکوں میں نہ یا مصطفیٰ کہتے کہتے

(۹) چاند پہ سیاہ دھبہ میرے آقا علیہ السلام کے رعب و جلال کا نشان ہے لیکن وہ اس کو مٹانا نہیں چاہتا کیونکہ جس کو عشق رسول میں زخم کھا کر مزہ آئے وہ ان زخموں کا علاج کیوں کرے اور اپنے دل کے داغ کسی کو کیوں دکھائے وہ تو حضرت بلال کی طرح مار کھاتا رہے گا اور محبت رسول میں تڑپ تڑپ کر کہتا رہے گا۔

؎ حلق پہ تیغ رہے سینے پہ جلاد رہے — لب پہ تیرا نام رہے دل میں تیری یاد رہے

(۱۰) اے بلبل! تجھے پھول مبارک ہو مجھے تیرے او پر نہ رشک آتا ہے نہ میں تجھ پہ حسد کرتا ہوں اس لیے کہ اگر تجھے کسی باغ کا پھول نصیب ہے تو مجھے مدینے کا جو شامل گیا ہے اور مدینے کا ایک کانٹا تیرے ہزار پھولوں سے افضل ہے کیونکہ وہ شہر محبوب کا کانٹا ہے اور ویسے بھی۔ گلوں سے خار بہتر ہیں جو دامن تھام لیتے ہیں۔ اور پھر خار بھی خار مدینہ اور مدینہ بھی وہ مدینہ کہ

؎ کہوں کیا حال زاہد گلشن طیبہ کی نزہت کا ۔۔۔ کہ ہے خلد بریں چھوٹا سا ٹکڑا میری جنت کا

حسن سرکار طیبہ کا عجب دربار عالی ہے ۔۔۔ در دولت پہ اک میلہ لگا ہے اہل حاجت کا

(مولانا حسن رضا بریلوی)

ایک وضاحت:

میں نے حدائق بخشش کی شرح میں کثرت کے ساتھ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے برادر اصغر حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے زیادہ اشعار اس لیے لکھے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے خود فرمایا ہے کہ ”میں اپنے چھوٹے بھائی حسن میاں یا حضرت کافی مراد آبادی کا کلام سنتا ہوں کیونکہ ان کا کلام میزان شریعت پر تلا ہوا ہے، اگرچہ حضرت کافی کے یہاں لفظ راعنا کا استعمال بھی موجود ہے اگر وہ اپنی اس غلطی پر آگاہ ہو جاتے تو یقیناً اس لفظ کو بدل دیتے“ یہ آپ نے اس وقت فرمایا جب ایک شخص آپ کے پاس اپنے کچھ نعتیہ اشعار لے کر آیا اور سنانے کی درخواست کی، تو آپ نے مندرجہ بالا ارشاد فرما کر خیال خاطر احباب کے پیش نظر اس کو کلام سنانے کی اجازت دی۔

اور دوسری ما جزانہ وجہ یہ ہے کہ میرا نام بھی حسن ہے اور میرے استاذ محترم مولانا غلام رسول فقیر سلطانی (شیخوپورہ) اللہ ان کی قبر پہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، انہوں نے میرا تخلص رضا رکھا تو پورا نام بمعہ نسبت طریقت غلام حسن رضا قادری ہوگیا جب کہ میرے بڑے بیٹے کا نام رضا الحسن ہے، تو اس طرح حضرت مولانا حسن رضا بریلوی علیہ السلام کی ذات گرامی کے ساتھ مجھے خصوصی عقیدت ہے لہٰذا میں نے ان وجوہات کی بنا پر آپ کی کتاب ذوق نعت کے کافی اشعار شرح حدائق بخشش میں شامل کر دیئے ہیں۔

(۱۱) خدا کرے کہ غم کا گرد و غبار عشق رسول کے پانی سے دھل جائے اور دل کی کلی نگاہ مصطفیٰ سے کھل جائے تو پھر میری آنکھ، بجلی بھی نہ جلا سکے گی کیونکہ آنکھ کی روشنی بجلی سے بھی تیز ہو جائے گی اور پھر میرے خوشی کے آنسو پہ کوئی ہنس بھی نہ سکے گا کہ ہر کسی کو میرا حال معلوم ہوگا اور ہر کوئی اللہ سے رو رو کر میرے جیسا حال طلب کرے گا۔

؎ آڑے آتی ہے تری ذات ہر اک دکھیا کے ۔۔۔ میری مشکل بھی ہو آسان مدینے والے

(بیدم وارثی)

؎ بے کسی میں دو عالم کے مشکل کشا بن گئے میری کشتی کے خود ناخدا

اس غریبی نے قربان صل علیٰ کیا وسیلہ ملا مجھ کو منجدھار میں

(سکندر لکھنوی)

(۱۲) جان سفر نصیب کو کس نے کہا مزے سے سو ۔۔۔ کھٹکا اگر سحر کا ہو شام سے موت آئے کیوں

(۱۳) اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی — میرے کریم پہلے ہی لقمہء تر کھلائے کیوں
(۱۴) راہ نبی میں کیا کمی فرش بیاض دیدہ کی — چادر ظل ہے ملگجی زیر قدم بچھائے کیوں
(۱۵) سنگ در حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے — جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں
(۱۶) ہے تو رضا نرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم — کوئی بجائے سوز غم ساز طرب بجائے کیوں

مشکل الفاظ کے معانی:

* نصیب۔مقدر * مزے سے سو۔ آرام کی نیند کر * کھٹکا۔خوف * غنی۔مالدار * بگڑنا۔خراب ہونا * کریم۔ سخی * لقمہ تر۔ تر نوالہ * فرش۔ قالین وغیرہ * بیاض دیدہ۔ آنکھ کی سفیدی * ظل۔سایہ * ملگجی۔غبار، آلود * زیر قدم۔ قدم کے نیچے * سنگ در۔ دروازے کا پتھر مراد ہے چوکھٹ * قرار۔سکون * نرا۔ خالص * ستم۔ظلم * جرم۔ گناہ * لجائیں۔شرمائیں * سوز غم۔غم کی جلن * ساز طرب۔خوشی کا ساز باجا

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱۲) مدینے شریف جیسے سفر (جو تمام سفروں کی روح رواں ہے) کی تیاری کر کے مزے کی نیند سو جانے کا کیا مطلب! اگر صبح بیدار ہونے کا خطرہ تیرے پیش نظر تھا تو تجھے شاموں شام اس طرح موت (نیند) نہ آلیتی بلکہ مدینے کی یاد میں رات بھر جاگ کر گزارتا۔

اس شعر میں زیارت مدینہ کے لیے زیادہ سے زیادہ برانگیختہ کر کے شوق میں اضافہ کیا جا رہا ہے کہ یہ کیسی غفلت و بے حسی ہے کہ مدینہ کے سفر کی تیاری کر کے پھر مزے سے سو رہا ہے۔

~ آؤ تسبیح صبح و شام کریں — یوں غم زندگی تمام کریں
چشم تر غم سوز آرزو لے کر — ان کے جلوے کا انتظام کریں

(۱۳) اے میرے کریم آقا! آپ کی رحمت کی وسعتوں کو دیکھ کر آپ کے جود وعطا کی بلندیوں کا نظارہ کر کے اور مسلسل آپ کی عطائیں سمیٹ کر آپ کی گلی کے اس سگ کی عادت بگڑ گئی ہے اگر بعد میں روکھی سوکھی پر گزارا کروانا تھا تو پہلے ہی تر نوالہ نہ کھلایا ہوتا، اب مہربانی فرمایئے اور اپنے کرم کی بھیک عطا کرتے رہیے تاکہ زندگی ایک ہی ڈگر پہ گزرتی رہے اور امیری کے بعد فقیری کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔

~ ہمیں اپنے تشخص کا نہیں احساس اے آقا — کہ ہم اغیار کے اگلے ہوئے لقمے نگلتے ہیں
نگاہیں کیوں نہ پھر محمود کی دست عطا پر ہوں — دو عالم نفر موجودات کے ٹکڑوں پہ پلتے ہیں

(راجہ رشید محمود)

(۱۴) حضور علیہ السلام کے جسم اقدس کا سایہ نہ ہونے کی ایک عقلی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ کی گزرگاہوں پہ اپنی آنکھوں کی سفیدی کا فرش بچھانے والے آپ کے غلاموں کی کیا کمی ہے جو آپ کو سایہ کی میلی کچیلی چادر کی ضرورت محسوس ہو۔ اس مسئلہ پہ دلائل

اعلیٰ حضرت کے دو رسائل قمر التمام اور نفی الفئی میں دیکھے جاسکتے ہیں نیز ابن جوزی نے الوفا باحوال المصطفیٰ میں اور ملا علی قاری نے جمع الوسائل ج اص ۱۷۶ پہ جب کہ امام مناوی نے شرح شمائل علی ہامش جمع الوسائل ص ۱۴۷ تا ۱۷۶ ج اص میں خوب لکھا ہے۔

ے یہ منظور تھا قدرت کو کہ سایہ نہ بنے ایسے یکتا کے لیے ایسی ہی یکتائی ہو

(مولانا حسن رضا بریلوی)

ے تم سا تو حسیں آنکھ نے دیکھا نہیں کوئی کیا شان لطافت ہے کہ سایہ نہیں کوئی (خالد محمود)

(۱۵) اے اللہ میری یہ دعا ہے کہ تیرے محبوب کے در اقدس پر جاؤں تو آپ کی چوکھٹ کو اتنے بوسے دوں کہ کبھی میرا دل نہ بھرے اور اس دوران کوئی اگر میرا سر بھی کاٹ لے جائے تو پرواہ نہیں دل کو پھر بھی صبر نہیں آئے گا۔

ے تیری فرقت میں بے قرار ہیں جو ، ہجر طیبہ میں دلفگار ہیں جو
وہ طلبگار دید رو رو کر ، اے میری جاں سلام کہتے ہیں
عشق سرور میں جو تڑپتے ہیں ، حاضری کے لیے ترستے ہیں
اذن طیبہ کی آس میں آقا ، وہ پر ارماں سلام کہتے ہیں

(محمد الیاس قادری)

(۱۶) اے رضا! یہ کس قدر ظلم ہوگا کہ ہم اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر رو رو کر اللہ سے معافی مانگ رہے ہوں اور کوئی ہمارے اس غم میں شریک ہو کر ہمدردی کر کے پریشان ہونے کی بجائے خوشی اور مسرت کے شادیانے بجانا شروع کر دے۔

تو جب یہ کسی معمولی سی سمجھ بوجھ والے سے توقع نہیں ہوسکتی تو بھلا ہمارے آقا ہمیں سزا دلوا کر کیسے خوش ہوں گے ان کو تو تب خوشی ہوگی جب ان کا آخری امتی بھی دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔

ے دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا کیونکہ میرے حضور سے دیکھا نہ جائے گا

----***----

نعت شریف نمبر (۳۰)

(۱) یادِ وطن ستم کیا دشتِ حرم سے لائی کیوں
بیٹھے بٹھائے بدنصیب سر پہ بلا اٹھائی کیوں

(۲) دل میں تو چوٹ تھی دبی ہائے غضب ابھر گئی
پوچھو تو آہ سرد سے ٹھنڈی ہوا چلائی کیوں

(۳) چھوڑ کے اس حرم کو آپ بن میں ٹھگوں کے آبسو
پھر کہو سر پہ دھر کے ہاتھ لٹ گئی سب کمائی کیوں

(۴) باغِ عرب کا سروِ ناز دیکھ لیا ہے ورنہ آج
قمریٔ جانِ غمزدہ گونج کے چہچہائی کیوں

(۵) نامِ مدینہ لے دیا چلنے لگی نسیمِ خُلد !
سوزشِ غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں

(۶) کس کی نگاہ کی حیا پھرتی ہے میری آنکھ میں
نرگسِ مست ناز نے مجھ سے نظر چرائی کیوں

مشکل الفاظ کے معانی:

* وطن ـ جائے پیدائش * دشتِ حرم ـ مدینہ شریف کا جنگل * بلا ـ آفت، مصیبت * چوٹ ـ درد * دبی ـ دبنا سے ہے یعنی بوجھ کے نیچے آکر چھپ جانا * آہ سرد ـ ٹھنڈی سانس * ٹھگوں ـ ٹھگ کی جمع ہے بمعنی دھوکہ باز * بسو ـ بسنا سے آباد ہونا * کمائی ـ آمدنی * سروناز ـ سرو کا عمدہ پودا * قمری ـ پرندہ (فاختہ کی طرح، عربی مونث) * جان غمزدہ ـ دکھی جان * گونج ـ آواز کا ٹکرانا قمری کی آواز * چہچہائی ـ خوشی سے پرندے کا بولنا * نسیم خلد ـ جنتی ہوا * سوزش غم ـ غم کی تکلیف، جلن * نرگس ـ آنکھ کی شکل کا پھول جو اندر سے زرد اور باہر سے سفید ہوتا ہے * مست ناز ـ مستی سے ناز کرنے والا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) مدینہ شریف کی پر کیف اور جنتی فضاؤں میں کس قدر سکون سے بیٹھا تھا ہائے بدنصیبی وطن کی یاد آگئی اور اس مصیبت کی وجہ سے ۔ ۔ یہ ۔ ۔ ۔ ۔ (جو اہل عشق و محبت کے لیے دنیا کے باغات سے بڑھ کر ہیں کیونکہ ان جنگلوں میں بھی ان کو بوئے حبیب آتی ہے) چھوڑنے پڑ گئے۔

ع
مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو میرے رب کریم
ان کی چوکھٹ پہ بچھا ایک بچھونا ہوتا
دست بوسی سے کبھی مجھ کو نہ فرصت ملتی
شہر سرکار کے بچوں کا کھلونا ہوتا

(۲) میرے دل میں عشق کے روگ کی چوٹ تو دبی ہوئی تھی لیکن کسی نے فرقت مدینہ میں ٹھنڈی سانس لی تو میرے دل کی چوٹ بھی دوبارہ ابھر آئی اور زخم تازہ ہو گیا کیونکہ ٹھنڈی ہوا چلے تو پرانی اور دبی ہوئی دردیں پھر سے ہونے لگتی ہیں۔

ع
ذوق بطحا نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ تمنا نہیں تو کچھ بھی نہیں

جالیاں سامنے ہوں روضے کی یہ نظارہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
جان دوں جا کے ان کی چوکھٹ پر یہ ارادہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
مال اولاد جان سے بڑھ کر عشق ان کا نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ سمجھ لو کہ دل کی رگ رگ میں گر مدینہ نہیں تو کچھ بھی نہیں

(بہزاد لکھنوی)

(۳) اے مدینے کو چھوڑ کر آنے والے (احمد رضا) اب سر پہ ہاتھ دھر کر کہتے ہو ہائے میری ساری کمائی لٹ گئی ہے تمہیں کس نے کہا تھا مدینے کے باغ چھوڑ کر ہندوستان جیسے جنگل میں واپس آ ؤ جو چوروں اور ٹھگوں سے بھرا ہوا ہے۔

روضہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریف کی جالیوں پر کندہ نعتیہ اشعار

ے يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرْبِ اَعْظُمُهٗ فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

ترجمہ: اے بہتران سب سے جن کے اجسام خاک میں مدفون ہوئے ہیں اور ان کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں۔ میری جان اس پاک قبر پر فدا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سکونت فرما ہیں۔ اس قبر شریف میں پرہیزگاری ہے اور اسی میں جود و کرم ہے۔

ے جب نظر اٹھتی ہے سرکار کے روضے کی طرف دیر تک دل کے دھڑکنے کی صدا آتی ہے

(۴) ایسا لگتا ہے کہ آج قمری باغ طیبہ (احمد رضا) نے سرو قد محبوب (امام الانبیاء) کا دیدار کر لیا ہے۔ ورنہ یہ دکھوں کی ماری ہوئی قمری اس قدر خوشی کے ساتھ گونج دار آواز میں کبھی نہ چہچہاتی (نعت کی طرف اشارہ ہے کہ احمد رضا جو ہمیشہ فراق محبوب میں غمزدہ رہتا تھا آج جو اتنے ذوق کے ساتھ اپنے آقا کی نعت پڑھ رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو آقا نے اپنا جلوہ دکھا دیا ہے جس کی خوشی میں یہ وجد کرتا ہوا نعت رسول کا ترانے پڑھ رہا ہے) مولانا جامی علیہ الرحمہ کی ایک مشہور نعت سے ہجر و فراق کی سختیوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ے تنم فرسودہ جاں پارہ ، ز ہجراں یا رسول اللہ دلم پژ مردہ آوارہ ، ز عصیاں یا رسول اللہ

ے چوں سوئے من گزری آری ، من مسکیں ز ناداری فدائے نقش نعلینت ، کنم جاں یا رسول اللہ

ے زکردہ خویش حیرانم ، سیاہ شد روز عصیانم پشیمانم ، پشیمانم ، پشیماں یا رسول اللہ

ے زجام حب تو مستم ، بہ زنجیر تو دل بستم نمی گویم کہ من ہستم ، سخن داں یا رسول اللہ

ے بوقت نزع در مانم رو واز تن بروں جانم نگہ داری تو ایمانم ز شیطاں ، یا رسول اللہ

ے چوں بازوئے شفاعت راکشائی بر گنہگاراں مکن محروم جامی را ، درآں یا رسول اللہ

(۵) اگر چہ ہجر و فراق کی جلن میں جو لطف ہے وہ جنت کی باد صبا میں کہاں؟ لیکن اس کے باوجود بھی یہ باد صبا (جنت کی ہوا) کیوں چلنے لگی ہے؟ اس لیے کہ ہم نے نام مدینہ لیا ہے اور جنت کی ہوا نام مدینہ پہ قربان ہونے کو آئی ہے تا کہ ہماری جلن کو کم کرے لیکن فراق کی تڑپ کا نسیم خلد مقابلہ کیونکر کر سکتی ہے؟

ے
تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہو گا ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہو گا
کوئی کہے گا دہائی ہے یا رسول اللہ تو کوئی تھام کے دامن مچل گیا ہو گا
کسی کو لے کے چلیں گے فرشتے سوئے جحیم وہ ان کا راستہ پھر پھر کے دیکھتا ہو گا
پکڑ کے ہاتھ کوئی حال دل سنائے گا تو رو کے قدموں سے کوئی لپٹ گیا ہو گا
زبان سوکھی دکھا کر کوئی لب کوثر جناب پاک کے قدموں پہ گر گیا ہو گا

(ذوق نعت از مولانا حسن رضا خاں بریلوی ص:۳۲)

(۶) میرے آقا کی حیا والی نگاہ جب سے میرے اوپر پڑی ہے مستی سے ناز کرنے والی نرگس بھی میرا حیا کرتی ہوئی مجھ سے نظریں چراتی ہے اور شرماتی ہے، اگر چہ اس کو اپنی نگاہ پہ بڑا ناز تھا تا ہم حضور علیہ السلام کی نگاہ ناز کا جلوہ میرے اوپر دیکھ کر اب وہ اپنے آپ کو حقیر سا سمجھنے لگی ہے۔

ے
طیبہ کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر

(۷) تو نے تو کر دیا طبیب آتش سینہ کا علاج آج کے دُودِ آہ میں بوئے کباب آئی کیوں
(۸) فکر معاش بد بلا ہول معاد جاں گزا لاکھوں بلا میں پھنسنے کو روح بدن میں آئی کیوں
(۹) ہو نہ ہو آج کچھ مرا ذکر حضور میں ہوا ورنہ مری طرف خوشی دیکھ کے مسکرائی کیوں
(۱۰) حور جناں ستم کیا طیبہ نظر میں پھر گیا چھیڑ کے پردۂ حجاز دیس کی چیز گائی کیوں
(۱۱) غفلت شیخ و شاب پر ہنستے ہیں طفل شیر خوار کرنے کو گدگدی عبث آنے لگی بہائی کیوں
(۱۲) عرض کروں حضور سے دل کی تو میرے خیر ہے پیٹتی سر کو آرزو دشت حرم سے آئی کیوں
(۱۳) حسرت نو کا سانحہ سنتے ہی دل بگڑ گیا ایسے مریض کو رضا مرگ جواں سنائی کیوں

مشکل الفاظ کے معانی:

★ طبیب — معالج، حکیم ★ آتش سینہ — سینے کی جلن ★ دود آہ — آہ کا دھواں ★ بوئے کباب — کباب بھننے کی بو ★ فکر معاش — روزی کی فکر ★ بد بلا — بری مصیبت ★ ہول معاد — قیامت کی وحشت ★ جان گزا — جان کاہ یعنی جان گھٹانے والی، جان کو طرح میں ڈالنے والی ★ ہو نہ ہو — جو کچھ بھی ہے، ضرور بالضرور ★ حور جناں — جنتوں کی حور ★ ستم — ظلم ★ پردہ حجاز — عرب کا ... ★ شیخ — بوڑھا ★ شاب — جوان ★ طفل شیر خوار — دودھ پیتا بچہ ★ گدگدی — کھجلی ★ عبث — فضول، بے کار ★ بہائی

-بچوں کو نیند میں ہنسانے رلانے والی روح ★ چیخ-روتی چیخ ★ آرزو-تمنا ★ دشت حرم-مدینہ کا جنگل ★ حسرت-ارمان، تمنا جو پوری نہ ہو ★ سانحہ-بری خبر،صدمہ ★ مریض-بیمار ★ مرگ جوان-جوان موت۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) اے ماہر طبیب! تو نے مجھے پوری تسلی سے کہہ دیا تھا کہ اس مریض (محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا علاج ہو گیا ہے لیکن پتہ تو اب چلا ہے کہ جب میں نے (مدینہ کی جدائی کے صدمے سے) آہ بھری تو گرم دھواں نکلا ہے اور ایسی بُو آئی ہے جیسے سیخ کباب بھوننے کی بُو آتی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ تیرے پاس میرے مرض کا کوئی علاج نہیں لہٰذا

؎ از سر بالین ما بر خیز اے ناداں طبیب درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

؎ یہ حکمت اپنی گھر رکھیے مجھے بیمار رہنے دیں

حضور علیہ السلام کے وصال پر ملال پُر باکمال، کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے سے ہنڈیا کے ابلنے کی سی آواز اور گوشت کے بھوننے کی سی بُو آتی اسی لیے اہل اللہ فرماتے ہیں۔

العشق نار یحرق ما سوی اللہ۔

عشق ایسی آگ ہے جو اللہ کے علاوہ ہر شے کو جلا دیتی ہے۔ یہی عاشق جب پلصراط سے گزریں گے تو جہنم پکار کر کہے گی یا اللہ! ان کو جلدی گزار دے کہ ان کے ایمان (عشق) کے نور نے میری آگ کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ حضرت علی المرتضٰی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی حضور علیہ السلام کی وفات پر ایک رباعی بمع ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

؎ رُزِئْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْنَا فَلَنْ نَرٰى بِذَاكَ عَدِيْلًا مَا حَيِيْنَا مِنَ الرَّوٰى
وَفِيْ كُلِّ وَقْتٍ لِلصَّلٰوةِ يَهِيْجُهٗ بِلَالٌ وَّيَدْعُوْا بِاِسْمِهٖ كُلَّمَا دَعَا

(مولائے کائنات سیدنا علی شیر خدا)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب جب تک ہم خود زندہ رہیں ان جیسا ہر گز نہیں دیکھیں گے اور ہر نماز کے وقت بلال ایک نیا ہیجان پیدا کر دیتے ہیں جب کہ وہ (بلال) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں"۔

(۸) اس دنیا میں فکر معاش (کے علاوہ بھی بے شمار مصیبتیں) ہمارے سر پر آ پڑی ہیں ابھی موت کے خطرات اور قیامت کی ہولناکیاں باقی ہیں اے روح! تجھے کس نے کہا تھا کہ بدن کے جال میں پھنس کر اتنی بے شمار بلاؤں کے خطرات مول لے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا اس عنوان کی وضاحت کے لیے بزبان پنجابی ایک خوبصورت شعر کہ درد و سوز اور عالم ارواح کی یاد میں ڈوبا ہوا شعر فکر آخرت میں رو رو کر پڑھیں دل کا بوجھ ہلکا ہو گا، انشاء اللہ

؎ بنھ چلایا طرف زمین دے عرشوں فرش ٹکایا ہو
گھر تھیں ملیا دیس نکالا، اساں لکھیا جھولی پایا ہو
رہ نی دنیا نہ کر جھیڑا ساڈا اگے ای دل گھبرایا ہو
اسیں پردیسی ساڈا وطن دور اڈا باہو دم دم غم سوایا ہو

یہ اہل اللہ عالم ارواح کو یاد کر کے کیوں روتے ہیں کون سے وہ سہانے مناظر تھے جو ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اس کی ایک جھلک حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے بزبان فارسی یوں بیان فرمائی۔

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم ・ بہ ہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم
پری پیکر نگار سرو قدے لالہ رخسارے ・ سراپا آفت دل بود شب جائے کہ من بودم
رقیباں گوش بر آواز ، او در ناز و من ترساں ・ سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائے کہ من بودم
خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو ・ محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

(۹) کوئی مانے یا نہ مانے آج ضرور بالضرور میرا ذکر حضور سرور کائنات علیہ السلام کی بارگاہ میں ہوا ہے (ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے) اس کی دلیل یہ ہے آج سے پہلے کبھی خوشی نے مجھے منہ نہیں لگایا تھا مگر آج مجھے دیکھ کر بار بار مسکرا رہی ہے اس کا بار بار مجھے دیکھ کر مسکرانا یہ بتاتا ہے کہ محبوب خدا نے اپنے اس گنہگار کو یاد فرمایا ہے۔

ز حال مسکیں مکن تغافل درائے نیناں بنائے بتیاں ・ کہ تاب ہجراں ندارم اے جان نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں
شبان ہجراں دراز چوں زلف و روز وصلت چوں عمر کوتہ ・ سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
یکا یک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکیں ・ کسے پڑی ہے جو جا سنائے ہمارے پی کو ہماری بتیاں
چوں شمع سوزاں چوں ذرہ حیراں ز مہر آں مہہ بگشتم آخر ・ نہ نیند نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آئیں نہ بھیجیں پتیاں
بحق روز وصال دلبر کہ داد مارا فریب خسرو ・ سپیت من درائے راکھوں جو جائے پاؤں پیا کی کھتیاں

(۱۰) اے جنت کی حورو! تم نے یہ کیسا ستم کر دیا کہ راگ تو حجازی چھیڑا یا جس سے میری نگاہوں میں مدینے کے کوچہ و بازار گھومنے لگے اور دیار محبوب کی خوشبو آنا شروع ہو گئی لیکن گیت تم نے ہند کا آلاپنا شروع کر دیا جس سے میرے دل کو سخت صدمہ پہنچا۔

پیام دل اڑایا ہے ہواؤں کے اشاروں پر ・ مدینے میں یہ پہنچے گا مرے دل کی فغاں ہو کر
سنے گا التجا میری خدا تیرے وسیلے سے ・ کیا ہے فخر خود اس نے تمہارا رازداں ہو کر

(۱۱) اس دور کے بوڑھے اور جوان اس قدر غفلت میں ہیں کہ دودھ پینے والا بچہ بھی ان کو دیکھ کر ہنس رہا ہے کہ یہ لوگ ذرا بھی اس بات کا خیال نہیں کر رہے کہ کس گڑھے میں گر رہے ہیں تو پھر یہ بہائی (بچوں کو خواب میں ہنسانے اور رلانے والی) بچوں کو گدگدی کرنے کیوں آگئی ہے۔

(۱۲) اے میرے پیارے آقا! میں آپ کی بارگاہ میں کیا عرض کروں آپ تو سب جانتے ہیں مگر اپنے دل کی بھڑاس نکال لوں، آپ میرے دل کی تو پرواہ نہ کریں اس کی خیر ہے جیسا بھی ہے گزارا ہو رہا ہے اور کام چلا رہا ہے مگر یہ آرزوئے مدینہ میرا سر پیٹ رہی ہے اور مجھے بار بار کہتی ہے کہ مجھے مدینے کا جنگل چھڑا کے یہاں کس لیے لے آیا ہے؟

وہ آشنائے رب علا کیسے ہو سکے ・ در سے نبی کے جو سر مغرور دور ہے

(۱۳) مدینہ شریف سے جدائی کی خبر سن کر ایسے لگا جیسے کسی نے جوان موت کی خبر سنا دی ہے، دل بے قابو ہو گیا، نئے ارمانوں کا

خون ہو گیا، بھلا اے رضا تو نے ایسے "سیریس" مریض کو اتنی ہولناک خبر کیوں سنادی، اب اس بے چارے کا کیا بنے گا؟

اعلیٰ حضرت کے کلام میں نغمگی کی لذت:

بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ امام اہل سنت مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں نظم تو نظم نثر کے اندر بھی ایک عجیب قسم کی نغمگی اور ترنم کی لذت محسوس ہوتی ہے جس کا احساس ناظرین وسامعین کے قلوب واذہان پر یکساں ہوتا ہے اور یہ چیز دوسرے مصنفین کے ہاں بہت کم پائی جاتی ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کسی بھی کتاب کا نام آپ پڑھیں تو ایسا لگے گا جیسے آپ کوئی شعر پڑھ رہے ہیں لفظوں کا خوبصورت تناسب اور معنی کا ابلاغ اس کا آئینہ دار ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ علم موسیقی میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ لیکن اہل علم کے وقار کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کا باقاعدہ اظہار نہ فرمایا، اگرچہ کوئی بھی علم من حیث العلم مذموم نہیں اور کسی بھی فن کو جاننا یا اس کا ماہر ہونا گناہ نہیں جیسے جادو جیسے علم کا جاننا بھی مذموم نہیں اگرچہ جادو کرنا اور اس کے ذریعے دوسروں کو نقصان پہنچانا حرام بلکہ کفر ہے۔

یہ وضاحت اس لیے کر دی گئی کہ اعلیٰ حضرت نے مزامیر کے خلاف بہت لکھا ہے اور اس کو حرام فرمایا چنانچہ مزامیر کے ساتھ قوالی کو آپ نے حرام لکھا ہے اور سلسلہ چشتیہ کے بزرگ بالخصوص حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کی تعلیم سے ثابت فرمایا کہ مزامیر حرام است۔

تاکہ معلوم ہو جائے کہ موسیقی کا علم برا نہیں اس کا استعمال ممنوع و حرام ہے۔



نعت شریف نمبر (۳۱)

(۱) اہلِ صراط روحِ امیں کو خبر کریں — جاتی ہے اُمتِ نبوی فرش پر کریں
(۲) ان فتنہ ہائے حشر سے کہہ دو حذر کریں — نازوں کے پالے آتے ہیں رہ سے گزر کریں
(۳) بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے — ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رخ کدھر کریں
(۴) سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں — آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں
(۵) ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لیے — آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں
(۶) جالوں پہ جال پڑ گئے للہ وقت ہے — مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں
(۷) منزل کڑی ہے شانِ تبسم کرم کرے — تاروں کی چھاؤں نور کے تڑکے سفر کریں
(۸) کِلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار — اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

مشکل الفاظ کے معانی:

* اہل صراط—پل صراط والے * روح امین—جبریل امین * فرش پر کریں—پروں کا فرش بچھائیں * فتنہ ہائے—ہنگامے * حذر—پرہیز * نازوں کے پالے—لاڈ پیار سے پلے ہوئے * بد—بُرے * بھلے—اچھے * رخ—چہرہ * کمینے—گھٹیا، نکمے * اطوار—جمع طور کی بمعنی رنگ ڈھنگ * جال—دام، جس سے شکاری شکار پھنساتے ہیں * للہ—اللہ کے لیے * مشکل کشائی—مدد، مشکل آسان کرنا * منزل کڑی—سفر بڑا مشکل * شان تبسم—مسکراہٹ کی شان * تڑکے—پو پھٹنا، صبح سویرے * کلک—قلم کا کاٹا قلم * خنجر—بڑا چھرا (فارسی مذکر) * خوں خوار—خون پینے والا، جلاد صفت * برق بار—بجلیاں گرانے والا * اعداء—جمع عدو کی بمعنی دشمن * شر—فتنہ شرارت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے پل صراط جیسے مشکل مقام پر متعین فرشتو! جاؤ جا کے اپنے سردار حضرت جبریل علیہ السلام سے عرض کر دو کہ مدنی سردار کے غلام پل صراط کی طرف آرہے ہیں جلدی آئیں اور (معراج کی رات جو ہمارے آقا سے آپ نے وعدہ کیا تھا کہ حضور! اللہ کی بارگاہ میں جا کر میری یہ درخواست پیش کر دیں کہ:

ان ابسط جناحي علی الصراط لا متك حتی یجوز واعلیه۔

کہ پل صراط پر میں آپ کی امت کے گزرنے کے وقت پر بچھانے کی سعادت حاصل کروں ۔روح البیان ص ۲۲۱ ج

۵-پل صراط پہ آ کر اپنے پر بچھائیں تا کہ حضور کے غلام ان پہ چل کر آسانی کے ساتھ پل صراط کو عبور کر سکیں۔

ے کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

(۲) (نوکر اپنے مالک کے سہارے پر بڑی بے نیازی سے فرشتوں کو ایک اور آرڈر دے رہا ہے) اور ہاں ہاں اے فرشتو! ایک بار اور سنو! یہ محشر کے ہنگامے اب بند کرو، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اب معمولی لوگ نہیں آرہے بلکہ سرکار مدینہ علیہ السلام نے ان کو بڑے نازوں سے پالا ہے اور یہ حضور کے بڑے لاڈلے اور پیارے امتی ہیں اس لیے ان کو ڈرانے کی کوشش نہ کرنا، اور اگر یہ ہنگامے ہمارے راستے سے نہ ہٹے تو پھر دیکھ لینا ہم ان کا کیا حشر کرتے ہیں ہمارے آقا کا ایک سجدہ ہی ان کا خاتمہ کرنے کے لیے کافی ہوگا۔

ے دکھائی جائے گی محشر میں شان محبوبی کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہو گا
عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے خدا گواہ یہی حال آپ کا ہو گا
کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیرِی مرے حضور کے لب پر انا لہا ہو گا

(ذوق نعت از حسن رضا خاں بریلوی:۲۳)

ایک دوسرے مقام پہ فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں:

ے مجمع حشر میں گھبرائی ہوئی پھرتی ہے ڈھونڈنے نکلی ہے مجرم کو شفاعت تیری
چین پائیں گے تڑپتے ہوئے دل محشر میں غم کسے یاد رہے دیکھ کے صورت تیری

(ذوق نعت از حسن رضا بریلوی:۹۳)

امتیازات امت محمدیہ علی صاحبہا السلام:

☆ حضور علیہ السلام تمام نبیوں سے افضل ہیں اور آپ کی امت تمام امتوں سے افضل ہے کنتم خیر امة (القرآن)

☆ آپ کی امت کو ہی لیلۃ القدر عطا کی گئی جو کسی اور امت کو نہ دی گئی اور یہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

لیلة القدر خیر من الف شهر۔ (سورۃ القدر)

☆ قیامت والے دن اس امت کو ہی انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی صفائی کا گواہ بنائیں گے جب ان کی امتیں ان کی جھٹلائیں گی۔

و كذلك جعلنكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس۔ (البقرہ)

☆ اس امت کو ہی قرآن، رمضان جیسی نعمتیں عطا فرمائی گئیں

☆ اس امت کو سب سے آخری امت بنایا تا کہ زیادہ دیر قبروں میں نہ رہنا پڑے اور بروز قیامت سب سے پہلے اٹھ کر سب سے پہلے جنت میں جائے۔

☆ صرف اسی امت کے اعضائے وضو بروز قیامت چمکتے ہوں گے۔

☆ ان کے آگے اور دائیں نور ہوگا جس کی روشنی میں آسانی کے ساتھ جنت میں چلے جائیں گے۔

نور یسعی بین ایدیھم وبا یمانھم (التحریم)

☆ قبروں میں گناہ لے کر جائیں گے مگر اہل ایمان کی دعاؤں، استغفار، ایصال ثواب سے نیکیاں لے کر اٹھیں گے۔

امتی امة مرحومة تدخل قبورھا بذنوبھا وتخرج من قبور ھالا ذنوب علیھا تمحو عنھا باستغفار المومنین لھا۔ (شرح الصدور ص ۱۲۸)

☆ اس امت کے ایک ایک فرد کے بدلے ایک ایک یہودی یا عیسائی یا مشرک کو فدیہ بنا کر دوزخ میں ڈال کر اس امت کو بچا لیا جائے گا۔

اذا کان یوم القیامة دفع اللہ الی کل مسلم یھودیا اونصرانیا فیقول ھذا فکاکک من النار (عن ابی موسیٰ الاشعری) **ان ھذہ امة مرحومة عذابھا بایدیھا فاذا یوم القیامة دفع الی کل رجل من المسلمین رجلامن المشرکین فیقال ھذا فداءک من النار** (عن انس رضی اللہ عنہ) **یجیٔ یوم القیمة ناس من المسلمین بلا ذنوب امثال الجبال فیغفر اللہ لھم ویضعھا علی الیھود والنصری** (مسلم ص ۳۶۰ ج ۲)۔

☆ نزہۃ المجالس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! میں نے چار ہزار برس اس دنبے کی جنت میں پرورش کی جو اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ بنا، فرعون کی چار سو برس پرورش کی تا کہ اس کو دریا میں ڈبو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فدیہ بنا دوں۔ اشتو یہودی کی پچاس برس پرورش کی تا کہ وہ سولی پر لٹک کر عیسیٰ علیہ السلام کا فدیہ بن جائے، اسی طرح یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنی نعمتوں سے پال رہا ہوں تا کہ قیامت کے دن ان کو دوزخ میں ڈال کر اپنے حبیب کی امت کا فدیہ بنا دوں (ص ۳۵۱)

☆ اسی امت کے ستر ہزار پھر ان ستر ہزار میں سے ایک ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار بلا حساب جنت میں جائیں گے (خصائص کبریٰ، احیاء العلوم)

☆ کلیم اللہ علیہ السلام کے سامنے جب اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی فضیلت بیان فرمائی تو انہوں نے پہلے تو عرض کیا یا اللہ یہ امت مجھے دے دے اور جب اللہ نے فرمایا یہ امت میں نے اپنے حبیب کو دے دی ہے تو پھر عرض کیا اے اللہ مجھے پھر اس کی امت میں شامل کر لے۔ (دلائل النبوۃ)

☆ اس امت کے ستر ہزار افراد ایسے ہوں گے کہ جنت میں داخل ہوتے وقت ان کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے (ستر ہزار کا لفظ عرب لوگ کثرت کے لیے بولتے ہیں لہٰذا اس سے ستر لاکھ ستر کروڑ بلکہ ستر ارب بھی ہو سکتے ہیں)

یدخل الجنة من امتی زمرة ھی سبعون الفاتضیٔ وجوھھم اضاءة القمر۔

☆ کل اہل محشر کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی ان میں سے پوری اسی صفیں صرف حضور علیہ السلام کی امت کی ہوں گی باقی چالیس کل نبیوں کی امتیں ہوں گی۔

اهل الجنة عشرون ومائة صف ثمانون منها من هذه الامة واربعون من سائر الامم۔ (صحاح ستہ)

؎ لے کے پہلو میں غم امت نادار آئے — امتی امتی کہتے ہوئے سرکار آئے
سن کے سرکار مدینہ کی ولادت کی خبر — ہر گنہگار پکارا میرے غم خوار آئے (اعظم چشتی)

(۳) اے میرے پیارے آقا! ہم برے ہیں یا اچھے ہیں، آخر آپ ہی کے ٹکڑوں پہ پلے ہیں لہٰذا آپ ہی کے ہیں تو آپ کا در چھوڑ کے اب کس در پہ جائیں۔

؎ مصطفیٰ خیر الوریٰ ہو — مالک ہر دوسرا ہو
اپنے اچھوں کا تصدق — ہم بدوں کی بھی نبھاؤ

اس شعر میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں استغاثہ کیا گیا ہے یعنی آپ سے مدد طلب کی گئی، آپ سے شفاعت کی بھیک مانگی گئی اور آپ کو بعد الوصال پکارا گیا کچھ لوگ خود جو چاہیں کرتے رہیں ان کو اپنی آنکھ کا شہتیر تو نظر نہیں آتا جب کہ دوسروں کی آنکھ کا تنکا فوراً کھٹک جاتا ہے اس کی آنکھوں دیکھی اور کانوں سنی ایک مثال یہ ہے کہ ایک دوسرے فرقے کے بہت بڑے مولانا تقریر میں فرما رہے تھے کہ ہر شی کا مالک کون ہے؟ سب نے کہا اللہ۔ تو وہ کہنے لگے لیکن احمد رضا بریلوی کہتا ہے۔ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب۔ لیکن اپنے گھر کی خبر نہ لی کہ نانوتوی صاحب کا ایک شعر گنگوہی صاحب نے اپنے خطبات میں لکھا ہے

؎ گرفت ہو گی تجھے ایک بندہ کہنے پر — جو کہے بھی خدائی کا ایک ترا انکار

یعنی اگر حضور علیہ السلام کی خدائی کا انکار ممکن بھی ہو تو پھر بھی آپ کو ایک بندہ کہنے پر گرفت ضرور ہو گی، اس کے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت کا شعر کس قدر حق و انصاف پر مبنی ہے اور اس میں اللہ رسول کی آپس میں محبت کا کتنے اچھوتے انداز میں اظہار ہے جب کہ اس مؤخر الذکر شعر میں عقیدہ توحید و رسالت پر کتنی شدید ضرب لگائی گئی ہے اہل علم پر مخفی نہیں۔

اس سے پہلے نعت نمبر (۲) کے ضمن میں چند مشاہیر اسلام کے کچھ اشعار آپ نے بغیر ترجمے کے پڑھے جس میں انہوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں استغاثہ کیا اور کچھ دیگر عربی فارسی کے اشعار جن میں عظمت مصطفیٰ اور عقیدہ بزرگان دین کا موضوع تھا اب کچھ عربی اشعار بمع ترجمہ ملاحظہ فرمائیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ کا ثبوت نصف النہار کے سورج سے بھی زیادہ واضح ہو کر سامنے آ رہا ہے اور پھر اپنے گریبان میں بھی جھانکیں کہ۔ وہ تھے کس منزل میں اور تو کسی منزل میں ہے

بارگاہ نبوت علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں استغاثہ اور مشاہیر امت:

◆ فَقَدْ اَتَیْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مُعْتَذِراً — وَالْعُذْرُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَقْبُوْلٌ
اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ نُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ — مُھَنَّدٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٌ

(کعب بن زہیر بحوالہ مجموعۃ النبھانیہ)

ترجمہ: پس میں عذر خواہ بن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں حاضر ہوا ہوں اور عذر قبول کرنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہے؟ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا نور ہیں جس سے حق کی روشنی ملتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی تلواروں میں سے ایک بے نیام تلوار ہیں۔

◆ وَ زَعَمُوْا اَنْ لَسْتَ تَدْعُوْا اَحَدًا — وَهُمْ اَذَلُّ وَ اَقَلُّ عَدَدًا
فِيهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ تَجَرَّدَا — اَبْيَضُ مِثْلَ الْبَدْرِ يَنْمُوا مَعَدًا
فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَصْرًا اَعْتَدَا

(حضرت عمرو بن سالم الخزاعی بحوالہ کلام الملوک: ۸۴)

ترجمہ: انہوں نے سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو اعانت کے لیے نہیں لائیں گے اور اگر بلائیں گے تو وہ معاونین خود کمزور اور کم ہیں۔ ان بندگان خدا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی منفرد ہستی بھی ہیں، چاند سے چہرے والے وہ چاند جو روز بروز ترقی پر ہے۔ پس اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ٹھوس اور مستحکم امداد فرمائیے۔

◆ حضرت امام زین العابدین بن امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے ملک شام کی قید میں باد صبا کے ذریعے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں یوں استغاثہ کیا:

ـــ اِنْ نِلْتِ يَا رِيْحَ الصَّبَا يَوْمًا اِلٰى بَيْتِ الْحَرَمْ — بَلِّغْ سَلَامِيْ رَوْضَةً فِيْهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَرَمْ
يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَدْرِكْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ — مَحْبُوْسِ اَيْدِي الظَّالِمِيْنَ فِي الْمَوْكَبِ وَالْمُزْدَحَمِ

(سیدنا امام زین العابدین)

ترجمہ: ''اے باد صبا! اگر تیرا گزر سرزمین حرم تک ہو تو میرا سلام اس روضہ تک پہنچا جس میں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اے رحمت عالم! زین العابدین کو سنبھالیے وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی و پریشانی میں ہے''۔

جس کا ترجمہ کسی نے پنجابی زبان میں یوں کیا:

ـــ آکھیں سوہنے نوں وائے نی جے تیرا گزر ہووے — میں مر کے وی نہیں مردا جے تیری نظر ہووے

◆ فَاَبْلِغْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنِّيْ رِسَالَةً — بِاَنِّيْ حَنِيْفٌ حَيْثُ كُنْتُ مِنَ الْاَرْضِ
وَاَجْعَلُ نَفْسِيْ دُوْنَ كُلِّ مُسْلِمَةٍ — لَكُمْ جُنَّةً مِنْ عِرْضِكُمْ عِرْضِيْ

(حضرت جارود بن عمرو رضی اللہ عنہ بحوالہ اسد الغابہ: ۱۶۸)

ترجمہ:

''میری طرف سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین دلا دو کہ میں دین حنیف پر رہوں گا۔ چاہے زمین کے جس حصے پر بھی رہوں (جہاں بھی رہوں) ہر مصیبت کے لیے میری جان حاضر ہے، اے مسلمانو! تمہاری عزت کے لیے میری عزت ڈھال ہے''۔

◆ نَبِيَّ اللّٰهِ يَا خَيْرَ الْبَرَايَا — بِجَاهِكَ اتقي فصل القضاء
وَاَرْجُوا يا كريم العفوا عما — جنته يداى يا رَبَّ الحياء

عَلَيْكَ سَلَامَ رَبِّ النَّاسِ يَتْلُو   صَلَاةً فِي الصَّبَاحِ وَفِي الْمَسَاءِ

(علامہ ابن حجر بحوالہ ماہنامہ الرشید نعت نمبر ۱۱۸)

ترجمہ: "اے رسول خدا! اے سب سے برگزیدہ انسان! آپ کے طفیل اللہ سے حشر کے دن کی رسوائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے بہترین معاف کرنے والے! امیدوار ہوں کہ میرے کرتوتوں کو آپ نظر انداز کردیں گے۔ اے شرم وحیا کے مالک! تمام انسانوں کے مالک اور رب کا آپ پر سلام ہو اور سلام کے بعد درود ہو اور یہ سلسلہ صبح وشام قائم رہے"۔

◆ یا سید الرسل الکرام اضراعة   تقضی منی نفسی و تذهب حولی

هب لی شفاعتك التی ارجو بها   صفحا جمیلا عن قبیح ذنوبی

(علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون)

ترجمہ: "اے سرور رسولان کرام! خدا کے حضور ایک التجا پیش کردیجئے جو میری مراد دلی برلائے اور میرے گناہ بخش دے۔ اپنی شفاعت سے نوازیئے! جس کے ذریعہ مجھے امید ہے کہ اللہ میرے بدترین گناہوں کو معاف فرمادے گا"۔

◆ وَ اَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ   ثِمَالُ الْيَتَامٰی عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

(ابوطالب بن عبدالمطلب بحوالہ سیرت ابن ہشام)

ترجمہ: "جو ایسا روشن چہرے والا ہے کہ اس کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے، جو یتیموں کا سرپرست اور بیواؤں کی پناہ ہے"۔

◆ لِتَجُوْدَ عَلَیَّ فَتَنْعَشَنِیْ   بَشَرَائِعَ لَيْسَ لَهَا تُلُب

فَاللّٰهُ هَدَاكَ وَ اَنْتَ هُدِيْتَ   فَذَلَّ لِمِلَّتِكَ النُّصُب

فَصَلٰوةُ اِلٰهِ الْخَلْقِ عَلَيْكَ   وَجَادَ مَحَلَّتَكَ السُّكُب

(حضرت عمرو الجہنی رضی اللہ عنہ بحوالہ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نعت: ۲۵۶)

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میری یہ حاضری صرف اسی التماس کی خاطر ہے کہ مجھ جیسے عاصی پر نظر کرم فرمائیں اور مجھے اس شریعت حقہ کی تعلیم دیں جس کے احکام میں کوئی نقص اور عیب نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کرم فرمائی سے میری تنگ دستی اور بدحالی کے بعد میری حالت درست ہو جائے گی۔ پس اللہ ہی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حق کی ہدایت فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ہمیشہ درود وسلام ہو اور رحمت و رضوان الٰہی کی بارش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرودگاہ پر ہمیشہ ہمیشہ برستی رہے"۔ آمین۔

◆ وَالذِّئْبُ جَاءَكَ وَالْغَزَالَةُ قَدْ اَتَتْ   بِكَ تَسْتَجِيْرُ وَ تَحْتَمِیْ بِحِمَاكَ

وَ كَذَا الْوُحُوْشُ اَتَتْ اِلَيْكَ وَسَلَّمَتْ   وَ شَكَا الْبَعِيْرُ اِلَيْكَ حِيْنَ رَاٰكَ

(قصیدۃ النعمان از امام اعظم ابوحنیفہ)

ترجمہ: "اور بھیڑیئے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور ہرنی نے بحالت قید آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگی اور وہ اظہار شادمانی کرتی تھی اور اسی طرح وحشی جانوروں نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

سلام کیا اور اونٹ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنے حال کی شکایت کی"۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ تعصب میں اس قدر اندھے ہو جاتے ہیں کہ خدا اور رسول کی بات کو ٹھکرا دیں گے اور اپنے بزرگ کی بات کو رد نہیں کرتے، خاندان ولی اللہی کی جو قدر و منزلت ان لوگوں کے دلوں میں ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اس لیے دس کا عدد پورا کرنے کے لیے ایک حوالہ اس خاندان کا بھی پیش نظر رہے۔

◆ يَا اَحْمَدَ الْمُخْتَارِ يَا زَيْنَ الْوَرٰى يَا خَاتِمًا لِلرُّسُلِ مَا اَعْلَاكَ
يَا كَاشِفَ الضَّرَّاءِ مِنْ مُسْتَنْجِدٍ يَا مُنْجِيًا فِي الْحَشْرِ مَنْ وَّالَاكَ

(شاہ رفیع الدین دہلوی ابن شاہ ولی اللہ)

ترجمہ: "اے احمد مختار! اے زینت مخلوقات عالم! اے خاتم رسولاں! کوئی آپ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اے مصائب سے نجات دینے والے! فریادی کو اے حشر میں رہائی دلوانے والے! اس کو جو آپ سے محبت رکھتا ہو"۔

(تلك عشرة كاملة)

؎ اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی ہم نے تو دل جلا کے سر بام رکھ دیا

(۴) اے میرے کریم آقا! ہم کمینوں کے اعمال و افعال اور چال چلن کو "دفع" کریں (ہم مانتے ہیں کہ ہم بخشش کے قابل نہیں ہیں) آپ اپنے کرم کو دیکھیں، ہمارا کام جرم کرنا آپ کا کام کرم کرنا، ہمارا کام خطا کرنا آپ کا کام عطا کرنا، ہمارا کام گناہ کرنا آپ کا کام دعا فرما کر ہمیں بخشوا لینا ہے لہٰذا آپ کے در کے ٹکڑوں پہ پلے ہیں تو ہمیں آپ غیر کی ٹھوکر پہ کیوں ڈالتے ہیں۔

؎ تیرے در کی بھیک پر ہے میرا آج بھی گزارا کبھی مل گیا تصدق کبھی مل گیا اتارا

(۵) اے میرے پیارے آقا کے دیس کے پھولوں سے ہزار درجہ بڑھ کر پیارے کانٹو! مجھ سے کھچے کھچے اور دور دور کیوں رہتے ہو؟ میرے قریب آؤ میری آنکھوں میں بسو! میرے سر پہ بیٹھو! میرے دل میں بسیرا کرو۔ تمہیں کیا پرواہ! کیونکہ حضور علیہ السلام نے تمہیں اپنے حرم میں شامل کر کے امن عطا کیا ہوا ہے۔

حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين لا بتى المدينة وجعل اثنا عشر ميلا حول المدينة حمى۔ (بخاری ومسلم)

؎ نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں لیے ہوئے یہ دل بے قرار ہم بھی ہیں
ہمارے دست تمنا کی لاج بھی رکھنا ترے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں

(ذوق نعت از مولانا حسن رضا خاں بریلوی ۷۳)

(۶) اے میرے بخشش والے آقا! میں تو اپنے نفس کے پھندوں میں اور اعمال کی خرابیوں میں پوری طرح جکڑا ہوا ہوں، مجھے آپ کی مدد درکار ہے اور یہ آپ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں آپ کی ایک انگلی کے ناخن کے معمولی اشارے سے میں اس قید بند سے رہا ہو سکتا ہوں اور میری مشکلیں آسان ہو سکتی ہیں۔

؎ خدا کا کرم دستگیری کو آئے تیرا نام لے لیں اگر گرنے والے

گھرا میں ہوں عصیاں کی تاریکیوں میں خبر میری اے میرے بدر الدجیٰ لے

(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۷) اے میرے آقا! دنیا و آخرت کی منازل کو طے کرنا ہمارے لیے بہت مشکل ہوگیا ہے۔ برائے کرم تبسم ریز ہونٹوں سے ایک بار مسکراہٹ کا نور ظاہر فرمائیں تا کہ مصائب کے اندھیرے چھٹ جائیں اور نور کے اجالے ہر طرف پھیل جائیں تا کہ اس نور کے اجالے میں سفر کرنا آسان ہو جائے (دنیا میں گناہوں سے بچ کر اور آخرت میں آپ کی شفاعت کے حق دار بن کر)

؎ حشر میں ایک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدو آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر

(ذوق نعت از مولانا حسن رضا بریلوی: ۵۳)

(۸) (تحدیث نعمت کے طور پر دشمنان دین اور گستاخان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو للکارتے ہوئے فرماتے ہیں) اے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کرنے والے گستاخو! خبردار، ہوشیار! یہ نہ سمجھو کہ تمہارے قلم کے مقابلے میں احمد رضا کے ہاتھ میں بھی قلم ہی ہے میرا قلم تمہارا خون چوس لے گا، تمہاری ہڈیاں توڑ دے گا اور تم پر ایسی بجلیاں گرائے گا کہ قیامت تک جلتے رہو گے، جل جل کے مرتے رہو گے اور تڑپ تڑپ کر ذلت و رسوائی میں مردار ہوتے رہو گے کیونکہ تمہاری عداوت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ

؎ یوں ہیں عدو حضور کی عظمت سے منحرف جیسے خدائے پاک کی قدرت سے منحرف
دی ہیں خدا نے رفعتیں ذکر رسول کو کورے ہیں عقل سے جو ہیں عظمت سے منحرف (حدیث شوق)

چنانچہ زمانہ گواہ ہے کہ عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلنے والا یہ شعر سو فیصد سچی حقیقت بن کر سامنے آرہا ہے، دشمنان رسول کو جو انہوں نے ضربیں لگائی ہیں ان کی ٹیس آج تک بلکہ قیامت تک ان کے دلوں سے اٹھتی رہیں گی کیونکہ:

؎ یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

حضور علیہ السلام کی عظمت کا تحفظ کرنے والے اکیلے احمد رضا نے جو بھی لڑائی لڑ کر دنیا کو بتا دیا کہ میں نے بارگاہ نبوی میں

؎ یا رسول اللہ دہائی آپ کی

اور

؎ یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

کی جو فریادیں کی ہیں وہ قبول ہوگئی ہیں، میرے نبی نے میری مدد فرمائی تبھی تو میں اکیلا تم سب پر غالب آگیا الحمد للہ میرا عقیدہ حق ہے کہ

؎ حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں؟ مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

----***----

نعت شریف نمبر (۳۲)

(۱) وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں — تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

(۲) جو ترے در سے یار پھرتے ہیں — در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

(۳) آہ کل عیش تو کیے ہم نے — آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

(۴) ان کے ایما سے دونوں باگوں پر — خیل لیل و نہار پھرتے ہیں

(۵) ہر چراغ مزار پر قدسی — کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں

(۶) اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں — مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

(۷) جان ہیں جان کیا نظر آئے — کیوں عدو گرد غار پھرتے ہیں

(۸) پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں — دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

(۹) لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر — لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں

(۱۰) وردیاں بولتے ہیں ہرکارے — پہرہ دیتے سوار پھرتے ہیں

(۱۱) رکھئے جیسے ہیں خانہ زاد ہیں ہم — مول کے عیب دار پھرتے ہیں

(۱۲) ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں — پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

(۱۳) بائیں رستے نہ جا مسافر سن — مال ہے راہ مار پھرتے ہیں

(۱۴) جاگ سنسان بن ہے رات آئی — گرگ بہر شکار پھرتے ہیں

(۱۵) نفس یہ کوئی چال ہے ظالم — جیسے خاصے بجار پھرتے ہیں

(۱۶) کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا — تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

★ سوئے۔طرف ★ لالہ زار۔باغ، ایک خاص قسم کے پھول کو بھی لالہ کہتے ہیں جو نہایت خوبصورت، چار پتیوں والا سرخ رنگ کا جس میں سیاہ داغ ہوتا ہے ★ در بدر۔ایک دروازے سے دوسرے دروازہ پر ★ خوار۔ذلیل ★ آہ۔ہائے افسوس

* عیش۔آرام * بے قرار۔بے چین * ایماء۔اشارہ * باگ۔لگام * خیل۔گھوڑے * لیل ونہار۔رات دن * قدسی۔فرشتے * پروانہ وار۔پروانے کی طرح * گدا۔بھکاری * تاجدار۔بادشاہ * جان۔روح * عدو۔دشمن * گرد غار۔غار کے ارد گرد * دشت طیبہ۔مدینے کا جنگل * خار۔کانٹا * کام خدمت۔نوکری * گرد مزار۔روضہ پاک کے ارد گرد * وردیاں۔سہاجا (یا وردیوں ہے یعنی اس طرح وظیفہ پڑھتے ہیں) * ہرکارے۔ہرکارہ کی جمع بمعنی اعلان کرنے والا، پیغام رساں، قاصد (یا رکارے بمعنی پیادہ) * خانہ زاد۔گھر ہی میں پیدا ہونے والا غلام * مول۔قیمت * عیب دار۔عیب والا * ہائے۔کلمہ افسوس * غافل۔غفلت میں پڑا ہوا * راہ مار۔ڈاکو لٹیرا * سنسان۔ویران، اجاڑ * بن۔جنگل * گرگ۔بھیڑیا * بہر۔واسطے * خاصے۔اچھے بھلے * بجا، زبردست، سانڈ * بات۔مدعا، گزارش * تجھ سے۔تیرے جیسے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے موسم بہار وہ دیکھ میرے آقا باغ کی طرف خراماں خراماں جا رہے ہیں اب تو خوش ہو جا کہ تیرے اوپر اصل بہار کا وقت آنے ہی والا ہے۔

اعلیٰ حضرت جب دوسری مرتبہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو دیدار کی تڑپ میں مواجہ شریف کے سامنے درود پاک پڑھ رہے تھے اور آثار ایسے نظر آئے کہ حضور علیہ السلام بس کرم فرمانے ہی والے ہیں لیکن پہلی رات تو یونہی گزر گئی دوسری رات آنے سے پہلے آپ نے شوق دیدار میں ایک غزل لکھی جس کی طرف اس نعت کے مقطع میں اشارہ کیا گیا ہے

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا

بس یہ غزل مواجہ شریف میں عرض کی اور باادب ہو کر بیٹھ گئے مقدر جاگا، نصیب چمکا اور سر کی آنکھوں سے بیداری کی حالت میں دیدار مصطفیٰ نصیب ہوا۔

(ماہنامہ سالک راولپنڈی جولائی، اگست ۱۹۲۳ء بروایت مولوی سید شاہ جعفر میاں خطیب مسجد کپورتھلہ)

انجم کی اے خدا آرزو ہے یہی — عاشق زار کی آبرو ہے یہی
آخری وقت سرِ ان کے قدموں پہ ہو — دید ہوتی رہے دم نکلتا رہے

کئی اہل اللہ کو بیداری میں حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی جن میں حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا نام بہت نمایاں ہے امام عبدالوہاب شعرانی کے مطابق امام سیوطی کو پچھتر بار بیداری میں سرکار علیہ السلام کی زیارت ہوئی، یہ بات بہت سارے موجودہ دور کے منکرین کے بزرگوں نے بھی لکھی ہے تفسیر روح المعانی میں ہے۔

فقد وقعت رؤيته صلى الله عليه وسلم بعد وفاته بغير واحد من الكاملين من هذه الامة۔ (پارہ ۲۲ ص ۲۳)

اس کا ترجمہ تقریباً ما قبل میں آچکا ہے۔حدیث شریف میں آتا ہے:

من رانی فی المنام فسيرانی فی اليقظة۔

جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا۔

؎ سرِ محفل کرم اتنا میری سرکار ہو جائے نگاہیں منتظر رہ جائیں اور دیدار ہو جائے
تجھے منظور ہے پردہ مجھے پاس ادب ورنہ میں جب چاہوں جہاں چاہوں تیرا دیدار ہو جائے
حبیب اس حال سے ابتر بھی حال زار ہو اپنا جو ہونا تھا سو ہو جائے مگر دیدار ہو جائے

(۲) اے میرے پیارے آقا! جو آپ کے در سے ناکام واپس لوٹ گیا وہ کبھی کسی کام کا نہ ہو سکا در بدر بھٹکتا رہا ذلیل و رسوا ہوتا رہا۔

(۳) دنیا کے اندر غفلت میں پڑے رہے آخرت کی پرواہ کیے بغیر ہم عیش و عشرت میں زندگی گزارتے رہے اور آخرت کی فکر تک نہ کی لیکن میدان محشر میں دیکھو ہمارے آقا علیہ السلام کو ہماری کتنی فکر ہے اور آپ کس قدر بے قرار ہو کر کبھی میزان عمل پہ تشریف لے جا رہے ہیں تاکہ میرے غلاموں کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا نہ رہ جائے، کبھی پل صراط کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں کہ میرا کوئی امتی پھسل کر دوزخ میں نہ گر جائے اور کبھی حوض کوثر کا رخ کر رہے ہیں کہ کوئی امتی پیاسا نہ رہ جائے۔

؎ گفت پیغمبر کہ روز رستخیز کے گزارم مجرماں را اشک ریز (مولانا رومی)

حضور فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بھلا میں اپنی امت کے گنہگاروں کو کیسے آنسو بہاتا ہوا چھوڑ سکتا ہوں۔

(۴) دن اور رات کے گھوڑوں کی لگامیں آپ ہی کے ہاتھ میں ہیں اور آپ ہی کے اشارے پر رواں دواں ہیں آپ روک دیں تو رک جائیں بلکہ واپس آ جائیں۔ جیسا کہ جب قریش مکہ نے معراج کی نشانی طلب کی تو آپ نے فرمایا ایک قافلہ سورج کے طلوع ہونے کے وقت آئے گا چنانچہ قافلہ کی آمد تک سورج نے طلوع نہ کیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز کے لیے ڈوبا ہوا سورج واپس آ گیا۔

؎ جتنا میرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز کونین میں کسی کو نہ ہوگا کوئی عزیز
کونین دے دیئے ہیں تیرے اختیار میں اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تیری عزیز

زمین و آسمان میں آپ کے وزراء کا ہونا۔ زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں کا مل جانا۔ جنت کی کنجیاں آپ کو دی جانا۔ شجر و حجر کا آپ پہ سلام بھیجنا اور جنوں کا آپ کی اطاعت کرنا۔ یہ تمام حقائق احادیث سے ثابت ہیں، جن سے معلوم ہوا۔

؎ خدا ہے ان کا مالک وہ خدائی بھر کے مالک ہیں خدا ہے ان کا مولیٰ وہ خدائی بھر کے مولیٰ ہیں
(ذوق نعت تبصرف)

(۵) میرے آقا علیہ السلام کے مزار پر انوار پہ دیکھو ہر چراغ کے ارد گرد فرشتوں کا جم غفیر ہے جو پروانوں کی طرح قربان ہو رہے تھا۔

ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام کو فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اپنے نورانی پروں سے مزار مبارک پر جھاڑو دیتے ہیں یعنی اپنے پروں کو سرکار کی قبر انور پر ملتے ہیں۔

؎ جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئے گا رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے
؎ اک وار فرشتے روضے تے جو آون فیر نہ اوندے نیں

سرکار دے امتی نے جیہڑے مڑ مڑ کے بلائے جاندے نہیں

(۶) میں کوئی کسی معمولی در کا منگتا نہیں ہوں بلکہ آقائے دو جہاں کی گلی کا فقیر ہوں جہاں دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ بھی سرکار کے کرم کی بھیک مانگتے پھر رہے ہیں۔

ے منگتے تو منگتے ہیں کوئی شاہوں میں دکھا دو جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

(۷) غار ثور میں (ہجرت کی رات) قیام کے دوران دشمن غار کے دہانے پہ چلے آئے اور ادھر ادھر پھرتے رہے مگر میرے آقا علیہ السلام ان کو نظر نہ آئے۔ اس لیے کہ آپ تو روح اور جان کائنات ہیں اور جان بھلا کب نظر آتی ہے اور آپ تو ایمان کی بھی جان ہیں۔

ے قرآن تو کہتا ہے کہ ایمان ہیں یہ ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

اور جب ایمان نظر نہیں آتا تو ایمان کی جان کیسے نظر آئے، اور پھر

ے ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

اسی لیے تو حاضر ناظر ہونے کے باوجود نظر نہ آئے نہ ہجرت کی رات اور نہ ہی غار ثور میں، تو جب ان کو نظر نہ آئے (حالانکہ سورۂ یٰس شریف کی تلاوت کرتے جارہے ہیں اور کافروں کے سروں میں مٹی ڈال کر جارہے ہیں) تو آج بھی اگر حاضر و ناظر ہونے کے باوجود نظر نہ آئیں تو کوئی تعجب نہیں، بڑوں کو نظر نہ آئے تو چھوٹوں کو کیا آئیں گے، اصل بات وہی ہے کہ

ے بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

مولانا ابوالنور اس شعر کی شرح میں لکھتے ہیں۔

حضور سرور دو عالم ﷺ جان دو عالم ہیں جسم میں جان نہ ہو تو جسم بیکار اور مُردہ کہلاتا ہے اسی طرح اگر حضور ﷺ نہ ہوتے اور نہ ہوں تو عالم نہ ہوتا نہ رہتا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت ہی ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

ے وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

جان ہمارے جسم میں ایک ہوتی ہے اور ایک ہوتے ہوئے جسم کے ہر عضو میں اور بال بال میں موجود ہوتی ہے۔ جو جان ہاتھ میں ہے۔ وہی پیروں میں بھی ہے اور جو جان کانوں میں ہے وہی آنکھوں میں بھی ہے۔ اسی لیے جسم کے کسی حصہ کو کوئی تکلیف پہنچے تو جان بے چین ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سارے جہان کی ایک ہی جان ہے۔ اور وہ حضور ﷺ ہیں اہل جہاں میں سے کسی کو کوئی تکلیف ہو۔ تو حضور علیہ السلام پر وہ شاق گزرتی ہے۔ آیت عَزِیْزٌ مَا عَنِتُّمْ اس امر پر شاہد ہے کسی عضو کی تکلیف پر ضروری ہے کہ اُس کا جان سے تعلق ہو تب، جان کو اس کی تکلیف کا احساس ہوگا۔ اور اگر جسم کا کوئی حصہ کاٹ کر الگ کر دیا جائے۔ تو وہ حصہ جان سے متعلق نہیں رہتا۔ تو اب اس عضو کو چاہے کیڑے مکوڑے کھا جائیں تو جان کو علم تو ہوگا۔ مگر پرواہ نہ ہوگی۔ یونہی جن کا تعلق حضور سرور دو عالم ﷺ سے موجود ہے ان کی ہر تکلیف حضور پر شاق گزرتی ہے۔ اور جو اس جان عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کٹ کر الگ ہو چکے کفار و مرتدین کی طرح۔ ان کو جہنم کی آگ بھی کھا جائے۔ تو سرکار کو اس سے کیا؟ ہاں حضور اپنے غلاموں کے لئے چاہیں گے کہ انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔

یہ جان جسم میں موجود ہوتی ہے۔ مگر آج تک جان کو کسی نے دیکھا نہیں۔ چنانچہ مولانا روی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

؎ تن ز جان و جاں زتن مستور نیست لیک دید جان را دستور نیست

یعنی جسم سے جان اور جان سے جسم پوشیدہ نہیں۔ مگر جان کے دیکھنے کا دستور نہیں یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ ابولہب کی بیوی ایک پتھر اٹھائے ہوئے اس ارادہ سے کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس سے ماروں گی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر آئی۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے باوجود سامنے تشریف فرما ہونے کے حضور علیہ السلام زوجہ ابولہب کو نظر نہ آئے۔ اور وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگی۔ کہ تمہارا دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ میرے پاس تشریف فرما ہیں۔ وہ بولی مجھے تو وہ نظر نہیں آ رہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے نظر آئیں نہ آئیں حضور یہ میرے پاس تشریف فرما ہیں چنانچہ وہ مایوس واپس چلی گئی۔ (جامع المعجزات)

شب ہجرت جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادہ سے حضور کے مکان کو گھیر لیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ یٰسین کی تلاوت فرماتے ہوئے ان میں سے نکل گئے۔ اور حضور کو کوئی نہ دیکھ سکا۔ اور پھر جب حضور مکہ سے پانچ میل دور کوہ ثور کی غار میں تشریف فرما ہوئے۔ اور قریش مکہ آپ کی تلاش میں جب اُس غار تک آ پہنچے۔ تو باوجود کافی تلاش کے وہ حضور کو دیکھ نہ سکے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز غار کے گرد کافروں کا حضور کی اسی تلاش کا ذکر ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ غار کے گرد پھرنے والے اور حضور کو دیکھ لینے کی کوشش کرنے والے دشمن ناحق گرد غار پھر رہے ہیں۔ وہ حضور کو ہرگز دیکھ اور پا نہ سکیں گے۔ اس لیے کہ حضور جان ہیں۔ اور جان کسی کو نظر آ جائے؟ یہ مشکل ہے۔

؎ جاں ہیں وہ جان کیا نظر آئے کیوں عدو گرد غار پھرتے ہیں

(۸) اے پھولو! مجھے معذور سمجھو، میں تمہیں نہیں دیکھ سکتا کیوں کہ میری آنکھوں میں مدینے کے کانٹے ایسے بس گئے ہیں کہ اب دنیا کے پھولوں سے زیادہ مدینے کے کانٹوں کی محبت دل میں سما گئی ہے۔

(۹) سرکار مدینہ علیہ السلام کی بارگاہ میں ہر وقت فرشتوں کا ہجوم رہتا ہے ہر کسی کے ذمے کوئی نہ کوئی خدمت ہے اور لاکھوں روضۂ انور کے گرد چکر لگا رہے ہیں اور وجد کے عالم میں جھوم کر عرض کر رہے ہیں۔

؎ نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا، مزہ جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا

(۱۰) کئی فرشتے (پیادہ پا سپاہی یا پیغام رسانی کی ڈیوٹی دینے والے) آپ کی بارگاہ کے باہر نوبت بجا کر حضور کے کرم و رحمت کا اعلان کر رہے ہیں اور کئی دوسرے نور کی سواریوں پہ سوار ہو کر آپ کے شہر کا پہرہ دے رہے ہیں اور ساتھ۔

ان اللہ و ملائکۃ یصلون علی النبی۔

کا عمل بھی جاری رکھے ہوئے ہیں اور اپنی اس خدمت پہ نازکناں ہو کر کہہ رہے ہیں۔

؎ مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے

حدیث شریف میں ہے:

علی کل نقب منہا ملك لا ید خلها الدجال ولا الطاعون۔ (خلاصۃ الوفاء)

مدینہ کے ہر راستے پر ایک فرشتہ معین ہے جو نہ دجال کو مدینے میں داخل ہونے دے گا نہ طاعون کی وبا کو

(۱۱) اے میرے پیارے آقا! ہم جیسے بھی ہیں بکے ہیں یا کام کے ہمیں اپنی بارگاہ میں ہی رکھیئے کیونکہ ہم تو آپ ہی کے ٹکڑوں پہ پلے ہوئے ہیں اور آپ کے در کے غلام ابن غلام ہیں۔ اور آپ اگر بیچیں گے بھی تو بھلا ہم جیسے عیبیوں کو کون خریدے گا، اچھے بھلے قیمت والے مارے مارے پھر رہے ہیں اور ذلیل وخوار ہو رہے ہیں تو ہمارا کیا بنے گا۔

(۱۲) اے عظمت مدینہ سے غافل! تجھ پہ بہت افسوس ہے کہ تو نے حاضری مدینہ کی قدر و منزلت نہیں جانی یہ تو وہ آستانہ ہے کہ جہاں قدسیوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں اور پانچ پانچ چار چار ہو کر حاضری سے فیض یاب ہو رہے ہیں عموماً مزارات پہ لائنوں میں ایک ایک زائر حاضری دیتا ہے مگر یہاں کئی کئی لائنیں تو فرشتوں کی ہیں اور انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اس کے علاوہ ہے۔ یا اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے موت سے بے خبر ہو کر غفلت کی نیند سونے والے نادان! ہوش کر اپنے اردگرد دیکھتا نہیں چار چار پانچ پانچ جنازے گلیوں میں پھر پھرا کر قبرستانوں کی طرف جارہے ہیں (واللہ اعلم)

(۱۳) اے دنیا کے چند روزہ مسافر! اگر تیرے سینے میں عشق ومحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت ہے تو بائیں (اصحاب الشمال) والے راستے کی طرف نہ جا کیونکہ اس راستے پر (بڑے بڑے بظاہر صاحبان جبہ ودستار، وارثان منبر ومحراب) بھیس بدل کر ڈاکہ زنی، ٹھگ بازی میں مصروف کار ہیں کہیں عشق رسول کی دولت لٹ نہ جائے۔

چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ چند دن بدمذہبوں کے پاس بیٹھنے والا جتنا بھی پکا ہو پلا ہو کر واپس آتا ہے۔

ے
الیہ توجھی ولہ استنادی | وفیہ مطامعی وبہ اعتصامی
اجرنی سیدی من ضیم سقم | اشد علی من وقع الحسام
وذکرک سیدی حرزی وحصنی | اتیہ بہ علی الجیش اللھام

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

حضور ہی کی طرف میری توجہ ہے، اور آپ پر ہی میرا اعتماد ہے، انہی کی ذات میری تمناؤں کا مرکز ہے اور میں نے آپ ہی کا دامن تھاما ہوا ہے، اے میرے آقا مجھے نجات دلوا دیجئے اس بیماری کے ظلم سے جو مجھ پر تلوار کے وار سے بھی زیادہ شدید ہے، اے میرے نبی! آپ کا تذکرہ میرے لیے حرز جاں ہے اور میرا مضبوط قلعہ ہے اسی سے میں بڑے بڑے لشکروں پر ہلاکت برساؤں گا۔

ے
اے خاصۂ خاساں رسل وقت دعا ہے | امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی دھوم سے نکلا تھا وطن سے | پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

(۱۴) اے غافل انسان! ہوشیار وخبردار رہ، کیونکہ تو (دنیا کے) ویران جنگل میں ہے اور یہاں بڑے بڑے بھیڑیئے (ذیاب فی ثیاب) تیرا شکار کرنے نکلے ہوئے ہیں۔ اور اگر ان سے بچ بھی گیا تو نفس وشیطان موقع پا کر تیری آخرت کہیں برباد نہ کردیں۔

ے
امیدوار رحمت سرکار میں بھی ہوں | آقا! کرم کر و خطا کار میں بھی ہوں
جب رحمت تمام ہے ہم سب کا آسرا! | پھر مجھ کو ناز ہے کہ گنہگار میں بھی ہوں

(منیر قصوری)

(۱۵) اے دھوے باز نفس امارہ! یہ بھی تیری کوئی چال ہی لگتی ہے کہ تو نے بڑے بڑوں کے گھر اجاڑ دیئے ہیں، یا مطلب یہ ہے کہ اے نفس ظالم تیری دھوکہ دہی اور شرارت طشت از بام ہو چکی ہے تو جیسی چال چل کے آئے گا ۔ من انداز قدت را می شناسم میں تجھے تیرے قد سے پہچان لوں گا۔

کیونکہ میرے ہاتھ میں ان اہل اللہ کا دامن ہے کہ جن کی طاقت کو الا عبادك منهم المخلصين کہہ کر تو بھی مان چکا ہے لہذا تیرا طاقتور ہونا میرے لیے مضر نہیں ہے (واللہ تعالیٰ اعلم)

(۱۶) اے (گدائے مصطفیٰ) احمد رضا تو کیا اور تیری حقیقت کیا تجھ سے ہزاروں سگ مدینہ کی گلیوں میں پھر رہے ہیں۔ بعض عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (اعلیٰ حضرت) یہاں کتے کی بجائے ادباً کتے کہف کے کسرہ سے پڑھتے ہیں ان کا ذوق اپنی جگہ لیکن اعلیٰ حضرت کی روح تبھی خوش ہوگی جب جو انہوں نے کہا ہے وہ پڑھا جائے۔

دہلی گیٹ پرانے حزب الاضاف میں قاری غلام رسول صاحب نے کتے پڑھا تو مولانا عبدالغفور ہزاروی نے فرمایا وہی پڑھ جو اعلیٰ حضرت نے کہا ہے پھر انہوں نے کئی بار کتے پڑھا تو عجیب منظر تھا کہ ہر طرف چیخوں کی آواز آرہی تھی (بر ایت فقیر سلطانی علیہ الرحمۃ شیخوپورہ) جب حضور علیہ السلام کی محبت میں کوئی عاشق یہاں تک اتر آتا ہے تو پھر اس پر ضرور کرم ہوتا ہے جیسے اس نعت کے پہلے شعر میں لکھا گیا کہ اعلیٰ حضرت کو سرکار علیہ السلام کی زیارت بیداری میں نصیب ہوگئی۔

----✱✱✱----

نعت شریف نمبر (۳۳)

(۱) ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

(۲) جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

(۳) اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں

(۴) ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

(۵) ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں

(۶) اسرا میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیئے ہیں

(۷) آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

(۸) دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پرخار با دیئے ہیں

(۹) اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

(۱۰) میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

(۱۱) ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

* مہک۔ بھینی بھینی خوشبو * غنچے۔ غنچے کی جمع بمعنی کلی، بند پھول * کھلا دیئے۔ کھول دیئے * کوچے۔ گلیاں * بسا دیئے۔ آباد کر دیئے * جوش۔ ابال، غلبہ * جلتے۔ جو آگ میں جل رہے ہوں * آزار۔ تکلیف، سیاپا * جلا دیئے۔ زندہ کر دیئے * نثار۔ قربان * رنج۔ تکلیف * پھیری۔ پھیرا لگانا، چکر لگانا * غنی۔ مالدار، سخی * جما دینا۔ جم کر بیٹھ جانا * اسرا۔ سفرِ معراج * بیڑا۔ جماعت * قدسی۔ فرشتے * پرچم۔ جھنڈے * ڈبو دو۔ غرق کر دو * جانب۔ طرف، سمت * لنگر۔ سوہ رسا جس سے کشتی باندھی جاتی ہے * دولہا۔ جس کی شادی ہو رہی ہو * پرخار۔ کانٹوں سے بھرے ہوئے * بادیئے۔ جنگل * اللہ۔ تعجب کے لیے بولا گیا (یا اللہ) * بہا دیئے۔ جاری کر دیئے * کریم۔ سخی (حضور علیہ السلام) * قطرہ۔ بوند * دُر۔ موتی * بے بہا۔ بہت قیمتی یا بہت زیادہ * سخن سین پر زبر اور خا پر پیش یا بضم السین وسکون الخا بات، کلام * شاہی۔ حکومت * مسلم۔ سپرد یا تسلیم کی ہوئی * سکے بٹھا دینا۔ ڈنکے بجا دینا * سمت۔ طرف * اپنا سکہ رائج کر دینا۔ رعب جما دینا، اپنا لوہا منوا لینا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی شان ہے کہ آپ جدھر سے بھی گزرے آپ کے جسم اقدس کی بھینی بھینی (جنتی) خوشبو سے دلوں کی (بند) کلیاں کھلتی گئیں (غم مٹتے گئے محبت کی ہوائیں چلتی گئیں، نفرتیں ختم ہوتی گئیں) اور گلی کوچوں سے ویرانی دور ہوتی گئی اور آبادی و شادابی ڈیرے ڈالتی گئی۔ کسی نے کیا خوب کہا!

جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک   وہاں وہاں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گئے
نفس نفس پہ برکتیں قدم قدم پہ رحمتیں   جدھر جدھر سے وہ شفیع عاصیاں گزر گئے

مسلم شریف میں حدیث ہے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچپن میں حضور علیہ السلام نے میرے رخسار پہ اپنا دست کرم پھیرا:

فوجدت لیدہ برداوریحا کانما اخرجھا من جونۃ عطار۔

تو آپ کا دست اقدس ٹھنڈا اور اتنا خوشبودار تھا کہ گویا ابھی عطار نے صندوقچے سے نکالا گیا ہے۔ (ص ۲۵۶۔ ج ۲)

اسی طرح بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں۔

ما مسست مسکا ولا حریرا الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا شممت مسکا ولا عنبرۃ اطیب من رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ص ۲۶۴ ج ۱)

میں نے کوئی ریشم اور دیبا حضور علیہ السلام کی ہتھیلی سے بڑھ کر نرم نہیں پایا اور نہ کسی مشک و عنبر میں آپ کے جسم کی خوشبو سے بڑھ کر خوشبو پائی ہے۔

اور پہلے کئی بار گزر چکا کہ صحابہ کرام آپ کو تلاش کرنے کے لیے آپ کی خوشبو سے ہی آپ کو پا لیتے تھے۔ جسم اقدس کی پاکیزگیوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے آپ کا تو نام پاک اتنا بابرکت ہے کہ بنی اسرائیل کا بدکار شخص جس کو مرنے کے بعد روڑی اور گندگی کے ڈھیر پہ پھینک دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس کو اٹھا کر اس کی نماز جنازہ پڑھو کیونکہ یہ جب بھی تورات کھولتا تھا اور میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دیکھتا تو محبت کے ساتھ چوم لیتا تھا اور درود شریف پڑھتا تھا۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۶ ج ۱)

مجھ کو تو اپنی جان سے بھی پیارا ہے ان کا نام   شب ہے اگر حیات، تو تارا ہے ان کا نام
لب وا رہیں تو اسم محمد ادا نہ ہو   اظہار مدعا کا اشارہ ہے ان کا نام

لفظ محمد اصل میں ہے حق کا جمال   میرے خدا نے خود ہی سنوارا ہے ان کا نام

قرآن پاک ان پہ اتارا گیا ندیم   اور میں نے اپنے دل میں اتارا ہے ان کا نام

(احمد ندیم قاسمی بتصرف)

جن کے نام میں اتنی برکتیں ہیں ان کی ذات میں کتنی برکتیں اور کیسی عظمتیں ہوں گی، کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

ے یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا   بگڑے بھی بنا دیتا ہے یہ نام محمد

(۲) میرے آقا کی رحمت کا عالم یہ ہے کہ جب ان کی رحمت کا دریا موجزن ہوا یعنی امت کی بخشش کے لیے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو آپ کے بابرکت آنسوؤں نے جہنم کے جلتے شعلوں کو بجھا دیا اور ان شعلوں سے ڈر کر رونے والوں کی شفاعت کر کے ان روتوں کو ہنسا دیا یا مطلب یہ ہے کہ جس طرف حضور ﷺ نے نگاہِ رحمت سے دیکھا بدبختی کی آگ میں جلنے والوں کو نیک بخت بنا کر ان کے چہروں پہ مسکراہٹ کے پھول کھلا دیئے۔

ے جس طرف اسم محمد کے اشارے ہو گئے   جتنے ذرے سامنے آئے سب ستارے ہو گئے

(۳) اے میرے (الا بحکمہ) کی شان والے آقا! ہمارے دل کا روگ تو آپ کے لیے بالکل معمولی بات ہے آپ نے تو چلتے پھرتے مردوں (کافروں، مشرکوں، منافقوں، بے دینوں) کو (کلمہ پڑھا کر ایمان کی دولت دے کر) زندہ فرما دیا ہے۔

درحقیقت مردہ کافر ہیں اس وجہ سے شہداء کو مردہ کہنے سے منع کیا کہ یہ مر کر بھی زندہ اور کافر زندہ رہ کر بھی مردہ

صم بکم عمی فھم لا یعقلون۔ لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا۔

آیاتِ قرآنیہ سے اس حقیقت پر پوری طرح روشنی پڑتی ہے کہ زندگی حضور علیہ السلام کے قدموں سے تعلق کا نام ہے جیسے جڑ سے تعلق نہ رکھنے والی شاخ درخت پہ رہ کر بھی خشک ہو جاتی ہے اسی طرح حضور علیہ السلام سے تعلق نہ ہو تو آنکھ کان زبان ہونے کے باوجود اندھے، بہرے اور گونگے ہیں اور کھاتے پیتے چلتے پھرتے ہونے کے باوجود مردہ ہیں اور تعلق قائم ہو تو کفن و دفن، جنازہ، بچے یتیم، عورت بیوہ ہو جانے کے باوجود بھی زندہ ہیں اور ایسے کہ ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو۔

ے زندگی زندہ دلی کا نام ہے   مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

(۴) میرے آقا! آپ کے ذکر پر کیوں نہ ہم قربان ہو جائیں کہ جتنی بھی پریشانیاں کیوں نہ ہوں جب آپ کی یاد آ جائے تو سب تکلیفیں دور اور سب غم کافور ہو جاتے ہیں اور دل پرنور ہو جاتے ہیں۔ دنیا تو دنیا آپ کا نام لینے سے اور آپ پر درود وسلام پڑھنے سے قبر کے عذاب ٹل جاتے ہیں۔

(دیکھئے روح البیان پ ۲۲ زیرایت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی ایمان افروز حکایات وواقعات)

(۵) ہم جیسے بھی گئے گزرے منگتے اور بھکاری اب کسی اور در پہ بھیک کے لیے کیوں پھیرے اور چکر لگائیں بس اب پھیرے اور چکر ختم، کیونکہ ایسے سخی کا دروازہ مل گیا ہے کہ جس کے در سے

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

اور

آتا ہے فقیروں سے انہیں پیار کچھ ایسا خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

لہٰذا ایسے غنی کے در پہ ہم پکے ہو کر بیٹھ گئے ہیں جس نے ہمیں پھیروں اور چکروں سے بچالیا ہے۔

(۶) شب اسریٰ کے دولہا شب معراج جب آسمانوں کی بلندیوں پر فرشتوں کے جم غفیر (جو آپ کے استقبال کے لیے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جمع تھے تاکہ حضور کا استقبال بھی کریں اور جو آج تک زیارت سے مشرف نہیں ہو سکے وہ زیارت بھی کرلیں۔

اذ یغشی السدرۃ ما یغشی

تو تمام فرشتوں نے پرچم جھکا کر سلامی پیش کی اور اھلا وسھلا، نعم المجیی جاء کا نورانی ترانہ بھی گایا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

تجلیٔ حق کا سہرہ سر پر صلوۃ وتسلیم کی نچھاور دورویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

(۷) اے میرے آقا مدینہ شریف حاضری کے لیے ہم بحری جہاز پہ سوار ہو چکے ہیں اور جہاز چل پڑا ہے لنگر (رسے) کھول دیئے گئے ہیں اب آپ کی مرضی ہے ہمیں سمندر میں ڈبو دیں یا اپنی بارگاہ میں آنے دیں۔ ڈوب گئے تو۔

ومن یھاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ۔

کا مصداق بن کر اجر وثواب کے مستحق ٹھہریں گے اور مدینے پہنچ گئے تو سیدھے جنت میں پہنچ جائیں گے، یہ اس شعر کا ظاہری معنی تھا اور باطنی وروحانی معنی یہ ہے کہ اے میرے آقا! ہم نے اپنی زندگی کی کشتی آپ کے بھروسے پر دنیا کے سمندر میں چلا دی ہے اور رسے کھول دیئے ہیں اب آپ کی مرضی ہمیں راستے میں رکھیں یعنی ناکامی کی طرف اشارہ ہے یا شفاعت کر کے اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں لیکن آپ تو جانتے ہیں۔

لج پال پریت نوں توڑ دے نیں جہدی ہاں پھر دے اونہوں چھوڑ دے نیں

(۸) اے فرشتو! میرے آقا شب اسریٰ کے دولہا تک میری یہ درخواست پہنچا دو کہ یارسول اللہ! میدان محشر میں ذرا سواری روک روک کر چلنا کیونکہ آپ کے براتی (امتی) ان پر خار وادیوں (محشر کی مشکلات) میں پھنسے ہوئے ہیں ان کو ساتھ ساتھ ہی لے کر جائیے۔

(۹) اے میرے اللہ! کیا تیرا جہنم تیرے محبوب کی امت کے لیے ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا؟ حالانکہ تو جانتا ہے تیرے محبوب نے اپنی امت کی بخشش کی خاطر تیری بارگاہ میں رو رو کر اتنی دعائیں مانگی ہیں کہ گویا آپ کے آنسو دریا بن کر بہہ رہے ہیں۔

؎ بے یارو مدد گار جنہیں کوئی نہ پوچھے   ایسوں کا تجھے یارو مدد گار بنایا
ہر بات بد اعمالیوں سے میں نے بگاڑی   اور تم نے میری بگڑی کو ہر بار بنایا

؎ ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی   وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو
(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۱۰) میرے کریم آقا وہ ہیں کہ اگر ان سے کسی نے قطرے کا سوال کیا ہے تو سوال کرنے والے نے تو اپنی ضرورت کے مطابق سوال کیا مگر آقا علیہ السلام نے اس کی ضرورت کے مطابق دینے کی بجائے اپنی شان کے مطابق عطا فرمایا ہے چنانچہ کسی نے اگر ایک قطرے کا سوال کیا ہے تو آپ نے دریا عطا کر دیا ہے یعنی بیش قیمت ہیرے و جواہرات سے نواز دیا ہے۔

کبھی ایک ایک سائل کو سو سو اونٹ اور ہزار ہزار بکریاں دے دیں۔ ایک بدو کو آپ نے پوری وادی بکریوں کی بھری ہوئی عطا کر دی تو وہ جا کر اپنے قبیلے میں اعلان کرنے لگا کہ جاؤ ان کے پاس وہ اتنا دیتے ہیں کہ خود تنگ دستی سے بھی نہیں ڈرتے۔

؎ حسنؔ ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالم میں   انہی کے تم بھی ہو اک ریزہ خوار ہم بھی ہیں

(۱۱) (تحدیث نعمت اور حقیقت واقعہ ہے) اے احمد رضا تو تحریر و تقریر اور فصاحت و بلاغت (چاہے نظم ہو یا نثر) کا بادشاہ ہے اور حقیقت پسند لوگوں نے اس میدان میں تیری بادشاہی کو تسلیم کر لیا ہے۔ جس موضوع پر تو نے قلم اٹھایا ہے حق ادا کر دیا ہے کونسا وہ علم ہے کہ جس میں تیری کئی کئی تصانیف نہیں ملتیں تو جس موضوع کی طرف رُخ کرتا گیا اپنی علمیت کا رعب جماتا گیا، سکے بٹھاتا گیا، لوہا منواتا گیا۔

----***----

نعت شریف نمبر (۳۴)

(۱) ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگ ریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

(۲) بینواؤں کی نگاہیں ہیں کہاں تحریر دست
رہ گئیں جو پا کے جو دلا یزالی ہاتھ میں

(۳) کیا لکیروں میں ید اللہ خط سرو آسا لکھا
راہ یوں اس راز لکھنے کی نکالی ہاتھ میں

(۴) جود شاہ کوثر اپنے پیاسوں کا جویا ہے آپ
کیا عجب اڑ کر جو آپ آئے پیالی ہاتھ آئے

(۵) ابر نیساں مومنوں کو تیغ عریاں کفر پر
جمع ہیں شان جمالی وجلالی ہاتھ میں

(۶) مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(۷) سایہ افگن سر پہ ہو پرچم الٰہی جھوم کر
جب لواء الحمد لے امت کا والی ہاتھ میں

(۸) ہر خط کف ہے یہاں اے دست بیضائے کلیم
موجزن دریائے نور بے مثالی ہاتھ میں

(۹) وہ گراں سنگئ قدر مس وہ ارزانی جود
نوعیہ بدلا کیے سنگ و لآلی ہاتھ میں

(۱۰) دستگیر ہر دو عالم کر دیا سبطین کو
اے میں قرباں جان جاں انگشت کیا لی ہاتھ میں

(۱۱) آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود
وقف سنگ در جبیں روضہ کی جالی ہاتھ میں

(۱۲) جس نے بیعت کی بہار حسن پر قرباں رہا
ہیں لکیریں نقش تسخیر جمالی ہاتھ میں

(۱۳) کاش ہو جاؤں لب کوثر میں یوں وارفتہ ہوش
لیکر اس جان کرم کا ذیل عالی ہاتھ میں

(۱۴) آنکھ محو جلوۂ دیدار دل پر جوش وجد
لب پہ شکر بخشش ساقی پیالی ہاتھ میں

(۱۵) حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضا
لوٹ جاؤں پا کے وہ دامان عالی ہاتھ میں

مشکل الفاظ کے معانی:

* لب عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہونٹ مبارک * جاں بخشی۔ جان عطا کرنے کی صفت * نرالی۔ انوکھی * سنگ ریزے۔ چھوٹے چھوٹے پتھر * شیریں مقالی۔ میٹھے بول، عمدہ کلام * بینوا۔ بے سروسامان، کنگال * تحریر۔ لکھائی * جود۔ سخاوت * لایزالی۔ ہمیشگی کی صفت، لازوال * ید اللہ۔ اللہ کا ہاتھ، خدائی طاقت * خط۔ لکھا ہوا * سرو آسا۔ سرو کے درخت کی طرح سیدھا * راز۔ بھید، خفیہ بات * جود۔ سخاوت * شاہ کوثر۔ حوض کوثر کے مالک * جویا۔ متلاشی * عجب۔

تعجب * ابرنیساں - جس مہینے میں رومیوں کے عقیدے کے مطابق زیادہ بارش ہوتی ہے (ساتواں مہینہ) * تیغ عریاں - ننگی تلوار * جمالی و جلالی - جمال و جلال والی، رحمت و غضب والی صفت * کونین - دونوں جہان * سایہ افگن - سیاہ کرتے والا * پرچم الٰہی - اللہ کا جھنڈا * لواء الحمد - تعریف کا جھنڈا * خط کف - ہاتھ کی لکیر * دست - ہاتھ * بیضائے کلیم - حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نورانی ہاتھ * موجزن - موجیں مارنے والا * دریائے نور - روشنی کا سمندر * بے مثلی - لاثانی * گراں - بھاری * سنگی - پتھریلا * قدر - مقدار * مس - تانبہ * ارزانی - سستا ہونا * نوعیہ - طرز (نوع سے ہے) * لآلی - موتی (جمع لولو کی) * دستگیر - مددگار، ہاتھ پکڑنے والا (مصیبت میں) * دو عالم - دونوں جہاں * سبطین - نواسے * انگشت - انگلی * کیالی - (کیا؟ لی علیحدہ علیحدہ پڑھیں) کیا پکڑی * آہ - آہ، افسوس، ہائے * دقف سنگ در - دروازہ کے پتھر (چوکھٹ) کے لیے وقف * جبیں - پیشانی، ماتھا * بیعت - مرید ہونا، عہد باندھنا * بہار حسن - خوبصورتی کا جلوہ ورونق * نقش - لکھی ہوئیں، کندہ * تسخیر - تابع ہونا * جمالی - خوبصورت وخوب سیرت * کاش - خدا کرے ایسا ہو جائے * وارفتہ ہوش - بے خبر، بیخودی، خودرفتگی * ذیل عالی - اونچا دامن * محو - گم ہونا، کھو جانا * جلوہ دیدار - دیکھنے کا نظارہ * وجد - ذوق وشوق * وارفتگی - بےخودی * لوٹ جاؤں - قربان ہو جاؤں، مچل جاؤں * داماں - دامن۔

مفهوم اشعار و خلاصه تشریح:

(۱) بے شک عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ فرمانا ان کی انوکھی و نرالی شان ہے مگر ہمارے آقا و مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں اس سے بھی زیادہ نرالا کمال ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے ہونٹوں میں تھا کہ وہ قم باذن اللہ کہہ کر مردہ زندہ کر دیتے اور ہمارے آقا مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پتھروں کو بھی کلمہ پڑھا دیا (اور وہ بھی ابو جہل کے ہاتھ میں)۔

اس شعر میں کئی واقعات کی طرف اشارہ ہے جن میں پتھروں کا تسبیح پڑھنا، آپ نے حضرت علی المرتضیٰ کو دعا دی تو گھر کی چوکھٹ اور دیواروں نے تین بار آمین کہا۔ بکری ذبح کر کے پکا کر اور کھا کر اس کو زندہ کرنا اور ابو جہل کی مٹھی میں کنکروں کا کلمہ پڑھنا جنتی انار سے سبحان اللہ کی آواز آنا۔ شجر و حجر کا آپ کو سلام کہنا۔ درختوں اور پتھروں کا آپ کے پاس چل کر آنا۔ ان تمام واقعات کا ذکر مختلف کتب میں ہے (خصائص کبریٰ، شفا شریف، مشکوٰۃ، طبرانی، بیہقی، مواہب لدنیہ، مثنوی مولانا روم)۔

(۲) بے سروسامان بھکاریوں کی نگاہیں سرکار ﷺ کے دست عطا کی لکیروں کو دیکھتی ہیں جو ایسی سخاوت کی واضح علامات ہیں جو کبھی ختم ہونے والی نہیں۔

ے قطرہ مانگے جو کوئی تو اسے دریا دے دے — مجھ کو کچھ اور نہ دے اپنی تمنا دے دے

میں تو تجھ سے فقط اک نقش کف پا چاہوں — تو جو چاہے تو مجھے جنت ماویٰ دے دے

(۳) آپ کے ید اللہ کی شان والے نورانی اور گورے گورے چمکدار و خوشبودار ہاتھوں میں سرو کی طرح سیدھی لکیریں گویا قدرت کے راز ہیں جن کو اللہ نے لکیروں کے (کوڈ ورلڈ) انداز میں لکھا۔

قرآن پاک میں ہے ید اللہ فوق ایدیھم ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔

وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پھینکنا اللہ نے اپنا پھینکنا قرار دیا۔ مولائے روم فرماتے ہیں۔

؎ دست احمد عین دست ذوالجلال — آمدہ در بیعت وانذر قتال

حضور علیہ السلام نے ایک بچے کے سر پر ہاتھ رکھا تو ساری عمر اس کے بال سیاہ رہے (خصائص) ایک گنجے کے سر پر ہاتھ پھیرا تو فوراً بال اُگ آئے (ایضاً) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے سینے پہ ہاتھ رکھا تو سینہ نور سے بھر گیا۔ (حجۃ اللہ ص ۴۳۸)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کے سینے پہ ہاتھ رکھ کر فیصلہ کرنے کی تمام تو تیں عطا کر دیں حالانکہ آپ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں اس سے پہلے میں قضا (فیصلہ کرنے) کے مفہوم کو بھی نہ جانتا تھا (ایضاً) آپ نے حضرت ابو ہریرہ کو بظاہر خالی ہاتھوں سے بے مثال حافظہ عطا فرما دیا۔ ہاتھ مبارک لگا کر حضرت قتادہ کی آنکھ درست کر دی (حجۃ اللہ)

آپ نے حضرت حنظلہ کے سر پر ہاتھ پھیرا تو آگے ان کے ہاتھ سے بیمار جانوروں کو شفا ملتی رہی (تفصیلی واقعہ دیکھیے خصائص ص ۸۳ ج ۳، زرقانی علی المواہب ص ۱۸۶ ج ۴)

؎ کبھی ایسا نہ ہوا ان کے کرم کے صدقے — ہاتھ کے پھیلنے سے پہلے ہی نہ بھیک آئی ہو

؎ دھر میں آٹھ پہر بٹتا ہے باڑا تیرا — وقف ہے مانگنے والوں پہ خزانہ تیرا

؎ ہر وقت کرم بندہ نوازی پہ تلا ہوا — کچھ کام نہیں اس سے برا ہو کہ بھلا ہو

(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۴) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو مالک حوض کوثر ہیں آپ کا یہ کرم بروز قیامت (پیاسوں کو پلانا) اس قدر عروج پر ہوگا کہ ویسے تو پیاسا چل کر کنویں کے پاس جاتا ہے لیکن) آپ کا کرم خود پیاسوں کی تلاش میں ہوگا اور ہو سکتا ہے کوثر کے جام اڑ اڑ کر غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں آئیں اور وہ پی کر دل کو سرور آنکھوں کو نور اور کلیجے کو ٹھنڈک پہنچائیں۔

؎ امیدوار رحمت سرکار میں بھی ہوں — آقا! کرم کرو کہ خطا کار میں بھی ہوں

جب رحمت تمام ہے ہم سب کا آسرا — مجھ کو یہ ناز ہے کہ گنہگار میں بھی ہوں (منیر قصوری)

(۵) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اہل ایمان کے لیے ایسی بارش ہیں کہ آپ کی رحمت سے اہل ایمان کے دلوں میں نور پیدا ہوتا ہے اور اہل کفر و نفاق کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ننگی تلوار ہیں تو گویا آپ ایک ہی وقت میں جلال و جمال کی دونوں صفتیں رکھتے ہیں۔

آپ کے غلاموں کے بارے میں بھی فرمایا گیا۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ۔ وہ کافروں پر بہت سخت ہیں اور آپس میں نہایت رحم دل اور نرمی کرنے والے ہیں جیسے ان کے آقا کی شان ہے۔

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ۔ (القرآن)

اے اللہ تیرے محبوب کی نگاہ رحمت ہماری طرف بھی ہو جائے تا کہ ہمارے تاریک دلوں میں بھی نور کے موتی پیدا ہو جائیں۔

؎ سنگِ در حبیب ہے اور سر غریب کا — کس اوج پر ہے آج ستارہ نصیب کا

پھر کس لیے ہے میرے گناہوں کا احتساب — جب واسطہ دیا ہے تمہارے حبیب کا

(واصف علی واصف)

(٦) میرے آقا کی شان وعظمت کا عالم یہ ہے کہ دو جہانوں کے مالک ہو کر (اعطیت مفاتیح خزائن الارض ، قبض محمد علی الدنیا کلها)

پھر بھی خالی ہاتھ رہتے ہیں لیکن ان خالی ہاتھوں سے ہی سب کی جھولیاں بھری جاتی ہیں (جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ کو بے مثال حافظہ دے دیا۔ حضرت ربیعہ کو جنت عطا فرما دی۔ حضرت قتادہ کو آنکھ دے دی)

ے کیا شان ہے جناب رسالتمآب کی نظریں جھکی ہوئی ہیں مہ و آفتاب کی
اکمل کہیں مقام ادب ہاتھ سے نہ جائے توصیف لکھ رہے ہو رسالتمآب کی

(پنڈت رام پرتاب اکمل جالندھری)

(٧) (دعا کے انداز میں) اے اللہ جب میدان محشر میں ہمارے حضور لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) ہاتھ میں پکڑیں تو پرچم خود ہی لہرا کر ہم گنہگار سایہ کر دے (یا مطلب یہ ہے) کہ پرچم کو حضور علیہ السلام (امت کے والی) ہاتھ میں لیں گے تو وہ خوشی سے جھوم جائے اور آپ کا ارادہ جان کر آپ کی امت کے سروں پہ سایہ فگن ہو جائے تا کہ آپ کو تکلیف نہ کرنی پڑے۔

ے تعلق ہے میرا اہل نظر کے اس قبیلے سے خدا کو جس نے پہچانا محمد کے وسیلے سے

(٨) اے پیارے موسیٰ علیہ السلام کے چمکتے ہوئے نورانی ہاتھ! تیری بڑی شان ہے لیکن ہمارے آقا علیہ السلام کے دست کرم کی ہر لکیر سے نور کا ایک دریا موجزن ہے، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہر لکیر کی یہ شان ہے تو ایک انگلی کے پورے کے اشارے سے کیوں نہ نور کا مرکز (چاند) ٹکڑے ہو کر قدموں میں آ جائے، پھر پورے ید اللہ کے ہاتھ کی عظمت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

ے ان کے ہاتھوں کا جلوہ تھا اے حضرت موسیٰ جس نے ید بیضا کو ضیا بار بنایا

(مولانا حسن رضا بریلوی)

ے چاند قدموں پہ گرا ان کا اشارہ جو ہوا وہ بھی کیا وقت تھا جب انگلی اٹھائی ہو گی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کا کمال یہ تھا کہ جب آپ اس کو بغل میں ڈال کر نکالتے تو وہ چاند کی طرح چمکنے لگتا تھا۔ شاید اس لیے کہ اس ہاتھ سے آپ نے فرعون کے دربار میں (جب اس کو ڈر پیدا ہوا کہ یہی بچہ بڑا ہو کر میرا اور میری حکومت کا خاتمہ کرے گا تو کسی نے کہا یہ تو ابھی بہت چھوٹا بچہ ہے اس کو کیا معلوم کہ انگارہ کیا ہوتا ہے اور موتی کیا ہے؟ چنانچہ موتی اور انگارہ رکھا گیا تو آپ نے) انگارہ پکڑا اور منہ میں ڈال لیا جس سے زبان میں قدرے لکنت پیدا ہو گئی جس کے لیے آپ دعا کرتے تھے۔

واحلل عقدة من لساني۔

تو آپ نے اس ہاتھ سے انگارہ پکڑا تھا تو اس ہاتھ کو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ شان عطا فرما دی۔

جب حضور علیہ السلام کا ہاتھ مبارک حضرت اسید بن ایاس کے سینے پر لگا تو اسید اندھیرے کمرے میں جاتے تو اجالا ہو جاتا تھا حضور علیہ السلام کی برکت سے لکڑیاں مشعل کا کام دینے لگیں۔ انگلیاں روشن ہو گئیں۔

(بخاری شریف، حجۃ اللہ ص ١٧، خصائص کبریٰ ج ٢ ص ٨٠)

ے اگر نہ مشعل وحدت جہاں میں جلوہ گر ہوتی تو پھر صدیوں سے آوارہ یہ پروانے کہاں جاتے

(مولانا محمد بخش مسلم)

(۹) سخت پتھروں کو جب آپ علیہ السلام کا دست حق [illegible] ہے اور ہیرے و جواہرات بھی ان کے سامنے ہیچ نظر آتے ہیں۔ پتھر قدم کے نیچے آئے تو موم ہو جاتے [illegible] ۔ گویا آپ نے پتھر دلوں کو اور خود پتھروں کو بھی خدا کا مطیع بنا کر اس کے سامنے جھکا دیا۔

؎ نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے وہ [illegible] خدا کا آخری لے کر پیام آئے
جھکانے آئے بندوں کی جبیں اللہ کے در پر سکھانے آدمی کو آدمی کا احترام آئے
وہ آئے جب تو عظمت بڑھ گئی دنیا میں انسان کی وہ آئے جب تو انساں کو فرشتوں کے سلام آئے

(۱۰) اے میرے پیارے آقا! آپ نے حسنین کریمین کی انگلی پکڑ کر ان کو دو جہاں کا ہاتھ پکڑنے والا (دستگیر و مددگار) بنا دیا۔ اے میری جان کی جان! میں آپ پہ قربان! آپ نے [illegible] شہزادوں کی انگلی پکڑی۔

؎ مجھ پہ کتنا نیازی [illegible] دنیا کہنے لگی پنجتن کا گدا
اس گھرانے کا جب سے میں نوکر ہوا سب سے اچھی میری نوکری ہو گئی

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ حسنین کریمین اور اہل بیت اطہار کی عظمت فارسی اشعار میں یوں بیان فرماتے ہیں

؎ زغیر آل نبی حاجتے اگر طلبم روا مدار که یکے از ہزار حاجاتم
دلم زعشق محمد پر است وآل محمد گواہ حال من است ایں ہمہ حکایاتم
سلام گویم و صلوات بر تو ہر نفسے قبول کن بہ کرم ایں سلام و صلواتم

(اوج نعت نمبر:۸۱)

(۱۱) ہائے پھر کب وہ نورانی وقت آئے گا کہ جب ہم آنکھیں بند کر کے درود و سلام پڑھ رہے ہوں گے اور سرکار کے روضے کی جالیاں پکڑ کر آپ کی چوکھٹ پہ جبیں سائی کر رہے ہوں گے۔

؎ عالم وجد میں رقصاں میرا پر پر ہوتا کاش میں گنبد خضریٰ کا کبوتر ہوتا

(طارق اسماعیل)

(۱۲) اے میرے پیارے آقا! آپ کے ہاتھ کی لکیریں ایسی دل کش ہیں کہ صحابہ کرام میں سے جس خوش نصیب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر وہ آپ کے قدموں پہ قربان ہو گیا، اور ساری زندگی آپ کے جمال کا قیدی رہا۔ وہ بلال ہو یا خبیب، سلمان ہو یا صہیب بڑے سے بڑے ظلم و ستم بھی ان سے آپ کا دامن نہ چھڑا سکے بلکہ دوسروں کو بھی دعوت دیتے رہے کہ۔

؎ دونوں عالم میں تمہیں مقصود اگر آرام ہے ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

اور ظلم کرنے والوں کو للکار کر کہا کرتے تھے

؎ تو ہو کے ترش رو مجھے گالی ہزار دے یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

اس محبت کا مزہ لینا ہو تو انہی محبت کے پیکروں سے پوچھو، جو سب کچھ چھوڑ کے در مصطفیٰ ہی کے ہو کر رہ گئے۔

؎ پوچھے کوئی بلال و خبیب و اویس سے حب نبی میں زندگی کیسے گزر گئی

(۱۳) اے میرے اللہ! کب وہ مبارک لمحات آئیں گے کہ میں حوض کوثر کے کنارے پر تیرے محبوب کریم علیہ السلام (جب مجھے جام کوثر اپنے یداللہ والے نورانی، گورے گورے ہاتھوں سے عطا فرمائیں تو میں ان) کا دامن کرم پکڑوں اور بے ہوش ہو جاؤں۔ پیچھے حدیث گزر چکی ہے کہ غلامانِ حق کو حضور علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے حوض کوثر کا ٹھنڈا پانی پلائیں گے۔

؎ یہ اکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا

ترے رتبے میں جس نے چون و چرا کی نہ سمجھا وہ بد بخت رتبہ خدا کا (ذوق نعت)

(۱۴) (پچھلے شعر سے ملا کر) پھر حالت یہ ہو کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ کر جلوہ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھتی رہیں، دل پر ایک بے خودی اور وارفتگی کی سی کیفیت طاری ہو، ہاتھ میں جام کوثر لے کر لبوں سے اپنے پیارے آقا کا شکریہ ادا کرتا ہوں، نوازش، کرم، شکریہ، مہربانی اے میرے پیارے نبی۔

؎ خیرات دیتا ہے خدا ہر وقت تیرے نام کی جس کو ملا جو کچھ ملا جتنا ملا صدقہ تیرا

(عبدالستار نیازی)

(۱۵) اے گدائے در مصطفیٰ! احمد رضا! بھلا کن کہ گے" کہ میدان محشر میں اس وارفتگی میں تجھے کیا کیا مزے نصیب ہوں گے کیونکہ:

؎ قیامت جس کو کہتے ہیں وہ عید ہے اہل سنت کی ادھر دیدار رب ہو گا ادھر صورت محمد کی

اور پھر جب دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہاتھ میں ہوگا تو میں کیوں نہ ان کے قدموں پہ گر کر عرض کروں گا، کہ اے میرے آقا!

؎ تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

ناظرین کرام! جو خوش نصیب اللہ کے حبیب کی بارگاہ میں اس انداز سے تڑپ لیتے ہیں پھر ایک دن ایسا آتا ہے کہ حضور ان کو اپنے کرم کا جلوہ دکھا دیتے ہیں اور جو بد بخت اکڑ جاتے ہیں یا آقا کریم علیہ السلام کے سچے عاشقوں پر دیوانگی و جنون کے فتوے لگا کر ان کے عشق رسول علیہ السلام کا مذاق اڑاتے ہیں وہ اس دولت سے محروم ہی رہتے ہیں۔ یہاں پر دو سچے عاشقوں کے دو واقعات لکھے جاتے ہیں۔

دو ایمان افروز واقعات

☆ نبی اکرم علیہ السلام کی وفات کے چند دن بعد ایک اعرابی مدینے شریف میں آیا اور جب اس کو پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا ہے تو وہ قبر انور پہ آ کر سر پر خاک ڈال رہا تھا اور قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك الخ۔

پھر اس نے رو رو کر یہ اشعار پڑھے۔

؎ يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ أَعْظُمُهُ فَطَابَ مِنْ طِيبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكَمُ

نَفْسِی الْفِدَآءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ
اَنْتَ الشَّفِیْعُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ عَلَی الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ
وَصَاحِبَاکَ لَا اَنْسَاھُمَا اَبَدًا مِنِّی السَّلَامُ عَلَیْکُمْ مَا جَرَی الْقَلَمُ

اے بہترین ذات! جہاں آپ دفن کیے گئے وہ جگہ خوشبو سے معطر ہوگئی۔ میری جان آپ کی قبر انور پہ قربان! کیونکہ اس میں پاکیزگی، طہارت، سخاوت اور سراپا کرم ہے آپ کی شفاعت کی اس وقت امید کی جائے گی جب کہ پل صراط پہ قدم پھسل رہے ہوں گے آپ کے دو یاروں (صدیق و فاروق) کو ہم کبھی نہ بھولیں گے۔ آپ سب پر سلامتی ہو اس وقت تک جب تک قلم چلتا رہے۔

کچھ ایسے درد سے اس اعرابی نے یہ اشعار پڑھے کہ قبر انور سے آواز آئی **قد غفرلك** ۔ تیری بخشش ہوگئی۔

(جذب القلوب، وفاء الوفاء، ضیاء القرآن، بحوالہ قرطبی)

اس میں صرف آواز آنے کا ذکر ہے، ذرا دوسرا واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں سرکار نے اپنا دست کرم ظاہر فرما دیا۔

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

(۲) حضرت شیخ السید احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ جو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہوئے ہیں، حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔

فِیْ حَالَۃِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُھَا تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَھِیَ نَائِبَتِیْ
وَھٰذِہٖ نَوْبَۃُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تَحْظٰی بِھَا شَفَتِیْ

اے میرے پیارے نبی! پہلے تو میں دور ہونے کی وجہ سے صرف اپنی روح کو آپ کی خدمت میں بھیجتا تھا وہ میری نائب بن کر آپ کے آستانہ عالیہ کی خاک کو بوسے دیتی تھی۔

اب (آپ نے نظر کرم فرمائی اور مجھے در پہ بلایا تو اپنا جسم لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں (تو اب صرف خاک طیبہ کو چوم کر نہیں جاؤں گا بلکہ) اب آپ یَدُ اللہ والا انوراتی گورا گورا ہاتھ قبر انور سے باہر کیجئے تا کہ میرے ہونٹ بوسہ لے سکیں۔

فخرجت اليد الشريفة من القبر الشريف فقلبها۔

(الحاوی للفتاوی ص ۲۸۰ ج ۲)

پس دست اقدس قبر انور سے باہر آیا اور شیخ احمد رفاعی نے بوسہ لیا یہ واقعہ تقریباً بیس کے قریب کتب میں موجود ہے ان میں تبلیغی نصاب بھی ہے اس کے فضائل درود میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

بعض کتب میں یہ بھی ہے کہ اس وقت مسجد نبوی میں کئی ہزار اولیاء کرام موجود تھے جن میں حضور غوث اعظم رضی اللہ بھی شامل ہیں ان سب نے سرکار دو عالم علیہ السلام کے دست انور کی زیارت کی۔

(الافاضات الیومیہ ص ۲۷۰ ج ۴ اشرف علی تھانوی)

چند صحابہ کرام کے عربی نعتیہ اشعار بمعہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں، پھر اگلی نعت شروع کرتے ہیں۔

عاشقان او ز خوباں خوب تر (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم)

(۱) وَاَسْلَبَهٗ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ بَعْدَمَا ۔۔۔ تَدَاعَوْا اِلٰى اَمْرٍ مِنَ الْغَيِّ فَاسِدِ
فَاَمْسٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهٗ ۔۔۔ وَاَمْسٰى عِدَاهُ مِنْ قَتِيْلٍ وَّ شَارِدِ

(سیدنا عمر فاروق)

ترجمہ: ”اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا حضور سے جب ان لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا اور ان کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے“۔

(۲) وَاَحْمَدُ مُصْطَفٰى فِيْنَا مُطَاعٌ ۔۔۔ فَلَا تَغْشَوْهُ بِالْقَوْلِ الْعَنِيْفِ
فَلَا وَاللّٰهِ نُسْلِمُهٗ بِقَوْمٍ ۔۔۔ وَلَمَّا نَقْضِ فِيْهِمْ بِالسُّيُوْفِ

(سید الشہدا امیر حمزہ، بحوالہ مجموعۃ النبھانیہ، ۱: ۳۷)

ترجمہ: ”وہ احمد صلی اللہ علیہ ہم میں ایک برگزیدہ ہستی ہیں جن کی اطاعت و پیروی کی جاتی ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ناملائم بات نہ کہو۔ خدا کی قسم ہم کسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قوم کے حوالے نہیں کر سکتے جن کے بارے میں جب تک ہماری تلواریں کوئی فیصلہ نہیں کر لیتیں“۔

(۳) وَلَوْ سَمِعُوْا فِىْ مِصْرَ اَوْصَافَ خَدِّهٖ ۔۔۔ لَمَا بَذَلُوْا فِىْ سَوْمِ يُوْسُفَ نَقْدِهٖ
لَوَامِىْ زُلَيْخَا لَوْ رَاَيْنَ جَبِيْنَهٗ ۔۔۔ لَآثَرْنَ بِالْقَطْعِ الْقُلُوْبَ عَلَى الْيَدِ

(ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ، بحوالہ عہد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نعت: ۱۰۴)

ترجمہ: ”اگر اہل مصر آقا و مولا کے خد و خال کی تعریف بھی سن لیتے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری میں نقد نہ لٹاتے۔ حضرت زلیخا کو ملامت کرنے والیاں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو دیکھ لیتیں تو انگلیوں کے بجائے دل پر چھریاں چل جاتیں۔ (حضرت زلیخا کو ملامت کرنے کی حقیقت یہ تھی کہ وہ بادشاہ کی بیگم اور ایک غلام کو پھنسانے لگی)“۔

(۴) وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ ۔۔۔ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ
وَنَحْنُ فِىْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِى النُّوْرِ ۔۔۔ وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

(حضرت عباس بن عبد المطلب، بحوالہ مجموعۃ النبھانیہ، ۱: ۵۶)

ترجمہ: ”اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق پیش کیا) تو سارا عالم افق تا افق اس نور ہدایت سے منور ہو گیا۔ بس ہم اسی نور ہدایت میں چل رہے اور رشد و ہدایت کی راہیں طے کر رہے ہیں“۔

(۵) وَرَدْنَاهُ بِنُوْرِ اللّٰهِ يَجْلُوْا ۔۔۔ دُجَى الظَّلْمَاءِ عَنَّا وَالْغِطَاءِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ يَقْدُمُنَا بِاَمْرٍ ۔۔۔ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اُحْكِمَ بِالْقَضَاءِ

(حضرت کعب بن مالک، بحوالہ سیرت ابن ہشام)

ترجمہ: ”ہم اپنے ساتھ اللہ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے جو اندھیری رات کی تاریکی اور پردے دور کر رہا تھا (وہ نور) اللہ تعالیٰ کا رسول تھا جو اللہ کے احکام میں سے کسی حکم کے تحت ہمارے آگے آگے چل رہا تھا۔ وہ قضاء و قدر سے محکم کر دیا گیا“۔

(۶) خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيْلِهٖ ‏ ‏ ‏ خَلُّوا فَكُلُّ الْخَيْرِ فِي رَسُوْلِهٖ
يَا رَبِّ اِنِّيْ مُؤْمِنٌ بِقِيْلِهٖ ‏ ‏ ‏ اَعْرِفُ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ قَبُوْلِهٖ

(حضرت عبداللہ بن رواحہ بحوالہ عہد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نعت: ۱۷۰)

ترجمہ: ”او منکرین توحید و رسالت (کفار) کی اولاد! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ چھوڑ دو، ہٹو! دنیا کی اور آخرت کی ساری خیر و فلاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے، اے پروردگار! میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ایمان رکھتا ہوں اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اطاعت سے خدا کا حق معلوم ہوا ہے۔

(۷) مَا اِنْ رَاَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهٖ ‏ ‏ ‏ فِي النَّاسِ كُلِّهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدِ
اَوْفٰى وَاَعْطٰى الْجَزِيْلَ اِذَا جُتْدِيْ ‏ ‏ ‏ وَمَتٰى تَشَأْ يُخْبِرْكَ عَمَّا فِيْ غَدِ

(حضرت مالک بن عوف بحوالہ سیرت ابن ہشام ۲،۱:۴۹۱)

ترجمہ: ”دنیا کے تمام انسانوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ میں نے دیکھا نہ سنا۔ وہ وعدہ وفا کرتے اور عند الطلب تحائف کھول کر عنایت فرماتے ہیں اور جب بھی تم چاہو وہ آئندہ ہونے والی بات تمہیں بتا دیں گے“۔

(۸) طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ‏ ‏ ‏ مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا ‏ ‏ ‏ مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا ‏ ‏ ‏ جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ
جِئْتَ شَرَّفْتَ الْمَدِيْنَهْ ‏ ‏ ‏ مَرْحَبًا يَا خَيْرَ دَاعِ

(اہلیان مدینہ از علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ: ۷۶)

ترجمہ: ”وہ دیکھو ثنیات الوداع کی پہاڑیوں سے چودہویں کا چاند نظر آ گیا۔ ہم پر اس عظیم احسان کا شکر ادا کرنا لازم ہے۔ جب تک اللہ کو کوئی پکارنے والا باقی ہے۔ اے وہ مقدس ذات! جو ہم میں رسول بنا کر بھیجے گئے، آپ ایسے احکام لے کر آئے ہیں جن کی اطاعت لازم ہے۔ آپ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مدینہ کو شرف بخشا۔ حق کی طرف بہتر انداز میں بلانے والے آپ کا آنا مبارک“۔

(۹) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَظْهَرَ دِيْنَهٗ ‏ ‏ ‏ عَلٰى كُلِّ دِيْنٍ قَبْلَ ذٰلِكَ حَائِدِ
وَاَسْلَبَهٗ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ بَعْدَ مَا ‏ ‏ ‏ تَدَاعَوْا اِلٰى اَمْرٍ مِنَ الْغَيِّ فَاسِدِ
غَدَاةَ اَجَالَ الْخَيْلَ فِيْ عَرَصَاتِهَا ‏ ‏ ‏ مُسَوَّمَةً بَيْنَ الزُّبَيْرِ وَخَالِدِ
فَاَمْسٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهٗ ‏ ‏ ‏ وَاَمْسٰى عِدَاهٗ مِنْ قَتِيْلٍ وَّشَارِدِ

(سیدنا عمر فاروق بحوالہ عہد رسالتمآب ﷺ میں نعت: ۱۸۳)

ترجمہ: ''دیکھا اللہ تعالیٰ نے اپنے دین برحق کو ہر اس دین پر جو اپنے وقت پر برحق تھا، کس طرح غالب فرمایا اور جب اہل مکہ نے گمراہانہ خیال سے (جو کبھی پورا نہ ہو سکتا تھا) اس کے نبی کے قتل پر کمر باندھی تو خدا نے ان سے (آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے کر) اہل مکہ کو محروم کر دیا۔ پھر وہ صبح بھی آئی جب گھوڑے مکہ کے میدانوں میں جولانیاں دکھانے لگے، جن کی باگیں زبیر و خالد کے درمیان چھوٹی ہوئی تھیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت سے حضور ﷺ کو غلبہ دیا اور آپ ﷺ کے دشمن شکست کھا کر بھاگے اور قتل ہوئے۔''

جناب ابوطالب کا نذرانہ محبت:

مشرکین مکہ کی مخالفت پر آپ ﷺ کے چچا ابوطالب نے آپ ﷺ کو اپنی حمایت وتعاون کا یقین دلاتے ہوئے یہ اشعار کہے۔

وَاللّٰہِ لَنْ یَّصِلُوْا اِلَیْکَ بِجَمْعِھِمْ ۔۔۔ حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنَا
فَاصْدَعْ بِاَمْرِکَ مَا عَلَیْکَ غَضَاضَۃٌ ۔۔۔ وَ ابْشِرْ بِذَاکَ وَ قَرَّ مِنْکَ عُیُوْنَا
وَ دَعَوْتَنِیْ وَ زَعَمْتَ اِنَّکَ نَاصِحِیْ ۔۔۔ وَ لَقَدْ صَدَقْتَ وَ کُنْتَ ثَمَّ اَمِیْنَا
وَ عَرَضْتَ دِیْنًا لَا مَحَالَۃَ اَنَّہٗ ۔۔۔ مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْنَا

(ابوطالب بن عبدالمطلب، بحوالہ عہد رسالتمآب ﷺ میں نعت: ۷۳)

ترجمہ: ''اللہ کی قسم وہ اپنی جمعیت کے ساتھ تجھ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک میری پیٹھ قبر کی مٹی سے نہ لگ جائے (یعنی جب تک میں زندہ ہوں) تجھ پر کوئی تنگی نہیں۔ جا اپنی دعوت عام کر، خوش رہ اور کام سے آنکھیں ٹھنڈی کر تو نے مجھے ایک خیر خواہ کی حیثیت سے دعوت حق دی ہے۔ تو نے سچ کہا تو ہمیشہ سے امانتدار ہے، جو دین تو نے پیش کیا لامحالہ وہ دنیا کے تمام ادیان سے بہترین دین ہے۔''

جناب ابوطالب کے کچھ اشعار سیرت ابن ہشام میں اس طرح ہیں۔

کَذَبْتُمْ وَ بَیْتِ اللّٰہِ نُبْزٰی مُحَمَّدًا ۔۔۔ وَلَمَّا نُطَاعِنْ دُوْنَہٗ وَ نُنَاضِلِ
وَ نُسْلِمُہٗ حَتّٰی نُصَرَّعَ حَوْلَہٗ ۔۔۔ وَ نَذْھَلَ عَنْ اَبْنَائِنَا وَ الْحَلَائِلِ
فَدَیْتُ بِنَفْسِیْ دُوْنَہٗ وَ حَمَیْتُہٗ! ۔۔۔ وَ دَافَعْتُ عَنْہُ بِالذُّرٰی وَ الْکَلَاکِلِ

(ابوطالب بن عبدالمطلب، بحوالہ سیرت ابن ہشام)

ترجمہ: ''اللہ کی قسم یہ بھی غلط ہے کہ ہم محمد ﷺ کے بارے میں تم سے دب جائیں گے۔ ابھی تو ہم نے آپ کی حفاظت میں نیزہ زنی کی ہے نہ ہی تیر اندازی۔ ہم آپ کی حفاظت اور سلامتی کی خاطر اطراف میں بچھ جائیں گے اور اپنے اہل وعیال، بیوی بچوں

سے غافل ہو جائیں گے۔ میں نے آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے اپنی جان فدا کر دی ہے اور آپ ﷺ کی حمایت میں پیٹھ کی انتہائی بلندی اور سینے کے بڑے حصے سے لے کر میدان میں نکل آیا ہوں (یعنی اپنے تمام اعضاء و جوارح آپ ﷺ کی حفاظت و حمایت کے لیے وقف کر دیے ہیں۔)

یہ سلسلہ تصوف و روحانیت کے عظیم راہنما کی ایک رباعی پہ ختم کیا جاتا ہے۔

؎ أَلَا بِأَبِيْ مَنْ كَانَ مَلِكًا وَّ سَيِّدًا ۔۔۔ وَ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَ الطِّيْنِ وَاقِفٌ

فَذَاكَ رَسُوْلُ الْاَبْطَحِيُّ مُحَمَّدٌ ۔۔۔ لَهٗ فِي الْعُلَا مَجْدٌ تَلِيْدٌ وَ طَارِفٌ

(ابن العربی ابوبکر محی الدین)

ترجمہ: ''سنو میرے ماں باپ قربان، وہ فرمانروا اور سردار کون تھا جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہی رسولِ ابطحی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کو رفعت میں ہر شرف حاصل ہے، قدیم بھی جدید بھی۔''

----***----

نعت شریف نمبر (۳۵)

(۱) راہِ عرفاں سے جو ہم نادیدہ رُو محرم نہیں
مُصطفےٰ ہے مسندِ ارشاد پر کچھ غم نہیں

(۲) ہوں مسلماں گرچہ ناقص ہی سہی اے کاملو
ماہیت پانی کی آخریم سے نم میں کم نہیں

(۳) غنچے مَآ اَوْحٰی کے جو چٹکے دَنٰی کے باغ میں
بُلبُلِ سدرہ تک ان کی بُو سے بھی محرم نہیں

(۴) ان میں زمزم ہے کہ تھم تھم اس میں جم جم ہے کہ بیش
کثرتِ کوثر میں زمزم کی طرح کم کم نہیں

(۵) پنجہء مہرِ عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے
چشمہء خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں

(۶) ایسا اُمی کس لیے منت کشِ اُستاذ ہو
کیا کفایت اس کو اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ نہیں

(۷) اُوس مہرِ حشر پر پڑ جائے پیاسو تو سہی
اس گُلِ خنداں کا رونا گریہء شبنم نہیں

(۸) ہے انہیں کے دم قدم سے باغِ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

(۹) سایہء دیوار و خاکِ درہو یا رب اور رضا
خواہشِ دیہیمِ قیصر شوقِ تختِ جم نہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

* عرفاں — معرفت، واقفیت * نادیدہ — نہ دیکھا ہوا * رو — چہرہ * محرم — واقف * مسند ارشاد — ہدایت کی گدی * ناقص — نامکمل * کاملو — مکمل * ماہیت — حقیقت، اصلیت * یم — دریا، سمندر * نم — تری۔ * غنچے — کلیاں * مَآ اَوْحٰی — جو اللہ نے وحی کی (معراج کی رات) * چٹکے — کھلے * دَنٰی — قریب ہوا، نزدیکی * بلبل سدرہ — جبریل امین * بو — خوشبو * محرم — واقف کار * زمزم — تھم تھم (سریانی زبان کا لفظ ہے) * جم جم — زیادہ زیادہ * بیش — بہت * کثرت — بہت زیادہ * کوثر — بہت ہی زیادہ (حوض کوثر) * کم کم — کتنا کتنا (مقدار) * مہر عرب — عرب کا سورج * بہہ گئے — جاری ہو گئے * چشمہ خورشید — سورج کی آنکھ * امی — جو کسی استاد سے نہ پڑھا ہو * منت کش — احسان مند * کفایت — کافی * اقرا وربك الاکرم — تو پڑھ تیرا رب بہت بزرگی والا ہے * اوس — شبنم * مہر حشر — محشر کا سورج * گل خنداں — کھلا ہوا پھول * گریہ — رونا * باغ عالم — دنیا کا باغ * بہار — پھول کھلنے کا موسم * سایہ دیوار — دیوار کی چھاؤں * خاک در — دروازے کی مٹی * دیہیم — شاہی تاج * قیصر — شاہ روم * تخت جم — ایرانی بادشاہ جمشید کا تخت، (جم جمشید کا مخفف ہے)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) ہمیں اگر راہ معرفت کی سوجھ بوجھ نہیں تو کوئی پرواہ نہیں ہمارے ہی آقا تو ہدایت وارشاد کی گدی کے مالک ہیں (انك

لتهدی الی صراط مستقیم) وہ راہ بھی دکھائیں گے اور منزل تک بھی پہنچائیں گے، کاسہ بھی دیں گے گدائی بھی عطا فرمائیں گے۔

؎ یہ کیوں کیوں مجھ کو یہ عطا ہو وہ عطا ہو ۔۔۔ وہ دو کہ ہمیشہ میرے گھر بھر کا بھلا ہو

(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۲) اے امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل الایمان لوگو: اس میں شک نہیں کہ تم ایمان و دین کے لحاظ سے مجھ سے بہت آگے ہو اور اس میں بھی شک نہیں کہ میں بھی ایماندار ہوں اگرچہ ناقص و نامکمل ہی سہی اور اس میں بھی شک نہیں کہ وہی تری جو دریا اور سمندر میں ہوتی ہے کیا وہی تری معمولی نمی میں نہیں ہوتی؟ یعنی اگرچہ دریا سمندر کا پانی تو بہت زیادہ ہوتا ہے لیکن اصل مادہ (تری) کے لحاظ سے سمندر اور قطرہ برابر ہیں۔

اس شعر میں اس عقیدے کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان کی تجری (اجزاء) نہیں ہوتی اسی لیے کوئی جتنا بھی گیا گذرا مسلمان ہو اس کو آدھا یا پونا مؤمن نہیں کہہ سکتے اور جتنا بھی بلند پایہ مؤمن ہو اس کو سوایا یا ڈیوڑھا مسلمان نہیں کہہ سکتے یعنی ایمان تو برابر ہے تاہم اعمال صالحہ کی وجہ سے فضیلت میں فرق ہو جاتا ہے۔ جیسے نبوت و رسالت کے لحاظ سے انبیاء کرام و رسل عظام برابر ہیں **لانفرق بین احد من رسلہ**۔ لیکن فضیلت کے لحاظ سے فرق ہے **تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض**۔

اسی طرح عقیدۂ معتزلہ کی تردید بھی اس شعر میں ہے کہ وہ کہتے ہیں گناہ کبیرہ سے ایمان ختم ہو جاتا ہے لہٰذا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور ان کا بھی رد ہو گیا جو کہتے ہیں گناہ کرنے سے بندہ مومن نہیں رہتا لیکن کافر بھی نہیں ہوتا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم علیہ السلام کو معراج کی رات جو اپنا خصوصی قرب عطا فرمایا (**ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین اوادنی**۔ القرآن۔ **ثم دنی الجبار رب العزۃ**۔ بخاری) اور آپ کو خصوصی وحی سے نوازا (**فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحی**) اس وحی خاص کی کلیاں جو کھل کر پھول بنیں تو طائر سدرہ جبریل امین علیہ السلام وہ پھول تو کیا پاتے اس کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے۔

؎ میان طالب و مطلوب رمزیست ۔۔۔ کراماً کاتبیں راہم خبر نیست

(۴) زمزم شریف (جو پانی اسماعیل علیہ کے پاؤں کی ٹھوکر سے نکلا اور آج تک نکل رہا ہے) ایسا پانی ہے جس میں زمزم (رک جا رک جا) کا اثر ہے (اگر حضرت ہاجرہ ایسا نہ کہتیں تو یہ پانی سمندر کی طرح ہو جاتا اور پوری دنیا کو سیراب کر دیتا) جبکہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے محبوب کو حوض کوثر عطا فرمایا ہے اس میں کثرت ہی کثرت ہے کم یا رک جا رک جا کا نام و نشان بھی نہیں ہے اور اس کو بار بار پینے کی ضرورت نہیں ہو گی جو خوش نصیب ایک دفعہ پی لے گا **لایظما بعدہ ابدا**۔ پھر کبھی اس کو پیاس نہ لگے گی۔

پھر اسماعیل علیہ السلام کو تو زمزم ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ملا ہے اور میرے آقا کو حوض کوثر بے مانگے عطا ہوا ہے لہٰذا زمزم والے پیارے اسماعیل علیہ السلام ساقی کوثر اور مالک کوثر علیہ السلام کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کا ایک شعر جو حدائق بخشش کے کسی نسخہ میں تو نہیں ہے لیکن علماء اس کو اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب فرماتے ہیں اور دل بھی مانتا ہے کہ یہ شعر اعلیٰ حضرت کا ہی ہے اور اسی نعت کا بلکہ نمبر ۴ کے بعد ہی ہونا چاہیے وہ شعر یہ ہے۔

؎ اُن کو بے مانگے ملا اِن کو رگڑ کر ایڑیاں ۔۔۔ مالکِ کوثر کے ہمسر صاحب زمزم نہیں

گویا اوپر والے شعر نمبر ۴ میں عظیم الشان دعویٰ ہے اور اس میں اس دعویٰ کی انتہائی خوبصورت دلیل ہے۔

؎ میرے محبوب کے چرچے ہیں ماہ پاروں کی دنیا میں

(عبدالروف لوتھر نے انگریزی زبان میں کہا)

What shall I say my master, God's mercy personified,
The prophet of Bat-ha, Divine Messenger, Bearer of the Qur'an
Friend of the sinners, Saqi of Kauthar,
Intercessor on the Day of Judgment,
Leader of prophet's last of apostles, guide of all times.

جس کا ترجمہ اُردو اشعار میں یوں کیا گیا۔

ـــ مرے آقا کا کیا کہنا سراپا رحمت یزداں ‏ رسول ابطحی ، پیغمبر حق ، صاحب قرآں
انیس المذنبین ، ساقیٔ کوثر ، شافع محشر ‏ امام الانبیاء ، ختم رسالت ، ہادیٔ دوراں
(ارمغان جمیل از جمیل نقوی)

(۵) حدیبیہ کے میدان میں پندرہ سو افراد اور ان کی سواریاں عرب کے آفتاب عالمتاب امام الانبیاء علیہ السلام کی انگلیوں سے نکلنے والے پانی کے دریاؤں سے سیراب ہو گئے۔

ـــ انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ‏ ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

یہ آسمان کا سورج بھی تو تجھے کی شکل کا ہے اس کو کیا ہو گیا ہے اس میں تو نام کی تری بھی نہیں ہے۔

دو سورج:

شاید اس لیے کہ یہ (آسمانوں والا سورج) صرف زمین کے لیے ہے اور وہ (سراجا منیرا علیہ الصلوۃ والسلام) عالمین کے لیے ہے۔(وما ارسلنک الا رحمة للعالمین) یہ سورج کائنات کے گرد گھومتا ہے۔جبکہ اس سورج کے گرد کائنات گھومتی ہے یہ سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے جبکہ وہ سورج عرش بریں سے طلوع کرتا ہے۔(انا من نور اللہ و کل الخلائق من نوری) یہ سورج شاموں شام غروب ہو جاتا ہے جبکہ وہ سورج ہمیشہ عروج پہ رہتا ہے۔(وللاخرة خیر لك من الاولیٰ) یہ سورج چلتا ہے تو نیچے کو آتا ہے جبکہ وہ سورج اتنا اوپر جاتا ہے کہ ماسوی اللہ (ہرشی) پیچھے رہ جاتی ہے کیونکہ وہ آفتاب فلک ہے اور یہ مہر عرب ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

ـــ ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے ‏ خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹل گئے

یہ سورج اپنی روشنی و تپش سے جلا دیتا ہے جبکہ وہ سورج اپنی روشنی (نور) سے جلا دیتا ہے (لما یحییکم) یہ سورج جان کو زندہ رکھتا ہے جبکہ وہ سورج ایمان کو زندہ رکھتا ہے۔اس سورج کی روشنی ناگوار ہوتی ہے اس سورج کی روشنی خوشگوار ہوتی ہے۔یہ سورج اشارے سے واپس آنے والا ہے جبکہ وہ سورج اس سورج کو اشارے سے (ڈوب جانے کے بعد) واپس بلانے والا ہے یہ سورج کیا ہے؟ منبعِ ضیاء ہے اور وہ سورج کیا ہے وجود مصطفی ہے۔(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کیا خوب کہا۔

ـــ لنا شمس وللا فاق شمس ‏ و شمسی فوق من شمس السماء

و شمس الناس تطلع بعد فجر　　و شمس تطلع بعد العشاء

شاہ عبداللطیف بھٹائی سندھی زبان میں فرماتے ہیں

پون پیٹ بسم اللہ چئی ، راہ جھکی تیی رند
اپون گھٹی ادب سین دتی حورون تیرت حند
سائیںء جو سوگند ساجن سینان سھٹو

ترجمہ: ''خدا کی قسم کہ ساجن یعنی حضور پاک ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ وہ جب چلتے ہیں تو زمین انہیں خوش آمدید کہتی ہے اور راستے ان کے قدم مبارک چومتے ہیں اور حوریں باادب ہو کر ان کے انتظار میں کھڑی ہوتی ہیں۔''

؎ زمیں ایسی کہ جس پر آسماں قربان ہو جائے　　ستارے گرد چومیں کہکشاں قربان ہو جائے
یہی سب سے بڑی انجم سعادت ہے کہ تو ان پر　　جہاں موقع میسّر ہو وہاں قربان ہو جائے

(۶) جس کو اس کا رب فرمائے اقرأ و ربك الاكرم: پڑھیے آپ کا رب بڑی عظمت و بزرگی والا ہے ایسا نبی امی کیوں کسی استاذ کے احسان کا بوجھ اُٹھاتا پھرے؟ کیا اس کو خدا کا پڑھانا کافی نہیں ہے جس نے الرحمٰن علم القرآن فرما کر اپنے محبوب کو اعلم الناس اور عالم ما كان وما يكون کر دیا۔

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت زمین پر تشریف لائیں گے تو کوئی مانع نہیں کہ وہ شریعت اسلامیہ کی تعلیم حضور علیہ السلام سے لیں۔ (الحاوی للفتاویٰ ص ۲۹ ج ۲)

؎ صدی صدی کی تواریخ آدمیت میں　　تیری مثال نہیں ، تیرا جواب نہیں
تیرے کمال مساوات کی قسم ہے مجھے　　کہ تیرے دیں سے بڑا کوئی انقلاب نہیں

(۷) اے اہلِ محشر! تسلی رکھو: میرے آقا کی گریہ وزاری اور آپ کے آنسو شبنم کی طرح تو نہیں ہیں کہ چند بوندیں ہوں اور سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ ہی خشک ہو جائیں یا بھاپ بن کر اُڑ جائیں بلکہ رو رو کے مصطفیٰ کریم ﷺ ایسے دریا بہائیں گے کہ سورج تو کیا سارا جہنم ٹھنڈا ہو جائے گا۔

؎ اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا　　رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۸) آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہان کی علت غائی اور سبب اصلی ہیں کہ آپ ہی کے وجود سے دونوں جہانوں کا وجود وابستہ ہے جب تک آپ کا نور پیدا نہ ہوا، کوئی چیز نہ پیدا ہوئی اور آپ نہیں ہوں گے تو پھر کچھ نہ رہے گا اللہ نے اعلان فرما دیا: اگر آپ نہ ہوتے تو دنیا کو پیدا نہ کرتا، اگر آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو آسمانوں کو بھی نہ بناتا ولقد خلقت الدنيا و اهلها لاعرفهم كرامتك و منزلتك۔ دنیا اور اہل دنیا کو اس لیے بنایا ہے تا کہ اے محبوب: ان کو تیرا مرتبہ اور مقام بتاؤں۔ (حاکم۔ ابن عساکر عن سلمان الفارسی) ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اگر اے محبوب! تجھے نہ پیدا کرتا ہوتا تو اپنی ربوبیت بھی ظاہر نہ کرتا۔

ایک حدیث قدسی صوفیاء نے اپنی کتب میں درج فرمائی۔

کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت محمّدا۔

اس کا ترجمہ کسی نے یوں کیا (اگرچہ ''خیال آیا'' کے الفاظ مناسب نہیں تاہم اشعار یوں ہیں۔)

؎ جب اپنے حسن کی محفل سجانے کا خیال آیا ۔۔۔ حریم ناز کے پردے اٹھانے کا خیال آیا
خدا کو نور جب اپنا دکھانے کا خیال آیا ۔۔۔ محمد کملی والے کو بنانے کا خیال آیا

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو صاف صاف فرمادیا **لو لا محمد ما غفرتك وما خلقتك** اگر میرا پیارا احمد نہ ہوتا تو نہ تجھے معاف کرتا اور نہ پیدا کرتا۔ (بیہقی)

(۹) اے میرے پیارے اللہ! تیرے اس گنہگار بندے اور تیرے نبی کے در کے گدا احمد رضا کی ایک آرزو ہے اگر تو پوری فرما دے۔ یہ نہ تو تجھ سے قیصر کا تاج مانگتا ہے اور نہ ہی اس کو تخت جمشید کا شوق ہے، اس کو تو بس اپنے محبوب کی دیوار کی چھاؤں عطا فرما دے اور حضور کے در اقدس کی تھوڑی خاک عطا کر دے۔ تے فیر بھاویں جان کڈھ لیں

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آرزو ان لفظوں میں بیان کی۔

؎ صبا بسوئے مدینہ روکن ازیں دعا گو سلام برخواں ۔۔۔ بگرد شاہ مدینہ گردو بصد تضرع پیام برخواں
بہ گو زمن صورت مثالی، نماز بگوار اندر آنجا ۔۔۔ بہ لحن خوش سورۂ محمد تمام اندر قیام برخواں
بنہ بچندیں ادب طرازی، سر ارادت بخاک آں کو ۔۔۔ صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخواں
بہ باب رحمت گہے گزر کن، بہ باب جبریل گہ جبیں سا ۔۔۔ سلام متی علی النبی گہے بہ باب السلام برخواں
بہ لحن داؤد ہمنوا شو، بہ نالہ درد آشنا شو ۔۔۔ بہ بزم پیغمبر ایں غزل را، ز عبد عاجز نظام برخواں

---- *** ----

نعت شریف نمبر (۳۶)

(۱) وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

(۲) دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانیِ دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک ''نہیں'' کہ وہ ہاں نہیں

(۳) میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

(۴) بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مَفَرّ مَقَرّ
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

(۵) کرے مصطفٰی کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں!
کیا میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں، ارے ہاں نہیں

(۶) تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فُصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

(۷) وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس و اُمید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

(۸) یہ نہیں کہ خُلد نہ ہو نِکو وہ نکوئی کی بھی ہے آبرو
مگر اے مدینہ کی آرزو جسے چاہے تو وہ سماں نہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

* نَقص نون کے فتح کے ساتھ – عیب، کمی، کھوٹ * خار – کانٹا * امانی – آرام، سکون یا عربی ہے جمع امنیۃ کی بمعنی آرزو، خواہش قرآن پاک میں ہے الا اَمَانِیَّ * نثار – قربان * سخن – بات، کلام * سخن ۲ – اعتراض * بخدا – خدا کی

قسم * مفر۔ بھاگنے کی جگہ * مقر۔ جائے پناہ (مفر مقر دونوں اسم ظرف کے صیغے ہیں) * اہانتیں۔ توہینیں، گستاخیاں * کھلے بندوں۔ علی الاعلان * جرأتیں۔ بہادریاں * دبے لچے۔ شرمائے ہوئے، ڈرے ہوئے * فصحا۔ جمع فصیح کی بمعنی خوش گفتار و زبان دان، اچھی اور عمدہ گفتگو کرنے والا * شرف۔ بزرگی * قطع۔ کاٹنا * نسبتیں۔ تعلقات * یاس۔ ناامیدی * خلد۔ جنت * نکو، نکوئی۔ بھلائی، بہتری * آبرو۔ عزت * سماں۔ برابر یا موقع۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کمال کا حسن عطا فرمایا ہے کہ آپ کے حسن میں عیب تو کیا عیب کا گمان بھی نہیں ہوسکتا، دنیا کا کونسا وہ پھول ہے۔ جس کے ساتھ کانٹا نہ ہو مگر مدینے کا پھول ہر قسم کے کانٹے سے محفوظ اور ہر طرح کا کانٹا آپ سے دور ہے اور ہر شمع کے ساتھ دھوئیں کا ہونا لازم ہے لیکن آپ ایسی شمع رسالت ہیں کہ جہاں دھوئیں کا نام ونشان تک نہیں ہے۔

اس شعر میں حضور علیہ السلام کے حسن کی رعنائیوں کو بیان کیا گیا ہے۔ جس کو صحابہ کرام یوں بیان کرتے لم ار قبلہ و لا بعدہ مثلہ (مشکوۃ) آپ جیسا حسین وجمیل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد کوئی دیکھا جا سکتا ہے۔ آپ نے خود کئی مواقع پہ فرمایا لست مثلکم۔ لست کھیئتکم۔ ایکم مثلی۔ تم میں کون میری طرح کا ہوسکتا ہے اور جبریل امیں نے یوں عرض کیا۔

؎ آفاق ھا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

مدینہ کی بچیوں نے چودھویں کا چاند کہا، اور حضرت حسان بن ثابت نے یوں کہا۔

؎ الصبح بدامن طلعتہ والليل دجیٰ من و فرتہ
فمحمد نا ھو سیدنا فالعزلنا لا جابتہ (دیوان حسان)

جس کا مفہوم اعلیٰ حضرت کے برادر اصغر مولانا حسن رضا نے یوں بیان کیا۔

؎ ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا یوسف کو تیرا طالب دیدار بنایا
کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر کونین کی خاطر تجھے سرکار بنایا
للہ! کرم میرے بھی ویرانہء دل پر صحرا کو تیرے حسن نے گلزار بنایا (ذوق نعت)

اور قطب عالم تاجدار گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے مزید آسان کر دیا۔

؎ سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

مولانا محمد بشیر صاحب سلطان الواعظین، اس شعر کی شرح میں لکھتے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ (پ۳ ع۹)

وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے۔

یعنی وہ ارحام میں جس طرح خود چاہے تمہاری شکل وصورت بناتا ہے۔ چنانچہ اس نے کسی کو خوبصورت بنایا کسی کو ایسا نہ بنایا۔ کوئی پستہ قد ہے تو کوئی دراز قد۔ کسی کا رنگ گورا ہے تو کسی کا کالا۔ کوئی بینا ہے تو کوئی اندھا ہے یا کانا، کوئی گونگا ہے تو کوئی بہرہ خدا جسے چاہے جیسا بنائے یہ اس کی اپنی مرضی ہے اور اس نے جس کو بھی جیسا بنایا ٹھیک بنایا۔

تو یہ عام مخلوق کے لیے مگر اب آیئے اس کے محبوب حضور سید المرسلین ﷺ کی طرف اور دیکھیے اللہ نے اپنے محبوب کو کیسے بنایا؟ کیا اسی عام دستور کے مطابق یعنی "کَیْفَ یَشَآءُ" یا اپنے محبوب کے لیے کوئی اور انداز اختیار فرمایا؟ اس کا جواب حضور ﷺ نے درباری شاعر حضرت حسان رضی اللہ عنہ دیتے ہیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا حسن و جمال ملاحظہ کر کے حضور کو مخاطب کر کے یوں عرض کیا۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ ۔۔۔ وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ ۔۔۔ کَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

یعنی یارسول اللہ! آپ سے زیادہ حسین وجمیل میری آنکھ نے کسی کو نہیں دیکھا۔ اور دیکھتا بھی کیسے جب کہ آپ سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ میرے آقا! آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے ہیں۔ گویا آپ اپنی مرضی کے مطابق جیسا آپ نے خود چاہا ویسا ہی خدا نے آپ کو بنا دیا۔

یہ حقیقت حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے کہ یہ عوام کے لیے ہے کہ جیسے خدا چاہے انہیں بنا دے۔ حضور کے لیے یہ بات نہیں۔ بلکہ اللہ نے جب محبوب کو پیدا فرمایا تو محبوب کو محبوب کی مرضی کے مطابق بنایا۔ محبوب سے پوچھ کر بنایا، جیسے محبوب نے چاہا ویسے ہی محبوب کو بنایا۔ اور چونکہ محبوب یہ کبھی نہیں چاہتا کہ اس میں کوئی عیب ہو۔ اس لئے حضور ﷺ جب اپنے چاہنے کے مطابق پیدا کیے گئے ہیں۔ تو لازماً آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے ہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اس ایمان افروز بیان کے پیش نظر ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ ہمارے حضور ﷺ جو محبوب خدا ہیں۔ ہر عیب ونقص سے پاک ومبرا ہیں۔ بے عیب خالق نے اپنے محبوب کو بھی بے عیب بنایا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

جنگ اُحد میں حضور ﷺ کا جو دانت مبارک شہید ہوا۔ یہ شبہ نہ کیا جائے۔ کہ حضور کا پورا دانت ٹوٹا اور منہ مبارک سے نکل آیا۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں پورا دانت اگر منہ سے نکل آئے۔ تو حسن وجمال میں نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ اور حضور جب ہر نقص سے پاک ہیں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ حضور کا پورا دانت مبارک ٹوٹ کر منہ سے نکل آتا۔ محدثین کرام نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ حضور کے ایک دانت کے کنارے کو ضرب آئی۔ اور اس کا تھوڑا سا کنارا ٹوٹا۔ جوہری ہیرے کو گھڑتے ہیں۔ تو ہیرا اور بھی زیادہ خوبصورت اور قیمتی ہو جاتا ہے۔ دانت مبارک کا کنارہ ٹوٹنے سے وہ دانت اور بھی زیادہ خوبصورت ہو گیا۔ پتھر لگنے سے حضور کا لب مبارک زخمی ہوا۔ اور اس سے خون مبارک بہا۔ دانت بذاتہٖ محفوظاً اپنے مقام پر رہا۔ نکلا نہیں۔ کیونکہ آپ ہر عیب ونقص سے پاک ہیں۔ بخاری شریف کی جلد دوم کے صفحہ ۵۸۲ کے حاشیہ پر یہ تشریح موجود ہے۔ کہ دانت مبارک کا صرف تھوڑا سا کنارہ ٹوٹا۔ اور دانت محفوظ رہا۔ تا کہ حضور کے حسن وجمال کی آب وتاب میں کوئی فرق نہ پڑے۔

کان لعل کرامت

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے حضور ﷺ سرتاپا بے عیب ہیں اور آپ کے کسی عضو شریف میں بھی کوئی عیب نہیں۔ کان کا عیب یہ ہے کہ وہ دور کی آواز نہ سنے۔ چونکہ حضور کے کان مبارک بھی بے عیب تھے۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ حضور کے کان دور کی آواز بھی سن لیتے ہیں۔ چنانچہ خود حضور ﷺ فرماتے ہیں:

اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۵۵ مشکوٰۃ شریف ص ۴۴۹)

میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

اس حدیث پاک میں خود حضور نے فرمادیا کہ جن آوازوں کو تم نہیں سن سکتے۔ میں سن لیتا ہوں۔

پنگھوڑے میں چاند سے بات چیت:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور سے عرض کی۔ یارسول اللہ! میرے اسلام لانے کا باعث آپ کے بچپن کا ایک معجزہ ہوا۔

رَاَیْتُکَ فِی الْمَھْدِ تُنَاغِی الْقَمَرَ وَتُشِیْرُ اِلَیْہِ بِاِصْبَعِکَ فَحَیْثُ اَشَرْتَ اِلَیْہِ مَالَ۔

میں نے آپ کو پنگھوڑے میں چاند سے باتیں کرتے ہوا دیکھا۔ آپ جس طرف اپنی انگلی کا اشارہ فرماتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنِّیْ کُنْتُ اُحَدِّثُہٗ وَیُحَدِّثُنِیْ وَیُلْھِیْنِیْ عَنِ الْبُکَآءِ وَ اَسْمَعُ وَجْبَتَہٗ حِیْنَ یَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ۔

ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا اور میں اس کے گرنے کا دھماکہ سنتا تھا جب وہ زیرِ عرش سجدے میں گرتا۔ (الامن والعلیٰ ص ۱۱۷۔ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۵۳)

یہ حضور ﷺ کے بچپن کا واقعہ ہے بچپن میں بھی آپ کی قوت سامعہ کا یہ عالم تھا کہ چاند کے زیر عرش سجدہ کرنے کی آواز سن لیتے تھے۔ عرش زمین سے کھربوں میل دور ہے بلکہ اللہ ہی جانے کس قدر دور ہے۔ پھر جو کان بچپن میں عرش تک کی آواز سن لیتے ہیں۔ وہ ظہورِ نبوت کے بعد فرش پر کی ہزار دو ہزار میل کی آواز کیوں نہیں سن سکتے سچ فرمایا اعلیٰ حضرت نے

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان — کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

چشمانِ مبارک:

اوپر کی حدیث آپ نے پڑھی، حضور نے فرمایا ہے۔ "میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔" حضور ﷺ کی مبارک آنکھیں بھی بے عیب ہیں جن چیزوں کو ہم نہیں دیکھ سکتے حضور دیکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو میرے لیے اٹھایا۔

فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔ (مواہب لدنیہ ص۱۹۳ جلد۲)

پس میں اُسے اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے سب کچھ دیکھ رہا ہوں ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اس اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۰۴)

اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے صحابہ سے فرمایا، نماز میں کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ امامت کے دوران میں آگے ہی دیکھتا ہوں۔

فَوَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ۔ (بخاری شریف ص۵۹ ج۱)

قسم اللہ کی تمہارے سجدے اور رکوع مجھ سے مخفی نہیں رہتے میں تمہیں پیٹھ پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۶۹)

قسم ہے اللہ کی میں جیسے سامنے دیکھتا ہوں ویسے ہی پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

لطیفہ:

مولانا ابو النور لکھتے ہیں ایک بار یہ حدیث میں نے پسرور ضلع سیالکوٹ کے ایک جلسہ میں سنائی تو بعد تقریر کے ایک منکر تعجب سے کہنے لگا۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی آگے بھی دیکھے اور پیچھے بھی۔ میں نے کہا یہ "کوئی" کی بات نہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے میں نے کہا جب حضور خود فرما رہے ہیں۔ پھر ایک مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ انکار کرے۔ تاہم تمہیں سمجھانے کے لئے میں بتاتا ہوں۔ ایسے ہو سکتا ہے۔ دیکھو بس کا ڈرائیور آگے بھی دیکھتا ہے اور پیچھے بھی۔ وہ بولا۔ اس کے سامنے تو آئینہ لگا ہوتا ہے۔ میں نے کہا اور جس کے سامنے نبوت کا آئینہ لگا ہو؟ وہ کیوں نہ آگے بھی دیکھتا ہوگا اور پیچھے بھی۔

الغرض اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے مذکورہ بالا شعر میں اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ دنیا کی حسین وجمیل چیزوں میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور نظر آتا ہے۔ چاند باوجود اپنے حسن وجمال کے ایک سیاہ دھبہ رکھتا ہے۔ پھول اپنے حسن ولطافت کے ساتھ کانٹا بھی رکھتا ہے۔ شمع اپنے نور وروشنی کے ساتھ ساتھ دھواں بھی رکھتی ہے۔ مگر اللہ رے حسن وجمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہی ایک حسن کامل ہے جس میں کسی عیب ونقص کا گمان تک نہیں۔

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں

دوسرے پھول تو خار رکھتے ہیں۔ مگر حسن مصطفےٰ ایک ایسا پھول ہے جس میں خار نہیں شمع دھواں رکھتی ہے مگر حسن مصطفےٰ

ایک ایسی نورانی شمع ہے۔ جس میں دھوئیں کا نشان تک نہیں۔

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

(۲) دونوں جہانوں کی بھلائیاں، دنیا و آخرت کا آرام و سکون، دل و جان کی تمناؤں کا پورا ہونا، بھلا بتاؤ تو سہی: کوئی نعمت ہے جو سرکار کے قدموں سے نہیں ملتی ہاں مگر ایک شئی ہے کہ جو یہاں نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی کو آپ نے کبھی بھی "نہیں" نہ فرمایا کہ کسی نے کچھ مانگا ہو اور آپ نے فرمایا ہو کہ میرے پاس نہیں ہے۔ (سوائے کلمہ شریف میں لا پڑھنے کے)

یہ شعر اس حدیث کی طرف اشارہ کر رہا ہے جس میں ہے کہ آپ نے کبھی کسی سائل کو "لا" بمعنی نہیں نہ فرمایا۔ صحابہ کرام ہر قسم کی حاجات کے لیے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں رجوع کرتے اور حضور علیہ السلام اللہ کی بارگاہ سے ان کی حاجات پوری کروا دیتے۔ طلب باراں ہو یا کوئی اور ضرورت ہو۔ کیونکہ اس وقت ابھی یہ عقیدہ ایجاد نہیں ہوا تھا کہ اللہ سب کی سنتا ہے۔ لہٰذا نبی کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟

دو عالم کا مددگار آ گیا ہے امیں آ گیا، غمگسار آ گیا ہے
غریبوں کی جاں کو، یتیموں کے دل کو سکوں ہو گیا ہے، قرار آ گیا ہے

(احسان دانش بحوالہ مدح رسول از راجہ رشید محمود: ۳۳)

(۳) اے میرے جوامع الکلم والے پیارے آقا۔ دنیا میں زبان دانی اور قادر الکلامی کا ملکہ تو بہت سارے لوگوں کو ملا ہے لیکن میں آپ کے کلام پہ کیوں نہ قربان ہو جاؤں کیونکہ آپ کی ہر بات ہی بے مثال لاجواب اور باکمال ہے، جہاں آپ بول گئے وہاں بڑے بڑوں نے سر تسلیم خم کر لیا اور کسی کو اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہی اور آپ کا بیان ایسا بیان ہے کہ کوئی اس کو کیا بیان کرے بس

میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

جس کی بات کی قسمیں خدا اُٹھائے وقیلہ یا رب ان ھؤلاء قوم لا یعلمون۔ جو خدا کی مرضی کے بغیر نہ بولے وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ اس کے حسن بیان کو خدا ہی بیان کرے تو کرے بندہ کیا کرے۔ یہی کرے کہ

چپ کر مہر علی ایتھے جائیں بولن دی

(۴) قسم اللہ کی یہ بات بہت پکی ہے کہ خدا کا دروازہ وہی ہے جو مصطفیٰ کا دروازہ ہے حضور علیہ السلام کی بارگاہ کے علاوہ کہیں امن و قرار نصیب ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی آپ کی بارگاہ کے علاوہ کوئی جائے پناہ ہے اللہ تعالیٰ کا ہر حکم، نعمت پہلے حضور ہی کے پاس آتی ہے پھر حضور اس کو مخلوق میں تقسیم فرماتے ہیں۔ اور اگر کسی کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ سے کچھ نہیں ملا تو سمجھ لے کہ اس کے لئے خدا کی بارگاہ میں بھی کچھ نہیں ہے۔

آیات قرآنیہ ولو انھم اذظلموا انفسھم اور اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ سے مذکورہ عقیدہ بخوبی عیاں ہے۔

نعیم سیاہ کار پر بھی کرم ہو دو عالم کو دولت عطا کرنے والے

(سید نعیم الدین مراد آبادی)

(۵) یہ عجیب مسلمانی ہے کہ حضور نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی محبت عین ایمان بلکہ ایمان کی بھی جان ...

میں گستاخیاں بھی بکتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کیا ہم محمدی نہیں ہیں؟ تو سن لے او کمینے! ہاں تو نہ محمدی ہے نہ مسلمان ہے تو کالانعام بل هم اضل ہے۔ کیونکہ

وتعزروہ وتوقروہ ۔ لا تقدموا بین یدالله ورسوله۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ۔قرآن پاک کی آیات طیبات اور لایومن احد کم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین حدیث پاک تیرے ایمان کی مکمل طور پر نفی کر رہی ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے — اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی — خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمد ﷺ کی محبت آن ملت شان ملت ہے — محمد ﷺ کی محبت روح ملت جان ملت ہے
محمد ﷺ کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے — یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
محمد ﷺ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا — پدر، مادر، برادر، مال، جاں، اولاد سے پیارا

(ماہنامہ اسلام: حفیظ جالندھری)

(۶) بڑے بڑے زبان دان فصیح و بلیغ جن پر خطابت وشاعری بھی ناز کرتی تھی۔ میرے آقا کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں ایسا لگتا ہے کہ منہ میں زبان ہے ہی نہیں، بلکہ یوں لگتا ہے کہ جسم میں جان ہی نہیں ہے۔

اور آپ کا کلام سن کر ہزار دشمنی کے باوجود ان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے والله سمعت قول الکهنة وقول الشعراء فما سمعت مثل هولاء الکلمات۔ (مسلم شریف)

اس طرح کا کلام نہ کوئی شاعر کر سکتا ہے اور نہ کوئی کاہن۔ بلکہ یہ رب کے رسول کی شان ہی ہو سکتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا۔ انا افصح العرب بعثت بجوامع الکلم ۔میں سب سے فصیح و بلیغ عربی ہوں اور جامع کلمات دیکر بھیجا گیا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! میں عرب کے تمام شہروں میں پھرا ہوں مگر آپ جیسا فصیح و بلیغ کوئی نہ دیکھا فرمایا ایسا کیوں نہ ہو ادبنی ربی میرے رب نے مجھے سکھایا ہے (خصائص ص ۶۳ ج ۱، زرقانی علی المواہب ص ۱۰۱ ج ۳)

ایک روایت میں ہے ادبنی ربی فاحسن تادیبی ۔میرے رب نے مجھے بڑے حسین انداز میں ادب (کلام وبیان) سکھایا۔

مرزا غالب نے کیا خوب کہا۔

حق جلوه گر ز طرز بیان محمد ﷺ است — آرے کلام حق بہ زبان محمد ﷺ است

صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ حضور ہمیں وعظ فرماتے تو ہماری آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتیں و جلت منها القلوب (ترمذی) دل دہل جاتے۔ بخاری شریف میں ہے صاح المسلمون صیحة مسلمانوں کی چیخیں بلند ہوتیں۔

(۷) اپنی عظمت وشان کے اعتبار سے کسی کو بھی حضور علیہ السلام سے کیا نسبت ہو سکتی ہے یہ تو آپ کا کرم ہے کہ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسهم ۔کہ وہ ایمان والوں کی جانوں سے بھی ان کے زیادہ قریب ہیں لہٰذا مایوسیوں سے کہو کہ آقا کے دامن

رحمت میں تمہارے لیے کوئی جگہ نہیں ہے کیونکہ وہ سراپا رحمت ہیں اور حکم الٰہی ہے لاتقنطو امن رحمة الله۔ اور جو آپ کی رحمت کے امیدوار ہیں ان سے کہا کہ ان کا کرم کسی کو محروم نہیں کرے گا۔ اپنی امیدیں ان سے وابستہ رکھو کہ آپ اللہ کی رحمت ہیں اور اللہ نے رحمت سے ناامید نہ ہونے کا حکم دیا ہے۔

ے سلام اس ذات اقدس پر کہ حامی ہے یتیموں کا　　سلام اس جان اطہر پر، جو والی ہے غریبوں کا
سلام اس پر غلاموں کو عطا کی جس نے سلطانی　　سکھائے جس نے مظلوموں کو انداز جہاں بانی

(حافظ لدھیانوی بحوالہ مدح رسول از راجہ رشید محمود: ۲۳)

(۸) میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ کیوں جنت خوبصورت نہیں۔ بلکہ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ جنت کا حسن بھی اسی در کی خیرات ہے لیکن اے آرزوئے مدینہ جس کے سینے میں تو بس جائے اس کا مقام کیا ہوگا یہ خود جنت سے ہی پوچھ لو بھلا جنت اس سینے کی برابری کیسے کر سکتی ہے جس سینے کو طیبہ کی آرزو نے مدینہ بنا دیا ہے۔

ے نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا　　بہت مدت سے چرچے ہیں ترے باریک بینوں میں

(بانگ درا از علامہ محمد اقبال: ۷۳)

ے حسن یوسف پر زلیخا مٹ گئیں　　آپ پر اللہ پیارا ہو گیا
دیکھ کر ان کا فروغ حسن پا　　مہر ذرہ چاند تارا ہو گیا

(ذوق نعت از مولانا حسن رضا خاں بریلوی: ۱۷)

ہمارے ایک عالم اور شعلہ بیان خطیب کہا کرتے تھے کہ ایک جنت خدا نے بنائی جنت تجری من تحتها الانهر۔ ایک جنت مصطفیٰ نے بنائی مابین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنته۔ اے اللہ تو نے جنت بنائی ہے تو کب دے گا فرمایا پہلے جان لوں گا پھر حساب لوں گا اگر کامیاب ہو گا تو جنت ملے گی مدینہ شریف سے آواز آئی اومیرے امتی ادھر آ میرے پاس جنت لے لے نہ جان نہ حساب۔

ے جس کا بھری دنیا میں کوئی بھی نہیں والی　　اس کو بھی میرے آقا سینے سے لگاتے ہیں

(۹) ہے انہیں کے نور سے سب عیاں ہے انہیں کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابش مہر سے رہے پیش مہر یہ جاں نہیں

(۱۰) وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

(۱۱) وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

(۱۲) سر عرش پہ ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

(۱۳) کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

(۱۴) ترا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

(۱۵) نہیں جس کے رنگ کا دوسرا نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہوا
کہو اس کو گل کہے کیا کوئی کہ گلوں کا ڈھیر کہاں نہیں

(۱۶) کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

* عیاں – ظاہر * جلوہ – چمک * نہاں – پوشیدہ * تابش – سورج کی روشنی * پیش – سامنے * جاں – طاقت، تاب * ظل – پرتو، سایہ * زماں – زمانہ، جہاں * لامکاں – جس پر جگہ اور مکان کا اطلاق نہ ہو * مکیں – مکان میں رہنے والا * سر عرش – عرش کے اوپر * تخت نشیں – تخت پر بیٹھنے والا * گذر – آنا جانا * ملکوت – فرشتوں کے رہنے کی جگہ * عیاں – کھلا، ظاہر * فدا – قربان * بس – صرف * دو جہاں – دونوں جہان * نادر – کمیاب، عجیب و غریب * مثل – برابر، مانند * مثال – نظیر * ڈالیاں – شاخیں * چمن – باغ * چماں – ناز سے چلنا۔ * گلوں – گل کی جمع بمعنی پھول * ڈھیر – بہت زیادہ * مدح – تعریف * دول – دولت کی جمع اور اہل دول یعنی دولت والے * بلا – مصیبت * گدا – منگتا * کریم – کرم کرنے والا (اللہ اور رسول) * پارہ – ٹکڑا * ناں – روٹی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۹) ہمارے آقا علیہ السلام کے نور سے ہی ہر شئی کا ظہور ہوا اور آپ ہی کے نور کے سامنے ہر شئی پردۂ اخفا میں چلی جاتی ہے جیسے صبح صادق کی روشنی سورج کے نور کے سامنے چھپ جاتی ہے کیونکہ اس میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ سورج کے نور کا سامنا کر سکے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کے نور کے سامنے کوئی روشنی بھی اپنی انفرادیت قائم نہیں رکھ سکتی۔

ـــ پھوٹا جو سینۂ شب تار الست سے اس نور اولیں کا اجالا تمہی تو ہو

(۱۰) ہمارے آقا و مولیٰ ہی نور ذات باری ہیں یعنی اللہ نے اپنے نور کے پرتو سے آپ ﷺ کا نور پیدا فرمایا، سارے جہاں کو پھر آپ کے نور کے فیض سے پیدا کیا اور سارا جہاں آپ ہی کے لیے بنایا، آپ ہی کی ملکیت میں سب کچھ ہے چاہے وہ آسمان ہو کہ زمین یا کوئی بھی زمانہ۔ جب آپ محبوب خدا ٹھہرے تو مالک کونین بھی ٹھہرے کیونکہ۔

محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

سید سلیمان ندوی کا ایک شعر ہے۔

؎ نور نبوی مقتبس از نور خدا ہے بندہ کو شرف نسبت مولا سے ملا ہے

(۱۱) لامکاں بھی حضور علیہ السلام کی قیام گاہ ہے اور عرش کے اوپر نعلین سمیت جلوہ گری بھی حضور نے ہی فرمائی یہ سارے مکان حضور ہی کے ہیں کیونکہ مکان جسم و جسمانیات کے لئے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ چونکہ ان چیزوں سے پاک ہے لہٰذا اس کی ذات بابرکات مکان وغیرہ سے پاک منزہ ومبرہ ہے۔

؎ درود اس کے لئے سلام اس کے لئے کہ جس کے نور سے گھر گھر چراغ جلتا ہے

ملی ہیں مجھ کو وہ کرنیں حضور کے در سے کہ جس کو دیکھ لے سورج تو رُخ پلٹتا ہے (حسن رضوی)

(۱۲) مدینہ شریف کی گلیوں میں خراماں خراماں چلنے والے محبوب کی عرش معلی پر بھی آمد ورفت (آنا جانا) ہے اور اللہ کی مہربانی سے دلوں کے رازوں کی نہ صرف خبر رکھتے ہیں بلکہ ان کو دیکھتے بھی ہیں الغرض زمین وآسمان ہو یا مکان ولامکاں ہو کوئی ذرہ ایسا نہیں ہے جو آپ کی نگاہوں کے سامنے نہ ہو اور ہاں ہاں دیکھو تو اللہ جو صرف غیب نہیں بلکہ غیب الغیب ہے کہ ہم سے فرشتے غیب اور فرشتوں سے اللہ غائب تو جب حضور نے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا تو اور کیا آپ سے پوشیدہ رہا۔

؎ اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

حدیث شریف میں ہے فواللّٰہ لا یخفیٰ علی رکوعکم ولا خشوعکم انی لاری من وراء ظھری (بخاری ص ۱۵۳)

ایک مقام پر صحیح بخاری میں ہے انی اریٰ مالا ترون واسمع مالا تسمعون۔

سرکار کا یہ فرمانا کہ میرے سامنے تمہارا خشوع بھی مخفی نہیں "دل فرش پر ہے تیری نظر" کے عقیدے کی حقانیت کیلئے کافی ہے کیونکہ خشوع قلبی کیفیت کا نام ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

؎ اے فروغت صبح آثاروُ دہور چشم تو بینندۂ مافی الصدور

(۱۳) اے میرے پیارے نبی! میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ آپ کے نام اقدس پر جان قربان کردوں اور میرے آقا! ایک صرف جان آپ کے نام نامی پہ قربان کرنا تو آپ کے شایان شان نہیں سمجھتا میں تو چاہتا ہوں دونوں جہان اگر میرے اختیار میں ہوں تو آپ کے نام اقدس پر نثار کردوں اور اے میرے پیارے نبی! آپ کا نام مبارک تو اس قابل ہے کہ کروڑوں جہان ہوں تو اس پر نچھاور کردوں لیکن کیا کروں کروڑوں جہان تو ہیں نہیں۔

؎ سرکار ساجہاں میں نہ ہوگا نہ ہے کوئی احمد ہے اسم آپ کا اور مصطفیٰ لقب

اللہ نے خطاب نہیں نام سے کیا قرآن کی زبان پہ رہا ہے سدا لقب

جو نام لے گا آپ کا بھیجے گا وہ درود احمد ہے اگر نام توصل علی لقب (حدیث شوق)

(۱۴) یارسول اللہ! آپ کا قد انور، سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے ایسا بنا دیا ہے کہ اس کے ساتھ کسی شئے کی مثال نہیں دی جاسکتی۔

چاہے وہ باغ میں گلاب کے پودوں کی سیدھی ڈالیاں ہوں یا سرو کا سیدھا تنا اور درخت ہو یہ چیزیں آپ کے قد انور کے ساتھ مثال دیے جانے کے قابل نہیں ہیں بس۔

تو لا جواب ہے تیرا کوئی جواب نہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک نہایت ہی مناسب تھا سیدنا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ نہ تو آپ انتہائی بلند قامت تھے اور نہ ہی چھوٹے قد کے **وکان ربعة من القوم** ۔ بلکہ بہت مناسب قد کے مالک تھے ۔اس کے باوجود آپ چلنے والوں میں بلند قامت دکھائی دیتے تھے اور جب آپ لوگوں میں بیٹھتے **یکون کتفیه اعلی من جمیع الجالسین** (زرقانی ص ۳۰۰، ج ۴) تو آپ کے کندھے مبارک سب سے اونچے دکھائی دیتے۔

~ زفرق بقدم ہر کجا کہ می نگرم ۔۔۔ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

مولانا حسن رضا خاں بریلوی (برادر اصغر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت) فرماتے ہیں۔

~ تیرہ دل کو جلوۂ ماہ عرب درکار ہے ۔۔۔ چودھویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں

ان کے در کی بھیک چھوڑی سروری کے واسطے ۔۔۔ ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

(۱۵) (جبریل امین کا عقیدہ پیش کیا جا رہا ہے **قلبت مشارق الارض و مغاربها**......) اے میرے پیارے آقا! آپ ﷺ جیسا نہ کبھی کوئی پیدا ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ کیا میں آپ ﷺ کو پھول کہوں؟ مگر کیوں کہوں؟ اس لیے کہ پھولوں کے تو ڈھیروں کے ڈھیر نظر آ رہے ہیں اور آپ ﷺ جیسا ایک بھی نہیں ۔ اوہ سچا ای رب نے توڑ دتا جہدے وچ محمد نوں ڈھالیا سی۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کفار و مشرکین کو مخاطب کر کے حضور علیہ السلام کی عظمت کا دفاع کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

~ هَجَوْتَ مُحَمَّدًا اَجَبْتُ عَنْهُ ۔۔۔ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِی ذَاكَ الْجَزَاءُ

اَتَهْجُوْهُ وَلَسْتَ لَهٗ بِكُفُوْءٍ ۔۔۔ فَشَرُّ كُمَا لِخَيْرِ كُمَا فِدَاءُ

اَمَنْ يَّهْجُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ ۔۔۔ وَيَمْدَحُهٗ وَيَنْصُرُهٗ سَوَاءُ

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَتِیْ وَعِرْضِیْ ۔۔۔ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

(سیدنا حسان بن ثابت، بحوالہ سیرت ابن ہشام: ۴۲۱)

ترجمہ:

”تو نے محمد ﷺ (لائق تعریف) کی مذمت کی اور میں نے آپ ﷺ کی جانب سے اس (مذمت) کا جواب دیا اور اس کا بدلہ خدا کی طرف سے ہے۔ کیا تو محمد ﷺ کی ہجو کہتا ہے حالانکہ تیری اور ان کی کوئی مماثلت نہیں۔ (تو سراپا شر اور وہ سراپا خیر ہیں) پس تمہارے شر کو خیر کے مقابلے میں چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ شخص جو رسول خدا ﷺ کی ہجو کہے، اس شخص کی برابری کر سکتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کا مدح گو اور مددگار ہو۔ سنو! میرا باپ اور میرے باپ کا باپ، میری ساری عزت اور آبرو، غرض سب کچھ محمد ﷺ کی عزت و آبرو کو تم سے اور تمہارے شر سے محفوظ رکھنے کی ذمہ دار ہے۔“

ایک پنجابی شاعر کی بلند خیالی ملاحظہ فرمائیں۔

ے ہر دور دے شاہاں تو سرکار نرالے نیں — نبیاں تے رسولاں دے سردار نرالے نیں
اُس ساقی کوثر دی جہناں تے نگاہ ہوئی — میخانہ وحدت دے میخوار نرالے نیں
ضیا کہ ہے کے وچ رحمت اے بڑی اُسدی — پر روضہء انور دے انوار نرالے نیں
سووار میں جندواراں اک شہر مدینے توں — جنت دیاں پھلاں توں واہ خار نرالے نیں
سرکار مدینہ دے لگے نیں قدم جتھے — طیبہ دیاں گلیاں تے بازار نرالے نیں
وچ روضے دے لیٹے جو سرکار دے قدماں وچ — سرکار دوعالم دے اوہ یار نرالے نیں
دس مینوں نظامیؔ توں کس گل دا اے غم تینوں — لجپال میرا آقا ﷺ غمخوار نرالے نیں

نور دے رنگ: حمید نظامی آف پھول نگر (بھائی پھیرو)

(۱۶) گدائے در مصطفیٰ (احمد رضا) کا قلم صرف نعت رسول ﷺ کے لئے وقف ہے یا جو حضور کا غلام بن کر ان کے جوتے اپنے سر کا تاج بنالے (اولیاء کرام) باقی رہا بادشاہوں اور نوابوں کی تعریف کرنا اس مصیبت میں میں تو کیا میرا جوتا بھی نہیں جائے گا۔ اس لیے کہ میں اپنے آقا کے در کا بھکاری ہوں، کیا ان کی بھیک ختم ہوگئی ہے کہ میں روٹی کے ٹکڑے کی خاطر کسی نواب کی خوشامد شروع کردوں۔

اس شعر کا پس منظر اس طرح ہے کہ "نان پارہ" ریاست کا نواب حضرت نوری میاں قبلہ (علیہ الرحمۃ) کا مرید تھا۔ اُس نے اپنے مرشد سے عرض کیا کہ اعلیٰ حضرت سے ایک رباعی میرے لیے لکھوادیں (تا کہ رہتی دنیا تک میری عظمت کے بھی ڈنکے بجتے رہیں) انہوں نے فرمایا اچھا کچھ کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت ایک مجلس میں محو گفتگو اور بہت خوش نظر آرہے تھے کہ حضرت نوری میاں نے فرمایا! یہ میرے مرید اور ریاست نان پارہ کے نواب ہیں ان کی خواہش ہے کہ کوئی قطعہ ان کے متعلق تحریر فرمادیں، اعلیٰ حضرت نے قلم اُٹھایا اور فی البدیہہ یہ شعر لکھ ڈالا، نواب نے اپنا سر پیٹ لیا اور پچھتانے لگا کہ اس سے تو بہتر تھا نہ ہی لکھواتا۔ (معارف رضا کراچی شمارہ ج ۱۰، ص ۱۵۵)

ے کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے — ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے



نعت شریف نمبر (۴۷)

(۱) رُخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(۲) ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(۳) حق یہ کہ ہیں عبدالٰہ اور عالم امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرِّ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(۴) بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سرو جانفزا
حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(۵) خورشید تھا کس زور پہ کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رُخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(۶) ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی یا روز جزا
دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(۷) کوئی ہے نازاں زہد پر یا حسنِ توبہ ہے سپر
یاں ہے فقط تیری عطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(۸) دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(۹) رزق خدا کھایا کیا فرمان حق ٹالا کیا
شکر کرم ترس سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(۱۰) ہے بلبل رنگیں رضاؔ یا طوطی نغمہ سرا
حق یہ کہ واصف ہے ترا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

★ رخ ــ چہرہ ★ مہر سما ــ آسمان کا سورج ★ شب ــ رات ★ مشک ختا ــ خالص کستوری ★ ممکن ــ جس کا ہونا نہ ہونا برابر ہو ★ قدرت ــ طاقت ★ واجب ــ جس کا ہونا ضروری ہو اور نہ ہونا محال ہو (ذات باری واجب الوجود ہے، مخلوق ممکن الوجود ہے اور شریک باری تعالیٰ ممتنع الوجود ہے یعنی جس کا نہ ہونا ضروری ہو اور ہونا محال ہو) ★ عبدیت ــ بندگی ★ خطا ــ بھول، غلطی ★ عبدالٰہ ــ اللہ کے بندے ★ عالم امکان ــ مخلوق ★ شاہ ــ بادشاہ ★ برزخ ــ پردہ، درمیانی چیز ★ سر ــ راز ★ گل ــ پھول ★ قمری ــ فاختہ کی طرح سفید پرندہ ★ سرو ــ صنوبر کا خوبصورت درخت ★ جانفزا ــ روح کو تازگی دینے والا ★ حیرت ــ تعجب ★ جھنجھلا کر ــ غصے میں آکر ★ خورشید ــ سورج ★ قمر ــ چاند ★ عصیاں ــ گناہ ★ روز جزا ــ قیامت کا دن ★ صدا ــ آواز ★ زہد ــ پرہیز گاری ★ حسن ــ خوبصورتی، عمدگی ★ سپر ــ ڈھال ★ یاں ــ یہاں ★ عطا ــ بخشش ★ لہو ــ کھیل کود ★ کھونا ــ ضائع کرنا ★ شرم ــ حیا ★ خوف ــ ڈر ★ فرمان ــ حکم ★ ٹالا ــ ٹالنا سے ہے بمعنی بہانے بنانا ★ شکر ــ شکریہ ★ ترس ــ ڈر ★ رنگین ــ رنگدار ★ نغمہ سرا ــ گانے والی ★ واصف ــ تعریف کرنے والا۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) میں اپنے پیارے نبی کے چہرے کو دن کہوں یا آسمان کا سورج لیکن سورج کو بھی روشنی تو محبوب خدا کے رُخ والضحیٰ سے ملی ہے اور دن کا اُجالا بھی آقا علیہ السلام کے حسن کا جلوہ ہے لہٰذا نہ یہ (دن) حضور کے چہرے جیسا ہو سکتا ہے نہ وہ (سورج) اور سرکار کی زلف عنبریں کو رات کہا جائے یا خالص کستوری (جونہایت خوشبودار اور سیاہ ہوتی ہے) لیکن یہ بھی میرا خیال غلط ہے کیونکہ رات کی تاریکی اور کستوری کی خوشبو بھی حضور کی زلفوں کا فیض ہے اور مستفیض اور مفیض ایک جیسے تو نہیں ہو سکتے۔

؎ فرصت کشمکش مدہ ایں دل بے قرار را — یک دو شکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را (اقبال)

؎ اُٹھ جائیں گے سب پردے دیدار "تو تب" ہوگا — والیل کی زلفوں کو جب رُخ سے ہٹاؤ گے
(ریاض الدین سہروردی تصرف)

(من رانی فقد رای الحق)

چہرہ مبارک ایسا تھا کالقمر لیلۃ البدر۔ جیسے چاند ہوتا ہے چودھویں رات کا۔ لو رایت رایت الشمس طالعة۔ اگر تو دیکھ لیتا تو ایسا لگتا کہ گویا سورج طلوع ہو رہا ہے۔ یضيء البیت المظلم من نوره۔ اندھیرا گھر آپ کے چہرے سے روشن ہو جاتا (نسیم الریاض۔ مطالع المسرات)

حضرت حسان مدح کرتے ہیں۔

؎ نُورًا اضَآءَ لَہٗ عَلَی الْبَرِیَّۃِ کُلِّھَا — مَنْ یَّھْدِ لِلنُّوْرِ الْمُبَارَکِ یَھْتَدِیٗ
؎ مَتٰی یَبْدُ فِی اللَّیْلِ الْبَھِیْمِ جَبِیْنُہٗ — یَلُوْحُ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجیٰ الْمُتَوَقِّدِ

آپ کے نور سے ہی کائنات روشن ہوئی اور اس نور سے ہی دنیا میں ہدایت پھیلی۔ آپ کے چہرۂ انور سے اندھیری رات روشن ہو جاتی۔

؎ ایسی جبیں کہ نور کا دریا کہیں اسے — ایسی جبیں کہ صبح تمنا کہیں اسے
ایسی جبیں کہ نور تجلی کہیں اسے — دیکھیں اگر تو عرش معلّٰی کہیں اسے
پھر اس پہ ابروؤں کے جو قوس مل گئے — معراج نور مل گئی کونین مل گئے

(۲) ہمارے آقا و مولی اتنی قدرتوں کے مالک ہیں (مثلاً چاند کو ٹکڑے کرنا، ڈوبے ہوئے سورج کو پھرانا، درختوں کو اپنے پاس بلا لینا، پتھروں کو کلمہ پڑھانا، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کرنا وغیرہ) کہ ممکن الوجود (مخلوق) میں یہ طاقتیں کہاں؟ اور آپ کو واجب الوجود یعنی خدا ماننا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ آپ تو خدا کے رسول و نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کی (عبدیت) بندگی سے مبرا ہے تو پھر میں حیران ہوں کہ آپ کو کیا کہا جائے۔ (نتیجہ اگلے شعر میں ہے)

(۳) سچی بات تو یہ ہے کہ آپ ﷺ خدا کے بندۂ خاص ہیں اور خدائی کے بادشاہ ہیں اور اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان پردہ و رابطہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی راز ہیں۔

؎ اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل — کمال اس برزخِ کبریٰ میں ہے صرف مشدّد کا

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کے فیض سے ہیں اور ذات کبریا کے خلیفہ اعظم ہیں جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

؎ وہ محبوب خدا ہیں، وجہِ تخلیق دو عالم ہیں — ہوئے آباد سارے کاخ و کو سرکار کے دم سے

رسولِ پاک کی نعتیں نہ کیوں محمود ہم لکھیں — ملا ہے ہم کو ذوقِ گفتگو سرکار کے دم سے

(راجہ رشید محمود)

شعر نمبر ۲ اور نمبر ۳ کی تشریح مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب نے اس طرح فرمائی ہے۔

حضور سرورِ کونین تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت وسلطنت اور آپ کا تصرف واختیار کچھ اس قدر وسیع ہے کہ چشم فلک نے مخلوق میں اتنا بڑا اختیار وتصرف اور اتنی بڑی جہاں گیر حکومت کبھی دیکھی ہی نہ تھی۔ زمین وآسمان، برگ وشجر، شمس وقمر، بحر وبر غرضیکہ کون ومکاں کا ہر ذرہ اس سلطان ذیجاہ کے اختیار وتصرف میں ہے اور اس تاجدار ذی وقار کا ہر شے پر حکم وفرماں رواں ہے۔

؎ یہ شمس وقمر یہ شام وسحر یہ برگ وشجر یہ باغ وثمر — یہ تیغ وسپر یہ تاج وکمر یہ حکم رواں تمہارے لیے

اِدھر زمیں والے اگر حضور علیہ السلام کے مطیع وفرمانبردار ہیں۔ تو اُدھر آسمان والے بھی حضور کے ہر ارشاد پر قربان ہونے کو تیار ہیں زمین پر اگر پتھر کلمہ پڑھ رہے ہیں درخت بلائے ہوئے چلے آ رہے ہیں، اونٹ فریاد رسی کے لیے حاضر ہو رہے ہیں اور جانور سجدہ کر رہے ہیں۔ تو آسمان پر سورج حکم پا کر اُلٹے قدم لوٹ رہا ہے۔ چاند اشارہ پاتے ہی ٹکڑے ہو رہا ہے۔ شب معراج ہر آسمان کے دروازے کھل رہے ہیں۔ اور ملائکہ صف بصف تعظیم واستقبال کے لیے چشم براہ ہیں۔ گویا

؎ تخت ہے ان کا تاج ہے ان کا — دونوں جہاں میں راج ہے ان کا

خدا کے بعد اتنی بڑی بڑائی صرف حضور ہی کو حاصل ہے۔ اور آپ سے کوئی بڑا نہیں۔

؎ سارے اونچوں سے اونچا سمجھیے جسے — ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

باوجود اتنی بڑائی کے حضور کا سرِ اقدس اپنے بڑائی دینے والے مالک کی بارگاہ میں جھکا رہا۔ اور آپ نے باوجود تملیک حق مالک جنت ہونے کے خدا کی اس قدر عبادت فرمائی۔ کہ کمالِ عبادت کا ظہور آپ ہی کی ذات بابرکات سے ہوا۔ اور اس وصفِ خاص سے بھی محبوب کو موصوف فرما کر خدا تعالیٰ نے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ فرما کر اور کہیں نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ اور کہیں مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فرما کر آپ کی عبودیت کاملہ کا اعلان فرمایا دیا۔ اور یہ واقعہ ہے کہ جس طرح معبود حقیقی اپنی الوہیت میں وحدہٗ لاشریک ہے اور اس کا کوئی ثانی وشریک نہیں، اسی طرح عبد کامل (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اپنی عبدیت کاملہ میں تنہا وبے نظیر ہیں۔ اور ان کا کوئی ثانی ومثیل نہیں۔

کبھی میں نے چھان ڈالے — چمن جہاں کے تھالے — یہی بولے سدرہ والے

ترے پایہ کا نہ پایا — تجھے اک نے اک بنایا

مذکورہ بالا مختصر مضمون سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خداداد قدرت وقوت حاصل ہے

کہ چاہیں تو پتھروں سے کلمہ پڑھوالیں۔ درختوں کو بلالیں۔ چاہیں تو غروب شدہ سورج کو لوٹالیں اور چاند کے ٹکڑے کردیں۔ دوسرے یہ کہ آپ نے جس قدر عظمت و رفعت پائی۔ اسی قدر آپ نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے دکھائی گویا حضور ﷺ قدرت و عبدیت کی دونوں صفتوں سے موصوف ہیں۔

اس کے بعد یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ خدا کے سوا ہر چیز ممکنات میں شمار کی جاتی ہے صرف ایک خدا کی ہستی ہے جو واجب الوجود ہے۔ اور خدا کے سوا ہر چیز پر لفظ ممکن صادق آتا ہے۔ چنانچہ اعلیٰحضرت کے شعر میں "ممکن" سے مراد ماوشما عوام الناس ہیں اور "واجب" سے مراد خدا کی ذات ہے۔

اب سنیئے! اعلیٰ حضرت نے اپنے اس شعر میں حضور ﷺ کی حیثیت مقدسہ کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ کہ حضور ﷺ کیا ہیں؟ اور انہیں کیا سمجھا جائے؟ سو اس باب میں دو صورتیں ظاہر ہیں کہ یا تو آپ کو گستاخانِ رسالت کی طرح اپنی مثل بشر کہا جائے یا خدا کہہ کر ارتکاب شرک کیا جائے۔ اعلیٰ حضرت نے ان دونوں صورتوں کا بلیغ اور بادلیل رد فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

ممکن میں یہ قدرت کہاں؟

اگر انہیں ممکن یعنی عام انسانوں کی طرح سمجھا جائے۔ تو پھر ایک عام انسان میں یہ طاقت وقدرت کہاں ہے؟ کہ وہ چاہے تو درختوں کو بلالے۔ پتھروں سے کلمہ پڑھوالے سورج کو لوٹالے اور انگلی کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کردے۔ کبھی ہاتھ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہادے۔ یہ قدرت ماوشما میں کہاں ہے؟ مگر حضور ﷺ میں یقیناً ہے۔

؎ سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک — اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

جب یہ قدرت حضور میں ہے۔ تو آپ ہماری مثل بھی ہرگز نہیں ہیں۔ کہ ہم تو ممکن ہیں ہم میں یہ قدرت کہاں ہے؟ تو پھر حضور کیا ہیں؟ کیا خدا ہیں معاذ اللہ! یہ بھی نہیں اس لیے کہ:

واجب میں عبدیت کہاں؟

اگر آپ کو واجب یعنی خدا مانا جائے۔ تو پھر خدا میں عبدیت کہاں ہے؟ کہ اپنے خالق کی عبادت کرے۔ اُسے سجدے کرے۔ اور اپنی عبودیت کا اظہار کرے۔ یہ بات تو شایانِ شانِ حضور ہے۔ اور آپ ہی نے عبدیت کاملہ کا اظہار فرمایا ہے۔ اور واجب الوجود.......... میں تو عبدیت نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ معبود ہے مسجود ہے عابد و ساجد نہیں۔ لہٰذا یہ دونوں صورتیں ممکن و واجب کی بیان کر کے اعلیٰ حضرت حیرانی کا اظہار فرماتے ہیں:

حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یعنی ممکن بھی نہیں واجب بھی نہیں۔ تو پھر حضور کیا ہیں؟ چنانچہ آگے فرمایا

؎ حق یہ کہ ہیں عبد الٰہ اور عالمِ امکاں کے شاہ — برزخ ہیں وہ سرِّ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کیا ہی ایمان افروز اور کفر سوز فیصلہ ہے۔ یعنی حق تو یہ ہے کہ حضور اللہ کے تو بندے ہیں۔ اور ساری کائنات کے بادشاہ ہیں۔ خالق و مخلوق کے درمیان ایک امر فاصل ہیں۔ "اِدھر اللہ سے واصل اُدھر مخلوق میں شامل" کے مطابق ایک ہاتھ خدا کے دستِ قدرت میں ہے۔ اور دوسرا ہاتھ مخلوق کے ہاتھ میں۔ اُدھر خدا سے لیتے ہیں اِدھر خدائی میں بانٹتے ہیں۔ آپ نہ خدا ہیں نہ ہی اس سے جدا۔ خدا کی مخلوق ہیں۔ مگر ساری مخلوق سے ممتاز اور ساری مخلوق کے حاکم و سلطان ہیں۔ آپ کی رفعت و عظمت اور آپ کی

حیثیت مقدسہ کو خدا ہی جانے۔ آپ ایک رازِ خدا ہیں۔ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں یعنی

ے تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو | اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو

اسی لیے حضور نے خود فرمایا:

لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَتِیْ غَیْرُ رَبِّیْ۔

میری حقیقت کو میرا اللہ ہی جانے۔

آمنّا و صدّقنا ہم تو محبوب خدا سر فلہ۔ سرور انبیا ﷺ کے متعلق مختصر الفاظ میں یہی کہہ سکتے ہیں۔ جو اعلیٰ حضرت ہی نے دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ

ے لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا | خالق کا بندہ خلق کا مولےٰ کہوں تجھے

(۴) مدینے کے تاجدار اور امت کے غمخوار کو بلبل نے دیکھا تو پھول کہہ دیا، قمری نے دیکھا تو اپنا محبوب (سروِ جانفزا) کہہ دیا۔ حیرت نے دونوں کو ڈانٹ کر کہا! خبردار جو محبوب خدا کو پھول یا صنوبر کہا تو تم سب کے محبوب، محبوب خدا کے قدموں پہ قربان! وہ تو قادر مطلق کے عبدالقادر ہیں اور وجہ تخلیق کائنات ہیں۔

(۵) سورج اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ طلوع ہوا اور سارے جہان کو روشن کر دیا، چاند اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ چمکا اور ساری دنیا کو بقعہ نور بنا دیا مگر جب رُخِ والضحیٰ سے نقاب اُٹھا تو چاند کی چمک رہی نہ سورج کی دمک، دونوں نے شرمندہ ہو کر منہ چھپا لیا اور محبوب خدا کے حسن و جمال کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر لیا۔

ے پُر نور سدا رہی تھی پیشانی انور | اس نور سے رہتے تھے در و دیوار منور
جب اپنے کبھی ہاتھ اُٹھاتے تھے پیمبر | ضو انگلیوں کی دیکھتے تھے لوگ برابر
اس نور کا کیا وصف کروں میں کہ وہ کیا تھا | بس نور خدا، نور خدا، نور خدا تھا

(میر انیس)

(۶) بہت ڈر لگ رہا تھا کہ اس قدر گناہ جمع ہو گئے ہیں ان گناہوں کی سزا خدا جانے اس دنیا میں ملے گی یا قیامت کے دن، اللہ تعالیٰ کی رحمت (رحمۃ للعالمین) کو ہماری پریشانی گوارا نہ ہوئی اور آپ نے علی الاعلان فرما دیا شفاعتی لاهل الکبائر من امتی۔ گھبراؤ نہیں نہ یہاں سزا ہو گی نہ وہاں ہو گی۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ے بسم اللہ ہے اللہ دا، ایہہ وی گہناں بھارا ہو | نال شفاعت سرورِ عالم چھٹسی عالم سارا ہو
حدوں بے حد درود نبی تے جیں دی ایڈ پیارا ہو | میں قربان تنہاں توں باہو جہاں ملیا نبی سوھارا ہو

(۷) کوئی اپنی پرہیزگاری پہ ناز کر رہا ہے تو کسی کے لئے اس کی توبہ ڈھال بن گئی ہے، اے میرے آقا! میرے پلے نہ تو عبادت کی پونجی ہے نہ ہی مجھے اپنی توبہ پہ بھروسہ ہے۔ بس میں تو آپ کی رحمت و بخشش کے سہارے پر بیٹھا ہوا ہوں۔

ے نہ میں وہاں بندی اے نہ ڈکھڑے سنایاں بندی اے | اللہ دے پیاریا محبوبا گل تیرے بنایاں بندی اے

(۸) اے غافل مسلمان! تیرے دن کھیل کود میں گذرتے ہیں تو راتیں تو یادِ الٰہی سے غفلت میں گذار دیتا ہے، نہ تجھے خدا کا

خوف ہے کہ آخر مر کر اس کی بارگاہ میں جانا ہے اور نہ ہی تجھے اپنے نبی سے شرم وحیا آتی ہے کہ روز محشر ان کو بھی منہ دکھانا ہے۔ اس غفلت کے اسباب تو بہت زیادہ ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں خدا توفیق دے تو خبردار رہا جائے۔ (یہ چارٹ درد دل رکھنے والے کسی دل جلے نے مرتب کیا ہے چونکہ باتیں ساری مفید ہیں اس لیے اس کو برائے اصلاح عوام الناس کتاب میں شامل کرلیا گیا ہے)

لحمہٗ فکریہ

دولت آئی	________	محبت گئی
بنک آیا	________	برکت گئی
سود آیا	________	تجارت گئی
رشوت آئی	________	حلال گیا
ہوس آئی	________	سکون گیا
گانا آیا	________	تلاوت گئی
میچ آیا	________	کام گیا
میوزک آیا	________	عبادت گئی
بدعت آئی	________	ہدایت گئی
کیبل آئی	________	غیرت گئی
سینما آیا	________	مدرسہ گیا
سگریٹ آیا	________	ادب گیا
فلم آئی	________	علم گیا
ٹی وی آیا	________	نیند گئی

؎ غافلو! گر خواب میں یوں سوتے ہی رہو گے　　جب نیند سے جاگو گے تو روتے ہی رہو گے

(۹) اے بندۂ خدا! تو خدا تعالیٰ کا دیا ہوا رزق بھی کھاتا ہے اس کے باوجود اس کے احکامات پہ عمل کر کے اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی بجائے حیلے بہانے کر کے اس کے احکامات سے جان چھڑانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ نہ تیرے اندر اس کی نعمتوں کا شکر کرنے کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے اور نہ ہی تجھے اس کے عذاب کا خوف ہے۔ حالانکہ بزرگان دین فرماتے ہیں۔ جو دم غافل سو دم کافر

(۱۰) اے میرے پیارے آقا! آپ کے در کا گدا (احمد رضا) اپنے آپ کو بلبل رنگین مزاج کہے (جو ہر وقت آپ کی نعت میں مست رہتا ہے) یا طوطی نغمہ سرا کہے جو آپ کی شان اقدس میں ہر وقت رطب اللسان رہتا ہے) مگر میں ان دونوں میں سے کچھ بھی نہیں ہوں، میں تو بس آپ کا ادنیٰ سا ثنا خوان ہوں اور یہ ثنا خوانی۔ گر قبول افتد زہے عز وشرف۔

نعت شریف نمبر (۳۸)

(۱) وصف رُخ اُن کا کیا کرتے ہیں شرح والشمس وضحیٰ کرتے ہیں
ان کی ہم مدح و ثنا کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہیں

(۲) ماہ شق گشتہ کی صورت دیکھو، کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو
مصطفیٰ پیارے کی قدرت دیکھو، کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

(۳) تو ہے خورشید رسالت پیارے، چھپ گئے تیری ضیاء میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے، تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

(۴) اے بے خردیٔ کفار، رکھتے ہیں ایسے کے حق میں انکار
کہ گواہی ہو گر اس کو درکار، بے زباں بول اُٹھا کرتے ہیں

(۵) اپنے مولا کی ہے بس شان عظیم، جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

(۶) رفعت ذکر ہے تیرا حصہ، دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغ فردوس پس از حمد خدا، تیری ہی مدح وثنا کرتے ہیں

(۷) اُنگلیاں پائیں وہ پیاری، جن سے دریائے کرم ہے جاری
جوش پر آتی ہے جب غم خواری، تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

(۸) ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد، یہیں سے چاہتا ہے ہرنی داد
اسی در پر شتر ان ناشاد، گلہ رنج وعنا کرتے ہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

★ وصف رُخ۔چہرے کی تعریف ★ شرح والشمس والضحیٰ۔سورۂ شمس اور سورۂ ضحیٰ کی تشریح وتفصیل ★ مدح وثنا۔تعریف ★ محمود۔تعریف کیا ہوا ★ ماہ شق گشتہ۔ ٹکڑے ٹکڑے چاند ★ مہر۔سورج ★ اعجاز۔عاجز کرنا (معجزہ) ★ خورشید رسالت ۔رسالت کا سورج ★ ضیاء۔روشنی ★ مہ پارے۔چاند کے ٹکڑے ★ بے خردی۔ کم عقلی، بے وقوفی ★ درکار۔ضرورت ★

مولیٰ- آقا، سردار * شان عظیم -بلند مقام ومرتبہ * تعظیم -عزت کرنا * سنگ -پتھر * تسلیم -سلام کرنا * پیڑ -درخت * رفعت -بلندی * چرچا -شہرت * مرغ فردوس -جنتی پرندے (فرشتے) * پس از حمد -(اللہ کی) تعریف کرنے کے بعد * جوش -جوبن * غم خواری -ہمدردی * تشنے -پیاسے * سیراب -بھرپور * یہیں -آپ ہی کی بارگاہ میں * فریاد -مدد کے لیے پکارنا * داد -انصاف * در -دروازہ * شتران ناشاد -غمگین اونٹ * گلہ -شکایت * رنج وعنا -دکھ مصیبت۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) ہم جو اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخ انور کی تعریف کرتے ہیں تو کوئی ناجائز یا معمولی کام نہیں کرتے بلکہ سورۂ والشمس اور سورۂ والضحیٰ کی تشریح کرتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں جس کی خدا نے تعریف کرکے اس کو محمود (تعریف کیا ہوا) بنادیا ہے۔

ے ہم محمد سے پیار کرتے ہیں نقل پروردگار کرتے ہیں

مفسرین کرام نے والشمس اور والضحیٰ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے حضور علیہ السلام چہرۂ انور مراد ہے۔

ے محمد پہ دل کو فدا کر رہا ہوں میں یوں دردِ دل کی دوا کر رہا ہوں
ملک بوسے لیتے ہیں میری زباں کے کہ میں مدحت مصطفیٰ کر رہا ہوں
محمد کا طوق غلامی دکھا کر میں دور اپنی ہر اک بلا کر رہا ہوں

(شہید ملت لیاقت علی خاں)

(۲) اے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرو! ذرا دیکھو تو میرے آقا نے کیسے چاند کو دو ٹکڑے کیا، اور کس طرح سورج کانپتا ہوا (ڈوبنے کے بعد) واپس آیا۔ میرے پیارے آقا کی قدرت وطاقت کا ذرا اندازہ تو لگاؤ اور غور کرو معجزات کیسے ہوا کرتے ہیں۔ کہ چاند کے ٹکڑے اور سورج کا نپنا ہمارے حضور کے عاجز کردینے والے کمالات کا آج بھی اعلان کررہے ہیں۔

ے وہ اشارہ کریں تو یہ سورج پھرے جن کو قبلہ عالم بھی سجدہ کرے
چاند پر پہنچنا بھی حقیقت سہی چاند قدموں میں لانا بڑی بات ہے

(۳) اے میرے پیارے آقا! آپ آسمان نبوت کے آفتاب ہیں جس کی روشنی میں ستارے چھپ جاتے ہیں۔ باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام چاند کے ٹکڑے ہیں جن کو نور آپ ہی کے فیض سے ملا ہے۔

امام بوصیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ے وَكُلُّهُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْرَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

امام قسطلانی شارح بخاری مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔ فجمیع ما ظھر علی ایدی الرسل علیھم السلام من الانوار فانما ھی من نورہ الفائض۔ (ص ۳۷۹، ج ۱)

یعنی تمام انبیاء کرام کے معجزات وکمالات ہمارے آقا علیہ السلام کے فیض سے اور آپ کا صدقہ ہیں۔

ے یہ روز کن سے بھی پہلے زمانے کی کہانی ہے دو عالم میں محمد کا نہ تھا ثانی نہ ثانی ہے
سراپا عشق حق بن کر حسینوں کے حسیں آئے مبارک ہر جہاں کو رحمۃ للعالمیں آئے (شب چراغ)

(۴) ہائے افسوس کم عقلی اور جہالت کتنی بری مصیبت ہے کہ کافروں نے اس کی نبوت وکمالات کا انکار کیا جس کی عظمت ورسالت کی گواہی بے زبان (چاند، سورج، پتھر، درخت، گونگے بول کر) دیتے ہیں۔

اس شعر میں ان بے شمار معجزات وکمالات کی طرف اشارہ ہے جو وقتاً فوقتاً بے زبان اور غیر ذی روح چیزوں نے حضور علیہ السلام کی نبوت ورسالت کی گواہی دی۔ جیسے ابو جہل کی مٹھی میں کنکروں کا کلمہ پڑھنا، اور پتھر کا آپ پر ان الفاظ میں سلام بھیجنا (السلام علیك یارسول اللّٰه ترمذی۔ شفاء عن علی رضی اللہ عنہ) اور عکرمہ بن ابی جہل کے مطالبے پر پتھر کا پانی پہ تیرتے ہوئے اور کلمہ پڑھتے ہوئے آنا (انوار محمدیہ تفسیر کبیر)

؎ پڑھا بے زبانوں نے کلمہ تمہارا ہے سنگ وشجر میں بھی چرچا تمہارا

(۵) امام الانبیاء علیہ السلام کی ذرا شان تو دیکھو کہ جانور بھی آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ پتھر آپ کا احترام کرتے (ہوئے درود وسلام پڑھتے) ہیں اور درخت آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ آپ کے یہ تمام معجزات (طبرانی، مشکوٰۃ۔ مرقات شرح مشکوٰۃ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔)

؎ لاکھوں ہیں زمانے میں سکندر کے برابر کوئی نہیں آقا تیرے نوکر کے برابر
ناداں انہیں اپنے سا کہتے ہیں نیازی ذرہ نہیں ہوتا کبھی گوہر کے برابر

(عبدالستار نیازی)

(۶) میرے آقا! آپ کی رفعتوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے کہ عرش وفرش اور زمین وآسمان پہ آپ کی عظمت کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ زمین پہ آذان ونماز میں، کلمہ وخطبہ میں جبکہ آسمان کے فرشتے اللہ کی حمد وثنا کے بعد آپ کی ذات بابرکات پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ ان اللّٰه وملئکته یصلون علی النبی اور اس طرح اللہ تعالیٰ۔ ورفعنالك ذکرك کا وعدہ پورا فرما رہا ہے۔

؎ ذکر حق کے بعد ذکر مصطفیٰ کرتے ہیں لوگ اپنے کاموں کی کچھ ایسے ابتدا کرتے ہیں لوگ
ذکر پر ان کے دیا کرتے ہیں ہدیہ قلب کا جان اپنی نام پر ان کے فدا کرتے ہیں لوگ

(راجہ رشید محمود)

(۷) ہمارے آقا علیہ السلام کی نرم ونازک اور پیاری پیاری انگلیاں کس قدر شان رکھتی تھیں کہ ان سے کرم کے دریا (پانی کے چشمے) جاری ہو جاتے اور جب آقا اپنے غلاموں پہ مہربان ہو جاتے تو ان پیاسوں کو اسی پنجاب رحمت سے سیراب فرما دیتے۔ مشہور واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب مقام حدیبیہ میں پانی ختم ہو گیا تو حضور علیہ السلام کی انگلیوں سے دریائے رحمت جاری ہو گئے اور چودہ سو صحابہ کرام نے پانی پیا (وضو، غسل کیا، سواریوں نے بھی پیا) صحابہ فرماتے ہیں اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی ختم نہ ہوتا۔

؎ دے سکتے ہیں کیا کچھ کہ وہ کچھ دے نہیں سکتے یہ بحث نہ کر ہوش میں آ اور بھی کچھ مانگ
جن لوگوں کو شک ہے کہ کرم ان کا ہے محدود ان لوگوں کی باتوں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ

(سید نصیر الدین گولڑوی)

اہل عشق ومحبت علماء کرام فرماتے ہیں کہ آب زمزم سے آپ کی انگلیوں سے نکلنے والا پانی افضل ہے نبع الماء من بین عظمه وعصبه ولحمه ودمه ۔ (دلائل النبوۃ ص ۳۳۵، زرقانی ص ۱۵۸، ج ۵)

کیونکہ یہ پانی حضور علیہ السلام کی ہڈی، پٹھے، گوشت اور خون سے جاری ہوا اور زمزم شریف بہر حال پتھر سے جاری ہوا اور آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہےگا جبکہ سرکار کی انگلیوں سے جو پانی نکلا اس کا تعلق حوض کوثر سے کر دیا گیا۔ اور جہاں تک پتھروں کی بات ہے تو سنیے۔

؎ پتھرو تم تو ہو پتھر مگر آقا میرے — تم سے گر چاہیں تو کلمہ بھی پڑھا لیتے ہیں (عبدالستار نیازی)

(۸) میرے آقا کی بارگاہ تو وہ ہے کہ جہاں چڑیاں بھی آکر فریاد کرتی ہیں اور ان کی فریاد سنی جاتی ہے۔ ہرنی انصاف مانگتی ہے اور اس کو انصاف ملتا ہے، اونٹ اپنی تکلیف کی شکایت کرتا ہے تو اس کی شکایت دور کر دی جاتی ہے۔ ان تینوں معجزات کا ذکر مشکوٰۃ، نزہۃ المجالس، شفا اور رحمۃ اللہ علی العالمین میں موجود ہے۔

ہرنی کے واقعہ پہ کسی کا بڑا پیارا شعر ہے کہ جب حضور ﷺ کی سفارش پر ہرنی کو جال میں پھنسانے والے نے اس کو چھوڑا کہ جا کر بچوں کو دودھ پلا آئے (تو ہرنی وعدہ کے مطابق دودھ پلا کر واپس آئی تو اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہوگیا اور کہا کہ ہرنی میرے اسلام لانے کا سبب بنی ہے لہٰذا میں اس کو دوبارہ جال میں نہیں پھنساؤں گا تو سرکار نے دونوں کو کیا خوشخبری سنائی وہ اس شعر میں بیان کی گئی ہے)

؎ پھر بشارت اس (ہرنی) کو اُس (اعرابی) کو ملی سرکار سے
جال سے ہے تو آزاد اور تو عذاب نار سے

؎ ذکر کرتا ہوں میں اُن کے نام کا — کام میرا ہے یہی اک کام کا
مجھ پہ رکھتے ہیں نظر ہر حال میں — کیا پتہ ہے مجھ کو خاص و عام کا
شام آئیں گے وہ جس بھی شام کو — میں رہوں گا منتظر اُس شام کا
اُن کے گن گاتا رہوں گا عمر بھر — صدقہ کھاتا ہوں میں اُن کے نام کا
پھر رہا ہوں میں فضائے نور میں — پردہ جیسے ہو کوئی احرام کا
میں کھڑا تھا مرکز انوار پر — دام والا تھا کوئی بے دام کا
بارگاہ جان جاں تک لے گیا — کوئی راہی اُن کے نقش گام کا
وہ پلائیں گے نظامی ہاتھ سے — کیف ہو گا حشر تک اُس جام کا

(۹) آستین رحمت عالم اُلٹے، کمر پاک پہ دامن باندھے!
گرنے والوں کو چہ دوزخ سے صاف، الگ کھینچ لیا کرتے ہیں

(۱۰) جب صبا آتی ہے طیبہ سے ادھر، کھلکھلا پڑتی ہیں کلیاں یکسر

پھول جامہ سے نکل کر باہر، رُخِ رنگیں کی ثناء کرتے ہیں

(۱۱) تو ہے وہ بادشہ کون و مکاں، کہ ملک ہفت فلک کے ہر آں
تیرے مولیٰ سے شہ عرش ایواں، تیری دولت کی دعا کرتے ہیں

(۱۲) جس کے جلوے سے اُحد ہے تاباں، معدن نور ہے اس کا داماں
ہم بھی اس چاند پہ ہو کر قرباں، دل سنگیں کی جلا کرتے ہیں

(۱۳) کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری، تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری
ملک و جن و بشر حور و پری، جاں سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

(۱۴) ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر، جن کو ملتا نہیں کوئی یاور
ہر طرف سے وہ پرارماں پھر کر، ان کے دامن میں چھپا کرتے ہیں

(۱۵) لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب، منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جاں بیتاب، اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

(۱۶) لب پہ کس منہ سے غم الفت لائیں، کیا بلا دل ہے الم جس کا سنائیں
ہم تو ان کے کف پا پر مٹ جائیں، اُن کے در پر جو مٹا کرتے ہیں

(۱۷) اپنے دل کا ہے انہیں سے آرام، سونپے ہیں اپنے انہیں کو سب کام
لو لگی ہے کہ اب اس در کے غلام، چارۂ دردِ رضا کرتے ہیں

مشکل الفاظ کے معانی:

* آستین ـ قمیض یا کوٹ کا دامن * رحمت عالم ـ جہانوں کی رحمت * کوچہ ـ گلی، راستہ * صبا ـ ہوا * کھلکھلانا ـ کھلنا * کلیاں ـ کلی کی جمع غنچہ، بند پھول * یکسر ـ سراسر، مکمل * جامہ ـ لباس * رُخ رنگیں ـ خوبصورت چہرہ * ثناء ـ تعریف * کون و مکاں ـ سارا جہاں * ملک ـ فرشتے * ہفت فلک ـ سات آسمان * ہر آں ـ ہر وقت * شہ عرش ایواں ـ اللہ کے محل کے بادشاہ * معدن نور ـ نور کی کان، مرکز نور * داماں ـ دامن * دل سنگین ـ پتھر دل * جلا ـ صفائی * زیبا ـ خوبصورت، آراستہ * تاجوری ـ بادشاہت * جلوہ گری ـ روشنی * فلک ـ فرشتے * حور و پری ـ جنت کی پاکیزہ عورتیں * فدا ـ نچھاور، قربان * بلائیں ـ مصیبتیں * یاور ـ مددگار * پرارماں ـ امیدوار، آرزومند * لب ـ ہونٹ * شہد نایاب ـ خالص شہد * گھل جانا ـ پگھل جانا، مل جانا * وجد ـ بے خودی، ذوق و شوق * بیتاب ـ بے قرار * غم الفت ـ محبت کے صدمے * الم ـ غم، تکلیف * کف پا ـ پاؤں کا تلوا * سونپے ـ سپرد کیے * لو ـ دھیان، امید * چارۂ درد ـ بیماری کا علاج۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۹) میرے آقا و مولیٰ ﷺ اپنا دامن رحمت بڑھا کر (تیار ہو کر) پل صراط پر کھڑے ہیں تا کہ آسانی کے ساتھ اپنے گنہگار امتیوں کو دوزخ کے گڑھوں سے نکال کر جنت کے باغات میں پہنچا سکیں۔

؎ پڑھتا ہوا محشر میں جب صل علیٰ آیا	رحمت کی گھٹا اٹھی اور ابر کرم چھایا
فاسق کی ہے یہ میت، پر ہے تو تری اُمت	ہاں ڈال دے تو اپنے دامن کا ذرا سایہ

(عبدالماجد دریا آبادی بحوالہ ماہنامہ الرشید ۹۳۰)

(۱۰) جب مدینے کی طرف سے خوشبودار ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل کر باغ کی طرف آتی ہے۔ تو غنچے وجد میں جھوم جاتے ہیں اور یکدم قہقہہ مار کر خوشی سے کھل اُٹھتے ہیں اور پھر ہمارے آقا کی شان میں (بلبلیں) نغمہ سرا ہو جاتی ہیں۔ اور آپ کی عظمت پر حسد کرنے والوں کا منہ چڑھاتے ہوئے کہتی ہیں۔

؎ رسول اللہ ہم کو جان سے پیارے ہیں نادانو!	رسول اللہ پہ جانیں فدا کرتے رہیں گے ہم
نبوت تخت ان کا خاتمیت تاج ہے ان کا	یونہی تعریف شاہ دوسرا کرتے رہیں گے ہم

(امین گیلانی۔ نغمات ختم نبوت)

(۱۱) اے سارے جہانوں کے آقا! ساتوں آسمانوں کے تمام نورانی فرشتے ہر وقت آپ (ﷺ) کی اقبال مندی کے لیے آپ (ﷺ) کے رب کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعا گو رہتے ہیں۔

ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی (الاحزاب)

؎ یا خدا جسم میں جب تک کہ مرے جان رہے	تجھ پہ صدقے ترے محبوب پہ قربان رہے
کچھ رہے یا نہ رہے پر یہ دعا ہے کہ امیر	نزع کے وقت سلامت مرا ایمان رہے

(امیر مینائی)

(۱۲) جس سراجا منیرا کے بابرکت جلوؤں سے اُحد پہاڑ بھی آج تک اور تا قیامت چمکتا رہے گا اس مرکز نور اور ماہتاب نبوت پہ قربان ہو کر ہم بھی کیوں نہ اپنے سیاہ اور پتھر دل کی صفائی کرا کے اس کا علاج کرلیں؟

؎ ہر ایک دن چمکتا ہے ان کی بدولت	چمکتی ہے ہر شب محمد کے صدقے
ملایا ہے رب سے محمد نے سب کو	سبھی کو ملا رب محمد کے صدقے

(ریاض مدینہ از ریاض بابر: ۶۰)

آپ ﷺ نے احد پہاڑ کے بارے میں ارشاد فرمایا احد جبل یحبنا و نحبہ (بخاری) یہ ایسا پہاڑ ہے کہ (پہاڑ ہو کر بھی) ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم (محبوب خدا ہو کر جواب میں) اس پہاڑ سے محبت کرتے ہیں۔ اور آپ ﷺ نے جن چار پہاڑوں کو جنتی قرار دیا ان میں سے ایک احد بھی ہے۔ (باقی تین یہ ہیں ورقان والطور ولبنان۔ جذب القلوب) صحابیات اپنے بچوں کو احد پہاڑ کی زیارت کے لئے بھیجتیں اور (تبرک کے لئے) وہاں کی گھاس منگوایا کرتیں۔ کیونکہ جب یہ جنتی پہاڑ ہے تو اس کی

گھاس گویا جنتی میوہ ٹھہری۔

؎ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ہر بوالہوس کے واسطے دار و رسن کہاں

(۱۳) اے تاجدار شفاعت ﷺ اصل حکومت تو آپ ہی کی ہے کیونکہ کائنات کی ساری بہاریں آپ ہی کے دم قدم سے ہیں اور آخرت کی ساری رونقیں آپ ہی کی شفاعت کبری کے طفیل ہیں یہی وجہ ہے کہ فرشتے ہوں یا جن، جنت کی حوریں ہوں یا پریاں سب آپ کے قدموں پہ جان قربان کرتے ہیں۔ مگران گستاخان عظمت رسالت کو پتہ نہیں کیا ہو گیا کہ۔

؎ یوں ہیں عدو حضور کی عظمت سے منحرف جیسے خدائے پاک کی قدرت سے منحرف

اللہ تک رسائی نہ اس کی ہوئی کبھی جو بھی رہا ان کی وساطت سے منحرف

(حدیث شوق از راجہ رشید محمود:۱۱۱)

فرشتوں کی جاں نثاری ملاحظہ کرنی ہو تو غزوۂ بدر کے حالات تفصیل سے پڑھے جائیں اور جنوں کی فداکاری کا مطالعہ کرنا ہو تو سورۂ جن کا پہلا رکوع اور سورۂ احقاف کا آخری رکوع بمعہ ترجمہ وتفسیر پڑھا جائے۔

؎ ترے وسیلے خدا بے حساب دیتا ہے یہ اور بات کہ دل ہم کو ناصبور ملا

ترے خیال کی وادی میں جو بھی رہتے ہیں انہیں خدا کی قسم رفعتوں کا طور ملا

(کاوش بٹ بحوالہ بہار نعت:۱۴۰)

(۱۴) جو آپ ﷺ کا دامن کرم چھوڑ دیتے ہیں ان پر مصائب آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں اور ہر طرف سے دھکے کھا کھا کر آخرکار جب کوئی بھی ان کا سہارا نہیں بنتا تو پھر آ جاتے آپ ہی کے دامن میں ان کو بھی پناہ ملتی ہے اور جو آپ ہی کے در کے ہو کر بیٹھ جاتے ہیں ان کے لئے مصائب وآرام بھی جنت کے پھول بن جاتے ہیں یقین نہ آئے تو حضرت بلال وخبیب کے حالات پڑھ لو۔

؎ پوچھے کوئی بلال و خبیب و اویس سے ؎ حب نبی میں زندگی کیسے گذر گئی

جب آدم ونوح وابراہیم علیہم السلام کی مشکلیں بھی حضور علیہ السلام کے نام کے صدقے سے حل ہو رہی ہیں تو کوئی اور اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے کہ دامن مصطفیٰ چھوڑ کر اس کو دنیا میں سکون مل جائے گا۔

؎ وسیلے سے ترے مقبول آدم کی ہوئی توبہ نجات نوح کا باعث مبارک نام تھا تیرا

دکھائے معجزے ایسے کہ حیراں ہو گئے منکر وہ کرنا چاند کو دو پارہ ادنیٰ کام تھا تیرا

(نجین راجپوری بحوالہ بہار نعت:۵۴)

(۱۵) اے میرے پیارے آقا! آپ کی ذات میں کیا کیا کمالات ہوں گے جبکہ آپ کا نام نامی اسم گرامی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے لبوں پہ آتا ہے تو ایسے لگتا ہے جیسے کسی نے خالص شہد ہمارے منہ میں ڈال دیا ہے جو فوراً ہی منہ میں گھل جاتا ہے اور پورے جسم کو راحت وسکون میسر آ جاتا ہے اسی خوشی میں ہونٹ آپس میں مل جاتے ہیں اور ایک دوسرے کا بوسہ لے لیتے ہیں۔

؎ پھیلا ہے دو جہاں میں اُجالا حضور ﷺ کا کیسا چمک رہا ہے ستارہ حضور ﷺ کا

بھرتا نہیں ہے جی میرا لیتا ہوں بار بار یہ نام کس قدر ہے پیارا حضور ﷺ کا

جیسے حضور ﷺ کا نام لینے سے ہونٹ آپس میں (ایک بار نہیں بلکہ دو بار) مل جاتے ہیں اس طرح حضور علیہ السلام کی محبت واطاعت سے امتی مصطفیٰ سے اور بندہ خدا سے مل جاتا ہے (یعنی خدا کا قرب حاصل ہو جاتا ہے ورنہ)

؎ چھت پہ چڑھ سکتا نہیں کوئی بھی زینہ چھوڑ کر — رب کو پا سکتا نہیں کوئی مدینہ چھوڑ کر

(۱۶) ہم کیوں اپنا دکھڑا آپ ﷺ کو سنائیں اور حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم کی شان والے آقا کو پریشان کریں اس ہمارے دل کی حیثیت ہی کیا ہے کہ جس کا غم سنا سنا کر حضور علیہ السلام کے دل کو غمگین کریں ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اس دل کی بلا سمیت اُن عاشقانِ مصطفیٰ کے قدموں پہ قربان ہو جاتے جو خوش نصیب آپ کی خاک پا پہ فدا ہو گئے ہیں۔ اس شعر میں اہل محبت کے اس عقیدے کی ترجمانی فرمائی گئی ہے جو فرماتے ہیں۔

؎ گرچہ ناپاکم و لیکن — دل بہ پاکاں بستہ ام

اگرچہ میں خود تو ناپاک ہوں لیکن یا اللہ! میں تیرے پاک بندوں سے محبت تو کرتا ہوں۔ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا کرتے تھے۔

؎ نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّداً — عَلَی الْجِهَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَداً

ترجمہ :

''ہم نے محمد ﷺ کی اس بات پر بیعت کی ہے کہ جب تک زندہ رہیں گے (کفر و شرک اور ظلم کے خلاف) جہاد کرتے رہیں گے۔''

کیونکہ

؎ احمد سے پتہ ذاتِ اَحد کا جو ملا ہے — مصنوع سے صانعؔ کا پتہ سب کو چلا ہے
بندہ کی محبت سے ہے آقا کی محبت — جو پیروِ احمد ہے وہ محبوب خدا ہے

(سید سلیمان ندوی)

؎ پہنچا جو آپ کو تو میں پہنچا خدا کے تئیں — معلوم اب ہوا کہ بہت میں بھی دور تھا (میر تقی میر)

(۱۷) چونکہ ہمارے دل کا آرام وسکون بھی حضور ﷺ ہی کے دم قدم سے ہے اس لیے ہم نے اپنے تمام کام حضور ﷺ ہی کے سپرد کر دیے ہیں کہ جب دنیا کا سکون سرکار ابد قرار علیہ السلام کی ذات بابرکات کے دامن کرم کے ساتھ وابستہ ہے تو الدنیا مزرع الاخرۃ دنیا آخرت ہی کی کھیتی ہے لہٰذا ہمارا دین بھی آپ ہیں ایمان بھی آپ ہیں دنیا بھی آپ ہیں آخرت بھی آپ ہیں ۔ مینڈا دین وی توں تے ایمان وی توں۔ (خواجہ غلام فرید) جب ہم نے اتنا کام کر لیا تو اب امید لگ گئی ہے کہ حضور کے دربار کے خصوصی کارندے (اولیاء اللہ جو دلوں کے طبیب ہوتے ہیں) احمد رضا کے غم کا علاج کرنے کے لئے متحرک ہو گئے ہیں کیونکہ ان کو پتہ چل گیا ہے کہ یہ تو اپنی ہی پارٹی کا بندہ ورکن ہے۔ سبحان اللہ

----***----

نعت شریف نمبر (۳۹) ''واؤ''

(۱) زائرو پاسِ ادب رکھو ہوس جانے دو — آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ان کو ترس جانے دو

(۲) سوکھی جاتی ہے امید غرباء کی کھیتی — بوندیاں لکۂ رحمت کی برس جانے دو

(۳) پلٹی آتی ہے ابھی وجد میں جان شیریں — نغمۂ قم کا ذرا کانوں میں رس جانے دو

(۴) ہم بھی چلتے ہیں ذرا قافلے والو ٹھہرو — گٹھڑیاں توشۂ امید کی کس جانے دو

(۵) دیدِ گل اور بھی کرتی ہے قیامت دل پر — ہمصفیرو ہمیں پھر سوئے قفس جانے دو

(۶) آتشِ دل بھی بھڑکاؤ ادب داں نالو — کون کہتا ہے کہ تم ضبطِ نفس جانے دو

(۷) یوں تنِ زار کے درپے ہوئے دل کے شعلو — شیوۂ خانہ براندازئ خس جانے دو

(۸) اے رضا آہ کہ یوں سہل کٹیں جرم کے سال — دو گھڑی کی بھی عبادت تو برس جانے دو

مشکل الفاظ کے معانی:

* زائرو—اے زیارت کرنے والو * پاس—لحاظ، خیال * ہوس—شوق، لالچ * ترس—ڈر * سوکھنا—خشک ہونا * امید غرباء—غریبوں کی تمنا و آرزو * بوند، بوندیاں—ایک قطرہ، یہاں * لکہ—بادل کا ٹکڑا * پلٹی—پلٹنا سے ہے بمعنی پھرنا * وجد—خوشی، شوق * جان شریں—میٹھی جان * نغمہ—راگ، سریلی آواز * قم—قیام سے ہے امر کا صیغہ (عربی) تو کھڑا ہو جا مراد ہے مردہ زندہ کرنا * رس جانا—بس جانا، گھل مل جانا، رچ بس جانا * توشۂ امید—امید کا زادِ راہ، سفر خرچ * کس—کسنا سے، مضبوط کر کے باندھنا * دید—دیکھنا * کرتی ہے—ڈھاتی ہے * قیامت—مصیبت * ہم صفیر—ہم آواز * سوئے قفس—جال کی طرف * آتش—آگ * بھڑکاؤ—بھڑکانا سے ہے آگ کو تیز کرنا * ادب داں—ادب جاننے والا * نالو—نالہ کی جمع بمعنی فریاد، واویلا * ضبط—قابو، قبضہ * نفس—سانس، روح، جان * تن زار—کمزور بدن * درپے ہونا—پیچھا کرنا، پیچھے پڑ جانا * شعلو—شعلہ کی جمع ہے، انگارہ، لپیٹ * شیوہ—انداز، طور طریقہ * خانہ براندازئ خس—تنکوں کی جھونپڑی کا گھر * آہ—برائے افسوس، ہائے * سہل—آسان * جرم—قصور، گناہ۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) باجمہ ہوشیار کا فلسفہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اے زائرین مدینہ! اگرچہ مدینہ کی محبت اور اب تک محبوب سے جدا رہنے کا تصور اس بات پر آمادہ کر رہا ہے کہ روضہ کی جالیوں کو چمٹ جائیں اور درودیوار کو سینے سے لگا کر روئیں، مگر اس دیوانگی کا اظہار

مناسب نہیں کیونکہ یہ حضور کا دربار ہے خبردار! ہوشیار! ادب ملحوظ خاطر رہے اپنی آنکھوں کو بے ادبی کرنے پر ایمان کے ضائع ہو جانے کا ڈر سناؤ اور اپنے آپ کو اس قابل ہی نہ سمجھو کہ روضہ کی جالیوں کو تم ہاتھ لگا سکتے ہو، کہاں ہم کہاں وہ ادب گاہ جو عرش سے نازک تر ہے۔ چہ نسبت خاک رابعالم پاک، کتب فتاویٰ میں ہے کہ روضہ پاک کے سامنے یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوا جاتا ہے واضعا یمینہ علی شمالہ۔ دست بستہ کھڑا ہو یعنی دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر۔ اور اسی طرح ہی ادب واحترام ہو جیسے ام حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں آپ کے سامنے بیٹھے ہیں

؎ حاضر ہوئے جبریل امین بھی تو ادب سے ‏ ‏ ‏ نازل ہوا قرآں بھی تو بے صوت وصدا تھا

(۲) اے میرے پیارے آقا! آپ کے کنارہ گار امتیوں بیچاروں کی امید کی کھیتی سوکھی جارہی ہے۔ اپنی رحمت کے ابر کرم سے چند بوندیں گرادیں تاکہ سوکھی کھیتیاں ہری بھری ہو جائیں۔

اقبال نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں اس تمنا کا یوں اظہار کیا۔

؎ حضور! دہر میں آسودگی نہیں ملتی ‏ ‏ ‏ تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ وگل ہیں ریاض ہستی میں ‏ ‏ ‏ وفا کی جس میں ہو بو وہ کلی نہیں ملتی

(بانگ درا، ۱۵۰)

بہت سارے ایسے واقعات کتابوں میں موجود ہیں کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں کی روحانی بھوک پیاس تو ختم ہو جاتی ہے جسمانی اور ظاہری بھوک پیاس بھی سرکار کے کرم سے مٹ جاتی ہے۔ دیکھیے جذب القلوب، روض الریاحین تبلیغی نصاب فضائل درود۔ وفاء الوفا)

ایک واقعہ جذب القلوب کے حوالے سے نقل کر رہا ہوں اور وہ یہ کہ ابن جلاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو دو دن ہو گئے کھانے کو کچھ نہ ملا میں سرکار کے روضہء اطہر پہ حاضر ہوا اور عرض کیا حضور! میں آپ کا مہمان ہوں مگر بھوکا ہوں۔ بس اتنا کہہ کر میں سو گیا تو سرکار خود تشریف لائے اور ایک روٹی مجھے عطا فرمائی۔ میں نے خواب میں ہی آدھی روٹی کھالی اور پھر جاگ آئی تو کیا دیکھتا ہوں نصف دیگر در دست من باقی بود۔ باقی آدھی جاگتے ہوئے بھی میرے ہاتھ میں تھی۔

(جذب القلوب ص ۲۲۳)

؎ اب بھی ظلمات فروشوں کو گلہ ہے تجھ سے ‏ ‏ ‏ رات باقی تھی کہ سورج نکل آیا تیرا
ایک بار اور بھی بطحا سے فلسطین میں آ ‏ ‏ ‏ راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا

(بحوالہ از احمد ندیم قاسمی: ۳۶)

(۳) اے میرے آقا! میری روح (جو گناہوں کی وجہ سے اور غفلت کا شکار ہو کر) مردہ ہو چکی ہے ذرا اس کے کان میں ''قم باذن اللہ'' اے مردے اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا، کا حیات بخش نعرہ (نغمہ) اپنی سریلی آواز سے بلند فرمائیں پھر دنیا دیکھے گی کہ اس مردہ روح میں کیسے جان پڑتی ہے اور کس طرح وجد کرتی ہوئی اپنا کام شروع کر دیتی ہے۔

؎ جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑھیں ‏ ‏ ‏ اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جب تبسم میں اتنا اثر ہے تو ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الاوحی یوحیٰ کی کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی زبان میں کتنا اثر ہوگا، کیا ہر نبی کا ہر کمال حضور علیہ السلام میں ماننا ضروری نہیں؟ تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کے لیے تو مانا جائے اور اُن کے آقا میں کیوں نہ مانا جائے۔

حضور علیہ السلام نے اپنی نقل اتارنے والے کو فرمایا (جو آپ کی توہین کے لئے مذاق کرتا ہوا لوگوں کو بتا رہا کہ وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے ایسے باتیں کرتا ہے) کن کذلک ۔ اسی طرح ہی ہو جا۔ چنانچہ وہ مرتے دم تک منہ حامنہ لے کر پھرتا رہا (طبرانی۔ مستدرک۔ بیہقی، خصائص ص۷۹، ج۲)

مشکوۃ شریف میں ہے کہ ایک شخص کو حضور علیہ السلام نے بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے دیکھا تو پوچھا! دوسرے ہاتھ سے کیوں نہیں کھاتا؟ اس نے جھوٹ بولا! کہ دوسرا ہاتھ کام نہیں کرتا یعنی بیکار ہے قال لا استطعت فرمایا جا پھر یہ بیکار ہی رہے گا۔ فما رفعه الی فیه اس کے بعد وہ ہاتھ ایسا بیکار رہوا کہ منہ کی طرف اُٹھا ہی نہیں سکتا تھا۔ (مسلم، مشکوۃ ص۵۳۶) حضور نے ایک مرتد کے بارے میں زمین کو حکم دیا کہ لا تقبلہ اس کو قبول نہ کرنا۔ چنانچہ مرنے کے بعد اس کو زمین میں دفن کیا جاتا تو زمین اس کو نکال باہر پھینکتی۔

؎ وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں　　اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

(۴) (اعلیٰ حضرت مدینہ شریف کی طرف جانے والے قافلے کو دیکھ کر تڑپ گئے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا) اے مدینہ کو جانے والے قافلے! تھوڑی دیر رُک جاتا کہ ہم بھی اپنی امیدوں کا زادِ راہ باندھ کر تیرے ساتھ دیارِ محبوب کو چلیں۔

؎ مدینے پاک جانے کی گھڑی ہے　　مبارک دوستو کیسی گھڑی ہے
وہاں رکتی نہیں باران رحمت　　لگا رکھی خدا نے وہ جھڑی ہے
مدینے پاک کی ہر اک گلی سے　　صدا صل علیٰ میں نے سنی ہے
قدم دل سے اُٹھا کے اب چلو تم　　ارے شہر نبی ﷺ کی یہ گلی ہے
لگا کر ہاتھ جالی کو میں چوموں　　مجھے تو یہ سعادت بھی بڑی ہے
بنا دو میرا بھی طیبہ میں مسکن　　یہ میری آرزو بس آخری
لحد میں کون آیا ہے نظامی　　کہ ہر سو روشنی ہی روشنی ہے

(۵) پھول کو دیکھتا ہوں تو (یادِ محبوب آجاتی ہے جس سے) دل پر ایک قیامت سی گذر جاتی ہے لہٰذا اے میرے ساتھیو! اب میں تمہارے کام کا نہیں رہا مجھے اب پنجرے اور جال کی طرف ہی لے چلو کیونکہ اب میں شکاری سے کچھ ایسا مانوس سا ہو گیا ہوں کہ اب رہائی (عشقِ محبوب سے جدائی) موت نظر آتی ہے۔

اگرچہ قبر سے بڑھ کر کیا قیامت اور مصیبت ہو گئی لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد ایسا بیمار ہوئے اور کوئی علاج کرنے آتا تو فرماتے اس کا علاج وصالِ یار ہی ہے اس لیے۔

؎ برسر بالین ما برخیز اے ناداں طبیب　　دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

اور حضرت امیر خسرو فرماتے ہیں۔

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ برکف   بامید آنکہ روزے بہ شکار خواہی آمد

جنگل کے تمام جانور اس امید پر اپنی جان ہتھیلی پہ رکھ کر نکل آئے ہیں کہ کسی دن شکاری آکر ہمیں جال میں پھنسائے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام ایک دفعہ اونٹوں کو نحر (ذبح) کرنے لگے تو (یز دلفن الیہ) اونٹ دوڑ دوڑ کر آپ کی طرف آتے تا کہ محبوب کے ہاتھ سے پہلے ہماری گردن پہ چھری چلے۔

کون کہتا ہے کہ زینت خلد کی اچھی نہیں   لیکن اے دل فرقت کوئے نبی اچھی نہیں
اس گلی سے دور رہ کر کیا کریں ہم کیا جئیں   آہ ایسی موت ایسی زندگی اچھی نہیں

(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۶) اے ہجر و فراق کے بعد وصال محبوب کی وجہ سے آہ و زاری اور نالہ و فریاد کرنے والے اور صرف آنکھوں سے آنسو بہانے پر اکتفا کرنے والے دردِ عشق! میں تجھے نہیں کہتا کہ تو آنکھوں سے آنسوؤں نہ بہنے دے بے شک آنکھوں کے آنسو بڑے بابرکت ہیں لیکن صرف آنکھوں تک ہی محدود نہ رہ! بلکہ دل کی طرف بھی آ! اور میرے دل کو عشق سرکار میں گلنار کردے یا پھر نار سے گلزار کردے۔ کیونکہ یہ دل بھی آپ کا ہے اور جان و روح بھی سرکار ہی کے لئے ہے اور بہتر ہوگا کہ آقا کی محبت میں فنا ہو کر بقا پا جائیں۔

عشق رسالت مآب علیہ السلام میں ڈوبے ہوئے ان جذبوں پہ قربان ہونے کو دل چاہتا ہے۔ کوئی دولت کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے کوئی شہرت کا بھوکا ہے اور ہمارا امام احمد رضا تو اپنا سب کچھ قربان کر کے صرف نگاہ مصطفٰی کو حاصل کرنے کے لئے ترلے لے رہا ہے اور آقا کی گلی کا گدا بننے کے لئے مارا مارا پھر رہا ہے۔ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

بہت ایسے ہیں جو علم و ہنر رکھتے ہیں   بہت ایسے ہیں جو مال و زر رکھتے ہیں
بہت ایسے ہیں جو بازو و پر رکھتے ہیں   ہم فقط تیری کریمی پہ نظر رکھتے ہیں

(۷) جب دل میں عشق کی آگ کے شعلے بھڑک اٹھیں تو تنکوں کی بنی ہوئی اس جسم کی جھونپڑی کی پرواہ مت کر اس کا جل جانا ہی بہتر ہے کہ یہ دیدار محبوب کے لئے رکاوٹ بنا ہوا ہے درمیان سے ہٹ جائے گا تو محبوب کا دیدار نصیب ہوگا۔ اس لیے جان کی قربانی دیکر بھی جلوۂ یار نصیب ہو تو سودا مہنگا نہیں۔ گویا جسم فضول ہے جل جائے تو نقصان نہیں فائدہ ہے۔

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پہ گروں   اور فرشتے گر اٹھائیں تو میں ان سے یہ کہوں
کہ میں پائے ناز سے اب اے فرشتو کیوں اٹھوں   مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دل رُبا کے واسطے

(۸) (زہد و تقویٰ، طہارت و پاکیزگی کی جان، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ محبوب علیہ السلام کی زیارت کا نسخہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں) اے رضا ساری عمر تو نے نافرمانیوں، گناہوں اور جرائم میں آسانی کے ساتھ گذار دی اور باتیں اس کو ملنے کی کرتا ہے جو منبع رشد و ہدایت ہے کم از کم چند گھڑیوں کی عبادت بھی تو کر لی ہوتی تا کہ قیامت کو ان کی سرکار میں منہ دکھانے کے قابل ہو جاتا۔

جب حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو سرکار نے فرمایا سَلْ۔ مانگ کیا مانگتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اسئلك مرافقتك فی الجنة۔ حضور ﷺ مجھے جنت میں بھی آپ کا قرب چاہئے تو اللہ کے محبوب علیہ السلام نے یہی نسخہ ارشاد فرمایا اعنی علی کثرة

السجود۔ اچھا پھر سجدوں پہ سجدے کیے جا تا کہ تجھے تیری مطلوبہ چیز مل جائے۔

حسن طلب کے انداز مختلف ہوتے ہیں کوئی ہنس کر یار کو منا لیتے ہیں اور کسی کو یہ دولت آنسو بہانے سے نصیب ہو جاتی ہے کیونکہ ان کی بارگاہ میں کوئی کمی نہیں۔ وہاں تو سچی طلب اور خلوص دل دیکھا جاتا ہے وہاں کی سخاوت کا عالم یہ ہے کہ کاسہ بھی ملتا ہے اور گدائی بھی دی جاتی ہے۔ پشتو کے مشہور شاعر خوشحال خاں خٹک بھی کچھ کہہ رہے ہیں ذرا ان کی بھی سنیے! اور پھر اگلی نعت میں اپنے آقا کی زلفوں کے کنڈلوں کے قیدی بننے کے لئے تیار ہو جایئے۔

د خدائے عرفان م اوشو پہ عرفان د محمد　　　پاک دے محمد پاک دے سبحان د محمد

خواست بہ نور خوک نہ کہ وختہ د عاصیانو　　　خواست بہ محمد کہ خاندان د محمد　(خوشحال خاں خٹک)

ترجمہ:

"مجھے محمد ﷺ کی معرفت کے طفیل اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوئی۔ بے چارے گنہگاروں کو کوئی نہیں پوچھے گا، ان کے بارے میں حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں گے۔"



نعت شریف نمبر (۴۰)

(۱) چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو

(۲) کی جو بالوں سے ترے روضہ کی جاروب کشی
شب کے شبنم نے تبرک کو ہیں دھارے گیسو

(۳) ہم سیہ کاروں پہ یارب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

(۴) چرچے حوروں میں ہیں دیکھو تو ذرا بال براق
سنبل خورد کے قربان اوتارے گیسو

(۵) آخر حج غم اُمت میں پریشاں ہو کر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

(۶) گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

(۷) سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

(۸) کعبۂ جاں کو پہنایا ہے غلاف مشکیں
اڑ کے آئے ہیں جو ابرو پہ تمہارے گیسو

(۹) سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
سجدۂ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو

مشکل الفاظ کے معنی:

* سنبل۔ خوشبودار گھاس * شکن ناز۔ نخرے کا بل (سلوٹ) * وارے۔ نچھاور کیے، قربان کیے * جاروب کشی۔ جھاڑو دینا، صفائی کرنا * شبنم۔ اوس * دھارنا۔ سنبھالنا، پالنا * سیہ کار۔ گنہگار، نکمے * تپش۔ گرمی، حرارت * سایہ افگن۔ چھاؤں کرنے والے * چرچے۔ شہرت * بال براق۔ براق کے پر (پایہ لفظ یال ہے ترکی زبان میں گھوڑے کی گردن کے بالوں کو کہتے ہیں) * سنبل خورد۔ بعض نسخوں میں سنبل خلد یعنی جنتی گھاس ہے (خورد کا معنی ہے چھوٹا) * اتارے۔ قربان کیے * آخر حج۔ حجۃ الوداع * تیرہ بخت۔ بدبخت، گنہگار * سدھارے۔ سنوارے * گوش۔ کان * دوش۔ کندھا * خانہ بدوش۔ آوارہ * سہارے۔ مددگار * دھانوں۔ یا دھن سے جمع بنائی گئی ہے بمعنی منہ، یا دھان کی جمع ہے کھیتی یا منجی یعنی چھلکوں سمیت چاول کا پودا * کعبۂ جاں۔ جانوں کا قبلہ (حضور علیہ السلام) * غلاف مشکیں۔ خوشبودار سیاہ رنگ کا غلاف * ابرو۔ بھویں * سلسلہ۔ آغاز، بنیاد (زنجیر) * سجدۂ شکر۔ نعمت ملنے پر شکرانے کا سجدہ کرنا۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) مدینے کے باغ میں جب سنبل (اللہ کے پیارے محبوب) نے اپنے بال سنوارنے شروع کیے تو (گھنے بالوں پہ کنگی کرتے وقت جو چہرے پہ شکن پڑتے ہیں) محبوب کی پیشانی کے شکنوں پر جنت کی حوریں اپنے گیسو قربان کرنے کے لئے دوڑنی

ہوئی آگئیں اسی لیے سارے عالم کی فضا مہلک اُٹھی ہے کہ

ہے گیسو چوم کر ان کے نسیم خوشگوار آئی

حضور علیہ السلام کے بال مُبارک:

بال رکھنا، ان کو سنوارنا، کنگی کرنا سنت ہے آپ نے فرمایا اکرموا شعر کم۔ اپنے بالوں کی تکریم کرو۔ آج کل کئی توحیدی حضرات خشکی میں اپنی مثال آپ ہوتے ہیں سر پر تو بال خیر رکھتے ہی نہیں کیونکہ سیماھم التحلیق (ان کی نشانی ٹنڈ کرانا ہے۔ حدیث) اور داڑھی کے بالوں کا وہ حشر کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ بچے دیکھ کر ڈرتے ہیں کہ خدا جانے یہ چڑیا گھر میں تھا یا کسی جنگل سے آیا ہے اور یہ حضرات سمجھتے ہیں کہ شاید جتنی بھی بری شکل بنائی جائے اللہ کو زیادہ پسند آتی ہے اور یہ حدیث بھول جاتے ہیں ان اللہ جمیل یحب الجمال۔ (اللہ جمال والا ہے اور جمال کو پسند بھی فرماتا ہے) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے جب بالوں کا اکرام کرنے والی حدیث سنی تو اس کے بعد دن میں دو مرتبہ بالوں کو تیل لگاتے تھے۔ ایک شخص کو حضور علیہ السلام نے دیکھا کہ اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور اس کے بال ٹھیک کر کے لاؤ جب تعمیل ارشاد کے بعد واپس لایا گیا تو آپ نے فرمایا! کیا یہ شکل شیطان والی شکل سے بہتر نہیں یعنی پہلی شکل کو شیطان کی شکل قرار دیا گیا۔ وہ جو روزانہ کنگی کرنے سے منع کیا گیا ہے وہ بلا ضرورت ہے اور نہی بھی تیز یہی ہے تاکہ ہر وقت ہی عورتوں کی طرح کوئی بناؤ سنگھار میں نہ لگا رہے۔ حدیث شریف میں ہے ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یا خذمن لحیته من عرضھا و طولھا (رواہ الترمذی)

حضور علیہ السلام اپنی داڑھی مبارک کو سنوارا کرتے یعنی کاٹ کر طول وعرض سے۔ (لیکن مٹھی بھر سے کم نہ فرماتے جیسا کہ صحابہ کرام علیھم الرضوان کے عمل نے ہمیں بتایا اسی لیے علماء نے اتنی داڑھی کا رکھنا واجب قرار دیا ہے) بالوں کے بارے میں تفصیلی ہدایات مشکوٰۃ شریف کے "باب الترجل" میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) اے میرے حسن والے آقا! آپ کے روضہ اقدس کو رات کی شبنم نے اس لیے بالوں سے جھاڑ دیا ہے تاکہ اپنے بالوں کو آپ کے روضہ پاک کے ساتھ لگا کر متبرک بھی بنائے اور اس کے بالوں کے حسن میں بھی اضافہ ہو جائے۔

~ تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں ۔ پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتے ہیں

جب صحابہ کرام جیسی شخصیات حضور علیہ السلام کے بال، ناخن کپڑے اور دیگر اشیاء سے برکت حاصل کرتے ان کو متبرک سمجھتے اور وصیتیں کرتے کہ مرنے کے بعد آپ کے یہ تبرکات ہمارے کفن میں رکھے جائیں جیسا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت احیاء العلوم کے حوالے سے پیچھے بیان ہو چکی تو بھلا شبنم کی کیا مجال کہ اس تصور سے سرکار کے روضے کو جھاڑ نہ دے لہذا اس میں مبالغے والی کوئی بات نہیں۔

~ جس میں خوشبو ہو ان کی زلفوں کی ۔ میں تڑپتا ہوں اس ہوا کے لیے
مر ہی جاتا ہجر میں صائم ۔ جی رہا ہے تیری ثنا کے لیے

(۳) اے میرے پروردگار! قیامت کی قیامت خیز گرمی میں مجھے اپنے محبوب کی زلف واللیل کا سایہ نصیب کر دینا تاکہ اس جھلسا دینے والی دھوپ کی حرارت سے محفوظ رہ سکوں۔

~ ازل ہو یا ابد دونوں اسیر زلف محمد ہیں ۔ جدھر نظریں اُٹھاؤ گے یہی اک سلسلہ ہو گا (جگر مرادآبادی)

(۴) جنت کی حوروں میں معراج کی رات اس نعمت کو حاصل کرنے کی دوڑ لگی ہوئی تھی کہ چلتی ہیں اور جا کر حضور علیہ السلام کی سواری (براق) کی گردن کے بالوں پہ اپنی زلفیں قربان کرتی ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ حوروں میں عام چرچے ہیں کہ حضور کی سواری کے بال تو دیکھو ایسے لگتا ہے جیسے جنت کی خوشبودار گھاس (سنبل) نے اپنی زلفیں ان پر قربان کی ہوئی ہیں۔

~ یہ بن دیکھے جو دنیا آپ کی زلفوں کی قیدی ہے — خدا جانے کہ کیا ہوگی ترے دیدار کی صورت

سواری کی شان یہ ہے تو سوار کی عظمت کیا ہوگی۔ اللہ ہی جانے کون بشر ہے۔

(۵) حجۃ الوداع کے موقع پر ہمارے آقا و مولی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گنہ گار امتیوں کی بخشش کے سلسلہ میں پریشان ہو کر ان کی شفاعت کے لئے اپنی مبارک زلفوں کو سنوارا۔ (یا بال مبارک سر انور سے جدا فرمائے یعنی کٹوائے یا حجامت کرائی تو ان بالوں کو آپ نے صحابہ کرام میں تقسیم فرما دیا اور صحابہ کرام کے ذریعے آپ کے بال پوری دنیا میں پھیل گئے تاکہ جو گنہ گار ان کی زیارت کرے اس کو بروز قیامت سرکار کی شفاعت نصیب ہو جائے) ایک اہل حدیث عالم کا شعر ہے۔

~ زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاون — اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاون

(۶) جب آپ کی زلف عنبریں کانوں تک ہوں (ابھی کنگی نہ کی ہوتی تو زلفوں میں زیادہ بل ہونے کی وجہ سے کانوں کے اوپر ہو جاتیں) تو یہ اشارہ تھا کہ ان مبارک کانوں سے حضور علیہ السلام اپنی گنہ گار امت کی فریادیں سنتے ہیں اور جب (کنگی فرماتے تو قدرے سیدھی ہو کر) کندھوں پہ آجاتیں تو گویا گناہ گار امت کو یہ بتاتی تھیں کہ اے بے کسو، آوارہ لوگو (خانہ بدوشو) گھبراؤ نہیں تمہارے گناہوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے یہ کندھے کافی ہیں۔ (سبحان اللہ)

~ خدا نے کیا ان کو بے مثل پیدا — نہیں دو جہاں میں مثال محمد
خدا اور نبی کا اسی پر ہے سایہ — جسے ہر گھڑی ہے خیال محمد

(ریاض مدینہ از ریاض بابر: ۸۵)

(۷) اے اپنی امت کے غم میں رونے والے آقا! محشر کی گرمی نے ہمارے منہ خشک کر دیے ہیں (یا ہماری ایمان کی کھیتی کو گناہوں کی نحوست نے خشک کر دیا ہے) خدارا! کرم فرمایئے تاکہ آپ کے گیسوئے انور رحمت کی گھٹا بن کر ہم پہ برسیں ہماری پیاس ختم ہو جائے اور ایمان کی کھیتی ہری بھری ہو جائے۔

~ بس اور کوئی خواہش و حسرت نہیں رہی — اللہ دے تو دے مجھے الفت رسول ﷺ کی
عاصی ہوں، روسیاہ ہوں جو کچھ بھی ہوں مگر — بندہ خدا کا اور ہوں امت رسول ﷺ کی

(۸) (اے میرے نبی کے پیارے صحابہ! تم نے تو وہ منظر بارہا دیکھا ہے کہ) جب میرے آقا علیہ السلام کی سیاہ زلفیں اڑ (لہرا) کر چہرۂ انور کو ڈھانپتی تھیں تو کیا ایسا نہیں لگتا تھا کہ جیسے جان کے کعبے (رخ والضحیٰ) کو خوشبودار سیاہ غلاف پہنایا گیا ہے؟

~ لولاک ذرۂ ز جہان محمد ﷺ است — سبحان من یراہ چہ شان محمد ﷺ است
نازد بنام پاک محمد ﷺ کلام پاک — نازم باں کلام کہ جان محمد ﷺ اوست

(سید عطاء اللہ شاہ بخاری بحوالہ ماہنامہ الرشید: ۴۱۳)

(۹) اللہ تعالیٰ جب سرکار مدینہ علیہ السلام کو بروز قیامت شفاعت کا اذن اور شان عطا فرمائے گا تو آپ کا سر انور جب اس نعمت پر تشکر کے لئے سجدے میں جائے گا تو سرکار کی زلفیں بھی جھک جائیں گی اور ان کا جھکنا دو وجہ سے ہوگا ایک تو سجدۂ شکر کے لیے اور دوسرا گناہ گاروں کو اشارہ کرنے کے لئے کہ آجاؤ سیاہ کارو شفاعت کا دروازہ کھل گیا ہے۔

؎ شب و روز مشغول صلی علیٰ ہوں | میں وہ چاکر خاتم انبیاء ہوں
نہ کیوں فخر ہو عشق پر اپنے مجھ کو | "عبید" خدا عاشق مصطفیٰ ہوں

(سردار عبید اللہ ب نشتر بتصرف)

(۱۰) مشکبو کوچہ یہ کس پھول کا جھاڑا ان سے | حور یو عنبر سارا ہوئے سارے گیسو
(۱۱) دیکھو قرآں میں شب قدر ہے تا مطلع فجر | یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو
(۱۲) بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ | کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو
(۱۳) شان رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم بھر | سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو
(۱۴) شانہ ہے پنجۂ قدرت ترے بالوں کے لیے | کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو
(۱۵) اُحدِ پاک کی چوٹی سے اُلجھ لے شب بھر | صبح ہونے دو شب عید نے ہارے گیسو
(۱۶) مژدہ ہو قبلہ سے گھنگھور گھٹائیں اُمڈیں | ابروؤں پر وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو
(۱۷) تار شیرازۂ مجموعۂ کونین ہیں یہ | حال کھل جائے جو اک دم ہوں کنارے گیسو
(۱۸) تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا | صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

مشکل الفاظ کے معانی:

★ مشکبو۔ مشک جیسی خوشبو ★ جھاڑا۔ جھاڑنا سے ہے بمعنی اتارنا یا گرانا، گرد و غبار صاف کرنا ★ حوریو۔ محبوبو (حور، جنت کی عورت حوریو! حوروں والو یعنی جنتیو) ★ عنبر سارا۔ خالص عنبر کی خوشبو ★ قدر۔ عزت (شب قدر وہ رات جس میں قرآن نازل ہوا یعنی لیلۃ القدر جس کے بارے میں فرمایا گیا کہ ہزار مہینے سے افضل ہے) ★ تا۔ تک ★ مطلع فجر۔ طلوع فجر یعنی صبح صادق ★ عارض۔ رخسار ★ بھینی خوشبو۔ ہلکی ہلکی نہایت ہی عمدہ خوشبو ★ مہکنا۔ معطر ہونا ★ واللہ۔ قسم بخدا ★ شانہ۔ کنگھی ★ دم بھر۔ پل بھر، تھوڑی سی دیر کے لئے بھی ★ سینہ چاک۔ گریبان چاک کرنے والے یعنی عشاق ★ اس درجہ۔ اس قدر ★ پنجہ قدرت۔ اللہ کا ہاتھ (ید اللّٰہ فوق ایدیھم) یا مطلب ہے اللہ کا عطا کیا ہوا ہاتھ ★ مژدہ۔ خوشخبری ★ گھنگھور گھٹائیں۔ گہرے اور نہایت سیاہ بادل ★ اُمڈیں۔ گھر کر آئیں، چڑھ آئیں ★ بارے۔ ایک بار ★ شیرازہ۔ بندھن ★ مجموعہ کونین۔ دونوں جہانوں کا مجموعہ ★ بوندیں۔ قطرے ★ صبح عارض۔ صبح کی طرح روشن چہرہ ★ لٹاتے۔ نچھاور کرتے۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱۰) یہ گلی کوچہ کو کس پھل کا جھاڑا (اتارا) نصیب ہوا ہے کہ مشک کی سی خوشبو آ رہی ہے اور اے جنت کی حورو! ہمارے آقا کی حالت تو یہ ہے کہ آپ کے سارے کے سارے گیسو (ایک ایک بال) عنبر سارا (خالص عنبر) ہیں۔

ان کے گیسو نہیں رحمت کی گھٹا چھائی ہے ۔ ان کے ابرو نہیں دو قبلوں کی یکجائی ہے

(مولانا حسن رضا خان)

(۱۱) قرآن مجید میں سورۃ القدر پڑھنے سے لیلۃ القدر اور ھی حتی مطلع الفجر سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ فجر حق جس طرح لیلۃ القدر کے قریب ہے ایسے ہی سرکار کا رخ والضحیٰ بھی زلف والیل کے قریب ہے یعنی لیلۃ القدر میں حضور کی بابرکت زلفوں کی طرف اشارہ ہے اور مطلع الفجر میں حضور کے پُرنور چہرے کی طرف اشارہ ہے۔

ایک جگہ فرماتے ہیں۔

لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق ۔ مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

اس کی تشریح ان شاء اللہ اسی شعر کے تحت آئے گی۔

(۱۲) اے میرے اللہ! تو نے اپنے محبوب کی زلفوں کو کس باغ کے پھولوں سے بسایا، بنایا، سنوارا ہے کہ جدھر جاتے ہیں تیری ذات کی قسم ہے کوچہ و بازار مہک جاتے ہیں اور ایسے کہ دنیا کے کسی پھول سے تو یہ خوشبو ملتی نہیں ہے، یقیناً تو نے جنت کے پھولوں سے ہی زلف محبوب کو سنوار ہوگا۔

سیدنا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور علیہ السلام کو غسل دیا تو ایسی خوشبو پھوٹی کہ لم نجد مثلھا قط اس طرح کی خوشبو ہم نے کبھی دیکھی نہ سونگھی نہ سنی۔ (شفا ص ۴۱، ج ۱)

واہ اے عطر خدا ساز مہکنا تیرا ۔ خوبرو ملتے ہیں کپڑوں پہ پسینہ تیرا
لا مکاں میں نظر آتا ہے اجالا تیرا ۔ دور پہنچایا تیرے حسن نے شہرہ تیرا

(۱۳) شان رحمت دیکھیے کہ ہر وقت کنگی اپنے ساتھ رکھتے تاکہ عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (سینہ چاک) ہر وقت تیار رہیں کہ آپ کنگی فرمائیں تو کوئی بال مبارک زمین پر نہ گرنے پائے بلکہ جان سے زیادہ عزیز سمجھ کر محفوظ کر لیا جائے۔ جیسا کہ حضرت خالد بن ولید عین حالت جنگ میں ٹوپی تلاش کر رہے تھے کہ اس میں سرکار دو عالم علیہ السلام کے بال مبارک تھے، جس کی برکت سے تمام جنگیں جیتیں۔ اور حضرت امیر معاویہ نے مرنے کے بعد بال مبارک اپنے کفن میں رکھنے کی وصیت فرمائی۔

سرکار دو عالم کی اطاعت کا طریقہ ۔ صدیق و عمر، حیدر و عثمان سے پوچھو
اے حلقہ بگوشان شہ طیبہ و بطحا ۔ کیا لطف غلامی ہے یہ سلمان سے پوچھو
مدحت کا ہے انداز کہ معراج تخیل ۔ عرفان پیمبر، دل حسان سے پوچھو

(اعجاز رحمانی بتصرف)

مدینہ کو یثرب نہ کہو

اعجاز رحمانی صاحب کے مندرجہ بالا اشعار میں "شہرِ طیبہ" کی جگہ شہرِ یثرب تھا، اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی تغافل سے کام لیتے ہیں حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف کو یثرب کہنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے چنانچہ اس وضاحت میں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ یثرب کا معنی ہے بیماریوں کا مرکز جبکہ مدینہ وہ ہے جو شفا کا مرکز ہے اور جس کے گرد و غبار میں بھی ہر بیماری بالخصوص لاعلاج بیماریوں کے لئے شفا ہے تو پھر محبوب کے شہر کو یہ معنی سمجھ لینے کے بعد اور واضح ممانعت کے باوجود محبوب کا سچا غلام تو یثرب نہ کہے گا۔

میں نے خود ایک جگہ دیکھا کہ بورڈ لگا ہوا تھا "یثرب میڈیکل سٹور" بھلا ایسے میڈیکل سٹور کی دوائیوں میں شفا کیسے ملے گی، یہ ایسے ہی ہے جیسے کئی لوگ نا سمجھی میں اپنے بچوں کا نام حضور ﷺ کے دشمن پرویز کے نام پہ رکھ دیتے ہیں اور پھر ساتھ محمد بھی لگا دیتے ہیں بھلا محمد اور پرویز کا آپس میں کیا تعلق۔ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**من سمى المدينة يثرب فليستغفر الله هي طابة هي طابة۔**" (مسند احمد بن حنبل) "جس نے مدینہ کو یثرب نام سے پکارا تو وہ اللہ سے مغفرت طلب کرے کیونکہ وہ (مدینہ وبائی امراض سے) پاک ہے، پاک ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی یعلی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "**من سمى المدينة يثرب فليستغفر الله ثلاثا، هي طيبة، مرتين۔**" (دیلمی) "جس شخص نے مدینہ منورہ کو (پرانے نام) یثرب (بیماریوں کا گھر) سے پکارا تو وہ اللہ سے تین بار مغفرت طلب کرے (کیونکہ مدینہ وبائی امراض سے) پاک ہے۔ یہ آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں۔ "**من قال: يثرب، مرة فليقل المدينة عشرا۔**" "جس نے ایک مرتبہ یثرب کہا وہ دس مرتبہ مدینہ مدینہ کہے۔"

(۱۴) اے میرے آقا! اللہ نے آپ کو گیسو سنوارنے کے لئے بڑی قدرتوں اور طاقتوں والا ید اللہ کا گورا گورا نورانی ہاتھ عطا کیا ہے جس کی ایک انگلی کے ایک پورے کے ایک اشارے سے آسمان کے چاند کا کلیجہ چر جائے، وہ ہاتھ دعا کے لئے اٹھے تو ڈوبا ہوا سورج واپس آ جائے، اگر اس ہاتھ کو خالی پیالے میں رکھ دیں تو اس کی انگلیوں سے پنجاب رحمت جاری ہو جائے جس سے پورا لشکر سیراب ہو جائے اور پھر بھی پانی ختم نہ ہو، یہ بابرکت اور قدرتوں والا ہاتھ آپ نے کئی سینوں پہ پھیر کر بیسوں سالوں کا کفر و شرک نکال دیا اور سینے کو مدینہ بنا دیا۔

؎ ہاتھ جس طرف اٹھا غنی کر دیا موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

(۱۵) ساری رات احد پہاڑ کی چوٹی سے الجھنے والے! صبح کی انتظار کر کیونکہ عید کی رات اپنے گیسو سرکار کی بارگاہ میں نذر کرنے والی ہے (غالباً چاند مخاطب ہے)

(۱۶) اے شمع رسالت کے پروانو! تمہیں خوشخبری ہو کہ قبلہ کی طرف سے کالی گھٹائیں اٹھی ہیں ایسا لگتا ہے کہ محبوب دو عالم علیہ السلام کی زلفیں ابروؤں پر جھک کے آ گئی ہیں، اور چہرہ اقدس پر قربان ہو رہی ہیں۔

(۱۷) دونوں جہان کی شیرازہ بندی میرے آقا کی زلفوں کے بیچ میں ہے اگر ایک لمحہ کے لیے بھی حضور علیہ السلام اپنے گیسوؤں کو جہان سے علیحدہ کرلیں تو دونوں جہانوں کو اپنی حقیقت کا پتہ چل جائے کہ ہم ان گیسوؤں کے سہارے کے بغیر تو زیرو ہیں ان زلفوں نے ہی ہمیں ہیرو بنایا ہوا تھا۔ جن ملکوں میں اسلامی ذہن رکھنے والے لوگ نہیں ہے ان کا حال دیکھ لو کس طرح جہنم کے کنارے پر پہنچ چکے ہیں اور ذلیل ورسوا ہو رہے ہیں۔

؎ مٹی نہ ہو برباد پس مرگ الٰہی جب خاک اُڑے میری مدینہ کی ہوا ہو (آمین)

(۱۸) (جس طرح پسینے کے قطرے نبی اکرم علیہ السلام کی پیشانی اقدس پہ موتی معلوم ہوتے تھے اسی طرح جب آپ بالوں پہ تیل استعمال فرماتے تو تیل موتیوں کی طرح چمکتا اس منظر کو اعلیٰ حضرت نے اس شعر میں یوں بیان فرمایا ہے کہ) اے رضا! یہ تیل کی بوندیں تو بالوں سے نہیں ٹپک رہیں مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ ستاروں سے بھرپور رات رُخ والضحیٰ پہ ستارے نچھاور کر رہی ہے۔ یہ سارا پروگرام رات کو اس لیے ہو رہا ہے کہ جس طرح حضور علیہ السلام کے چمکنے سے تمام انبیاء کرام جو آسمان نبوت کے ستارے ہیں چھپ گئے کیونکہ آپ منبع انوار ہیں اور تمام انبیاء کو نور آپ ہی سے ملا ہے پھر بھلا آپ کے سامنے وہ کیسے چمک سکتے تھے اسی طرح سورج چونکہ چاند اور ستاروں کا مرکز نور ہے لہٰذا اس کے طلوع ہونے پر چاند ستارے اپنا بستر گول کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے رات نے رات تو رات ہی اپنے ستارے آپ (ﷺ) کے رخسار پہ نچھاور کر دیے (گویا گیسوؤں کی رات نے تیل کے قطرات ستاروں کی شکل میں حضور علیہ السلام کے روشن رخساروں پہ نثار کئے ہیں۔ یہ اس شعر کا سادہ، عام فہم اور ظاہری مفہوم بنتا ہے)

؎ وصلی اللہ علیٰ نورٍ کزو شد نورہا پیدا زمین از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا
محمد احمد و محمود وے را خالقش بستود از و شد بود ہر موجود از و شد دیدۂ بابینا
اگر نام محمد رانیا وردے شفیع آدم نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا
دو چشم نرگسینش راکہ مازاغ البصر خوانند دو زلف عنبرینش راکہ واللیل اذا یغشٰے
ز سر سینہ اش جائی الم نشرح لک برخواں ز معراجش چمی پرسی کہ سبحان الذی اسرے

----***----

نعت شریف نمبر (۴۱)

(۱) زمانہ حج کا ہے جلوہ دیا ہے شاہدِ گل کو
الٰہی طاقت پرواز دے پَر ہائے بلبل کو

(۲) بہاریں آئیں جوبن پر گھرا ہے ابرِ رحمت کا
لبِ مشتاق بھیگیں دے اجازت ساقیا مل کر

(۳) ملے لب سے وہ مشکیں مُہر والی دم میں دم آئے
ٹپک سن کر قم عیسیٰ کہوں مستی میں قلقل کو

(۴) مچل جاؤں سوال مدعا پر تھام کر دامن
بہکنے کا بہانہ پاؤں قصد بے تامل کو

(۵) دُعا کر بختِ خفتہ جاگ ہنگام اجابت ہے
ہٹایا صبحِ رُخ سے شاہ نے شبہائے کاکل کو

(۶) زبانِ فلسفی سے امن و خرق والتیام اسراء
پناہِ دورِ رحمت ہائے یک ساعت تسلسل کو

(۷) دوشنبہ مصطفےٰ کا جمعۂ آدم سے بہتر ہے
سکھانا کیا لحاظ حیثیت خوئے تامل کو

(۸) وفورِ شانِ رحمت کے سبب جرأت ہے اے پیارے
نہ رکھ بہرِ خدا شرمندہ عرضِ بے تامل کو

(۹) پریشانی میں نام ان کا دلِ صد چاک سے نکلا
اجابت شانہ کرنے آئی گیسوئے توسل کو

(۱۰) رضاؔ یہ سبزۂ گردوں ہیں کوتل جس کے موکب کے
کوئی کیا لکھ سکے اس کی سواری کے تجمل کو

مشکل الفاظ کے معانی :

* شاہد – عربی میں گواہ کو اور فارسی والے محبوب کو کہتے ہیں یہاں یہی مراد ہے * پرواز – اُڑنا * پَر ہائے – پروں (پَر کی جمع) * بُلبل – عاشق مراد ہے * جوبن – اُٹھتی جوانی * گھرا ہے – چھایا ہے * مشتاق – طالب، متمنی * ساقیا – اے پلانے والے * مُل – شراب (میم کے ضمہ سے) * مشکیں – مشک کے رنگ کی (عمدہ) * ٹپک – درد، ٹیس (کی آواز) * قم عیسیٰ – عیسیٰ علیہ السلام کا مردے کو قم باذن اللہ کہہ کر زندہ کرنا * قلقل – بوتل سے گیس کی آواز کا نکلنا * مچل جاؤں – جھوم جاؤں * مدعا – مقصد * بہکنا – بھٹکنا * قصد – ارادہ * بے تامل کے – بغیر سوچ و بچار کے * بختِ خفتہ – سویا ہوا نصیب * ہنگام اجابت – قبولیت کا وقت * صبح رُخ – روشن چہرہ * شبہائے کاکل کو – زلف کی سیاہیوں کو (شب کی جمع شبہائے) * فلسفی – موجودات کا جاننے والا * امن – حفاظت * خرق – پھٹنا، پھاڑنا * التیام – ملنا ملانا * اسراء – رات کو سیر کرنا (معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم) * دورِ رحمت – رحمت کی گردش * یک ساعت – ایک لمحہ * تسلسل – لڑی پرونا، کڑی، سلسلہ بندی * دوشنبہ –

بروز پیر * خوئے تامل۔ سوچنے کی خصلت وعادت * وفور۔ کثرت، زیادتی * جرأت۔ حوصلہ * بہر خدا۔ اللہ کے لئے * صد چاک۔ سو ٹکڑے (سوزخم) * اجابت۔ قبولیت * شانہ۔ کنگھی * توسل۔ وسیلہ، ذریعہ * گردوں۔ آسمان * کوتل۔ خاص گھوڑا * مرکب یا موکب۔ سواری یا لشکر * تجمل۔ حسن وجمال، شان وشوکت۔

مفهوم اشعار وخلاصه تشریح:

(۱) اے اللہ! موسم حج شروع ہو چکا ہے تو نے اپنے پھول (محبوب) کو خوب سنوارا ہوگا (کیونکہ اس کے چاہنے والے دور دور سے اس کی زیارت کے لئے کشاں کشاں جا رہے ہیں) اس بلبل طیبہ (احمد رضا) کے پروں میں بھی طاقت پرواز پیدا کر دے۔ تاکہ اُڑ کر یہ بھی تیرے پھول کی زیارت کر آئے۔

ے دروازہ کھولتے ہیں فرشتے قبول کا　　اک سلسلہ ہے رحمت حق کے نزول کا
دونوں جہان گوش بر آواز ہو گئے　　میں نام لے رہا ہوں خدا کے رسول ﷺ کا　(مظفر وارثی)

(۲) بہاریں (جلوۂ یار) اپنے پورے جوبن پر ہیں، رحمت کی کالی گھٹا چھائی ہوئی ہے موسم بھی ہے طریقہ بھی ہے دستور بھی ہے، پینے والوں کے لب خشک ہیں اے پلانے والے! ان لبوں کو خالص شراب (شراب طہور یعنی جمال یار کی دید) سے بھیگنے کی اجازت ہو جائے۔

ے طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے　　توحید کی مے ساغر سے نہیں نظروں سے پلائی جاتی ہے

موسم حج میں اللہ تعالیٰ کی عطاؤں کو خالص شراب سے تعبیر کیا گیا کہ جیسے شرابی لوگ خالص شراب بڑی چاہت اور شوق سے استعمال کرتے ہیں اللہ کے بندے اس سے زیادہ چاہت وشوق سے حج وزیارت کو جانے کی تمنا رکھتے ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ حج کو شراب سے کیوں تشبیہ دی گئی تو بات سمجھانے کے لئے یہ انداز کوئی معیوب نہیں جیسے حدیث شریف میں ہے کہ خوش آوازی سے قرآن پاک پڑھنا اللہ تعالیٰ اتنی محبت سے سنتا ہے جتنے شوق سے کوئی شخص گانے والی محبوب ترین آواز کو سنتا ہے (ابن ماجہ) بہاروں اور ابر رحمت سے مراد بھی مقامات الٰہیہ ہیں۔ مولانا حسن رضا خان نے بھی ایک جگہ اس مے (شراب) عشق رسول کا ذکر یوں فرمایا ہے۔

ے مے سے میں نے کب کی توبہ　　توبہ توبہ کیسی توبہ
طاق سے ہم نے اُٹھا کر شیشہ　　طاق میں ہم نے رکھ دی توبہ

(۳) جب وہ خالص مہر والی شراب میرے ہونٹوں سے لگے تو جان میں جان آجائے اور بوتل جس میں شراب جوش مار رہی ہے اس کو قم باذن اللہ (جو عیسیٰ علیہ السلام مردے کو زندہ کرتے ہوئے فرماتے تھے) کہوں کہ بوتل کے اندر ہی شوں شوں نہ کر اللہ کے حکم سے باہر بھی آجا۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ نے اس انداز سے بات کرنے والے کے بارے میں ہی فرمایا ہے۔

ے خوش تر آں باشد کہ سرِ دلبراں　　گفتہ آید در حدیث دیگراں

(۴) دامن محبوب کو مضبوطی سے پکڑلوں اور اپنا مقصد ضد کر کے منوالوں چاہے بہانہ بھٹک جانے اور بھول جانے کا بنانا پڑے

(کہ غلطی ہوگئی ہے) اگرچہ بغیر سوچے جان بوجھ کر ہی جرم کیا ہو۔

حج بیت اللہ اور رحمت الٰہی:

یعنی کعبے کے پردوں سے چمٹ کر رو رو کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کے لیے بخشش کی دعا کروں اور اتنا اصرار کروں کہ لوگ سمجھیں چھوڑو! کوئی دیوانہ ہے حالانکہ میں تو قصداً اور ارادتاً اگرچہ بغیر سوچے ہی سہی، گناہ کا ارتکاب کر چکا ہوں۔

حرم شریف میں ایسے بہت سے مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے حضرت غوث پاک کا واقعہ لکھا ہے کہ ساری رات دعا کرتے رہے اے اللہ یا میرے گناہ معاف کر دے یا مجھے قیامت کے دن نابینا کر کے اٹھانا تا کہ تیری مخلوق کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ (گلستان سعدی: ملخصاً)

ایک بزرگ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ غلاف کعبہ پکڑ کر کہہ رہے تھے یا اللہ میں حج کرنے آیا ہوں اور لفظ حج میں دو حروف ہیں حا اور جیم۔ حا سے تیرے حلم کی سمجھ آتی ہے اور جیم سے میرے جرموں کی طرف اشارہ ہے لہٰذا تو اپنے حلم سے میرے جرم معاف کر دے۔ یا حا سے میری حاجات اور جیم سے تیرا جود مراد ہے تو اپنے جود و کرم سے میری حاجات پوری فرما دے یا حا سے میری حلاوت ایمانی اور جیم سے تیری جلالت و سلطانی مراد ہے لہٰذا اپنی جلالت سے میری حلاوت ایمانی کو شیطان سے محفوظ رکھ اللہ تعالیٰ کو اس کی دعا پسند آئی اور فرمایا جو تو نے مانگا میں نے عطا کر دیا۔ (خلاصۃً)

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں میں نے ایک شخص کو مسلسل چودہ سال حج کے لئے مکہ میں آتے دیکھا اور جب بھی لبیک کہتا تو لا لبیک کا باقاعدہ جواب آتا یعنی وہ کہتا اے اللہ میں حاضر ہوں تو جواب آتا نہیں تیری حاضری قبول نہیں ہے۔ حضرت مالک کہتے ہیں کہ میں نے اس کو کہا! چودہ سال سے تو لا لبیک کی آواز نہیں سن رہا! اس کے باوجود ہر سال آ کے لبیک کہتا ہے اس نے کہا تو چودہ سال کی بات کرتا ہے میں چودہ ہزار سال بھی لا لبیک سن کر حاضری نہ چھوڑوں گا۔ اتنی بات ہوئی تو آسمان سے ایک کاغذ گرا جو میں نے پڑھا تو اس پر لکھا ہوا تھا، اے مالک بن دینا! تو میرے بندے کو مجھ سے جدا کرنا چاہتا ہے؟ میں نے اپنے اس بندے کی وجہ سے چودہ سال کے تمام حاجیوں کے حج قبول کر لیے ہیں۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد نے ستر سال اس طرح گذارے کہ دن کو روزہ اور جہاد کرتا اور رات کو نماز پڑھتا ستر سال کے بعد اس زمانہ کے نبی کو وحی آئی کہ اس کو جا کر کہہ دو کہ تیری ستر سال کی محنت ضائع ہوگئی میں نے تیری کوئی نیکی قبول نہیں کی۔ جب اللہ کے نبی نے اس کو بتایا تو وہ اٹھ کر خوشی سے وجد کرنے لگا، نبی اللہ حیران ہوئے کہ کیسا پاگل ہے ایک دن کی محنت ضائع ہو جائے تو کتنا افسوس ہوتا ہے اس کی تو ستر سال کی عبادت ضائع ہوگئی ہے۔ اس نے کہا! اے اللہ کے پیارے نبی میں پاگل نہیں ہوں، بات دراصل یہ ہے کہ قبول کرنا میرا کام نہیں، عبادت کرنا میرا کام ہے سو میں نے اپنا کام کر دیا آگے اس کی مرضی وہ جانے اور اس کا کام مجھے اس سے کیا؟! اسی وقت وحی آگئی کہ اس کو کہہ دو سب قبول ہے۔ (اسرار الاولیاء)

دور حاضر کا ایک ایمان افروز واقعہ:

مجھے میرے ایک نہایت ہی پیارے دوست میاں صادق محبوب صاحب (محبوب ایسوسی ایٹس) نے یہ واقعہ اپنے ایک بڑے ہی ذمہ دار اور ثقہ دوست کی طرف سے بیان کیا کہ چند سال پہلے کی بات ہے کہ حج کے موقع پر میں خود حرم کعبہ میں موجود تھا اور

ہزاروں زائرین اس واقعہ کے گواہ ہیں، ایک قبائل علاقے کا پٹھان بزرگ اپنی ٹوٹی پھوٹی اردو زبان میں کعبہ کا غلاف تھام کر اللہ تعالیٰ سے یوں مخاطب ہوا، اے اللہ میں پٹھان ہوں اور ہمارا یہ دستور ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا مجرم بھی جب ہماری پناہ میں آجاتا ہے تو ہم اس کو امن دے دیتے ہیں اور اپنی جان سے زیادہ اس کی حفاظت کرتے ہیں، میں اگرچہ بڑہ گناہ گار ہوں اور اپنے جرائم کا اعتراف کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں حاضر ہوگیا ہوں اب یا تو میری معافی کا اعلان کردے اور مجھے آواز سنائی دے یا پھر صاف صاف انکار کردے کہ تیری بخشش نہیں ہوسکتی تاکہ میں ابھی تیرے محبوب کی بارگاہ میں جاؤں اور ان سے شکایت کروں۔

اس نے کئی بار ایسا کہا اور لوگ جو اس کی زبان سمجھتے تھے ڈر بھی رہے تھے اور حیران بھی ہورہے تھے کہ اچانک ایک آواز آئی جس کو سن کر دل دہل گئے "جا تیری بخشش ہوگئی"

ے مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر — بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر
(صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ کی رحمت و بخشش کا دریا بڑا وسیع ہے ہزاروں واقعات موجود ہیں کس کس کو بیان کیا جائے

(۵) اے سوتے نصیب والے زائر حرم! اٹھ اور سستی نہ کر قبولیت کا وقت ہے تیرے محبوب نے روشن چہرے سے سیاہ زلفوں کو ہٹا دیا ہے یعنی اللہ نے اپنی رحمتوں کے سارے دروازوں کو کھول دیا ہے۔ تو مانگتا جا وہ عطا کرتا جائے گا۔

ے یا الٰہی رحم کن بر ماہمہ — عفو کن جملہ گناہ ماہمہ

(۶) فلسفی جو معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکاری ہے کہ آسمان پھٹنے اور پھٹ کر پھر ملنے سے محفوظ ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیسے اوپر چلے بھی گئے اور واپس آبھی گئے تو اس کو بھی ہم یہی جواب دیں گے کہ حضور علیہ السلام اللہ کی رحمت کی رو میں معراج پہ گئے اور واپس آئے اور اس کی رحمت سے کوئی بعید نہیں جیسے ایک ساعت اور لمحہ کو کسی کے لئے لمبا کردے کسی کے لیے ایک ساعت ہی رہنے دے جیسے اصحاب کہف کے لئے ایک دن یا آدھا دن اور دوسروں کے لئے **ثلث مائة سنين و از دا دوا تسعا**۔ تین سو نو سال۔ عزیز علیہ السلام کے لئے **یوما او بعض یوم** لیکن دوسروں کے لئے **مائة عام** سو سال۔ اس کی رحمت سے طی زمانی بھی بعید نہیں اور طی مکانی بھی محال نہیں، کیونکہ اس کی شان ہے۔ **ان اللہ علی کل شئ قدیر**۔ وہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔

ے تا ابد یارب ز تو من لطفہا دارم امید — از تو گر امید ببرم از کجا دارم امید
ہم فقیرم ہم غریبم، بیکس، بیمار و ناتواں — یک قدح زاں شربت دار الشفاء دارم امید
ہر کسے امید وار داز خدا و جز خدا — لیکر عمری شد کہ از تو من ترا دارم امید

(سیدنا غوث اعظم جیلانی)

(۷) آدم علیہ السلام کی ولادت باسعادت جمعۃ المبارک کے بابرکت دن میں ہوئی اور پیر کے دن جہاں سے داپیرآ گیا۔ تو اس لحاظ سے دیکھا جائے تو پیر جمعہ سے افضل ہے اس میں سوچنے اور تامل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

ہمارے حضور چونکہ وجہ تخلیق کائنات ہیں اگر آپ نہ ہوتے تو نہ آدم ہوتے نہ کوئی اور نبی نہ جمعہ ہوتا نہ کوئی دن نہ کوئی رات نہ کوئی ذات نہ کوئی بات۔

؎ محمد باعث حسن جہاں ، ایمان ہے میرا
محمد حاصل کون ومکاں ، ایمان ہے میرا
محبت ہے جسے غار حرا میں رونے والے سے
وہ انساں ہے خدا کا راز داں، ایمان ہے میرا
(ساغر صدیقی)

اہل اسلام ہمیشہ سے ہی ولادت نبوی والے دن کا احترام کرتے آئے ہیں اس دن صدقہ وخیرات، محافل میلاد، خوشی کا اظہار، اطعام الطعام وغیرہ اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے (دیکھیے مواہب لدنیہ ص ۱۴۸، ج ۱۔ مولد خیر خلق: شیخ فتح اللہ بنانی مصر۔ المدخل: امام ابن الحاج)

الحاوی للفتاوی میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ شیخ ابوالطیب محمد بن ابراہیم السبتی (المتوفی ۳۹۵ھ) بارہ ربیع الاول شریف کو ایک مدرسہ کے پاس سے گذرے جہاں استاد بچوں کو پڑھا رہا تھا، شیخ نے مدرسہ کے انچارج کو فرمایا **یا فقیہ ھذا یوم السرور اصرف الصبیان**۔ اے استاد! آج تو خوشی کا دن ہے، بچوں کو چھٹی کرو۔ (ص ۱۹۷، ج ۲)

؎ اس کی رحمت کی بھلا آخری حد کیا ہوگی
دوست کی طرح جو دشمن کو دعا دیتا ہے
وہی سرسبز کرے گا مرے ویرانوں کو
آندھیوں کو بھی جو کردار صبا دیتا ہے
(جمال از احمد ندیم قاسمی: ۴۰)

(۸) اے ہمارے پیارے آقا! آپ کی رحمت کے دریا کی وسعتوں کو دیکھ کر آپ کی بارگاہ میں بے دھڑک بات کرنے کی جرأت کر لیتے ہیں ورنہ کہاں آپ کی بارگاہ اور کہاں ہم جیسے گدائے بینوا، خدارا! ہمارا اسی طرح پردہ رہنے دیجئے تاکہ کل بروز حشر شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

؎ خرابم در غم ہجر جمالت یا رسول اللہ
جمال خود نما رحمے بجان زار شیدا کن
بہر صورت کہ باشد یارسول اللہ کرم فرما
بلطف خود سر و سامان جمع بے سر وپا کن
(شیخ عبدالحق محدث دہلوی، بحوالہ اوج نعت نمبر ۸۵)

(۹) جب ہم نے دکھی دل سے اپنے آقا کا نام نامی اسم گرامی دعا میں لیا تو قبولیت نے آگے بڑھ کر حضور علیہ السلام کے نام اقدس کے توسل کے گیسوں کو نور کی کنگی کرنا شروع کر دی یعنی ہماری گنہگاری کو تو نظر انداز کر دیا اور نام اقدس کے وسیلے کی وجہ سے دعا قبول ہونے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی کیونکہ۔

؎ یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا
بگڑے بھی بنا دیتا ہے یہ نام محمد ﷺ

اس لیے حدیث شریف میں ہے کہ جس دعا میں درود شریف نہ پڑھا جائے وہ زمین و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے، قبولیت کی طرف جا ہی نہیں سکتی بلکہ دوسری حدیث میں ہے کہ اگر دعا کی جگہ کوئی خالی درود شریف ہی پڑھتا رہے تو دعا ضرور قبول ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تو جانتا ہی ہے بندے کو کیا چاہیے۔

؎ سنو کہ ساری ثناؤں کا ہے وقار درود
پڑھو کہ نعت نبی کا ہے شاہکار درود
صفائے قلب کا اک دلنشیں وظیفہ ہے
ہمارے جذبوں کو کرتا ہے تابدار درود

کروں میں ان کا تصور تو روشنی دیکھوں　　سنوں جو اسم محمد ﷺ پڑھوں ہزار درود

(ناظر غزنوی بحوالہ بہار نعت:۹۰)

(۱۰) اے (گدائے در خیر الوریٰ حضرت امام) احمد رضا! ذرا دیکھ تو سہی تیرے نبی کی کیسی شان وعظمت ہے؟ یہ نیلا آسمان جھک کر تیرے نبی کو سلام عرض کر رہا ہے، جنت کی حوریں اور فرشتے آپ کی سواری کے ساتھ عزت افزائی کے لئے چل رہے ہیں، تو پھر تو خود ہی سوچ لے کہ معراج کے دولہا کی سواری کا مقام کیا ہوگا اور اس پہ سوار ہونے والے تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و مرتبہ کیا ہوگا۔

؎ آنجا قصیدہ خوانی لذات سیم و زر　　اینجا فقط حدیث نشاط لقائے تو
آتش فشاں ز قہر و ملامت زبان شیخ　　از اشک تر ز درد غریبان ردائے تو

(فیض احمد فیض بحوالہ ماہنامہ الرشید:۱۱۹۹)



نعت شریف (۴۲)

(۱) یاد میں جس کی نہیں ہوشِ تن و جاں ہم کو — پھر دکھا دے وہ رُخ اے مہرِ فروزاں ہم کو
(۲) دیر سے آپ میں آنا نہیں ملتا ہے ہمیں — کیا ہی خود رفتہ کیا جلوۂ جاناں ہم کو
(۳) جس تبسم نے گلستان پہ گرائی بجلی — پھر دکھا دے وہ ادائے گلِ خنداں ہم کو
(۴) کاش آویزۂ قندیلِ مدینہ ہو وہ دل — جس کی سوزش نے کیا رشکِ چراغاں ہم کو
(۵) عرش جس خوبیٔ رفتار کا پامال ہوا — دو قدم چل کے دکھا سروِ خراماں ہم کو
(۶) شمعِ طیبہ سے میں پروانہ رہوں کب تک دور — ہاں جلا دے شررِ آتشِ پنہاں ہم کو
(۷) خوف ہے سمع خراشیٔ سگِ طیبہ کا — ورنہ کیا یاد نہیں نالۂ افغاں ہم کو
(۸) خاک ہو جائیں درِ پاک پہ حسرت مٹ جائے — یا الٰہی نہ پھرا بے سروساماں ہم کو
(۹) خارِ صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں — وحشتِ دل نہ پھرا بے سروساماں ہم کو
(۱۰) تنگ آئے ہیں دو عالم تری بیتابی سے — چین لینے دے تپِ سینۂ سوزاں ہم کو

مشکل الفاظ کے معانی:

* تن وجان۔ جسم اور جاں * مہرِ فروزاں۔ روشن سورج * خود رفتہ۔ بے خود، بے ہوش * جلوۂ جاناں۔ محبوب کا نظارہ * تبسم۔ مسکراہٹ * گلستان۔ باغ * گلِ خنداں۔ مسکراتا پھول * آویزہ۔ لٹکا ہوا * قندیل۔ فانوس، لالٹین * سوزش۔ جلن * رشکِ چراغاں۔ چراغوں کا (ہم پہ) حسد کرنا * خوبیٔ رفتار۔ چلنے کا عمدہ انداز * پامال۔ پاؤں میں روندا ہوا * سروِ خراماں۔ محبوبانہ چال * شمعِ طیبہ۔ مدینے کا چراغ * شرر۔ شعلہ، انگارہ * آتش۔ آگ * پنہاں۔ پوشیدہ * سمع خراشی۔ کان چھیلنا جس کو پنجابی میں "کن کھانا" کہتے ہیں، تنگ کرنا، بری باتیں سنانا * سگِ طیبہ۔ مدینے کا کتا * نالہ افغاں۔ آہ وزاری * خاک ہو جائیں۔ فنا ہو جائیں * حسرت۔ تمنا * پھرا۔ لوٹا * بے سروساماں۔ خالی ہاتھ * خارِ صحرائے مدینہ۔ مدینے کے جنگل کا کانٹا * وحشتِ دل۔ دل کی گھبراہٹ * بیتابی۔ بے چینی * چین۔ آرام * تپِ سینہ۔ سینہ کی گرمی۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) محبوب خدا کی یاد نے ایسا بے خود و وارفتہ بنا دیا ہے کہ اپنے جسم و جاں کی بھی ہوش تک نہیں رہی، اے روشن سورج (

سراجا منیرا) ایک بار پھر اپنا رُخ والضحیٰ دکھا دیجئے۔ (جیسے پہلے کئی دفعہ کرم فرما کر زیارت سے ہمکنار کیا ہے اب کی بار اور بھی مہربانی فرمادیں) جیسے غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اور دیگر کئی اولیاء کرام کو بیداری میں کئی کئی مرتبہ سرکار کا دیدار نصیب ہوا اسی طرح اعلیٰ حضرت کو بھی ایک سے زیادہ مرتبہ یہ نعمت میسر آئی جس کو کبھی ؎ وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں۔

سے تعبیر کیا اور کبھی ؎ پھر دکھا دے وہ رُخ اے مہر فروزاں ہم کو۔ سے اشارۃً بیان کیا۔

ایک مرتبہ جبل پور کے جلسہ عام (محفل میلاد شریف) میں دوران تقریر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے لگے بعد میں کئی علماء کرام (مفتی برھان الحق وغیرہ) نے بتایا کہ عین اسی وقت میری آنکھ لگ گئی تھی تو مجھے حضور علیہ السلام کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی اور اعلیٰ حضرت کو جاگتے ہوئے دیدار ہو رہا تھا۔

؎ رحمت کے نظارے ہیں میلاد کی محفل میں — بخشش کے اشارے ہیں میلاد کی محفل میں
سرکار کو یہ محفل کیسے نہ لگے پیاری — سرکار کے پیارے ہیں میلاد کی محفل میں
اے عقل کے دیوانو! کیوں ہم سے الجھتے ہو — ہم عشق کے مارے ہیں میلاد کی محفل میں
میلاد کی محفل میں ہم اس لیے جاتے ہیں — سرکار ہمارے ہیں میلاد کی محفل میں

(پروفیسر فیض رسول فیضان)

(۲) اے میرے آقا! میں مانتا ہوں کہ ایک مدت کے بعد آپ کے دربار کی حاضری نصیب ہو رہی ہے لیکن اے میرے پیارے آقا! اگرچہ مجبوری کی وجہ سے اتنا لمبا وقفہ ہو گیا مگر جہاں بھی رہوں آپ ہی کے خیال میں مست و بے خود رہتا ہوں اور آپ کے دین کا کام ہر وقت مجھے مصروف رکھتا ہے کیونکہ۔

؎ منشا یہی ہے سلسلہ قیل و قال کی — ہوتی رہے تعریف تیرے حسن و جمال کی

(۳) جو صورت دلربا کر آپ نے ہمیں اس قدر بے مست و بے خود بنا دیا ہے کہ اپنی ہوش بھی نہیں رہی گویا ہماری زندگی کے باغ کی بہار آپ کے قدموں پہ قربان ہو گئی۔ ایک بار پھر پھول کی طرح مسکراتا چہرہ باانداز محبوبانہ دکھا دیجئے۔

اس چہرۂ انور کی ضیا پاشیوں کو ایک کشمیری شاعر نے بزبان کشمیری یوں بیان کیا ہے۔

والّیل موئیہ سیکھین مست چھ زہ عالم — والشمس تھندوہی جلوہ رخسار مدینس
گل روئے عنبر بوئے سنبل موئے نرگس چشم — تعہ حسنہ فولمت جنتوک گلزار مدینس

(عبدالاحد ناظم)

ترجمہ:

"واللیل جیسے خوبصورت موئے یار سے دونوں عالم اور اس کے والشمس جیسے پرنور رخسار سے مدینہ روشن ہے۔ ان کے گل روئے، عنبر بوئے، سنبل موئے اور نرگس چشم حسن سے محبت کی پھلواری کھلی ہوئی ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹ، تبسم کے بارے میں احادیث کے اندر آتا ہے۔ کالنور یخرج من بین ثنایاہ (مشکوٰۃ ص ۵۱۸) کہ جب بھی بولتے یا مسکراتے تو دانتوں سے ایسا نور نکلتا۔ یتلألؤ فی الجدر (بیہقی، خصائص کبریٰ

ص ۸۴، ج ۱) دیواریں روشن ہو جاتیں اور آپ اکثر تبسم ہی فرماتے ضحک یعنی کھلکھلا کر کبھی کسی خاص واقعہ پر ہی ہنستے۔ جیسا کہ روزہ توڑنے والے اعرابی، جس کو کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا اور پھر کھجوروں کا ٹوکرا ہی عنایت کر دیا۔ (مشکوٰۃ) اور اس کے علاوہ چند خاص (عجیب وغریب قسم کے) واقعات پر آپ کا ضحک ثابت ہے اور قہقہہ مار کر تو آپ کبھی ساری زندگی نہ ہنسے اسی لیے قہقہہ کو علماء نے مکروہ فرمایا ہے اور زیادہ ہنسنا بھی اچھا نہیں کیونکہ حدیث شریف کے مطابق زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ كثرة الضحك تميت القلب۔

اعلیٰ حضرت دوسری جگہ حضور علیہ السلام کے تبسم سے گمشدہ سوئی ملنے ایک بڑا مشہور واقعہ جو ابن عساکر نے بیان کیا ہے، ایک شعر میں بیان کرتے ہیں۔

سوزن گمشدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے ۔۔۔ شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

(۴) اے میرے دل! کاش تو مدینہ شریف میں فانوس ہوتا کہ جب تو نے لٹکنا ہی ہے تو محبت مصطفیٰ میں لٹک کر غلامان مصطفیٰ کو روشنی پہنچا کر کوئی خدمت سرانجام دی ہوتی، کیونکہ تیری جلن نے تو ہمیں رشک چراغاں بنا دیا ہے کہ دنیا کے چراغ (میرے دل کی نورانیت پہ رشک کرتے ہیں کہ یہ روشنی اتنی صاف وشفاف کہاں سے آئی ہے شاید جانتے نہیں کہ یہ محبت رسول کی روشنی ہے جس میں دھویں کا نام ونشان تک نہیں ہے)

(۵) اے میرے پیارے آقا! جس محبوبانہ چال سے آپ نعلین سمیت عرش معلی کی بلندیوں پہ چلتے رہے اسی ناز وادا سے دو قدم میرے دل کی اجڑی بستی میں بھی خرام ناز کیجئے تاکہ اس کو آرام وسکون کی دولت میسر آسکے۔ کیونکہ آپ ہی کے دم قدم سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں اور سکون قلب نصیب ہوتا ہے۔

دنیا سے کفر وشرک کی سب کلفتیں مٹیں ۔۔۔ محمود جب ورود رسول خدا ہوا

(حدیث شوق از راجہ رشید محمود: ۴۸)

تفسیر روح البیان میں ہے

وقيل للحبيب تقدم على بساط العرش بنعليك تشرف العرش بغبار نعال قدميك ويصل نور العرش يا سيد الكونين اليك (زیر ایت فاخلع نعليك انك بالواد المقدس طوىً)

اے دونوں جہانوں کے سردار مدنی سرکار آقا! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پہاڑ پر جوتے اتارنے کا حکم تھا لیکن آپ میرے عرش معلی پہ بمعہ نعلین آیئے تاکہ عرش اعظم آپ کے جوڑوں کی خاک چوم کر عزت پائے اور عرش والے کا نور بلا واسطہ آپ تک پہنچے۔

ثابت ہوا کہ عرش معلی پر حضور علیہ السلام کا بمعہ نعلین تشریف لے جانا عرش کی توہین نہیں (جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے) بلکہ عرش کے لیے باعث عزت ہے اور پھر اگر آپ کے غلام بلال حبشی جوتوں سمیت جنت میں چلیں اور ان کے جوتوں کو آواز امام الانبیاء سنیں اور فرمائیں اے بلال! یا رتو کونسا عمل کرتا ہے کہ میں جب بھی جنت میں گیا ہوں تیرے جوتوں کی آہٹ اپنے آگے آگے سنی ہے (جیسا کہ حدیث میں ہے) تو جنت کی عزت میں فرق نہ آئے تو محبوب خدا کی نعلین پاک سے عرش معلی کی عزت بھلا

کیوں کم ہوگی۔ جن علماء نے اس مسئلہ پر بحث فرمائی ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرات، انہوں نے نفس مسئلہ کا انکار نہیں فرمایا صرف حدیث کی سند پہ بحث کی ہے۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ نے سندھی زبان میں کیا خوب کہا۔

جکڑي جھو جوان ڙسان کو نہ ڏٺھن م — مھڙ مڙني مرسلين سرس سندس شان

فکانَ قابَ قوسَینِ اَوْ اَدْنیٰ اي میسر تیں مکان — اي اگي جو احسان جنھن حادي مڙئيم ھمود

ترجمہ:

"بے مثل و بے مثال جوان (یعنی حضرت محمد ﷺ) جیسے کوئی نبی یا مرسل کائنات میں پیدا نہیں ہوئے۔ ان کی شان اتنی بلند ہے کہ اللہ تعالیٰ سے روبرو ملاقات کا شرف حاصل ہوا، ایسا "معراج" کا رتبہ کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا احسان حضور پاک ﷺ پر کیا کہ انہیں عرش عظیم پر بلا کر شرف ملاقات بخشی۔"

؎ نعلین تیرے آقا! ہیں تاج نیازی کا — کچھ اور نہ جانے ہے آقا تیرا شیدائی

(عبدالستار نیازی)

(۶) میں تو مدنی شمع کا پروانہ ہوں اور پروانہ بھلا شمع سے کب تک دور رہ سکتا ہے لہٰذا اے دل میں چھپی عشق کی چنگاری! اشعلہ زن ہو کر ہمیں جلا دے مطلب یہ ہے کہ۔ یا قلب مدینے جا پہنچے یا دل میں مدینہ آجائے۔

اس کی وجہ کسی نے یوں بیان کی۔

؎ شمع جلتی ہے تو پروانے بھی جل جاتے ہیں — دولت دید پہ عاشق تو مچل جاتے ہیں

(۷) آہ وزاری کرنے کو دل چاہتا ہے طریقہ بھی خواب آتا ہے اور محبوب کے دربار پہ حاضری کے وقت دل مچلتا ہے کہ اپنا رونا روؤں اور دکھڑے سناؤں مگر ایسا نہیں کرتا، اس لیے کہ کہیں طیبہ نگر کی گلیوں کے کتوں کے آرام میں خلل پیدا نہ ہو جائے اس لیے ہاتھ سے ادب کا دامن نہیں چھوڑتا اور سب کچھ سینے میں لیکر واپس آجاتا ہوں۔ رہی دل کی دل ہی میں حسرتیں نہ وہ سن سکے نہ میں سنا سکا۔ کیونکہ ؎ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں سے۔

(۸) اے میرے اللہ! اس بار کی حاضری میں میری یہی ایک دعا ہے کہ تیرے محبوب کے در پہ فنا ہو کر خاک ہو جاؤں تاکہ حسرت تو باقی نہ رہے۔ تجھ سے التجا و امید ہے کہ میری اس دعا کو پورا فرمائے گا اور مجھے محروم واپس نہیں لوٹائے گا۔

؎ دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو — سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو

گر وقت اجل سر تری چوکھٹ پہ پڑا ہو — جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

(مولانا حسن رضا خان)

(۹) کہیں ایسا نہ ہو کہ عشاق مدینہ کی کثرت کی وجہ سے مدینے کے کانٹے ختم ہو جائیں اور ہمارے ہاتھ کوئی بھی کانٹا نہ لگے اے وحشت دل! تو ہمیں جنگلوں اور پہاڑوں میں نہ پھرا اور جلدی مدینے پہنچنے کا انتظام کر۔ یا مطلب یہ ہے کہ جو کانٹا مدینہ کی گلی کا میرے پاؤں میں چبھا ہوا ہے جس کو میں نے عقیدت کی وجہ سے نہیں نکالا اے دل! تیری گھبراہٹ جو مجھے کو وہ بیاباں میں پھرا رہی

ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ چل چل کر وہ کانٹا پاؤں سے نکل جائے اور میں اس نعمت سے محروم ہو جاؤں۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ — کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ
مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل — ہمیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ

(مولانا حسن رضا خان بریلوی)

(۱۰) اے میرے دل! تیری بے چینی اور اضطراب نے دونوں جہاں بیزار کر رکھے ہیں ذرا ٹھہر بھی جا اور اپنی جلن کو کم کرتا کہ دو گھڑیاں سکون سے اپنے محبوب کے قدموں میں گذار لیں۔ دوسرا مطلب اس شعر کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دل سے محبوب خدا مراد ہوں اور بے تابی سے آپ کا ہجر و فراق۔ تو اب مطلب یہ ہوگا کہ اے میرے آقا! دونوں جہان آپ کے ہجر و فراق میں بے چین و مضطرب ہیں۔ اپنا جمال جہاں آرا دکھایئے تا کہ ہمارے سینے میں ہجر و فراق کی آگ نے جو "بھانبڑ" جلا رکھے ہیں وہ جنت کی ہواؤں میں تبدیل ہو جائیں اور ہمیں چین و قرار نصیب ہو۔

(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

(۱۱) پاؤں غربال ہوئے راہ مدینہ نہ ملی — اے جنوں اب تو ملے رخصت زنداں ہم کو
(۱۲) میرے ہر زخم جگر سے یہ نکلتی ہے صدا — اے ملیح عربی کر دے نمک داں ہم کو
(۱۳) سیر گلشن سے اسیران چمن کو کیا کام — نہ دے تکلیف چمن بلبل بستاں ہم کو
(۱۴) جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہار — نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستاں ہم کو
(۱۵) گر لب پاک سے اقرار شفاعت ہو جائے — یوں نہ بے چین رکھے جوشش عصیاں ہم کو
(۱۶) نیر حشر نے اک آگ لگا رکھی ہے — تیز ہے دھوپ ملے سایۂ داماں ہم کو
(۱۷) رحم فرمایئے یا شاہ کہ اب تاب نہیں — تا کجے خون رلائے غم ہجراں ہم کو
(۱۸) چاک داماں میں نہ تھک جائیو اے دشت جنوں — پرزے کرنا ہے ابھی جیب و گریباں ہم کو
(۱۹) پردہ اس چہرۂ انور سے اٹھا کر اک بار — اپنا آئینہ بنا اے مہِ تاباں ہم کو
(۲۰) اے رضا وصف رخ پاک سنانے کے لیے — نذر دیتے ہیں چمن مرغ غزل خواں ہم کو

مشکل الفاظ کے معانی:

* غربال۔ چھنی، چھانی جس سے آٹا چھانا جاتا ہے * جنوں۔ وارفتگی، پاگل پن * رخصت زنداں۔ جیل سے رہائی * صدا۔ آواز * ملیح۔ نمکین (آپ کے ملاحت والے یعنی نمکین و گندم گوں حسن کی طرف اشارہ ہے) * نمک داں۔ جس میں نمک رکھا جاتا ہے * گلشن۔ چمن * بستان۔ باغ * سمائی۔ رچ بس گئی * خزاں دیدہ۔ خزاں رسیدہ (جس باغ کو موسم خزاں نے اجاڑ دیا ہو * جوشش عصیاں۔ گناہوں کا جوش (بے شمار گناہ) * نیر۔ سورج * حشر۔ قیامت * سایۂ داماں۔ دامن کی چھاؤں

* تاب۔طاقت * تا بکے۔ کب تک * غم ہجراں۔سوچھوڑنے کا صدمہ * چاک۔پھٹا ہوا * دشت جنوں۔پاگل ویرانہ (بعض نسخوں میں وشت کی بجائے دست ہے بمعنی ہاتھ بھی زیادہ موزوں ہے) * جیب وگریباں۔قمیص کا سینے والا حصہ جہاں بٹن لگے ہوتے ہیں (مترادف المعنیٰ ہیں) * آئینہ۔شیشہ * مہ تاباں۔چمکدار چاند * وصف۔تعریف * نذر۔نذرانہ تحفہ * مرغ غزل خواں۔چہچہانے والے پرندے۔

مفهوم اشعار و خلاصه تشریح:

(۱۱) (عاشقان رسول ﷺ) کو جب محبوب علیہ السلام کی یاد ستاتی ہے تو وسائل کی پرواہ کیے بغیر برہنہ و پیادہ پا ہی سوئے طیبہ چل نکلتے ہیں آج سے صرف پچاس سال پہلے تک قافلوں کے قافلے اسی طرح چلتے تھے چنانچہ مفتی اعظم پاکستان سیدی ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ نے بھی پیدل حج فرمایا پھر حالت کیا ہوئی اس کو اعلیٰ حضرت اس شعر میں بیان فرماتے ہیں) پاؤں چھلنی ہو گئے مگر ابھی تک گنبد خضریٰ دکھائی نہیں دے رہا۔چل اب جانے بھی دے اے عشق! اب تو جیل سے رہائی مل جائے یعنی دوری ختم ہو اور مسجد نبوی کے مینار نظر آئیں۔

(۱۲) (حسن طلب رضائے حبیب اور وصال یار کے۔لئے بہانے کا انداز ملاحظہ فرمائیں) اے میرے پیارے آقا! میرے جگر کے ہر زخم سے ہر دم یہ صدائے شوق بلند ہوتی رہتی ہے کہ اے عرب کے نمکین حسن والے آقا! کاش میں تیرا نمک دان ہوتا تاکہ ایک تو نمک سے میرے زخم تازہ رہتے اور درد عشق کی لذت سے ہمکنار رہتا (کیونکہ زخم پہ نمک لگے تو درد بڑھ جاتا ہے) اور دوسرا آپ کے دیدار کی دولت نصیب رہتی۔اسی لیے تو۔

؎ جب نہیں ملتی کہیں سے بھی سکون کی دولت تیری محفل میرے دیوانے سجا لیتے ہیں

مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت کے اس جذبے کو یوں بیان فرمایا۔

؎ سگت را کاش جامی نام بودے کہ آمد برزبانت گاہے گاہے

اے میرے آقا! کاش آپ کی گلی کے کسی کتے کا نام جامی ہوتا تاکہ آپ کبھی اس کو بلاتے تو اسی بہانے میں کہتا کہ حضور نے میرا نام لیا ہے اور پھر وجد میں آکر کہتا۔ ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے۔بڑے بڑے سرکار کے عاشق و واصف ہوئے ہیں سب ہمارے سر کے تاج آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں مگر یہ بات یاد رہے کہ۔

؎ واصفوں میں حضرت حسان سب کے پیشوا ہاں بہت گذرے ہیں سعدی جامی جیسے مقتداء
سلطان نعت اردو میں کافی اور جناب احمد رضا ہے بلبل رنگیں رضا یا طوطی نغمہ سرا
حق یہ کہ واصف ہے تیرا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(حضرت مولانا مفتی محمد اجمل شاہ علیہ الرحمۃ کی اعلیٰ حضرت کی نعت نمبر ۳۶ کے مقطع کے مصرعہ ثانیہ پر تضمین)

(۱۳) مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے باغ کے قیدیوں کو اے بلبل! تو کس چمن کی سیر کا کہہ رہی ہے ہمیں اس قید سے رہائی کی خبر سنا کر تکلیف نہ پہنچا (اے میرے آقا! اس کو منع کریں کہ ہمیں آپ کے قدموں سے جدا ہونے کی دعوت نہ دے کیا اس کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ۔

؎ سیر گلشن کون جانے دشت طیبہ چھوڑ کر — سوئے جنت کون دیکھے در تمہارا چھوڑ کر

۱۴۔ ہماری نگاہوں میں جب سے مدینہ کی بہاریں سماگئی ہیں تو دنیا بھر کے خوبصورت سے خوبصورت باغ بھی خزاں رسیدہ اور ویران سے نظر آتے ہیں یعنی۔ اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی۔

(۱۵) اے پیارے آقا! آپ کی شفاعت پہ یقین تو ہے مگر علم الیقین ہی ہے ناں، اگر مہربانی فرمائیں اور دیدار کرا کے چاہے خواب میں ہی سہی اپنی زبان سے خاص میرے لیے بھی فرمادیں کہ ''ہاں میں تیری شفاعت بھی فرماؤں گا اے احمد رضا!'' تاکہ عین الیقین کی دولت نصیب ہو جائے پھر حق الیقین تو ہو گا ہی ہو گا۔ اور میرے گناہوں کا جوش مجھے تنگ بھی نہ کر سکے گا۔

اس شعر میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کی ادا اپنائی ہے کہ جب ان کو حضور نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے تو انہوں نے عرض کیا اسئلك مرافقتك في الجنة ۔ حضور جنت میں آپ کا قرب مانگتا ہوں یعنی جنت بھی مانگ لی اور جنت میں قرب بھی مانگ لیا۔

اور اعلیٰ حضرت نے شفاعت کی بھیک بھی بڑے اچھوتے انداز میں طلب کر لی ہے اور اس کے پردے میں دیدار کی حسرت کا اظہار بھی کر دیا ہے۔ عاشقاں اور زخوباں خوب تر۔

(۱۶) اے میرے شفاعت والے آقا! قیامت کے سورج نے اپنی گرمی و دھوپ سے اہل محشر کو جھلسا دیا ہے مہربانی فرمایئے اور اپنے غلاموں کو اپنے دامن رحمت کا سایہ عطا کیجئے۔

(۱۷) اے میرے کریم آقا! آپ کے ہجر و فراق کے صدموں کو برداشت کرنے کی اب طاقت نہیں رہی اپنا خون تو آنسوں کی شکل میں نکال چکا ہوں اب جان باقی ہے اور۔ یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے۔ لیکن اس کے جسم سے نکلنے سے پہلے بس اس کو ایک بار اپنے دیدار کی بھیک عطا کر دو۔

؎ وچھوڑے دے میں صدمے روز جھلاں یارسول اللہ — کراں میں تیریاں دن رات گلاں یارسول اللہ

ہوائے وگدیئے اے لے جا مدینے اتھرو میرے — تے اکھیں ہور کی میں نظر گھلاں یارسول اللہ

کیونکہ۔ ان آنسوؤں کے سوا میرے پاس کچھ نہیں

(۱۸) اے جنون، دیوانگی و خود رفتگی کے ہاتھ! صرف دامن پھاڑ کر ہی تھک نہ جانا ابھی تو ہم نے صدمہ ہجر میں گریبان کے بھی پرخچے اُڑانے ہیں اور اس کو ریزہ ریزہ کر دینا ہے۔ کیونکہ محبوب ہی ایسا ہے کہ جب مجنوں کی لیلیٰ کی محبت میں حالت اتنی تباہ ہو سکتی ہے حالانکہ

از دگر خوباں تو افزوں نیستی (مولانا روم)

تو پھر ہمارا محبوب تو وہ ہے کہ۔

؎ حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ہماری حالت پھر کیوں نہ یہ ہو کہ۔

؎ سر کٹے کنبہ مرے اور گھر لٹے — دامن احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے

(۱۹) اے میرے پیارے آقا بس ایک بار اور صرف ایک بار رُخِ انور سے پردہ ہٹایئے اور آئینہ تو آپ دیکھتے ہی ہیں بس وہ ایک نظر ہماری طرف تک لیں تا کہ ہمارے دل کے آئینے میں آپ کی تصویر آجائے اور پھر میں جھومتا پھروں اور جھوم جھوم کر کہتا رہوں کہ۔

؎ دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

(۲۰) یوں نہ سمجھنا کہ میں سرکار کی نعت کہتا ہوں تو مجھے ملتا کچھ نہیں بلکہ مجھے تو باغ کی بلبل بھی محبتوں کا نذرانہ پیش کرتی ہے اور پھر کیا یہ کم انعام ہے کہ آقا کی بارگاہ میں میری نعتیں قبول ہیں اور مجھے میرے آقا نے اپنے درباری نعت خواں حضرت حسان کی پارٹی میں شامل کرلیا ہے۔ جبکہ ہمارے لیڈر کا نظریہ تھا کہ۔

؎ ما ان مدحت محمد بمقالتی لکن مدحت مقالتی بمحمد

میں اپنے شعروں سے حضور کی تعریف میں اضافہ تو نہیں کرسکتا بلکہ حضور کے ذکر سے اپنے الفاظ کی شان بڑھاتا ہوں۔
تو پھر احمد رضا، گدائے درِ خیر الوریٰ کا بھی اس طرح کا ہی نظریہ ہونا چاہیے کہ۔

؎ اعظم میری زبان کہاں اور کہاں وہ ذات نام اپنا اُن کے ذکر سے چمکا رہا ہوں میں

حدیث شریف کا خلاصہ ہے کہ معلم خیر کے لئے ہر کوئی دعا گو ہوتا ہے حتی الحوت فی بحرہ والنملة فی جحرہ۔ مچھلی پانی میں اور چیونٹی اپنے سوراخ میں اس کے لئے دعا کرتی ہے۔ (اوکما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

؎ اے حبیب کبریا ستا ذ محہ شتہ دنیا
انس و جن ملک پہ تا حکہ لولی تل سلام
الصلوۃ و السلام یا نبی خیر الانام (مشتاق احمد مشتاق)

ترجمہ:

"اے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے طفیل دنیا وجود میں آئی اسی لیے انسان اور جنات آپ پر سلام پڑھتے ہیں۔ آپ پر درود اور سلام ہو۔ اے لوگوں میں سب سے بہتر!"



نعت شریف نمبر (۴۳)

(ماہ محرم الحرام ۱۲۹۶ء میں دوسرا حج کرنے کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جانے کے ارادے پر لکھی گئی)

(۱) حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

(۲) رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت
اب مدینہ کو چلو صبح دلآرا دیکھو

(۳) آب زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جود شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو

(۴) زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابر رحمت کا یہاں روز برسنا دیکھو

(۵) دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بیتابوں کی
ان کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

(۶) مثل پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے گرد
اپنی اس شمع کو پروانہ یہاں کا دیکھو

(۷) خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

(۸) واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

(۹) اولین خانۂ حق کی ضیائیں تو دیکھیں
آخریں بیت نبی کا بھی تجلّا دیکھو

(۱۰) زینت کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ
جلوہ فرما یہاں کونین کا دولہا دیکھو

(۱۱) ایمنِ طور کا تھا رُکن یمانی میں فروغ
شعلۂ طور یہاں انجمن آرا دیکھو

(۱۲) مہر مادر کا مزہ دیتی ہے آغوش حطیم
جن پہ ماں باپ فدا یاں کرم اُن کا دیکھو

(۱۳) عرض حاجت میں رہا کعبہ کفیل الحجاج
آؤ اب دادرسیٔ شہِ طیبہ دیکھو

مشکل الفاظ کے معانی:

★ شہنشاہ — شاہ شاہاں یعنی بادشاہوں کا بادشاہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) ★ رکن شامی — کعبہ معظمہ کا شمالی کونہ ★ وحشت — ڈر، ہیبت ★ شام غربت — سفر کی رات ★ صبح دلآرا — ایسی صبح جو دل کو زینت و آرام دینے والی ہے ★ جود — کرم، بخشش، عطا ★ شہ کوثر — حوض کوثر کا مالک (امام الانبیاء علیہ السلام) ★ زیر میزاب — کعبہ کے پرنالے (میزاب رحمت) کے نیچے ★ روز برسنا — روزانہ بارش ★ دھوم — ہلچل، زور وشور، ہجوم ★ بیتاب — بے قرار ★ مشتاق — طالب ★ حسرت — آرزو ★ پروانہ — پتنگا (چراغ پہ جلنے والا کیڑا) ★ شمع — موم بتی ★ گرد — چاروں اطراف ★ قصر محبوب — اللہ کے محبوب کا محل

* جلوہ۔ نورانیت * واں۔ وہاں (کا مخفف) * مطیعوں۔ تابعداروں، نیکوں * سیہ کاروں۔ گنہ گاروں * اولین۔ پہلے * آخریں۔ اب بعد میں * بیت ۔ گھر * تجلا۔ نور، نظار * عروسوں۔ عروس کی جمع (دلہن) * بناؤ۔ آرائش وزیبائش * کونین۔ دنیاو آخرت * ایمن طور۔ وادیٔ امن (طور پہاڑ کی امن والی وادی) * رُکن یمانی۔ یمن کی جانب والا کعبہ معظمہ کا کونہ * فروغ۔ رونق، عزت * شعلہ۔ لپیٹ * انجمن آراء۔ رونق محفل * مہر مادر۔ ماں کی گود * آغوش۔ گود * حطیم۔ کعبہ معظمہ کا وہ حصہ جس پہ میزاب رحمت گرتا ہے * فدا۔ قربان * یاں۔ یہاں * عرض۔ پیش کرنا، گذارش کرنا * کفیل الحجاج۔ حاجیوں کا کفیل وضامن * دادرسی۔ انصاف کرنا * شہ طیبہ۔ طیبہ کا بادشاہ (اللہ کے محبوب علیہ السلام)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے حجاج کرام! خوش نصیب ہو کہ تمہیں حج کی سعادت نصیب ہوئی تم نے بیت اللہ شریف کے انوار وتجلیات کو اپنے دامن میں سمیٹا، اب میری بات سنو! چلو چلو سوئے طیبہ چلو! اس شہنشاہ ہر دو عالم کی بارگاہ میں جس نے کعبہ کو صنم خانہ سے بیت اللہ وقبلہ بنایا ہے، اگر یہ کعبہ ہے اور یقیناً کعبہ ہے تو مدینے کا تاجدار تو کعبہ کا بھی کعبہ (قبلہ) ہے۔

اگر کعبہ کا حج کرنے کا حکم ہے اور اس سے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے اور حاجی (کیوم ولدته امه) ایسے ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے (یعنی گناہوں سے پاک) تو زیارت روضہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حکم ہے (ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك۔ من زار قبری وجبت له شفاعتی۔ من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی) اور اس (زیارت) سے حضور کی شفاعت نصیب ہوتی ہے۔ اور اس زیارت سے محرومی سعادت دارین سے محروم وبدبختی ہے۔ کیونکہ

ساری دولت خدا کی مدینے میں ہے — تاجدار زمانہ مدینے میں ہے
ان سروں کے یہ سجدے تو کعبے کو ہیں — پر دلوں کی عبادت مدینے میں ہے
کعبے کی حاضری میں بھی لذت تو ہے — پر نہیں وہ جو لذت مدینے میں ہے

حضور علیہ السلام چونکہ رحمة للعالمین، نذیر للعالمین ۔ مرسل الی الخلق کافة (مشکوۃ) ہیں اور عالمین، کافہ ماسوی اللہ کو کہا جاتا ہے لہٰذا آپ کو کعبہ کا کعبہ (قبلہ) کہا گیا۔ تفسیر مظہری میں زیر آیت ولکل وجهة هو مولیها (البقرہ) ہے کہ قبلہ کا معنی مرکز توجہ ہے اور ہر مخلوق کا ایک خاص قبلہ یعنی مرکز توجہ ہے جیسے بیت المعمور فرشتوں کا، کعبہ معظمہ انسانوں کا ... وغیرہ وقبلتی انت اور اے محبوب میرا قبلہ (میری توجہ کا مرکز تو ہی ہے قرآن پاک کی کتنی ہی آیات اس پر پیش کر جا سکتی ہیں۔ قد نری تقلب وجهك فی السماء ۔ نماز کے دوران اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب کو دیکھنا فانك باعیننا ۔ حضور علیہ السلام کا ہر وقت اللہ کی نگاہ میں رہنا الذی یرك حین تقوم وتقلبك فی الساجدین ۔ اے محبوب جب تو کھڑا ہوتا ہے تو تیرا رب تجھے دیکھتا ہے اور جب تو سجدہ کرنے والوں میں گھومتا پھرتا ہے تب بھی تیرا رب تجھے دیکھتا رہتا ہے۔

صحرا حضور آپ کے دم سے چمن ہوا — پتھر کا یہ نصیب کہ وہ گلبدن ہوا
تکمیل کی ہے آپ نے خلق عظیم کا — بڑھ کر نہ کوئی آپ سے شیریں دہن ہوا

(احمد ظفر بحوالہ بہار نعت ...)

کعبہ معظمہ اور مرد مومن:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کعبہ معظمہ کو دیکھ کر فرمایا ما اعظمك و اعظم حرمتك و المومن اعظم حرمة عند اللّٰه منك (ترمذی شریف، حدیث حسن ہے)

اے کعبہ تیری بڑی عظمت و شان ہے لیکن ایک مومن کی عزت و عظمت اللہ کے نزدیک تجھ سے کہیں زیادہ ہے۔

خود حضور علیہ السلام نے طواف کعبہ کرتے ہوئے کعبہ کو مخاطب کر کے فرمایا ماطیبك و اطیب ریحك و الذی نفس محمد بیدہ لحرمة المومن اعظم عند اللّٰه حرمة منك۔ (ترمذی ص ۲۹۰۔ اصح المطابع)

اے کعبہ تو بھی پاکیزہ تیری ہوا بھی پاکیزہ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی عزت تجھ سے کہیں زیادہ ہے۔

مومن کامل کی کیا شان ہے ذرا چند احادیث کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ اهتز العرش (و فی روایة اهتز عرش الرحمن) لموت سعد بن معاذ (متفق علیه) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پہ اللہ کا عرش کانپ اُٹھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ان الجنة تشاق الی ثلثة علی و عمار و سلمان ۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۷۰) جنت بھی تین افراد کی طالب و مشتاق، خواہش مند ہے، علی، عمار اور سلمان (فارسی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے جنت میں (حضرت) ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) کی بیوی کو بھی دیکھا و سمعت خشخشة امامی فاذا بلال (رواہ مسلم ص ۵۶۷) اور میں نے اپنے آگے آگے (جنت میں) حضرت بلال کے جوتوں کی آواز بھی سنی۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما (عظمت کے پہاڑ) حضور علیہ السلام کی صحابیہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کو جایا کرتے تھے کما کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یزورها۔ جیسا کہ خود حضور علیہ السلام بھی تشریف لے جاتے تھے (مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۴۰) تو جب۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی تو سرکار کا عالم کیا ہوگا اور پھر۔

~ مصطفیٰ کے خیر مقدم کو رسول آتے رہے
کتب عصمت کی تعلیمات پھیلاتے رہے
مرسلین و انبیاء جذبات عز و شوق سے
نعت محبوب خدا ہر دور میں ''گاتے'' رہے

(سید افتخار حیدر)

الغرض: شعر کا مفہوم یہ ہے کہ زہے نصیب کہ کعبہ کی حاضری کا موقع مل جائے کعبہ کی عظمت سے کون انکاری ہے؟ لیکن روضہ اقدس کی حاضری سے محروم نہ رہنا کیونکہ یہاں روضہ میں تو کعبہ کا بھی قبلہ جلوہ گر ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو جھنجھوڑا گیا کہ جن کا عقیدہ ہے کہ مدینہ جاؤ تو مسجد نبوی کی نیت کر کے جاؤ گویا روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ان کی نگاہوں میں اہمیت ہی کوئی نہیں۔ بلکہ بعض بدنصیبوں نے تو روضہ پاک کو گرانے کے فتوے بھی دے دیے ہیں لیکن واللّٰه یعصمك من

الناس۔ جب اللہ مقام ابراہیم (ابراہیم علیہ السلام) کے قدم کی حفاظت انہی (نجدیوں) سے کروا رہا ہے تو مقام حبیب علیہ السلام کی حفاظت ان سے کیوں نہیں کرواسکتا۔ کیونکہ ۔

سرکار دی رحمت ہے اس عالم سارے تے ۔۔۔ شاہاں دی گدائی ہے آقا دے دوارے تے
ڈبے ہوئے سورج نوں اُلٹا پرتایا اے ۔۔۔ دو ٹوٹے چن ہو یا آقا دے اشارے تے
ملدا جو فقیراں نوں اوہ گل تے وکھری اے ۔۔۔ تھاں بھالدے ویکھے نیں شاہ اوس دوارے تے
دن رات تڑپدا ہاں روضے دی زیارت نوں ۔۔۔ کر نظر کرم آقا ایس اوگن ہارے تے
آقا دی نگاہ ہو گئی جے اوگن ہارے تے ۔۔۔ میری ڈبی بیڑی وی لگ جاؤ کنارے تے
رحمت دی نظامیؔ تے اک نظر کرو آقا ۔۔۔ جنیداہاں میں دنیا تے اک تیرے سہارے تے

اس شعر کے مصرعہ اُولیٰ میں لفظ ''شہنشاہ'' پر جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ میں اعتراض ہوا اور اہل محبت نے اس اعتراض کو استفتاء کی صورت میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے جو اس کا جواب عنایت فرمایا اس کا ایک ایک لفظ پڑھنے کے قابل ہے۔ جس سے معلوم ہوگا کہ آپ بحیثیت مفتیٔ اسلام کتنی ذمہ داری کے ساتھ یہ فریضہ نبھاتے تھے اور اللہ نے آپ کو تحقیق کی کتنی صلاحیت عطا فرما رکھی تھی کہ دلائل کے انبار ہیں اور براہین کا ایک خاموش سمندر ہے جو قرطاس و قلم کی صورت میں بہہ رہا ہے۔ میری اپنی خواہش ہے کہ ''کلام الامام امام الکلام اور'' کلام شاعر بزبان شاعرہ میں جو لطف ہوگا اس کی لذت ہی کچھ اور ہوگی لہٰذا صرف اس سوال کا جواب من وعن اس نعت کے آخر میں پڑھیے اور وہ بھی اعلیٰ حضرت کے قلم سے (تا کہ میری یہ کوشش (شرح حدائق بخشش) اعلیٰ حضرت کے اس بابرکت فتویٰ سے زمین سے آسمان تک جا پہنچے) پورا سوال اس لیے نہیں درج کیا کہ سوال کی دو شقیں ہیں ایک کا تعلق۔ خاطر پہ ہے قبضہ تیرا۔ (جو آپ نے غوث اعظم کی شان میں لکھا) اس کا جواب انشاء اللہ ''غوث اعظم اعلیٰ حضرت کی نظر میں'' اسی شعر کے تحت من وعن درج کیا جائے گا۔ جبکہ دوسری شق جس میں حضور علیہ السلام کو شہنشاہ کہنے پر اعتراض کیا گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے پوری شرح وسبط سے لکھا کہ جن احادیث میں ممانعت آتی ہے ان کا مصداق کیا ہے اور اگر وہ مصداق نہ مانا جائے تو کیا کیا قباحتیں لازم آئیں گے۔ قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اس مضمون کو ضرور پڑھیے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے میں پورے وثوق سے عرض کروں گا کہ تعصب اور ضد بازی کی عینک اتار کر انصاف اور طلب حق کی نیت سے جو اس مضمون کو پڑھے گا اگر اس کے دل میں ذرہ برابر بھی اعلیٰ حضرت کے بارے میں میل رہ گئی تو مجھے اعلیٰ حضرت کے در کا گدا نہ کہنا۔ اور انشاء اللہ بقول میر درد۔

پھوٹے گا اس ایک شعر سے گل زار معرفت (تصرف)

اور اہل علم پہ ضرور یہ حقیقت عیاں ہو کر سامنے آئے گی کہ۔

عشق بھی حسن متانت بھی ہیں اعلیٰ حضرت ۔۔۔ دین کا رنگ بھی نکہت بھی ہیں اعلیٰ حضرت
مخزن فلسفہ ہیں، معدن منطق بھی ہیں ۔۔۔ گلشن رشد وہدایت بھی ہیں اعلیٰ حضرت
آپ کے فیض سے لوٹ آئی بہار رفتہ ۔۔۔ موج بستان رسالت بھی ہیں اعلیٰ حضرت

آپ کی فقہی بصیرت کی ہے دنیا قائل فخر ارباب بصیرت بھی ہیں اعلیٰ حضرت
صاحب حال ہیں اور شرع کے پابند بھی ہیں والہ جدت وندرت بھی ہیں اعلیٰ حضرت
صرف ارباب نظر ہی کے وہ رہبر تو نہیں مرجع اہل طریقت بھی ہیں اعلیٰ حضرت
ایک میرے ہی تو وہ معنوی اُستاد نہیں افسر مجلس مدحت بھی ہیں اعلیٰ حضرت

(پروفیسر حفیظ تائب صاحب، مرحوم نے جلسہ یوم رضا منعقدہ ۱۳۹۳ھ لاہور میں پڑھی)

اس شعر کے تحت مولانا ابوالنور لکھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے اپنے اس شعر میں روضہ انور کو کعبہ کا کعبہ لکھا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہی واقعہ اور حقیقت ہے۔ کعبہ جو اس وقت سب کا قبلہ ہے۔ اس کا قبلہ عالم ہونا حضور مرجع کل، سید الرسل ﷺ کے صدقہ وطفیل سے ہے۔ چنانچہ یہ قبلہ جس کی طرف منہ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں۔ پہلے ایسا نہ تھا۔ بلکہ اس سے پہلے قبلہ بیت القدس تھا۔ اور حضور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ مگر حضور کی مرضی یہ تھی۔ کہ میرا قبلہ بجائے بیت المقدس کے کعبہ ابراہیمی مقرر ہو جائے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا (پ۲ع۱)

یعنی ہم آپ کی مرضی کے مطابق قبلہ مقرر فرمادیں گے

اور پھر فرمایا:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (پ۲ع۱)

آپ ابھی اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر لیجئے۔

خدا کا ارشاد پا کر حضور نے نماز ہی میں اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر لیا۔ تو اسی وقت سے کعبہ قبلۂ عالم بن گیا۔ حجاج کرام قبلتین کی زیارت کرتے ہیں۔ اس گنہ گار نے بھی کی۔ اسی مسجد میں آیات مذکورہ بالا نازل ہوئیں۔ اور حضور نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہوئے کعبے کی طرف رُخ پھیر لیا۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد:

اس واقعہ سے معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے محبوب کی رضا چاہتا ہے۔ حضور نے چاہا کہ میرا قبلہ کعبہ بن جائے۔ خدا تعالیٰ نے حضور کا چاہا کر دیا۔ مگر کیا کہئے مولوی اسمٰعیل مصنف ''تقویۃ الایمان'' کے۔ کہ یوں لکھ دیا

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۶)

حالانکہ رسول کے چاہنے سے کعبہ قبلہ بن گیا۔ اگر کوئی مولوی اسمٰعیل کی بات مانتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ آج بھی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھا کرے۔ کعبہ تو قبلہ حضور کے چاہنے سے بنا ہے۔ یہ تو ارشاد تھا خدا تعالیٰ کا۔ خود حضور نے بھی اپنے متعلق فرمایا ہے۔

لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۱)

اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلنے لگیں۔ مگر مولوی اسمٰعیل لکھتا ہے کہ:

''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''

آہ! ع چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی است

یہ کعبہ جو حضور کی مرضی کے مطابق قبلہ بنا۔ اس کا عالم یہ تھا۔ کہ اس کے اندر، باہر اور اوپر بت ہی بت تھے حضور ﷺ جب مدینہ منورہ سے فاتحانہ طور پر مکہ میں داخل ہوئے۔ تو سب سے پہلے کعبہ میں تشریف لائے اور آپ نے حرم محترم کو بتوں کی آلائش سے صاف فرمایا۔ چنانچہ آپ قل جآء الحق و زھق الباطل کی تلاوت فرماتے ہوئے ایک ایک بت کی طرف اشارہ فرماتے اور بت گراتے جاتے۔

دو نکتے:

اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی۔ کہ اللہ کا گھر جس کی طرف منہ کر کے ہماری نماز ادا ہوتی ہے۔ وہ گھر خود جب تک اس میں اللہ کے محبوب کے قدم نہ آئے، پاک وصاف نہ ہوا۔ تو ایسی نماز جس میں اللہ کے محبوب کا خیال نہ رہے کب مقبول ہو سکتی ہے ع

تیرا خیال گر نہ ہو کیسے ادا نماز ہو

اسی طرح مومن کا دل بھی اللہ کا گھر ہے۔ اس میں بھی جب تک اللہ کے محبوب کے قدم نہ آئیں گے۔ وہ کبھی پاک وصاف نہ ہوگا اور ہرگز اُسے اللہ کا گھر نہ کہا جائے گا، دل وہی دل ہے جس میں یادِ مصطفٰے جلوہ گر ہو اعلیٰ حضرت ہی فرماتے ہیں۔

ے دل وہ دل ہے جو تری یاد سے معمور رہا سر وہ سر ہے جو ترے قدموں پہ قربان گیا

کعبہ اللہ کا گھر تھا۔ جو بتوں کی آلائش سے ملوث تھا۔ حضور ﷺ نے اللہ کے گھر سے بتوں کو نکالا نہ یہ کہ معاذ اللہ کعبے ہی کو ڈھا دیا۔ اسی طرح جلوس میلاد شریف میں اگر کوئی عاقبت نااندیش باجا بجانے لگے یا اور کوئی غیر شرعی حرکت کرنے لگے۔ تو اس غیر شرعی حرکت سے جلوس شریف کو پاک وصاف کرنا چاہیے۔ نہ یہ کہ جلوس ہی کو بند کر دیا جائے۔ سر میں درد ہو تو درد کا علاج کیجئے۔ سر کو مت کٹائیے۔

کعبہ اپنے کعبہ کی طرف:

علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ کتاب شرف المصطفٰے سے نقل فرماتے ہیں:

اِنَّ الْكَعْبَةَ تَسْتَاْذِنُ رَبَّهَا فِیْ زِیَارَةِ قَبْرِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَاْذَنُ لَهَا۔ (نزہۃ المجالس مطبوعہ مصر ص ۱۵۲ ج ۱)

قیامت کے روز کعبہ شریف اپنے رب سے عرض کرے گا۔ کہ الٰہی مجھے مصطفٰے ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کی اجازت دے۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے اجازت دے گا۔ اور وہ حضور کے روضہ شریف کی زیارت کے لیے حاضر ہوگا۔

ع سب کا کعبہ اور ہے کعبے کا کعبہ اور ہے

کعبہ شریف کی زیارت کرنا بڑی سعادت ہے۔ لیکن خود کعبہ جس کی زیارت کے لیے حاضر ہو۔ اس کی زیارت کرنا بہت

ہی بڑی سعادت ہے۔

ے سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف ۔۔۔ کعبہ کرتا ہے طوافِ درِ والا تیرا
اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبہ پر نثار ۔۔۔ شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

اسی کتاب میں یہ بھی مذکور ہے کہ بعض علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ:

بِاَنَّ الْمَشْیِ اِلٰی قَبْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنَ الْمَشْیِ اِلَی الْکَعْبَۃِ لِاَنَّ الْبُقْعَۃَ الَّتِیْ ضَمَّتْ اَعْضَاءَہُ الشَّرِیْفَۃَ اَفْضَلُ مِنَ الْعَرْشِ وَالْکُرْسِیِّ۔

(ص۱۵۹ ج۱)

حضور ﷺ کے روضہ شریف کی طرف جانا کعبہ شریف کی طرف جانے سے افضل ہے کیونکہ زمین کا وہ حصہ جس کے ساتھ حضور کے اعضاء مبارک ملحق ہیں۔ عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

الغرض کعبہ معظمہ کو ہر عزت حضور ہی کی بدولت حاصل ہوئی۔ حضور ہی نے بتوں سے اسے صاف فرمایا۔ اور چونکہ حضور نے اس کا طواف کیا۔ اسی واسطے ایک دنیا اس کا طواف بھی کرتی ہے۔ حضور نے اِسے مقام حجرِ اسود پر چوما۔ تو دنیا بھر کے مسلمان اِسے چومنے بھی لگے۔ حضور نے اپنے دستِ اقدس اور رُخِ انور سے اس کے مقام ملتزم پر مَس فرما کر اس مقام کو یہ شرف بخش دیا۔ تو ہر شخص اِس مقام پر ہاتھ پھیلائے ہوئے اور اپنے رخسار اس پر ملتے ہوئے چپٹا بھی رہتا ہے۔ گویا سرکار دو عالم ﷺ کی ادائیں اس کعبہ کے لئے موجب عزت و شرافت بن گئیں۔ حضور کی نظر اگر کعبہ پر نہ پڑتی۔ تو کوئی نظر بھی ادھر نہ اٹھتی۔ یہ کعبہ کا قبلہ عالم بن جانا اس قبلہ عالم کے بھی قبلہ یعنی حضور ﷺ کا صدقہ ہے۔ اسی لیے اعلیٰحضرت نے حاجیوں کو مخاطب فرما کر فرمایا ہے کہ تم کعبہ تو دیکھ چکے۔ اب آؤ جس کے صدقہ میں یہ کعبہ قبلہ عالم بن گیا۔ اس کے روضہ انور کی بھی زیارت کرو۔ خوب فرمایا

ے حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو ۔۔۔ کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

(۲) اے خوش قسمت حاجیو! تمہارے سفر کی تمام تکلیفیں تو رُکن شامی کی زیارت سے اگرچہ دور ہو چکیں لیکن اگر دل کو مزکی، مجلی اور مصفی بنانا چاہتے ہو تو چلو مدینہ طیبہ کی سُہانی صبح کا نظارہ کرو جو دلوں کو حضور علیہ السلام کے نور کی برکت سے ایمان کا حسن اور تقویٰ کا زیور عطا کرتی ہے۔

زمانے بھر توں پیارا اے مدینہ یارسول اللہ ۔۔۔ جیویں مُندری دے وچ ہووے نگینہ یارسول اللہ
میرے دل چوں تساڈے نور دی مہکار انج پھٹے ۔۔۔ میں سمجھاں عشق دا پایا خزینہ یارسول اللہ
ہمیشہ لئی اور کوچہ بن گیا مرکز بہاراں دا ۔۔۔ تساڈا ڈھلیا جس تھاں پسینہ یارسول اللہ
تہاڈے نال نسبت کیویں جوڑاں، شرم اوندی اے ۔۔۔ تسیں آقا تے میں بندہ کمینہ یارسول اللہ
ملے جے عشق دی لذت، مزا اے زندگانی دا ۔۔۔ نہیں تے موت توں بدتر اے جینا یارسول اللہ
مدد فرماؤ مدت توں پیا غوطے میں کھاندا ہاں ۔۔۔ نکل آئے بھنور و چوں سفینہ یارسول اللہ
میں خواباں وچ وی آساں دے جگا کے دیوے رکھناں ہاں ۔۔۔ مرے دل دا نہ ٹٹے آبگینہ یارسول اللہ

رضا دی جھولی پاؤ نور دی خیرات آج اللہ   لبھوں منگن دا اوندا نیں قرینہ یارسول اللہ
(محمد اکرم رضا)

اس شعر سے اعلیٰ حضرت زائرین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دوران طواف رُکن شامی سے وقتی وحشت تو ضرور دور ہوگئی ہے مگر دارین کی وحشت کو دور کرنے کے لئے اور دائمی سکون قلب کے لئے مدینہ کی حاضری اکسیر اعظم ہے۔

کعبہ معظمہ کے چار کونے ہیں۔ ایک میں حجر اسود نصب ہے اسی سے ہی طواف کا آغاز ہوتا ہے اس سے پہلا رُکن یمانی ہے جو جانب یمن ہے اور بیت اللہ کا جنوبی مغربی کونہ بنتا ہے۔ حجر اسود سے طواف شروع کر کے ملتزم اور حطیم کی طرف جائیں تو حطیم کا پہلا کونہ رکن عراقی ہے اور اس سے اگلا یعنی حطیم کا دوسرا اور رکن یمانی سے پہلا کونہ رکن شامی کہلاتا ہے۔

(۳) اے زائرین حرم! تم نے مکہ مکرمہ میں آب زمزم پی پی کر خوب پیاس بجھائی اور اپنے دل اور جان کو ٹھنڈا کیا، روح کو ستھرا کیا، بہت اچھا کیا لیکن اب یہاں ہی نہ بیٹھے رہو بلکہ چلو مدینے چلو اور وہاں جا کر دیکھو مالک کوثر مصطفیٰ کریم علیہ السلام کے کرم کا سمندر کیسے ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ آپ کی بارگاہ سے بھیک بھی ملے گی ساتھ دعا بھی ملے گی کاسہ بھی ملے گا گدائی بھی ملے گی۔ بیماریاں بھی دور ہوں گی اور ہر مرض دُکھ درد سے شفاء بھی ملے گی، کیونکہ غبار المدینة فيه شفاء۔

ہم ترے اور تو ہے ہمارا مدینے والے   دونوں عالم سے تو پیارا ہے مدینے والے
عرش والے بھی تو محتاج ہیں واللہ تیرے   انبیاء کا تو سہارا ہے مدینے والے

شعر کا مفہوم یہ ہوا کہ آب زمزم سے پیاس بجھتی ہے (برکت حاصل ہوتی ہے بیماری دور ہوتی ہے) مگر مالک آب کوثر کی بارگاہ سے دونوں جہانوں کی نعمتیں نصیب ہو جاتی ہیں۔

جس کو گنبد کے نظارے مل گئے   اس کو جینے کے سہارے مل گئے
سرور کونین کی نظر کرم   غم کے طوفاں میں کنارے مل گئے
تاج شاہی کی اُسے پرواہ نہیں   جس کو رحمت کے اشارے مل گئے
حشر کے دن اس کو جنت مل گئی   جس کو آقا کے اشارے مل گئے
گردش ایام شامی کٹ گئی   اب مقدر کے ستارے مل گئے (منیر شامی)

(۴) اے زائرین حرمین شریفین! میزاب رحمت میں تمہیں رحمت کی بارش کے چند چھینٹے نصیب ہوئے ہوں گے اس پر تم بہت خوش ہوا اور ہونا بھی چاہیے لیکن کس انتظار میں بیٹھے ہو؟ اُٹھو اور مدینے کی جانب رواں دواں ہو جاؤ کیونکہ یہاں تو کبھی کبھی بارش ہوتی ہے جبکہ وہاں رحمة للعالمین کے دربار میں ہر وقت رحمت کی بارش برستی رہتی ہے۔

جب تصور میں کبھی شہر مدینہ آیا
دل کے آنگن میں بہاروں کا مہینہ آیا
مل گئی جس کو گدائی درِ اقدس کی
اس کے ہاتھوں میں دو عالم کا خزینہ آیا

بحر مواج ہے بس اسم محمد کے طفیل
بچ کے گرداب سے ، ساحل پہ سفینہ آیا
جب کبھی اپنے گناہوں پہ ذرا غور کیا
مجھ کو احساس ندامت سے پسینہ آیا
میری جانب بھی تصرف کی نظر ہو جائے
آس لیکر در اقدس پہ کمینہ آیا
آپ کے درس صداقت کی بدولت عارف
اہل دنیا کو ہے جینے کا قرینہ آیا (عارف امرتسری)

اعلیٰ حضرت فرمارہے ہیں اے حاجیو! میزاب رحمت کے نیچے تو جب کبھی بارش ہوتی ہے تو اتنا رش ہوجاتا ہے کہ کسی کسی کو ایک آدھا چھینٹا نصیب ہوجاتا ہے جبکہ مدینہ شریف میں تم جہاں بھی رہو گے ہروقت رحمت والے آقا کے صدقے تم پر رحمت کا نزول ہوتا رہے گا، کبھی رم جھم رم جھم پھوار، کبھی بارش موسلا دھار،

؎ رحمت کی بدلیاں ہیں ''ریاض رسول'' پر یہ وہ چمن ہے جس پر فرشتوں کو ناز ہے

(۵) اے زائرو! تم نے درکعبہ پہ عشاق کو کیسے بے تاب و بے قرار ہوکر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے دیکھا؟ ایک بے خودی اور وارفتگی کی دھوم دھام اور ہلچل تھی۔ تو چلو ناں اب اللہ کے رسول کے در پر اور دیکھو کہ سرکار کے بعض دیوانے کس طرح در اقدس پر حسرت دیدار اور شوق آرزو میں کس طرح تڑپ رہے ہیں اور بعض خوش نصیب مراد ملنے پر کیسے حضور کی رحمت پر مچل رہے ہیں۔ مسلمان اہل محبت تو ایک طرف رہے اس میدان میں ہندو شعراء بھی پیچھے نہ رہے چنانچہ ایک ہندو شاعر لکھتا ہے۔

؎ پہنچ کے طیبہ میں یا الٰہی نظر یہ کیا چیز آرہی ہے میری نگاہوں میں آج کیسی حسین دنیا سما رہی ہے
فزوں ہوا شوق کا تقاضا، تڑپ رہی ہے ہر اک تمنا چلو مدینے چلو مدینے یہ دل سے آواز آرہی ہے
نوازنے کے لئے وہ دیکھو کہ اپنے لاچار بے کسوں کو کسی کی بخشش پکارتی ہے کسی کی رحمت بلا رہی ہے
جسے لہو دے کے دل کا پالا ، جسے حریم جگر میں رکھا وہی تمنا سوئے مدینہ کشاں کشاں لے کے جارہی ہے
شہِ عرب کی عنائتوں کا سحر نہیں ہے کوئی ٹھکانہ مرے گناہوں کی بے پناہی ہزار مجھ کو ڈرا رہی ہے
(ایک ہندو شاعر، سردار کنور مہندر سنگھ بیدی سحر)

(۶) اے حجاج کرام! تم نے دیکھا لوگ کس طرح کعبہ کے گرد طواف کررہے تھے گویا۔ شمع کے گرد پروانے ہیں۔ لیکن ذرا مدینے تو چلو! اور جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھو کہ یہی شمع کس طرح جمال مصطفوی کا پروانہ بنی ہوئی ہے۔

؎ سرکار دو جہاں کے کرم کا ظہور ہے طیبہ کی ہر گلی میں جلوۂ طور ہے
مستو! چلو مدینے جو پینے کا شوق ہے گلیوں میں بٹ رہی جو شراب طہور ہے
مستی امیر صابری چھائی ہے اس قدر جس جس کو دیکھتا ہوں وہ محو سرور ہے

امام اہل سنت اس شعر میں یہ بتا رہے ہیں کہ جس طرح حجاج کرام سردی گرمی کی اور تھکاوٹ سفر کی پرواہ کیے بغیر کعبہ کے اردگرد پروانہ وار طواف میں مگن ہیں۔ خود کعبہ معظمہ والی گنبد خضریٰ کا نہ صرف پروانہ ہے بلکہ دیوانہ بھی ہے چنانچہ روایت میں ہے کہ

لیلة ولادته صلی اللّٰہ علیه وسلم تزلزت الکعبة ولم تسکن ثلاثة ایام ولیا لیھن۔ (سیرت حلبیہ)

حضور علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو کعبہ شریف (خوشی میں وجد کرتا ہوا) تین دن اور تین رات حرکت کرتا رہا۔ اعلیٰ حضرت نے اسی موقع کے لیے ہی کیا خوب کہا۔

؎ تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا　　تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

(۷) اے حاجیو! تم نے غلاف کعبہ کو اپنی آنکھوں سے لگا کر خوف خدا میں خوب رو رو کر اللہ سے معافی مانگی اور اپنے گناہوں سے توبہ کی، اب مدینے جا کر بھی تو دیکھو کہ حضور تاجدار مدینہ علیہ السلام کے عالی شان محل کا پردہ کتنا حسین ہے۔ جس کے سائے میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق فرحت وانبساط اور خوشی ومسرت کی فراوانی میں کس طرح اپنے آنسوؤں کا نذرانہ اپنے کریم آقا کی بارگاہ میں پیش کر رہے ہیں۔ یعنی یہاں خوف سے رونے کے آنسو ہیں وہاں خوشی کی انتہا کے نتیجے میں آنسو ہیں۔

؎ قدسی بھی چومتے ہیں ادب سے یہاں کی خاک　　قسمت پہ جھومتا ہے مدینہ حضور کا

(عبدالستار نیازی)

غلاف کعبہ اور قصر محبوب کا پردہ:

غلاف کعبہ تو قبل از اسلام سے چلا آ رہا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضور علیہ السلام کے جد اعلیٰ عدنان بن عاد یا یمن کے بادشاہ تبع کراب اسود نے کعبہ پہ پہلا غلاف چڑھایا۔ مختلف ادوار میں اس کے رنگ بھی مختلف ہوتے رہے۔ مامون کے دور میں سفید ریشمی، عباسی خلیفہ ناصر کے دور میں پہلے سبز اور پھر سیاہ جواب تک چلا آ رہا ہے۔ اس کے کل ۴۷ ٹکڑے ہوتے ہیں ہر ٹکڑا چودہ میٹر یا ۴۶ فٹ لمبا ۱۳۸ انچ چوڑا ہوتا ہے۔

جبکہ سرکار مدینہ علیہ السلام کی قبر انور پہ قبہ مبارکہ سات ہجری میں ملک منصور صالحی نے تیار کروایا (وفاء الوفاء للسمہودی ص ۶۷۸ و ۶۰۹، ج ۲) اس وقت گنبد خضریٰ (سبز) کی بجائے بیضاء (سفید) تھا۔ ۸۸۶ھ میں دوبارہ تعمیر ہوئی اور ۱۲۵۵ھ میں سلطان محمود ترکی نے اس کو خضریٰ (سبز) کرادیا۔

اور اب تک گنبد خضریٰ ہی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک خضریٰ ہی رہے گا۔ سعودیوں نے ترکیوں کی تمام علامات تو مٹا دی ہیں مگر یہ نہ کر سکے کہ شاید عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم محبت سے دیکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔

؎ گنبد خضریٰ خدا تجھ کو سلامت رکھے　　دیکھ لیتے ہیں تجھے پیاس بجھا لیتے ہیں

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ واللّٰہ یعصمك من الناس ۔ اللہ خود اپنے محبوب کا محافظ ہے اور۔

جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

سرکار کی قبر انور پر ترکوں نے ہی سبز پردے لٹکائے جو آج بھی جوں کے توں ہیں یہی پردے اور گنبد خضریٰ ہے۔ جس کو اعلیٰ

حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمۃ نے اپنے اس شعر میں قصر محبوب کے پردے سے تعبیر فرمایا ہے (واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم)

(۸) (کسی نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سے پوچھا کہ آپ نے دربار خدا بھی دیکھا اور اب مدینہ شریف میں دربار مصطفیٰ کی حاضری بھی ہورہی ہے بتایئے کیا فرق محسوس کررہے ہیں اس وقت آپ نے یہ شعر کہا)

واں (وہاں مکہ میں) بڑے بڑے نیکوکار و اطاعت شعار (اس خیال میں کہ یہاں ایک گناہ ہوگیا تو ایک لاکھ لکھ دیا جائے گا) اللہ کے جلال سے کانپ رہے تھے اور خوف خدا سے ان کا جگر پانی پانی ہورہا تھا اور یاں (یہاں مدینہ طیبہ میں سبحان اللہ) میرے جیسے نکمے پاپی بھی حضور علیہ السلام کی رحمت کے سہارے پہ مچل رہے ہیں شرمساری پر امید کرم کا غلبہ ہے اور اس لیے بھی خوشی سے مچل رہے ہیں کہ اگر خدانخواستہ گناہ ہو بھی گیا تو ایک ہی لکھا جائے گا جب کہ ایک نیکی کی پچاس ہزار لکھی جائیں گی۔ بلکہ (حضور کی اس دعا کے مطابق کہ اے اللہ جتنی برکت تو نے ابراہیم علیہ السلام کی وجہ سے مکے میں ڈالی میری دعا کی وجہ سے اس سے دُگنی برکت مدینہ میں ڈال دے) ہوسکتا ہے دو لاکھ ملیں کیونکہ مکے میں ایک لاکھ اور اس کا ڈبل دو لاکھ ہی تو بنتا ہے۔ یار ہیں تو پچاس ہزار ہی مگر یہ پچاس ہزار دو لاکھ پہ بھاری ہوں جیسے ہزار روپے کا ایک ہی نوٹ پانچ پانچ کے سینکڑوں نوٹوں پہ بھاری اور حاوی ہوتا ہے یعنی کمیت میں اگرچہ تعداد اُدھر زیادہ ہے مگر کیفیت میں مرتبہ و مقام اِدھر زیادہ ہے اور قصہ مختصر

ے طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

مکہ ہو یا مدینہ شان دونوں کو مصطفیٰ کے قدموں سے ہی ملی ہے لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد۔ (القرآن)

(۹) اے حجاج عظام: پہلے تم نے حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی اور کعبہ کی انوار و تجلیات سے خوب خوب مستفیض ہوئے، اب اس کے بعد دوسری سعادت بھی حاصل کرو اور وہ یہ ہے کہ محبوب خدا کے گھر گنبد خضریٰ کے نور سے بھی اپنے نہاں خانۂ دل کو منور کرنے کی سعادت حاصل کرو، وہاں تم نے لبیک اللھم لبیک کی صداؤں کو بلند کیا اب یہاں درودوں کے گجرے اور سلاموں کے تحفے اپنی پیارے محبوب کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرو، تاکہ اس حقیقت کے مصداق بن جاؤ۔

ے کہ پہلے حمد سے زباں پاک کرلو تو پھر نام لینا حبیب خدا کا

بعض علماء کرام نے فرمایا کہ حرمین شریفین کی زیارت کا موقع ملے تو پہلے مدینے شریف حاضری دو کیونکہ حج کی سعادتیں بھی محبوب پاک کی برکت سے ہی حاصل ہوتی ہیں۔

ے ان کے طفیل رب نے حج بھی کرا دیے اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

جبکہ بعض علماء نے یہ لکھا کہ پہلے مکہ شریف جاؤ، حج کرو تاکہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاؤ اور پاک صاف ہو کر اب مدینے شریف جاؤ کیونکہ اللہ چاہتا ہے میرے محبوب کی بارگاہ میں پاک صاف ہو کر جایا جائے۔ کیونکہ حج مکہ میں ہوتا ہے اور اس کے قبول ہونے کی سند مدینے سے ملتی ہے، بلکہ اہل محبت کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کی ہر نعمت ہی اللہ کے محبوب سے ملتی ہے، عطا اللہ فرماتا ہے تقسیم حضور فرماتے ہیں۔ واللہ معطی و انا قاسم۔

ے دین و دنیا میں جو پایا وہ وہیں سے پایا ہم تو جس گھر میں رہے آپ کے مہمان رہے (امیر مینائی)

ے اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں نبی سرور یہ سچ ہے نیازی ہم سرکار کا کھاتے ہیں

(عبدالستار نیازی)

(۱۰) بے شک کعبہ مکرمہ کی زیب و زینت میں لاکھوں دلہنوں کا بناؤ سنگھار اور حسن و جمال ہے لیکن دلہن کے لئے دولہا نہ ہو تو دلہن کس کام کی اور اگر دو جہان کا دولہا دیکھنا ہے تو وہ مدینہ طیبہ میں جلوہ فرما ہے۔

؎ چھپے ہو گرچہ صدیوں میں مگر میں دیکھ لیتا ہوں — کہ اپنی سیرت انور کے شیشے میں عیاں تم ہو
تمہارا حسنِ صورت، حسنِ سیرت کا بدل ٹھہرا — خجل ہیں سامنے جس کی نگاران جہاں تم ہو

(لالہ صحرائی)

(۱۱) رُکن یمانی پہ اے حاجیو! تم نے امن کی وادی (کوہ طور) کی سی بلندی و روشنی ملاحظہ کی اب مدینہ منورہ بھی آؤ اور دیکھو کہ جس جلوے کی وجہ سے طور امن کی وادی بنا اور موسیٰ علیہ السلام اس جلوے کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گئے تھے خود اس جلوے کا ایک شعلہ (جلوہ) مدینہ میں رونق محفل بنا ہوا ہے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی کی ایک رباعی ملاحظہ فرمائیں تا کہ کوئی شک نہ رہ جائے۔

؎ حبیب خدا سید المرسلین — شفیع الوریٰ ، ہادیٔ راہ دین
کہ جب سب سے اکمل وہ انساں ہوا — تو بے شک وہ تصویر رحمٰن ہوا

(محمد اسماعیل دہلوی بحوالہ اوج نعت نمبر۱: ۹۴)

(۱۲) اس میں شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ حطیم کعبہ میں جانے سے ایسے لگتا ہے کہ گویا ماں کی گود مل گئی ہے، مگر مدینہ شریف میں وہ ذات جلوہ گر ہے کہ جس کے قدموں پر ماں باپ بھی فدا ہوتے ہیں اور وہ ذات ہزار ماں اور کروڑ باپ جتنا پیار اپنی امت کے لئے اپنے سینے میں رکھتی ہے۔ اس پر بھی ''انہی'' کے گھر کی شہادت پیش خدمت ہے۔

؎ نہ بہ نثر ناثر بے بدل، نہ بہ نظم شاعر خوش غزل — بہ غلامی شہ عز و جل و بہ عاشقی ، نبی خوشم

(اشرف علی تھانوی)

(۱۳) کعبہ شریف حجاج کرام کی حاجات کا ضامن بنا رہا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زائرین کی حاجات کو خوب پیش کیا اب مدینہ شریف بھی آؤ اور محبوب علیہ السلام کو اپنی حاجات کا ضامن بناؤ پھر دیکھو کس کی ضمانت پہلے درجہ قبولیت کو پہنچتی ہے تم خود اقرار کرو گے کہ۔

؎ قابل تھا ناز کے مجھے جنت ہوئی نصیب — اس در کی حاضر سے مری قسمت بدل گئی

(۱۴) دھو چکا ظلمت دل بوسہ سنگ اسود — خاک بوسی مدینہ کا بھی رُتبہ دیکھو
(۱۵) کر چکی رفعت کعبہ پہ نظر پروازیں — ٹوپی اب تھام کے خاک دَرِ والا دیکھو
(۱۶) بے نیازی سے وہاں کانپتی پائی طاعت — جوش رحمت پہ یہاں ناز گنہ کا دیکھو
(۱۷) جمعہ مکہ تھا عید اہل عبادت کے لیے — مجرمو آؤ یہاں عید دو شنبہ دیکھو
(۱۸) ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں — ادب و شوق کا یاں باہم اُلجھنا دیکھا

(۱۹) خوب مَسعیٰ میں بامید صفا دوڑ لیے | رہ جاناں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو
(۲۰) رقص بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں | دل خونابہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو
(۲۱) غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا | میری آنکھوں سے مرے پیار کا روضہ دیکھو

مشکل الفاظ کے معانی :

* ظلمت۔سیاہی * سنگ اسود۔ حجرِ اسود (سیاہ پتھر جو دیوار کعبہ میں نصب ہے) * رفعت۔بلندی * درِوالا۔بلند شان والا دروازہ * بے نیازی۔لاپرواہی * طاعت۔بندگی * جوش۔جوبن * گنہ۔ گناہ، خطا * عید۔خوشی * دوشنبہ۔پیر کا دن (جس دن حضور علیہ السلام کی ولادت ہوئی) * ملتزم۔حجرِ اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان کا حصہ جہاں لپٹ کر دعا مانگنا مسنون ہے * ارمان۔ خواہش، آرزو * باہم۔ آپس میں * الجھنا۔جھگڑنا، تکرار کرنا * مسعیٰ۔صفا مروہ کا درمیانی حصہ (دوڑنے کی جگہ) * صفائی۔پاکیزگی * رہ جاناں۔ محبوب کا راستہ * رقص۔اچھل کود * بسمل۔زخمی، بے قرار * منیٰ۔ مکہ شریف کے قریب ایک میدان ہے جہاں حجاج کرام قربانی کرتے ہیں اور (رمی جمار) شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں * خونابہ۔لہولہان، خون کے آنسو * فشاں۔ جھاڑنے والا * غور سے۔توجہ سے * صدا۔ آواز کی گونج۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۴) حدیث شریف کے مطابق اے حاجیو! تم نے حجرِ اسود کو چوم کر اپنے دل پر چڑھی گناہوں کی سیاہی دھولی، مبارک ہو! اب مدینے کی خاک کا بوسہ لے کر بھی دیکھو تو سہی (جنت کے نظارے نہ آئے تو مجھے پکڑ لینا) یہ رتبہ بھی اپنی جگہ بے مثال و لاجواب و باکمال ہے۔ کہ اس سے دل کی سیاہی بھی دور ہوگی اور تمام جسمانی امراض سے بھی شفا ہوگی غبار المدینة فيه شفاء۔

مقرب ہیں بیشک خلیل و نجی بھی | بڑی شان والے کلیم و مسیح بھی
لئے عرش نے جن کے قدموں کے بوسے | وہ امی لقب مصطفیٰ آگئے ہیں
(نور الحسن)

(۱۵) کعبہ کی بلندی کا تو تمہاری نظروں نے مشاہدہ کیا اور آسانی سے کرلیا ہوگا اب ذرا اپنی ٹوپی پکڑ کر (تاکہ بہت بلندی کی طرف دیکھنے کی وجہ سے گر نہ جائے) میرے آقا کے بلند و بالا دروازے کی خاک پاک کا نظارہ بھی دیکھ لو۔ یہ آسانی سے نہ دیکھ سکو گے کیونکہ یہاں صرف در ہی نہیں درِ والا بھی جلوہ فرما ہے جس کی شان یہ ہے کہ۔

جاری ہے دو جہاں میں حکومت رسول ﷺ کی | کرتے ہیں مہر و ماہ اطاعت رسول ﷺ کی
ایمان ایک نام ہے حب رسول ﷺ کا | ہے خُلد کی بہار محبت رسول ﷺ کی
نوک مژہ پہ جن کے رہے اشک کربلا | پائیں کے حشر میں وہ شفاعت رسول ﷺ کی
غار حرا کو یاد ہیں سجدے حضور ﷺ کے | دیکھی ہے پتھروں نے عبادت رسول ﷺ کی
دامان عقل و ہوش سہارا نہ دے مجھے | چاہت خدا کی بن گئی چاہت رسول ﷺ کی
ساغر تمام عالم ہستی ہے بے حجاب | آنکھوں میں بس رہی ہے وہ خلوت رسول ﷺ کی

جتنی بڑی ہستی ہو اس کی طرف دیکھنے سے حیاء و ادب اتنا ہی مانع ہوتا ہے اس لیے ٹوپی تھام کر یعنی سنبھل کر دیکھنے کا مشورہ دیا جا رہا ہے۔

(۱۶) اللہ بے نیاز ہے اور اس کی بے نیازی کی صفت بیت اللہ شریف میں بھی نمایاں نظر آتی ہے اس لیے بڑے بڑے اطاعت شعار و عبادت گزار اِس خیال سے کانپتے ہوئے دیکھے گئے کہ کہیں ہماری عبادت اس کی بے نیازی کی نذر نہ ہو جائے اور سبحان اللہ حاجیو! ذرا مدینے آکر تو دیکھو! حضور کی رحمت کا دریا اپنے پورے شباب پر ہے گنہ گار، رحمت پروردگار (رحمۃ للعالمین) کی شان رحمت پہ ناز کر رہے ہیں کہ گناہ ہوں گے تو شفاعت ملے گی ناں؟

ے مراداں لے کے چلّے نے سوالی یارسول اللہ بھر و چا! میری جھولی وی ایہہ خالی یارسول اللہ
تری خیرات تے پلدی تیرای گیت گاندی اے ترے دم ایہہ ہے جگ تے بحالی یارسول اللہ
تمامی خلق رب دی سونہہ، تیراای صدقہ کھاندی اے بلا شک ہو تسیں قسمت دے والی یارسول اللہ
بلالو! کول بس آقا مکاؤ بے قراری نوں تہاڈے بن حیاتی نہیں سکھالی یارسول اللہ

(تنویر بخاری، بترمیم)

(۱۷) عبادت گذاروں کے لئے مکہ مکرمہ میں جمعہ کا روز عید سے کم نہ تھا اے سیاہ کارو! (جس کے صدقے جمعہ ملا، عید ملی، رمضان ملا، ایمان ملا، قرآن ملا بلکہ خود رب رحمان ملا) کیا مدینہ شریف میں پیر کا دن (سرکار کی ولادت کا دن، وہ پیدا نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا) تمہارے لیے عید سے کم ہے؟

ے دن ایک سے خدا نے بنائے سبھی، مگر کیوں ایک دن نہ محترم سارے دنوں سے ہو
اس دن خدا نے ہم پہ ہے احساں کیا بڑا آمد ہوئی جہان میں آقا کی پیر کو

ے پیر دے دن جہاناں دا پیر آ گیا ایسے روز ولادت پہ لاکھوں سلام

ے دن سارے ای سوہنے نیں جہڑے رب نے بنائے نیں
جس وار نبی آئے او وار بڑا سوھنا

(۱۸) اے زائرین مکہ! تم نے ملتزم سے لپٹ کر رو رو کر اپنے دل کے ارمان اور حسرتیں نکال لیں، اللہ قبول فرمائے لیکن اب میری مانو! اور چلو مدینے اور وہاں جا کر دیکھو کہ شوق اور ادب کیسے آپس میں الجھ رہے ہیں۔ شوق کہہ رہا ہے سجدہ کروں مگر ادب اس کو ایسا کرنے سے روک رہا ہے کہ خبردار ایسا نہ کرنا کیوں مدینے والی سرکار نے ہی تو ایسا کرنے سے روکا ہے پھر ان کی بارگاہ میں آکر انہی کی نافرمانی؟ اسی لیے اہل ادب نے جالی کو ہاتھ لگانے سے بھی منع فرمایا ہے کہ کہاں تو تم اور کہاں ان کے روضے کی جالی، عرش اعظم سے عالی۔ ہاں یوں عرض کرو کہ آقا! در پہ آئے ہیں سوالی، اب جائیں گے نہ ہاتھ خالی۔

ے سُناواں کی میں درداں دی کہانی یا رسول اللہ خدا دے واسطے کجھ مہربانی یا رسول اللہ
نبی جی وات پچھدا نہیں کوئی تیرے غریباں دی کراں کی مار دی اے ناتوانی یا رسول اللہ

(تنویر بخاری)

(۱۹) اپنے دل سے گناہوں کی میل وسیاہی اتارنے کیلئے تم نے صفا ومروہ کے خوب چکر کاٹے تھک گئے ہو گے؟ کبھی طواف، کبھی سعی، کبھی احرام کبھی قربانی، کبھی ٹنڈ کبھی کچھ کبھی کچھ۔ آجاؤ مدینے نہ چکر نہ دوڑ نا نہ میدانوں میں جا کر دھوپ میں جلنا بس میرے آقا کے روضے کے ساتھ ہی جنت کی کیاری ہے ٹھنڈی ہوائیں بھی لو، قالینوں پہ بھی بیٹھو جنت بھی لو اور دل کی صفائی بھی کرالو۔

خدا تو مرنے کے بعد حساب کتاب کرے گا اگر کامیاب ہو گئے تو جنت دے گا مصطفیٰ کی بارگاہ میں سودا سستا ہے نہ جان نہ حساب، مگر جنت کا وعدہ ہی نہیں بلکہ جنت میں آکر بیٹھ جاؤ۔

سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقری کی سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی

(ماہر القادری)

(۲۰) حاجیو! تم نے منیٰ میں جانوروں کا خون بہایا قربانی کی ثواب کمایا اور اپنی آنکھوں سے جانوروں کا خون میں لت پت ہو کر اللہ کی رضا کیلئے لوٹ پوٹ ہوتا دیکھ لیا ناں؟ اب ذرا سوئے طیبہ چلو! اور دیکھو! عاشقان مصطفیٰ اپنے آقا کے روضہ پاک پہ حاضری دیتے ہوئے تڑپتے پھڑکتے اور آنکھوں سے خالص خون دل بہا کر کس طرح جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔

سرائیکی زبان میں کسی دیوانے نے اپنے آقا کی بارگاہ میں اس قسم کے جذبات کا ان الفاظ میں اظہار کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حبیب رب دا میکوں جان توں وی پیارا ہے بلندیاں نے میڈے بخت دا ستارا ہے
میڈے ایمان دی قوت نہ آزما ظالم اے ساڑ ڈیندا ہے باطل کوں او شرارہ ہے
سمجھ تے سوچ توں ہے ماورا حضور دی ہستی اے عقل والو! اتھاں عقل کوں خسارہ ہے

(امید ملتانی)

(۲۱) سب کی چھوڑو! اے حاجیو! اگر مجھ پر یقین نہیں ہے تو خود کعبہ سے ہی سن لو! ذرا کعبہ کے پرنالے کو غور سے دیکھو! اس کا رُخ سید حا مدینے کی طرف نہیں ہے کیا؟ گویا زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ حاجیو! تمہیں کیا معلوم مدینے والی سرکار کا مرتبہ اور مقام کیا ہے۔ مجھ سے پوچھو! کہ میں بتوں کی نجاست سے بھرا ہوا تھا اس نبی نے آکر مجھے صنم کدے سے بیت اللہ بنادیا اسی لیے تو میں ان کی آمد کی خوشی میں تین دن اور تین راتیں وجد کرتا رہا لہٰذا! تمہاری آنکھیں اس قابل کہاں کہ محبوب کے روضے کو دیکھنے کا حق ادا کرسکیں اس لیے۔

میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

(مرزا اسد اللہ خان غالب)

لفظ شہنشاہ پر اعلیٰ حضرت کا ایک تحقیقی فتویٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

مسئلہ:

از کانپور، محلہ فیل خانہ کہنہ مکان مولوی سید محمد اشرف صاحب وکیل، مرسلہ محمد آصف ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ حامیِ سنت، ماحیِ بدعت جناب مولانا صاحب دَامَتْ فُیُوْضُکَ، بعد سلام مسنون اسلام التماس مرام اینکہ ان دنوں جناب والا کا دیوانِ نعتیہ کمترین کے زیرِ مطالعہ ہے۔ بعد آداب ملازمان حضور کی خدمتِ بابرکت میں ملتمس ہوں کہ ایک مصرع کے الفاظ شرعاً قابل ترمیم معلوم ہوتے ہیں۔ اور غالباً اس ہیچمداں کی رائے سے ملازمان سامی بھی متفق ہوں۔ اور درصورت عدم اتفاق جواب باصواب سے تشفی فرمائیں۔

ع حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

اس مصرع میں لفظ شہنشاہ خلاف حدیث ممانعت دربارۂ قول ملک الملوک ہے بجائے شہنشاہ اگر "مرے شاہ" ہو تو کسی قسم کا نقصان نہیں۔ چونکہ اس ہیچمداں سراپا عصیاں کو ملازمانِ جناب والا سے خاص عقیدت وارادت ہے۔ لہٰذا امیدوار ہے کہ یہ تحریر محض اَلدِّیْنُ النُّصْحُ پر محمول فرمائی جائے بخدا فدوی نے کسی اور غرض سے نہیں لکھا۔

عریضہ عادب سیّد محمد آصف عفی عنہٗ

اَلجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ ھُوَ الشَّاہُ۔ وَالشَّاھَنْشَاہُ۔ لَا مَلِکَ سِوَاہُ۔ فَمَنِ ادَّعَا دُوْنَہٗ فَقَدْ ضَلَّ وَتَاہَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِ الْعَالَمِ۔ مَالِکِ النَّاسِ دَیَّانِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ۔ اَلَّذِیْ مَلِکَ الْاَرْضَ وَ رِقَابَ الْاُمَمِ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ۔ آمین

کرم فرمائے مکرم ذی اللطف والکرم مکرمی سیّد محمد آصف صاحب زید کرمہم ___ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

نوازش نامہ تشریف لایا، ممنون فرمایا، حق سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ کے صرف انہیں دو میں تامل فرمانے سے شکر الٰہی بجالایا کہ اس میں بحمد اللہ تعالیٰ آپ کی سنیت خالصہ اور محبت وتعظیم حضور پرنور سیّد الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء کا شاہد پایا۔ ورنہ قوم بے ادب خذلہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو ان اوراق میں معاذ اللہ ہزاروں شرک بھرے ہیں کہ ان دو لفظوں کو ان سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ حالانکہ بحمد اللہ تعالیٰ اس میں جو کچھ ہے اکابر ائمہ دین واعاظم عرفائے کاملین

کے ایمان کامل کا ایک مختصر نمونہ ہے۔ جیسا کہ فقیر کی کتاب ''سَلْطَنَةُ المُصْطَفیٰ فِی مَلَکُوْتِ کُلِّ الوریٰ'' کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔ وللہ الحمد۔

اب شکریہ کے ساتھ بتوفیقہٖ تعالیٰ جواب عرض کروں۔ امید کہ جس خالص اسلامی محبت سے یہ اِطلاع دی اسی پر ان جوابوں کو مبنی سمجھ کر ویسی ہی نظر سے ملاحظہ کریں گے۔ وباللہ التوفیق۔

لفظ شہنشاہ اوّلاً بمعنی سلطان عظیم السلطنہ محاورات میں شائع وذائع ہے۔ اور عرف ومحاورہ کو اِفادۂ مقاصد میں دخلِ تام ،قال اللہ تعالیٰ: وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ (پ۹ ع۱۴)...... خود ہمارے فقہائے کرام میں امام اجل علاء الدین ابو العلاء لیثی ناصحی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا لقب شاہان شہ، ملک الملوک تھا۔ ائمہ وعلمائے مابعد جو ان کے فتاویٰ نقل کرتے ہیں اسی لقب سے انہیں یاد فرماتے ہیں۔ اور وہ جناب فقاہت مآب خود اپنے دستخط انہیں الفاظ سے کرتے۔ امام رکن الدین ابوبکر محمد بن ابی المفاخر بن عبد الرشید کرمانی جواہر الفتاویٰ کتاب الاجارہ باب سادس میں فرماتے ہیں۔

قَالَ الْاِ مَامُ الْقَا ضِیْ مَلِكُ الْمُلُوْكِ اَبُوْ العَلَا ء النَّا صِحِیْ لَمَّا سُئِلَ عَمَّنْ اَجَرَ اَرْ ضًا مَوْ قُوْ فَةً مِا ةَ سَنَةٍ هَلْ يَجُوْزُ۔

امام، قاضی، شاہوں کے شاہ ابو العلاناصحی سے یہ استفتاء کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک موقوفہ زمین سال بھر کے لیے اجارہ میں دی، تو کیا اس کا یہ فعل ازروئے شرع جائز ودرست ہے۔ ۱۲م

افتیٰ بطلان الاجارة معشر　　　من زمرة الفقهاء قطعاً لازماً

فقہاء کی ایک جماعت نے فتویٰ دیا کہ یہ اجارہ قطعی اور لازمی طور پر باطل ہے۔ ۱۲م

وَبذالك افتیٰ للذین حسبة　　　كيلا اكون بما احرز ظالماً

میرا عدم جواز کا یہ فتویٰ دنیا دین داروں کے لئے کافی ہے تاکہ میں اپنی جمع کردہ چیزوں کی وجہ سے ظالم نہ ہوجاؤں۔ ۱۲م

ملك الملوك ابو العلا مجيبهٗ　　　لمعز دين اللّٰه يد عوا دائماً

شاہوں کے شاہ ابو العلا اس کا مجیب ہے دینِ الٰہی کے غلبہ کے لئے ہمیشہ دعا گو ہے۔ ۱۲م

☆ اسی کتاب القضا میں ایک اور مسئلہ اس جناب سے بایں عنوان نقل فرمایا۔

قَالَ الْقَا ضِیْ الْاِ مَامُ مَلِكُ الْمُلُوْكِ اَبُوْ الْعَلَا ء النَّاصِحِیّ

قاضی، امام، شاہوں کے شاہ ابو العلاء ناصحی نے کہا...... ۱۲م

☆ پھر تیسرے مسئلے میں فرمایا۔

قَالَ الْقَاضِیْ الْاِمَا مُ مَلِكُ الْمُلُوْكِ هٰذَا لَمَّا عُرِضَ عَلَيْهِ محضر۔

قاضی، امام، شاہوں کے شاہ نے یہ کہا، جب اس کے پاس دستاویز پیش کیا گیا۔ ۱۲م

☆ اس میں ان کا منظوم فتویٰ نقل کیا، جس کے آخر میں فرمایا

شاھان شہ ملک الملوك ابو العلا　　　نظم الجواب منظماً و مفصلاً

فقہ شاہوں کے شاہ ابوالعلاء نے اس جواب کو نظم و ترتیب اور تفصیل سے بیان کیا ہے۔۱۲م

☆ پھر فرمایا۔ قَالَ مَلِكُ الْمُلُوكِ ......اور ان کا چوتھا فتویٰ نقل کیا،

☆ جس کے آخر میں فرمایا

شاھان شہ ملک الملوك ابو العلا　　　نظم الجواب لكلّ من هو قد عرف

شہنشاہ وقت ابوالعلاء نے اس جواب کو ہر جانکار شخص کے لئے مرتب کیا۔۱۲م

☆ پھر ان کا پانچواں فتویٰ نقل فرمایا، جس کے دستخط یوں فرمائے ہیں۔

شاھان شہ ملک الملوك ابو العلا　　　نَظَمَ الجواب مبيّنا لمنارِہٖ

شاہوں کے شاہ ابوالعلاء نے جواب کو یوں مرتب کیا کہ اس کے ہر پہلو کو واشگاف کر دیا۔۱۲م

☆ پھر ان کا چھٹا فتویٰ نقل کیا، جس کے دستخط ہیں۔

شاھان شہ ملک الملوك ابو العلا　　　ھادی امیر المؤمنین لقد نظم

شاہوں کے شاہ ملک الملوک ابوالعلاء مسلمانوں کے امیر و رہبر نے اس جواب کو مرتب کیا۔۱۲م

☆ یونہی کتاب الوقت میں ان کے متعدد فتاوے نقل فرمائے ازاں جملہ ایک کلام کا ختم یہ ہے۔

ملك الملوك ابو العلا مجيبه　　　لمعز دين اللّٰه يشكر داعياً،

شاہوں کے شاہ ابوالعلاء اس کا مجیب ہے جو دین الٰہی کے غلبہ کے لئے شکر کے ساتھ دعا کرتا ہے

☆ ایک کے آخر میں ہے۔

شاھان شہ ملک الملوك ابو العلا　　　نظم الجواب لمن تعفى بالله

شہنشاہ ملک الملوک ابوالعلاء نے یہ جواب اس شخص کے لئے مرتب کیا جو اللہ عزوجل کی پناہ کا طالب ہے۔

یوں ہی ۱۲ تا ۱۵ کتاب البیوع میں ان کے چار فتوے نقل فرمائے۔ ہر ایک کی ابتدا انہی لفظوں سے کی۔

قَالَ الْقَاضِیُ الْاِمَامُ مَلِكُ الْمُلُوكِ۔

غرض کتاب مستطاب ان کے فتاوائے صواب اور ان کے ان گرامی القاب سے مشحون ہے۔

☆ علامہ خیر الدین رملی استاد صاحب درّ مختار رحمہما اللہ تعالیٰ نے فتاویٰ خیریہ کتاب الاجارہ میں نوازل سے نقل فرمایا۔

قَالَ سُئِلَ مَلِكُ الْمُلُوكِ اَبُوالْعَلَاءِ فِیْمَنْ اَجَرَ دَارٌ مَوْقُوْفَةٍ مِائَة سَنَةٍ الخ۔

شاہوں کے شاہ ابوالعلاء سے اس شخص کے بارے میں استفتاء کیا گیا، جس نے ایک وقف کی ہوئی زمین کو سال بھر کے لئے اجرت میں دی تو کیا حکم ہے؟۱۲م

☆ اسی کتاب القضاباب خلل المحاضر والسجلات میں دربارہ ساعی فرمایا۔

فحول المتأخرين افتوا بجواز قتلہٖ حتیٰ قال ملك الملوك الناصحی رحمه

اللّٰہ تعالیٰ۔

متاخرین میں معتمد و مستند علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ ایسے شخص کو قتل کرنا جائز ہے۔ حتیٰ کہ شاہوں کے شاہ ناصحی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔۱۲م

☆ پھر ان کا منظوم فتویٰ نقل فرمایا

اَلْقَتْلُ مَشْرُوْعٌ عَلَیْہِ وَوَاجِبٌ زَجْرًا لَّہٗ وَالْقَتْلُ فِیْہِ مَقْنَعٌ

ایسے شخص کو قتل کرنا مشروع بلکہ اس کے زجر و توبیخ کے لئے واجب ہے اور اس میں قتل عین عدل ہے۔۱۲م

شَاہَانِ شہ مَلِکُ الْمُلُوْکِ اَبُوا لعُلَا نَظَمَ الْجَوَابَ لِکُلِّ مَنْ ھُوَ بَرَعٌ

شاہوں کے شاہ ملک الملوک ابو العلاء نے ہر فضیلت و علم رکھنے والوں کے لئے اس جواب کو مرتب کیا۔۱۲م

☆ حضرت عمدۃ العلماء والاتقیاء، زبدۃ العرفاء والاولیاء مولوی معنوی سیدی محمد جلال الملۃ والدین رومی بلخی قدس سرہ الشریف مثنوی شریف میں ایک بادشاہ کی حکایت میں فرماتے ہیں۔

گفت شاہنشاہ جراء ش کم کنید در بجنگد نامش از خط برزنید

بادشاہ نے کہا اس کی اجرت کم کردی جائے اور اگر وہ آمادۂ جنگ ہو تو روزنامچہ سے اس کا نام نکال دو۔

☆ نیز ابتدائے مثنوی مبارک میں فرماتے ہیں۔

تا سمرقند آمد نداں دو امیر پیش آں زرگر شاہنشہ بشیر

بادشاہ کے دونوں امیر (ایلچی) شہر سمرقند آئے اور اس مرد زرگر کو بادشاہ کی جانب سے خوشخبری دی۔۱۲م

☆ وہیں فرماتے ہیں۔

پیش شہنشاہ بردش خوش بناز تابسوزد بر سر شمع طراز

اس خوش نصیب مرد و زرگر کو بادشاہ کے پاس لے آئے تاکہ اس شمع طراز معشوقہ پر اسے قربان کردے۔۱۲م

☆ اسی میں فرمایا۔

ہم زا نواع اوانی بے عدد کانچناں در بزم شہنشاہ سزد

اور بہت سے مختلف قسم کے برتن بھی (بنا) جو بادشاہوں کی بزمِ مسرت کی زیب و زینت بنیں۔۱۲م

☆ حضرت عارف باللہ داعی الی اللہ سیدی مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

جَمَالُ الْاَنَامِ مَفْخَرُ الْاِسْلَامِ سَعْدُ ابْنُ الْاَتَابِکِ الْاَعْظَمِ شَاہَنْشَاہ الْمُعَظَّمِ مَالِکُ رِقَابِ الْاُمَمِ مَوْلٰی مُلُوْکُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ۔

مخلوق کے جمال، اسلام کے لئے قابل فخر، سعد ابن اتابکِ اعظم، قابل عظمت شہنشاہ، لوگوں کی گردنوں کے مالک، عرب و عجم کے بادشاہوں کے مولیٰ و آقا۔۱۲م

☆ نیز فرماتے ہیں۔

- بارعیت صلح کن وز جنگ خصم ایمن نشین　　زانکہ شہنشاہِ عادل را رعیت لشکر است

رعایا کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آ، اور پھر دشمن کی جانب سے لڑائی سے بے خوف رہ، کیونکہ عادل بادشاہ کے لئے رعایا ہی لشکر ہے۔۱۲م

☆ نیز فرماتے ہیں۔

شہنشہ برآشفت کا یک وزیر　　تعلل میندیش و حجت مگیر

بادشاہ نے غصے سے کہا اے وزیر! بہانہ مت بنا، اور حجت مت لا۔۱۲م

☆ نیز فرماتے ہیں۔

سرِ پُر غرور از تحمل تہی　　حرامش بود تاج شاہنشہی

جو سر صبر و تحمل سے خالی اور کبر و نخوت سے پُر ہو وہ بادشاہی کے تاج سے محروم ہوتا ہے۔

☆ نیز فرماتے ہیں۔

دواں آمدش گلہ بانے زپیش　　شہنشہ بر آورد تعلق زکیش

بادشاہ کے پاس سامنے سے ایک چرواہا دوڑتا آیا، بادشاہ نے (اسی وقت) تیر ترکش سے نکال لیا۔

☆ محبوب محبوبِ الٰہی حضرت عارف باللہ سیدی خسرو قدس سرہٗ اواخر قران السعدین صفت تخت شاہی میں فرماتے ہیں۔

کیست جزاز وے کہ نہد پائے راست　　پیش شکوہِ کہ شہنشاہ راست

اس کے سوا کون ہے جو بادشاہ کی شان وشوکت کے سامنے سیدھا پاؤں رکھے۔۱۲م

☆ عارف باللہ امام العلماء حضرت مولانا نور الدین جامی قدس سرہ السامی، تحفۃ الاحرار میں فرماتے ہیں۔

زد بجہاں نوبت شاہنشہی　　کو کبہء فخر عبید اللّٰہی،

حضرت عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کے ستارۂ افتخار نے دنیا میں اپنی شہنشاہی کا نقارہ بجادیا……۱۲م

☆ حضرت خواجہ شمس الدین حافظ قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ نژاد،　　آنکہ می زیبد اگر جانِ جہانش خوانی

خان بن خان خاندانی شاہوں کے شاہ جسے جان جہان کا خطاب زیب دیتا ہے۔۱۲م

☆ نیز فرماتے ہیں۔

ہم نسلِ شہنشہ زمان است　　ہم نقد خلیفہ زمین است

زمانہ کے بادشاہوں کا ہم رُتبہ، خلیفہ زمین کا ہم جنس ہے۔۱۲م

☆ حضرت مولانا نظامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں۔

گذار ندۂ شرح شاہنشہی　　چنیں داد پرسندہ را آگہی

احکام شاہی کی تفصیل سنانے والے نے سائل کو یوں آگاہ کیا……۱۲م

☆ مخدوم قاضی شیخ شہاب الدین تفسیر بحر مواج میں فرماتے ہیں۔

''سلطان السلاطین خداوند باعز وتمکین بادشاہ سلیمان فر'' الخ

غرض کلمات اکابر میں اس کے صد ہا نظائر ملیں گے۔ ہمیں کیا لائق ہے کہ ان تمام ائمہ وفقہاء وعرفاء رحمہم اللہ تعالےٰ قدست اسرارہم پر طعن کریں۔ وہ ہم سے ہر طرح اَعرف واَعلم تھے۔ لہٰذا واجب کہ بتوفیق الٰہی نظر فقہی سے کام لیں۔ اور اس لفظ کے منع وجواز میں تحقیق مناط کریں، کہ مسئلہ قطعاً معقول المعنیٰ ہے نہ کہ محض تعبدی،

فَاَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیق:۔ ظاہر ہے کہ اصل منشائے منع اس لفظ کا استغراق حقیقی پر حمل ہے، یعنی موصوف کا استثناء تو عقلی ہے کہ خود اپنے نفس پر بادشاہ ہونا معقول نہیں۔ اُس کے سوا جمیع ملوک پر سلطنت اور یہ معنی قطعاً مختص بحضرت عزت عز جلالہ ہیں۔ اور اس معنی کے ارادے سے اگر غیر پر اطلاق ہو تو صراحۃً کفر ہے کہ اس کے استغراق حقیقی میں رب عز وجل بھی داخل ہوگا۔ یعنی معاذ اللہ موصوف کو اس پر بھی سلطنت ہے یہ ہر کفر سے بدتر کفر ہے۔ مگر حاشا نہ ہرگز کوئی مسلمان اس کا ارادہ کرسکتا ہے، نہ زنہار کلام مسلم میں یہ لفظ سن کر کسی کا اس طرف ذہن جاسکتا ہے، بلکہ قطعاً قطعاً عہد یا استغراق عُرفی ہی مراد، اور وہی مفہوم ومستفاد ہوتا ہے کہ قائل کا اسلام ہی اس ارادہ پر قرینہ قاطعہ ہے۔ جیسا کہ علماء نے موحد کے اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ (موسم ربیع نے سبزہ اُگایا) کہنے میں تصریح فرمائی۔ نیز فتاوائے خیریہ میں ہے۔

سُئِلَ فِیْ رَجُلٍ حَلَفَ لَایَدْخُلُ ھٰذِہِ الدَّارَ اِلَّا اَنْ یحکمَ عَلَیْہِ الدّھر فَدَ خَلَ ھَلْ یَحْنَثُ (اَجَابَ) لَا۔ وَھٰذَا مَجَازٌ لِصُدُوْرِہٖ عَنِ الْمُوَحِّدِ وَالْحکمُ الْقَضَاء وَاِذَادَ خَلَھَا فَقَدْ حَکمَ اَیْ قَضٰی عَلَیْہِ رَبُّ الدَّھْرِ بِدُ خُوْلِھَا وَھُوَ مُسْتَثْنٰی مِنْ یَمِیْنِہٖ۔ فَلَا حَنَثَ۔

ایک ایسے شخص کے بارے میں استفتاء کیا گیا جس نے یہ قسم کھائی تھی کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، جب تک کہ اس پر زمانہ کی حکمرانی نہ ہو، پھر وہ اس گھر میں داخل ہوا تو کیا اس کی قسم ٹوٹ جائے گی؟ جواب نفی میں ملا، چونکہ موحد سے یہ جملہ صادر ہوا اس لئے مجاز قرار پائے گا۔ اور حکم یہی ہوگا کہ اس کی شرط پوری ہوگئی۔ اور جب وہ شخص داخل ہوا تو اس کا دخول ایسی حالت میں پایا گیا جب خالق زمانہ کی حکومت اس گھر پر تھی۔ اور یہ اس قسم سے مستثنیٰ ہے لہٰذا حانث نہ ہوگا۔ ۱۲م

اب رہا یہ کہ استغراق حقیقی اگرچہ نہ مراد نہ مفہوم۔ مگر مجرد احتمال ہی موجب منع ہے۔ یہ قطعاً باطل ہے، یوں تو ہزاروں الفاظ کہ تمام عالم میں دائر وسائر ہیں، منع ہو جائیں گے پہلے خود اس لفظ شہنشاہ کی وضع وترکیب لیجئے۔ مثلاً قاضی القضاۃ، امام الائمہ، شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ، عالم العلماء، صدر الصدور، امیر الامراء، خان خاناں بگاہ بگ وغیر ہا کہ علماء ومشائخ وعامہ سب میں رائج ہیں۔ شیخ المشائخ سلطان الاولیاء محبوب الٰہی، اور شیخ الشیوخ حضرت سیدنا شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا لقب ہے۔ جواہر الفتاویٰ کتاب اصول الدین وکتاب اصول فقہ وکتاب الایمان وکتاب الغصب وکتاب الدعویٰ وکتاب الکراہیت وغیر ہا سب کے باب سادس میں امام علاؤ الدین سمرقندی کو عالم العلماء فرمایا۔ امام اجل عبد الرحمٰن اوزاعی امام اہل الشام کہ امام

اعظم ابوحنیفہ وامام مالک کے زمانے میں تھے۔ اور تبع تابعین کے اعلیٰ طبقے میں ہیں۔ امام مالک کو عالم العلماء فرمایا کرتے۔ زرقانی علی المؤطا میں ہے۔

اَمَّا مَالِكٌ فَهُوَ الْاِمَامُ الْمَشْهُوْرُ صَدْرُ الصُّدُوْرِ اَكْمَلُ الْعُقَلَاءِ وَاَعْقَلُ الْفُضَلَاءِ كَانَ الْاَوْزَاعِيْ اِذَا ذَكَرَ مَالِكًا قَالَ قَالَ عَالِمُ الْعُلَمَاءِ وَعَالِمُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمُفْتِي الْحَرَمَيْنِ۔

امام مالک تو مشہور ہیں، رئیسوں میں رئیس، عقلاء میں کامل تر، فضلاء میں سب سے فہیم، امام اوزاعی جب امام مالک کا تذکرہ کرتے تو فرماتے کہ عالم العلماء مدینہ والوں کے عالم، اور حرمین طیبین کے مفتی نے فرمایا ہے۔۱۲م

امام الائمہ امام محمد بن خزیمہ حافظ الحدیث کا لقب ہے۔ قاضی القضاۃ اسلامی سلطنتوں کا معروف عہدہ ہے۔ عامہ کتب فقہ میں اس کا اطلاق موجود، اور ائمہ کی زبانوں پر شائع، درّ مختار کتاب القضاء میں ہے۔

لَا يَسْتَخْلِفُ قَاضٍ نَائِبًا اِذَا فُوِّضَ اِلَيْهِ كَجَعَلْتُكَ قَاضِيَ الْقُضَاةِ هُوَالَّذِيْ يَتَصَرَّفُ فِيْهِمْ مُطْلَقًا تَقْلِيْدًا اَوْ لَا۔

کوئی بھی قاضی اپنا نائب اس وقت مقرر کرسکتا ہے جب وہ اس نائب کو اختیارات سپرد کردے، مثلاً یہ کہے میں نے تمہیں قاضی القضاۃ بنایا...... قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) وہ ہے جسے علی الاطلاق تصرف کا حق حاصل ہو...... چاہے تقلید ہو یا نہ ہو۔۱۲م

بحر الرائق و ردّ المحتار کتاب الوقف میں ہے۔

قَوْلُهُمْ فِي الْاِسْتِدَانَةِ بِاَمْرِ الْقَاضِيْ اَلْمُرَادُ بِهٖ قَاضِي الْقُضَاةِ وَفِيْ كُلِّ مَوْضِعٍ ذَكَرُوْا الْقَاضِيَ فِيْ اُمُوْرِ الْاَوْقَافِ۔

اِستدانت بامر القاضی میں ان کی مراد "قاضی" سے "قاضی القضاۃ" ہے۔ اور امور اوقاف میں جہاں بھی قاضی کا لفظ آیا ہے اس سے یہی (قاضی القضاۃ) مراد ہے۔۱۲م

امیر الامراء، خان خاناں، بگاء بگ عربی فارسی ترکی تین مختلف زبانوں کے لفظ ہیں۔ اور معنی ایک یعنی سرور سروراں، سردار سرداراں، سیّد الاسیاد، اور اگر امیر امر بمعنی حکم سے لیجئے تو امیر الامراء بمعنی حاکم الحاکمین، شک نہیں کہ ان الفاظ کو عموم واستغراق حقیقی پر رکھیں تو قاضی القضاۃ و حاکم الحاکمین و عالم العلماء و سیّد الاسیاد قطعاً حضرت رب العزت عزوجل ہی کے لئے خاص ہیں۔ اور دوسرے پر ان کا اطلاق صریح کفر بلکہ بنظر حقیقت اصلیہ صرف قاضی و حاکم و سیّد و عالم بھی اسی کے ساتھ خاص،...... قال اللہ تعالٰی:

وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ الآیۃ (پ۲۴ رکوع نمبر۸)

اور اللہ سچا فیصلہ فرماتا ہے اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے۔ بیشک اللہ ہی سنتا دیکھتا ہے۔

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ:

لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (پ۲۰رکوع نمبر۱۳)

اسی کا حکم ہے..........اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ:

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ (پ۱۲رکوع نمبر۱۵)

حکم نہیں مگر اللہ کا،

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ:

وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (پ۱۳رکوع نمبر۴)

وہی علم وحکمت والا ہے۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا الایہ (پ۷رکوع ۵)

جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا۔ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں۔

وفد بنی عامر نے حاضر ہوکر حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا أَنْتَ سَيِّدُنَا۔ حضور ہمارے سیّد ہیں۔ فرمایا، اَلسَّيِّدُ اللّٰهُ۔ سیّد تو خدا تعالیٰ ہی ہے۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ أَبُو دَاوُدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ الْعَامِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔ یوں ہی نہ ملک الملوک، بلکہ صرف ملک ہی..........قال اللہ تعالیٰ:

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ (پ۲۸رکوع ۱۵)

اسی کے لئے ملک اور اسی کے لئے تعریف

وقال اللہ تعالیٰ:

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۔ (پ۲۴رکوع ۷)

آج کس کی بادشاہی ہے۔

خود حضور اقدس ﷺ نے اسی حدیث ملک الملوک کی تعلیل میں فرمایا۔ لَا مَلِكَ إِلَّا اللّٰهُ ۔ بادشاہ کوئی نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے..........رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔ اور امام الائمہ، شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ، اپنے استغراق حقیقی پر یقیناً حضور پرنور سیّد المرسلین ﷺ کے ساتھ خاص، اور دوسرے پر اطلاق قطعاً کفر، کہ اس کے عموم میں حضور اقدس ﷺ بھی داخل ہوں گے، اور معنی یہ ٹھہریں گے کہ فلاں شخص معاذ اللہ حضور سیّد عالم امام العٰلمین ﷺ کا بھی شیخ و امام ہے۔ اور یہ صراحۃً کفر ہے مگر حاشا ان تمام الفاظ میں نہ ہرگز یہ معنی قائلین کی مراد، نہ ان کے اطلاق سے مفہوم و مفاد، اور اس پر دلیل ظاہر و باہر یہ ہے کہ متکبر مغرور جبار سلاطین کہ اپنے آپ کو مابدولت واقبال اور اپنے بڑے عہدہ داروں امراء وزراء کو بندۂ حضور وفدوی خاص لکھتے ہیں۔ جن کے تکبر کی یہ حالت کہ اللہ ورسول کی توہین پر شاید چشم پوشی بھی کر جائیں۔ مگر ہرگز اپنی ادنیٰ سی توہین پر درگزر نہ کریں گے۔ یہی جبار انہیں امراء کو قاضی القضاۃ وامیر الامراء وخان خانان وبگا بگ خطاب دیتے، اور خود لکھتے، اور اوروں سے لکھواتے، اور

لوگوں کو کہتے، لکھتے، دیکھتے، سنتے اور پسند و مقرر رکھتے ہیں۔ بلکہ جو ان کے اس خطاب پر اعتراض کرے عتاب پائے اگر ان میں استغراق حقیقی کا ادنیٰ ایہام بھی ہوتا جس سے متوہم ہوتا کہ یہ امراء خودان سلاطین پر بھی حاکم وافسر و بالا و برتر وسردار وسرور ہیں۔ تو کیا امکان تھا کہ اسے ایک آن کے لئے بھی روا رکھتے۔ تو ثابت ہوا کہ عرف عام میں امثال الفاظ میں استغراقِ حقیقی ارادۃً وافادۃً ہر طرح قطعاً یقیناً متروک ومہجور ہے، جس کی طرف اصلاً خیال بھی نہیں جاتا۔ بعینہٖ بداہۃً یہی حال شہنشاہ کا ہے۔ کیا پکے مجنوں کے سوا کوئی گمان کرسکتا ہے کہ امام اجل ابوالعلاء علاء الدین ناصحی، امام اجل ابوبکر رکن الدین کرمانی، علامہ اجل خیر الملۃ والدین رملی، عارف باللہ شیخ مصلح الدین عارف باللہ حضرت امیر، عارف باللہ حضرت حافظ، عارف باللہ حضرت مولانا جامی فاضل جلیل مخدوم شہاب الدین وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم وقدست اسرارہم کے کلام میں یہ ناپاک معنی مراد ہونا درکنار، اسے سنکر کسی مسلمان کا وہم بھی اس طرف جاسکتا ہے تو بے ارادہ و بے افادہ اگر مجرد احتمال منع کے لئے کافی ہوتا، وہ تمام الفاظ بھی حرام ہوتے۔ حالانکہ خواص و عوام سب میں شائع وذائع ہیں۔ خصوصاً قاضی القضاۃ کہ انہیں فقہائے کرام کا لفظ اور قدیماً وحدیثاً ان کے عامہ کتب میں موجود ہے۔ اس میں اور شہنشاہ میں کیا فرق ہے۔ لاجرم امام قاضی عیاض مالکی المذہب نے فرمایا۔

وَمِنْهُمْ قَوْلُهُمْ شَاه ملوك وَكَذَا مَايَقُوْلُوْنَ قَاضِي الْقَضَاةِ اه......... نقلهٗ فِي الْمِرْقَاةِ۔ اسی کی مانند امام ابن حجر شافعی المذہب نے زواجر میں اپنے یہاں کے بعض ائمہ سے نقل کیا۔ مگر جانتے ہو کہ یہ قاضی القضاۃ (امام ماوردی کا لقب "اقضی القضاۃ" تھا۔ کما فی ارشاد السّاری وظنی انّهٗ اوّل من تسمّٰی به و زعمه الامام البدر ان هٰذا ابلغ من قاضی القضاة لانّهٗ افعل التفضیل قال و من جهلا هٰذا الزّمان من مسطری سجلات القضاة یکتبون للنائب اقضی القضاة وللقاضی الکبیر قاضی القضاة .... واقرّه الامام القسطلانی اقولُ وعندی ان الامر بالعکس فانَّ اقضی القضاة من لهٗ مزیّةٌ فی القضاءِ علیٰ سائر القضاة ولایلزم ان یکون حاکماً علیهم ومتصرفاً فیهم بخلاف قاضی القضاة کمَا نقلنا عن الدّر المختار وَ نظیرهٗ املکُ الملوك یصدق اذا کان اکثر ملکا عنهم بخلاف ملك الملوك فهو الّذی نسبة الملوك اِلَیْه کنسبة الرّعایا الی الملوك کمَالا یخفیٰ فهٰذا هوالابلغ وبه یندفع الاعتراض الامام الماوردی وللّٰه الحمد منه عفی عنه) کس کا لقب ہے اور کب سے رائج ہے۔ سب میں پہلے یہ لقب ہمارے امام مذہب سیدنا امام ابو یوسف تلمیذ اکبر سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہوا، اور اس زمانہ خیر کے ائمہ کرام تبع تابعین واتباع اعلام نے اسے مقبول ومقرر رکھا۔ اور جب سے آج تک تمام علمائے حنفیہ اور بہت دیگر علمائے مذہب ثلاثہ میں رائج وجاری وساری ہے۔ امام اجل علامہ بدر الملۃ والدین محمود عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری شریف میں فرماتے ہیں۔

اَوَّل مَنْ تُسَمّٰی قَاضِیُ الْقُضَاةِ اَبُوْ یُوْسُف مِنْ اَصْحَابِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا وَفِیْ زَمنِهٖ کَانَ اَسَاطِیْن الفقهاء وَالْعُلَمَاءِ الْمُحدِّثین فَلَمْ یَنْقُلْ عَنْ اَحَدٍ مِّنهُمْ انکار عَنْ ذٰلِكَ۔

یعنی سب میں پہلے جس کا لقب قاضی القضاۃ ہوا، امام اعظم کے شاگرد، امام ابو یوسف ہیں۔ رضی اللہ تعالٰی عنہما اس جناب نے یہ لقب قبول فرمایا۔ اور ان کے زمانے میں فقہاء وعلماء ومحدثین کہ اکابر وعمائد تھے۔ ان میں

کسی سے اس کا انکار منقول نہ ہوا۔

اب ثابت ہوا کہ وہ طعن نہ فقط انہیں ائمہ وفقہاء واولیاء پر ہوگا۔ جن سے لفظ شہنشاہ کی سندیں گزریں، بلکہ ائمہ تبع تابعین اوران کے اتباع اور امام مذہب حنفی ابو یوسف اور اس وقت سے آج تک کے تمام علمائے حنفیہ اور بکثرت علمائے بقیہ مذاہب سب پر طعن لازم آئے گا۔ اور اس پر جرأت ظلم شدید وجہل مدید ہوگی۔ لاجرم بات وہی ہے کہ لفظ جب ارادۃً وافادۃً ہر طرح سے شناعت سے پاک ہے تو صرف احتمال باطل اُسے ممنوع نہ کردے گا۔ ورنہ سب سے بڑھ کر نماز میں تَعَالیٰ جَدُّکَ حرام ہو، کہ دوسرے معنی کس قدر شنیع وفظیع رکھتا ہے۔ ہاں صدر اسلام میں کہ شرک کی گھٹائیں عالمگیر چھائی ہوئی تھیں۔ تقریر وتطہیر کے ساتھ نہایت تدقیق فرمائی جاتی کہ توحید بروجہ اتم اذہان میں متمکن ہو۔ ولہٰذا نہ فقط شہنشاہ بلکہ اَنْتَ سَیِّدُنَا کے جواب میں ارشاد ہوا، اَلسَّیِّدُ اللّٰہُ، سید اللہ ہی ہے۔ ابوالحکم کنیت رکھنے پر فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَکَمُ فَلِمَ تکنیّ بِہِ الْحَکَمُ بے شک اللہ ہی حکم ہے، اور حکم کا اختیار اسی کو ہے۔ تو تیری کنیت ابوالحکم کیوں ہے.......... رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤدُ وَالنَّسَائِی عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ غلاموں کو ارشاد ہوا تھا۔

لَا یَقُوْلُ الْعَبْدُ لِسَیِّدِہٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلَاکُمُ اللّٰہُ.......... غلام اپنے آقا کو مولیٰ نہ کہے کیونکہ تمہارا مولیٰ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ۔

ایک حدیث شریف میں آیا۔

لَا تسمُّوْا اَبْنَاءَ کُمْ حَکِیْماً وَّ لَا ابا الحَکم فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَکِیْمُ الْعَلِیْمُ۔

اپنے بیٹوں کا نام حکیم یا ابوالحکیم نہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی حکیم وعلیم ہے۔

رَوَاہُ عَطَاءٌ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ذَکَرَہُ الْاِمَامُ البَدر محمود فِی عُمدۃ القَاری

۶،۵ ایک حدیث شریف میں آیا۔

اَبْغَضُ الْاَسْمَاءِ اِلَی اللّٰہِ خَالِدٌ وَمَالِکٌ وَذٰلِکَ اِنَّ اَحَداً لَّیْسَ یخلدُوَ الْمَالِکُ ھُوَ اللّٰہُ.......... اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ دشمن نام خالد و مالک ہیں۔ اس لئے کہ کوئی ہمیشہ نہ رہے گا اور مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے..... ذَکَرَہُ الْاِمَامُ الْبَدْرُ عَنِ الدَّاودی..... یونہی عزیز وحکم ناموں کو تبدیل فرمادیا..... سنن ابی داود میں ہے۔

غَیَّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِسْمَ عَزِیْزٍ وَالْحَکَمِ ۔ قَالَ وَتَرَکْتُ اَسَانِیْدَھَا اختصاراً۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

لَا تسمّہ عَزِیْزاً.......... اس کا نام عزیز نہ رکھ.......... رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِی فی الْکَبِیْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن سمرۃ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ۔

نیز حدیث شریف میں ہے:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُسَمَّى الرَّجُلُ حَرْبًا وَّ وَلِيْدًا اَوْ مُرَّةً او الْحَكَمَ اَوْ اَبَاالْحَكَمِ۔

رسول اللہ نے منع فرمایا کہ حرب یا ولید یا حکم یا ابوالحکم نام رکھا جائے۔

رَوَاهُ الطَّبْرَانِي فِي الْكَبِيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه......... حالانکہ یہ الفاظ و اوصاف غیر خدا کے لئے خود قرآن عظیم واحادیث واقوالِ علماء میں بکثرت وارد......... قال اللہ تعالےٰ۔

قرآن مجید سے:

سَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِيْنَ (پ۳ رکوع ۱۲)

سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں ہے۔

وقال اللہ تعالےٰ:

وَ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ (پ۱۲ رکوع ۱۲)

اور دونوں کو عورت کا میاں دروازے کے پاس ملا۔

وقال اللہ تعالےٰ:

فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا۔ الآیۃ (پ۵ رکوع ۳)

تو ایک پنچ مرد والوں کی طرح سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے۔

وقال اللہ تعالےٰ:

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۔الآیۃ (پ۶ رکوع ۱۰)

اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

وقال اللہ تبارک وتعالےٰ:

وَاٰتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ○ الآیۃ (پ۱۶ رکوع ۴)

اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی،

وقال اللہ تبارک وتعالےٰ:

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ الآیۃ (پ۲۸ رکوع ۱۹)

تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے،

وقال اللہ تعالےٰ:

عَنْ عَبْدِهٖ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ والسَّلَامُ ۔

وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَائِي الآیۃ، (پ۱۶ رکوع ۴)

اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے۔

وقال اللہ تعالےٰ:

هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ ○ (پ ارکوع ۹)
انہیں ہمیشہ اس میں رہنا۔
وقال اللہ تعالےٰ:
فَهُمْ لَهَا مَالِكُوْنَ ○ (پ۲۳ رکوع ۴)
یہ توان کے مالک ہیں۔
وقال اللہ تعالےٰ:
وَنَادَوْا يَامَالِكُ (پ۲۵ رکوع ۱۳)
اور وہ پکاریں گے اے مالک،
وقال اللہ تعالےٰ:
وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ (پ۲۳ رکوع ۱۰)
اور ہم نے اسے حکمت دی،
وقال اللہ تعالےٰ:
وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ○ (پ۳ رکوع ۴)
اور جسے حکمت ملی، اسے بہت بھلائی ملی۔
وقال اللہ تعالےٰ:
وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (پ۲۸ رکوع ۱۴)
عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

احادیث مبارکہ سے:

وقال رسول اللہ ﷺ انا سيد ولد آدم میں اولاد آدم کا سید (سردار) ہوں۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْ دَاؤد عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَة رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

وقال صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اِنَّ اِبْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ بے شک یہ میرا بیٹا سید ہے۔ یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ۔ رَوَاهُ البخاری عن اَبی بکرۃ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

وقال صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مَوْلٰى مَنْ لَا مَوْلٰى لَهٗ اللہ اور اس کا رسول ہر بے مولیٰ کے مولیٰ ہیں ۔رَوَاهُ الترمذی وحسنہ وابن ماجۃ عن امیر المؤمنین عمر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيْهِمْ بِحُكْمِ اللّٰهِ بے شک تم نے ان یہود کے بارے میں وہ حکم دیا جو خدائے تعالیٰ کا حکم تھا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَالنِّسَائِيْ عَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِيْ وَقَاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ۔

اسی حدیث شریف میں ہے، جب حضور اقدس ﷺ نے ان سے حکم کے لئے فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا۔ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَقُّ بِالْحُکْمِ ۔ حکم دینا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حق ہے۔ رَوَاہُ الحافظ محمد بْنُ عَائِذٍ فِی المغازی بِسَنَدِہٖ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا۔

وقال صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فیما یروی الطبرانی فی اَوْسَطِہٖ۔

حَکِیْمُ اُمَّتِیْ عَوَیْمٌ (میری امت کے حکیم ابودرداء ہیں)

انصار کرام نے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے عرض کی۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْتَ وَاللّٰہِ الا عَزّ العزیز۔

یارسول اللہ! خدا تعالےٰ کی قسم حضور ہی سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔

صرف حضور ہی کے لئے عزت ہے۔ رَوَاہُ اَبُوبکر بنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ اُسْتَاذُ الْبُخَارِی وَمُسلِم عَنْ عُرْوَۃ بن الزُّبَیْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا۔

عبد اللہ رضی اللہ عنہ ابن اُبی منافق نے اپنے باپ سے فرمایا۔

اِنَّکَ الذَّلِیْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَزِیْزُ ۔ بیشک تو ہی ذلیل ہے اور رسول اللہ ﷺ ہی عزیز و صاحب عزت ہیں۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا و نحوہ الطّبرانی عَنْ [illegible]ۃَ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا

صحابہ کرام میں بیس (۲۰) سے زائد کا نام حکم ہے، تقریباً دس (۱۰) کا نام حکیم، اور ساٹھ (۶۰) سے زیادہ کا خالد، اور ایک سو سے زیادہ کا مالک........ان وقائع اور ان کے امثال کثیرہ پر نظر سے ظاہر ہے کہ ایسی نہی میں شرع مطہر کا مقصود کیا تھا۔ اور اس پر بنہ واضحہ یہ ہے کہ خود حدیث شریف میں اس کی تعلیل یوں ارشاد ہوئی کہ لَا مَلِکَ اِلَّا اللّٰہ ۔ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ ہی نہیں۔

ظاہر ہے کہ حصر اسی اَلسَّیِّدُ ھُوَ اللّٰہُ وَھُوَ لَکُمُ اللّٰہُ کے قبیل سے ہے ورنہ خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوا۔

وَقَالَ الْمَلِکُ اِنِّی اَرٰی (پ۱۲ رکوع ۱۵)

اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھا،

اور فرمایا۔

وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِی بِہٖ (پ۱۲ رکوع ۱۶)

اور بادشاہ بولا کہ انہیں میرے پاس لے آؤ،

اور فرمایا۔

اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً (پ۱۹ رکوع ۱۷)

بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں۔

امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں اس معنی کی طرف اشارہ کیا، حدیث اَنَّمَا الْکَرَمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ (مؤمن کا دل کرم کا خزانہ ہے) کے نیچے فرماتے ہیں۔

وَقَدْ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمُفْلِسُ الَّذِی یفلس یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کَقَوْلِہٖ اِنَّمَا الصَّرِعَۃُ الَّذِیْ یملكُ نَفْسَہٗ عِنْدَالْغَضَبِ کَقَوْلِہٖ لا مَلِكَ اِلَّا اللّٰہُ فَوَصَفَہٗ بِاِنْتِهَاءِ الْمُلكِ ثُمَّ ذَکَرَ الْمُلُوكَ اَیْضاً قَالَ اِنَّ الْمُلُوكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْهَا............۱۲

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ صحیح معنی میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن حالت افلاس میں ہو۔ جس طرح آپ کا یہ ارشاد گرامی کہ علیم و بردبار وہ شخص ہے جو غیظ و غضب میں اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھے اور اسی کے ہم مثل آپ کا یہ ارشاد بھی ہے۔ بادشاہت تو صرف اللہ کے لئے ہے۔ یہاں ذات باری تک بادشاہت کی انتہا مانی گئی۔ حالانکہ دوسروں کے لئے بھی بادشاہ ہونے کا ذکر موجود ہے.......... چنانچہ فرمایا۔ بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے۔۱۲م

وہابیہ و خوارج اسی نکتہ جلیلہ سے غافل ہو کر شرک شرک و کفر میں پڑے کہ اللہ تعالیٰ تو اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ.......... حکم تو اللہ ہی کا ہے، فرماتا ہے سوالی علی نے کیسے ابو موسیٰ کو حکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تو اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ.......... فرماتا ہے۔ مسلمانوں نے انبیاء و اولیاء سے کیسے استعانت کی۔ اللہ تعالیٰ تو قُلْ لَا یَعْلَمُ الآیۃ فرماتا ہے۔ اہلسنت نے کیسے نبی ﷺ کے لئے اطلاع غیوب مان لی، اور اندھوں نے نہ دیکھا کہ وہی خدا تعالیٰ فَابْعَثُوْا حَکَمًا۔ (پ۵،۳) ایک پنچ بھیجو.......... اور تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی۔ (پ۶،۵) اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو،.......... اور وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ (پ۱،۵) اور صبر اور نماز سے مدد چاہو،.......... اور اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (پ۲۹،۱۲) سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے،.......... اور یَجْتَبِیْ مَنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ (پ۴،۹) چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے،.......... اور تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَا اِلَیْكَ۔ (پ۱۲،۴) یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں.......... اور یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ۔ (پ۱،۱) بے دیکھے ایمان لائے، وغیرہا فرما رہا ہے۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ (پ۱،۱۰) تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔۱۲م

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اس مقصد کی شرح کی نظر واقعہ تحریم خمر ہے کہ ابتداء میں نقیر و مزفت جرہ و حنتم یعنی مضبوط برتنوں میں نبیذ ڈالنے سے منع فرمایا تھا کہ تساہل نہ واقع ہو۔ جب اس کی حرمت اور اس سے نفرت مسلمانوں کے دلوں میں جم گئی اور اس سے کامل تحفظ و احتیاط نے قلوب میں جگہ پائی فرمایا۔

اِنَّ ظَرْفًا لَا یُحِلُّ شَیْئًا وَلَا یُحَرِّمُہٗ

برتن کسی چیز کو حلال و حرام نہیں کرتا۔

بالجملہ ان اکابر ائمہ و علماء و اولیاء نے مقصود پر نظر فرما کر لفظ شہنشاہ کا اطلاق فرمایا۔ اور جن کی نظر لفظ پر گئی منع بتایا۔ کما

نَقَلَهٗ فِي التَّار خانیه۔ دونوں فریق کے لئے ایک وجہ موجہ ہے۔ لِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا ۔اس کی نظیر واقعہ نماز ظہر یا عصر ہے کہ جب یہودی بنی قریظہ پر لشکر کشی فرمائی۔ عسکر ظفر پیکر میں اس منادی کا حکم فرمایا کہ مَنْ كَانَ سَامِعاً مُطِيْعاً فَلَا يُصَلِّيَنَّ الْعَصْرَ اِلَّا فِي بَنِيْ قُرَيْظَة .... جو بات سنتا اور حکم مانتا ہو وہ ہرگز عصر نہ پڑھے مگر آبادی بنی قریظہ میں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رواں ہوئے۔ راہ میں وقت عصر ہوا، اس پر دو فرقے ہو گئے۔ بعض نے کہا۔ لَا نُصَلِّي حَتّٰى نَاتِيَهَا۔ ہم تو جب تک اس آبادی میں نہ پہنچ جائیں نماز نہ پڑھیں گے کہ ہمیں ارشاد فرمادیا ہے کہ نماز وہیں پہنچ کر پڑھنا بعض نے کہا۔ بَلْ نُصَلِّي لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذٰلِكَ۔ بلکہ ہم نماز راہ ہی میں پڑھ لیں گے۔ ارشاد سے مقصود جلدی تھی نہ یہ کہ نماز قضا کر دی جائے۔ غرض کچھ نے نماز راہ میں پڑھ لی اور جا ملے کچھ نے نہ پڑھی۔ یہاں تک کہ عشاء کے وقت وہاں پہنچے۔ دونوں فریق کا حال بارگاہِ اقدس میں معروض ہوا۔ وَلَمْ يعنف وَاحِدًا مِّنْهُمْ ۔حضور اقدس ﷺ نے ان میں سے کسی پر اعتراض نہ فرمایا .... رَوَاهُ الْاَئِمَّةُ مِنْهُم الشَّيْخَان عَنِ ابْنِ عُمَر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا .... علماء فرماتے ہیں ایک فریق نے مقصود پر نظر کی اور دوسرے نے لفظ کو دیکھا۔

اقول:

یعنی اور اس پر عمل خلاف مقصود نہ تھا بخلاف جمود ظاہر یہ کہ مقصود سے یکسر دور پڑتا۔ اور احکام شرعیہ کو معاذ اللہ محض بے معنی ٹھہراتا ہے .... كَمَا هُوَ مَعْهُوْدٌ مِّنْ دَابِهِمْ .... لہٰذا فریقین میں کسی پر ملامت نہ فرمائی۔ یہی حال یہاں ہے۔

ثانیا:

اسے یوں بھی تقریر کر سکتے ہیں کہ مانعین نے ظاہر نہی پر نظر کی کہ اس میں اصل تحریم ہے۔ اور اطلاق کرنے والوں نے دیکھا کہ لفظ ارادۃً وافادۃً ہر طرح شناعت سے پاک ہے تو نہی صرف تنزیہی ہے کہ منافی جواز و اباحت نہیں۔ جس طرح حدیث میں ارشاد ہوا۔

لَا يَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّيْ۔

غلام اپنے آقا کو اپنے رب نہ کہے۔

اور فرمایا۔

لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ اَسْقِ رَبَّكَ اَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ وَلَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ رَبِّيْ۔

تم میں سے کوئی نہ کہے کہ اپنے رب کو پانی پلا، اپنے رب کو کھانا کھلا، اپنے رب کو وضو کرا، اور نہ کوئی کسی کو اپنا رب کہے۔

اور علماء نے تصریح فرمائی کہ یہ نہی صرف تنزیہی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم شریف میں اس حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں۔

اَلنَّهْيُ لِلْاَدَبِ وَكَرَاهَةِ التَّنْزِيْهِ لَا لِلتَّحْرِيْمِ۔

ممانعت بطور ادب ہے۔ اور کراہت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی،

امام بخاری اپنی صحیح میں فرماتے ہیں۔

بَابُ كَرَاهَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيْقِ وَقَوْلِهٖ عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ وَقَالَ عَبْدًا مَمْلُوْكًا وَاذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ اَيْ عِنْدَ سَيِّدِكَ۔

یہ باب ہے اس بارے میں کہ غلام پر زیادتی مکروہ ہے اور آقا کے اس قول کے سلسلہ میں کہ یہ میرا عبد اور میری باندی ہے۔ اور اللہ عزوجل کا یہ ارشاد اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔ (پ ۱۸ ارکوع ۱۰) اور فرمایا۔ عبد مملوک اور مجھے اپنے رب یعنی اپنے آقا کے پاس یاد کرو۔۱۲م

امام عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ذَكَرَ هٰذَا كُلَّهٗ دَلِيْلًا لِجَوَازِ اَنْ يَّقُوْلَ عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ وَاَنَّ النَّهْيَ الَّذِيْ وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ عَنْ قَوْلِ الرَّجُلِ عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ وَعَنْ قَوْلِهٖ اَسْقِ رَبَّكَ وَنَحْوِهٖ لِلتَّنْزِيْهِ لَا لِلتَّحْرِيْمِ۔

یہ تمام باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ (مملوک اور مملوکہ) کو ''عبدی'' اور امتی (میرا بندہ میری باندی) کہنا جائز ہے۔ اور احادیث کریمہ میں جو یہ وارد ہے کہ کوئی آدمی ''عبدی'' (میرا عبد) اور امتی (میری باندی) نہ کہے۔ یونہی اپنے رب کو پانی پلا، نہ کہے یا اس قسم کی دیگر ممانعت تو یہ تحریم کے لیے نہیں .... بلکہ تنزیہہ کے لئے ہے۔۱۲م

امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری شریف میں فرماتے ہیں۔

فَاِنْ قُلْتَ قَدْ قَالَ تَعَالٰى اُذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ وَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ اُجِيْبُ بِاَنَّهٗ وَرَدَ لِبَيَانِ الْجَوَازِ وَالنَّهْيُ لِلْاَدَبِ وَ التَّنْزِيْهِ دُوْنَ التَّحْرِيْمِ۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے ''مجھے اپنے رب کے پاس یاد کرو'' اور ''اپنے رب کی طرف لوٹو'' تو جواب یہ ہوگا کہ یہ بیان جواز کے لئے ہے اور نہی تحریم کے لئے نہیں بلکہ محض تادیبا اور تنزیہا ہے۔۱۲م

ثالثاً:

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثناعشریہ میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل زبور مقدس میں فرماتا ہے۔

اِمْتَلَاَتِ الْاَرْضُ مِنْ تَحْمِيْدِ اَحْمَدَ وَتَقْدِيْسِهٖ وَمَلَكَ الْاَرْضَ وَرِقَابَ الْاُمَمِ۔

زمین بھر گئی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد اور اس کی پاکی کے بیان سے، احمد مالک ہوا تمام زمین اور سب امتوں کی گردنوں کا، صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

امام احمد مسند، اور عبداللہ بن احمد زوائد مسند، اور امام طحاوی شرح معانی الآثار، اور امام بغوی وابن السکن وابن ابی عاصم وابن شاہین وابن ابی خیثمہ وابویعلی بطرق عدیدہ حضرت اعشی مازنی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ وہ خدمت اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

میں فریادی آئے۔اور اپنی عرضی حضور میں گزاری، جس کی ابتدا یہ تھی۔ یَامَالِكَ النَّاسِ وَدَيَّانَ الْعَرَبِ۔ اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزا و سزا دینے والے.......... مسند احمد و شرح معانی الآثار میں مَالِكُ النَّاسِ ہے۔ اور زوائد مسند نیز ثلثہ متصلہ کی روایت سے بعض نسخ میں يَامَلِكَ النَّاسِ وَدَيَّانَ الْعَرَبِ.......... یعنی اے تمام آدمیوں کے بادشاہ اور عرب کے جزاء دہندہ، صلی اللہ علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فریاد کو سن کر حاجت روائی فرمائی۔ پُر ظاہر کہ آدمیوں اور امتوں میں سلاطین وغیر سلاطین سب داخل ہیں۔ جب حضور تمام آدمیوں کے مالک، تمام آدمیوں کے بادشاہ تمام امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں تو بلاشبہ تمام بادشاہوں کے بھی مالک، تمام سلاطین کے بھی بادشاہ، تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہوئے۔ مَلِكَ النَّاسِ کا نسخہ تو عین مدعا ہے اور مَالِكُ النَّاسِ اس سے بھی اعظم و اعلیٰ ہے کہ بادشاہ لوگوں پر حاکم ہوتا ہے، ان کی گردنوں کا مالک نہیں ہوتا.......... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بحکم آیت و حدیث جلیل تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہیں وللہ الحمد،

زمخشری مُعتزلی نے کشاف سورۂ ہود میں زیرِ قولہٖ تعالیٰ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ ۝ اَقضی القضاۃ پر اعتراض کیا۔ امام ابن المنیر سنی نے انتصاف میں اس کا رد فرمایا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا.......... اَقْضَاكُمْ عَلِي، اس سے جواز ثابت ہوتا ہے۔ یعنی جب اَقضیٰ کی اضافت سب کی طرف ہے اور اس میں قضاۃ بھی داخل، تو اَقْضَاكُمْ سے اَقضی القضاۃ بھی حاصل۔ ظاہر ہے کہ اَقْضَاكُمْ عموم میں مَالِكُ النَّاسِ و مَلِكُ النَّاسِ وَمَالِكُ رِقَابِ الْاُمَمِ کے برابر نہیں کہ وہ بظاہر صرف مخاطبین سے خاص ہے۔ تو ان الفاظ کریمہ سے مالک الملوک و ملک الملوک و مالک رقاب الملوک و شہنشاہ بدرجہ اولیٰ ثابت، پس آیت و حدیث میں ان ارشادات عالیہ کا آنا دلیل روشن ہے کہ نہی صرف اسی طور پر ہے جیسے مولیٰ و سید کہنے سے منع فرمایا۔ حالانکہ قرآن و حدیث خود ان کا اطلاق فرما رہے ہیں۔ وللہ الحمد۔

رابعاً:

اگر یہاں کوئی حدیث دربارۂ نہی ثابت بھی ہو تو کلام مذکور اس کے لئے کافی و وافی ہے۔ نظر دقت میں یہاں ایک حدیث ابن النجار ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ شَاهَانِ شَاه فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ مَلِكُ الْمُلُوْكِ.......... یعنی ایک شخص نے دوسرے کو پکارا، اے شاہان شاہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا، شاہان شاہ اللہ ہے اس کی تو صحت بھی ثابت نہیں، رہی حدیث جلیل صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ صحیحین و سنن ابوداؤد و جامع ترمذی میں مروی۔

اَخْنَعُ الْاَسْمَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ تُسَمّٰى مَلِكُ الْاَمْلَاكِ

روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب ناموں میں زیادہ ذلیل و خوار وہ شخص ہے جس نے اپنا نام ملک الاملاک رکھا۔

یہ بداہتہ طالب تاویل ہے کہ وہ شخص خود نام نہیں، اور اس روایت کے لفظ یہ ہیں کہ وہ شخص سب سے برا نام ہے۔ علماء نے اس میں دو تاویلیں فرمائیں ایک یہ کہ مجازاً نام سے ذات مراد ہے۔ یعنی روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب آدمیوں سے بدتر وہ شخص ہے جس نے اپنا یہ نام رکھا۔ دوسری یہ کہ خبر میں حذف مضاف ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک روز قیامت سب ناموں سے بدتر یہ نام ہے۔ مصابیح و اشعۃ اللمعات و سراج المنیر شرح جامع صغیر میں تاویل ثانی ذکر کی۔ امام قرطبی نے مفہم، اور امام نووی نے

منہاج اور علامہ مفتی نے حواشی جامع صغیر میں اوّل پر جزم و اختصار کیا.........فیض القدیر میں قرطبی سے ہے۔

اَلْمُرَادُ بِالْاِسْمِ الْمُسَمّٰی بِدَلِیْلِ رِوَایَۃِ اَغْیَظُ رَجُلٍ وَاَخْبَثُہٗ ۔

نام سے ذات مراد ہے کیونکہ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں "آدمیوں میں سب سے زیادہ بدتر اور خبیث" ۱۲ام

شرح امام نووی میں ہے۔

قَالُوْا مَعْنَاہُ اَشَدُّ ذُلًّا وَّصِغَارًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَالْمُرَادُ صَاحِبُ الْاِسْمِ وَتَدُلُّ عَلَیْہِ الرِّوَایَۃُ الثَّانِیَۃُ اَغْیَظُ رَجُلٍ۔

علماء نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ ذلیل و حقیر، اور اس سے مراد مسمّی ہے جیسا کہ دوسری روایت میں اَغْیَظُ رَجُلٍ۔ (لوگوں میں سب سے بدتر) کا لفظ بتا رہا ہے۔ ۱۲ام

حواشی حفنی میں ہے۔

اَخْنَعُ الْاَسْمَاءِ اَیْ مُسَمَّی الْاَسْمَاءِ بِدَلِیْلِ قَوْلِہٖ رَجُلٌ لِاَنَّہٗ الْمُسَمّٰی لَا الْاِسْم۔

ناموں میں سب سے زیادہ ذلیل یعنی نام والوں میں سب سے زیادہ ذلیل، کیونکہ ایک روایت میں رَجُلٌ (آدمی) کا لفظ آیا ہے۔ اور آدمی مسمّی ہے نہ کہ اسم ۱۲ام

علامہ طیبی نے شرح مشکوٰۃ، پھر علامہ قسطلانی نے شرح بخاری پھر علامہ مناوی نے فیض القدیر، پھر تیسیر شرح جامع صغیر اور علامہ طاہر نے مجمع البحار، اور علامہ علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں دونوں ذکر فرمائیں، طیبی پھر ارشاد الساری پھر فیض القدیر نے اشارہ کیا کہ تاویل اوّل ابلغ ہے۔

حَیْثُ قَالَ اَعْنِی الطِّیْبِی یُمْکِنُ اَنْ یُّرَادَ بِالْاِسْمِ الْمُسَمّٰی اَیْ اَخْنَعُ الرِّجَالِ کَقَوْلِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِیْہِ لِاَنَّہٗ اِذَا قُدِّسَ اسْمُہٗ عَمَّا لَا یَلِیْقُ بِذَاتِہٖ فَذَاتُہٗ بِالتَّقْدِیْسِ اَوْلٰی وَاِذَا کَانَ الْاِسْمُ مَحْکُوْمًا عَلَیْہِ بِالصِّغَارِ وَالْھَوَنِ فَکَیْفَ الْمُسَمّٰی بِہٖ ......اھ نَقَلَہٗ فِیْ فَیْضِ الْقَدِیْرِ وَنَحْوُہٗ فِی الْاِرْشَادِ۔

چنانچہ طیبی نے کہا یہاں اسم سے مسمّی مراد لیا جاسکتا ہے۔ یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ ذلیل و پست، جیسا کہ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد، اپنے رب اکبر کے نام کی پاکی بولو، اور اس میں مبالغہ ہے کیونکہ جب نامناسب چیزوں سے اسم الٰہی کی تقدیس ضروری ہے تو خود ذات باری تقدیس کی کتنی مستحق ہوگی۔ لہٰذا جب (ملک الملوک جیسے) نام پر ذلت و حقارت کا حکم ہے تو اس کے مسمّی کا کیا حال ہوگا۔ ۱۲ام

مرقاۃ نے تصریح کی کہ یہی تاویل بہتر ہے۔

حَیْثُ قَالَ بَعْدَ نَقْلِہٖ نَحْوَ مَامَرَّ عَنِ الْفَیْضِ وَمِثْلِ مَافِی الْاِرْشَادِ مَا نَصُّہٗ وَھٰذَا

اَلتَّاوِیْلُ اَبْلَغُ وَاَوْلٰی لِاَنَّہٗ مُوَافِقٌ لِرِوَایَۃِ اَغْیَظُ رَجُلٍ .... اھ

چنانچہ فیض القدیر کی مذکورہ عبارت کے ہم معنی اور عبارت ارشاد کے ہم مثل ایک عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا .... یہ تاویل بلیغ تر اور سب سے بہتر ہے کیونکہ یہ اس روایت کے مطابق ہے جس میں ایسے نام رکھنے والوں کو سب سے زیادہ خبیث بتایا۔۱۲م

بلکہ تاویل دوم پر افعل التفضیل اس کے غیر پر صادق آئے گا کہ بلاشبہ ملک الاملاک نام رکھنے سے اللہ یا رحمٰن نام رکھنا بدر جہا بدتر و خبیث تر ہے ابوالعتاہیہ شاعر کی نسبت منقول ہوا کہ اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ایک کا نام اللہ اور دوسری کا نام رحمٰن۔والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ذکر کیا جاتا ہے کہ پھر اس نے اس سے توبہ کر لی تھی۔فیض القدیر علامہ مناوی میں ہے۔

مِنَ الْعَجَائِبِ الَّتِیْ لَا تَخْطُرُ بِالْبَالِ مَانَقَلَہُ اِبْنُ بَزِیْزَۃَ عَنْ بَعْضِ شُیُوْخِہٖ اِنَّ اَبَا الْعَتَاھِیَۃَ کَانَ لَہٗ اِبْنَتَانِ تُسَمّٰی اِحْدٰھُمَا اللّٰہُ وَالْاُخْرٰی الرَّحْمٰنُ وَھٰذَا مِنْ عَظِیْمِ الْقَبَائِحِ وَقِیْلَ اِنَّہٗ تَابَ۔

ابن بزیزہ نے اپنے بعض مشائخ سے ایک ایسی تعجب خیز بات نقل کی ہے جس کا دل میں خطرہ بھی نہیں گزرتا، وہ یہ کہ ابوالعتاہیہ کے دو بیٹیاں تھی۔انہوں نے ایک کا نام "اللہ" اور دوسری کا نام "رحمٰن" رکھا تھا۔اور یہ تو بڑی ہی قبیح بات ہے اور ایک قول کے مطابق وہ اس سے تائب ہو گیا تھا۔۱۲م

اور قاطع ہر کلام یہ کہ حدیث کی تفسیر کرنے والا خود حدیث سے بہتر کون ہوگا۔یہی حدیث صحیح مسلم شریف کی دوسری روایت میں ان لفظوں سے ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَغْیَظُ رَجُلٍ عَلَی اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَخْبَثُہٗ وَاَغْیَظُہٗ رَجُلٌ کَانَ یُسَمّٰی مَلِکُ الْاَمْلَاکِ لَامَلِکَ اِلَّا اللّٰہُ۔

قیامت کے دن سب سے زیادہ (تبعنافیہ الشّراح وقد اضطربوا فی تاویل قولہ صلی اللہ علیہ وسلّم اغیظ رجل علی اللہ اضطراباً وحاملھم علیہ ان ظاھراً للغیظ کون اشدّ تغیظاً علی اللہ فیکون الغیظ صادراً منہ و متعلقاً بہ تعالیٰ وھوّ خلاف عن المقصود فانّ المراد بیان شدّۃ غضب اللہ تعالیٰ علیہ وھذا معنی ماقال الطیبی ان علیٰ ھھنا لیست بصلۃ الاغیظ کمّا یقال اغتاظ علیٰ صاحبہٖ وتغیّظ علیہ لا اٰہ المعنیٰ یا باہ کمالا یخفیٰ ثم اخذ فی التاویل فقال ولٰکن بیان ...... لماقیل اغیظ رجلٍ قیل علیٰ من قیل علی اللّٰہ.......... اھ۔ وانت تعلم انّہ لم یات بشیٔ وانّما جعلہ صلۃ الاغیظ کمّا کان وقال القاضی الامام اسم تفضیل بنی للمفعول........ اھ۔ اقولُ: وانت تعلم انہ خلاف الاصل ثمہ بھذا التاویل لما صار الغیظ مضافاً الی اللہ تعالیٰ وھو لحال منہ لا نّہٗ غضب العاجز عن الا نتقام کما فی المرقاۃ احتاج الی تاویلہٖ بانہ مجاز عَنْ عقوبتہٖ کمافی النھایۃ والطیبی والمرقاۃ ۔ ثم بعد

هذا الكلّ لم يتضح كلمة علی فالتجأ القاری الیٰ انه علیٰ حذف مصاف ای بناء علی حکمہٖ تعالیٰ.......... اھ۔ اقولُ: ولَا يخفیٰ عليك ما فيه من البعد الشديد وبالجملة رجع الكلام علیٰ تاويلهم الیٰ انّ اشدّ النّاس مغضوبيةً بناءً علیٰ حکم الله تعالیٰ وانا اقول و بالله التوفيق ان جعلنا الغيظ وهو غضب العاجز صادراً عن الرّجُل وعلیٰ صلة لهٗ تخلصنا عن ذٰلك كلّه ولانُسَلِّم اباء المعنیٰ فان المجرم المذّب الكافر بعظمة الملك ونعمة لا بُدّ لهٗ من التّغيّظ علی الملك عند حلول نقمته بهو كلّمَا كان اشد عذاباً كان اشد تغيظاً والتهاباً فكان كناية عن انّهٗ اشدّ النّاس عذاباً وناسب ذكرهٗ بهٰذا الوجه اشارة الیٰ كونه متكبّراً علیٰ ربه منازعاً له فی كبريائهٖ فاذااحس مس العذاب جعل تيغّظُ علیٰ من لا يقدرُ عليه ولا يستطيع الفرار منهٗ وقد كان يزعم مساواةً فی العظمَةِ والا قتدار فمن يقدر قدر تغيّظهٖ الاالواحد القهار والعياذ بالله العزيز الغفار والله سبحانهٗ وتعالیٰ اعلم ۱۲...... منه عفی عنه) خدا کے غضب میں اور سب سے بڑھ کر خبیث اور سب سے زیادہ خدا کا مبغوض وہ شخص ہے جس کا نام ملک الاملاک کہا جاتا تھا۔ بادشاہ کوئی نہیں خدا تعالیٰ کے سوا۔

بالجملہ حدیث حکم فرما رہی ہے کہ اس نام والا روزِ قیامت تمام جہان سے زیادہ خدا تعالےٰ کے غضب و عذاب میں ہے۔ امام قاضی عیاض نے فرمایا۔ اَیْ اَكْبَرُ مَنْ يُّغْضَبُ عَلَيْهِ۔ یعنی سب سے بڑھ کر جس پر غضب الٰہی ہوگا۔ علامہ طیبی نے کہا۔ يعذّبهٗ اشدّ العذاب ۔ اللہ تعالیٰ اسے سخت تر عذاب فرمائے گا۔ نَقَلَهُمَا فِي الْمِرْقَاةِ ۔ اور شک نہیں کہ سب سے سخت تر عذاب و غضب نہ ہوگا مگر کافر پر، اور "ملک الاملاک" نام رکھنا بالاجماع کفر نہیں ہوسکتا۔ جب تک استغراق حقیقی مراد نہ لے۔ تو حاصل حدیث یہ نکلا کہ جس شخص نے بدعویٰ الوہیت و خدائی اپنا نام ملک الاملاک رکھا اس پر سب سے زیادہ سخت عذاب و غضب ربّ الارباب ہے۔ اور یہ قطعاً حق ہے اور اسے مانحنُ فِيهٖ سے علاقہ نہیں.......... كَمَا لَا يَخْفیٰ

خامساً:

اس معنی حق حقیقت سے جس میں وہ نام رکھنے والا ضرور صفت خاص ربّ العزت بلکہ الوہیت سے بھی بڑھ کر منزلت کا مدعی قطعاً مستحق اشد العذاب الابدی ہے۔ تنزل کیجئے تو علماء نے سبب نہی یہ بتایا ہے کہ اس نام سے اس کا متکبر ہونا پیدا ہے۔ شرح مشکوٰۃ علامہ طیبی میں ہے۔

اَلْمَالِكُ الْحَقِيقِیْ لَيْسَ اِلَّا هُوَ وَمَا لِكِيَّةُ الْغَيْرِ مُسْتَرَدَّةٌ اِلٰی مَالِكِ الْمُلُوْكِ فَمَنْ تَسَمّٰی بِذٰلِكَ نَازَعَ اللهَ سُبْحَنَهٗ فِی رِدَاءِ كِبْرِيَائِهٖ وَاسْتَنْكَفَ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدَهٗ لِاَنَّ وَصْفَ الْمَالِكِيَّتِ مُخْتَصٌّ بِاللّٰهِ تَعَالیٰ لَا يَتَجَاوَزُهٗ وَالْمُلُوْكِيَّتُ بِالْعَبْدِ لَا يَتَجَاوَزُ فَمَنْ تَعَدّیٰ طورهٗ فَلَهٗ فِی الدُّنْيَا الخِزی وَالْعَارُ فِی الْاٰخِرَةِ الالقَاءُ فِی النَّارِ ۔

مالک حقیقی تو صرف وہی ذات ہے اور دوسروں کی بادشاہت وملکیت اسی شہنشاہ کی رہین منت تو جس نے (ملک الملوک) اپنا نام رکھا تو اس نے کبریائی کی چادر میں اللہ سے منازعت مول لی۔ اور اپنے کو بندۂ خدا ہونے سے تکبر کیا۔ کیونکہ مالک ہونا ایک ایسا وصف ہے جو ذات باری کے ساتھ خاص ہے۔ دوسروں میں یہ پایا نہیں جاسکتا۔ یونہی مملوک ہونا یہ بندوں کے ساتھ خاص ہے ان سے متجاوز نہیں ہوسکتا۔ تو جو اس دائرۂ کار سے آگے بڑھ گیا وہ دنیا میں رسوا اور ذلیل اور آخرت میں عذاب نار کا رسزاوار ہے۔۱۲م

مرقاۃ میں ہے:

اَلْمِلكُ الْحَقِيقِي لَيْسَ اِلَّا هُوَ وَمِلكِيَّةُ غَيْرِهٖ مُسْتَعَارَةٌ فَمَنْ سمىّ بِهٰذَا الْاِسْمِ نَازَعَ اللهَ بِرِ دَائِهٖ وَكِبْرِيَائِهٖ وَلَمَّا اسْتَنكَفَ اَنْ يَكُوْنَ عَبْدَ اللهِ جُعِلَ لَهُ الْخِزْى عَلٰى رُؤُسِ الْاَ شْهَاد۔

مالک حقیقی تو وہی ذات ہے اور دوسروں کی ملکیت عارضی، لہٰذا جس نے اس نام (ملک الملوک) سے اپنا نام رکھا۔ اس نے ردائے الٰہی اور اس کی کبریائی سے منازعت کی.........اور جب اس نے بندۂ خدا ہونے سے تکبر کیا تو علی الاعلان ذلت ورسوائی اس کے لئے مقرر کردی گئی۔۱۲م

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے:

لَا مَالِكَ لِجَمِيعِ الْخَلَائِقِ اِلَّا اللّٰه وَمَالِكِيَّةُ الْغَيْرِ مُسْتَردةٌ اِلٰى مَلِكِ الْمُلُوْكِ فَمَنْ تُسَمّٰى بِذٰلِكَ نَازَعَ اللهَ فِي رِدَآءِ كِبْرِيَائِهٖ وَاسْتنكَفَ اَنْ يَكُوْنَ عَبْد اللهِ۔

مخلوقات کا مالک تو صرف اللہ ہے۔ اور غیر کا مالک ہونا اسی شہنشاہ کا صدقہ ہے تو جس نے یہ (ملک الملوک) نام رکھا تو اس اللہ عزوجل سے اس کی کبریائی کی چادر میں منازعت مول لی اور بندۂ الٰہی ہونے سے تکبر کیا۔۱۲م

بعینہٖ یوں ہی سراج المنیر میں ہے:

مِنْ قَوْلِهٖ فَمَنْ تسمّٰى بِذٰلِكَ الخ۔ ارشاد الساری میں ہے۔

اَلْمَالِكُ الْحَقِيْقِيُّ لَيْسَ اِلَّا هُوَ مِثْلُ مَامَرَّ عَنِ الطِّيْبِيِّ اِلٰى قَوْلِهٖ اِسْتَنكَفَ اَنْ يَكُوْنَ عَبْدَ اللهِ وَزَادَ فَيَكُوْنُ لَهُ الْخِزْىُ وَالنَّكَال۔

مالک حقیقی تو صرف وہی ذات ہے۔ اِسْتَنكَفَ اَنْ يَكُوْنَ عَبْدَ اللهِ (اللہ کا بندہ ہونے سے تکبر کیا۔ تکمین وعَنْ طیبی کے قول کی طرح البتہ اس میں فَيَكُوْنُ لَهٗ الخ کا لفظ زائد ہے۔ یعنی اس کے لئے ذلت ورسوائی ۱۲م

ان سب عبارات کا حاصل یہ کہ علت نہی یہ ہے کہ اس نے تکبر کیا، اور تعالیٰ کا بندہ بننے سے نفرت کی۔ ان کلمات کو اگر ان کی حقیقت پر پرکھیے جب تو وجہ سابق ہے کہ حدیث اسی کی نسبت ہے جو حقیقی اصلی شہنشاہی یعنی الوہیت کا مدعی اور عبدیت سے منکر ہو۔ ورنہ کم ازکم اس قدر ضرور کہ علت منع تکبر بتاتے ہیں۔ تو ممانعت خود اپنے آپ شہنشاہ کہنے سے ہوئی کہ اپنی تعظیم کی اور اپنے

آپ کو بڑا جانا۔ دوسرے نے اگر معظم دینی کی تعظیم کی اسے خدا تعالیٰ کے بڑا کئے سے بڑا جانا تو اسے تکبر سے کیا علاقہ، اب یہ حدیث اس طریق کی طرف راجع ہوئی کہ آقا کو منع فرمایا کہ اپنے غلام کو اپنا بندہ نہ کہے۔ حالانکہ قرآن وحدیث واقوال جمیع علمائے امت میں واقع ہے.......... قال اللہ تبارک وتعالیٰ

وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ (پ ۱۸، ۱۰)

اور اپنے لائق بندوں

وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِى عَبْدِهٖ وَلَا فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ۔

مسلمان کے (عبد) غلام اور گھوڑے میں صدقہ نہیں۔

اس مسئلے کی تحقیق فتاوائے فقیر میں بحمد اللہ تعالیٰ بروجہ اتم ہے امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔

قَالَ فِي مَصَابِيْحِ الْجَامِعِ سَاقَ الْمُؤَلِّفُ فِي الْبَابِ قَوْلَهٗ تَعَالٰى وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ ۔ وَقَوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ تَنْبِيْهًا عَلٰى اَنَّ النَّهْيَ اِنَّمَا جَاءَ مُتَوَجِّهًا عَلٰى جَانِبِ السَّيِّدِ اِذْهُوَ فِي مَظِنَّةِ الْاِسْتِطَالَةِ وَاَنَّ قَوْلَ الْغَيْرِ هٰذَا عَبْدُ زَيْدٍ وَهٰذِهٖ اَمَةُ خَالِدٍ جَائِزٌ لِاَنَّهٗ يَقُوْلُهٗ اِخْبَارًا وَّتَعْرِيْفًا وَلَيْسَ فِي مَظِنَّةِ الْاِسْتِطَالَةِ وَالْاٰيَةُ وَالْحَدِيْثُ مِمَّا يُؤَيِّدُ هٰذَا الْفَرْقَ۔

مصابیح الجامع میں فرمایا کہ مؤلف کا باب کی مناسبت سے اللہ عزوجل کا یہ ارشاد "اپنے لائق بندوں اور کنیزوں۔" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول اپنے سردار کے لئے کھڑے ہوجاؤ۔ "پیش کرنا اس بات پر تنبیہ کے لئے ہے کہ ممانعت خود ذاتِ سید کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے۔ کیونکہ یہ کبر کی جا ہے۔ رہا کسی غیر کا یہ کہنا یہ زید کا عبد (غلام) ہے، یہ خالد کی باندی ہے۔ تو یہ جائز ہے کیونکہ اس قول سے مقصود خبر دینا اور تعریف کرنا ہے۔ یہاں کبر ونخوت کی کوئی جگہ نہیں۔ آیت کریمہ اور حدیث پاک سے بھی اسی فرق کی تائید ہوتی ہے۔ ۱۲م

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے۔

اَلْمَعْنٰى فِي ذٰلِكَ كُلِّهٖ رَاجِعٌ اِلَى الْبَرَاءَةِ مِنَ الْكِبْرِ۔

یہ معنی کبر ونخوت سے برأت کے لیے ہے۔ ۱۲م

شرح السنہ امام بغوی پھر مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔

مَعْنٰى هٰذَا رَاجِعٌ اِلَى الْبَرَاءَةِ مِنَ الْكِبْرِ وَالْتِزَامِ الذُّلِّ وَالْخُضُوْعِ

یہ تمامی تاویلات کبر اور ذلت وخواری کے التزام سے برأت کے لئے ہے۔ ۱۲م

ان سب عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ یہ ساری ممانعتیں تکبر سے بچنے کے لئے ہیں۔ اور یہ کہ تکبر خود اپنے کہنے میں ہوسکتا

ہے۔ دوسرے کو کہنے میں تکبر کا کیا محل، پھر اپنے آپ کو کہنے میں بھی حقیقۃً حکم نیت پر دائر ہوگا، اگر بوجہ تعلّی وتکبر ہے قطعاً حرام، ورنہ نہیں فَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَانَوٰی ۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے کیا.......... اس کی نظیر یہی کہ اپنے غلام کو اے میرے بندے! کہنا بہ نیت تکبر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں.......... امام نووی پھر امام عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ بِالنَّهْيِ مَنِ اسْتَعْمَلَهٗ عَلٰی جِهَةِ التَّعَاظُمِ لَا مِنْ مُرَادِهِ التَّعرِيفُ

ممانعت سے مراد اس خاص صورت میں ممانعت ہے جب اسے بڑائی بیان کرنے کے لئے استعمال کرے اور جس کی مراد دوسرے کی تعریف ہو اس کے لئے ممانعت نہیں۔ ۱۲م

مرقاۃ میں ہے..........

وَلِذَا قِيْلَ فِي كَرَاهَةِ هٰذِهِ الْاَسْمَاءِ هُوَ اَنْ يَقُوْلَ ذٰلِكَ عَلٰى طَرِيْقِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيْقِ وَالتَّحْقِيْرِ لِشَانِهٖ وَاِلَّا فَقَدْ جَاءَ بِهِ الْقُرْاٰنُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ وَقَالَ: اُذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ۔

اس وجہ سے بعض علماء نے کہا۔ ایسا نام رکھنا اس وقت مکروہ ہے جب کہنے والے کا مقصد غلام پر فخر کرنا اور اس کی شان کی حقارت ظاہر کرنا ہو۔ ورنہ خود قرآن ناطق ہے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ ''اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا'' اور فرماتا ہے۔ ''اور اپنے آقا کے پاس ہمیں یاد کرو۔'' ۱۲م

اَشِعَّۃُ اللمعات میں ہے۔

وگفتہ اند کہ منع ونہی از اطلاق عبد او لمۃ بر تقدیرے است کہ بر وجہ تطاول وتحقیر وتصغیر باشد، والا اطلاق عبد وامہ در قرآن واحادیث آمدہ

علماء نے فرمایا ہے کہ (اپنے غلام اور باندی پر) عبد اور امۃ کا اطلاق اس صورت میں منع ہے جب یہ از راہ تکبر اور تحقیر وتصغیر ہو...... ورنہ خود قرآن واحادیث میں لفظ عبد اور امۃ موجود ہے۔ ۱۲م

دوسری نظیر اپنے آپ کو عالم کہنا ہے کہ بر سبیل تفاخر حرام ورنہ جائز، حدیث شریف میں ہے...... مَنْ قَالَ اَنَا عَالِمٌ فَهُوَ جَاهِلٌ ۔ جو شخص یہ کہے کہ میں عالم ہوں وہ جاہل ہے.......... رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا .... حالانکہ نبی اللہ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ۔ بے شک میں حفاظت کرنے والا ہوں، عالم ہوں۔

تیسری نظیر اسبال ازار ہے۔ یعنی تہ بند پائچے ٹخنوں سے نیچے خصوصاً زمین تک پہونچتے رکھنا کہ اس کے بارے میں کیا کیا سخت وعیدیں وارد، یہاں تک کہ فرمایا۔

ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ اَلْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ .... تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت ان سے بات نہ کرے گا۔ اور ان کی

طرف نظر نہ فرمائے گا۔ اور انہیں پاک نہیں کرے گا اور ان کے لیے عذاب دردناک ہے۔ تہ بند لٹکانے والا اور دے کر احسان رکھنے والا، اور جھوٹی قسم کرکھا کر اپنا مال چلتا کرنے والا رَوَاهُ السِّتَّةُ اِلَّا الْبُخَارِي عَنْ اَبِي ذَرِّ النَّجَارِيْ عَلَيْهِ رِضْوَانُ الْبَارِيْ۔

پھر جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔

اِنَّ اِزَارِيْ يَسْتَرخي اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَهٗ .... یارسول اللہ! بیشک میرا تہ بند ضرور لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کی خاص احتیاط اور خیال رکھوں .... فرمایا .... اَنْتَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهٗ خُيَلَاءَ .... تم ان میں سے نہیں ہو جو براہ تکبر و ناز ایسا کریں .... رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا۔ (اَلْوُجُوْهُ الْخَمْسَةُ الاَوَّلُ عَامَّةٌ وَهٰذَا خَاصٌّ بِغَيْرِ التَّسْمِيَةِ ۱۲ منه عفی عنه)

سادساً:

حدیث میں ممانعت ہے تو نام رکھنے کی۔ کسی کے وصف میں کوئی بات بیان کرنے اور نام رکھنے میں بڑا اہل فرق ہے۔ آخر نہ دیکھا کہ حدیثوں میں عزیز و حکم و حکیم نام رکھنے کی ممانعت آئی۔ اور عزت و حکم و حکمت سے قرآن و حدیث میں بندوں کا وصف فرمایا گیا۔ جن کی سندیں اوپر گزریں نیز اس کی نظیر حابس الفیل و سائق البقرات ہے کہ رب عزوجل کے نام رکھنا حرام اور وصف وارد، جب واقعہ حدیبیہ میں ناقہ قصواء شریف بیٹھ گئی۔ اور لوگوں نے کہا ناقہ نے سرکشی کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہ اس نے سرکشی کی نہ اس کی یہ عادت، وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ .... بلکہ اسے حابس فیل نے روک دیا۔ یعنی جس نے ابرہہ کے ہاتھی کو بٹھا دیا اور کعبہ معظمہ پر حملہ کرنے سے روکا تھا عز جلالہٗ۔ زرقانی علی المواہب میں علامہ ابن المنیر سے ہے۔

يَجُوْزُ اِطْلَاقُ ذٰلِكَ فِيْ حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيُقَالُ حَبَسَهَا اللّٰهُ حَابِسُ الْفِيْلِ وَاِنَّمَا الَّذِيْ يُمْكِنُ اَنْ يُّمْنَعَ تَسْمِيَتُهٗ سُبْحَانَهٗ حَابِسَ الْفِيلِ وَنَحْوِهٖ اھ قَالَ الزَّرْقَانِي وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى الصَّحِيْحِ مِنَ الْاَسْمَاءِ تَوقِيفِيَّةٌ

اللہ تبارک و تعالیٰ پر اس کا اطلاق جائز ہے اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے، کہ اللہ حابس فیل نے اسے روک لیا۔ ہاں ممانعت اس صورت میں ہو سکتی ہے جب "حابس فیل" یا اس کے ہم معنی کو اسم الٰہی قرار دے دیا جائے۔ زرقانی نے کہا اس کی بناء پر قول صحیح ہے جس میں اسمائے الٰہی کو توقیفی قرار دیا ہے، ۱۲م

اُکیدر بادشاہ دومۃ الجندل کے واقعہ میں حضرت بجیر طائی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَبَارَكَ سَائِقُ الْبَقَرَاتِ اِنِّيْ .... رَاَيْتُ اللّٰهَ يَهْدِيْ كُلَّ هَادٍ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا کلام پسند کیا .... اور فرمایا۔ لَا يَخْفِضِ اللّٰهُ فَاكَ .... اللہ تیرا منہ بے دندان نہ کرے .... نوے برس جیے، کسی دانت کو جنبش نہ ہوئی۔ رَوَاهُ ابن السّكن و ابو نعيم و ابن منده۔

یہ ہے تمام وہ کلام کہ ان اکابر متقدمین و متاخرین ائمہ دین و فقہائے معتمدین و عرفائے کاملین کی طرف سے فقیر نے حاضر کیا۔ اور ممکن کہ خود ان کے پاس اس سے بھی بہتر جواب ہو۔ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ۔

سابعاً:

اس سب سے قطع نظر کر کے یہی فرض کر لیجئے کہ معاذ اللہ ان تمام اکابر پر طعن ثابت ہوا اور جواب معدوم، تو انصافاً فقیر کا مصرع اب بھی اس روش پر نہیں کہ ان ائمہ و علماء نے قطعاً غیر خدا کو شہنشاہ و قاضی القضاۃ کہا ہے۔ حتیٰ کہ حضور اقدس ﷺ کو بھی نہیں بلکہ کسی عالم یا ولی یا نرے حاکم دنیوی کو اور وہ مصرع اس معنی میں ہرگز متعین نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں لفظ شہنشاہ حضرت عزت عز جلالہٗ سے مخصوص ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو سرے سے منشاء شبہہ زائل، اور اگر ہے تو جو لفظ اللہ عزوجل کے لئے خاص تھا اسے غیر اللہ پر کیوں حمل کیجئے؟ شہنشاہ سے اللہ ہی کیوں نہ مراد لیجئے کہ روضہ بمعنی قبر نہیں، بلکہ خیابان اور کیاری کو کہتے ہیں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِی رَوْضَۃٍ یُّحْبَرُوْنَ۔ قبر پر اس کا اطلاق تشبیہ بلیغ ہے جیسے رَاَیْتُ اَسَدًا یَرْمِیْ۔ حدیث شریف قبر مؤمن کو رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ فرمایا۔ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری، تو روضہ شہنشاہ کے معنی ہوئے الٰہی خیابان، خدا کی کیاری .... اس میں کیا حرج ہے۔ جب قرآن عظیم نے مدینہ طیبہ کی ساری زمین کو اللہ عزوجل کی طرف اضافت فرمایا۔ اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا۔ کیا خدا کی زمین یعنی زمین مدینہ کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے، تو خاص روضہ انور کو الٰہی روضہ شہنشاہی خیابان ربانی کیاری کہنے میں کیا حرج ہے وللہ الحمد

بایں ہمہ جب فقیر بعون القدیر آیت و حدیث سے اپنے حبیب اکرم ﷺ کا مَالِکُ النَّاسِ، مَلِکُ النَّاسِ، مَالِکُ الْاَرْضِ مَالِکُ رِقَابِ الْاُمَمِ ہونا ثابت کر چکا۔ تو لفظ پر اصرار یا ردایت خلاف پر انکار کی حاجت نہیں، یہ بھی ہمارے علماء سے بعض متاخرین کا قول ہے اس کے لحاظ بجائے شہنشا "شہ طیبہ" کہئے کہ وہ شاہِ طیبہ بھی ہیں اور شاہ تمام روئے زمین بھی، اور شاہ تمام اوّلین و آخرین بھی، جن میں ملوک و سلاطین سب داخل، بادشاہ ہو یا رعیت، وہ کون ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دائرہ غلامی سے سر باہر نکال سکتا ہے۔

محمد عربی کا بروئے ہر دوسرا است — کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَلٰکِنْ ھٰذَا اٰخِرُ الْکَلَامِ فِی الْمَسْئَلَۃِ (الْاُوْلیٰ) الحمد للّٰہ فِی الْاُوْلٰی وَ الْاُخْرٰی۔ (فجزاہ اللّٰہ تعالٰی احسن الجزاء الی یوم الجزاء عن سائر المسلمین الی یوم الجزاء)

----***----

نعت شریف نمبر (۴۴)

(۱) پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو — جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو
(۲) کانٹا مرے جگر سے غم روز گار کا — یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو
(۳) فریاد اُمتی جو کرے حال زار میں — ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو
(۴) کہتی تھی یہ براق سے اس کی سبک روی — یوں جایئے کہ گرد سفر کو خبر نہ ہو
(۵) فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردار دو جہاں — اے مرتضےٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو
(۶) ایسا گمادے ان کی وِلا میں خدا ہمیں — ڈھونڈھا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو
(۷) اوّل حرم کو روکنے والوں سے چھپ کے آج — یوں اُٹھ چلیں کہ پہلو و بر کو خبر نہ ہو
(۸) طیرِ حرم ہیں یہ کہیں رشتہ بپانہ ہوں — یوں دیکھئے کہ تارِ نظر کو خبر نہ ہو
(۹) اے خار طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے — یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو
(۱۰) اے شوق دل یہ سجدہ گر اُن کو روا نہیں — اچھا وہ سجدہ کیجے کہ سر کو خبر نہ ہو
(۱۱) ان کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں — گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

مشکل الفاظ کے معنی :

* اتارو۔ گذارو * راہ گذر۔راستہ * جبریل۔فرشتوں کا سردار (سید الملائکہ) * روزگار۔زمانہ،غم روزگار، فکر معاش * کھینچ لیجئے۔نکال لیجئے * فریاد۔دھائی دینا،مدد طلب کرنا * حال زار۔خراب حالت،مشکل میں ہونا * خیر بشر۔ تمام انسانوں میں سب سے بہترین (حضور علیہ السلام) * براق۔معراج کی رات حضور علیہ السلام کی سواری (جنتی گھوڑا) * سبک روی۔تیز رفتاری * گرد سفر۔راستے کا گرد وغبار * مرتضیٰ۔حضرت علی المرتضیٰ کا لقب (پسندیدہ) * عتیق۔ حضرت ابوبکر صدیق کا لقب * گمادے۔گم کردے،فنا کردے * وِلا۔محبت و دوستی * پہلو۔ کروٹ،پسلی،بغل،گود * بر۔ سینہ،کوکھ،فارسی میں پھل کو بھی بر کہتے ہیں جیسے برخوردار * طیر حرم۔حرم کے پرندے * رشتہ بپا۔ تعلق قائم ہونا * تارنظر۔ آنکھ کی پتلی * خار طیبہ۔مدینے کا کانٹا * دیدۂ تر۔ چشم تر،پرنم آنکھ،بھیگی ہوئی آنکھ * شوق دل۔دل مشتاق،دل کا شوق * گر۔ اگر * روا۔جائز * اچھا۔ہاں،ٹھیک ہے۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) اے میرے پیارے آقا: جہاں آپ کے ہم پر اور بے شمار احسانات ہیں وہاں یہ بھی احسان اپنی امت پہ فرمادیں کہ جب بروز قیامت آپ کی امت پل صراط سے گذرنے لگے تو آپ کی مدد شامل حال ہو جائے اور اُمت ایسے آسانی کے ساتھ اس بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز پل سے گزر جائے کہ خود پل کو بھی پتہ نہ چلے کہ کوئی مجھ پہ ہے یا نہیں اور جب جبریل امین اپنی تمنا پوری کرنے کے لئے آپ کی اُمت کے قدموں کے نیچے پل صراط پہ پر بچھائیں تو ان کے پر کو بھی پتہ نہ چلے تا کہ نہ پل کا کوئی احسان ہم پہ ہو اور نہ ہی پر جبرئیل کے احسان مندر ہیں صرف آپ ہی کے چاہنے والے اور آپ ہی کے احسانات سے ہماری گردن جھکی رہے۔ کیونکہ ہمارے لیے تو سب کچھ آپ ہی ہیں ہم نے جبریل کو بھی آپ کے ذریعے سے پہچانا ہے بلکہ آپ نہ بتاتے تو ہمیں خدا کا بھی کیسے پتہ چلتا۔

اسی لیے مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں تو خدا کو بھی اس لیے مانتا ہوں ''کہ اُو رب محمد است'' کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رب ہے۔

سندھی زبان میں مخدوم محمد زمان کی رباعی بمعہ ترجمہ پڑھ کر ذوق حاصل کیجئے

منھنجی عشق جو یا محبوب خدا، آغاز بہ تون ، انجام بہ تون
منھنجو طاعت، ملت ، مذہب تون منھنجو دین بہ تو اسلام بہ تون
آھین آس بہ تون، امید بہ تو، بیو کین ڑتوسوا ٹھنجی مون
منھنجی قرب جو کعبو قبلو تون، منھنجو حج بہ تون احرام بہ تون

(مخدوم محمد زمان)

ترجمہ:

''اے محبوب خدا! میرے عشق کا آغاز بھی آپ اور انجام بھی آپ ہیں۔ میری طاعت، ملت، مذہب بھی آپ ہیں۔ میرا دین بھی اور اسلام بھی آپ ہیں۔ میری آس اور امید بھی آپ ہیں، آپ کے سوا میں نے کسی کو نہیں دیکھا، میری قربت کا کعبہ قبلہ بھی آپ ہیں۔ حج اور احرام بھی آپ ہیں۔''

(۲) اے میرے پیارے نبی! دنیا کے رنج والم اور فکر معاش کا کانٹا میرے دل سے اس طرح نکال باہر کریں کہ میرے دل اور جگر کو اس کانٹے کے نکلنے کا احساس اور خبر تک نہ ہو۔ تا کہ میں یکسوئی اور پوری توجہ کے ساتھ ساری عمر بے فکر ہو کر آپ کے دین کے کام میں منہمک رہوں اور اس کے علاوہ مجھے اور کوئی کام نہ ہو۔

بکوئے تو گدا ز یک نوا بس — مرا ایں ابتدا ایں انتہا بس
خراب جرأتِ آں رند پا کم — خدا را گفت ''مارا مصطفیٰ بس''

(اسرار ورموز از علامہ اقبال:۸۱)

(۳) بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی آپ کا مصیبت میں پھنسا ہوا اُمتی خلوص نیت کے ساتھ آپ کو پکارے تو آپ تمام کائنات کے سردار ہو کر بھی اس کی فریاد رسی نہ فرمائیں۔

جبکہ آپ کے غلاموں کی یہ شان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کے منبر پہ جلوہ گر ہو کر سینکڑوں میل دور ملک نہاوند میں لشکر اسلام کی صرف ایک جملہ (یاسارية الجبل) بول کر ایسی مدد فرمائی کہ شکست فتح میں تبدیل ہوگئی۔

(مشکوٰۃ باب الکرامات، تاریخ الخلفاء)

(الحاوی للفتاوی ص ۴۸۱، ج ۲) پہ ایک واقعہ لکھا ہے کہ روضہ نبوی پر ایک ہاشمیہ عورت مجاوری کرتی تھی بعض لوگوں نے اس کو تنگ کیا تو وہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں فریاد لیکر گئی آپ نے روضہ انور سے فرمایا: الك في اسوة فاصبری کماصبرت۔ کیا میری سیرت میں تیرے لیے نمونہ کامل نہیں ہے؟ میری طرح مصائب میں صبر کر۔ وہ عورت کہتی ہے یہ آواز سن کر میری پریشانی جاتی رہی ومات الخدام الثلاثة الذين كانوا يؤ ذونني۔ اور وہ تینوں بندے جو مجھے تنگ کرتے تھے (میری آنکھوں کے سامنے) تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

؎ بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے ‌ ‌ ‌ بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے

(۵) معراج کی شب جب ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام اپنی سواری (براق) پہ سوار ہوئے تو براق کی تیز رفتاری براق کو کہہ رہی تھی کہ ایسے سہولت و آرام سے چلنا کہ راستے کو بھی پتہ نہ چلے کہ میرے اوپر کون جا رہا ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں

؎ سوار جہانگیر یکراں براق ‌ ‌ ‌ کہ بگذشت از قصر نیلی رواق

سوار جہاں کو فتح کرنے والے، اور سواری تیز رو براق جس پر سوار ہو کر آپ تمام آسمانوں سے اوپر چلے گئے۔

؎ ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے ‌ ‌ ‌ خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹل گئے

بلوچی زبان میں ترجمہ کے ساتھ ایک رباعی ملاحظہ ہو

شب ءِ وقتے شپ ءِ معراج رسول اللہ پیدا کیں ‌ ‌ ‌ جناب حضرت ءِ مختار خدا لوٹا عرش ءِ
خدائے ظاہر ءِ دیثگ رسول اللہ پیدا کیں ‌ ‌ ‌ توائیں عرشیا گلے زرتا رسول اللہ پیدا کیں

(محمد انور آسیا آبادی)

ترجمہ:

"جناب حضرت (احمد) مختار ﷺ کو خدا نے عرش پر طلب فرمایا، رات تھی...... معراج کی رات...... رسول اللہ ﷺ جلوہ فرما ہوئے۔ تمام عرشیوں (فرشتوں) نے (خوشی میں) صدا لگائی (کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہو گئے، خدا نے ظہور فرمایا اور ان سے ملا...... رسول اللہ ﷺ جلوہ فرما ہوئے۔"

(۵) سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں ایک حدیث کے مفہوم کو اس شعر میں بیان کیا جا رہا ہے کہ حضور علیہ السلام نے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا! اے علی! یہ دونوں (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) سردار ہیں۔ (صحاح ستہ) ابن ماجہ شریف کی ایک حدیث ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما)

اگلے پچھلے ادھیڑ عمر یعنی بزرگ جنتیوں کے سردار ہیں (سوائے انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے) شاید اسی لیے ہی حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے زمانہ خلافت میں جامع مسجد کوفہ کے منبر پہ اعلان فرمایا کہ جو شخص مجھے ابوبکر وعمر پر فضیلت دے گا۔ میں اس کو کوڑوں کی سزا دوں گا۔

بغض جس سینے میں ہے صدیق کا فاروق کا ہے مناسب پیٹنے کے، حشر تک پٹتا رہے

(۶) اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں ان کی (حضور علیہ السلام) کی اور آپ کے صحابہ کرام بالخصوص ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اور ساتھ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی جو شیخین کی فضیلتوں کو بیان فرمانے والے ہیں۔ محبت میں ایسا فنا کر دے کہ خود ہماری خبر کو بھی پتہ نہ چلے کہ ہم کہاں ہیں۔

؎ جس وقت تھے خدمت میں ان کی بوبکر وعمر عثمان وعلی اس وقت رسول اکرم کے دربار کا عالم کیا ہوگا
چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا
(نجم نعمانی)

؎ بزم نبوت میں صدیق بھی فاروق وعثمان و علی بھی
چاروں یار ستارے ہوں گے بیچ میں چاند چمکتا ہو گا (طرب صدیقی)

(۷) حرم نبوی سے روکنے والوں کے ساتھ آج ایک چال چلتے ہیں اور وہ یہ کہ آج اس طرح حاضر ہوتے ہیں کہ روکنے والوں کو تو کیا پتہ چلے گا خود ہمارے پہلو اور دیگر اعضاء کو بھی پتہ نہ چلے گا اور وہ حاضری دل کی حاضری ہے کہ ؎ بیٹھے بیٹھے مری حاضری ہوگئی۔

(۸) کہیں حرم نبوی کے پرندوں سے ہماری رقابت نہ پیدا ہو جائے لہٰذا سرکار کے روضے کو ایسے (ادب سے) دیکھو کہ آنکھ کی پتلی بھی دیکھتی ہی رہ جائے اور اس کو پتہ ہی نہ چلے کہ ہم نے ''کس کو'' دیکھ لیا ہے۔

محبت کی نزاکتوں کو سمجھنے والے جانتے ہیں کہ آنکھوں پر بھی غیرت آجاتی ہے کہ محبوب میرا ہو اور آنکھیں کیا لگتی ہیں کہ اس کا دیدار کریں اور کان کون ہوتے ہیں کہ میرے محبوب کی راز دارنہ باتیں سنیں۔

؎ غیرت از چشم برم روئے تو دیدن نہ دھم گوش را نیز حدیث تو شنیدن نہ دہم
اگر یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو کوئی بات نہیں، اسی لیے تو کہا گیا ہے۔

؎ محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی یہ اک ایسی حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

(۹) اے مدینے کے کانٹے دیکھنا کہیں میری آنکھ تجھے دیکھ نہ لے اور تیرے دامن پہ کوئی چھینٹا نہ پڑ جائے، اس کا بہتر حل یہ ہے کہ آنکھ کو چھوڑ وہ تیرے شایان شان ہی نہیں (ہر ایک کو دیکھتی رہتی ہے) آ پیارے میرے دل میں اتر جا! جہاں مدینہ ہی مدینہ سمایا ہوا ہے۔ تاکہ میری بھیگی ہوئی آنکھ کو پتہ بھی نہ چلے اور میرا کام بھی ہو جائے۔

؎ جانہا فدائے نام تو مستان ہمہ از جام تو ما بندۂ انعام تو، تو بادشاہ و ما گدا
چون قطب دین نعت تو گفت دُرِ سخن بہر تو سفت خندان شود چون گل شگفت بنگر تو این اخلاص را
(حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بحوالہ ماہنامہ الرشید: ۴۳۲)

خواجہ میر درد نے تو شاید کسی اور مقصد کے لئے یہ شعر کہا ہے تاہم اس موقع پر ان کا یہ شعر خوب رہے گا۔ (ان کی روح سے معذرت کے ساتھ)

ے ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے — میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے
قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے — اس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے

(خواجہ میر درد، بحوالہ اوج نعت نمبر: ۴۷)

(۱۰) (شریعت محمدی علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں اللہ کے علاوہ کسی کو بھی کسی قسم کا سجدہ کرنا جائز نہیں ہے پھر اگر سجدہ عبادت ہے تو شرک ہے اور اگر سجدۂ تعظیمی ہے تو حرام ہے لیکن دل کا مشتاق ہونا کہ حضور علیہ السلام کو سجدہ کیا جائے یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ صحابہ کرام کے جذبات کی ترجمانی ہے کہ کئی مواقع پر انہوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا! کہ جب جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم کیوں نہ کریں؟ آپ فرماتے ہیں اگر میری شریعت میں اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے (کتب احادیث) لیکن ان کا عرض کرنا یہ بتا نہیں رہا کہ دل میں شوق تو تھا؟ اس شوق دل کو اعلیٰ حضرت اس شعر میں بیان فرما رہے ہیں) اے میرے دل کے جذبات شوق اگر چہ سر کا سجدہ تو مصطفیٰ علیہ السلام نے منع فرما دیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ چلو! کوئی بات نہیں نہ تعبدی کرو نہ تعظیمی، سجدۂ عاشقی ہی کر لو جس کی سر کو بھی خبر نہ ہو سکے۔ تا کہ عشق وادب کا تقاضا بھی پورا ہو جائے اور شریعت و دین کا بھی یعنی سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی بچ جائے۔ ایک اور جگہ اعلیٰ حضرت نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا۔

ے پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار — روکیے سر کو روکیے ! ہاں یہی امتحان ہے

نیز فرمایا۔

ے نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو؟ — مگر سد ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

۱۱۔ اے احمد رضا! تو اس کریم آقا کا اُمتی ہے کہ جو والدین سے بھی کہیں بڑھ کر اپنی اُمت پہ مہربان ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ بروز قیامت باپ اور ماں تو اولاد سے دور بھاگیں گے (یوم یفر المرأ من اخیہ و امہ و ابیہ و صاحبتہ و بنیہ) اور آقا علیہ السلام باپ کی شفاعت بھی فرمائیں گے اور بیٹے کی بھی، باپ کو تو بیٹے کی پرواہ نہ ہوگی کہ جنت میں جائے یا جہنم میں اور مصطفیٰ کریم علیہ السلام کو ہر ایک کی فکر ہوگی۔ یہ کرم نہیں تو کیا ہے؟

----***----

نعت شریف نمبر (۴۵) ''ھا''

(۱) کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ — قرض لیتی ہے گنہ پرہیزگاری واہ واہ

(۲) خامۂ قدرت کا حسن دست کاری واہ واہ — کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

(۳) اشک شب بھر انتظارِ عفوِ اُمت میں بہیں — میں فدا چاند اور یوں اختر شماری واہ واہ

(۴) انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر — ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(۵) نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہرو ماہ — اُٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ واہ

(۶) نیم جلوے کی نہ تاب آئے قمر ساں تو سہی — مہر اور ان تلووٴں کی آئینہ داری واہ واہ

(۷) نفس یہ کیا ظلم ہے جب دیکھو تازہ جرم ہے — ناتواں کے سر پہ اتنا بوجھ بھاری واہ واہ

(۸) مجرموں کو ڈھونڈتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ — طالع برگشتہ تیری ساز گاری واہ واہ

(۹) عرض بیگی ہے شفاعت عفو کی سرکار میں — چھنٹ رہی ہے مجرموں کی فرد ساری واہ واہ

(۱۰) کیا مدینہ سے صبا آئی کہ پھولوں میں ہے آج — کچھ نئی بُو بھینی بھینی پیاری پیاری واہ واہ

(۱۱) خود رہے پردے میں اور آئینہ عکس خاص کا — بھیج کر انجانوں سے کی راز داری واہ واہ

(۱۲) اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار — بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

(۱۳) صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے — ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

(۱۴) پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا — اُن سگان کو سے اتنی جاں پیاری واہ واہ

مشکل الفاظ کے معانی:

★ ذوق افزاء۔ ذوق وشوق میں اضافہ کرنے والی ★ واہ واہ۔ کلمہ تحسین، سبحان اللہ کیا بات ہے، کیا کہنے، بلے بلے ★ قرض۔ ادھار ★ گنہ۔ گناہ، غلطی، خطا ★ پرہیزگاری۔ تقویٰ ★ خامۂ قدرت۔ اللہ کی قدرت کا قلم ★ دستکاری۔ کاری گری ★ سنواری۔ آراستہ فرمائی ★ اشک۔ آنسو ★ شب بھر۔ ساری رات ★ انتظار۔ امید ★ عفو۔ معافی ★ بہیں۔ جاری رہیں ★ فدا۔ قربان، صدقے ★ اختر شماری۔ ستارے گننا ★ فیض۔ بخشش وعطا ★ جھوم کر۔ وجد و بے خودی میں آ کر

؎ محشر میں کسی نے بھی میری بات نہ پوچھی　　حامی نظر آیا تو بس اک تو نظر آیا
بازار قیامت میں جنہیں کوئی نہ پوچھے　　ایسوں کا خریدار ہمیں تو نظر آیا
ظاہر ہیں حسن احمد مختار کے معنی　　کونین پہ سرکار کا قابو نظر آیا　(ذوق نعت)

(۲)　اے میرے اللہ! تیری کاری گری اور تیرے قلم کی قوت تخلیق کی دستکاری کے قربان جاؤں تو نے اپنے پیارے کی صورت کیسی بے مثال، لاجواب اور باکمال بنائی ہے کہ ان کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے۔

؎ تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت　　ہم جہاں میں تیری تصویر لیے پھرتے ہیں

جبریل علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا جس کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا! کہ اللہ فرماتا ہے کسوت حسن یوسف من نور الکرسی و کسوت نور وجھك من نور عرشی۔ ''حضرت یوسف علیہ السلام کو میں نے کرسی کے نور کا حسن دیا اور اے حبیب تیرے چہرے کو میں نے اپنے عرش کا نور پہنا دیا۔ (نصرۃ الواعظین)

؎ دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ　　یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری
چین پائیں گے تڑپتے ہوئے دل محشر میں　　غم کسے یاد رہے دیکھ کے صورت تیری

(۳)　اے ساری رات اُمت کے گناہوں کی بخشش کے لئے رونے والے ماہتاب آسمان نبوت! میں آپ کے قدموں پہ قربان ہو جاؤں کہ آپ نے ہم گنہ گاروں کے لیے کس طرح جاگ جاگ کر اور تارے گن گن کر راتیں گزاری ہیں۔

؎ ہم احمد مختار کی امت میں ہیں شامل　　طوفانوں سے محفوظ ہوئے جس کے سفینے
(توفیق بٹ)

یارسول اللہ! فریاد ہے:

اے قیامت کے دن اپنی شفاعت کے ذریعے اپنی اُمت کو دوزخ سے بچانے والے مہربان آقا! آج آپ کی اُمت پر آپ کے دشمنوں نے عرصہء حیات تنگ کر رکھا ہے افغانستان، عراق، کشمیر اور ارض مقدس فلسطین کے مسلمان پر یہود و نصاریٰ اور دشمنان اسلام ظلم کے پہاڑ گرا رہے ہیں۔ آپ کی اُمت پر حکمرانی کرنے والے نام نہاد (مسلمان حکمران غیر مسلم حکمرانوں کے ایجنٹ اور خوشامدی بنے ہوئے ہیں۔ دیندار لوگوں کو مجاہدین اسلام کی مدد کرنے پر دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے جبکہ جہاد کو دہشت گردی کہہ کے بدنام کیا جا رہا ہے۔ ایک ارب سے زیادہ ہو کر بھی مسلمان ذلت و رسوائی کی زندگی گذار رہے ہیں، نوجوان مسلم کو حیا باختہ پروگرام دکھا کے اس کی نگاہ سے شرم و حیا اور غیرت و حمیت کو ختم کیا جا رہا ہے۔ دین دار لوگ آپس میں ایک دوسرے پر بم چلا کر بزعم خویش شہادت کا درجہ حاصل کر رہے ہیں دشمن کی طرف دیکھنے کی بھی کسی میں طاقت نہیں کیونکہ اپنی طاقت آپس میں لڑ کر ہی ضائع کی جا رہی ہے، مسلمان صرف رمضان میں نماز روزے کا اہتمام کر کے باقی سارا سال عبادت کو خیر آباد کہہ چکے ہیں ان حالات میں ایک نور والی نگاہ اس دنیا میں اس اُمت پر ڈال لیجے جو حشر سے پہلے ہی ایک حشر بپا کر دے اور بگڑے ہوئے تمام معاملات درست ہو جائیں کیونکہ کام اتنا خراب ہو چکا ہے کہ اب صرف آپ کی نگاہ نور سے ہی کام چل سکتا ہے۔

؎ اے خاصہء خاصان رسل وقت دعا ہے　　اُمت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے　　　　پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

(الطاف حسین حالی)

ان اشعار کا ترجمہ عبدالرؤف لوتھر صاحب نے انگریزی زبان میں کیا ہے وہ بھی یہاں لکھ دیا جاتا ہے تاکہ سرکار کا اُمتی جو بھی بولی بولتا ہوا اپنی زبان میں اپنے آقا کی بارگاہ میں استغاثہ کرے پتہ نہیں کس کا کس زبان میں کونسا لفظ حضور قبول فرما کر اپنی اُمت پہ نگاہ کرم فرمادیں۔

O' Noble of the noblest,
Now's time to bless the nation;
Ye Crown of every Prophet,
Faithfuls are in dejection.

TEH FAITH which had sprung up,
In native land with radiance;
Humble in foreign set up,
Shorn of its sweetest elegance,

(عبدالرؤف لوتھر)

(۴)　(صلح حدیبیہ اور دیگر کئی مواقع پر جب پانی ختم ہوگیا تو سرکار مدینہ علیہ السلام نے اپنا دست عطا برتن میں رکھا تو پانی کی نہریں جاری ہوگئیں ہزار سے زائد صحابہ کرام نے پیا، وضو کیا، غسل کیا، سواریوں کو پلایا اور دیگر جگہ استعمال کیا۔ پانی ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اور صحابہ سے جب پوچھا گیا کہ تم کتنے تھے تو انہوں نے فوراً جواب دیا کہ تھے تو چودہ سو لیکن اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی ختم نہ ہوتا یہ بات اس لیے فرمادی کہ سوال کرنے والا یہ نہ سمجھے کہ شاید اس کے بعد تھوڑا ہی بچا ہوگا تھوڑا کیسے ہوسکتا ہے کہ حوض کوثر کے خالق نے کوثر کے مالک کی انگلیوں کا کنکشن و رابطہ حوض کوثر سے کردیا تھا۔ تبھی تو اعلیٰ حضرت نے پنجاب رحمت کہا کہ رحمت کے پانچ دریا اور نہریں تھیں جو بہہ رہی تھیں۔ آپ کی فیض رسا انگلیوں سے جب پانی کی پانچ نہریں جاری ہوئیں تو حضور کے عاشق صحابہ کرام اپنی پیاس بجھانے کے لئے وجد کرتے ہوئے دوڑے کہ یقیناً اس پانی میں حوض کوثر کی سی لذت ہوگی۔ پینے کا مزہ تو آج آئے گا کہ یہ پانی وجود مصطفیٰ کی خوشبو سے معطر ہے۔

؎ مثل اس کا کوئی آیا نہ اب آئے گا　　　　میرا ماضی بھی وہی ہے مرا فردا بھی وہی
وہ بشر ہے کہ یہی اس کا ہے ارشاد مگر　　　　اس جہان بشریت میں ہے یکتا بھی وہی

(جمال از احمد ندیم قاسمی:۳۶)

(۵)　شب معراج سرکار کی سواری کچھ ایسی سج دھج، آن بان اور شان و شوکت سے چلی اور آپ کے چہرے کا نور اندھیری رات کو یوں روشن کر رہا تھا اور اپنا پورا شباب و جوبن دکھا رہا تھا کہ سواری کی اُٹھتی ہوئی نورانی گرد میں ہی چاند اور سورج آپ سے نور

کی خیرات لینے کے لیے کاسہ گدائی لیکر دوڑ پڑے اور ہر ایک عرض کرنے لگا کہ۔

ـــــ میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالا نور کا　　نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا

اور سیارگان فلکی میں سے ہر ایک کو یہ بھی کہتے ہوئے سنا گیا کہ۔

ـــــ بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا　　ماہ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا

(اعلیٰ حضرت)

(۶) جن کے تلوں کا دھوں آب حیات اور جس زمین پہ وہ تلوے لگیں قرآن قسمیں اُٹھاتا ہو اور جو اگر کبھی طائف کے بازاروں میں لہولہان ہوں تو کبھی عرش پہ جلوہ گر ہوں بھلا چاند اور سورج میں اُن تلووں کے جلوہ میں سے آدھے جلوے کی آئینہ داری کی تاب بھی کہاں ہوسکتی ہے۔

ـــــ ان کا در چومنے کا صلہ مل گیا　　سر اُٹھایا تو مجھ کو خدا مل گیا
کچھ نہ پوچھو کہ میں کیسے بیکل ہوا　　مجھ کو کملی میں نور خدا مل گیا

(بیکل رامپوری)

(۷) اے نفس بدنفس امارہ! یہ کیا ظلم ہے اور تو کیسا ظالم ہے کہ ہر لمحے تو ایک تازہ جرم کر کے میرے کمزور کندھوں پہ اتنا بوجھ ڈالتا جا رہا ہے (ہمارے آقا معاف کرانے پہ لگے ہوئے ہیں اور تو ہے کہ جرموں پہ جرم کرتا جا رہا ہے۔ تجھے شرم آنی چاہیے اور اللہ کے نبی کو گناہ کر کر کے پریشان نہیں کرنا چاہیے)

ـــــ سرکار کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں　　ہیں گرچہ گناہ میرے سمندر کے برابر

(عبدالستار نیازی)

کیونکہ ـــــ

ـــــ جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپالے　　جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ　　وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

(اقبال عظیم)

(۸) ادھر ہماری حالت تو یہ ہے کہ ہر لحہ ایک نیا گناہ کر رہے ہیں اور اُدھر بروز قیامت ہمارے آقا کی حالت یہ ہوگی کہ آپ کی رحمت خود مجرموں پر سایہ شفاعت کرنے کے لئے ڈھونڈ رہی ہوگی۔ واہ رے مجرم! تھا تو تو بدنصیب لیکن تیری بدنصیبی کے ساتھ حضور کی رحمت نے کس طرح سازگاری اور موافقت پیدا کرلی ہے۔

ـــــ جائے گی ہنستی ہوئی خلد میں اُمت ان کی　　کب گوارا ہوئی اللہ کو رقت ان کی
پار ہو جائے گا اک آن میں بڑا اپنا　　کام کر جائے گی محشر میں شفاعت ان کی

(مولانا حسن رضا خان)

(۹) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے بکار خاص کارندے (فرشتے) حضور علیہ السلام کی شفاعت کے نتیجے میں فہرستیں لیکر بیٹھ گئے ہیں

اور دھر ادھر حضور کی شفاعت کی نوید گنہ گاروں کو سنا رہے ہیں، فلاں بھی آجائے، فلاں کی شفاعت بھی ہوگئی، فلاں بھی بخشا گیا (لو اب میری بھی فردِ جرم پیش ہوگئی۔ یہ لو مجھے بھی شفاعت کی خوشخبری سنا دی گئی کیونکہ حضور نے فرمایا ہے شفاعتی لا هل الكبائر من اُمتی۔ میری شفاعت بڑے بڑے گنہ گاروں کے لیے ہے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک کہ میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا۔ اور اللہ نے تو بہر حال ان کو راضی کرنا ہے ولسوف يعطيك ربك فترضىٰ)

حضرت میاں محمد صاحب۔ عارف کھڑی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

؎ واہ کریم اُمت دا والی مہر شفاعت کروا جبرائیل جہے جس چاکر نبیاں دا سر کردہ

اوہ محبوب حبیب رباناں حامی روز حشر دا آپ یتیم یتیماں تائیں ھتھ سرے تے دھردا

(۱۰) تبھی میں کہوں کہ آج پھولوں سے بڑی بھینی بھینی اور پیاری پیاری خوشبو کیوں آرہی ہے؟ یہ ان کی اپنی تو نہیں لگتی؟ ہاں ہاں اب پتہ چلا کہ مدینے سے بادِ صبا چلی ہے۔ جس نے پھولوں میں اتنی عمدہ قسم کی خوشبو پیدا کردی ہے۔

؎ ہے ترے ہی دم قدم سے میری زندگی سہانی ہے چمن کی تازگی میں تیرے نور کا نظارا

(۱۱) یہ شعر اگرچہ بعض نسخوں میں نہیں ہے تاہم اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ خود تو نظر نہیں آتا لیکن اپنے جلوے محبوب کو عطا کردیے اور محبوب کے ذریعے اپنی مخلوق کی (جو کہ گمراہی میں بھٹکتی پھر رہی تھی) رہنمائی فرمائی۔ قرآن مجید کی ایت وان كانوا من قبل لفي ضلل مبين اور من راني فقد راى الحق حدیث کو ملا کر اور سمجھ کر پڑھنے سے آئینہ عکس جمال (حدیث سے) اور انجانوں کا تصورایت سے بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

؎ رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

(علامہ محمد اقبال)

جبکہ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے پیارے محبوب علیہ السلام خود تو پردے (روضہ انور) میں تشریف لے گئے لیکن اپنا آئینہ عکس خاص (صحابہ، اہل بیت اطہار اور اولیاء کرام) کو لوگوں کی راہنمائی کے لئے دنیا کے مختلف خطوں میں بھیج دیا۔ ان کی تعلیمات، اخلاق اور کردار حضور علیہ السلام کے ہی جلوؤں سے معمور ہیں اور ان کی صورت میں حضور مدینے رہ کر بھی گویا ہر کسی کے سامنے جلوہ فرما ہیں۔

؎ کون کہتا ہے کہ آقا مدینے میں ہیں میری آنکھوں میں ہیں میرے سینے میں ہیں

جلوۂ مصطفیٰ ہو اگر سامنے لذتیں کس قدر اشک پینے میں ہیں (مظفر وارثی)

(۱۲) سبحان اللہ! اے عاشقانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ذرا مدینے شریف جا کر تو دیکھو! ایک طرف روضہ انور کا نور ہے اور دوسری طرف میرے آقا کے منبر کی بہاریں ہیں اور واہ واہ درمیان والا حصہ (مابين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة میرے گھر (روضے) اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے) جنت کی پیاری پیاری زمین کا پیار پیارا ٹکڑا ہے۔ ایسا حسین منظر بھلا تمہیں کہاں نظر آئے گا۔ وہاں جاؤ اور اپنے آقا کی بارگاہ میں، روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جنت کی کیاری میں باادب سر کو جھکا کر اپنے آقا اور شب اسراء کے دولہا کو درودوں کے گجر

اور سلاموں کے سہرے جھوم جھوم کر پیش کرو۔

؎ دل جھوم اُٹھا میرا سرکار ﷺ کے روضہ پر　　جس وقت پڑھا سہرا سرکار ﷺ کے روضہ پر
جب چومتی ہیں نظریں اُس گنبد خضریٰ کو　　آتا ہے نظر چہرہ سرکار ﷺ کے روضہ پر
پڑھتی ہیں فضائیں بھی ہر وقت درود اُن پر　　عشاق کا ہے ڈیرا سرکار ﷺ کے روضہ پر
ہر مانگنے والے کو آقا نے ہے فرمایا　　سب کچھ ہی تو ہے تیرا سرکار ﷺ کے روضہ پر
آتے ہیں شہنشاہ بھی جس در پہ گدابن کر　　کاسہ بھی بھرے میرا سرکار ﷺ کے روضہ پر
واں باغ ارم بھی ہے واں حسن کے جلوے بھی　　اور نور کا ہے گھیرا سرکار ﷺ کے روضہ پر
جس طرف بھی دیکھو تم ہے بھیڑ غلاموں کی　　اُمت کا رہے پھیرا سرکار ﷺ کے روضہ پر
کشکول لئے میں نے دیکھا ہے نظامی کو　　ہے ڈالے ہوئے ڈیرا سرکار ﷺ کے روضہ پر

(۱۳) اے میرے پیارے نبی! اللہ کے اس انعام پر نثار جاؤں اور جو اس نے آپ کو عزت عطا کی ہے اس پر قربان جاؤں کہ دونوں جہاں میں آپ ہی کی عظمت کے چرچے ہو رہے ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ آپ ہی کے لیے اور آپ ہی کے صدقے دونوں جہاں بنائے گئے ہیں آپ نہ ہوتے تو نہ پھول میں خوشبو ہوتی نہ بلبل کا ترنم ہوتا، نہ کلیوں کا تبسم ہوتا۔

؎ لولاک لما خلقت الافلاک　　لولاک لما اظهرت الربوبية

؎ ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو　　چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مئے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو　　بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہء افلاک کا استادہ اس نام سے ہے　　نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

(۱۴) اے احمد رضا! تم کیسے عاشق رسول ہو کہ سید دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گلی کے کتوں کے لیے اپنے دل کا ایک ٹکڑا بھی نہ نکال سکے، واہ واہ اپنی جان سے اتنا پیار اور مدینہ کی گلی کے کتے کا کچھ بھی احساس نہیں، بس بس! پتہ لگ گیا ہے تو کتنا عاشق رسول ہے کہ مدینہ کی گلی کے کتوں سے اپنے دل کو بچا بچا کر رکھے ہوئے ہے۔ کیا تو جانتا نہیں ہے ان کے در کے کتے کا کیا مقام ہے؟

؎ سر وہی جو ان کے قدموں سے لگے　　دل وہی جو ان پہ شیدا ہو گیا
اس کو شیروں پر شرف حاصل ہوا　　آپ کے در کا جو کتا ہو گیا

----***----

نعت شریف نمبر (۴۶)

(۱) رونق بزم جہاں ہیں عاشقانِ سوختہ — کہہ رہی ہے شمع کی گویا زبانِ سوختہ
(۲) جس کو قرصِ مہر سمجھا ہے جہاں اے منعمو — ان کے خوانِ جود سے ہے ایک نانِ سوختہ
(۳) ماہ من یہ نیرِ محشر کی گرمی تابکے — آتشِ عصیاں میں خود جلتی ہے جانِ سوختہ
(۴) برق انگشت نبی چمکی تھی اس پر ایک بار — آج تک ہے سینۂ مہ میں نشانِ سوختہ
(۵) مہرعالم تاب جھکتا ہے پئے تسلیم روز — پیش ذراتِ مزار بیدلانِ سوختہ
(۶) کوچہ گیسوئے جاناں سے چلے ٹھنڈی نسیم — بال و پر افشاں ہوں یا رب بلبلانِ سوختہ
(۷) بہرِ حق اے بحرِ رحمت اک نگاہ لطف بار — تابکے بے آب تڑپیں ماہیانِ سوختہ
(۸) روکشِ خورشیدِ محشر ہو تمہارے فیض سے — اک شرارِ سینۂ شیدائیانِ سوختہ
(۹) آتش تردامنی نے دل کیے کیا کیا کباب — خضر کی جاں ہو جلادو ماہیانِ سوختہ
(۱۰) آتش گلہائے طیبہ پر جلانے کے لیے — جان کے طالب ہیں پیارے بلبلانِ سوختہ
(۱۱) لطفِ برقِ جلوۂ معراج لایا وجد میں — شعلۂ جوالہ ساں ہے آسمانِ سوختہ
(۱۲) اے رضا مضمون سوزِ دل کی رفعت نے کیا — اس زمینِ سوختہ کو آسمانِ سوختہ

مشکل الفاظ کے معانی :

* رونق — چمک دمک * بزم — محفل * عاشقان سوختہ — دل جلے، عاشق زار * قرص مہر — سورج کی ٹکیہ * منعمو — منعم کی جمع بمعنی مالدار * خوان جود — سخاوت کا دسترخوان * نان سوختہ — جلی ہوئی روٹی * ماہِ مَن — میرے چاند (اے میرے آقا) * نیر — سورج * تابکے — کب تک * عصیاں — گناہ * برق انگشت نبی — حضور کی انگلی کی بجلی (نور) * سینہ مہ — چاند کا سینہ * مہر عالم تاب — جہان کو روشن کرنے والا سورج * پئے تسلیم — سلامی کے لئے * روز — روزانہ * پیش — سامنے * ذرات مزار — قبر کے ذرے * بیدلاں — عاشقانِ رسول * جاناں — محبوب * نسیم — نرم اور خوشبودار ہوا * افشاں — افشاندن سے ہے بمعنی جھاڑنا، چھڑکنا * بہر — واسطے * بحر — سمندر * بار — برسا (باریدن سے ہے بمعنی برسنا) * بے آب — بغیر پانی کے * ماہیاں — جمع ماہی کی بمعنی مچھلی * روکش — شرمندہ * شرار — چنگاری * شیدائیان سوختہ — جلے ہوئے دیوانے * آتش تردامنی

- گنہ گاری کی آگ ٭ خضر کی جاں- حضرت خضر علیہ السلام کی جان (ہمارے آقا علیہ السلام) ٭ جلا-زندگی ٭ گلہائے طیبہ-مدینے کے پھول ٭ جان کے طالب-جان قربان کرنے کی اجازت طلب کرنے والے ٭ لطف-مہربانی ٭ برق-بجلی ٭ جلوۂ معراج-معراج کا جلوہ ٭ وجد-ذوق وشوق، بے خودی ووارفتگی ٭ شعلہ جوالہ ساں-پھرنے والے شعلے کی طرح ٭ مضمون-عنوان ٭ سوز-جلن، آگ ٭ رفعت-بلندی۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) اس کائنات ہستی کی ساری رونقیں عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے ہیں اور اس بات کی گواہی شمع بھی دے رہی جو خود جلتی رہتی ہے اور محفل کو روشنیاں بانٹتی رہتی ہے۔

عشق جس دل میں نہیں وہ دل نہیں   یار کے رہنے کی وہ منزل نہیں

(۲) اے جہاں والو! عشق سے ناآشنا اور مال و دولت کے حریض دنیادارو! جس کو سورج سمجھتے ہو بھلا عاشقانِ مصطفیٰ علیہ السلام سے پوچھو! یہ کیا ہے؟ تو وہ تمہیں بتائیں گے کہ یہ ہمارے آقا کے دسترخوان کی جلی ہوئی صرف ایک روٹی ہے۔

ے اب اس کو جوشِ عشق سمجھ یا جنونِ عشق   آتا ہے نام تیرا لبوں پر خدا کے بعد

(۳) اے میرے (مدنی) چاند! (آقائے دوجہاں علیہ السلام) آپ کے ہوتے ہوئے بھی یہ محشر کے سورج کی قیامت خیز گرمی کب تک رہے گی، ہماری جان تو گناہوں کی آگ میں پہلے ہی جل رہی ہے۔اس سورج نے تو جسم کو بھی جلانا شروع کر دیا ہے۔ہوجائے ذرا ابر کرم کا ایک چھینٹا اس کے منہ پر، تاکہ اس کا جوش تو ختم ہو۔اور آپ کے دیدار کے متوالوں کو دیکھ کر جان لے کہ یہ دیوانے مجھے دیکھنے کے لیے تو نہیں اکٹھے ہوئے یہ تو اپنے محبوب کو دیکھنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

ے فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا   کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

(۴) حبیب یمنی اور کفار مکہ کے مطالبے پر آپ نے روشن چاند پر ایک ہی بار اپنی انگلی کی بجلی گرائی تھی۔آج تک اس کے سینے پہ جلا ہوا نشان موجود ہے۔جو دنیا والوں کو یہ درس دے رہا ہے کہ کیا پوچھتے ہو انگلی کے اشارے کا۔

ے اُٹھے تو بجلی پناہ مانگے   گرے تو خانہ خراب کر دے

۵۔ اے میرے آقا! آپ کی محبت میں جو اپنی جان و دل کو جلا چکے ہیں ان کا کس قدر مقام ہو گیا ہے کہ ان کے مزارات کی خاک کو سورج بھی سلام کر کے گزرتا ہے۔اگر کسی کو یقین نہ آئے تو اصحاب کہف کا واقعہ پڑھ لے۔

وترى الشمس اذا طلعت تزاورعن كهفهم ذات اليمين و اذا غربت تقرضهم ذات الشمال وهم فى فجوة منه۔

ترجمہ: کسی اپنے مترجم کا دیکھ لے اگر اعلیٰ حضرت کا ترجمہ کنزالایمان پسند نہیں تو۔لیکن ایک بات یاد رہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے "بے دلان سوختہ" کی شان یہ ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ پر جان قربان کرنے والوں کا مقام کیا ہوگا۔

ے کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے   ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

(۶) اے اللہ! تیرے محبوب کے گیسوؤں کو چھو کر چلنے والی ہوا کب یہاں پہنچے گی کیونکہ بلبلان سوختہ (عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم) اپنے بال و پر اس ہوا پر نچھاور کرنے کے تیار لئے بیٹھے ہیں کہ مدینے کی ہوا آئے اور ہم سرکار کی نعت خوانی میں مصروف ہو جائیں "کوچہ گیسوئے جان" سے حضور علیہ السلام کی سیدھی اور نورانی مانگ مراد ہے جس کے بارے میں اعلیٰ حضرت اپنے مشہور زمانہ سلام میں فرماتے ہیں۔

ے لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق — مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

تو گیسوئے جاناں کا کوچہ کہنے میں جو حسن واطاعت ہے اس کا مزہ اہل عشق ومحبت ہی لے سکتے ہی۔ عشق کا لفظ سن کر فالج زدہ کی طرح ہوجانے والے رموز عشق کیا جانیں۔ رموز سر دل بے دل چہ دانند۔

ے کثرت سے عاشقوں کے وہ گھبرائے اس قدر — قرآن اٹھا رہے ہیں کہ بندہ حسیں نہیں

(۷) اے میرے رحمت والے آقا! ابر رحمت سے ایک چھینٹا برسا دیجئے آپ کے دیدار کے پیاسے کب تک ماہی بے آب کی طرح دیدار کی پیاس میں تڑپتے رہیں گے؟

ایک ہندو شاعر کی رباعی ہے۔

اک رام سنیہی گیانی گروکل مجھ کو ملا تھا یاروں میں — وہ نین رسیلے پریم بھرے دلدار تھا وہ دلداروں میں
وہ سندر چہرہ نور بھرا وہ رام سروپی متوالا — دلدار تھا وہ دلداروں میں سردار تھا وہ سرداروں میں

(سندر لال حمید تلہری)

علامہ اقبال نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔

اے ظہور تو شباب زندگی — جلوہ ات تعبیر خواب زندگی
اے زمین از بارگاہت ارجمند — آسمان از بوسۂ بامت بلند
شش جہت روشن ز تاب روئے تو — ترک وتاجیک وعرب ہندوے تو

(۸) اے میرے پیارے آقا! آپ کے فیض کرم سے آپ کے دل جلے عاشقوں کا بروز قیامت کیا ہی مقام ہوگا؟ کہ ان کے سینے سے آپ کے عشق کا ایک ہی شعلہ سورج کو شرمندہ کردے گا۔ اور ان دیوانوں کا سامنا نہ کر سکتے ہوئے واپس ہو جائے گا۔ تو آپ کا ان شیدایان دل سوختہ پر کتنا احسان ہے کہ آپ نے ان کو۔

ے غم دے کے اپنے عشق کے قابل بنا دیا — ممنون ہوں کہ دل کو میرے دل بنا دیا

اور اپنے اللہ سے بھی آپ کے وسیلے سے دعا ہے کہ

ے یارب کسی کے درد محبت کی خیر ہو — راحت سی قلب زار میں پانے لگا ہوں میں

(۹) اے میرے پیارے آقا! گناہوں کی عادت نے دل کو جلا جلا کر کباب در کباب بنادیا ہے میں آپ کی نگاہ رحمت سے کیوں مایوس ہو جاؤں کہ سمجھنے لگوں اس مرے ہوئے دل کو آپ زندہ نہیں کر سکتے اگر حضرت مریم کا ہاتھ لگے تو کھجور کا خشک تنا کھجوریں دے سکتا ہے (وھزی الیك بجذع النخلة تسقط علیك رطبا جنیا: سورۂ مریم) حضرت خضر علیہ السلام بھی

ہوئی مچھلی کو زندہ فرما سکتے ہیں تو آپ تو اے میرے آقا! حضرت خضر کی بھی جان ہیں آپ کے لئے اس کو زندگی دینا کونسا مشکل کام ہے آپ کی ایک نظر کرم ہو جائے میرے مردہ دل جیسے ہزاروں لاکھوں دل زندہ ہو جائیں۔

؎ اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا　　تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیے ہیں

(اعلیٰ حضرت)

(۱۰) اے میرے پیارے آقا! آپ کے شہر طیبہ کے کھلے ہوئے سرخ رنگ کے پھول عاشقوں کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اگر آپ اجازت فرمائیں تو ان شعلوں (جیسے پھولوں) پر اپنی جان نثار (چھڑک) دیں تا کہ دل جلے بلبلوں کی طرف سے نذرانۂ محبت ہو جائے۔ اور اس طرح ہمیں آپ کی رضامندی بھی حاصل ہو جائے گی، جان دے کر بھی آپ کی رضا مل جائے تو مہنگی نہیں بلکہ سستی ہے۔

؎ ترے حسن خلق کی اِک رمق، مری زندگی میں نہ مل سکی
میں اسی میں خوش ہوں کہ شہر کے درو بام کو تو سجا دیا
میں ترے مزار کی جالیوں ہی کی مدحتوں میں مگن رہا
ترے دشمنوں نے ترے چمن میں خزاں کا جال بچھا دیا
ترے ثور و بدر کے باب کے میں ورق اُلٹ کے گزر گیا
مجھے صرف تیری حکایتوں کی روایتوں نے مزا دیا
یہ مری عقیدت بے بصر، یہ مری ارادت بے ثمر
مجھے میرے دعویٰ عشق نے نہ صنم دیا نہ خدا دیا

(پروفیسر عنایت علی خاں)

(۱۱) معراج پاک کے جلوے نے آسمان سوختہ پر اس قدر وجد پیدا کیا ہے کہ اسی دن سے شعلۂ جوالہ (گھومنے والے شعلے) کی طرح چکرا رہا ہے۔ اور آسمان کیوں نہ تا قیامت گھومتا پھرے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وجود با جود ہی ایسا ہے کہ۔

؎ اے کہ ترے وجود پر خالق دو جہاں کو ناز　　اے کہ ترا وجود ہے وجہ وجودِ کائنات

(نواب بہادر یار جنگ)

۱۲۔ اے رضا! (گدائے در خیر الوریٰ) یا تیرے اس مضمون (نظم و نعت) کو تیرے سوز دروں نے ایسی رفعت و بلندی پہ پہنچا دیا ہے کہ یہ جلی ہوئی زمین تیرے جیسے دل جلوں کی وجہ سے اب اس جلے ہوئے آسمان کا مقابلہ کرنے لگی ہے۔ کہ تیرے کلام کی گرمی نے وہ تپش پیدا کر دی ہے جو سورج بھی نہ کر سکا اور آسمان زمین پہ رشک کرنے لگا۔

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ تو اس آقا کی محبت کے گیت سناتا ہے کہ جس کا ذکر پتھروں میں بھی جان پیدا کر دیتا ہے اور جس کی ذات جب معراج پہ جاتی ہے تو آسمان اُس کی گرد راہ ہو جاتا ہے اور تمام فرشتے اور نبی اس کا استقبال کرتے ہوئے ان سے رحمت کی بھیک مانگتے ہیں۔

؎ آنکہ آمد نہ فلک معراج اُو　　انبیاء و اولیاء محتاج او

کشمیری زبان میں ایک شاعر نذرانہ محبت دربار رسالت میں پیش کرتے ہوئے کہتا ہے۔

لگے یا سید مختار پاری　　　اولو العزمن اندر چھے تاجداری
بلاشک سارہ نی پیغمبرن پیٹھ　　　تھرز دیو تمت ژ ٔ چھونے ذات باری
ہمیشہ سارہ نی پیٹھ چھک ژ ٔ سردار　　　ژ ٔ یہ کن محتاج وقت کار ساری

(غلام احمد جنید)

ترجمہ:

"یا سید مختار صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ پر قربان، آپ اولوالعزم پیغمبروں کے تاجدار ہیں۔ بلاشک تمام انبیاء علیہم السلام اور پیغمبروں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات باری تعالیٰ نے فضلیت بخشی ہے۔ ہمیشہ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے سردار ہیں جو بوقت ضرورت سب کے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہیں۔"

----***----

نعت شریف نمبر (۴۷)

(۱) سب سے اَولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی — سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ
(۲) اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی — دونوں عالم کا دُولہا ہمارا نبی ﷺ
(۳) بزمِ آخر کا شمع فَروزاں ہوا — نورِ اوّل کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ
(۴) جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس — ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی ﷺ
(۵) بجھ گئیں جس کے آگے سب ہی مشعلیں — شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی ﷺ
(۶) جن کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات — ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی ﷺ
(۷) عرش و کرسی کی تھیں آئینہ بندیاں — سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی ﷺ
(۸) خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسل — اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
(۹) حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم — وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی ﷺ
(۱۰) ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو — نمکین حسن والا ہمارا نبی ﷺ
(۱۱) جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل — ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ
(۱۲) جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی — اِنکا اُنکا تمہارا ہمارا نبی ﷺ
(۱۳) قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی — چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی ﷺ
(۱۴) کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے — دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

مشکل الفاظ کے معانی:

* اولیٰ—سب سے بہتر * اعلیٰ—سب سے بلند * بالا—بلند (درجہ و بلند قامت) اوپر * والا—اونچے بلند مرتبے والا * مولیٰ—مالک (یہاں اللہ تعالیٰ مراد ہے) * عالم—جہان * دولہا—جس کے لیے بارات سجائی جاتی ہے * بزم آخر—آخری محفل * شمع فروزاں—روشن شمع * نور اوّل—نور ازلی (اللہ تعالیٰ) * شایاں—لائق، مناسب * جلوس—بیٹھنا * سلطان والا—بلند شان والا بادشاہ * مشعلیں—شمعیں * دھوون—استعمال شدہ پانی * آب حیات—حیات بخش پانی، جس کو پینے سے موت نہ آئے * جان مسیحا—مسیح علیہ السلام کی جان (مسیحا، زندگی دینے والا) * آئینہ بندیاں—رنگا رنگ شیشوں سے مکان کو آراستہ

کرتا ★ سدھارا۔ روانہ ہوا ★ خلق۔ مخلوق ★ اولیاء۔ جمع ولی کی بمعنی اللہ کا پیارا ★ رُسل۔ جمع رسول کی، صاحب شریعت پیغمبر ★ حسن۔ خوبصورتی، جمال ★ ملیح۔ نمکین (ملاحت والا، جس کو دیکھنے سے سیرابی نہ ہو) ★ پھیکے۔ بے مزہ ★ مذکور۔ جس کا ذکر کیا جائے ★ بوند۔ قطرہ ★ کوثر۔ جنت کی نہر (حوض کوثر) ★ سلسبیل۔ جنت کا ایک چشمہ ★ سب کا۔ تمام جہانوں کا ★ ویسے ہی۔ اسی طرح ★ اِکا دُکا۔ ہر ایک کا ★ قرنوں۔ قرن کی جمع بمعنی زمانہ ★ بدلی۔ بدلنا سے ہے یا بادل کا چھوٹا ٹکڑا ★ دینے کو۔ عطا کرنے کو۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) ساری مخلوق سے افضل واعلیٰ اور بلند و بالا ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے، جب نبیوں اور رسولوں میں آپ جیسا کوئی نہیں ہے تو اور کون ہوسکتا ہے سوائے شیطان کے جو آپ جیسا ہونے کا دعویٰ کرے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر شیطان کا بھی راستہ اور بند کردیا فان الشیطان لا یتمثل بی ۔ شیطان بھی میری مثل نہیں بن سکتا۔ لہٰذا! اب کوئی شیطان سے بھی بڑھ کر لعنتی ہوگا جو اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہے یا سمجھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لحاظ سے بھی تمام انبیاء کرام اور مرسلین عظام سے افضل ہیں کہ آپ کی نبوت سب سے پہلے ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ ادم بین الماء والطین ۔ ابھی آدم علیہ السلام کا گارا تیار ہو رہا تھا۔

ے مٹی بھی نہ آدم کی ابھی گوندھی گئی تھی اس وقت بھی نور اس کا دو عالم کی ضیاء تھا

افضلیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

ہم نے اپنی کتاب شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ کے آغاز میں ہی مختلف انبیاء کرام علیھم السلام کے فضائل اور پھر حضور علیہ السلام کی ان سب پر فضیلت کے کئی گوشے بیان کیے ہیں اس کا مطالعہ ضرور فرمائیے یہاں پہ وہ چند فضائل بیان کیے جاتے ہیں جو وہاں نہ لکھے جاسکے۔ تفصیل دیکھنی ہو تو اعلیٰ حضرت کے رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین میں دیکھیں۔

- حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام جب مصر سے نکلتے ہیں تو ان کے تشریف لے جانے کو قرآن مجید میں فرار کے لفظ سے بیان کیا گیا ففررت منکم لما خفتکم۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کے مکۃ المکرمہ سے مدینہ شریف کی طرف تشریف لے جانے کو کیسے پیارے الفاظ میں بیان فرمایا واذیمکر بك الذین کفروا لیثبتوك اویقتلوك اویخرجوك ویمکرون ویمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین ۔ (انفال) اور سورۂ توبہ میں فرمایا اذا خرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول لصاحبه لا تحزن ان اللّٰہ معنا فانزل اللّٰہ سکینته علیه وایده بجنود لم تروھا۔
- حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے خصوصی کلام فرمایا تو سب کو بتا دیا انا اخترتك فاستمع لما یوحی اننی انا اللّٰہ لا اله الا انا فاعبدنی.....الخ اور حبیب اللہ سے معراج کی رات جو خصوصی کلام فرمایا اس کو فرشتوں سے بھی پردہ راز میں رکھا اور فرمایا فاوحیٰ الی عبده ما اوحی ۔ (جو بھی وحی کی بس کردی کسی کو کیا)
- حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل کی تنگی کے بارے خود عرض کیا ویضیق صدری ۔ جبکہ حضور علیہ السلام کو اللہ نے

خود فرمادیا الم نشرح لک صدرک۔

- کلیم اللہ علیہ السلام پر نار کے پردے سے تجلی ہوئی فلما جاء ھا نودی ان بورک من فی النار اور حبیب اللہ کے بارے میں فرمایا اذیغشی السدرۃ مایغشی اس کی تفسیر میں حدیث ہے کہ پھر آپ سدرہ تک پہنچے جس پر اللہ کا نور چھایا ہوا تھا اس وقت اللہ نے اپنے حبیب سے کلام فرمایا (بیہقی)
- حضرت موسیٰ وھارون علیھما السلام نے فرعون کی طرف جانے میں خوف کا اظہار کیا ربنا اننانخاف ان یفرط علینا او ان یطغی تو اللہ نے فرمایا لا تخافا اننی معکما۔ اور محبوب کو خود فرمایا واللّٰہ یعصمک من الناس۔
- حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق فرمایا: ولا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللّٰہ اور محبوب کو فرمایا وما ینطق عن الھویٰ ان ھوا الاوحی یوحی۔
- حضرت نوح علیہ السلام اور جناب ہود علیہ السلام نے عرض کیا رب انصرنی بما کذبون اور حبیب علیہ السلام کے لیے خود ہی ارشاد ہوا وینصرک اللہ نصرا عزیزا۔
- خلیل اللّٰہ علیہ السلام اپنا ذکر باقی رکھنے کی دعا کرتے ہیں واجعل لی لسان صدق فی الاخرین ۔ اور حبیب اللہ کا ذکر صرف باقی نہیں بلکہ ورفعنا لک ذکرک اور اذاذکرت ذکرت معی۔ اے محبوب! جب اور جہاں میرا ذکر ہوگا ساتھ تیرا ذکر ہوگا۔
- خلیل اللہ علیہ السلام نے کوشش فرمائی کہ قوم لوط علیہ السلام پہ عذاب نہ آئے یجادلنا فی قوم لوط ۔ مگر حکم آیا یا ابراھیم اعرض عن ھذا اور حبیب اللہ کو فرمایا ما کان اللّٰہ لیعذ بھم وانت فیھم ۔
- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا ربنا وتقبل دعاء۔ اے اللہ میری دعا قبول فرمالے۔ مگر حضور علیہ السلام کے صدقے آپ کی اُمت کو فرمایا ادعونی استجب لکم۔ مجھ سے دعا مانگو! میں قبول فرماؤں گا۔
- ہر نبی پر جب قوم نے اعتراض کیا یا الزام لگایا یا جھٹلایا تو ہر نبی نے خود جواب دیا پڑھیے سورۃ اعراف ہود، شعرا مگر حضور علیہ السلام کو فرمایا ذرنی والمکذبین۔ اے محبوب ذرا چھوڑ مجھے میں نپٹوں ان (بدمعاشوں) جھٹلانے والوں سے۔
- کافروں نے کہا: لست مرسلا ۔ آپ رسول نہیں ہیں۔ بس اتنی سی بات کا جواب قسمیں ارشاد فرما کر دیا یٰس والقران الحکیم انک لمن المرسلین۔

سفینہ چاہئے اس بحرِ بیکراں کے لئے

پشتو زبان کا ایک شاعر لکھتا ہے۔

کہ صورت دَ محمد نہ وے پیدا پیدا کرے بہ خدائے نہ وہ دا دینا
کل جہاں دَ محمد پہ روی پیدا وے محمد دے دَ تمام جہان آباء

(عبدالرحمٰن بابا، خوازہ نعتونہ:۱۸)

ترجمہ:

''اگر محمد ﷺ کی ذات اقدس پیدا نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ تمام جہاں محمد ﷺ کے طفیل پیدا ہوئے اس لیے حضرت محمد ﷺ تمام جہانوں کے آباء (اصل) ہیں۔''

قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کی ایک رباعی بھی چلتے چلتے پڑھ لیں۔

؎ امیر لشکر پیغمبراں شہہ ابرار — تو فخر کون و مکاں زبدہ زمین و زماں
تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی — تو نور شمس ہے گر اور نبی ہیں شمس نہار

(۲) ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کو بہت پیارے ہیں (اسی لیے آپ کے سوا حبیب اللہ کوئی نہیں، کوئی کلیم اللہ، کوئی صفی اللہ، کوئی ذبیح اللہ الا وانا حبیب اللّٰہ ولا فخر) یوں سمجھو کہ آپ ایسے دولہا ہیں کہ دونوں جہان آپ کے باراتی ہیں۔

؎ تو ہی نے تو مصر میں یوسف کو یوسف کر دیا — تو ہی تو یعقوب کی آنکھوں کا تارا ہو گیا
اے حسن قربان جاؤں اس جمال پاک کے — سینکڑوں پردوں میں رہ کر عالم آراء ہو گیا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وعزتی وجلالی لاوثرن حبیبی علی خلیلی ونجیی (ابن عساکر) مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے میں اپنے حبیب کو خلیل و نجی پر فضیلت دوں گا۔

؎ میرے کام بنتے چلے جا رہے ہیں — وظیفہ میرا آج کام آرہا ہے
وہ محشر میں جب آئیں گے شور ہوگا — وہ کل انبیاء کا امام آرہا ہے (ریاض بابر)

(۳) ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی محفل میں سب سے آخر پہ تشریف لائے اور آخرت میں جب میدان محشر میں سارے جہان کی محفل سجے گی وہاں بھی شمع محفل حضور علیہ السلام ہی کی ذات ہوگی اور کیوں نہ ہو کہ آپ نور اوّل (ذات خداوندی) کا جلوۂ جو ہوئے۔ یعنی آپ خاتم النبیین بھی ہیں صدر بزم محشر بھی ہیں اور حق نگر وحق نما بھی ہیں۔

؎ جس بات میں مشہور جہاں ہے لب عیسیٰ — اے جاں جہاں وہ تیری ٹھوکر سے ادا ہو
منگتے تو منگتے ہیں کوئی شاہوں میں دکھا دو — جس کو مری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو
آتا ہے فقیروں سے انہیں پیار کچھ ایسا — خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

(۴) ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ ہیں اور مقامات میں سے عرش معلیٰ افضل و اعلیٰ ہے لہٰذا حضور علیہ السلام کے بیٹھنے کے لیے عرش معلیٰ ہی موزوں و مناسب جگہ ٹھہری۔ کیونکہ عرش خدا کو بھی محبوب خدا کے قدموں کا بوسہ لیکر عزت نصیب ہوگی گویا رحمت للعالمین کی رحمت کے دریا سے یہ عرش اعظم کا حصہ ٹھہرا۔

؎ وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے — غبار راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر — وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیٓ وہی طٰہٰ

(علامہ اقبال: بال جبریل)

فتاویٰ حدیثیہ میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پانی پر رکھا تو عرش کانپنے لگا فکتب علیہ لا الہ الا اللّٰہ محمد

رسول اللہ۔ پس اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا گیا۔ یعنی عرش پر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے نام کی مہر لگا دی، تو عرش کا کانپنا بند ہو گیا اور اس کو سکون آ گیا۔ اور اس نے زبان حال سے کہا

؎ دونوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

(۵) نبی مکرم شفیع معظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جو دین حق دین اسلام کی روشن شمع لیکر آئے اس کے آگے پہلے تمام انبیاء کرام کے ادیان کی شمعیں بجھ گئیں اور آپ کے دین نے تمام ادیان کو منسوخ کر دیا اب نجات اسی دین میں ہے اور خدا کی معرفت کا ذریعہ صرف اتباع و محبت رسول ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

؎ تکمیل معرفت ہے محبت رسول کی ہے بندگی خدا کی اطاعت رسول کی
ہے مرتبہ حضور کا بالائے فہم و عقل معلوم ہے خدا ہی کو عزت رسول کی

(کنور مہندر سنگھ بیدی سحر)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا لو کان موسیٰ حیالم یسعه الا اتباعی۔ اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی ظاہری حیات میں ہوتے تو میری ہی پیروں و اتباع کرتے۔

یہی ہے خالد اساسِ رحمت یہی ہے خالد بنائے رحمت
نبی کا عرفان زندگی ہے، نبی کا عرفان بندگی ہے

مایوسی گناہ ہے:

احادیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی یہودی یا عیسائی (اہل کتاب ہونے کے زعم میں نہ رہے) اگر مجھ پر ایمان لائے بغیر مر گیا تو سیدھا دوزخ میں جائے گا۔

اور اگر یہودیت اور نصرانیت پر بھی عمل کرتا رہا اور پھر میرا دین قبول کر لیا تو اس کو دوہرا اجر ملے گا۔ (خلاصہ احادیث)

لہٰذا اے دنیا بھر کے یہودیو اور عیسائیو! دنیا کے لالچ میں اندھے ہو کر دین اسلام کو مٹانے کی کوشش کرنے والو! یہی دین تمہیں نجات دے سکتا ہے اور یاد رکھو یہ مٹنے نہیں بلکہ باقی رہنے کے لیے آیا ہے تم سب فنا ہو جاؤ گے مگر دین اسلام باقی رہے گا اس کو مٹانے کی جتنی سازشیں کرو گے یہ اتنا ہی بڑھتا جائے گا جس کا تجربہ تمہیں امریکہ اور برطانیہ میں ہو رہا ہے۔

؎ اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

اس لیے بہتری اسی میں ہے کہ پرانی ضد چھوڑ دو اور دامن مصطفیٰ میں آ کر پناہ لے لو اور اپنی دنیا و آخرت سنوار لو۔

؎ جے چھڈ دیئے دنیا ہو سکدا گذارا محمد نوں چھڈیاں گذارا نہیں ہونا

اور اے مسلمانو! تم بھی مایوس اور احساس کمتری کا شکار نہ ہو جاؤ اپنے دین پر سختی سے کار بند ہو جاؤ ساری دنیا تمہارے قدموں میں ہوگی، اسلام کے دشمنوں کا زور ٹوٹے گا اور محمد عربی کے دین کے پھریرے لہرائیں گے۔

؎ نہ گھبراؤ مسلمانو! خدا کی شان باقی ہے ابھی اسلام زندہ ہے ابھی قرآن باقی ہے
یہ کافر کیا سمجھتا ہے جو اپنے دل میں ہنستا ہے ابھی تو کربلا کا آخری میدان باقی ہے

(۶) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین سے بوقت وضو گرنے والا پانی ایسا ہے کہ جس سے اہل ایمان کو حیات جاودانی نصیب ہوتی ہے اسی لیے تو صحیح بخاری میں آتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس پانی کو بطور تبرک جسم پر ملتے منہ پر ملتے، پی جاتے اور جس کو نہ ملتا وہ دوسرے کے ہاتھوں سے ہاتھ مس کر کے اپنے جسم پر مل لیتا گویا حضور علیہ السلام تو عیسیٰ علیہ السلام کی بھی جان ہوئے کیونکہ ان کے دھون سے ان کے حواریوں کا یہ سلوک نہ تھا۔

؎ غلامان نبی ممتاز ہیں سارے زمانے میں مقام اُمت سرکار والا سب سے اعلیٰ ہے
انہیں حاصل ہوئی ہے خوشنودیٔ پیغمبر آخر انہی خوش بخت انسانوں سے راضی حق تعالیٰ ہے

(حافظ لدھیانوی)

آب حیات کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ایسا پانی ہے جس کو ایک بار پی لیا جائے تو موت نہیں آتی غالباً یہ پانی ایسا ہی فرضی پانی ہے جیسے عنقاء پرندوں میں فرضی پرندہ ہے جس کے بارے میں کہا گیا کہ جس پر اس کا سایہ پڑ جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے لیکن تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ عاشق رسول نے اس کا کھوج لگا لیا کہ اگر کہیں سے یہ پانی ملتا ہے تو حضور پاک کی بارگاہ سے ہی ملتا ہے یہی تو وجہ ہے کہ جن خوش نصیبوں نے یہ پانی پی لیا ان کے بارے فرما دیا گیا۔ **ولا تقولو المن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون۔**

؎ مہک پھیلی گل و گلزار مہکے کھلے جس وقت گیسوئے محمد ﷺ
صحابی دیکھتے رہتے تھے ان کو بسا نظروں میں تھا روئے محمد ﷺ

ہاں البتہ نہر حیات کا ذکر احادیث میں ہے کہ جنت میں ایسی نہر ہے کہ گناہ گار مسلمانوں کو سزا کے لئے جہنم میں رکھ کر جب نکالا جائے گا تو ان کے جسم کوئلے کی طرح سیاہ ہو جائیں گے پھر اس نہر میں غوطہ دیا جائے گا تو چمکنے لگیں گے۔

(۷) جب نبی اکرم تاجدار عرب وعجم احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج کے دولہا بنے تو آپ کی عزت افزائی اور استقبال کے لئے اللہ تعالیٰ نے عرش وکرسی کو (بھی زمین وآسمان، مکان ولامکاں، جنت اور سارے جہاں کی طرح) خوب خوب سجایا۔

؎ فلک پھر کیوں سجایا جا رہا ہے کوئی مہماں بلایا جا رہا ہے

ایک حدیث شریف میں ہے۔ **ان الجنة تزخرف لرمضان من راس الحول الی حول قابل** کہ جنت کو پورا سال رمضان شریف کے لئے سجایا جاتا ہے (مشکوۃ ص ۱۷۴) تو جب رمضان کے لئے جنت کو پورا سال سجایا جا سکتا ہے تو شب اسریٰ کے دولہا کے لیے عرش وکرسی کو معراج کیوں نہیں سجایا جا سکتا۔

؎ روشنی جا بجا آج کی رات ہے کیسی جلوہ نما آج کی رات ہے
عرش اعظم پہ پہنچے وہ براق پر کیسی راحت فزا آج کی رات ہے

(ریاض مدینہ از ریاض بابر: ۲۲)

(۸) تمام مخلوق میں سے انسان افضل واعلیٰ (**لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم**) انسانوں میں اولیاء کرام افضل

واعلیٰ ہیں(الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون)اولیاء وکرام سے انبیاومرسلین افضل (تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض)اور۔سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

؎ قرآں میں جس کی شان بیاں خود خدا کرے بندے سے اس کی مدح سرائی ہو کس طرح
جب تک پرت پرت میں نہ عشق رسول ہو دل کی تہوں سے ختم برائی ہو کس طرح

(حدیث شوق)

(۹) حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی نمکینی ملاحت اور سلونہ پن تھا کہ خود حسن بھی اس ملاحت کی قسمیں کھاتا ہے اور وہ ملاحت والا پیارا، آنکھوں کا تارا، دل کا سہارا، آمنہ کا راج دلدار، دلوں کو ایمان کا نور عطا کر کے منور و روشن کرنے والا ہمارا ہی نبی ہے(فداہ امی وابی وروحی وعرضی ومالی صلی اللہ علیہ وسلم)

عبدالعظیم بابا کی بزبان پشتو ایک مسدس اس طرح ہے۔

یا نبی خیر الوریٰ غنچہ دہنہ بلبل مثل نورانی شیریں سخنہ
خشبوئی دَ عطرو ئیوی ستالہ تنہ یاسمین گل رعنائے محمد
پلوشے دِ دَ مخ دروی تر آسمانہ دیر خوش رنگہ خوش نمائے محمد

(ازخواز ہ لغتونہ:۱۱۳)

ترجمہ :

''اے نبی خیر الوریٰ! اے غنچہ ء دہن! اے بلبل کی طرح شیریں سخن اور نورانی! اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے جسم اطہر سے عطر کی خوشبو آتی ہے، آپ یاسمین وگل رعنا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کی شعائیں آسمان تک اٹھتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش رنگ اور خوشنما ہیں۔''

(۱۰) جس طرح کھانا بغیر نمک کے پھیکا اور بے مزہ ہے اسی طرح اگر خدا کا ذکر کرلیا جائے اور محبوب خدا کا ذکر نہ کیا جائے تو سارے ذکر پھیکے رہتے ہیں ان میں مٹھاس پیدا کرنی ہے تو سرکار مدینہ علیہ السلام کے شیریں لبوں اور عنبریں زلفوں کا ذکر کرنا ہی پڑے گا۔

؎ ہے مکھڑا والضحیٰ کا زلف ہے والیل تیری گلاب ومشک سے بڑھ کر ہے بو تیرے پسینے کی

اور اللہ تعالیٰ کوئی ذکر بلکہ اپنا ذکر بھی محبوب کے ذکر کے بغیر قبول نہیں فرماتا کیونکہ اس کا محبوب سے وعدہ ہے ورفعنا لک ذکرک اور اس آیت کی تفسیر اس نے خود جبریل علیہ السلام کے ہاتھ بھیجی اذا ذکرت ذکرت معی۔ اے پیارے جہاں میرا ذکر ہوگا ساتھ تیرا بھی ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آذان، نماز، خطبہ ہر جگہ خدا کا ذکر ہے تو ساتھ مصطفیٰ کا بھی ذکر ہے اور۔

؎ ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو بخدیو! واللہ ذکر حق نہیں کنجی ستر کی ہے

(۱۱) اپنے آقا علیہ السلام کی رحمت کے دریا کی وسعتوں کا ذکر کیا جارہا ہے کہ حوض کوثر کو تو جانتے ہوگے جس سے ساری کائنات آدم علیہ السلام سے لیکر تا قیامت (جو جنتی ہوں گے) پانی پئیں گے مگر اس کے پانی میں کمی نہ آئے گی۔ اس کے کناروں پہ پیالے آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہوں گے۔ اسی طرح سلسبیل بھی جنت کا بہت بڑا چشمہ ہے لیکن میرے آقا کی رحمت کا

ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اتنا وسیع ہے کہ یہ کوثر و سلسبیل اس سمندر کے دو قطرے ہیں۔

ــ رحمت میرے حضور دی واجاں پئی ماردی　　　آ جا گناہ گارا میں تینوں بچا لواں

(۱۲) جس طرح اللہ تعالیٰ خدا ہونے میں وحدہ لاشریک ہے، اللہ کا محبوب ساری خدائی کا رسول ہونے میں ایک ہے۔ وہ خدا ہونے میں بے مثال یہ مصطفیٰ ہونے میں بے مثال، کوئی ذرہ اُس کی خدائی سے باہر نہیں اور کوئی ذرہ اس کی مصطفائی سے باہر نہیں۔ وہ ذرے ذرے کا رب یہ ذرے ذرے کا نبی۔ اللہ حضور کا رب ہے تو حضور اللہ کے رسول ہیں ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین۔ اس لیے تو حضور پیدا ہوئے تو جنوں، پرندوں، پتھروں، درختوں، فرشتوں اور ساری خدائی نے خوشیاں منائیں کہ پیدا ہونے والا پیدا تو مائی آمنہ کی گود میں ہوا ہے مگر رسول تو سب کا ہے۔ آپ نے فرمایا ارسلت الی الخلق کافہ۔ میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

ــ میں کروں ثنائے احمد، ہوا غیب سے اشارہ　　　نہ قلم میں تاب و طاقت نہ زبان کو ہے یارا
مرے ذہن و نطق حیراں، کہ کہوں تو کیا کہوں میں　　　کروں کیسے مدح اس کی جو خدا کو خود ہے پیارا

(۱۳) حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک نبی آتے رہے جاتے رہے کوئی کسی زمانے کا نبی، کوئی کسی علاقے اور خطے کا نبی، کوئی کسی قوم و قبیلے کا نبی، ایک کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا لیکن جب ہمارا نبی اور آفتاب و ماہتاب آسمان نبوت، کفر کی گھنگھور گھٹاؤں میں طلوع ہوا تو کفر و شرک کے اندھیرے مٹ گئے اور تا قیامت کسی اور نبی کی نبوت کی ضرورت باقی نہ رہی فرمایا انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ اللہ کی غیرت نے گوارا ہی نہ فرمایا کہ مصطفیٰ کریم علیہ السلام کے بعد کسی کو نبوت عطا فرمائے۔

ــ اوہ سچا ای رب نے بھن دِتا　　　جھدے وچ محمد نوں ڈھا لیاسی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسے حسن بے مثال والا جواب ہے اس طرح آپ کی نبوت بھی باکمال و بے مثال ہونے کے ساتھ ساتھ زمان و مکان کی قید سے ماوراء ہے۔

ــ مولای صل وسلم دائما ابدا　　　علی حبیبك خیر الخلق کلھم

(۱۴) حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کے سوا کون ہے جو ہر سوالی کو اس کی چاہت سے زیادہ عطا کرے کسی کو ایمان دے کسی کو ہدایت دے کسی کو ایک بار جنت دے حضرت عثمان غنی کو اٹھارہ بار جنت دے دے یہ صرف اللہ کا محبوب ہی ہے جو اللہ کی عطا سے ہر کسی کی ہر حاجت پوری فرما رہا ہے کیونکہ۔ دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں۔ ایسے کی شان ہی ایسی ہو سکتی ہے کہ

ــ جس طرف وہ نظر نہیں آتے　　　ہم وہ رستہ ہی چھوڑ دیتے ہیں
کیا تعلق خدا سے ہے اُن کا　　　اُن سے رشتہ جو توڑ دیتے ہیں
کعبہ بنتا ہے اُس طرف ہی ریاضؔ　　　رخ جدھر کو وہ موڑ دیتے ہیں

(۱۵) کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے　　　پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ

(۱۶) ملک کونین میں انبیاء تاجدار — تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ

(۱۷) لامکاں تک اُجالا ہے جس کا وہ ہے — ہر مکان کا اُجالا ہمارا نبی ﷺ

(۱۸) سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے — ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی ﷺ

(۱۹) سارے اونچوں میں اونچا سمجھئے جسے — ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی ﷺ

(۲۰) انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو — کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی ﷺ

(۲۱) جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے — نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی ﷺ

(۲۲) سب چمک والے اُجلوں میں چمکا کیے — اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی ﷺ

(۲۳) جس نے مردہ دلوں کو دی عمرِ اَبد — ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی ﷺ

(۲۴) غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

مشکل الفاظ کے معانی :

* کھِلے ۔چمکے ،روشن ہوئے * چھپ گئے ۔غروب ہوگئے * کونین ۔دونوں جہاں * تاجدار ۔بادشاہ * آقا ،سردار * لامکاں ۔جس پر مکان یا جگہ کا اطلاق نہ ہو سکے * اُجالا ۔روشنی * اچھوں سے اچھا ۔سب سے بہترین * اونچوں سے اُونچا ۔سب سے بلند وبالا * کیوں ۔سوال کے لئے * مالکو ۔جمع مالک کی ،مِلک والا * آقا ۔سردار * قمر ۔چاند * نور وحدت کا ٹکڑا ۔اللہ کے نور کا جلوہ * اُجلوں ۔ستھرے ،روشن * اندھے شیشوں ۔کالے ،گندے مندے * عمر ابد ۔ہمیشہ کی زندگی * جان مسیحا ۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جان * غمزدوں ۔غم کے ماروں * مژدہ ۔خوشخبری * بے کس ۔بے سہارا بیچارا۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱۵) کسے کیا معلوم کہ کتنے ہی انبیاء کرام اور مرسلین عظام آسمان نبوت پہ ستاروں کی طرح اپنے اپنے دور میں چمکتے رہے اور جب اُن کی مدت ختم ہوتی تو چھپ گئے ،لیکن جب ہمارے آقا علیہ السلام کی باری آئی تو آپ آفتاب عالمتاب بن کر آسمان نبوت پہ جلوہ گر ہوئے اور ایسے چمکے کہ کبھی ڈوبنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔

اس شعر میں عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام کی کثرت کی طرف بھی ارشارہ ہے شرح عقائد میں ہے کہ کل انبیاء کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار ہے (واللہ اعلم بالصواب۔ امنا باللّٰہ وملا ئکتہ وکتبہ ورسلہ) ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ اے ہمارے آقا!

؎ ترے بغیر ہو نہ سکی رونق چمن — پھولوں کو لاکھ بار سجایا بہار نے

اور ہاں یہ بھی جانتے ہیں کہ

؎ کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا
(ذوق نعت از مولانا حسن رضا خاں:۴۱)

(۱۶) انبیاء کرام علیہم السلام دونوں جہانوں کے بادشاہ ہوتے ہیں اور ہمارے آقا علیہ السلام کا مقام ومرتبہ یہ ہے کہ آپ ان بادشاہوں کے بھی بادشاہ ہیں۔ کیونکہ

؎ ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو

(۱۷) چاند سورج کی روشنی تو پھر بھی محدود ہے کہ چاند رات کو چمکتا ہے اور سورج دن کو اور دونوں زمین اور مکان کو روشنی دیتے ہیں لیکن ماہ طیبہ اور سراجا منیرا کی نورانیت کا عالم یہ ہے کہ ان کے وجود باجود سے فرش بھی چمکے عرش بھی چمکے، زمین بھی چمکے آسماں بھی چمکے، مکاں بھی چمکے لامکاں بھی چمکے۔

؎ ماہِ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹل گئے

(۱۸) دنیا میں جتنے بھی بہترین اور اچھے لوگ ہیں آپ ان میں سب سے بہترین اور اچھے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے بہترین لوگوں میں، بہترین خاندان قبیلوں میں بھیجا، پس میں تم سب سے بہترین ہوں نسب کے لحاظ سے بھی حسب کے لحاظ سے بھی اور (انا خیر کم نفسا) ذات کے اعتبار سے بھی۔

؎ دنیا میں احترام کے قابل ہیں جتنے لوگ میں سب کو مانتا ہوں مگر مصطفیٰ کے بعد

(۱۹) دونوں جہان میں جس کو بھی تم اونچا اور بلند شان والا کہو گے جب حضور علیہ السلام کی عظمت ملاحظہ کرو گے تو یقین کر لو گے کہ یہ تو اس سے بھی اونچے ہیں۔

(۲۰) بڑا وجد آفرین شعر ہے، اعلیٰ حضرت فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن جب تمام انبیاء ومرسلین بمعہ اپنی اُمتوں کے میدان حشر میں جلوہ گر ہوں گے تو میں ایک ایک کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کروں گا۔ اے میری جان کے مالکو! ایک سوال کا جواب تو دو! کہ تم سب اُمتوں والے ہو اور ہر ایک کی اُمت اس کو نبی کہتی ہے، مگر یہ تو بتاؤ کہ جو ہمارا نبی محمد رسول اللہ ہے وہ تمہارا نبی بھی ہے یا نہیں؟ سبحان اللہ!

اس کا جواب سوائے اس کے کیا ہوگا کہ ہاں احمد رضا! تیرے نبی کی شان تو یہ ہے کہ وہ ساری اُمتوں کے بھی نبی ہیں اور سارے نبیوں کے بھی نبی ہیں۔

؎ يَا شَفِيعَ الْوَرٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الْهُدٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ
اِشْفَعِيْ يَا حَبِيْبِيْ يَوْمَ جَزَا اَنْتَ شَافِعُنَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

(حضرت غلام مصطفیٰ عشقی رحمۃ اللہ علیہ)

مولانا محمد عبدالسلام قاضی کی پشتو زبان میں ایک رباعی بمعہ ترجمہ ملاحظہ ہو۔

دَ جان حسن مِ بے حدہ بے پایاں دے ہر ذی شان کاندوده پہ شان شان مدح
قاضی کل عالم پہ دے باب کبس ابکم دے پہ محشر بہ دَ جمیل دوست کہ رحمٰن مدح

(الرشید:۱۲۱۹)

ترجمہ:

"میرے محبوب ﷺ کا حسن بے حد اور بے انتہاء ہے اور ہر ذی شان آپ ﷺ کی مدح طرح طرح سے کرتا ہے۔اے قاضی! تمام عالم اس بارے میں گونگا ہے، محشر میں رحمٰن خود اپنے دوست کی مدح فرمائے گا۔"

(۲۱) انبیاء کرام علیہم السلام میں سے صرف ہمارے آقا ہی تو ہیں جنہوں نے چاند کو دو ٹکڑے کیا ہے۔بس یہی ہمارے آقا کی نشانی ہے کہ چاند کو ٹکڑے کرنے والا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہاں ہاں اور سنو! کہ ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے نور کا جلوہ اور عکس بھی ہے۔ ھو نور الانوار والنبی المختار (روح المعانی) ٹکڑا کے لفظ سے بعض بدنصیب دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں ان سے پوچھو کہ جس طرح تمہارے ذہنوں میں ٹکڑے کا تصور ہے کہ جیسے دھاگہ وغیرہ کا ٹکڑا ہوتا ہے بھلا نور اس طرح ٹکرے ہو سکتا ہے؟ جب نہیں ہو سکتا تو سمجھ لو کہ ٹکڑا سے مراد جلوہ، عکس اور پرتو ہی ہو سکتا ہے۔اور یاد رکھو! اس طرح کے بہانوں سے تم ذکر مصطفیٰ کی وسعتوں کے آگے بند نہیں باندھ سکو گے، تم جیسے کئی ایسی چالاکیاں کر کر کے فنا ہو گئے مگر حضور کا ذکر بلند سے بلند تر ہی ہو رہا ہے کیونکہ

؎ وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور گھٹانا کیا جانے

(ورفعنا لك ذكرك)

(۲۲) انبیائے کرم علیہم السلام پڑھے لکھے مہذب، نیک لوگوں میں تشریف لاتے رہے لیکن ہمارے نبی علیہ السلام جن لوگوں میں مبعوث ہوئے وہ کفر و شرک، جہالت وضلالت کی دلدل میں پھنسے ہوئے انتہائی غیر مہذب اور نافرمانی وعصیان کے پتلے تھے، اپنے گناہوں پہ ناز کرنے والے، بچیوں کو زندہ درگور کر دینے والے، بتوں کی پوجا کرنے والے ضدی ہٹ دھرم، حیاء باختہ لوگ تھے ایسے ظلم شعار لوگوں (اندھے شیشوں) میں ہمارے نبی ایسا چمکے کہ ان کو بھی چمکا کے رکھ دیا جو شرابی تھے صحابی بن گئے، جو زاہرن تھے راہبر بن گئے، بدکردار نیکوکار بن گئے، خطاکار پرہیزگار بن گئے، سیہ کار وفا شعار بن گئے اور **الفضل ماشهدت به الاعداء** فضیلت وہ جس کی دشمن بھی گواہی دے اور جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے، ایک ہندو کہتا ہے۔

؎ کس نے ذروں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا؟ کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا؟
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم؟ اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا؟
شوکت مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم؟ منہدم کس نے الٰہی! قصر کسریٰ کر دیا؟
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں ان کے نام پر اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

(پنڈت ہری چند)

قرآن پاک میں ہے وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين ۔کہ اس (نبی کی آمد) سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں (ڈوبے ہوئے) تھے۔

ایک دوسرا ہندو لکھتا ہے۔

؎ پریم کی بنسی بجائی سید ابرار نے پاپ کی کایا مٹائی سید ابرار نے

پاپ میں ڈوبے تھے جوان کوڈبویا پریم میں　　　خوب ہی بگڑی بنائی سید ابرار نے
(پردیس برہمچاری)

(۲۳)　ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید خداوندی کا ایسا نغمہ آلاپا کہ جو دل گناہ کرکر کے مردہ ہو چکے تھے ان میں نئی زندگی پیدا ہوگئی اور ایسے زندہ ہوئے کہ مرکر بھی زندہ رہے۔بل احیاء ولکن لا تشعرون۔واقعی یہ ایسا کام ہے جو مسیح علیہ السلام بھی نہ کرسکے لیکن امام الانبیاء نے کرکے دکھادیا تو پھر ہوا ناں ہمارا نبی جان مسیحا!

؎　سلام گویم و صلوات بر تو ہر نفسے　　　قبول کن بہ کرم ایں سلام و صلواتم
(شیخ عبدالقادر جیلانی)

(۲۴)　اے احمد رضا (ثناخوانِ مصطفیٰ وگدائے درِ خیر الوریٰ) غم کے مارے بے سہارے، گناہ گار بے چارے، جن کو اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کی فکر کھائی جارہی ہے ان کو (مژدۂ جانفزا) خوشخبری سنادے! کہ تم اکیلے نہیں ہو بلکہ تمہارا غمخوار آقا تمہارے ساتھ ہے، جو تمہیں تمہارے گناہوں کے حوالے نہیں کرے گا بلکہ اپنی شفاعت کے کھاتے میں ڈال لے گا۔

؎　خدا سے وہ گناہوں کو ہمارے بخشوائیں گے　　　نہیں اے اہل محشر! خوف ہم کو روز محشر کا
یہی ہے التجا فضل خدائے پاک برتر ہے　　　چھٹے دامن نہ میرے ہاتھ سے میرے پیغمبر ﷺ کا

----***----

نعت شریف نمبر (۴۸)

(۱) عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

(۲) قبر میں لہرائیں گے تاحشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی

(۳) کافروں پر تیغ والا سے گری برق غضب
ابر آساچھا گئی ہیبت رسول اللہ کی

(۴) لَا وَرَبِّ الْعَرْش جس کوجو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

(۵) وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

(۶) سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

(۷) تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

(۸) ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی

(۹) نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

(۱۰) ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا اُن سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

(۱۱) اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(۱۲) خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے اُلفت رسول اللہ کی

(۱۳) ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند
حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی

(۱۴) یارب اک ساعت میں دھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش پر آ جائے اب رحمت رسول اللہ کی

(۱۵) ہے گل باغ قدس رخسار زیبائے حضور
سرو گلزارِ قِدم قامت رسول اللہ کی

(۱۶) اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

مشکل الفاظ کے معانی :

٭ مسند۔ گدی، بیٹھنے کی جگہ (بفتح المیم) ٭ رفعت۔بلندی ٭ عزت۔مرتبہ ومقام ٭ لہراتا۔ جھولنا، جاری ہونا

* طلعت۔چہرہ،صورت نورانی * تیغ والا۔بلند تلوار * برق غضب۔قہر کی بجلی * ابر آسا۔بادل کی طرح * لاورب العرش۔ قسم ہے عرش کے رب کی * بٹتی۔ تقسیم ہوتی * کونین۔دو جہان * مستغنی۔بے نیاز، لاپرواہ * خلیل اللہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام * حاجت۔ضرورت * اُلٹے پاؤں پلٹنا۔انہی قدموں پہ واپس آنا * چاک۔ دو ٹکڑے ہونا * مطلب۔ کام * وہابی۔(نجدی) گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم * فضل۔ فضیلت * کاٹے۔ کانٹ چھانٹ کرے، فضیلت کا انکار کرنے کے بہانے مثلاً یہ حدیث ضعیف، وہ کمزور، اس کا مطلب یہ ہے چونکہ، چنانچہ وغیرہ * نقص۔ عیب * جویاں۔ متلاشی * مردک۔ذلیل کمینہ * مہلت۔ڈھیل * عالم۔جہاں * کافرو مرتد۔دین سے پھرنے والا * بھکاری۔ منگتے * فزوں۔ زیادہ * نہ۔ نہیں،(لا) * بیڑا۔بڑی کشتی۔ * اصحاب حضور۔ حضور علیہ السلام کے صحابہ * نجم۔ستارے * ناؤ۔ کشتی * عترت۔اولاد * آرام سے۔چین وسکون سے * اکسیر۔ کیمیا، جس سے سونا بناتے ہیں * الفت۔محبت * فوراً۔اچانک، یکدم * قید و بند۔بیڑیاں * بندش۔ کھلنا، ظاہر ہونا * ساعت۔لمحہ، گھڑی، پل بھر * ڈھل جائیں۔صاف ہو جائیں * سیہ کار۔ گنہ گار * گل باغ قدس۔ تقدس (الہی) کے باغ کا پھول * رخسار زیبا۔ خوبصورت گال * سروگلزار قدم۔ قدیم (صفت خداوندی) باغ کا صنوبر (صفات الہی کا جلوہ) * قامت۔قد انور * صاحب قرآن۔ حق تعالی * مداح۔بہت تعریف کرنے والا * مدحت۔ صفت ونعت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) ہم سب نے (اپنوں اور بیگانوں نے، ماننے والوں اور منکروں نے بھی) حشر میں اللہ کے محبوب علیہ السلام کی جوشان (دنیا میں پڑھی اور ہم ماننے والے ہو گئے اور منکر پڑھ کر بھی انکاری ہو گئے) اپنی آنکھوں سے دیکھنی ہے کہ خدا کے عرش معلی پہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوں گے۔ کیونکہ

ہیں مظہر ذاتِ حق رسول اکرم ــــ مختار و خلیفۂ خدائے عالم
صرف ان کے سبب سے سب اُولو العزم ہوئے ــــ حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ حضرت خلیل ونوح وآدم

(جمیل الرحمٰن خان رضوی)

اہل عشق ومحبت اور علماء ربانیین تو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے عرش کو بنایا ہی محبوب کے لیے ہے کیونکہ عرش تو بیٹھنے کے لیے ہے اور اللہ تعالی بیٹھنے اُٹھنے سے پاک ومبرا ہے۔

عرش است کمیں پایہ زایوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم (سعدی) اہل حدیث حضرات کے "امام الکل فی الکل للکل بالکل" صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔ "پس فردا ظاہر شود کہ او را در درگاہ خداوندی چہ قدر عزت وجاہ بودہ است" کل قیامت کو (اہل حدیث بھائیوں پر بھی) ظاہر ہو جائے گا۔ کہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں اس کے محبوب کا کیا مقام ہے "یرقی ھو صلی اللہ علیہ وسلم وامتہ علی کرم فوق الناس" قیامت کے دن حضور علیہ السلام اور آپ کی اُمت کو بلند مقام پہ بٹھایا جائے گا (رواہ احمد، تفسیر ابن جریر)

عالم کا انہیں خدا نے سلطان کیا ــــ جبرائیل امیں کو ان کا دربان کیا

ہر چیز کا اختیار ان کو دے کر کونین کو حق نے ان کا مہمان کیا
(جمیل الرحمٰن رضوی)

حضور علیہ السلام نے فرمایا انا وامتی یوم القیمة علی کوم مشرفین مامن الناس احد الاو ذانه منا الخ میں اور میری امت قیامت کے دن اتنی بلندیوں پہ ہوں گے کہ ہر کوئی اہل محشر میں سے خواہش کرے گا کہ کاش ہم بھی ان میں سے ہوتے۔

؎ ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا یوسف کو ترا طالب دیدار بنایا
کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر کونین کی خاطر تجھے سرکار بنایا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ان محمدا صلی اللّٰه علیه وسلم یجلس علی کرسی الرب بین یدی الرب۔ حضور علیہ السلام کو قیامت کے دن اللہ کی دائیں جانب (نور کی) کرسی پہ بٹھایا جائے گا۔انشاء اللہ ہم سب نے۔

دیکھنی ہے حشر میں (یہ) عزت رسول اللہ کی

اس موضوع پہ کسی کو پڑھنے کا شوق ہو تو اعلیٰ حضرت ہی کا رسالہ تجلی الیقین دیکھیں، دلائل کے دریا بہا دیے ہیں اور براھین کے انبار لگا دیے ہیں اور۔جس سمت آگئے ہیں سکے جما دیے ہیں۔

(۲) قبر میں عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضور علیہ السلام کی آمد پر آپ کے چہرۂ اقدس سے نور کے ایسے جلوے اُٹھیں گے جو جھنڈوں کی طرح مومن کی قبر میں تا قیامت لہراتے رہیں گے۔قبر میں تیسرا سوال حضور علیہ السلام ہی کے متعلق ہوگا اور آپ خود بنفس نفیس وہاں تشریف لائیں گے (شبیہ دکھائی جائے، پردے ہٹائے جائیں یا خود جلوہ گر ہوں ایک ہی بات ہے اور نور کے چشمے تا حشر مومن کی قبر میں لہرانے کے لیے اتنا بھی کافی ہے)

؎ وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے غبار راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسٓین وہی طٰہٰ (اقبال)

(۳) میرے آقا علیہ السلام نے جب اپنے دست اقدس میں تلوار کو لیکر اس کو بلندی عطا فرمائی تو آپ کی ہیبت اتنی بات سے ہی کافروں کے دلوں پہ ایسی بیٹھی کہ ایسے لگا کہ جیسے ان پر قہر کی بجلی گر گئی ہے۔گویا رعب کا ایک کالا سیاہ بادل تھا جو ان کے دلوں پہ چھا گیا اور ان کے دل ہیبت مصطفوی سے ”بیٹھ“ گئے۔

آپ نے فرمایا کہ میں ابھی ایک مہینے کی مسافت (دوری) پہ ہوتا ہوں تو کافروں پر میرا رعب طاری ہو جاتا ہے۔

؎ شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب (اقبال)

اعلیٰ حضرت کی یہ نعت پڑھنے سے ان کا ایک نیا انداز سامنے آتا ہے الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ ہی ایسے لگتا ہے۔جیسے عالم وجد میں آ کر حضور علیہ السلام کے دامن کرم پہ مچل کر گستاخان رسول کے لئے ننگی تلوار کا کردار ادا کر رہے ہیں (جیسا کہ اسی شعر سے آگے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا) اور منکروں کو للکار للکار کر حضور کی عظمت و شان کا آئینہ دکھا رہے ہیں۔اور ایسا کیوں نہ ہو آخر عشق

رسول علیہ السلام کی دولت ملنے پر غلامی رسول کا یہی تقاضا بنتا ہے۔

(۴) کیوں نہیں؟ مجھے عرش کے رب کی قسم ہے، جس کو جو نعمت بھی ملتی ہے در رسول سے ہی ملتی ہے دونوں جہان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کا صدقہ ہی نعمتیں بانٹی جارہی ہیں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) انما انا قاسم و المعطی هو الله دیتا اللہ ہی ہے اور تقسیم میں ہی کرتا ہوں۔

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
کسی کا احسان کیوں اٹھائیں کسی کو حالات کیوں بتائیں
تمہیں سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

(۵) (اس شعر میں بعض بدباطن لوگوں کے اس عقیدے کی تردید فرمائی جارہی ہے کہ نبی تو صرف چٹھی رساں ہوتا ہے چٹھی دیکر چلا گیا اب ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں) وہ سیدھا دوزخ میں جائے گا۔ جو میرے آقا سے بے نیاز اور لاپرواہ ہو گیا اور یہ کہا کہ ہمیں اب ان کی ضرورت نہیں رہی۔ ارے ظالم کہیں کے! جب ابراہیم خلیل علیہ السلام کو بھی میرے آقا کی ضرورت ہے اور اللہ سے دعا کر رہے ہیں ربنا وابعث فیهم رسولا۔ اے اللہ (کعبہ تو میں نے تعمیر کر دیا ہے اب اس کو بسانے اور آباد کرنے کے لئے اپنا پیارا) رسول بھیج دے۔ تو پھر تو کون ہوتا ہے حضور علیہ السلام سے مستغنی ہونے والا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا یرغب الی فیه الخلق حتی ابراهیم (مسلم شریف) قیامت کے دن ساری مخلوق میری بارگاہ میں آئے گی حتی کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی۔ وان ابراهیم یرغب فی دعائی ذلك الیوم اور ابراہیم علیہ السلام بھی اس دن میری دعا کے ہی خواہش مند ہوں گے۔

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں ہے یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں ہے
جو منکر ہے ان کی عطا کا وہ یہ بات بتائے تو کون ہے وہ جس کے دامن میں اس در کی خیرات نہیں ہے

(کوثر القادری)

(۶) ارے او اندھے نجدی گستاخ! یہ عقیدہ رکھنے والے کہ جس کا نام محمد و علی ہو وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ اور نبی کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو کہیں شرک نہ ہو جائے، میرے آقا کی شانوں اور قدرتوں کا انکار کرنے والے ظالم! اس سے بڑھ کر حضور کی قدرت و اختیارات کی کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ آپ اشارہ فرماتے ہیں تو ڈوبا ہوا سورج انہی قدموں پہ واپس پلٹ آتا ہے اور چاند کا سینہ آج بھی میرے آقا کے اختیار کی گواہی دے رہا ہے، تو ذرا آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر دیکھ تو سہی، بغض رسالت نے تجھے کیوں بالکل اندھا کر دیا ہے، تجھے حضور کی قدرت و اختیارات بھلا کیسے دکھائی دیں۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے محبوب کیا مالک و مختار بنایا
بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا

معجزہ رد الشمس کا بیان الشفا بعریف حقوق المصطفیٰ! قاضی عیاض۔ میں پڑھیے اور معجزہ شق القمر کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ

القمر کی پہلی آیت کی تفسیر اور صحیح بخاری شریف میں ملاحظہ کیجئے۔

(۷) ارے او گستاخ وہابی! ہٹ پیچھے تجھے جنت سے کیا مطلب؟ جسے حضور کے قدموں سے نہیں کوئی نسبت؟ جنت تو حضور کے صرف ان غلاموں کے لئے ہے جو حضور کی اس عظمت کا اقرار کرتے ہیں کہ حضور جنت کے مالک ہیں تبھی تو آپ نے کئی بار حضرت عثمان غنی کے ساتھ جنت کو بیچ دیا اور کیا تو اتنا بھی نہیں جانتا کہ بغیر قبضے بیع فاسد ہوتی ہے اور بغیر ملکیت کے بیع باطل ہوتی ہے (لیکن تو کیسے فقہی مسائل کو جان سکتا ہے کہ من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین اور تیری اور تیری پارٹی کی حالت یہ ہے کہ الوھابیۃ قوم لا یفقھون ۔وہابیوں کے پاس فقہ ہے ہی نہیں) تو ثابت ہوا تو مان یا نہ مان! جا جہنم میں، میرے آقا جنت کے مالک بھی ہیں اور جنت پہ آپ کا قبضہ بھی ہے۔

وزیرای فی السماء ووزیرای فی الارض
ظاہر ہے اس حدیث سے حکومت رسول کی

(ھذا من عندی)

(۸) تجھے شرم آنی چاہیے اور نجدی کمینے! کہ جس کا کلمہ پڑھ کے اپنے آپ کو مسلمان بلکہ اسلام اور توحید کا ٹھیکدار بنا پھرتا ہے اس کی عظمت کی بات آئے تو شرک کے فتوے لگا کر روکنے کی کوشش کرتا ہے (یارسول اللہ نہ کہو، حاضر ناظر نہ کہو، نور نہ کہو حالانکہ یہ سارے عقیدے قرآن وحدیث اور سنت صحابہ سے ثابت ہیں لیکن) جہاں بھی عظمت مصطفیٰ کی بات آتی ہے تو یہ کہہ کر انکار کر دیتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے وہ سند کے اعتبار سے کمزور ہے اور جو خود حضور کی شان میں نقص نکالنے کی ناکام کوشش کرتا ہے (کہ نعوذ باللہ! مر کر مٹی ہو گئے، دیوار پیچھے کا علم نہیں وغیرہ اس پر تیرے پاس کیا دلیل ہے) ارے کمینے اس کے باوجود بھی تیرا دعویٰ ہے کہ تو حضور کا اُمتی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں ہزار بار نہیں۔

؎ خدا کا ہو نہیں سکتا، خدا اُس کا نہیں ہوتا — جسے ہونا نہ آتا ہو تمہارا یارسول اللہ

(۹) سن او نجدی! اگر تو یہ کہے کہ اگر ہم ایسے ہیں تو اللہ ہمیں اپنے محبوب کا گستاخ ہونے کی وجہ سے عذاب میں کیوں نہیں مبتلا کر دیتا تو اللہ نے اپنے محبوب کے صدقے یہ فرما کر ما کان لیعذبھم وانت فیھم تمہیں مہلت دے رکھی ہے کہ (یہ نہیں کہ میں تمہیں عذاب دے نہیں سکتا، میں علیٰ کل شیٔ قدیر ہوں۔ میں نے بڑے بڑوں کا نام ونشان مٹا دیا ہے تم کیا شے ہو" کیا پدی کیا پدی کا شوربا") دنیا میں کافر ومرتد پہ بھی حضور کی رحمت برس رہی ہے کہ عذاب سے بچے ہوئے ہیں اور نعمتیں پا رہے ہیں لیکن۔

؎ اس دن آکڑتے مغروری نکل جاوے گی تیری — جس دن کہیا سرور عالم ایہہ نیں اُمت میری

(۱۰) الحمدللہ! ہم آپنے آقا کے در کے بھکاری ہیں اور ہمیں اپنے آقا سب کچھ دیتے ہیں کیونکہ وہ کریم ہیں اور ان کا خدا ان کو عطا فرماتا ہے واللّٰہ یعطی۔ اللہ ان سے بڑا کریم بلکہ خود ان کو کریم بنانے والا ہے۔ اور ہمارے نبی کی شان یہ ہے کہ "ناں کرنا" تو ان کی عادت ہی نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے تو پھر تیرے دل پہ آرا کیوں چلتا ہے جب ہم اپنے کریم سے کرم کی بھیک مانگتے ہیں۔ ہاں ہاں سن لے۔

؎ ہم منگتے ہیں احمد کے وہ داتا ہے ہمارا — ہم مانگیں گے ان سے ہمیں دے گا وہ پیارا

گر شو مچاتے ہیں "نجدی" تو مچائیں　　"آواز سگاں کم نکند رزق گدارا"

(۱۱) انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ! ہم اہل سنت وجماعت جو صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار دونوں کو ماننے والے، ان کا احترام کرنے والے ان کی محبت کو اپنے ایمان کی جان سمجھنے والے ہیں، ہماری نجات اُخروی اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا کے بھنور سے کنارے پر لگنا لوہے پر لکیر ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت (وجنت) پا جاؤ گے اور اہل بیت کے بارے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو نوح علیہ السلام کی کشتی میں بیٹھ گیا طوفان سے نجات پا گیا اسی طرح جس نے اہل بیت کا دامن پکڑ لیا نجات پا گیا۔ کشتی کو ستاروں کی مدد سے اس دور میں چلایا جاتا تھا اس لیے آپ نے یہ مثال ارشاد فرمائی تا کہ ہر بندہ سمجھ جائے الحمدللہ! کشتی بھی ہمارے پاس اور ستارے بھی ہمارے پاس تو نجات پکی ہونے میں کیا کسر باقی رہ گئی۔

ہم اہل سنت کو اللہ نے ایسا عظیم الشان سچا اور سچا عقیدہ عطا کیا ہے کہ جس میں کسی کی بھی گستاخی کا تصور تک نہیں۔ دوسرے فرقوں کے عقیدے کی صندوقچیاں دیکھیں تو کسی میں صحابہ کی محبت نہیں تو کوئی اہل بیت کا دشمن ہے کوئی نبیوں کا گستاخ ہے تو کوئی ولیوں کا بے ادب اور اہل سنت کے خزانے میں سب کی محبت، اس لیے ہم امن پسند ہیں اور دوسرے شرپسند، جب کوئی گستاخی کرتے ہے تو ہم اسے سمجھاتے ہیں کہ گستاخی نہ کرو وہ کریں تو ان کو سمجھاتے ہیں یہ کریں تو ان کو، تو سمجھانے والا شرپسند کیسے ہوسکتا ہے، ہمارا عقیدہ اس مسدس میں ملاحظہ فرمائیں۔

؎ صدیق عکس حسن و جمال محمد است　　فارق ظل جاہ و جلال محمد است
عثماں ضیائے شمع کمال محمد است　　حیدر بہار باغ خصال محمد است
اسلام ما اطاعت خلفاء راشدین　　ایمان ما محبت آل محمد است

(۱۲) ہم حضور علیہ السلام کے قدموں کی خاک بنے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں چین کی نیند عطا فرمائی اس سے ثابت ہوا کہ ہمارے آقا علیہ السلام کی محبت مٹی کو سونا بنانے والا کیمیا ہے۔ گویا اس فنائیت سے محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بقاء کی منزل کی طرف ترقی نصیب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ

؎ جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز　　کونین میں کسی کو نہ ہو گا کوئی عزیز
جو کچھ تیری رضا ہے خدا کی وہی خوشی　　جو کچھ تیری خوشی ہے خدا کو وہی عزیز
کونین دے دیے ہیں تیرے اختیار میں　　اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تیری عزیز
محشر میں دو جہاں کو خدا کی خوشی کی چاہ　　میرے حضور کی ہے خدا کو خوشی عزیز

قرآن کھا رہا ہے اسی خاک کی قسم　　　ہم کون ہیں خدا کو ہے تیری گلی عزیز

(مولانا حسن رضا خان بریلوی)

(۱۳)　قیامت کے دن ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت کا اندازہ ہوگا کہ جب کروڑوں مجرم قید و بند میں ڈال کر جہنم کی طرف لے جائے جا رہے ہوں گے تو حضور کا ایک سجدہ ساری بیڑیاں توڑ کر مجرم رہا کرا دے گا اور جہنم سے لوگوں کو نکال باہر کرے گا جیسا کہ صحیح بخاری حدیث شفاعت میں ہے۔

؎ وہ سماں کیسا ذی شان ہو گا جب خدا مصطفیٰ سے کہے گا
اب تو سجدے سے سر کو اُٹھا لو آپ کی ساری امت بَری ہے

حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

یامحمد ارفع راسك وقل تسمع وسل تعطیٰ واشفع تشفع۔

جس کا ترجمہ تاجدار گولڑہ سیدنا پیر مہر علی شاہ نے یوں فرمایا

؎ یُعطیك ربك داس تساں　　　فترضی تھیں پوری آس اساں
لجپال کریسی پاس اساں　　　واشفع تشفع صحیح پڑھیاں

اس شعر کو سمجھنے کے لیے بھی کس اچھے بھلے عالم کا ہونا ضروری ہے۔ جس نے واقعی واشفع تشفع والی حدیث پڑھی ہو۔

جگر مراد آبادی کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں جو اہل محبت کے جگر پر ضروری اثر کرے گا۔

؎ ہمیں معلوم ہے ہم سے سنو محشر میں کیا ہوگا　　　سب اس کو دیکھتے ہوں گے وہ ہم کو دیکھتا ہوگا
یہ نسبت عشق کی بے رنگ لائے رہ نہیں سکتی　　　جو محبوب خدا کا ہے وہ محبوب خدا ہو گا

(۱۴)　اے اللہ! وہ گھڑی جلد آئے کہ تیرے محبوب کی رحمت کا دریا موجزن ہو اور ایک ہی لمحے میں سیاہ کاروں کے جرم ایسے ڈھل جائیں کہ۔

؎ ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی　　　وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

(۱۵)　میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور پاکیزگی کے عظیم الشان گلستان کا چمکتا ہوا تروتازہ پھول ہے اور آپ کا قد انور قدم کے حسین باغ کا سرو ہے (قدس اور قدم کے الفاظ سے عقیدہ وحدۃ الوجود کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے لیکن)

؎ چپ کر مہرے علی ایتھے جائیں بولن دی (اور) خاصاں دی گل عاماں آگے نہیں مناسب کرنی

اس سے تھوڑا سا نیچے آ کر علامہ اقبال کی زبان میں یوں کہہ لیا جائے۔

ے لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب　　گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب وخاک میں تیرے ظہور سے فروغ　　ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

(۱۶) اے (ثنا خوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیارے) احمد رضا! تو جتنی بھی اپنے آقا کی تعریف کرے گا کما حقہ نہیں کر سکے گا کیونکہ جب ان کا پرودگار خود ان کی ان تعریف فرماتا ہے تو اور کون ان کی ثنا خوانی کا حق ادا کر سکتا ہے۔ ان کا تو نام ہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جس کا معنیٰ ہی الذی یحمد حمدا بعد حمد مرة بعد مرة و کرة بعد کرة بلا فصل الخ۔ جس کی بہت ہی زیادہ تعریف کی جائے۔

اور دوسرا نام احمد ہے اس کا معنیٰ بہت زیادہ تعریف کرنے والا تو مطلب یہ ہوا کہ یہ اللہ کی سب سے زیادہ تعریف کرتے ہیں اور اللہ ان کی سب سے زیادہ تعریف فرماتا ہے تو۔

ے وہ جس کو خدا نے پڑھایا ہے کوئی اور پڑھانا کیا جانے　　وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور بڑھانا کیا جانے

مولانا جامی علیہ الرحمتہ کے اشعار پر اس عشق ومحبت میں ڈوبی ہوئی نعت کی شرح مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

ے گل از رخت آموختہ نازک بدنی رابدنی را　　بلبل زتو آموختہ شیریں سخنی راسخنی را
ہر کس کہ لب لعل ترا دیدہ بہ دل گفت　　حقا کہ چہ خوش کندہ عقیق یمنی را یمنی را
خیاط ازل دوختہ بر قامت زیبا ! ! !　　در قد تو ایں جامہ سرو چمنی را چمنی را
از جامؔی بے چارہ رسانید سلامے　　بر در گہہ دربار رسول مدنی را مدنی را

----***----

نعت شریف نمبر (۴۹)

(۱) قافلے نے سوئے طیبہ کمر آرائی کی | مشکل آسان الٰہی مری تنہائی کی
(۲) لاج رکھ لی طمع عفو کے سودائی کی | اے میں قربان مرے آقا بڑی آقائی کی
(۳) فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر | بس قسم کھایئے اُمی تری دانائی کی
(۴) شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال | دھوم وَالنَّجْمْ میں آپ کی بینائی کی
(۵) پانسو سال کی راہ ایسی ہے جیسے دو گام | آس ہم کو بھی لگی ہے تری شنوائی کی
(۶) چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج | واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی

(۷) تنگ ٹھہری رضا جس کے لیے وسعت عرش
بس جگہ دل میں ہے اس جلوۂ ہر جائی کی

مشکل الفاظ کے معانی:

* سوئے طیبہ۔مدینے کی طرف * کمرآرائی۔ کمر سنواری (تیاری کی) * تنہائی۔اکیلا ہونا * لاج۔حیا و شرم * طمع عفو۔معافی کا لالچ * سودائی۔دیوانہ * آقائی۔پیشوائی * تا۔تک * آئینہ ضمائر۔دلوں کا شیشہ * امی۔جس کا مخلوق میں سے کوئی استاد نہ ہو * شش جہت۔چھ اطراف، سمتیں * مقابل۔سامنے * دھوم۔چرچا * والنجم۔قسم ستارے کی * دوگام۔دو قدم * آس۔حرص، امید * شنوائی۔سننے کی قوت مراد ہے رسائی اور اثر و رسوخ * ہلا۔مانوس ہوا، عادی ہوا، حرکت کی * توانائی۔طاقت * وسعت۔فراخی، گنجائش * جلوۂ ہر جائی۔آزاد، ہر جگہ جس کا جلوہ ہو۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے میرے اللہ! قافلے نے مدینہ شریف جانے کی تیاری باندھ لی ہے میری مشکل بھی آسان کردے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اکیلا رہ جاؤں اور قافلہ جاتا رہے۔

؎ یاد آتی ہے جب مدینے کی | آرزو کتنے روپ بھرتی ہے
ہے وہی اصل زندگی حافظ | شہر طیبہ میں جو گذرتی ہے

(۲) اے میرے پیارے آقا! آپ کے دیوانے (احمد رضا) نے جو آپ سے معافی کی امید وابستہ کر رکھی تھی، آپ کا بہت

بہت شکریہ کہ آپ نے میری لاج (شرم) رکھ لی ہے اور مجھے معافی مل گئی ہے میں آپ پہ قربان ہو جاؤں آپ نے واقعی پیشوا ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔

؎ جھدی بانہہ پھڑ دے اوہنوں چھوڑ دے نیں ۔ لج پال پریت نوں توڑ دے نیں

اعلیٰ حضرت کے قدموں کا بوسہ (عالم تصورات میں) لیکر میں کمینہ (غلام حسن) بھی اپنے آقا کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں، کہ اے میرے رحمت والے آقا!

؎ گو کمینہ ہوں یارسول اللہ ﷺ ۔ لاج رکھنا کہ میں تمہارا ہوں

(۳) فرش سے لیکر عرش (تحت الثریٰ سے لیکر عرش معلی) تک ہر پوشیدہ چیز آپ کے سامنے آئینے کی طرح حاضر و موجود ہے اے میرے پیارے نبی واقعی آپ کی دانائی اور علم و فراست کی قسم کھائی جانی چاہیے۔

؎ جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود ۔ اور کوئی غیب ہو کیا تم سے نہاں ہو بھلا

نگاہ نبوت:

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں **کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یریٰ فی ظلماء کما یریٰ فی الضوء۔** (خصائص الکبریٰ ص ۶۱، ج ۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت اندھیرے میں بھی اس طرح دیکھتے تھے جیسے روشنی اور اجالے میں دیکھتے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا **فانی اراکم من امامی ومن خلفی** میں آگے اور پیچھے سے یکساں دیکھتا ہوں۔ (خصائص ص ۶۱ ج ۱)

بخاری شریف میں ہے **ابی اریٰ مالا ترون واسمع مالا تسمعون فواللہ لا یخفی علی خشوعکم ولا رکوعکم** (ص ۵۹، ج ۱) میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ پس اللہ کی قسم تمہارے خشوع (دلی کیفیات بھی) اور رکوع (ظاہری حرکات دوران نماز بھی) مجھ پر پوشیدہ نہیں۔ کئی صحابہ کرام کو ان کے گھر کے حالات بغیر پوچھے بتا دیے۔

جنگ موتہ کا آنکھوں دیکھا حال مسجد نبوی کے منبر پہ تشریف فرما ہو کر بتا دیا کہ اب فلاں نے جھنڈا پکڑا ہے اب وہ شہید ہو گیا ہے اور جھنڈا فلاں نے پکڑ لیا ہے، صحابہ کرام فرماتے ہیں **فاخبرھم کلہ وصفہ** (خصائص ص ۲۵۹، ج ۲) حضور علیہ السلام نے مکمل تفصیل کے ساتھ سارے حالات بیان فرما دیے۔ اور بخاری شریف میں ہے آپ نے اسی جنگ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا **اخذ الرایۃ زید فاصیب ثم اخذ الرایۃ جعفر فاصیب ثم ابن الرواحۃ فاصیب وعیناہ تذرفان حتی اخذ الرایۃ سیف من سیوف اللہ** (یعنی خالد بن ولید) **حتی فتح اللہ** (ص ۶۱۱، ج ۲) ترجمہ خلاصۃً اوپر گزر چکا۔

اسی طرح آپ نے شاہ حبشہ نجاشی کی وفات کی خبر صحابہ کرام کو مدینہ شریف میں سنا دی اور **فی الیوم الذی مات فیہ** جس دن وہ فوت ہوا اسی دن (بلکہ اسی وقت) خصائص ج ۲۔

صحیح بخاری میں ہے کہ جب سورج گہن ہوا تو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور بعد میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا! میں

یہاں کھڑا ہو کر ہر شے دیکھ رہا ہوں حتی الجنة والنار ۔حتی کہ جنت اور دوزخ بھی۔

ترمذی شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں آسمان کی چرچراہٹ کو بھی سنتا ہوں اور وہ کیوں نہ چرچرائے لیس لها موضع اربع اصابع الا وملك واضع جبهته ساجدالله۔

کیونکہ آسمان پر چار انگل کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدے میں نہ پڑا ہوا ہو۔

معراج شریف (منامی) کی ایک حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے رب کو بڑی اچھی صورت میں دیکھا (الی ان قال) پھر اللہ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا فوجدت برد ھابین ثدیی ۔میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی فتجلی لی کل شئ ہر شے میرے سامنے روشن ہوگئی۔ فعلمت ما فی السموات والارض ۔پس جو کچھ زمین وآسمان میں تھا میں سب کچھ جان گیا۔ (مشکوۃ۔خصائص)

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا فانا انظر الیها والی ماهو کائن فیها الی یوم القیمة کانما انظر الی کفی هذه ۔ (مواہب لدنیہ ص۱۹۳، ج۲) میں پوری دنیا کو اور جو قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو۔

ان ساری باتوں نے باوجود اس بیماری کا کیا علاج ہو سکتا ہے کہ مریضان نفاق وعدوات رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔چونکہ خود بے خبر ہیں اور وہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے جیسا ہی سمجھتے ہیں ۔ مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں

(۴) (باقی ہر کوئی آگے دیکھے تو پیچھے نہیں دیکھ سکتا، نیچے دیکھے تو اوپر نہیں دیکھ سکتا دائیں دیکھے تو بائیں نہیں دیکھ سکتا لیکن سرکار مدینہ علیہ السلام کی نگاہ نبوت کا یہ عالم ہے کہ) چھ جہتیں ۔آگے پیچھے، نیچے اوپر، دائیں بائیں ہر وقت آپ سرکار کے سامنے ہیں اور آپ ایک ہی وقت میں چھ اطراف کی ہر چیز دیکھتے رہتے ہیں اسی لیے تو آپ کی بینائی کے چرچے سورۂ النجم میں بھی کیے گئے کہ ماذاغ البصر وما طغی کہ آنکھ بھی نہ جھپکی اور خدا کو بھی دیکھ لیا۔

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(۵) (ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کا سفر پانچ سو سال کی مسافت ہے پھر ہر آسمان کی موٹائی بھی اتنی ہے جیسا کہ احادیث میں ہے لیکن معراج کی رات یہ) پانچ سو سال کا سفر آپ کے تو دو ہی قدم بنا (بلکہ سات آسمان اور سات خلا کل چودہ سو سال کی مسافت ہوگئی یعنی سات ہزار سال کا سفر کیا اور واپس تشریف لائے تو بستر گرم ہے پانی چل رہا ہے کنڈی ہل رہی ہے) ہاں ہاں اُمتیو! خوش ہو جاؤ اب تو امید پکی ہوگئی کہ ایسے آقا کو ہماری فریاد سننے اور فریادرسی کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہو سکتی۔

ظاہر ہیں حسن احمد مختار کے معنی کونین پہ سرکار کا قابو نظر آیا

اپنے بیٹے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی وفات پر جب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ پریشان دیکھا تو فرمایا۔

ان شئت دعوت اللّٰه يُسمعكِ صوته قالت بل صدق اللّٰه ورسوله ۔اے خدیجہ اگر تو چاہے تو میں دعا کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ تجھے قاسم کی آواز (جنت سے زمین پر) سنا دے گا؟

انہوں نے عرض کیا! نہیں حضور! (میرا ایمان ہے اور ایمان بالغیب ہے) اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ (خصائص

کبریٰ ج ۲ ص ۸۸)

؎ یہ نہیں ہے کہ فقط ہے یہ مدینہ تیرا تو ہے مختار ، دو عالم پہ ہے قبضہ تیرا
دھر میں آٹھ پہر بٹتا ہے باڑا تیرا وقف ہے مانگنے والوں پہ خزانہ تیرا

(مولانا حسن رضا خان)

(۶) اے میرے پیارے نبی! سبحان اللہ! کیا تصرف وطاقت ہے آپ کی کہ آپ کی انگلی کا اشارہ ہوتو چاند آپ کے اشاروں پہ چلنے کا عادی نظر آئے (جیسا کہ بچپن میں چاند آپ کا دل بہلانے کے لیے آپ کی انگلی کے اشارے کے ساتھ حرکت کرتا تھا اور حضرت عباس نے اعلان نبوت کے بعد یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا چچا اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ میں اپنی ماں کے پیٹ میں لوح محفوظ پر چلتے قلم کی آواز بھی سنتا تھا۔ سبحان اللہ) اور سورج بھی آپ کے حکم کا باندھا ہوا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کی صرف ایک نماز کے لیے اس کو آپ نے الٹے پاؤں پھیرلیا۔

؎ چاند قدموں پہ گرا ان کا ارشارہ جو ہوا وہ بھی کیا وقت تھا جب اُنگلی اُٹھائی ہوگی

(محمد علی ظہوری)

؎ چاند جھک جاتا جدھر انگلی اُٹھاتے مہد میں کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

؎ کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لیے خود سراپا نور تھے ، وہ تھا کھلونا نور کا

ہم مٹی کے پتلے ہیں اسی لیے، ہمارے والدین ہمیں مٹی کے کھلونے لاکر دیں اور ہمارے آقا چونکہ نور تھے تو اللہ نے کھلونا بھی نور کا ہی دیا۔

(۷) وہ عرش اعظم جو تمام زمینوں اور آسمانوں کو گھیرے ہوئے ہے اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود ہمارے آقا علیہ السلام کے جلوؤں کے سامنے اس کی وسعتیں سمٹ گئیں اور تنگئی داماں کا گلہ کرنے لگا، وارے دل عاشق! تو ہی تو ہے جو اس محبوب کو جس کے جلوے ہر جگہ ہیں اپنے دل میں بسائے پھرتا ہے۔

؎ در دل مسلم مقام مصطفیٰ است آبروئے ماز نام مصطفیٰ است (اقبال)

پچھلی نعت کے آخری سے پہلے شعر نمبر ۱۵ کی طرح اس شعر میں بھی کسی خاص عقیدے کی جھلک نظر آتی محسوس ہوتی ہے (واللہ اعلم بالصواب) الغرض کوئی زیارت کے لیے مدینے جارہا ہے اور کسی کے دل میں آکر اس کو مدینہ بنایا جارہا ہے۔

؎ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

زیارت قبور کے متعلق ایک واقعہ:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیۃ میں زیارت روضہ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی نیت پر ایک ایمان افروز واقعہ لکھا ہے جو انشاء اللہ خالی از فائدہ نہیں ہوگا اس لیے یہاں اس کا خلاصہ لکھ دیا جاتا ہے۔

شارح بخاری ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مزار پر انوار پر حاضری کی نیت سے جارہے تھے کہ بعض علماء جو ابن تیمیہ کی فکر کے حامل تھے (کہ تین مسجدوں کے علاوہ سفر کے لئے کجاوے نہ باندھو والی حدیث لا

تشدوا الرحال الاالی ثلثة مساجد) ساتھ ہو لیے اور انہوں نے نیت چونکہ زیارت کی تو کرنی نہ تھی لہٰذا انہوں نے یہ نیت کی کہ ہم تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد میں نماز پڑھنے کی نیت سے جا رہے ہیں جبکہ امام ابن حجر نے نیت زیارت کی کی، انہوں نے جب ابن حجر پہ اعتراض کیا کہ آپ نے زیارت کی نیت کیوں کی ہے تو ابن حجر علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں نے حدیث پر عمل کیا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا نهيتكم عن زيارة القبور الافزوروها ۔ میں نے پہلے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، اب زیارت کیا کرو۔

جبکہ تم نے حدیث کی مخالفت کی ہے کہ یہ مسجد ان تین مسجدوں میں نہیں آتی جن کا ذکر تمہاری پیش کردہ حدیث میں ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی قبر انور فزوروها کے عموم میں شامل علامہ ابن حجر کے اُس استدلال کے سامنے وہ علماء حیرت زدہ رہ گئے (ص ۴۸) میں عرض کروں گا کہ جب عام قبروں کی زیارت کا حکم ہے تو محبوب خدا کے روضہ مطہرہ کی حاضری کی نیت کا شوق وقت ہر دل میں رکھنا کیوں نہ اصل الاصول اور اہل محبت کے نزدیک تمام فرائض سے بڑا فرض ہو؟

تیرے در دی کراں میں وی غلامی یارسول اللہ ﷺ
بڑی حسرت میرے دل دی دوامی یارسول اللہ ﷺ

میں ویکھاں اوہ دوارا وی نظارا وی سہارا وی
جتھے دیندے نیں قدسی وی سلامی یارسول اللہ ﷺ

صدق اُس وچ عدل اُس وچ حیا اُس وچ شجاعت وی
جندے بن گئے نیں چار یار حامی یارسول اللہ ﷺ

جویں کوئی بھورا چمدا اے پھلاں نوں خوش ہو ہو کے
میں چماں اوویں تیرا نام نامی یارسول اللہ ﷺ

عرش اُتے جے احمد ہے فرش اُتے محمد ﷺ ہے
نرالا ہے تیرا اسم گرامی یارسول اللہ ﷺ

درد اپنا عطا کروے خدا دے واسطے آقا
نہ سعدی آں نہ روی آں نہ جامی یارسول اللہ ﷺ

وصل دا جام بھر کے تے دیو اپنے پیاسے نوں
تیرے دیدار دا طالب نظامی یارسول اللہ ﷺ

----***----

نعت شریف نمبر (۵۰) ''ے''

(۱) دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے — بے کسی لُوٹ لے خدا نہ کرے
(۲) اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف — ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے
(۳) یہ وہی ہیں کہ بخش دیتے ہیں — کون ان جرموں پر سزا نہ کرے
(۴) سب طبیبوں نے دیا ہے جواب — آہ عیسٰی اگر دَوا نہ کرے
(۵) دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے — ارے تیرا برا خدا نہ کرے
(۶) عذر اُمید عفو اگر نہ سنیں — رو سیاہ اور کیا بہانہ کرے
(۷) دل میں روشن ہے شمع عشق حضور — کاش جوش ہوس ہوا نہ کرے
(۸) حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے — منکر آج ان سے التجا نہ کرے
(۹) ضعف مانا مگر یہ ظالم دل — ان کے رستے میں تو تھکا نہ کرے
(۱۰) جب تری خو ہے سب کا جی رکھنا — وہی اچھا جو دل برا نہ کرے
(۱۱) دل سے اِک ذوق مے کا طالب ہوں — کون کہتا ہے اتقا نہ کرے
(۱۲) لے رِضا سب چلے مدینے کو — میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

مشکل الفاظ کے معانی :

★ جدانہ کرے—علیحدہ نہ کرے ★ بے کسی—محتاجی، بے چارگی ★ لوٹ لے—تباہ کرے، چھین لے ★ طواف—چکر لگانا، گھومنا ★ ہوش—سمجھ، شعور، عقل ★ بخش دینا—معاف کر دینا ★ جرموں—گناہوں، قصوروں، خطاؤں ★ طبیبوں—حکیموں، معالجوں ★ جواب—علاج سے معذوری ظاہر کرنا ★ حرم—مکہ ومدینہ ★ ارے—حرف ندامع التعبیہ (کسی کو ناراض ہو کر پکارنا) ★ عذر—بہانہ، معذوری ★ عفو—معافی ★ روسیاہ—گناہ گار، سیاہ چہرے والا ★ کاش—ہائے افسوس ★ جوش ہوس—لالچ وحرص کی زیادتی ★ سیر دیکھیں گے—تماشا دیکھیں گے، خوب دیکھیں گے ★ منکر—انکاری ★ التجا—درخواست ★ ضعف—کمزوری ★ مانا—تسلیم کیا ★ خو—عادت (کریمانہ) ★ جی رکھنا—خوش رکھنا ★ ذوق مے—لذت شراب (محبت وعشق) ★ طالب—طلب کرنے والا ★ اتقاء—پرہیزگاری ★ ارے—ہائے رے (اظہار تاسف) ★ خدانہ کرے—ایسا کبھی نہ ہو۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے اللہ! دنیا چھوٹے تو سو بار چھوٹے، زمانہ روٹھے تو ہزار بار روٹھے مگر میرے دل کو اپنے محبوب سے جدا نہ کرنا، کہ اس میں آپ (ﷺ) کی محبت نہ رہے اور یہ بے کسی (دردو سوز عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے چھن جائے؟ ایسا کبھی نہ ہو، کیونکہ

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست　　بحر و بردر گوشۂ دامان اوست

اسی بے کسی کو مولانا روم علیہ الرحمتہ نے ہر بیماری کا علاج قرار دیا ہے آپ فرماتے ہیں۔

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما　　اے طبیب جملہ علتہائے ما

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی ذات میں اس ''بے کسی'' کی دولت کے خزانے بھرے ہوئے تھے جس پر پورا عرب و عجم گواہ ہے۔

(۲) اس ''بے کسی'' میں اگر کوئی اپنے ہوش وحواس ہی کھو بیٹھے اور روضہ اقدس کا طواف یا سجدہ (جو کہ بقائی ہوش وحواس ناجائز ہے) کرلے تو اس پر کیا مواخذہ ہوسکتا ہے وہ تو بے چارہ مرفوع القلم ہے، ایسے شخص کے ساتھ ہمدردی کرنے کی بجائے لٹھ لے کر اس کے پیچھے پڑ جانا (جیسا کہ حاضری کے وقت ہم نے خود اس کا ایک بار مشاہدہ کیا) کہاں کی عقل مندی اور خدمت دین ہے۔

اے مقام و منزل ہر راہرو　　جذب تو اندر دل ہر راہرو　(علامہ اقبال)

(۳) ہمارے آقا علیہ السلام کی عادت کریمہ تو یہ ہے کہ آپ بڑے بڑے پاپیوں کو بھی معاف فرمادیتے ہیں۔ آپ کے علاوہ کون ہے جو مجرموں کے ساتھ بھی ایسا اچھا سلوک کرے، دنیا کے بادشاہ تو معمولی سی خطا پر اسی سخت سزا دیتے ہیں کہ کبھی ایک شخص کے جرم پہ پورے خاندان کو تباہ کردیتے ہیں، تاریخ ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔

اور حضور علیہ السلام کی اس شان عفو و درگزر کا صرف قرآن میں ہی تذکرہ نہیں بلکہ تورات وانجیل میں بھی بیان تھا و لا یدفع بالسیئة السیئة ولکن یعفو و یصفحو (بخاری شریف) آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ

گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں

فتح مکہ کے موقع پر اپنے جانی دشمنوں کو یہ کہتے ہوئے معاف کردینا کہ اذھبو افانتم الطلقاء۔ اس سے زیادہ روشن مثال اور کیا ہوسکتی ہے؟ اپنی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ ظلم جس ظلم........ کے نتیجے میں ہی ان کی موت واقع ہوئی آپ (ﷺ) نے اس ظالم کو بھی معاف فرمادیا۔ اور طائف والوں سے زیادہ سنگدلی کون کرسکے گا حضور نے ان کو بھی دعاؤں سے نواز دیا۔ اللھم اھدقومی فانھم لا یعلمون ۔سینکڑوں نہیں ہزاروں واقعات ایک سے ایک بڑھ کر احادیث وسیر کی کتب میں آپ کے عفوودرگذر کے سورج کی طرح چمک رہے ہیں۔

ہر ورق سیرت مطہر کا حسن انسانیت کا مظہر ہے　　آپ کا خلق آپ کی گفتار عظمت آدمی کا جوہر ہے

(نعتیہ رباعیات از حافظ لدھیانوی بحوالہ انتخاب نعت نمبر ۲: ۴۲۸)

(۴) دنیا کے تمام حکیموں، طبیبوں نے تو مجھے لاعلاج کرکے چھوڑ دیا ہے اب میرا عیسیٰ (آقا علیہ السلام) بھی اگر میرا دوا دارو نہ کرے گا تو پھر زندگی کی امید کہاں۔ (لہٰذا! اے طبیب کائنات! جیسے امام بوصیری کو حکیموں نے جواب دے دیا تھا اور آپ نے آکر ان کا علاج

کردیا تھا، اے درمندوں کے آقا! میرے دل میں بھی قدم رکھیں تا کہ ہر بیماری کا علاج ہوجائے آپ کے لئے یہ کونسا مشکل کام ہے۔

؎ مصطفیٰ خیر الوریٰ ہو مالک ہر دوسرا ہو
اپنے اچھوں کا تصدق ہم بدوں کو بھی نبھاؤ

(۵) ارے میرے دل! خدا تجھے ہدایت دے تو بھی کیسا احمق ہے کہ مجھ سے مدینہ چھڑا رہا ہے، کیا مدینے سے بہتر کوئی جگہ ہے جہاں تو مجھے لے جانا چاہتا ہے؟ دیکھتا نہیں ہے؟

؎ ساری دولت خدا کی مدینے میں ہے تاجدار زمانہ مدینے میں ہے

(۶) جن کے کرم کریمانہ سے مجھے معافی اور درگذر کی امید واثق ہے اگر وہ کریم ہی میرا بہانہ اور معذرت قبول نہیں کرے گا تو اس روسیاہ (گنہ گار) کے لیے تو اور کوئی جائے پناہ بھی نہیں۔ پھر تو معاملہ کچھ ایسا ہی ہوجائے گا کہ

؎ آگ دی صیاد نے جب آشیانے کو میرے جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

(۷) الحمد للہ! ابھی تک تو دل میں شمع عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم روشن ہے، اگر حرص و لالچ کے جوش نے (ہوا چلا کر) کام خراب نہ کردیا تو انشاء اللہ! مرتے وقت بتا کر جائیں گے کہ۔

؎ لحد میں عشق رُخ شاہ کا داغ لے کے چلے اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

اعلیٰ حضرت فرمایا کرتے تھے۔ بحمد اللہ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو خدا کی قسم! ایک پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ (جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہوا ہوگا۔

؎ گم رضائش در رضائے مصطفیٰ ﷺ زیں سبب شد نام او احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

(۸) میدان محشر میں منکرین شان رسالت کا ہم خوب تماشہ دیکھیں گے کہ دنیا میں کہتے تھے کسی سے نہ مانگو کوئی حاجت روا نہیں کوئی مشکل کشا، غریب نواز، داتا، گیارہویں بارہویں والا نہیں، بس اللہ ہی مدد باقی سب شرک و بدعت، نبیوں ولیوں کے پاس کیا لینے جاتے ہو، جس کا نام محمد و علی ہو وہ کسی شئی کا مالک و مختار نہیں وغیرہ وغیرہ۔ (نعوذ باللہ من ذالك) آج محشر میں دیکھتے ہیں کیا سیدھا اللہ کی بارگاہ میں جاتا ہے یا آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک نبیوں کے دروازوں پہ دھکے کھاتا ہوا کرم کی بھیک مانگتا ہے، آج کیوں جاتا ہے نبیوں کے دروازوں پر، دنیا میں تو خدا پھر پردے میں تھا آج تو دربار خدا سامنے لگا ہوا ہے "ڈائریکٹ" کیوں نہیں جاتے ہو۔ ارے او منکر! ہوش میں آ اور اعلیٰ حضرت کی پر خلوص اور خیر خواہانہ صدائے دلنواز پہ کان دہر وہ تیرے ہی فائدے کے لئے کہہ رہے ہیں کہ۔

؎ آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(۹) اپنے دل کو ملامت کے انداز میں تسلی دے رہے ہیں کہ اے میرے ناتواں اور کمزور دل! کوئی بات نہیں کمزوری ہے تھکاوٹ ہے مگر اے ظالم! اتنی بھی کیا کمزوری ہوگئی؟ تجھے محبوب کا نام سن کر تو لوگ جانیں دے دیا کرتے ہیں اور تو کیسا بزدل ہے کہ سوئے مدینہ جارہا ہے اور کمزوری اور تھکاوٹ کا بہانہ بناتا ہے، ہمت کر اور بڑھتا چلا جا گنبد خضریٰ کی زیارت کرے گا تو تمام کمزوریاں اور تھکاوٹیں دور ہوجائیں گی۔ آخر تو جانتا نہیں اے دل کہ ہم اس آقا کی بارگاہ کی طرف جارہے ہیں کہ جس کی رحمت کا یہ عالم ہے۔

؎ بڑھے گی جب زیادہ آفتاب حشر کی گرمی تیری رحمت پکارے گی یہی میدان محشر میں

چلے آؤ چلے آؤ ،گنہ گارو! چلے آؤ　　ہزاروں کوس کا سایہ ہے دامانِ پیمبر میں
(غیر مسلم منشی بنواری لال شعلہ)

(۱۰)　اے میرے پیارے آقا! جب آپ کی عادت کریمانہ یہ ہے کہ آپ کسی کا دل نہیں دُکھاتے ،آپ تو جانوروں اور پرندوں کو بھی پریشان دیکھ کر تڑپ جاتے ہیں اور جب تک ان کو پریشانی سے نکال نہیں لیتے آپ کو سکون نہیں آتا میں تو پھر جیسا بھی ہوں آپ کا اُمتی تو ہوں یقیناً آپ مجھے بھی اپنی نگاہ رحمت کے سائے میں رکھیں گے ،اور میں اپنے دل کو بھی یہ سمجھاتا رہتا ہوں کہ اے کمینے! تجھے بھی شرم آنی چاہئے ،ایسے کریم آقا کے بارے میں تیرے اندر کسی طرح کی میل پیدا نہ ہو اور تو ہمیشہ ان کی محبت میں لبریز رہا کر۔

مرادوں سے تمہیں دامن بھرو گے بے مرادوں کے　　غریبوں بے کسوں کا اور پیارے کون والی ہے
تمہارے در تمہارے آستاں سے میں کہاں جاؤں　　نہ مجھ سا کوئی بے کس ہے نہ تم سا کوئی والی ہے
(مولانا حسن رضا)

(۱۱)　اے میرے پیارے آقا! میں تو بدل وجاں آپ کی محبت کی شراب طہور کے ذوق ولذت کا طالب اور خواہش مند ہوں، مجھے تو اس کا ایک گھونٹ عطا فرما ہی دیں، کوئی اگر اس سے بچتا ہے تو ہزار بار بچے، میں اس کو نہیں کہتا کہ تو کیوں نہیں پیتا؟ اس کو اس کا تقویٰ مبارک! اور سنو سنو یہ وہ شراب محبت ہے جو

طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مے پیالوں سے نہیں نظروں سے پلائی جاتی ہے

(۱۲)　اس شعر میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کی جارہی ہے کہ اے اللہ! میں یہ خبر نہ سنوں کہ سارے لوگ تو مدینے کو جارہے ہیں اور میں (احمد رضا جو مدینہ کی حاضری کا سب سے زیادہ مستحق ہے) نہیں جارہا۔ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔
کسی کی پنجابی میں ایک نعت کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں ،شاعر کا تخلص ''بسمل'' ہے اور یہ نعت واقعی پڑھنے سننے والے کو ''بسمل'' (زخمی) کردے گی۔(مگر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں)

او دوں لگدی اے جنت بیٹھ تلیاں یارسول اللہ　　مدینے والیاں لنگھیے جے گلیاں یارسول اللہ
کدوں صورت وکھاؤ گے کدوں حسرت مٹاؤ گے　　ایہہ یاداں والیاں پیڑاں نے ہلیاں یارسول اللہ
ہے کملی والے دا صدقہ تسیں خاک شفا ویکھو　　ایہہ مصری نالوں مٹھیاں ھین ڈلیاں یارسول اللہ
عرب داتا جدار آیا فضاواں مہک اُٹھیاں نیں　　سلامی دتی شجراں ، پھلاں ، کلیاں یارسول اللہ
کدوں آوے گی واری ایس تتڑی دی نمانی دی　　مدینے دل تے سیاں سب نیں چلیاں یارسول اللہ
ہے دتا سارے جگ نوں درس تکریمی تعظیمی دا　　ایہہ گلاں آپ دے گھر توں نیں چلیاں یارسول اللہ
میں اوگن ہار ''بسمل'' نوں نہ لبھے راہ منزل دا　　ہے میری بے نصیبی راہواں ملیاں یارسول اللہ

----***----

نعت شریف نمبر (۵۱)

(۱) مومن وہ ہے جو اُن کی عزت پہ مَرے دل سے — تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مَرے دل سے
(۲) واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے — اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے
(۳) بچھڑی ہے گلی کیسی بگڑی ہے بنی کیسی — پوچھو کوئی یہ صدمہ ارمان بھرے دل سے
(۴) کیا اس کو گرائے دہر جس پر تو نظر رکھے — خاک اس کو اُٹھائے حشر جو تیرے گرے دل سے
(۵) بہکا ہے کہاں مجنوں لے ڈالی بنوں کی خاک — دم بھر نہ کیا خیمہ لیلیٰ نے پرے دل سے
(۶) سونے کو تپائیں جب کچھ مِیل ہو یا کچھ مَیل — کیا کام جہنم کے دھرے کو کھرے دل سے
(۷) آتا ہے درِ والا یوں ذوقِ طواف آنا — دل جان سے صدقے ہو سر گرد پھرے دل سے
(۸) اے ابرِ کرم فریاد فریاد جلا ڈالا — اس سوزشِ غم کو ہے ضد میرے ہرے دل سے
(۹) دریا ہے چڑھا تیرا کتنی ہی اڑائیں خاک — اُتریں گے کہاں مجرم اے عفو ترے دل سے
(۱۰) کیا جانیں یمِ غم میں دل ڈوب گیا کیسا — کس تہ کو گئے ارماں اب تک نہ ترے دل سے
(۱۱) کرتا تو ہے یاد اُن کی غفلت کو ذرا روکے
للہ رضا دل سے ہاں دل سے ارے دل سے

مشکل الفاظ کے معانی:

* مَرتے — قربان ہو * تعظیم — بڑائی بیان کرنا، عزت کرنا * نجدی — محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقیدے والا، گستاخ * مَرتے دل سے — مردہ دلی سے، بجھے ہوئے دل سے * واللہ — اللہ کی قسم * فریاد — پکار * آہ کرے — ہائے کرے * بچھڑی — جدا ہوئی * بگڑی — خراب * بنی — سنوری * صدمہ — تکلیف * ارمان — تمنا * دھر — زمانہ * حشر — قیامت کا دن (جمع ہونے کا دن) * گرے دل سے — دل سے اتر جائے * تپائیں — گرم کریں، پگھلائیں۔ * مَیل — مَیل کچیل * مِیل — سلاوٹ * دھرے — بھڑکتی آگ * کھرے — صاف ستھرے * درِ والا — اونچا دروازہ * ذوقِ طواف — پھیروں کا لطف * گرد پھرے — گھومے پھرے * ابرِ کرم — بخشش کا بادل * سوزشِ غم — دُکھ کی جلن * ضد — دشمنی * ہرے — تروتازہ * یمِ غم — غم کا دریا یا سمندر * تہہ — (پانی کی) نچلی انتہا * ترے — اوپر آئے * یاد — ذکر * غفلت — سستی، لاپرواہی * للہ — اللہ کے لئے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ بدل وجان بغیر کسی مجبوری اور دینوی مفاد کے نبی اکرم علیہ السلام کی تعریف کرتا ہے جبکہ گستاخ نجدی کی حالت یہ ہے کہ حضور ﷺ کی تعظیم کی بات بھی کرتا ہے تو مردہ دلی اور مجبوری کی وجہ سے کیونکہ اس کو یہ لالچ ہوتا ہے کہ ایسی باتیں کر کے لوگوں کو اپنے جال میں پھنسالوں گا اور لوگ سمجھیں گے یہ تو گستاخ نہیں ہے۔ حالانکہ اگر گستاخ نہ ہوتا تو کتابوں میں کچھ زبان پہ کچھ اور کیوں ہوتا۔

ذئاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی

جبکہ سچا مومن اپنے ایمان کے تقاضے پر اللہ کے رسول کی عزت کرتا ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین۔ حضور علیہ السلام کو ساری کائنات بمع والدین واولاد سے بڑھ کر محبوب نہ جاننے والا مومن ہو ہی نہیں سکتا۔ حضور علیہ السلام کے غلاموں کے قدموں کی خاک ہو جانا اور آپ کے گستاخوں کے لیے ننگی تلوار بن جانا ایمان کی علامت ہے۔ صحابہ کرام تو گستاخان رسول کو یوں للکارا کرتے واللہ لحمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطیب ریحا منک۔ ہمارے آقا کے گدھے سے بھی خوشبو آتی ہے اور اے گستاخو! تم سے تو ہمیں بدبو آتی ہے کیونکہ گستاخی کی بدبو کو دنیا کی کوئی خوشبو ختم نہیں کر سکتی۔ الغرض

؎ بہت سادہ سا ہے اپنا اصول زندگی کوثر جو ان سے بے تعلق ہے ہمارا ہو نہیں سکتا (کوثر نیازی)

(۲) اے سرکار مدینہ سرورِ قلب وسینہ کے سچے اُمتی! کسی گستاخ کی باتوں میں نہ آجانا کہ نعوذ باللہ مر کر مٹی ہو گئے ہیں، کچھ نہیں کر سکتے، یہ سب ان کی بکواس ہے میرے آقا اپنے اُمتی کی پکار و فریاد کو سنتے ہیں نہ صرف سنتے بلکہ فریاد رسی فرماتے ہیں۔ اور اہل حق آپ ﷺ کی مدد کو ہمیشہ خدائی مدد ہی سمجھتے رہے ہیں اور عرض کرتے رہے ہیں۔

تساڈی پیروی بھُل کے ای لوک اُکھڑے نے پیراں توں
بڑی بے غیرتی اے کہ مدد منگدے نیں غیراں توں
بخاری آس رکھدا نہیں یگانی یارسول اللہ

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اتنا تو ہونا چاہیے کہ اُمتی دل سے آپ کو یاد کرے پھر دیکھے آپ کی مدد کیسے شامل حال ہوتی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا انی اریٰ ما لا ترون واسمع مالا تسمعون۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے (بخاری) مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے آپ نے فرمایا اسمع صلاۃ اھل محبتی و اعرفھم۔ محبت والے جہاں سے بھی مجھ پر درود وسلام پڑھتے ہیں میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں۔

؎ ثنا خوانی کی ہے یہ آخری حد یا رسول اللہ وظیفہ ہو گیا ہے "یا محمد" یا رسول اللہ

(حدیث شوق از راجہ رشید محمود: ۸۸)

علامہ اقبال نے کیا خوب دل سے آہ کی ہے، حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

؎ مسلماں آں فقیر کج کلا ہے رمید از سینہء او سوز آ ہے
دلش نالد چرا نالد! نداند نگا ہے یارسول اللہ نگا ہے (ارمغان حجاز)

(۳) اے لوگو! کیا پوچھتے ہو کہ جب مجھ سے مدینہ کی گلی چھوٹی تو میرے دل پہ کیا گذری، ہائے میری سنوری قسمت بگڑ گئی، یہ کوئی معمولی صدمہ ہے اس کی تکلیف پوچھنی ہو تو کسی عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد بھرے دل سے پوچھو۔

؎ مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

(مولانا حسن رضا)

(۴) اے میرے پیارے آقا! زمانہ اس خوش نصیب کا کیا بگاڑ سکتا ہے جس پر آپ کی نگاہ کرم ہو، اور اس بدنصیب کو تو حشر بھی نہ اُٹھا سکے گا جس کو آپ نے اپنے دل سے گرادیا اور اس سے نگاہ کرم پھیر لی۔ حشر اس کو خاک اُٹھائے گا؟ کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حشر کے دن قبر سے نہ اُٹھے گا اور حساب و کتاب اس کا نہ ہوگا۔ بلکہ بطور محاورہ یہ جملہ استعمال ہوا ہے کہ اس کی حشر کے دن بھی دستگیری کرنے والا کوئی نہ ہوگا جس سے آپ نے نگاہیں پھیر لیں۔ اور نہ ہی اُٹھنا اور گرنا کا یہ معنی ہے کہ زمین سے اُٹھانا اور زمین پر گرانا مراد ہو بلکہ نیک بختی اور بدبختی مراد ہے۔ عموماً حشر کا لفظ انتہائی بات کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً فلاں نے تو حشر کردیا ہے۔ مطلب یہ کہ جس سے حضور نے نگاہ رحمت پھیر لی وہ پھر ایسا گرے گا کہ حشر تک نہ اُٹھ سکے گا۔

؎ تیری نظر سے سب کی سلامت ہے زندگی تیرا کرم نہ ہو تو قیامت ہے زندگی

(۵) ارے پگلے مجنوں! تو کہاں بہکا اور بھٹکا پھرتا ہے اور جنگلوں کی خاک چھان رہا ہے تیری لیلیٰ نے تو تجھے ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے خیمے سے جدا نہیں کیا۔ دیوانے ہم سے ذرا پوچھو جدائی کے صدمے کیا ہوتے ہیں، جو محبوب کے قدموں سے جدا ہو رہے ہیں تو دل پہ آرے چل رہے ہیں۔

یا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مجنوں (اعلیٰ حضرت) کبھی اپنے محبوب کے در اقدس سے کبھی جدا نہ ہوا تھا وہ مدینے سے واپس آکر اب ہندوستان کے جنگلوں کی خاک چھان رہا ہے۔

لیکن یہ معنی اس لیے مناسب نہیں ہے کہ پیچھے آپ ایک واقعہ کے ضمن میں یہ پڑھ چکے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے اختر ہاپوری کی نعت کی تصحیح کرتے ہوئے۔ مجنوں کھڑے ہیں خیمہ لیلیٰ کے سامنے۔ کے مصرعہ کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ شعر سرکار کے شایان شان نہیں ہے کیونکہ اس میں روضہ اقدس کو خیمہ لیلیٰ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ لہٰذا یوں کہو! کہ۔ قدسی کھڑے ہیں عرش معلیٰ کے سامنے۔

تو وہاں اعلیٰ حضرت جن الفاظ کو سرکار کی شان کے لئے غیر مناسب قرار دیں یہاں خود بعینہ وہی الفاظ کیسے استعمال کرسکتے ہیں۔

؎ ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

(۶) سونے کا کھرا یا کھوٹا ہونا معلوم کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو آگ پہ تپا کر پگھلا دیا جاتا ہے اس طرح اس کا کھوٹ جدا ہو جاتا ہے، یہ ایسے سونے کے ساتھ کیا جاتا ہے جس کا حال معلوم نہ ہو یا پتہ ہو کہ اس میں میل کچیل یا کھوٹ (کسی دوسری دھات کا ہے) لیکن جب یقین ہو کہ سونا کھرا ہے تو اس کو کٹھلی میں ڈال کر آگ پر تپا کر پگھلانے کی ضرورت نہیں ہوتی الحمد للہ! عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل محبت رسول اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آماجگاہ ہیں ان میں میل کچیل یا کھوٹ کا شائبہ تک نہیں ہے پھر جہنم کی آگ کو ان سے کیا کام۔

حدیث شریف میں ہے مومن جب پل صراط سے گزرے گا تو دوزخ پکارے اُٹھے گی جلدی گذر جا! تیرے نور ایمانی سے

میری آگ ٹھنڈی ہو رہی ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

؎ اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے　　جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

(۷) بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام کی حاضری میں خلوص پیدا کر کے لذت طواف کے حصول کا نسخہ بتایا جا رہا ہے کہ جب آپ کا دروالا (چوکھٹ روضۂ مصطفیٰ) نظروں کے سامنے آئے تو دل و جان سے قربان ہونے کے لیے، میرا دل اس جان کائنات پہ قربان ہو جائے اور میرا سر اُس دل (محبوب علیہ السلام) کے گرد پھیرے لگا کر طواف کا ذوق حاصل کر لیتا ہے۔

؎ خم جس کی فضلیت پہ دو عالم کی جبیں ہے　　سجدہ گہ کونین وہ طیبہ کی زمیں ہے

دنیا کا عقیدہ بھی ہے اپنا بھی یقیں ہے　　جو شے ہے مدینے میں کہیں اور نہیں ہے

اتنا کوئی اللہ کا محبوب نہیں ہے　　صورت بھی حسین آپ کی سیرت بھی حسین ہے

(چندر پرکاش غیر مسلم)

(۸) اے کرم کے بادل (حبیب کبریا صلی اللہ علیک وسلم) آپ کی دھائی ہے، میری مدد کیجئے، میرے دل کی خوشی کے ساتھ تو غم کی جلن کو ضد سی ہو گئی ہے، ذرا خوشی نصیب ہو تو فوراً کوئی نہ کوئی غم کا پہاڑ آ گرتا ہے اس لیے ؎ یا رسول اللہ دھائی آپ کی۔

(۹) اے سراپا عفو و کرم، رحمت عالم صلی اللہ علیک وسلم! آپ کی بخشش کا دریا تو اتنا موجزن اور طغیانی پر ہے کہ کوئی لاکھ خاک اُڑاتا پھرے اور ناکام کوشش کر کے چاہے کہ مجرم آپ کے دل سے اتر جائیں اور آپ ان کا سہارا نہ بنیں تو وہ کبھی کامیاب نہ ہوگا اور آپ کی شفاعت گنہ گاروں کو ضرور بخشوائے گی۔ جب پانی کی معمولی تری پہ خاک نہیں اُڑ سکتی تو جہاں رحمت کا دریا بہہ رہا ہو بھلا وہاں کوئی کتنی بھی کوشش کرے گرد و غبار کیسے اُڑا سکتا ہے۔

؎ کچھ ایسے فیض کے دریا بہا دیے تو نے　　جہاں تھے خار، وہاں گل کھلا دیے تو نے

وہ رنگ و نور کے دریا بہا دیے تو نے　　عرب کے دشت بھی جنت بنا دیے تو نے

(لالہ امر چند قیس غیر مسلم)

(۱۰) کسی کو کیا خبر کہ غم کے سمندر میں دل کیسے ڈوب چکا ہے اور حسرتیں کس طرح تہہ نشیں ہو گئی ہیں مگر قربان آپ کے اے میرے آقا! کہ آپ نے ہمیشہ اپنی امت کو یاد رکھا ہے اور ان کے سارے ارمان آپ کی برکت سے انشاء اللہ پورے ہوں گے۔

؎ آقا جو محمد ہے عرب اور عجم کا　　بے مثل نمونہ ہے مروت کا کرم کا

حاصل ہے جنہیں تیرے غلاموں کی غلامی　　لیتے نہیں وہ نام کبھی قیصر و جم کا

(منوہر لال دلؔ غیر مسلم)

(۱۱) اے احمد رضا! تو آپنے آقا کو یاد تو کرتا ہے مگر کبھی غافل بھی ہو جاتا ہے خدارا اس غفلت کو دور کر دے اور دل سے...... ہاں ہاں دل سے ان کو یاد کیا کر۔ کیونکہ وہی تو ہیں کہ

؎ ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں　　جس راہ چل دیے ہیں کوچے بسا دیے ہیں

----***----

نعت شریف نمبر (۵۲)

(۱) اللہ اللہ کے نبی سے — فریاد ہے نفس کی بدی سے
(۲) دن بھر کھیلوں میں خاک اڑائی — لاج آئی نہ ذروں کی ہنسی سے
(۳) شب بھر سونے ہی سے غرض تھی — تاروں نے ہزار دانت پیسے
(۴) ایمان پہ موت بہتر او نفس — تیری ناپاک زندگی سے
(۵) اوشہد نمائے زہر در جام — گم جاؤں کدھر تری بدی سے
(۶) گہرے پیارے پرانے دل سوز — گزرا میں تیری دوستی سے
(۷) تجھ سے جو اٹھائے میں نے صدمے — ایسے نہ ملے کبھی کسی سے
(۸) اُف رے خود کام بے مروت — پڑتا ہے کام آدمی سے
(۹) تو نے ہی کیا خدا سے نادِم — تو نے ہی کیا خجل نبی سے
(۱۰) کیسے آقا کا حکم ٹالا — ہم مَر مٹے تیری خود سَری سے

مشکل الفاظ کے معانی :

* فریاد – دھائی * نفس – بدی کی قوت * بدی – برائی * خاک اڑائی – آوارہ گردی کی * لاج – شرم * ہنسی – ہنسنا ، مذاق اڑانا * شب بھر – ساری رات * غرض – کام، مقصد * دانت پیسنا – غصہ کا اظہار کرنا * بہتر – بہت اچھی * ناپاک – پلید * شہد نمائے زہر – جس زہر کو شہد بنا کر پیش کیا جائے * جام – پیالا * دل سوز – دل کو جلانے والے * گزرا – دیکھ لیا، آزمالیا * صدمے – تکلیف، نقصانات * اُف رے – حیرت کے موقع پہ بولتے ہیں، بہت افسوس کا اظہار کرنا * بے مروت – بے وفا * نادم – شرمندہ * خجل – شرمندہ، سرمسار * آقا – پیارے نبی علیہ السلام * ٹالا – ہٹایا، بہانہ بازی کی * خودسری – ضد، تکبر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) فریاد ہے! دھائی ہے اللہ کی بارگاہ میں، اور اس کے پیارے محبوب علیہ السلام کی بارگاہ میں نفس (امارہ) کی شرارت و بدی سے کیونکہ ان النفس لا مارۃ بالسوء۔ نفس تو بہرحال برائی ہی کی ترغیب دیتا ہے، مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

؎ نفس ما کمتراز فرعون نیست لیک اور اعون مارا عون نیست

(۲) (نفس سے تکرار اور اس کو ملامت کرتے ہوئے فرماتے ہیں) اے ظالم! تجھے شرم نہ آئی سارا دن تو تو کھیل کود میں مشغول رہ کر وقت ضائع کرتا رہا اور ریت کے ذروں (ھر کہ ومہ) تک تیرا مذاق اُڑاتے رہے (اگلے شعر کی تشریح سے ملا کر پڑھیں)

(۳) اور جب رات کو اللہ کے نیک بندے اُٹھ کر عبادت الٰہی میں مصروف ہوتے ہیں تو اس وقت بھی غفلت کی نیند سویا رہا، سوائے سونے کے تجھے اور کوئی کام ہی نہیں ہے۔ تیری اس غفلت پہ آسمان کے ستارے تجھ پہ دانت پیستے رہے (اور تجھے لعنت ملامت کرتے رہے)

انھی نفوس قدسیہ کے بارے میں عارف کھڑی فرماتے ہیں۔

؎ راتیں کر کرزاری روندے نیندا کھاں تھیں دھوندے
فجریں اوگن ہار سدیون سب تھیں نیویں ہو ندے

(۴) اے کمینے اور ذلیل نفس! تو اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے؟ تیرے ایسے جینے سے ایمان پہ مرجانا ہزار درجے بہتر ہے۔ (گیدڑ کی ہزار سالہ بزدلی کی زندگی سے شیر کی جرأت و بہادری کی موت افضل)

(۵) اے دھوکہ باز نفس! تو ایسا چکر باز اور فراڈی ہے کہ زہر کو شہد بنا کر پیش کرتا ہے، **وزین لھم الشیطان اعمالھم۔ زین للناس حب الشھوات** ۔ہائے میں تیری بدی سے بچ کر کہیں غائب ہو گیا ہوتا۔ کہتے ہیں اللہ نے نفس کو پیدا کیا اور پوچھا کہ بتا میں کون ہوں؟ تو اس نے آگے سے جواب دیا! تو بتا میں کون ہوں؟ اللہ نے ایک ہزار سال اس کو بھوکا رکھ کر پھر پوچھا! بتا میں کون ہوں؟ تو اس نے پھر وہی جواب دیا! تو بتا میں کون ہوں؟ اسی طرح تین مرتبہ ہزار ہزار سال بھوکا رکھ کر سوال کیا جاتا رہا، تیسری بار پوچھا تو کہنے لگا **انت ربی** تو میرا رب ہے۔ بس نفس کو بھوکا پیاسا رکھ کر ہی اس کا علاج کیا جا سکتا ہے، اس لیے اہل اللہ ریاضتیں اور مشقتیں کرتے ہیں بالخصوص کم گفتن، کم خفتن، کم خوردن پر کار بند رہتے ہیں، اور نفس کی مرغوبات اور لذت دنیوی سے **حتی الوسع** پرہیز کرتے ہیں کیونکہ جتنا نفس کمزور ہوگا اتنی ہے روح قوی اور طاقتور ہوگی۔

(۶) اے ذلیل نفس! میں نے تیری دوستی کے تمام پیچ وتاب اور نشیب و فراز دیکھے ہیں یہ سب تیرا دھوکہ وفراڈ ہے۔ دیکھنے کو تو بڑا گہرا دوست دکھائی دیتا ہے مگر تجھ بڑھ کر مکار وعیار کوئی نہیں ہے۔ تو گندم نما جو فروش ہے۔ تو نے بڑوں بڑوں کو اپنے جال میں پھنسا لیا ہے میں کیا چیز ہوں۔

(۷) اے مردود! تو ایسا دوست ہے کہ تیرے ہوتے ہوئے کسی دشمن کی کیا ضرورت ہے تجھ سے جو میں نے صدمے اُٹھائے ہیں یا میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے اللہ کسی دشمن کو بھی تیرے حوالے نہ کرے، تیرے سوا ایسے دُکھ اور کون پہنچا سکتا ہے۔

(۸) او کمینے! دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ لوگوں کو کام پڑتے ہی رہتے ہیں تو اتنا بے مروت و بدلحاظ ہے کہ جیسے تجھے کسی سے واسطہ ہی نہیں پڑے گا ذرہ برابر کسی کا لحاظ اور کسی سے رعایت نہیں کرتا، خدا تجھے غارت کرے۔

(۹) او ظالم کمینے! تو نے ہمیں خدا کے سامنے بھی (اس کی نافرمانیاں کرا کے) شرمندہ کیا اور اس کے پیارے رسول کو بھی ہم منہ دکھانے کے قابل نہ رہے یہ سب تیرا ہی کیا دھرا ہے۔

(۱۰) اے خبیث نفس! کچھ تو خیال کر لیتا، دیکھ ہمارے کریم آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) امت پہ کس قدر مہربان ہیں، تیرے تکبر

اور جلد بازی نے تو ہمیں ان کا بھی نافرمان بنا دیا۔ ارے ظالم کچھ تو شرم کر دیکھتا نہیں ہم سے کن کی نافرمانی کروا رہا ہے؟

اپنے نفس کو مخاطب کر کے اپنے آپ کو طعن و ملامت کرنا اولیاء کرام کا طریقہ رہا ہے بلکہ انبیاء کرام میں سے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کا فرمان تو قرآن مجید میں ہے وما ابرئ نفسی ان النفس لا مارۃ بالسوء الاما رحم ربی۔

ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ جنگل میں بیٹھے ایسے تکرار کر رہے تھے جیسے کسی کے ساتھ جھگڑا کر رہے ہوں حالانکہ اکیلے بیٹھے تھے کسی نے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ تو فرمایا! اپنے نفس کی شرارتوں پر اس کو ملامت کر رہا ہوں اب یہ مجھ سے ٹھنڈا پانی مانگ رہا ہے میں نے اس کو کہا ہے کہ جب تک ایک ہزار نفل اور پورا قرآن نہیں پڑھوں گا تجھے ٹھنڈا تو کیا خالی سادہ پانی بھی نہیں ملے گا۔

قصیدہ بردہ شرف میں بیسیوں اشعار امام بوصیری نے اس موضوع پہ لکھے ہیں جس میں سے صرف دو شعر بمعہ منظوم اردو ترجمہ درج کیے جاتے ہیں۔

ـــ والنفس کا لطفل ان تھملہ شب علی — حب الرضاع وان تفطمہ ینفطم
نفس کی ہیں عادتیں مانند طفل شیر خوار — دودھ پیتا جائے گا جب تک چھڑا دیں گے نہ ہم
وراعھا وھی فی الا عمال سائمۃ — وان ھی استحلت المرعیٰ فلا تسم
باز رکھ حسن عمل کو لذت تشہیر سے — اس چراگاہ ہوس سے دور رکھ اپنا قدم

(۱۱) آتی نہ تھی جب بدی بھی تجھ کو — ہم جانتے ہیں تجھے جبھی سے
(۱۲) حد کے ظالم ستم کے کٹر — پتھر شرمائیں تیرے جی سے
(۱۳) ہم خاک میں مل چکے ہیں کب کے — نکلا نہ غبار تیرے جی سے
(۱۴) ہے ظالم میں نباہوں تجھ سے — اللہ بچائے اس گھڑی سے
(۱۵) جو تم کو نہ جانتا ہو حضرت — چالیں چلیے اس اجنبی سے
(۱۶) اللہ کے سامنے وہ گن تھے — یاروں میں کیسے متقی سے
(۱۷) رہزن نے لوٹ لی کمائی — فریاد ہے خضر ہاشمی سے
(۱۸) اللہ! کنوئیں میں خود گرا ہوں — اپنی نالش کروں تجھی سے
(۱۹) ہیں پشت پناہ غوث اعظم
کیوں ڈرتے ہو تم رضا کسی سے

مشکل الفاظ کے معانی:

★ بدی - برائی ★ جبھی سے - اسی وقت سے ★ حد - انتہا ★ ستم - ظلم ★ کٹر - سنگ دل، بے رحم ★ جی - دل ★ کب سے - کافی عرصے سے ★ غبار - رنج، غصہ کی گرد ★ نبا - نباہنا سے ہے (گذارا کرنا) ★ گھڑی - وقت، لمحہ ★ حضرت

۔نفس کو طنزاً حضرت کہا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرجہنمی کوفرمائے گاذق انك انت لعزیز الکریم یامنافقوں کوفرمایا بشر المنافقین
* چالیس ۔ چال چلنا ، مکروفریب کرنا * اجنبی ۔ ناواقف ، پردیسی * گن ۔ کرتوت ، عمل * متقی ۔ پرہیز گار * راہزن ۔
ڈاکو * کمائی ۔ آمدنی ، کیادھرا * خضر ہاشمی ۔ (حضور علیہ السلام) * نالش ۔ شکایت ، فریاد * پشت پناہ ۔ حمایتی ، سہارا ، وسیلہ
* غوث اعظم ۔ بڑا فریادرس (اولیا اللہ میں سے)

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) ارے بدبخت نفس! اب تو تیری شراتوں اور دھوکہ بازیوں کی دھوم مچی ہوئی ہے جب ابھی تو نے برائی نہ کی تھی ہم تو اس وقت بھی تجھے جانتے تھے کہ تو کوئی نہ کوئی شرارت کر کے ہی رہے گا۔ اب اگر چہ تو بھی بوڑھا ہو گیا ہو گا مگر

کھنڈر بتا رہے ہیں عمارت عجیب تھی

اس شعر میں شیطان کی نافرمانی سے پہلے عالم ارواح کا نقشہ بیان کیا گیا جس کو بعض اہل اللہ نے یوں بھی بیان فرمایا۔

کن فیکون تے کل دی گل اے اسیں اگے پریت لگائی

جبکہ میرے پیرومرشد سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کن خدانے جد فرمایا اساں وی کولے ہاسے ہو ۔۔۔ ھکے ذات صفات ربے دی ھکے جگ ڈھنڈیاسے ہو
ھکے لامکان اساڈا ھکے آن بتاں وچ پھاسے ہو ۔۔۔ نفس شیطان پلیتی کیتی باہو اصل پلیت تاں ناسے ہو

(۱۲) ارے ظالم! ظلم کی بھی کوئی حد ہوتی ہے اور سنگ دلی کا بھی کوئی تو ٹھکانہ ہوتا ہے تو تو اتنا ظالم ہے کہ پتھر بھی تیری سنگ دلی پہ حیرت زدہ اور شرمار ہے ہیں۔

قرآن مجید میں بعض دلوں کو پتھر سے بھی زیادہ سخت قرار دیا گیا۔ ثم قست قلوبکم من بعد ذلك فھی کالحجارہ او اشدقسوۃ۔ اور اس کی وجہ بھی بیان فرمادی۔ وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانھر۔ پتھروں سے تو پھر بھی پانی کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں لیکن پتھر دل سے تو اتنا بھی نہیں ہو پاتا۔

(۱۳) اے کمینے نفس! خدا ہی تجھے پوچھے ہم سے گناہ کروا کروا کر تو نے ہمیں ذلیل ورسوا بھی کر دیا لیکن ابھی تک تیری دشمنی کی آگ ٹھنڈی نہ ہوئی اور تیرے دل کا غبار ابھی تک پوری طرح نہ نکل سکا۔

(۱۴) میں اس لمحے سے بھی اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ جس لمحے میں تیرے ساتھ موافقت کروں۔ میں تو اس گھڑی کے تصور سے بھی کانپ اُٹھتا ہوں (یہ اعلیٰ حضرت کے کامل الایمان ہونے کی واضح دلیل ہے)

(۱۵) ارے ہٹ پیچھے بزرگ بنا پھرتا ہے دھوکہ دیتا ہے تو کسی اجنبی ناواقف کو دے، میں تو تیری چالوں کو خوب سمجھتا ہوں، میرے اوپر تیرا داؤ کیا چلے گا۔ میں نے اولیاء کرام کا دامن تھام کر تیرا علاج کر لیا ہے۔

(۱۶) اے نفس (یا اے ریاکار عبادت گذار) اللہ تو تیرے کرتوتوں کو خوب جانتا ہے تو کیا ہے اور کیا نہیں ہے، لوگوں کے سامنے تو بڑا پرہیز گار بنتا ہے۔ فلا تزکو اانفسکم ھو اعلم بمن اتقی (النجم) آپنے آپ کو (بتکلف) پرہیز گار نہ بناؤ اللہ خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ پرہیز گار ہے۔

ریا کار عبادت گزار کو پانی میں رہنے والے لمبی ٹانگوں والے بگلے سے تشبیہ دی گئی ہے کہ عموماً وہ ایک ٹانگ پر کھڑا رہتا ہے مچھلی دیکھتی ہے تو سمجھتی ہے کوئی عبادت گزار ہے جو ایک پاؤں پہ کھڑا ہو کر عبادت کر رہا ہے دوڑتی ہے کہ جا کر اس کا قدم چوم لوں لیکن بیچاری آتے ہی اس کا شکار بن جاتی ہے۔ ریا کار بھی اللہ کے بندوں کو اپنا عقیدت مند بنانے کے لالچ میں اور ان کی جیبیں خالی کرنے کے چکر میں عبادت کا لبادہ اوڑھتا ہے۔

(۱۷) اے ڈاکو نفس! تو نے تو میری عمر بھر کی کمائی لوٹنے (عبادات و اعمال صالحہ ضائع کرنے) کی ٹھان لی ہے؟ اے میرے کریم آقا (خضر ہاشمی) آپ ہی سے فریاد ہے کیونکہ اس ظالم کمینے کا راستہ آپ ہی روک سکتے ہیں۔

(۱۸) اے اللہ! اس ذلت و رسوائی کے کنویں میں میں خود ہی تو گرا ہوں۔ اب تجھی سے شکایت ہے، تیرے سوا مجھے اس گناہوں کے کنویں سے اب کون نکالے گا؟

ے ماناں کہ بے عمل ہوں نہایت برا ہوں میں ۔۔۔ کتنے بڑے کریم کے در کا گدا ہوں میں

(۱۹) اے (گدائے در خیر الوریٰ پیارے امام) احمد رضا! جبکہ تیرا حامی و سہارا ہے تیرا غوث الوریٰ، تو پھر تجھے کیا ہے کسی مصیبت یا رنج و الم کا خطرہ؟

سنو میری فریاد یا غوث اعظم ۔۔۔ کرو میری امداد یا غوث اعظم
ہوا ہوں میں قیدی غموں کے قفس میں ۔۔۔ کرو مجھ کو آزاد یا غوث اعظم
ترے ہوتے میری یہ دنیا کی بستی ۔۔۔ نہ ہو جائے برباد یا غوث اعظم
تمہیں بانٹتے ہو زمانے کو خوشیاں ۔۔۔ کرو مجھ کو بھی شاد یا غوث اعظم
خدارا کرو میری مشکل کشائی ۔۔۔ علی کی ہو اولاد یا غوث اعظم
اُمیدوں کے گلشن میں آئیں بہاریں ۔۔۔ تری آئی جب یاد یا غوث اعظم
یہی ہے یہی ہے تمنائے قائد
کہ پھر دیکھے بغداد یا غوث اعظم



نعت شریف نمبر (۵۳)

(۱) پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے ۔۔۔ آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
(۲) دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ ۔۔۔ ہم سے پیاسوں کے لیے دریا بہاتے جائیں گے
(۳) کشتگانِ گرمیِ محشر کو وہ جان مسیح ۔۔۔ آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے
(۴) گل کھلے گا آج یہ ان کی نسیم فیض سے ۔۔۔ خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے
(۵) ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے ۔۔۔ تھی خبر جس کی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے
(۶) آج عید عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ ۔۔۔ ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے
(۷) خاک افتادو بس اُن کے آنے ہی کی دیر ہے ۔۔۔ خود وہ گر کر سجدہ میں تم کو اُٹھاتے جائیں گے
(۸) کچھ خبر بھی ہے فقیرو آج وہ دن ہے کہ وہ ۔۔۔ نعمت خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے
(۹) وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو ۔۔۔ جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے
(۱۰) لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف ۔۔۔ خرمن عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے

مشکل الفاظ کے معانی :

★ پیش حق۔اللہ کے سامنے ★ مژدہ۔خوشخبری ★ شفاعت۔سفارش ★ جا۔جگہ ★ ہم سے۔ہمارے جیسے ★ بہانا۔چلانا ★ کشتگان۔مقتول ★ گرمی محشر۔قیامت کی دھوپ اور گرمی ★ جان مسیح۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جان ★ نسیم فیض۔بخشش کی خوشبودار ہوا ★ خون رونا۔خوب گڑگڑا کر آہ وزاری کرنا ★ حسرت زدو۔محروم، غم کے مارو ★ جلوہ دکھانا۔دیدار کرانا ★ عید۔خوشی کا دن ★ ابروئے پیوستہ۔ملے ہوئے بھویں ★ فقیرو۔منگتو، بھکاریو ★ نعمت خلد۔جنت کی نعمت ★ خاک اُفتادو۔زمین پر گرے ہوئے لوگ، مجبور ★ وسعتیں۔کشادگیاں، فراخیاں، گنجائشیں ★ لو وہ آئے۔کسی کی اچانک آمد پہ بولا جاتا ہے ★ اسیروں۔قیدیوں ★ خرمن عصیاں۔گناہوں کا ڈھیر ★ بجلی گرانا۔برباد کرنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) بروز قیامت ہمارے آقا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کی بارگاہ میں ہمیں شفاعت کا مژدۂ جانفزا (خوشخبری) سنائیں گے۔ڈرے ہوئے دلوں کو سکون آجائے گا پھر جب امت سوئے جنت رواں ہوگی تو منظر یہ ہوگا کہ حضور خود تو روتے ہوں گے (اس

نعمت شفاعت کبریٰ ملنے پر اورامت کی بخشش پر خوشی کا رونا یا اللہ کی بارگاہ میں اذن شفاعت کے لیے اللہ کو منانے کے لیے رونا) اور امت ہنستی ہوئی جنت کی طرف رواں دواں ہوگی۔ کسی نے اس منظر کو یوں بھی بیان فرمایا۔

ہر نظر کانپ اُٹھے گی محشر کے دن — خوف سے ہر کلیجہ دھل جائے گا
اوڑھ کر کالا کمبل وہ آ جائیں گے — تو قیامت کا نقشہ بدل جائے گا

(۲) ہمارا کلیجہ پھٹ کیوں نہیں جاتا (جب یہ منظر تصور میں آئے) کہ ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم جیسے نکموں کے لیے اپنی پیاری اور سرگیں آنکھوں سے آنسوؤں کے دربار بہار ہے ہوں گے۔

ہے ان کو امت سے پیار کتنا کرم ہے رحمت شعار کتنا — ہمارے جرموں کو دھور ہے ہیں وہ آنسو اپنے بہا بہا کر

(۳) اللہ اللہ! محشر کی قیامت خیز گرمی میں جب جسم جھلس کر مُردہ ہو چکے ہوں گے وہ جان مسیح، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دامن رحمت کی ہوا دے کر ان مردوں کو زندہ فرما رہے ہوں گے یعنی شفاعت فرما کر اس مصیبت سے چھڑا رہے ہوں گے۔

تاج شفاعت سر پہ پہنے حشر کا دولہا آپہنچا ہے
آنکھیں کھولو! غور سے دیکھو! کس کی ہے بارات نہ پوچھو

(۴) جب آقا کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیض کرم کی ٹھنڈی و خوشبودار ہوا چلے گی تو مرجھائے ہوئے چہرے پھول کی طرح کھِل جائیں گے تو ہم گنہ گار میدان محشر میں آئے تو خوف کے مارے رو رو کر تھے لیکن اب جنت کی طرف خوب خوشیاں مناتے، مسکراتے جا رہے ہیں۔

انہی کے فیض سے ہم نے شعور زندگی پایا — انہی کے فیض سے ہم نے خدا کی ذات پہچانی
بلا تخصیص ہر اک فرد پر چشم کرم ان کی — بلا تخصیص ہر اک فرد پر ان کی مہربانی
نہ سورج میں چمک اپنی نہ چندا میں دمک اپنی — جدھر دیکھو ادھر پھیلی ہوئی ہے ان کی تابانی
مرے آقا! مرے آقا! مدد کیجے مدد کیجے — کہیں مجھ کو نہ لے ڈوبے غموں کی یہ فراوانی
محمد مصطفیٰ صل علیٰ محبوب ربانی — نہ آیا ہے نہ آئے گا کوئی بھی آپ کا ثانی

(شاہد ندیم)

(۵) اے غم کے مارو! بے سہارو! جس دن کے بارے میں ہم نے پڑھا اور تم نے سنا تھا کہ حضور کا دیدار ہوگا چلو! وہ دن آگیا ہے اور وہ دیکھو محبوب خدا اپنے چہرۂ انور سے پردہ ہٹانے ہی والے ہیں۔

قیامت جس کو کہتے ہیں وہ عید ہے اہل سنت کی — اُدھر دیدار رب ہوگا اِدھر صورت محمد ﷺ کی

(۶) ہاں ہاں آج ہی عاشقان رسول کی اصل عید ہے کہ دنیا میں تو بنا دیکھے ان کی باتیں کرتے اور سنتے تھے آج ذرا اپنی آنکھوں سے محبوب خدا کے ملے ہوئے بھویں مبارک دیکھو اور ان کی بارگاہ میں محبت کے ساتھ درود و سلام کے نذرانے پیش کرو۔

حشر کا دن ہے ان کی زیارت کا دن — ایسے روز قیامت پہ لاکھوں سلام

بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب جہنم پر پل صراط بچھایا جائے گا فا کون اول من

یجوز من الوسل بامته۔ رسولوں میں سب سے پہلے میں ہی اپنی امت کو لے کر پلصراط عبور کروں گا۔ اور ایسے کہ ۔

جبریل پر بچھا تو پر کو خبر نہ ہو

(۷) دنیا میں تو آقا علیہ السلام جنت کی بشارتیں سناتے رہے لیکن آج بروزِ محشر اپنی امت کو جنت کی نعمت تقسیم فرماتے ہوئے دکھائی دیں گے! اس لیے اے گداؤ! ہوشیار ہو جاؤ اور بھاگو در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ اور عرض کرو! اے دشمنوں پر بھی رحم کرنے والے آقا! ہم تو پھر آپ کا کلمہ پڑھنے والے ہیں۔

؎ کرم کی اک نظر ہم پر خدارا یارسول اللہ ﷺ ہوں تمہارا میں تمہارا تمہارا یارسول اللہ ﷺ

(۸) اے خاک نشینو! اب تمہیں خاک سے اُٹھا کر جنت کے باغات میں پہنچانے کا وقت آگیا ہے، بس اُن کے آنے ہی کی دیر ہے ایک سجدہ کریں گے تو۔

ایک ہی سجدے میں سب کی نجات ہو کے رہی

خود تو سجدے میں تشریف لے جائیں گے اور تمہیں خاک سے اُٹھا کر ہمدوش ثریا کر دیں گے۔ جب اللہ فرمائے گا۔

یامحمد ارفع راسك وقل تسمع وسل تعط واشفع تشفع

؎ اب تو سجدے سے سر کو اُٹھا لو آپ کی ساری امت بڑی ہے

(۹) سرکارِ مدینہ علیہ السلام کے دامنِ کرم کو اللہ نے اتنا وسیع فرما دیا ہے کہ ہمارے جتنے بھی جرم میدانِ محشر میں پیش ہوں گے سب اس دامنِ رحمت میں چھپ جائیں گے اور۔

؎ ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

(۱۰) حضرات ایک ضروری اعلان سنو! توجہ کرو، اے اہلِ محشر! سب کھڑے ہو جاؤ اور درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنا شروع کر دو! وہ دیکھو میرے آقا کی سواری آگئی ہے اور حضور اپنے گنہ گار اُمتیوں کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے ہیں اور ہاں تمہیں اپنے گناہوں کے انبار نظر آرہے ہیں، اس لیے پریشان ہو؟ تو پھر خوش ہو جاؤ دیکھو میرے آقا کس طرح تمہارے گناہوں پہ اپنے جمال کی بجلیاں گرا کر ان کو جلا کر راکھ کر رہے ہیں۔

؎ دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا کیونکہ رسول پاک سے دیکھا نہ جائے گا

(۱۱) آنکھ کھولو غمزدو دیکھو وہ گریاں آئے ہیں لوحِ دل سے نقشِ غم کے اب مٹاتے جائیں گے
(۱۲) سوختہ جانوں پہ وہ پُر جوشِ رحمت آئے ہیں آبِ کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے
(۱۳) آفتاب اُن کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ صرصرِ جوشِ بلا سے جھلملاتے جائیں گے
(۱۴) پائے کوباں پل سے گزریں گے تری آواز پر رَبِّ سَلِّمْ کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے
(۱۵) سرورِ دیں لیجے اپنے ناتوانوں کی خبر نفس وشیطان سیدا کب تک دباتے جائیں گے
(۱۶) حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولا کی دُھوم مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

(۱۷) خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائیں گے

مشکل الفاظ کے معانی :

* آنکھ کھولو۔ہوش میں آؤ * گریاں۔رونا * لوح دل۔دل کی تختی * نقش۔نشان * سوختہ۔جلا ہوا * آب کوثر۔حوض کوثر کا پانی * آفتاب۔سورج * صرصر۔آندھی، جھکڑ * جھلملاتے۔چراغ کا تھوڑی تھوڑی روشنی دینا * پائے کوباں۔زور سے پاؤں زمین (پل صراط) پہ مارتے ہوئے گزرنا * ربِّ سَلِّمْ۔اے اللہ سلامتی کے ساتھ (میری امت کو گذار۔دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) * وجد۔جھومنا * سرور دین۔دین کے سردار * ناتواں۔کمزور * سیدا۔اے سردار * پیدائش مولا۔حضور علیہ السلام کا پیدا ہونا * دھوم۔چرچا * فارس۔ایران * خاک ہو جائیں عدو۔دشمن (حسد کی آگ میں جل کر راکھ ہو جائیں) * دم میں جب تک دم ہے۔جب تک جسم میں جان ہے * ذکر۔تذکرہ، شان، نعتیں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) اے مجرمو! ہوش میں آؤ! وہ دیکھو! تمہارے آقا! اللہ کی بارگاہ میں رورو کر تمہارے گناہوں کے نشان تک تمہارے دل کی تختی سے مٹا رہے ہیں۔

؎ شفیع حشر امت کو بخشوا لیں گے — نہ ہو گا آگ کا ایندھن برا بھلا کوئی
کرم کی بھیک ملے اس کو یارسول اللہ — نہیں نصیر کا اب اور آسرا کوئی

(صاحبزادہ نصیرالدین نصیر گولڑہ شریف)

(۱۲) اے عاصیو! تمہارے دلوں کو اگر گناہوں کی آگ نے جلا رکھا ہے تو دیکھتے نہیں ہو کہ تمہارے آقا کی رحمت کا دریا بھی جوش میں آیا ہوا ہے؟ وہ حوض کوثر کے چھینٹوں سے تمہارے دلوں کو لگی ہوئی آگ بجھالیں گے (اور فائر بریگیڈ والوں کی طرح دنوں میں نہیں بلکہ لمحہ بھر میں)۔

؎ دکھائی جائے گی محشر میں شان محبوبی — کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہو گا
خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی — خدائے پاک خوشی ان کی چاہتا ہو گا

(مولانا حسن رضا خان بریلوی)

(۱۳) دوسرے انبیاء کرام کے چراغوں کی بھی روشنی ہوگی مگر محشر کے طوفانی آلام و مصائب کی آندھیوں کی وجہ سے ٹمٹماتے، بجھتے، جلتے ہوں گے (تبھی تو ہر نبی فرمائے گا اذھبوا الی غیری۔جاؤ کسی اور کی طرف) لیکن ہمارے آقا کا سورج اُس وقت جوبن پر ہوگا (اور فرما رہے ہوں گے۔انا لھا انا لھا آؤ کوئی اور بھی اگر ہے میں اس کی شفاعت کرتا ہوں)

؎ یوں تو ہیں لاکھوں نبی اسحاق بھی یعقوب بھی
حضرت ہارون بھی الیاس بھی ایوب بھی
صالح بھی ہیں یونس بھی ہیں ادریس بھی داؤد بھی
زکریا حضرت سلیمان آدم و عیسیٰ بھی ہیں
نوح و ابراہیم و لوط و حضرت موسیٰ بھی ہیں
کوئی اس کملی والے سا نظر آتا نہیں
سایہ بھی صابرؔ ہمیں جن کا نظر آتا نہیں

(علیہم الصلوۃ والسلام)

(۱۴) اے میرے پیارے آقا! جب آپ کی شفاعت قبول ہو جائے گی تو پھر آپ کے گنہ گار امتی (جواب گنہ گار نہیں رہے) پل صراط پہ زور زور سے پاؤں مارتے ہوئے (ٹھک ٹھک کرتے ہوئے) گزر جائیں گے اور وجد و مستی میں جہنم کو کہیں گے کہ جنت اگرچہ سب کو خدا نے ہی دی ہے لیکن بھئی ہمیں تو مصطفیٰ نے لیکر دی ہے۔ ہمارے آقا تو رب سلّم کہہ رہے ہوں گے اور امتی۔ مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام۔ پڑھتے ہوں گے اور جہنم پکار رہی ہوگی کہ جلدی گذر جاؤ تم نے تو مجھے بھی ٹھنڈا کر دیا ہے اور داروغہ جہنم کہہ رہا ہوگا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے تو اپنی امت میں سے جہنم کے لیے کچھ چھوڑا ہی نہیں ہے۔ (کمافی الحدیث)

؎ یہ اکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا
تیرے رتبہ میں جس نے چون و چرا کی نہ سمجھا وہ بدبخت رتبہ خدا کا (ذوق نعت)

(۱۵) اے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم! مہربانی فرمایئے اور ہمیں نفس و شیطان کے شر سے بچا لیجئے۔ آپ کے کمزور امتیوں کو آخر یہ ظالم کب تک اپنا تابعدار بنا کر ان پر حکم چلاتے رہیں گے۔

نفس و شیطان کی شرارتوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ کسی ولی کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا جائے کیونکہ الا عبادك منهم المخلصين کے مطابق ان پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا تو ان کی برکت سے ان کے ساتھ رہنے والے بھی شیطان کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے۔ جیسے کسی خاص شخصیت کے لیے پنکھا چلایا جائے تو ساتھ والوں کو بھی ہوا پہنچ جاتی ہے اسی طرح کوئی نفس و شیطان کے شر سے محفوظ ہو تو اس کے پاس بیٹھنے والوں پر بھی ان ظالموں کا داؤ نہیں چل سکے گا۔ یہی طریقہ ایک سرائیکی بزرگ نے ایک شعر میں بیان کیا۔

؎ پیر دے ھتھ وچ ھتھ کوں ڈے کر نفس دی بانہہ مروڑ تاں توں حکو تھیویں

کہ اپنا ہاتھ ولی کامل کے ہاتھوں میں دیکر نفس کا پنجہ مروڑ دے تاکہ تجھے مقام فنائیت نصیب ہو جائے۔

(۱۶) ہم اپنے آقا و مولیٰ محبوب خدا ﷺ کے میلاد پاک کے چرچے کرتے رہیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اگر نجدی اس کو پسند نہیں کرتا تو جائے جہنم میں۔ جیسے حضور علیہ السلام پیدا ہوئے تو ایران کے محلات میں زلزلہ آ گیا اسی طرح ذکر میلادِ رسول کرتے رہیں گے اور نجدی قلعوں کو گراتے رہیں گے اور منکرین مولود شریف کے عقیدے پہ قیامت ڈھاتے رہیں گے۔ کیونکہ

؎ رحمت کے نظارے ہیں میلاد کی محفل میں بخشش کے اشارے ہیں میلاد کی محفل میں
سرکار کو یہ محفل کیسے نہ لگے پیاری سرکار کے پیارے ہیں میلاد کی محفل میں
اے عقل کے دیوانو! کیوں ہم سے الجھتے ہو ہم عشق کے مارے ہیں میلاد کی محفل میں
میلاد کی محفل میں ہم اس لیے جاتے ہیں سرکار ہمارے ہیں میلاد کی محفل میں

(فیض رسول فیضان)

(۱۷) اے دشمنانِ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (موتو ابغیظکم اپنے غصے میں مرجاؤ) تم جل کر خاکستر ہو جاؤ ہمارے جسم میں جب تک جان موجود ہے ہم اپنے آقا علیہ السلام کا ذکر کرتے ہی رہیں گے۔

؎ ہے جب تک اہل سنت کا کوئی اک فرد بھی باقی
فضاؤں میں سدا گونجے کا نعرہ یارسول اللہ ﷺ

----***----

نعت شریف نمبر (۵۴)

(۱) چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

(۲) برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

(۳) مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

(۴) تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

(۵) میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

(۶) حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

(۷) چل اُٹھ جبہہ فرسا ہو ساقی کے در پر
درِ جود اے میرے ستانے والے

(۸) تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

(۹) رہے گا یوں ہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

(۱۰) اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

(۱۱) رِضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

مشکل الفاظ کے معانی:

* چمک—روشنی، نورانیت * برستا—اترتا، نازل ہوتا * ابرِ رحمت—رحمت کا بادل * بدوں—بروں * خطے—ٹکڑے، سرزمین * واللہ—اللہ کی قسم * چشمِ عالم—ظاہری نظر * مجرم—گنہگار * رستے—راہ، راستہ * جابجا—ہر جگہ * تھانے والے—تھانوی کے ماننے والے، چوکی پولیس والے * حرم—مکہ و مدینہ * ارے—برائے ندا (او فلاں) * موقع—جگہ * جبہہ فرسا—پیشانی رگڑنے والا * ساقی—پلانے والا * جود—سخاوت * ستانے والے—عشقِ رسول میں مست رہنے والے * الجھیں—جھگڑیں، بحث و تکرار کریں * منکر عجب—عجیب انکاری ہے * غرانا—بلاوجہ غصے میں شور کرنا * چرچا—شہرہ، دھوم * خاک ہو جائیں—مرجائیں * ساعت—گھڑی، لمحہ، وقت * چین—آرام * دم میں—فریب، دھوکے میں * چندرانے والے—جھٹلانا، تجاہلِ عارفانہ سے کام لینا۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) (انامن نور اللّٰہ وکل الخلائق من نوری او کما قال علیہ الصلوۃ والسلام اوراس طرح کی دیگر بہت ساری احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا ہے کہ) یارسول اللہ! جو بھی زمانے بھر میں چمکا ہے آپ ہی کے نور سے چمکا ہے کیونکہ آپ ہی اصل کائنات اور وجہ تخلیق کائنات ہیں، تو پھر اے میرے نور والے آقا؟ میرا دل جو گناہوں سے سیاہ ہو چکا ہے اس پر بھی نور کی ایک کرن ڈالیے تا کہ اس میں بھی چمک پیدا ہو جائے۔

تو آیا تو ہوئی کافور دنیا سے شب ظلمت — تو آیا تو ہوئے ارض وسما کون ومکان روشن
سند مانگی نہیں اہل نظر سے آج تک میں نے — کرے گی مدحت سرکار ہی نام ونشان روشن

(ریاض چودھری)

اس شعر کی ایمان افروز شرح ''جبل نور'' میں اس طرح ہے۔

امام قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں:

هُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِزَانَةُ السِّرِّ وَمَوْضَعُ نُفُوْذِ الْاَ مْرِ فَلَا يَنْفُذُ اَمْرٌ اِلَّا مِنْهُ وَلَا يَنْقُلُ اِلَّا عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مواہب لدنیہ ص ۶ ج ۱)

یعنی حضور سرور عالم ﷺ راز الٰہی کے خزانہ اور امر الٰہی کی جائے نفاذ ہیں۔ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے۔ اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے۔

یہی بیان ہے علماء محققین کا ہے اور یہی ایمان ہے جمہور مسلمین کا۔ کہ دنیا میں کوئی بھی نعمت جس کسی کو بھی ملی حضور ہی کے دربار سے ملی۔ رسولوں کو رسالت اور نبیوں کو نبوت ملی تو یہیں سے۔ ولیوں کو ولائت۔ اماموں کو امامت، سخیوں کو سخاوت اور بہادروں کو شجاعت ملی تو یہیں سے۔ سچوں کو صداقت، عادلوں کو عدالت اور سیدوں کو سیادت ملی تو یہیں سے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت ہی فرماتے ہیں۔

لَا وَرَبِّ الْعَرْش جس کو جو ملا ان سے ملا — بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

اور اسی حقیقت کا اظہار اعلیٰ حضرت نے اس شعر میں فرمایا کہ

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے — مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

ابوبکر کو نظر رحمت سے دیکھا تو صدیق اکبر بنا ڈالا۔ عمر کو اسی نظر سے دیکھا تو فاروق اعظم بنا دیا۔ عثمان پر نورانی نظر پڑی تو عثمان ذوالنورین بن گئے۔ علی پر یہی نظر ڈالی تو شیر خدا بنا ڈالا جملہ صحابہ کرام بھی اسی نورانی نظر کی بدولت آسمان رشد وہدایت کے ستارے بن گئے۔ اوران کے لیے حضور نے فرمایا دیا:

اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ۔ (مشکوۃ شریف ص ۵۴۶)

میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں ان میں سے کسی کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

اعلیٰحضرت اسی لیے اپنے قاسم نورآقا ﷺ سے عرض کرتے ہیں کہ ؏

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

اور اے میرے نورانی آقا! میں بھی تو تیرا غلام اور تیرے آستانۂ نور کا بھکاری ہوں لہٰذا ؏

مرا دل بھی چمکادے چمکانے والے

ایک دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت نے اس سوال کو اس رنگ میں پیش کیا ہے کہ

ے میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا نور دن دو ناترا دے ڈال صدقہ نور کا

جنگ بدر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھیں تیر لگنے سے ان کے رخسار پہ بہہ آئیں۔ حضرت قتادہ بارگاہ نور میں حاضر ہوئے تو

فَعَادَ هُمَا مَكَا نَهُمَا وَبَزَقَ فِيهِمَا فَعَادَ تَا تَبْرَقَانِ۔ (حجۃ اللہ للنبہانی ص ۴۲۴)

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں کو خانۂ چشم میں رکھ کر ان پر اپنا لعاب دہن شریف لگا دیا تو آنکھیں روشن ہوگئیں۔

جنگ اُحد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی ایک آنکھ پھوٹ گئی وہ بارگاہ نور میں حاضر ہوئے۔

فَبَزَقَ فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ اَصَحَّ عَيْنَيْهِ۔ (حجۃ اللہ ص ۴۲۴)

تو حضور نے اس میں اپنا لعاب دہن شریف ڈالا تو وہ پہلی آنکھ سے بھی زیادہ صحیح ہوگئی۔

حضرت قتادہ کی دونوں آنکھیں بے نور ہوگئیں۔ تو حضور کے فیضان سے دونوں چمک اٹھیں۔ حضرت ابوذر کی ایک آنکھ بے نور ہوئی۔ تو حضور کی شانِ تنویر نے اُسے پہلی آنکھ سے بھی زیادہ چمکا دیا۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت نے بھی عرض کیا ہے کہ

ے چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

حلیمہ سعدیہ ایک بدویہ عورت تھی۔ گمنام تھی اُسے کون جانتا تھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے جو دودھ پلایا۔ تو اس نسبت نور سے وہ بھی چمک اُٹھی۔ اور آج جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میلاد شریف ہوتا ہے۔ وہاں حلیمہ سعدیہ کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ مسجدوں میں میلاد کی محفلوں میں سیرت نگاروں کی کتابوں میں ہر جگہ حلیمہ سعدیہ کا ذکر خیر موجود ہے۔ ایک غیر معروف بدویہ عورت کو حضور نے اس قدر چمکا دیا کہ ہر مسلمان ادب واحترام کے ساتھ اس کا نام لیتا ہے۔ اور اس کا ذکر کرتا ہے۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے کہ

ے چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

(۲) اے میرے آقا ہمارے اعمال اگرچہ بہت برے سہی شاید انہی کو دیکھ کر ہی رحمت کا بادل ہم پر نہیں برستا تو اے پیارے نبی! آپ مہربانی فرمائیں اور رحمت کے بادل کو حکم دیں کہ ہم گنہگاروں پر بھی رحمت کے چھینٹے ڈالے تاکہ گناہوں کی آلودگیاں ہم سے دور ہو جائیں اور دل آپ کے نور سے منور و روشن ہو جائیں۔

ے وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں اک روز چمکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں
گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

(ظفر علی خاں)

(۳) اے ہمارے آقا کے مدینے! خدا تعالیٰ تجھے سلامت تا قیامت رکھے کہ ہم جیسے غریبوں مسکینوں کو تو پناہ اور ٹھکانہ عطا کرنے والا ہے۔

ے سدا و سدار ہوے تیرا دوارہ یارسول اللہ جتھے ہوندا غریباں دا گزار یارسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴) اے میرے آقا! قسم نجدا! آپ زندہ ہیں، ہاں ہاں (آپ کو مردہ کہنے والے خود مردہ ہیں) میرے آقا اللہ کی قسم آپ زندہ ہیں (کیونکہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ نبی اپنی قبروں میں بھی زندہ ہوتے ہیں، تبھی تو معراج کی رات تمام نبیوں نے آپ کے پیچھے نماز ادا فرمائی، موسیٰ علیہ السلام کو آپ نے قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا) (مسلم شریف، مشکوۃ شریف) بھلا ہم آپ کی بات مانیں یا منکروں کی بکواس کو مانیں؟ باقی رہا یہ کہ پھر نظر کیوں نہیں آتے تو کیا باقی ہر چیز موجود ہونے کے باوجود نظر آتی ہے؟ کیا ہوا، ایمان، عقل، نکیرین جو ہر انسان کے کندھوں پہ بیٹھے ہیں نظر آتے ہیں؟ تو جب غلام نظر نہیں آتے تو آقا کیسے نظر آئے میرے آقا آپ نے صرف میری ظاہری آنکھ سے پردہ کیا ہے دل آپ ہی کے نور سے آباد ہیں۔

ے در دل مسلم مقام مصطفیٰ است آبروئے ما زنام مصطفیٰ است

(۵) اے میرے پیارے نبی! میں مجرم وقصور وار ہوں اور مجرموں کے پیچھے ہر وقت پولیس والے لگے رہتے ہیں اسی طرح میرے پیچھے بھی اللہ کے فرشتے لگے ہوئے ہیں آپ مجھے اپنی پناہ عنایت کیجئے تاکہ

ے ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

یا تھانے والے سے اشرف علی تھانوی کے عقیدے والے گستاخ مراد ہیں جس نے حضور علیہ السلام کے علم مبارک کو بچوں پاگلوں اور جانوروں سے ملایا (حفظ الایمان) تو بدعقیدہ لوگوں سے بچنے کے لیے حضور علیہ السلام کی پناہ طلب کی جارہی ہے کہ یارسول اللہ! اپنے ہر امتی کو اس قسم کے بدعقیدہ ٹھگوں سے (جن کی زبانوں پہ کلمہ اور دل میں آپ کی گستاخی ہے) اپنے ہر امتی کو اپنی پناہ میں رکھیے۔

(۶) حرمین شریفین کی سرزمین تو اتنی مقدس اور پاکیزہ ہے کہ بس چلے تو اس پر قدم رکھ کر چلنے کی بجائے سر کے بل چلا جائے۔ اولیائے کرام اور علماء ربانیین کے بارہا واقعات بیان کیے گئے کہ وہ ان مقدس شہروں کا کس قدر احترام کرتے تھے اور ہم بھی اللہ سے اس سرزمین کا ادب ہی مانگتے ہیں کیونکہ

ے بے ادب محروم انداز فضل رب

(۷) اے میرے آقا کا عشق دل میں رکھنے والے متوالے! چل جا سرکار کی بارگاہ میں در رحمت کھل گیا ہے اور ساقی کوثر کا فیض جاری وساری ہے وہاں جا کر ماتھا رگڑ یعنی سارے آداب بجالا۔ یا مطلب یہ ہے کہ پہلے اللہ کی بارگاہ میں شکرانے کے نوافل ادا کر کیونکہ اس نے تجھے در مصطفیٰ کی حاضری سے نوازا ہے اور پھر حضور کے قدموں میں آ کر سرکار سے فیض کی بھیک مانگ۔

ے ہیں انوار رحمت مدینے کی کلیاں دل و جاں کی راحت مدینے کی گلیاں
فرشتوں میں کل رات یہ گفتگو تھی ہیں جنت ہی جنت مدینے کی گلیاں

کوئی یہ نہ سمجھے کہ پہلے معنی کے اعتبار سے تو اعلیٰ حضرت نے حضور علیہ السلام کو سجدہ کرنے کی تلقین کی ہے اہل علم جانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے حرمت سجدہ تعظیم پہ پوری ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے۔ الزبدة الزکیه فی حرمة السجدة التحیه۔ اور یہ بھی ہر پڑھا لکھا جانتا ہے کہ حاضری کے آداب اعلیٰ حضرت کے نزدیک کتنے احتیاط کے متقاضی ہیں لہٰذا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا کہ اعلیٰ حضرت کا کوئی ایسا مقصد ہو۔

(۸) اے میرے آقا! یہ آپ کی عظمت کے منکرین بھی عجیب نسل کے لوگ ہیں کہ آپ کا صدقہ کھاتے ہیں اور آپ کے ہی غلاموں سے الجھتے ہیں۔ نام بھی آپ کے دین کا لیکر لوگوں سے پیسہ بٹورتے ہیں اور آپ کے ہی خلاف لکھ لکھ کر اپنے نامۂ اعمال کی طرح کاغذ سیاہ کر رہے ہیں۔ شرم ان کو مگر نہیں آتی۔

(۹) اے منکرو! تم سرکار مدینہ علیہ السلام کا ذکر مبارک سن کر جلو! یا جل جل کے مرو! اور مر کے خاک میں مل جاؤ، حضور کی عظمت کے ڈنکے بجتے ہی رہیں گے کیونکہ جب اللہ ان کے ذکر کو بلند کرنے کی بات کرتا ہے تو کس میں جرأت ہے کہ بند کر سکے۔

اللہ نے تو جنت کے دروازوں پر اور جنت کی ہر شئے پہ اپنے حبیب کا نام لکھ دیا ہے کہاں کہاں سے مٹاؤ گے؟

اور اے میرے پیارے نبی!

؎ تیرے دشمن جلتے رہیں گے جل جل کے مرتے رہیں گے
ہم بھی پڑھتے رہیں گے صلوات اللہ علیک

(۱۰) اے میرے دل یا میری طرح کے گنہگارو! ذرا دلوں کو تھامو! کیوں گھبراتے ہو ابھی تمہاری شفاعت کی باری بس آنے ہی والی ہے۔ کوئی بھی محروم نہیں رہے گا حضور کے کرم کی بھیک سب کو ملے گی۔

؎ سخی ہے کون جو منگتوں کا یوں خیال کرے عطا کی بارشیں کر دے جو بھی سوال کرے
ہو اس کے بعد نہ دست طلب دراز کہیں وہ اپنے مانگنے والوں کو یوں نہال کرے

(۱۱) اے (میرے آقا کے بھولے بھالے امتی) احمد رضا! اپنی سادگی کی وجہ سے کہیں نفس کے دھوکے اور فریب میں نہ آ جانا تو نے ابھی بہکانے اور پھسلانے والے دیکھے ہی کہاں ہیں اور تو کیا جانے کہ وہ کس کس طرح سے تیرے ایمان پر حملہ آور ہو کر تیرا کتنا نقصان کر جاتے ہیں۔

سبحان اللہ! امام و پیشوا ہو تو ایسا ہی ہو جو ہر محاذ پہ اپنے پیروکاروں کی راہنمائی کرے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت کو بانٹے، گستاخان رسول علیہ السلام کے حملوں سے بچنے کی تلقین بھی کرے اور نفس و شیطان کے مکر و فریب اور دسیسہ کاریوں سے بھی آگاہ کرے۔

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں بھی خراج تحسین پیش کرنا ہم پر لازم ہے کیونکہ ان کے ہم پہ بڑے احسانات ہیں اور حدیث شریف میں ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ جو بندوں کا شکر نہ ادا کر سکے وہ اللہ کا شکر بھی نہیں ادا کر سکتا چنانچہ ایک محب اعلیٰ حضرت کا کلام اعلیٰ حضرت کی شان میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت احمد رضا ہے اہل سنت کا امام　　فخر ارباب طریقت صاحب علم الکلام
نکتہ دانِ شعر و انشاء مکتب فکر و نظر　　خدمت دین محمد روز و شب ، شام و سحر
عشق و مستی کا حدی خواں، زہد وتقوی کا امیر　　جدت و ندرت کے پیکر میں کلام دل پذیر
پر تو نور بصیرت اس کا رنگ شاعری!　　اس کی نعتوں میں روانی کوثر و تسنیم کی
وہ بلا دِہند میں ہے نعت گویوں کا امام　　بچے بچے کی زباں پر اس کی نعتیں اور سلام
بادۂ توحید سے لبریز پیمانہ رہا　　عمر بھر شمع رسالت کا وہ پروانہ رہا
طرح تو ڈالی ہے اُس نے نعت کی تسوید میں　　شاعران خوش نوا ہیں آج تک تقلید میں
گلشن شعرو نوا کا کھل کھلاتا ایک پھول
خادم دین محمد اور مداح رسول　　(عبدالکریم ثمر)



نعت شریف نمبر (۵۵)

(۱) آنکھیں رو رو کے سُو جانے والے — جانے والے نہیں آنے والے
(۲) کوئی دن میں یہ سرا او جڑ ھے — ارے او چھاؤنی چھانے والے
(۳) ذبح ہوتے ہیں وطن سے بچھڑے — دیس کیوں گاتے ہیں گانے والے
(۴) ارے بدفال بری ہوتی ہے — دیس کا جنگلا سنانے والے
(۵) سن لیں اعدا میں بگڑنے کا نہیں — وہ سلامت ہیں بنانے والے
(۶) آنکھیں کچھ کہتی ہیں تجھ سے پیغام — او درِ یار کے جانے والے
(۷) پھر نہ کروٹ لی مدینے کی طرف — ارے چل جھوٹے بہانے والے
(۸) نفس میں خاک ہوا تو نہ مٹا — ہے مری جان کے کھانے والے
(۹) جیتے کیا دیکھ کے ہیں اے حورو — طیبہ سے خلد میں آنے والے
(۱۰) نیم جلوے میں دو عالم گلزار — واہ وا رنگ جمانے والے

مشکل الفاظ کے معانی :

* سُو جانے — سوجنا سے ہے بمعنی سوج جانا، ورم آجانا، رو رو کے آنکھیں خراب کرلینا * سرا — بفتح السین بمعنی مسافر خانہ ہے اور بکسر السین بمعنی کنارا * اوجڑ — ویران برباد * چھاؤنی — فوجی کیمپ * چھانے — عارضی گھر، گلیا * ذبح — قتل * بچھڑے — جدا ہوئے * دیس — اپنا وطن * ارے — حرف ندا برائے تخاطب * بدفال — برا شگون * جنگلا — ایک راگ کا نام، باڑ * اعداء — جمع عدو بتشدید الواو بمعنی دشمن * سلامت — محفوظ، بخیر و عافیت * پیغام — خبر، سندیس * او — اے * درِ یار — محبوب کا دروازہ * کروٹ — پہلو، طرف * ارے چل — چل جا * بہانہ — عذر * نفس — ف کے سکون سے بمعنی سانس اور بفتح الفاء بمعنی ذات یہاں مراد "انانیت" ہے * حورو — اے جنتی عورتو * خلد — جنت * نیم — دو عالم، دونوں جہان * گلزار — باغ * واہ وا — کلمۂ تحسین، شاباش * رنگ جمانا — رنگ چڑھانا، اثر ہونا جیسے کہا جاتا ہے فلاں پر فلاں کا رنگ چڑھ گیا ہے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) اے کسی بچھڑنے والے کے غم میں رو رو کر اپنی آنکھیں خراب کر لینے والے! جو چلا گیا وہ تو واپس نہ آئے گا بلکہ ہم ہی اس

کے پیچھے جائیں گے۔

آج اس کی کل ہماری باری ہے

(۲) ایک دن آنے والا ہے کہ محلات بھی برباد ہو جائیں گے اور معمولی جھونپڑے بھی تباہ ہو جائیں گے، یہ دنیا تو چند روزہ ہے، اس سرا اور مسافر خانے میں مستقل رہنے کا ارادہ کر لینا حماقت ہے۔ حضرت مولانا کافی شہید علیہ الرحمۃ جن کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے یوں فرمایا۔

صدرِ نعت گویاں ہیں حضرت کافی — انشاء اللہ میں وزیرِ اعظم ہوں

ان کے چند اشعار موت کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں۔

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا — پر رسول اللہ کا دینِ حسن رہ جائے گا
اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو — اس تنِ بے جان پر خالی کفن رہ جائے گا
ہم صفیرو کوئی دم کے چہچہے ہیں باغ میں — بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

۳۔ جو بے چارے وطن سے بچھڑ چکے ہیں ان کا دنیا چھوڑ کر جانا ہی کیا کم قیامت ہے کہ اوپر سے اس کی میت پر اس دنیا کے دلیس کے نغمے آلاپے جائیں یہ تو، ان کے زخموں پہ نمک پاشی کرنے کے مترادف ہے حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں۔

جیوندے کی جانن سار مویاں دی ، سو جانے جو مردا ہو
قبراں دے وچ اَن نہ پانی اوتھے خرچ لوڑ یندا گھردا ہو
اک وچھوڑا ماں پیو بھائیاں دو جا عذاب قبر دا ہو
واہ نصیب اونہا ندا باہو جہڑا وچ حیاتی مرداہو

اس میں صوفیاء کے مشہور ضابطے **موتوا قبل ان تموتوا**۔ کو اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

اس شعر کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے اصل دلیس عالم ارواح (عالم بالا) سے بچھڑ کر دنیا فانی میں تو آ ہی گئے ہیں اور ہر لمحے نیا دکھ نئی مصیبت جھیل رہے ہیں پھر عالم بالا کا ذکر بار بار چھیڑ کر ہماری حسرت میں کیوں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ میرے پیر و مرشد فنافی ذات یا ہو حضرت سلطان باہو یہاں بھی خوب بول گئے، فرماتے ہیں۔

نہہ چلایا طرف زمین دے عرشوں فرش ٹکایا ہو — گھر تھیں ملیا دیس نکالا اساں لکھیا جھولی پایا ہو
رو، نی دنیا نہ کر جھیڑا اساڈا آگے ای دل گھبرایا ہو — اسیں پردیسی ساڈا وطن دوراڈا، باہو دم دم غم سوایا ہو

(۴) ارے او خدا کے بندے! اس دنیا کو مستقل ٹھکانہ سمجھنے والے، بدشگونی تو اچھی نہیں ہوتی، چند دن کی دنیوی عیش سے یہاں ہمیشہ رہنے کی اپنے ذہن میں بدگمانی پیدا نہ کر اور اپنے آپ کو اس دنیا میں مسافر کی طرح سمجھ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

کن فی الدنیا کانک غریب اوعا بر سبیل

دنیا میں ایسے رہ! گویا کہ تو مسافر ہے یا راہ چلتا انسان۔

؎ ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۵) اورہاں! میرے بدخواہ بھی سن لیں کہ انشاء اللہ میرا خاتمہ بالخیر ہی ہوگا، کیونکہ میرے آقا، میری بگڑی بنانے والے سلامت ہیں اور وہ مجھ سے بے خبر نہیں ہیں۔ جو بھی خاتمہ ایمان پر چاہتا ہے غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پٹہ گلے میں ڈال لے پھر خیر ہی خیر ہے۔

؎ ان کے جو غلام ہو گئے وہ خلق کے امام ہو گئے
آپ کا دیا جو واسطہ میرے سارے کام ہو گئے
مقتدی ہیں سارے انبیاء مصطفیٰ امام ہو گئے

(۶) اے دیار محبوب اور در حبیب (مدینہ شریف) کی طرف جانے والے ذرا میری آنکھوں کی طرف بھی دیکھ یہ تجھے کوئی پیغام دے رہی ہیں اور آنسوؤں کی زبان میں تیرے ہاتھ سرکار کی بارگاہ میں حاضری کی درخواست بھیجنا چاہتی ہیں اور صلوٰۃ وسلام کے تحفے بھیجنے کے لیے بے تاب ہیں۔

؎ مسافر مدینے شہر جانے والے میرا مصطفیٰ نوں سلام عرض کرنا
تو چم چم کے روضے مقدس وی جالی تے رو رو کے میرا پیام عرض کرنا

(۷) اے میرے جھوٹے دل! جب مدینے سے جدا ہوئے تھے تو تو نے کہا تھا پھر آئیں گے اور اب ہند میں آکر مدینے کو جانا تو کجا کبھی یاد ہی نہیں کیا اور عذر و بہانے طرح طرح کے بناتا ہے یہ مجبوری ہے وہ مجبوری ہے چل ہٹ پیچھے، دفع ہو جا۔ تو نے مجھے محبوب کے قدموں سے جدا کیا ہے۔ میں اب تیرے ساتھ نہیں بولوں گا۔

بلبل ہمیشہ پھول کی ہی بات کرتی ہے اور عاشق مصطفیٰ ہمیشہ خدا کے رسول کی ہی بات کرتا ہے، موضوع کوئی ہو وہ اپنے آقا کا ذکر ضرور ہی درمیان میں لے آتا ہے۔

سو سو عذر بہانے کر کے مرنے اوہدے مردا

(۸) اے میرے کمینے نفس! خدا تجھے برباد کرے میں تیرے ہاتھوں ذلیل ورسوا ہو گیا یا تجھے سمجھا سمجھا کر میرا دل جل کر راکھ ہو گیا لیکن تجھے سمجھ نہ آئی، اے میری جان کھانے والے! تجھے خدا ہی سمجھائے۔

؎ آدمی را دشمن پنہاں بسے است آدئ با حذر عاقل کسے است

(۹) اے جنت کی پاکیزہ عورتو (حورو) ذرا میرے ایک سوال کا جواب تو دو! مجھے اتنا بتا دو کہ جو لوگ مدینے سے یہاں آتے ہیں وہ کیا دیکھ کر جیتے رہتے ہیں۔ یعنی اگرچہ جنت بہت اعلیٰ جگہ ہے اللہ کی نعمتوں کا مرکز ہے مگر مرکز محبت محبوب خدا تو مدینے میں ہے اور۔ مدینہ نہ دیکھا تو کچھ بھی نہ دیکھا۔

(۱۰) اے میرے پیارے آقا! آپ کے دم قدم سے پورا جہاں بقعۂ نور بنا ہوا ہے، اور آپ کے آدھے جلوے نے ہی جب دنیا کو باغ و بہار اور گلشن و گلزار بنایا ہوا ہے تو پورے جلوے کی رونقوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو۔

(۱۱) حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا کہتے ہیں اگلے زمانے والے

(۱۲) وہی دھوم ان کی ہے ماشاء اللہ   مٹ گئے آپ مٹانے والے
(۱۳) لب سیراب کا صدقہ پانی   اے لگی دل کی بجھانے والے
(۱۴) ساتھ لے لو میں مجرم ہوں   راہ میں پڑتے ہیں تھانے والے
(۱۵) ہوگیا دھک سے کلیجہ مرا   ہائے رخصت کی سنانے والے
(۱۶) خلق تو کیا کہ ہیں خالق کو عزیز   کچھ عجب بھاتے ہیں بھانے والے
(۱۷) کشتۂ دشت حرم جنت کی   کھڑکیاں اپنے سرہانے والے
(۱۸) کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اُٹھ مرے دُھوم مچانے والے

مشکل الفاظ کے معانی :

* سا۔ مثل، مانند * اگلے زمانے والے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک * دھوم۔ چرچا * ماشاءاللہ۔ جو اللہ نے چاہا (یہاں بمعنی دعا یا تعجب ہے، کیا بات ہے؟) * لب سیراب۔ تروتازہ ہونٹ * لگی دل کی۔ دل کو لگی آگ * مجرم۔ قصور وار * تھانے والے۔ پولیس چوکی والے یا تھانہ بھون والے گستاخ * دھک سے۔ حیرت سے اچانک دل دہل جانا * رخصت۔ واپسی * خلق۔ مخلوق * عزیز۔ پیارے * عجب۔ انوکھا * بھانا۔ اچھا لگنا * کشتہ۔ قتل کیا ہوا * دشت حرم۔ مدینے کا جنگل * سرہانہ۔ تکیہ * سونی۔ سویران، بے رونق * دھوم مچانا۔ شور و ہنگامہ بپا کرنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) اے میرے حسن و جمال والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک ساری دنیا آپ کے بارے یہی کہتی آئی ہے کہ

؎ تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں   غروب ہو جو کہیں یہ وہ آفتاب نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا انی اذا رایتك طابت نفسی و قرت عینی۔ حضور! جب میں آپ کو دیکھ لیتا ہوں تو میرا دل مسرور اور آنکھیں پرنور (ٹھنڈی) ہوجاتی ہیں (سیدنا محمد رسول اللہ ص ۴۰۷)

ایک صحابی نے عرض کیا ولو لا انی رایتك فا رانی ان اموت حضور! مجھے ایسے لگتا ہے کہ اگر (ایک دن) آپ کی بارگاہ میں حاضری نہ دوں گا تو (آپ کے فراق میں) مرجاؤں گا۔ یہ عبداللہ بن زید انصاری ہیں جن کو ان کے بیٹے نے جب حضور کی وفات کی خبر دی تو یہ اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے، خبر سن کر اسی وقت دعا کی اللھم اذھب بصری لا اریٰ بعد حبیبی محمد احدا۔ اے اللہ اب اپنی دی ہوئی آنکھیں واپس لے لے، میں تیرے اور اپنے محبوب کے بعد اب کسی کو نہیں دیکھنا چاہتا۔ چنانچہ اسی وقت ان کی نظر ختم ہوگئی۔ (مواھب ص ۹۴، ج ۲)

عاشقانِ اوز خوباں خوب تر

(۱۲) اے میرے پیارے آقا! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو اتنا بلند فرمادیا ہے کہ آج بھی آپ کے ذکر کی دھوم مچی ہوئی ہے اور دن بدن اضافہ ہی ہو رہا ہے (وعدہ الٰہی ہے وللا خرۃ خیرلك من الاولی) سبحان اللہ کیا کہنے۔ وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور گھٹاتا کیا جانے۔ مٹانے والوں کا اپنا نام و نشان مٹ گیا اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا انشاء اللہ۔

؎ مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

(۱۳) اے میرے ساقی کوثر اور مالک جنت پیارے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے تر و تازہ اور سیرابی عطا کرنے والے ہونٹوں کے صدقے! ایسا پانی عطا ہو کہ جو میرے دل کو لگی آگ بجھادے۔ اے دلوں کو لگی آگ بجھانے والے۔

؎ دی دعائیں مرے آقا نے، جو کھائے پتھر پھول بخشے انہیں، جن لوگوں سے پائے پتھر
پھر بھی اعداء کے لیے لب سے دعا ہی نکلی میرے سرکار نے طائف میں جو کھائے پتھر

(حدیث شوق از راجہ رشید محمود: ۴۶)

(۱۴) اے میرے پیارے آقا! مجھے تو آپ اپنے ساتھ ہی رکھیے! اگر میں یہاں بھی ہوں تو۔ میرا دل مدینے میں ہو۔ کیونکہ اس دنیا میں بڑے بڑے گستاخ، سیاہ دل، ایمان کے ڈاکو بھیس بدل کر پھر رہے ہیں (تھانوی عقیدے والے جو حضور علیہ السلام کے علم کو جانوروں پاگلوں اور بچوں سے ملاتے ہیں، دیکھئے حفظ الایمان: اشرف علی تھانوی) ہو سکتا ہے نفس و شیطان مراد ہوں کہ جو ہر وقت ایمان پہ ڈاکہ ڈالنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کارکنان قضاو قدر ہوں کہ میرے جیسے مجرم کو ڈھونڈ رہے ہوں حضور کا ساتھ نصیب ہوگا تو پھر ڈھونڈتے ہی پھریں گے لیکن ۔ وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

(۱۵) ارے او مدینہ سے جدائی کی خبر سنانے والے! تو نے یہ کیا غضب کیا کہ یہ خبر سنا کر میرے دل میں زلزلہ پیدا کر دیا، دیکھ ذرا میرا کلیجہ کیسے دَھک دِھک کر رہا ہے۔

؎ مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

(۱۶) یارسول اللہ! آپ صرف مخلوق ہی کو پیارے نہیں بلکہ اپنے پیدا کرنے والے کو بھی بڑے عزیز و محبوب ہیں آپ کتنے انوکھے محبوب ہیں کہ خدا کے بھی محبوب ہیں اور ساری خدائی کے بھی محبوب ہیں۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی بھی اللہ کو اتنا عزیز ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے اپنی خطا کی معافی کے لیے حضور علیہ السلام کا نام بارگاہ الٰہی میں بطور وسیلہ پیش کیا تو حکم ہوا۔

یاادم لو تشفعت الینا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فی اهل السماء و الارض تشفعناك۔

اے آدم (علیہ السلام) تو نے تو صرف اپنے لیے میرے نبی کے نام کے وسیلے سے دعا کی ہے جو ہم نے قبول کر لی، اگر تو زمین و آسمان کے لیے میرے پیارے کا نام لیکر دعا کرتا تو سب کے لیے ہی قبول کر لیتے۔ جس کا نام اللہ کو اتنا پیارا ہے۔ اس کی

ذات کتنی پیاری ہوگی۔

؎ صحرا، حضور! آپ کے دم سے چمن ہوا پتھر کا یہ نصیب کہ وہ گلبدن ہوا
جب بھی لیا ہے اسم گرامی حضور کا دل تیرگیٔ شب میں سحر کی کرن ہوا (احمد ظفر)

(۱۷) مدینہ کے صحرا کے عاشق کی شان تو دیکھو! کہ اس کے سرھانے جنت کی کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں اور قبر جنت کا باغ بن جاتی ہے۔

فرمایا قبر یا جہنم کا گڑھا بنادی جاتی ہے یا جنت کا باغ اور مومن کی قبر جنت کا باغ ہوتی ہیں، تو جب قبر جنت بن گئی اور حدیث شریف کے مطابق مومن کی قبر میں جنت کی کھڑکی بھی کھل جاتی ہے جس سے جنت کی خوشبودار ہوائیں آتی رہتی ہیں۔ تو اگر بابا فرید کی قبر کے دروازے کو بہشتی دروازہ کہہ دیا ہے تو کون سی خلاف شرع بات کردی ہے جنت کا دروازہ بہشتی دروازہ اگر نہیں کہلائے گا تو کیا کہلائے گا اور پھر جب پس منظر میں عظیم بشارت بھی ہو۔

بہشتی دروازے کے متعلق ایک لطیفہ:

ایک مولوی صاحب بہشتی دروازے کی مخالف میں بڑی دھوئیں دار تقریر کررہے تھے اور سامعین سے پوچھ رہے تھے کہ بتاؤ بھائی واپڈا ہاؤس کہاں ہے؟ سب نے کہا لاہور میں تو اس کا دروازہ بھی تو لاہور میں ہی ہوگا کہ دروازہ پشاور میں ہوگا؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ پارلیمنٹ ہاؤس تو اسلام آباد میں ہو اور اس کا دروازہ لاہور میں ہو؟ سب نے کہا نہیں۔ پھر اس نے کہا جنت پتہ ہے کہاں ہے عند سدرۃ المنتھی عند ھا جنۃ الماویٰ۔ تو جنت جب سدرۃ المنتھی کے پاس ہے جو چھٹے آسمان پہ ہے تو اس کا دروازہ پاک پتن میں ہو سکتا ہے؟ سب نے کہا! نہیں ہوسکتا۔ ایک دیہاتی کھڑا ہو کر کہنے لگا! مولوی صاحب ہماری گاؤں کی مسجد کے میاں جی نے ایک بار مسئلہ کیا تھا کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے کیا یہ مسئلہ صحیح ہے۔ بس یہ بات سنتے ہی ایسے لگا جیسے مولوی صاحب پر ٹھنڈے پانی کا دریا انڈیل دیا ہو لیکن مرتا کیا نہ کرتا کیونکہ صحیح حدیث میں ہے الجنۃ تحت اقدام الامھات۔ اور یہ بھی حدیث ہے کہ الجنۃ تحت ظلال السیوف۔ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ مولوی صاحب نے کہا ہاں حدیث میں ایسے ہی ہے تو اس دیہاتی نے کہا جو اللہ جنت کو ماں کے قدموں میں لا سکتا ہے وہ فرید کے قدموں میں نہیں لا سکتا؟ فبھت الذی کفرؕ

؎ پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

(۱۵) اے احمد رضا! یہ (دین اسلام کی) گلی سونی سونی کیوں ہے اٹھ اور غوث جلی، ہند الولی اور داتا علی والا نعرہ آلاپ کر دھوم مچادے پھر دیکھ کیسے بہار آتی ہے اور اسلام کی عظمت کے ڈنکے بجتے ہیں۔

؎ جس طرف چشم محمد کے اشارے ہوگئے جتنے ذرے سامنے آئے سب ستارے ہوگئے

----***----

نعت شریف نمبر (۵۶)

(۱) کیا مہکتے ہیں مہکنے والے بُو پہ چلتے ہیں ، بھٹکنے والے

(۲) جگمگا اُٹھی مری گور کی خاک تیرے قربان چمکنے والے

(۳) مہہ بے داغ کے صدقے جاؤں یوں دمکتے ہیں دمکنے والے

(۴) عرش تک پھیلی ہے تابِ عارض کیا جھلکتے ہیں، جھلکنے والے

(۵) گل طیبہ کی ثنا گاتے ہیں نخل طوبیٰ پہ چہکنے والے

(۶) عاصیو تھام لو دامن اُن کا وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

(۷) ابرِ رحمت کے سلامی رہنا پھلتے ہیں پودے لچکنے والے

(۸) ارے یہ جلوہ گہِ جاناں ہے کچھ ادب بھی ہے پھڑکنے والے

(۹) سنیو! ان سے مدد مانگے جاؤ پڑے بکتے رہیں بکنے والے

(۱۰) شمع یادِ رُخِ جاناں نہ بجھے خاک ہو جائیں بھڑکنے والے

مشکل الفاظ کے معانی :

★ مہکنا—خوشبو دینا ★ بو—خوشبو، مہک ★ بھٹکنا—راستہ بھول جانا ★ جگمگا اُٹھی—روشن ہوگئی ★ گور—قبر ★ قربان—صدقے، نثار ★ مہ بے داغ—صاف ستھرا بے داغ چاند ★ دمکنا—روشن و منور ہونا ★ تاب عارض—رخسار کی روشنی، چہرے کی چمک ★ جھلکنا—نور ظاہر کرنا ★ گل طیبہ—مدینے کا پھول ★ ثنا—تعریف ★ نخل طوبیٰ—جنت کا درخت ★ چہکنا—گانا ★ عاصیو—گنہ گارو ★ تھام لو—مضبوطی سے پکڑلو ★ ہاتھ جھٹکنا—جھٹکے سے ہاتھ چھڑا لینا ★ ابر رحمت—رحمت کا بادل ★ پھلنا—پھل پھول آنا ★ پودے—درخت ★ لچکنا—ہلنا، حرکت کرنا ★ جلوہ گہِ جاناں—محبوب کے جلوے کی جگہ ★ پھڑکنا—بے چین و مضطرب ہونا ★ سنیو—عقیدۂ اہل سنت رکھنے والے عاشقان مصطفیٰ ★ بکنا—بکواس کرنا، بیہودہ بولنا ★ رخ جاناں—محبوب کا چہرہ ★ بھڑکنا—غصے میں آنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) اعلیٰ حضرت اپنے آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے پھوٹنے والی خوشبو کا تذکرہ فرمارہے ہیں کہ جب آپ کے جسم پاک سے جنت کی خوشبوؤں سے ملتی جلتی خوشبو پھیلتی تو کوچہ و بازار مہک اُٹھتے۔ اور جب کسی صحابی نے حضور علیہ السلام کو تلاش کرنا ہوتا اور پتہ نہ چلتا تو اسی مہک پہ چلتا جاتا تو سامنے حضور علیہ السلام جلوہ گر ہوتے جیسا کہ صحابہ کرام کا طریقہ تھا۔ (المواھب)

(۲) اے میرے پیارے آقا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی نورانیت عطا فرمائی ہے کہ جب قبر میں فرشتوں نے مجھ سے سوالات کیے تو آپ میری قبر میں جلوہ گر کیا ہوئے کہ میری قبر روشن و منور ہو کر بقعۂ نور بن گئی۔ میں آپ کے نور کی تابانیوں پہ کیوں نہ قربان ہو جاؤں۔

؎ نور ہے آپ کا سب سے اوّل بعثت آپ کی سب سے آخر
سب سے مؤخر سب سے مقدم صلی اللہ علیہ وسلم
خلقت آپ کی سب سے بہتر بعثت جس کی توحید کا مظہر
جس کا مداح خالق اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) اے میرے آقا! اگر آپ کو چاند کہوں گا تو بے داغ چاند کہوں گا، میں آپ کے قدموں پہ نثار جاؤں بھلا آسمان کا چاند دمکنے میں آپ کا مقابلہ کیسے کرسکتا ہے، اے آسمانوں کے داغ والے چاند! ذرا مدینے کے بے داغ چاند کو دیکھ یوں روشنی پھیلاتے ہیں۔ روشنی پھیلانے والے۔

؎ وہ پھول جو ہاتھوں کو ترے چھو گیا مہتاب وہ ذرہ جو قدموں میں ترے آئے گہر ہو
ہر ذرے کے ماتھے پر دمکتا رہے سورج جب تک کہ نہ منشاء ہو تری کیسے سحر ہو

(شہرت بخاری، بحوالہ مدح رسول از راجہ رشید محمود: ۱۵۶)

(۴) اے میرے پیارے آقا! آپ کے رُخ تاباں کی روشنی تو سات آسمان سے اوپر عرش معلیٰ تک جارہی ہے! اے دنیا والو! ذرا دیکھو! جلوہ دکھانے والے ایسے جلوہ دکھاتے ہیں۔ سورج اور چاند کا جھلکنا کیا حیثیت رکھتا ہے مصطفیٰ علیہ السلام کی جھلک کے سامنے۔

؎ کائنات حسن جب پھیلی تو لا محدود تھی اور جب سمٹی محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات تھی

(عباس اثر)

حضور علیہ السلام جب اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے تو آپ کی امی جان فرماتی ہیں مجھ سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ اضاء لها منه قصور الشام۔ میں نے مکہ میں بیٹھ کر شام کے محلات کو دیکھ لیا۔

؎ پھیلا ہے دو جہاں میں اُجالا حضور ﷺ کا کیسا چمک رہا ہے ستارا حضور ﷺ کا
چلتا ہے سکہ آپ ﷺ کا دونوں جہان میں دونوں جہاں میں بول ہے بالا حضور ﷺ کا

(ریاض بابر)

(۵) مدینہ منورہ کے پھول (امام الانبیاء) کی تعریف صرف ہم ہی یہاں نہیں کررہے بلکہ جنت کے درختوں پہ بیٹھے نغمہ سرائی کرنے والے (اللہ کے فرشتے اور فرشتوں کے سردار حضرت جبریل امین (علیہ السلام) بھی مدینے کے پھول ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام کی شان میں نغمہ سرائی کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

(قلبت الارض مشار قها و مغار بها مارا يت احدا مثلك قط او كماقال عليه السلام)

؎ آفاق ھا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

وہ بدبخت نہیں تو اور کیا ہے جو عظمت رسالت کا منکر اور شان رسالت کے اقرار سے منحرف ہے۔

؎ یوں ہیں عدو حضور کی عظمت سے منحرف جیسے خدائے پاک کی قدرت سے منحرف
وی ہیں خدا نے رفعتیں ذکر رسول کو کورے ہیں عقل سے جو ہیں عظمت سے منحرف
اللہ تک رسائی نہ اس کی ہوئی کبھی جو بھی رہا ہے ان کی وساطت سے منحرف

(حدیث شوق)

(۶) اے گنہ گارو! پورے یقین و ایقان کے ساتھ محبوب خدا علیہ السلام کا دامن رحمت تھام لو وہ اور ہوں گے جو دامن پکڑنے والوں کو جھٹک دیتے ہوں گا میرے آقا تو ایسے لجپال ہیں کہ جو آپ کا دام پکڑتا ہے وہ ذرہ ہے تو اس کو آفتاب بنا دیتے ہیں قطرہ ہے تو اس کو سمندر بنا دیتے ہیں بے ذرہ ہے تو بوذر بنتا ہے بلال حبشی ہے تو رشک قمر بنتا ہے۔

؎ قطرے کو سمندر کرتے ہیں ذرے کو ستارا کرتے ہیں
کونین کو خم آجاتا ہے جب زلف سنوارا کرتے ہیں

(۷) اے گنہ گارو! سیاہ کارو! غم کے مارو! بے سہارو! اس کرم اور رحمت کے بادل (سرکار مدینہ) کی سلامی میں جھکے رہنا (اکڑ نہ جانا) کیونکہ جھکنے والے پودے ہی پھل پھول رکھتے ہیں۔

من تواضع للّٰه فقد رفعه اللّٰه (حدیث)

نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین (سعدی)

(۸) ذوق و شوق میں آکر اُچھل کود کرنے والے زائرین کو نصیحت فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے یہ شعر لکھا کہ "کیف و سرور کی حالت میں بھی ادب کو ملحوظ خاطر رکھو اور زیادہ مضطرب ہونے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ یہ کسی دنیا کے بادشاہ کا دربار نہیں ہے یہ "جلوہ گاہ جاناں" محبوب خدا کا دربار اقدس ہے کہ۔

نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید ایں جا

(۹) اور اے سنی مسلمان بھائیو! سنو اور غور سے سنو! کسی کی باتوں میں اور فتووں سے ڈر کر اپنے آقا کا دامن چھوڑ نہ دینا ہر مشکل میں ان سے مدد مانگتے رہنا۔ وہ تمہاری مدد فرماتے رہیں گے، بیہودہ بکنے والے "ذئاب فی ثیاب" کی بکواس کی ذرہ برابر

بھی پرواہ نہ کرنا۔

؎ گر شور مچاتے ہیں منکر تو مچائیں آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا (عرفی)

(۱۰) اور دل میں عشق مصطفیٰ کی جو شمع تم نے روشن کر رکھی ہے اس کی حفاظت کرنا، اس کو بجھنے نہ دینا، اگر کسی کو یاد نبی اور ذکر سرکار سن کر غصہ آتا ہے تو اس کو کہہ دو موتو ابغیظکم۔ اپنے غصے میں مر جاؤ اور جا کستر ہو جاؤ ہمارے تو۔ دم میں جب تک دم ہے ذکران کا سناتے جائیں گے۔ قرآن پاک کی ایک آیت میں بھی یہی درس ہدایت دیا گیا ہے **یریدون لیطفئوا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون** (الصف۔ التوبہ) کا فر ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور (دین اسلام یا پیغمبر اسلام) کو اپنے منہ کی پھونکوں کے ساتھ بجھا دیں لیکن اللہ اس نور کو پورا کر کے چھوڑے گا اگر چہ کافروں کو اچھا نہ لگے۔

غالب نے شاید ایک ہی نعت لکھی ہے لیکن نعت لکھنے کا حق ادا کر دیا ہے چونکہ اس عنوان سے مطابقت رکھتی ہے لہذا یہاں لکھنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔

؎ حق جلوہ گرز بیان محمد است آرے کلام حق بہ زبان محمد است
آئینہ دار پر تو مہراست ماہتاب شان حق آشکار زشان محمد است
تیر قضا ہر آئند در ترکش حق است اما کشاد آں زکمان محمد است
دانی اگر بہ معنیٔ لولاک راری خود ہر چہ از حق است ازان محمد است
ہر کس قسم بدانچہ عزیز است می خورد سو گند کردگار بجان محمد است
واعظ حدیث سایہ طوبیٰ فرو گزار کانیجا سخن زسر روان محمد است
غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم کاں ذات پاک مرتبہ دانِ محمد است

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۱) موت کہتی ہے کہ جلوہ ہے قریب اک ذرا سو لیں بلکنے والے
(۱۲) کوئی ان تیز رووں سے کہہ دو کس کے ہو کر رہیں تھکنے والے
(۱۳) دل سلگتا ہی بھلا ہے اے ضبط بجھ بھی جاتے ہیں دہکنے والے
(۱۴) ہم بھی کملانے سے غافل تھے کبھی کیا ہنسا غنچے، چٹکنے والے
(۱۵) نخل سے چھٹ کے یہ کیا حال ہوا آہ او پتے کھڑکنے والے
(۱۶) جب گرے منہ سوئے میخانہ تھا ہوش میں ہیں یہ بہکنے والے
(۱۷) دیکھ او زخم دل آپے کو سنبھال پھوٹ بہتے ہیں تپکنے والے
(۱۸) مے کہاں اور کہاں ہیں زاہد یوں بھی تو چھکنے ہیں چکھنے والے

(۱۹) کفِ دریائے کرم میں ہیں رؔضا پانچ فو ارے چھلکنے والے

مشکل الفاظ کے معانی :

* جلوہ ـ دیدار * بلکنے والے ـ بے تاب ہو کر رونے والے * تیز رووٗں ـ تیزی کے ساتھ چلنے والوں * بھلا ـ اچھا * ضبط ـ قابو رکھنا، برداشت کرنا * دھکنے والے ـ آگ سے بھڑ کنے والے * کملانا ـ مرجھا جانا * چٹکنے والے ـ کھلنے والے * نخل ـ درخت * آہ ـ ہائے افسوس * کھڑ کنے والے ـ ہوا سے شور کرنے اور آواز دینے والے * سوئے ـ طرف * میخانہ ـ شراب خانہ * بھٹکنے والے ـ بھٹکنے والے، راستہ بھول جانے والے * آپے ـ اپنے آپ کو * ٹپکنے والے ـ گرنے والے (قطرہ قطرہ گرنا) * مے ـ شراب * کہاں ـ کس درجہ میں * زاہد ـ عبادت گزار، پرہیزگار * چہکنے والے ـ خوش ہو کر نغمہ الاپنے والے * کف ـ ہتھیلی * فوارے چھلکنے والے ـ وہ چشمے جو اُچھل کر پانی نکالتے ہیں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱۱) جہاں ایک طرف موت سے ڈر لگتا ہے تو دوسری طرف موت ایک خوشخبری لیکر بھی آتی ہے اور وہ یہ کہ موت آئے گی تبھی محبوب کا دیدار نصیب ہوگا تو اے جلوۂ محبوب کی تڑپ میں بلک بلک کر رونے والے عاشق زرا تھوڑی دیر چین کی نیند سو جا اس کے بعد تجھے تیرے کریم آقا (علیہ السلام) کی زیارت کرادی جائے گی۔ اگرچہ دنیا سے قبر میں تو تیرے ساتھ کوئی نہ جائے گا، لیکن قبر میں جانے کے بعد ایسی رونق ہوگی کہ پھر واپس آنے کو دل ہی نہ چاہے گا۔

ـ جائے گا جب یہاں سے کوئی نہ ساتھ ہو گا   دو گز کفن کا ٹکڑا تیرا لباس ہو گا

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا تو گھر والے رو رہے ہیں "واحرباہ" ہائے مصیبت اور آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا "واطرباہ" واہ رے میری خوشی۔ پھر آپ نے یہ کلمات کہے اور جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔

ـ غدا نلقی الاحبہ   محمدا وصحبہ

کل ہم اپنے پیاروں سے ملیں گے یعنی حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابہ سے، اقبال نے اسی موقع پہ کہا۔

ـ موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی   ہے یہ شام زندگی صبح دوامِ زندگی

(۱۲) (میدان محشر میں جبکہ فرشتے حضور علیہ اسلام کو خصوصی اکرام کے ساتھ سواری پہ سوار کر کے مقام محمود کی طرف تیزی کے ساتھ چل رہے ہوں گے تو اعلیٰ حضرت فرشتوں کو مخاطب کر کے عرض کر رہے ہیں) اے تیز چلنے والو! ہم تھکے ماندے اپنے نبی علیہ السلام کی شفاعت کے منتظر بھی یہاں کھڑے شفاعت کی بھیک مانگ رہے ہیں ذرا محبوب کو ملنے کا ہمیں بھی موقع دو تاکہ ہم عرض کریں کہ آقا ہمیں کس کے حوالے کرتا ہے۔

ـ یہ آنکھیں آپ کے دیدار کی طالب ہیں مدت سے   رُخِ پُرنور سے پردہ اُٹھا دو یارسول اللہ
یہی ہے آرزوئے زندگی تابش قصوری کی   دمِ آخر روئے زیبا دکھا دو یارسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۳) (پھر خود ہی اپنے آپ کو تسلی دیتے ہوئے کہتے ہیں) اے دل ان کی دید کی انتظار میں تیرا سلگتے رہنا اور تھوڑی تھوڑی عشق

کی گرمی محسوس کرتے رہنا ہی بہتر ہے کیونکہ جو انگارے یکدم بھڑک اُٹھتے ہیں وہ بجھ بھی جلد ہی جاتے ہیں، مثل مشہور ہے ''جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں'' یہ سب ٹھیک سہی مگر۔

؎ لاؤں کہاں سے چین دل بے قرار کا — آنکھوں کا شوق دید ہے تیرے دیار کا
سلطانہ لب پہ ذکر محمد جو آ گیا — از فرش تابہ عرش تھا موسم بہار کا

(۱۴) کبھی اس طرف تو ہماری توجہ ہی نہ گئی کہ پھول مرجھا بھی جاتے ہیں اور اس حقیقت سے تو ہم آج تک غافل ہی رہے کہ جو کلی کھل کر پھول بن جاتی ہے وہ کیسے مسکراتی ہے اور جو پھول پودے سے جدا ہو جاتا ہے وہ کتنا ہنس لے گا آخر چند لمحوں بعد تو ضرور ہی مرجھا جائے گا۔

(۱۵) ہائے رے اور درخت کے پتے! تو اپنے درخت سے جدا ہو کر کیسے اُڑا پھرتا ہے اور کھڑ کھڑ کی آوازیں نکال رہا ہے کاش تو اپنی اصل کے ساتھ رہتا پھر تیرے اوپر بہار بھی آتی اور اس طرح در در کی ٹھوکریں بھی نہ کھاتا۔ پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ۔

پتہ اگر درخت سے جدا ہو جائے تو اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے اور اگر امتی کا اپنے نبی (علیہ السلام) سے رابطہ نہ رہے تو وہ کیسے پرسکون رہ سکتا ہے۔ مرکز سے جدا ہونے والا ہمیشہ حوادث زمانہ کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کو کہیں بھی پناہ نہیں ملتی۔ آج دنیا میں دولت کی ریل پیل کے باوجود سکون کا فقدان بھی اسی لیے ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی چیخ و پکار اور ان پر ہونے والے ظلم وستم اور عالم اسلام کے نام نہاد مسلمان حکمرانوں کی بے حسی کی وجہ بھی یہی ہے۔

اسی مضمون کو مولانا روم علیہ الرحمۃ نے بنسری کے روپ میں بیان کیا ہے کہ اس کی آہ و بکار بھی اپنی اصل سے جدا ہونے کی وجہ سے ہے۔

؎ بشنو از نے چوں حکایت می کند — وز جدائیہا شکایت می کند

(۱۶) اس شعر کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمیں جب دنیا میں بھیجا گیا تو ہمارا منہ میخانۂ وحدت کی طرف تھا اور دنیا میں آتے ہی ہمارے کانوں میں صدائے حق (آذان) گونجی، پھر شدہ شدہ نفس و شیطان نے ہمیں بھٹکا دیا۔

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ یہ عاشق زار جب فراق کے صدمے نہ برداشت کرتا ہوا بے ہوش ہو کر گرتا ہے تو بے ہوش ہو کر بھی اتنا باہوش ہوتا ہے کہ منہ پھر بھی میخانے کی طرف ہوتا ہے اور دل میں یہی تڑپ ہوتی ہے کہ۔

؎ مری آنکھیں دیکھیں محمد ﷺ کا جلوہ — بزرگوں سے بس یہ دعا چاہتا ہوں
کسی اور شئے کی ضروری نہیں ہے — میں دیدار بس آپ کا چاہتا ہوں

(ریاض مدینہ)

(۱۷) اے میرے دل اپنے آپ پر کنٹرول رکھ اور زیادہ خواہشات کے چکر میں نہ پڑ، ورنہ تیرا زخم بگڑ جائے گا اور ایسا ناسور بن جائے گا کہ جس کا علاج بھی کوئی نہ ہوگا۔ کیا تو دیکھتا نہیں ہے کہ جب بارش ہوتی ہے اور چھت سے قطرہ ٹپکتا ہے تو اگر اس کو بند نہ کیا جائے تو ساری چھت ہی بہنا شروع ہو جائے گی۔

ایسے ہی جو دل دنیا کا ہو کر رہ جائے گا اس کو قیامت کے دن زیادہ صدمے اُٹھانے پڑیں گے لہٰذا چند روزہ زندگی میں

آخرت کی سزا سے بچنے کا انتظام کر لے۔

ے ذرا خواب غفلت سے ہوشیار رہو نہ غافل رہو اتنا ، خبردار رہو

(۱۸) ارے زاہد (عبادت گذار، پابند شریعت) تو سمجھتا ہوگا کہ یہ (احمد رضا) بلبل چمنستان رسالت خوب چہکتا ہے ضرور دو گھونٹ شراب عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو میسر آگئی ہوگی (اعلیٰ حضرت کسر نفسی کرتے ہوئے فرماتے ہیں) میرے نصیبوں میں وہ شراب محبت کہاں، بس بغیر پیے ہی چہکتا (یاد محبوب میں نغمہ سرائی کرتا) رہتا ہوں۔ اور عرض کرتا رہتا ہوں اے میرے پیارے آقا اگر جاگتے ہوئے نہیں تو۔

ے کسی دن خواب میں جلوہ دکھا دیں یارسول اللہ میرے سوئے مقدر کو جگا دیں یارسول اللہ
میرے گھر میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے جدھر دیکھو کسی صورت مرا گھر جگمگا دیں یارسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۹) بس نجات حضور پاک کے کرم سے ہی ہوگی اور ان کا کرم اتنا عروج پر ہے کہ پانچ فوارے پانچ انگلیوں سے پھوٹ کرامت کو بتا رہے ہیں کہ آقا علیہ السلام کے دریائے کرم سے ہر کسی کی پیاس ضرور بجھے گی۔

ے منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کو کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو



نعت شریف نمبر (۵۷)

(۱) راہ پُر خار ہے کیا ہونا ہے — پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے
(۲) خشک ہے خوں کہ دشمنِ ظالم — سخت خونخوار ہے کیا ہونا ہے
(۳) ہم کو بدکر وہی کرنا جس سے — دوست بیزار ہے کیا ہونا ہے
(۴) تن کی اَب کون خبر لے ہے ہے — دل کا آزار ہے کیا ہونا ہے
(۵) میٹھے شربت دے مسیحا جب بھی — ضِد ہے انکار ہے کیا ہونا ہے
(۶) دل کہ تیمار ہمارا کرتا — آپ بیمار ہے کیا ہونا ہے
(۷) پر کٹے تنگ قفس اور بلبل — نوگر فتار ہے کیا ہونا ہے
(۸) چھپ کے لوگوں سے کیے جس کے گناہ — وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے
(۹) ارے او مجرم بے پروا دیکھ — سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے
(۱۰) تیرے بیمار کو میرے عیسیٰ — غش لگاتار ہے کیا ہونا ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* راہ۔راستہ * پرخار۔ کانٹوں سے بھرا * افگار۔زخمی * خشک ہے خون۔بطور محاورہ بمعنی سخت خوف * خونخوار۔خون پینے والا، بہت ظالم * بدکر۔جان بوجھ کر، بدو بدی * بیزار۔ناراض * تن۔جسم * ہے ہے۔ہائے افسوس * آزار۔تکلیف، دُکھ * مسیحا۔اے مردہ زندہ کرنے والے، عیسیٰ علیہ السلام کا لقب مراد حضور علیہ السلام ہیں * ضد۔ کینہ مخالفت * تیمار۔ہمدردی، علاج، تیمارداری، بیمار کی خدمت کرنا * آپ۔خود * پر۔جانور کے بازو (پر) جن سے اُڑتا ہے * قفس۔پنجرہ * نوگرفتار۔ابھی پکڑا ہوا * چھپ کے۔تنہائی میں * خبردار۔ہوشیار، واقف، باخبر * ارے او۔ کسی کو ڈانٹ کر غصے سے بلانا، حروف ندا * بے پرواہ۔بے خبر، لاپرواہ * غش۔بے ہوشی کا دورہ * لگاتار۔ مسلسل، متواتر، بلافصل۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) دنیا کا سفر (راستہ) کانٹوں سے بھرا ہوا ہے (مجبوریاں، مخالفتیں، غفلتیں مال و اولاد کی آزمائشیں وغیرہ) اور اس پر مزید مصیبت یہ ہے کہ پاؤں بھی زخمی ہیں (قدم قدم پہ رکاوٹیں ہیں) خدا خیر کرے، نہ معلوم یہ سفر کیسے طے ہوگا۔

قبر، حشر، حساب و کتاب کی منزلیں ہیں، خدا نہ کرے اگر ناکامی ہوئی تو جہنم بھڑک رہا ہے سخت احتیاط کی ضرورت ہے بڑے بڑے پھسل گئے، خالی علم اگر بچا سکتا ہوتا تو واضلہ اللّٰہ علی علم (القرآن) نہ فرمایا جاتا اور صرف عبادت اگر بچا سکتی

ہوتی تو شیطان مردود نہ ہوتا۔ تو پھر یہ سفر کیسے طے ہو؟ ضروری ہے علم، عبادت کے ساتھ کسی ولی کامل کا دامن ہاتھ میں ہو۔ کیونکہ بغیر مرشد کامل کے دنیا کے اس سفر میں ہلاکتیں ہی ہلاکتیں ہیں اور اولیاء کرام کی صحبت میں برکتیں ہی برکتیں ہیں۔

؎ صحبت صالح ترا صالح کند ۔۔۔ صحبت طالح ترا طالح کند
یک زمانہ صحبت با اولیاء ۔۔۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا ۔۔۔ اونشیند در حضور اولیاء
گر تو سنگ خارا ای مرمر شوی ۔۔۔ چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

(مولانا روم علیہ الرحمۃ)

(۲) سخت خوف چھایا ہوا ہے جس سے خون خشک ہو رہا ہے کیونکہ بڑے ظالم دشمن (نفس و شیطان) سے واسطہ پڑ گیا ہے، اللہ ہی جانتا ہے کیا ہوگا۔ وہی ہوگا جو منظور خدا ہوگا۔

امام ابو جعفر قرطبی علیہ الرحمۃ کی موت کا وقت آیا تو حاضرین کلمہ کی تلقین کرتے اور آپ جواب میں لا (نہیں) فرماتے۔ ذرا افاقہ ہوا تو لوگوں نے ماجرا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں (لا) نہیں کہتا تھا بلکہ میرے پاس دو شیطان کھڑے تھے ایک کہتا یہودی ہو کر مرو دوسرا کہتا عیسائی ہو کر مرو میں ان کو جواب دیتا لا (نہیں میں تو مسلمان ہو کر مروں گا) حدیث شریف میں ہے کہ شیطان موت کے وقت آ کر اسی طرح کہتا ہے۔ (ترمذی، نسائی)

کہاں فریدوں کہاں سکندر، کہاں ہے جم اور کہاں ہے دارا
یہ سب کے سب خاک کے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر
مسافرانِ رہِ عدم کو یہ کیسی نیند آگئی الٰہی
کہ جب سے سوئے ہیں پھر نہ چونکے تھکے ہم ان کو جگا جگا کر

(۳) (**الانسان حریص فیما منع** ،انسان کو جس سے منع کیا جائے اس کے کرنے پر لالچی ہوتا ہے۔ یہ چیز اس کی طبیعت میں رکھ دی گئی ہے جبکہ حدیث شریف میں ہے کہ جنت کو مکروہات (جن کاموں سے انسان کی طبیعت کراہت کرتی ہے جیسے فرمایا گیا **کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم**۔ نے گھیر رکھا ہے اور دوزخ کو مرغوبات نے) عام انسان تو بدو بدی اور جان بوجھ کر گناہ ہی کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ناراض ہو جاتے ہیں اگر ایسا ہوا تو خدا جانے ہمارے ساتھ کیا کیا ہوتا ہے۔ قبر و حشر، جنت و دوزخ کے مناظر سامنے ہوں تو انسان کو نافرمانیوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔

؎ کر زمیں کے نیچے بھی جانے کی فکر ۔۔۔ روشنی قبر کا سامان کر
اونچے اونچے یاں تو نے بنوائے محل ۔۔۔ کام جو کرنے ہیں کر لے آج کل

جبکہ دنیائے فانی سے سفر آخرت کی طرف پہلی منزل بھی قبر ہے اور آخرت کا دروازہ بھی قبر ہے، جس کو دیکھتے ہی حضرت عثمان غنی اتنا روتے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی اور فرماتے دنیا کی آخری اور آخرت کی پہلی منزل قبر ہے اگر اس میں کامیابی ہوگئی تو دونوں جہاں کامیاب۔

؎ وہ تجھے کس منزل میں اور تو کونسی منزل میں ہے شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

(۴) اب جسم کی فکر کو چھوڑو اس کی تو خیر ہے ہمارا تو دل ہی خراب ہو گیا ہے جس کی وجہ سے جسم کا خراب ہونا تو لازمی امر تھا حدیث شریف میں ہے کہ دل اگر خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ (مشکوۃ)

لہٰذا اب تو دل کا سیاپا (خرابی) پڑ گیا ہے خدا جانے اب کیا بنے گا۔

(۵) حکیم کائنات (امام الانبیاء علیہ السلام) اپنے مریضوں (امتیوں) کے لیے بہترین میٹھا شربت (احکام شریعت) عطا کرنے کے لیے پوری خیر خواہی فرما رہے ہیں لیکن مریض ہے کہ اپنی ضد پر ڈٹا ہوا ہے اور ان کے ہر علاج اور دوا سے انکار کر رہا ہے۔ تو ایسا مریض مرے گا نہیں اور اس کی بیماری بگڑے گی نہیں تو اور کیا ہو گا اور مر کر جہنم کا ایندھن ہی بنے گا۔ ایسا خیر خواہ کون ہو گا کہ سارے عزیز قبر تک ساتھ جائیں اور ہمارے آقا قبر کے اند تشریف لائیں۔

؎ کہا دوستوں نے یہ دفن کے وقت ہم کیونکر یہاں کا حال جانیں
لحد تک تو آپ کی تعظیم کردی اب آگے آپ کے اعمال جانیں

(۶) اور دل جس میں پورے جسم کی خیر خواہی کا جذبہ ہوتا ہے اور اگر کسی ایک عضو کو تکلیف ہو تو فوراً دل پریشان ہو جاتا ہے اب جبکہ وہ خود ہی گناہ کر کر کے بیمار چکا ہے تو وہ ہماری تیمارداری اور خیر خواہی کیا خاک کرے گا؟ اللہ ہی جانے ہمارا کیا بنے گا۔

(۷) بھلا وہ بلبل جس کے پر کاٹ کر اس کو پرواز کرنے سے معذور کر دیا گیا ہو اور پھر اس کو ایسے پنجرے میں بند کر دیا گیا ہو جو نہایت ہی تنگ ہے نہ اُڑ سکے اور نہ ہی آزاد ہو سکے اور پھر اس کو ابھی ابھی پکڑ کر قید کیا گیا ہو تو اس بلبل کی پریشانی کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ قبر میں جا کر خاص طور پر پہلی رات مردے کی حالت اس سے مختلف نہیں ہوتی۔

؎ عزیزو! عالم فانی سے جب اپنا گذر ہو گا نکل اس ملک سے زیر زمیں جنگل میں گھر ہو گا
اندھیرا، تنگ وہ گھر ہے تکیہ اور نہ بستر ہے مکاں پر خطر ہو گا نہ آنگن اور نہ در ہو گا
مجھے ہے خوف اس دن کا نہ جانوں کونسا دن ہے کہ جس دن یہ زمین و آسمان زیر و زبر ہو گا
نہ جانیں ہم کسی کو اور نہ کوئی ہم کو ہی جانے نہ کچھ پہچان حاکم سے، کہو! کیونکر گذر ہو گا

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کوئی ایسا دن قبر پہ نہیں گذرتا کہ وہ یہ اعلان نہ کرتی ہو کہ اے آدم کے بیٹے تو مجھے بھول گیا ہے میں تنہائی کا گھر، وحشت کا گھر، تنگی کا گھر اور کیڑوں کا گھر ہوں۔

نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب مردے کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو قبر سے یہ آواز آتی ہے کہ اے شخص تو کتنا غافل اور بے خبر تھا کہ تو میرے سینے کو بڑی بے دردی کے ساتھ روندتا رہا، حالانکہ تو جانتا تھا کہ تیری منزل میں ہوں اور میں رنج و تکلیف کی جگہ ہوں کیڑوں کی پناہ گاہ ہوں، میرے اندر اندھیرا ہی اندھیرا ہے، میں کفن پھاڑ دیتی ہوں۔ بدن کا جوڑ جوڑ الگ کر دیتی ہوں، خون چوس لیتی ہوں، گوشت کھا لیتی ہوں اور جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہوں (ملخصاً) پھر مرنے والا آرزو کرتا ہے۔

؎ او راہ جانے والے کچھ پڑھ کے بخش جانا اگر ہو خیال تم کو اس میری بے بسی کا
؎ ہو کبھی جس کا گذر اس بستیٔ خاموش سے میری قبر پر بھی آ کے پڑھ کے جائے فاتحہ

(۸) تو اپنے خیال کے مطابق بڑی احتیاط سے چھپ چھپ کر گناہ کیا کرتا تھا اگر چہ لوگوں کے ڈر سے ہی سہی لیکن افسوس تو یہ جانتا تھا کہ اللہ میرے ہر چھپے، ظاہر کو جانتا ہے مگر لوگوں کا ڈر تھا خدا کا ڈر نہ تھا۔

(۹) ارے او مجرم! تو کیسا احمق ہے دیکھتا کیوں نہیں تیرے سر پر ہر وقت موت کی تلوار لٹک رہی ہے اور تجھے کوئی پرواہ ہی نہیں ہے۔ اب تجھے معلوم ہوگیا ہوگا کہ ایسے مجرم کے ساتھ کیا ہوگا۔

۱۰۔ اے میرے عیسیٰ (یعنی عیسیٰ کی جان محبوب علیہ السلام) آپ کا بیمار آخری سانس لے رہا ہے اس کو بے ہوشی کے دورے پڑ رہے ہیں، کرم فرمایئے اور ایسے نازک لمحات میں میری مدد کیجئے۔ آپ تو جانتے ہیں آگے کیا ہوتا ہے۔

؎ آئے تھے چمن میں تیرے سیر گلشن کر چلے سنبھال مالی باغ اپنا ہم تو اپنے گھر چلے

ایک سبق آموز خواب:

ایک شخص کو خواب آیا کہ وہ جنگل میں جا رہا ہے کہ اس کے پیچھے شیر لگ گیا، وہ شیر کے ڈر سے بھاگا تو راستے میں ایک کنواں دیکھا، جس میں رسی لٹکی ہوئی ہے۔ وہ شیر کے خوف سے رسی کو پکڑ کر کنواں میں اتر گیا جب آدھے کنویں تک پہنچا اور نیچے دیکھا تو ایک اژدھا منہ کھولے بیٹھا ہے۔ تو وہ درمیان میں لٹک گیا اوپر شیر نیچے اژدھا اور دو چوہے ایک کالے ایک سفید نے رسی کو کاٹنا شروع کر دیا ہے۔ اسی حالت میں اس کو کنواں کے اندر شہد کا چھتا نظر آ گیا تو وہ شیر، اژدھا اور چوہوں کو بھول کر شہد کو کھانے لگا کہ اتنے میں چوہوں نے رسی کو کاٹ دیا اور اژدھا کے منہ میں چلا گیا خوف سے اس کی آنکھ کھل گئی اس نے تعبیر معلوم کی تو اس کو بتایا جنگل دنیا ہے۔ شیر ملک الموت، اژدھا قبر، چوہے دن رات، رسی عمر ہے۔ جس کو دن رات ختم کر رہے ہیں، شہد لذت دنیا ہے۔ غافل تو سب کو بھول کر دنیا کے حصول میں لگ گیا یہ تجھ کو خبردار کیا گیا ہے کہ اب بھی سنبھل جا دنیا کو چھوڑ، دین کو حاصل کر موت سر پر کھڑی ہے۔

؎ نہ کوئی پیش چلی نہ عذر نہ انکار ہوا جب بشر موت کے پنجے میں گرفتار ہوا
سانس کا کرنہ بھروسا تو، کبھی اے غافل یہ تو چلتا ہے سمجھ، چلنے کو تیار ہوا
کس قدر موت کی ہے نیند مزے کی یارب جو کوئی سویا نہ پھر اس نیند سے بیدا ہوا
کوئی ساتھی نہ ہوا مر کے بجز زیر کفن پہلی منزل سے ہی ہر اک جدا یار ہوا
جیتے جی بہت یار تھے صوفی اپنے قبر میں ایک بھی نہ آکر مدد گار ہوا

(۱۱) نفس پر زور کا وہ زور اور دل زیر ہے زار ہے کیا ہوتا ہے
(۱۲) کام زنداں کے کیے اور ہمیں شوق گلزار ہے کیا ہوتا ہے
(۱۳) ہائے رے نیند مسافر تیری کوچ تیار ہے کیا ہوتا ہے
(۱۴) دور جانا ہے رہا دن تھوڑا راہ دُشوار ہے کیا ہوتا ہے
(۱۵) گھر بھی جانا ہے مسافر کہ نہیں مت پہ کیا مار ہے کیا ہوتا ہے

(۱۶) جان ہلکان ہوئی جاتی ہے بار سا بار ہے کیا ہونا ہے
(۱۷) پار جانا ہے نہیں ملتی ناؤ زور پر دھار ہے کیا ہونا ہے
(۱۸) راہ تو تیغ پر اور تلووں کو گلۂ خار ہے کیا ہونا ہے
(۱۹) روشنی کی ہمیں عادت اور گھر تیرہ و تار ہے ، کیا ہونا ہے
(۲۰) بیچ میں آگ کا دریا حائل قصد اس پار سے کیا ہونا ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* پرزور–زورآور، طاقتور * زیر– کمزور * زار–لاغر، دبلا پتلا، ذلیل ورسوا * زنداں–قید خانہ * گلزار–باغ * ہائے رے–ہائے افسوس * کوچ–روانگی، جدائی * دشوار–مشکل * مت– عقل، سمجھ * مار–صدمہ، مار پیٹ * ہلکان–ہلاک، تھکا ماندہ * بار–بوجھ * سا–جیسا، مثل، مانند * پار–دوسرے کنارے، گذرنا * ناؤ– کشتی * دھار–پانی کا تیز بہاؤ * راہ–راستہ * تیغ– تلوار * تلووں–پاؤں کا نچلا حصہ * گلہ خار – کانٹے کا شکوہ * تیرہ وتار– تنگ وتاریک، سخت سیاہ * بیچ–درمیان * حائل– آڑ، روک، رکاوٹ * قصد–ارادہ، نیت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱۱) نفس انتہائی طاقتور اور شہ زور ہے اور میرا دل انتہائی کمزور بھی ہے اور لاغر و لاچار بھی ہے، خدا جانے اب میرے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے۔

؎ یا الٰہی رحم کن بر ماہمہ عفو کن جملہ گناہ ماہمہ

(۱۲) ہماری سوچ بھی کیسی بچگانہ ہے کہ کام تو ایسے کرتے ہیں جو قید خانے میں لے جانے والے ہیں اور امیدیں جنت کے باغوں میں جانے کی باندھ رکھی ہیں۔ ان حالات میں ہمارے ساتھ کیا ہونا ہے۔ خدا ہمارے ساتھ ہمارے اعمال کے مطابق معاملہ کرنے کی بجائے اپنے عفو و کرم کا معاملہ فرمائے۔

ہمارے عوام الناس کی اکثر یہی حالت زار ہے کہ اعمال تو جہنمیوں والے کرتے ہیں اور حضور علیہ السلام کی شفاعت اور اللہ کی رحمت کے واقعات سے غلط معنی و مفہوم اخذ کر کے خوف خدا سے بیگانہ ہو چکے ہیں حالانکہ **الایمان بین الخوف والرجاء**۔ ایمان نام ہے خوف اور امید کی درمیانی کیفیت کا۔ اولیاء اللہ بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے خوف خدا کے ایسے ایسے دل ہلا دینے والے واقعات ہیں (جو کو یہاں بیان کرنا ممکن نہیں کیونکہ خوف طوالت ہے) کہ ہم جیسے نالائقوں کو سن کر شرم سے مر جانا چاہیے۔

؎ وہ تجھے کس منزل میں اور تو کونسی منزل میں ہے شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

(۱۳) اے غفلت کی نیند سونے والے دنیا کے مسافر ہوش کر تیری سواری تیار ہے اور تو بے کس ولا چار ہے، منزل بہت دور ہے اور سفر بہت کٹھن ہے، وقت بہت تھوڑا ہے۔ خدا جانے تیرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ فکر آخرت سے ایک نظم ملاحظہ کیجئے۔

؎ دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے طے کر رہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

جب سے بنی ہے دنیا لاکھوں کروڑوں آئے | باقی رہا نہ کوئی مٹی میں سب سمائے
اس بات کو نہ بھولو سب کا یہی حشر ہے | دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
آنکھوں سے تو نے اپنے کتنے جنازے دیکھے | ہاتھوں سے تو نے اپنے کتنے دبائے مردے
انجام سے تو اپنے اتنا کیوں بے خبر ہے | دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
یہ اونچے اونچے محل ہیں کچھ کام کے نہیں ہیں | یہ عالی شان بنگلے کچھ کام کے نہیں ہیں
دو گز زمین کا ٹکڑا چھوٹا سا تیرا گھر ہے | دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
مٹی کے پتلے تم کو مٹی میں ہے سمانا | اک دن یہاں تو آیا اک دن یہاں سے جانا
رہنا نہیں یہاں پر جاری تیرا سفر ہے | دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
اے زکریا اپنے مولا سے دل لگا لے | کر لے خدا کو راضی کچھ نیکیاں کما لے
سماں تیرا یہی ہے تو صاحب سفر ہے | دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

(۱۴) اے مسافر دن ڈھل رہا ہے اور تو نے سفر بہت کرنا ہے سستی چھوڑ اور تیاری کر اور ابھی سے منزل کی فکر شروع کر دے کیونکہ راستہ بڑا ہی پرخطر اور دشوار ہے۔ کسی پنجابی شاعر نے کیا خوب آخرت کی تیاری کے لیے ترغیب دی ہے۔

؎ اے دِل کد تک ویکھیں تو ایہہ تازیاں باغ بہاراں | آ قبراں دل ویکھ کدی تے حال پیاریاں یاراں
خاک لویڑے قبراں اندر تن من کفن انہاندے | پُر پُر سرے دانی وانگوں مٹی وچ ہڈاں دے
آپو آپ علیحدہ ہوگئے جوڑ ہڈاں دے سارے | مٹی نال ہوئے رل مٹی سر، منہ، نین پیارے
پاسے پرنے پئے قبر وچ ناز کما ون والے | سوہنے بستر سرخ اونہاندے مل بیٹھے سپ کالے
بڑے بڑے محبوب پیارے گل رخسار بہتیرے | پیلے ہوگئے کیسر وانگوں موت جدوں آ گھیرے
اس دن دا کجھ خوف نہ تینوں جسدن قبریں جانا | اِک اکلا چھڈ کے آون بیلی ساتھی سارے
نہ کر ظلم غریباں اُتے دُکھ نہ دیہ غریباں | کی جواب دیویں گا جا کے صاحب دے دربارے
نہ کر غفلت نہ کر غفلت کر توبہ کر توبہ | کراں نصیحت تیرے تائیں سن اللہ دے پیارے

(۱۵) اے مسافر کیا تو نے اپنے (اصلی) گھر جانا ہے یا نہیں؟ تیری کیوں مت ماری گئی ہے، عقل ماؤف ہوگئی ہے۔ تو سمجھداری سے کام کیوں نہیں لیتا، ہوش میں آ، دنیا کی لذتوں میں آخرت کو نہ بھول جا۔

(۱۶) آخرت کی مشکلات کے بارے میں سوچ سوچ کر میری تو جان ہلاک ہوتی جا رہی ہے۔ تجھے میری نصیحت کیوں سمجھ نہیں آ رہی یہ گناہوں کا بوجھ جو تو بڑھاتا جا رہا ہے کچھ تجھے معلوم بھی ہے یہ کوئی بوجھ سا بوجھ ہے، خدا خیر کرے۔ اس بوجھ کو کیسے اُٹھائیں گے اللہ ہی جانتا ہے۔

؎ آہ اک دن مرنا ہم کو ہے ضرور | سب کو جانا ہے مولیٰ کے حضور

(۱۷) دنیا کا دریا پار بھی کرنا ہے اور تیرنا سیکھا ہی نہیں (نیک اعمال نہیں کیے) کشتی بھی کوئی نہیں (کیونکہ اس کا کرایہ اعمال صالحہ پلے میں نہیں) اُدھر دریا کا بہاؤ بھی بڑا تیز ہے (موجزن) ہے۔ اے میرے اللہ تیری ہی مدد چاہیے۔

؎ تو برائے بندگی ہے یاد رکھ بہر سرافگندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۱۸) اے غافل انسان! تیرے پاؤں میں اگر کانٹا بھی چبھ جائے تو تڑپ اُٹھتا ہے اور واویلا شروع کر دیتا ہے جبکہ تو نے ابھی پل صراط سے بھی گزرنا ہے جو تلوار سے تیز اور بال سے باریک ہے وہاں تیرا کیا ہوگا۔

؎ تو نے منصب بھی کوئی پایا تو کیا گنج و سیم وزر بھی ہاتھ آیا تو کیا
قصرِ عالیشاں بھی بنوایا تو کیا دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۱۹) تجھے اس دنیا کے گھر میں تو بغیر روشنی کے نہ نیند آتی ہے نہ آرام وچین (گرمیوں میں ذرا لائٹ چلی جائے تو کیا حشر ہوتا ہے) جبکہ جہاں تو نے سینکڑوں برس رہنا ہے وہاں تو اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ آخر تیرا وہاں کیا بنے گا اور تو وہاں کیسے گزارا کرے گا۔

؎ قیصر اور اسکندر و جم چل بسے زال اور سہراب و رستم چل بسے
کیسے کیسے شیر و ضیغم چل بسے سب دِکھا کر اپنا دم خم چل بسے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۲۰) کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیرے اور جنت کے درمیان آگ کا دریا حائل ہے جس کو پار کر کے ہی جنت میں داخلہ ہوسکتا ہے۔

(وان منکم الا وار دھا کان علی ربك حتما مقضیا)

ہائے کیا بنے گا، اے اللہ ہماری مدد فرما۔

؎ کیسے کیسے گھر اُجاڑے موت نے سرو قد قبروں میں گاڑے موت نے
کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے پہلوان کیا کیا پچھاڑے موت نے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۲۱) اس کڑی دھوپ کو کیونکر جھیلیں شعلہ زن نار ہے کیا ہونا ہے
(۲۲) ہائے بگڑی تو کہاں آکر ناؤ عین منجدھار ہے کیا ہونا ہے
(۲۳) کل تو دیدار کا دن اور یہاں آنکھ بے کار ہے کیا ہونا ہے
(۲۴) منہ دکھانے کا نہیں اور سحر عام دربار ہے کیا ہونا ہے

(۲۵) ان کو رحم آئے تو ورنہ — وہ کڑی مار ہے کیا ہونا ہے

(۲۶) لے وہ حاکم کے سپاہی آئے — صبح اظہار ہے کیا ہونا ہے

(۲۷) واں نہیں بات بنانے کی مجال — چارۂ اقرار ہے کیا ہونا ہے

(۲۸) ساتھ والوں نے یہیں چھوڑ دیا — بے کسی یار ہے کیا ہونا ہے

(۲۹) آخری دید ہے آؤ مل لیں! — رنج بے کار ہے کیا ہونا ہے

(۳۰) دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا — اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے

(۳۱) جانے والوں پہ یہ رونا کیسا — بندہ ناچار ہے کیا ہونا ہے

(۳۲) نزع میں دھیان نہ بٹ جائے کہیں — یہ عبث بپار ہے کیا ہونا ہے

(۳۳) اس کا غم ہے کہ ہر اک کی صورت — گلے کا ہار ہے کیا ہونا ہے

(۳۴) باتیں کچھ اور بھی تم سے کرتے — پر کہاں وار ہے کیا ہونا ہے

(۳۵) کیوں رضاؔ کڑھتے ہو ہنستے اٹھو
جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* کڑی۔سخت * جھیلیں۔برداشت کریں * شعلہ زن۔لپٹ مارنے والی، بھڑکنے والی * ہائے۔افسوس * ناؤ۔کشتی * عین۔بالکل، خاص * منجھدار۔دریا کی درمیانی دھار اور بہاؤ * دیدار۔دیکھنا، نظارہ کرنا * بے کار۔بے فائدہ، فضول نکما * سحر۔صبح، سحری کا وقت * عام دربار۔ کھلی کچہری * کڑی مار۔سخت سزا، مار مارنا سے ہے (حاصل مصدر) * حاکم۔حکم کرنے والا (بادشاہ) * سپاہی۔سپاہ سے بمعنی لشکری * اظہار۔ظاہر کرنا * واں۔وہاں کا مخفف * مجال۔طاقت * چارۂ اقرار۔مان لینا ہی علاج ہے * بے کسی۔مجبوری، بے چارگی * یار۔مددگار * دید۔دیکھنا (آخری دید مرے ہوئے کو آخری بار دیکھنا) * رنج بیکار۔فضول دُکھ * دل لگانا۔محبت کرنا * بار۔بوجھ * رونا۔ آنسو بہانا * ناچار۔عاجز و مجبور * نزع۔جان کنی ،موت کی سختی * بٹ جائے۔ تقسیم ہوجائے * عبث۔فضول بے کار * گلے کا ھار۔ مستقل مصیبت، چمٹنا، گلے کا تعویذ * پر۔لیکن * وار۔موقع، باری * کڑھنا۔پریشان ورنجیدہ ہونا * غفار۔بخشنے والا۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۲۱) اتنی سخت محشر کی دھوپ اور گرامی اور ہم ناتوں وکمزور اُف اللہ! کیسے برداشت کرسکیں گے ایسے لگتا ہے جیسے کوئی آگ کا دریا بہہ رہا ہے یا محشر کی گرمی کے بعد جہنم بھی شعلہ زن منتظر کھڑا ہے، اے بے سہاروں کے سہارا، امت کے غمخوار نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دامن کا سایہ عطا فرمانا۔

ہے یہاں سے سب کو جانا ایک دن ۔۔۔ قبر میں ہو گا ٹھکانا ایک دن
منہ خدا کو ہے دِکھانا ایک دن ۔۔۔ اب نہ غفلت میں گنوانا ایک دن
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے ۔۔۔ کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۲۲) سوائے افسوس کے اب کیا ہوسکتا ہے کہ دریا کے عین وسط میں جبکہ دریا کا بہاؤ بھی بہت تیز ہے اور ہوا بھی مخالف سمت کی چل رہی ہے اس حال میں کشتی کا خراب ہو جانا سوائے تباہی اور بربادی کے اور کیا ہوگا۔

تجھ کو غافل فکر عقبیٰ کچھ نہیں ۔۔۔ کھانہ دھوکہ عیش دنیا کچھ نہیں
زندگی ہے چند روزہ کچھ نہیں ۔۔۔ کچھ نہیں اس کا بھروسہ کچھ نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے ۔۔۔ کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۲۳) کل (قیامت کا دن) دیدار کا دن ہے اور ہماری حالت یہ ہے کہ۔

وہ تو ہے زیبا حسن اور ہم میں بینائی نہیں

ہم نے ایسے اعمال ہی نہیں کیے جن کی وجہ سے ہماری آنکھ میں دیکھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی، یہ کس قدر محرومی ہوگی کہ اہل اللہ جس نعمت کے حصول کے لیے ساری عمر محنت کرتے رہے ہم نے اس کے لیے کچھ بھی نہ کیا پھر جو ہونا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔

عیش کر غافل نہ تو آرام کر ۔۔۔ مال حاصل کر نہ پیدا نام کر
یاد حق دنیا میں صبح و شام کر ۔۔۔ جس لیے آیا ہے تو وہ کام کر
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے ۔۔۔ کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۲۴) ہمارے کرتوتوں کی وجہ سے ہمارا منہ تو اس قابل ہی نہیں کہ اپنے آقا کو دکھا سکیں اور کل صبح (قیامت) کو کھلے دربار (بھرے دربار) میں دیدار عام ہونے والا ہے، جو سامنے آئے بغیر نہیں ہو سکے گا۔ ہائے بدنصیبی دیدار سے کہیں محروم نہ ہو جائیں۔

آنے والی کس سے ٹالی جائے گی ۔۔۔ جان ٹھہری جانے والی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی ۔۔۔ تجھ پہ اک دن خاک ڈالی جائے گی
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے ۔۔۔ کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۲۵) یہ علیحدہ بات ہے کہ ہمارا اللہ بھی رحیم کریم ہے اور ہمارے نبی علیہ السلام بھی و بالمومنین روف رحیم ہیں۔ اگر ان کا کرم شامل حال ہو جائے تو بگڑی بن جائے گی، مقدر سنور جائے گا، ورنہ سخت سزا ہوگی اور کیا ہونا ہے؟

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور ۔۔۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
زندگی ایک دن گزرنی ہے ضرور ۔۔۔ قبر میں میت اترنی ہے ضرور
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے ۔۔۔ کر لے جو کرنا ہے آکر موت ہے

(۲۶) یہ لو! وہ دیکھو! بادشاہ کے کارندے (فرشتے) ہمیں گرفتار کرنے کے لیے آرہے ہیں۔ جو ہمیں پکڑ کر احکم الحاکمین کے دربار میں لے جائیں گے اور ہمیں ایک ایک بات کا حساب دینا ہوگا۔ عمر کہاں گزاری دولت کہاں خرچ کی، جوانی کہاں صرف کی،

تندرستی کی کیا قدر کی، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کہاں تک ادائیگی کی، کچھ خدا کا خوف بھی کیا یا نہیں کچھ اپنے نبی کا حیا بھی کیا یا نہیں ہائے اب ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟

ے ہو رہی ہے عمر مثل برف کم — چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
سانس ہے اک راہر وِ ملک عدم — دفعتہً اک روز وہ جائے گا تھم
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے — کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۲۷) یہ وہ عدالت ہے کہ جہاں جھوٹ، بہانہ، مکروفریب چل ہی نہیں سکتے **الیوم نختم علی افواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون** ۔ منہ پہ مہر ہوگی، ہاتھ پاؤں بول کر شہادت دیں گے کہ کیا کیا ہے سوائے اقرار کر لینے اور مان لینے کے کوئی چارۂ کار نہ ہوگا۔

ے ہے یہ لطف و عیش دنیا چند روز — ہے یہ دور جام و مینا چند روز
دار فانی میں ہے رہنا چند روز — اب تو کر لے کارِ عقبیٰ چند روز
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے — کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۲۸) ہمارے ہمدرد، ساتھی، عزیز، رشتہ دار تو مجھے قبر کے گھڑے میں پھینک کر چلے گئے، اب بے کسی اور مجبوری ہے جو میرے ساتھ جا رہی ہے۔ کسی پنجابی شاعر نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

ے جہڑے کہندے سی مراں گے نال تیرے — اَج اونہاں وی بازیاں ہاریاں نیں
جہڑے دید لئی ترسدے وتیں راتیں — اَج اونہاں وی باریاں ماریاں نیں
جدوں باغ وچ خزاں نے وال کھولے — پنچھی اُڈ گئے مار اُڈاریاں نیں
محمد بوٹیا جھوٹا ای جگ سارا — سچیاں سوہنے محمد دیاں یاریاں نیں

(۲۹) میرے دوست، احباب ایک دوسرے کو کہہ رہے ہیں کہ چلو یار فلاں آخری سانس لے رہا ہے چل کے اس سے آخری بار مل ہی لیں کوئی اگر گلہ شکوہ ہے تو ایسے وقت اس کو بھول جانا چاہیے پتہ نہیں بے چارے کا آگے جا کر کیا حشر ہوگا۔ ہائے مرنے والے تو کتنا قابل رحم اور بے چارہ ہو گیا ہے کہ دشمن بھی تیرے اوپر ترس کھا رہا ہے۔

ے چند روزہ ہے یہ زندگی کی بہار — دل لگا اس سے نہ غافل خبردار
عمر اپنی یوں نہ غفلت میں گذار — ہوشیار اے غفلت بھرے ہوشیار
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے — کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۳۰) اے دنیا والو! بے وفاؤ! تمہارے ساتھ تو محبت کرنی ہی نہ چاہیے تھی اب حالت یہ ہوگئی ہے کہ نہ تمہیں چھوڑنے کو دل چاہتا ہے نہ آگے جانے کو طبیعت مانتی ہے۔

ے آ گئی جان شکنجے اندر — جیوں ویلن وچ گناں

رونوں کہو ہن رہو محمد ہن رہویں نے مناں

(۳۱) جس نے جانا ہی جانا ہے اس پہ آہ و بکار اور رونے دھونے کی کیا ضرورت؟ آخر بندہ مجبور ہے اس سے کیا ہوتا ہے۔ وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

؎ عیش و عشرت کے لیے انساں نہیں یاد رکھ تو بندہ ہے مہماں نہیں
غفلت و سستی تجھے شایاں نہیں بندگی کر تو اگر ناداں نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۳۲) اب میری موت کا وقت آچکا ہے، مجھ سے جدا ہو جاؤ تا کہ تمہارے ساتھ محبت کے جذبات کا اظہار کرتے کرتے کہیں میرا دھیان آخرت سے ہٹ نہ جائے۔ لہٰذا اب تمہارے ساتھ پیار فضول ہے اب جو ہونا ہے ہو کر ہی رہے گا۔ مجھے خدا کے سپرد کرو اور اللہ حافظ۔

؎ یوں نہ اپنے آپ کو بیکار رکھ آخرت کے واسطے تیار رکھ
غیر حق سے قلب کو بیزار رکھ موت کا ہر وقت انتظار رکھ
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۳۳) اب مجھے یہ حسرت رہے گی کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے اور میں تمہاری شکلوں کو یاد کر کر کے روتا رہوں گا، یہ روگ نہ ختم ہونے والا ہے۔ پتہ نہیں آگے کیا ہوتا ہے۔

؎ ترک اب ساری فضولیات کر یوں نہ ضائع اپنے تو اوقات کر
رہ نہ غافل یاد حق دن رات کر ذکر و فکر و موت کی تو بات کر
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۳۴) کئی باتیں میں تم سے اور بھی کرنا چاہتا تھا، لیکن اب باتیں ہی تو نہ کرتا رہوں، کچھ آگے کی بھی فکر کروں، اب تم سے بات کرنے کا موقع نہیں ہے۔ خود میرے ساتھ پتہ نہیں آگے کیا ہوتا ہے۔

؎ کوچ ہائے بے خبر! ہونے کو ہے ہائے یہ غفلت سحر ہونے کو ہے
باندھ لے توشہ سفر ہونے کو ہے ختم بس اب ہر بشر ہونے کو ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۳۵) اور لیکن اے (بندۂ خدا، احمد رضا) اس طرف بھی تو دھیان کر کہ تیرا رب بخشنے والا ہے تو پھر خوش ہو جا اور مسکراتا ہوا اُٹھ! خیر ہی خیر ہے اسی موقع پر موت اچھی لگتی ہے۔ اور کہا گیا ہے۔

؎ تو سمجھ ہرگز نہ قاتل موت کو زندگی کا جان حاصل موت کو
رکھتے ہیں محبوب عاقل موت کو یاد رکھ ہر وقت غافل! موت کو
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

اعلیٰ حضرت کی دقت نظر:

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرف قلم اُٹھایا ہے حق ادا کر دیا ہے۔ عشق رسول علیہ السلام کی بات ہو یا خوف خدا اور فکر آخرت کا موضوع ہو دریا کو کوزے میں بند کر دیتے ہیں۔ بڑے بڑے ماہرین فن کہ جن فنون سے آج کل کے علماء کو کوئی تعلق نہیں رہا، جب اعلیٰ حضرت کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے بلکہ جس فن کے وہ ماہر ہیں اس میں بھی اعلیٰ حضرت کو اپنے سے دو ہاتھ آگے پاتے ہیں۔ ایک مثال قارئین کرام کے سامنے رکھ رہا ہوں امید ہے کہ آپ پوری دلچسپی کے ساتھ پڑھیں گے۔ حکیم محمد سعید مرحوم علم طب میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی دقت نظر ،علمی بصیرت اور طب میں مہارت کے موضوع پہ ان کی ایک تحریر کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

فاضل بریلوی کے فتاویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ احکام کی گہرائیوں تک پہنچنے کے لیے سائنس اور طب کے تمام وسائل سے کام لیتے ہیں اور اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ کس لفظ کی معنویت کی تحقیق کے لیے کن علمی مصادر کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اس لیے ان کے فتاویٰ میں بہت سے علوم کے نکات ملتے ہیں مگر طب اور اس علم کے دیگر شعبے مثلاً کیمیا اور علم الاحجار کو تقدم حاصل ہے۔ اور جس وسعت کے ساتھ اس علم کے حوالے ان کے ہاں ملتے ہیں اس سے ان کی دقت نظر اور طبی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے وہ اپنی تحریروں میں صرف ایک مفتی ہی نہیں بلکہ محقق طبیب بھی معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے اس تحقیقی اسلوب و معیار سے دین و طب کے باہمی تعلق کی خوبی کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے۔

مولانا نے مٹی اور جنس ارض نیز احجار کی تحقیق کے سلسلے میں صرف متقدین کی تصریحات پر تکیہ نہیں کیا بلکہ از روئے دیانت علم احجار و معدنیات اور طب و کیمیا کے مستند علماء کی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا جو تحقیق کا صحیح انداز ہو سکتا تھا اس لیے کہ کسی شے کی حقیقت و ماہیت ہمیں اس کے ماہرین ہی کے ذریعہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک چیز عرف عام میں یا اپنی ظاہری صورت میں پتھر معلوم ہوتی ہو لیکن اس کی یہ خصوصیت اس کے ماہرین ہی بتا سکتے ہیں اور جب تک ان کا حوالہ نہ دیا جائے اس سے تیمم کے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ ہمیشہ محل نظر ہوگا۔ فاضل بریلوی ماہرین فن کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مثلاً کہربا جو بظاہر پتھر معلوم ہوتا ہے، مولانا نے اس کی ماہیت ابن سینا اور القامفتی جیسے محققین طب سے معلوم کی اس کے بعد یہ فتویٰ دیا کہ یہ پتھر نہیں ہے اس سے تیمم درست نہیں۔ سنگ بصری کے سلسلے میں بھی اُنہوں نے اسی طرز تحقیق سے کام لیا اور رازی کے حوالے سے یہ بتایا کہ یہ پتھر نہیں سیسے کا دھواں ہے، اس سے تیمم نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح ابرک چونکہ معدنیات سے ہے اس لیے اس کی ماہیت بھی متعدد اکابر علمائے طب سے معلوم کی اور ان میں ویسقو ایدوس، داؤد انطاکی، رازی، ابن البیطار، اور صاحب مخزن جیسے محققین طب ہیں اور ان کی کتابوں کے مکمل حوالے دیے ہیں اور ابرک کی حقیقت و ماہیت کے ساتھ ان کی اقسام پر مکمل بحث ہے اسی طرح ان کے فتاویٰ میں وسعت اور گہرائی کے ساتھ دینی و دنیوی علوم کا حسین امتزج ملتا ہے۔

اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک محقق کے لیے یہ بات کہاں تک درست ہو سکتی ہے کہ وہ علمائے طب کی تصریحات پر آنکھ بند کر کے انحصار کرے تو میں یہ عرض کروں گا یقیناً یہ بات اصول تحقیق کے خلاف ہے۔ لیکن یہ بھی عرض کروں گا کہ مولانا اس نکتے سے واقف ہیں اس لیے اطبائے کرام کی تصریحات کا مطالعہ بھی وہ انتقادی نظر سے کرتے ہیں۔ ارسطو نے زجاج کو پتھر کہا اب مولانا کا تعقب ملاحظہ کیجئے۔

"ارسطو زجاج بلور میں فرق نہیں کر سکا اس لیے کہ وہ بلور کو بھی زجاج ہی کہتا رہا حالانکہ ان میں سے ایک معدنی ہے، ایک مصنوعی اور ان دونوں کی ماہیت میں فرق ہے۔"

پھر ابن البیطار اور مخزن کے حوالے پیش کیے ہیں۔

ایک مثال اور ملاحظہ فرما لیجئے: فقہ کی تمام کتابوں میں جن پتھروں سے تیمم کو جائز کہا گیا ہے ان میں ایک نام البلخش بھی ہے۔ مولانا لکھتے ہیں۔

"کتب لغت حتیٰ کہ قاموس محیط میں اس لفظ کا پتہ نہیں۔ نہ تاج العروس نے اس سے استدراک کیا نہ جامع ابن بیطار نہ داؤد انطاکی، و تحفہ و مخزن میں اس کا ذکر۔ عجب یہ کہ کتاب معرب میں اس سے غفلت کی۔ مگر انوار الاسرار میں اس کا تذکرہ آیا۔

مزید فرمایا! بلخش ایک پتھر ہے جو اطراف مشرق میں سونے کی کان میں ہوتا ہے اس کا رنگ یاقوت احمر کا ہوتا ہے، اور یہ یاقوت سے زیادہ شفاف ہوتا ہے۔ یہ تعریف لعل پر صادق آئی ہے مگر سونے کی کان میں پیدا ہونا ظاہراً اس کے خلاف ہے۔"

مولانا کی طبی بصیرت اور ان کی دقت نظر کا اندازہ مرجان کی تحقیق سے بھی ہوتا ہے مرجاں کی حقیقت و ماہیت معلوم کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ دس مستند فقہی کتابوں میں تو اس سے تیمم کے جواز کی صراحت ملتی ہے مگر فتح اور در مختار میں اس سے تیمم کی ممانعت آئی ہے۔

مولانا نے یہ محسوس کیا کہ آخر الذکر فقہاء نے مرجان کی حقیقت و ماہیت دریافت کرنے کی کوشش نہیں فرمائی اور ان ماخذ کی طرف رجوع نہیں کیا جن سے مرجان کے بارے میں مستند معلومات حاصل ہوسکیں۔ فقہاء بری حد تک لغتوں میں الجھ گئے اور نزاع لفظی کا شکار ہو گئے اگر مرجان کی ماہیت کے لیے کتب طب کی طرف رجوع کیا جاتا تو جواز اور عدم جواز کی متنازعہ صورت حال واقع نہ ہوتی۔ مولانا نے مرجان سے جواز تیمم کا فتویٰ دیا اور اس کی ماہیت پر طبی کتابوں کی مدد سے مبسوط روشنی ڈالی۔

سب سے پہلے مخزن کے حوالے سے لکھا ہے کہ

مرجان ایک جسم حجری ہے جو شاخ درخت سے مشابہ ہوتا ہے پھر تحفہ کے حوالے سے لکھا کہ مرجان بسد کو کہتے ہیں اور وہ ایک پتھر ہے جو نباتی قوت کے ساتھ دریا کی گہرائی میں پیدا ہوتا ہے۔

مولانا لکھتے ہیں کہ علامہ ابن الجوزی مرجان کو عالم نباتات اور عالم جمادات کی درمیانی چیز تصور کرتے ہیں داؤد انطاکی کا خیال بھی یہی ہے کہ وہ نباتی اور حجری اشیاء کی درمیانی چیز ہے۔

مولانا نے اطباء کے ان اقوال میں تطبیق کی ایک اچھی صورت نکالی ہے۔ فرماتے ہیں۔

جس طرح کھجور کو کہنا کہ وہ نبات اور عالم حیوانات میں متوسط ہے نر و مادہ ہوتی ہے اور مادہ جانب ترمیل کرتی ہوئی دیکھی جاتی ہے۔ تلقیح سے بار آور ہوتی ہے جو اسے نبات سے خارج اور حیوانات میں داخل نہیں کرتا۔ اسی طرح مرجان کو نباتات سے مشابہت کے باوجود اسے احجار سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔

اس استدلال کے بعد واضح انداز میں مولانا نے لکھا ہے کہ اصحاب احجار نے اس کے حجر ہونے کی تصریح کر دی ہے زیادہ سے زیادہ اسے حجر شجری کہا، شجر حجری کسی نے نہیں کہا۔ مفردات ابن ابیطار میں یہ حوالہ ارسطو سے منقول ہے۔

بسد و مرجان ایک ہی پتھر ہیں فرق یہ ہے کہ مرجان اصل ہے اور بسد فرع، ان تصریحات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمارے

اکثر فقہائے کرام نے مرجان کی ماہیت کا تعین نہیں کیا اسی لیے اختلاف ہوا۔ مولانا نے اب حجت قاطعہ پیش کردی ہے، اور طبی کتابوں کی مدد سے اس کی ماہیت کا تعین کردیا ہے، جسے ہم تحقیق کی جدید تکنیک کہہ سکتے ہیں۔

فتاوٰی کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی جزیئے یا مسئلے کا جائزہ مولانا نے سرسری طور پر نہیں لیا اور تقلیدی طور پر اس کے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ نہیں دیا، بلکہ اس کی پوری پوری تحقیق کی مثلاً فقہا مقبرے کی مٹی سے تیمم کو جائز سمجھتے ہیں، بہ شرطیکہ اس میں کسی قسم کی نجاست نہ ہو، مولانا کا ذہن فوراً گل مختوم کی طرف گیا جو اصلاً تو مٹی ہے لیکن اس کے بارے میں عجیب وغریب روایات مشہور ہیں اگر ان کا یقین کرلیا جائے تو پھر اس مٹی سے یا اس کے ڈھیلوں سے تیمم جائز نہ ہوگا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر گل مختوم ہے کیا؟ اور اس کے بارے میں کون سی عجیب وغریب روایات مشہور ہیں۔

چونکہ اطباء گل مختوم کو بطور دواء استعمال کراتے ہیں اس لیے مولانا نے طب کی امہات کتب سے اس کی ماہیت معلوم کی۔ تاکہ اس مٹی سے تیمم کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں کوئی فقہی رائے دی جاسکے۔ گل مختوم کے بارے میں مولانا لکھتے ہیں۔ اگرچہ حوالہ مذکور نہیں ہے مگر خزانۃ الادویہ میں ہے۔

"بحر مغرب میں ایک جزیرہ ملیون ہے، وہاں ایک معبد ہے جس کی مجاور عورت ہوتی ہے۔ بیرون شہر ایک ٹیلہ ہے جس کی مٹی متبرک خیال کی جاتی ہے وہ عورت تعظیم کے ساتھ اس کو لاتی اور گوندھ کر اس کی ٹکیاں بنا کر ان پر مہر لگاتی ہے دیقوریدوس وغیرہ نے زعم کیا کہ اس میں بکری کا خون ملتا ہے۔ جالینوس کہتا ہے کہ میں انطاکیہ سے دو ہزار میل سفر کر کے اس جزیرے میں پہنچا میرے سامنے اس عورت نے وہاں سے ایک گاڑھی مٹی لی اور ٹکیاں بنائیں اور خون کا کچھ لگاؤ نہ تھا ۔میں نے وہاں کے مودب لوگوں اور علماء کے صحبت یافتوں سے پوچھا کہ پہلے کسی زمانے میں اس میں خون ملایا جاتا تھا۔ جس نے یہ سوال سنا مجھ پر ہنسنے لگا۔"

مولانا پر تو اس حقیقت کا انکشاف ہوگیا کہ اس میں خون نہیں ملایا جاتا اور یہ خالصتاً مٹی ہے، لہٰذا تیمم کے عدم جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن مطالعہ کے دوران انہیں خود اطباء کے اقوال میں خلط آراء کا ایک دلچسپ تماشا نظر آیا، جس کی تنقیح انہوں نے ضروری سمجھی بلاشبہ یہ غلطی داؤد انطاکی سے سرزد ہوئی۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ انطاکی نے مظنہ عامہ بیان کیا ہے یا پھر تحقیق سے پہلے کی یہ رائے ہے۔ بہرحال مولانا لکھتے ہیں۔

حیرت ہے کہ انطاکی نے اپنی کتاب التذکرہ میں گل مختوم کے اندر خون ملانے کے وہم کو جالینوس کی طرف منسوب کردیا ہے اور تنکابنی نے اپنی کتاب تحفہ میں دیسقوریدوس کی طرف اس کا انتساب کیا جب کہ جالینوس ہی وہ شخص ہے جس نے ذاتی طور پر گل مختوم کی حقیقت معلوم کی اور اس کا عینی مشاہدہ کیا۔

قرائن یہ کہتے ہیں کہ دیقوریدوس نے گل مختوم کے بارے میں عام معتقدات کی طرف اشارہ کیا ہوگا اور جالینوس نے اسی کا خیال نقل کردیا ہوگا۔ اس لیے انطاکی نے اسی کی جانب منسوب کردیا اگر جالینوس کو اس کا یقین ہوتا تو وہ جزیرۂ مغرب کا سفر کرنے کی صعوبت کیوں اٹھاتا۔

عنوان مقالہ "امام احمد رضا کی طبی بصیرت" حکیم محمد سعید دہلوی بشکریہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس
(منعقدہ ۱۹۹۴ء، ۱۴۱۵ھ کراچی)

نعت شریف نمبر (۵۸)

(۱) کس کے جلوہ کی جھلک ہے یہ اُجالا کیا ہے — ہر طرف دیدۂ حیرت زدہ تکتا کیا ہے
(۲) مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا — نہ یہاں نہ ہے نہ منگتا سے یہ کہنا کیا ہے
(۳) پند کڑوی لگے ناصح نہ ترش ہوائے نفس — زہر عصیاں میں ستم گر تجھے میٹھا کیا ہے
(۴) ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوے ہم تیرے — اس سے بڑھ کر تیری سمت اور وسیلہ کیا ہے
(۵) ان کی اُمت میں بنایا انہیں رحمت بھیجا — یوں نہ فرما کہ ترا رحم میں دعویٰ کیا ہے
(۶) صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب — بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے
(۷) زاہد اُن کا میں گنہ گار وہ میرے شافع — اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیا ہے
(۸) بے بسی ہو مجھے جب پرسشِ اعمال کے وقت — دوستو کیا کہوں اس وقت تمنا کیا ہے
(۹) کاش فریاد مری سن کے یہ فرمائیں حضور — ہاں کوئی دیکھو یہ کیا شور ہے غوغا کیا ہے
(۱۰) کون آفت زدہ ہے کس پہ بلا ٹوٹی ہے — کس مصیبت میں گرفتار ہے صدمہ کیا ہے
(۱۱) کس سے کہتا ہے کہ للہ خبر لیجے مری — کیوں ہے بے تاب یہ بے چینی کا رونا کیا ہے
(۱۲) اس کی بے چینی سے ہے خاطر اقدس پہ ملال — بے کسی کیسی ہے پوچھو کوئی گزرا کیا ہے
(۱۳) یوں ملائک کریں معروض کہ اک مجرم ہے — اس سے پرسش ہے بتا تو نے کیا کیا کیا ہے
(۱۴) سامنا قہر کا ہے دفتر اعمال کے ہیں پیش — ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

★ جلوہ۔ چمک، تجلی ★ جھلک۔ روشنی ★ اجالا۔ نور ★ دیدۂ حیرت زدہ۔ حیران آنکھ ★ من مانتی۔ من بھاتی، جو دل چاہے ★ مرادیں۔ تمنائیں، آرزوئیں ★ نہ۔ نہیں ★ پند۔ نصیحت کی بات ★ ناصح۔ نصیحت کرنے والا ★ ترش۔ کھٹی ★ ہوائے نفس۔ نفسانی خواہش ★ عصیاں۔ گناہ ★ ستم گر۔ ظالم ★ بڑھ کر۔ زیادہ، اوپر ★ سمت۔ جہت، طرف ★ وسیلہ۔ واسطہ، سہارا ★ رحم۔ مہربانی، رحمت ★ دعویٰ۔ حق، مطالبہ ★ صدقہ۔ طفیل، واسطہ ★ لجائے۔ شرمسار ★ لجانا۔ شرمندہ کرنا ★ زاہد۔ اے عبادت گذار ★ شافع۔ سفارش وشفاعت کرنے والا ★ بے بسی۔ مجبوری ★ پرسش اعمال۔ عملوں کی پوچھ ★ تمنا۔ حسرت آرزو

* کاش۔خدا ایسا ہی کرے * فریاد۔آہ وبکا * غوغا۔غل غپاڑا،شور شرابا * آفت زدہ۔مصیبت کا مارا،دکھی * صدمہ۔تکلیف * خاطر اقدس۔قلب انور، دل مبارک * ملال ۔رنج وغم ،گرانی * ملائک ۔فرشتے * معروض ۔گذارش * مجرم ۔گناہ گار * پرسش۔پوچھ گچھ،سوال وجواب * سامنا۔مقابلہ * قہر۔غصہ،زبردستی * دفتر اعمال۔عملوں کے رجسٹر،روزنامچہ * پیش۔سامنے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) میدان محشر میں یہ کس کے جلووں کی روشنی ہے یہ نورانیت واجالا کیسا ہے کہ آنکھیں حیران ہوکر ہر طرف غور سے دیکھ رہی ہیں۔

؎ اک نور سا برسنے لگا میرے خواب میں　　جلوے میں کس کے دیکھ رہا ہوں حجاب میں
روشن ہیں جس کی کرنوں سے مینار عرش کے　　اس نور کی چمک ہے رُخ آفتاب میں
(ظہیر صدیقی)

(۲) اے سوالی! اس نور کی ٹھنڈک بتارہی ہے کہ ہمارے آقا کی جلوہ گری ہورہی ہے تو پھر تیاری کرلے اور منہ مانگی مراد کے لیے جھولی پھیلادے کیونکہ ہماری سرکار کی بارگاہ میں نہ (لا) تو ہے ہی نہیں اور نہ ہی وہ کسی سوالی کو یہ فرماتے ہیں کہ یہ کیوں مانگ لیا۔

؎ یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو یہ عطا ہو　　وہ دو کہ ہمیشہ مرے گھر بھر کا بھلا ہو
(مولانا حسن رضا خان)

(۳) اے میرے خواہشات والے نفس! کیا تجھے نصیحت کرنے والے کی نصیحت بری لگتی ہے، جو کہ تیرے لیے مفید ہے اور تجھے گناہوں کا زہر بہت میٹھا لگتا ہے جو کہ سراسر تیرے لیے نقصان دہ ہے۔ارے ظالم کچھ تو خیال کر اور اپنے ہی نفع ونقصان کا سوچ اور اپنے اندر پہچان پیدا کر۔

تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

(۴) ہم اپنے آقا کے پیارے ہیں اور ہمارے آقا اپنے رب کے پیارے ہیں (صغریٰ کبریٰ ملا کر حد اوسط کو گراؤ تو نتیجہ واضح ہے کہ) اس طرح ہم اللہ کے پیارے ہوئے کیونکہ دوست کا دوست بھی تو دوست ہی ہوتا ہے اے اللہ! اس سے بڑھ تو ہمارے پاس وسیلہ کوئی نہیں ہے۔سعدی فرماتے ہیں۔

؎ الٰہی بحق بنی فاطمہ　　کہ برقول ایماں کنم خاتمہ
اگر دعوتم ردکنی در قبول　　من ودست و دامان آل رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

تقریباً اسی کا ترجمہ ہی پشتو کے مشہور شاعر خوشحال خاں خٹک نے پشتو زبان میں یوں کیا ہے۔

لہ اولہ تر آخرہ کہ کروہین　　بتول اولاد وے واڑہ نور بصر دی
چہ دوستی ئے سید نہ دی پہ زڑہ کنبے　　دھغو سویو تل خاورے پہ سر دی
زہ خوشحال خٹک حغہ سنی مذہب یم　　چہ یاران در باندِ واڑہ برابر دی

ترجمہ:

''اول سے آخر تک اگر سمجھو تو فاطمہ بتول کی اولاد میری نورِ چشم ہے۔ جس دل میں سید کے لیے عزت و توقیر نہ ہو تو ایسے اشخاص کی زندگی ہمیشہ ناکام ہوگی۔ میں خوشحال خٹک سنی مذہب کا حامل ہوں جس کے نزدیک سارے یار یکساں پاس ادب کے حامل ہیں۔''

(۵) اے اللہ! تو نے خود ہی تو ہمیں اپنے محبوب کا اُمتی ہونے کا شرف عطا فرمایا اور ان کو تو نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور انہی کی زبان سے کہلوایا کہ اپنے بندوں (غلاموں) کو فرما دو لا تقنطوا من رحمت اللّٰہ کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ تو اب یہ تو نہ فرما کہ رحمت میں تیرا کوئی حق نہیں ہے۔ اگرچہ نکما ہوں مگر تیرے محبوب کا نام لیوا ہوں اور انہی کا صدقہ مانگ رہا ہوں۔

؎ خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
الا کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری (امیر خسرو)

(۶) اے مالک و مولیٰ جل وعلا! اسی پیارے محبوب کا صدقہ اگر مجھے بے حساب لیے بغیر مجھے بخش دے تو تیرا کیا نقصان ہے؟ میری بات بن جائے گی۔ بھلا جو پہلے ہی شرمسار ہے اس کا حساب لیکر اس کو مزید شرمسار کرنا، اس سے کیا حاصل ہوگا، میں تو اقراری مجرم ہوں۔

؎ مانا! کہ بے عمل ہوں نہایت بُرا ہوں میں لیکن تیرے حبیب کے در کا گدا ہوں میں

(۷) اے زاہد تنگ نظر! تو اپنی عبادت پہ ناز کر کے مجھے بھی حقیر نہ جان! میرا مقام بھی کچھ کم نہیں ہے اگر تجھے تیری عبادت عذاب الٰہی سے بچالے گی تو مجھے کیا حبیب خدا کی شفاعت نہ بچائے گی، تو کیا سمجھتا ہے کہ حضور کے قدموں سے نسبت کیا معمولی شئے ہے۔ ان کے قدموں کے ساتھ لگ کر تو جوتا (نعلین پاک) عرش کے اوپر چلا جاتا ہے تو ہم بھلا پیچھے بیٹھے رہیں گے۔

؎ جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور تو پھر کہیں گے کہ ہاں! تاجدار ہم بھی ہیں
(ذوق نعت)

(۸) جب فرشتے مجھے جواب طلبی کے لیے بارگاہ رب العزت میں لے کے جا رہے ہوں گے تو اس وقت جو میری کیفیت و آرزو ہوگی وہ مجھ سے سن لو!

میں اپنے آقا ہی کو پکاروں گا اور میری آہ وزاری سن کر ریشم سے زیادہ نرم دل اپنے سینے میں رکھنے والا محبوب بھلا میری دستگیری نہ فرمائے گا؟ میں نہیں مانتا کہ محبوب کو مجھ پہ ترس نہ آئے گا۔

؎ حضور! ایک تبسم کی بھیک مانگتا ہوں رسول رحمت و امن و سخا سلام علیک
بس اک نگاہ کرم کی پکار ہے سرکار عطائے خیر کہ التجاء سلام علیک
(سید محمد وجیہہ السیماء عرفانی)

ایک مجرم کا حال:

اس کے بعد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جس شان سے میدان قیامت میں ایک مجرم کا نقشہ پیش کیا ہے اگر چہ کسر نفسی کے طور پر اپنا ہی ذکر فرمایا لیکن دراصل یہ ایک روایت ہے جو حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب فرشتے حضور علیہ السلام کی امت میں سے ایک گنہ گار کو گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے ہوں گے تو حضرت آدم علیہ السلام یہ منظر دیکھ کر حضور علیہ السلام کو آواز دیں گے کہ اپنے امتی کا حال تو دیکھیں حضور علیہ السلام اس گناہ گار امتی کو دیکھ بے قرار ہو جائیں گے اور فرمائیں گے اے فرشتو! رُک جاؤ وہ عرض کریں گے۔ حضور آپ پر ہی تو نازل ہونے والی کتاب میں ہے **لا یعصون اللّٰہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون** ۔ کہ فرشتے وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم ہوتا ہے یہ نافرمانی نہیں کرتے۔ پس اتنے میں ندا آئے گی اے فرشتو! **اطیعوا محمد** امیرا حبیب جو کہتا ہے اس کے مطابق ہی کرو۔ چنانچہ آپ فرمائیں گے اس کو "میزان" پہ لے چلو اور میرے سامنے اس کے اعمال تو لو! جب اعمال تولے جائیں گے تو نیکی نہ ہونے کے برابر اور گناہ بے حساب ہوں گے حضور علیہ السلام اپنی جیب سے کاغذ کا ایک پرزہ نکالیں گے اور نیکیوں والے پلڑے میں رکھ کر فرمائیں گے اب تولو! اب کی بار گناہوں والا پلڑا ہلکا ہو جائے گا اور نیکیوں والا بھاری ہو جائے گا اور اس گناہ گار کی بخشش ہو جائے گی یہ مجرم (جواب بخشا گیا ہے) سرکار کے دامن کرم کو تھام کے عرض کرے گا۔ یہ کاغذ کیا ہے اور آپ کون ہیں؟ تو سرکار فرمائیں گے میں تیرا نبی ہوں اور یہ کاغذ درود شریف ہے جو تو نے مجھ پہ پڑھا تھا اور میں نے آج کے دن کے لیے ہی تیرے لیے سنبھالا ہوا تھا۔ یہ دیوانہ جھوم جائے گا اور سرکار کے قدموں کو بوسہ دے کر عرض کرے گا۔

؎ یہ کہاں نصیب میرے میرا یہ مقام ہوتا کوئی جذبۂ محبت میرے کام آ گیا ہے

اس روایت کو دیکھ کر اور ایک مجرم پہ حضور علیہ السلام کا کرم ملاحظہ کر کے بڑے بڑے اولیاء کرام نے تمنا کی ہے کہ کاش یہ مجرم ہم ہوتے۔ اعلیٰ حضرت نے بھی اولیاء کرام کی اتباع میں یہ کیفیت اپنے اوپر طاری کی ہے۔ ذرا سنیئے اور اپنے آقا کے کرم پہ قربان ہو جایئے۔

؎ ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

(۹) جب فرشتے مجھے گھسیٹ کے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں تو کاش کوئی (آدم علیہ السلام) میرے آقا کو اطلاع کریں کہ اپنے گنہ گار کا ذرا حال تو دیکھیئے، حضور جب توجہ فرمائیں تو میری چیخ و پکار کی آواز سن کر آقا اپنے غلاموں سے فرمائیں! ذرا دیکھو تو! یہ شور شرابا کیسا ہے۔

؎ میرے دشمنوں نہ چھیڑو! میرا ہے کوئی جہاں میں میں ابھی پکار لوں گا نہیں دور کچھ مدینہ
میرے ڈوبنے میں باقی نہ کوئی کسر رہی تھی کہا "المدد محمد" تو اُبھر گیا سفینہ

(شکیل بدایونی)

(۱۰) یہ کسی پر کیا مصیبت ٹوٹی ہے، کس کو کس آفت نے گھیرا ہے یہ بے چارہ کون مصیبت کا مارا ہے، اس سے پوچھو اس کو کیا تکلیف پہنچی ہے، یہ کیوں بلک بلک کر آہ و زاری کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔

؎ کرو غم سے آزاد یا مصطفیٰ ﷺ تمہیں سے ہے فریاد یا مصطفیٰ ﷺ

نہ پامال مجھ کو زمانہ کرے نہ مٹی ہو برباد یا مصطفیٰ ﷺ
رہوں حشر میں آپ کی ذات سے طلب گار اِمداد یا مصطفیٰ ﷺ

(نواب مرزا خان داغ دہلوی)

(۱۱) (حضور فرمائیں) بھلا دیکھو تو یہ کس سے کہہ رہا ہے کہ خدا کے لیے میری خبر لیجئے اور میری مدد کیجئے، کیوں اتنا بے تابی و بے چینی کا رونا رو رہا ہے، اور فریاد کناں ہے کہ۔

؎ مجھ بھی چاہیے اک نظر آپ کی میں بھی خدمت کروں عمر بھر آپ کی
آج پھر کوہِ رحمت پہ خطبہ کوئی آج امت ہے پھر در بدر آپ کی

(۱۲) (حضور کا یہ فرمان سن کر آپ کے غلام دوڑ کر جائیں گے اور فرشتوں کو کہیں گے) اے فرشتو! یہ کون ہے اس نے کیا کیا ہے اس کی چیخ وپکار سن کر تو ہمارے آقا بھی بے چین و بے قرار ہو گئے ہیں۔ ذرا اس سے پوچھ کر ہمیں بتاؤ اس کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا ہے تا کہ اس بے چارے کی کچھ مدد کی جائے۔ سبحان اللہ!

؎ سرکار کا در ہے درِ شاہاں تو نہیں ہے جو مانگ لیا مانگ لیا اور بھی کچھ مانگ
جن لوگوں کو یہ شک ہے کرم ان کا ہے محدود ان لوگوں کی باتوں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ

(صاحبزادہ نصیر الدین نصیر)

(۱۳) (جب حضور علیہ السلام کے خادم خاص فرشتوں سے اتنی بات کریں گے تو) فرشتے جواب دیں گے کہ یہ ایک مجرم ہے (نام اس کا احمد رضا ہے) اس کو ہم حساب کے لیے جا رہے ہیں۔ وہاں اس سے پوچھا جائے گا تو نے کون کون سے گناہ کیے ہیں (بس اتنی سی بات ہے جس پر یہ چیخ رہا ہے، جانتا ہے ناں اپنے کرتوتوں کو؟ اسی لیے دھائی دے رہا ہے کہ)۔

؎ مری برباد بستی کو بسا دو یارسول اللہ ﷺ کنارے پر مری کشتی لگا دو یارسول اللہ ﷺ
مرے تاریک دل پر نور کی برسات ہوجائے مرے قلب سیاہ کو جگمگا دو یارسول اللہ ﷺ
گھرا ہوں مرضِ عصیاں میں گرفتار مصائب ہوں مجھے اس قید سے للہ چھڑا دو یارسول اللہ ﷺ

(تابش قصوری)

(۱۴) (فرشتے مزید کہیں گے) اُدھر خدا کے قہر وغضب کو دیکھ رہا ہے اور اِدھر اپنا نامۂ اعمال گناہوں سے بھرا ہوا بھی اس کے پیش نظر ہے اور ڈر رہا ہے کہ میرے بارے میں پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کیا حکم سناتا ہے (اس لیے بے قرار ہو کر دھائی دے رہا ہے کہ)

؎ غم کے ماروں کی لاج رکھ لیجے بے نواؤں پر بھی کرم کیجے
غم کا مارا ہوں یارسول اللہ ﷺ بے سہارا یارسول اللہ ﷺ (قمر انجم)

(۱۵) آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہِ رُسل بندہ بے کس ہے شہا رحم میں وقفہ کیا ہے
(۱۶) اب کوئی دم میں گرفتار بلا ہوتا ہوں آپ آجائیں تو کیا خوف ہے کھٹکا کیا ہے

(۱۷) سن کے یہ عرض مری بحرِ کرم جوش میں آئے — یوں ملائک کو ہو ارشاد ٹھہرنا کیا ہے
(۱۸) کس کو تم موردِ آفات کیا چاہتے ہو — ہم بھی تو آ کے ذرا دیکھیں تماشا کیا ہے
(۱۹) ان کی آواز پہ کر اُٹھوں میں بے ساختہ شور — اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پروا کیا ہے
(۲۰) لو وہ آیا مرا حامی مرا غم خوار اُمم — آگئی جاں تن بے جاں میں یہ آنا کیا ہے
(۲۱) پھر مجھے دامن اقدس میں چھپالیں سرور — اور فرمائیں ہٹو اس پہ تقاضا کیا ہے
(۲۲) بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا — کیسا لیتے ہو حساب اس پہ تمہارا کیا ہے
(۲۳) چھوڑ کر مجھ کو فرشتے کہیں محکوم ہیں ہم — حکم والا کی نہ تعمیل ہو زہرہ کیا ہے
(۲۴) یہ سماں دیکھ کے محشر میں اُٹھے شور کہ واہ — چشم بد دور ہو کیا شان ہے رُتبہ کیا ہے
(۲۵) صدقے اس رحم کے اس سایۂ دامن پہ نثار — اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے
(۲۶) اے رِضا جانِ عنا دل ترے نغموں کے نثار — بلبل باغ مدینہ ترا کہنا کیا ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* فریاد۔استغاثہ، درخواست * شاہ رسل۔رسولوں کے سردار * وقفہ ۔دیر * دم۔لمحہ، پل بھر * بلا۔مصیبت * کھٹکا۔اندیشہ، خوف، پرواہ * بحر کرم۔بخشش کا سمندر * جوش۔جوبن، ابال * ملائک۔فرشتے * موردِ آفات۔وہ جگہ جہاں مصیبتیں آئیں * تماشا۔منظر (فارسی ہے الف وزن کے لیے ھا سے بدلا ہوا ہے) * بے ساختہ۔فوراً * تڑپ کر۔وجد میں آکر، اُٹھ کر * پروا۔غم، فکر * حامی۔حمائت و مدد کرنیوالا (خیر خواہ) * غمخوار امم۔تمام امتوں کا غم خوار، سب کا مددگار (شفاعت کبریٰ کی طرف اشارہ ہے جس سے کافر بھی حصہ پائیں گے کہ حساب جلد ہو جائے گا) * تن بے جان۔مردہ جسم * دامن اقدس۔(اپنی کملی کی چھاؤں میں)، آنچل مبارک * سرور۔سردار * تقاضا۔مطالبہ * بندہ آزاد شدہ۔آزاد کیا ہوا غلام * در۔دروازہ (دربار) * محکوم۔حکم کا پابند * والا۔بلند و بالا * تعمیل۔عمل کرنا * زہرہ۔طاقت، ہمت * سماں۔منظر، حالت * واہ۔کلمہ تحسین (شاباش، واہ واہ، بھئی بلے بلے) * چشم بد دور۔اللہ بری نظر سے بچائے نظر نہ لگ جائے * رتبہ۔مقام و مرتبہ * سایہ دامن۔دامن کی چھاؤں * نثار۔قربان * بندے۔امتی، غلام * جان عنادل۔بلبلوں کی رُوح و جان * نغموں۔(نعتوں) اچھی آوازوں * نثار۔قربان، صدقے * بلبل باغ مدینہ۔مدینہ کے باغ کی بلبل (بلبل چمنستان رسالت، اچھی آواز والے نعت خواں کو کہتے ہیں)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱۵) (فرشتوں کا جواب سن کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ کے خدمتگذار آ کر عرض کریں) حضور آپ کا گنہگار امتی ہے اور اپنے حساب سے خوفزدہ ہو کر آپ سے فریاد کر رہا ہے اور آقا! واقعی بندہ بڑا ہی مجبور و بے کس ہے اس کی مدد کرنے میں دیر نہیں ہونی چاہیے۔

؎ یہی عشق کامل یہی راز دیں ہے — محمد نہیں ہیں تو کچھ بھی نہیں ہے

کرم کیجئے اس پہ اے میر بطحا　　　کہ شورش بہت عاجز و کمتریں ہے

(شورش کاشمیری)

(۱۶) (حضور! وہ یوں عرض کر رہا ہے) اے میرے پیارے آقا! اگر آپ ایک لمحہ تک میری مدد کو نہ پہنچے تو عذاب میں مبتلا ہو جاؤں گا، اور آپ اگر تشریف لے آئے تو مجھے پھر کوئی غم نہیں ہوگا کیونکہ پھر۔

ے دوزخ میں میں تو کیا مرا سایہ نہ جائے گا　　　کیونکہ میرے حضور سے دیکھا نہ جائے گا

(۱۷) میری فریاد سن کر حضور کا دریائے کرم جوش میں آگیا اور آپ تشریف لے آئے بس۔ کملی والا آگیا تھاں تھاں سویرا ہو گیا۔ آپ نے آتے ہیں فرشتوں کو فرمایا! ہٹو پیچھے پہلے مجھے بتاؤ بات کیا ہے اور پھر مجھے بھی حوصلہ ہو جائے گا اور میں بھی کہوں گا اے فرشتو! ٹھہرو۔ پہلے دیکھو میرے آقا کا ارادہ کیا ہے۔

ے ظلمت دھر میں جب بھی میں پکاروں اس کو　　　وہ میرے قلب کی قندیل جلا دیتا ہے

اسی لیے۔ قصر والیواں سے گذر جاتا ہے چپ چاپ ندیم　　　در محمد ﷺ کا جب آئے تو صدا دیتا ہے

(احمد ندیم قاسمی)

(۱۸) (حضور فرمائیں گے) اے فرشتو! یہ تم نے کس کو پریشان کر رکھا ہے یہ کیا تماشا ہے، تم کیا چاہتے ہو، ہمیں بھی تو بتاؤ ماجرا کیا ہے، اس غریب کو کیوں گھسیٹ رہے ہو، بس یہیں رُک جاؤ پہلے اصل بات بتاؤ (بانی دیوبند کے دو شعر ملاحظہ فرمائیں۔ الفضل ماشہدت بہ الاعداء)

ے یہ ہے اجابت حق کو تیری دعا کا لحاظ　　　قضا مبرم و مشروط کی سنیں نہ پکار

مدد کراے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا　　　نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامیٔ کار

(۱۹) اپنے آقا کریم (علیہ السلام) کی آواز سن کر میں فوراً اُٹھ کھڑا ہوں گا اور حضور کے دامن کرم کا سہارا لے کر فرشتوں سے عرض کروں گا (تُوحُن مینوں ھتھ لا کے وکھاؤ) اے فرشتو! اب مجھے کوئی پرواہ نہیں کیونکہ۔ او میرا بخشاؤن والا آگیا۔

واہ اعلیٰ حضرت تیرے حوصلے پہ قربان، تیری عظمت پہ نثار، تو نے ہمیں در حبیب سے مانگنے کا سلیقہ سکھا دیا، تو نے ہمیں آقا (علیہ السلام) کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا طریقہ بتا دیا۔

ے تو نے اسرار حقیقت کر دیے سب پر عیاں　　　ہے مسلّم تو جہاں میں اہل سنت کا امام

(رحمۃ اللہ علیہ)

(۲۰) بس پھر کیا ہوگا میرے مردہ جسم میں جان پڑ جائے گی، حضور کیا آئے خود جنت چل کر میرے پاس آگئی اور میں نے جھوم کر عرض کیا۔

ے یہ کہاں نصیب میرے کہ وہ آپ چل کے آئیں　　　کوئی جذبۂ محبت میرے کام آگیا ہے

چنانچہ میں فرشتوں سے عرض کروں گا اے فرشتو! اب کیا کہتے ہو؟ دیکھتے نہیں ہو کہ میرا مددگار، میرا سہارا و غمخوار، سارے نبیوں کا سردار میری دستگیری کرنے آگیا ہے۔

ے ابتداء سے خواجۂ کون و مکاں کا ہوں غلام　　　میں کسی حاکم کے آگے ہاتھ پھیلاتا نہیں

میں آپ کی امت پر ظلم وستم کے پہاڑ گرائے جارہے ہیں۔ مظلوم عورتوں، بچے، بوڑھے چیخ وپکار کررہے ہیں ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها۔ اے اللہ ہمیں اس بستی سے نکال لے یہاں کے لوگ کتنے ظالم ہیں۔

جبینِ اُمت پہ لکھ دیا ہے ہوا نے حرفِ زوال آقا ‏ ‏ مدد مدد یارسول برحق کرم کرم بے مثال آقا
ہم اپنا ماضی بھلا چکے ہیں نقوشِ عظمت مٹا چکے ہیں ‏ ‏ اُداس امت برہنہ سر ہے ملے دعاؤں کی شال آقا

(رزق ثنا: ریاض چودھری)

(۲۴) (میری نجات کا) یہ منظر دیکھ کر اہل محشر پکار اُٹھیں گے، واہ بھئی واہ کیا بات ہے، خدا نظر بد سے بچائے، بخشش کا انداز دیکھو بھئی خود شافع محشر اپنے (احمد رضا) غلام کو فرشتوں کے ہاتھوں سے چھڑا کر لے جارہے ہیں، تو میں عرض کروں گا اے اہل محشر! میری کیا شان ہوتی ہے یہ سب اس شان والے کی شان ہے اور کیوں نہ ہو۔

اللہ کی سر تابقدم شان ہیں یہ ‏ ‏ اِن سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ‏ ‏ ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ (حدائق بخشش)

(۲۵) اے میرے پیارے آقا! میں آپ کی رحمت کے قربان جاؤں اور آپ کے دامن کرم کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں پہ نثار جاؤں! آپ نے اپنے بندۂ بے دام (احمد رضا) کو کیسی سخت مشکل سے کیسے سخت مقام پر خود جا کر بچایا اور اپنے کرم سے پھر اپنے ساتھ بھی لے آئے ہیں۔

اے پیارے آقا! جیسے اپنی گنہگار امت پہ کرم فرماتے ہوئے آخرت کے مشکل مقامات سے اُن کو رہائی دلائیں گے، نگاہ کرم فرمایئے اور امت کی اس دنیا کی مشکلات کے حل کے لیے بھی اللہ کی بارگاہ میں سفارش کردیجئے۔ آج یہود ونصاریٰ دیارِ عرب پر دندنا رہے ہیں قبلہ اوّل تو یہود کے ناپاک قبضے میں چلا گیا، قبلۂ ثانیہ تو ان کے (خاکم بدہن) قبضے سے بچا رہے، حکمران تو ان کے ماتحت ہوگئے مقامات مقدسہ ہی ان کی دستبرد سے محفوظ رہیں۔

یہ کس عذاب میں جاں ہے محمد عربی ‏ ‏ یہ کس کا خوں رواں ہے محمد عربی
تیرے دیارِ مقدس پہ سائے غیروں کے ‏ ‏ یہ کتنے دُکھ کا سماں ہے محمد عربی
خطا معاف تیرے بے نوا غریبوں کو ‏ ‏ سکوں جہاں میں کہاں ہے محمد عربی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(حبیب جالب)

(۲۶) اے (ثنا خوانِ مصطفیٰ، گدائے درِ خیر الوریٰ پیارے) احمد رضا! تیرے کیا کہنے، جس انداز سے تو نے اپنے آقا کی تعریف میں نغمہ سرائی کی ہے۔ باغ کی بلبلیں بھی تیری نعت گوئی پہ جھوم جھوم کر جانیں قربان کررہی ہیں تو واقعی بلبلِ چمنستانِ مدینہ ہے، تو نے واقعی نائب حسان ہونے کا حق ادا کردیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ محبوب خدا کی مدح سرائی کے لیے انداز احمد رضا چاہیے۔ کیونکہ تیرا قلم کسی دنیا دار کی تعریف میں حرکت نہیں کرتا اور اگر کوئی اصرار بھی کرے تو تو بڑی بے نیازی سے لکھ دیتا ہے۔ میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں۔

تجھے تو صرف اپنے آقا کے در کی گدائی درکار ہے اسی لیے کبھی ان کی زلف واللیل کی بات کرتے ہو تو کبھی رُخ والضحیٰ کی،

اور تیری نعتیں دربارِ رسالت میں ایسی مقبول ہوئی ہیں کہ ساری دنیا پہ تیری نعتوں اور سلام کی دھوم مچی ہوئی ہے یہ یقیناً تیرے آقا کی خصوصی توجہ ہی کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔

تیری توجہ درد کا درماں — تیرا تبسم روح کا مرہم
تیری نظر ہے پیار کا موسم — صلی اللہ علیک و سلم
چشمِ کرم سے اے شہِ والا — کردے من میرے میں اجالا
پردیسی ہوں رحمتِ عالم — صلی اللہ علیک و سلم

(ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک بحوالہ ماہنامہ الرشید: ۵۸۸)

بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں:

رازِ فطرت کے حقیقی ترجماں احمد رضا — ہیں رموزِ معرفت کے رازداں احمد رضا
آپ ہیں مسند نشینِ محفلِ نعتِ نبی — سرورِ کون ومکاں کے مدح خواں احمد رضا
مسلکِ احناف کے ہیں سالکِ روشن ضمیر — منزلِ حق کے امیر کارواں احمد رضا
پیشوائے اہلِ سنت ، صدرِ اربابِ یقیں — داعیِ حق ، واعظِ شیریں بیاں احمد رضا
ہیں ثنائے حق تعالیٰ میں مگن شام و سحر — مدحِ پیغمبر میں ہیں رطب اللساں احمد رضا
مفتیِ دوراں ، فقیہِ نکتہ داں، گنجِ علوم — حکمت و عرفاں کے بحرِ بیکراں احمد رضا
ہیں تصانیف گرامی رہبرِ اہلِ نظر — کائناتِ علم کے روحِ رواں احمد رضا
ذرہ ذرہ ہے جہانِ معرفت کا نور بیز — ہیں حریمِ فقر میں جلوہ فشاں احمد رضا
جانشینِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ — خادمِ اسلام ، مخدومِ جہاں احمد رضا
عارفِ کامل ، ولیء باصفا ، قطبِ زمن — ہیں مجدّد اور محدّث بے گماں احمد رضا
گلستانِ قادریت آپ سے ہے پُر بہار — درحقیقت ہیں بہارِ بے خزاں احمد رضا
ہیں وہ سرتاجِ افاضل ، عالمِ علمِ کلام — شارحِ قرآں ، یکتائے زماں احمد رضا
تشنہ کامانِ جہانِ معرفت کے واسطے — ہیں بلا شک چشمۂ آبِ رواں احمد رضا
آپ سے نسبت پہ کیوں نہ فخر ہو مجھ کو بھی جب — ہر عقیدت کیش پر ہیں مہرباں احمد رضا

جس سے روشن ہے جہانِ قادریت اے قمر
ہیں وہ حق کے آفتابِ ضو فشاں احمد رضا

----***----

نعت شریف نمبر (۵۸)

(۱) سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے — باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
(۲) حرماں نصیب ہوں تجھے اُمید گہ کہوں — جان مرا دو کان تمنا کہوں تجھے
(۳) گلزار قدس کا گل رنگیں ادا کہوں — درمانِ درد بلبل شیدا کہوں تجھے
(۴) صبح وطن پہ شان غریباں کو دُوں شرف — بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے
(۵) اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں — اے جان جاں میں جانِ تجلاّ کہوں تجھے
(۶) بے داغ لالہ یا قمر بے کلف کہوں — بے خار گلبن چمن آراء کہوں تجھے
(۷) مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا — یعنی شفیع روز جزا کا کہوں تجھے
(۸) اس مردہ دل کو مژدہ حیات ابد کا دوں — تاب و توانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے
(۹) تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بَری — حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
(۱۰) کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثنا خواں کی خامشی — چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے
(۱۱) لیکن رضاؔ نے ختم سخن اس پہ کردیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

مشکل الفاظ کے معانی :

* سرور—سردار * مالک ومولیٰ—آقا * خلیل—ابراہیم علیہ السلام کا لقب * گل زیبا—خوبصورت پھول * حرماں نصیب—محروم وبدنصیب * امید گہ—امید پوری ہونے کی جگہ * جان مراد—مقصد کے حصول کی جان * کان تمنا—امیدوں کا ذخیرہ * گلزار قدس—پاکیزگی کا باغ * گل رنگیں ادا—رنگدار خوبصورت، تازہ ادا والا پھول * درمان—علاج * درد—بیماری، تکلیف * بلبل شیدا—عاشق زار مراد ہے * صبح وطن—اپنے دیس کی صبح * شام غریباں—مسافروں کی شام جو مشقت والی ہوتی ہے * شرف—فضیلت، بزرگی * بیکس نواز—مجبوروں کو نوازنے والا * گیسوؤں والا—زلفوں والا * اللہ رے—واہ واہ، سبحان اللہ * منور—نورانی * تابشیں—چمک، نورانیت * جانِ جان—جان کی بھی جان (روح) * جانِ تجلا—روشنی ونور کی جان * بے داغ لالہ—ایک خاص پھول مگر اس میں داغ نہ ہو * بے کلف—بے داغ * بے خار—بغیر کانٹوں کے * گلبن—سرخ گلاب

★ چمن آراء –باغ کو زینت بخشنے والا ★ عفو– معافی ★ ساماں –انتظام، تیاری ★ شفیع روز جزا– قیامت کے دن شفاعت فرمانے والا ★ مژدہ– خوشخبری ★ حیات ابد– ہمیشہ کی زندگی ★ تاب وتوان –طاقت وقوت ★ جان مسیحا– مردوں کوزندہ کرنے والے عیسیٰ علیہ السلام کی جان ★ وصف –صفت، خوبی، بیان ★ عیب –خامی ★ تناہی –انتہا ہونا، ختم ہونا (ختم ہونے کے عیب سے) ★ بری –پاک، مبرا ★ شاہ –بادشاہ ★ ثناخواں– تعریف کرنے والا ★ خامشی –خاموشی ★ سخن –بات، کلام ★ خالق –پیدا کرنے والا ★ خلق –مخلوق، پیدا کیا گیا۔

مفهوم اشعار و خلاصه تشریح :

(۱) اے میرے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں آپ کو (نبیوں، رسولوں کا) سردار کہوں، اپنا آقا ومولیٰ کہوں، حضرت خلیل علیہ السلام کے گلستان کا گل سرسبد (خوبصورت پھول) کہوں یا کیا کہوں؟ کیونکہ آپ میں یہ تمام صفات بھی ہیں اور اس کے علاوہ بھی بے شمار صفات اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر رکھی ہوئی ہے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اپنا فرمان ہے انا سید ولد ادم ولا فخر میں آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا سردار ہوں مگر فخر نہیں ہے اور آپ کی والدہ ماجدہ کو (جب حاملہ ہوئیں تو) غیب سے آواز آئی انك حملتِ بسید هذه الامة فاذا وضعته فسميه محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اس امت کے سردار کے ساتھ حاملہ ہو چکی ہے اس کے پیدا ہونے پر اس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔

ے عجب پیاری پیاری ہے صورت کسی کی ہمیں کیا خدا کو ہے الفت کسی کی
کسی کو کسی سے ہوئی ہے نہ ہو گی خدا کو ہے جتنی محبت کسی کی

(۲) اے میرے پیارے آقا! اگر چہ میں بدنصیب، محروم القسمت سہی لیکن جب آپ میری امیدوں کا مرکز مرادوں کی جان اور تمناؤں کا ذخیرہ ہیں تو پھر محرومی کیسی؟ آپ کی نگاہ عنایت سے بدنصیبی نیک بختی میں بدل جائے گی اور محرومی محبوبی بن جائے گی، ذرہ آفتاب اور قطرہ سمندر بن جائے گا۔

ے جس طرف چشم محمد کے اشارے ہو گئے جتنے ذرے سامنے آئے سب ستارے ہو گئے

(۳) اے میرے عظمت وکمال والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو جنت کے مقدس و پاکیزہ باغ کا خوبصورت ترین، نازنین پھول کہا جائے یا درد عشق میں تڑپنے والی بلبل کا علاج کہوں یعنی آپ کے وہ عاشق جو آپ کے ہجر وفراق میں ہر وقت تڑپتے رہتے ہیں اور آپ کا نام سن کر یا آپ کا جلوہ دیکھ کر ان کے بے چین دلوں کو چین وقرار مل جاتا ہے آپ ان کے درد کا درماں بھی ہیں۔

ے نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے اُٹھا لے جائے تھوڑی خاک تیرے آستانے سے

(۴) میں اپنے دیس کی صبح کو اے میرے پیارے آقا! آپ کے مدینہ شریف کی مسافرت وغریب الوطنی والی شام پر فضیلت دیتا ہوں، آپ تو غریب نواز ہیں اور ایسی پیاری زلفوں والے ہیں کہ سارے جہان آپ کی زلف کے قیدی ہیں اور آپ کی زلف کے ہر بال کے ساتھ ہزار ہا گناہ گاروں کا مقدر بندھا ہوا ہے، جن کو آپ کی بابرکت زلفوں کے بال ہی نجات دلائیں گے۔

ے زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاؤں اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاؤں

اور کسی فارسی شاعر نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔

ے دو عالم بکاکل گرفتار داری	بہرمو ہزاراں سیاہ کار داری

مفہوم اس کا اسی شعر نمبر چار کی تشریح میں آچکا ہے۔ اس شعر میں اپنے وطن کی صبح کو مدینہ شریف کی شام پر جو فضیلت دی گئی اس پر کسی نے یوں بھی لکھا ہے۔

ے جب مدینے کی بات ہوتی ہے	وجد میں کائنات ہوتی ہے
لیلۃ القدر کو جو شرما دے	وہ مدینے کی رات ہوتی ہے

حضور علیہ السلام کی بیکس نوازی اور بندہ پروری کے واقعات سے احادیث کی کتابیں بھری ہوئی ہیں اور یہاں اختصار ملحوظ ہے۔

(۵) سبحان اللہ! آپ کے نورانی جسم میں نور کی ایسی تجلیاں بھر دی گئی ہیں کہ اے میری جان کی بھی جان (جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) میرا دل تو چاہ رہا ہے کہ میں آپ کو نور کی بھی جان کہوں، کیونکہ

ے چھایا تمہارا نور ہے اے شاہِ بے کساں	تو ہی چراغ طور ہے شفیع عاصیاں
آنکھوں کے عین سامنے کوئے حبیب ہو	دل میں تمہارا نور ہو اے شاہ بیکساں

(۶) اے میرے پیارے آقا! اگر آپ کو گلِ لالہ کہوں تو وہ خوبصورت تو ہوتا ہے مگر اس میں بھی سیاہ داغ ہوتا ہے تو پھر میں آپ کو وہ گل لالہ کہتا ہوں جس میں داغ نہ ہو، پھر آپ کو چاند کہتا ہوں لیکن چاند میں بھی نشانات اور پرچھائیاں ہیں تو آپ کو چاند کہوں گا لیکن اس چاند جیسا نہیں بلکہ آپ ایسے چاند ہیں کہ جس میں کوئی ایسا نشان نہیں جو حسن میں نقص پیدا کرے، اور آپ کو ایسا پھول بھی کہوں گا جس کے ساتھ کانٹا نہ ہو اور وہ پھول پورے باغ کا حسن و جمال اور زیب و زینت ہو۔

ے نذیر ان کی تعریف کو یہ زباں ہے	کہ جن کی بدولت خدا مہرباں ہے
ہے شہرہ اپنی کا مکاں لامکاں میں	ہاں بھیجے درود ان پہ رب جہاں ہے

(نذیر اویسی تبصرف)

(۷) تو ہاں مجھے یاد آیا کہ میں تو خود مجرم و خطاکار ہوں اور آپ شفیع روز شمار ہیں تو کیوں نہ کوئی ایسا وصف آپ کے لیے کہوں کہ آپ کی تعریف بھی ہو جائے اور میرا بھی کام بن جائے یعنی ۔ نعت بھی بن گئی "بات" بھی بن گئی۔

تو میرے پیارے آقا! جب اللہ تعالیٰ ایسا جلال میں ہوگا کہ کسی نبی کی بھی مجال نہ ہوگی کہ بات کرنے کی جرأت کر سکے، اس دن صرف آپ ہی کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب رحم و کرم میں تبدیل ہوگا اور آپ کے سر انور پہ تاج شفاعت پہنایا جائے گا۔

ے کیوں حشر سے ڈر جائیں گدایان نبی ﷺ	کیوں قبر میں گھبرائیں گدایان نبی ﷺ
دنیا میں میں جو ہیں حبیب حق کے بندے	تا حشر ہیں ان کے سر پہ دامان نبی ﷺ

(جمیل الرحمٰن خان رضوی)

(۸) یا رسول اللہ! میں اپنے اس مردہ دل کو ہمیشہ کی زندگی کی خوشخبری سناتا ہوا آپ کو حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی

جان میں مردے کوزندہ کرنے کی جوطاقت ہے وہ قرار دیتا ہوں۔ کہ انہوں نے تو مردہ انسانوں کوزندہ فرمایا کہ جن میں ایک عرصہ جان رہ چکی تھی اگرچہ اس میں شک نہیں کہ یہ ان کا معجزہ ہے لیکن اے میرے پیارے نبی! آپ نے تو پتھروں درختوں اور لکڑیوں میں بھی جان ڈال دی ہے۔

؎ استن حنانہ ازہجر رسول　　نالہ می زد ہمچو ارباب عقول　　(مولائے روم)

(۹)　یارسول اللہ! آپ کے اوصاف حمیدہ کی تو کوئی حد ہی نہیں (یہ معنی ہے عیب تناہی کا کہ آپ کے کمالات کی حد بندی کرنا بھی آپ کو عیب لگانے والی بات ہے جس سے فقط آپ ہی نہیں آپ کی شان بھی وراء ہے) میں اس بات پہ حیران ہوں کہ آپ کی عظمت وشان کے لیے میں کہاں سے الفاظ لے کر آؤں کیونکہ جو کچھ بھی کہوں گا آپ اس سے بلند وبالا ہیں۔

شیخ سعدی نے حضور علیہ السلام کی ایسی تعریف کی کہ کوئی کیا کرے گا لیکن آخر کہنا پڑا کہ۔

؎ چہ وصفت کند سعدیٔ نا تمام　　علیک الصلوٰۃ اے نبی و السلام

؎ دفتر تمام گشت بہ پایاں رسید عمر　　ماھمچناں در اوّل وصف تو ماندہ ایم

؎ زندگیاں ختم ہوئیں قلم داں ٹوٹ گئے　　تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

(۱۰)　آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ثناخواں کا آپ کی عظمت وشان کے سامنے حیران ہوکر خاموش ہوجانا اور عیب تناہی سے بری ہونے کی بات کرنا، اپنے لفظوں کو آپ کی بارگاہ کے قابل نہ سمجھنا اور تھک ہار کر اپنی بے بسی کا اقرار کرلینا اس میں ہی حضور کا ثناخواں سب کچھ کہہ گیا ہے اور جو سمجھنے والے ہیں وہ سمجھ گئے ہیں۔

؎ عقل والا تیری دنیا سے پریشان گیا　　عشق والا تجھے ہر رنگ میں پہچان گیا

(۱۱)　اور اے میرے پیارے آقا! میں نے بات یہاں ختم کردی ہے کہ آپ کا غلام احمد رضا آپ کو اللہ کا بندۂ خاص کہے گا اور اللہ کی ساری مخلوق کا آپ کو آقا ومولیٰ کہے گا۔

؎ یا صاحب الجمال و یا سید البشر　　من وجھك المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اللہ تعالیٰ نے معراج شریف کے ذکر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزاروں خوبیوں میں سے صرف صفت عبدیت کا ذکر فرمایا ہے سبحن الذی اسری بعبدہ حالانکہ برسولہ، بنورہ، بنبیہ وغیرہ بھی کہا جاسکتا تھا لیکن بتادیا کہ عظمت بندگی سے ہی ملتی ہے، کسی نے نیچے سے اوپر جانا ہو تو بندہ بن کر ہی جانا پڑے گا اور ۔ زندگی بے بندگی شرمندگی۔

؎ یا خدا جسم میں جب تک کہ مرے جان رہے　　تجھ پہ صدقے تیرے محبوب پہ قربان رہے

کچھ رہے یا نہ رہے، یہ دعا ہے کہ امیر　　نزع کے وقت سلامت مرا ایمان رہے

----***----

نعت شریف نمبر (۶۰)

(۱) مژدہ باد اے عاصیو شافع شہ ابرار ہے — تہنیت اے مجرمو ذاتِ خدا غفار ہے

(۲) عرش سا فرش زمین ہے فرش پا عرش بریں — کیا نرالی طرز کی نامِ خدا رفتار ہے

(۳) چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں — بارک اللہ مَرجع عالم یہی سرکار ہے

(۴) جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیے — صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

(۵) لب زلال چشمۂ کن میں گندھے وقت خمیر — مردے زندہ کرنا اے جاں تم کو کیا دشوار ہے

(۶) گورے گورے پاؤں چمکا دو خدا کے واسطے — نور کا تڑکا ہو پیارے گور کی شب تار ہے

(۷) تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر — ایک جان بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے

(۸) جوشِ طوفان بحر بے پایاں ہوا ناساز گار — نوح کے مولیٰ کرم کر دے تو بیڑا پار ہے

(۹) رحمۃ للعالمین تیری دُہائی دب گیا — اب تو مولیٰ بے طرح سر پہ گنہ کا بار ہے

(۱۰) حیرتیں ہیں آئینہ دارِ و فور وصف گل — ان کے بلبل کی خموشی بھی لب اظہار ہے

(۱۱) گونج گونج اُٹھے ہیں نغمات رِضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* مژدہ باد - مبارک ہو * عاصیو - اے گنہ گارو * شافع - شفاعت کرانے والا * شہ ابرار - نیکوں کا بادشاہ * تہنیت - مبارک، خوشخبری * غفار - بخشنے والا * عرش سا - عرش کی طرح * فرش پا - پاؤں کے نیچے والی زمین * بریں - بلند و بالا * نرالی طرز - انوکھا انداز و طریقہ * رفتار - چال، روش * شق ہو - پھٹ جائے * پیڑ - درخت * بارک اللہ - اللہ آپ کو برکت دے * مرجع عالم - سارے جہاں کی پناہ گاہ * سوئے - طرف * جل تھل - خشکی تری میں پانی ہی پانی * درکار - ضرورت * زلال - صاف ستھرا اور ٹھنڈا میٹھا پانی * کن - ہو جا (عربی، امر کا صیغہ کان یکون سے) * گندھے - گندھا سے (جیسے آٹا گوندھنا) * خمیر - گندھی ہوئی مٹی یا آٹا وغیرہ * تڑکا - اُجالا، سویرا *. گور - قبر * شب تار - اندھیری رات * عاصی - گناہ گار * بے خطا - معصوم * بار - بوجھ * جوش طوفان - تباہی والا طوفاں (سخت بارش و آندھی جب اکٹھی چلے) * بحر بے

پایاں - سمندر جس کا کنارہ نہ ہو ★ ناسازگار - ناموافق، مخالف ★ مولیٰ - آقا علیہ السلام ★ رحمۃ للعالمین - تمام جہانوں پہ رحم کرنے والے ★ دھائی - فریاد ہے ★ دب گیا - بوجھ تلے آگیا ★ بے طرح - بے تحاشا، نا قابل برداشت ★ حیرتیں - حیرانیاں ★ آئینہ دار - شیشہ دکھانے والا ★ وفور - وافر سے ہے بمعنی بہت زیادہ ★ وصف گل - پھول کی خوبی ★ لب اظہار - ظاہر کرنے والے ہونٹ، بولنا ★ گونج اٹھے - ہر طرف چرچے، آوازیں ★ نغمات - سریلی آواز، زمزمے، ترانے (نغمہ کی جمع) ★ بوستان - باغ ★ مدحت - تعریف ★ وا - کھلا ہونا ★ منقار - پرندے کی چونچ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) اے گناہ گارو! (تمہارے لیے قرآن وحدیث سے ایک بہت بڑی خوشخبری لایا ہوں) مبارک ہو کہ (روز قیامت اپنے ہی آقا ومولیٰ) جو نیکوں کے سردار ہیں ہماری شفاعت فرمائیں گے اور (ہاں ہاں! ایک اور بڑی عظیم الشان خوشخبری بھی سنتے جاؤ کہ جس خدا کی بارگاہ میں حضور علیہ السلام شفاعت کریں گے) وہ ذات خدا بھی بہت بخشنے والی ذات ہے۔

؎ یارب تو کریمی و رسول تو کریم　　　صد شکر کر ہستیم میانِ دو کریم

اے میرے اللہ تو بھی کرم کرنے والا ہے اور تیرا رسول بھی کریم ہے اور کریم کو کوئی گنہ گار، قابل رحم تو چاہیے اور وہ گنہ گار و قابل رحم میں ہوں۔

دو کریموں میں گنہ گار کی بن آئی ہے

(۲) جس سرزمین پہ حضور علیہ السلام قدم مبارک رکھتے ہیں وہ فرش ہو کر بھی عرش جیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی قسم یاد فرماتا ہے **لا اقسم بھذ البلد** اور جب معراج کی رات حضور علیہ السلام کے قدم مبارک عرش پہ لگے تو عرش کو بزرگی ملی اور وہ آپ کے قدموں کے نیچے فرش بن گیا پھر اس پر حضور علیہ السلام کا چلنا، اللہ اللہ! کیا انوکھی چال ہوگی کہ۔

ہے عرشِ حق زیرِ پائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ کے قدم زمین پہ لگے تو اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کو مسجد کا درجہ دے دیا حضور علیہ السلام نے خود فرمایا **جعلت لی الارض مسجدا و طھورا** (مشکوۃ) میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا۔

؎ تاریک شب میں آپ نے رکھا جہاں قدم　　　مہتاب نقش پا سے وہاں روشنی ہوئی

(ابوالکلام آزاد)

(۳) اے لوگو! دیکھو! ہمارے آقا پر اللہ تعالیٰ کا کتنا کرم ہے کہ آپ کی انگلی کے اشارے سے چاند ٹکڑے ہو رہا ہے (بخاری و مسلم۔ مشکوۃ ص ۵۲۴) آپ کے حکم سے درختوں کو قوت گویائی مل رہی ہے (معجزات سید المرسلین، ترمذی) جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں (معجزات)

سبحان اللہ! ہمارے آقا صرف انسانوں کے ہی مرجع نہیں ہیں بلکہ مرجع عالم (تمام مخلوق آپ کی طرف رجوع کرتی ہے اور آپ سب کی پناہ گاہ ہیں)

؎ محبوب کبریا کا درِ پاک چھوڑ کر　　　اللہ تک کسی کی رسائی ہو کس طرح
جب تک دکھائے راہ نہ سیرت حضور کی　　　بھٹکے ہوؤں کی راہنمائی ہو کس طرح (حدیث شوق)

(۴) اے میرے پیارے آقا! جن گورے گورے نورانی اور بابرکت ہاتھوں کو آسمان کی طرف بارش کے لیے دعا کرتے ہوئے پھیلا کر آپ نے مدینہ طیبہ میں پانی ہی پانی کر دیا (یہاں تک کہ پورا ہفتہ بارش ہوتی رہی اور پھر آپ کی خدمت میں دوبارہ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! پہلے ہوتی نہیں تھی اب رُکتی نہیں ہے۔ شاید کہتی ہوگی کہ جس نے ہونے کو کہا تھا وہی کہے گا تو رکوں گی۔ پھر آپ نے عرض کیا اللھم حوالینا و لا علینا۔ اے اللہ مدینے کے اوپر بارش رُک جائے اور ارد گرد ہوتی رہے تو جہاں جہاں تک آپ نے اپنی مبارک اُنگلی سے دائرہ بنایا اتنا آسمان صاف ہو گیا اور اطراف میں ہوتی رہی۔ اس حدیث کو امام بخاری نے تقریباً سترہ بار صحیح بخاری میں نقل فرمایا ہے) اے پیارے آقا! ان نورانی ہاتھوں کا صدقہ ہمیں بھی عطا ہو یعنی ہماری بخشش کے لیے بھی ایک بار اُٹھا دیجئے۔

؎ خدا جانے سر محشر گنہ گاروں پہ کیا گزرے — کہ جب موجود کل بندے وہاں پر بیگماں ہوں گے
نہ گھبرا اے بشیر ناتواں اپنے گناہوں پر — شفاعت تیری فرمائیں گے وہ آقا جہاں ہوں گے

(بشیر زواری)

(۵) ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو بنانے کے لیے جب اللہ نے آپ کا خمیر تیار فرمایا تو چشمہ کُن کے صاف ستھرے، نِتھرے ہوئے اور ٹھنڈے میٹھے پانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لبہائے مبارکہ گوندھے (بنائے) گئے، پھر مردے زندہ کرنا آپ کے لیے کونسا مشکل کام ہے۔ یہ کام تو آپ کی امت کے سینکڑوں اولیاء کرام نے بھی کر دکھایا جیسا کہ بیسیوں کتابوں میں غوث پاک کے مردہ زندہ کرنے کا کرہے۔ حضور علیہ السلام تو اس سے اوپر کا کمال دکھاتے ہیں کہ پتھر اور درخت بول کر آپ کو عرض کرتے ہیں السلام علیك یارسول اللہ (رواہ الترمذی)

نطق الحجر، سلك الشجر — شق القمر باشارته

(۶) اے میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کے لیے اپنے گورے گورے اور نورانی قدومِ میمنت لزوم میری اندھیری قبر میں رکھ کر میری قبر کی سیاہ رات کو صبحِ نور بنا دیجئے، تاکہ میری وحشت دور ہو جائے اور آپ کے نور سے نکیرین کے سوالات کے آسانی کے ساتھ جوابات دے سکوں۔

؎ کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا — اس کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا

(احمد ندیم قاسمی)

(۷) اے میرے لجپال آقا! ہر گناہ کار کی نگاہیں آپ ہی کے دامنِ رحمت پہ لگی ہوئی ہیں اگرچہ امت بے شمار ہے اور آپ کی ایک ہی معصوم جان ہے لیکن اللہ نے آپ کو ایسی پاکیزہ جان عطا فرمائی ہے کہ ساری امت کے گناہوں کا بوجھ اُٹھانے کے لیے آپ کی اکیلی جان ہی کافی ہے۔

؎ دردِ جامی ملے نعت خالد لکھوں — اور اندازِ احمد رضا چاہیے (رحمۃ اللہ علیہما)

(۸) اے میرے پیارے آقا! طوفاں زوروں پر ہے (گناہوں کا) سمندر ایسا ہے کہ اس کا کنارا نظر نہیں آ رہا، جبکہ ہوا بھی مخالف سمت پہ چل رہی ہے، اے پیارے آقا! نوح علیہ السلام نے تو اپنے بیڑے پہ اپنے ماننے والوں کو بٹھا کر طوفان سے بچالیا تھا

اور آپ تو نوح علیہ السلام کے بھی آقا ہیں آپ کے لیے تو کوئی مشکل کام نہیں کہ اپنی ساری امت کو شفاعت کے بیڑے پر بٹھا کر اس سمندر سے پار لے جائیں۔

ـ تمہارے رتبے کو ہرگز نہ پاسکا کوئی — نبی تو ہیں، نہیں محبوب کبریا کوئی
شفیع حشر ہیں امت کو بخشوا لیں گے — نہ ہو گا آگ کا ایندھن برا بھلا کوئی
یہ کہہ کے رُک گئے سدرہ پہ جبریل امیں — نہیں عروج محمد ﷺ کی انتہا کوئی
وہ ذات پاک ہے اپنی صفات میں یکتا — نہ ان سا اب کوئی ہوگا نہ ہے نہ تھا کوئی
کرم کی بھیک ملے اس کو یارسول اللہ ﷺ — نہیں نصیر کا اب اور آسرا کوئی

(سید نصیر الدین نصیر)

(۹) اے میرے رحمۃ للعالمین آقا! میں گناہوں کے بوجھ تلے دب گیا ہوں اور بہت بری طرح گناہوں کے جال میں پھنس گیا ہوں، بس آپ ہی کی دھائی ہے، آپ کے ایک اشارۂ ابرو سے گناہوں کا بوجھ اتر سکتا ہے۔

ـ لے چلو اب مدینے کو چارہ گرو — مجھ کو طیبہ کی ٹھنڈی ہوا چاہیے

(۱۰) میرے آقا میں اس قدر لاتعداد خوبیاں اور کمالات ہیں کہ زبان سے بول کر تو ان خوبیوں کو بیان کرنا ناممکنات میں سے ہے حیرانیوں نے آئینہ سامنے رکھ کر غور کرنا شروع کیا تو خاموشی کی زبان سے ان کمالات کو بیان کرنے میں ہی آسانی سمجھی کیونکہ جیسے ایک لمحہ کے خواب میں برسوں کے کام ہو جاتے ہیں اسی طرح خاموشی کی زبان سے بھی وہ کچھ بیان ہو جاتا ہے کہ زبان سے جس کا بیان کرنا مشکل ہوتا ہے۔ مولانا حسن رضا خان نے اسی موقع پر کہا ہوگا۔

ـ دل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو — پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
بند جب خواب اجل سے ہوں حسن کی آنکھیں — اس کی نظروں میں تیرا جلوۂ زیبائی ہو

جیسے لوگ اپنے پیاروں کو نظریں اُٹھا کر دیکھتے ہیں اور اہل محبت نظریں جھکا دیں تو ان کو دیدار نصیب ہو جاتا ہے، اسی طرح لوگ اپنے پیاروں کی تعریف زبان سے کرتے ہیں اور اہل عشق خاموشی میں ہی سب کچھ کہہ دیتے ہیں۔

(۱۱) اے رضا! تو نے ایسا محبوب چنا ہے کہ جس کے عشق میں تو نے نغمہ سرائی کی تو دلوں کی بند کلیاں کھل اُٹھیں، باغ عالم میں بہار آ گئی اور زمین و آسمان میں تیری نعتوں کی دھوم مچی ہوئی ہے کیوں نہ ہو یہ پھول ہی ایسا ہے جس کی تعریف میں بلبل چمنستان رسالت نے اپنی چونچ کھولی ہے اور رطب اللسان ہوئی ہے۔ (سبحان اللہ)

ـ قصرِ باطل میں جو زلزلہ ڈال دے — ایسے پھر شعر احمد رضا چاہیے

----***----

نعت شریف نمبر (۶۱)

(۱) عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے — جانِ مراد اب کدھر ہائے تیرا مکان ہے

(۲) بزم ثنائے زلف میں میری عروس فکر کو — ساری بہار ہشت خلد چھوٹا سا عطر دان ہے

(۳) عرش پہ جا کے مرغ عقل تھک کے گرا غش آ گیا — اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے

(۴) عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دُھوم دھام — کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

(۵) اک ترے رُخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی — اِنس کا اُنس اسی سے ہے جان کی وہی جان ہے

(۶) وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو — جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(۷) گود میں عالم شباب حالِ شباب کچھ نہ پوچھ — گلبن باغ نور کی اور ہی کچھ اٹھان ہے

(۸) تجھ سا سیاہ کار کون ان سا شفیع ہے کہاں — پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے

(۹) پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دِل ہے بے قرار — روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

(۱۰) شانِ خدا نہ ساتھ دے ان کے خرام کا وہ باز — سدرہ سے تا زمیں جسے نرم سی اک اُڑان ہے

(۱۱) بارِ جلال اُٹھا لیا گرچہ کلیجہ شق ہوا — یوں تو یہ ماہ سبز رنگ نظروں میں دھان پان ہے

(۱۲) خوف نہ رکھ رِضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* دنگ۔ حیران * چرخ۔ چکر، پھیر، گردش * جانِ مراد۔ مقصد کی جان * ہائے۔ برائے اظہار افسوس * بزم۔ محفل * ثنائے زلف۔ گیسوئے مبارک کی تعریف * عروس فکر۔ سوچ و بچار کی دُلہن * ہشت خلد۔ آٹھوں جنتیں * عطر دان۔ خوشبو والا ڈبہ جس میں عطار عطر رکھتے ہیں * مرغ عقل۔ عقل کا پرندہ * غش۔ بے ہوشی * پرے۔ آگے، دور * آستان۔ آستانہ عالیہ، درِ اقدس، چوکھٹ * چھیڑ چھاڑ۔ بات چیت، شور * طرفہ۔ عجیب و غریب * دھوم دھام۔ شان و شوکت، شور و غل * داستان۔ کہانی، حکایت، قصہ * رُخ۔ چہرہ * اِنس۔ انسان * اُنس۔ محبت * جان۔ روح (جان جہاں یعنی روح کائنات حضور علیہ السلام کی ذات اقدس ہے) * عالم شباب۔ جوانی کا دور * حال۔ حالت * گلبن۔ سرخ گلاب کا

پھول ★ اُٹھان – بلندی، اُبھار ★ تجھ سا – تیرے جیسا ★ سیاہ کار – گنہ گار ★ شفیع – شفاعت کرنے والا ★ گمان – خیال (یہاں مراد بھول یا خیال باطل ہے) ★ پیش نظر – آنکھوں کے سامنے ★ نوبہار – موسم بہار کا جوبن ★ بے قرار – بے چین ★ شان – مرتبہ، مقام ★ خرام – ناز و نخرے والی چال ★ باز – مشہور شکاری پرندہ، شہباز ★ بار جلال – ہیبت (الٰہیہ) کا بوجھ ★ شق – پھٹنا (شق صدر مراد ہے) ★ ماہ سبز رنگ – ہرے رنگ والا چاند (عمدہ ودلربا رنگ والا) ★ دھان پان – نازک ★ خوف – ڈر، خطرہ ★ عبد مصطفیٰ – حضور علیہ السلام کا نیازمند اور نوکر و غلام ★ امان – حفاظت، امن۔

مفهوم اشعار و خلاصه تشريح :

(۱) (شب معراج جب آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان اور عرش سے بھی اوپر تشریف لے جا رہے تھے تو مکان جو کہ شش جہات میں گھرا ہوا ہوتا ہے وہ تو ختم ہوا اور لامکان کا علاقہ شروع ہو گیا جو جہت و سمت سے پاک ہے) عرش معلیٰ بھی حیرانی میں تھا اور آسمان بھی چکرا گیا اور دونوں نے حضور علیہ السلام کی بلندی کے پیش نظر آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا! اے ہماری مرادوں اور تمناؤں کی جان! اب آپ کا قیام کس مقام پہ ہوگا۔ اور حضرت جبریل امین علیہ السلام تو پہلے ہی سدرۃ المنتہیٰ پہ رُکے ہوئے تھے۔

ے آیا سدرہ کا مقام ، بولا آقا سے غلام آگے بڑھ سکتا نہیں تیرے قدموں کی قسم
رک گئے روح امیں ، بولے یہ سرورِ دیں تیری منزل ہے یہی آگے اب جائیں گے ہم

(یکتا بہاری)

(۲) جن بابرکت زلفوں کی خدا بھی قسم یاد فرماتا ہے (والیل اذا سجی) ان کی یہ شان و عظمت کیوں نہ ہو کہ جب ان زلفوں کی عظمت و شان بیان کرنے کے لیے "محفل زلف رسول" صلی اللہ علیہ وسلم کو سجایا جائے اور مجھے (امام احمد رضا کو) بیان کرنے کے لیے کہا جائے تو میری سوچ و بچار اور غور و فکر کی دُلہن (زبان و بیان) کو آخر عطر و خوشبو تو چاہیے کیونکہ زلف عنبریں کی شان بیان کرنی ہے تو پھر سن! ان زلفوں کا مقام یہ ہے کہ ان کی تعریف کرنے کے لیے آٹھوں جنتوں کا عطر دان چاہیے جن میں خوشبو بھری ہوئی ہو جبکہ باقی لوازمات اس کے علاوہ ہیں۔

یہی تو وجہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ان زلفوں کے مقدس بال زمین پہ نہ گرنے دیتے تھے اور ان بالوں کو حاصل کرنے کے لیے ان کی حالت یہ ہوتی قد اطاف به اصحابه فما يريدون ان تقع شعره الا في يد رجل (مسلم شریف ص ۲۵۶، ج ۲) صحابہ کرام بوقت حجامت سرکار کے ارد گرد گھیرا ڈال لیتے تاکہ جو بال مبارک گرے ہمارے ہاتھوں پہ ہی گرے۔ یہ تو دنیا میں حال ہے اور آخرت میں ان زلفوں کا حال کسی اہلحدیث عالم نے ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے۔

ے زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاون اِک اِک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاون

(۳) میرے آقا کے مرتبہ و مقام کی بلندی عقل کی سمجھ سے ماوراء ہے کیونکہ عقل کا پرندہ عرش تک ہی گیا اور بے ہوش ہو کر گر گیا کیونکہ اس کی رسائی ہی یہاں تک تھی۔ اس کو کیا خبر کہ میرے آقا کے آستانہ عالیہ کی پہلی سیڑھی ہی اس سے کتنی آگے ہے۔ اسی لیے معراج پاک حضور علیہ السلام کا عظیم معجزہ ہے اور معجزہ (و کرامت) ہوتا ہی وہ ہے کہ جس کے سامنے عقل عاجز ہو جائے۔

ے نظر والو! ذرا دیکھو محمد ﷺ کی بلندی کو اُٹھے بیت الحرم سے اور خدا کے نور تک پہنچے

(۴) بالخصوص شب معراج عرش پہ بھی ایک نئی قسم کی بحث چل رہی ہے اور فرش پہ بھی ایک عجیب سا شور ہے جب میں نے کان لگایا (غور کیا) تو معلوم ہوا کہ عرش و فرش پہ آپ ہی کی شان کے ڈنگے بج رہے ہیں۔

گویا وعدۂ الٰہی نبھایا جا رہا ہے ورفعنالك ذكرك (القرآن) اور اذا ذكرت ذكرت معی (حدیث قدسی) ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کے لیے اتنا بلند فرمادیا ہے کہ اب جہاں میرا ذکر ہوگا ساتھ آپ کا بھی ذکر ہوگا۔ (ایت وحدیث کا مفہوم)۔

؎ معراج کی رتیا دھوم یہ تھی اِک راج دُلارا آوت ہے لولاک کا سہرا سر سو ہے وہ احمد پیارا آوت ہے

دھرتی سے اُٹھا آفاق چڑھا، ممتاز یہ غل تھا چاروں طرف لوحق سے ملنے صل علیٰ، سردار ہمارا آوت ہے

(ممتاز حسین)

(۵) اے پیارے آقا! آپ کے رُخِ انور اور چہرۂ والضحیٰ کی روشنی (کی لذت) تو دونوں جہانوں کو سکون عطا کر دیا ہے۔ ہر انسان میں محبت کے جذبات اس چہرۂ انور کی وجہ سے ہیں اور ہر جان کی جان بھی آپ ہی کا چہرۂ مقدسہ ہے۔

کیونکہ حضور علیہ السلام ہی اصل کائنات، وجہ کائنات اور سبب تخلیق کائنات ہیں جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے یا جابر ان اللّٰہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره۔ اول ما خلق اللّٰه نوری اور اس کے علاوہ دیگر بے شمار احادیث جن کا ذکر شیخ محقق نے مدارج النبوت ج ۲، ص ۲ پہ فرمایا اور مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں بھی بیان کی گئیں۔

کیا خوب فرمایا حضرت سیدی علی وفا رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور کی روشنی کے متعلق، اپنے قصیدے میں۔

؎ لوا بصر الشیطان طلعة نوره فی وجه ادم كان اول من سجد

ولو رای نمرودُ نور جماله عَبَدَ الجليل مع الخليل ولا عَنَدَ

عیسیٰ و ادم والرسل جمیعهم هم اعين هو نور ها لماورد

(زرقانی ج ۱، ص ۶۴)

اگر شیطان بھی حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور کے نور کو (کما حقہ) دیکھ لیتا جو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمک رہا تھا تو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے میں سب سے آگے ہوتا۔

اور اگر خلیل علیہ السلام کی پیشانی میں نمرود لعین بھی نور مصطفیٰ دیکھ لیتا تو ان (ابراہیم علیہ السلام) کے ساتھ ہی اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جاتا اور کبھی ان سے عداوت نہ رکھتا۔

حضور علیہ السلام تو ایسے ہیں کہ گویا حضرت عیسیٰ و آدم اور تمام انبیاء و رسل علیہم السلام آنکھیں ہیں اور آپ ان آنکھوں کے درمیان چہرے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ایک ہندو (چاند بہاری لال صبا ماتھ جے پوری) کا شعر ہے۔

؎ تصور باندھ کر دِل میں تمہارا یا رسول اللہ خدا کا کر لیا ہم نے نظارہ یا رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۶) اس شعر نمبر چھ میں کئی احادیث مبارکہ کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے جن کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجہ تخلیق کائنات ہونے کے ساتھ ہے مثلاً **لو لا ك لما خلقت الا فلا ك ۔ لو لاك لما خلقت الدنيا ۔ لو لا محمد ما خلقتك (يا آدم) و لا ارضا و لا سماء** (صحیح مستدرک للحاکم)

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مکتوبات شریف نمبر ۸، ص ۱۸ پہ ایک حدیث قدسی نقل فرمائی ہے کہ (معراج کی رات) حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا **اللھم انت و انا و ما سواك تر كت لا جلك** اے اللہ! تو ہے اور میں ہوں، باقی سب کچھ میں تیری خاطر چھوڑ آیا ہوں۔ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا **یا محمد انا و انت وما سواك خلقت لا جلك**۔ اے پیارے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایک میں ہوں اور ایک تو ہے باقی سب کچھ میں نے تیری ہی خاطر پیدا فرمایا ہے۔

تو اعلیٰ حضرت کے شعر کا مفہوم یہ بنا کہ حضور علیہ السلام سے پہلے کچھ نہ تھا سب کچھ آپ کے بعد ہی بنایا گیا (**اوّل ما خلق اللہ نوری**) اور اگر آپ نہ ہوں گے تو جہاں معدوم ہوگا۔ (یہ دعویٰ ہے اور اس کی ایک عقلی دلیل یہ ہے کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جان جہاں ہیں جب جان ہی نہ ہوگی تو جہاں کیسے ہوسکتا ہے۔

اگر اعلیٰ حضرت کی اس بات کی کسی کو سمجھ نہ آئے تو اپنے گھر کی خبر لے کیونکہ بانی دیوبند قاسم نانوتوی نے قصیدہ قاسمیہ میں بھی یہی کچھ لکھا ہے۔

؎ طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی — بجا ہے کہیے اگر تم کو مبدأ الآثار
جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تا وجود — قیادت آپ کی تھی دیکھیے تو اک رفتار

(۷) میرے آقا نے جب عالم شباب (جوانی) میں قدم رکھا تو اس وقت ان کے شباب کی شان کیا تھی اس کا اندازہ ہم کیا لگا سکتے ہیں (جو اپنی والدہ کے بطن اقدس میں لوح محفوظ پہ چلتے قلم کی آواز سنیں اور جو پنگھوڑے میں اپنی انگلی کو حرکت دیں تو چاند حرکت کر کے ان کا دل بہلائے (جب بچپن یہ ہے تو جوانی کس شان کی حامل ہوگی) بس اتنی بات کہی جاسکتی ہے کہ آپ کی جوانی نور کے باغ کا ایک حسین پھول تھی، جس کی کچھ عجیب ہی اُٹھان تھی۔

؎ نماز عشق کا اک رُکن محترم یہ ہے — شبیہ سید کونین رو برو رکھنا

(۸) اے سرکار مدینہ علیہ السلام کے گنہ گار امتی! مانا کہ تو بڑا ہی گنہ گار سہی لیکن مایوس کیوں ہوتا ہے، اگر تیرے جیسا گنہ گار کوئی نہیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا شفاعت کرنے والا بھی تو کوئی نہیں۔ پھر (جب وہ فرماتے ہیں کہ میری شفاعت بڑے بڑے گناہ گاروں کے لیے ہے، **شفاعتی لا ھل الکبائر من امتی**) بھلا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تجھ کو (قیامت کے میدان میں) بھول جائیں گے؟ ہائے افسوس تجھ پر! یہ تیری بھول اور تیرا گمان باطل ہی ہوسکتا ہے۔

؎ اس شخص کو ہے نار جہنم سے کیا خطر — محشر میں جس کو مل گئی امداد آنحضور ﷺ

(۹) حضور علیہ السلام کا جلوۂ جہاں آراء (نو بہار) آنکھوں کے سامنے ہو تو (پہلی امتوں کے لیے سجدۂ تعظیمی جائز ہونے کا تصور ذہن میں گھوم جاتا ہے اور) دل بے قرار ہو کر سجدہ کرنا چاہتا ہے (جیسا کہ پہلے تفصیل سے لکھا گیا کہ صحابہ کرام نے کئی مواقع پہ

عرض کیا کہ حضور! جب جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم کیوں نہ کریں اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بے قراری ان میں بھی تھی) لیکن خبردار! رُک جاؤ ایسا نہ کرنا، یہی تو امتحان کی گھڑی ہے (کہ آپ نے اس سے منع فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ اگر سجدہ اللہ کے علاوہ کسی کو جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے)۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ

؎ شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام   میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب (علامہ اقبال)

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ

؎ ہر وقت نگاہوں میں خیالوں میں وہی   میں نے کبھی اپنے کو اکیلا نہیں دیکھا

(راز مرادآبادی)

(۱۰) اللہ کی شان دیکھیے کہ! حضور علیہ السلام کی ناز و انداز والی رفتار کا ساتھ دینے کی سدرۃ المنتہٰی کے شہباز (سید الملائکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام) میں بھی طاقت نہ رہی کہ آپ کے ساتھ جاسکتا اور پھر یہ تو محبوب کی برکت سے ان کی سواری کی اُڑان و پرواز و رفتار تھی کہ سدرہ سے لیکر زمین تک جس فرشتے کی معمولی سی ایک پرواز ہے وہ حضور علیہ السلام کی پرواز کے سامنے بلکہ آپ کی برکت سے آپ کی سواری کی پرواز کے سامنے بے بس نظر آرہا ہے تو حضور علیہ السلام کی اپنی نورانی ونبوی پرواز کا کون اندازہ لگاسکتا ہے۔

؎ نور کے تلووں کو سہلا کر جگایا خواب سے   یوں ہوئی سرکار کی معراج جسمانی شروع
پہلے تو وہ ہمرکاب سرورِ کونین تھا   ہوگئی جبریل کی سدرہ سے حیرانی شروع

(حدیث شوق)

(۱۱) دیکھنے کو تو ہمارے آقا، ماہِ سبز رنگ عمدہ و دلربا (ہرے حسن والے، ہرا رنگ آنکھوں کو بھاتا بھی ہے اور مفید بھی ہے اسی لیے ڈاکٹرز جس کی آنکھوں کا اپریشن کرتے ہیں اس کو سبز پٹی یا سبز عینک لگا دیتے ہیں، یہ اعلیٰ حضرت کی طبی فراست ہے) اگرچہ دُبلے پتلے اور نازک بدن ہیں لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان تو دیکھو! کہ جلالِ الٰہی کا بوجھ اُٹھالیا اگرچہ کلیجہ پھٹ (شق صدر ہو) گیا۔ جس میں بے شمار حکمتوں کے علاوہ ایک یہ بھی حکمت تھی کہ مظاہر قدرت اور مشاہدۂ ذات کی منازل میں آسانی ہو۔ ووضعنا عنک وزرک۔

؎ آج کی رات ہے تکمیل عروجِ آدم   حسن تخلیق پہ نازاں ہے خدا آج کی رات
شوقِ دیدار کی کیا بات ہے اللہ اللہ   درمیاں میم کا پردہ بھی نہیں آج کی رات
جانے والا اسے سمجھے یا بلانے والا   کوئی اس راز کا ہمراز نہیں آج کی رات

(واصف علی واصف)

(۱۲) اے (گدائے درِ خیر الوریٰ، امام اہل سنت پیارے) احمد رضا! تو کیوں گھبرا رہا ہے اور قیامت کی ہولنا کیوں سے ڈر رہا ہے؟ تجھے ذرہ برابر بھی فکر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ تو کسی معمولی در کا نوکر نہیں بلکہ گدائے درِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، اور جو اس در کے غلام ہوتے ہیں ان کے لیے امن ہی امن ہے۔

ــ سلام اس ذات اقدس پر سلام اس فخر دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر
سلام اس پر کہ جس کے نور سے پُر نور ہے دنیا
سلام اس پر کہ جس کے نطق سے مسحور ہے دنیا
سلام اس پر جلائی شمع عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں
سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو سرافراز
مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ
مدد گار و معاون بے بسوں کا زیر دستوں کا
ضعیفوں کا سہارا اور محسن حق پرستوں کا
بڑے چھوٹوں میں جس نے اک اُخوت کی بناڈالی
زمانے سے تمیز بندہ و آقا مٹا ڈالی
سلام اس ذات اقدس پر حیات جاودانی کا
سلام آزاد کا آزاد کی رنگین بیانی کا

(جگن ناتھ آزاد)

-----***-----

نعت شریف نمبر (۶۲)

(۱) اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

(۲) جلی جلی بو سے اس کی پیدا ہے سوزشِ عشق چشم والا
کباب آہو میں بھی نہ پایا مزہ جو دل کے کباب میں ہے

(۳) اُنہی کی بو مایۂ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے

(۴) تری جلو میں ہے ماہ طیبہ ہلال ہر مرگ و زندگی کا
حیات جاں کار کاب میں ہے ممات اعداء کا ڈاب میں ہے

(۵) سیاہ لباسانِ دار دنیا و سبز پوشان عرش اعلیٰ
ہر اک ہے ان کے کرم کا پیاسا فیض ان کی جناب میں ہے

(۶) وہ گل ہیں لب ہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

(۷) جلی ہے سوز جگر سے جاں تک ہے طالب جلوۂ مبارک
دکھا دو وہ لب کہ آب حیواں کا لطف جن کے خطاب میں ہے

(۸) کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آکر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

(۹) خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

(۱۰) کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے

بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

(۱۱) گنہ کی تاریکیاں یہ چھائیں اُمنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرہ بس اضطراب میں ہے

(۱۲) کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* باری۔پیدا کرنے والا (اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام) * مہر۔سورج * نقاب، حجاب۔پردہ * جلی جلی بو۔ کسی شئے کے آگ پر جلنے سے جو بو پیدا ہو * سوزش۔جلن * چشم والا۔عظمت والی آنکھ * آہو۔ہرن * بو۔خوشبو * مایہ سمن۔ چنبیلی کا سرمایہ * چمن چمن۔ گلستان و بوستان (باغ) * مہکنا۔خوشبو دینا * رنگت۔رنگ (رنگینیاں) * جلو۔ساتھ، ہمراہ (یہاں مراد قبضہ واختیار ہے) * ماہِ طیبہ۔اے مدینے کے چاند * ہلال۔پہلی رات کا چاند * مرگ۔موت * حیات جاں۔جان کی زندگی * رکاب۔لوہے کا حلقہ جس میں پاؤں رکھ کر سواری پہ سوار ہوتے ہیں * ممات اعداء۔دشمنوں کی موت * ڈاب۔پرتلا (قبضے میں) * لباساں، پوشاں۔ لباس پہننے والے * کرم ۔ بخشش * جناب ۔بارگاہ * گل ۔ پھول * لبہائے ۔ ہونٹوں * گلشن۔باغ * سوز جگر۔ جگر کی گرمی وجلن * طالب۔طلب کرنے والا * آب حیواں۔زندگی دینے والا پانی (آب حیات) * خطاب۔بیان وکلام * منکر نکیر۔ قبر میں سوال کرنے والے دو فرشتوں کے نام * حامی۔ خیر خواہ * یاور۔مددگار * قہار۔قہر وغضب والا * بدکاریوں۔ گناہوں * دفتر۔رجسٹر، نامۂ اعمال * بندہ۔غلام * کریم۔ کرم کرنے والا * مفلسو۔ اے محتاجو اور مسکینو * اضطراب۔پریشانی، بے چینی * اُمنڈ۔جوش، ابھار * خورشید۔سورج * مہر۔مہربانی، محبت * ذرہ۔ حقیر اور معمولی شئے * لئیم۔ کمینہ، گھٹیا * بے قدر۔بے وقعت، بے حیثیت۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) اے میرے نور والے پیارے آقا!

ے ذرا چہرے سے پردہ تو ہٹاؤ یارسول اللہ ہمیں دیدار تو اپنا کراؤ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کیونکہ آپ کا چہرہ مبارک اگر پردے میں ہو تو گویا نور خدا پردے میں ہو جاتا ہے اس لیے کہ آپ ہی تو نور خدا ہیں (انا من نور اللہ) اور آپ کا رُخ انور پردے میں ہونے کی وجہ سے ایک بار پھر زمانے پہ ظلم، جہالت، بے دینی وبدعقیدگی کے سیاہ بادل چھاگئے ہیں اور بس اب یہی انتظار ہے کہ آسمان نبوت کا آفتاب عالمتاب (سراجا منیرا) اپنا چہرۂ انور پردے سے نکالے اور ہر طرف نور ہی نور پھیل جائے۔

ے نور ازلی چمکیا غائب انہیرہ ہوگیا کملی والا آ گیا تھاں تھاں سویرا ہوگیا

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک سے واپسی پر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک نعت کا نذرانہ پیش کیا جس کے چند اشعار اس طرح ہیں۔

تنقل من صلب الی رحم   اذا مضیٰ عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مکتما   فی صلبہ انت کیف تحترق
وانت لما ولدت اشرقت   الارض وضاءت بنورك الافق

یارسول اللہ! آپ (آدم وحوا علیہما السلام سے لیکر حضرت عبداللہ وسیدہ آمنہ رضی اللہ عنھما تک) ایک ایک پاک اصلاب سے پاک ارحام کی طرف منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا دور آگیا اور ان کے لیے نمرود نے آگ جلائی تو آپ کا نوران کی صلب میں ہونے کی وجہ سے آگ ان پر گلزار ہوگئی۔ اور وہ جلنے سے بچ گئے اور جب آپ پیدا ہوئے تو ساری زمین بمعہ اطراف فلک آپ کے نور سے چمک اُٹھی۔

؎ جس طرف دیکھیے سرکار نظر آتے ہیں   ایسا لگتا ہے کہ سرکار نے پردہ نہ کیا
روشنی جتنی تیری یاد نے پھیلائی ہے   مہ و خورشید نے اتنا ہی بھی اُجالا نہ کیا (وقار عظیم)

کلام رضا اور معترضین:

بعض لوگوں کا ایک سو سال کے بعد اعلیٰ حضرت کے مندرجہ بالا شعر پہ اعتراض سوائے حماقت کے اور کیا ہے جبکہ اس پوری صدی میں بے شمار مناظرے ہوئے ایک دوسرے کے خلاف کتابیں لکھی گئیں اور مخالفین کے دلوں میں اعلیٰ حضرت کا انتہائی بغض ہونے کے باوجود بھی کسی کو کسی موقع پر بھی آپ کے نعتیہ اشعار پہ کوئی اعتراض نہ ہوا اور آج سو سال کے بعد اعتراضات پر ہوامینڈ کی کوز کام اللہ۔ کی مثال ہی صادق آسکتی ہے یا پھر عقل ہی اتنی ہے جتنی اس ناقد کی تھی جس پر علامہ اقبال کا شعر برائے تشریح پیش کیا گیا۔

؎ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے   خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

تو اس نے مندرجہ ذیل تشریح کر کے سب کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ ''اپنے آپ کو (خودی) اتنا بلندی پہ لے جا کہ تو تقدیر سے بھی اوپر چلا جائے، وہاں جا کر جب تجھے سردی لگے گی تو خدا خود ہی پوچھ لے گا کہ تیری رضائی کہاں ہے (تیری رضا کیا ہے کو تیری رضائی کہاں ہے بنا دیا)

؎ گل گئے گلشن گئے جنگل دھتورے رہ گئے   عقل والے چل دیے اب بے شعورے رہ گئے

اعلیٰ حضرت کا کلام کوئی معمولی کلام نہیں ہے کہ ہر ایرہ غیرہ نتھو خیرا اس کو سمجھنے کا مدعی بن بیٹھے بلکہ کلام الامام ہے جس پر اپنے ہی نہیں بیگانے بھی وجد کرتے ہیں اور جس پر علامہ اقبال، حفیظ جالندھری، محسن کاکوروی اور اکبر وارثی جیسے یگانہ روزگار لوگ جھوم جھوم کر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، جس بے چارے کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ وہ اعلیٰ حضرت کا حضرت عثمان غنی کی شان میں کہا ہوا شعر قادیانیوں کے بارے میں سمجھ رہا ہے (جیسے مصنف دھماکہ) وہ اعلیٰ حضرت کے کلام کو خاک سمجھے گا، اس طرح کے کسی مولوی کے بارے میں کسی نے کیا خوب کہا۔

؎ مولوی! یہ مولوی ہیں بات کے　　　درحقیقت بیل ہیں گجرات کے

لہٰذا شعر نمبرا کے بارے میں یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت نے حضور علیہ السلام کو خدا کہہ دیا ہے۔اس سے معترضین کی علمی قابلیت، دینی خیانت، بغض اعلیٰ حضرت اوران کا نام نہاد تقویٰ وخلوص وللّٰہیت کے دعوے، سب کچھ طشت ازبام ہوگیا جب یہ علم وحکمت کے لحاظ سے اپاہج بیچارے اعلیٰ حضرت کا ایک عام سا مصرعہ نہیں سمجھ سکتے تو ان کے لطیف ودقیق اشعار کس طرح سمجھ پائیں گے۔ سچ کہا کسی نے۔خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے۔

حدائق بخشش کے بعض نسخوں میں ایک شعر اس نعت میں دوسرے نمبر پر یہ بھی ہے اور اس کا مصرعہ ثانیہ بڑا مشہور بھی ہے، لیکن میرے پیش نظر جو نسخہ ہے اس میں چونکہ نہیں ہے لہٰذا میں نے نمرنگ میں اس کو شامل نہیں کیا لیکن شرح میں درج کررہا ہوں۔ اگرچہ اس کے مصرعہ اولیٰ میں اضطراب ہے (کمالا یخفیٰ)

؎ نہیں ہے وہ میٹھی نگاہ، خدا کی رحمت ہے جلوہ فرما
غضب سے ان کے خدا بچائے جلال باری عتاب میں ہے

(مفہوم واضح ہے)

(۲) عشق رسول اور فراق وہجر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ میں دل کے جلنے کی جو ہلکی ہلکی بو آرہی ہے یہ میرے آقا کی مبارک آنکھوں کے عشق کی سوزش سے پیدا ہوتی ہے اور اس دل کے عشق رسول میں کباب ہونے میں جو لذت ہے بھلا وہ ہرن کے کبابوں میں کہاں ہوسکتی ہے۔

اگر تفصیل میں جانا ہو تو بلال حبشی، صہیب رومی، سلمان فارسی، حضرت خبیب وخباب، حضرت سمیہ وجناب اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کی مبارک زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ بتاؤ اے اللہ کے محبوب کی محبت وعشق میں طرح طرح کی اذیتیں برداشت کرنے والو!

؎ حب نبی میں زندگی کیسے گزرگئی

(۳) میرے آقا (کے مبارک پسینے) کی خوشبو ہی چنبیلی کے پھول کا سرمایہ ہے اور باغات حضور ہی کے جلوے سے "باغ باغ" ہیں گلشن (ہستی) انہی کی خوشبو سے مہک رہا ہے اور گلاب کے پھول کا حسن بھی انہی کا مرہون منت ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) سبحان اللہ!

؎ تصور میں تیرے ہر شے پہ یوں نظریں جماتا ہوں　　نہ جانے کونسی شے میں تیرا دیدار ہوجائے
فنا اتنا تو ہو جاؤں میں تیری ذات عالی میں　　جو مجھ کو دیکھ لے اس کو تیرا دیدار ہوجائے

(۴) اے میرے مدینے کے چاند آقا! زندگی وموت کا کمزور سا چاند آپ ہی کے زیر سایہ تو طلوع ہو رہا ہے (آپ ہی کی نگاہ رحمت سے پتھروں کو بھی زندگی نصیب ہورہی ہے اور درخت بھی رواں دواں ہیں، کافر آپ کا انکار کرکے اموات غیر احیاء بن گئے اور شہداء آپ کے فیض سے بل احیاء ولکن لا تشعرون ہوگئے) اہل ایمان کی جان اور روح بھی آپ کے پاؤں کے نیچے ہے اور دشمنوں کی موت بھی آپ کے قبضہ واختیار میں ہے۔

فرش پر بھی ہوا ذکر صل علیٰ عرش پر بھی ہوا چرچا سرکار کا
ہر طرف سج گئی محفل مصطفیٰ ہر طرف یا نبی یا نبی ہوگئی　　(نیازی)

(۵) اس دنیا کے سیاہ لباس والے (انسان) ہوں یا عالم بالا کے سبز رنگ کا لباس پہننے والے (فرشتے) ہوں، سب کے سب حضور انور واکرم علیہ السلام کی رحمت کے پیاسے ہیں اور سب کو فیض آپ ہی کی بارگاہ سے ملتا ہے۔

~ خوشی مل گئی ہے محمد کے صدقے　　میری زندگی ہے محمد کے صدقے

میری عمر ساری یہیں اب کٹے گی　　گذارہ ہے میرا محمد کے صدقے

(۶) آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے لبہائے مبارک بھی کیسی عجیب شان رکھتے ہیں، گلاب کی پنکھڑیوں سے بھی زیادہ نرم ونازک اور جب آپ ان لبوں کو حرکت دیتے ہیں تو (قرآن وحدیث کے) ہزاروں پھول ان سے برآمد ہوتے ہیں، باغ میں پھول تو اے بلبل تو نے بہت دیکھے ہوں گے لیکن ذرا ادھر بھی دیکھ! تجھے عجیب نظارہ دکھائی دے گا کہ سارا گلشن ہی ہمارے پھول آقا علیہ السلام میں سمایا ہوا ہے۔

ایسے مبارک اشعار ایسے شاعر کے ہی ہو سکتے ہیں جو ہر وقت تصور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گم رہے اور عشق رسول علیہ السلام کے سمندر میں غوطہ زن رہے اور وہ ہمارے امام احمد رضا ہیں جو یقیناً ایسے ہی ہیں کہ جن کی زندگی کا ہر لمحہ خیال مصطفیٰ سے پرنور رہتا تھا اور جن کا دل ہر وقت عشق مصطفیٰ سے مسرور رہتا، ایسے ہی لوگوں کی بارگاہ مصطفیٰ میں قربت کو دیکھ کسی نے ان کے بابرکت عقیدے کو یوں بیان کیا ہے۔

~ کیسے کہہ دوں وہ حاضر نہیں ہیں　　کیسے مانوں وہ ناظر نہیں ہیں

اس سے بڑھ کر ثبوت اور کیا ہو　　وہ تصور میں آئے ہوئے ہیں

(۷) اے میرے پیارے آقا! میری جان جو آپ کے نورانی جلوے کی تمنا میں جل چکی ہے اس کو ایک بار اپنے لبہائے مبارک کا دیدار عطا ہو۔ جن ہونٹوں سے جب آپ کلام فرماتے ہیں تو آب حیات کی لذت نصیب ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ غلام فرید نے سرکار مدینہ علیہ السلام کی بارگاہ میں یہی درخواست یوں پیش کی۔

~ ہِک واری لنگھ آتو ساڈی جاتے　　زاریاں کریاں سکاں لہاتے

ایہو سوال فرید دامن گھن　　جند جان کڈھ گھن لٹ مال، دھن گھن

مویاں دیاں خبراں آپ ای چل گھن　　دل ٹھار لیساں مٹھا ہیں ادا تے

(۸) اے میرے کریم آقا! میں قبر کی اندھیری کوٹھری میں داخل ہو چکا ہوں، قبر کے فرشتے میرے سر پہ کھڑے ہوئے ہیں، آپ کے سوا کوئی حامی کار اور مددگار نظر نہیں آتا، سخت مشکل میں ہوں تشریف لا کر قبر کو منور بھی فرمائیں اور اپنے گناہ گار کو بتائیں کہ ان کو کیا جواب دینا ہے۔

~ نظر کرم بس آپ کی سرکار چاہیے　　ہر رات مجھ کو آپ کا دیدار چاہیے

مرنے کے بعد دفن مدینے میں ہو سکوں　　دو گز زمیں مجھے میری سرکار چاہیے

میں اپنی ساری زیست وہیں پر گزار دوں　　مجھ کو حضور آپ کا دربار چاہیے

(ریاض مدینہ)

(۹) اے میرے پیارے آقا! اللہ تعالیٰ آج پوری طرح اپنی شان قہاری و جباری کا اظہار فرما رہا ہے اور اس کے سامنے میرے گناہوں کے رجسٹر کھلے ہوئے ہیں، کسی نبی کو بھی مجال نہیں کہ کچھ عرض کر سکے، بس میری نگاہیں آپ کو ہی ڈھونڈ رہی ہیں۔ اے میدان محشر میں گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والے آقا! تشریف لائیں اور اپنے غلام کو نار جہنم سے بچائیں۔

ے کبھی تیرے غم میں رونا کبھی ہجر میں تڑپنا یونہی میری رات گذری اسی طرح دن گذارا

(مولانا محمد ارشد پناہوی)

کچھ عقل کے اندھوں کو اعلیٰ حضرت کا یہ انداز بھی پسند نہیں، میں نے ایک کتاب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اس شعر پہ ایک سرخی لگی ہوئی دیکھی کہ "احمد رضا عذاب میں" ارے عقل کے اندھو! اور عشق مصطفیٰ کی لذت سے خالی "بھانڈو" اور بزعم خویش خدا کے بندو! تمہیں میں اس کے سوا اور کیا کہوں۔

ے زاہدا! اچھی نہیں ہے عاشقوں سے چھیڑ چھاڑ میرا مسلک اور ہے تیرا عقیدہ اور ہے

(۱۰) ہمیں اللہ کریم نے ایسا کریم (کرم کرنے والا، سخی، داتا) نبی عطا فرمایا ہے کہ جس کے ہاتھ دینے کے لیے ہر وقت کھلے ہوئے ہیں اور اس کے خزانے بھرے ہوئے ہیں (اوتیت مفاتیح خزائن الارض) پھر ذرا بتاؤ تو اے منگتو! تمہارا دل کیوں دھڑک رہا ہے اور یہ سوچ رہا ہے کہ پتہ نہیں ملے کہ نہ ملے۔ اعلیٰ حضرت ایک مقام پہ فرماتے ہیں۔

ے مجرم بلائے آئے ہیں جاءوک ہے گواہ پھر رد ہو کیا یہ شان کریموں کے در کی ہے

اس کی تشریح اسی کے مقام پہ آئے گی اور انشاء اللہ پڑھ کر وجد آئے گا۔

(۱۱) اے میرے رحمت والے آقا! گناہوں کی سیاہی نے ہمیں گھیر رکھا ہے اور کالی گھٹاؤں نے ہمارا محاصرہ کر لیا ہے اے اللہ تعالیٰ کے نبیوں کے سردار اور آفتاب نبوت مدنی آقا! مہربانی فرمایئے! اور اس ناچیز ذرے کو جو سخت طوفانی آندھیوں کے تھپیڑوں کی وجہ سے جنگل میں تنہا کبھی ادھر گرتا ہے کبھی اُدھر، اس کو اپنے نور کی شعاعوں سے ماہتاب بنا دیجئے۔ کیونکہ آپ تو وہ ہیں کہ۔

ے قطرے کو سمندر کرتے ہیں ذرے کو ستارا کرتے ہیں
کونین کو خم آجاتا ہے جب زلف سنوارا کرتے ہیں

(۱۲) اے میرے کریم آقا! آپ کو اپنے ہی کرم کا صدقہ اس کمینے اور بے قدرے سے انسان (احمد رضا) کا حساب لیکر مزید اس کی "مٹی پلید نہ کیجئے" اور ذلیل و شرمسار نہ کیجئے۔ یہ احمد رضا بے چارہ اس قابل ہی نہیں کہ اس سے حساب لیا جائے۔

سبحان اللہ! اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی بارگاہ میں کیا عاجزی اور کسر نفسی ہے، جو اپنے آپ کو جتنا بھی مسکین و عاجز بنا کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے اس کو اتنی ہی زیادہ امت کی سرداری عطا کر دی جاتی ہے۔ امام احمد رضا کے ڈنکے شرق و غرب میں آج اسی وجہ سے بج رہے ہیں اور ان کے مخالفین کی حالت یہ ہے کہ۔ پھرتے ہیں میر اور کوئی پوچھتا نہیں۔

اعلیٰ حضرت کی شان اقدس میں ایک منقبت پڑھیے اور اپنے دور ماضی قریب کے اس محسن کی عظمت پہ قربان ہو جایئے۔ جن کی جلائی ہوئی عشق مصطفیٰ کی شمع انشاء اللہ قیامت کے بعد تک بھی روشنی دیتی رہے گی۔

مد نظر تھی احمد رضا خاں کی منقبت آئی زباں پہ حضرت انساں کی منقبت

حب رسول میں جو فنافی الرسول تھا ہر منقبت ، اس صاحب ایماں کی منقبت
تابندہ چونکہ اس کا سلام و درود تھا تابندہ تر ہے ، مرد مسلماں کی منقبت
تھا اس کا ذوق ، کوثر و تسنیم میں دُھلا اب ہر زباں پہ ذوق فراواں کی منقبت
اس کی زباں پہ ذکر تھا طیبہ کے چاند کا اب عام اس کے ذکر فراواں کی منقبت
نازاں تھا جس پہ عاشق قرآن کا خطاب ہے زر فشاں اُس عاشق قرآں کی منقبت
محسوس ہو رہا ہے ستاروں میں عرش پر لکھی ہوئی ہے احمد رضا خاں کی منقبت
میرے دل و دماغ میں بھی آ گئی بہار نازل ہوئی جو پیکر احساں کی منقبت
خوشبوئے زلف، احمد رضا خاں کو تھی عزیز مجھ کو عزیز ، زلف پریشاں کی منقبت

(حکیم مظفر عزیز)

فیضان رضا ______ جاری رہے گا (انشاءاللہ العزیز)

----***----

نعت شریف نمبر (۶۳)

(۱) اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے
دلِ بیکس کا اُس آفت میں آقا تو ہی والی ہے

(۲) نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گورِ غریباں سے
نبی اُمت کا حامی ہے خدا بندوں کا والی ہے

(۳) اُترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اُجالی ہے

(۴) ارے یہ بھیڑیوں کا بن ہے اور شام آگئی سر پر
کہاں سویا مسافر ہائے کتنا لااُبالی ہے

(۵) اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

(۶) زمیں تپتی، کٹیلی راہ، بھاری بوجھ گھائل پاؤں
مصیبت جھیلنے والے ترا اللہ والی ہے

(۷) نہ چونکا دن ہے ڈھلنے پر تری منزل ہوئی کھوٹی
ارے او جانے والے نیند یہ کب کی نکالی ہے

(۸) رضاؔ منزل تو جیسی ہے وہ اک میں کیا سبھی کو ہے
تم اس کو روتے ہو یہ تو کہو یاں ہاتھ خالی ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* گھٹا- کالے سیاہ بادل * عصیاں- گناہ * بے کس- بے چارہ، عاجز * آفت- مصیبت * صدا- آواز * گورِ غریباں- مسافروں یا فقیروں کا قبرستان (مراد اہلِ محبت ہیں) * والی- آقا * چاندنی- چاند کی روشنی * پاکھ- پندرہ دن کی مہلت * اُجالی- اُجالا سے مونث بمعنی روشنی * بن- جنگل * سر پر- بالکل قریب * لااُبالی- لاپرواہ، غافل * دم گھٹتا ہے- سانس رُکتا ہے * دل اُکتانا- بیزار ہونا * ساعت- گھڑی، لمحہ * کٹیلی راہ- کانٹوں سے بھرا ہوا راستہ * گھائل- زخمی * جھیلنا- برداشت کرنا * چونکنا- خبردار ہونا * ڈھلنا- سورج کا غروب ہونے کے قریب جانا * ارے او- برائے ندا * سبھی کو- تمام لوگوں کو * یاں- یہاں کا مخفف بمعنی اس جگہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ (قبر کی) رات اندھیری ہوگی اور اس پر دوسری مصیبت یہ ہے کہ گناہوں کی کالی سیاہ گھٹا بھی چھائی ہوگی۔ اے میرے پیارے نبی! میرے کمزور اور مجبور و عاجز دل کے (جو اس تصور سے ہی ڈوبا جا رہا ہے) آپ ہی حامی و خیر خواہ ہیں۔

کیونکہ حضور علیہ السلام پر ہماری تکلیف شاق گذرتی ہے، پھر آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کیسے برداشت فرمائیں گے کہ ہم دوزخ کا ایندھن بنیں۔ عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم (التوبہ) اتنے مضبوط سہارے کے باوجود موت اور قبر کو یاد کر کے رونا اور اپنے اوپر خوف کی کیفیت طاری کرنا ایمان کی علامت اور اہل ایمان کا شیوہ نہیں تو اور کیا ہے کیوں کہ الایمان بین الخوف والرجاء۔ ایمان، اللہ سے ڈرنے اور اس کی رحمت کا امیدار ہونے کی درمیانی حالت کا نام ہے۔ بالخصوص وہ لوگ جن کی جوانی ڈھل چکی اور بڑھاپا شروع ہوگیا ہے، اگرچہ موت تو بچے، بوڑھے اور جوان، سب کو بڑی تیزی سے کھائے جارہی ہے تاہم بچے اور جوان کی زندگی کے امکانات بہ نسبت بوڑھے کے زیادہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا اے اپنی زندگی کی زیادہ ساعتیں گذار لینے والے، تیرے لیے کسی نے یوں کہا ہے کہ۔

؎ کر نہ پیری میں تو غفلت اختیار — زندگی کا اب نہیں کچھ اعتبار
حلق پر ہے موت کے خنجر کی دھار — کر بس اب اپنے کو مردوں میں شمار
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے — کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۲) لیکن اے گناہ گار! مایوسی جائز نہیں ذرا غریبوں کے قبرستان کی طرف کان دھر! (کہ ان کو محبوب کی رحمت کا سہارا مل گیا ہے اس لیے) وہاں سے مسلسل یہ صدائے دلنواز آرہی ہے "مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے" کیونکہ۔

؎ میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم — دو کریموں میں گناہ گار کی بن آئی ہے

(۳) اے دنیا کے غافل مسافر! تیری جوانی کا چاند تو غروب ہونے کے قریب جارہا ہے اور روشنی (عالم شباب کا جوبن) دن بدن گھٹتا جارہا ہے کچھ نہ کچھ تو کرلے ورنہ اس کے بعد جو چندھرواڑہ (دور بڑھاپا) آرہا ہے وہ تاریک ہوگا۔ اس میں تو عاجز و مجبور ہو جائے گا۔

؎ چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ہے — یہ تیرا حسن و شباب اے نوجواں کچھ بھی نہیں

(۴) اے او دنیا کے چند روزہ مہمان و مسافر! یہ دنیا تو بھیڑیوں کا جنگل ہے اور رات ہونے والی ہے جبکہ تو ابھی تک بے خبر ہو کر سویا ہوا ہے۔ ہائے افسوس تو کس قدر لاپرواہ اور غافل ہے ایسے غافل مسافر کا جو حشر ہوگا وہ سب کے سامنے ہے۔

؎ غافلو! گر خواب میں یوں سوتے ہی رہو گے — جب نیند سے جاگو گے تو پھر روتے ہی رہو گے

(۵) دنیا کے گھر کی تو تجھے بہت فکر لگی ہوئی ہے کبھی آخرت کے گھر قبر کی بھی کچھ خبر لی ہے؟ جہاں سخت اندھیرا ہوگا، سانس رُک رُک جاتا ہوگا اور دل گھبراتا ہوگا۔ اے اللہ کے بندے اللہ کو یاد کیا کر کیونکہ عنقریب یہ وقت تیرے اوپر بھی آنے ہی والا ہے۔

؎ اور تیری مجذوب حالت اور یہ سن — ہوش میں آ اب نہیں غفلت کے دن
اب تو بس مرنے کے دن ہر وقت گن — کس قدر در پیش ہے منزل کٹھن
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے — کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۶) یاد کر اے غافل مسلمان! اس منظر کو کہ جب زمین تانبے کی طرح تپ رہی ہوگی، راستہ چبھنے والے کانٹوں سے بھرپور ہوگا (مصائب و مشکلات کی طرف اشارہ ہے) گناہوں کا بوجھ تو نے پہلے ہی بہت بھاری کر لیا ہے، جبکہ تیرے پاؤں بھی زخموں سے

چور چور ہیں۔ ہائے او بے چارے غافل مسلمان! ان حالات میں تیرا اللہ ہی مالک ہے۔ خدا تیرے اوپر رحم فرمائے۔

؎ دار فانی کی سجاوٹ پر نہ جا نیکیوں سے اپنا اصلی گھر بنا
پھر وہاں بس چین کی بنسی بجا انہ قد فاز فوزا من نجا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۷) اے دنیا کے مسافر خانے کے چند روزہ مسافر! تو نے ابھی تک سفر کی تیاری نہیں کی حالانکہ منزل تیری بہت دور ہے، سفر لمبا ہے اُٹھ کر چلے گا تو منزل پہ پہنچے گا سفر ہی موجب ظفر ہوتا ہے اگر چہ کہا گیا ہے السفر سقر ولو کان میلا۔ سفر عذاب ہے اگر چہ ایک ہی میل کا ہو۔ ارے چند دن بعد دنیا کو چھوڑ کر جانے والے! تو نے اتنی میٹھی نیند کہاں سے لی ہے کہ بیدار ہونے کا نام ہی نہیں لیتا۔

؎ تو ہے اس عبرت کدہ میں بھی مگن گو ہے یہ دارالمحن بیت الحزن
عقل سے خارج ہے یہ تیرا چلن چھوڑ غفلت عاقبت اندیش بن
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۸) اے احمد رضا (گدائے در خیر الوریٰ) ٹھیک ہے حالات ایسے ہی ہیں جیسے تو اپنے شعروں میں بیان کر رہا ہے لیکن صرف تیرے اکیلے کے لیے ہی تو نہیں بلکہ سب کے لیے یہ سفر تو طوعاً یا کرھاً طے ہو ہی جائے گا اس کا کیا رونا؟ رونا تو یہ ہے کہ ہاتھ بھی خالی ہیں۔ عمل کی پونجی بھی پاس نہیں اس لیے انجام کا بھی خطرہ ہے۔ یا دوسرے مصرعہ کا آخری جملہ سوالیہ ہے یعنی کیوں روتے ہو دیکھو تو تمہارے آقا علیہ السلام کے ہاتھ کوئی خالی ہیں؟ ان میں شفاعت ہے رحمت ہے کرم ہے بخشش ہے الغرض۔ دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں۔

اس نظم میں امام اہل سنت نے اہل سنت کو کیسے راہ اعتدال پہ لانے کی کوشش فرمائی ہے کیونکہ ہم میں سے بعض لوگ ایسے بے عمل ہیں کہ اللہ کی رحمت اور حضور علیہ السلام کی شفاعت کا مطلب انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اعمال صالحہ کی ضرورت ہی نہیں ہے (نعوذ باللہ) جبکہ قرآن مجید میں بیسوں جگہ اُخروی کامیابی کا دارومدار ایمان واعمال صالحہ پر رکھا گیا ہے۔

ان الذین آمنو او عملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن وُدا۔ (طٰہٰ)

ان الذین آمنو وعملوا الصلحت کانت لھم جنت الفردوس نزلا۔ (کہف)

وبشر الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھر (البقرہ)

اور بعض دوسرے صرف اعمال پر ہی سارا زور لگاتے ہیں اور عقیدے کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے حالانکہ اعمال کی قبولیت کا مدار عقیدے کی درستگی پر ہے اسی لیے مذکورہ آیات مبارکہ میں ہر جگہ پہلے امنوا ہے پھر عملوا الصلحت ہے

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے دونوں نعمتوں کو حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے تاکہ ہر دو سعادتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور ہر قسم کی محرومی سے بچا جائے۔ عقیدے کی پختگی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اعمال صالحہ سے بے نیاز ہو جائے بلکہ

درست عقیدے والے کو نیک اعمال بہ نسبت دوسروں کے زیادہ کرنے چاہیں اور نہ ہی رسالت کو ماننے کا یہ مطلب ہے کہ توحید کا نام ہی نہ لیا جائے، اس بارے میں کچھ کوتاہیاں جو ہمارے اندر ہیں علماء کو ان کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے اور لوگوں کے سامنے فکر آخرت، خوف خدا، قبر کے حالات، عبادات و معاملات کے موضوعات بھی بیان کرنے کی سخت ضرورت ہے یہی اعلیٰ حضرت کی تعلیم ہے کہ عقائد مثلاً نور و بشر، حاضر و ناظر علم غیب وغیرہ موضوعات ہو گئے یا ایصال ثواب، انگوٹھے چومنا، ذکر بالجہر، آذان سے پہلے درود و سلام وغیرہ کے موضوعات بھی نہ چھوڑے جائیں کیونکہ یہ ہمارے عقائد اور تشخصات ہیں ان کو بیان کرنا بھی بہت ضروری ہے لیکن توحید باری، سیرت النبی، جیسے پروگراموں کی ہم میں کمی بھی قابل افسوس ہے۔ عالم آخرت، خوف خدا اور قبر کے بارے میں چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کچھ اس کی خبر بھی ہے تجھ کو وہ سوز جہنم کیا ہوگا
جس آگ کا ایندھن انساں ہیں اس آگ کا عالم کیا ہوگا

جب گنگرو گلے کا بولے گا اور سانس کا ڈورا ٹوٹے گا
جب روح نکلے گی رگ رگ سے اس وقت کا عالم کیا ہوگا

یہ جسم گواہی خود دے گا ہر حصہ جسم کا بولے گا
خاموش زباں ہو جائے گی اس وقت کا عالم کیا ہوگا

ایک بار خطا ہو جائے اگر سو بار تو رب سے توبہ کر
اک اشک یہاں کا بہتر ہے واں گریہ پیہم کیا ہوگا

یہ حال ہے عابد دنیا کا دنیا میں کسی کا کوئی نہیں
اس ادھر کا تو یہ عالم ہے تو حشر کا عالم کیا ہوگا

-----***-----

نعت شریف نمبر (۶۴)

(۱) گنہ گاروں کو ہاتف سے نوید خوش مآلی ہے
مبارک ہو شفاعت کے لیے احمد سا والی ہے

(۲) قضا حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے
جو ان کی راہ میں جائے وہ جان اللہ والی ہے

(۳) ترا قدِ مبارک گلبن رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر ترے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

(۴) تمہاری شرم سے شان جلال حق ٹپکتی ہے
خم گردن ہلال آسمان ذوالجلالی ہے

(۵) زہے خودگم جو گم ہونے پہ ڈھونڈے کہ کیا پایا
ارے جب تک کہ پاتا ہے جب ہی تک ہاتھ خالی ہے

(۶) میں اک محتاج بے وقعت گدا تیرے سگ در کا
تری سرکار والا ہے ترا دربار عالی ہے

(۷) تری بخشش پسندی عذر جوئی توبہ خواہی ہے
عموم بیگناہی جرم شان لا اُبالی ہے

(۸) ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر جس کے بلبل ہیں
ترا سرو سہی اس گلبن خوبی کی ڈالی ہے

(۹) رضؔا قسمت ہی کھل جائے جو گیلاں سے خطاب آئے
کہ تو ادنیٰ سگ درگاہ خدام معالی ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* ہاتف۔غیبی آواز * نوید۔خوشخبری * خوش مالی۔اچھا انجام * سا۔جیسا، مثل * قضا۔تقدیر، قسمت * موت۔حکم الٰہی، فیصلہ * (۱) والی۔آقا * (۲) والی۔والا سے مونث * گلبن رحمت۔رحمت کا سرخ عمدہ پھول * ڈالی۔شاخ * بو کر بیج کر * بنا۔بنیاد * شان جلال حق۔اللہ کے جاہ وجلال کی شان * ٹپکتی۔ٹپکنا سے ہے بمعنی قطرہ قطرہ گرنا * خم گردن ہلالی۔پہلی رات کے چاند کی گردن کا بل اور جھکاؤ * ذوالجلالی۔بزرگی والے کی * زہے۔واہ واہ، سبحان اللہ، مبارک ہو * کیا پایا۔کیا حاصل ہوا؟ * بے وقعت۔گھٹیا، بے عزت، کمینہ * گدا۔منگتا، فقیر بے نوا * سگ در۔دروازے پر بیٹھنے والا کتا * والا۔بلند مرتبہ * عالی۔بہت بلند وبالا * بخشش پسندی۔معافی کی پسندیدہ عادت * عذر جوئی۔معذرت قبول کرنے کی شان * توبہ خواہی۔توبہ کا سوال، توبہ کرنے کی عادت * عموم۔عام * جرم۔گناہ۔ * لاابالی۔بے پرواہی * سرو سہی۔شمشاد وصنوبر کا بالکل سیدھا درخت * خوبی۔عمدگی، حسن، اچھی صفت * سگ۔کتا * درگاہ۔بارگاہ، آستانہ عالیہ * خدام۔جمع خادم کی بمعنی نوکر، خدمت گار * معالی۔جمع معلیٰ کی، مصدر میمی (وہ مصدر جس کے پہلے میم ہو) بمعنی بلندی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گنہ گاروں کو ہاتف غیب (غیبی فرشتے) نے یہ نوید مسرت اور خوشخبری سنادی ہے کہ اے حضور علیہ السلام کی امت کے گنہ گارو! تمہارا کام بن گیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارا اچھا انجام لکھ دیا ہے، تمہیں مبارک ہو کہ تمہاری شفاعت کرنے کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ذات نے کمر کس لی ہے۔ بس ابھی فیصلہ ہوگا اور تم اپنے پیارے رسول کے ساتھ جنت کے باغات میں ہوگے۔ اللہ نے فرمادیا ہے ولسوف یعطیك ربك فترضی کہ اے محبوب تیرا رب تجھے ضرور راضی فرمائے گا اور حضور علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کردیا ہے کہ اے اللہ! اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا تو میں راضی نہیں ہوں گا۔ امت کی یاد میں حضور ﷺ کا رونا قبول ہوگیا ہے اور اللہ نے حضور کی مرضی کے مطابق ہی فیصلہ کردیا ہے اور اب تمہیں جنت مل رہی ہے لیکن تمہارے اعمال کے سبب نہیں بلکہ حضور کی شفاعت کی وجہ سے۔

دو عالم کے مشکل کشا بن گئے میری کشتی کے ناخدا بن گئے
اس کریمی کے قربان صل علیٰ کیا وسیلہ ملا مجھ کو منجدھار میں (سکندر لکھنوی)

(۲) موت تو برحق ہے مگر واہ رے نصیب اس کے جو اللہ کے شوق اور حضور کی محبت میں جان دے رہا ہے ایسوں پر تو اللہ کا خاص کرم ہے اور یہ جان جو راہ حق میں دی جارہی ہے یہ یقیناً اللہ والی جان ہے چاہیے وہ جہاد اصغر (میدان جنگ) میں اللہ کے لیے لڑتے ہوئے جائے یا جہاد اکبر (تیاری جہاد یا جہاد بالنفس) میں قربان ہوجائے (رجعنا من الجھاد الا صغر الی الجھاد الاکبر۔ حدیث) سب کے لیے وعدۂ الٰہی ہے والذین جاھدو افینا لنھد ینھم سبلنا (القرآن) جنہوں نے ہمارے لیے محنت کی ہم ان کو سیدھی راہ پہ لے جائیں گے (سیدھے جنت میں جائیں گے) یہ نعمتیں بھی اہل ایمان کو حضور علیہ السلام کے وسیلے سے ملتی ہیں کیونکہ آپ کا کلمہ پڑھنے اور آپ کا دین قبول کرنے ہی کی برکت سے ملتی ہیں ورنہ کافر بھی تو اسی میدان میں مارا جاتا ہے لیکن وہ مردار اور جہنمی ہوتا ہے کیونکہ اس نے حضور علیہ السلام کا دین و کلمہ قبول نہیں کیا۔

؎ محبوب کبریا کا در پاک چھوڑ کر اللہ تک کسی کی رسائی ہو کس طرح
جب تک دکھائے راہ نہ سیرت حضور کی بھٹکے ہوؤں کی راہنمائی ہو کس طرح

رحمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

(۳) اے میرے پیارے نبی! آپ کا قد انور سبحان اللہ! رحمت کے سرخ گلاب کی شاخ ہے، جس کو اللہ نے کچھ ایسے پیار سے سینچا اور اپنی رحمت کا پانی دیا کہ آپ کے وجود باجود کو رحمت کی بنیاد بنادیا۔ اور فرمایا وما ارسلنك الا رحمة للعالمین۔ دنیا میں ہر رحمت ہر کسی کے لیے نہیں مگر اے میرے محبوب تو ہر کسی کے لیے رحمت ہے۔ جس کا میں خالق و رب ہوں اس کے لیے تو رحمت ہے، کوئی شئے میری ربوبیت سے باہر نہیں اور کوئی چیز تیری رحمت سے باہر نہیں۔ اور بندوں کو فرمادیا کہ لا تقنطو امن رحمة اللہ۔ اللہ کی رحمت (محمد کریم علیہ السلام) سے مایوس نہ ہوجانا۔ اور رحمت کا حال کیا ہے۔

؎ رحمت میرے حضور دی واجاں پئی ماردی آجا گناہ گارا میں تینوں بچا لواں

خیال فرماؤ! پانی رحمت ہے لیکن اس وقت تک کہ جب تک حد اعتدال پہ رہے اور ضرورت کے مطابق ملتا رہے لیکن اگر

سیلاب کی شکل اختیار کر جائے اور آبادیوں کو بہا کر لے جائے تو یہی رحمت زحمت ہے۔

ہوا، اللہ کی رحمت ہے کہ چند منٹ اگر نہ ملے تو ہر ذی روح اور متنفس جان سے ہاتھ دھو بیٹھے لیکن اگر یہی ہوا طوفان اور آندھی کی شکل اختیار کر جائے تو یہ رحمت زحمت بن جائے۔

آگ، رحمت ہے کہ اس سے ہم ہزاروں کام لیتے ہیں لیکن یہی آگ اگر کسی مکان کو لگ جائے یا جہنم میں بھی تو آگ ہے مگر زحمت ہے۔ الغرض! ہر رحمت کبھی رحمت ہے، کبھی زحمت لیکن ہمارے آقا ایسی رحمت ہیں کہ جن میں زحمت کا پہلو پایا ہی نہیں جاتا۔ جب بڑے بڑوں کے حوصلے جواب دے جاتے ہیں تو حضور علیہ السلام ایسے وقت میں بھی (پہاڑوں کے فرشتے کی اس پیش کش کے باوجود بھی کہ آقا اگر آپ حکم دیں تو میں طائف والوں پر پہاڑ گرا کر ان کو نیست و نابود کر دوں اور آپ پر ہونے والے ظلم کا بدلہ لے لوں) فرماتے ہیں **بعثت رحمة لا لعانا** ۔ اے فرشتے تیری خیر خواہی کا شکریہ لیکن مجھے تو اللہ نے رحمت بنا کر بھیجا ہے زحمت بنا کر نہیں بھیجا (بخاری شریف)

۔ خادموں کو آپ کے پیغام **لَا تَحْزَنْ** ملا　　　آپ کے بندوں نے پایا مژدہ **لَا تَقْنَطُوْا**
آپ کے لطف وعطا سے ہیں دو عالم مستفید　　　آپ کا ابر کرم چھایا ہوا ہے چار سو

اور آپ کی رحمت کا ایک پہلو یہ بھی یاد رکھیئے اور اس احسان کے بدلے آپ کی ذات بابرکات پر کثرت سے درود وسلام پیش کرتے رہیے کہ حضور علیہ السلام تو عالمین کے لیے رحمت ہیں اور عالم ماسوی اللہ کو کہا جاتا ہے (تفسیر کبیر) تو حضور فرشتوں کے لیے بھی رحمت، انسانوں کے لیے بھی رحمت، زمین و آسمان اور عرش و فرش والوں کے لیے رحمت ہیں مگر حضور علیہ السلام کو معلوم تھا کہ فرشتے تو گناہ کر ہی نہیں سکتے اور انسان گناہ کے بغیر رہ نہیں سکتے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں میں رہنے کی بجائے اپنے گناہ گاروں میں رہنا پسند فرمایا۔

۔ وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے　　　یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

جبریل امین کا رحمت مصطفوی سے حصہ:

ایک بار آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا، اے جبریل! تو بھی تو عالمین میں شامل ہے، میری رحمت سے تجھے کیا حصہ ملا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا! حضور! آپ کی آمد تک میں اپنے انجام کے بارے میں فکر مند تھا لیکن آپ تشریف لائے تو میری یہ فکر ختم ہوگئی اور میرے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر مجھے امن دے دیا **ذی قوة عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین** ۔ (سورۃ التکویر) (روح البیان زیر آیت و ما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین)

۔ عرب کے واسطے رحمت عجم کے واسطے رحمت　　　وہ آیا لیکن رحمۃ للعالمین ہو کر

(عبد الستار نیازی)

(۴) حضور علیہ السلام کا شرم وحیا جس کی قرآن نے شہادت دی **فیستحی منکم** میرا محبوب تم سے حیاء فرماتا ہے (الاحزاب)
اعلیٰ حضرت اس کی بلندیوں کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ "اے میرے آقا! آپ کے شرم وحیا سے جلال خدا کی شان ٹپک رہی ہے اور آپ کی گردن معلّی کے (شرم وحیا اور عزت و وقار مگر عاجزی اور انکساری کے ساتھ) جھکاؤ سے یوں لگتا ہے۔ کہ جلال والے رب

کے آسمان پر پہلی رات کا چاند چمک رہا ہے (جو کہ باریک اور خمدار ہوتا ہے) سرکار علیہ السلام کی ذات بابرکات سے محبت کرنے کے ڈھنگ سیکھنے ہوں تو اعلیٰ حضرت جیسے عاشق رسول علیہ السلام سے ہی سیکھے جا سکتے ہیں۔

دین کیا ہے؟ تیری الفت کے سوا — دین کا بس اِک یہی معیار ہے
تو نظر پھیرے تو طوفاں زندگی — تو نظر کردے تو بیڑا پار ہے

(شب چراغ)

(۵) بڑا ہی بابرکت ہے وہ امتی جو اپنے آقا علیہ السلام کی محبت میں فنا ہو گیا لیکن وہ کہ جو فنا ہونے کے بعد یہ نہ سوچے کہ مجھے اس فنائیت نے کیا دیا ہے کیونکہ فنافی الرسول ہو جانا ہی کیا کم نعمت ہے کہ کسی اور نعمت کے حصول کی تمنا کی جائے، اگر اس دولت کے ملنے پر بھی اپنا دامن خالی سمجھے گا تو وہ یہ سمجھے کہ واقعی اس نے (ناشکری کر کے) کچھ نہیں پایا اور اس کا ہاتھ ابھی تک خالی ہے کیونکہ اس میدان میں "ہونا" "نہ ہونا ہے اور "نہ ہونا" "عین ہونا ہے۔ کسی کا کتنا اچھا مصرعہ ہے۔

ڈبویا مجھ کو "ہونے" نے میں "نہ ہوتا" تو کیا ہوتا

مولانا روم علیہ الرحمتہ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ اللہ کے محبوب علیہ السلام کی بارگاہ (فنائیت کی حالت) میں حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا! کون ہے؟ عرض کیا! عائشہ ہوں۔ فرمایا کون عائشہ؟ عرض گذار ہوئیں ابوبکر صدیق کی بیٹی۔ فرمایا! کون ابوبکر؟ بولیں یار غار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا کون محمد؟ حضرت عائشہ سمجھ گئیں کہ یہ وہی وقت ہے جس کے بارے میں آپ نے خود ہی فرمایا ہے۔

لی مع اللّٰہ وقت لا یسعنی فیه ملك مقرب ولا نبی مرسل ۔ میرے اور اللہ کے درمیان ایک ایسا وقت آتا ہے کہ نہ اس میں کوئی مقرب فرشتہ حائل ہو سکتا ہے اور نہ کوئی نبی رسول۔ (گلستان سعدی) اس مقام فنائیت کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے فکر حضور کا مرتبہ "**فنا فی اللّٰہ**" کے زمرے میں آتا ہے اور شعر مذکور میں فنا "**فی الرسول**" کی بات ہو رہی ہے۔

جو عشق مصطفیٰ میں گرفتار ہو گیا — آزادیٔ حیات کا حق دار ہو گیا
روشن ہوئیں جو عشق محمد کی مشعلیں — ظلمت کدہ بھی مطلع انوار ہو گیا

(ممتاز راشد)

(۶) اے میرے پیارے آقا! مجھے اپنے دربار عالی کے کتوں کا گدا سمجھ کر ہی قبول کر لیجئے۔ اللہ آپ کا دربار معلیٰ سلامت رکھے اور آپ کی عظیم درگاہ کی خیر ہو۔

سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت کی گلی کے کتوں کے بھی پاؤں چومنے کو جی چاہتا ہے کیسی نیاز مندی ہے، دراصل مانگنے کا یہ بھی ایک انداز ہے کہ اپنے آپ کو لاشئی کے مقام پر لایا جائے تو جس سے مانگنا ہے اس سے بظاہر مانگا تو کچھ نہ جائے مگر اس کی تعریف کی جائے جیسا کہ ہمارے ہاں بھکاری کرتے ہیں، اللہ آپ کے بچوں کو تندرستی دے، اللہ آپ کو حج کرائے، خدا دونوں جہان میں آپ کو عزت دے وغیرہ وغیرہ اور درحقیقت یہ انداز مانگنے سے زیادہ پراثر ہوتا ہے اس لیے اس شعر میں اعلیٰ حضرت نے یہی انداز

اپنایا ہے کہ۔ تری سرکار والا ہے تیرا دربار عالی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے برادر خورد حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ذوق نعت میں ایک جگہ سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

؎ کس کے دامن میں چھپے کس کے قدم پر لوٹے ۔۔۔ تیرا سگ جائے کہاں چھوڑ کے ٹکڑا تیرا
کیوں نہ ہو ناز مجھے اپنے مقدر پہ کہ ہوں ۔۔۔ سگ ترا ، بندہ ترا ، مانگنے والا تیرا

(۷) اے میرے رحیم وکریم آقا! آپ کی عادت مبارکہ ہے کہ آپ معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں (فاعف عنهم واستغفر لهم) معذرت قبول کرتے ہیں اور گناہ گاروں کی توبہ کو قبولیت تک پہچانے میں دلچسپی لیتے ہیں اسی لیے تو آپ کا گناہ گار اُمتی بے شمار گناہوں کے باوجود بھی اپنے آپ کو مطمئن اور محفوظ سمجھ رہا ہے اور لا پرواہی کی شان سے کہہ رہا ہے کہ۔

؎ میں غلام غلامانِ احمد میں سگ آستانِ محمد ﷺ ۔۔۔ قابل فخر ہے موت میری قابل رشک ہے میرا جینا

(سکندر لکھنوی)

(۸) اے میرے پیارے آقا! آپ کا سرو جیسا قد انور اس باغ قدس کے سرخ گلاب کی حسین وجمیل ٹہنی ہے جس میں ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین جیسی بلبلیں چہک رہی ہیں اور باغ آپ کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔

؎ پھولوں سے باغ مہکے شاخوں پہ مرغ چہکے ۔۔۔ عید بہار آئی صبح شب ولادت
محروم رہ نہ جائیں دن رات برکتوں سے ۔۔۔ اس واسطے وہ آیا صبح شب ولادت

(ذوق نعت از حسن رضا خاں بریلوی:۴۷)

(۹) اے (گدائے درِ مصطفیٰ و درِ غوث الورئ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ) احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) تیری قسمت تو اس لمحے بدلے گی جب محبوب سبحانی، قطب ربانی، قندیل نورانی شہباز لامکانی، شیر یزدانی، پیرانِ پیر، دستگیر، سیدنا غوث اعظم میراں محی الدین جیلانی الحسنی والحسینی کے دیس سے ٹھنڈی ہوا چلے اور اس میں تیرے لیے غوث پاک کی بارگاہ سے یہ لقب اور خطاب ہو کہ ”ہاں اے احمد رضا واقعی تو ہمارے دربار معلیٰ کے خادموں کا کتا ہے۔ (سبحان اللہ)

اعلیٰ حضرت کی انہی عقیدتوں کی وجہ سے سیدنا غوث اعظم نے آپ کو پاک وہند میں اپنا نائب قرار دیا جیسا کہ متعدد واقعات میں ہے ان میں سے ایک شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ کا خواب بھی ہے کہ غوث پاک نے فرمایا ! احمد رضا بریلوی ہندوستان میں میرے نائب ہیں۔ اس خواب کو میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے خود بریلی جا کر اعلیٰ حضرت کے سامنے بیان کیا اور فرمایا! میں نے دیکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت وہی بولتے اور لکھتے ہیں جو سرکار علیہ السلام فرماتے ہیں بعینہ اسی طرح خواب کا محدث علی پوری حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آیا جس کی وجہ سے آپ فرماتے ہیں میرے دل میں اعلیٰ حضرت کی قدر اور زیادہ ہوگئی۔ (دیکھئے کتاب الشاہ احمد رضا ص ۱۱۰ از مفتی غلام سرور قادری)

نذرانہ غوث کا:

ہر قادری کی جان ہے نذرانہ غوث کا ۔۔۔ جلتا ہے شمع غوث پہ پروانہ غوث کا

قبلہ[1] ہے سارے ولیوں کا کاشانہ غوث کا
ہر اِک زبان پر ہے افسانہ غوث کا

آٹھوں پہر کھلا رہے میخانہ غوث کا
ملتا ہے خوش نصیب کو پیمانہ غوث کا

بیٹھو اَدب سے دوستو محفل میں غوث کی
ممکن ہے بزمِ غوث میں آجانا غوث کا

ظاہر ہے فَاذْكُرُوْنِیْ سے نکتہ یہ صاف صاف
ہوتا ہے عُرس عرش پہ روزانہ غوث کا

ولیوں میں شان اعلیٰ سے ہے اعلیٰ غوث کی
سچ ہے فحُكْمِي نافِذٌ فرمانا غوث کا

دونوں جہاں پہ شاہی ہے پیرانِ پیر کی
بغداد میں دربار ہے شاہانہ غوث کا

دیوانگانِ غوث کی عظمت نہ پوچھیئے
ہشیاری ہوشیار ہے دیوانہ غوث کا

ہر اِک ولی کا سال میں ہوتا ہے ایک عرس
ہر گیارھویں پہ عرس ہے ماہانہ غوث کا

حضرت ضیاء الدین مدنی قادری کا گھر
طیبہ میں یہ بھی ہے درِ جانا نہ غوث کا

لکھتا ہے شانِ غوث میں اشعار رات دن
قائد شرقپوری تو ہے مستانہ غوث کا

[1] قبلہ بمعنی مرکز توجہ



نعت شریف نمبر (۶۵)

(۱) سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

(۲) آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

(۳) یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا
ہائے مسافر دم میں نہ آنا مت کیسی متوالی ہے

(۴) سونا پاس ہے، سونا بن ہے، سونا زہر ہے اُٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

(۵) آنکھیں ملنا جھنجھلا پڑنا لاکھوں جمائی انگڑائی
نام پر اٹھنے کے لڑتا ہے اُٹھنا بھی کچھ گالی ہے

(۶) جگنو چمکے پتہ کھڑکے مجھ تنہا کا دل دھڑکے
ڈر سمجھالے کوئی پَون ہے یا اگیا بیتالی ہے

(۷) بادل گرجے بجلی تڑپے دھک سے کلیجہ ہو جائے
بن میں گھٹا کی بھیانک صورت کیسی کالی کالی ہے

(۸) پاؤں اُٹھا اور ٹھوکر کھائی کچھ سنبھلا پھر اوندھے منہ
مینہ نے پھسلن کر دی ہے اور دھڑ تک کھائی نالی ہے

(۹) ساتھی کہہ کے پکاروں ساتھی ہو تو جواب آئے
پھر جھنجھلا کر سر دے پٹکوں چل رے مولیٰ والی ہے

(۱۰) پھر پھر کر ہر جانب دیکھوں کوئی آس نہ پاس کہیں
ہاں اک ٹوٹی آس نے ہارے جی سے رفاقت پالی ہے

(۱۱) تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو
دیکھو مجھ بے کس پر سب نے کیسی آفت ڈالی ہے

(۱۲) دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

(۱۳) شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کُش
اس مردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے

(۱۴) وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

(۱۵) مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضاؔ سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

★ سُونا — ویران و برباد ★ چھائی — چھانا سے ہے بمعنی پھیل جانا، گھیر لینا، ڈھانپ لینا ★ کاجل — سرمہ (سخت کالی سرمی) ★ بلا کے — غضب کے، ماہر ★ تاکی — تاکنا سے ہے یعنی تیری گٹھری پہ چوروں کی نظر ہے ★ ٹھگ — دھوکے باز، فراڈیا

* دم میں نہ آیا- دھوکہ نہ کھانا * مت- سمجھ * متوالی- مست * (۱) سونا- مشہور دھات، چاندی کے ساتھ بولا جانے والا (سونا چاندی) * (۲) سونا- ویران * بن- جنگل * (۳) سونا- نیند کرنا، سو جانا * جھنجھلانا- غصہ کرنا * جمائی، انگڑائی، سستی کی علامت * اُٹھنا- بیدار ہونا * جگنو- اندھیرے میں چمکنے والا کیڑا (کرم شب تاب) * کھڑکنا- آواز نکالنا * تنہا- اکیلا * ڈھرکنا- بے چین و پریشان ہونا * پَون- خبیث روح، موکل * اگیا بیتالی- بھوت پریت، بیابانی، ایک آتش گیر مادہ جو فاسفورس سے مرکب ہوتا ہے عموماً قبرستانوں میں چراغ کی طرح روشنی دیتا ہے * دھک سے- اچانک ڈر کی وجہ سے دل کی دھڑکن کا تیز ہو جانا * بھیانک- خوفناک، ڈراؤنی * اوندھے منہ- منہ کے بل، اُلٹے مونہہ (گرنا) * مینہ- بارش * دھڑ تک- کمر تک یعنی نیچے والا آدھا جسم * کھائی- گڑھا * نالی- موری، سوراخ * پکاروں- بلاؤں، آواز دوں * جھنجھلا کر- غصے میں آکر * سر دے پٹکوں- سر زمین پہ ماروں * چل رے- چلو خیر ہے * مولیٰ والی- اللہ راکھا * آس- امید * پاس- قریب * ھارے جی- مجبور دل * رفاقت- دوستی * عجم- عرب کے علاوہ سارا جہان عجم ہے * بے کس- عاجز، مجبور * آفت- مصیبت * دس- زہر * گانٹھ- گٹھڑی * حرافہ- مکار، فریبی * بھولی بھالی- سیدھی سادھی * ڈائن- جادوگر عورت، بد صورت * شوہر کش- خاوند کو قتل کرنے والی * مردار- بے جان، بغیر ذبح کیے مرجانے والا جانور * للچانا- لالچ و طمع کرنا، کسی شئے کو دیکھ منہ میں پانی آجانا * دیکھی بھالی- آزمودہ * نہایت- انتہائی، بہت ہی * مفلس- کنگال، غریب * مول چکائیں- قیمت لگائیں * عفو وکرم- معافی و بخشش * ڈگری- فیصلہ، سند * اقبالی- اقراری (اقبال جرم کرنے والا)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) اے لوگو! (دنیا کا) جنگل ویران و بے آباد ہے جبکہ رات بھی اندھیری ہے اور اوپر سے کالی گھٹا بھی چھا چکی ہے، خبر دار ایسی حالت میں تو نیند آتی ہی نہیں، اگر سوئے ہوئے بھی ہو تو بیدار ہو جاؤ کیوں کہ یہاں حفاظت کرنے والے خود لٹیرے ہیں۔ یعنی اپنے دین و ایمان کے مال و اسباب کو نفس و شیطان کی ڈاکہ زنی سے محفوظ رکھو باقی رہے خود نفس و شیطان جو ہر انسان کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں گویا یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم تیرے محافظ ہیں جبکہ حقیقت میں یہی انسان کے ایمان و اعمال کو لوٹنے والے سب سے بڑے چور اور لٹیرے ہیں۔ جبکہ اس شعر میں رات اندھیری اور کالی بدلی سے مراد گناہوں کی سیاہی ہو سکتی ہے۔ انہی کی آڑ میں شیطان بندے کا دین و ایمان برباد کرتا ہے۔

ے تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا — جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا — اجل تیرا کر دے گی کر کر صفایا
ذرا خوب غفلت سے ہشیار رہو — نہ غافل ہو اتنا خبردار رہو

(۲) اس دنیا میں ایسے ایسے چالاک و ہشیار چور پھر رہے ہیں جو آنکھ سے سرمہ بھی نکال لیں اور تجھے خبر تک نہ ہو، انہی چوروں نے تیری گٹھڑی (دین و ایمان) پر نظر رکھی ہوئی ہے اور تو اتنا بے خبر ہو کر نیند پوری کر رہا ہے کہ پرواہ ہی نہیں ہے۔

اس شعر میں اعلیٰ حضرت نے بدمذہبوں کی فریب کاری کا پردہ چاک کیا ہے اور بھولے بھالے سنیوں کو ان کی صحبت بد سے بچنے کی تلقین کی ہے، چند دن ان چوروں کے پاس بیٹھنے والا کتنا ہی عقیدے میں پختہ کیوں نہ ہو ضروری کا ناپلا ہو کر واپس آتا ہے

کیونکہ ان کی مکاری اور فریب دہی شیطان کو بھی پیچھے چھوڑ دیتی ہے چالیس چالیس سال ہماری مسجدوں میں رہ جاتے ہیں مگر ہمارے سادہ لوح بھولے بھالے (اکثر فی الجنۃ بلہ) کا مصداق سینوں کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے، فاتحہ، ختم درود، میلاد وغیرہ سب کچھ ہوتا رہتا ہے اور ساتھ ساتھ اپنی بدعقیدگی کا پرچار بھی منافقانہ طریقے سے جاری رہتا ہے۔

(۳) یہ بدمذہب جو تجھے بار بار اپنی طرف بلاتا ہے اور دین کی باتیں سنانے کے چکر میں اپنے پروگراموں میں شامل کر کے تیرے دین کا بیڑا غرق کر رہا ہے یہ بہت بڑا ٹھگ اور دھوکے باز ہے اس کی باتوں میں آ کر اپنا سچا عقیدہ برباد نہ کر لینا اس کی کوشش ہے کہ تو جہنم کا ایندھن بن جائے کیونکہ اس کے بڑے نے بھی تیرے ماں باپ (آدم و حوا علیہما السلام) کو اسی طرح جھوٹی قسمیں اُٹھا اُٹھا کر جنت سے نکالا تھا (وقاسمھما انی لکما لمن الناصحین) اگر اتنا کچھ جاننے کے باوجود بھی اے بھولے مسافر تو اس کے جال میں پھنس گیا تو میں سمجھوں گا کہ تیری عقل ہی نشے سے بدمست اور چور چور ہے۔

(۴) تیرے پاس دین و ایمان کی دولت خالص سونا ہے اور اِدھر دنیا کا جنگل دیکھ کتنا (سُونا) ویران و برباد ہے ہر طرف ڈاکوؤں کے پہرے ہیں پھر اس حالت میں تیرا (سونا) نیند کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے، اتنے خطرات کے ہوتے ہوئے جو میٹھی نیند سو رہا ہو وہ عجیب ہی عقل و ہوش (مت نرالی) رکھتا ہے۔

(۵) تجھے اللہ کی عبادت کے لئے اگر اُٹھایا جائے (یا بدمذہبوں کی صحبت سے بچنے کو کہا جائے) تو جمائیاں انگڑائیاں لینا شروع کر دیتا ہے اور حیلوں بہانوں سے اٹھنے کا نام نہیں لیتا، آنکھیں ملنا اور سستی کرنا تیری ایسی عادت بن گئی ہے کہ اب نیند سے اُٹھنے کا نام سن کر (اور بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے "بچنے") کا نام سن کر تو لڑنا شروع کر دیتا ہے، بھلا یہ کوئی "گالی" ہے نہیں بلکہ تیری خیر خواہی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے ہر محاذ پہ چوکھی لڑائی لڑ کر خوب خوب اپنا فریضہ ادا فرمایا ہے اگرچہ اس کی پاداش میں آپ کو خوب خوب گالیوں سے بھی "نوازا" گیا لیکن آپ نے "بلا خوف لومۃ لائم" اپنا کام جاری رکھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ کے کسی مخلص مرید نے گالیوں سے بھرا ہوا ایک خط آپ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی کہ خط لکھنے والے کے خلاف قانونی کارروائی کے ذریعے چارہ جوئی کر کے اس کو سزا دلوائی جائے، اعلیٰ حضرت اندر تشریف لے گئے اور اپنے گھر سے بہت زیادہ خط جو آپ کی تعریف و تحسین میں لکھے ہوئے تھے اُٹھا کر لے آئے اور فرمایا پہلے ان سب کو انعام تو دے لو پھر اس کو بھی سزا دلوا لینا، اور اگر محب کو فائدہ نہ پہنچا سکو تو دشمن کو نقصان پہنچانے کی ضرورت بھی نہیں ہے (معارف رضا۔ کراچی ۱۹۹۰ء)

(۶) دنیا کے اس جنگل میں ذرا جگنو کو چمکتا دیکھ لوں یا درخت کے کسی پتے کی آواز سن لوں تو مارے خوف کے میرا دل دھڑکنے لگتا ہے خدارا مجھے بتاؤ کہ یہ کسی خبیث روح کی آواز ہے یا کوئی موکل چھلاوا اور غول بیابانی ہے۔

(۷) ذرا بادل گرجتا ہے یا بجلی چمکتی ہے تو میرا دل دھک دھک کرنے لگتا ہے ذرا دیکھو تو کالی گھٹا کی شکل کتنی ڈراؤنی اور سیاہ ہے۔

خوف خدا اور محبوب خدا علیہ السلام:

احادیث مبارکہ میں نبی کریم علیہ السلام کے اپنے واقعات جن کا تعلق خشیت الٰہی اور فکر آخرت سے ہے بے شمار اور لاتعداد ہیں ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ تمام واقعات احادیث کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں۔ ہر واقعہ کے ساتھ

حدیث کی کتاب کا نام لکھ دیا گیا ہے عربی عبارت نہیں لکھی گئی تا کہ طوالت سے بچا جا سکے، اہل علم جانتے ہیں کہ ان احادیث میں کوئی بھی کمزور، ضعیف یا موضوع حدیث نہیں ہے بعض واقعات کے ساتھ اہل علم میں سے ایک صاحب علم کا تبصرہ بھی لکھا گیا ہے، جس کی صحت کے وہ خود ذمہ دار ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

◆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں مزے کی زندگی کیسے گزاروں حالانکہ صور والے فرشتہ نے صور منہ میں لے رکھا ہے اور اللہ کے حکم کی طرف کان لگا رکھا ہے اور پیشانی جھکا رکھی ہے اور اس انتظار میں ہے کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہو جائے اور میں فوراً پھونک دوں۔ (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ صور فوراً پھونک دیا جائے گا اور معلوم نہیں کہ کب پھونک دیا جائے لہٰذا اس دنیا فانی میں مزے کرنا مناسب نہیں ہے جس کی فناء ایک دم ہو گی اور سب کچھ درہم برہم ہو جائے گا۔ بندے کو چاہیے کہ ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہے۔ یہ بات بہت ہی بے جا ہے کہ مزے اُڑاتے ہوئے دنیا کو چھوڑ کر عالم آخرت میں پہنچے۔

◆ حضرت ابی بن کعب روایت کرتے ہیں کہ جب تہائی رات باقی رہ جاتی تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو! اللہ کو یاد کرو۔ اللہ کو یاد کرو۔ پہلا صور پھونکا جانے والا ہے اور اس کے بعد دوسرا پھونکا جائے گا۔ موت آپہنچی اپنی سختیاں لے کر، موت آپہنچی اپنی سختیاں لے کر۔ (ترمذی)

مطلب یہ کہ تم کیوں پڑے سو رہے ہو؟ تم تو ایسے سوئے جیسے نہ مرنا ہے، نہ حساب و کتاب سے واسطہ پڑنا ہے۔ اٹھو اٹھو! اللہ کو یاد کرو! موت سر پر کھڑی ہے اور تم سو رہے ہو؟

◆ حضرت ابوذر روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ مناظر دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ حالات سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے (میں سن رہا ہوں) کہ آسمان (اللہ تعالیٰ کے ڈر سے) چر چر بولتا ہے اور اس کو چاہیے بھی یہی کہ اس طرح بولے۔ قسم اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ آسمان میں چار اُنگل کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں جس میں کوئی نہ کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کئے ہوئے نہ پڑا ہو۔

پھر فرمایا اللہ کی قسم! اگر تم کو وہ چیزیں معلوم ہو جائیں جن کو میں جانتا ہوں تو ضرور تم کم ہنسو اور بہت روؤ اور بچھونوں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرو اور جنگلوں کو نکل کر اللہ ہی سے لو لگا لو۔ اس کو روایت کر کے حضرت ابوذر نے فرمایا یالیتنی کنت شجرۃ۔ یعنی کاش میں انسان نہ ہوتا ایک درخت ہی ہوتا جو کاٹ کر پھینک دیا جاتا۔ (احمد، ترمذی وابن ماجہ)

◆ حضرت ابو جحیفہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرات صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر بڑھاپے کے آثار، ضعف کمزوری ظاہر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا مجھے سورۂ ہود اور اس جیسی دوسری سورتوں نے جن میں احوال قیامت اور عذابوں کا ذکر ہے، بوڑھا کر دیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ بوڑھے معلوم ہونے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے سورۂ ہود اور سورۂ واقعہ و مرسلات و عم یتساءلون، اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔ (ترمذی)

یعنی میں ان سورتوں کو پڑھ کر جن میں قیامت کا ذکر ہے، بوڑھا ہو گیا ہوں قیامت کے حالات معلوم ہونے پر اور یہ یقین ہونے پر کہ اس سخت دن میں ہم بھی موجود ہوں گے۔

(۸) چلنے کے لئے پاؤں اُٹھاتا ہوں (تو خوف خدا اور اپنے اعمال کو دیکھ کر) اپنے آپ کو سنبھال نہیں پاتا تو ٹھوکر کھا کر گر جاتا

ہوں، پھر ذرا سنبھلتا ہوں تو اوندھے منہ زمین پر آپڑتا ہوں، کچھ (گناہوں کی کثرت) بارش نے پھسلن زیادہ کر دی ہے اور کچھ کمر تک گہرے گڑھے (قبر کی فکر) نے نڈھال کر دیا ہے۔

(۹) اس بے بسی کے عالم میں دائیں بائیں دیکھتا ہوں کہ کوئی مونس وغمخوار ہو تو اس کو پکاروں لیکن وہاں کون کسی کا بنتا ہے (یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه اور الا خلاء یومئذ بعضهم لبعض عدوّ) گھبرا کر کسی کو بلاتا بھی ہوں تو جواب نہیں آتا پھر تھک ہار کر سر زمین پہ مارتا ہوں اور کہتا ہوں چلو! اللہ مالک ہے۔

(۱۰) چاروں طرف نظر دوڑاتا ہوں مگر کہیں بھی امید کی کرن نظر نہیں آتی نہ ہی کسی کو اپنے پاس پاتا ہوں کہ اس کو اپنا دکھ سنا سکوں، انجام کار اپنی ٹوٹی ہوئی اور نہ پوری ہونے والی اُمید سے ہی دوستی کر لی ہے کہ اے امید تو پوری نہیں ہو رہی اور میرا دل بھی ہارا ہوا ہے تو تم دونوں آپس میں کلاس فیلو بن جاؤ اور رو رو کر اس ذات کو پکارو۔

ـ جو ہارے ہوئے دل کو ڈھارس دیتی ہے　　ہم تو فقط تیری کریمی پہ نظر رکھتے ہیں

(۱۱) اے میرے نور والے کریم آقا! دیکھیے آپ کا غلام کہاں کہاں دھکے کھا رہا ہے آپ تو عرب کے چاند اور عجم کے سورج ہیں ذرا دیکھیے تو آپ کے بے بس امتی پر قبر کی رات نے کیسی مصیبت لا کھڑی کر دی ہے۔ خدارا اپنے نور کی ایک کرن عطا ہو تا کہ اس بھیانک رات کے اندھیرے سے تو چھٹکارا حاصل ہو۔

ـ میں تیری زیارت کے قابل تو نہیں مانا　　یادوں کو شہا اپنی خوابوں میں تو آنے دو

بے بسی کے عالم میں گھبرا کر نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ کرنا اہل عشق و محبت کا طریقہ و دستور رہا ہے۔ جس کی کئی مثالیں اس سے پہلے اس شرح میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ یہاں ایک پنجابی استغاثہ جس کے آخری شعر (مقطع) کا تعلق فکر آخرت کے ساتھ ہے اسی نسبت سے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

ـ تہاڈے عشق دے نغمے الاپے یارسول اللہ
جدوں پیندے نے بندے نوں سیاپے یارسول اللہ
جنہاں وی ناں تہاڈے نوں مناون دے جتن کیتے
او مِلدے جاندے نیں دنیا توں آپے یارسول اللہ
جدھر جاندا اے لوک اونہوں سلاماں کر دے رہندے نیں
گدا تیرا شہاں دے وانگ جاپے یارسول اللہ
حشر وچ شاد الفت دی شفاعت دا بہانہ اے
نہ کم او نے دھیاں پتر نہ ماپے یارسول اللہ

(۱۲) یہ دنیا جو بظاہر تجھے بھولی بھالی اور سیدھی سادی نظر آتی ہے تو نہیں جانتا کہ یہ ظالم کیسی مکار اور زہر کی گٹھڑی ہے، اس نے بڑے بڑوں کا خانہ خراب اور بیڑا غرق کر دیا ہے۔

(۱۳) یہ دنیا ظالم مکار شہد دکھا کر زہر پلاتی ہے۔ ایسی قاتل ہے کہ اپنے خاوند (جو اس سے محبت کرتا ہے اس) کا ہی خون چوس لیتی ہے اور اس کو تباہ کر کے چھوڑتی ہے، تو پھر ایسی مردار دنیا پہ کیوں مرا جائے ہزاروں لوگ اس کو آزما چکے ہیں آزمائے

ہوئے کو کیا آزمانا؟

(۱۴) ادھر اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول اللہ ﷺ تو کتنا سستا سودا جنت کا بیچ رہے ہیں (ان اللّٰہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ۔ ہماری ہی دی ہوئی جان اور مال دے دو اور جنت لے لو)

مگر ہائے نصیب اپنے پلے (عمل کی) پونجی ہی نہیں تو ہم کیا قیمت لگائیں گے ہمارا سر جو خون کی ایک معمولی سی کُپّی ہے اگر اس کے بدلے موتیوں کی کان ملے تو یہ کیا سودا مہنگا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ مگر جو یہ بھی نہ کر سکے پھر وہ خریدار بھی نہیں اور دلدار بھی نہیں۔

(۱۵) اے میرے پیارے مولیٰ کریم! اگر تیرا لطف و کرم میرا گواہِ صفائی (میری بے گناہی کی گواہی دینے والا) بن گیا تو نجات کی توی امید ہے ورنہ رضا بے چارہ تو اپنے جرم کا پکار اقرار کیے بیٹھا ہے (اقبالی مجرم ہے)۔

اس پوری نظم میں اہلِ ایمان کے سامنے دنیا کی بے ثباتی اور اس کی فریب کاری و مکاری بیان کی گئی ہے تا کہ اس کے ساتھ دل لگا کر اپنی آخرت برباد کرنے کی بجائے دین کی طرف رغبت کریں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کا عشق دل میں پیدا کریں اور اپنی آخرت سنواریں۔

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے — خوب ملکِ رُوس ہے اور کیا زمین طوس ہے
گر میسّر ہو تو کیا عشرت سے کیجے زندگی — اس طرف آوازِ طبل ادھر صدائے کوس ہے
سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا میں تجھے — چل دکھاؤں تو تو قیدِ آز کا محبوس ہے
لے گئی یکبارگی گورِ غریباں کی طرف — جس جگہ جانِ تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے — یہ سکندر ہے، یہ دارا ہے، یہ کیکاؤس ہے

----***----

نعت شریف نمبر (۶۶)

(۱) نبی سرورِ ہر رسول و ولی ہے — نبی راز دار مَعَ اللّٰہِ لِیْ ہے
(۲) وہ نامی کہ نام خدا نام تیرا — رؤف و رحیم و علیم و علی ہے
(۳) ہے بیتاب جس کے لیے عرش اعظم — وہ اس رہر وِ لا مکاں کی گلی ہے
(۴) نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری — فدا ہو کے تجھ پر یہ عزت ملی ہے
(۵) تلاطم ہے کشتی پہ طوفان غم کا — یہ کیسی ہوائے مخالف چلی ہے
(۶) نہ کیوں کر کہوں یَا حَبِیْبِیْ اَغِثْنِیْ — اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے
(۷) صبا ہے مجھے صَرصَرِ دشت طیبہ — اسی سے کلی میرے دل کی کھلی ہے
(۸) ترے چاروں ہمدم ہیں یکجان یک دل — ابوبکر فاروق عثمان علی ہے
(۹) خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے — دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے
(۱۰) کروں عرض کیا تجھ سے اے عالم السّر — کہ تجھ پر مری حالتِ دل کھلی ہے
(۱۱) تمنا ہے فرمایئے روزِ محشر — یہ تیری رھائی کی چٹھی ملی ہے
(۱۲) جو مقصد زیارت کا برآئے پھر تو — نہ کچھ قصد کیجے نہ قصدِ دلی ہے
(۱۳) ترے در کار درباں ہے جبریل اعظم — ترا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے
(۱۴) شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے؟

مشکل الفاظ کے معانی:

★ سرور—سردار، بادشاہ ★ رازدار—بھید جاننے والا، راز رکھنے والا ★ مع اللہ لی—اللہ کا ساتھ میرے لیے، ایک حدیث کی طرف اشارہ ★ نامی—نامور، مشہور نام ★ رؤف—مہربان ★ رحیم—رحم کرنیوالا ★ علیم—بہت جاننے والا ★ علی—بہت بلند ★ بیتاب—بے قرار و بے چین ★ رہرو لامکاں—لامکان کا راہی 'لامکان کی راہ چلنے والا ★ نکیرین—قبر میں سوال کرنے والے

دوفرشتے، منکر نکیر ★ فدا ہو کے – قربان ہو کے ★ تلاطم – تھپیڑا، پانی کی موج، جوش ★ طوفان – تباہ کن بارش و آندھی ★ ہوائے مخالف – سامنے کی ہوا ★ یاحبیبی اغثنی – اے میرے پیارے میری مدد فرمائیں ★ ٹلی – دور ہوئی، ہٹ گئی ★ صبا – پچھلی رات کی عمدہ وسہانی ہوا ★ صرصر – تیز آندھی ★ کلی – غنچہ ★ ہمدم – ساتھی، یار، پیارے ★ یک جان و یک دل، شیر وشکر، متفق ومتحد دوست احباب ★ آگاہ – خبردار، واقف ★ خفی – پوشیدہ ★ جلی – ظاہر ★ عالم السر – پوشیدہ راز جاننے والا ★ کھلی – کھلنا سے واضح وظاہر ہونا ★ تمنا – آرزو ★ روز محشر – قیامت کے دن ★ رہائی – چھٹکارا ★ چٹھی – خط، تحریر، رقعہ ★ مقصد – غرض، مراد ★ برآئے – برآمدن سے ہے بمعنی باہر آنا، یہاں مراد ہے پورا ہونا ★ قصد دلی – دل کا ارادہ ومراد ★ دربان – چوکیدار، گیٹ کیپر، محافظ ★ مدح خواں – تعریف کرنے والا ★ حشر – میدان محشر، روز قیامت ★ سوا – علاوہ ★ قدرت – طاقت ووسعت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) ہمارے آقا ومولیٰ نبی الانبیاء حبیب کبریا علیہ الوف التحیۃ والثناء ہر نبی ورسول اور ہر ولی کے آقا وسردار ہیں اور آپ ہی لی مع اللہ کے زاردار ہیں۔

لی مع اللّٰہ سے مراد وہ حدیث ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایالی مع اللّٰہ وقت لا یسعنی فیہ ملك مقرب ولا نبی مرسل ۔ (جواہر البحار)

میرے لیے اور صرف میرے ہی لیے اللہ کے ساتھ ایک ایسا خاص وقت ہوتا ہے کہ جس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی نبی رسول رسائی حاصل کرسکتا ہے۔ اس خاص وقت سے مراد وہی وقت ہے جو مثنوی شریف کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں چند صفحات پہلے بیان ہو چکا، مخالفین نے بھی مثنوی شریف کی اس حدیث کو تسلیم کیا ہے (دیکھیے ماہنامہ لولاک فیصل آباد)

بلکہ ہر نبی علیہ السلام کو اس کے حال کے مطابق یہ وقت نصیب ہوتا ہے جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ یوسف علیہ السلام کنویں میں قریب ہی تھے تو آپ نے ان کے بارے میں کچھ نہ بتایا اور اب فرمارہے ہیں انی لا جدر یح یوسف لو لا ان تفندون (سورہ یوسف) اگر تم ملامت نہ کرو تو مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آرہی ہے۔ حالانکہ اس وقت یوسف علیہ السلام بہت دور مصر میں تھے تو اس پر یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔

؎ گہے بر طارم اعلیٰ نشینم گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

ایک وقت ہوتا ہے کہ ہم عالم بالا اور عرش اعلیٰ کی سیر پہ ہوتے ہیں اور ایک وقت ایسا بھی ہوتا ہے (جب استغراق کلی حاصل ہوتا ہے) کہ پاؤں کی پشت پر بھی توجہ نہیں ہوتی۔ (گلستان سعدی) مولانا روم نے اس حدیث کے بعد ایک شعر بھی لکھا ہے جو صرف اہل محبت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

؎ لی مع اللّٰہ در شان خود فرمودہ من ندانم بندہ یا حق توئی

من رانی فقدرای الحق ۔ و محمد حق (بخاری) ان دو احادیث کی روشنی میں اس شعر کو سمجھا جائے اور ادھر ادھر بھٹکنے سے بچا جائے۔

(۲) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ نامی گرامی پیغمبر خدا ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے نام عطا فرمادیے ہیں مثلاً اللہ بھی رؤف، حضور بھی رؤف، اللہ بھی رحیم، حضور بھی رحیم، اللہ بھی علیم، حضور بھی علیم، اللہ بھی علی، حضور بھی علی۔ (جل جلالہ) (صلی اللہ علیہ وسلم)

ثابت ہوا کہ محض اشتراک لفظی سے شرک لازم نہیں آتا، ورنہ اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے نام نہ عطا فرماتا۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے دیکھیے میرا رسالہ ''توحید وشرک کا صحیح معنی ومفہوم'' جس کا موجود نام ہے دو تحقیقی مقالے۔

؎ میٹھا میٹھا ہے میرے محمد کا نام — اُن پہ لاکھوں، کروڑوں درود و سلام
جس کی رحمت نے ڈھانپا ہے کونین کو — جس نے آکے سنبھالا ہے دارین کو
جس کے دم سے ہیں دنیا میں رونقیں تمام — ان پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام
میٹھا میٹھا ہے میرے محمد کا نام

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳) جس کے قدموں کو بوسے دینے کے لیے عرش اعظم بے تاب نظر آرہا ہے (وہ ہمارے آقا علیہ السلام ہیں) اور عرش معلی تو اس سیاح لامکان کے لیے ایک راہ اور گلی بن کر رہ گیا جبکہ۔

ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے

(۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی غلامی کے طفیل مجھے یہ عزت عطا فرمائی ہے کہ قبر میں دوسروں کو ڈانٹ کر سوال کرنے والے فرشتے (منکر، نکیر۔ نکیریں) میرے سامنے جب آئے تو (حضور کی میری قبر میں آمد کی وجہ سے) حضور کے غلام کی بھی تعظیم ہونے لگی یعنی فرشتے میرا احیا کرنے لگے کہ غلام اپنے آقا کے دامن میں پناہ لیے ہوئے ہے۔

؎ آمد ہے کس پیغمبر عالی مقام کی — آنے لگیں صدائیں درود و سلام کی
ہر چیز ان کے واسطے تخلیق کی گئی — کیا شان ہے رسول علیہ السلام کی
جن نے نبی کی یاد کو دل میں بسالیا — اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی
اللہ جانتا ہے محمد کا مرتبہ — انسان کو خبر کہاں ان کے مقام کی
سرکار اب ہمیں بھی مدینے بلائیے — یہ عرض اب قبول ہو اپنے غلام کی

(خواجہ عابد نظامی)

(۵) اے میرے پیارے آقا! غم کے طوفان کی موجوں نے میری کشتی کو گھیر رکھا ہے اور عجیب سی مخالف ہوا بھی چل پڑی ہے۔ آپ کی نظر کرم سے ہی معاملہ ٹھیک ہوسکتا ہے۔

؎ فریاد ہے اے کشتیٔ ملت کے نگہبان — بیڑا یہ تباہی کے قریب آن پڑا ہے

(۶) (سنت صحابہ واہل بیت واولیائے کرام علیھم الرضوان پر عمل کرتے ہوئے۔ جیسا کہ پہلے حضرت میمونہ سے مروی ایک صحابی کا قصہ گذر چکا ہے (حضرت حاجز) اور حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی آپ کے نام کی برکت سے قبول ہوئی۔ دیکھیے آدم

علیہ السلام ان کی وصیت اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو، مواہب میں۔ اور قیامت کے دن جس کا نام محمد ہوگا۔ صرف اس نام کی برکت سے اس کی نجات ہو جائے گی (نسیم الریاض، مدراج)

پھر میں کیوں نہ کہوں اغثنی یا رسول اللّٰہ۔ اغثنی یا حبیبی۔ اے اللہ کے محبوب رسول میری مدد بھی فرمایئے کیونکہ آپ ہی کے نام کی برکت سے ہر کسی کی ہر مصیبت ٹلی ہے۔

؎ لب پہ جب ان کا نام آتا ہے ۔۔۔ لامکاں سے سلام آتا ہے
نام نامی رسول اکرم کا ۔۔۔ ہر مصیبت میں کام آتا ہے

(۷) میرے لیے تو مدینہ طیبہ کے جنگل کی گرم ہوا بھی بادِ صبا ہے کیونکہ میرے دل کی کلی اسی بابرکت ہوا سے کھلی ہے اور جب یہ ہوا چلتی ہے تو محبوب کی یاد میں ایسا مگن ہو جاتا ہوں کہ صرصر کی گرمی بھی مجھے لذت عطا کرتی ہے۔

؎ جے کر یار دے ناں دی ملے سولی ۔۔۔ جھوٹا لے لیے پشاں ھٹیے ناں

یعنی یار کے نام پر پھانسی بھی ملے تو پیچھے نہ ہٹو اور پھندے کو چوم کر گلے میں ڈال لو۔

(۸) اے میرے پیارے آقا! آپ کی نسبت سے جب صَرصَر بھی پیاری لگتی ہے تو آپ کے پیارے یار ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین بھلا ہمیں کیوں نہ پیارے ہوں گے جب کہ وہ آپس میں شیر وشکر اور متحد و متفق تھے (رحماء بینھم)

اعلیٰ حضرت اور احترام نسبت:

محدث اعظم ہند حضرت سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت فاضل بریلوی کے فیض یافتہ اور تلمیذ رشید بھی تھے۔ انہوں نے اپنا ایک ایسا چشم دید واقعہ بیان کیا ہے جسے سن کر ہر مسلمان کے دل میں فطری طور پر حضرت غوث الوریٰ کی ذات مقدسہ اور ان کے نام پاک سے بھی یک گونہ گہری عقیدت اور بے پناہ قلبی لگاؤ پیدا ہو جائے۔ مسلمانوں کے ایک عظیم الشان مجمع کو خطاب کرتے ہوئے انہوں نے بیان فرمایا۔

دوسرے دن کار افتاء پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپے کی شیرینی منگائی اپنے پلنگ پر مجھ کو بٹھا کر اور شیرینی رکھ کر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر اپنے دست کرم سے شرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں تقسیم کا حکم دیا کہ اچانک اعلیٰ حضرت پلنگ سے اُٹھ پڑے، سب حاضرین بھی ان کے ساتھ کھڑے ہوگئے کہ شاید کسی شدید حاجت سے اندر تشریف لے جائیں گے۔

لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰ حضرت زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے، دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا اور اعلیٰ حضرت اس ذرہ کو نوک زبان سے اٹھا رہے ہیں اور پھر اپنی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے اس واقعہ کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکار غوثیت کی عظمت و محبت میں ڈوب گئے۔ اور فاتحہ غوثیہ کی شیرینی کے ایک ایک ذرے کے تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی۔ اور اب میں نے سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا جاتا کہ میں کچھ نہیں یہ آپ کے جد امجد کا صدقہ ہے وہ مجھے خاموش کر دینے کے لیے ہی نہ تھا۔ اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا ہی تھا بلکہ درحقیقت اعلیٰ حضرت غوث پاک کے ہاتھ میں ''چوں قلم در دست کاتب'' تھے جس طرح کہ غوث پاک سرکار دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چوں قلم در دست کاتب تھے۔ (خطبہ صدارت ناگپور)

خود ارشاد فرماتے ہیں۔ ''سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شاہزادے ہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جدامجد (یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا عطیہ ہے۔ (ملفوظات ص ۳، ج ۱)

قدر والے جانتے ہیں عزو شان اہل بیت

(۹) اے میرے پیارے آقا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا علم عطا فرمایا ہے الرحمن علم القرآن۔ وعلمك مالم تكن تعلم (القرآن) فعلمت مافی السموات و مافی الارض (الحدیث)

کہ آپ دونوں جہاں کی ہر چھپی ہوئی اور ہر ظاہر حقیقت کو جاننے والے ہو گئے۔

مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں۔

(۱۰) اے میرے سب کچھ جاننے والے عالم ما کان و ما یکون نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی بارگاہ میں اگر اپنا دُکھڑا پیش کرتا ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ آپ کو میرے بتانے سے معلوم ہوتا ہے آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ بتا دیا ہے، میں تو اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے رونا روتا ہوں ورنہ آپ تو پوشیدہ امور کو بھی جاننے والے ہیں ایک میرے دل بیچارے کی وسعت کیا ہے آپ پر تو ہر دل کی حالت روز روشن کی طرح واضح ہے۔

مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں

(۱۱) اے میرے پیارے آقا! میری زندگی کی سب سے بڑی یہ تمنا ہے کہ بروز قیامت جب نفسا نفسی کا عالم ہوگا، کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا، میں بھی دوسرے لوگوں کی طرح مارا مارا پھر رہا ہوں گا، تو دوسروں کو فرشتے دوزخ سے رہائی اور جنت میں داخلے کی اگر خبر سنائیں تو ان کو وہ مبارک! لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے بارے میں آپ وما ینطق عن الھویٰ کی زبان سے خود فرمائیں کہ ''اے احمد رضا ادھر آ جا یہ تیری رہائی کی چھٹی میرے ہاتھ میں ہے۔ (مشکوٰۃ شریف میں کلمہ شہادت کی ایک ایسی ہی ایمان افروز چٹھی کا حسین واقعہ موجود ہے جس بندے کے ننانوے رجسٹر گناہوں سے بھرے ہوں گے ایک رجسٹر تا حد نگاہ پھیلا ہوگا۔ آخر اس کی نجات ایک کاغذ کے پرزے سے ہو جائے گی جس پر کلمہ شہادت لکھا ہوا ہوگا۔ احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

مضمر تری تقلید میں عالم کی بھلائی   میرا یہی ایمان ہے یہی میرا عقیدہ

(۱۲) اے میرے پیارے آقا! آپ کی بارگاہ میں اہل محبت کا ہجوم اسی بات کا متمنی ہے کہ آپ کی زیارت سے بہرہ مند ہو جائیں اس کے علاوہ نہ کوئی اور ارادہ ہے اور نہ ہی کوئی دل کی تمنا ہے۔

وہی سر ہے جھکے جو یار کے در پر عقیدت سے
وہی دل ہے کہ جو دل آشنا ہے غم کی لذت سے
وہی سینہ ہے جو معمور ہے حسرت کی دولت سے

(۱۳) اے میرے عظمت وشان والے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کی کون کونسی شان بیان کی جائے سید الملائکہ جبریل امین علیہ السلام آپ کے در کا دربان ہے اور ہر نبی نے اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی امت کے سامنے اور مسجد اقصیٰ میں ہر نبی نے تمام رسولوں کے سامنے جبریل علیہ السلام اور خود آپ کی موجودگی میں آپ کی شان کے خطبے پڑھے ہیں (بعض نبیوں کا حضور علیہ السلام کی شان میں بیان قرآن میں آج بھی چمک رہا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ومبشرا برسول یاتی من بعد

اسمه احمد (الصف) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی ربنا و ابعث فیھم رسولا۔ البقرہ)

حضور علیہ السلام نے فرمایا انا دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ میں ابراہیم کی دعا، عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ کا خواب ہوں۔ علیہم السلام

؎ وہ جس کے نام سے داؤد نے نغمہ سرائی کی — وہ جس کی یاد میں شاہ سلیمان نے گدائی کی

خلیل اللہ نے جس کے لیے حق سے دعائیں کیں — ذبیح اللہ نے وقت ذبح جس کی التجائیں کیں

(حفیظ جالندھری)

۱۴۔ میرے جیسے گناہ گار (احمد رضا) کی شفاعت میدان محشر میں، میرے آقا! بھلا آپ کے سوا کون کرسکتا ہے، کیوں کہ مجھ جیسے گنہ گار کو بخشوانا بھلا کوئی معمولی بات ہے؟ کوئی بڑی شان والا ہی ہوگا جو یہ کام کرسکے گا اور آپ سے بڑھ کر کون بڑی شان والا ہوسکتا ہے ؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔



نعت شریف نمبر (٦٧)

(۱) نہ عرشِ ایمن نہ اِنِّی ذَاهِبٌ میں میہمانی ہے
نہ لطف اُدْنُ یَا اَحْمَد نصیب لَنْ تَرَانِی ہے

(۲) نصیب دوستاں گر اُن کے در پر موت آتی ہے
خدا یوں ہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے

(۳) اسی در پہ تڑپتے ہیں مچلتے ہیں ، بلکتے ہیں
اُٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

(۴) ہر اک دیوار و در پر مہر نے کی ہے جبیں سائی
نگار مسجد اقدس میں کب سونے کا پانی ہے

(۵) ترے منگتا کی خاموشی شفاعت خواہ ہے اس کی
زبان بے زبانی ترجمانِ خستہ جانی ہے

(٦) کھلے کیا راز محبوب و محبّ مستانِ غفلت پر
شراب قَدْ رَاَی الحق زیب جامِ مَنْ رَاٰنِی ہے

(۷) جہاں کی خاک روبی نے چمن آرا کیا تجھ کو
صبا ہم نے بھی ان گلیوں کی کچھ دن خاک چھانی ہے

(۸) شہا کیا ذات تیری حق نما ہے فردِ امکاں میں
کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ تیرا کوئی ثانی ہے

(۹) کہاں اس کو شکِ جانِ جناں میں زر کی نقاشی
اِرم کے طائرِ رنگِ پَریدہ کیا نشانی ہے

(۱۰) ذِبَابٌ فِیْ ثِیَابٍ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام مُلحد کو کہ تسلیمِ زبانی ہے

(۱۱) یہ اکثر ساتھ ان کے شانہ و مسواک کا رہنا
بتاتا ہے کہ دل ریشوں پہ زائد مہربانی ہے

(۱۲) اسی سرکار سے دنیاؤ دیں ملتے ہیں سائل کو
یہی دربارِ عالی کنز آمال و امانی ہے

(۱۳) درودیں صورت ہالہ محیط ماہِ طیبہ میں
برستا امتِ عاصی پہ اب رحمت کا پانی ہے

(۱۴) تعالیٰ اللہ استغنا ترے در کے گداؤں کا
کہ ان کو عارِ فرّ و شوکتِ صاحب قرآنی ہے

(۱۵) وہ سرگرمِ شفاعت ہیں عرق افشاں ہے پیشانی
کرم کر عطر صندل کی زمیں رحمت کی گھانی ہے

(۱٦)
یہ سر ہو اور وہ خاکِ در وہ خاکِ در ہو اور یہ سر
رضا وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

٭ ایمن — امن والا (نودی من شاطئ الوادالایمن آیہ قرآنیہ کی طرف اشارہ ہے) ٭ اِنِّی ذَاهِبٌ — بے شک

میں جانیوالا ہوں (اشارہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قول کی طرف انی ذاهب الیٰ ربی سهدین) * اُدْنُ یا احمد - اے پیارے احمد قریب ہوجا (شب معراج اللہ نے اپنے حبیب کو فرمایا) * لن ترانی - تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا (موسیٰ علیہ السلام کے مطالبہ دیدار پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا) * نصیب - حصہ، قسمت * نصیب دوستان - دوستوں کا مقدر * مچلنا - اصرار کرنا * بلکنا - چلا کر رونا * ناتوانی - کمزوری * مہر - سورج * جبیں سائی - پیشانی ملنا، سجدہ ریز ہونا * نگار - سجاوٹ، نقش ونگار * منگتا - گداگر * شفاعت خواہ - سفارش چاہنے والا (والی) * بے زبانی - زبان ہلائے بغیر بات کر جانا * ترجمان - مترجم، دوسری زبان میں بات سمجھانے والا * خستہ جانی - پریشانی جان * مستان - متوالا، مجذوب * قدرای الحق - البتہ اس نے حق دیکھا (حدیث من رانی فقد رای الحق کا آخری حصہ) * زیب - پہننا * جام - پیالہ * من رانی - جس نے مجھے دیکھا (اس نے حق دیکھا) * خاک روبی - مٹی جھاڑنا، صفائی کرنا * چمن آرا - باغ کو سنوارنا * صبا - صبح کی عمدہ ہوا * خاک چھانی ہے - نوکری کی ہے * حق نما - حق دکھانے والا (والی) * فردامکاں میں - عالم ممکنات میں * تجھ سا - تیرے جیسا * اوّل - پہلا * ثانی - دوسرا، برابر، ہم مثل (یہاں یہی مراد ہے) * کوشک - اونچا محل * جان جناں - جنتوں کی جان * زر - سونا * نقاشی - نقش ونگار، خوبصورتی * اِرم - باغ جنت (شداد کافر نے بھی اس نام سے باغ بنایا تھا جس کا قرآن پاک کی سورۃ فجر میں ذکر ہے) * طائر - پرندہ * رنگ پریدہ - رنگ اُڑا ہوا (رنگ اُڑ جانا، حیران وپریشان ہوجانا) * ذئاب فی ثیاب - کپڑوں میں بھیڑیے * لب - ہونٹ * ملحد - بے دین * تسلیم - ماننا * شانہ - کنگھی * ریشوں - زخم (دل ریش، زخمی دل والا) * زائد - زیادہ * سرکار - بارگاہ، آقا وسردار (دونوں مراد ہوسکتے ہیں) * عالی - بلند * کنز - خزانہ * آمال - جمع امل کی بمعنی امید وآرزو * امانی - جمع امنیۃ کی بمعنی خواہش وتمنا * ہالہ - چاند کے گرد دائرہ * محیط - گھیرے ہوئے * ماہ طیبہ - مدنی چاند * تعالیٰ اللہ - اللہ بلند وبالا ہے، تعجب کے موقع پہ بولا گیا تعریفی کلمہ، سبحان اللہ، واہ واہ * عار - شرم، غیرت * فر - شان وشوکت، دھوم دھام * صاحب قرآنی - قرآن والے کی * سرگرم - مصروف کار، کمر باندھے * عرق افشاں - پیشانی سے پسینے کے قطرے گرنا * عطر - خوشبو * صندل - ایک خاص خوشبو والی لکڑی * گھانی - غلہ جو کولھو یا چکی میں ڈالا جائے * خاک در - دروازے کی مٹی * ٹھانی - پختہ ارادہ، پکی نیت۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) نہ تو امن کی وادی (کوہ طور ہمیں سکون عطا کرے) اور نہ ہی میں اس لائق کہ یوں کہوں انی ذاهب الی ربی سهد ین کہ "میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہی مجھے راہ ہدایت پہ چلائے گا" (اور) وہاں میری مہمان نوازی کی جائے گی، نہ ہی میں اُدنی منی یا احمد "اے پیارے احمد میرے قریب آؤ" کی صدائے دلنواز کا لطف پاسکتا ہوں کیونکہ اپنا تو نصیب لن ترانی ہے کہ تو ہرگز مجھے نہ دیکھ سکے گا (اس دنیا میں اللہ کو دیکھنا صرف حضور علیہ السلام ہی کا خاصہ ومعجزہ ہے) اس شعر کو اگلے شعر سے ملایا جائے گا تو پورا مفہوم سمجھا جاسکے گا۔

(۲) دوستوں کا مقدر اگر مجھے بھی ساتھ لے چلے اور آقائے دوجہاں علیہ السلام کے در اقدس پہ موت نصیب ہوجائے، اگر خدا تعالیٰ یہ سعادت عطا فرمادے تو پھر ہمیشہ کی زندگی اور ابدی چین وقرار یقینی ہے۔

؎ جب کوئی شخص مدینے کو رواں ہوتا ہے   اس پہ اللہ کی رحمت کا نشان ہوتا ہے

کاش میں بھی کبھی دربار نبی تک پہنچوں — ہر برس قافلۂ شوق رواں ہوتا ہے
ان کے دربار میں جبریل چلے آئے ہیں — ان کی چوکھٹ پہ فلک سجدہ کناں ہوتا ہے
دوستو! آؤ ہم بھی مدینے کو چلیں — وہاں اللہ کی قسم! بخت جواں ہوتا ہے
نعت لکھنا ہو تو یہ ان کا کرم ہے شورش — ورنہ ہر شخص پہ یہ فیض کہاں ہوتا ہے

(۳) ہم تو اپنے آقا کے درِ اقدس کی چوکھٹ کو تھام کر تڑپتے رہیں گے، بلک بلک کر روتے رہیں گے اور اپنی سرکار سے رو رو کر بار بار کرم کی بھیک مانگتے رہیں گے کیونکہ اگر آپ کے در سے اُٹھنا بھی چاہیں گے تو نہ اُٹھ سکیں گے، کمزوری اور ناطاقتی ہی اتنی ہوگئی ہے اور یہ کمزوری کتنی اچھی ہے جس نے ہمیں آقا علیہ السلام کے در پہ گرا دیا ہے۔

کلام رضا اور اس کے شرعی تقاضے:

دنیا کا کون سا خطہ ایسا ہے جہاں امام الانبیاء علیہ السلام کی مدح سرائی نہ ہو رہی ہو، ہر زبان ہر مکان اور ہر زبان میں سرکار مدینہ علیہ السلام کی عظمت و شان کے ڈنکے بج رہے ہیں اور یہ سلسلہ بوعدۂ ربانی تا قیامت بڑھتا ہی جائے گا اور قیامت کے دن تو اپنے پورے جوبن و عروج پہ ہوگا کیونکہ وللاخرہ خیر لک من الاولی (القرآن)

اسی طرح برصغیر پاک و ہند کی سرزمین پر طبقہ علماء میں بڑے بڑے عظیم علم و دانش اور علم دینی و دنیاوی کے فاضل پیدا ہوئے لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو ایک سو چھ سے زائد علم و فنون پر کامل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ صف اول کا قادر الکلام نعت گو شاعر بھی ہو۔ اس اعتبار سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی شخصیت بالکل منفرد اور بے مثال نظر آتی ہے۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے فن نعت گوئی میں جو اعلیٰ و ارفع مقام حاصل کیا وہ بہت کم شعراء کے حصے میں آیا ہے، نعت شریف اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ سے پہلے بھی کہی جا رہی تھی۔ اور ان کے بعد بھی نعت گوئی کا چشمۂ فیض جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ العزیز ابد تک جاری رہے گا۔

میدان نعت گوئی میں رسماً اور روایتاً دنیا کے تقریباً تمام مذاہب کے شعراء نے حصہ لیا ہے لیکن امام نعت گویاں امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے جس جذب و کیف سے نعتیں لکھی ہیں ان کی ہر نعت کا ایک ایک لفظ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا ہے اور آپ کی اکثر نعتیں قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے حوالوں سے مزین ہیں۔ مقام حیرت ہے کہ آپ نے فن نعت گوئی میں کسی کی شاگردی تک اختیار نہیں کی بلکہ صرف دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول شاعر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر ثابت قدم رہے۔ خود فرماتے ہیں۔ ؎

؎ رہبر کی رہِ نعت میں اگر حاجت ہو — نقش قدم حضرت حسان بس ہے

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے کوئی نعت شریف کسی مشاعرے میں پڑھ کر سننے والوں سے داد وصول کرنے کے لیے نہیں لکھی بلکہ جس وقت جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تڑپاتی تو زبان پر نعت شریف جاری ہو جاتی۔ قادر الکلام شاعر ہونے کے باوجود آپ نے کبھی بھی شاعر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ فرماتے ہیں۔

؎ پیشہ مرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو ہاں شرع کا البتہ ہے جنبہ مجھ کو
مولیٰ کی ثناء میں حکم مولیٰ کے خلاف لوزینہ میں سیر تو نہ بھایا مجھ کو

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

؎ ثنائے سرکار ہے وظیفہ، قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پرواز دی تھی کیا کیسے قافیے تھے

امام نعت گویاں امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی نعتیں قرآن وحدیث کی تشریحات پر مبنی ہیں۔ سراسر حال اور واردات قلب پر مشتمل ہیں۔ بعض شعراء نعت شریف میں بھی مبالغہ آرائی پر اُتر آتے ہیں لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کبھی نعت شریف میں مبالغہ آرائی کو سننا بھی گوارا نہیں فرمایا۔ مولانا محمد محبوب علی خان قادری علیہ الرحمۃ ایک چشم دید واقعہ اس طرح لکھتے ہیں۔

یہ واقعہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور دوسرے بھی اس کو دیکھنے والے بحمدہ تعالیٰ موجود ہیں کہ ایک حافظ صاحب جو حضور پُرنور امام اہل سنت قدس سرہٗ کے مخلصین میں سے تھے۔ کچھ کلام لکھ کر بغرض اصلاح سنانے کے لیے حاضر ہوئے، اجازت عطا ہوئی، سنانا شروع کیا درمیان میں اس مضمون کے اشعار تھے کہ یارسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) میں حضور کی محبت میں دن رات تڑپتا ہوں، کھانا پینا سونا سب موقوف ہوگیا ہے، کسی وقت مدینہ طیبہ کی یاد دل سے علیحدہ نہیں ہوتی۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا حافظ صاحب، اگر جو کچھ آپ نے لکھا ہے یہ سب صحیح واقعہ ہے تو اس میں شک نہیں کہ آپ کا بہت بڑا مرتبہ ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آپ فنا ہو چکے ہیں اور اگر یہ محض شاعرانہ مبالغہ ہے تو خیال فرمائیے کہ جھوٹ اور کون سی سرکار میں جنہیں دلوں کے ارادوں، خطروں قلوب کی خواہشوں اور نیتوں پر اطلاع ہے جن سے اللہ عزوجل نے۔ مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ۔ کا کوئی ذرہ نہ چھپایا اور اس کے بعد اس قسم کے اشعار کو کٹوا دیا۔ (قلادۂ بخشش ص ۱۰۹)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی نعتیں صفحۂ قرطاس پر کب آنا شروع ہوئیں اور نعتیہ دیوان کب منصۂ شہود پہ آیا۔ اس سلسلے میں مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی یوں انکشاف فرماتے ہیں۔

ابتداء میں مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کا کلام مختلف رسائل میں شائع ہوتا رہا مثلاً ماہنامہ الرضا (بریلی) ماہناہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) وغیرہ وغیرہ ان رسائل کے چند شمارے نظر سے گزرے جن میں عربی اردو اور فارسی کا کلام شامل ہے ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ میں مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کے کلام کا ایک مجموعہ ''حدائق بخشش'' کے نام سے دو حصوں میں پٹنہ اور بریلی سے شائع ہوا اب تک دیوان۔ ''حدائق بخشش'' کو مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ کے) تمام کلام کا مجموعہ سمجھا جاتا رہا مگر یہ صحیح نہیں۔ ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) میں اشتہار نظر سے گزرا جس میں ''حدائق بخش'' کو انتخاب دیوان لکھا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کا کلام ہنوز پورا جمع نہ ہوسکا، مطالعہ کے دوران جو حقائق وشواہد سامنے آئے ان سے اس خیال کی مزید تصدیق ہوگئی (امام اہلسنت ص ۵۶)

''حدائق بخشش'' نے دنیائے نعت میں تہلکہ مچا دیا جس نے بھی اسے پڑھا بے اختیار جھوم اُٹھا۔ درد اور سوز وگداز میں مبتلا ہوگیا اس کے اشعار دل۔ میں اترتے چلے گئے مولانا حسرت موہانی علیہ الرحمۃ نے بھی اچھے شعر کی یہی تعریف کی ہے۔

؎ شعر دراصل وہی حسرت دل میں سنتے ہی جو اُتر جائیں

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے سوانح نگار علامہ بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمۃ نے ''حدائق بخشش'' کے بارے میں

یوں بصیرت افروز تبصرہ فرمایا ہے۔

آپ کا نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' حمد و نعت، دُعا و التجا، سلام و منقبت عشق و محبت، حقیقت و معرفت، معجزات و کرامات شرح آیات و احادیث وغیرہ مضامین کا ایک ایسا بحرِ ذخار ہے جس کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ کرنا اہل بصیرت حضرات ہی کا کام ہے جس طرح آپ امام اہلسنت ہیں اسی طرح آپ کا کلام بھی کلام وسخن کا امام ہے چنانچہ آپ کے دیوان حدائق بخشش پر کلام الامام امام الکلام کا مقولہ حرف بحرف صادق آتا ہے اور کیوں نہ صادق آئے کہ حدائق بخشش، حسان العصر، خسرو اقلیم سخن، شہنشاہ نعت گویاں، اعلیٰ حضرت عبدالمصطفےٰ احمد رضا (علیہ الرحمۃ) کے عشق بھرے دل کی آواز اور مداحان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے شمع ہدایت ہے۔ (امام احمد رضا اوران کے مخالفین ص ۳۵)

دنیائے نعت میں فن شاعری کے لحاظ سے بھی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا دیوان ''حدائق بخشش'' اپنی مثال آپ ہے بلند پایہ ادیب، کہنہ مشق شاعر اور نقاد علامہ شمس الحسن شمس بریلوی مدظلہ نے جب ''حدائق بخشش'' کا تحقیقی اور ادبی جائزہ لیا تو اپنا منصفانہ فیصلہ یوں سنایا۔

میں آپ کے سامنے ''حدائق بخشش'' کا ادبی اور تحقیقی جائزہ پیش کررہا ہوں آپ یقین فرمائیے کہ میں نے عقیدت وارادت کو اس راہ میں حائل نہیں ہونے دیا ہے اور میرے قلم نے عقیدت کے سامنے سر نہیں جھکایا ہے یہ دوسری بات ہے کہ امام اہل سنت (علیہ الرحمۃ) کی ذات گرامی اور آپ کا علو مرتبت آپ کا تجر علمی اور آپ کی یگانہ روزگار ہستی کا فاضلانہ وقار قدم قدم پر عنان گیر رہا لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اس کے محبوب ذیشان صلے اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ التفات میرے شامل حال رہی اور میں نے حضرت رضا قدس سرہٗ کی شاعری کا ہر نوع اور ہر ایک پہلو سے جائزہ لیا۔ میری فکر رسا نے ہر چند تفحص وتلاش میں کوئی کوتاہی نہیں برتی۔ لیکن میں کیا کروں کہ اس وحید عصر اور یگانہ روزگار کی بے مثال نعتیہ شاعری میں باعتبار زبان وبیان مجھے کہیں کوئی سقم نظر نہیں آیا۔ اور مجھے کہیں یہ کہنے کا موقع نہیں ملا۔ کہ فن شاعری کے اعتبار سے حضرت رضا قدس سرہٗ کے کلام میں یہ سقم یا یہ خامی موجود ہے۔

ڈاکٹر سرور اکبر آبادی ایم۔ اے پی ایچ ڈی یوں تبصرہ فرماتے ہیں۔

''حدائق بخشش'' میں ایسی بے شمار نعتیں ہیں جن کی سادگی وبرجستگی اور فصاحت وبلاغت کی مثالیں دوسرے شعرا کے ہاں نہیں ملتیں۔ جیسی جیسی نئی ونادر تشبیہات جیسے جیسے عجیب وغریب استعارات جیسے جیسے رموز وعلائم اور جو جو صنائع بدائع آپ نے استعمال کیے ہیں۔ وہ دوسروں کے ہاں کم ہی نظر آتے ہیں (معارف رضا ۱۹۸۳ کراچی)

جناب اشفاق احمد رضوی بی اے کہتے ہیں کہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سرہٗ کا کلام مالا کلام فیہ ہے، شریعت وقرآن پاک کی روشنی میں ہر شرعی نقائص و ہر طرح کے عیب وغلو سے پاک وصاف ہے سردست اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام ایوان کے متعلق انہی کا مصرع لکھ کر خاموش ہو رہا ہوں۔

وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیان ہے جس میں بیان نہیں

پروفیسر فاروق احمد صدیقی (چکیا کالج۔ بارا چکیا۔ ایسٹ چمپاران۔ بہار۔ انڈیا) نے جب ''حدائق بخشش'' کا تنقیدی نظر سے مطالعہ کیا تو آپ نے جذبات کا یوں اظہار فرمایا۔

''حدائق بخشش'' پر از اول تا آخر تنقیدی نظر ڈال جائیے۔ دوست کی نظر سے نہیں، دشمن کی نظر سے جانبداری کی نظر سے

نہیں غیر جانبداری کی نظر سے دور بین نہیں۔ خورد بینی نظر سے، کہیں ایک شعر بھی ایسا نہیں ملے گا جو کتاب و سنت سے متصادم اور احکام شریعت سے مزاحم ہو۔ نہ کہیں افراط نہ تفریط۔ ایک خوشگوار اعتدال، وتوازن کی چاندنی ہر جگہ چھٹکی نظر آتی ہے اور لاریب اتنی کامیابی اور خوش اسلوبی سے وہی عہدہ برآ ہو سکتا ہے جو بارگاہِ رسالت مآب (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ادب شناس اور موید من اللہ ہو۔ ہر چند اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) نے کبھی کسی سے "ستائش کی تمنا" نہیں کی اور "صلہ کی پروا" کی ہے تو اسی دربار گوہر بار سے، جس کی شان انہیں کی زبان میں یہ ہے۔

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے ۔۔۔ سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے
لب واہ ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں ۔۔۔ کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

(القول السدید لاہور! سید صابر حسین شاہ صاحب الحقائق فی الحدائق۔ فیض ملت علامہ فیض احمد اویسی صاحب)

(۴) سرکار دو عالم علیہ السلام کی مسجد اقدس (مسجد نبوی) کے درو دیوار پر جو سنہری رنگ کے نورانی نقش ونگار اور جلوے نظر آ رہے ہیں کوئی یہ نہ سمجھے کہ درو دیوار پہ سونے کے پانی کے ساتھ میناکاری کی گئی ہے بلکہ سورج نے ہر ایک درو دیوار پہ سجدہ ریزیاں کر کے اپنے نور کی کرنیں بکھیری ہوئی ہیں۔

جاؤ جو مدینے تو سنو کان لگا کر ۔۔۔ سرکار کی باتیں در و دیوار کریں گے

(۵) اے میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے در کا وہ منگتا ہوں کہ مہر بلب رہوں اور کچھ بھی عرض نہ کروں تو میری خستہ حالی اور بداعمالی ہی بتا رہی ہے کہ میں آپ سے شفاعت کی بھیگ مانگ رہا ہوں۔

(۶) لوگ جن کو غافل سمجھتے ہیں ان "غفلت" کے مستوں پر بڑے بڑے عجیب راز منکشف ہوتے ہیں کیونکہ محبوب کا جلوہ ایک ایسے پردے میں ہے کہ **قد رای الحق** (اس نے حق دیکھا) کی شراب وہی پیتا ہے جو **من رانی** (جس نے مجھے دیکھا) کا جام ہاتھ میں لیتا ہے۔ یہ حدیث مشکوۃ شریف میں ص ۳۹۴ پہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا اس حدیث کو چند احادیث سے ملائیں گے تو معنی سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ بخاری شریف کی چند احادیث اس طرح ہیں۔

و محمد حق اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں۔ یہ طویل حدیث کا ایک جملہ ہے اسی میں ہے جنت حق ہے دوزخ حق ہے وغیرہ۔

ایک حدیث میں ہے جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا **فان الشیطان لا یتمثل بی** ۔ کیونکہ شیطان میری شکل نہیں اپنا سکتا۔ (بخاری۔ مشکوۃ ص ۳۹۴)

ایک حدیث میں فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا (بوقت موت یا زندگی کے کسی بھی موڑ پر جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو جاگتے ہوئے بہتر مرتبہ حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہونا مشہور ہے) **ولا یتمثل الشیطان بی** ۔ اور شیطان میری صورت اپنانے کی ہمت نہیں رکھتا (بخاری ص ۲۵، مشکوۃ ص ۳۹۴، مسلم شریف ص ۲۴۳، ج ۲) اب ایک حدیث شریف اور ملاحظہ فرمائیں تو شعر کو سمجھنے کی کوشش انشاء اللہ کامیاب ہوگی کہ ان مستوں کو کس طرح جلوے نظر آتے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا **رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ** (او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی بہت سارے لوگ جن کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود ہوتے ہیں دروازوں سے دھکے

دے کر ہٹائے جاتے ہیں لیکن اللہ کے ہاں ان کا یہ مقام ہوتا ہے کہ اگر کسی بات پہ قسم اُٹھا کر ڈٹ جائیں کہ ایسے ہی ہوگا تو اللہ کو ان کی قسم کا حیا آتا ہے اوران کی زبان کو تقدیر قرار دیکر ویسے ہی کر دیا جاتا ہے جیسے انہوں نے کہا۔ کسی نے اسی موقع پر ہی کہا۔

؎ خاکسارانِ جہاں رابحقارت منگر　　　توچہ دانی دریں گرد سوارے باشد

اس شعر کا مفہوم مولانا فیض احمد اویسی صاحب نے یوں بیان کیا ہے کہ غفلت کی نیند سونے والوں پر محبوب ومحب کا راز کیسے کھل سکتا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کے جام (شیشے) میں دیدار الٰہی کی شراب بھری ہوئی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب) انہوں نے شعر میں ''کیا'' کے لفظ کو استفہامیہ قرار دیا ہے جبکہ میں نے برائے استعجاب کے مطابق تشریح کی ہے۔

تشریح جو بھی ہو بہر حال شعر میں مذکور حدیث سے یہ عقیدہ تو ضرور واضح ہوتا ہے۔

؎ قرآن نے کھولا آیۂ مَا یَنْطِقُ سے راز　　　اللہ کا کلام ہے ارشاد آنحضور
کفار کے دلوں میں اترتی چلی گئی　　　حکمت سے پر تھی دعوت و ارشاد آنحضور

(راجہ رشید محمود:۹۸)

(۷) اے بادِ صبا: مدینہ طیبہ کی گلیوں کی صفائی کرنے پر تجھے چمن آرا (باغ کو زیب وزینت دینے والی) ہونے کا اعزاز حاصل ہوا ہے تو بڑا مبارک ہے لیکن ہمارے سامنے فخر کرنے کی اس لیے ضرورت نہیں ہے کہ جن گلیوں کی تو نے خاک روبی کی ہے کچھ دن ہم بھی ان مبارک گلیوں کی خاک چھانتے رہے ہیں۔

(۸) اے دُرِّ یتیم، پیارے آقا! جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو والدہ ماجدہ کے بطن اقدس سے تنہا پیدا فرما کر (آپ کا کوئی بہن بھائی نہ تھا۔ جس سیپ میں ایک ہی موتی بنے اس موتی کو دُرِّ یتیم کہتے ہیں)۔ اللہ نے آپ کو بے مثال بنایا ہے اسی طرح نہ کوئی آپ سے مخلوق میں سے پہلے تھا (اول ما خلق اللّٰہ نوری ۔ کنت نبیا و ادم بین الماء و الطین) اور نہ کوئی آپ کے برابر (آپ کا مثل وثانی) پیدا ہوا ہے نہ ہوگا اسی لیے تو آپ کی ذات حق نما (حق کی راہ دکھانے والی) ہے۔

؎ تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں　　　دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ

(حفیظ تائب)

(۹) (روضۂ انور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی بھی جان ہے) اوراس جنت کی جان کاشانہ نبوت میں سونے کی نقاشی کا حسن جمال نہیں۔ جس کو دیکھ کر جنت کے پرندے حیرت زدہ ہیں اوران کے رنگ اُڑے ہوئے اس کی نشانی ہے کہ سونے کی نقاشی اگر ہوتی تو کیا حیرانگی تھی؟ جیسا کہ اس سے پہلے ایک شعر میں فرمایا گیا کہ سورج نے چپے چپے میں جبیں سائی کی ہے۔

(۱۰) (وہ دور آچکا ہے۔ جس کے بارے میں فرمایا گیا کہ ایسے لوگوں سے بچو جو آخر زمانے میں ظاہر ہوں گے سخت دھوکے باز (دجال) ایسی باتیں کریں گے جو تمہارے باپ دادا نے بھی نہ سنی ہوں گی ایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم۔ ان سے بچو کہ کہیں تمہیں گمراہی کے فتنے میں نہ ڈال دیں) (مشکوٰۃ ص ۲۸)

یہ وہی لوگ ہیں کہ جو انسانی لباس میں بھیڑیوں کا کردار ادا کر رہے ہیں ان کی زبان پہ کلمہ تو ہے جو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں مگر دل کی گستاخی نہیں ظاہر کرتے (نبی مر کے مٹی ہوگیا۔ دیوار پیچھے نہیں جانتا۔ بڑے بھائی کی سی نبی کی تعظیم کرو بلکہ اس

سے بھی کم کہ کہیں شرک نہ ہو جائے وغیرہ وغیرہ نعوذ باللہ) ایسے بے دینوں کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا بھی زبانی کلامی ہے ان کو دور سے آتا دیکھو تو ان کے منافقانہ اسلام کو سات سلام کرو اور دور بھاگ جاؤ (و اذا خاطبهم الجا هلون قا لو ا سلاما)

(۱۱) نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کا ہر وقت کنگھی اور مسواک اپنے پاس رکھنا بتاتا ہے کہ آپ ﷺ کو زخمی دل امتیوں سے کچھ زیادہ ہی پیار تھا۔ کنگھی کے دندانوں اور مسواک کے ریشوں سے (دل ریش) زخمی دل امتیوں پہ زیادہ مہربانی ہونے کا استدلال کتنا جاں فزا اور روح پرور ہے۔

(۱۲) ہمارے آقا کا دربار ہی وہ دربار معلی ہے کہ جس سے دین و دنیا کی ہر نعمت ملتی ہے، مانگنے والوں کے لیے آپ کی بارگاہ دنیا و آخرت کی تمناؤں اور آرزوں کے حصول کا نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے، جنت کے متلاشیوں کو جنت ملے، ایمان وہدایت کے طالبوں کو ایمان وہدایت ملے اسی بارگاہ سے قرآن، ایمان رمضان اور رب رحمان ملتا ہے۔ ہر صاحب مراد کی جھولی بھر دی جاتی ہے اور کسی کو انکار نہیں کیا جاتا بلکہ ہر کوئی اپنی ہی تنگ دامانی پر شکوہ کناں نظر آتا ہے کہ

؎ جھولی ہماری ہی تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

(۱۳) ہمارے آقا علیہ السلام (طیبہ کے چاند) کے ارد گرد امتیوں کے درود و سلام نے اس طرح حلقہ بنایا ہوا ہے جیسے چاند کے گرد ھالہ (حلقہ) ہوتا ہے، جو اس بات کی علامت سمجھا جاتا ہے کہ رحمت کی بارش کا نزول ہونے والا ہے، اور ماہ طیبہ کے گرد دروروں کا حلقہ بتا رہا ہے کہ ابھی آپ پر محبت کے ساتھ درود و سلام بھیجنے والوں پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رحمت چھم چھم برسنے ہی والی ہے۔

؎ فردوس میں وہ جا نہ سکے گا کسی بھی طور ان پر درود پڑھنے میں جو بھی بخیل ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

اسی کو انگلش میں اس طرح ڈھالا گیا ہے۔

God and angels shower blessings
On the Prophet. Send ye blessings
On him; and greet him with respect,
O beliver; Never forget.

(عبدالرؤف لوتھر)

(۱۴) اے میرے آقا! آپ کے دربار کے منگتوں کی شان استغناء کا یہ عالم ہے کہ وہ بڑے بڑے شان و شوکت اور رعب و دبدبہ والے بادشاہوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے کیونکہ آپ کی عظمت و شان کے سامنے کسی کا جاہ و جلال کیا حیثیت رکھتا ہے (اگر صاحب قُرانی (بضم القاف) کی بجائے صاحب قرآنی (بکسر القاف) پڑھا جائے تو صاحب۔ قرآن امیر تیمور کا لقب ہے اور صاحب قِران یعنی وہ جو اپنی ماں کے بطن میں زہرہ اور مشتری ستارے کے ایک برج پہ جمع ہونے کے وقت قرار پکڑے (اس کا نطفہ ٹھہرے) اس کو صاحب قران کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ بڑی شان و شوکت والا ہوتا ہے ہم نے دونوں مطلب ایک ہی مفہوم

میں بیان کر دیے ہیں)

؎ سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا — سب غایتوں کی غایت اولیٰ تمہی تو ہو

(مولانا ظفر علی خاں)

؎ عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ — ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

(علامہ اقبال)

(۱۵) حضور اکرم علیہ السلام کی پیشانی انور پر پسینے کے قطرے یہ بتا رہے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) امت کی شفاعت کے لیے سرگرم عمل ہیں گویا رحمت کی گھانی (چکی) میں صندل کی زمین پر کرم (بخشش) کا عطر نکال رہے ہیں۔ تا کہ امت کے غبار آلود، خشک بالوں کو رحمت و کرم کے عطر سے مجلّٰی و مصفا فرمادیں (جو بخشش کے لیے دوڑ دوڑ کر گرد آلود ہو کر بکھر گئے ہیں تا کہ ان کی پریشان حالی ختم ہو، بالوں کی پراگندگی دل کی پریشانی پر دلالت کرتی ہے اور ان کی درستگی دلی اطمینان کی غماز ہے۔

ایک جگہ اعلیٰ حضرت یوں فرماتے ہیں۔

؎ عنبرز میں ، عبیر ہوا، مشک تر غبار — ادنیٰ سی یہ شناخت تیری راہ گذر کی ہے

(۱۶) (گدائے در خیر الوریٰ اور عبد مصطفیٰ) احمد رضا نے یہ پکا ارادہ کرلیا ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرمالیں اور اے کاش ایسا ہو ہی جائے کہ اب جب دربار رسالت مآب علیہ السلام کی حاضری ہو تو اپنا سر عالم بے خودی میں حضور علیہ السلام کی چوکھٹ پہ رکھ دوں اور اعتراض کرنے والوں سے یوں کہوں۔

؎ یہ سر، سر زاہد نہیں سودائی کا سر ہے — تا عمر کیے جاؤں گا اسی در ہی پہ سجدے

----***----

نعت شریف نمبر (۶۸)

(۱) سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے — گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے
(۲) مچلا ہے کہ رحمت نے امید بند ہائی ہے — کیا بات تری مجرم کیا بات بن آئی ہے
(۳) سب نے صف محشر میں للکار دیا ہم کو — اے بیکسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے
(۴) یوں تو سب انہیں کا ہے پر دل کی اگر پوچھو — یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص ان کی کمائی ہے
(۵) زائر بھی گئے کب کے دن ڈھلنے پہ ہے پیارے — اٹھ میرے اکیلے چل کیا دیر لگائی ہے
(۶) بازار عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا — سرکارِ کرم تجھ میں عیبی کی سمائی ہے
(۷) گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولا — رو رو کے شفاعت کی تمہید اُٹھائی ہے
(۸) اے دل یہ سلگنا کیا جلنا ہے تو جل بھی اُٹھ — دم گھٹنے لگا ظالم کیا دھونی رمائی ہے
(۹) مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو — منہ دیکھ کے کیا ہوگا پردے میں بھلائی ہے
(۱۰) اب آپ ہی سنبھالیں تو کام سنبھل جائیں — ہم نے تو کمائی سب کھیلوں میں گنوائی ہے
(۱۱) اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے — جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے
(۱۲) حرص و ہوس بد سے دل تو بھی ستم کرلے — تو ہی نہیں بیگانہ دنیا ہی پرائی ہے
(۱۳) ہم دل جلے ہیں کس کے ہٹ فتنوں کے پرکالے — کیوں پھونک دوں اک اُف سے کیا آگ لگائی ہے
(۱۴) طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد — ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے
(۱۵) مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رِضا واللہ
صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* رسائی — پہنچ، گذر، واقفیت * لو — برائے امید، ہاں * بن آئی — کام ہوگیا * مچلا ہے — ضد کر بیٹھا ہے * امید بندھانا — کام ہوجانے کی تسلی دینا * کیا بات؟ — واہ واہ * للکار دیا — جھڑک دیا * بے کس — مجبور و عاجز * آقا — والی، مددگار

★ ٹوٹے ہوئے دل–زخمی و مجروح (اللہ ورسول کے عشق میں چور چور) دل ★ کمائی – آمدنی ★ زائر–زیارت کونیوالا ★ دن ڈھلنے پہ– سورج غروب ہونے کے قریب ★ سودا– سامان، حساب کتاب، قیمت ★ عیبی – روگی، گناہ گار ★ سمائی –وسعت، گنجائش ★ مژدہ–خوشخبری ★ تمہید–مہد سے ہے بمعنی گود ★ آغاز– مضمون کوشروع کرنا ★ سلگنا–اندر ہی اندر جلتے رہنا ★ جلنا –ایک دم آگ لگ جانا ★ دھونی رمائی ہے –دھونی لی ہوئی ہے ★ احباب–دوست، پیارے ★ ڈھک دو–بند کردو ★ کام– مقصد، غرض ★ کمائی–پونجی، محنت، آمدنی ★ گنوائی–ضائع کی ★ صدقے – قربان ★ چھٹے – آزاد ہوئے، رہا ہوئے، چھٹکارا پایا ★ حرص وہوس– طمع ولالچ ★ بد–برا ★ ستم– ظلم ★ بیگانہ –پرایہ، غیر، اجنبی (جواپنا نہ ہو) ★ ہٹ– ضد، دور ہو ★ پر کالے –چنگاری، ٹکڑا یا سیاہ پر ★ پھونک دوں – بجھادوں ★ اُف – پھونک کی آواز ★ طیبہ –مدینہ ★ افضل– فضیلت میں زیادہ و برتر ★ زاہد –اے عبادت گذار ★ بات بڑھانا– بحث وتکرار کرنا، بات لمبی کرنا ★ مطلع – (جائے طلوع) غزل یا نعت کا پہلا شعر ★ واللہ –اللہ کی قسم۔

مفهوم اشعار و خلاصه تشريح :

(۱) (ارے گناہ گارو! کچھ سنا!) پتہ چلا ہے کہ محشر کے صرف حضور علیہ السلام ہی کی اللہ کی بارگاہ تک پہنچ ہے (باقی تمام انبیا تو اذھبوا الی غیری فرمائیں گے کہ کسی اور کے پاس جاؤ! صرف حضور ہی أنا لھا فرمائیں گے کہ میں ہوں اس کار شفاعت کے لیے) اچھا بھئی گنا کارو! اگر صرف حضور ہی کی رسائی ہے تو کام بالکل آسان ہوگیا ہے حضور تو پھر اپنے ہی ہیں۔ ان پر تو ہماری تکلیف گراں گذرتی ہے عزيز عليه ما عنتم۔

ـ دل شکستہ ہے میرا تو کیا غم ۔۔۔ اس میں رہتے ہیں شاہِ دو عالم
مجھ خطا کار پر کس قدر ہیں ۔۔۔ مہرباں تاجدار مدینہ
مجھ کو طوفاں کی موجوں کا کیا ڈر ۔۔۔ یہ گذر جائیں گی رخ بدل کر
نا خدا ہیں میرے جب محمد ۔۔۔ کیسے ڈوبے گا میرا سفینہ
ہر خطا پر میری چشم پوشی ۔۔۔ ہر طلب پر عطاؤں کی بارش

(۲) اے مجرم! تو اس لیے ضد کر بیٹھا ہے ناں کہ ان کی رحمت کسی کو مایوس نہیں کرتی! تیرے مقدر پہ قربان اے گنہ گار! تو نے بھی خوب تاویلیں کر کے عذر اور بہانے بنا کے بات ایسی بنائی ہے کہ تیرے گناہ نیکیاں ہو گئے اور تو ہاری بازی جیت گیا۔ فاولئك يبدل الله سيا تهم حسنات ۔

(۳) تمام انبیاء کرام اور مرسلین عظام علیھم السلام نے تو میدان محشر کی صف سے ہمیں جھڑک کے نکال دیا کہ جاؤ! ہم تمہاری شفاعت نہیں کر سکتے (تم اتنے بڑے مجرم ہو کہ ہماری شفاعت سے تمہارا کام نہ ہو سکے گا) اے محتاجوں کے آقا و مولیٰ اب آپ ہی کی بارگاہ میں فریاد ہے۔

ـ جس کا بھری دنیا میں کوئی بھی نہ ہو والی ۔۔۔ اس کو بھی میرے آقا سینے سے لگاتے ہیں

(۴) ویسے تو ہماری ہر شئے سرکار مدینہ علیہ السلام ہی کے لیے ہے کیونکہ انہی کے صدقے سے ہر نعمت ملی ہے مگر ہمارا ٹوٹا ہوا اور

زخمی دل خاص انہی کی محبت کے لیے ہے،اس میں کوئی اور نہیں سما سکتا یا مطلب یہ ہے کہ اس کی ان کی بارگاہ میں بہت اہمت ہے۔

بعض صوفیاء کرام نے ایک حدیث قدسی کتب تصوف میں نقل فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا عند المنکسرۃ قلوبھم۔ میں (اپنی محبت میں) ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس رہتا ہوں۔

؎ یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے

(۵) مدینہ شریف کی زیارت کرنے والے تو کب کے جا چکے ہیں اور (اے احمد رضا) تو ابھی آرام سے بیٹھا ہوا ہے (زندگی کا) سورج غروب ہونے کے قریب ہے، اُٹھ دیر نہ لگا اور اگر کوئی ساتھ نہیں بھی ہے تو اکیلا ہی سوئے مدینہ روانہ ہو جا۔

فکر آخرت:

اس شعر میں بھی شوق زیارت مدینہ کے ساتھ ساتھ فکر آخرت کا سبق دیا گیا ہے، جو کہ اہل اللہ کا ہر دور میں سب سے بڑا غم رہا ہے بلکہ امام المعصومین سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی تعلیم امت کے لیے اس سلسلہ میں فکر مند رہتے ہیں اور اہتمام فرماتے۔

(۶) اے پیارے آقا و مولیٰ! عمل کے لحاظ سے تو ہم بالکل نکمے ہیں، کوئی نیکی ہے نہ کوئی تیاری، اے آقا! کرم فرمایئے اگر آپ ہم جیسے عیبیوں کو نہ سنبھالیں گے تو کون سنبھالے گا آپ کے دامن کرم میں تو مجھ جیسے کروڑوں سما سکتے ہیں اور ایسے چھپیں گے کہ پھر

؎ ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

(۷) اے جہنم میں گرنے کے قابل گناہ گارو! یا گناہوں کی پھسلن سے گرنے والے مجرمو! مبارک ہو! دیکھو تو! آقا نے سجدے میں سر انور رکھ کر باب شفاعت کھول دیا ہے اور دیکھو! رو رو کر زلفیں بکھیر کر اللہ کی حمد و ثنا ایسے پیارے انداز میں شروع کی ہے (کمافی الحدیث) کہ اللہ کو ترس آ گیا ہے اور اس نے اعلان فرما دیا ہے کہ ؎

؎ اب تو سجدے سے سر کو اُٹھا لو آپ کی ساری امت بَری ہے

(۸) اے دل! تیری یہ عادت مجھے ہرگز پسند نہیں ہے جو تو اندر ہی اندر سلگتا (کڑھتا) رہتا ہے اگر تجھے جلنا ہے تو جل کر راکھ ہو جا تاکہ قصہ ہی ختم ہو، یہ کیا آہستہ آہستہ دھواں نکالتا رہتا ہے جس سے دم گھٹنے لگتا ہے اور بجائے سرور و انبساط ملنے کے بدمزگی اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔

؎ دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو

گر وقت اجل سر تری چوکھٹ پہ پڑا ہو جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

(۹) اے دوستو! مرنے کے بعد بار بار میرا چہرہ کھول کر کیا دیکھتے ہو؟ میں مجرم و سیاہ کار ہوں مجھے کیوں شرمندہ کرتے ہو، کفن سے میرا چہرہ ڈھانپ دو یہ مجرم اس قابل نہیں ہے کہ بار بار اس کا منہ ننگا کر کے اس کو رسوا کیا جائے، اس کی بھلائی اسی میں ہے کہ اس کو پردے میں ہی رہنے دیا جائے۔

؎ ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روز جزا دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تقویٰ و طہارت کا کوہ گراں، صبر و استقامت کا پہاڑ اور نیکی و پرہیزگاری کا پیکر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کس انداز میں پیش کر رہے ہیں اس سے موجود دور کے

نکمے ونالائق مگراونچے اونچے دعوے کرنے والے نام نہاد مشائخ کوضرور سبق لینا چاہیے کہ بلندی عاجزی میں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی ۔ اپنے آپ کو پاکیزہ مت ظاہر کرو اللہ جانتا ہے کون زیادہ پرہیز گار ہے۔

شرق سے لے غرب تک جن کی سلطنت کا شور تھا
دم بخود دو گز زمین میں ان کو دیکھا ایک دن
ہر کمالے راز والے یچ ہے غافل ہو شیار
بڑے بڑے اس خاک میں دیکھیں گے خود کو ایک دن
بولی خلوت میں اجل دولہا دولہن سے وقت عیش
ہے تمہیں بھی قبر کے گوشے میں سونا ایک دن

(۱۰) اے پیارے آقا مولیٰ! اب آپ ہی کرم فرمائیں گے تو ہم گنہ گاروں کی بات بنے گی ورنہ ہم تو اپنا مسئلہ خراب کر بیٹھے ہیں اور جو بھی پونجی تھی وہ کھیل تماشے میں لٹا چکے ہیں۔

(۱۱) اے عشق مصطفیٰ اور غم رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں تجھ پہ قربان جاؤں تو نے ہمارے دل کو جو فراق وغم رسول علیہ السلام کی آگ لگائی اس کا یہ فائدہ تو ہوا کہ جہنم سے چھٹکارا پا گئے کیونکہ تیری آگ نے تو جہنم کی آگ کو بھی بجھا دیا ہے العشق نار یحرق ما سوی اللہ ۔ عشق ایک ایسی آگ ہے جو ماسوی اللہ کو بھسم کر کے رکھ دیتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ مومن جب پلصراط سے گزرے گا تو دوزخ پکار اُٹھے گی کہ جلدی گذر تیرے نور ایمان کی ٹھنڈک سے میری آگ سرد ہو رہی ہے۔

غم مصطفیٰ تیرا شکریہ میں کہاں کہاں سے گذر گیا

(۱۲) اے دل! بُرے لالچ اور طمع کے ساتھ جتنا ظلم کرسکتا ہے کر لے کیونکہ بیگانہ اور اجنبی تو سارا زمانہ ہے صرف تو ہی تو نہیں ہے یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جب میں ساری دنیا کا ظلم سہ رہا ہوں تو ایک تیرا بھی سہ لوں گا تو بھی اپنا شوق پورا کر لے۔

(۱۳) اے مخالف! ہم دل جلے عاشق تو ہیں لیکن تو جانتا بھی ہے کہ کس کے (اپنے محبوب علیہ السلام کے) تو پیچھے ہٹ جا اے فتنوں کی چنگاری! میں تجھے ایک پھونک سے جلد کر راکھ کر دوں گا یہ تو نے کیا بدعقیدگی کی آگ لگا رکھی ہے۔

(۱۴) اے خشکی کے مارے عبادت گزار اور نیم ملاں خطرۂ جان! ہم سے جھگڑا نہ کر! کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ؟ چلو! تیری ہی مان لیتا ہوں مکہ ہی افضل سہی! مدینہ نہ سہی (مگر یہ تو بتا مکہ کو افضل بنایا کس نے ہے کس کی وجہ سے خدا مکہ کی گلیوں کی قسمیں یاد فرما رہا ہے؟ وانت حل بھذا لبلد ۔ اس لیے کہ ان گلیوں میں محبوب کے قدم لگے ہوئے ہیں) اچھا اچھا! چل، جا! بحث نہ کر ہم عشق والوں سے تکرار کرنے کی ضرورت نہیں ہے تو صرف کے کی بات کرتا میں کہتا ہوں کے کو بنانے والے حضرت خلیل علیہ السلام ہیں اور اگر مدینے والا نہ ہوتا تو۔

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے (اعلیٰ حضرت)

اور ہاں ہاں ارے زاہد!

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

(۱۵) کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں احمد رضا اپنی نعت کے پہلے شعر جو یہ کہہ آیا ہوں کہ ''میدان محشر میں صرف حضور ہی کی بارگاہ الٰہی میں رسائی ہے'' شاید میں نے کوئی غلط بات کی ہے یا اب پچھتا رہا ہوں کہ کیوں کہہ دیا ہے، اگر کسی کو اس عقیدے میں شک ہو تو وہ اپنا شک نکال دے۔ خدا کی قسم! ہاں ہاں اللہ کی قسم! قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے یہ عقیدہ کہ

؎ صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

واہ واہ اے گدائے در خیر الوریٰ احمد رضا! تیری قبر پہ اللہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے تو نے ہمیں کتنا ٹھوس عقیدۂ نجات عطا کیا ہے یقیناً تو در مصطفیٰ کا وہ عظیم الشان منگتا ہے کہ جن کے بارے کہا گیا ہے۔

؎ زمانے کے سکندر ہیں سخی دربار کے منگتے　　نرالی شان رکھتے ہیں نبی مختار کے منگتے
گدائے مصطفیٰ کی عظمتیں اللہ سے پوچھ　　شہنشاہوں سے اچھے ہیں میری سرکار کے منگتے

----***----

نعت شریف نمبر (۶۹)

(۱) حرز جاں ذکر شفاعت کیجئے — نار سے بچنے کی صورت کیجئے
(۲) ان کے نقش پایہ غیرت کیجئے — آنکھ سے چھپ کر زیارت کیجئے
(۳) ان کے حسن با ملاحت پر نثار — شیرۂ جاں کی حلاوت کیجئے
(۴) ان کے در پہ جیسے ہومٹ جایئے — ناتوا نو کچھ تو ہمت کیجئے
(۵) پھیر دیجئے پنجۂ دیو لعین — مصطفیٰ کے بل پہ طاقت کیجئے
(۶) ڈوب کر یاد لب شاداب میں — آب کوثر کی سباحت کیجئے
(۷) یاد قامت کرتے اٹھیے قبر سے — جانِ محشر پر قیامت کیجئے
(۸) ان کے در پر بیٹھیے بن کر فقیر — بے نواؤ فکر ثروت کیجئے
(۹) جس کا حسن اللہ کو بھی بھا گیا — ایسے پیارے سے محبت کیجئے
(۱۰) حیّ باقی جس کی کرتا ہے ثنا — مرتے دم تک اس کی مدحت کیجئے
(۱۱) نیم وا طیبہ کے پھولوں پر ہو آنکھ — بلبلو پاس نزاکت کیجئے
(۱۲) سر سے گرتا ہے ابھی بارِ گناہ — خم ذرا فرق ارادت کیجئے
(۱۳) عرش پر جس کی کمانیں چڑھ گئیں — صدقے اس بازو پہ قوت کیجئے
(۱۴) آنکھ تو اٹھتی نہیں دیں کیا جواب — ہم پہ بے پرسش ہی رحمت کیجئے
(۱۵) عذر بدتر از گناہ کا ذکر کیا — بے سبب ہم پر عنایت کیجئے
(۱۶) نعرہ کیجے یارسول اللہ کا — مفلسو سامان دولت کیجئے

مشکل الفاظ کے معانی:

* حرز جاں — جان کی حفاظت، پناہ گاہ، تعویذ * نار — آگ * صورت — تدبیر، شکل * نقش پا — پاؤں کا نشان * غیرت — شرم وحیا * چھپ کر — پوشیدہ ہوکر * باملاحت — نمکینی والا، سلونا * نثار — قربان * شیرہ — شربت * حلاوت —

مٹھاس ★ مٹ جایئے - فنا ہو جایئے ★ ناتوانو - اے کمزورو ★ ہمت - جرأت ، طاقت ★ دیولعین - لعنتی شیطان ★ بل - طاقت، بھروسہ ★ طاقت - قوت ، زور ★ یاد - ذکر ★ لب شاداب - تروتازہ ہونٹ ★ آب کوثر - حوض کوثر کا پانی ★ سباحت - تیرنا ★ قامت - قد ★ جان محشر - قیامت کی جان ★ قیامت - آفت ★ دَر - دروازہ، چوکھٹ ★ بے نواؤ - اے فقیرو ★ فکر ثروت - مالداری کی فکر ★ بھا گیا - پسند آ گیا ★ ایسے پیارے - اس طرح کے محبوب ★ حی - ہمیشہ زندہ رہنے والا ★ باقی - باقی رہنے والا (ہمیشہ قائم رہنے والی ذات یعنی اللہ تعالیٰ) ★ ثنا - تعریف ★ مدحت - تعریف ★ کمانیں - کمان کی جمع بمعنی چلّہ، کمانیں چڑھ گئیں (ڈنکا بج گیا) ★ صدقے - قربان ★ نیم - آدھا ★ وا - کھلنا ★ نزاکت - خوبی ، نازک مزاجی ★ بارگناہ - گناہوں کا بوجھ ★ خم - جھکنا ★ فرق - سر ★ ارادت - عقیدت ★ بے پرسش - بغیر پوچھے، سوال کیے بغیر، بغیر حساب وکتاب کے ★ عذر - معذرت ، بہانہ ★ بدتر - بہت برا ★ بے سبب - بلاوجہ ★ عنایت - مہربانی ★ نعرہ - زور سے آواز نکالنا (عربی) ★ مفلسو - اے غریبو، بے نواؤ، منگتو۔

مفهوم اشعار و خلاصه تشریح:

(۱) اپنی جان کو محفوظ کرنے کے لیے شفاعت کا ذکر اپنے گلے کا تعویذ بنالو کہ جیسے تعویذ ہر وقت گلے میں رہتا ہے اسی طرح ذکر شفاعت سے ہر وقت اپنی زبان کو تر رکھو اس طرح اے گنہ گارو! دوزخ کی آگ سے بچنے کی تمہارے لیے کوئی صورت نکل سکتی ہے، اعمال پہ بھروسہ نہیں کیا جاسکتا ہے حضور کی شفاعت سے ہی کام بنے گا۔

؎ کرم کی بات کرو! یا ان کی عطا کی بات کرو زباں کو پاک کرو، مصطفیٰ کی بات کرو

(خضر حسین خضر)

اعمال کا معاملہ تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک جیسی شخصیت کو مرنے کے بعد اللہ نے صرف اتنی بات پر کہ تو نے ایک بدعتی کو محبت سے دیکھا تھا تیس سال اپنے سامنے کھڑا کر کے ڈانٹ ڈپٹ فرمائی (روح البیان) اور ایک شخص اپنے سگے بیٹے کو بروز قیامت لپٹ کر روئے گا کہ مجھے صرف ایک نیکی دے دے تاکہ میری بخشش ہو جائے مگر وہ جھٹک دے گا کہ جس طرح آج تو ضرورت مند ہے میں بھی ہوں اسی طرح بیوی، باپ، ماں، بہن بھائیوں کا حال ہوگا۔ اس لیے

؎ کرو نہ بات زمانے کے مہ جبینوں کی میرے نبی کے رخ والضحیٰ کی بات کرو

(۲) اگر شرم وحیاء کا مادہ ہے تو خاندان ، برادری اور جھوٹی عزت وناموس پر غیرت کرنے کی بجائے حضور علیہ السلام کے نشان قدم پہ مرمٹو اور غیرت کرو اور پھر ظاہری آنکھوں سے چھپ کر دل کی آنکھ سے مصطفیٰ کا دیدار کرو جیسے حضرت ابوبکر صدیق نے غار ثور میں کیا۔

(۳) اپنی جان کا میٹھا شربت یعنی اپنی جان، حضور علیہ السلام کے نمکین اور سلونے حسن کی لذت پہ نثار کر دیجئے۔ کیونکہ

؎ حسن ہے بے مثل صورت لاجواب میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

(۴) اے نادارو، گناہ گارو! اتنے پست ہمت بھی نہ ہو جاؤ، جیسے بھی ہو سکے (اصحاب صفہ علیہم الرضوان) کی طرح حضور علیہ السلام کے در اقدس پہ بیٹھے بیٹھے فنا ہو جاؤ! ذرا ہمت کرو، زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر طاقت ہو تو مدینہ میں آ کر مرو! یہاں آ کر مرنا تمہارا کام ہے، شفاعت کر کے تمہیں بخشوالینا میرا کام ہے۔اس سے پہلے یہ حدیث عربی عبارت بمعہ ترجمہ مشکوۃ شریف کے حوالے سے چند مرتبہ اسی شرح میں گزر چکی ہے۔

ے صدا کرنا تھی میرے بس میں، میں نے تو صدا کر دی وہ کیا دیں گے میں کیا لوں گا ئنی جانے گدا جانے
(ناصر چشتی)

(۵) اٹھو! اے غلامانِ مصطفیٰ! اور حضور کی طاقت وقوت کے بل بوتے پر شیطان لعین کا پنجہ مروڑ دو، ہمت کرو! غوث پاک کے در کا کتا بھی شیر کو چیر پھاڑ دیتا ہے، غوث اعظم کے آقا کا دامن ہاتھ میں لو! شیطان تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا۔ دیکھتے نہیں ہو کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شیطان کو پکڑ لیا تھا تو اس نے آیۃ الکرسی کا وظیفہ بتا کر جان چھڑائی۔

(۶) اللہ کے پیارے محبوب علیہ السلام کے گلاب کی پنکھڑیوں سے بھی زیادہ نرم ونازک اور تر وتازہ مبارک ہونٹوں کی یاد میں مست ہو کر حوض کوثر میں غوطہ زنی کے نظارے لیجئے۔

(۷) اور جب اے غلامانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) تم بروز قیامت اپنی قبروں سے اپنے آقا علیہ والسلام کے قدِ انور کا جھوم جھوم کے ذکر کرتے ہوئے اٹھو گے تو قیامت اگر چہ جتنی بڑی قیامت (آفت) سہی مگر اس آفت پر بھی تم آفت گراؤ گے اور اس کو تمہاری فکر چھوڑ کر اپنی فکر کرنی پڑے گی کہ کہیں میری وجہ سے غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ ہو اور اس وجہ سے محبوب خدا مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں آخر حضور اس کے بھی تو رسول ہیں اور آخر وہ بھی تو حضور کی نیاز مند ہے۔

(۸) آقائے دوجہاں علیہ السلام کے درِ اقدس پر فقیر بن کر بیٹھ جاؤ اور دنیا کی دولت سے نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کے در کی گدائی حاصل کرنے کی فکر کرو یہی اصل مالداری اور ثروت ہے۔

ے ان کے جو غلام ہو گئے وہ خلق کے امام ہو گئے

(۹) جس پیارے آقا علیہ السلام کا حسن وجمال خدا کو بھی پسند آیا ہے اے گناہ گارو! دنیا کے بربادی والے حسن کے پیچھے پڑنے کی بجائے اس محبوب کے رخِ والضحیٰ اور زلف والیل سے پیار کرو جس کی وجہ سے پوری کائنات میں بہار آ گئی۔

(۱۰) وہ خدا جو حی وباقی (ہمیشہ زندہ وباقی رہنے والی ذات) ہے جب وہ اپنے پیارے کی تعریف فرماتا ہے تو اس کے بندوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ یہی چاہتا ہے کہ میرے محبوب کی ہر کوئی ہر وقت تعریف کرے تا کہ میرے محبوب کا محبوب بن کے میرا بھی محبوب بن جائے کیونکہ دوست کا دوست بھی دوست ہوا کرتا ہے۔ ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحبکم اللّٰہ۔

(۱۱) وہ آقا ومولیٰ جس کی عظمت کے چرچے عرش پہ ہیں اور جس کے بازو کی قوت سے چاند ٹکڑے ہوا اور ڈوبا ہوا سورج واپس پلٹ آیا اس پیارے آقا (کے دین) کے لیے اے امت مصطفیٰ اپنی ساری طاقت وقوت کو بروئے کار لاؤ اور دین کے دشمنوں کو مار بھگاؤ۔

(۱۲) اے عاشقانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) چمنستان رسالت کی بلبلو! محبوب کے کوچے میں جاؤ تو ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو، پھولوں پر نگاہ ڈالو! تو پوری آنکھ نہ کھولو کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے بلکہ نظر جھکا کے ان کی بھی عزت وتعظیم کو ملحوظ خاطر رکھو۔

ے حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

(۱۳) اگر تمہیں گناہوں کا بوجھ سر پہ بہت بھاری لگ رہا ہے تو ذرا عقیدت وارادت سے سرکو ان کی بارگاہ میں جھکا کر تو دیکھو! گناہوں کا بوجھ ان کی ایک نگاہ کرم کی برکت سے ایسے گرے گا کہ تمہیں احساس تک نہ ہوگا۔ جیسے ان کی بے ادبی سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں اور پتہ بھی نہیں چلتا ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون ۔ ایسے ہی ان کا ادب کرنے سے گناہوں کا حشر بھی ہوتا ہے۔

(۱۴) اے پیارے آقا! ہم تو آپ کی نافرمانیاں کر کر کے اتنے شرمسار ہیں کہ آپ کے سامنے نگاہ بھی نہیں اُٹھا سکتے، ہم سے حساب وکتاب لینا ہمیں مزید شرمندہ کرنے کے مترادف ہے بغیر سوال وجواب کے ہی ہم پہ اپنی رحمت کی بارش کر دیجئے۔

(۱۵) یارسول اللہ! ہم اپنے گناہوں کا کیا عذر آپ کے سامنے پیش کریں کہ ہمارے عذر بھی تو ایسے ہیں جو گناہوں سے زیادہ برے ہیں، ہمارے بہانے بھی ہمارے خلاف ہی جائیں گے، کرم فرمایئے اور ہماری بخشش بلاوجہ اور بلا سبب ہی ہو جائے۔

(۱۶) اے غلامانِ (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اگر اعمال کے لحاظ سے تم کنگال اور مفلس ہو تو ایک کام تو کرو کہ سب وجد میں آ کر نعرۂ رسالت لگاؤ پھر دیکھنا تمہاری محتاجی کیسے ختم ہوتی ہے اور ساری دنیا تمہارے قدموں میں آجاتی ہے۔

؎ یارسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے جس نے یہ نعرہ لگایا اس کا بیڑا پار ہے

(۱۷) ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجئے
(۱۸) مَنْ رَاٰنِیْ قَدْرَاَی الْحَقّ جو کہے کیا بیاں اس کی حقیقت کیجئے
(۱۹) عالم علم دو عالم ہیں حضور آپ سے کیا عرض حاجت کیجئے
(۲۰) آپ سلطان جہاں ہم بے نوا یاد ہم کو وقت نعمت کیجئے
(۲۱) تجھ سے کیا کیا اے مرے طیبہ کے چاند ظلمت غم کی شکایت کیجئے
(۲۲) در بدر کب تک پھریں خستہ خراب طیبہ میں مدفن عنایت کیجئے
(۲۳) ہر برس وہ قافلوں کی دُھوم دھام آہ سُنیے اور غفلت کیجئے
(۲۴) پھر پلٹ کر منہ نہ اس جانب کیا سچ ہے اور دعوائے اُلفت کیجئے
(۲۵) اقر با حب وطن بے ہمتی آہ کس کس کی شکایت کیجئے
(۲۶) اب تو آقا منہ دکھانے کا نہیں کس طرح رفع ندامت کیجئے
(۲۷) اپنے ہاتھوں خود لٹا بیٹھے ہیں گھر کس پہ دعوائے بضاعت کیجئے
(۲۸) کس سے کہیے کیا کیا ہو گیا خود ہی اپنے پر ملامت کیجئے
(۲۹) عرض کا بھی اب تو منہ پڑتا نہیں کیا علاج دردِ فرقت کیجئے
(۳۰) اپنی اک میٹھی نظر کے شہد سے چارۂ زہر مصیبت کیجئے

(۳۱) دے خدا ہمت کہ یہ جانِ حزیں آپ پر واریں وہ صورت کیجئے

(۳۲) آپ ہم سے بڑھ کر ہم پر مہربان ہم کریں جرم آپ رحمت کیجئے

(۳۳) جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رِضا
یاد اُس کی اپنی عادت کیجئے

مشکل الفاظ کے معانی :

* صدقہ۔وسیلہ، طفیل، واسطہ * شہزادے۔امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما * من رانی فقد رای الحق۔جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا (حدیث شریف) * عالم۔جاننے والا * دوعالم۔دونوں جہان * عرض حاجت۔ضرورت پیش کرنا * سلطان جہاں۔دنیا کا بادشاہ * بے نوا۔غریب، بے چارہ * طیبہ کے چاند۔مدینہ کے ماہتاب عالمتاب * ظلمت غم۔غم کا اندھیرا * دربدر۔ہر دروازے پر * خستہ خراب۔حیران و پریشان * مدفن۔قبر * ہر برس۔ہر سال * دھوم دھام۔زور شور * غفلت۔سستی * پلٹ کر۔لوٹ کر * جانب۔طرف * دعوائے الفت۔محبت کی بات * اقربا۔قریبی، رشتہ دار * حب وطن۔وطن کی محبت * بے ہمتی۔ کمزوری * آہ۔ہائے افسوس * رفع۔اُٹھانا، دور کرنا * ندامت۔شرمساری * لٹا بیٹھے ہیں۔اُجڑے بیٹھے ہیں * بضاعت۔سرمایہ، دولت، پونجی * کیا کیا کیا۔پہلا اور تیسرا سوالیہ ہے اور دوسرا کرنا سے ماضی * ملامت۔لعن طعن * عرض۔گذارش، درخواست * درد فرقت۔جدائی کی بیماری * شہد سے۔مٹھاس مراد ہے (شیریں لسانی) * چارہ۔علاج، تدبیر * جان حزیں۔غمگین جان * واریں۔قربان کریں * بڑھ کے۔زیادہ * جرم۔گناہ، خطا، نافرمانی * یاد۔ذکر * عادت۔معمول (جو کام ہر وقت کیا جائے)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱۷) اے پیارے آقا! جب ہم آپ ہی کے ہیں اگرچہ جیسے بھی ہیں تو پھر ہم مصیبت کے مارے آپ کا در چھوڑ کر کس کے پاس جائیں اور آپ نے اگر ہمیں اپنے در سے دھتکار دیا تو ہمیں کون پوچھے گا لہٰذا اپنے پیارے شہزادوں (امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما) کا صدقہ ہم پر اپنی رحمت کی چھاؤں کیجئے۔

(۱۸) جو ذات اپنے بارے میں فرمائے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا، بھلا اس کی حقیقت پھر کون بیان کر سکتا ہے۔آپ نے خود ارشاد فرمایا یا ابابکر لم یعرفنی حقیقۃ سوئ ربی۔ اے ابوبکر! میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۱۹) آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم جب دونوں جہانوں کی خبر رکھتے ہیں (فعلمت مافی السموات والارض) پھر آپ کی بارگاہ میں حاجت پیش کرنے کی بھی ضرورت کیا ہے کیونکہ آپ تو ہماری جلوتوں، خلوتوں کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ ایک دن ضرور خود ہی نظر کرم فرمائیں گے اور حالات بدل جائیں گے۔

(۲۰) اے پیارے آقا! ہماری بھلا آپ سے کیا نسبت ہو سکتی ہے یہ تو آپ کا کرم ہے کہ ہم جیسوں کو نبھا رہے ہیں ورنہ کہاں ہم نکمے مسکین اور کہاں آپ سلطان الانبیاء بس اسی طرح ہمیں نبھاتے رہیں اور جس طرح ہر موقع پہ (ولادت، معراج، وصال)

اپنی گناہ گار امت کو یاد فرماتے رہے ہیں اسی طرح جب آپ پر اللہ تعالیٰ اپنے انعام واکرام کا مینہ برسائے اور بالخصوص جب اذن شفاعت کی آپ کو نعمت ملے تو اس وقت بھی ہمیں نہ بولیے گا۔

(۲۱) اے پیارے آقا! ہمیں کس کس طرح کے غموں اور دُکھوں نے گھیر رکھا ہے اور گناہوں کے اندھیروں نے ہمیں کسی کام کا نہیں چھوڑا، آپ سے کیا کیا عرض کریں آپ تو سب جانتے ہیں، اے عرب کے چاند اپنی عالمتاب روشنی سے ہمیں ان اندھیروں سے نجات عطا کیجئے۔

ـــــ چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے　　　میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

(۲۲) اے پیارے آقا! ہم کب تک دَر دَر کے دھکے کھاتے رہیں گے مہربانی فرمایئے ہمیں زندگی میں بھی اپنے دروازے سے نہ اُٹھایئے اور مرنے کے بعد شہر مدینہ میں قبر کی جگہ عنائت کیجئے۔

(۲۳) ہر سال زائرین طیبہ کے قافلے سوئے مدینہ بڑی شان وشوکت سے رواں دواں ہوتے ہیں ان کی جذب وشوق میں آہ وزاری سنو (اے لوگو) اور ان کو جو کرتے ہیں کرنے دو تا کہ ان کے دل کی بھڑاس نکلے اور ان کو معذور سمجھ کر چشم پوشی کرتے رہو کیونکہ عشق کے مارے اور فراق وہجر کے مریض ایسے ہی کیا کرتے ہیں یا اے آقا! آپ ان کی آہ وزاری سنتے ہیں میرا حال ان سے کچھ مختلف نہیں میری طرف کب آپ کی نگاہ کرم ہو گی اور مجھے بھی قافلے والوں کے ساتھ کب اپنے در پہ بلائیں گے؟

(۲۴) (اپنے آپ کو خطاب کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اے نام کے عاشق!) تو ایک بار مدینہ طیبہ حاضر ہوا پھر لوٹ کر دوبارہ نہ گیا، اگر یہ بات سچ ہے اور یقیناً سچ ہے تو پھر تو ہی بتا کیا محبت ایسی ہوا کرتی ہے۔ اور تو دعوائے محبت میں کہاں تک سچا ہے؟

(۲۵) (اپنی مجبوریاں بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں) عزیز رشتہ دار، وطن کی محبت اور میری اپنی کم ہمتی ونالائقی مجھے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے مانع ہے اور اس کے علاوہ بھی جو میری کمزوریاں ہیں میں آپ کی بارگاہ میں کیا عرض کروں حضور! آپ تو میرے سارے حالات سے آگاہ ہیں۔

(۲۶) اے میرے آقا! میں اس قدر شرمندہ ہوں کہ آپ کو منہ دکھانے کا نہیں رہا اور ہر وقت اس سوچ میں ڈوبا رہتا ہوں کہ اس ندامت وشرمندگی کو کس طرح ختم کروں کہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کا سامنا کر سکوں، اے اللہ تو ہی میری مشکل آسان فرما اور اپنے حبیب کے سامنے مجھے شرمندگی سے بچا۔

علامہ اقبال نے بھی اسی طرح کی دعا کی، چنانچہ ان کی مشہور زمانہ مگر غیر مطبوعہ رباعی ہے۔

ـــــ تو غنی از ہر دو عالم من فقیر　　　روز محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر　　　از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

(۲۷) ہم وہ بدنصیب ہیں کہ جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے خود ہی اپنا گھر برباد کر لیا ہے، اب کس کے خلاف دعویٰ کریں کیونکہ "خود کردہ را علاج نیست" اپنی ہی پیدا کی ہوئی بیماری کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔

(۲۸) کس سے کہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے تھا اور ہم کیا کر بیٹھے (ہم نے اللہ ورسول کی اطاعت کرنے کی بجائے ان کی نافرمانی کی اور ان کو ناراض کر لیا) اب کسی اور کو لعن طعن کرنے کی بجائے اپنے آپ کو ہی ملامت کر کے اپنا غصہ نکال رہے ہیں جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

(۲۹) آپ کو ناراض کر کے اب تو ہم اس قابل بھی نہیں رہے کہ کچھ عرض کر سکیں کہ حضور! ہمیں اپنے پاس بلا لیں ہائے اس جدائی کے صدمے کا اب کیا علاج ہو سکے گا۔

(۳۰) اے میرے پیارے آقا! اب آپ کے علاوہ ہمارا ہے بھی کون؟ پھر مجبوراً آپ ہی کی خدمت میں عرض کرنا پڑتا ہے، اپنی پیاری پیاری آنکھوں کی ایک میٹھی میٹھی نظر سے ہماری مصیبت کے زہر کا علاج فرما دیجئے۔

(۳۱) ہماری اپنے اللہ سے بھی یہی دعا ہے کہ اے اللہ! جو ہو گیا وہ معاف فرما دے اور اب ہمیں ہمت وطاقت عطا کر دے کہ اپنی یہ ناکارہ اور دکھی جان تیرے محبوب کے مبارک قدموں پہ قربان کر دیں۔ تاکہ مافات کی تلافی ہو جائے اور پھر سے تیرے حبیب کے دیس کی ٹھنڈی ہوائیں ہمارے مشام جان کو معطر کرنا شروع کر دیں۔

(۳۲) حضور! آپ تو ایسے رحیم وکریم آقا ہیں کہ ہمیں خود اپنی اتنی فکر نہیں ہوتی جتنی کہ آپ کو ہماری فکر ہوتی ہے آپ ہم پر ہم سے زیادہ مہربان ہیں، ہمارا کام جرم کرنا ہے آپ کا کام کرم کرنا ہے ہم خطائیں کرتے ہیں، آپ عطائیں فرماتے ہیں، ہم گناہ کرتے ہیں آپ دعائیں فرماتے ہیں۔

(۳۳) اے احمد رضا! جو پیارا آقا ہمیں نہ فرش پہ بھولا نہ عرش پہ جا کر بھولا، زندگی کے ہر موڑ پر ہمیں یاد رکھا اس پیارے آقا کو ہمیشہ یاد رکھو اور ان کے ذکر کو اپنی عادت اور اپنا معمول بنا لو۔



نعت شریف نمبر (۷۰)

(۱) دشمن احمد پہ شدت کیجئے — ملحدوں کی کیا مروّت کیجئے
(۲) ذکر ان کا چھیڑیے ہر بات میں — چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے
(۳) مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں — ذکر آیاتِ ولادت کیجئے
(۴) غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل — یارسول اللہ کی کثرت کیجئے
(۵) کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام — جانِ کافر پر قیامت کیجئے
(۶) آپ درگاہِ خدا میں ہیں وجیہ — ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے
(۷) حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب — اب شفاعت بالمحبت کیجئے
(۸) اذن کب کا مل چکا اب تو حضور — ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے
(۹) ملحدوں کا شک نکل جائے حضور — ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے
(۱۰) شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب — اُس برے مذہب پہ لعنت کیجئے
(۱۱) ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی — عشق کے بدلے عداوت کیجئے
(۱۲) والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر — مومنو اتمام حجت کیجئے
(۱۳) بیٹھتے اُٹھتے حضور پاک سے — التجا و استعانت کیجئے
(۱۴) یارسول اللہ! دہائی آپ کی — گوشمالِ اہلِ بدعت کیجئے
(۱۵) غوث اعظم آپ سے فریاد ہے — زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے
(۱۶) یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہیٰ — اولیاء کو حکم نصرت کیجئے
(۱۷) میرے آقا حضرت اچھے میاں
ہو رِضا اچھا وہ صورت کیجئے

مشکل الفاظ کے معانی:

★شدت – سختی ★ملحدوں – بے دینوں، گمراہوں ★مروّت – رعایت، نرمی، لحاظ ★چھیڑیے – کرتے رہیے

٭ چھیڑنا—چڑانا، بھڑکانا، غصہ چڑھانا ٭ عادت—معمول ٭ فارس—ایران ٭ ذکر آیات ولادت—میلاد شریف کی آیات کا تذکرہ کرنا ٭ غیظ—غصہ، غضب ٭ جل جائیں—سڑ جائیں ٭ کثرت—زیادتی ٭ چرچا—شہرہ، مشہوری ٭ جانِ کافر—منکر کی جان ٭ قیامت—آفت ٭ درگاہ—بارگاہ ٭ وجیہہ—باعزت ٭ بالوجاہت—رعب و دبدبہ کے ساتھ ٭ حبیب—پیارا ٭ بالمحبت—پیار و محبت کے ساتھ ٭ اِذن—اجازت، رخصت ٭ مل چکا—حاصل ہو چکا ٭ جانب ماہ—چاند کی طرف ٭ اشارت—اشارہ، توجہ ٭ شرک—اللہ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا ٭ تعظیم—عزت و بزرگی، توقیر کرنا ٭ حق—استحقاق، حصہ ٭ عشق—محبت ٭ عدوات—دشمنی، کینہ، عناد ٭ والضحیٰ، حجرات، الم نشرح—قرآن پاک کی سورتیں ٭ اتمام حجت—دلیل مکمل کرنا ٭ التجاء—آرزو و تمنا کرنا، منت وسماجت کرنا ٭ استعانت—مدد طلب کرنا ٭ دھائی—فریاد، پناہ ٭ گوشمال اہل بدعت—بدعتیوں کو سزا دینا ٭ فریاد—دھائی، عرض ومعروض ٭ ملت—مذہب و دین، امت ٭ منتہیٰ—انجام کار، انتہا ٭ نصرت—مدد، تعاون ٭ اچھے میاں—اعلیٰ حضرت کے روحانی بزرگ ٭ صورت—شکل، تدبیر، حالت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) (یاایھا النبی جاھد الکفار و المنافقین واغلظ علیھم کے حکم خداوندی کے مطابق) حضور علیہ السلام کے دشمن پہ خوب سختی کرو اور بے دین لوگوں کے ساتھ ذرا رعایت نہ کرو۔ وہ تمام لوگ جو حضور علیہ السلام کے ساتھ معاندانہ معاملہ رکھتے ہیں مثلاً یوں کہیں کہ حضور بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں، (تقویۃ الایمان) عمل میں امتی نبی سے بڑھ بھی سکتا ہے۔ (تحذیر الناس) یا آپ کے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے ساتھ بغض رکھیں اور ہندوؤں کی ہولی دیوالی کا مردار کھانا جائز اور امام حسین کے نام کی سبیل کا شربت و پانی پینا حرام و ناجائز بتائیں (فتاوٰی رشیدیہ) یہ سب اغلظ علیھم کے حکم میں شامل ہیں۔

(۲) اے غلامانِ مصطفیٰ! آقائے دو عالم علیہ السلام کا ذکر کرنے سے اگر کسی کو آگ لگتی ہے تو حضور کا ذکر ہر بات میں چھیڑا کرو اور یوں سمجھو کہ ہم حضور علیہ السلام کا ذکر خیر کر کے شیطان کو غصہ چڑھا رہے ہیں شیطان ناراض ہوگا تو اللہ خود بخود ہی راضی ہو جائے گا، اس طرح شیطان کو تنگ کرنا اپنی عادت اور معمول بنالو قل موتو ابغیظکم اور شیطان کے چیلوں سے کہو مرتے رہو اپنے غصے میں ہم تو۔

دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائیں گے

(۳) جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت ایران میں دھماکے کے ساتھ کسریٰ ایران کے محل کے پرخچے اُڑ گئے۔ اے غلامانِ مصطفیٰ! میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والی آیات کو زیادہ سے زیادہ پڑھو اور نجدیوں بدعقیدوں پہ بھی دھماکے کرو اور ان کے جھوٹے مذہب کے محل میں بھی زلزلہ بپا کر دو۔

(۴) اور اگر کوئی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نعرے سے چیں بہ جبیں ہوتا ہے اور اس کے دل میں عناد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ تو یہ نعرہ رسالت کثرت سے لگاؤ اور ان کے دلوں کو انہی کے غیظ و غضب کی آگ میں جلا کر راکھ کر دو۔

ہے جب تک اہل سنت کا کوئی اک فرد بھی باقی ۔۔۔ فضاؤں میں سدا گونجے گا نعرہ یارسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) (انشاء اللہ العزیز)

(۵) جو ہمارے آقا علیہ السلام کے ذکر خیر سے بغض رکھے اور اس کو اچھا نہ سمجھے بلکہ بند کرنے کی سعی ناکام کرے اے غلامانِ

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) صبح وشام حضور کا کثرت سے ذکر کر کے ایسے منکر کی جان پہ آفتوں پہ آفتیں ڈھاتے رہو اور اپنے آقا کو یاد کر کر کے کہتے رہو۔

ے تُہاڈا ناں ای ایڈا اے رسیلہ یارسول اللہ — کہ مجمع ہوندا جاندا اے تسیلہ یارسول اللہ
تیرا رتبہ اے دو جگ توں جلیلہ یارسول اللہ — خدا تک پہنچنے دا اک وسیلہ یارسول اللہ
اوہ تیرے خُلق دے پاروں محبت دانشاں نبیاں — جھڑا دشمن سی جاناں دا قبیلہ یارسول اللہ
کدوں تک غم دیاں سٹاں رہوے گا شادا ایہہ سہندا — ایہدا ہن ہو گیا جثہ اے نیلہ یارسول اللہ

(۶) اے پیارے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ مردود جو یہ کہے کہ ہر کوئی اللہ کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے اور آپ کی شفاعت بالوجاہت کا انکار کرتے ہوئے کہے کہ جیسے بادشاہ کسی مجرم کو معاف کرنا چاہیے تو چاہتا ہے کہ کوئی سفارش کرے تا کہ میں اس کو چھوڑ دوں تو خانہ پوری کے لیے سفارش مان کر اس مجرم کو چھوڑ دیا جائے (ملخصا) ایسے مردود کی بات مانیں یا آپ کے خدا کے احکامات دیکھیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا و کان عند اللّٰہ وجیھا ۔ وہ اللہ کے ہاں جاہت والے تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا گیا وجیھا فی الدنیا و الاخرۃ وہ دنیا و آخرت میں عزت والے تھے۔ اور یہ پیارے تو آپ کا امتی ہونے کی دعائیں کرتے رہے اور شب معراج آپ کے مقتدی بنے رہے پھر آپ کی وجاہت کا عالم کیا ہوگا۔ آپ یقیناً بارگاہ الٰہی میں عزت وشان والے ہیں، مرتبے اور مقام والے ہیں اپنے گنہ گار امتیوں کی عزت وشان کے ساتھ شفاعت فرمایئے۔

ے ہم نے تکریم پیمبر کو نہیں چھوڑا کبھی — وقت نے فرمان گو ایسے کیے جاری

(حدیث شوق)

اے دیوانو! اور شمع رسالت کے پروانو! جمال نبوت کے مستانو! حضور کی ذات تو ذات آپ کا نام آئے، ذکر خیر ہو تو وجد میں جھوم کر قربان ہو جایا کرو اور بدعقیدہ لوگوں کو یہ مسئلہ بتا دو کہ

ے جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہو جائے — *جب ان کا نام آئے مرحبا صل علیٰ کہے

(صلی اللہ علیہ وسلم) (ماہر القادری)

(۷) اے پیارے آقا! جب اللہ تعالیٰ آپ سے محبت فرماتا ہے اور آپ نے خود فرمایا الا و انا حبیب اللّٰہ ۔ ہاں سنو! میں اللہ کا محبوب ہوں تو پھر اپنے گنہ گار امتیوں کی شفاعت محبت کے ساتھ فرمایئے کیونکہ آپ تو دشمنوں کے ساتھ بھی محبت سے ہی پیش آتے ہیں ہم تو پھر آپ کے غلام ہیں اگرچہ جیسے ہی ہیں۔

(۸) اللہ نے آپ کو شفاعت کا اذن عطا فرما ہی دیا ہے (و استغفر لھم الرسول ۔ و استغفر لھم) تو اب ہم غربت کے ماروں کی شفاعت فرمانے میں دیر نہ فرمایئے تا کہ

ے فقط اشارے سے سب کی نجات ہو کے رہے

(۹) یہ بدعقیدہ، بے ایمان آپ کے اختیارات اور آپ کی طاقت وقدرت کے منکر، جو کہتے ہیں جس کا نام محمد و علی ہو وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں ہو سکتا۔ نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا وغیرہ وغیرہ ان بے دینوں کا شک دور کرنے کے لیے اے میرے

پیارے آقا! اس چمکتے ہوئے چاند کو ایک بار پھر سے اشارہ فرمائیں تاکہ چاند ان کو بتائے کہ آپ کی انگلی کے اشارے میں کیسی طاقت وقدرت ہے۔

(۱۰) اور جو بے ایمان یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرو بلکہ اس سے بھی کم کہ کہیں شرک نہ ہو جائے ایسے بدعقیدہ کو ہم یوں کہیں گے کہ جب تیرے عقیدے کے مطابق! اللہ کے محبوب کی تعظیم شرک ہے تو ہم تیرے مذہب پہ ہی ہزار لعنت بھیجتے ہیں۔

(۱۱) ارے او اللہ کے محبوب کی عظمت وشان میں ایسی گندی باتیں لکھنے والے ظالمو! مجھے ذرا یہ تو بتاؤ کہ کس دشمنی کے بدلے لے رہے ہو کیا محبوب خدا کا تم پر یہی حق تھا کہ بجائے اس کے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ محبت وعقیدت رکھی جائے تم نے اُلٹا ان سے عدوات وبغض کا سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔

ے ڈھیٹ اور بے شرم تو دنیا میں دیکھے ہیں بہت   سب سے سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

(۱۲) اے غلامانِ مصطفیٰ! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب یہ بدعقید لوگ تمہارے آقا کی عظمت کو گھٹانے کے لیے ایسی ایسی باتیں کریں تو تم ان کا منہ بند کرنے کے لیے (نہ کہ منوانے کے لیے کیونکہ ماننے والی ان کی فطرت ہی نہیں) سورہ والضحیٰ سناؤ (جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے رُخ والضحیٰ اور زلف والیل کی قسم یاد فرمائی) سورہ حجرات سناؤ (جس میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ کا ادب واحترام سکھایا اور فرمایا کہ اگر تم نے اپنی آواز بھی میرے محبوب کی آواز سے اونچی کی تو تمہارے اعمال ضائع کر دیے جائیں گے) اور سورہ الم نشرح سناؤ (جس میں اللہ نے فرمایا ورفعنا لك ذكرك اے محبوب ہم نے تیرے ذکر کو تیری خاطر بلند کر دیا ہے) اور اے اہل ایمان اتمام حجت کے لیے ان ظالموں کو کہو کہ

ے وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور گھٹانا کیا جانے

(۱۳) اے غلامانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) بیٹھو تب بھی اپنے نبی سے مدد چاہو، اُٹھو تو تب بھی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مشکلات کے حل کی التجا کرو ہر حال میں حضور سے مدد چاہنا اپنا وظیفہ بنالو۔ کیوں؟ اس کیوں کا جواب حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی زبان سے عاشقانہ انداز میں پڑھیے۔

◆ انت الذی لو لاك ما خلق امرأ   كلا ولا خلق الوری لولاکا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ذات وہ ذات ہے اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوق ہی پیدا نہ ہوتی۔

◆ انت الذی من نورك البدر اكتسی   والشمس مشرقة بنور بهاكا

آپ وہ شخصیت ہیں کہ آپ ہی کے نور سے چودھویں کے چاند نے روشنی کا لباس پہنا اور سورج بھی آپ ہی کے نور سے منور ہے۔

◆ انت الذی لما توسل آدم   من زلة بك فاز وهو اباكا

آپ کی ہستی وہ ہستی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کا وسیلہ اختیار کیا اپنی لغزش کے حوالے سے تو وہ

کامیاب ہو گئے حالانکہ وہ آپ کے جد کریم ہیں۔

◆ والماء فاض براحتیك و سبحت — صم الحصی بالفضل فی یمنا کا

آپ کی ہتھیلیوں سے پانی جاری ہوا اور سخت کنکریوں نے آپ کے دست مبارک میں تسبیح کہی۔

◆ ماذا یقول المادحون وما عسی — ان یجمع الکتاب من معنا کا

آپ کے ثناخوان آپ کی مدح میں کیا کہہ سکتے ہیں؟ اور لکھنے والے آپ کے اوصاف کریمہ کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

(۱۴) اے پیارے آقا! ہمارے دور کے بدعقیدہ بدعتی آپ کے گستاخ ایسے ڈھیٹ اور بے شرم ہیں کہ ہزار دلائل دو پھر بھی ماننے کی طرف نہیں آتے آپ ہی کی بارگاہ میں فریاد ہے کہ ان پتھر دلوں کی گوشمال فرمائیں، ان کو سخت سزا دیں تا کہ دنیا ان کے گستاخانہ عقائد سے بچ جائے۔

(۱۵) اے قطب الاقطاب، غوث الاغواث، نائب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیارے غوث اعظم! آپ کا لقب محی الدین (دین کو زندہ کرنے والا) ہے آپ کی بارگاہ میں بھی درخواست ہے کہ اپنی کرامت دکھایئے اور اس ملت کے تن مردہ میں جان ڈال کر اس طرح زندہ فرما دیجئے جیسے آپ نے عیسائی کے مطالبے پر کئی سو سال پرانے مردے کو زندہ فرما دیا تھا اور ایک مائی کے اطمینان قلب کی خاطر مرغی کی ہڈیوں کو قم باذن اللہ الذی یحی العظام وھی رمیم کہہ کر زندہ کر دیا تھا۔ (جمال الاولیاء)

(۱۶) اے میرے خدا تیری بارگاہ میں دعا ہے آخر ہر کام کرتا تو تو ہی ہے مگر کبھی فرشتوں کے ذریعے کبھی بارش کے ذریعے کبھی ہوا کے ذریعے کبھی اپنے بندوں کے ذریعے، تیری ہی بارگاہ میں آخر کار ہمیں عرض کرنا ہے کہ اپنے پیارے بندوں اولیاء کرام کو حکم فرماتا کہ تیری مدد و نصرت ہم تک پہنچائیں آخر ان کی مدد تیری ہی تو مدد ہے اور وہ تیرے حکم کے ماتحت ہیں تو اگر نہ چاہے تو ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔

(۱۷) اے میرے آقائے نعمت حضرت اچھے میاں آپ تو اسم بامسمّٰی ہیں اور اچھوں کے ساتھ ملنے والا بھی ایک دن اچھا ہو ہی جاتا ہے، زندگی کا پتہ نہیں کوئی ایسی صورت نکالیے کہ آپ کا (مرید) احمد رضا بھی جلد ہی اچھا ہو جائے۔ مانگنے کے واسطے انداز ہونا چاہیے۔ اس نعت میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے نعرۂ رسالت اور کثرت سے حضور (ﷺ) کی بارگاہ سے استمداد اور استعانت کی تعلیم عطا کی ہے۔ اس بابرکت نعرے کی چند برکات ملاحظہ ہوں۔

نعرۂ رسالت کی برکات:

روز نامہ جنگ راولپنڈی ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء نے لکھا کہ پاکستانی افواج نے یا رسول اللہ، یا علی کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی ٹڈی دل فوج کو بُری طرح شکست دی ہے۔ اس معرکہ میں نبی آخر الزماں ﷺ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ مجاہدین کے سروں پر موجود تھے، ۱۲ سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد۔ سفید لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جری دیکھے گئے۔ چونڈہ کے نزدیک ایک نورانی خاندان کو مجاہدین کی امداد کرتے دیکھا گیا۔ سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر ایک بزرگ کو اپنی جھولی میں بم لیتے دیکھا گیا۔ لاہور، ظفر وال، چونڈہ اور سیالکوٹ میں اکثر غازیوں کو شاباش دی گئی۔ اور بعض مقامات پر یا رسول اللہ اور یا علی کے نعرے سُنے گئے۔ مختلف محاذوں سے ان محیر العقول اور ایمان افروز کرشموں کی اطلاعات ملتی رہی ہیں۔ ان کرشموں اور محیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں، مجاہدین، شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا ہے۔

ابراہیم بن مرزوق بیانی کا بیان ہے کہ جزیرہ شقر کا ایک شخص قید ہو گیا اور اسے نہایت تنگ جگہ میں کاٹھ میں ٹھوک دیا گیا۔ وَيَسْتَغِيْثُ وَيَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ پکار پکار کر فریاد کرتا تھا اس کے بڑے دشمن کافر نے طنزاً کہا۔ قُلْ يُنْقِذُكَ ۔ اس سے کہو کہ تمہیں چھڑا لے جائے جب رات ہوئی تو ایک شخص نے اسے ہلایا اور کہا کہ اذان دو۔ وہ بولا کہ تم نہیں دیکھتے کہ میں کس حال میں ہوں پھر اس نے اذان کہی۔ جس وقت اس نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه پڑھا تو اس کی بیڑیاں خود بخود کھل گئیں۔ جس سے وہ جزیرہ شقر میں جا پہنچا اور اس کا قصہ اس کے شہر میں مشہور ہو گیا۔ (شواہد الحق و حجۃ اللہ علے العالمین ص ۴۰۹)

ایک دوسرے مسلمان قیدی نے کہا کہ کافر بادشاہ کا جہاز دریا میں پھنس گیا۔ ہزار آدمیوں نے زور لگایا مگر جہاز نہ نکل سکا بالآخر مسلمان قیدیوں سے کہا کہ تم جہاز نکالو۔ فَقُلْنَا بِاَ جْمَعِنَا يَارَسُوْلَ اللّٰه ہم مسلمان قیدیوں نے مل کر یارَسُوْلَ اللّٰه کا نعرہ لگا کر زور لگایا تو جہاز باہر آ گیا۔ حالانکہ صرف چار سو پچاس تھے۔ (حجۃ اللہ ص ۸۱۰ ج ۲)

حضرت ابو یونس رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ دو سو علماء کو امیر بلدہ نے گرفتار کر لیا ہے۔ ابو یونس نے ان کی رہائی کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بدیں الفاظ فریاد کی۔

يَااَحْمَدُ يَامُحَمَّدُ يَااَبَا الْقَاسِمِ يَاخَاتَمَ النَّبِيِّنَ يَاسَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ يَامَنْ جَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ۔ تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ غَدًا يُطْلَقُوْنَ اِنْشَاءَ اللّٰهُ۔

ترجمہ: کل بفضلہ تعالیٰ رہا ہو جائیں گے۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی سب رہا کر دیے گئے۔ (حجۃ اللہ۔ ص ۸۱۰ ج ۲)

----***----

نعت شریف نمبر (۷۱)

اس نعت کا نام اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے حضور جانِ نور رکھا ہے۔ ۱۳۲۴ھ
وصلِ اوّل "رنگ علمی" (عالمانہ انداز) (دیکھئے ملفوظ ص ۳۲، ج ۲)

(۱) شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے — جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے
(۲) گرمی ہے تپ ہے درد ہے کلفت سفر کی ہے — ناشکر یہ تو دیکھ عزیمت کدھر کی ہے
(۳) کس خاکِ پاک کی تو بنی خاکِ پا شفا — تجھ کو قسم جناب مسیحا کے سر کی ہے
(۴) آبِ حیات روح ہے زرقا کی بوند بوند — اکسیر اعظم مسِ دل خاک در کی ہے
(۵) ہم کو تو اپنے سائے میں آرام ہی سے لائے — حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے
(۶) لٹتے ہیں مارے جاتے ہیں یونہی سنا کیے — ہر بار دی وہ امن کی غیرت حضر کی ہے
(۷) وہ دیکھو جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی — پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے
(۸) ماہ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے — یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے
(۹) مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ — ان پر درود جن سے نوید ان بشر کی ہے
(۱۰) اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے — اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
(۱۱) کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا — پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

★ گھڑی۔لمحہ، ساعت، وقت ★ نثار۔قربان ★ فلاح وظفر۔کامیابی وکامرانی ★ تپ۔بخار (جسم کا بخار سے تپنا) ★ کلفت۔تکلیف ★ عزیمت۔نیت وارادہ ★ خاک پا۔پاؤں کی مٹی ★ شفا۔بیماری دور ہونا ★ مسیحا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام ★ آبِ حیات۔زندہ رکھنے والا پانی ★ زرقا۔مدینہ شریف کی نہر کا نام ★ بوند بوند۔قطرہ قطرہ ★ اکسیر اعظم۔دوا کیمیا اثر، ہر بیماری سے شفا دینے والی بہت مفید دوا ★ مسِ دل۔دل کا تانبا ★ سایہ۔چھاؤں ★ آرام۔چین، سہولت ★ راہ۔راستہ ★ ڈر۔خوف ★ لٹتے ہیں۔لوٹ لیے جاتے ہیں ★ ہر بار۔ہر مرتبہ ★ امن۔بے خوفی ★ غیرت۔حیاء، شرم (یہاں رشک مراد ہے) ★ حضر۔سفر کا مقابل (حالت اقامت) ★ جگمگاتی۔روشنی دیتی ★ شب۔رات ★ قمر۔چاند ★ پہروں۔جمع پہر کی بمعنی تین

گھنٹے کا وقت ✱ بست و چہارم صفر۔ماہ صفر المظفر کی چوبیں تاریخ ✱ تجلی۔جلوہ ✱ ڈھلتی چاندنی۔ختم ہو جانے والی روشنی ✱ شعر نمبر ۹ کا پہلا مصرعہ حدیث شریف ہے "جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازم ہوگئی ✱ نویداں۔جمع نوید کی بمعنی بشارت، خوشخبری ✱ طفیل۔صدقے میں، وسیلے سے ✱ اصل مراد۔تمنا کی بنیاد اور جان ✱ طیبہ۔مدینہ شریف کا نام ✱ نہضت۔نیت، ارادہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) اے اللہ! تیرا بڑا شکر ہے کہ تو نے آج اس بابرکت سفر کا موقع عطا کیا ہے (مدینے کا سفر ہے اور میں نم دیدہ نم دیدہ) کہ جس مقدس سفر پر صرف کامیابی ہی نہیں بلکہ کامیابیوں اور کامرانیوں کی جان بھی قربان کردی جائے تو کم ہے۔

اعلیٰ حضرت کے حج اور آپ کی والدہ ماجدہ کا ذکر خیر:

چونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نعت حج بیت اللہ شریف کی حاضری اور مدینہ شریف کی زیارت کے موقع پر لکھی اس لیے اس کو اگر آپ کا سفرنامہ حرمین شریفین سمجھ لیا جائے تو بھی درست ہے۔لیکن اعلیٰ حضرت کے سفر حج کی روائیداد آپ کے صاحبزادے مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے مفصل طور تحریر کیا ہے، جس کا نام انہوں نے "روئیداد حج امام احمد رضا" رکھا ہے۔بڑی ہی عاشقانہ اور عالمانہ روائیداد ہے۔

اعلیٰ حضرت نے پہلا حج ۱۲۹۳ھ میں اپنے والدین کریمین کی معیت میں کیا جس وقت آپ کی عمر تقریباً تیس سال تھی۔
اسی پہلے حج کا واقعہ ہے کہ حج سے واپسی پر بحری جہاز سمندر میں تین دن شدید طوفان کے اندر مبتلا رہا، زائرین بالکل مایوس ہوگئے اور سب نے کفن پہن لیے، اعلیٰ حضرت نے اپنے والدین کو بھی دوسرے زائرین کی طرف پریشان دیکھا اور عرض کیا! پریشان نہ ہوں انشاء اللہ یہ جہاز نہیں ڈوبے گا اور خدا کی قسم کھا کر کہا کہ نہیں ڈوبے گا، فرماتے ہیں میں نے اللہ کی بارگاہ کی طرف رجوع کیا اور حضور علیہ السلام سے مدد چاہی تو تین دن مسلسل چلنے والا طوفان شدید دو گھڑیوں میں موقوف ہوگیا اور جہاز نے نجات پائی۔فرماتے ہیں کہ میں نے جو قسم اُٹھا کر کہا! کہ خدا کی قسم جہاز نہیں ڈوبے گا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق کشتی پر سوار ہونے کی دُعا، جہاز پر سوار ہوتے ہوئے پڑھ لی تھی اور مجھے حدیث میں بیان کیے ہوئے حضور علیہ السلام کے وعدۂ صادقہ پر پورا اطمینان تھا۔

واپس آئے تو گھر میں قدم رکھتے ہی امی جان نے فرمایا کہ احمد رضا اللہ نے فرضی حج ادا کرنے کی سعادت تمہیں عطا فرمادی اور وہ بھی والدین کی معیت میں بس اب میری زندگی میں دوبارہ حج کے سفر کا ارادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے فرماتے ہیں کہ چونکہ والدین کی ممانعت پر نفلی حج جائز نہیں ہے اس لیے مجبوری تھی۔لیکن والدہ ماجدہ کی زندگی میں ہی آپ کے صاحبزادے حضرت حامد رضا خان اور چھوٹے بھائی ننھے میاں جب اپنے متعلقین کے ساتھ حج کو روانہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت لکھنو تک ان کے ساتھ گئے اور واپس آگئے مگر یاد مدینہ نے خوب ستایا آخر کار والدہ ماجدہ کے قدموں پہ سر رکھ کر ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے بخوشی اجازت دے دی۔ماں کی ماتا کے قربان، آپ فرماتے ہیں حج سے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ ابھی آپ اسٹیشن پہ بھی نہ پہنچے تھے کہ والدہ صاحبہ نے فرمایا! اس کو بلوالو میں اجازت واپس لیتی ہوں (وہی سمندری طوفان خیال دامن گیر ہوگیا) مگر میں تو جاچکا تھا فرماتے ہیں چلتے وقت میں نے جس لگن (ٹب) میں وضو کیا تھا میری ماں نے وہ پانی بھی سنبھال کر رکھا ہوا تھا کہ میرے بیٹے کے

وضو کا پانی ہے۔ سبحان اللہ

ماں کی شان:

ماں کی شان میں جناب قائد شرقپوری مرحوم کی ایک خوبصورت منقبت ملاحظہ فرمائیں۔ (یہ منقبت اس لیے بھی لکھ رہا ہوں کہ میری ماں بھی پچاس سال تک اللہ کے پاک کلام قرآن مجید کی بے لوث تعلیم دینے کے بعد چند ماہ پہلے داغ مفارقت دے گئیں بیماری کے بارہ سال میں بھی بڑھاپے کی حالت کے باوجود ان کا ''پردہ'' ضرب المثل بنا رہا کہ ہم ان کو اُٹھا کر ڈاکٹر کے پاس لے جا رہے ہوتے اور وہ اپنا پردہ سنبھال رہی ہوتیں اور شدید بیماری کو بھول کر یہ فکر دامن گیر ہو جاتی کہ اب ڈاکٹر خدا جانے کیسے دیکھے گا غیر محرم ہے یا اللہ! معاف کر دینا، اللہ خیر کرے۔

قرآن مجید کے ساتھ اس قدر محبت کہ جب سے ریڈیو پہ قرآن مجید کی تلاوت شروع ہوئی روزانہ سخت تکلیف میں ہونے کے باوجود پورا وقت، چار پانچ گھنٹے تلاوت سنتی رہتیں ایک اسٹیشن پہ تلاوت ختم ہوتی تو فرماتیں جلدی دوسری جگہ لگا دو اور ایسے لگتا کہ جیسے تلاوت سننے سے ان کی تکلیف میں افاقہ ہو جاتا ہے۔ ہم (دونوں بھائیوں قاری اصغر نورانی اور میں بحمد اللہ دونوں حافظ قرآن) نے کئی مرتبہ آزمانے کے لیے کوئی آیت پڑھی تو فوراً بتا دیا کہ فلاں پارہ اور فلاں سورت ہے خود فرماتی ہیں کہ میری مثال قرآن مجید کے حوالے سے اس اندھے کی طرح ہوگئی ہے کہ جس کو راستے پہ لگا دو تو چلتا جاتا ہے، ذرا اِدھر اُدھر ہوا تو راستہ بھول گیا۔ اللہ تعالیٰ میرے والدِ ماجد اور والدہ ماجدہ کو اعلیٰ حضرت کی والدہ ماجدہ کا صدقہ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور ان کی قبروں کو اپنے نور سے روشن و منور فرمائے لیجئے اب ماں کی شان میں قائد شرقپوری کی منقبت پڑھنے کی سعادت حاصل کریں۔ جو دراصل انہوں نے اپنی والدہ کے انتقال پہ لکھی لیکن یہ ہر اس دل کی صدا ہے کہ جس دل والے کی ماں اللہ کو پیار ہوگئی ہے۔

پھول برسائیں تمہاری قبر پر حوریں مُدام — کملی والے مصطفےٰ کی ہو زیارت صبح و شام
ماں کی عظمت کے بیاں کو لفظ ملتے ہی نہیں — ماں کی عظمت پر ہے شاہد مالک بیت الحرام
اے مری ماں ہے دُعا میری یہی بس رات دن — تجھ کو زہرا پاک کے ہاتھوں ملے کوثر کا جام
قبر میں ہر لحظہ تیرے شامل حال ہو — غوث اعظم کی نوازش ' صدقۂ خیر الا نام
تجھ سے شرمندہ ہوں میں تیری نہ خدمت کر سکا — کاش تیرے ساتھ میری عمر ہو جاتی تمام
تھا تمہارے دم سے میری زندگانی میں جو نور — اک ہی پل میں ہو گیا اس نور کا ہے اختتام
تیرے مرقد پر ہے تیرا لا ڈلا نوحہ کناں — میری ماں لو اب تو قائد شرقپوری کا سلام

(۲) (اپنے نفس اور طبیعت و مزاج کو ڈانٹتے ہوئے فرماتے ہیں) مانا کہ گرمی بھی ہے، تجھے بخار بھی ہے اور سفر کی تکلیف بھی پیش نظر ہے مگر ناشکرے کہیں کے یہ تو دیکھ کہ نیت کدھر کی ہے۔ جہاں پہ رحمتوں کا ہر وقت نزول ہوتا ہے تیری گرمی ختم ہو جائے گی، طیبہ نگر کی مٹی خاک شفا ہے تیرا بخار اتر جائے گا اور روضہ انور کے نظارے سے تیری تمام تکالیف ہوا ہو جائیں گی۔ ارے پگلے یہ سعادت نہ ہر کسی کو نصیب ہوتی ہے نہ ہر وقت نصیب رہتی ہے موقع سے فائدہ اُٹھا اور سوئے طیبہ خوش ہو کر جا، ہر تکلیف گوارا کرلے اور کہتا جا۔

؎ تیرے روضے کی نوری جالیوں کو لبوں سے چومتا ہے کوئی کوئی
کھلے ہیں پھول گلشن میں ہزاروں نگاہوں میں جچا ہے کوئی کوئی

(۳) اے خاکِ مدینہ ایک بات تو بتا! کہ تو کب کی خاکِ شفا بنی ہوئی ہے؟ بولتی کیوں نہیں؟ اور یوں کیوں نہیں کہتی کہ جب سے میرے اوپر مصطفیٰ علیہ السلام کے قدم لگے ہیں میں مٹی سے خاکِ شفا بن گئی ہوں۔ تجھے عیسیٰ علیہ السلام کے سر کی یا مسیحائی کی قسم ہے جواب دہ کیا میں سچ کہہ رہا ہوں ناں؟

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا غبار المدینة فیه شفاء۔ مدینے کی مٹی بھی سراسر شفاء ہے۔

(۴) اس میں شک نہیں ہے کہ شہر مدینہ کی نہر زرقا کے پانی کا ایک ایک قطرہ روح کے لیے آبِ حیات ہے۔ جس کو پینے سے روحانی زندگی نصیب ہوتی ہے لیکن میرے آقا کے دروازے کی خاک دل کی دنیا کو آباد کرنے کے لیے اکسیر اعظم کا درجہ رکھتی ہے یعنی ہر بیماری کا علاج بھی ہے، آنکھوں کا نور بھی ہے اور دل کا سرور بھی ہے۔ یاد رہے! اس نعت کے کئی اشعار کی تشریح اعلیٰ حضرت نے خود فرمائی ہے۔ جس کو اس شرح میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۵) (اس دور میں سفرِ حج بہت پُر خطر تھا، ان خطرات کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں) ہمارے آقا علیہ السلام نے گھر سے لیکر مدینہ شریف پہنچنے تک ہماری پشت پناہی فرمائی اور اپنی رحمت کے سائے میں بڑی سہولت کے ساتھ ہمیں مدینہ شریف پہنچایا لیکن جو حیلے بہانے بنانے والے ہیں اور ابن تیمیہ و ابن قیم کی طرح روضہ پاک کی زیارت کی نیت کرنے والوں کو گناہ گار کہتے ہیں دنیا اور آخرت کی ساری راہیں انہی لوگوں کے لیے پُر خطر ہوں گی۔

؎ مدینے کی ہر شئی نفاست بھری ہے مدینے سے کعبے کو عزت ملی ہے
وہیں کی تو پھولوں میں خوشبو بسی ہے صبا وجد میں جھوم کر کہہ رہی ہے
عجب دل کشا ہیں مدینے کی گلیاں معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں

(صوفی جمیل الرحمٰن رضوی)

(۶) بہت سنا تھا کہ مدینہ شریف جاتے ہوئے قافلوں کو لوٹ لیا جاتا ہے، قافلے والوں کو مارا جاتا ہے، قتل کر دیا جاتا ہے یہ ہو جاتا ہے وہ ہو جاتا ہے، کچھ بھی تو نہیں ہوا، ہمارے قافلے کو ہر بار (پہلی بار بھی اور اب کی مرتبہ بھی) آقا علیہ السلام نے ایسا امن بخشا ہے کہ (حالانکہ کہا جاتا ہے السفر سقر ولو كان ميلا۔ سفر اگر چہ میل بھر ہو عذاب ہوتا ہے) گھر میں رہتا یعنی ہماری حالت اقامت ہمارے اس سفر پہ رشک کر رہی ہے کہ اتنا سکون تو گھر میں بھی نہیں ملتا جتنا تمہیں سفر میں مل رہا ہے۔ کیوں نہ ملے؟ مدینے کا سفر ہے۔

؎ مدینے سے ہوتی ہے تقسیم نعمت وہیں سے بٹا کرتی ہے ساری دولت
فدا اس پہ ہوتی ہے ہر وقت جنت برستی ہے دن رات واں حق کی رحمت
عجب دل کشا ہیں مدینے کی گلیاں معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں

(جمیل الرحمٰن رضوی)

(۷) اے مدینہ کے زائرو! ذرا دیکھو تو سہی نور والے آقا کا دربار کیسے چمک رہا ہے حالانکہ رات ہے اور رات بھی چوبیں صفر کی جس میں چاند کا نام ونشان بھی (اس وقت تک) نہیں ہوتا، یقیناً یہ نور والے آقا کے دربار پر فرشتوں کے جلوس آئے ہوئے ہیں جو آقا کے غلاموں کے لیے روشنی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

ے وہ گلیاں جہاں پہ فلک سر جھکائیں — وہ گلیاں کہ عشاق کے دل میں سمائیں
وہ گلیاں کہ جن کی ہیں پیاری ادائیں — کسی کو ہنسائیں کسی کو رُلائیں
ے وہ گلیاں کہ چمکائیں زائر کی قسمت — وہ گلیاں کہ عشاق کے دل کی راحت
وہ گلیاں کہ جن میں نظر آئے جنت — وہ گلیاں کہ پھولوں میں ہے جن کی نکہت
ے مدینے کی گلیوں کی گر خاک پاؤں — مَلوں منہ پہ آنکھوں میں اپنی لگاؤں
حسینانِ عالم کو ''آنکھیں دکھاؤں'' — غزالانِ چیں کو یہ مژدہ سناؤں
عجب دلکشا ہیں مدینے کی گلیاں — معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں
ے وہ کوچہ ہے یا کوئی رحمت کا خواں ہے — کہ سارا زمانہ وہاں میہماں ہے
حقیقت میں وہ حور و غلماں کی جاں ہے — جہاں اس کی تعریف میں تر زباں ہے
ے مرادیں یہیں سے گدا پا رہے ہیں — سلاطیں یہاں ہاتھ پھیلا رہے ہیں
بشر کیا ملائک یہاں آ رہے ہیں — جھکا کر سر عجز فرما رہے ہیں
عجب دلکشا ہیں مدینے کی گلیاں — معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں
ے سر طور پر تھے جو جلوے نمایاں — ہیں انوار وہ ہی یہاں پر درخشاں
جنابِ کلیم آکے دیکھیں اگر یاں — کہیں عشق میں آکے یارب تیری شاں
عجب دلکشا ہیں مدینے کی گلیاں — معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں

(سبحان اللہ) (جمیل قادری)

اس کے باوجود کہ اس قدر روشنی اور نور برس رہا ہے پھر بھی ایک عاشق کا دل اس لیے نہیں ٹھہر رہا کہ اس کا نظریہ ہی یہ ہے کہ روشنیاں، فرشتے نور، جلوے اپنی جگہ لیکن میں کیا کروں کہ

ے اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی (کیونکہ)
جیسے میری سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی

(۸) چنانچہ عرض کرتے ہیں) مجھے تو ماہِ مدینہ (مدینے کا چاند، محبوبِ خدا) ہی اپنی ایک تجلی عنایت فرمادے تو میرا دامن بھرے، اس روشنی کا کیا ہے؟ یہ تو ڈھلتی چاندنی ہے ابھی ہے ابھی ختم، سراج منیر کی روشنی ہے جو نہ ختم ہونے والی ہے۔

ے یارب میرے دل میں عشق اپنا دے دے — حب نبی کا سر میں سودا دے دے

ہے بے سرو سامان جمیل رضوی   رہنے کا مدینے میں ٹھکانہ دے دے

(۹) حضورعلیہ السلام کا اپنا ارشاد گرامی ہے من زار تربتی وجبت له شفاعتی ۔جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازم ہوگئی۔قربان اس ذات پہ! جو عالم بشریت کو بشارتوں پہ بشارتیں سنائے جارہے ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ:

اگر کوئی کہے کہ قبر انور تو نظر نہیں آتی صرف روضہ پاک جالیاں اور دیواریں (دکھائی دیتی ہیں تو پھر شفاعت کا واجب ہونا تو زیارت قبر کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ عرف عام میں حاوی اور محوی کا حکم ایک ہی ہوتا ہے جیسے ننگا شخص بھی انسان ہے اور اگر کپڑے پہنے ہوئے ہو تو اس کو بھی انسان ہی کہا جائے گا کوئی کسی کو ننگا دیکھے یا کپڑوں میں ملبوس دیکھے یہی کہے گا کہ میں نے انسان کو دیکھا، یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ کپڑوں والے انسان کو دیکھا۔یا اگر کوئی کسی کپڑے پہنے ہوئے کو دیکھے تو تم کہو! نہیں انسان تو تب دیکھے جب تو نے ننگے انسان کو دیکھا ہو۔میز پر کپڑا اچھا ہوا ہو تو یوں ہی کہا جائے گا میز پڑا ہوا ہے اگر چہ کپڑے نے میز کو ہر طرف سے ڈھانپ کر چھپایا ہوا ہو۔

(۱۰) مجھ (احمد رضا) سے اگر کوئی پوچھے کہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ پاک میں سے کون اصل ہے اور کون طفیلی یا فرع ہے تو میں تو یہی کہوں گا کہ حج فرض تو فرض ہوا جو میں نے بحمد اللہ تعالیٰ ۱۲۹۳ھ میں اپنے والدین کی معیت میں کر لیا اور یہ حج نفلی ہے یہ ہو یا وہ ہو سب صدقہ اور طفیل ہے محبوب خدا علیہ السلام کا، اصل میں حاضری در رسول کی مقصود ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ اس در کی حاضری کی وجہ سے اللہ نے حج کی سعادت بھی عطا فرمادی ہے۔

ے سرکار کا فیض زیر و بالا دیکھا   ہر چیز میں نور شہ والا دیکھا
ہے عرش سے فرش تک اسی کا جلوہ   جب غور کیا تو مدینے والا دیکھا

(جمیل قادری)

(۱۱) چنانچہ دوران سفر (حج) مجھ سے جب بھی کسی نے پوچھا کہ کدھر جانے کا ارادہ ہے؟ (کہاں جارہے ہو؟) تو میں نے کعبہ کا نام تو لیا ہی نہیں بس یہی کہا! کہ مدینے جارہا ہوں۔

اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ خدا تو ہر جگہ پہ موجود ہے اگر کوئی یہ کہے کہ خدا کعبے میں رہتا ہے تو یہ غلط ہے اللہ کسی مکان میں آنے سے پاک ہے، صرف نسبت کی وجہ سے کعبہ کو عظمت مل گئی ہے کہ بیت اللہ ہے یعنی اللہ کا گھر حالانکہ اس معنی میں نہ سہی لیکن ہمارے گھر بھی تو اللہ ہی کے ہیں سارا جہاں اللہ کا، مکان ولا مکان اللہ کا زمین و آسمان اللہ کا مگر بیت اللہ شریف کو نسبت تشریفی اللہ کے نام کی مل گئی اور روضہ پاک میں تو حضور رہتے ہیں، اور حضور وہ ہیں کہ۔

ے ہیں کعبۂ کونین رسول الثقلین   ہیں قبلۂ دارین نبی الحرمین
کیوں دونوں جہاں نہ ان کے در پر جائیں   ہیں قاسم کل شی جد الحسنین

(۱۲) کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل   روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

(۱۳) ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ — لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
(۱۴) مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز — اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
(۱۵) صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے — اور حفظ جاں تو جان فروضِ غرر کی ہے
(۱۶) ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز — پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
(۱۷) ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں — اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے
(۱۸) شر خیر شور سور شرر دُود نار نور — بشریٰ کہ بارگاہ یہ خیر البشر کی ہے
(۱۹) مجرم بلائے آئے ہیں جاءُوكَ ہے گواہ — پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے
(۲۰) بد ہیں مگر انہیں کے ہیں باغی نہیں ہیں ہم — نجدی نہ آئے اس کو یہ منزل خطر کی ہے
(۲۱) تف نجدیت نہ کفر نہ اسلام سب پہ حرف — کافر ادھر کی ہے نہ اُدھر کی اُدھر کی ہے
(۲۲) حاکم حکیم دادو دَوادیں یہ کچھ نہ دیں — مرْدُود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے
(۲۳) شکل بشر میں نور الٰہی اگر نہ ہو — کیا قدر اس خمیرۂ ماؤ مدر کی ہے
(۲۴) نورِ الٰہ کیا ہے محبت حبیب کی — جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک وخر کی ہے
(۲۵) ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو — واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے
(۲۶) بے اُن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے — حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے
(۲۷) مقصود یہ ہیں آدم و نوح و خلیل سے — تخم کرم میں ساری کرامت ثمر کی ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* تجلی۔روشنی * ظل۔پرتو،عکس،سایہ * پتلی حجر کی۔حجر اسود سیاہ رنگ کا پتھر جو دیوار کعبہ میں نصب ہے اس کی شکل آنکھ کی پتلی سے ملتی جلتی ہے * خلیل۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب * بنا۔بنیاد * منیٰ۔ کعبہ سے تین میل دور ایک میدان جہاں حج کے دنوں میں شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں اور قربانی کی جاتی ہے * لولاک۔حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک کی طرف اشارہ ہے کہ اے محبوب اگر تجھے نہ پیدا کرنا ہوتا تو آسمان (زمینوں،دنیا) کو پیدا نہ فرماتا * صاحبی۔میرے صاحب، میرے آقا * مولیٰ۔ آقا،سردار،محبوب وغیرہ * اعلیٰ خطر۔زیادہ ڈروالی،زیادہ اہم،بڑے شرف والی،بہت بڑا فریضہ * حفظ جاں۔جان کی حفاظت * فروض غرر۔تمام فرضوں سے بڑا فرض * پھیردی۔لوٹادی (ڈوبا ہوا سورج پلٹا کر حضرت علی کی نماز ادا کروائی) * بشر۔انسان * جملہ۔ فرائض،تمام فرض فریضے * فروع۔فرع کی جمع بمعنی شاخ * اصل الاصول۔سب سے بڑا فرض،سب سے بڑا قانون،عبادتوں کی جان * بندگی ۔ نوکری،غلامی * تاجور ۔ بادشاہ * بشریٰ ۔ خوشخبری،بشارت * خیر البشر۔تمام انسانوں میں سب سے بہتر،سید البشر * جاءُوكَ۔ آیہ قرآنیہ کی طرف اشارہ ہے تشریح میں دیکھیں * کریموں۔

کریم کی جمع بمعنی سخی ★ بد۔ برے ★ باغی۔غدار، نمک حرام ★ نجدی۔بدعقیدہ وہابی، ابن عبدالوھاب نجدی کا پیروکار ★ منزل۔مقام ★ خطر۔خطرہ ★ تف۔ تھوک، لعنت، افسوس، نفرت ★ نجدیت۔وھابیت، بدعقیدگی کا دوسرا نام ★ حرف۔ عیب ★ اُدھر۔درمیان، منافقت ★ حاکم۔صاحب اقتدار، بادشاہ ★ داد۔انصاف ★ مردود۔ لعنتی ★ خبر۔حدیث ★ شکل بشر۔انسان کی صورت ★ خمیرہ۔ کیچڑ ★ ماء۔پانی ★ مدر۔ مٹی کا ڈھیلا ★ خوک۔بھیڑیا ★ خر۔ گدھا ★ واللہ۔اللہ کی قسم ★ کنجی۔چابی ★ سقر۔دوزخ، عذاب ★ حاشا۔ کبھی نہیں، ہرگز نہیں (برائے تردید) ★ ہوس۔لالچ ★ بے بصر۔اندھا ★ مقصود۔مراد، (مقصود کائنات ﷺ) ★ تخم۔بیج ★ کرامت۔عزت ★ ثمر۔پھل۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۲) ہم کعبے کی عظمت کا انکار نہیں کرتے بلکہ بہ دل وجاں اس کی فضیلت کو مانتے ہیں کیونکہ کعبہ معظمہ بھی ہمارے آقا ﷺ کے انوار تجلیات میں سے ایک تجلی کا پرتو ہے اور آپ کے نور کے جلوے سے ہی حجر اسود روشن و منور ہے اور کائنات میں اپنا فیض تقسیم کر رہا ہے۔

(۱۳) اس شعر میں اس سے پہلے شعر میں مذکور دعویٰ کی دلیل دی جا رہی ہے کہ ہر کسی کا وجود حضور علیہ السلام کے نور کے فیض سے ہے اگر حضور علیہ السلام نہ ہوتے تو نہ کعبہ تعمیر کرنے والے خلیل اللہ علیہ السلام ہوتے نہ کعبہ کی بنیاد رکھی جاتی اور نہ ہی منیٰ کی رونقیں ہوتی کیونکہ اے میرے پیارے آقا! اللہ نے حدیث قدسی میں خود فرمایا ہے لو لاک لما خلقت الا فلا ک۔ لو لاک لما خلقت الدنیا۔ لو لاک لما اظھر ت الربو بیہ۔ اگر اے محبوب تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو نہ آسمان پیدا کرتا، نہ دنیا پیدا کرتا اور نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر فرماتا۔

ے ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو

(۱۴) پہ خیبر سے واپسی پہ منزل صہبا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ مولیٰ علی نے نماز نہ پڑھی تھی۔ آنکھ سے دیکھتے رہے کہ وقت جاتا ہے مگر اس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند مبارک میں خلل آئے۔ جنبش نہ کی۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

اس طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نیند پر عصر جیسی اہم نماز قربان کر دی جس کی اللہ تعالیٰ نے ان لفظوں میں اہمیت بیان فرمائی حٰفظوا علیٰ الصلوات والصلوۃ الوسطیٰ (البقرہ) تمام نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص نماز وسطیٰ کی یعنی عصر کی۔

شعر نمبر ۱۴ و نمبر ۱۵ کی تشریح ابو النور مولانا محمد بشیر آف کوٹلی لوھاراں نے اس طرح فرمائی ہے۔

مولا علی نے واری تری نیند پر نماز:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالصَّهْبَاءِ ثُمَّ اَرْسَلَ عَلِيًّا فِيْ حَاجَةٍ۔ فَرَجَعَ وَقَدْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَوَضَعَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ فِيْ حِجْرِ عَلِيٍّ وَنَامَ فَلَمْ يُحَرِّكْهُ حَتّٰى غَابَتِ

الشَّمْسُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ عَلِيًّا اَحْبَسَ بِنَفْسِهٖ عَلٰى نَبِيِّكَ فَرُدَّ عَلَيْهِ الشَّمْسَ فَطَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ حَتّٰى وَقَعَتْ عَلَى الْجِبَالِ وَعَلَى الْاَرْضِ وَقَامَ عَلِيٌّ فَتَوَضَّا وَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ غَابَتْ وَذٰلِكَ بِالصَّهْبَاءِ۔

(رواہ طبرانی فی معجمہ الکبیر حجۃ اللہ للنبہانی ص ۳۹۸)

"ایک دن مقام صہبا میں حضور ﷺ نے نماز ظہر پڑھ کر حضرت علی کو کسی کام کے لئے کہیں بھیج دیا۔ حضرت علی جب واپس ہوئے تو حضور ﷺ نمازِ عصر پڑھ چکے تھے۔ حضور سرور عالم ﷺ نے اپنا سر انور حضرت علی کی گود میں رکھا۔ اور سو گئے۔ حضرت علی نے نمازِ عصر پڑھنی تھی۔ وقت جا رہا تھا۔ مگر حضور کی استراحت کا خیال کر کے حضور کو نہ جگایا۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضور اُٹھے۔ تو فرمایا۔ اے اللہ! تیرا بندہ علی تیرے نبی کی خاطر بیٹھا رہا۔ تو سورج کو اس کے لئے لوٹا دے حضور نے اتنا کہا ہی تھا کہ سورج پھر نکل آیا۔ حتیٰ کہ اس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پڑنے لگی۔

حضرت علی اُٹھے۔ وضو کیا اور نماز عصر پڑھی۔ پھر سورج غروب ہو گیا اور یہ مقام صہبا کا واقعہ ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ حضرت علی نے حضور کی نیند پر نماز قربان کر دی۔ اور نماز بھی وہ جس کے لیے اللہ نے خاص تاکید فرمائی۔

غور فرمایئے۔ حضور آغوش علی میں استراحت فرما ہیں۔ مولا علی نے نماز پڑھنی ہے۔ وقت جا رہا ہے۔ مگر حضرت علی حضور کو نہ بلاتے ہیں نہ جگاتے ہیں۔ گویا سوچتے ہیں۔

؎ نمازیں پھر ادا ہوں گر قضا ہوں ۔۔۔ نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

اس سوچ میں اپنی نماز حضور کی نیند پر قربان کر ڈالی۔ نماز، نمازِ عصر تھی۔ نماز ویسے بھی اہم فریضہ ہے۔ ایک نمازیں ہماری ہیں جو اہم ہیں۔ ایک نماز حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بھی ہے نمازِ کربلا! اس کی اہمیت کون بیان کرے؟ اور پھر حسین کے بھی پدر بزرگوار مولا علی رضی اللہ عنہ کی نماز؟ خود ہی سوچ لیجئے کس قدر اہم ہوگی۔ مقام صہبا میں حضور کی نیند پر یہ اتنی بڑی عظمت والی نماز قربان کی جا رہی ہے۔ اور پھر یہ نماز حیدر کرار کس کی نیند پر قربان کی جا رہی ہے۔ اللہ اکبر! جس کی نیند کی عظمت کا یہ عالم ہے۔ اس سونے والے کی عظمت کو تو پھر اللہ ہی جانے۔

صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے:

سَارَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهِ قَالَ وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُهٗ حَتّٰى اَدْخُلَ قَبْلَكَ فَاِنْ فِيْهِ شَيْءٌ اَصَابَنِيْ دُوْنَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهٗ وَوَجَدَ فِيْ جَانِبِهٖ ثُقْبًا فَشَقَّ اِزَارَهٗ وَسَدَّهَا بِهٖ وَبَقِيَ مِنْهَا اِثْنَانِ فَاَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ وَنَامَ فَلُدِغَ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ رِجْلِهٖ مِنَ الْحُجْرِ وَلَمْ

يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ يَّنْتَبِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّي عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالَكَ يَااَبَابَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِىْ وَاُمِّىْ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَايَجِدُهٗ ـ (مشکوۃ شریف ص ۵۴۸)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (شب ہجرت) جب حضور علیہ السلام کے ساتھ غار تک پہنچے۔تو حضور سے عرض کیا۔کہ حضور! غار میں پہلے آپ تشریف نہ لے جائیں۔پہلے میں جاتا ہوں۔تاکہ اس میں کوئی چیز (موذی جانور وغیرہ) ہو۔تو اس کی تکلیف مجھے پہنچے۔آپ کو نہ پہنچے۔چنانچہ صدیق غار میں داخل ہوئے۔تو غار میں کئی سوراخ نظر آئے۔آپ نے اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر ان بلوں کو بند کردیا۔دو بل باقی رہ گئے تو ان دونوں میں اپنے پیر ڈال دیئے۔پھر حضور سے عرض کیا کہ تشریف لے آیئے۔حضور تشریف لائے۔تو اپنا سر انور صدیق کی گود میں رکھ کر آرام فرمانے لگے۔اتنے میں صدیق کے پاؤں پر بل میں سے سانپ نے ڈس لیا۔صدیق اکبر کو تکلیف ہوئی مگر ہلتے نہ تھے تاکہ حضور کی نیند میں خلل نہ آئے۔حتیٰ کہ صدیق اکبر کے آنسو حضور کے چہرۂ انور پر گرے۔تو حضور نے وجہ دریافت کی۔تو عرض کیا۔حضور! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔حضور نے مقام ڈنک پر اپنا لعاب دہن شریف لگایا۔تو صدیق اکبر کی ساری تکلیف دور ہوگئی۔

مقام صہبا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مولا علی رضی اللہ عنہ کی مبارک گود میں اپنا سر انور رکھا اور سو گئے اور غار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود میں سرِ انور رکھا اور سو گئے۔مقام صہبا میں آغوش علی میں حضور کے سونے کا منظر شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔

ے زمیں پر عرشِ بالا کے نشاں معلوم ہوتے تھے ۔۔۔ علی کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے تھے

اور غار میں حضور کے آغوش صدیق میں سونے کا منظر میں نے یوں لکھا ہے۔

ے غار کا دیکھو تو وہ منظر ۔۔۔ کون ہے بیٹھا گود میں لے کر
سرورِ عالم کا سرِ انور ۔۔۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یار کے نام پہ مرنے والا ۔۔۔ سب کچھ صدقے کرنے والا
منزل عشق و صدق کا رہبر ۔۔۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سیّد نا صدیق اکبر ۔۔۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور ایک دوسرے شاعر نے اس منظر کو یوں بیان کیا ہے۔حضور کا سر انور ہے اور آغوش ہے صدیق اکبر کی گویا۔

ے یہ حسن ساتھ عشق کے کیا لا جواب ہے ۔۔۔ رکھی ہوئی رحل پہ خدا کی کتاب ہے

قرآن مجید قرآن صامت ہے۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن ناطق۔قرآن مجید کو کسی ناپاک جگہ رکھنا انتہائی بے ادبی اور گمراہی

ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کو بھی کسی ناپاک آغوش میں تسلیم کرنا انتہائی بے ادبی اور گمراہی ہے۔ معلوم ہوا مقام صہبا میں بھی حضور پاک ومبارک آغوش میں تھے۔ اور غارِ ثور میں بھی حضور پاک ومبارک آغوش میں تھے۔ جو گستاخ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان پر طعن کرتے ہیں معاذ اللہ وہ اپنے ایمان کی خیر منائیں۔

غار میں صدیق اکبر کو سانپ نے ڈس لیا۔ تو صدیق ہلے تک نہیں تاکہ حضور کی نیند میں خلل نہ پڑے۔ ہاں تکلیف سے آپ کے آنسو نکل آئے۔ اور حضور نے جاگ کر پوچھا مَالَكَ تجھے کیا ہوا۔ تم روئے کیوں؟ روئیں تمہارے دشمن (چنانچہ آج تک رو رہے ہیں اور روتے رہیں گے) صدیق کے پیر میں زہر تھا۔ اور آغوش میں شفا تھی چنانچہ حضور نے اپنا تھوک مبارک مقام زہر پر لگایا۔ تو تکلیف دور ہوگئی۔ یہ ہے حضور کا تھوک مبارک رحمت وشفا اور ایک ہمارا بھی تھوک ہے بیماری وبلا۔ اسی لیے لکھا جاتا ہے ''تھوکیے مت اس سے بیماری پھیلتی ہے'' ہمارے تھوک سے بیماریوں کا زہر پھیلے۔ اور حضور کے تھوک مبارک سے سانپ کے زہر کا اثر دور ہو جائے۔ خوب فرمایا اعلیٰ حضرت ہی نے

جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنیں اُس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے انہی دو واقعات کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا ہے کہ حضرت علی نے حضور کی نیند پر نماز قربان کر دی۔ اور صدیق اکبر نے اپنی جان! جس کا بچانا سب فرائض سے اہم ہے۔ جان ہوگی۔ تو دوسرے فرائض بھی پورے کیے جاسکیں گے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ یا رسول اللہ! اس میں شک نہیں کہ ڈوبے ہوئے سورج کو لوٹا کر آپ نے حضرت علی کی نماز پھیر دی۔ اور مقام ڈنک پر اپنا تھوک مبارک لگا کر صدیق اکبر کو ان کی جان واپس دے دی۔ مگر صدیق وعلی رضی اللہ عنہما تو اپنی طرف سے اپنی اپنی قربانی دے چکے تھے۔ علی نے راحتِ مصطفےٰ کے مقابلہ میں نماز کی پروا نہیں کی اور صدیق نے اپنی جان کی۔ حالانکہ یہ دونوں چیزیں بھی اعلیٰ فرائض میں داخل تھیں۔ تو گویا ان دونوں حضرات نے حضور کی مقدس نیند پر ان فرائض کو قربان کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہر فرض فرع اور شاخ ہے اور ؎ اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے۔

(۱۵) ''اس کا اشارہ نیند کی طرف ہے یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غارِ ثور میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نیند پر اپنی جان قربان کر دی کہ غارِ ثور کے سوراخ اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر بند کر دیے۔ ایک سوراخ باقی رہا اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ حضور نے ان کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارت اقدس رہتا تھا۔ اپنا سر صدیق کے پاؤں پر ملا۔ انہوں نے اس خیال سے کہ جان جائے محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا۔ آخر اس نے پاؤں پہ کاٹ لیا۔ ہر سال وہ زہر عود کرتا آخر اسی سے شہادت پائی۔''

لہٰذا حضور علیہ السلام کی عظمت صدیق اکبر سے پوچھو کہ جنہوں نے حضور کی خاطر موت کو سینے سے لگا لیا اور جان کی حفاظت تو تمام بڑے فرائض سے بھی بڑا فرض ہے۔

(۱۶) ''چشم اقدس کھلی۔ مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا۔ حضور علیہ السلام نے حکم دیا فوراً ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا۔ عصر کا وقت ہوگیا۔ مولیٰ علی نے نماز ادا کی۔ آفتاب ڈوب گیا۔ اور جب صدیق اکبر کے آنسو چہرۂ اقدس پر گرے چشم مبارک کھلی۔ صدیق اکبر نے حال عرض کیا۔ حضور علیہ السلام نے لعاب دہن اقدس لگا دیا فوراً آرام ہوگیا۔ بارہ برس بعد اسی سے شہادت پائی۔''

تو دیکھو حضور کی عظمت کہ علی کی نماز کے لیے ڈوبا ہوا سورج لوٹا دیا اور ابوبکر کی ایڑی پہ لعاب دہن لگا کر ان کی جان کی

حفاظت فرمائی لیکن ان دونوں وفاداروں نے تو اپنی طرف سے غلامی کا حق ادا کر دیا اور جو ایک انسان کر سکتا ہے وہ کر کے دکھا دیا ان کی وفاداری میں شک نہیں اور حضور علیہ السلام کی مشکل کشائی میں کلام نہیں۔

(۱۷) ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی یعنی خدمت وغلامی بھی خدا ہی کا فرض ہے مگر یہ فرض سب فرائض سے اعظم واہم ہے جیسا کہ صدیق اکبر اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہما نے عمل کر کے بتا دیا۔ اور اللہ ورسول نے اسے مقبول رکھا۔''

ان جلیل القدر صحابہ کرام کے مذکورہ معمولات سے معلوم ہوا کہ تمام فرائض بعد میں ہیں فرع اور شاخیں ہیں اور سب سے بڑا، بنیادی فرض آقائے دو جہاں علیہ السلام کی نوکری اور غلامی ہے۔

(۱۸) یعنی یہاں حاضر ہو کر شر، خیر میں بدل جاتا ہے اور غم والم کا شور سرور یعنی خوشی وشادی ہو جاتا ہے اور غم وگناہ کے شرور کافور ہو جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ نار یہاں کی حاضری سے نور ہو جاتی ہے یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے، مبارک ہوا ے مسلمانو! کہ یہ بارگاہ تمہارے آقا اور نسل انسانیت کے سردار کی بارگاہ ہے۔

؎ چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے رفعت شان رفعنالك ذكرك دیکھے (اقبال)

(۱۹) ''قرآن عظیم میں ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ ۔الآیۃ یعنی اگر وہ جب گناہ کریں اے نبی تیری بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور تو ان کی شفاعت چاہے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں تو قرآن عظیم خود گنہ گاروں کو اپنے حبیب کے دربار میں بلا رہا ہے اور کریموں کی شان نہیں کہ اپنے در پر بلا کر رد کر دیں۔'' (تشریح در حاشیہ حدائق بخشش)

؎ دو جہاں کی نعمتیں مولا سے پاتے آپ ہیں دینے والا ہے خدا لیکن دلاتے آپ ہیں
اپنا صدقہ اپنے ہاتھوں سے لٹاتے آپ ہیں اہل عالم کو کھلاتے اور پلاتے آپ ہیں

(۲۰) ہم (اہل سنت) اگرچہ برے ہیں، نافرمانیاں کرتے ہیں، گناہ گار وسیاہ کار ہی لیکن الحمد للہ! اپنے نبی کے غدار نہیں، نمک حرام نہیں ہیں مگر اے نجدیو! تمہاری عبادتیں کس کام کی کیونکہ تم تو حضور علیہ السلام کی تعظیم کو ہی شرک کہتے ہو اسی لیے تو تم کہتے ہو کہ روضۂ پاک کی نیت کر کے مدینے نہ جاؤ بلکہ مسجد نبوی کی نیت کر کے جاؤ لہٰذا تمہارے لیے مدینے پاک کا سفر پُر خطر نہ ہو تو کیا ہو؟ قرآن مجید میں منافقوں کے بارے میں ہے واذا قیل لھم تعالو ا یسغفر لکم رسول اللّٰہ لو وارؤ سھم ۔ کہ جب ان کو در رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو (بندروں کی طرح) سر گھماتے ہیں کہ ہم ادھر نہ جائیں گے کیونکہ ان کے نام نہاد اسلام کے خلاف ہے، مگر شاید یہ نہیں جانتے۔

؎ وہ نام پاک ہے نام محمد ﷺ عربی بطور خاص خدا نے جسے اچھالا ہے
بغیر عشق نبی عبادتیں سب بے سود بغیر حب نبی ہیچ ہر مقالہ ہے

(۲۱) لعنت ہے تجھ پر اے گستاخ نجدی! تیرا کیسا عقیدہ ہے نہ کفر نہ اسلام لا الیٰ ھولاء ولا الیٰ ھولاء۔ کسی ایک طبقے میں تو شامل ہو جا تیری حالت تو ایسی ہے کہ ؎

؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

(۲۲) ''حکام مستغیث کوداد (انصاف) دیتے ہیں۔حکیم مریض کودوا دیتے ہیں۔ وہابی بھی ان باتوں کو مانتے ہیں مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور کچھ نہیں دیتے۔ اگر غیر خدا سے کچھ مانگنا شرک ہے تو حاکم وحکیم سے دوا یا داد کا مانگنا کیوں نہ شرک ہوا اور اگر واسطہ عطائے خدا جان کر ان سے مانگنا شرک نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا کیوں شرک ہوا۔ یہ ناپاک فرق کون سی آیت وحدیث میں ہے۔'' (تشریح درحاشیہ حدائق بخشش)

(۲۳) نور خدا ہونے کے باوجود حضور علیہ السلام کو بشری لباس میں اس لیے بھیجا گیا ہے تاکہ عالم بشریت کو معراج اور بلندی نصیب ہو ورنہ تو انسان کیا چیز ہے؟ پانی اور مٹی کے گارے سے تیار ہونے والا ہی تو ہے، اگر حضور علیہ السلام انسانی شکل میں نہ آتے تو **ولقد کرمنا بنی آدم** اور **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** کا رتبہ انسان کو کیسے میسر آسکتا تھا۔

(۲۴) اور سنو سنو! دھوکہ نہ دو نور خدا کیا ہے؟ حضور علیہ السلام کی محبت کا نام نور خدا ہے اور مسلمان ہو کر بھی جس کے دل میں محبت رسول علیہ السلام نہ ہو وہ دل اس قابل ہے کہ بھیڑیوں اور گدھوں کی آماجگاہ بن جائے۔

؎ جس دل میں محمد کی محبت نہیں ہوتی — اس پر کبھی اللہ کی رحمت نہیں ہوتی
میرا یہ عقیدہ ہے کہ گر ذکرِ خدا میں — یہ نام نہ شامل ہو تو عبادت نہیں ہوتی

(۲۵) او اہل نجد! گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! حضور علیہ السلام کی تعظیم کو شرک کہنے والو! اگر تم یہ چاہو کہ حضور علیہ السلام کے ذکر کو خدا کے ذکر سے جدا کر دیا جائے تو خدا کی قسم ایسا ذکر خدا کا ذکر نہ کہلا سکے گا بلکہ جہنم کی چابی ثابت ہوگا اور تمہیں دوزخ میں گرا کر چھوڑے گا، کیا تم جانتے نہیں ہو کہ ''ہنود کے جوگی اور یہود و نصاریٰ کے راہب بھی اپنے زعم میں یادِ خدا کرتے ہیں۔ مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر۔ لہٰذا جہنمی ہوئے۔''

(۲۶) تمہارا یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور وسیلے کو نہیں مانتا اور بغیر واسطے کے ہی عطا فرماتا ہے یہ سو فیصد غلط ہے اور اندھوں والا عقیدہ ہے۔ نبیوں کا بھیجنا تو خود بتا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ مخلوق کو ایمان وہدایت بھی انہی کے وسیلے سے دیتا ہے۔

آئمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ دنیا میں اور آخرت میں ظاہر میں اور باطن میں، جسم میں اور روح میں جو نعمت جو برکت و خوبی روز ازل سے ابدالآباد تک جسے ملی اور ملتی ہے اور ملے گی۔ اس میں واسطہ و قاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور علیہ السلام کے ہاتھ سے ملیں اور ملتی ہیں اور ملتی رہیں گی۔

(۲۷) اور اے نام نہاد اسلام کے ٹھیکیدارو! کچھ جانتے بھی ہو؟ کہ آدم و نوح و خلیل علیہم السلام اور اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو پیدا کرنا اور ان کو دنیا میں بھیجنے کا مقصد یہی تھا کہ اللہ کے محبوب علیہ السلام کے اس کائنات میں جلوہ گر ہونے کا انتظام کیا جائے۔ اسی لیے تو ہر نبی علیہ السلام اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی امت کے سامنے حضور علیہ السلام کی قصیدہ خوانی کرتا رہا، اور یہ بات تو ایک جاہل کسان اور کسی باغ کا باغبان بھی جانتا ہے کہ درخت سے مقصود پھل ہی ہوتا ہے اور درخت کی حفاظت پھل ہی کے لیے کی جاتی ہے۔ الحمدللہ! ہم غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہزاروں عیبوں کے باوجود اس حقیقت کو سمجھتے ہیں اور ہمارا بچہ بچہ کھلے بندوں، ببانگ دھل، ڈنکے کی چوٹ پہ، علی الاعلان اس حقیقت کا برملا اظہار کرتا ہوا نظر آئے گا کہ

؎ محمد مصطفیٰ کو جانتا ہوں — محمد مصطفیٰ کو مانتا ہوں

وسیلے سے محمد مصطفیٰ کے خدا کو جانتا ہوں مانتا ہوں

(۲۸) اُن کی نبوت ان کی اُبوّت ہے سب کو عام — اُم البشر عروس انہیں کے پسر کی ہے

(۲۹) ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل — اس گل کی یاد میں یہ صدا ابو البشر کی ہے

(۳۰) پہلے ہو ان کو یاد کہ پائے جلا نماز — یہ کہتی ہے اذان جو پچھلے پہر کی ہے

(۳۱) دنیا ، مزار ، حشر جہاں ہیں غفور ہیں — ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر کی ہے

(۳۲) ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام — ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے

(۳۳) ان پر درود جن کو کس بیکساں کہیں — ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

(۳۴) جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام — یہ بارگاہ مالک جن و بشر کی ہے

(۳۵) شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السلام — خوبی انہیں کی جوت سے شمس و قمر کی ہے

(۳۶) سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں السلام — تملیک انہیں کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے

(۳۷) سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام — کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے

(۳۸) عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام — ملجا یہ بارگاہ دُعا و اثر کی ہے

(۳۹) شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام — راحت انہیں کے قدموں میں شوریدہ سری کی ہے

(۴۰) خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام — مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے

(۴۱) سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام — یہ جلوہ گاہ مالک ہر خشک و تر کی ہے

(۴۲) سب کرّ و فر سلام کو حاضر ہیں السلام — ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کرّ و فر کی ہے

(۴۳) اہل نظر سلام کو حاضر ہیں السلام — یہ گرد ہی تو سرمہ سب اہل نظر کی ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* اُبوّت ۔ باپ ہونا * ام البشر ۔ حضرت حوا، تمام انسانوں کی ماں، آدم علیہ السلام کی بیوی * عروس ۔ دلہن * نخل ۔ درخت * صدا ۔ آواز، پکار، اعلان * ابوالبشر ۔ آدم علیہ السلام * جلا ۔ صفائی، چمک * پچھلا پہر ۔ پچھلا حصہ * غفور ۔ حضور علیہ السلام کا نام (تورات میں) * غفر ۔ چاند کی ایک منزل کا نام * حجر ۔ پتھر * تحیت ۔ سلام، تحفہ * شجر ۔ درخت * کس بیکساں ۔ بے چاروں کا مددگار * بے خبر ۔ غافل * بارگاہ ۔ دربار، آستانہ عالیہ * مالک ۔ آقا، ملکیت والا * شمس و قمر ۔ سورج چاند * جوت ۔ روشنی، نور * بحر و بر ۔ خشکی و تری، سمندر اور جنگل * تملیک ۔ مالک ہونا، مالک بنانا * سنگ ۔ پتھر * عرض ۔ التجا، گذارش، دعا * ملجا ۔ پناہ گاہ، ٹھکانہ * اثر ۔ نشان، تاثیر * شوریدہ سر ۔ دیوانہ، سودائی * راحت ۔ سکون و آرام * خستہ ۔ زخمی

* مرہم ۔ دوائی (چکنی اور لیس دار جو درد والی جگہ پہ ملتے ہیں) * جلوہ گاہ ۔ جلوہ دیکھنے کی جگہ * کروفر ۔ شان وشوکت، رعب ودبدبہ * اہل نظر ۔ نظر والے، صاحبانِ بصیرت، اللہ کے مقبول بندے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۲۸) علماء فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم کے پدر معنوی ہیں کہ سب کچھ انہیں کے نور سے پیدا ہوا۔ اسی لیے حضور علیہ السلام کا نام پاک ابوالا رواح ہے۔ تو آدم علیہ السلام اگر چہ صورت (ظاہرا) میں حضور کے باپ ہیں۔ مگر حقیقت میں وہ بھی حضور کے بیٹے ہیں تو اُم البشر یعنی حضرت حوا حضور ہی کے پسر آدم علیہ السلام کی عروس ہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ (حاشیہ حدائق بخشش)

(۲۹) یہی وجہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام جب کبھی محبت میں آ کر حضور علیہ السلام کو یاد کرتے تو یوں کہتے یا ابنی صورۃ وابی معنیً۔ اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ اسی کا خلاصہ اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام جو کہ ابوالبشر (نسل انسانیت کے باپ ہیں) جب اس پھول (ہمارے رسول علیہ السلام) کو یاد کرتے تو یوں صدا لگاتے اے محمد کریم علیہ السلام جو ظاہری طور پر تو میرے پھول ہو لیکن حقیقت میں میری اصل اور جڑ ہو۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ ابھی آدم علیہ السلام کا گارا اور خمیر بھی تیار نہ ہوا تھا۔

(۳۰) ''دونوں حرم شریف میں تہجد کے وقت سے موذن مناروں پر جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام باواز بلند عرض کرتے رہتے ہیں تو نماز صبح سے پہلے حضور کی یاد ہوتی ہے جس سے نماز جلا پاتی ہے۔ جیسے فرض سے پہلے سنتیں۔'' (حاشیہ حدائق بخشش)

اعلیٰ حضرت اپنے دور کی بات کرتے ہیں یہ سلسلہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے دور میں شروع ہوا جس کو بڑے بڑے آئمہ دین نے سراہا چنانچہ استاذ الحرمین علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے خوش ہو کر فرمایا **نعم مافعل ، جزاہ اللّٰہ خیرا لجزا** (فتاویٰ کبریٰ ص ۱۲۱، ج ۱) یہ اس نے بہت اچھا کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ابن عبدالوھاب نجدی نے یہ سلسلہ بند کروا دیا بلکہ صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے کو شہید کروا دیا (دیکھئے الدرالسنیہ ص ۴۵) یہ صرف اس لیے کہ ان لوگوں کو دشمنی ہے درود وسلام سے ورنہ اگر نئی چیز (بدعت) سمجھ کر مٹاتے تو مسجد کی محراب، قرآن پاک کے اعراب، مسجد کے مینار اور مساجد میں آج جتنی چیزیں ہیں لاؤڈ سپیکر، قالین وغیرہ ان میں سے کچھ بھی حضور علیہ السلام کے دور میں نہیں تھا۔ مگر چڑ تو صرف درود وسلام سے ہے۔ مگر یاد رکھو تم زندوں کو نہیں پڑھنے دیتے ہوں جبکہ غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو مرنے کے بعد بھی درود وسلام پڑھنے کی تیاری کیے بیٹھے ہیں مولانا جمیل الرحمٰن رضوی کا ایک شعر ہے۔

؎ میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد ــــ میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ و السلام

اس کی دلیل یہ ہے کہ جب حضور کا نام آئے تو درود شریف پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے تو جب حضور قبر میں خود جلوہ گر ہوں گے تو پھر صلوٰۃ وسلام پڑھنا کتنا ضروری ہو گا؟

؎ مومنو! ہے رحمت حق کا ورود ــــ با ادب تم کیوں نہیں پڑھتے درود

ہے ملائک کا یہاں پر ازدحام　　دست بستہ کیوں نہیں پڑھتے سلام

(۳۱) ''غفور بھی حضور اقدس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک ہے۔جس طرف تورات میں اشارہ ہے۔چاند کی ۲۸ منزلوں میں سے پندرہویں منزل کا نام غفر ہے۔''

فرماتے ہیں چاہے دنیا ہو یا قبر وحشر ہو حضور علیہ السلام ہر جگہ معاف فرمانے والے ہیں۔ ہمارا چاند (ماہِ طیبہ) وہ ہے کہ جس کی ہر منزل ہی غفر (معاف کرنا) ہے۔اعلیٰ حضرت کا یہ شعر علم نجوم سے تعلق رکھتا ہے۔یاد رہے! کہ اعلیٰ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے پچاس علوم سے زیادہ پر مہارت تامہ عطا فرمائی ہوئی تھی۔اور ہر علم پہ آپ نے کتابیں لکھیں (جیسے الکلمۃ الملہمہ اور فوز مبین در حرکت زمین میں سائنسی تحقیقات ہیں) اسی طرح آپ ہر علوم سے متعلقہ اشعار بھی کہہ لیتے جیسے زیر بحث شعر علم نجوم سے متعلق ہے اسی طرح کئی اشعار مابعد الطبیعات سے متعلقہ ہیں اور بہت سارے اشعار کا تعلق منطق کے ساتھ بھی ہے جس میں سے ایک یہ ہے۔

ذرے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے　　حدِ اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا

اس کی ایمان افروز تشریح اسی شعر کی شرح میں ہی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(۳۲) اس آقائے دوجہان علیہ السلام کی ذات بابرکات پر کروڑوں درود ہوں جن کو پتھر بھی پکار کر کہیں السلام علیک یارسول اللہ (حدیث) اور اس تاجدار مدینہ پر کروڑوں سلام ہوں جن کو درخت بھی سلام عرض کرتے یں۔ **کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یمر علی شجر ولا علی حجر الا یسلم علیہ او کما قال** ۔ حضور علیہ السلام جس درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتے وہ آپ پر سلام بھیجتا۔

سنیو! تم بھی بہت تعظیم سے　　جھولیاں پھیلا کے ہو جاؤ کھڑے
اور کہو! اے شاہ شاہاں السلام　　میرے آقا جانِ جاناں السلام
اے شفیع روز محشر السلام　　ساقیٔ تسنیم و کوثر السلام
احمد و محمود نامی السلام　　رفعت دیں تاج والے السلام
عرش کی آنکھوں کے تارے السلام　　دونوں عالم کے سہارے السلام
امتی فرمانے والے السلام　　پیش رب بخشانے والے السلام
پیارے پیارے ہاتھوں والے السلام　　پیاری پیاری زلفوں والے السلام
سرور عالم محمد ذی وقار　　ہوں درودیں تم پہ نازل بے شمار

(جمیل الرحمٰن قادری)

(۳۳) اس آقا پر کروڑوں درود جو ہر بے سہارے کا سہارا ہیں اور ان پر لاکھوں سلام جو ہر بے خبر کی خبر رکھتے ہیں۔

(۳۴) جن ہوں یا انسان ہر کوئی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سلام کے لیے حاضر ہے کیونکہ یہ بارگاہ اس ذات کی ہے جو مالک جن وبشر ہے

(۳۵) سورج اور چاند بھی صلوۃ وسلام کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ کیونکہ آپ ہی کے نور سے سورج وچاند کو روشنی ملی ہے۔

(۳۶) خشکی وتری، جنگل وسمندر بھی آپ کی بارگاہ میں سلام کو حاضری دے رہے ہیں کیونکہ خشکی تری اور بحروبر سب آپ ہی کی ملکیت میں ہیں۔انا اعطینک الکوثر۔

(۳۷) پتھر اور درخت بھی صلوۃ وسلام عرض کرنے کو حاضر ہیں آپ ہی کی ذات بابرکات پہ درود وسلام کے کلمات سے ان کی زبانیں تر ہیں۔

(۳۸) خود حاجات وگذارشات، مال ومنال وعلامات بلکہ دعا اور اس کا اثر دربار اقدس میں سلام پیش کر رہے ہیں کیونکہ یہی بارگاہ دعا کی بھی پناہ گاہ ہے۔اور اس دعا کے اثر کی بھی۔

(۳۹) ہم جیسے پاگل و دیوانے بھی سلام کے لیے دھڑا دھڑ جا رہے ہیں۔ کیونکہ آپ ہی کے قدموں میں ان دیوانوں اور بدحالوں کے دل کا سکون اور راحت جان وسرمایہ ایمان ہے۔

(۴۰) پریشان حال اور بدحال، زخمی جگر والے دکھی بھی سلام کے لیے حاضر خدمت ہیں کیونکہ ان کے دل کی خستہ حالی کا مرہم بھی یہیں کی خاک شفاء ہے۔

(۴۱) الغرض ہر خشک وتر بھی میرے آقا کی بارگاہ میں سلام کے لیے حاضر ہے کیونکہ آپ کی بارگاہ ہی وہ عظیم بارگاہ ہے جو ہر خشک وتر کے مالک کے انوار وتجلیات کی جلوہ گاہ اور مرکز ہے۔

(۴۲) سراپا رعب ودبدبہ، شان وشوکت (والے) بھی آپ کی بارگاہ میں منگتے بن کر سلام محبت پیش کر رہے ہیں، آپ ہی کے آستانۂ اقدس کی خاک پہ ان کے سروں کے تاج پڑے ہوئے ہیں بلکہ آپ کے در پاک کی خاک ہی تو ان کے سروں کا تاج ہے، اور ہر شان وشوکت آپ کی خاک پا سے نصیب ہوتی ہے۔

ے نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے اُٹھا لے جائے تھوڑی خاک تیرے آستانے سے

(۴۳) اہل نظر واہل محبت بھی سلام کو حاضر ہو رہے ہیں کیونکہ آپ کے راستے کی گرد ہی تو اہل نظر کی آنکھوں کا سرمہ ہے۔

ازالہ وہم:

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ ساری چیزیں سلام کو حاضر ہیں اس کا کیا مطلب "ہوا" کیونکہ جو مطلب یسبح للّٰہ مافی السموات وما فی الارض کا ہوا وہی مطلب اس کا "ہوا" اللہ تعالیٰ چونکہ خالق ومالک ہر شئے کا ہے اس لیے ہر شئے اللہ کی تسبیح پڑھ رہی ہے چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان، اور حضور علیہ السلام چونکہ ہر شئے کے نبی ورسول ہیں تو آپ پر ہر شئے درود وسلام کا نذرانہ پیش کر رہی ہے۔ کچھ مسئلہ حل "ہوا" کہ نہ "ہوا" جب حدیث شریف کے مطابق معلم خیر پر ہر شئے درود دُعا کرتی ہے حتی الحوت فی بحرہ و حتی النملہ فی جحرہ، مچھلی پانی میں اور چونٹی سوراخ میں۔تو معلم کائنات (بعثتُ معلما) معلم انسانیت کی عظم و شان تو ہر مخلوق سے وراء الوراء ہے۔بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

(۴۴) آنسو بہا کے بہہ گئے کالے گنہ کے ڈھیر ہاتھی ڈوباؤ جھیل یہاں چشم تر کی ہے

(۴۵) تیری قضا خلیفہ احکام ذی الجلال تیری رضا حلیف قضاؤ قدر کی ہے

(۴۶) یہ پیاری پیاری کیاری تیرے خانہ باغ کی سرد اس کی آب وتاب سے آتش سقر کی ہے

(۴۷) جنت میں آ کے نار میں جاتا نہیں کوئی — شکر خدا نوید نجات و ظفر کی ہے
(۴۸) مومن ہوں مومنوں پہ رؤف رحیم ہو — سائل ہوں سائلوں کو خوشی لا نہر کی ہے
(۴۹) دامن کا واسطہ مجھے اس دھوپ سے بچا — مجھ کو تو شاق جاڑوں میں اس دوپہر کی ہے
(۵۰) ماں، دونوں بھائی، بیٹے بھتیجے عزیز دوست — سب تجھ کو سونپے ملک ہی سب تیرے گھر کی ہے
(۵۱) جن جن مرادوں کے لیے احباب نے کہا — پیش خبیر کیا مجھے حاجت خبر کی ہے
(۵۲) فضل خدا سے غیب شہادت ہوا نہیں — اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے
(۵۳) کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع — مولیٰ کو قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے
(۵۴) ان پر کتاب اُتری تِبیاناً لِکُلِّ شَیْئٍ — تفصیل جس میں مَا عَبَرْ وَمَا غَبَرْ کی ہے
(۵۵) آگے رہی عطا وہ بقدر طلب تو کیا — عادت یہاں اُمید سے بھی بیشتر کی ہے
(۵۶) بے مانگے دینے والے کی نعمت میں غرق ہیں — مانگے سے جو ملے کسے فہم اس قدر کی ہے
(۵۷) احباب اس سے بڑھ کے تو شاید نہ پائیں عرض — نا کردہ عرض عرض یہ طرزِ دگر کی ہے
(۵۸) دنداں کا نعت خواں ہوں نہ پایاب ہوگی آب — ندی گلے گلے مرے آبِ گہر کی ہے
(۵۹) دشتِ حرم میں رہنے دے صیاد اگر تجھے — مٹی عزیز بُلبُل بے بال و پر کی ہے
(۶۰) یارب رضا نہ احمد پارینہ ہو کے جائے — یہ بارگاہ تیرے حبیب اَبر کی ہے
(۶۱) توفیق دے کہ آگے نہ پیدا ہو خوئے بد — تبدیل کر جو خصلتِ بد پیشتر کی ہے
(۶۲) آ کچھ سنا دے عشق کے بولوں میں اے رِضا
مشتاق طبع لذتِ سوزِ جگر کی ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

★ ڈھیر۔بہت زیادہ ★ جھیل۔ندی (پانی کا گڑھا) ★ چشم تر۔ گیلی آنکھ ★ قضا۔فیصلہ ★ ذی الجلال۔بزرگی والا (اللہ) ★ حلیف۔ساتھی جنہوں نے آپس میں دوستی کا عہد کیا ہوا ہو ★ قضاوقدر۔تقدیر ★ کیاری۔ کھیتی ★ خانہ باغ۔ گھر کا باغیچہ ★ آب وتاب۔چمک دمک ★ سقر۔جہنم ★ نار۔آگ ★ نوید۔بشارت ★ نجات۔چھٹکارا ★ ظفر۔کامیابی ★ رؤف۔مہربان ★ رحیم۔بہت رحمت والا ★ لانہر (لاتھر) نہ جھڑک ★ شاق۔سخت مشکل، نا قابل برداشت ★ جاڑا۔سردی ★ عزیز۔پیارا ★ سونپے۔سپرد کیے ★ ملک۔ملکیت، جاگیر ★ مرادوں۔مقاصد ★ احباب۔دوستوں ★ پیش خبیر۔جاننے والے کے سامنے ★ خبر۔بتانا ★ غیب۔پوشیدہ ★ شہادت۔ظاہر ★ وحی۔پیغام خدا (مراد وحی غیر متلو) ★ اثر۔صحابہ کے اقوال ★ قول۔

بات * قائل۔ کہنے والا * تبیانا لکل شئی ۔ ہر شئی کا واضح بیان * مَا عَبَرَ ۔ جو ہو چکا * مَا غَبَرَ ۔ جو ہوگا * عطا ۔ سخاوت، بخشش * بقدر طلب ۔ ضرورت کے مطابق * بیشتر ۔ زیادہ * غرق ۔ ڈوبے ہوئے * فہم ۔ سمجھ * اس قدر ۔ اتنا ہی، اتنی * عرض ۔ گذارش * ناکردہ ۔ نہ کیا ہوا کام * طرز دگر ۔ دوسرا طریقہ، انداز دِگر * دنداں ۔ دانت * پایاب ۔ کم پانی والا گھاٹ * آب گہر ۔ موتی کا پانی * صیاد ۔ شکاری * عزیز ۔ پیارا * بے بال و پر ۔ لاچار و مجبور پرندہ * پارینہ ۔ پرانا * ابر ۔ بادل یا ابر بمعنی سب سے زیادہ احسان کرنے والا * خوئے بد ۔ بری عادت * خصلت * پیشتر ۔ پہلے سے * بولوں ۔ کہوں * مشتاق ۔ طالب، شوقین * طبع ۔ مزاج، طبیعت * سوز جگر ۔ جگر کی گرمی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۴۴) ہم اپنے گناہوں کی بخشش کے لیے کیا آنسو بہائیں گے ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام نے ہمارے گناہوں کی معافی کے لیے اس قدر آنسو بہائے ہیں کہ آپ کے آنسوؤں کے پانی سے ایسی جھیلی بن گئی کہ جس میں ہاتھی بھی بہہ جائے پھر بھلا ہمارے گناہوں کے انبار سرکار کے آنسوؤں کے دریا میں کیوں نہ خس وخاشاک کی طرح بہہ جائیں۔

(۴۵) یا رسول ہاشمی! آپ کے فرمودات عالیہ، رب العالمین کے احکامات کے نائب اور خلیفہ ہیں اور ان میں دوستی کا ایسا پکا عہد ہو گیا ہے کہ آپ کی رضا و خوشنودی اللہ کی تقدیر کی ساتھی بن گئی ہے، اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے جو آپ کی رضا ہوتی ہے۔ ولسوف یعطیك ربك فترضی ۔

؎ خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴۶) یا سرکار! علیک الصلوٰۃ والسلام۔ آپ کے روضۂ اقدس اور منبر شریف کے درمیان ریاض الجنہ کا حصہ جس کو آپ نے خود ہی جنت کی کیاری قرار دیا ہے آپ کے گھر کا ایسا باغیچہ ہے کہ جس کی شان وشوکت کے سامنے دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو رہی ہے۔ کیونکہ کوئی جتنا بھی گناہ گار ہو وہاں جا کر بیٹھ جائے تو یقیناً جنت میں بیٹھا ہوا ہے۔

؎ جب سے دیکھا ہے نیازی وہ ریاض الجنہ ہم تو گھر بیٹھے ہی جنت کی ہوا لیتے ہیں

(۴۷) ''اللہ و رسول کے کرم پر بھروسہ کر کے ایک مدلل تمنا ہے۔ یعنی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ یہ مقام جنت کی کیاری ہے اور اللہ و رسول نے محض اپنے کرم سے محتاجوں کو یہاں جگہ دی۔ یہاں نمازیں پڑھنی نصیب کیں تو بحمد اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہوئے اور جنت میں جا کر پھر کوئی نار میں نہیں جاتا۔ تو امید ہے کہ اب ہم نار کا منہ نہ دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔'' (حاشیہ حدائق بخشش)

(۴۸) الحمد للہ! میں جتنا بھی گناہ گار ہوں مگر اہل ایمان میں سے ہوں اور بحکم قرآن ہمارے نبی علیہ السلام وبالمومنین رؤف رحیم۔ اہل ایمان پر مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں اور پھر آپ کے در کا سوالی بھی ہوں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے محبوب علیہ السلام کو فرمایا ہے و اما السائل فلا تنھر۔ اے حبیب سوال کرنے والوں کو نہ جھڑکیں، نہ جھڑکنے کا مطلب یہی ہے کہ میرے خزانے بھرے ہوئے ہیں آپ ان سے لے لے کر سوالیوں کی جھولیاں بھرتے جائیں۔

(۴۹) اے آقا! آپ کی رحمت کی وسعتیں دیکھ دیکھ کر ایسا نازک مزاج سا ہو گیا ہوں کہ سردی کے موسم میں بھی دوپہر کی دھوپ برداشت نہیں ہوتی اپنے دامن رحمت کا صدقہ محشر کی گرمی میں اپنا سایہ رحمت عطا فرمانا۔ جب سورج سوا نیزے پہ ہوگا اور دماغ

ھانڈی کی طرح ابل رہا ہوں گے۔

(۵۰) اے میرے آقا! گھر سے چلا ہوں تو اپنی بوڑھی والدہ اپنے دونوں بھائی، اپنے بیٹے بھتیجے اور پیارے دوست سب آپ کی سپردگی میں دے کر چلا ہوں کیونکہ ہم تو آپ کے خاندانی اور نسل در نسل غلام ابن غلام ہیں، ہمارا آپ کے سوا اور ہے کون؟

؎ میرے دشمنوں نہ چھیڑو! میرے ہے کوئی جہاں میں میں ابھی پکار لوں گا نہیں دور کچھ مدینہ

(۵۱) یا سرکار! میرے کئی دوستوں نے اپنی اپنی مرادیں آپ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی مجھے تاکید کی ہے میں پیش کرنے کی جرأت کرنے کا ارادہ کرتا ہوں پھر خیال آتا ہے کہ شاید آپ کی بارگاہ کے شایانِ شان الفاظ میں پیش کرسکوں یا نہ کرسکوں اور اس لیے بھی نہیں کر رہا کہ آپ کو تو ساری خبر ہے کہ کس نے کونسی تمنا اور آرزو کی ہے پھر مجھے بتانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

؎ بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے

(۵۲) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل ہے (**وعلمك مالم تكن تعلم و كان فضل الله عليك عظيما**) جو کچھ غائب تھا وہ بھی آپ کے سامنے حاضر کر دیا گیا (**ان الله تعالىٰ قد رفع لى الدنيا فانا انظر اليها والى ماهو كائن فيها الى يوم القيمه كا نما انظر الى كفى هذه**) کیا قرآن مجید کی آیات، احادیث مبارکہ اور اقوال صحابہ اس عقیدے پر گواہی کے لیے کافی نہیں ہیں؟

(۵۳) اے میرے علم و فضل والے پیارے نبی! آپ کو تو اس وقت سے اطلاع ہے کہ کون کیا کہے گا (کئی حدیث میں ہے کہ صحابہ فرماتے ہیں ہمیں حضور نے ابتدائے آفرینش سے لیکر تا قیامت سب کچھ بتا دیا کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ میں **حفظها من حفظها و نسيها من نسها** (اوکما قال) جس نے یاد رکھا اس کو یاد رہا جس نے بھلا دیا اس کو بھول گیا۔ پھر ہم کیوں کچھ کہیں جب ہمارے آقا کو ہر قول اور ہر قائل کی بھی خبر ہے اور ہر خشک اور ہر تر کی بھی خبر ہے۔

(۴۵) پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اللہ تعالیٰ نے وہ علوم کا خزانہ کتاب عطا فرمائی ہے کہ

؎ **جميع العلم فى القران لكن تقاصر عنه افهام الرجال**

تمام علوم قرآن میں موجود ہیں لیکن ہر بندے کے فہم کی ان تک رسائی نہیں حضرت علی المرتضی فرماتے ہیں اگر میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھنا شروع کر دوں تو ستر اونٹ اس تفسیر سے لد جائیں مگر سورۂ فاتحہ کے علوم و معارف بیان نہ ہوسکیں۔ اس کتاب (قرآن پاک) میں ہر شئے کا واضح بیان ہے (**تبيان بيان مع الدلائل** کو کہا جاتا ہے) اور اس میں جو ہو چکا اس کی بھی تفصیل ہے اور جو قیامت تک اور قیامت کے بعد ہونے والا ہے اس کی بھی تفصیل ہے (جیسا کہ حدیث شریف میں ہے **فيه نبأ من قبلكم و خبر من بعد كم**) اس کے باوجود۔ جو خود بے خبر، وہ آپ کو بھی بے خبر جانتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں **لو ضاع لى عقال بعير لو جد ته فى القران** (اتقان۔صاوی) اگر میرے اونٹ کی رسی بھی گم ہو جائے تو میں قرآن سے رہنمائی لیکر اس کو تلاش کر لیتا ہوں۔ پھر حضور کے علوم کا حال کیا ہوگا۔

باب مدینۃ العلم اور ایک یہودی:

حضرت علی المرتضی شیر خدا، باب مدینۃ العلم، فاتح خیبر نے ایک مرتبہ اعلان فرمایا کہ مجھ سے جو سوال کرو میں قرآن سے جواب دوں گا، (حضرت علی المرتضی کی داڑھی مبارک بہت گھنی تھی جبکہ ایک یہودی کی داڑھی کے چند بال تھے) یہودی نے سوال کیا

کہ قرآن میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ آپ کی داڑھی گھنی ہوگی اور میری پتلی؟ آپ نے فوراً قرآن پاک کی آیت پڑھی۔

والبلد الطیب یخرج نباته باذن ربه ۔ پاک زمین سے بھرپور سبزہ نکلتا ہے والذی خبث لا یخرج الا نکدا ۔ بنجر اور خراب زمین سے کوئی کوئی تنکا نکلتا ہے۔ فرمایا میرے جسم کی زمین ایمان کی وجہ سے پاک ہے اس لیے داڑھی گھنی ہے اور تیرے جسم کی زمین ایمان نہ ہونے کی وجہ سے بنجر اور پلید وخراب ہے اس لیے کوئی کوئی بال نکلا۔

انا مدینة العلم و علی بابها انا دارالحکمة و علی بابها

میں علم و حکمت کا شہر ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ ہے

(فرمان رسول)

(۵۵) اگر عطا کی بات کرتے ہو تو وہ تو بقدر طلب ہے جس کی طلب جتنی زیادہ سچی ہوگی اس کو اس کی نیت وخلوص کے مطابق اتنا مل جائے گا۔ لیکن حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تو یہ ہے کہ آپ طلب سے بھی سوا دیتے ہیں کہ سائل کو کہنا پڑتا ہے۔

؎ جھولی ہی میری تنگ ہے آقا تیرے یہاں کمی نہیں

اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا کہ

؎ میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں

چاہیں تو ایک ایک اعرابی کو پوری پوری وادی بکریوں سے بھری ہوئی عطا فرما دیں (جیسا کہ حدیث میں ہے) کیونکہ آپ کا ہاتھ خدا کے نہ ختم ہونے والے خزانہ میں ہے، بظاہر خالی بھی ہو مگر

؎ دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(۵۶) جب میرے کریم آقا بن مانگے اتنا دے دیتے ہیں کہ دنیا وآخرت کی حاجات پوری ہوجاتی ہیں آپ فرماتے رہے اے ربیعہ! اوغیر ذلك ۔ کچھ اور بھی مانگ لے! اور ربیعہ عرض کرتے ہیں هو ذاك یارسول الله ۔

؎ سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کے اُٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

جب بن مانگے اتنا کچھ مل جاتا ہے تو مانگنے پر جو ملے گا اس کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔

؎ میں ان کے در کا گدا ہوں مجھ کمی کیا ہے جہاں فقیر بھی سلطاں بنائے جاتے ہیں

(۵۷) دوستو! تمہیں اس بارگاہ سے بڑھ کر اپنی تمناؤں کے پورا ہونے کا موقع کہاں ملے گا؟ کہ جہاں عرض نہ کرنا، عرض کرنے کا ہی ایک انداز اور طریقہ ہے یعنی عرض نہ بھی کرو تو حضور پھر بھی جھولیاں بھر دیتے ہیں کیونکہ ان کی عطا کسی کی درخواست کی انتظار نہیں کرتی۔ سبحان اللہ! مانگنے کا بھی کوئی انداز ہونا چاہیے۔

(۵۸) اور اے عظمت مصطفیٰ کے منکرو! میں (احمد رضا) کسی عام موتی کی تعریف نہیں کرتا بلکہ اپنے آقا کے دندانِ مبارک کی ثنا خوانی کرنے والا ہوں اور میرے آقا مجھے اتنا نوازیں گے کہ اپنے انعامات کے سمندر کے کنارے پر نہ رکھیں گے بلکہ اپنے کرم کی ندی کے درمیان کھڑا کریں گے جہاں ان کے سچے موتیوں کا پانی میرے گلے گلے تک آئے گا یعنی بڑے انعامات سے نوازا جائے گا۔

؎ ان کے دربار سے گر ہے لینا تمہیں — تو پھر انداز احمد رضا چاہیے

اعلیٰ حضرت کی آج کی کرامت:

سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت کی کرامت دیکھئے کہ میں کوئی شاعر نہیں ہوں مگر اسی شعر نمبر ۵۸ کی شرح لکھتے لکھتے حضور علیہ السلام کی بارگاہ سے مانگنے کا انداز اتنا پیارا لگا کہ صرف آدھے منٹ میں شعر کی شرح مکمل ہوئی اور اس سے پہلے ہی یہ شعر میرے ذہن میں مذکورہ حالت میں ترتیب پا گیا۔ (اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت! زندہ باد)

؎ نبی کے نور کا صدقہ ہے جاری و ساری — کہ اب بھی دونوں جہاں جگمگائے جاتے ہیں

(۵۹) اے شکاری اس بلبل بے بال وپر، عاجز و مجبور پہ اگر تجھے کچھ ترس آرہا ہے تو میری ایک خواہش ہے جو اگر تو پوری کردے تو تیری مہربانی ہوگی اور وہ یہ کہ مجھے مدینہ پاک کے کسی جنگل میں ہی مرجانے دے کیونکہ یہیں پہ مر کے خاک ہوجانا مجھے ہزار زندگی سے زیادہ عزیز ہے اور دشت طیبہ میں سسکتے رہنا مجھے دنیا کے کروڑ گلستانوں سے زیادہ پیارا ہے۔

؎ مٹی نہ ہو برباد پس مرگ الٰہی — جب خاک اڑے میری مدینہ کی ہوا ہو

بلبل کی اس خواہش کو کسی نے کیا ہی اچھے اشعار میں بیان کیا ہے وجد میں آکر پڑھیے۔

؎ پھنسی جو جال میں بلبل تو یوں لگی کہنے — کرے گا قتل کیا تو نے جو اسیر مجھے
چراغ شمع کے شعلے پہ سینکیے صیاد — کہ شکل گل نظر آئے دم اخیر مجھے

کیونکہ شمع کے شعلے کی شکل پھول جیسی ہوتی ہے اور بلبل پھول کی عاشق ہوتی ہے اس لیے شکاری کو کہہ رہی ہے کہ تو نے مجھے اسی لیے پکڑا ہے کہ ذبح کر کے میرے کباب کھائے گا۔ بے شک کھا لینا مگر چراغ شمع کے شعلے پہ بھوننا تا کہ آخری بار یار کی شکل تو دیکھ لوں، پھر ہزار جانیں بھی ہوں تو قربان کردوں۔

بلبل ریاض مدینہ، برادر اصغر اعلیٰ حضرت حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا۔

؎ دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو — سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو
گر وقت اجل سر تری چوکھٹ پہ پڑا ہو — جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

(۶۰) اے میرے اللہ! احمد رضا کسی معمولی چوکھٹ پہ تو نہیں آیا بلکہ تیرے محبوب کے در والا پہ آیا ہے کیا یہ اسی طرح جیسے خالی آیا ہے۔ خالی ہی واپس چلا جائے گا؟ مولیٰ دیکھ تو سہی! کب سے کہہ رہا ہے۔

؎ سدا و سدا رہوے تیرا دوارا یارسول اللہ — جتھے ہوندا غریباں دا گذارا یارسول اللہ

یہ تیرے محبوب، کرم کے بادل کا آستانہ ہے اگر یہاں سے بھی اس منگتے کو نہ نوازا گیا تو پھر کون اس کو خیر ڈالے گا۔ حدائق بخشش کے حاشیے پہ پارینہ کا مفہوم یوں بیان کیا گیا "پارینہ یعنی جیسا سال گذشتہ اشارہ بمصرعہ

من ہماں احمد پارینہ کہ بودم ہستم

اور ابر کے بارے میں ہے کہ اَبَرّ بفتحتین ورائے مشددہ یعنی سب سے زیادہ احسان کرنے والا۔ جبکہ میں نے ابر بمعنی بادل کے مطابق تشریح کی ہے کیونکہ برسنے والا بادل بھی احسان کرتا ہے۔

(۶۱) اے اللہ! مجھے توفیق عطا فرما کہ آج کے بعد میرے اندر کوئی اور بری عادت پیدا نہ ہو اور جو پہلے سے موجود ہیں ان کو بھی اچھائی میں بدل دے۔ کیونکہ تیرے ہی کرم وتوفیق سے برائی اچھائی میں بدل سکتی ہے، بندے میں یہ طاقت کہاں۔

فاو لئك يبدل الله سيا تهم حسنات (الفرقان)

(۶۲) اے (گدائے درِ خیر الوریٰ، ثناخوان مصطفیٰ، پیارے) احمد رضا ذرا (اگلی نعت میں عاشقانہ رنگ کے اندر) حضور کے غلاموں کو عشق کے اشعار بھی سنا دے کیونکہ میری اپنی طبیعت بھی دردو سوز جگر کا تقاضا کر رہی ہے۔

تو اے عاشقان مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) قارئین کرام! ذرا دل کی کھڑکیاں کھول لو اور تصور طیبہ میں گم ہو جاؤ اور اپنے آقائے نعمت، محسن ومربی، کشتۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سے اگلی نعت میں عاشقانہ انداز کے اندر دربار رسالت کی حاضری کا لطف اُٹھاؤ اور مزے لے لے کر پڑھو اور بارگاہ اعلیٰ حضرت میں نیاز مندی کے ساتھ کہو!

؎ ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم — جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھا دیے ہیں

----***----

نعت شریف نمبر (۷۲)

''عاشقانہ انداز میں''

عنوان! ''حاضری درگاہ ابدی پناہ'' وصل دوم رنگ عشقی ۱۳۲۴ھ

(۱) بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے ۔۔۔ کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے
(۲) کھبتی ہوئی نظر میں اَدا کس سحر کی ہے ۔۔۔ چبھتی ہوئی جگر میں صدا کس گجر کی ہے
(۳) ڈالیں ہری بھری ہیں تو بالیں بھری بھری ۔۔۔ کشت اَمَل پری ہے یہ بارش کدھر کی ہے
(۴) ہم جائیں اور قدم سے لپٹ کر حرم کہے ۔۔۔ سونپا خدا کو تجھ کو یہ عظمت سفر کی ہے
(۵) ہم گرد کعبہ پھرتے تھے کل تک اور آج وہ ۔۔۔ ہم پر نثار ہے یہ ارادت کدھر کی ہے
(۶) کالک جبیں کی سجدۂ در سے چھڑاؤ گے ۔۔۔ مجھ کو بھی لے چلو یہ تمنا حجر کی ہے
(۷) ڈوبا ہوا ہے شوق میں زمزم اور آنکھ سے ۔۔۔ جھالے برس رہے ہیں یہ حسرت کدھر کی ہے
(۸) برسا کے جانے والوں پہ گوہر کروں نثار ۔۔۔ ابر کرم سے عرض یہ میزاب زر کی ہے
(۹) آغوش شوق کھولے ہے جن کے لیے حطیم ۔۔۔ وہ پھر کے دیکھتے نہیں یہ دُھن کدھر کی ہے
(۱۰) ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ ۔۔۔ او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے
(۱۱) واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جان نو ۔۔۔ یہ راہ جانفزا مرے مولیٰ کے در کی ہے
(۱۲) گھڑیاں گنی ہیں برسوں کی یہ سبکھڑی پھری ۔۔۔ مرمر کے پھر یہ سل مرے سینے سے سرکی ہے
(۱۳) اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاکِ پاک ۔۔۔ حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے
(۱۴) معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائرو ۔۔۔ کرسی سے اُونچی کرسی اسی پاک گھر کی ہے
(۱۵) عشاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے ۔۔۔ اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے
(۱۶) یہ گھر یہ در ہے اس کا جو گھر در سے پاک ہے ۔۔۔ مژدہ ہو بے گھرو کہ صلا اچھے گھر کی ہے
(۱۷) محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں ۔۔۔ پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

(۱۸) چھائے ملائکہ ہیں لگاتار ہے دُرود　　بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش دُرُدکی ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

★ بھینی۔ ہلکی ہلکی عمدہ خوشبو ★ سہانی۔ خوشگوار اور من بھاتی ★ کلیاں۔ غنچے (بند پھول) ★ کھبتی۔ چبھنا، نظر کو چبنا (کھب جانا عموماً پنجابی میں بھی بولا جاتا ہے اسی سے کھوبا ہے، بمعنی کیچڑ) ★ گجر۔ آلارم، گھڑیال کی آواز ★ ڈالیں۔ ڈالیاں، شاخیں ★ بالیں۔ خوشے، بٹے ★ کشت امَل۔ امید کی کھیتی ★ پری۔ خوبصورت جنتی عورت ★ حرم۔ حرم مکہ مراد ہے ★ سونپا۔ سپرد کیا (اللہ کے حوالے، خدا حافظ، فی امان اللہ یعنی الوداعی کلمات) ★ نثار۔ قربان ★ ارادت۔ عقیدت یا ارادہ ونیت ★ کالک جبیں کی۔ پیشانی کی سیاہی ★ حجر۔ حجر اسود ★ زمزم۔ وہ پانی جو اسماعیل علیہ السلام کے قدموں کی ٹھوکر سے جاری ہوا ★ جھالے۔ تیز بارش ★ حسرت۔ آرزو ★ گوہر۔ موتی ★ میزاب زر۔ سونے کا پرنالہ یعنی میزاب رحمت ★ آغوش۔ گود ★ حطیم۔ کعبہ کا وہ حصہ جس میں میزاب رحمت گرتا ہے (شمالی دیوار کے ساتھ) ★ دُھن۔ شوق اور لگن ★ رہ۔ راستہ ★ او۔ ارے (برائے ندا) ★ جا۔ جگہ ★ چشم۔ آنکھ ★ واروں۔ قربان کروں ★ جان نو۔ نئی جان ★ جانفزا۔ زندگی بڑھانے والی ★ گھڑی۔ ایک پہر (تین گھنٹے کا وقت) ★ سبگھڑی۔ مبارک ساعت ★ سَل۔ پھیپھڑوں کا ایک مہلک مرض ہے اور سل بکسر السین چٹان کو کہتے ہیں ★ سرکی۔ سرکنا سے بمعنی اترنا، پھسلنا ★ حسرت۔ تمنا ★ ملائکہ۔ فرشتے ★ وضع سر۔ سر رکھنا ★ سماں۔ منظر، ماحول ★ زائرو۔ اے زیارت کرنے والو ★ کرسی۔ آٹھویں آسمان پر عرش الٰہی کی جگہ ★ کرسی۔ دہلیز روضہ انور کی اونچائی یعنی بنیاد کے اوپر جہاں سے فرش شروع ہوتا ہے ★ سوئے حرم۔ کعبہ کی طرف ★ نیت۔ ارادہ، مقصد ★ در۔ دروازہ ★ مژدہ۔ خوشخبری ★ صلا۔ پکار، دعوت ★ سبز قبہ۔ ہرے رنگ کا گنبد، گنبد خضریٰ ★ پہلو۔ بغل، پڑوس ★ جلوہ گاہ۔ جلوہ دکھانے کی جگہ ★ عتیق۔ حضرت ابوبکر صدیق کا لقب (دوزخ سے آزاد) ★ چھائے۔ گھیرے ★ لگاتار۔ مسلسل ★ دُرود۔ رحمت ★ پہرے۔ نگہبانی و حفاظت کی ڈیوٹی اور باری ★ بدلی میں۔ بادل کا ٹکڑا، تبادلہ، ڈیوٹی بدلنے میں ★ دُرر۔ موتی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) یا خدا! یہ پر کیف بھینی بھینی، خوشبودار اور عمدہ ہوا کس جنت سے آرہی ہے، جس سے جگر کو ٹھنڈک اور روح کو تازگی نصیب ہو رہی ہے دلوں کی بند کلیاں کھل رہی ہیں اور سینہ مدینہ بنا جا رہا ہے یقیناً محبوب مدینہ کے سبز گنبد کو چھو کے آرہی ہے۔

؎ بات کیا ہے باد صبا آتی کیوں معطر ہے　　سبز سبز گنبد کو چوم کر چلی ہو گی

(۲) بارالٰہ! یہ کیسی صبح صادق طلوع ہو رہی ہے کہ جس کی ادائے دلنواز دل کی دنیا کو آباد کر رہی ہے، اور یہ کس گھڑیال کی صدا ہے جو سیدھی آکر ہمارے دلوں میں چبھ رہی ہے یقیناً یہ سحر، سحر طیبہ ہے اور یہ صدا صدائے گنبد خضریٰ ہے۔ سحر سے سحری کا وقت اور کھبنا کی مناسبت سے جادو اثر جبکہ صدا بمعنی خالی آواز جیسے گھڑیال کی اور گونج بھی مراد ہو سکتی ہے جو عاشقانِ مصطفیٰ کی یارسول اللہ کی صداؤں سے گنبد خضریٰ سے ٹکرا کر پیدا ہوتی ہے الغرض شعر میں حقیقت و مجاز یعنی عموم مجاز کا بڑا ہی حسین امتزاج ہے۔ جو اعلیٰ حضرت کا ہی کمال لاجواب و بے مثال مع حسن و جمال ہے۔

؎ عاشقانِ اوز خوباں خوب تر

(۳) یا اللہ! یہ کس موسم کی بارش ہوئی ہے کہ جس سے ہر درخت کی ہر شاخ جنت کے باغوں کا نمونہ پیش کر رہی ہے اور ہر طرف سبزہ ہی سبزہ اور ہریالی ہی ہریالی دکھائی دے رہی ہے اور درختوں کی ٹہنیاں اور غلے کی فصل کے خوشے پھلوں اور دانوں سے لدے ہوئے ہیں اور زمین کی طرف جھک کر کسی (تاجدار مدینہ) کو صبح کا سلام پیش کر رہے ہیں اور ہماری آرزوؤں کی کھیتی (بغیر ہمارے آنسوؤں کے پانی دینے کے) جنت کی حور دکھائی دے رہی ہے یعنی بن مانگے تمنائیں پوری ہو رہی ہیں۔ یقیناً اے اللہ! یہ تیرے رحمۃ للعالمین کی رحمت کی بارش ہی ہو سکتی ہے۔

؎ شاہا تیری رحمت کا اشارہ ہو جائے ۔۔۔ روشن میرے بخت کا ستارہ ہو جائے
اس صانع مطلق کو جو آئی ہے پسند ۔۔۔ وہ شکل میری آنکھ کا تارا ہو جائے

(۴) ہم نے جب مکہ شریف سے مدینہ شریف جانے کا ارادہ کیا تو حرمِ مکہ نے ہمارے قدموں سے لپٹ کر ہمیں مبارک دی اور ان الفاظ میں الوداع کیا! اے مجھے آباد کرنے والے کے خوش نصیب امتیو! جاؤ خدا تمہاری خیر کرے، بہت مبارک سفر کا تم نے ارادہ کر رکھا ہے اور خدا اگر توفیق دے تو۔ میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو۔

؎ نہ کیونکر مدینے پہ مکہ ہو قرباں ۔۔۔ کہ ہیں جلوہ گر اس میں محبوب یزداں
برستے ہیں ہر وقت انوار سبحاں ۔۔۔ ہے ہر اک گوشہ وہاں کا گلستاں
عجب دل کشا ہیں مدینے کی گلیاں ۔۔۔ معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں

اُمت محمدیہ کا خیر خواہ:

روایات میں آتا ہے کہ کعبہ معظمہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ سے حضور علیہ السلام کی زیارت کی درخواست کرے گا (**ھل جزاء الاحسان الا الاحسان** کہ دنیا میں حضور نے میری زیارت کی آج میں ان کی کرتا ہوں) چنانچہ کعبہ کو دلہن کی طرح سجایا جائے گا اور میدان محشر میں لایا جائے گا تو حضور کی بارگاہ میں کعبہ عرض کرے گا السلام علیک یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حضور فرماتے ہیں میں جواب دوں گا۔ وعلیک السلام یا بیت اللہ۔ پھر کعبہ کہے گا آپ اپنی امت کی فکر نہ کیجئے جنہوں نے میرا طواف کیا اور جو گھر سے میری زیارت کو تو نکلا مگر پہنچ نہ سکا اور جس نے میری زیارت کی تمنا بھی کی میں ان سب کی شفاعت کروں گا۔ ملخصاً (کتاب شرف المصطفیٰ: علامہ عبدالرحمٰن صفوری، تفسیر عزیزی سورۃ البقرہ ص ۶۳ ۴ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

؎ کیوں حشر میں بگڑی ہوئی حالت ہو گی ۔۔۔ کب ان کے غلاموں پہ قیامت ہو گی
کیا خوف کریں نار جہنم سے جمیلؔ ۔۔۔ ہم پر تو وہاں نبی کی رحمت ہو گی
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۵) اے اللہ! یہ کیا انقلاب آ گیا ہے کہ کل تک تو ہم کعبہ کے گرد پھیرے لگاتے رہے اور آج جونہی مدینہ جانے کا ارادہ کیا ہے تو کعبہ ہم پہ مہربان ہو کر قربان ہو رہا ہے، یقیناً جس بارگاہ کا ہم نے ارادہ کر رکھا ہے وہ کوئی کعبہ سے بھی افضل ہی بارگاہ ہو سکتی ہے۔

؎ دماغ عرش پر کیوں نہ ہو اس زمیں کا ۔۔۔ کہ روضہ ہے اس میں شہنشاہ دیں کا
اِدھر ہی جھکا سر ہے عرش بریں کا ۔۔۔ یہ کہتا ہے ہر ایک ذرہ یہیں کا

عجب دلکشا ہیں مدینے کی گلیاں   معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں

یاد رہے یہ عنوان پہلے بھی گذرا ہے مگر یہاں اضافے کے ساتھ ہے، ایک ایمان والے کی عظمت کا کعبہ سے زیادہ ہونا حدیث میں ہے اور حضور علیہ السلام نے اس کو خود بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ السلام نے کعبہ کو دیکھ کر فرمایا ما اعظمك و ما اعظم حرمتك و المومن اعظم حرمة عنداللّٰه منه ۔ (ترمذی ص ۲۴، ج ۲)

اسی طرح ابن ماجہ شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے کعبہ کا طواف کرتے ہوئے فرمایا ما اطیبك و اطیب ریحك و اعظم حرمتك و الذی نفس محمد بیده لحرمة المومن اعظم عند الله حرمة منك (ص ۲۹۰)

اے کعبہ تیری کیا ہی شان ہے اور تیری ہوا کتنی پاکیزہ ہے لیکن اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میری امت کے ایک مومن کی حرمت وعزت اللہ کے ہاں تجھ سے کہیں زیادہ ہے۔ (مفہوماً) اور حضرت رابعہ بصریہ (امت مصطفیٰ کی ولیہ) کے استقبال کے لیے کعبہ کا جانا کئی کتابوں سے ثابت ہے (تذکرہ الاولیاء ص ۵۴، انیس الارواح ص ۱۱۱ ہفت روزہ چٹان ص ۱۳، ۲۶، ماہنامہ صوفی لاہور، جولائی ۱۹۱۳ء)

اور اس کا ممکن ہونا کہ کعبہ کسی کے استقبال کو جاسکتا ہے فتاویٰ دیوبند میں مذکور ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم ادھم علیہ الرحمۃ حکومت چھوڑ کر فقیری میں آئے تو کعبہ جانے کے لیے اس قدر اہتمام کیا کہ ہر قدم پہ دو رکعت نفل پڑھنے شروع کر دیے۔ جب کئی سالوں کے بعد مکہ پہنچے تو وہاں کعبہ کو ہی نہ پایا، خیال آیا کہ شاید میری نگاہ میں خلل ہو! فوراً الہام ہوا کہ آپ کی نگاہ میں کوئی خلل نہیں دراصل کعبہ آج میری ایک نیک بندی (رابعہ بصریہ) کے استقبال کو گیا ہوا ہے۔ آپ بہت حیران ہوئے اور اب کعبہ کی بجائے رابعہ کی زیارت کو روانہ ہو گئے دیکھا تو ایک ضعیفہ عجز و نیاز کی پیکر بن کر آرہی ہے اور اس کے ساتھ کعبہ کی بھی زیارت ہوگئی۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا ارے یہ تو نے کیا ہنگامہ کھڑا کر رکھا ہے کیا دکھاتی ہے کہ کعبہ بھی میرے استقبال کو آتا ہے؟ رابعہ بصریہ نے جواب دیا کہ یہ تو نے کیا شور مچا رکھا ہے اور قدم قدم پہ نفل پڑھ کر کعبہ کو آیا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ تم نے اپنی منزل کو عبادت کے زور پہ طے کیا ہے اور میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں نیازمندی کا نذرانہ پیش کیا ہے (خلاصۃً)

(۶) حجر اسود ہمیں کہہ رہا تھا کہ اے زائرین مدینہ مجھے بھی مدینے ساتھ لے چلو! تا کہ ان کے در پہ تمہاری طرح سجدہ کر کے اپنی پیشانی کی سیاہی دور کرلوں اور ایک بار پھر سے پہلے کی طرح روشن و منور ہو جاؤں۔

حدیث میں جو آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس پتھر کو آج بھی پہچانتا ہوں کان یسلم علی قبل ان ابعث (اوکما قال۔ مسلم شریف) جو میرے اعلان نبوت سے پہلے مجھ پر سلام پڑھتا تھا۔ نسیم الریاض میں ہے وہ حجر اسود ہی تھا۔ (ص ۶۷، ج ۳)

اور تفسیر مظہری میں زیر آیت اللّٰہ نور السموت و الارض ۔ لکھا ہے کہ جب حضرت حلیمہ سعدیہ حضور علیہ السلام کو لیکر شکرانے کا طواف شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دینے کے لیے حضور علیہ السلام کو گود میں لیکر قریب ہوئیں تو حجر سود نے اپنی جگہ سے نکل کر حضور علیہ السلام کو چومنا شروع کر دیا (ص ۲۸، ج ۶)

ے صدقے اس اکرام کے قربان اس انعام کے   ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

(۷) آب زمزم شریف پکار رہا ہے کہ اے زائرین مدینہ! جس پیارے اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی کی رگڑ سے میں جاری ہوا، آج تم ایسی ہستی کے دربار کو جا رہے ہو کہ جس کے نور نے اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری نہ چلنے دی کاش میں بھی تمہارے ساتھ جاتا اور اسی حسرت میں زمزم گویا تیز بارش کی طرح آنسو بہا رہا ہے اور قیامت تک بہاتا رہے گا۔ چشمۂ زمزم کے اجراء کو آنسو بہانا قرار دیا اور وہ بھی بھادوں کے مہینے کی تیز بارش کی طرح۔ کیسا استعارہ ہے؟

؎ خورشید رسالت کی شعاعوں کا اثر ہے — احرام کی مانند میرا دامن تر ہے
نظارۂ فردوس کی یارب نہیں فرصت — اس وقت مدینے کا سفر پیش نظر ہے

(کوثر نیازی)

(۸) میزاب رحمت بارگاہِ خالق رحمت میں التجاء کر رہا ہے کہ اے مالک و مولیٰ! ذرا بارش برسا! تاکہ رحمۃ للعالمین کی بارگاہ میں حاضری کی نیت سے جانے والوں پر تیری رحمت کے موتی (پانی کے قطرات موتیوں کی صورت میں) قربان کروں۔ کیونکہ جس شہر مدینہ کو یہ جا رہے ہیں۔

؎ اس شہر کے ذرے ہیں مہ و مہر سے بڑھ کر — جس شہر میں اللہ کے محبوب کا گھر ہے

(۹) (حطیم کعبہ جو کعبہ ہی کا حصہ ہے اس کی گولائی کو گود سے تشبیہ دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں) حطیم نے اپنی آغوش رحمت کھول رکھی ہے اور لوگوں کو بلا رہی ہے کہ آجاؤ میری آغوش میں۔ لیکن یا اللہ ان زائرین مدینہ پر کدھر جانے کی دُھن سوار ہے اور کونسا شوق چڑھا ہوا ہے کہ وہ حطیم کی اس پیشکش کی طرف متوجہ ہی نہیں ہو رہے اور مدینہ مدینہ کہے جا رہے ہیں۔

؎ کس کا ہے یہ دیوانہ کس کا ہے یہ مستانہ — محشر میں بھی کہتا ہے جانا ہے مدینے میں

(۱۰) (اس شعر میں سابقہ شعر کا جواب ہے کہ) یہ کسی معمولی جگہ پہ نہیں جا رہے مدینہ کے سفر پہ نکل رہے ہیں اور اے جانے والو! غفلت چھوڑو اور عشق رسول سے سرشار ہو کر جاگ کے چلو یہ رہ مدینہ پاؤں سے چلنے کا راستہ نہیں خدا توفیق دے تو آنکھوں کے بل چلو! سر کے بل چلو! کیونکہ

؎ اس راہ کے کنکر ہیں یہ بکھرے ہوئے تارے — یہ کہکشاں ہے کہ تیری گرد سفر ہے
میں گنبد خضریٰ کی طرف دیکھ رہا ہوں — کوثر میرے نزدیک یہ معراج نظر ہے

(۱۱) میں راہِ مدینہ کے اوپر رواں دواں ہوں اور یہ تمنا و آرزو دل میں مچل رہی ہے کہ ایک ایک قدم پہ اگر اللہ مجھے نئی جان عطا فرماتا رہے تو ہر قدم پہ ایک جان قربان کرتا جاؤں (جیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی دعوت کی اور حضور ان کے گھر تشریف لائے تو انہوں نے اپنے آقا علیہ السلام کے ایک ایک قدم پہ ایک ایک غلام کو آزاد کیا) کیونکہ یہ وہ جان بخش راستہ ہے جو سید ھا میرے آقا کے دیس طیبہ نگر کو جاتا ہے۔

؎ دم توڑنے والے تھے مدینے کے مسافر — جان آگئی جب گنبد خضریٰ نظر آیا
بے ساختہ نظروں میں کھینچی عرش کی تصویر — جب سرور کونین کا روضہ نظر آیا

(نظیر اکبر آبادی)

(۱۲) دیار محبوب کی حاضری کے لیے کئی سال انتظار کرنا پڑا اور ایک ایک لمحہ گن گن کے گذارا تب جا کر یہ سعادت کی گھڑی نصیب ہوئی ہے کہ سوئے طیبہ جا رہا ہوں، ہجر و فراق کی بھاری چٹان (یا سل کی جان لیوا بیماری) مر مر کے اور خدا خدا کر کے اب میرے، سینے سے سرک رہی ہے تبھی تو دیکھتے نہیں ہو مدینے کے گلیوں میں پہنچے والا ہوں۔

ے نکلتے ہی گھر سے بنوں ان کا مہمان　　مدینے کی جانب چلوں پا بجولاں
سنہرے کلس سبز گنبد پہ قرباں　　پہنچ کر وہاں پر کروں یہ دل و جاں
معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں　　عجب دلکشا ہیں مدینے کی گلیاں

(۱۳) اے میرے مولیٰ! میں خود شرم سے زمین میں گڑھا جا رہا ہوں کہ تیرے نبی کے شہر کی پاک مٹی اور میرے یہ ناپاک قدم۔

چہ نسبت خاک را بعالم پاک

یہ تو اس شہر مقدس کی گلیاں ہیں کہ جہاں فرشتے سر رکھنے کو ترستے ہیں۔

ے مدینے سے کعبے کو عزت ملی ہے　　مدینے کی ہر شئی نفاست بھری ہے
صبا وجد میں جھوم کر کہہ رہی ہے　　وہیں کی تو پھولوں میں خوشبو بسی ہے
معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں　　عجب دلکشا ہیں مدینے کی گلیاں

(۱۴) اے زائرین شہر طیبہ! ذرا غور تو کرو اور دل کی آنکھوں کو کھول کر دیکھو اور ایمان سے بتاؤ کیا مدینہ شریف میں تمہیں معراج کا منظر نہیں نظر آرہا، مدینہ شریف میں میرا آقا کا گھر (روضہ انور) کی کرسی (حجرۂ مقدس کی دہلیز تک کی اونچائی جس سے اوپر پھر فرش باندھتے ہیں) کیا تمہیں آسمان والی کرسی سے اونچی نظر نہیں آرہی؟

ے وہ جبکہ ہوا مسکنِ سلطانِ مدینہ　　کیونکر نہ ہو مکے سے سوا شانِ مدینہ
اس واسطے مکہ بھی ہے قربان مدینہ　　مکے کو شرف ہے تو مدینے کے سبب سے
اللہ رے بلندی تیری ایوانِ مدینہ　　ہوتا ہے فلک کا سرِ تسلیم یہاں خم

(۱۵) ''اس شعر کے دو معنی ہیں۔ایک ظاہری یعنی عاشقانِ روضہ کا اپنا جی تو چاہتا تھا کہ روضہ اطہر کی طرف سجدہ کا حکم ہو۔مگر شرع مطہر نے اس سے منع فرمایا اور کعبہ معظمہ قبلہ قرار پایا۔تو عاشقانِ رسول بہ تعمیل حکم کعبہ مکرمہ ہی کی طرف سجدہ میں جھکے۔مگر دل کی خواہش کی خدا کو خبر ہے تو اس وقت گویا دل کی وہ حالت ہے جو اے بیت المقدس کی طرف حکم سجود ہونے میں مسلمانوں کی حالت تھی کہ بہ تعمیل حکم بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے اور دل میں خواہش یہی تھی کہ کعبہ معظمہ قبلہ کر دیا جائے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا اس تقدیر پر نیت بمعنی رغبت و خواہش ہے۔

دوسرے معنی، کہ عاشقانِ روضہ کا سجدہ اگر چہ صورۃً سوئے حرم ہے مگر نیت کا حال خدا جانتا ہے کہ وہ کسی وقت اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہو۔کہ کعبہ بھی انہی کی تجلی کا ایک ظل ہے کعبہ بھی انہیں کے نور سے بنا ہے۔انہیں کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنا دیا۔تو حقیقت کعبہ وہ جلوہ محمد یہ ہے جو اس میں تجلی فرما ہے۔وہی روح قبلہ اور اسی کی طرف حقیقۃً سجدہ ہے اتنا یاد رہے کہ حقیقت محمد یہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے اور اگلی شریعتوں میں سجدہ تعظمی کی مسجود لہا تھی۔ملائکہ و یعقوب و ابنائے یعقوب علیہم

الصلوٰۃ والسلام نے اسی کو سجدہ کیا۔ آدم ویوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام قبلہ تھے۔'' (تشریح از حاشیہ حدائق بخشش مطبوعہ کراچی ومشاق بک کارنر اردو بازار لاہور)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے جو حدائق بخشش کے حاشیے پر اس شعر کی جب مذکورہ تشریح فرمائی تو اس پر کسی نے اعتراض کیا جس کا آپ نے فتاویٰ رضویہ میں (ج ۹ ص ۱۹۶، ۱۹۷) پر جواب ارشاد فرمایا سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

اس پر سائل کا سوال ہے کہ ان الفاظ سے اس ناقص الایمان والعلم والعقل کی ناقص فہم میں یہ آتا ہے کہ جلوہ محمدیہ ہی کو حقیقۃ کعبہ کہا گیا ہے جب حقیقت کعبہ جلوۂ محمدیہ بنائی گئی اور اس کی طرف حقیقت سجدہ کیا گیا اور حقیقت محمدیہ کو مسجود الیہا کہا تو حقیقت کعبہ کا حقیقت محمدیہ لازم آتا ہے۔

اس کے جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے لکھا۔

الجواب:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اگر آپ آفتاب اور دھوپ کو دیکھیں تو فرق حقیقت وتجلی کی ایک ناقص مثال پیش نظر ہو۔ آفتاب گویا حقیقت شمس ہے اور دھوپ اس کا جلوہ حقیقت صفات کثیرہ رکھتی ہے اور اپنے مجال میں متفرق صفات سے تجلی کرتی ہے ان صفات کے لحاظ سے جو آثار ان مجالی کے ہیں وہ حقیقۃ حقیقت کے اور معاملات ان مجالی سے بحیثیت مجالی ہیں وہ حقیقۃ حقیقت سے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت فرمایا۔ **فمن احبّھُم فبحبی احبھم و من ابغضھم فببغضی ابغضھم** حقیقت کعبہ مثل حقائق جملہ کوان حقیقت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیہ کی ایک تجلی ہے۔ کعبہ کی حقیقت وہ جلوہ ہے مگر وہ جلوہ عین حقیقت محمدیہ نہیں۔ (صلے اللہ علیہ وسلم) بلکہ اس کے غیر متناہی اظلال سے ایک ظل جیسا کہ اس قصیدہ میں ہے۔

؎ کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل　　　روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

حقیقت کریمہ نے اپنی مسجودیت الیہا سے اس ظل میں تجلی فرمائی ہے لہٰذا کعبہ جس کی حقیقت یہی ظل وتجلی ہے۔ مسجود الیہا ہوا اور حقیقت وہ حقیقت علیہ مسجود الیہا ہے کہ اس کی صفت کے ساتھ اس پر تجلی نے اسے مسجود الیہا کیا۔ والسلام

ماحصل اور خلاصہ یہ ہوا کہ

؎ ان سروں کے یہ سجدے تو کعبے کو ہیں　　　اور دلوں کی عبادت مدینے میں ہے

اس شعر نمبر ۱۵ کی تشریح جبل نور مصنفہ ابوالنور میں اس طرح ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے سجدہ کیا پھر ان کے سردار حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سجدہ کیوں نہ کریں؟ یہ ایک سوال ہے۔ جس کا جواب یہ ہے کہ بیشک ہونا تو یونہی چاہیے۔ مگر چونکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت مطہرہ نے خدا کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے سے روک دیا ہے اس لیے باوجود اس تمنا کے کہ ہم بھی حضور کو سجدہ کریں ہم ہرگز حضور کو سجدہ نہیں کرتے۔ اور سجدۂ عبادت کو شرک اور سجدۂ تعظیم کو حرام سمجھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت ہی فرماتے ہیں۔

؎ نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو　　　مگر سدِّ ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

احادیث میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں جانور آتے تو حضور کو سجدہ کرتے۔ یہ منظر دیکھ کر صحابہ کرام نے عرض کی کہ حضور جب جانور بھی حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو آپ ہمیں اجازت دیں تاکہ ہم بھی حضور کو سجدہ کریں تو سرکار نے فرمایا۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

اس سے معلوم ہوا کہ خواہش تو صحابہ کی بھی تھی کہ حضور کو سجدہ کریں۔ مگر شریعت نے اجازت نہ دی اس لیے رُک گئے والد ماجد حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ میں فرمایا کرتے تھے۔ آج بھی سچا مسلمان وہ ہے۔ جس کا دل تو چاہے کہ میں حضور کو سجدہ کروں مگر کرے نہیں اس لیے کہ شریعت نے روک دیا ہے۔

پھر کریں کیا اور اپنا شوق دل کیسے پورا کریں؟ ہزار ہا رحمتیں نازل ہوں اعلیٰ حضرت کی روح پر فتوح پر کہ اس مشکل کو اس پیارے انداز میں حل فرمایا کہ مردِ مومن پر وجد طاری ہو جائے۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

؎ اے شوق دل یہ سجدہ گر اُن کو روا نہیں اچھا وہ سجدہ کیجے کہ سر کو خبر نہ ہو

سمجھے کچھ آپ کیا فرما گئے؟ ''اچھا وہ سجدہ کیجے کہ سر کو خبر نہ ہو۔'' کسی غیر خدا کے آگے سجدہ تو سر ہی کا ممنوع ہے۔ تو چلو ہم اس تکمیل شوق کے لیے سر سے کام ہی نہیں لیتے۔ یہ شوق دل کا ہے دل ہی یہ سجدہ بھی کرے۔ گویا ع

سر خدا کے واسطے دل مصطفےٰ کے واسطے

کے مطابق اعلیٰ حضرت نے یہ بھی فیصلہ فرما دیا ہے کہ نماز وہی نماز ہے جس میں اس نماز کی تعلیم دینے والے محبوب کا بھی خیال رہے آپ اعلیٰ حضرت کا مذکورہ بالا شعر پڑھیے اور اس شعر کے عالمانہ و عاشقانہ انداز سے کیف و سرور حاصل کیجئے۔ گنبد خضرا کے عاشق بحکم شریعت کعبہ ہی کی طرف جھکتے ہیں۔ مگر دل؟ بس اسے اللہ ہی جانتا ہے کہ ان عشاق کا دل کسی وقت بھی خیال محبوب سے خالی نہیں رہا۔ اور یہ عشاق روضہ خوب سمجھتے ہیں کہ۔ ع

کعبہ بھی ہے اُنہیں کی تجلّی کا ایک ظل

کعبہ بھی انہیں کے نور سے بنا انہیں کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنا دیا۔ تو درحقیقت کعبہ وہ جلوہ محمد یہ ہے جو اس میں تجلی فرما ہے۔ حضرت بیدم فرماتے ہیں۔

؎ ہم سب کا رخ سوئے کعبہ سوئے محمد روئے کعبہ کعبے کا کعبہ روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عشاق روضہ کا سر تو سوئے کعبہ رہتا ہے۔ اور نیت بس ادھر ہی کی ہوتی ہے جو کعبہ کا بھی کعبہ ہے یہی بات فرمائی ہے اعلیٰ حضرت نے کہ

؎ عشاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے

وضاحتی نوٹ:

جہاں کہیں بھی حدائق بخشش پر حاشیہ میں تشریحی نوٹس ہیں ان کو اس شرح میں شامل کر لیا گیا ہے جیسا کہ اسی نعت میں پچھلے چند اشعار کی تشریح آپ نے ملاحظہ فرمائی کیونکہ گمان غالب ہے کہ یہ حاشیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ہی لگائے ہوں گے اسی لیے ہر جگہ ''منہ رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہوا ہے لہٰذا جب شاعر خود اپنے شعر کی توضیح و تشریح کرے گا تو اس کو بہرحال ترجیح ہوگی۔

(۱۶) (غالباً مکہ سے چلتے وقت یہ شعر کہا ہے) یہ کعبہ معظمہ اس رب العالمین کا گھر (بیت اللہ) کہلاتا ہے اور یہ دروازہ (در رحمت) اس ذات باری تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں جو گھر سے بھی پاک ہے اور دروازے کی بھی اس کو ضرورت نہیں ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ کی طرف سے بے گھروں (مسافروں، زائرین حرمین) کو یہ خوشخبری سنائی جارہی ہے کہ اس اچھے گھر والے مولیٰ نے تمہارے لیے اچھے اجر کا اعلان فرمادیا ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے مصرعہ میں تو کعبہ کی بات ہو اور دوسرے میں گنبد خضریٰ کی۔ کیونکہ یہ خوشخبری حضور علیہ السلام نے ہی سنائی ہے کہ جو حج کرے اور اس میں خرابی سے بچے تو وہ ایسے ہو جاتا ہے کیوم ولدتہ امہ۔ جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

عطا تو اللہ ہی فرماتا ہے جبکہ ہر نعمت کو تقسیم حضور کرتے ہیں اور تمام بشارتوں اور خوشخبریوں کے اعلان بھی آپ ہی نے فرمائے ہیں۔

اس صاحب معراج کے در کا ہوں بھکاری   قرآن میں جس کے لیے مازاغ البصر ہے

(کوثر نیازی)

(۱۷) یہ جو سبز گنبد دکھائی دے رہا ہے اے زائرین طیبہ! کچھ جانتے بھی ہو کہ اس میں کتنی بڑی بڑی ہستیاں آرام فرما ہیں۔ عرش معلیٰ کے رب کے محبوب اس میں آرام فرما ہے، جن کے لیے کل کائنات سجائی گئی۔

حضور علیہ السلام کے پہلو میں خلیفہ اول بلا فصل بالتحقیق، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو بالاتفاق افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔ ابوبکر صدیق کے ساتھ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کی جلوہ گاہ ہے کہ جن کی زبان سے حق بولتا ہے اور شیطان جن کے سائے سے بھی بھاگتا ہے۔ تبھی تو یہ حالت ہے کہ

آتے ہیں سر عجز سے جھکائے ہوئے لاکھوں   شاہانِ جہاں پیش گدایاں مدینہ
بلبل کبھی بھولے سے نہ لے نام چمن کا   دیکھا ہی نہیں اس نے گلستان مدینہ

(۱۸) ''مزار پر انور پر ستر ہزار فرشتے ہر وقت حاضر رہ کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ ستر ہزار صبح آتے ہیں عصر تک رہتے ہیں عصر کے وقت یہ بدل دیے جاتے ہیں اور ستر ہزار دوسرے آتے ہیں۔ وہ صبح تک رہتے ہیں۔ یوں ہی قیامت تک یہ بدلی ہوگی اور جو ایک بار آئے وہ دوبارہ نہ آئیں گے کہ منظور سب ملائکہ کو یہاں کی حاضری سے مشرف فرمانا ہے۔ اگر یہ تبدیل نہ ہوتے تو کروڑوں محروم رہ جاتے۔ بدل یہاں بمعنی تبدیل ہے اور اس سے بطور ایہام معنی ابر وسحاب کی طرف اشارہ کیا۔ اور بدلی میں دُرّ در یعنی موتیوں کی بارش بتائی، جس سے مراد لگا تار درود شریف ہے۔'' (تشریح از حاشیہ حدائق بخشش)

ستر ہزار فرشتوں کا دن کو اور ستر ہزار فرشتوں کا رات کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور اپنے پروں کو حضور علیہ السلام کے روضہ اقدس پہ ملنا۔ اور ہر بدلی وتبادلے میں نئے فرشتوں کی فوج آتی ہے اور جو ایک بار آتا ہے دوبارہ قیامت تک نہیں آتا۔

اک وار فرشتے روضے تے جو آون فیر نہ اوندے نیں
سرکار دے امتی نیں جہڑے مڑ مڑ کے بلائے جاندے نیں

(تفصیل دیکھیے مشکوٰۃ شریف اور جواہر البحار فی فضائل النبی المختار ص ۲۱۴ میں)

ب۔ مدینے کو جس وقت گھر سے چلوں گا — تو پھر کس کے روکے سے میں رُک سکوں گا
کہے لاکھ کوئی نہ ہرگز سنوں گا — جو احباب پوچھیں گے فوراً کہوں گا
عجب دلکشا ہیں مدینے کی گلیاں — معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں
رہو اے جمیل اب مدینے میں جا کر — برستی ہے دن رات رحمت وہاں پر
کہ ہے اس میں باغ احد کا گل تر — ہے ہر ایک کوچہ وہاں کا معطر
عجب دلکشا ہیں مدینے کی گلیاں — معطر ہیں یوں جیسے پھلوں کی کلیاں

(مرید اعلیٰ حضرت مولانا صوفی جمیل الرحمٰن خان رضوی قادری علیہ الرحمۃ)

(۱۹) سعدین کا قران ہے پہلوئے ماہ میں — جھرمٹ کیے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے
(۲۰) ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام — یوں بندگیٔ زلف و رُخ آٹھوں پہر کی ہے
(۲۱) جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے — رُخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے
(۲۲) تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب — بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے
(۲۳) اے وائے بیکسی تمنا کہ اب اُمید — دن کو نہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے
(۲۴) یہ بدلیاں نہ ہوں تو کروڑوں کی آس جائے — اور بارگاہ مرحمت عالم تر کی ہے
(۲۵) معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار — عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے
(۲۶) زندہ رہیں تو حاضری بارگاہ نصیب — مرجائیں تو حیاتِ ابد عیش گھر کی ہے
(۲۷) مفلس اور ایسے در سے پھرے بے غنی ہوئے — چاندی ہر اک طرح تو یہاں گدیہ گر کی ہے
(۲۸) جاناں پہ تکیہ خاک نہالی ہے دل نہال — ہاں بینواؤ خوب یہ صورت گذر کی ہے
(۲۹) ہیں چتر و تخت سایۂ دیوار و خاکِ در — شاہوں کو کب نصیب یہ دھج کرّ وفر کی ہے
(۳۰) اس پاک کُو میں خاک بسر سر بخاک ہیں — سمجھے ہیں کچھ یہی جو حقیقت بسر کی ہے
(۳۱) کیوں تاجدارو خواب میں دیکھی کبھی یہ شے — جو آج جھولیوں میں گدایانِ در کی ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* سعدین۔دوسیارے جن کو بابرکت سمجھا جاتا ہے یعنی زہرہ اور مشتری * قران۔ان دوسیاروں کا ایک برج میں جمع ہونا * پہلوئے ماہ۔چاند کے پہلو (پڑوس) میں * جھرمٹ۔ہجوم، بھیڑ * تجلی قمر۔چاند کی روشنی * بندگیٔ زلف ورُخ۔زلفوں اور چہرے کی تعریف کی ڈیوٹی * رخصت۔چھٹی * بارگاہ۔دربار الٰہی * بس۔فقط * اس قدر۔اتنی ہی دیر، مقدار * نصیب۔

قسمت، حصہ * مجال- طاقت * پر کی- پر مارنے کی، اُڑنے کی * اے وائے بیکسی تمنا- ہائے افسوس کہ خواہش کی ناکامی * شب- رات * سحر- سحری کا وقت * بدلیاں- تبدیلیاں * آس- امید * مرحمت- رحمت * عام تر- ہر ایک کے لیے وافر * معصوم- گناہوں سے پاک * بار- مرتبہ، باری (بار کا معنی بوجھ بھی ہے) * عاصی- گناہ گار * صلا- اعلان، دعوت عام * حیاتِ ابد- ہمیشہ کی زندگی * عیش- آرام وسکون * مفلس- کنگال * بے غنی- بغیر مالدار ہونے کے * چاندی- مشہور دھات، یہاں کامیابی مراد ہے (کہتے ہیں فلاں کی تو چاندی ہوگئی ہے) * گدیہ گر- گداگر، منگتا، فقیر * جاناں- اے محبوب * تکیہ- سرہانہ، جو آرام کرنے کے لیے سر کے نیچے رکھا جائے * نہالی- رضائی، گدا * نہال- بامراد، کامیاب، نیا لگایا ہوا پودا * بے نواؤ- اے بے سروسامانو، فقیرو * خوب- اچھا * گذر- بسر اوقات، گذارا، زندگی گذارنا * چتر- بڑی اور شاہی چھتری * شاہوں- بادشاہوں * نصیب- قسمت * دھج- شان وشوکت اور شکل وصورت * کروفر- رعب ودبدبہ * کو- گلی، راستہ * خاک بسر- عاجز وخاکسار * سربخاک- سرو مٹی میں یعنی فقیر و بے سہارا جو مٹی میں گذارا کر رہے ہیں * بسر- گذر بسر، زندگی گذانے کا طریقہ * تاجدارو- اے بادشاہو * خواب- نیند * شی- چیز * گدایانِ در- دروازے کے فقیر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۹) ”سعدین دو سیارۂ سعید زہرہ و مشتری اور قرانِ بکسر قاف ان کا ایک درجہ دقیقہ فلک میں جمع ہے یہاں سعدین سے مراد صدیق و فاروق ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور ماہ وقمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تارے وہی ستر ہزار ملائکہ کہ مزار پر انوار پر چھائے ہوئے رہتے ہیں۔“

یعنی صدیق و فاروق کتنے خوش نصیب ہیں کہ حضور علیہ السلام کے پہلو میں آرام کر رہے ہیں، حضور چاند بن کر چمک رہے ہیں اور فرشتوں نے ستارے بن کر اس ماہ طیبہ کے گرد ھالہ بنایا ہوا ہے۔ اور اللہ کی رحمت چھم چھم برس رہی ہے۔

(۲۰) صبح وشام مسلسل ستر ستر ہزار فرشتے روضہ انور پہ حاضر ہوکر آپ کے رُخِ والضحیٰ اور زلف واللیل کی مدح سرائی کا چوبیس گھنٹے فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

؎ لاکھوں نے لگائے ہیں تیرے کوچہ میں بستر — تھوڑی سی جگہ ہم کو بھی اے جان مدینہ
پہنچا دے تو محبوب کے در پہ مجھے یارب — لیجاؤں نہ دنیا سے میں ارمان مدینہ

(جمیل قادری)

(۲۱) جو فرشتہ ایک مرتبہ حاضر ہو چکا دوبارہ قیامت تک اس کو حاضر ہونا نصیب نہ ہوگا کیوں کہ اللہ کی بارگاہ سے بس اتنی ہی اجازت ہے۔

(۲۲) چاہے بوقت تبدیلی فراق محبوب علیہ السلام کے تصور میں کتنا ہی تڑپتے رہیں اور پھر فرشتے تو گناہوں سے معصوم ہیں بھلا بغیر حکم الٰہی مجال ہے کہ یہ (پرندے پر بھی ہلا سکیں اور) فرشتے خلاف ورزی کرسکیں۔ لا یعصون اللہ ما امر ھم و یفعلون ما یؤمرون۔ وہ (فرشتے) اللہ کے نافرمانی نہیں کرتے، وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ہوتا ہے۔

(۲۳) ہائے کس قدر بے بسی ہے کہ تمام امیدوں پہ پانی پھر گیا کہ شام کو حاضر ہونے والے دن بھر حاضری کی امید رکھے ہوئے

تھے اور دن کو حاضر ہونے والے رات کی بھی تمنا کیے بیٹھے تھے، جو حاضری دے چکے ان کی تمام امیدیں ختم گئیں۔ اس کی تشریح حاشیہ حدائق بخشش میں یوں ہے۔

"جو شام کو حاضر ہونے والے تھے ان کو دن بھر شام کی امید لگی تھی کہ شام ہو اور ہم حاضر ہوں اور جو صبح کو حاضر ہونے والے تھے انہیں شب بھر صبح کی آس بندھی ہوئی تھی کہ صبح ہو اور ہم حاضر ہوں جو ایک بار حاضر ہو چکے ہیں انہیں نہ دن کو ویسی شام کی اُمید ہے۔ نہ شب کو ویسی صبح کی کہ دوبارہ آنا نہ ہوگا۔"

سمجھوں گا ہوئی عید مبارک مجھے جس دم ۔۔۔ ہو جائے یہ سر برا قربان مدینہ
اتر آئی ہے کیوں باد صبا تو بر ے آگے ۔۔۔ دیکھیں گے کبھی ہم بھی گلستان مدینہ

(۴۴) اگر فرشتوں کی یہ ڈیوٹیاں تبدیل نہ ہوں تو کروڑوں فرشتے حاضری سے محروم رہ جائیں (کیونکہ **مایعلم جنو دربك الا هو** فرشتے اتنے زیادہ ہیں کہ جن کی تعداد رب ہی جانتا ہے) اور رحمۃ للعالمین کی رحمت اتنی عام ہے کہ کسی کو محروم رکھا ہی نہیں جاتا۔

(۴۵) ان گناہوں سے معصوم فرشتوں کو تو ساری عمر (حالانکہ ان کی عمر بھی بہت لمبی ہوتی ہے) میں صرف ایک بار مدینہ شریف روضہ انور پہ حاضر ہونے کی اجازت ہے اور ایک ہم گناہ گار ہیں کہ (عمر مختصر ہونے کے باوجود) ساری زندگی بھی پڑے رہیں تو کوئی پرواہ نہیں، نہ ہی کوئی روکنے والا ہے بلکہ اجازت عام ہے۔

(۴۶) اگر وہاں (مدینے میں) زندہ رہیں تو روزانہ بار بار زیارت نصیب اور اگر وہی پہ موت آجائے تو حدیث شریف کے مطابق شفاعت نصیب ہوگی جس کے نتیجے میں جنت کے گھر کی دائمی عیش و آرام نصیب ہوگا۔ **من استطاع منکم ان یموت بالمدینہ فلیمت بھا الی اخر الحدیث۔** جس میں مدینہ میں آکر مرنے کی استطاعت ہو وہ یہیں آکے مرے میں اس کی شفاعت کروں گا۔

سر دے کے غلامانِ نبی راہِ خدا میں ۔۔۔ آرام سے سوتے تہِ دامان مدینہ
شاہانِ جہاں کانپتے ہیں نام سے تیرے ۔۔۔ اللہ یہ صولت تیری سلطان مدینہ

(۴۷) دربار رسالت ہو اور پھر بھلا کوئی منگتا بغیر مالدار ہوئے خالی لوٹ آئے اور اس کی مراد پوری نہ ہو جبکہ اللہ کا اپنے محبوب کو حکم بھی ہو **واما السائل فلا تنھر** ۔ پھر ہر گدا کی ہر طرح سے ہر تمنا پوری کیسے نہ ہوگی۔

یہ دربار محمد ہے یہاں ملتا ہے بن مانگے ۔۔۔ ارے ناداں یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے
یہ دربار محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا ۔۔۔ یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

(۴۸) اے کریم آقا! آپ کے در اقدس کی خاک کا تکیہ کتنا آرام دہ ہے اور آپ کے دربار کی مٹی کی نرم و نازک رضائی کتنی سکون بخش ہے کہ دل ہر غم سے آزاد ہو جاتا ہے اور جان کو سکون نصیب ہو جاتا ہے۔ دنیا کے نرم و نازک بستروں میں وہ لذت و سکون کہاں جو آپ کے دربار میں زمین پر سونے کے اندر ہے۔ اے بے سروسامانو! گذر اوقات کی یہ کتنی اچھی صورت و طریقہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مدینہ کے باسی جتنے بھی نادار و مفلس ہوں اخلاق کے پیکر اور سکون کے بادشاہ نظر آتے ہیں۔

کیا وصف کروں خوبیِ اخلاق کا ان کے ۔۔۔ بے مثل ہے دنیا میں ہر انسان مدینہ

سرسبز کسی کی بھی نہ ہو کشت تمنا　　　برسے نہ اگر خلق پہ تیسان مدینہ

(۲۹)　بڑے بڑے شاہی ایوانوں کی بڑی بڑی چھتریاں (چتر) اور تخت شاہی کی لذتیں مدینہ کی ایک دیوار کے سائے کا مقابلہ نہیں کرسکتیں، بھلا بادشاہوں کے درباروں کو رعب ودبدبے کی یہ سج دھج کہاں نصیب ہے جو دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منگتوں کو حاصل ہے۔ کیونکہ ان جیسا آقا کسی کو نصیب نہیں ہے ناں۔

ے　مخلوق خداوند ہے سب زیرِ حکومت　　　ہے حاکم کونین سلیمان مدینہ
آرام سے ٹھہراتا ہے زوار نبی کو　　　گویا کہ یہ چھوٹا سا ہے احسان مدینہ
پیش آتے ہیں رحمت کے فرشتے بتواضع　　　اللہ کے مہمان ہیں مہمان مدینہ

(۳۰)　اے میرے پیارے آقا! آپ کے دربار کے خاک سار وخاک نشیں فقیر زندگی کی کامیابی کا راز پاچکے ہیں تبھی تو آپ کے دراقدس کی خاک پہ سر رکھ کر دنیا کو بتا رہے ہیں کہ حقیقی زندگی کی حقیقی کامیابی کا راز یہی ہے اس لیے ہم۔ درنبی پہ پڑے رہیں گے پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا۔

(۳۱)　اے دنیا کے بادشاہو! ذرا ایمان سے بتاؤ کہ تم نے کبھی خواب میں بھی وہ آرام وسکون دیکھا ہے جو مدینہ کے گداؤں بلکہ سگانِ کوئے مدینہ کو نصیب ہے؟ بولو بولو! چپ کیوں ہوگئے ہو کیا میرے اس سوال کا جواب یہی نہیں؟ کہ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، واللہ نہیں، واللہ نہیں۔

ے　ہو جائے جو سرکار کی رحمت کا اشارہ　　　سگ اپنا بنائیں مجھے دربانِ مدینہ
مرنے پہ بھی چھوڑیں گے نہ محبوب کا کوچہ　　　عشاق کی جنت ہے بیابان مدینہ
گھبرائیں گے سب مہر قیامت کی تپش سے　　　بے خوف مگر ہوں گے گدایان مدینہ

(۳۲)　جاروکشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے　　　وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے
(۳۳)　طیبہ میں مَر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند　　　سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے
(۳۴)　عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو　　　مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر وشر کی ہے
(۳۵)　شانِ جمال طیبۂ جاناں ہے نفع محض　　　وسعتِ جلالِ مکہ میں سود وضرر کی ہے
(۳۶)　کعبہ ہے بیشک انجمنِ آرا دُلہن مگر　　　ساری بہار دُلہنوں میں دُولہا کے گھر کی ہے
(۳۷)　کعبہ دُلہن ہے تُربت اطہر نئی دُلہن　　　یہ رشکِ آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے
(۳۸)　دونوں بنیں سجیلی انیلی بنی مگر　　　جو پی کے پاس ہے سہاگن کنور کی ہے
(۳۹)　سرسبز وصل یہ ہے سیہ پوش ہجر وہ　　　چمکی دوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے
(۴۰)　اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول　　　یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

(۴۲) جو چاہے ان سے مانگ کہ دونوں جہاں کی خیر ــــ زرنا خریدہ ایک کنیز ان کے گھر کی ہے

(۴۳) رومی غلام دن ، حبشی باندیاں شبیں ــــ گنتی کنیز زادوں میں شام و سحر کی ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

* جاروکش-جاروب کش کا مخفف ہے بمعنی جھاڑو دینے والا، صفائی کرنے والا * ملوک-جمع ملک کی بادشاہ * فقط-صرف * ٹھنڈے-مطمئن * شفاعت نگر-شفاعت کی جگہ * عاصی-گناہ گار * چہیتے-پیارے * زاہدو-اے عبادت گذارو * جانچ-پڑتال، تفتیش * خیر وشر-نیکی اور برائی * شان جمال طیبہ جاناں-محبوب کے مدینہ کے جمال کی شان یا حال * نفع محض-فائدہ ہی فائدہ * وسعت-گنجائش * جلال-رُعب * سود وضرر-نفع اور نقصان * انجمن آراء-محفل کو حسن بخشنے والا * تربت اطہر-قبر منور، روضہ مقدسہ * رشک آفتاب-جس پر سورج بھی قربان ہو * غیرت قمر-جس سے چاند شرمائے اور منہ چھپائے * نجیلی-خوبصورت، بنی سنوری عورت، میک اَپ شدہ * انیلی-نرالی وعجیب (انیلا کی مونث) * پی-خاوند، پتی * سہاگن-جس کا خاوند زندہ ہو * کنور-شہزاد * وصل-ملاپ، ملاقات * سیہ پوش-کالا ماتمی لباس * ہجر-جدائی * چمکی-واضح * ماوشما-ہم اورتم * خلیل جلیل-اللہ کے شان والے خلیل علیہ السلام * تمنا نظر-نگاہ کرم کی آرزو * شرف-فضیلت و بزرگی * اثر-قبولیت، نشان * خیر-بھلائی * زرنا خریدہ-مفت کی * کنیز-نوکرانی * رومی-سفید رنگ کا * حبشی-سیاہ رنگ والا * باندیاں-نوکرانیاں * شبیں-راتیں * کنیز زادے-نوکرانیوں کی اولاد * شام وسحر-دن رات۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح :

(۴۲) دنیا کے بادشاہوں کا نام اگر مدینے کی گلیوں میں صفائی کرنے والوں کی فہرست میں بھی لکھ دیا جائے تو وہ اس کو اپنی خوش نصیبی سمجھیں اور ڈیوٹی کو سرانجام دیتے ہوئے خوشی محسوس کریں لیکن جن کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے یہ کام تو وہی خوش نصیب کرتے ہیں بادشاہ تو صرف صفائی کرنے والوں میں نام لکھا کر ہی فخر محسوس کر رہے کہ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

لیکن یہ بادشاہ جو اپنے اپنے ملک میں حکومت کر رہے ہیں یہ ان کی تنخواہ ہے سرکار مدینہ کی طرف سے جو صرف نام لکھوانے پر مل رہی ہے تو ان گلیوں کی صفائی کر کے ڈیوٹی سرانجام دینے والوں کی تنخواہ کس قدر ہو گی اس کا تم خود اندازہ کر لو اور ساتھ مدینے کی گلیوں کی شان بھی سمجھ جاؤ۔

ے مدینے سے ہوتی ہے تقسیم نعمت ــــ وہیں سے بٹا کرتی ہے ساری دولت
فدا اس پہ ہوتی ہے ہر وقت جنت ــــ برستی ہے دن رات واں حق کی رحمت
عجب دلکشا ہیں مدینے کی گلیاں ــــ معطر ہیں یوں جیسے پھولوں کی کلیاں

(۴۳) اے زائرین مدینہ! یہیں مدینہ میں بیٹھے رہو اور اسی چوکھٹ پہ بیٹھے بیٹھے مرجاؤ اور مطمئن ہو کر، آنکھیں بند کر کے اور حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق سیدھے جنت میں چلے جاؤ (فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی) کیونکہ یہی وہ سیدھی سڑک ہے جو حضور علیہ السلام کی شفاعت کے شہر میں جاتی ہے۔

’’حدیث میں فرمایا: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمْ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّي اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا۔ تم میں سے جس سے ہو سکے کہ مدینے میں مر سکے تو مدینہ ہی میں مرے کیونکہ جو اس میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔‘‘ (حاشیہ حدائق بخشش)

(۳۴) اے عبادت گذار! ہٹ پیچھے گناہ گاروں کے گناہوں کے حساب و کتاب کے چکر میں پڑھنے کی ضرورت نہیں یہ مکہ نہیں جہاں ہر نیکی و گناہ کا درجہ ایک لاکھ ہو جائے بلکہ مدینہ ہے یہاں ایک گناہ پہ ایک ہی ہوگا اور ہو سکتا ہے وہ بھی نہ ہو کیوں کہ حضور کو اپنے گناہ گار بھی بہت پیارے ہیں۔

؎ ہے عرض جمیل رضوی کا یہ خلاصہ　　لاشہ ہو مرا اور بیابان مدینہ

(۳۵) مدینہ منورہ کی شان یہ ہے کہ وہاں محبوب علیہ السلام کی شان جمالی برس رہی ہے اور زائرین کیلیے از اول تا آخر نفع ہی نفع ہے نقصان کا امکان تک نہیں ہے کیونکہ وہاں صرف گناہوں کی معافی کے لیے ہی حاضری ہوتی ہے اسی لیے ایک غلطی کا ایک ہی گناہ ہوتا ہے وہ بھی برطابق حکم قرآنی ولو انھم اذظلموا انفسھم ...... الی اخرہ۔ حضور کے کرم سے معاف ہو جاتا ہے جبکہ مکہ مکرمہ میں جلال الٰہی کا دور دورہ ہے نفع کے ساتھ نقصان کا بھی خدشہ ہے اس لیے ایک گناہ ایک لاکھ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام مدینہ طیبہ میں رہنا پسند فرماتے تھے۔

(۳۶) مکہ معظمہ بیشک ایسی دلہن کی طرح سے جو رونق محفل کا درجہ رکھتی ہے لیکن شب اسریٰ کے دولہا، حضور علیہ السلام ایسے دولہا ہیں کہ تمام دلہنوں کی ساری بہاریں اسی دولہا کے گھر کی برکت سے ہیں، اور دلہن کی زیب و زینت چونکہ دولہا ہی کے لیے ہوتی ہے اور اسی کے گھر جا کر وہ دلہن بنتی ہے۔ اس لیے اگر کعبہ رونق محفل ہے تو مدینہ محفل کائنات کی جان ہے کیونکہ مدینے کا چاند جانِ کائنات ہے جس کا مسکن گنبد خضریٰ میں ہے۔

؎ میں اس اعزاز کے لائق تو نہیں لیکن　　مجھ کو ہمسائیگیٔ گنبد خضریٰ دے دے
تیری رحمت کا یہ اعجاز نہیں تو کیا ہے　　قدم اٹھیں تو زمانہ مجھے رستہ دے دے

(احمد ندیم قاسمی)

(۳۷) اگر کعبہ صرف دلہن ہے تو آقائے دو جہاں کی قبر انور نئی دلہن ہے اس لیے صبح و شام ستر ستر ہزار نئے فرشتے وہاں پہ حاضر ہو کر اپنے پروں کے ذریعے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر کعبہ پہ سورج رشک کناں ہے تو ماہ طیبہ کے روضہ انور پہ آسمان کا چاند قربان ہو ہو جاتا ہے۔ اور روضہ پاک کے حسن و جمال کے سامنے سرمندہ ہو رہا ہے۔

؎ اے قافلے والو! کہیں وہ گنبد خضریٰ　　پھر آئے نظر ہم کو کہ تم کو بھی دکھائیں
کرتے ہیں عزیز ان مدینہ کی جو خدمت　　حسرت انہیں دیتے ہیں وہ سب مل کے دعائیں

(حسرت موہانی)

(۳۸) دونوں بارگاہیں (مکہ و مدینہ) حسن و جمال والی اور فضل و کمال والی دلہنوں کی طرح سجی بنی ہیں اور نرالی شان رکھتی ہیں لیکن جس دلہن کا خاوند اس کے پاس ہے وہی شہزادے کی راجکماری اور جس کو شہزادہ اپنی پتنی (بیوی) بنا کر اپنے پاس رکھے گا سہاگن

کہلانے کی تو وہی حق دار ہے اور مدینہ کی دلہن وہ ہے کہ جس کا آقا ہر وقت اس کے پاس جسمانی طور پر جلوہ گر ہے۔ اور آقا بھی وہ کہ

؎ اوھدے جیہا ہور نہ کوئی ڈھونڈا جنگل بیلا روہی
ڈھونڈاں تاں سارا جہاں میں تیرے قربان ویہڑے آوڑ میرے

(بابا بلھے شاہ قصوری)

(۳۹) گنبد خضری سبز لباس میں ملبوس دلہن کی طرح ہے اور سبز لباس علامت وصل ہے اور بیت اللہ شریف نے سیاہ لباس پہنا ہوا ہے جو ہجر و فراق کی حالت ظاہر کرتا ہے۔ تو دونوں دلہنوں کے دوپٹوں نے ان کے دل کی کیفیت کو ظاہر کر دیا ہے کہ روضہ انور محبوب کو پا کر خوشیاں منا رہا ہے اور بیت اللہ، حبیب اللہ کی جدائی میں عالم سوگ کی کیفیت سے دوچار ہو کر پریشان ہے۔

؎ مجھ کو در نبی کی زیارت نصیب ہو جالی کو چومنے کی سعادت نصیب ہو
اس کے سوا نہیں ہے کوئی میری آرزو سردار انبیاء کی محبت نصیب ہو

شعر نمبر ۲۷ تا نمبر ۳۹ کی تشریح سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر کے قلم سے پڑھیے۔

ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ؟ اس بزرگ نے اپنا بٹوہ نکالا۔ اور کہا اس کی قیمت پانچ روپیہ ہے۔ اس میں اگر میں لاکھ روپیہ کا ہیرا جوڑ دوں تو پھر اس کی قیمت بڑھ جائے گی اور بجائے پانچ روپے کے ایک لاکھ ہو جائے گی۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سب سے زیادہ قیمتی وجود حضور سرور عالم ﷺ کا ہے۔ حضور اگر زمین پر ہوں۔ تو زمین آسمان سے افضل اور اگر حضور آسمان پر ہوں۔ تو آسمان زمین سے افضل۔ اسی اصول کی بنا پر حضور اگر مکہ میں ہوں۔ تو مدینہ سے مکہ افضل۔ اور اگر حضور مدینہ میں ہوں۔ تو مدینہ مکہ سے افضل۔ فضیلت کا موجب حضور ﷺ کا وجودِ باجود ہے۔ حضور مکہ میں تھے۔ تو خدائے تعالیٰ نے مکہ معظمہ کی قسم یاد فرمائی اور فرمایا لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ۔ مجھے قسم ہے اس شہر (مکہ) کی۔ کیوں؟ کیا اس لیے کہ اُس میں اُس کا گھر (کعبہ) ہے؟ نہیں۔ کیا اس لیے کہ اس میں صفا و مروہ کی پہاڑیاں ہیں؟ نہیں! کیا اس لیے کہ اس میں چاہ زمزم ہے؟ نہیں تو پھر خدا نے اس شہر کی قسم کیوں یاد فرمائی؟ فرمایا وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ۔ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ معلوم ہوا کہ یہ شرف مکہ کو کہ خدا تعالیٰ نے اس کی قسم یاد فرمائی۔ حضور کے وہاں تشریف فرما ہونے کی وجہ سے حاصل ہوا۔ اس اصول کو پیش نظر رکھ کر محدثین کرام علیہم الرحمۃ کا ایمان افروز فیصلہ ملاحظہ فرمائیے۔ ایسا فیصلہ جس پر سب کا اتفاق ہے کوئی اس کے خلاف نہیں۔

وَلَا خِلَافَ اِنَّ مَوْضِعَ قَبْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ بُقَاعِ الْاَرْضِ کُلِّھَا بَلْ ھُوَ اَفْضَلُ مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْعَرْشِ وَالْکَعْبَۃِ

(الخفاجی فی شرح الشفا، جواہر البحار ص ۵۸۵ ج ۱)

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ کی قبر شریف کی جگہ ساری روئے زمین سے افضل ہے بلکہ وہ آسمانوں سے عرش سے اور کعبہ سے بھی افضل ہے۔

یہ ہے بزرگان دین کا فیصلہ جس پر تمام محدثین نے اتفاق فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز نے اس حقیقت کو ایک انوکھے اچھوتے اور بڑے ہی پیارے انداز میں بیان

فرمایا ہے۔

فرماتے ہیں۔فرض کر لیجئے کہ کعبہ ایک دلہن ہے۔اور قبرانور ایک دوسری نئی دلہن۔یہ دونوں دلہنیں حسن و جمال میں یکتا ہیں۔پہلی اگر رشک آفتاب ہے تو دوسری غیرت قمر۔یعنی نہ وہ اس سے کم اور نہ یہ اُس سے کم۔دونوں ہی کمال حسن و جمال کی مالک ہیں۔اور دونوں ہی اپنی سج دھج میں ایک دوسری سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔مگر؟ان دونوں میں سے رُتبہ زیادہ کس کا ہے؟قسمت بہتر کس کی ہے؟اس کے جواب میں مسلک اہلسنت کے مطابق فیصلہ کے لیے جو نرالی طرز اعلیٰ حضرت نے اختیار فرمائی ہے اور جو جدت آپ نے پیدا فرمائی ہے وہ قابل صد تحسین ہے۔فرماتے ہیں۔

جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

یعنی یہ دیکھئے کہ ان دونوں میں سے دولہا کس کے ہاں تشریف فرما ہے۔اور اپنے ''پی'' کے پاس کون سی ہے؟دونوں میں سے جو اپنے پی کے پاس ہے وہی خوش بخت اور دوسری سے رتبہ میں بڑھ کر ہے۔دیکھ لیجئے یہ فخر تربتِ اطہر ہی کو حاصل ہے کہ فخر انبیاء حضور سرور عالم ﷺ کی معیت اس کے حصہ میں آئی۔لہٰذا ماننا پڑے گا۔کہ یہی افضل و اعلیٰ اور یہی رُتبے میں بالا ہے۔

پھر اس کے بعد اپنے نظریئے کی تائید میں سیاہ رنگ کے غلاف کعبہ اور گنبد خضرا کے سبز رنگ کے غلاف کو عجیب رنگ میں بیان فرمایا ہے۔فرماتے ہیں۔

ے سر سبز وصل یہ ہے سیاہ پوشِ ہجر وہ چمکی دوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

چونکہ سیاہ رنگ کا بالعموم ہجر و فراق سے تعلق ہے۔اور سبز رنگ کا وصل و وصال سے اس لیے فرمایا۔کہ پہلی دلہن (کعبہ شریف) اپنے پی سے دور ہے اور ہجر و فراق میں ہے۔اس لیے اس کا یہ سیاہ غلاف گویا ایک سیہ دوپٹہ ہے۔جو اس نے اپنے محبوب کے فراق میں اوڑھ رکھا ہے۔اور دوسری دلہن (روضہ شریف) چونکہ اپنے محبوب کے پاس ہے۔اور شرفِ وصال سے مشرف ہے اس لیے اس کا سبز رنگ گویا ایک سبز ڈوپٹہ ہے جو اس نے اپنے اس وصال محبوب کی خوشی میں اوڑھ رکھا ہے۔ان دونوں کی کیفیت و حالت ان دونوں کے دوپٹوں کے مختلف رنگوں ہی سے ظاہر ہے کہ پہلی ہجر و فراق میں سیاہ پوش ہے اور دوسری وصل و وصال سے سرسبز و شاداب۔

پس ثابت ہوا کہ کعبہ شریف سے تربتِ اطہر ہی افضل و اعلیٰ ہے کہ ؏

جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

(۴۰) ہم اور تم کس گنتی و شمار میں ہیں (کس کھیت کی مولی ہیں) لیکن ہم بھی دیکھیں گے اور تم بھی دیکھو گے بلکہ سارا جہان دیکھے گا کہ کل بروز قیامت حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام بھی حضور علیہ السلام کی نگاہِ کرم کی متمنی ہوں گے۔جیسا کہ حدیث شریف کے حوالے سے اس سے پہلے گذر چکا کہ ہر کوئی قیامت کے دن میرے ہی پاس آئے گا حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔

ے کوئی مثل مصطفیٰ کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا
کسی وہم نے صدا دی کوئی آپ کا مماثل؟ تو یقیں پکار اُٹھا کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا (صبیح رحمانی)

(۴۱) ہمیں تو دعا کرنے کا حکم ہے اور دعا کرنے میں ہی ہماری عزت ہے اور کیے جا رہے ہیں اور وہ بھی حضور کے قدموں میں کھڑے ہو کر گنبد خضریٰ کی سنہری جالیوں کے سامنے اس کا حکم اللہ نے ہمیں دیا ہے ولو انهم اذظلمو اانفسهم جاء وك الخ اب قبول کرنا خدا کی مرضی ہے اور خدا کی مرضی یہ ہے واستغفر لهم الرسول ۔

؎ محبوب دی مرضی اے گل لائے یا ٹھکرائے

تو مطلب یہ ہوا کہ اصل مرضی حضور ہی کی چلتی ہے کہ آپ کے ہونٹ سفارش کے لیے ہل جائیں گے تو لو جدو اللّٰہ توابا رحیما۔ اللہ بھی قبول فرمالے گا ورنہ ؎ ٹھوکریں کھاتے پھرو گے ان کے در پر پڑ رہو۔ گویا قبولیت کی مہر اور چابی حضور ہی کے ہاتھ میں ہے۔

(۴۲) باقی رہا یہ مسئلہ کہ کیا مانگیں کیا نہ مانگیں، کیا دے سکتے ہیں کیا نہیں دے سکتے؟ یہ فضول بحث ہے کیونکہ دونوں جہانوں کی تمام نعمتیں ہر وقت موجود ہیں۔ (ان کے خالی ہاتھ میں۔) اور تمام نعمتیں آپ (ﷺ) کے دربار کی مفت کی لونڈیاں ہیں جس کو جو چاہیں دے دیں ان کو کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ ہی وہ مجبور ہیں کہ دینے میں کوئی عذر ہو اور اللہ کی طرف سے بھی منگتوں کو نوازنے کا حکم ہے واما السائل فلا تنهر (الضحیٰ)

(۴۳) (دن اور رات کی بات بھی سن لو) ہر دن حضور علیہ السلام کی بارگاہ کا رومی غلام (سفید رنگ کا غلام) ہے اور ہر رات میرے آقا کی سیاہ رنگ کی لونڈی (حبشی باندی) ہے تو اس طرح دن رات کا شمار تو حضور کے غلام ابن غلام ابن غلام میں ہوتا ہے۔ لہٰذا گردش دوراں کا خوف رکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ زمانہ کی طنابیں آپ ہی کے ہاتھ میں ہیں اس لیے تو کبھی رات کا چاند توڑ رہے ہیں اور کبھی دن کا ڈوبا ہوا سورج موڑ رہے ہیں۔

؎ دونوں جہاں پر میرے آقا کا ہے سایہ بابر — کون ہے جس نے بھلا آپ کا سایہ دیکھا

(۴۴) اتنا عجب بلندی جنت پہ کس لیے — دیکھا نہیں کہ بھیک یہ کس اُونچے گھر کی ہے
(۴۵) عرش بریں پہ کیوں نہ ہو فردوس کا دماغ — اتری ہوئی شبیہ ترے بام و دَر کی ہے
(۴۶) وہ خلد جس میں اترے گی ابرار کی برات — ادنیٰ نچھاور اس مرے دُولہا کے سر کی ہے
(۴۷) عنبر زمین عبیر ہوا مشکِ ترغبار — ادنیٰ سی یہ شناخت تری راہ گزر کی ہے
(۴۸) سرکار ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں — ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے
(۴۹) مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے — سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے
(۵۰) اُف بے حیائیاں کہ یہ منہ اور ترے حضور — ہاں تو کریم ہے تری خو درگزر کی ہے
(۵۱) تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے — کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے
(۵۲) جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منہ تکوں — کیا پرسش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے
(۳۵) بابِ عطا تو یہ ہے جو بہکا اِدھر اُدھر — کیسی خرابی اس نگھرے دَر بدَر کی ہے

(۵۴) آباد ایک در ہے ترا اور ترے سوا — جو بار گاہ دیکھئے غیرت کھنڈر کی ہے
(۵۵) لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں — کتنے مزے کی بھیک ترے پاک دَر کی ہے
(۵۶) گھیرا اندھیریوں نے دھائی ہے چاند کی — تنہا ہوں کالی رات ہے منزل خطر کی ہے
(۵۷) قسمت میں لاکھ پیچ ہوں سو بل ہزار کج — یہ ساری گتھی اک تری سیدھی نظر کی ہے
(۵۸) ایسے بندھے نصیب کھلے مشکلیں کھلیں — دونوں جہاں میں دھوم تمہاری کمر کی ہے
(۵۹) جنت نہ دیں، نہ دیں تری رویت ہو خیر سے — اس گل کے آگے کس کو ہوس برگ و بر کی ہے
(۶۰) شربت نہ دیں نہ دیں تو کرے بات لطف سے — یہ شہد ہو تو پھر کسے پروا شکر کی ہے
(۶۱) میں خانہ زاد کہنہ ہوں صورت لکھی ہوئی — بندوں کنیزوں میں مرے مادر پدر کی ہے
(۶۲) منگتا کا ہاتھ اُٹھتے ہی داتا کی دین تھی — دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے
(۶۳) سنکی وہ دیکھ باد شفاعت کہ دے ہوا
یہ آبرو رضا ترے دامانِ تر کی ہے

مشکل الفاظ کے معانی :

★ عجب—بضم العین گھمنڈ،غرور (بفتح العین تعجب،حیرانگی) ★ بھیک—خیرات ★ بریں—بلند ★ فردوس—سب سے اعلیٰ جنت ★ شبیہ—تصویر ★ بام ودر—چھت اور دروازہ ★ خلد—جنت ★ ابرار—نیک لوگ ★ نچھاور—اُترن،صدقہ ★ عنبر—سیاہ رنگ کی ایک عمدہ خوشبو ★ عبیر—صندل اور مشک گلاب ملا کر ایک خاص خوشبو تیار کی جاتی ہے ★ مشکِ تر—کستوری سے بھی اوپر (یا تازہ، کستوری) ★ شناخت—پہچان ★ راہ گذر—راستہ ★ گنوار—دیہاتی،ادب سے ناآشنا ★ طرزِ ادب—ادب کا طریقہ ★ تمیز—پہچان ★ بھر—مقدار ★ لَا—نہیں،انکار کرنا ★ حاجت—ضرورت ★ اگر—برائے شرط (مثلاً اگر ہوا تو دیں گے کا جملہ کہنا) ★ اُف—برائے تاسّف (افسوس ہے) ★ کریم—سخی ★ خو—عادت ★ درگذر—معافی ★ توقع—اُمید ★ نظر—نگاہ، (رحم وکرم مراد ہے) ★ تکوں—دیکھوں ★ پرسش—پوچھنا ★ جا—جگہ ★ سگِ بے ہنر—نالائق کتا ★ بابِ عطا—سخاوت کا دروازہ ★ بہکا—بھٹکا ★ نگھرا—نکما ★ دربدر—ہر دروازے پہ جانے والا ★ آباد—بستا ہوا گھر ★ در—دروازہ ★ سوا—علاوہ ★ غیرت—حیا ★ کھنڈر—بے آباد، ویران ★ لب—ہونٹ ★ وا—کھلے ہوئے ★ مزے کی—مزیدار ★ بھیک—خیرات ★ دھائی—فریاد، پکار ★ تنہا—اکیلا ★ خطر—خطرہ، ڈر، آفت، مصیبت ★ پیچ—پھیر ★ بل—چکر ★ کج—ٹیڑھا پن ★ گتھی—اُلجھن، گرہ ★ نصیب—بخت، قسمت ★ دھوم—چرچا، شہرت ★ کمر—پشت ★ رویت—دیدار، دیکھنا ★ گل—پھول ★ ہوس—لالچ، حرص ★ برگ وبر—پتے اور پھل ★ لطف—مہربانی، نرمی ★ پروا—نیاز مندی، تمنا ★ شکر—مٹھاس، شیرینی ★ خانہ زاد—گھر میں پیدا ہونے والا (غلام) ★ کہنہ—پرانا ★ بندوں—غلاموں ★ لونڈیوں—باندیوں ★ داتا—دینے والا، آقا،

سُخی * قبول وعرض- سوال جواب * ہاتھ بھر- صرف ایک ہاتھ کی مقدار * سکی- جنونی، خبطی، سودائی * باد- ہوا * آبرو- عزت * دامان تر- بہت زیادہ گناہ مراد ہیں۔

مفهوم اشعار و خلاصه تشريح:

(۴۴) حاشیہ حدائق بخشش میں اس شعر کی تشریح اس طرح لکھی ہوئی ہے کہ

"جنت ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے جس کی چھت عرش معلی ہے۔ بعض گدایان بارگاہ، اگر تعجب کریں کہ ہم جیسے پست و بے مقدار اور اتنی بلند عطا، تو جواب بتایا ہے کہ یہ تمہارے استحقاق ولیاقت کی بناء پر نہیں بلکہ دینے والے کی رحمت وعطا ہے۔ دیکھتے نہیں کہ بھیک کیسے اونچے گھر کی ہے تو اس کی اتنی بلندی کیا عجب ہے۔"

(۴۵) عرش معلی کا دماغ جنت الفردوس پہ کیوں نہ فخر وناز کرے کہ اس کو بھی ہمارے آقا سے ایک طرح کی نسبت نے اتنا اونچا دماغ عطا کر دیا ہے اور وہ یہ کہ (ایک تو معراج کی رات اس نے حضور کے قدموں کے بوسے لیے ہیں اور دوسرا یہ کہ ہمارے آقا کے آستانہ عالیہ گنبد خضریٰ کی چھت اور دروازے کی تصویر اتار کر اس نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہوگی اور جنھوں نے گنبد خضریٰ کا نظارہ کرلیا ہے وہ کتنے پھرتے ہیں۔

؎ سمائے کیسے مرے دل میں عرش کی رفعت جمال گنبد خضریٰ نظر میں رہتا ہے
غم فراق دیار حبیب کے باعث ہجوم اشکِ رواں چشم تر میں رہتا ہے

(۴۶) وہ جنت کہ جس میں اللہ کے نیک بندوں کی بارات بروز قیامت روانہ ہوگی اور وہ اس میں رہیں گے، کچھ معلوم بھی ہے وہ جنت کیا ہے؟ وہ جنت معمولی سا صدقہ اور نچھاور ہے شب اسریٰ کے دولہا (ہمارے آقا علیہ السلام) کے سر کی۔ حدائق بخشش کے حاشیہ میں اس کا مفہوم اس طرح ہے۔

"ابرار کا مرتبہ مقربین سے بہت کم ہے یہاں تک کہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ پھر مقربین میں بھی درجات بے شمار ہیں اور انہیں بھی اعلیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ جو درجے ملیں گے وہ بھی سب حضور کا تصدق ہے اس لیے اسے ادنیٰ نچھاور کہا ورنہ جنت میں کچھ ادنیٰ نہیں۔"

(۴۷) مدینہ منورہ کی پاکیزہ اور خوشبودار زمین کی معمولی سی علامت یہ ہے کہ زمیں عنبر جیسی ہے، ہوا مشک گلاب اور صندل کے مجموعہ خوشبو کی طرح ہے اور آپ کے گلی کوچوں کا گرد وغبار کستوری سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔ یہ میرے آقا علیہ السلام کے راستے کی ادنیٰ سی شناخت اور پہچان ہے۔

حاشیہ حدائق میں ہے "یعنی جس راہ سے حضور (علیہ السلام) گذر فرمائیں وہاں کی زمیں عنبر ہو جاتی ہے ہوا عنبرین بن جاتی ہے، غبار مشک تر ہو جاتا ہے۔"

جب صرف گزرنے سے حال یہ ہو جاتا ہے تو جس گنبد خضریٰ میں حضور علیہ السلام صدیوں سے آرام فرما ہیں اس کا رتبہ کیوں نہ عرش سے بڑھ جائے۔

؎ دل کی آنکھوں سے محمد کا مدینہ دیکھو گھوم کے چاروں طرف آپ کا جلوہ دیکھو

حج کیا ہے تو مدینے کی زیارت بھی کرو　　حاجیو! آؤ ذرا گنبد خضریٰ دیکھو

(ریاض مدینہ)

(۴۸)　اے ہمارے پیارے نبی! کہاں آپ کی بارگاہ کا ادب واحترام (جو اللہ سکھاتا ہے) اور کہاں ہم دیہاتی، بے وقوف، ادب وآداب سے ناواقف۔ ہمیں تو کسی نے بتایا ہے کہ آپ کے دربار سے سب کو سب کچھ ملتا ہے تو ہم منگتے بن کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، اگر چہ بھیک مانگنے والوں کو آداب بھی آنے چاہیں مگر ہم تو ایسے گدا ہیں کہ ساتھ ساتھ آداب سے ناآشنا بھی ہیں آپ ہماری بے ادبیوں کو معاف فرمائیں اور ہمارے حال کے مطابق نہیں بلکہ اپنی شان کے مطابق خیرات عطا فرمائیں۔

؎　نظر جھکا کے چل اے زائر دیارِ نبی　　یہاں فرشتہ صد احترام کرتا ہے

(۴۹)　اے عطاءِ مصطفیٰ کے منکرو! غور سے سن لو! ہم اپنے کریم آقا سے مانگ رہے ہیں، مانگتے رہیں گے اور سرکار اللہ کی عطا سے ہمیں منہ مانگی مراد عطا فرماتے رہیں گے کیونکہ (اس کی دلیل یہ ہے کہ) سرکار نے کبھی لا (کلمہ شہادت کے علاوہ) فرمایا ہی نہیں کہ میرے پاس نہیں ہے یا میں نہیں دے سکتا، اور نہ کبھی اگر مگر کی شرط لگائی ہے کہ اگر ہوگا تو دے دوں گا، بظاہر ہاتھ خالی بھی ہوں تو

؎　دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

''سائل کو نہ ملنے کی دو ہی صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ جس سے مانگا وہ سرے سے انکار کر دے یہ تو ''لا'' ہوا یعنی نہیں۔ دوسرے یہ کہ شرط پر ٹالے کہ اگر ہمارے پاس ہوا تو دیں گے یا اگر تو نے فلاں کام کیا تو دیں گے۔ ان کی سرکار میں یہ دونوں باتیں نہیں تو ضرور ہمیں امید ہے کہ جو ہم مانگیں گے پائیں گے۔''

مولانا حسن رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

؎　جان گلزار مصطفائی تم ہو مختار ہو مالک خدائی تم ہو
جلوے سے تمہارے ہیں عیاں شان مصطفیٰ آئینۂ ذات کبریائی تم ہو

(۵۰)　اے میرے آقا! ہمیں اپنے کرتوتوں پہ بہت افسوس ہے، ہم جانتے ہیں کہ اتنی بے حیائیاں اور بدکرداریاں کرنے کے بعد آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونا بے ادبی کے زمرے میں آتا ہے، لیکن پھر یہ سوچ کر آ گئے ہیں کہ آپ تو کریم ہیں اور کریم بھی ایسے ہیں کہ معاف کرنا آپ کی عادت ہے ہمارا کام جرم کرنا ہے آپ کا کام کرم فرمانا ہے۔ ہمارا کام خطا کرنا ہے آپ کا کام عطا فرمانا ہے، ہمارا کام گناہ کرنا ہے تو آپ کا کام دعا فرمانا ہے۔

؎　گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں　　دشمن آجائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں

(۵۱)　اے میرے آقا و مولیٰ! اگر آپ سے بھی منہ چھپاتا پھروں گا تو پھر کس کے سامنے اپنی حاجات لیکر جاؤں گا، کیا آپ کے علاوہ کوئی ذات ایسی ہے جس سے یہ امید کی جاسکے کہ آپ کو چھوڑ کر اس سے ہماری خالی جھولی بھر جائے گی؟ نہیں کوئی نہیں۔

؎　وہ کہ اس در کا ہوا خلق خدا اس کی ہوئی　　وہ جو اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا　(اعلیٰ حضرت)

۵۲۔　اے میرے پیارے نبی! میں آپ کا درِ اقدس چھوڑ کر کس در پہ جاؤں، بھلا آپ کے سوا کون مجھے منہ لگائے گا اور آپ کو

یا رسول اللہ یا حبیب اللہ کہہ کہہ کر نہ پکاروں تو اور کس کو پکاروں اور آپ کا رُخ والضحیٰ نہ دیکھوں تو اور کس کو دیکھوں۔ اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی۔

میں آپ کو چھوڑ کر کسی اور جگہ اگر جاؤں گا تو مجھ جیسے سگِ بے ہنر کا کوئی حال نہ پوچھے گا۔ میری التجا قبول فرمائیے اور کرم کی بھیک عطا کیجئے۔ یعنی

؎ جب تک میں جاں دہن میں زباں رہے　　لب پر ثنائے خواجہ کون و مکان رہے
جاری رہے حضور کی مدحت کا سلسلہ　　جب تک جیوں یہ نور کا چشمہ رواں رہے

(۵۳) اے میرے آقا! بخشش وعطا کا دروازہ تو آپ ہی کا ہے۔ جو بدنصیب آپ کا درِ اقدس چھوڑ کر اِدھر اُدھر بھٹکتا رہا وہ بدبخت نکما در بدر کی ٹھوکریں کھا کر ضرور اپنی آخرت برباد کر بیٹھے گا۔

(۵۴) اے میرے آقا! میں نے اپنی آنکھوں سے دنیاداروں کے بڑے بڑے دربار دیکھے ہیں اور سب کے سب اُجڑے ہوئے دیکھے ہیں، ویران و بے آباد کھنڈر بھی ان کو دیکھ شرماتے ہیں کہ یہ تو ہم سے بھی زیادہ ویران ہے، اگر کائنات میں کوئی بارگاہ اور آستانہ آباد ہے وہ صرف آپ ہی کا آستانہ عالیہ مدینہ منورہ ہے اور آپ سے التجا بھی یہی ہے کہ جب میری واپسی ہو تو جہاں کہیں بھی جاؤں۔

؎ گنبد خضریٰ کے مینار تصور میں رہیں　　آرزو ہر گھڑی منظر وہ سہانے مانگے
دل ہے کیا سادہ و ناداں کہ بس اپنی دھن میں　　پھر وہی بزم رسالت کے زمانے مانگے　(ضیانیز)

شعر نمبر ۵۴ کی شرح حاشیہ حدائق پہ اس طرح فرمائی گئی ہے۔

''اولیائے کرام کی بارگاہ ہیں، حضور ہی کی بارگاہیں ہیں کیونکہ حضور ہی کی کفش برداری سے وہ اولیاء ہوئے اور واسطہ و وسیلہ بنے۔ حتیٰ کہ انبیاء بھی حضور کے ہی طفیلی اور عطائے فیض میں حضور ہی کے نائب ہیں۔''

(۵۵) سبحان اللہ! اے میرے کریم آقا! میں نے آپ کے دربار میں جو مناظر دیکھے میں ان میں سے منظر یہ بھی دیکھا ہے کہ آپ کی بارگاہ سے مانگنے والوں کے ہونٹ کھلے ہوئے ہیں، آنکھیں بند کر کے جھولیاں پھیلا کر کھڑے ہوئے ہیں۔ یا رسول اللہ! آپ کے درِ اقدس کی بھیک کتنی مزیدار ہے کہ آپ دینے سے نہیں تھکتے اور منگتے مانگنے سے نہیں ہٹتے۔

(۵۶) مجھے ہر طرف سے اندھیروں نے گھیر رکھا ہے، ایک تو اکیلا ہوں، دوسرا رات کالی سیاہ ہے اور منزل خطروں اور آفتوں و مصیبتوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے، اے ماہ طیبہ، محبوب خدا! آپ ہی کی بارگاہ میں فریاد ہے ایک ہی جلوے سے تمام اندھیروں کو دور کر دیجئے۔

؎ یوں دور ہوں تائب میں حریم نبوی سے　　صحرا میں ہو جس طرح کوئی شاخ بریدہ

(۵۷) اے میرے آقا! ہماری قسمت میں سو قسم کے پھیر، لاکھوں چکر اور ہزاروں ٹیڑھ پن سہی لیکر آپ کی نگاہ کرم کے سامنے تو یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں آپ کی سیدھی نگاہِ کرم سے ہماری قسمت کے تمام ٹیڑھ ختم ہو جائیں گے۔

؎ کرم کی اک نظر ہم پر خدارا یا رسول اللہ　　ہوں تمہارا میں تمہارا تمہارا یا رسول اللہ

(۵۸) حضور! ہمیں معلوم ہے کہ آپ کی بارگاہ میں اگر کوئی بدنصیب آیا ہے تو خوش نصیب ہو کر لوٹا ہے۔ کوئی جتنی بھی مشکلات

میں پھنسا ہوا آیا ہے اس کی مشکلیں حل ہوگئی ہیں۔ اے میرے آقا! بے سہاروں کی پشت پناہی مصیبت کے ماروں کی مدد، بے کسوں اور بے چاروں کی کمر بستگی آپ پر ختم ہے، جس کی دھوم دونوں جہانوں میں مچی ہوئی ہے۔

؎ اے رحمت عالم تیری یادوں کی بدولت کس درجہ سکوں میں ہے میرا قلب تپیدہ
خیرات مجھے اپنی محبت کی عطا کر آیا ہوں بری دور سے باد امان دریدہ

(۵۹) اس شعر کی تشریح حاشیہ حدائق بخشش میں یوں فرمائی گئی ہے۔

''بظاہر ایک بکرانسانی کی صنعت ہے جنت سے گویا بے رغبتی ظاہر کی مگر اس شرط پر کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت خیر سے ہو اور یقیناً معلوم ہے کہ جسے حضور کی رویت خیر سے ہوگی جنت اس کے قدموں سے لگی ہوئی ہے۔ پھر محال ہے کہ اسے جنت نہ دیں۔ علاوہ بریں عشاق ہرگز اپنے محبوب کے سوا گل و بلبل شہد و شیر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔''

(۶۰) اے میرے آقا! چلو مجھے پیاس بجھانے کو شربت ملے یا نہ ملے مگر اپنے میٹھے بولوں سے اور پیاری اور میٹھی میٹھی باتوں کی لذت سے تو محروم نہ فرمائیں، اگر آپ کی باتوں کی لذت نصیب ہوتی رہے تو پھر بھلا شہد کے ہوتے ہوئے شکر کی کون پرواہ کرے گا۔

؎ مٹھے مٹھے سوہنے تیرے بول کملی والیا کج لیندے عاصیاں وے پول کملی والیا
عرش سجا کے تے بلاوا رب گھلیا راتو رات آجا میرے کول کملی والیا

(۶۱) حضور! میں تو آپ کا خانہ زاد اور پرانا غلام ہوں بلکہ حضور! میرے ماں باپ کا نام بھی آپ کے غلاموں اور باندیوں میں لکھا ہوا ہے تو میں آپ کی باندی اور آپ کے غلام کا بیٹا ہو کر آپ کا خانہ زاد غلام ٹھہرا تو پھر میں آپ کی دھائی نہ دوں تو کس کے آگے فریاد کروں۔

(۶۲) اور اے غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے آقا کا دروازہ تو وہ ہے کہ جہاں منگتا ہاتھ بھی اُٹھاتا بھی ہے تو اس کی جھولی بھر دی جاتی ہے بس مانگنے اور دینے میں یہی ایک ہاتھ بھر (ہاتھ اُٹھنے) کی دیر لگتی ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سوالی آیا تو اس نے کچھ مانگا آپ نے اس کو مانگنے سے زیادہ دیا اور معافی بھی مانگی کہ اگر مجھے پتہ چل جاتا تو میں تجھے مانگنے سے پہلے دے دیتا اور تجھے مانگنے کی ذلت و زحمت نہ کرنا پڑتی۔ یہی حال حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا بھی تھا۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

؎ سبطین کی جب حشر میں آئے گی سواری غل ہو گا کہ وہ آتے ہیں خوبانِ مدینہ (جمیل قادری)

(۶۳) اے خبطی، دیوانے اور سودائی (گدائے در خیر الوریٰ، امام اہل سنت پیارے) احمد رضا! (تیرا نالہ و فغاں سن کر وہ دیکھ شفاعت کی ہوا چل پڑی ہے اور **واستغفر لھم الرسول** کی کاروائی شروع ہوگئی ہے اور یہ سب کچھ اے رضا! تیرے گناہوں کی کثرت کا علاج کرنے کے لیے ہو رہا ہے۔ حاشیہ حدائق میں ہے۔

''کسی کے دامن کو خشک کرنے کے لیے ہوا دیتے ہیں اور تر دامنی استعارہ ہے گناہ سے یعنی تیرے دامن تر کو ہوا دینے کے لیے وہ دیکھ شفاعت کی نسیم چلی۔''

----***----

نعت شریف نمبر (۷۳)

قصیدۂ معراجیہ: جشن معراج النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱) وہ سرورِ کشورِ رِسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے

(۲) بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لَے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

(۳) وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھیں دُھومیں
اِدھر سے انوار ہنستے آتے اُدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

(۴) یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگ مگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

(۵) نئی دُلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

(۶) نظر میں دُولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلّی ذاتِ بحت کے تھے

(۷) خوشی کے بادل اُمڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آرہے تھے

(۸) یہ جھوما میزابِ زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

مشکل الفاظ کے معانی:

* سرور – سردار، بادشاہ * کشور – ملک * نرالے – عجیب وعمدہ * طرب – خوشی وانبساط * شادیاں – خوشیاں

*مَلَک -فرشتہ * فلک- آسماں * لے -لہجہ، سر * گھر- گانا گانے کا ایک انوکھا طریقہ * عنادل جمع عندلیب (بحذف آخر) بلبل * رچی- سمائی (رچنا سے بمعنی سمانا) * مچی- ظاہر ہوئی (مچنا سے) * دھوم- چرچا، شہرہ * انوار- نور کی جمع بمعنی روشنی * نفحات- خوشبوئیں * چھوٹ- آزادی، فرصت، بعض جگہ جوت ہے بمعنی، تجلی * رُخ- چہرہ * چھٹکی- بکھری * نصب- گاڑے ہوئے، کھڑا کیے ہوئے * پھبن- سجاوٹ وحسن * سنورا- آراستہ ہوا * نکھرا- صاف واُجلا ہوا * حجر- حجراسود * تل- جسم پہ کالا نقطہ جیسے آنکھ کی پتلی ہوتی ہے * بناؤ- سجاوٹ، خوبصورتی، سنگھار * آنچل- پلو، کپڑے کا کنارہ * بحت- خالص، صرف * امنڈ- امنڈنا سے بمعنی جمع ہوکر تیزی سے آنا * طاؤس- مور (رنگارنگ پرندہ) * سماں- منظر * جھوما- لہرایا * محراب زر- سونے کا پرنالہ (میزاب رحمت) * جھومر- ماتھے کا زیور * ڈھلک کر- اوپر سے نیچے کو آنا * پھوہار- ہلکی بارش * جھڑ کر- گر کر * حطیم- خانہ کعبہ کی وہ جگہ جس میں میزاب رحمت گرتا ہے اور دائرہ کی شکل میں دیوار بنی ہوئی ہے (حطیم کعبہ)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) رسالت ونبوت کے ملک کے سربراہ وبادشاہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) شب معراج جب عرش معلی پہ جلوہ گر ہوئے تو عرب کے اس مہمان ذیشان کی خوشی کے لیے فرحت کے تمام اسباب کو جمع کردیا گیا جن کے نرالے پن اور عمدگی کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔

ے فلک پھر کیوں سجایا جا رہا ہے — کوئی مہماں بلایا جا رہا ہے
شب معراج محبوب خدا کو — ہوا دے کر جگایا جا رہا ہے
ہوئے ہیں حضرت جبریل حاضر — پیام حق سنایا جا رہا ہے
سواری کو براق برق پا بھی — خدا کے ہاں سے لایا جا رہا ہے
زمیں سے تاسرِ عرش معلیٰ — نبی کا نور چھایا جا رہا ہے

قصیدہ معراجیہ کا محرک:

شاہ تراب الحق قادری لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے اس قصیدے کا محرک ایک شاعر کا قصیدہ تھا جو معراج شریف سے ہی متعلقہ تھا، جس کو وہ لیکر اعلیٰ حضرت کے پاس آئے اور سننے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ اب میرے پاس وقت نہیں عصر کے بعد تشریف لائیے۔ جب عصر کے بعد وہ آئے تو آپ نے اس وقت تک اپنا یہ قصیدہ معراجیہ مکمل ۶۷۔ اشعار کا لکھ دیا اور فرمایا پہلے مجھ سے کچھ سن لیں جو میں نے آپ کے جانے کے بعد لکھا ہے۔ آپ نے جو اس کے سامنے پڑھا تو اس پہ سکتہ طاری ہوگیا۔ اشعار کی معنویت لفظوں کا اتار چڑھاؤ، جملوں کی نشست وبرخاست اور سفر معراج کو اس انداز سے اشعار میں پرونا، چنانچہ شاعر اپنا قصیدہ سنائے بغیر واپس چلا گیا۔ یعنی اپنا قصیدہ سنانے سے معذرت کرلی۔ قصیدہ معراج صرف سفر معراج، معجزات وواقعات کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ اس میں حضور علیہ السلام کی تعریف وتوصیف میں ایک پروقار طریقے سے ایسی منظر کشی کی گئی ہے کہ شعراء کی عقلیں دنگ اور حیران ہیں، یقین جانیے کہ گذشتہ صدی کے شعراء کے کلام کے سامنے اگر اعلیٰ حضرت کا صرف قصیدہ معراجیہ ہی رکھ دیا جائے تو تمام شعراء کے تمام کلام پہ یہ قصیدہ، اکیلا ہی حاوی اور بھاری ہو جائے۔ چنانچہ اس پر دو ایمان افروز واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

قارئین کرام! یہ وہی قصیدہ معراجیہ ہے کہ اُردو کے ایک مشہور نعت گو شاعر حضرت محسن کاکوروی نے ایک بار اپنا قصیدہ سنانے کے لیے حضرت امام احمد رضا کی بارگاہ میں بریلی حاضری دی ان کا قصیدہ بھی معراجیہ ہی تھا جس کا مطلع ہے۔

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

ظہر کی نماز کے بعد حضرت محسن کاکوروی نے اس کے اشعار سنانے شروع کیے۔ ابھی دو ہی اشعار پڑھ سکے تھے کہ حضرت امام احمد رضا نے فرمایا کہ اب بس کیجئے عصر کی نماز کے بعد بقیہ اشعار سنے جائیں گے۔ اسی ظہر و عصر کے درمیان آپ نے اپنا یہ قصیدہ معراجیہ کہا اور جب مجلس بیٹھی تو پہلے حضرت امام احمد رضا نے اپنا قصیدہ سنایا۔ اس کو سن کر حضرت محسن نے کہا، مولانا: اب بس کیجئے اس کے بعد میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا۔"

محدث اعظم ہند حضرت مولانا سید محمد اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ لکھنو کے ادیبوں کی ایک شاندار محفل میں اعلیٰ حضرت کا قصیدہ معراجیہ میں نے اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کر سنایا تو سب جھومنے لگے۔ میں نے اعلان کیا کہ اُردو ادب کے نقطہ نظر سے میں ادیبوں کا فیصلہ اس قصیدہ کی زبان کی متعلق سننا چاہتا ہوں۔ تو سب نے کہا۔ "اس کی زبان تو کوثر و تسنیم کی دھلی ہوئی ہے۔

اس طرح کا ایک دوسرا واقعہ بھی دھلی میں پیش آیا تو سرآمد شعراء دہلی نے جواب دیا کہ "ہم سے کچھ نہ پوچھئے آپ عمر بھر پڑھتے رہیے۔ ہم عمر بھر سنتے رہیں گے۔

معراج نامہ:

اس قصیدہ معراجیہ کے بارے میں جناب مرزا نظام الدین بیگ لکھتے ہیں کہ پیش نظر معراج نامہ قصیدے کے انداز میں ہے جس میں ۱۶۷ اشعار ہیں اس کی تکنیک ماقبل کے سارے معراجناموں سے بالکل مختلف جن کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس میں معراج کی روایات کا بیان نہیں ہے بلکہ یہ شب کا تہنیت نامہ ہے جس میں بہجت آگین افکار کی نغمگی کا بہاؤ پورے قصیدے کو اپنے لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔

(۲) تمام فرشتے اور تمام افلاک اپنی اپنی سر اور لہجے میں بلبلوں کے انداز میں نغمہ سرا تھے اور ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے کہ آج کیسی بہار ہے؟ آج کی رات کتنی خوشیوں والی رات ہے؟ آج باغوں میں کتنی رونق ہے؟ آج جنت کو کیسے عجیب انداز سے سجایا گیا ہے؟ آج دوزخ کو کیسے بجھا دیا گیا ہے؟ یہ خوشیاں مبارک ہوں اور یہ باغوں کی آبادیاں اور بہاریں مبارک ہوں۔

مہ و انجم تصدق ہو رہے ہیں انہیں دولہا بنایا جا رہا ہے
کھڑے ہیں صف بصف حور و ملائک کوئی نغمہ سا گایا جا رہا ہے
مہ و انجم بھی مدھم پڑ رہے ہیں نقاب رُخ اُٹھایا جا رہا ہے
کلیم طور حیراں ہیں سرِ عرش کسے جلوہ دکھایا جا رہا ہے
کہاں کل تک جواب لن ترانی سرِ سینا سنایا جا رہا ہے
کہاں خود ہی نبی کے دیکھنے کو تقاضوں سے بلایا جا رہا ہے

معراج کیوں کرائی گئی؟

حضور علیہ السلام کو معراج کرائی ہی اسی لیے گئی کہ قریش مکہ کا حضور علیہ السلام کے ساتھ معاندانہ رویہ، طائف میں حضور علیہ السلام پر ہونے والا کافروں کی طرف سے ستم اور پھر جناب ابو طالب کی وفات کے بعد کافروں کی بے حد ایذاء رسانی، چنانچہ ایک دن حضور علیہ السلام نے ان احساسات کا اظہار فرمایا کہ کاش کوئی میرا دوست ہوتا تو دین کے لیے میرے کام آتا، کوئی میرا رفیق کار ہوتا تو میری غمخواری کرتا، کوئی میرا یار ہوتا جو دلداری کرتا، اب تو کافروں نے مجھے بالکل اکیلا سمجھ کر زیادہ تنگ کرنا شروع کر دیا ہے یہ فرمایا اور حضرت ام ھانی کے گھر تشریف لے گئے اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ بس اسی رات کو جبریل امین نے حاضر ہو کر قدم چوم کر عرض کیا ان اللّٰہ قد اشتاق الی لقائك یا رسول اللّٰہ کہ اے پیارے آقا! اللہ آپ کو عرش پر بلا کر آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ تاکہ آپ کو بتائے اور دکھائے کہ اگر یہ لوگ آپ کی عزت و تعظیم سے اندھے ہیں تو آکر دیکھ لیں آسمان کے فرشتے اور جنت کی حوریں کس طرح تیری تعظیم کرتی ہیں، اگر تو نے طائف کے سفر میں پتھر کھائے ہیں تو آسمان پہ آ اور دیکھ فرشتے تیرا کیسے استقبال کرتے ہیں اور مسجد اقصیٰ میں آکر دیکھ کہ اللہ کے سارے نبی کس طرح تیری انتظار میں کھڑے ہیں اور تجھے اپنا امام مان رہے ہیں اور تیری شان کے خطبے پڑھ رہے ہیں۔

آپ کے رُخ انور کی روشنی اس طرح جلوہ دکھا رہی تھی کہ اس کی لہریں عرش پہ محسوس ہو رہی تھیں اور نور کے فرشتے بھی حیران تھے کہ آج ہماری نورانیت کیوں ماند پڑ گئی ہے ایسا لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سفر معراج کے سارے راستوں پر ہر طرف نور کے مجلی و مصطفی آئینے گاڑھ رکھے ہیں جس کے ذریعے حضور علیہ السلام کا نور عرش و فرش پہ چھایا ہوا ہے اور کوئی۔

؎ نیا منظر دکھایا جا رہا ہے ۔۔۔ جہاں مسرور پایا جا رہا ہے
زمیں پر عرش چھایا جا رہا ہے ۔۔۔ دو عالم کو سجایا جا رہا ہے
کوئی دولہا بنایا جا رہا ہے

(۳) اُدھر آسمان پہ اور ادھر زمین پر خوشیوں کا سماں تھا اور دھوم مچی ہوئی تھی، آسمانوں سے نور والے آقا کی معراج کی خوشی میں نور کی بارش ہو رہی تھی (جیسے دولہا کی آمد پہ پھول برسائے جاتے ہیں) اور ادھر زمین سے خوشبوئیں مہک رہی تھیں اور خوب چہل پہل تھی جس طرح شادی والے گھر میں ہوتی ہے کیونکہ حضور زمین والوں ہی کی بگڑی کو بنوانے کے لیے "آسمان والوں" کے پاس جا رہے ہیں۔

؎ یہی ہے رفعت و اعزاز و اکرام ۔۔۔ بڑھائی جائے گی اسلام کی شان
فلک سے لائے ہیں جبریل احکام ۔۔۔ ہے سبحن الذی اسریٰ کا پیغام
جو دنیا کو سنایا جا رہا ہے

(۴) ہمارے آقا و مولیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے چہرۂ انور سے روشنیاں پھوٹ پھوٹ کر عرش معلی تک جا رہی تھیں جس طرح چودھویں رات کے چاند کی وجہ سے رات جگمگا جاتی ہے اسی طرح حضور علیہ السلام کے رُخ والضحیٰ کی شعاؤں سے سارا ماحول روشن تھا گویا قدم قدم پہ آئینے لگا دیے گئے تھے تاکہ روشنی میں کئی گنا اضافہ ہو جائے۔ ایسے لگتا تھا جیسے

ے نیا منظر دکھایا جا رہا ہے جہاں مسرور پایا جا رہا ہے
زمین پر عرش چھایا جا رہا ہے دو عالم کو سجایا جا رہا ہے
کوئی دولہا بنایا جا رہا ہے

(۵) معراج چونکہ مکہ مکرمہ سے ہوئی (من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ) اس لیے اس رات کعبہ دیکھنے والا تھا ایسے لگتا جیسے دُلہن نے خوب بناؤ سنگھار کیا ہوا ہے یعنی نکھر کے سنورا، سنور کے نکھرا (وہ الفاظ نہیں مل رہے کہ جن سے ترجمہ کیا جائے یعنی روشن ہو کر خوب آراستہ ہوا، حسن و جمال کی انتہا ہوگئی کہ حجر اسود جو کعبہ شریف کی کمر میں تل کی طرح ہے اس میں بھی لاکھوں خوبصورتیوں کے رنگ بھرے ہوئے تھے۔ جس سے کعبہ میں اور بھی نکھار و جمال پیدا ہو گیا۔

ے حرم سے تا فراز عرش اعظم ہے بزم کن فکاں نور مجسم
ہیں ضو افشانیاں تاروں کی پیہم شب اسریٰ سے جلوؤں کا یہ عالم
جہاں پر نور چھایا جا رہا ہے

کعبہ کو دلہن اور حضور علیہ السلام کو دولہا کہنا:

کعبہ کو دلہن کہنا، زمین و آسمان کا خوشیاں منانا ایسے ہی محاورۃً استعمال فرمایا ہے۔ جس طرح احادیث مبارکہ میں فرمایا گیا۔

ماست الجنة میسا کما تمیس العروس کہ جب حضرت امام حسن و حسین جنت میں داخل ہوئیں گے تو جنت نئی دلہن کی طرح خوشی سے جھومنے لگے گی (روی الطبرانی فی المعجم الاوسط عن عقبہ وانس رضی اللہ عنہما۔ وازدی عن ابن عباس) اور حضور علیہ السلام نے مقام عسقلان کو احدی العروسین قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ یہاں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے (مسند احمد عن انس رضی اللہ عنہ) کعبہ کو خود حدیث۔

میں دلہن فرمایا گیا ہے۔ دیکھئے قوت القلوب اور احیاء العلوم۔ اس میں کیا شک ہے کہ ہمارے آقا علیہ السلام سلطنت الٰہیہ کے دولہا ہیں۔

چنانچہ مواہب لدنیہ میں ہے ہو صلی اللّٰہ علیہ وسلم رای صورۃ ذاتہ المبارکۃ فی الملکوت فاذا ہو عروس المملکۃ۔ آپ علیہ السلام نے معراج میں اپنے آپ کو ملاحظہ فرمایا تو سلطنت الٰہی کا دولہا پایا۔ اسی طرح دلائل الخیرات۔ مطالع المسرات۔ اور ان کے علاوہ بھی بہت ساری کتابوں میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے عروس (دولہا) کا لفظ بولا گیا ہے۔

اور کوئی ضروری بھی نہیں کہ صرف اس کو دولہا دلہن کہا جائے جن کی شادی ہو رہی ہو کیونکہ سورۃ الرحمٰن کو قرآن کی دلہن قرار دیا گیا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے لکل شی عروس و عروس القران الرحمن۔ (بیہقی شعب الایمان عن علی رضی اللہ عنہ)

حدیث میں جمعہ شریف کو بروز قیامت نئی دلہن فرمایا جانا مذکور ہے (مستدرک للحاکم)

ایسے ہی نہایہ لابن الاثیر، الدر الثمینہ لابن النجار، میں اس طرح کے حوالے موجود ہیں العاقل تکفیہ الا شارہ۔ عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہے۔

(۶) شب اسریٰ کے دولہا (حضور علیہ السلام) کے چہرہ والضحیٰ پہ کچھ اس طرح کے جلوے برس رہے تھے کہ محراب نے بھی حیا کی وجہ سے اپنا سر جھکا دیا جو آج تک جھکا ہوا ہے اور اس کے سیاہ پردے کے منہ پر اللہ تعالیٰ کے خالص جلووں میں سے ایک جلوے کا نورانی آنچل (پلو) ڈال دیا گیا۔ اس طرح سفر معراج کے آغاز سے پہلے ہی یہ اہتمام کرنے سے مقصود کیا تھا؟ یہی تھا کہ

ے دکھائی شان ہے روح الامین کو ہے کرنا مفتخر عرش بریں کو
امین کعبہ ختم المرسلین کو حرم سے اپنے محبوب حسیں کو
قریب اپنے بلایا جارہا ہے (مولانا ضیاء القادری)

(۷) رحمت ونور کے سارے بادل خوش ہو کر جمع ہو گئے اور نور ورحمت برسانے لگے اور دلوں کے رنگین پرندے اپنا رنگ دکھا کر جھومنے لگے۔ سرکار علیہ السلام کی ہر طرف سے نعتیں پڑھی جارہی تھیں اور کعبہ حضور علیہ السلام کی شان سن کر اور دیکھ کر وجد کررہا تھا۔ جیسے کہ آپ کی ولادت باسعادت کے وقت کعبہ معظمہ تین دن اور تین راتیں وجد کرتا رہا۔ **تنزلزلت الکعبة لیلة و لا دته صلی اللّٰہ علیه وسلم ولم تسکن ثلاثة ایام ولیا لهن۔** (سیرت حلبیہ)

(۸) میزاب رحمت کے ماتھے کا نورانی جھومر (زیور) ایسا جھوما کہ ڈھلک کر کان کے قریب آگیا، رحمت ونور کی ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی جس کے قطرے موتیوں کی طرح حطیم کعبہ میں جھڑتے رہے جس سے اس کی گود (کی طرح بنی ہوئی دیوار کی اندر والی جگہ) بھر گئی۔

ے قدسیوں میں شب اسریٰ یہ غل تھا کہ کبھی ایسا آنا نہ ہوا ہوا ایسا بلانا نہ ہوا
(آزاد بیکانیری)

ے **مولایَ صلّ وسلم دائما ابدا علی حبیبك خیر الخلق کلهم**

(۹) دُلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

(۱۰) پہاڑیوں کا وہ حسن تزئین وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکین
صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

(۱۱) نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا!
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حباب تاباں کے تھل نکے تھے

(۱۲) پُرانا پر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجوم تارِ نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش باولے تھے

(۱۳) غبار بن کے نثار جائیں کہاں اب اس رہگزر کو پائیں

ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

(۱۴) خدا ہی دے صبر جانِ پُرغم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب اُن کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

(۱۵) اتار کر ان کے رُخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

(۱۶) وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے

مشکل الفاظ کے معانی:

* نسیم گستاخ۔بے ادب صبح کی ہوا۔ آنچل۔دامن، پلو * مشکیں۔سیاہ رنگ کا یا مشک خوشبو میں بسا ہوا * غزال۔ ہرن * نافے۔ہرن کی تھیلی جس میں کستوری جمع ہوتی ہے * بسا۔بسانا سے ہے بمعنی آباد کرنا، خوشبودار کرنا * تزئین۔ آرائش و زیبائش * ناز و تمکین۔ناز و انداز، شان و شوکت * صبا۔موسم بہار کی مشرق سے چلنے والی ہوا * دھانی۔ہلکا سبز رنگ، (دھان یعنی چاول بونے کے قابل زمین) * چنے ہوئے۔ سمیٹے ہوئے، چھانٹے ہوئے، طریقے وسلیقے سے رکھے ہوئے * آب رواں۔ جاری پانی * چھڑیاں۔ کپڑے کو گوکھرو گوٹہ لگا کر خوبصورت بنانا (چھڑی کی جمع بھی ہے ہاتھ کی لکڑی یا بید) * دھار لچکا۔پتلا گوٹہ * حباب۔بلبلہ، جھاگ * تاباں۔چمکدار * تھل تکے تھے۔جگہ جگہ پھول بکھرے ہوئے تھے (باقاعدہ سلیقے سے رکھے ہوئے تھے) * داغ۔دھبہ، نشان * ملگجا۔نہ میلا نہ صاف (درمیانہ) * کوسوں۔میلوں * بادلے۔زریں کا کپڑا جو ریشم اور چاندی کی تاروں سے بنا جاتا ہے * غبار۔ گرد * نثار۔ قربان، صدقے * رہگزر۔راستہ * حوریوں۔جنت کی عورتیں (حوریں) * پُرغم۔ غموں اور دکھوں سے بھرپور * عالم۔منظر * جھرمٹ۔ہجوم * قدسی۔فرشتے * جناں۔جمع جنت کی * رُخ۔چہرہ * بٹ رہا تھا۔تقسیم ہو رہا تھا * باڑا۔صدقہ، خیرات * مچل مچل کر۔ضد کر کے، اصرار و تکرار سے * جبیں۔ پیشانی * خیرات۔بھیک * چھلک۔چھلکنا سے * اُچھلنا۔لبریز ہو ہو کر ٹپکنا * جوبن۔حسن و جمال کی انتہا * کٹورے۔ کھلے منہ والا پیتل کا پیالہ نما برتن کٹورا کہلاتا ہے اسی کی جمع کٹورے ہے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۹) دُلہن (کعبہ معظمہ) کے خوشبودار غلاف (مست کپڑوں) سے بادِ نسیم (صبح کی ہوا، بادِ صبا) بڑی چالاکی کے ساتھ کھیل کود کر کے (خوشبو چُرا رہی تھی) خوشبو میں بسا ہوا غلاف کعبہ وجد میں آ کر جھوم رہا تھا اور ہرن اپنی تھیلیاں کستوری سے بھر بھر کر لے جا رہے تھے۔

؎ اختر شام کی آتی ہے فلک سے آواز سجدہ کرتی ہے سحر جس کو وہ ہے آج کی رات
رہِ یک گام ہے ہمت کے لیے عرش بریں کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات (علامہ اقبال)

(۱۰) سبحان اللہ! پہاڑوں کی سن لیجئے! ان کی خوبصورتی اور بلند چوٹیوں کا رعب و دبدبہ، واہ واہ کیا کہنے! بادِصبا نے ان کے سبزے میں ایسی لہریں پیدا کیں کہ منظر ایسا لگ رہا تھا۔ جیسے انہوں نے زردی مائل سبز رنگ (دھانی) کے دوپٹے اوڑھ رکھے ہیں۔ یہ سارے انتظام معراج کے لیے ہو رہے ہیں۔

ے طور ہے کعبہ ہے یا عرش معلیٰ کیا ہے — راز کھلتا نہیں یہ گنبد خضریٰ کیا ہے
شب معراج میں جبریل بھی حیراں تھے ضیا — کون ہے قصر دنا میں پس پردہ کیا ہے (ضیا نیر)

(۱۱) اور نہروں کا حال کیا پوچھتے ہو! انہوں نے بھی خوب نہا دھو کر جاری پانی کا چمکتا ہوا لباس پہن رکھا تھا اس کی موجیں گھو گھرو گوٹہ اور ان کی دھاریں باریک گوٹہ تھا اور ان کے اوپر پانی کے خوبصورت رنگا رنگ بلبلے، چمکدار اور رنگین پھولوں کی طرح جگہ جگہ ٹکے ہوئے تھے، جن سے نہروں کے حسن و جمال کو چار چاند لگ گئے، یہ سارا انتظام کر کے۔

ے معبود نے محبوب کے رتبے کو بڑھایا — عالم کے لیے تاج شفاعت کا پہنایا
معراج کی شب عرش معلیٰ پہ بلایا — ثانی تو کجا ان کا بنایا نہیں سایا

(سکندر لکھنوی)

(۱۲) (جیسے کسی بڑے مہمان کی آمد پر پرانے غالیچے اور قالین اُٹھا لیے جاتے ہیں اور نئے بچھا دیے جاتے ہیں۔ معراج کی رات کچھ اسی طرح کا انتظام کیا گیا کہ) پرانا، داغوں والا اور میلا کچیلا فرش اُٹھا دیا گیا (یعنی ستائیسویں شب کو معراج ہوئی جب چاند نہیں نظر آ رہا تھا کیونکہ اس کی روشنی پرانی ہو گئی تھی اس کی جگہ) نوری مخلوق (فرشتے، حوریں، رضوان جنت) نے اپنی آنکھیں فرش راہ کی ہوئی تھیں۔ گویا چاند کی چاندنی کا پرانا فرش اُٹھا دیا اور نورانی مخلوق کی آنکھوں کا زری وزربفت کا فرش بچھا دیا گیا۔ کیونکہ جو خود سراجاً منیرا ہو وہ کسی چاند کی چاندنی کا حاجت مند نہیں ہو سکتا۔ چاند ہو سورج ہو یا ستارے۔

ے چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے — میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
نبی ہوں، رسول ہوں، ولی ہوں، غوث ہوں، قطب ہوں، ابدال و اوتار ہوں فرشتے ہوں، حوریں ہوں۔
ے چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے — میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

(۱۳) ہم اپنے آقا کی راہگزر پہ قربان ہو جائیں۔ لیکن اب وہ راستہ ہمارے ہاتھ کیسے لگے کہ شب معراج جس راستہ سے حضور علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوئے اور اس راہ پہ ہمارے دل بچھے ہوئے تھے نہ صرف ہمارے دل بلکہ حوران جنت نے اپنی آنکھیں فرش راہ کی ہوئی تھیں اور نورانی فرشتوں نے اس راہ پہ اپنے نوری پروں کو بچھایا ہوا تھا۔

ے زمیں اونچی زمیں سے آسماں کا ہے نظام اونچا — یونہی پھر آسماں سے عرش اعلیٰ کا ہے بام اونچا
یونہی پھر عرش حق سے لا مکاں ہے لا مقام اونچا — یونہی پھر لا مکاں سے ہے محمد کا مقام اونچا

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۴) اے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تڑپ تڑپ کر نڈھال اور ہجر و فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں غموں سے بھری ہوئی میری دکھوں کی ماری جان! اللہ تجھے صبر کی دولت سے مالا مال فرمائے میں تجھے وہ منظر کیسے دکھا سکتا ہوں (تو تو پہلے ہی کمزور

ہے کہیں تیری جان ہی نہ نکل جائے) جب شب معراج جان کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرشتوں کی مقدس جماعت میرے آقا اور شب معراج کے دولہا پر ہجوم کیے ہوئے تھی اور آپ کو ساری جنتوں کا دولہا بنا رہی تھی۔ تیرے اندر دیکھنے کی تو کیا سننے کی بھی طاقت نہیں ہے۔

؎ اس زمیں پہ صنعت حق کا کمال دیکھا ہے　　فلک پہ جذبۂ الفت کا حال دیکھا ہے
ستارو آؤ تمہیں رکھ لوں اپنی آنکھوں میں　　کہ تم نے میرے نبی کا جمال دیکھا ہے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۵)　(اور ایسے لگ رہا تھا کہ اللہ نے سارے جہان کے نوروں کو حکم دے رکھا تھا کہ اگر آج تم نے برسنا ہی ہے تو اس نور الانوار اور احمد مختار کے رُخِ والضحیٰ پہ برسو) اس نور کے منبع و مرکز کے چہرۂ اقدس کی نچھاور سے تمام نورانیوں میں نور کی خیرات بانٹی جارہی تھی چاند اور سورج کا حال یہ تھا کہ باوجود اس قدر تابناک ہونے کے مچل مچل کر اور ٹھمک ٹھمک کر سرکار مدینہ علیہ السلام کی پیشانی اقدس کی خیرات مانگ رہے تھے۔

؎ دنیا کی محبت سے کنارا کر لے　　جیسے بھی گذارا ہو گذارا کر لے
اللہ کے جلووں کی اگر خواہش ہے　　سرکار کے جلووں کا نظارا کر لے

(۱۶)　معراج کی رات جب میرے آقا نے غسل فرمایا کچھ جانتے ہو کہ اس غسل کا پانی کہاں گیا؟ اگر نہیں جانتے ہو تو سنو! یہ آسمان پہ ستارے تمہیں دکھائی دے رہے ہیں ناں؟ ان میں جو روشنی تھرکتی اور کانپتی ہوئی نظر آرہی ہے اس کو ذرا غور سے تو دیکھو یہ اسی غسل مبارک کا پانی ہے جس کو ستاروں نے اپنی آنکھوں کے کٹوروں میں محفوظ کر لیا تھا اور اب وہ پانی نور بن کر روشنی بکھر رہا ہے۔ اور اگر کسی کو اس میں مبالغہ نظر آئے تو وہ اپنی نظر کا علاج کرا کے اس سے ہی استدلال کر کے مان جائے کہ

؎ نور نے تلوؤں کو سہلا کر جگایا خواب سے　　یوں ہوئی سرکار کی معراج جسمانی شروع
پہلے تو وہ ہمرکاب سرورِ کونین تھا　　ہو گئی جبریل کی سدرہ سے حیرانی شروع

(۱۷)　بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دُولہا کی پائی اُترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

(۱۸)　خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

(۱۹)　تجلّیِ حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

(۲۰)　جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن

مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

(۲۱) ابھی نہ آئے تھے پشتِ زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلک
صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے

(۲۲) عجب نہ تھا رخش کا چمکنا غزال دم خوردہ سا بھڑکنا
شعاعیں بکے اڑا رہی تھیں تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے

(۲۳) ہجوم اُمید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ
ادب کی باگیں لیے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غلغلے تھے

(۲۴) اُٹھی جو گردِ رہِ منور وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل اُمنڈ کے جنگل اُبل رہے تھے

(۲۵) ستم کیا کیسی مت کٹی تھی قمر وہ خاک اُن کے رہ گزر کی
اٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھنا مٹے تھے

(۲۶) براق کے نقش سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن ، مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

مشکل الفاظ کے معانی:

* تلوؤں—پاؤں کے نیچے والا حصہ * دھوون—وضو یا غسل میں استعمال شدہ پانی * اترن—اتارے ہوئے کپڑے * تحویل—حوالے کرنا، پھرنا * مہر—سورج * رُت—موسم * سہانی—اچھی، پیاری * پوشاک—لباس * زیب تن کرنا—پہننا (پہن کر جسم کو زینت دینا) * جوڑا—سوٹ، پورا لباس * بڑھا چکنا—خیرات کر دینا، کسی کو صدقہ کے طور پر دے دینا * تجلی حق—اللہ کا جلوہ * سہرا—دولہا کو پھولوں یا تلے کی تاروں سے بنا ہوا جو لڑیوں کا گچھا باندھتے ہیں * صلوۃ وتسلیم—درود وسلام * نچھاور—دولہا پر جو پیسے پھینکے جاتے ہیں * دورویہ—دونوں طرف * قدسی—فرشتے * پرے جما کر—لائن لگا کر * واں—وہاں * خاک گلشن—باغ کی مٹی * اترن—استعمال شدہ چیز * نامرادی—ناکامی * پشت زیں—سواری کی زین، کاٹھی * مغفرت—بخشش * شلک—توپوں کی سلامی (کی آواز) * صدا—آواز * مستانہ جھومتے—مستی میں آکر وجد کرتے (حالت جذب) * عجب—تعجب، حیرانگی * رخش—آپ کا چہرہ * غزال—ہرن * دم خوردہ—جس نے گڑ کی قطرہ دار شراب پی رکھی ہو * سا—حرف تشبیہ، کی طرح، مانند * شعاعیں—تیز روشنی کی کرنیں * بکے—اکٹھا ہو کر نکلنا (تیز روشنی اکٹھی ہو کر کثرت سے نکلے تو ساتھ دھواں سا محسوس ہوتا ہے اس کو ہندی میں بکا بضم الباء کہتے ہیں) * صاعقے—بجلی کا کوندنا اور چمکنا، جلانے والی بجلی * ہجوم امید—امیدوں کا جمگھٹا یا کثرت * گھٹاؤ—کم کرو * باگیں—لگامیں * ملائکہ—فرشتے * غلغلے—چرچے، شہرے، ڈنکے بج رہے تھے * گرد—

غبار ★ رہ منور — روشن راستہ ★ جل تھل — ہر طرف پانی ہی پانی ★ ستم — ظلم ★ مت کٹی — مت ماری گئی، عقل جاتی رہی ★ رہ گذر — راستہ ★ نقش سم — کھر کا نشان ★ گل کھلانا — کوئی بڑا عجیب کام کرنا ★ مہکنا — خوشبو دینا ★ گلبن — سرخ گلاب ★ گلشن — باغ ★ ہرے بھرے — سرسبز و شاداب ★ لہلہانا — لہرانا، جھومنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کا دھون (وضو یا غسل کرتے ہوئے جو پانی گرا) اس سے جنت کو رنگ روغن کر کے اس کے حسن کو بڑھایا گیا اور جنت کے نورانی پھول اور باغ جنت کے شگوفے اپنا جمال بڑھانے کے لیے حضور علیہ السلام کے جسم اقدس سے اترنے والا لباس حاصل کرنے میں پیش پیش تھے۔

ے میرے لیے ہر گلشن رنگیں سے بھلی ہے کانٹے کی وہ اک نوک جو طیبہ میں پلی ہے
جو تیری گلی ہے دراصل وہ ہے جنت دراصل جو جنت ہے وہ تیری گلی ہے

(۱۸) آفتاب نبوت کا شب معراج زمین سے آسمان کی طرف اور مکان سے لامکان کی طرف جانا (تحویل مہر) گویا اپنا ایک برج چھوڑ کر دوسرے برج کی طرف چلنا اس بات کی دلیل ہے کہ موسم بدلنے والا ہے اور امت کے لیے سہانی اور پسندیدہ گھڑی آنے والی ہے کہ جب لامکاں پر امت کی بخشش کے فیصلے ہوں گے اس لیے تو وہاں کا نورانی لباس پہنا اور یہاں کے کپڑے امت کے گناہوں کے بدلے صدقہ کر دیے تا کہ امت سے اس صدقہ کے طفیل گناہوں کی آفت ٹل جائے کیونکہ **الصدقہ ترد البلاء** ۔ صدقہ مصیبت کو ٹال دیتا ہے (الحدیث)

ے اک ایسی گھڑی وی اونی اے کج غنی کج منوانی اے
بوہے جنتاں والے کھلنے نے دوزخ نوں بجھایا جانا اے

(۱۹) سرکار مدینہ علیہ السلام کے سر انور و اقدس پہ جلوۂ حق کا نورانی سہرا باندھا گیا اور حوران بہشتی نے درود و سلام کے پھول نچھاور کیے اور جس جس راستے سے حضور علیہ السلام کی سواری گذری دونوں طرف فرشتوں نے کھڑے ہو کر شب معراج کے دولہا کو سلامی پیش کی۔ **الدنیا مزرع الاخرۃ** دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ دنیا کے بادشاہ کی سواری گذرنی ہو تو ایسے ہی کرتے ہیں کوئی پھول نچھاور کرتا ہے تو کچھ راستے کے دونوں طرف کھڑے ہو کر استقبال کرتے ہیں کوئی ہٹو بچو کی صدائیں لگاتے ہیں اور

ے معراج کے دولہا آتے ہیں جبریل منادی کرتا ہے

(۲۰) اے کاش! کہ ہم بھی اگر وہاں ہوتے تو جس گلشن سے سرکار گزرے اس کی زمین کی مٹی بن کر حضور علیہ السلام کے قدموں سے لپٹ جاتے اور عرض کرتے کہ اگر اپنا دھون جنت کو عطا کیا ہے تو اپنا اترن (اترا ہوا لباس) ہمیں عطا فرمائیں۔ ہمارے آقا ضرور ہماری بات مان جاتے اور اترن نہ بھی اگر ملتا تو نعلین پاک مل جاتی جس کو ہم اپنے سر کا تاج بنا لیتے۔

ے جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

لیکن ہمارے اتنے نصیب کہاں کہ ہم جیسے نکمے وہ نظارہ کرتے، ہمارے نصیب میں تو یہی ناکامی میں خاک چھاننے کے دن لکھے ہوئے ہیں۔ کہاں وہ پاک ذات اور کہاں ہم نکمے۔

ـ ہیں مظہر ذات حق رسول اکرم مختار و خلیفہ خدائے عالم
صرف ان کے سبب سے سب اولوالعزم ہوئے عیسیٰ ، موسیٰ ، خلیل و نوح و آدم
صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین (جمیل رضوی)

(۲۱) بس پھر کیا تھا؟ اللہ کے محبوب سواری (براق) پر سوار ہونے ہی والے تھے کہ توپوں کی آواز آنے لگی جو اس بات کی علامت تھی کہ آپ کی امت کی بخشش ہوگئی اور شفاعت نے خود آگے بڑھ کر حضور علیہ السلام کو مبارک دی کہ جس امت کے لیے آپ رو رو کر دعائیں کرتے رہے مبارک ہو اس کا کام بن گیا۔ ادھر امت کے گناہ گاروں کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے وجد میں آ کر مستوں کی طرح جھومنا شروع کر دیا اور گناہوں نے بھی خوشی منائی کہ اگر گناہ گاروں کی بخشش نہ ہوتی تو ہماری وجہ سے یہ گناہ گار عذاب میں مبتلا ہو جاتے جس سے اللہ کا محبوب پریشان ہوتا تو شکر ہے ہم حضور کی پریشانی کا باعث بننے سے بچ گئے۔

شب معراج یاد امت:

کسی پنجابی شاعر نے اس روایت کا ترجمہ کیا جس میں ہے کہ آپ نے سواری (براق) پر سوار ہونے سے پہلے توقف فرمایا اور جبریل امین سے فرمایا۔

ـ میں اَج کراں سواری اس تے نال کمال دلیری وسو روز قیامت کس تے چڑھسی امت میری
پنجاہ (۵۰) ہزار ورے دا مولا دِن محشر فرمایا تری (۳۰) ہزار وَرے دا رستہ پل محشر فرمایا
جبریلا طے ہووے گی اوکیونکر منزل بھاری میری امت نوں یا مولا کی دیسیں اسواری

کہ آج میں تو براق پہ سوار ہو کر اللہ کے ہاں چلا جاؤں گا لیکن کل میری امت محشر کا دن پچاس ہزار سال کا اور پلصراط تیس ہزار سال کا کس طرح طے کرے گی؟ پہلے اس کا انتظام کرو۔ چنانچہ جبریل امین کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے حبیب سے عرض کر دے۔

ـ جیوں کر اَج براق تسانوں ہوئی عنایت میری ایسے طرح براقاں اُتے چڑھسی امت تیری
کیوں دل گیر ہوویں توں پیارے سوچیں وچ قیاساں امت تیری نوں میں گھوڑے قبراں وچ پچاساں

اے محبوب! پریشان نہ ہو تیری امت قبروں سے بعد میں نکلے گی سواریاں پہلے وہاں کھڑی ہوں گی۔ چنانچہ تفسیر جلالین میں زیر آیت یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا (طٰہٰ) لکھا ہے کہ حضور کی امت قبروں سے نکل کر سواریوں پہ سوار ہو گی اور جنت میں جائے گی۔

وفدا جمع ہے وافد کی بمعنی راکب ای یخرجون من القبور راکبین حتی یقرعون باب الجنۃ (حاشیہ جلالین)

اسی لیے حکم ہے کہ قربانی کا جانور عیب دار نہ ہو کیونکہ وہ قیامت کو تمہاری سواری بنے گا۔ اس کی نگاہ خراب نہ ہو ورنہ قربانی نہ ہوگی جب نگاہ خراب والا جانور قربانی پہ نہیں لگ سکتا تو کانا دجال مرزا قادیانی نبی کیسے ہو سکتا ہے جو ایسے کو نبی مانتے ہیں یقیناً ان مرتدوں کا ایمان خراب ہی تو ہے اور پھر اگر جانور ایک آنکھ والا ہو گا تو وہ اپنے سوار کو تلاش کیسے کرے گا کہ یہ میرا سوار ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اس کی خراب آنکھ کی سائیڈ پہ آ جائیں اور وہ آپ کے پاس سے گذر جائے نہ آپ کو پتہ چلے کہ یہ میری سواری ہے نہ اس کو پتہ چلے کہ یہ میرا سوار ہے۔ بہرحال پنجابی شاعر کے اگلے اشعار یوں ہیں۔

ـ آجلدی ہن دیر نہ لاؤ ویکھ مہمانی میری چابیاں جنت ہتھ وچ تیرے جو مرضی کر تیری

جو منگیں سو منگ جیسا صدقے عالم سارا　　آ ہن عرش معلیٰ اُتے سانوں دے نظارا

کہ اے محبوب اب دیر نہ لگاؤ میری مہمانی دیکھنے کے لیے عرش پہ آؤ، جنت کی چابیاں آپ کے ہاتھ دے دوں گا جو چاہے سو کرو۔ سارا جہاں آپ پہ قربان، جو مانگو آپ کو عطا ہوگا۔ (روایت روض الازھار ص ۲۰۹ پہ دیکھی جا سکتی ہے۔)

ایک روایت کتب معراج میں یوں بھی ہے کہ جب حضور علیہ السلام براق پر سوار ہونے لگے تو براق نے تھوڑی شوخی دکھائی، جبریل امین نے ڈانٹا تو براق پسینہ پسینہ ہو کر عرض کرتا ہے میں شوخی نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنی قسمت پہ ناز کر رہا تھا کیونکہ جس کا یہ راکب ہو اس کو ناز کرنا چاہیے۔ (معارج النبوۃ۔ ص ۵۷، ج ۲، روض الازہار ص ۲۰۷)

حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

؎ کتھے مہر علی کتے تیری ثنا　　گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

اے مسلمانو! غور کرو! ہمارے آقا ہمارے لیے کیا کیا کرتے رہے نہ صرف براق پہ سواری کے وقت بلکہ عرش پہ جا کر بھی ہمیں نہ بھولے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورۂ نجم میں فرمایا ما ضل صاحبکم ۔ تمہارا صاحب نہ بھٹکا نہ بھولا۔ یا اللہ! یوں کیوں نہ فرمایا کہ میرا نبی، میرا رسول نہ بہکا۔ صرف اس لیے کہ بلایا تو خدا نے اپنے لیے ہی تھا لیکن وہاں جا کر بھی گنہگار امت کو ہی یاد کرتا رہا ۔ایک پنجابی شاعر نے اس موقع پر یوں کہا۔

؎ مسلمانا! توں دیکھ لے نبی تیرا، تیرے واسطے غاراں وچ روندا رہیا
رو رو کے آپنے آنسواں تھیں دفتر تیرے گناہواں دے دھوندا رہیا
کدی آکیا ناں، کدی تھکیا ناں، راتاں وچ قیامت کھلوندا رہیا
اَج اوسے تائیں توں بھل بیٹھوں؟ ساری عمر جہڑا تینوں بھلیا ناں

اے مسلمان! غور کر تیرا نبی پیدا ہوا تو سر سجدے میں رکھ کر رب ھب لی امتی کہتا رہا اے اللہ! میری امت کو بخش دے۔ جوان ہوا تو غاروں میں جا جا کر رو رو کر تیرے گناہوں کو بخشواتا رہا اور ایسا درد کے ساتھ روتے کہ چرواہوں کی بکریاں گھاس کھانا چھوڑ دیتیں اور پریشان ہو جاتیں جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے۔ پھر اللہ نے معراج کی رات عرش پہ بلایا تو وہاں کیا ہوا؟ جب براق بھی نیچے رہ گیا، جبریل بھی سدرہ پر رُک گیا، رفرف بھی جواب دے گیا تو۔

؎ تہِ عرش سجدے میں سر کو جھکایا　　بکھر کر کے زلفوں نے یہ رنگ لایا
یہ کہہ کر خدا نے نبی کو اُٹھایا　　کہ پیارے تیرے گیسو کیا مانگتے ہیں
یہ سن کر کہا مصطفیٰ نے الٰہی　　یہ کہتی میرے گیسو [illegible] ساری
سیاہ بخت امت کی کر دے رہائی　　الٰہی یہ گیسو دعا [illegible]
خدا نے کہا تو نہ گھبرا محمد　　میرے سامنے عرش پر [illegible]
تو چاہے جسے بخشوایا محمد　　کہ پیارے تیری ہم رضا مانگتے [illegible]

(صلی اللہ [illegible]

لہٰذا امتی ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ حضور نے اگر ایک بار ہی ہمیں یاد فرمایا ہوتا تو ہم اپنے آقا کو روزانہ اس ایک بار کی یاد گیری کے شکرانے میں ہزار بار بھی یاد کر کے درود و سلام پڑھتے رہیں تو کم ہے۔

جن کے لب پر رہا امتی امتی — یاد ان کی نہ بھولو نیازی کبھی
وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی — میں ہو حاضر تیری چاکری کے لیے

محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نعرۂ رسالت اس لیے لگاتے ہیں کہ حضور نے ہمیں پیدا ہوتے ہی یاد فرمایا۔ اگر ہم پیدا ہونے سے لیکر مرنے تک حضور علیہ السلام کے اس ایک بار ''امتی'' فرمانے کے جواب میں ساری عمر یا رسول اللہ کہتے رہیں تو آپ کے ایک بار یا امتی کہنے کا شکریہ نہیں ادا کر سکتے۔

اس سے ایک بات بے نماز نام نہاد غلامیٔ رسول کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے بھی اخذ ہوتی ہے کہ ہمارے آقا تو وہ ہیں جو پیدا ہوتے ہی سجدہ کرتے ہیں اور ہم پچاس پچاس سال کے ہو کر بھی سجدہ نہیں کرتے تو ایسے امتی کو ایسے آقا سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ یا یوں سمجھو کہ شیطان نے آدم علیہ السلام کو ایک سجدہ کرنے سے انکار کیا تو قیامت تک کے لیے لعنتی ہو گیا اور ہم اگر روزانہ پانچ نمازوں کے تمام سجدے ضائع کر دیں تو کیا ہم پھر بھی محبوب ہی رہیں گے۔ یا یوں بھی عرض کیا جا سکتا ہے کہ صرف نعرے کی حد تک تو ہم کہتے ہیں غلامیٔ رسول میں موت بھی قبول ہے لیکن موت تو بہت بڑی آفت ہے اس کی بات تو ایک طرف رہنے دیں۔ کیا غلامیٔ رسول میں نماز بھی قبول ہے کہ نہیں؟ جب غلامی رسول میں داڑھی کے چند بال ہم اپنے چہرے پہ نہیں سجا سکتے اور ان نورانی بالوں کا ''بوجھ'' ہم سے نہیں اُٹھایا جا سکتا تو موت کی بات کرنا اور اونچے اونچے دعوے کرنے میں آپ خود اندازہ لگالیں کہ ہم کہاں تک سچے ہیں۔

اے اپنی آخرت کو بھول جانے والے حضور کے نام نہاد عاشق امتیو! اگر یہ چند باتیں پڑھ کر تمہارے دل میں کچھ احساس پیدا ہوا ہے اور حضور علیہ السلام کی امت پہ اس قدر مہربانی و خیر خواہی کے بدلے میں کچھ عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا ہے تو چند باتیں معراج شریف کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں، خدارا! سچے عاشق بنیے اور عمل کرنے کی کوشش کر کے دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں ورنہ اس منظر کو نہ بھولیے کہ

جب سرِ محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے — کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

یہ وہ واقعات ہیں جو ہوں گے تو قیامت کے بعد لیکن ہمارے فائدے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قیامت کے بعد والے واقعات حضور علیہ السلام کو معراج شریف کی رات میں ہی دکھا دیے تا کہ جب حضور علیہ السلام زمین پر جا کر فرمائیں گے کہ میں خود اپنی آنکھوں سے اس طرح کے کام کرنے والے لوگوں کو ایسے ایسے عذاب میں دیکھ کر آیا ہوں تو پھر کوئی کافر ہی ہوگا جو محبوب خدا کی ایسی پکی اور دیکھی ہوئی بات کو نہ مانے گا۔

معراج کی رات، عبرت کے چند واقعات:

رجب المرجب کی ستائیسویں شب بسلسلہ معراج النبی ﷺ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک و عبد خاص کو اپنے دیدار پاک اور عظیم قدرتوں کے مشاہدہ کے علاوہ مجرموں کے عذاب کا معائنہ کرایا۔ تا کہ آپ کی امت ان جرائم سے محفوظ رہ کر ان گناہوں کے ہولناک عذاب سے بچے۔ خوب غور سے پڑھیے اور ''اپنی جانوں اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔''

بے نماز:

شب معراج حضور ﷺ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا کہ جس کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں اور سر پھوڑے جانے کے بعد پھر اپنی اصلی حالت پر ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا۔ حضور نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو نماز سے غفلت کرتے ہیں۔

تارکِ زکوۃ:

ایک قوم پر آپ کا گزر ہوا جس کی شرمگاہ پر آگے پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے۔ اور وہ حیوانوں کی طرح کانٹے دار زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اموال کی زکوۃ نہیں نکالتے ہیں۔

زانی:

ایک قوم پر آپ کا گزر ہوا جس کے سامنے ایک ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے اور ایک ہنڈیا میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور وہ سڑا ہوا خبیث گوشت کھاتے ہیں مگر پکا ہوا نفیس گوشت نہیں کھاتے۔ آپ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا! یہ وہ مرد ہیں جن کے پاس حلال بیوی ہو اور وہ بدکار عورت کے پاس رات گزاریں اور وہ عورتیں ہیں جو اپنے حلال شوہر کو چھوڑ کر بدکار مرد کے پاس رات گزاریں۔

سُود خور:

ایک قوم پر حضور ﷺ کا گزر ہوا جو خون کی نہر میں تیرتی اور پتھر کھاتی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ سود خوار ہیں۔

نیز حضور ﷺ نے سود خواروں کو اس حال میں بھی دیکھا کہ ان کے پیٹ کوٹھڑیوں جیسے ہیں جن میں سانپ دکھائی دیتے ہیں اور جب ان میں سے کوئی اٹھتا ہے۔ تو فوراً گر پڑتا ہے۔

بے عمل لوگ:

ایک قوم پر حضور ﷺ کا گزر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جاتے تھے آپ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا۔ یہ وہ فتنہ پرور لوگ ہیں جو لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے۔

چغل خور:

ایک قوم پر حضور ﷺ کا گزر ہوا جس کے تانبے کے ناخن تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو زخمی کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ چغل خور ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزت کے درپے ہوتے ہیں۔

چغل خوروں کو حضور ﷺ نے اس حال میں بھی دیکھا کہ ان کے پہلوؤں کا گوشت کاٹا جاتا ہے اور وہ اس کو کھاتے ہیں۔ اور ان کو کہا جاتا ہے کھاؤ جیسے تم اپنے بھائی کا گوشت کھاتے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ لوگوں کی غیبت کرنے والے چغل خور ہیں۔

امانت میں خیانت کرنے والا:

ایک شخص پر آپ کا گزر ہوا جس نے لکڑیوں کا ایک بڑا گٹھا جمع کر رکھا ہے جسے وہ اٹھا نہیں سکتا۔ لیکن اس کے باوجود اس میں اور لالا کر رکھتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ جبریل نے عرض کیا آپ کی اُمت میں سے وہ شخص ہے جس کے پاس لوگوں کی اتنی امانتیں ہیں کہ جن کو ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کے باوجود اور اکٹھی کرتا جاتا ہے۔

زبان دراز:

ایک پتھر پر حضور (ﷺ) کا گزر ہوا۔ جس سے ایک بیل نکلتا ہے اور پھر اس پتھر میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ لیکن داخل نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ جبریل نے عرض کیا یہ اس شخص کا حال ہے جو منہ سے ایسی بات نکالتا ہے جس پر اسے ندامت ہوتی ہے لیکن پھر وہ اسے واپس نہیں لوٹا سکتا۔

یتیم کا مال کھانے والے:

ایک قوم کو حضور ﷺ نے دیکھا جن کے چہرے اونٹ کی طرح ہیں اور وہ لوگ آگ کے انگارے منہ میں ڈالتے ہیں جو ان کے پیچھے سے نکلتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں۔ ریا کار کو کنویں سے خالی ڈول نکالتے دیکھا۔

حرام خور:

حضور ﷺ نے دیکھا کہ ایک دستر خوان پر پاکیزہ گوشت ہے اور ایک دستر خوان پر بدبودار گوشت ہے اور کئی لوگ پاکیزہ گوشت چھوڑ کر بدبودار گوشت کھا رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ جبریل نے عرض کیا وہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑتے اور حرام کھاتے ہیں۔

بدکار عورتیں:

عورتوں کے ایک گروہ کو حضور ﷺ نے دیکھا کہ وہ چھاتیوں سے لٹکی ہوئی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہیں۔ جبریل نے عرض کیا یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے خاوندوں کے نکاح میں ہوتے ہوئے بدکاری کرتی ہیں اور حرامی بچوں کو ان کی اولاد میں داخل کرتی ہیں۔

بے پردہ عورتیں:

عورتوں کے ایک اور گروہ کو حضور ﷺ نے دیکھا کہ سر کے بالوں سے لٹکی ہوئی ہیں اور ان کے نیچے آگ سلگ رہی ہے جو ان کا بدن کھائے جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ وہ عورتیں ہیں جو پردہ نہیں کرتیں اور اپنے خاوند کے سوا غیر مردوں کے لئے بناؤ سنگار کرتی ہیں اور بے پردہ ہو کر ان کو اپنی زینت و آرائش دکھاتی ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے جو عورت سرمہ لگا کر غیر محرم کو دکھاتی ہے خدا اس کا منہ کالا کرے گا۔ اور اس کی قبر کو دوزخ کا گڑھا بنادے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بین کرنے والیاں:

عورتوں کے ایک گروہ کو آپ نے دیکھا کہ ان کا قطران (تارکول، لُک) کا لباس ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ جبریل نے عرض کیا یہ وہ عورتیں ہیں جو مردوں پر بین اور واویلا کرتی ہیں۔

جھوٹی قسم کھانے والے کی زبانیں گدی سے کھینچی جا رہی تھیں استغفر اللہ والعیاذ باللہ۔ (تفسیر روح البیان، نزہۃ المجالس)

آپ نے معراج کی رات یہ بھی دیکھا کہ کچھ لوگوں کی زبانیں لوہے کی قینچیوں کے ساتھ کاٹی جا رہی ہیں۔ آپ کے دریافت فرمانے پر جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ لوگوں کو گمراہی میں ڈالنے والے بدعمل واعظ ہیں۔

کچھ لوگ دوزخ کی آگ میں اپنے لوہے کے ناخنوں کے ساتھ اپنے جسم کو نوچ کر گوشت اتار رہے تھے۔ حضور علیہ السلام نے جبریل امین سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا یہ وہ ہیں جو دنیا میں دوسروں کی آبروریزی کرتے تھے۔ اگر ہم اپنے اندر توبہ کا کوئی ایک فیصد جذبہ رکھتے ہیں تو ضرور ان کاموں سے بچنے کی کوشش کریں گے جس کے کرنے کی وجہ سے یہ لوگ مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا ہوئے کیوں کہ مرے بغیر تو کوئی چارہ نہیں۔

آمدم برسر مطلب! بات جہاں سے شروع کی وہاں پر ہی ختم کرتے ہیں قربانی کے جانور قیامت کے دن امت مصطفیٰ کی سواری بنیں گے مگر جو بے چارہ ساری عمر قربانی کر ہی نہ سکا اس کی سواری کہاں سے آئے گی؟ تو اس کو مبارک ہو اگر واقعی اس کے پاس قربانی دینے کی استطاعت اور گنجائش نہیں ہوتی تو اس کی طرف سے حضور علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھوں سے قربانی کر کے اس کی سواری کا انتظام فرما دیا ہے۔ جو خود کرتے ہیں خدا جانے ان کی قبول ہو یا نہ ہو لیکن جن کی طرف سے حضور آپ کر کے گئے ہیں ان کی بھلا کیوں قبول نہ ہو۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام ہر سال دو قربانیاں فرمایا کرتے ایک عن محمد صلی اللہ۔ اپنی طرف سے اور دوسرا عمن لمن یضح من امتی۔ جو امتی طاقت نہیں رکھتا تا قیامت اس کی طرف سے۔

یہ نکتہ بھی پیش نظر رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے سوائے دیدار کے اپنی امت کے بارے میں کوئی مطالبہ بھی نہ کیا مگر ان کو فرمایا لن ترانی اے موسیٰ۔

؎ نہ تو دیکھے نہ چشم انبیاء دیکھے مجھے دیکھے محمد کی نگاہ دیکھے (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور ادھر مطالبے بھی مانے جا رہے ہیں اور دیدار بھی کرایا جا رہا ہے، موسیٰ علیہ السلام جاگ جاگ کر انتظار فرماتے ہیں اور محبوب سوئے ہوئے ہیں تو ان کو اُٹھا کر دیدار کے لئے بلایا جا رہا ہے۔

؎ جاگنے والے کو محروم تمنا رکھا سونے والے سے کہا ساری خدائی تیری

قصہ مختصر! حضور صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونے لگے تو ہم اپنے ہاں دیکھتے ہیں کہ جب کوئی دولہا بن کر گھوڑی پہ سوار ہوتا ہے تو ماں آتی ہے سبحان اللہ باپ آتا ہے ماشاء اللہ۔ چچا آتا ہے سبحان اللہ۔ حضور علیہ السلام جب براق پہ سوار ہونے لگے تو آپ کے نہ والدین حیات، چچا زندہ نہ دادا پاس۔ اے اللہ! سبحان اللہ کس نے کہا۔ فرمایا میرا محبوب سوار ہونے لگا تو میں نے خود فرمایا سبحن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا۔ سبحان اللہ اے اللہ تو کیوں سبحان اللہ فرما رہا ہے فرمایا اس لیے کہ نبی تو ہزاروں بنائے ہیں مگر اس جیسا کوئی نہیں ہے۔ اس رات جیسی رات کوئی نہیں اس ذات جیسی ذات کوئی نہیں اور جو آج بات ہوگی اس بات جیسی بات کوئی نہیں۔

؎ باغِ عالم میں بادِ بہاری چلی سرورِ انبیاء کی سواری چلی
یہ سواری سوئے ذاتِ باری چلی ابرِ رحمت اٹھا آج کی رات ہے

(۲۲) معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سواری (براق) کے چہرے کی چمک دمک پر تعجب اس لیے نہیں ہے کہ وہ سماں ہی ایسا تھا کہ نشہ شرابِ عشقِ رسول علیہ السلام سے مست ہو کر براق چھلانگیں لگا رہا تھا اور اس کا چھلانگیں لگانا اس لیے تھا کہ ہر طرف سے تیز روشنیوں کی شعاعوں کے فوارے (بکے) پھوٹ رہے تھے اور آنکھوں میں بجلیاں کوند (رقص کر) رہی تھیں۔ جانور کی آنکھوں میں تیز روشنی پڑے تو وہ خوب اچھلتا کودتا ہے اور یہاں تو بجلیوں کو (براق جمع برق کی بمعنی بجلیاں) بھی لگامیں چڑھا دینے والا سراجاً منیرا خود بجلیوں کے اوپر سوار ہو گیا، تو براق کو زیبا تھا کہ فخر و ناز سے نئے نئے انداز دکھاتا ہوا چلے۔

؎ نکہت و رنگ و نور کا عالم ذرے ذرے میں طور کا عالم
کیا بتاؤں بیاں سے باہر ہے شبِ اسریٰ حضور کا عالم
(صلی اللہ علیہ وسلم)

قارئین کرام! میری کوشش تھی کہ اس شرح میں اپنی ڈائری (جو میں نے آج سے پچیس سال پہلے لکھنا شروع کی تھی) سے کچھ نہ شامل کیا جائے تاکہ شرح طویل نہ ہو جائے لیکن اسی نعت کے شعر نمبر ۲۱ یعنی پچھلے شعر سے میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور میں نے کم از کم معراج شریف کا موضوع جو میری ڈائری میں چند اوراق پر لکھا ہوا ہے اس موقع کو غنیمت جانا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اس بابرکت قصیدے کی آڑ میں (جو کہ بارگاہِ رسالت میں قبول ہی قبول ہے) میرے یہ چند الفاظ بھی شرف قبولیت پا جائیں۔ چنانچہ میں نے کچھ نہ کچھ مضمون شامل کرنا شروع کر دیا ہے جو درحقیقت جید علماء کرام کی تقاریر کے اقتباسات ہیں اور کچھ کتب سے میں نے خود اخذ کیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرماتے جائیں۔

آیاتِ معراج یعنی معراج کی نشانیاں:

قرآن مجید میں معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے فرمایا گیا لنریہ من ایاتنا۔ ہم نے اپنے بندۂ خاص کو رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر اس لیے کرائی تاکہ ہم اس عبد خاص کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسی نشانیاں تھیں جن کے دکھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس قدر اہتمام فرمایا تو معراج شریف کے واقعہ کی تفصیلات پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ صرف جنت و دوزخ دکھانے کے لیے ہی معراج نہ کرائی گئی کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ اے بلال! تو کیا نیکی کرتا ہے کہ میں جب بھی جنت میں گیا تیرے قدموں کی آہٹ کو اپنے آگے پایا اس (کلما دخلت الجنۃ) "جب بھی" کا لفظ بتاتا ہے کہ آپ صرف ایک بار ہی جنت میں نہیں گئے کئی بار تشریف لے گئے ہیں بلکہ صلوۃ کسوف پڑھاتے ہوئے آپ نے جنت کو اپنے سامنے پایا اور فرمایا کہ میرا دل چاہا کہ جنت کے پھل کا خوشہ توڑ لوں تاکہ تم ساری عمر کھاتے رہو مگر پھر میں نے معاملہ غیب کا غیب میں ہی رکھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے کتے کی جان بچانے والی عورت کو جنت میں دیکھا اور بلی کو باندھ کر مارنے والی کو دوزخ میں دیکھا کتابوں میں موجود ہے بلکہ کتے اور بلی والی احادیث تو صحیح

بخاری میں ایک ہی مقام پر آگے پیچھے آتی ہیں۔ (ان سب کا خلاصہ لکھ دیا ہے)

معزز قارئین! یہ مواد چونکہ میری ڈائری میں محفوظ تھا اس لیے اس کو پڑھتے ہوئے اگر کسی بات یا نکتے کا حوالہ نہ لکھا جائے یا حدیث شریف کا متن وعن ترجمہ نہ کیا جائے بلکہ خلاصۃً یا مفہوماً بیان کیا جائے تو حرج اس لیے نہیں ہے کہ اس امر کا نہ دعویٰ کیا گیا ہے اور نہ ہی اہتمام کیا گیا ہے لہٰذا ان نکات کو تقریری نکات ہی سمجھا جائے جو قرآن وحدیث اور دیگر کتابوں سے اخذ شدہ ہیں اور پھر معراج شریف جیسے معجزہ کے بارے کہ جس کی وسعتوں کو معراج کرنے والا جانے یا کرانے والا۔ جانے جان والا یا لے جان والا۔ ہم مکان والے ہیں، بات لامکاں کی ہے۔ ہم زوال والے، بات لازوال کی ہے، ہم حدوث والے، بات قدم کی ہے، ہم امکان والے بات وجوب کی ہے، ہم مقید ہیں بات اطلاق کی ہے، ہم یہاں کے بات وہاں کی، ہم چھوٹے ہیں بات بڑی بھی ہے بڑوں کی بھی ہے۔ قطرے میں سمندر نہیں سما سکتا، ذرے میں آفتاب نہیں آسکتا، پاؤ میں سیر کیسے آئے اور محدود عقل میں غیر محدود واقعہ معراج کیسے سمائے۔ میں اگر زمین پہ بیٹھا ہوں تو بات آسمان کی بلکہ عرش کی کرسکتا ہوں ثابت ہوا کہ قدم فرش پہ ہوں تو علم عرش پہ جاسکتا ہے، تو جس نبی کے قدم ہی عرش کے اوپر ہوں ان کا علم کہاں ہوگا، اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے اور پھر اس کا علم ہمارے معمولی سے دماغ میں کیسے آسکتا ہے، ماشہ رتی تولنے والے معمولی ترازو سے منوں کا وزن نہیں تولا جاسکتا۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر انور کے پاس سے گذرا تو میں نے دیکھا کہ وہ قبر میں کھڑے بھی ہیں اور صلوۃ بھی پڑھ رہے ہیں اب یہ علیحدہ بحث ہے کہ صلوۃ سے مراد نماز ہے یا درود شریف۔ کیونکہ یہ عجیب بات ہوگی کہ آپ کے گھر میں مہمان آرہے ہوں تو آپ ان کے آنے سے پہلے نفلی نماز میں مصروف ہو جائیں مہمان کے لیے تو نفلی روزہ بھی توڑا جاسکتا ہے اور پھر مہمان سیاح لامکان ہو اور موسیٰ علیہ السلام کو پتہ بھی ہو کہ حضور براستہ قبر موسیٰ بیت المقدس تشریف لے جارہے ہیں تو موسیٰ علیہ السلام (جن پر نماز فرض بھی نہیں ہے) حضور علیہ السلام کے آنے سے پہلے نماز میں مصروف ہو جائیں اسی لیے اہل محبت نے فرمایا کہ جب صلوۃ کا معنی درود شریف بھی ہے تو یوں بھی تو حدیث کا معنی ہوسکتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے چونکہ وہاں سے گذرنا تھا اس لیے موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ کر یا نبی سلام علیک پڑھ رہے تھے۔ اس لیے کہ نماز کا تو پتہ تھا کہ اسی آقا کے پیچھے بیت المقدس میں ادا کرنی ہے۔

یہاں یہ گذارش بھی کرنا ہے کہ حضور علیہ السلام نے بیت المقدس کی طرف جانے کے لیے قبر موسیٰ علیہ السلام والا راستہ ہی کیوں منتخب فرمایا یا کوئی اگر کہے کہ حضور نے تھوڑا ہی منتخب کیا تھا، یہ تو اللہ نے کیا تھا تو پھر سوال اور بھی وزنی ہو جاتا ہے کہ **فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ**۔ اللہ نے ایسا کیوں کیا؟ ہمارے ہاں تو لوگ کہتے ہیں قبروں پہ جانا بدعت ہے اور یہ ہے اور وہ ہے یہاں اسریٰ بعبدہ اللہ اپنے محبوب کو خود لے کر جارہا ہے اور وہ بھی حضرت موسیٰ کی قبر پر، ثابت ہوا کہ قبر پہ جانا حضور کی سنت ہے اور قبر پہ لے جانا اللہ کی سنت **ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا**۔ اللہ کی سنت بدلا نہیں کرتی۔

اب اگر ہمت ہے تو ایک ایک فتویٰ جو بیچارے سنی پہ لگتا ہے، اللہ رسول کی طرف بھی اس فتوے کا رُخ کرو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے بھی تھے اور صلوۃ بھی پڑھ رہے تھے۔ یہ حدیث کسی عام سی کتاب میں نہیں صحیح مسلم میں ہے۔ اب بتاؤ کہ جو مرجائے، مٹی ہو جائے جو مرنے کے بعد ہاتھ نہ ہلا سکے خود غسل نہ کر سکے، کفن نہ پہن سکے (جیسا کہ جیسے منکرین دلائل دیتے ہوئے کہتے ہیں) وہ بھلا ہزاروں سال بعد قبر میں کھڑا کیسے

ہو گیا اور صلوۃ کیسے پڑھ رہا ہے ثابت ہوا کہ ہر مرنے والا مٹی نہیں ہو جاتا۔ سوچو تو سہی جو کھڑا ہو کر نماز پڑھے وہ مردہ ہوتا ہے؟

ایک مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام تو قبر کے باہر سے گذر رہے تھے آپ نے کیسے دیکھ لیا کہ موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے ہیں اور کچھ پڑھ بھی رہے ہیں اور پڑھ بھی صلوۃ ہی رہے ہیں بالخصوص جبکہ رات بھی اندھیری ہو سواری بھی اتنی تیز ہو کہ حد نگاہ تک اس کا قدم پہنچے۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

اور کم از کم نبیوں کے بارے میں بدعقیدگی سے اپنے آپ کو بچالے کمالات نبوت تیری محدود عقل میں نہیں سما سکتے۔ یہ کہنا کہ دیوار پیچھے کا نبی کو علم نہیں ہے، اچھا! تو قبر کے اندر کا کیسے علم ہو گیا؟ مٹی ہماری نظر کو تو روک سکتی ہے لیکن اللہ کے نبی کی نگاہ کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اوپر نگاہ کرے تو عرش معلی سے پار جائے اور نیچے نگاہ کرے تو تحت الثریٰ تک پہنچ جائے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ جب حضور علیہ السلام قبر کے باہر ہو کر قبر کے اندر سب کچھ دیکھ رہے ہیں تو قبر کے اندر ہو کر آج قبر کے باہر بھی سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ الغرض یہ حدیث عقائد اہل سنت کا گنجینہ ہے۔

پھر سارے نبی مسجد اقصیٰ میں جمع ہیں وہ قبروں سے نکل کر کیسے آ گئے پھر کئی انبیاء کرام کے ساتھ آسمانوں پہ ملاقات ہوئی۔ پھر قبروں سے ادھر مسجد اقصیٰ میں پہنچ گئے اور ادھر آسمانوں پہ، کہیں یہ حیات النبی کے ساتھ ساتھ حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ تو ثابت نہیں ہو رہا؟

اگر نعوذ باللہ نبی مردہ ہوتے تو مردہ تو نماز (جنازہ) پڑھاتے ہوئے آگے رکھا جاتا ہے یہ سارے تو پیچھے کھڑے ہیں ثابت ہوا کہ سارے ہی زندہ ہیں، سارے ہی باخبر ہیں۔ مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ معراج کی رات **نظر عن یمینه رای ربه و نظر عن شماله رای ربه و نظر امامه رای ربه و نظر خلفه رای ربه و نظر فوق راسه رای ربه** ۔ حضور علیہ السلام نے آگے پیچھے دائیں بائیں اور اوپر دیکھا تو ہر طرف اللہ کے نور کو جلوہ گر پایا اور عرض کیا۔

؎ تجلی تیری ذات کی سو بسو ہے جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

الحجاب فی حق المخلوق لا فی حق الخالق ۔ پردہ مخلوق کے حق میں ہے خالق کے حق میں نہیں۔ **ان الیهود یقولون اللّٰہ تعالیٰ علی العرش او علی الکرسی** ۔ یہودیوں نے کہا اللہ عرش پہ ہے یا کرسی پہ اللہ نے محبوب کو فرمایا **ضع قد ملك الیمنیٰ علی العرش والیسریٰ علی الکرسی** ۔ کہ اے حبیب اپنا دایاں قدم عرش پہ رکھ اور بایاں کرسی پہ اور ساتھ یہ بھی فرمادے **سبحن الذی اسریٰ بعبده** میں پھر بھی بندہ ہی ہوں۔ ثابت ہوا کہ خدا عبد کہہ کے توحید کو بچا رہا ہے اور ملاں فتوے لگا رہا ہے۔

☆ ہمارے آقا علیہ السلام اگرچہ معراج کی رات اللہ کی نشانیاں دیکھنے گئے تھے لیکن اوپر والی مخلوق کو اپنا آپ دکھانے بھی گئے تھے۔

☆ لوگ کہتے ہیں اتنے اوپر نبی کیسے چلے گئے؟ میں عرض کروں گا تم اوپر جانے پہ حیران ہو میں نیچے آنے پر حیران ہوں کیونکہ بلندی تو ان کا اصل مقام ہے **کل شی یرجع الی اصله** ۔ ہر شی اپنی اصل ہی کی طرف لوٹتی ہے، پانی میں مٹی

ڈالو تو نیچے ہی جائے گی۔ گیند میں ہوا بھر کر پانی میں ڈبو دو تو اوپر ہی آئے گا، حیرانگی تو اس بات پہ ہے کہ۔

ے وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

ان کا اوپر جانا بھی بے مثال اور نیچے آنا بھی بے مثال و النجم اذا هوىٰ میں اوپر جانے کی قسم بھی یاد فرمائی گئی اور نیچے آنے کی بھی۔ نیچے رحمت بن کے آتے ہیں اوپر امت کے لیے بخشش کا سامان کرنے جاتے ہیں، اوپر جائیں تو معراج بنے، نیچے آئیں تو میلاد بنے۔

☆ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ معراج کی رات میں یوسف علیہ السلام والے کنوئیں کے پاس سے بھی گزرا، آج تک بھی اس سے یوسف کی خوشبو آرہی تھی۔

آپ نے فرمایا! ایک پتھر سے خوشبو آرہی تھی۔ مجھے جبریل نے بتایا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے میں نے وہاں نماز پڑھی۔

آپ نے فرمایا! ایک جگہ سے خوشبو آئی میں نے پوچھا کیا جنت قریب آگئی ہے تو جبریل نے عرض کیا نہیں فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کی قبر سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔

ے حضرت موسیٰ سے سرِ طور کلام اپنی جگہ ہے سرکار مدینہ کا مقام اپنی جگہ ہے

ہے سارے رسولوں سے سوا شان محمد تسبیح کے دانوں میں امام اپنی جگہ ہے

(۲۳) محبوب علیہ السلام براق پہ سوار ہونے لگے تو جب سائلوں کا ہجوم ہو گیا تو حکم ہوا کہ امیدیں کم کرو (یعنی مانگنے والوں کو ان کی طلب کے مطابق دے کر فارغ کرو) اور فرشتے پکار رہے تھے کہ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے سواری کو چلنے دو۔

ے فرشتوں کو حکم تھا کہ جاؤ یہ بھیڑ چھانٹو پرے جماؤ

مگر کسی کا نہ جی دکھاؤ مراد مندوں کو یہ سناؤ

جو منہ سے مانگو ابھی وہ پاؤ تم اب سرِ راہ گذر نہ آؤ

(۲۴) سید الانبیاء علیہ السلام کی سواری سوئے ذات باری چلی تو ایسی نورانی گرد اڑی کہ ہر طرف نور ہی نور چھا گیا گویا بادلوں نے راستہ گھیر رکھا ہے اور رنگ و نور کی ایسی بارش برسی کہ ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا بلکہ جنگل سے بھی پانی (نور) کے فوارے اُبلنے لگے۔ معارج النبوۃ میں ہے کہ آپ کے دائیں بائیں اسی اسی ہزار فرشتے تھے ہر ایک کے پاس نور کی شمع تھی جب حضور نے اپنے رُخ انور کو ظاہر فرمایا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حسن سب نوروں پہ غالب آگیا حالانکہ صرف ایک حجاب ستر ہزار حجابوں میں سے اُٹھایا تھا۔

ے مقام مصطفیٰ ادراک میں آئے تو کیا آئے علم خود وجد میں ہے پھر بیاں کیسے کیا جائے

نہ دیکھا ہے زمانے نے نہ دیکھے گا حسیں ایسا لب جبریل ہے گویاں کوئی مثل پیا آئے

(۲۵) ارے چاند! تیری تحمل کو کیا ہو گیا؟ کتنا سنہری موقع تو نے ضائع کر دیا تجھے کسی نے بتایا بھی نہیں کہ شب اسریٰ کے دولہا جس راہ سے گذرے ہیں اس راستہ کی خاک اُٹھا لیتا اور اس خاک کو اپنے چہرے پہ ملتا رہتا پھر دیکھتا تیرے داغ مٹتے ہیں یا نہیں؟

دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دیکھو یار میری (احمد رضا کی) عقل کو کیا ہوگیا؟ بھلا چاند جس آقا کے راستے کی گرد کا ایک ذرہ ہے اسی راستہ کی تھوڑی خاک اُٹھالیتا تاکہ میرے نامۂ اعمال میں جو گناہوں کے سیاہ دھبے پڑے ہوئے ہیں وہ تو مٹ جاتے۔اس مفہوم کے مطابق اسی شعر پہ مولانا محمد حسن اثر بدایوانی صاحب کی تضمین اس طرح ہے۔

چمکتی قسمت نصیب ہوتی نہ رہتی تقدیر کی سیاہی
مگر یہ گردش کے دن تھے باقی کہ چال سوجھی نہ بات سجھی
اگر نہ کرتا طلب میں سستی عجب اکسیر ہاتھ آئی
ستم کیا کیسی مٹ گئی تھی قمر وہ خاک ان کے راہ گذر کی
اُٹھا نہ لایا کہ مَلتے مَلتے یہ داغ سب دیکھتا مٹے تھے

(۲۶) سرکار علیہ السلام کی سواری (براق) کے کھروں کے نشانات پہ قربان جاؤں اس نے ایسے ایسے پھول کھلائے کہ تمام راستے میں سرخ گلاب کے پھول مہک رہے تھے، باغات سرسبز تھے اور ہر طرف ہریالی ہی ہریالی کا دور دورہ تھا کہ ایسی بہار نہ اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں آئی (سوائے شب ولادت) اور بعد کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔

ے خدا نے جن کا بنایا نہ ثانی وسایا — زمیں سے عرش معلّٰی پہ جن کو بلایا
ثنا انہیں کی سکندر ہے میرا سرمایہ — قرآن نے جن کو سراج منیر فرمایا

واقعہ معراج پر ایک نظر (بانداز عاشقانہ):

بڑے سے بڑا سیاح بھی اگر سیر وسفر کرے گا تو اپنا سفر نامہ خود ہی لکھے گا۔ ابن بطوطہ نے پوری دنیا کی سیاحت کی شیخ سعدی نے بھی آدھی دنیا کا سفر کیا لیکن اپنے حالات خود بیان کیے اگر نہ کرتے تو کسی کو کیا معلوم ہوتا کہ کیا کھویا کیا پایا۔ مگر سیاح لا مکاں، امام الانبیاء علیہ السلام سفر معراج پہ تشریف لے جاتے ہیں تو سفر نامہ خدا لکھتا ہے اور کتنے حسین انداز سے **سبحن الذی اسریٰ بعبدہ ۔ والنجم اذا ھویٰ** ۔ وجہ یہ ہے کہ دوسرے سیاح صرف زمین کی سیاحی کرتے ہیں مگر سیاح لامکاں کا کون مقابلہ کرے کہ

ے اُٹھے بیت الحرام سے اور خدا کے نور تک پہنچے

اسی لیے سیر کی نسبت اپنی طرف فرمائی کیونکہ کوئی انسان خود اتنی بڑی سیر کا دعویٰ کرے یہ ہو ہی نہیں سکتا یہ کام اللہ ہی کرواسکتا ہے اور فرمایا کہ اگر میرا محبوب کہتا کہ میں نے سیر کی تو تم مانتے یا نہ مانتے بات سمجھ میں آتی تھی۔ جب انہوں نے دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ میں فرمارہا ہوں **سبحن الذی اسریٰ بعبدہ** تو اب جانے والے کو نہ دیکھو بلکہ لے جانے والے کو دیکھو کہ وہ **علی کل شیٔ قدیر** ہے وہ کیا نہیں کرسکتا؟

قرآن پاک کا ایک ہی پارہ لفظ سبحان سے شروع ہوتا ہے اگر حضور کی معراج نہ ہوتی تو نہ یہ پارہ ہوتا نہ کوئی تمہارا ہوتا تو کچھ ہمارا ہوتا قرآن بھی حضور کی معراج کے صدقے ملا، رمضان بھی شب اسریٰ کے وسیلے سے ملا بلکہ خود رب رحمان بھی حضور کے توسط سے ملا۔ ورنہ ہم کیا سمجھتے خدا کون ہے۔

کسی پنجابی شاعر نے خدا تعالیٰ کا جبریل امین علیہ السلام کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بھیجنا اس طرح بیان کیا۔

؎ جا جبریلا یار لیا میرا دید کرن نوں جی کردا
ہن یار محبوب دے سوں گئے نیں تو سدرہ تے بیٹھا کی کردا

جبریل نے عرض کیا! باری تعالیٰ کہاں جاؤں؟ فرمایا شہر مکہ میں اتر جا، وہاں ایک محلہ ہے جس میں میرے نبی کا محل ہے۔ اس محل میں میرا محبوب مدثر ابجماله۔ اپنے حسن کو چھپا کے لیٹا ہوا ہے۔ لیکن حسن کب چھپ سکتا ہے، جبریل امین جنت میں گئے اور اہل جنت کے سامنے اعلان کیا۔

؎ محبوب دا میلاد اے محفل نوں سجائے رکھنا اوہدے اون دا ویلا اے

استقبال کی تیاریاں شروع کردو۔ ہمارے جلسوں کے اعلان ہماری طرح کے لوگ کرتے ہیں مگر معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان سید الملائکہ کر رہا ہے۔

؎ کونین کے دولہا آتے ہیں جبریل مناوی کرتا ہے آفاق میں شہرہ ہوتا ہے افلاک پہ ڈنکا بجتا ہے

جنت کے براق خوش ہو رہے ہیں ہر کوئی اس امید پہ ہے کہ میں حضور کی سواری بنوں گا۔ روض الاظہار ص ۲۰۷ پہ ہے کہ ایک براق بڑا پریشان ہو کر سر نیچے کیے ہوئے تھا۔ جبریل نے پریشانی کا سبب پوچھا تو اس نے عرض کیا جو مقصد خوشیاں منانے والوں کا ہے وہی میرا ہے طریقہ کار میں فرق ہے کوئی ہنس کر یار منا رہا ہے کوئی رو کر اور میں نے سنا ہے ''جھڑ اروو ے اوہدا کم ہووے'' رونے والے کا کام ہو کر رہتا ہے کیونکہ عاجزی اللہ کو پسند ہے، جس کے پاس جو نعمت نہ ہو اس سے پوچھو اس نعمت کی اس کے نزدیک کیا اہمیت ہے۔ بے اولاد کو پوچھو اولاد کتنی بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے مگر اس کی بارگاہ میں عاجزی اس لیے پسند ہے کہ عاجزی اس کے لیے عیب ہے اور بندوں کے لیے کمال ہے لہٰذا اللہ کے پاس عاجزی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کرام کو فرماتا ہے انا عندا لمنکسرۃ قلو بھم ۔ میں عاجز دلوں کے پاس ملتا ہوں حضور علیہ السلام نے عاجزی فرمائی عرش معلی کے اوپر جلوہ گر ہو گئے ہجرت کے موقع پر حضرت ابو ایوب انصاری نے عاجزی کی تو خود حضور ان کے گھر تشریف لے آئے۔ من تواضع للّٰہ فقد رفعہ اللّٰہ ۔ جو اللہ کے لیے جھک جائے اللہ اس کو سر بلند فرما دیتا ہے۔ عاجزی سے بندہ اللہ کی تقدیر کو جیت لیتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ دعا قضا کو بدل دیتی ہے۔

جبریل علیہ السلام نے دوسرے براقوں سے پوچھا کہ تم تو جانتے ہو کہ تم میں سے ایک ہی حضور کی سواری بنے گا پھر سب خوشیاں کیوں منا رہے ہو؟ انہوں نے کہا یہ بات ہمیں بھی معلوم ہے مگر سارے اس لیے خوش ہو رہے ہیں کہ آنے والا رسول تو ہم سب کا رسول ہے ناں؟

اللہ کی نعمت کا چرچا کرنا اور تحدیث نعمت کے طور پر خوشیاں منانا بھی اگرچہ حکم خدا ہے لیکن بات وہی ہے کہ ''جھڑ اروو ے اوہدا کم ہووے'' جبریل نے رونے والے براق کو حضور علیہ السلام کی سواری بننے کی خوشخبری سنا دی۔

جبریل امین براق کو لیکر لاکھوں فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اترے تو عجیب منظر دیکھا کہ ساری رات جاگنے والا محبوب آج شاموں شام ہی سو گیا ہے شاید اس لیے کہ محبوب بے نیاز ہوا کرتے ہیں یا اس لیے کہ دیکھوں جبریل مجھے جگاتا کیسے ہے اسی لیے درواز بھی بند کر لیا، جبریل نے آواز نہ دی دروازہ نہ کھٹکھٹایا، اللہ کے حکم سے سوراخ کیا، اب چھ سو پروں کا مالک جبریل، ایک پر اتنا بڑا کہ پھیلا دے تو مشرق و مغرب کو اپنی لپیٹ میں لے لے، لیکن سوراخ سے کیسے گذرے گا، حکم ہوا کہ اپنی ہستی کو فنا

کر کے میرے محبوب کے قدم چوم لے۔ کیونکہ محبوبوں کے پاس جانا ہو تو تکالیف بھی سہنا پڑتی ہیں۔ یا اللہ! محبوب تیرا ہو تو تیرے حکم سے سوئی کے ناکے سے بھی گذر جاؤں مگر جگاؤں کیسے؟ فرمایا قبل قدمیه۔ میرے حبیب کے دونوں پاؤں چوم لے اور ایک بار نہیں قبل باب تفعیل ہے جس میں تکرار ہے یعنی بار بار چوم ہزار بار بھی چومے تو کم ہے اس لیے کہ

؎ یہ چومنے کی چیز ہے اسے بار بار چوم

یا اللہ! میرے ہونٹ کافور کے ہیں فرمایا میرے نبی کے قدم نور کے ہیں تیرے کافوری ہونٹ انہی نوری قدموں کو چومنے کے لیے ہیں چنانچہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا صحابی، کتب سماویہ کا حافظ بیت المعمور کا خطیب اعظم جھک کر حضور کے قدموں کو بوسے دے رہا ہے اور ساتھ کہہ رہا ہے۔

؎ نہ جنت نہ جنت کی گلیوں میں دیکھا مزہ جو محمد کی تلیوں میں دیکھا
(صلی اللہ علیہ وسلم)

ہم انگوٹھے چوم لیں تو لوگ فتویٰ لگا دیتے ہیں سید الملائکہ قدم چوم رہا ہے۔ وہ بڑا ہو کر حضور کے قدموں میں آ کر چھوٹا بن رہا ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے بڑے بننے کی فکر میں ہیں (بلکہ کہتے ہیں کہ بعض اوقات اعمال میں امتی نبی سے بڑھ بھی جاتا ہے۔ نعوذ باللہ) ثابت ہوا جو نبی کے قدموں میں جھک جائے اسے جبریل کہتے ہیں اور جو نبی کے مقابلہ میں اکڑ جائے اُسے ابلیس کہتے ہیں۔

تو جبریل نے جب بار بار قدم چومے تو سرکار نے پوچھا ہوگا کیا کر رہے ہو تو جبریل نے اس کے علاوہ اور کیا جواب دیا ہوگا کہ

؎ تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

جبریل کو تو کہا گیا تھا دثرا بجمالہ (وہ اپنے حسن کو چھپائے بیٹھا ہوگا) لیکن جب دیکھا تو کچھ اور بھی نظر آیا جو سعدی نے بیان فرمایا۔

بلغ العُلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ والہ

مطلب یہ کہ کوئی کہتا ہے جبریل لے گیا کوئی کہتا ہے براق لے گیا، کوئی کہتا ہے رفرف لے گیا، سعدی فرماتے ہیں بلغ العلی بکمالہ۔ لے جانا کس نے ہے؟ یہ سارے تو راستے میں ہی رہ گئے حضور تو اپنے کمال سے ہی (معراج کی) بلندی تک پہنچ گئے۔ تبھی تو جبریل عرض کرتے ہیں۔

؎ تیرے قدموں میں آنا میرا کام تھا میری قسمت جگانا تیرا کام ہے
تو نے ذروں کو دیکھا تو زر کر دیا تو نے قطروں کو دیکھا گہر کر دیا
تو نے حبشی کو رشک قمر کر دیا الٹا سورج پھرانا تیرا کام ہے

اے جبریل کس کے حکم سے آئے ہو اور کیا حکم لائے ہو عرض کیا۔

؎ کہیا آپ خدا جبریلا تو جا میرے نبی نوں لیا عرش سجدا ای نہیں

اور پیغام یہ ہے کہ ان اللہ قد اشتاق الی لقائك یا رسول اللہ اللہ آپ سے ملاقات کا اشتیاق رکھتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی یادرہے کہ لوگ کہتے ہیں سائنس دان چاند تک پہنچے اور یہ بہت بڑا کمال سمجھتے ہیں اگرچہ خاک سے چلے اور بقول ان کے چاند سے خاک ہی لے کر آئے تو کیا خاک کمال ہے۔ جبکہ جبریل امین جو چاند سے کہیں اوپر چھٹے آسمان پہ رہتے ہیں (چاند تو پہلے آسمان سے بھی نیچے ہے) وہ وہاں سے چل کر حضور علیہ السلام کے قدموں میں آکر بتا رہا ہے کہ چاند پر جانا کمال نہیں بلکہ ان چاند جیسے قدموں میں سر جھکانا کمال ہے اور چاند پہ جانا کمال نہیں انگلی کے اشارے سے چاند کو قدموں میں لانا کمال ہے۔ اگر چاند پہ جانا کمال ہوتا تو میں چاند پہ ہی رہتا مجھے یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی مگر میں مدینے کی گلیوں میں اس لیے بار بار آتا ہوں کہ یہاں مدینے کا چاند رہتا ہے اور میں جنت میں رہ کر تمہیں اپنا تجزیہ بتا رہا ہوں اگر تم میری بات کو مان لو اور وہ یہ کہ

؎ نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا — مزہ جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا

(میری اس تقریر کو محققانہ انداز میں دیکھنے کی بجائے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی اس نعت کے تناظر میں عاشقانہ انداز سے پڑھیں گے تو انشاء اللہ کوئی سوال ذہن میں نہ اُبھرے گا۔ جو لوگ اعلیٰ حضرت کی نعتوں کا عاشقانہ انداز سمجھتے ہیں وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوں گے)

(۲۷) نماز اقصیٰ میں تھا یہی سرّ عیاں ہوں معنیٔ اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

(۲۸) یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام و مینا اُجالتے تھے کھنگالتے تھے

(۲۹) نقاب اُلٹے وہ مہرِ انور جلالِ رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے

(۳۰) یہ جوشش نور کا اثر تھا کہ آبِ گوہر کمر کمر تھا
صفائے راہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے

(۳۱) بڑھا یہ لہرا کے بحرِ وحدت کہ ڈھل گیا نام ریگ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے

(۳۲) وہ ظلِّ رحمت وہ رُخ کے جلوے کہ تارے چُھپتے نہ کُھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

(۳۳) چلا وہ سروِ چماں خراماں نہ رُک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این وآں سے گزر چکے تھے

(۳۴) جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دُولھا کی دُور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

(۳۵) تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی اُمید ٹوٹی نگاہِ حسرت کے ولولے تھے

(۳۶) روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبوکا پھوٹا
خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

مشکل الفاظ کے معانی:

* اقصیٰ ۔ مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) * سِرّ ۔ راز * عیاں ۔ ظاہر * دست بستہ ۔ ہاتھ باندھ کر * آمد ۔ آیا * دبدبہ ۔ رعب * نکھار ۔ صفائی، اُجلاپن * نجوم ۔ ستارے * افلاک ۔ آسمان * جام ۔ پیالا * مینا ۔ صراحی * اُجالنا ۔ اُجلا وصاف کرنا * کھنگالنا ۔ پانی سے برتن کو صاف کرنا * نقاب ۔ پردہ * مہر ۔ سورج * جلال رخسار ۔ گالوں کا رعب * ہیبت ۔ دبدبہ * تپ ۔ بخار * تپکتے ۔ گرم ہونا * آبلے ۔ چھالے * جوشش ۔ تیزی، جوبن * آب گوہر ۔ موتیوں کا پانی * صفائے ۔ صفائی، چمک * لہرانا ۔ حرکت کرنا، جھومنا * بحروحدت ۔ توحید کا سمندر * ریگ ۔ ریت * ظل ۔ سایہ * زربفت ، اودی، اطلس ۔ عمدہ ریشمی کپڑے * تھان ۔ کپڑے کا گٹھا * چھاں ۔ چھن سے، باغ * خراماں ۔ ناز وانداز سے چلنا * سدرہ ۔ بیری (سدرۃ المنتہیٰ) * داماں ۔ دامن * این وآں ۔ یہ اور وہ (اشارۂ قریب وبعید) * قدسی ۔ فرشتے * برات ۔ شادی کا جلوس (جنج) * روح الامین ۔ جبریل علیہ السلام * رکاب ۔ سواری پر سوار ہونے کی خاطر پاؤں رکھنے کے لیے لوہے کے حلقے * حسرت ۔ تمنا جو پوری نہ ہوئی ہو * ولولے ۔ جوش، جذبہ * روش ۔ رفتار * بھبوکا ۔ شعلہ * خرد ۔ عقل * دہر دہر ۔ ہر جگہ، ہر وقت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۲۷) شب معراج مسجد اقصیٰ میں جو حضور علیہ السلام نے تمام انبیاء کرام ورسل عظام علیہم السلام کو نماز پڑھائی، اس میں یہی راز تھا کہ پہلے اور آخری کا فرق واضح ہو جائے (کہ آخر میں آنے کا مطلب یہ نہیں کہ آخری کی شان وعظمت بھی کم ہے) جو انبیاء کرام علیہم السلام حضور علیہ السلام سے پہلے اپنی نبوتوں کے ڈنکے بجا گئے تھے وہ سارے کے سارے ہاتھ باندھ کر خاتم الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں۔ تو پھر بتاؤ بھلا شان کس کی زیادہ ہوتی ؟

ہفت سما کو تیرے واسطے سجایا گیا بہشت میں بھی جشن خوشی منایا گیا
بجھائی گئی ہے جہنم کی آگ اس خاطر حبیب آپ کو ہے عرش پہ بلایا گیا

مسجد اقصیٰ کا منظر:

مقتدی سارے کے سارے (انبیاء کرام) مسجد اقصیٰ میں پہنچ چکے ہیں حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضور علیہ السلام

قبر میں صلوۃ پڑھتے ہوئے دیکھ آئے ہیں مگر یہاں انبیاء کرام کی صفوں میں وہ بھی ایڑیاں اُٹھا اُٹھا کر حضور علیہ السلام کی راہ تک رہے ہیں وہ اتنا جلدی کیسے پہنچ گئے پھر آسمان پہ بھی حضور علیہ السلام کے پہنچنے سے پہلے پہنچ گئے یا تو حاضر ناظر ماننا ہوگا اور ساتھ ساتھ یہ بھی ماننے بغیر چارا نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام براق پہ سوار ہو کر گئے اور نبی اپنی نبوت کی پرواز و رفتار سے گئے اور براق کبھی نبوت کی رفتار کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ پھر سارے نبی ڈیوٹیوں پر تھے جبکہ حضور سیر پہ تھے ڈیوٹی والا جلدی جاتا ہے اور سیر والا ٹہل ٹہل کے خراماں خراماں جاتا ہے، جس کو استقبالیہ دیا جارہا ہو دیکھتے نہیں ہو کہ وہ آخر میں آتا ہے اور استقبال کرنے والے دو گھنٹے پہلے پہنچے ہوتے ہیں۔ ہر نبی اپنی امت کا امام ہوتا ہے ہر نبی نے سوچا ہوگا کہ دیکھو! کس کو مصلی امامت ملتا ہے کیونکہ وہاں صفی اللہ بھی ہیں؟ نجی اللہ بھی ہیں، روح اللہ بھی ہیں، خلیل اللہ، کلیم اللہ، ذبیح اللہ سارے ہی ہیں (لیکن نبی ہیں مرزا قادیانی کانا دجال لعین وہاں نہیں تھا) اچانک حضور علیہ السلام کی سواری پہنچی تو سارے نبیوں نے رُخ والضحیٰ دیکھ کر نعرہ بلند کیا۔

فجاء محمد سرا جا منیرا،فصلوا علیه کثیر ا کیثرا

جس کا ترجمہ کسی نے یوں کیا ہے

ے بن ہو گیا کم مُخالا جے اوہ! آ گیا کملی والا جے

بیت المقدس میں نبی کہہ رہے ہیں، آسمان پہ فرشتے پڑھ رہے ہیں۔

ے شکر الحمد کوئی آیا ہے مہمان اپنا خون دل لخت جگر خوب ہے ساماں اپنا

اور سبحان اللہ!

ے ندا آئی دریچے کھول دو ایوان قدرت کے نظارے خود کرے گی آج قدرت شانِ قدرت کے

چنانچہ جبریل امین نے حضور علیہ السلام کو مصلی امامت پہ تشریف لانے کی دعوت دی اور عرض کیا! جہاں آپ ہوں وہاں اور کوئی امام نہیں ہوسکتا، کسی نبی نے مصطفیٰ علیہ السلام کی امامت پہ اعتراض نہ کیا۔ اگر جبریل علیہ السلام حضور علیہ السلام کو نبیوں کا امام بنادیں تو کسی نبی کو اعتراض نہ ہو اور اگر یہی امام الانبیاء علیہ السلام فرمادیں **مروا ابا بکر فلیصل بالناس** ۔ تو صدیق کی امامت پہ کون اعتراض کرسکتا ہے۔

فرشتوں نے یہ منظر دیکھا تو بعض بولے۔ کیا خوب امامت ہوتی ہے اور بعض نے کہا کیا خوب جماعت ہوتی ہے۔ کچھ نے کہا ایسے امام کے لیے ایسے ہی مقتدی ہونے چاہیں کہ سارے ہی نبی اور کچھ دوسروں نے کہا ایسے مقتدیوں کے لیے ایسا ہی امام ہونا چاہیے کہ سب کا ہی نبی۔ نہ ساری دنیا میں کوئی ایسا امام ہوسکتا ہے اور نہ ہی سارے جہاں میں ایسے مقتدی ہوسکتے ہیں۔ مقتدی اگر لاجواب و باکمال ہیں تو امام بھی بے مثال و صاحب کمال بھی ہے صاحب حسن و جمال بھی ہے۔

ے یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر سرور انبیاء تیری کیا بات ہے
رحمت دو جہاں اک تیری ذات ہے اے حبیب خدا تیری کیا بات ہے

انبیاء کرام علیھم السلام کے خطبات:

نماز کے بعد جشن معراج مصطفیٰ علیہ السلام کی محفل ہوئی جس میں مختلف نبیوں نے خطاب فرمائے۔ چنانچہ سب سے پہلے

آدم علیہ السلام نے خطبہ ارشاد فرمایا اور سب سے آخر میں خاتم الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام نے پھر آدم علیہ السلام ابو الانبیاء (یا ابراہیم) علیہم السلام نے جو فیصلہ فرمایا پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد للّٰہ الذی خلقنی بیدہ و اسجدلی ملائکتہ و جعل الانبیاء من ذریتی۔

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا، (وخلقت بیدی) اور فرشتوں سے مجھے سجدہ کروایا، اور نبیوں کو میری اولاد بنایا۔

حضرت نوح علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد للّٰہ الذی اجاب دعوتی فنجانی من الغرق بالسفینۃ و فضلنی بالنبوۃ۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس نے میری دعا کو قبول فرمایا اور مجھے طوفان میں غرق ہونے سے کشتی کے ذریعے بچایا، اور مجھے نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد للّٰہ الذی اتخذنی خلیلا و اعطانی ملکا عظیما و اصطفانی برسالتہ و اخرجنی من النار و جعلھا علی بردا و سلما۔

تمام تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا، مجھے بہت بڑا ملک عطا فرمایا، مجھے رسالت سے سرفراز فرمایا مجھے آگ سے بچایا اور آگ کو میرے اوپر ٹھنڈی اور سلامتی والی بنایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد للّٰہ الذی کلمنی تکلیما و اصطفانی برسالتہ و انزل علی التوراۃ۔

تمام تعریفیں اس اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جس نے میرے ساتھ خوب کلام فرمایا اور مجھے اپنی رسالت سے سرفراز فرمایا اور میرے اوپر تورات کو نازل فرمایا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد للّٰہ الذی انزل علی الزبور و لین لی الحدید۔

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے میرے اوپر زبور کو نازل فرمایا اور لوہے کو میرے لیے نرم (موم) فرمایا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطبہ:

الحمدللّٰہ الذی سخرلی الریاح و الجن و الانس و علمنی منطق الطیر و

اعطانی ملکا لا ینبغی لا حد من بعدی۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہواؤں، جنوں، انسانوں کو میرے تابع بنادیا۔ مجھے پرندوں کا بول چال سکھایا اور مجھے ایسا ملک عطا فرمایا کہ میرے بعد اس طرح کی حکومت و ملک کسی کے لائق نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد للّٰہ الذی علمنی التوراۃ و الانجیل وجعلنی ابرئ الاکمہ و الا برص و احی الموتی باذنہ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے توراۃ وانجیل کا علم عطا فرمایا اور مجھے مادر زاد اندھے اور کوڑھ کے مریض کو درست کر دینے والا بنایا اور اپنے حکم سے مجھے مردوں کو زندہ کر دینے والا بنایا۔

اسی طرح تمام انبیاء کرام نے پیارے پیارے خطبے ارشاد فرمائے اور اپنی اپنی خصوصیات بیان کیں اور سب سے آخر میں ہمارے آقا و مولیٰ حضور خاتم النبیین علیہ السلام نے بڑا ہی جامع، ایمان افروز اور علم و حکمت اور عظمت وفضیلت والا خطبہ دیا جھوم جھوم کر اپنے نبی کے منہ سے نکلنے والے الفاظ پڑھیے اور ہر لفظ پہ درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے جایئے۔

امام الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کا خطبہ:

الحمد للّٰہ الذی ارسلنی رحمۃ للعلمین و کافۃ للناس بشیرا و نذیرا وانزل علی الفرقان فیہ تبیان لکل شیٔ وجعل امتی اخرجت للناس وجعل امتی وسطا وجعل امتی ھم الاولون والاخرون وشرح لی صدری ووضع عنی وزری وجعلنی فاتحاوسمانی رؤفا رحیما۔

تمام تعریفیں (تمام زمانوں میں، تمام کرنے والوں کی) اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور جس نے مجھے نسل انسانیت کو بشارتیں دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا اور جس نے میرے اوپر حق اور باطل میں واضح فرق کرنے والی کتاب (قرآن مجید، فرقان حمید، برھان رشید) کو نازل فرمایا جس میں ہر شی کا (مع دلائل) بیان ہے اور جس نے میری امت کو لوگوں (کی بھلائی) کے لیے بنایا اور جس نے میری امت کو درمیانی (افضل) امت بنایا اور جس نے میری امت کو (جنت میں جانے کے اعتبار سے) پہلی اور (دنیا میں بھیجنے کے اعتبار سے) آخری بنایا (تاکہ قبروں میں تھوڑی دیر رہنا پڑے اور جیسے پہلوں کے گناہ اس امت کے سامنے بیان کیے، اس امت کے گناہ کسی کے سامنے بیان نہ ہوں) اور اللہ نے میرے سینے کو کھول دیا اور میرے بوجھ کو اٹھا دیا اور میں وہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فاتح (عالم) بنایا اور مجھے اپنے نام (رؤف، رحیم) مہربان اور رحم کرنے والا، عطا فرمائے۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

تمام نبیوں نے حضور علیہ السلام کا عظیم الشان خطبہ سماعت فرمایا اب جب فیصلہ کی باری آئی تو سب کی نگاہیں ابوالبشر، ابوالانبیاء سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی طرف اُٹھیں چنانچہ سیدنا آدم علیہ السلام نے جو دو لفظی فیصلہ فرمایا اس سے اپنی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور دیجیے۔

فیصلہ:

تمام خطبات سننے کے بعد ابوالانبیاء (آدم علیہ السلام) یا (جدّ الانبیاء ابراہیم علیہ السلام) نے یہ فیصلہ دیا کہ:

بهذا فضلكم محمد رسول الله (صلى الله عليه وسلم)

اے گروہِ انبیاء علیہم السلام (تم میں سے ہر ایک نے بمع میرے اپنی اپنی فضیلت کا نمونہ پیش کیا اور پھر حضور علیہ السلام کے فضائل بھی سماعت کیے میں نے ساری کارروائی کا بغور جائزہ لیا ہے تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ (ہم) سب سے نمبر لے گئے ہیں۔ غالباً اُس عہد و میثاق کا آج نتیجہ نکل رہا ہے جو اللہ نے عالم ارواح میں نبیوں سے لیا تھا کہ ثم جاء کم رسول تا کہ شب معراج کی انتظار میں رہیں۔

~ جبریل امیں کو ان کا دربان کیا ہر چیز کا اختیار ان کو دے کر
کونین کو حق نے ان کا مہمان کیا

(۲۸) شہنشاہ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد تھی اس لیے آپ کے رعب اور دبدبے کی وجہ سے ہر شئی کو اُجلا کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ ستارے اور آسمان کی یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ ساغر و مینا (گلاس اور صراحی) کو اچھی طرح اجلا و مصفیٰ کر و اس لیے وہ ان برتنوں کو آپ کوثر میں کھنگال کھنگال کر ان کی میل کچیل کو دور کر رہے ہیں تا کہ عشق مصطفیٰ کی شراب طہور سے آسمان والوں کو نوازا جائے، کیونکہ بادشاہ جس علاقے کے دورے پہ جاتے ہیں اس علاقے کی بھلائی کے لیے کچھ نہ کچھ کر کے آتے ہیں (ہمارے دنیا دار حکام تو صرف اعلان ہی کرتے ہیں) جبکہ ہمارے آقا کام بھی کرتے ہیں۔

~ رسول اللہ! کرم کی اک نظر ہو اپنے آصف پر تیرے دربار اقدس پر جو چند آنسو بہا آیا

(۲۹) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم (جو آسمان نبوت و رسالت کے آفتاب عالم تاب ہیں) نے جب رُخِ انور سے ایک پردہ ستر ہزار پردوں میں سے اُٹھایا تو آپ کے چہرۂ اقدس کے جلال کی گرمی سے آسمان کو بخار چڑھ گیا اور ستاروں بے چاروں کے جسموں پہ چھالے پڑ گئے جن سے پانی (روشنی و نور) رسنے لگا۔

(۳۰) آپ کی نورانیت میں جب جوش پیدا ہوا تو موتی پگھلنے لگے اور ان کی پشت تک پانی چڑھ گیا اور راستوں کو اس قدر مجلّی و مصفّٰی کیا گیا کہ ستارے پھسل پھسل کر حضور علیہ السلام کے قدموں پہ گرنے لگے اور پاؤں کو بوسے دینے لگے۔

~ وہ عالم نور سر بسر تھا یہاں وہاں نہ اِدھر اُدھر تھا نہ منزلوں تک وہاں قمر تھا نہ تابش مہر کا گذر تھا
فقط وہی چاند جلوہ گر تھا وہی نیم نور جوش پر تھا

(۳۱) وحدت کا سمندر پورے جوش کے ساتھ آگے بڑھا (ثم دنی فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنی) ریت (عالم امکان) کے تمام ذرے فنا ہو گئے، یہ آسمان کے ٹیلوں کی کیا بات کرتے ہو اس وقت تو عرش اور کرسی بھی دو بلبلے دکھائی دے رہے تھے۔

(۳۲) ادھر رحمت الٰہی کا سایہ اُدھر رُخ والضحیٰ کی تجلیاں ایسا منظر بنا کہ ستارے بھی منہ چھپانے لگے عمدہ قسم کے ریشمی کپڑوں کے تھانوں کے تھان بطور فرش بچھا دیے گئے (ظل رحمت اور رُخ کے جلووں سے) دھوپ اور چھاؤں کی کیفیت سی بن گئی کہ کہیں چمک دمک تیز کہیں ہلکی اور کہیں بالکل مدھم۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے قرب کا ایک خصوصی نظارہ فرمایا۔

(۳۳) وہ سیدھے قد والا (باغ وحدت کا صنوبر و سرو قد محبوب) کچھ ایسے انداز سے خراماں خراماں چلا کہ سدرۃ المنتہیٰ (جہاں بے شمار فرشتے صرف دیدار کے لیے جمع تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا (اذ یغشی السدرۃ ما یغشی) بھی آپ کا دامن اقدس تھام کر نہ روک سکے اور ابھی فرشتے پلک ہی جھپک رہے تھے کہ حضور علیہ السلام مکاں سے لامکاں تک جا پہنچے۔

ے ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹل گئے

(۳۴) ہاں (جو فرشتے سدرہ پہ دیدار کے لیے جمع ہوئے تھے انہوں نے صرف) ایک جھلک کا نظارہ کیا پھر اس کے بعد کس کو ہوش کب تھی کہ دامن کہاں ہے دامن والا کہاں ہے دولہا کی سواری بہت دور نکل چکی تھی اور سب سے بڑا اپاراتی عرض کر رہا تھا۔

ے اگر یک سر موئے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

(۳۵) سیدنا حضرت جبریل امین علیہ السلام تھک گئے۔ اور سرکار مدینہ علیہ السلام کا دامن اقدس ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا (یعنی رفاقت نہ کر سکے) ظاہر ہے قرب الٰہی کی جو امید لگائے بیٹھے تھے (کہ حضور علیہ السلام کی وجہ سے میرا کام بھی مفت میں ہو جائے گا) وہ امید بھی ٹوٹ گئی۔ دل کے ارمان اور حسرتیں دل ہی میں رہ گئیں۔ کہاں ان کی شان و شوکت کہ سید الملائکہ اور کہاں اب یہ حسرت کہ وہ سہارا ہی گیا جو مزید قرب الٰہی کا وسیلہ بنایا ہوا تھا۔

(۳۶) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کا حال بھی سن لو! کہ جس نے اس رفتار کا اندازہ لگانے کے لیے صرف غور ہی کیا اس کا دماغ بھی ایک دھماکے سے پھٹ گیا اور اس دھماکے سے ایسا شعلہ پیدا ہوا کہ عقل کے جنگل میں ایک نورانی پھول پیدا ہوا جس نے پھول ہو کر جنگل کے ہر درخت کو جلا دیا۔ یعنی رفتار مصطفیٰ کی بلندیوں کا ہماری چھوٹی سی عقل اگر اندازہ لگانے بیٹھے گی تو اس کا کچھ نہیں بچے گا۔ اس لیے کہتے ہیں کہ

ے عقل والا تیری دنیا سے پریشان گیا عشق والا تجھے ہر رنگ میں پہچان گیا

اور معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو تمام معاملات ہی عشق کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، بھلا دیکھو رات کے تھوڑے سے حصے میں اتنے کام ہو رہے ہیں کہ جو ہزاروں سالوں میں بھی نہیں ہو سکتے۔ مکہ سے چلنا، وادیا قبر موسیٰ بیت المقدس آنا، نماز پڑھانا، خطبے دینا پھر زمین کی بے شمار نشانیوں کا نظارہ کرنے کے بعد سوئے آسمان روانگی، ایک آسمان سے دوسرا آسمان پانچ سو سال کی مسافت پھر زمین سے آسمان بھی اتنا ہی فاصلہ پھر ہر آسمان کی موٹائی بھی اتنی تو سات آسمان اور سات خلا سات ہزار سال تو یہ ہی بن گئے پھر جنت دوزخ اور دیگر تمام معاملات، پہ غور کرو تو عقل کا جنازہ کیوں نہ نکلے گا۔ اسی طرح کا ایک معجزہ شق صدر بھی ہے۔ جس کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

شق صدر:

غزوہ اُحد میں حضور علیہ السلام زخمی ہوئے خون نکلا تو کئی لوگ بڑے انداز سے بیان کر کے نعوذ باللہ اپنے آپ کو شب

اسریٰ کے دولہا کی مثل قرار دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں ان کو غزوۂ احد میں دانت مبارک کی شہادت سے خون نکلتا تو نظر آ گیا اور جب معراج کی رات اور علاوہ ازیں بھی دو بار، کل تین بار سرکار مدینہ علیہ السلام کا سینہ اقدس کھول کر دل باہر نکالا گیا، حیات بھی برقرار رہی اور ایک قطرہ بھی خون کا نہ نکلنا کیوں بھول جاتے ہیں۔ انما انا بشر مثلکم پڑھنے والے قد جاء کم من اللہ نور کیوں بھلا دیتے ہیں۔ ان کو اللہ کا نبی طائف میں پتھر کھاتا تو نظر آتا ہے مگر نعلین سمیت عرش پہ خرام ناز کرتا ہوا نظر نہیں آتا۔

حضرت صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحب آلو مہار شریف۔ کی خدمت میں کسی نے عرض کیا کہ فلاں مولوی نے توحید بیان کرتے ہوئے کہا ہے "بھینس کو بچہ کون دیتا ہے؟ بولو اللہ۔ مرغی کو انڈا کون دیتا ہے؟ بولو! اللہ۔ (یہ ان کی توحید ہوتی ہے) آپ نے برجستہ فرمایا اس کو کہو! یوں بھی کہے کہ میرے نبی کو نعلین سمیت عرش پہ کون لے جاتا ہے؟ بولو! اللہ (علامہ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں)

سرکار علیہ السلام فرماتے ہیں، جب میرا شق صدر ہو رہا تھا میں دیکھ رہا تھا میرے دل کی حالت یہ تھی قلب سدید فیہ عینان تبصران واذنان تسمعان ۔ دل سیدھا اور عمدہ تھا اس میں دیکھنے والی دو آنکھیں تھیں اور سننے والے دو کان تھے تبھی تو آپ فرماتے ہیں انی اریٰ مالا ترون واسمع مالا تسمعون ۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ اور فرمایا کہ میں تمہارے خشوع (دل کی کیفیت) کو بھی دیکھتا ہوں، میں پیٹھ پیچھے بھی دیکھتا ہوں (یہ بخاری شریف کی احادیث ہیں) اور فرمایا میں اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں تھا تو لوح محفوظ پہ چلتے قلم کی آواز سنا تھا۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں جب جنت میں گیا میں نے (مدینہ میں چلتے) بلال کے قدموں کی آواز کو سنا۔ یہ راز دل کے مادر زاد (جماندرو) اندھے تو نہیں بتا سکتے کوئی غوث اعظم کا دیوانہ ہی بتائے گا جس کے آقا غوث اعظم کو بھی یہ فیض نصیب ہوا اور آپ نے فرمایا کہ میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں ہوں اگر مرید کا ستر کھل جائے تو میں پہنچ جاتا ہوں اور اس کی پردہ پوشی فرماتا ہوں۔ اور فرمایا۔

نظرت الی بلاد اللہ جمعا ۔۔۔ کخردلۃ علی حکم اتصال

میں اللہ کے تمام شہروں کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی پہ رائی کا دانہ۔

سوال یہ ہے کہ آج اتنی ترقی کے باوجود بھی دل کا اپریشن کرنا ہو تو مصنوعی دل لگائے بغیر نہیں ہو سکتا ورنہ موت واقع ہو جائے گی بلکہ لگا کر بھی عموماً ہو ہی جاتی ہے۔ لیکن حضور ہیں کہ نہ بے ہوش ہوئے نہ مصنوعی دل لگا فرمایا! میں دیکھ رہا تھا اور دل سینے سے باہر رکھا ہوا ہے ثابت ہوا کہ ہمارے آقا دل کے محتاج نہیں، جو بغیر دل کے زندہ رہ سکتا ہے وہ بغیر روح کے کیوں نہیں رہ سکتا۔

ہاں تو بات یہاں سے چلی تھی کہ احد میں دانت مبارک کی شہادت پہ خون نکلا اور یہاں سینہ چاک ہو کر دل نکال کر بھی قطرۂ خون نہ نکلا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں بشریت کا ظہور تھا اور یہاں نورانیت کا ظہور تھا۔ حضور کی دونوں شانوں کو ماننا ضروری ہے ورنہ ایمان کا جنازہ ہی نکل جائے گا۔

قلب اطہر کو زمزم شریف سے دھونا اس لیے نہ تھا کہ نعوذ باللہ کوئی کمی یا میل کچیل تھی بلکہ زمزم شریف کی عظمت بڑھانے کے لیے ایسا کیا گیا تبھی تو باوضو ہو کر، قبلہ رو ہو کر۔ کھڑے ہو کر زیادہ سے زیادہ احترام کے ساتھ پیا جاتا ہے کہ اس بابرکت پانی کو دو نبیوں کی نسبت نصیب ہے تو یہ ایسے ہی ہوا کہ جیسے وضو پر وضو کیا جاتا ہے تاکہ نور علی نور والا معاملہ ہو جائے۔ اور جبریل جیسا فرشتہ قدموں کو بوسہ دے کر فخر محسوس کرے کہ ساری کائنات کو انہی قدموں کا صدقہ مل رہا ہے اور ملتا رہے گا اور جب فرشتے کہیں کہ

مشکل الفاظ کے معانی:

* جلو- ہمراہی * عجب - انوکھا، عجیب * تیور- چکر (تیورانا - چکرا جانا، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جانا) * مرغانِ وہم - سوچ کے پرندے * دم بھر - ایک لحہ * اُٹھائی - لگی، پڑی * تاج شرف - عزت و بزرگی کا تاج * بے خود - مست و بے ہوش * نثار جاؤں - قربان ہو جاؤں * تلوا - پاؤں * مجرا - آداب، سلامتی * بزم بالا - ملاء اعلیٰ کے مقدس فرشتوں کی جماعت * گرد - اردگرد * ضائیں - روشنیاں * قندیل - فانوس، چمنی والی بتی * جھلملانا - دھندلا جانا، مدھم روشنی دینا * حضور خورشید - سورج کے سامنے * سماں - منظر * پیک رحمت - رحمت کا قاصد * کشادہ - کھلے * کلیم - موسیٰ علیہ السلام * قرین - قریب * سرور مجد - بزرگی والے سردار * ندا - آواز * تبارک اللہ - اللہ برکت والا * زیبا - لائق، مناسب * لَنْ تَرَانِیْ - (اے موسیٰ) تو ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتا * تقاضے - طلب، خواہش * وصال - ملاقات * خرد - عقل * جہت - سمت * لالے پڑنا - امید ٹوٹتی نظر آنا، مایوس ہونا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۳۷) شب معراج حضور علیہ السلام کے ساتھ جو (مرغانِ عقل) فرشتوں کی مقدس جماعت جا رہی تھی ان کی حالت بھی دیکھنے والی تھی، کثرت ہجوم، تیزی رفتاری اور تھکاوٹ کی وجہ سے ایک دوسرے کے اوپر گر رہے تھے جیسے قربان ہو رہے ہوں باقیوں کو تو ایک طرف رہنے دو! خودان کے سردار (حضرت جبریل امین علیہ السلام) بھی تھک کر سدرۃ المنتہی پہ رُک گئے اور بلندی و قرب مصطفیٰ دیکھ کر ان کا سر چکرا گیا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا حالانکہ یہی وہ بزرگ ہیں کہ جو اللہ کے حکم سے سرکار کو لینے آئے تھے۔

؎ کہیا آپ خدا جبریلا تو جا	میرے نبی نوں لیا عرش سجدہ ای نیں
دل نبی دے نظارے کولوں رجدا ای نیں	سوہنا ایو جیا جگ وچوں لبھدا ای نیں
سوہنے نبی دی زبان ساڈے واسطے قرآن	کسے ہور دا بیان چنگا لگدا ای نیں

معراج جسمانی اور آیات قرآنی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے سبحن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا ۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندۂ خاص (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے گئی رات کے تھوڑے سے حصے میں (الی اخرہ)

لفظ سبحن تعجب کے موقع پہ بولا جاتا ہے اگر معراج روحانی (خواب میں) ہوتا تو تعجب کی کوئی بات ہی نہ تھی، خواب میں تو ہر کسی کے ساتھ ایسا ہونا ممکن ہے۔

☆ جب حضور علیہ السلام کے معراج مقدس کی تصدیق کرنے سے کافروں نے انکار کر دیا اور آپ پر اعتراض کرنے شروع کیے کہ اگر آپ بیت المقدس گئے ہیں تو بتائیں اس کے دروازے کتنے ہیں کھڑکیاں کتنی ہیں وغیرہ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو فرمایا کہ میرا نبی تو سیر کو آیا تھا کوئی دروازے کھڑکیاں گننے تو نہیں آیا تھا جلدی جا اور بیت المقدس میرے حبیب کے سامنے کر دے گن گن کر بتاتا جائے۔ اور کافروں کا منہ بند ہو جائے۔

پھر انہوں نے کہا! اچھا اگر آپ واقعی بیت المقدس گئے ہیں تو ہمارا ایک قافلہ بھی ادھر گیا ہوا ہے، بتایئے وہ کب آئے گا (نہ ماننے کا یہ بھی ایک بہانہ تھا ورنہ قافلے کے آنے کا وقت نہ پوچھتے صرف یہ پوچھ لیتے کہ آپ نے اس قافلے کو کہاں دیکھا ہے کیونکہ دیکھنے کے باوجود آنے میں تاخیر بھی ہو سکتی ہے یا اس سوال سے وہ حضور علیہ السلام کا علم غیب اور اختیار دیکھنا چاہتے تھے) چنانچہ آپ نے ان کا ہر حربہ ناکام بناتے ہوئے فرمایا کہ فلاں دن مثلاً بدھ کو سورج نکلتے ہی قافلہ آجائے گا۔ ممکن تھا کفار مکہ شرارتاً قافلے کو روک دیتے تاکہ نعوذ باللہ حضور علیہ السلام کی بات پوری نہ ہو لیکن وہ نہ جانتے تھے۔

؎ تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی　　　جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

اللہ نے اپنے حبیب کو فرمایا! کہ اس معاملے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے جب تک قافلہ نہ آئے گا سورج ہی طلوع نہیں ہوگا۔ چنانچہ بدھ کی صبح سورج نکلنے سے پہلے عاشقانِ مصطفیٰ ایک پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو گئے اور کفار مکہ دوسرے پہاڑ پہ کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے ادھر کافروں نے کہا وہ سورج نکل آیا اُدھر غلامانِ مصطفیٰ نے نعرہ لگایا وہ قافلہ بھی آگیا۔

اگر یہ معراج روحانی ہوتا اور جسمانی نہ ہوتا تو اس قدر معرکہ بپا نہ ہوتا۔ بلکہ آپ فرما دیتے بھئی اس میں تعجب کی کونسی بات ہے اس طرح کا خواب تو تمہیں بھی آسکتا ہے۔ اور پھر اس سے پہلے حضور علیہ السلام کو تیس سے زیادہ (۳۳) روحانی معراج ہوئے تھے، کسی نے کوئی اعتراج نہ کیا، اعتراضات کا ہونا بھی ثابت کرتا ہے کہ معراج جسمانی تھا۔

ایک سوال کا جواب:

کوئی اگر کہے کہ احادیث میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی معراج جسمانی کا انکار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جسم اقدس غائب نہیں پایا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ (حضرتِ عائشہ) کسی اور معراج روحانی کی بات کر رہی ہیں کیونکہ جب حضور علیہ السلام کو یہ معراج ہوئی ہے تو حضرت عائشہ ابھی حضور علیہ السلام کے گھر آئی ہی نہیں ہیں۔ یہ معراج تو مکے میں ہوا جبکہ حضرت عائشہ کی رخصتی مدینے جا کر ہوئی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام تو جانِ کائنات ہیں جب آپ تشریف لے گئے تو نبضِ ہستی رُک گئی اور جو جہاں تھا وہیں ساکت وصامت وجامد ہو گیا جب نظام کائنات ہی رُک گیا اور صرف ایک لمحہ میں سارا کام ہو گیا تو کسی کو کیا معلوم کوئی غائب ہوا ہے کہ نہیں ہوا واپس تشریف لائے تو وہیں سے پھر رُکا ہوا نظام چلنے لگا۔ اسی لیے کنڈی ہل رہی تھی بستر گرم تھا پانی چل رہا تھا جیسے کپڑے کی مل بجلی کے ذریعے چل رہی ہو، اچانک بجلی چلی جائے تو جو دھاگہ جہاں ہوگا وہیں پہ رُک جائے گا پھر جب بجلی آئے گی اگرچہ سو سال کے بعد آئے تو اسی جگہ سے دوبارہ کام شروع ہو جائے گا۔

☆ روایات میں آتا ہے کہ بہت سارے ضعیف الاعتقاد لوگ معجزۂ معراج کو عقل کے ترازو پر تولنے والے، اس معجزے کا انکار کر کے مرتد ہو گئے۔ اس سے بھی معراج جسمانی کا واضح اشارہ ملتا ہے۔

☆ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بعبدہٖ فرمایا ہے بروحہٖ نہیں فرمایا اور عبد روح مع الجسد کو کہا جاتا ہے روح نہ ہو تو عبد نہیں کہہ سکتے بلکہ اس کو کہتے ہیں کہ جنازہ جا رہا ہے۔ اور اگر یہاں روح مراد لو گے تو ہر جگہ پھر روح ہی مراد ہو گی مما نزلنا علی عبدنا۔ کیا اللہ نے حضور علیہ السلام کی روح پہ قرآن اتارا ہے یا روح مع الجسم پہ۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا گیا ان اسر بعبادی۔ میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ۔ کیا اس کا مطلب بھی یہ ہوگا کہ جسموں کو رہنے دو اور روحوں کو لے کر نکل جاؤ۔ اسی طرح ارایت

الذی ینھی عبدا اذاصلی اور لما قال عبداللّٰه کا دوا یکونون علیه لبدا۔جیسی آیات قرآنیہ کو سمجھنے میں شدید دقت واضطراب پیدا ہوگا۔

معراج شریف کے تین مراحل:

اسی آیہ کریمہ سے معراج شریف کے تین مراحل اور حضور علیہ السلام کی تین حالتوں کا استدلال کیا گیا ہے چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ فوائد الفواد شریف ص ۳۰۸ پہ فرماتے ہیں۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ''اسراء'' ہے۔وہاں سے آسمانوں تک معراج ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (ثم عُرِجَ بی) اور اس سے اوپر قاب قوسین او ادنی تک اعراج ہے۔

پہلے مرحلہ کا تعلق آپ کی بشریت سے ہے۔ دوسرے کا تعلق آپ کی نورانیت، روحانیت اور ملکیت سے ہے اور تیسرے کا تعلق آپ کی حقیقت محمدیت سے ہے۔ مگر تمام مراحل روح مع الجسد سے ہی طے ہوئے۔ پہلے مرحلے کا ذکر من المسجد الحرام الی المسجد الا قصیٰ میں ہے دوسرے کا ارشادہ لنریه من ایاتنا میں ہے اور تیسرے کا اجمال انه هو السمیع البصیر کی تفصیل میں ہے پہلے کا منکر کافر، دوسرے کا منکر گمراہ اور تیسرے کا منکر بدنصیب ومحروم القسمت ہے۔

ے ملے خدا سے تو ایسے ملے کہ مل ہی گئے ــــ تمہارے قرب کا عالیجناب کیا کہنا
تیرے کرم کا رسالت مآب کیا کہنا ــــ ثواب ہو گئے سارے عذاب کیا کہنا

الذی:

سے مراد اللہ کی ذات ہے یہ اسم موصول ہے۔ جس کا معنی ہے وہ ذات اور ظاہر ہے ہر شئے کی ایک اپنی ذات ہوتی ہے ذات کس کو کہتے ہیں مابه الشئ شئ ۔اس طرح جس چیز کا کوئی نہ کوئی نام ہے یا نام بھی نہیں ہے وہ ضرور ایک ذات ہے تو الذی سے پھر کونسی ذات مراد ہوگی؟ اگر کوئی کہے کہ پیچھے سبحن کا لفظ آ چکا ہے تو اس کا معنی ہوا پاک ذات۔ تو پھر اگر چہ کچھ تخصیص تو پیدا ہوئی کہ (پلید اشیاء ساری کی ساری نکل گئیں) لیکن پاک اشیاء اور ذاتیں بھی تو بے شمار ہیں، کون سی پاک ذات مراد ہے۔ایک اور نکتہ بھی ملاحظہ کیجیے کہ اسریٰ کا لفظ بھی آیا ہے کہ رات کو جس بندے کو اللہ نے سیر کرائی وہ عبد مراد ہے تو گزارش یہ ہے کہ رات کو بے شمار لوگ سیر کرتے ہیں اور سب کو اللہ ہی کراتا ہے۔ پھر اس ذات، عبد اور سیر سے کونسی ذات کون سا عبد اور کونسی سیر مراد ہو۔ تو جواب یہ ہے کہ باقی ہر ذات ذات ہونے میں جس ذات کی محتاج ہے اس سے وہ اللہ کی کامل ذات مراد ہے کہ جو حقیقتاً ذات کہلانے کی مستحق ہے۔ ممکن کی کیا ذات ہوئی کہ کبھی نہیں تھی پھر ہوئی پھر نہ ہوگی۔ (ممکن الوجود جس کا ہونا نہ ہونا برابر ہو جیسے مخلوق۔ ممتنع الوجود، جس کا نہ ہونا ضروری ہو، ہونا محال ہو۔ جیسے اللہ کا شریک۔ واجب الوجود، جس کا ہونا ضروری ہو نہ ہونا محال ہو جیسے ذات باری تعالیٰ) اور سیر تو بے شمار لوگ کراتے ہیں اور سب کو اللہ ہی کراتا ہے مگر کوئی ایک ملک سے دوسرے ملک تک اور کوئی ایک شہر سے دوسرے شہر تک لیکن ۔ اک کالیاں زلفاں والا اے جہڑا اسدرہ توں لنگ پار گیا

اور اس کو سیر فرمایا ہے سفر نہ فرمایا کیونکہ عرب لوگ کہا کرتے السفر سقر کہ سفر تو عذاب ہوتا ہے ولو کان میلا اگر چہ ایک میل کا ہو فرمایا یہاں تو دیدار ہی دیدار ہے پھر عذاب کیسا؟ لیلا بمعنی رات لیل کا معنی زلف تو معنی یہ بنا کہ اے سیاہ رات کی طرح سیاہ زلفوں والے محبوب رات تو رات آجا، امت کو بخشوا جا، زیارت کروا جا اور ۔ جو لیناای لے جا چپ کر کے جو چاہویں

مٹا جا چپ کر کے

بعبدہ:

اسی طرح بعبدہ میں بھی اللہ نے واضح طور پر نہ فرمایا کہ کس کو سیر کرائی تا کہ فوراً پتہ چل جاتا کہ کس کو معراج کرائی کیونکہ جیسے الذی ہر شی پر بولا جا سکتا ہے ایسے ہی ہر مخلوق اللہ کی عبد بھی ہے ان کل من فی السموت و الارض الا اتی الرحمن عبدا (طٰہٰ) تو اے اللہ! ہم سب عبد ہیں تو کس عبد کی بات کر رہا ہے فرمایا! جس طرح ذاتیں بے شمار ہیں مگر میری ذات جیسی کوئی ذات نہیں اسی طرح عبد بھی بے شمار ہیں مگر میرے محبوب جیسا کوئی عبد نہیں ہے تم خود اپنے آپ کو میرا عبد کہتے ہو تمہیں کیا معلوم تمہارا عبد ہونا مجھے قبول بھی ہے کہ نہیں مگر میں اپنے محبوب کو خود فرماتا ہوں انت عبدی و رسولی (بخاری) اے محبوب تو میرا بندہ و رسول ہے۔ پھر تم صرف عبد ہوا اور محبوب عبدی ہیں۔ عبدہٖ ہیں عبدنا ہیں اور عبدہٗ ہیں۔ اور عبد اور عبدہٗ میں فرق پوچھنا ہو تو ان سے پوچھو جو ہو کرتے سلطان باہو بن گئے اور فنا فی ذات ہو ہو گئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ایسے عبد کامل، اکمل اور اکمل ہیں۔

کہ نال شفاعت سرور عالم چھٹسی عالم سارا ہو

یا پھر قلندر لاہوری سے پوچھ لو کہ عبد اور عبدہٗ میں کیا فرق ہے وہ بہت سارے فرق بتاتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

؎ عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر ایں سراپا انتظار او منتظر

صرف عبد اور ہے عبدہٗ اور ہے صرف عبد ہر وقت اللہ کی رحمت کی انتظار میں رہتا ہے اور عبدہٗ وہ ہے جس کا رحمت حق انتظار فرماتی ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا عبد ہے (حضور کے علاوہ) جس کو اللہ فرمائے قم الیل الا قلیلا ہم سو سال بھی کھڑے رہیں تو یہ حکم نہ آئے۔

عبدیت کی بحث:

دنیا کی کسی کتاب میں عبد بمعنی بشر نہیں اور عبدیت بمعنی بشریت نہیں بلکہ عبد بمعنی عابد ہے یعنی بندگی و عبادت کرنے والا اور مجازاً غلام، خدمتگار اور خادم کو بھی عبد کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وانکحوا الا یامیٰ منکم والصالحین من عبادکم۔ (النور) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کی طرف نسبت ہوگی تو ضرور معنی مجازی ہی ہوگا یعنی غلام اور خادم جیسا کہ۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا اس میں آپ نے کہا کنت انا عبدہ و خادمہ۔ میں تو حضور کا نوکر چاکر ہوں۔ (کنز العمال کتاب الخلافت مع الامارۃ ۱۵:۶۸۱) اگر یہ ساری بات نہ مانی جائے تو فرشتوں کو بھی بشر ماننا پڑے گا کیونکہ قرآن پاک میں ان کو بل عباد مکرمون فرمایا گیا ہے (عزت والے عبد) بلکہ ہر شئے کو بشر ماننا پڑے گا کیونکہ پیچھے آپ قرآن پاک کی آیت پڑھ چکے ہیں کہ ہر شئے اللہ کی عبد ہے۔ ثابت ہوا کہ عبد نور کی ضد نہیں ہے یہ صرف نور کے منکروں کی "ضد" ہے۔ اسی طرح بشر بھی عبد کی نقیض اور ضد نہیں لہٰذا بشر بھی نور ہو سکتا ہے اور عبد بھی، اس میں کوئی تناقض نہیں نور کی ضد بشر نہیں بلکہ ظلمت ہے اور جس طرح ارتفاع نقیضین ناجائز ہے اس طرح اجتماع نقیضین بھی جائز نہیں یعنی دو ضدیں جمع بھی نہیں ہو سکتیں اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک بھی نہ ہو (بشرط وحدات ثمانیہ) تو جو ظالم حضور کو نور نہیں مانتا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کو (نعوذ باللہ، خاکم بدھن) ظلمت مانتا ہے حالانکہ آپ کی تو شان یہ ہے لتخرج الناس من الظلمت الی النور۔ آپ ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے جانے والے ہیں۔

یہاں آیۂ اسری میں حضور علیہ السلام کو بعبدہ فرمایا بنورہ ، برسولہ بمحمدہ اس لیے نہیں فرمایا کہ یہ القابات آپ کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف بھیجتے ہوئے دیے قد جاء کم من اللّٰہ نور ۔ انا ارسلنك بالحق بشیرا و نذیرا اور اپنی طرف بلایا تو عبد کہہ کر کیونکہ عبد کا معنی ہے عبادت کرنے والا اور عبادت کا مطلب ہے ''نہایت التذلل'' انتہائی عاجزی تا کہ لوگ جان لیں کہ حضور کو معراج عبادت اور عبدیت کی وجہ سے حاصل ہوئی اور اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ عبادت ہی ہے اور وہ بھی غلامی رسول میں رہ کر عبادت کرنے سے ورنہ ۔ ہزاروں سال سر سجدے میں گر مارا تو کیا مارا۔ اور دنیا جان لے کہ جس نبی کی شان عبدیت یہ ہے کہ معراج ہو رہی ہے اس کی شان نورانیت شان رسالت و محمدیت کتنی بلند و بالا ہوگی۔

عبد اور عبدہ میں چند طرح سے فرق:

☆ عبدوہ ہے جو اللہ کی رضا چاہے اور عبدہ وہ ہے جس کی رضا خدا چاہے و لسوف یعطیك ربك فترضی۔ اور حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور! میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں بہت جلدی فرماتا ہے قرآن پاک میں ہے فلنولینك قبلة ترضھا۔

ویکھو محبوباں دی مرضی تے قبلے بدلائے جاندے نیں

☆ عبدوہ ہے جس کو اللہ نے دست قدرت سے بنایا (و خلقت بیدی) اور وہ عبد اس دست قدرت سے بننے پہ ناز کرے یا پھر اپنی عبدیت پہ ہی خوش ہوتا رہے، اور عبدہ وہ ہے کہ جس پر خود شان قدرت ناز فرمائے فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك۔

☆ عبدوہ ہے کہ جس کی شان خدا سے ظاہر ہو اور عبدہ وہ ہے کہ خدا کی شان اس سے ظاہر ہو۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق

ے دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

یہ تو آپ کے غلاموں کی شان ہے کہ اذا را وا ذکر اللّٰہ ۔جب ان کو دیکھا جائے تو خدا یاد آ جائے پھر سرکار کا عالم کیا ہوگا۔

☆ عبدوہ ہے جو رب سے ملنا چاہے عبدہ وہ ہے جس سے رب ملنا چاہے ان اللّٰہ قد اشتاق الی لقائك یا رسول اللّٰہ ۔

☆ عبد رب کی رحمت کا طالب اور رب کی رحمت عبدہ کی متلاشی۔

ے ایں سراپا انتظار او منتظر

☆ عبدوہ جو عبدہ کے نور سے بنے اور عبدہ وہ جو خدا کے نور کے جلوے سے بنے انا من نور اللّٰہ والخلق کلہ من نوری۔

☆ عبد اپنے کام کا خود ذمہ دار اور عبدہ کے کام کا خدا ذمہ دار فلما قضیٰ زید منھا وطراز و جنکھا ۔حضور علیہ السلام نے حضرت زینب سے نکاح فرمایا کافروں نے اعتراض کیا تو اللہ نے فرمایا ہم نے خود اپنے محبوب کا نکاح کیا ہے، چلو! آؤ ہمت ہے تو میرے سامنے آؤ اور آ کر بات کر سکتے ہو تو کرو۔

☆ عبدوہ ہے جو کسی کے لیے بنے اور عبدہ وہ ہے کہ جس کے لیے سب کچھ بنے اور وہ صرف اپنے مولیٰ کے لیے بنے حدیث قدسی ہے لو لاك لما خلقت الا فلاك۔ لو لاك لما خلقت الدنیا۔ لو لاك لما اظھرت الربوبیہ۔

عبد کی اقسام:

قرآن مجید میں عبد کا ذکر کئی مقامات پہ مختلف مفہوم کے ساتھ ہوا ہے عبدا مملو کا لا یقدر علی شیء ۔ کچھ عبدوہ ہیں کہ جو کسی شئے پر قادر نہیں۔ و من رزقنہ منا ر زقا حسنا فھو ینفق منہ سرا و جھرا ۔ کچھ ایسے عبد ہیں کہ ہم نے ان کو اچھا رزق دیا ہے جس سے وہ خوب خرچ کرتے ہیں (خفیہ اور اعلانیہ) پھر فرمایا ھل یستون ۔ کیا یہ دونوں قسم کے عبد برابر ہو سکتے ہیں؟ اسی طرح فقہی اصطلاح میں عبد مدبر، عبد مکاتب کے علاوہ ایک اعتبار سے عبد کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں عبد ابق ، عبد رقیق ، عبد ماذون۔

عبدِ ابق:

وہ ہے جو اپنے مالک کی اطاعت سے بھاگا ہوا ہو یعنی نافرمان اس لحاظ سے کافر بھی عبد ٹھہرے (یعنی مالک مجازی کے قبضے سے باہر کو عبد ابق کہتے ہیں)

عبدِ رقیق:

مالک کا تابع فرمان ۔ یعنی پوری طرح اپنے مالک کے قبضہ و ملک میں رہنے والا عبد۔

عبد ماذون:

جس کا مالک اس پر اتنا خوش ہو جائے کہ اس کو اپنی ملکیت میں تصرف کا پورا پورا اختیار دے دے۔

حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عبد ہیں مگر عبد ماذون ہیں کہ جن کو اللہ نے چاند توڑنے کا ڈوبا ہوا سورج واپس موڑنے کا تصرف دے دیا۔ ہم تو ایسے عبد ہیں کہ انگلی کے اشارے سے چڑیا کو بھی نہیں بلا سکتے اور حضور ایسے عبد ہیں کہ چاند کو ٹکڑے کر کے زمین پہ بلا رہے ہیں۔

معراج رات کو کیوں ہوئی؟

قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ اللہ نے اپنے بندۂ خاص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو معراج اس لیے کرائی کہ لنریہ من ایاتنا۔ تا کہ ہم نشانیاں دکھائیں اور ظاہر ہے کہ دیکھنے دکھانے کا تعلق تو روشنی اور اجالے کے ساتھ ہے، اندھیرے میں کیا دیکھا جا سکتا ہے۔ لہٰذا معراج کا رات میں ہونا کیسے مناسب ہو سکتا ہے اور رات بھی ستائیس کی کہ جس میں چاند کی بھی روشنی نہیں ہوتی ۔ تو اس میں علماء نے کئی حکمتیں بیان کی ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔

☆ دیکھنے کے لیے روشنی کے محتاج تو ہم ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضور علیہ السلام تو اندھیرے میں مسکرا دیں تو اتنی روشنی ہو جائے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو گم شدہ سوئی مل جائے (خصائص کبریٰ) اور صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ سے رات کے اندھیرے میں واپس گھر جانے والے صحابہ کی لاٹھیاں روشنی دینے لگیں (ملخصا)

☆ اگر دن کو معراج ہوتا تو ایمان بالغیب نہ رہتا اور ابوجہل و ابوبکر، صدیق و زندیق کا فرق واضح نہ ہوتا، آنکھوں سے دیکھ کر ہر کوئی مان لیتا۔ معراج کا معجزہ رات کو عطا کیا جس کو ابوجہل نے حضور علیہ السلام کی زبان سے سن کر انکار کر دیا اور صدیق

اکبر نے ابوجہل سے سن کر مان لیا اور فرمایا کہ اگر میرے رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے تو حق و درست ہے۔ وہ (ابوجہل) انکار کر کے والیل اذا یغشیٰ کا مصداق بن گیا اور یہ (ابوبکر) تصدیق کر کے والنہار اذا تجلی کا مصداق ٹھہرا۔ معراج دن کو ہوتا تو سارے دیکھ لیتے وہ براق آ رہا ہے وہ جبریل آ رہا ہے وہ حضور جا رہے ہیں۔ کافر و مسلم کا فرق نہ ہو سکتا۔

☆ آفتاب نبوت (حضور علیہ السلام) کا نور حقیقی ہے اور آفتاب فلک (سورج) کا نور مجازی اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور کا فیض ہے۔ لوگ تو مجازی نور کی تپش برداشت نہیں کر سکتے اگر حقیقی نور سے بھی پردے ہٹ جاتے تو کس کی مجال تھی کہ دونوں نوروں کو بیک وقت دیکھ سکے کیونکہ ستر ہزار پردوں کو اُٹھا کے جانا تھا۔

ے وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

اور پھر سورج کا نور نور نبوت و رسالت کے سامنے شرمندہ ہو جاتا۔

☆ قانون محبت ہے کہ محبت اور محبوب ملنے کے لیے رات کو ہی منتخب کرتے ہیں تاکہ غیر نہ دیکھیں۔ کیونکہ محبوب محب ہی کے لیے ہوتا ہے۔ اللہ نے بھی اپنے محبوب سے ملاقات کے لیے رات کو پسند فرمایا کیونکہ

بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

☆ رات دن سے افضل ہوتی ہے دیکھو لیلۃ القدر، لیلۃ البرات، راتیں ہیں تو افضل نبی کے لیے افضل وقت منتخب کیا گیا اس لیے میلاد بھی رات میں ہوا اور معراج بھی رات میں اور آپ روضہ انور میں بھی رات کو ہی دفن ہوئے۔ رات کے بارے میں ہی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پہ جلوہ گر ہو کر فرماتا ہے۔ ہے کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا، رزق مانگنے والا، شفا مانگنے والا (مشکوۃ) اور علامہ اقبال نے اس حدیث کے تحت رات کے بارے میں ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اعلان فرماتا ہے۔

ے ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں — راہ دکھلائیں کسے راہ روِ منزل ہی نہیں

☆ دن کو سب کے سامنے تشریف لے جاتے تو صحابہ پر حضور علیہ السلام کی جدائی (چاہے تھوڑی دیر ہی کے لیے ہوتی) بڑی شاق گذرتی اس لیے رات کو ہی حکم ہوا۔

ے جا جبریلا ! یار لیا میرا دید کرن نوں جی کردا
ہن یار محبوب دے سوں گئے نی تو سدرہ کے بیٹھا کی کردا
او غار بدر دا ساتھی اے او قبر حشر دا ساتھی اے
او جنت کوثر دا ساتھی اے اک پل وی وِسا او نیں کردا
جبریل نے حکم بجا یا اے جھٹ دَر اقدس تے آیا اے
چم پیر جگایا سوہنے نوں بے ادبی کولوں سی ڈردا

اب آگے حدائق بخشش کے اشعار کی تشریح پڑھیے۔

(۳۴) وہم و خیال بھی مصطفیٰ علیہ السلام کی رفتار تک نہیں پہنچ سکتے اگر چہ وہم و گمان کے پر بڑے طاقتور ہیں (کیونکہ ہر بلندی کا

تصور وخیال تو کیا جاسکتا ہے) مگر تھوڑی دیر کے لیے تصورات نے پرواز کی پھر ایسی ٹھوکر کھائی کہ خون کی قے آنے لگی یعنی تھک ہار کر بیٹھ گیا۔

(۳۹) اسی اثنا میں عرش معلی نے یہ بات سن لی اور خوش ہو کر مچل گیا کہ لو بھئی ہماری بھی بات بن گئی ہے کہ تاج رسالت ونبوت والے میرے اوپر بمع نعلین تشریف لا رہے ہیں۔ میں تو خوب بوسے لوں گا، اللہ کرے خیر و عافیت سے میرے پاس پہنچ جائیں (کہیں جبریل امین کی طرح میری خواہش بھی دل میں نہ رہے۔ انہوں نے بھی خواہش کی تھی کہ حضور علیہ السلام کی معیت میں مجھے قرب خدا کا وہ درجہ حاصل ہو جائے گا مگر سدرہ سے آگے نہ جا سکے) آپ کے قدم مبارک تو پہلے ہی میرے لیے شرافت وعظمت کا تاج ہیں، اب تو ان کی عظمت میری نگاہوں میں اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔

ے توں کی جانے رتبہ محمد دا جھلے　　کہ ہے عرش آقا دے پیراں دے تھلے

(۴۰) عرش اعظم وجد میں آ کر پکار اُٹھا! اے میرے آقا! میں آپ کے قدموں پہ قربان ہو جاؤں آپ کہاں ہے، کب میرے سینے پہ اپنی نعلین رکھ رہے ہیں، جلدی تشریف لائیے تاکہ میں آپ کے پاؤں کو چومنے کی سعادت حاصل کروں اور اپنے نصیبوں کو جگاؤں۔ مواہب لدنیہ ص ۲۴، ج ۲ پہ ہے **لما انتهى الى العرش تمسك العرش باذياله** ۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) عرش معلی پہ پہنچے تو عرش معلی آپ کے دامنِ رحمت سے چمٹ گیا۔

ہم حضور کے نام پہ ہاتھ چومیں تو لوگوں کو دورے پڑتے ہیں ذرا عرش سے پوچھو آج اس کو کیا ہو گیا ہے۔

امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور رباعی ہے۔

ے عَلَىٰ رَأْسِ هٰذا الكَوْن نَعْلُ مُحَمَّد　　عَلَتْ فجمِيْعُ الخَلْقِ تحْتَ ظِلَالِهٖ
نَدى الطُّوْرُ مُوْسىٰ نُوْدِي اِخْلَعْ و اَحْمَدَ　　عَلَى الْعَرْشِ لَمْ يُؤْذَنْ بِخَلِع نَعَالِهٖ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کی شان یہ ہے کہ جب آپ معراج پر گئے تو نعلین مبارک سب کائنات کے اوپر تھی۔ اور تمام مخلوق اس نعلین مبارک کے سایہ کے نیچے تھی۔ اور کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا ہوئی کہ آپ نعلین پاک اتار دیجئے اور حضرت احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر نعلین مبارک اتارنے کا اذن نہ ملا۔

ے حضرت موسیٰ طور تے جادن پیروں جوڑا لاہ کے جادن　　سنے جوڑیاں وچ شاہ شہاں دے عرش تے قدم ٹکایا اے

اور کسی نے اسی منظر کو اردو اشعار میں یوں بیان کیا۔

ے جب قریب عرش پہنچے شافع روز جزاء　　دل میں خیال آیا ہو نعلین پاؤں سے جدا
پھر ندا آئی بھلا کیا قصد ہے یہ آپ کا　　کیوں جھجکتے ہو بمع نعلین آؤ مصطفےٰ
عرض کیا محبوب نے اے خالق جن و بشر　　کیا سبب تھا طور پہ جب تو ہوا تھا جلوہ گر
حکم موسیٰ کو ہوا نعلین پا نہ طور پر　　حکم مجھ کو یہ ہوا نعلین پا آؤ ادھر
پھر ندا آئی ذرا اس بات پر بھی غور ہو　　تم کہاں موسیٰ کہاں وہ اور تھے تم اور ہو
تیرے صدقے عرش پیدا تم ہمارے نور ہو　　بات تو یہ ہے کہ تم خود چراغ نور ہو

(۴۱) عرش معلی جھک کر سلامی دے رہا تھا اور ملا اعلیٰ کے فرشتے سجدۂ شکر بجالا رہے تھے (کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں گھر بیٹھے ہی اپنے محبوب کا دیدار کرا دیا ہے) اور جونہی حضور علیہ السلام عرش معلی پہ جلوہ گر ہوئے تو عرش آپ کے مبارک تلوؤں کو آنکھوں سے ملنے لگا اور ملا اعلیٰ کے فرشتے آپ کے اردگرد نثار ہونے لگے اور زبان حال سے کہنے لگے۔

انہی کی محفل سجا رہے ہیں چراغ ہمارا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہہ رہے ہیں زباں ہماری ہے بات ان کی

(۴۲) عرش معلی سے کچھ ایسی رنگ برنگی نورانی شعاعیں نمودار ہوئیں کہ تمام فانوسوں کی روشنی دھیمی پڑ گئی اور سراج منیر، آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت کے نور کے سامنے اپنا سا منہ لے کے رہ گئے بھلا سورج کے سامنے چراغ کی کیا مجال کہ وہ چمکنے کا نام بھی لے مثل مشہور ہے "سورج کو چراغ دکھانے والی بات ہے" یہ اس وقت بولتے ہیں جب کسی بڑے کے بڑے کام کے سامنے معمولی شخص معمولی کام کرے یا عاجزی کے طور پر بولتے ہیں۔ اور آقا کا دربار تو وہ ہے کہ

در رسول پہ قدسی سلام کرتے ہیں یہ کام وہ ہے جو وہ صبح و شام کرتے ہیں
ثنائے خواجہ سے اختر تجھے ملا یہ مقام کہ اہل عشق تیرا احترام کرتے ہیں

(۴۳) انہی مبارک لمحات میں رحمت کا فرشتہ پیغام لے کر آیا کہ حضور! تشریف لے چلیے! (دیدار کے) جو راستے موسیٰ علیہ السلام کے لیے بند تھے وہ سارے کے سارے آپ کے لیے کھول دیے گئے ہیں۔ ان کو طور پہ بلایا تو نعلین اتارنے کا حکم دیا آپ عرش معلی پہ بمع نعلین تشریف لائیں اور دیدار خداوندی کی لذت پائیں۔

نعلین سمیت عرش پہ جانے کا ذکر قصص الانبیاء۔ جواہر البحار۔ روح البیان اور سیرت رسول عربی میں ہے۔ اعلیٰ حضرت نے نعلین سمیت جانے والی روایت کو اگرچہ پسند قرار دیا ہے مگر اصل واقعہ کا انکار آپ سے کہیں بھی ثابت نہیں سعدی فرماتے ہیں۔
عرش است کمیں پایۂ ز ایوانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴۴) (جیسا کہ مواہب لدنیہ ص ۲۹ پہ روایت ہے کہ جب جبریل، براق اور رفرف نیچے رہ گئے اور حضور اکیلے رہ گئے تو اس عالم نور میں) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز میں ندا آئی اُدن **یا خیر البریۃ ادن یا محمد، ادن یا احمد لید نوا الحبیب** ۔ اسی کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے اس شعر میں فرمایا) اے میرے پیارے! آگے بڑھیے! اے احمد مختار! اور قریب آیئے، اے ساری مخلوق کے سردار! اور آگے آیئے (اور اب رُک جایئے **فدنی الجبار رب العزۃ** (بخاری شریف) **ثم دنی فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنی** (القرآن) اے عاشقانِ مصطفیٰ! اب آپ بھی سمجھ جایئے) میں قربان جاؤں وہ کیا آواز تھی، وہ کیا سماں تھا اور اس میں کیسا مزہ اور لطف ہوگا۔

ابن یعقوب کو اللہ نے صورت بخشی ابن مریم کو مسیحائی کی نعمت بخشی
حضرت موسیٰ کو ید بیضا کی دولت بخشی میرے آقا کو بے پردہ زیارت بخشی

(۴۵) اے اللہ! تو بڑا ہی برکت والا ہے اور تیری کیا ہی شان ہے؟ واقعی بے نیازی او صمدیت صرف تیری ہی شان کے لائق ہے۔ اور تیرے کام بھی کیسے نرالے اور وجد آفرین ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو دیدار طلب کرنے کے باوجود فرما رہا ہے "اے موسیٰ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا؟ اور حبیب نے کوئی ایسا مطالبہ بھی نہیں کیا مگر اس کا ہر مطالبہ (امت کی بخشش، قیامت کے دن سواریوں کا

انتظام وغیرہ) بھی پورا ہو رہا ہے اور ملاقات کے تقاضے بھی ان اللّٰہ قد اشتاق الی لقائك یارسول اللّٰہ ۔ بلکہ حبیب بستر پہ آرام فرمارہا ہے تو سید الملائکہ سے پاؤں کو بوسے دلوا کر اٹھایا جارہا ہے، براق پہ سوار فرمایا جارہا ہے، مسجد اقصیٰ میں نبیوں کا امام بنایا جارہا ہے۔ عرش پہ بلایا جارہا ہے اور دیدار کرایا جارہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور امام غزالی کا دلچسپ مکالمہ:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ شمائم امدادیہ میں فرماتے ہیں منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار فرمایا کر عُلَمَاءُ اُمَّتِی کانبیاء بنی اسرائیل جو آپ نے فرمایا ہے کیسے صحیح ہو سکتا ہے حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی حاضر ہوئے اور سلام باضافہ الفاظ بر کاتہ و مغفرتہ وغیرہ عرض کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہو۔ آپ (امام غزالی) نے عرض کیا آپ سے حق تعالیٰ نے صرف اس قدر پوچھا وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَامُوسىٰ ۔ تو آپ نے کیوں اتنا لمبا جواب دیا کہ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُ عَلَيْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرىٰ ۔ الآیہ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ادب یا غزالی۔ ادب کروائے غزالی۔ (شمائم امدادیہ ص ۱۳۴ مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ)

صاحب نبراس شارح عقائد نسفیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب نبراس شرح عقائد نسفیہ میں فرماتے ہیں۔

امام قطب زمان ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ فخر فرمارہے ہیں کہ کیا آپ کی امتوں میں غزالی جیسا کوئی عالم ہے بعض لوگ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا انکار کرتے تھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں ان کو کوڑے لگائے جب وہ بیدار ہوئے تو کوڑوں کے نشان ان کے جسم پر تھے۔ (نبراس ص ۳۸۸)

امام غزالی کے متعلق اسی واقعہ کو امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے محاضرات میں سیدنا امام شاذلی صاحب حزب البحر رضی اللہ عنہ سے اس طرح نقل فرمایا کہ۔

میں ایک مرتبہ مسجد اقصیٰ میں سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ مسجد اقصیٰ کے باہر وسط حرم میں ایک تخت بچھایا گیا اور فوج در فوج مخلوق کا اژدہام ہونا شروع ہوا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیسا اجتماع ہے؟ معلوم ہوا کہ تمام رسل وانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضور سید عالم حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں منصور حلاج کی سوادبی کے بارے میں شفاعت کے لیے حاضر ہورہے ہیں میں نے جو تخت دیکھا تو اس پر صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا رونق افروز ہیں اور تمام انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام بیٹھے ہوئے ہیں وہاں ٹھہر گیا اور ان مقدس حضرات نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ حضور آپ نے فرمایا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میری اُمت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں تو آپ ان میں سے کوئی عالم دکھائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام غزالی کو بلا کران سے ایک سوال کیا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے دس جواب دیئے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جواب، سوال کے مطابق ہونا چاہیے ایک سوال کا ایک جواب دینا تھا۔ آپ نے دس جواب کیوں دیئے امام غزالی نے عرض کیا حضور (معاف فرمائیں) اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھی ایک ہی سوال کیا تھا۔ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسىٰ ۔ اے موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ آپ نے اس کے کئی جواب دیئے کہ یہ میری لکڑی ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں۔ اور اس کے

علاوہ میرے اور کام بھی اس سے سرانجام ہوتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوال کا ایک جواب کافی تھا۔ کہ یہ میری لکڑی ہے امام شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ منظر دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تخت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ اور تمام رسل وانبیاء بالخصوص حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، نوح نجی اللہ علیہ السلام۔ عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام جیسے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کتنی بڑی عظمت اور جلالت محمدی کا مظاہرہ ہے میں سوچ و بچار میں لگا ہوا تھا اور اپنے دل میں (بحالتِ خواب) حضور علیہ السلام کی قدر و منزلت پر متعجب تھا کہ ناگہاں کسی نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر ماری جس کی ضرب سے میں بیدار ہو گیا۔ میں نے جو اسے دیکھا تو وہ مسجد اقصیٰ کا منتظم تھا اور اس وقت مسجد اقصیٰ کی قندیلیں روشن کر رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کیا تعجب کرتا ہے؟ یہ سب حضور ہی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں یہ سن کر مجھ پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ نماز کے لیے جماعت کھڑی ہوئی تو اس وقت مجھے افاقہ ہوا۔ میں نے اس منتظم مسجد اقصیٰ کو تلاش کیا مگر آج تک اسے نہ پایا۔ (روح البیان جلد ۵ ص ۷۵)

سوال: اس کا مطلب یہ ہوا کہ امام غزالی نے موسیٰ علیہ السلام کو (معاذ اللہ) لاجواب کر دیا۔

جواب: یہ امتحان کی بات ہو رہی ہے اور امتحان میں ممتحن کے سوالات کے جوابات سے ممتحن کا لاجواب ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ طالب علم کی لیاقت کی دلیل ہوتی ہے۔ اور جواب کا زیادہ ہونا یا کلام کو طویل کرنا کئی وجوہات سے ہوتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ تاکہ شرف تکلم زیادہ دیر تک رہے اور کلام کی لذت سے سکون ملتا رہے جیسا کہ خود موسیٰ علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے عصا کے بارے میں کلام کو لمبا کیا، مفسرین نے اس کی بھی یہی غرض بیان فرمائی ہے۔

(۴۶) عقل سے کہہ دو کہ کن خیالوں میں ڈوبی ہوئی ہے یہ نظارہ تیری سمجھ میں نہیں آسکتا، سر تسلیم خم کر لے! گذرنے والے گذر چکے ہیں اور تیری ہوا کو بھی پتہ نہیں چل سکا اور تجھے کیا پتہ چلے، یہاں تو شش جہات کو جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں (مایوسی اور پریشانی کے عالم میں ہے) وہ کس کو بتائے کہ حضور کس طرف گئے ہیں کیونکہ وہ تو اُدھر گئے ہیں جدھر نہ جہت ہے نہ سمت، نہ مکان نہ مکانیت نہ جسم نہ جسمانیت۔

(۴۷) سراغِ این و متیٰ کہاں تھا نشان کیف والی کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

(۴۸) اُدھر سے پیم تقاضے آنا اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت اُبھارتے تھے

(۴۹) بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رُکتے!
جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

(۵۰) پر اُن کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا اُدھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دَنیٰ تدلّیٰ کے سلسلے تھے

(۵۱) ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحرِ ہو میں اُبھرا

دنا کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اُٹھا دیے تھے

(۵۲) کسے ملے گھاٹ کا کنارا کدھر سے گزرا کہاں اُتارا
بھرا جو مثل نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

(۵۳) اُٹھے جو قصر دنا کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے اَرے تھے

(۵۴) وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ وگل کا فرق اُٹھایا
گرہ میں کلیوں کے باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

(۵۵) محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

(۵۶) حجاب اُٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل وفرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

(۵۷) زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں!
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

مشکل الفاظ کے معانی:

★ سراغ- کھوج، نشان ★ اَین- کہاں ★ متیٰ- کب ★ کیف- کیسے ★ الیٰ- تک ★ سنگ- پتھر ★ مرحلہ- درجہ ★ پیہم- مسلسل، لگا تار ★ تقاضے- طلب مع التاکید ★ اُبھارنا- اُکسانا، آمادہ کرنا ★ جھجکنا- شرمانا ★ قرب- نزدیکی ★ روش- رفتار ★ حقیقتاً- دراصل ★ تنزل- اترنا، نیچے آنا ★ افزا- زیادہ، ہونا ★ دنا تدلّٰی- قریب ہوا، بہت قریب ہوا (قرآنی آیت ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی کی طرف اشارہ ہے) ★ بجرا- خوبصورت کشتی ★ تموج- دریا میں لہریں اُٹھنا، تلاطم ★ ھُو- ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مذکر غائب مراد ہے ذات باری تعالیٰ ★ دنا- قرب ★ فنا- ذات باری کے سوا کچھ باقی نہ رہنا ★ لنگر اُٹھانا- کشتی کا رسہ کھول کر اس کو دریا میں چلا دینا ★ گھاٹ- دریا کا وہ حصہ جہاں سے جانوروں کو پانی پلایا جاتا ہے یا وہاں سے دریا کو پار کیا جاتا ہے ★ طرارا- چھلانگ لگانا ★ قصر دنا- قرب کا محل ★ دوئی- دو ذاتیں ایک جگہ ہونا، دو سمجھنا ★ ارے- برائے ندا مع التعجب ★ غنچہ- کلی، پھول کھلنے سے پہلے ★ گرہ- بندش، گانٹھ ★ تکمے- گریبان کا حلقہ، گھنڈی ★ محیط- گھیرا، دائرہ ★ مرکز- درمیانی نقطہ، سنٹر ★ فاصل- جدا کرنے والا ★ خطوط- لکیریں جن میں طول تو ہوتا ہے عرض وعمق یعنی چوڑائی اور گہرائی نہیں ہوتی ★ واصل- شامل، ملنے والا ★ حجاب- پردہ ★ عجب- عجیب ★ گھڑی- لمحہ ★ وصل- ملاپ ★ فرقت- جدائی ★ جنم- پیدا ہونا ★ بچھڑنا- جدا ہونا ★ گلے ملنا- معانقہ کرنا ★ موجیں- پانی کی لہریں ★ بھنور- گرداب، پانی کا چکر ★ ضعف

تشنگی -پیاس کی کمزوری * حلقے -دائرے (پیاس کی شدت سے آنکھیں دب جانا)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشرح :

(۴۷) کوئی کیا بتائے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں گئے؟ کب گئے؟ کیسے گئے؟ کہاں تک گئے؟ان تمام سوالات کا جواب کسی کے پاس نہیں کیونکہ نہ وہاں کب اور کہاں کا تصور، نہ کیسے اور کہاں تک کا نشان نہ کوئی (آپ کے سوا) اس راہ کا مسافر تھا نہ ہی کوئی آپ کے ساتھ تھا، نہ کوئی منزل کا نشان تھا اور نہ پڑاؤ کرنے کی جگہ (مرحلہ) یہ ساری باتیں عالم ناسوت سے تعلق رکھتی ہیں وہ تو عالم ہی کوئی اور تھا۔

(۴۸) ادھر (بارگاہ رب العالمین) سے ملاقات کے بار بار تقاضے ہو رہے تھے اور ادھر (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے) اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات اور ہیبت و شوکت، رعب و دبدبے کی وجہ سے (ادب و احترام کے تقاضوں کے پیش نظر قدم اُٹھانا مشکل ہو رہا تھا مگر جمال و رحمت خداوندی نے حوصلہ بڑھایا اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ـ اں سعادت بزور باز و نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اوپر کے واقعات بانداز محبوبانہ:

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مسجد اقصیٰ سے فارغ ہوئے ثم عرج بی فرمایا پھر مجھے اوپر لے جایا گیا۔ پہلا آسمان آیا دروازہ بند تھا (بادشاہوں کی آمد پہ آج بھی سڑکیں بند کر دی جاتی ہیں اگر چہ یہ راستے بند کرنا گناہ ہے اور لوگوں کو تکلیف پہنچانا ہے مگر آسمان کے دروازوں کی بندش کسی کی دل آزادی کے لیے نہ تھی صرف محبوب کی دلداری کے لیے تھی۔ جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا گیا کون؟ فرمایا جبریل، مگر دروازہ نہ کھلا، پھر سوال ہوا من معك؟ اے جبریل! تیرے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کہہ کر دروازہ کھول دیا گیا کہ آج انہی کے لیے ہی دروازے کھولے جائیں گے۔

جبریل امین ہزاروں مرتبہ از آدم تا ایں دم انہی دروازوں سے آتے جاتے رہے مگر کہیں ثابت نہیں کہ اس سے پہلے کبھی دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت پڑی ہو یا بتا بھی دیا گیا ہو کہ میں جبریل ہوں، اور پھر بھی دروازہ نہ کھلے مگر آج خالی جبریل کہنے سے دروازہ نہیں کھل رہا۔ معلوم ہوتا ہے آڈر بہت سخت ہے کہ اے فرشتو! اگر آج جبریل اکیلا آئے تو پھر بھی دروازہ نہیں کھولنا محبوب کو ساتھ لائے گا تو آج جبریل کے لیے بھی محبوب ہی کی وجہ سے دروازہ کھلے گا (ورنہ نیچے ہی رہنے دو کوئی ضرورت نہیں اللہ تو ویسے بھی ضرورت و حاجت سے پاک ہے۔ مگر جبریل سید الملائکہ ہے جب عام فرشتے لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یو مرون اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے، جو حکم ہو وہی کرتے ہیں۔ جبریل تو پھر فرشتوں کا سردار ہے لہٰذا آئے گا اور محبوب کو لے کر آئے گا)

دروازہ کھلا تو ہر طرف سے اھلا سھلا مرحبا، ویلکم، جی آیاں نوں، خوش آمدید کی صدائیں بلند ہوئیں۔

☆ انوار محمدیہ۔ مواہب لدنیہ اور نزہۃ المجالس وغیرہ میں ہے کہ ہر آسمان پہ کوئی نہ کوئی قرآنی آیت نمایاں کر کے لکھی گئی (گویا بینر تیار کیے گئے) چنانچہ ملاحظہ فرمائیں کہ کس آسمان پہ کون سی آیت لکھی گئی۔

۱۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (التوبہ ۔ الصف)

۲۔ وما ارسلنك الا رحمۃ للعالمین۔ (الانبیاء)

۳۔ لقد من اللہ علی المومنین اذا بعث فیھم رسولا الخ (آل عمران)

۴۔ قد جاء کم من اللہ نور و کتب مبین (المائدہ)

۵۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ با فواھھم الخ (التوبہ۔ الصف)

۶۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی الخ (الاحزاب)

۷۔ سبحن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا الخ (الاسراء)

؎ دونوں عالم ہیں نور علی نور کیوں؟ کیسی رونق فزا آج کی رات ہے
یہ مسرت ہے کس کی ملاقات کی، عید کا دن ہے یا آج کی رات ہے
طور چوٹی کو اپنی جھکانے لگا، چاندنی چاند ہر سو بچھانے لگا
عرش سے فرش تک جگمگانے لگا، رشک صبح وصفا آج کی رات ہے

وہی انبیاء کرام جن کو حضور علیہ السلام مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھا کر گئے تھے ان میں سے کوئی پہلے آسمان پہ استقبال کے لیے کھڑا ہے تو کوئی دوسرے پہ اسی طرح ہر آسمان پہ کسی نہ کسی نبی سے ملاقات ہوئی (ڈیوٹی والے پہلے پہنچ گئے اور سیر والے خرام ناز کرتے ہوئے گئے) آخر سدرہ کا مقام آیا تو جبریل نے یہ کہہ کر معذرت کرلی۔

لو دنوت انملة لا حترقت بالی

؎ اگر یک سر موئے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

اگر میں بال برابر (یا انگلی کے پورے برابر) بھی آگے جاؤں گا تو تجلیات ربانی سے میرے پر جل جائیں گے (آگے وہی جائے جو اسی کے نور سے ہے)

؎ اڑنے کی رہی طاقت نہ جبریل کے پر میں ایسے بھی مقام آئے تیری راہ گذر میں

آگے وہی جا سکتا ہے کہ جو اللہ کی ذات کی تجلیوں کو بھی برداشت کرلے اور اس کی صفات کی تجلیات کو بھی جذب کر سکے اور پھر ھل من مزید کا نعرہ لگائے اور آنکھ بھی نہ جھپکے (مازاغ البصر و ما طغی)۔

مولانا روم فرماتے ہیں یہ تو جبریل تھے جنہوں نے جل جانے کے خوف سے معذرت کرلی۔ اگر یار غار ابوبکر صدیق ہوتے تو جل کر راکھ ہوجاتے مگر پیچھے نہ ہٹتے چنانچہ آپ نے فرمایا!

؎ جبریلا گو شریفی گو عزیز تو نہ ای پروانۂ آں شمع نیز

اے جبریل جا! تو اس شمع (محمدی) کا پروانہ نہیں ہے اس پر جلنے والے کوئی اور ہیں۔ مخدوم علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کا کلام اس موقع پر بڑا مناسب ہے خاص طور پر اس کا دوسرا شعر فرماتے ہیں۔

؎ امروز شاہ شاہاں مہماں شدہ است مارا جبریل با ملائک درباں شدہ است مارا
در محفل گدایاں مرسل کجا بگنجد بے برگ و بے نوائی ساماں شدہ است مارا

در جلوہ گاہ وحدت کثرت کجا بگنجد ہژدہ ہزار عالم یکساں شدہ است مارا
ماخانۂ جہاں رابسیار سیر کر دیم اے شیخ بت پرستی ایماں شدہ است مارا
احمد بہشت ودوزخ بر عاشقاں حرام است ہردم رضائے جاناں رضواں شدہ است مارے

اسی موقع پہ آپ ﷺ نے فرمایا! اے جبریل تو نے میرے دادا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو نار نمرود میں جاتے ہوئے کہا تھا کہ کوئی حاجت ہو تو بتائیں میں اللہ کی بارگاہ میں وہاں جاسکتا ہوں جہاں ''کوئی'' بھی نہیں جاسکتا۔ تو انہوں نے بڑی بے نیازی سے تجھے جواب دیا تھا۔

هو اعلم بحالي من سوالي اليه

؎ جانتا ہے وہ میرا رب جلیل آگ میں پڑتا ہے اب اس کا خلیل

اے جبریل! بتا اگر تیری کوئی حاجت ہے تو؟ کیوں کہ آج میں وہاں جارہا ہوں جہاں ''تو'' بھی نہیں جاسکتا۔ اس وقت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا! حضور میری ایک حاجت ہے اور وہ یہ کہ مجھے یہ خدمت نصیب ہو جائے کہ جب قیامت کے دن آپ کی امت پل صراط سے گزرے تو میں ان کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھا سکوں، اعلیٰ حضرت نے تڑپ کر کہا!

جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

سیدالملائکہ نیچے رہ گیا اور میرے آقا کے جسم کے ساتھ لگنے والے کپڑے اور نعلین اقدس اوپر جارہے ہیں واقعی

؎ محمد کی نسبت بڑی چیز ہے خدا دے یہ نعمت بڑی چیز ہے

مشکوٰۃ ص ۱۷ پہ ہے کہ ایک مرتبہ جبریل امین علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا **يا محمد اني دنوت من الله دنوا ما دنوت منه قط** ۔ یارسول اللہ! آج میں نے اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب حاصل کیا ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا قرب نصیب نہ ہوا (حاشیہ میں ہے کہ اتنا قرب بھی اس لیے حاصل ہوا کہ حضور علیہ السلام نے حضرت جبریل کو بھیجا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے پوچھ کے آمی **البقاع خيرا** کونسی جگہ تمام جگہوں سے بہتر ہے۔ اللہ نے فرمایا! مسجد تمام جگہوں سے اچھی جگہ ہے) سرکار نے پوچھا! اے جبریل ذرا بتا آج تو اللہ تعالیٰ کے کتنا قریب ہوا ہے؟ عرض کیا **بيني وبينه سبعون الف حجاب من نور** ۔ میرے اور اللہ کے درمیان صرف ستر ہزار نور کے پردے باقی رہ گئے۔

اور حضور کا قرب بھی دیکھیے کہ ایک پردہ بھی درمیان میں حائل نہیں پھر بھی صدا آرہی ہے **ادن مني ، ادن مني** ۔ اور قریب ہوجا اور قریب ہوجا۔

؎ جبریل رُکے براق تھکے رفرف بھی آگے جانہ سکے رب ادن منی حبیبی کہے تیرے قرب خدا کا کیا کہنا

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جبریل امین سے اس لیے پوچھا جاتا تھا کہ یہ دروازہ صرف حضور علیہ السلام کے لیے ہی کھولا جانا تھا۔ کراما کاتبین یا دوسرے فرشتے جو روزانہ زمین پہ آتے جاتے ہیں ان کے لیے دوسرے راستے ہیں، آج کی رات اس دروازے سے پہلے شب اسریٰ کے دولہا ہی گزریں گے باقی سارے باراتی آپ کے طفیل جائیں گے۔

☆ سدرہ ایک بیری ہے جس کے بارے روایات میں آتا ہے کہ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح اور پھل مٹکوں

کی طرح ہیں اس کے اوپر بے شمار فرشتوں کی ڈیوٹی لگی ہوئی تھی جو حضور علیہ السلام کے دیدار کے لیے جمع تھے (تفسیر نیشاپوری ،در منثور) ایسا لگ رہا تھا کہ نور کے رنگ برنگے قمقمے لگے ہوئے ہیں ہر طرف نور ہی نور پھیلا ہوا تھا۔ اس بیری کی جڑھ چھٹے آسمان پہ ہے اور شاخیں ہر آسمان پہ پھیلی ہوئی ہوئی ہیں یہ سارے انتظام کیوں ہوئے اس لیے کہ ۔ محبوب نے آنا ہے راہوں کو سجانے دو

قرآن پاک میں اس منظر کو یوں بیان فرمایا گیا اذیغشی السدرة ما یغشیٰ جب سدرہ کو ڈھانپا ہوا تھا جس نے بھی ڈھانپا ہوا تھا چونکہ منظر دیکھنے کے ساتھ تعلق رکھتا تھا اس لیے اس طرح کا ارشاد ہوا۔ لیکن ''شنیدہ کے بود مانند دیدہ'' سدرہ کے نیچے والی مخلوق اوپر نہیں جاسکتی اوپر والی نیچے نہیں آسکتی یہ تو ہمارے آقا ہیں جو اوپر بھی جارہے ہیں نیچے بھی آرہے ہیں۔

ے اوتھوں تیک نہ کوئی ہور گیا — اوتھو تیک نہ کوئی ہور گیا
اک کالیاں زلفاں والے اے — جہڑا سدرہ دی حد توڑ گیا

☆ اگر آپ لاہور کی مثلاً سیر کرنا چاہیں تو ہوسکتا ہے پورا مہینہ ہی لگ جائے مگر جہاز پہ سوار ہوں تو ایک لمحے میں سارا لاہور دیکھا جاسکتا ہے، اتنا بڑا شہر سارا کا سارا آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ جب جہاز کے سوار کا عالم یہ ہے تو عرش پہ جانے والے محبوب کی نگاہ کا عالم یہ کیوں نہ ہو کہ ساری کائنات کو ایسے دیکھیں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی۔

ان کی رفعت کا اندازہ کیا ہو عرش ہے جن کے قدموں کے نیچے
عرش و کرسی بھی نعلین پاکو تاج اپنا بنائے ہوئے ہیں

☆ سائنسدان چاند پہ گئے تو ہر طرح کی سہولتیں ساتھ لیکر گئے اور اتنا خرچہ آیا کہ اس وقت اگر دنیا کے ہر فرد کو پندرہ پندرہ ہزار روپیہ دیا جاتا تو پورا ہو جاتا پھر بھی وہاں سے خاک لائے خاک سے چلے تو خاک ہی لائے حالانکہ چاند پہلے آسمان سے بھی نیچے ہے۔ اور ہمارے آقا اسی کالے کمبل، اور پرانی نعلین شریفین کے ساتھ ساتوں آسمانوں کے اوپر تشریف لے گئے اور ڈنکے کی چوٹ پہ ،بیانگ دُھل، برسرِ عرش علی الاعلان دنیا کو بتادیا کہ تم لاکھ ترقیاں کرلو میرے جوتوں تک بھی نہ پہنچ سکو گے کیوں کہ یہاں تو نبیوں کا حال یہ ہے کہ

ے کوئی طور تے کوئی چوتھے فلک تے — میرا کملی والا اے سدرہ دا راہی

مسلم شریف کی حدیث میں ص ۹۳، ج ا پہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میں جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا فبکی موسیٰ علیہ السلام تو پیارے موسیٰ مجھے جاتا ہوا دیکھ کر رونے لگے، (رونے سے پہلے با قاعدہ سلام کیا مرحبا کہا) اللہ کے نبی حسد تو کیا گناہ صغیرہ سے بھی معصوم ہوتے ہیں اگر چہ آپ نے رونے کی وجہ خود بیان فرمائی کہ یہ نوجوان (حضور علیہ السلام) امت کی کثرت بخشش کے سلسلہ میں مجھ سے نمبر لے گیا ہے لیکن کیا موسیٰ علیہ السلام کو اپنا وقت یاد نہیں آیا ہوگا کہ میں نے بھی اللہ سے دیدار کی عرض کی تھی جس کا جواب لَنْ ترانی (تو ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتا) ملا اب موسیٰ علیہ السلام ہمارے آقا کو دیکھ کر (من رانی فقد رای الحق کی روشنی میں) پرانی یادیں تازہ فرمارہے ہیں۔ میاں محمد صاحب فرماتے ہیں۔

ے جنہاں اکھیاں دلبر ڈٹھا اوا کھیاں تک لیاں — توں ملیوں تے ساجن ملیا حُسن آساں لگ پیاں

اوراعلیٰ حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں کس کو دیکھا؟ یہ ذرا موسیٰ علیہ السلام سے ہی پوچھو!

؎ کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

کیا کیا باتیں ہوئیں کرنے والا جانے یا سننے والا جانیں ہمیں تو فرمایا گیا فاوحیٰ الی عبده ما اوحیٰ۔ جو بھی ہوئیں سو ہوئیں تمہیں کیا لگے۔

☆ سرکار فرماتے ہیں ایک جگہ سے میں گذرا تو کسی کو کھڑا ہوا پایا اور مجھے آواز آئی یا محمد هذامالك صاحب النار فسلم علیه (مسلم شریف) اے پیارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ جو کھڑا ہوا ہے یہ جہنم پہ متعین فرشتہ مالک نامی ہے۔ اس کو سلام کریں۔ (یہی قانون وسرکار کا حکم بھی ہے کہ گذرنے والا ٹھہرے ہوئے کو سلام کہے) فرمایا فا لنفت الیه فبدانی بالسلام۔ میں اس کی طرف متوجہ ہو کر سلام کرنے ہی لگا تو اس نے مجھے پہلے ہی سلام کر دیا۔ سبحان اللہ! فرشتے نے سوچا ہوگا کہ ایسی نورانی شکل والے کو سلام کیا جاتا ہے نہ کہ کروایا جاتا ہے جو سارے نبیوں، فرشتوں کو بلکہ ساری خدائی کو چھوڑ کر خدا کے پاس جا رہا ہے اور اپنی امت کی بگڑی بنا رہا ہے اور اللہ کے بندوں کو میری اس جہنم کی آگ سے بچا رہا ہے۔

اب اگلے اشعار کی تشریح پڑھیے۔

(۴۹) اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام شرم وحیا کا پیکر بن کر خوفِ خدا کا لبادہ اوڑھ کر، بڑے ہی ادب واحترام سے آگے بڑھتے ہی چلے گئے اگر فاصلہ معمول کی رفتار کے مطابق ہی کم ہوتا تو کبھی ختم نہ ہوتا مگر اللہ تعالیٰ نے تمام فاصلوں کو سمیٹ کر محبوب کو قاب قوسین او ادنیٰ کا قرب عطا فرما دیا۔

؎ ملے خدا سے تو ایسے ملے کہ مل ہی گئے تمہارے قرب کا عالی جناب کیا کہنا

(۵۰) پھر رسالت مآب علیہ السلام کا آگے بڑھنا تو برائے نام اور صرف لفظاً ہی تھا ورنہ درحقیقت تو یہ فعل اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے تھا (ثم دنی الجبار رب العزة۔ بخاری۔ پھر اللہ رب العزت جو جبار ہے قریب ہوا) کہ اُس ذات نے اپنی شان کے مطابق آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف نزول فرمایا جو نزول ہو کر حضور علیہ السلام کے لیے ہزاروں ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا (اسی کا قرآن میں آپ سے وعدہ کیا گیا وللآخرة خیر لك من الاولی۔ آپ کی ہر اگلی گھڑی پچھلی سے بہتر ہوگی) یہاں تک کہ دنی فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنی کے سلسلہ تک بات جا پہنچی۔ حضور کی معراج قرب خداوندی ٹھہری اور امتی کی معراج قرب مصطفیٰ میں ہے۔

؎ میں غلام مصطفیٰ ہوں میرا مرتبہ نہ پوچھو وہی بندۂ خدا ہے جو گدائے مصطفیٰ ہے

معراج ہے مزل در پہ نبی کے جھکنا وہی سر فخر کے قابل جو نبی کے در جھکا ہے (مزل سنری)

۵۱۔ پھر ھُوَ کی قیامت خیز لہروں (انوار و تجلیات ذات باری تعالیٰ کی بجلیوں) سے ایک نہایت ہی عمدہ کشتی (توفیق خداوندی کی) ظاہر ہوئی۔ جس نے ہمارے آقا کو قرب کی گود میں بٹھایا اور فنا کے تمام رسے کھول دیے (لنگر اُٹھا دیے) اور فنائیت کے نہایت ہی اعلیٰ وارفع مقام کی جانب لے گئی۔

(۵۲) وحدت کے سمندر کا گھاٹ اور کنارہ ہی نہیں ہے کوئی کیا بتائے کہ نور کی کشتی (توفیق الٰہی) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کس

کس راستے سے کس مقام پہ لے گئی اور کہاں اُتارا اور اترنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح چھلانگ لگائی اور نہ صرف دوسروں کی نظر سے بلکہ اپنی نظر سے بھی چھپ گئے یعنی فنائیت تامہ حاصل ہو گئی۔ (چھلانگ لگانے کا مفہوم اس طرح ہے کہ جس طرح نگاہ ایک ہی لمحہ میں آسمان کو دیکھ کر اسی لمحہ واپس آجاتی ہے ہماری نگاہ کی تیزی و پھرتی بعینہ یا اس سے بھی زیادہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے وجود کو عطا فرما دے تو کیا بعید ہے کیونکہ وہ ذات علیٰ کل شئی قدیر ہے)

ے راہوں میں بچھائے دیدہ و دل مشتاق جمال مصطفوی سب ناسوتی سب لاہوتی سب جن و ملک عرشی فرشی
غلمان جھکائے آنکھوں کو حوروں کی صفوں میں بے تابی ہر شی ہے سرور و کیف اثر اللہ غنی ، اللہ غنی

(سکندر سہراب میو)

(۵۳) (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملك مقرب ولا نبی مرسل۔ میرے اور خدا کے درمیان ایک ایسا وقت بھی آیا کہ جس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ حائل ہو سکے اور نہ ہی کوئی نبی رسول۔ دوئی کے ختم ہونے سے یہی مراد ہے کہ ملاقات کے وقت صرف میں ہی تھا اور دوسرا کوئی نہیں تھا یا خدا کی ہستی تھی یا مصطفیٰ کی ہستی تھی) قرب کے محل کے تمام پردوں کو اُٹھا دیا گیا اب آگے کون بتائے کہ کیا ہوا، دوئی کی تو وہاں گنجائش ہی نہیں تھی مگر یہ نہ سمجھنا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی وہاں نہ تھے (دوئی نہ ہونے کا یہ معنی نہیں) ارے خدا کے بندے! آپ تو وہاں ہی تھے۔ آپ ہی کے لیے تو سب کچھ کیا گیا تھا۔

ے نبی ہر ایک تھا تو نے تو دیدار خدا پایا ذبیح اللہ، خلیل اللہ کسی کو لقب فرمایا
تو چوٹی پر جودی کی کسی کو خود ہی پہنچایا محمد کو سر عرشِ بریں خالق نے بلوایا

(رحمت علی جالندھری)

(۵۴) اس گلشن وحدت میں کچھ ایسا منظر دکھائی دیا کہ کلی و غنچہ بھی چٹک کر پھول دکھائی دینے لگے (صوفیاء کی اصطلاح میں یہ توجہ اتحادی کہلاتی ہے جس کی مثال خواجہ باقی باللہ اور نان بائی کا واقعہ بن سکتی ہے اس کا مطلب دو کا ایک ہو جانا نہیں ہوتا بلکہ ایک جیسا ظاہرا دکھائی دینا ہوتا ہے۔ جیسے بندے اور اللہ تعالیٰ کی صفات ظاہراً لفظی اعتبار سے ایک جیسی ہیں مثلاً سمیع، بصیر، مومن، غنی۔ بندہ بھی ہے اور اللہ بھی، اس کے باوجود مگر قدیم و حادث، مستقل، غیر مستقل، ذاتی، عطائی کا فرق اپنی جگہ برقرار رہے گا) کلیوں کے دامن میں بھی پھول کھل اُٹھے اور گلشن مہکنے لگے اور ان کے گریبان کے بٹنوں کی جگہ بھی پھول ہی سجے ہوئے تھے۔

(۵۵) دائرہ و مرکز (دائرے کا سنٹر جہاں پرکار رکھی جاتی ہے) میں (ہم جیسوں کے لیے فرق کرنا مشکل ہو گیا) جدائی و ملاپ والی تمام لکیریں آپس میں مل گئیں کمانیں حیران ہو کر سر جھکائے بیٹھی تھیں اور دائرہ عجیب چکر میں تھا۔ دائرہ سے کائنات مراد ہے اور اس شعر میں علم جیومیٹری کی اصطلاح لیمیٹنگ پوزیشن کے ذریعے بات سمجھانے کی کوشش فرمائی گئی ہے۔

۵۶۔ ایک ایک پردے کے اُٹھنے پر لاکھوں نور کے پردے ظاہر ہو جاتے اور ہر پردہ سے لاکھوں جلوے نمایاں ہوتے۔ کیسی عجیب گھڑی تھی ایسے لگ رہا تھا کہ جدائی و ملاپ جس دن پیدا ہوئے ہیں اس دن سے لیکر آج تک آپس میں نہیں ملے اور اب ملاقات ہوئی ہے تو خوب معانقہ کر رہے ہیں۔ (کتنا واضح شعر ہے کہ اعلیٰ حضرت تو فرما رہے ہیں کہ "وصل و فرقت جنم کے بچھڑے

گلے ملے ہیں'' مگر برا ہو اتعصب اور تنگ نظری کا دشمنانِ اعلیٰ حضرت آپ (رحمۃ اللہ علیہ) پر الزام لگاتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے اللہ اور رسول علیہ السلام کی ''جپھی'' ڈالوادی ہے اور اللہ کا جسم ثابت کر دیا ہے (نعوذ باللّٰہ ، استغفر اللّٰہ ، لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ العلیٰ العظیم ، لعنۃ اللّٰہ علی الکذبین) مگر ان کے اپنے بزرگ (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) خدا کی گود میں بھی بیٹھ جائیں تو کوئی حرج نہیں (دیکھیے سوانح قاسمی ص ۱۳۲، ج ۱)

(۵۷) دریائے وحدت کی موجیں بھی خشک زبانی کی شکایت کر رہی تھیں اور وصل کے پانی کا مطالبہ کر رہی تھیں اور بھنور خود اتنا پیاسا نظر آ رہا تھا کہ پیاس کی شدت سے آنکھوں پہ حلقے پڑ گئے تھے اور آنکھیں دھنسی جا رہی تھیں۔ (مصنف دھماکہ شاید اس شعر پہ تبصرہ کرنا بھول گیا ہے یہاں تو اس کا مقصد بدلو ربھی زیادہ آسانی سے پورا ہو سکتا تھا کہ کہہ دیتا '' دیکھو! احمد رضا نے اللہ کی زبان بھی ثابت کر دی، زبان کا سوکھنا بھی ثابت کر دیا۔ پانی کی شکایت کرنا بھی ثابت کر دیا اور غضب ہو گیا کہ اللہ کو بھنور کہہ دیا اور پھر بھنور کی آنکھیں ثابت کر کے پیاس کی شدت سے ان کا دھنسا اور حلقے پڑ جانا بھی ثابت کر دیا، اس طرح پوری ایک درجن کفر ثابت ہو جاتے۔ (استغفر اللّٰہ ۔ تعالیٰ اللّٰہ عن ذالك علوا کبیرا) دشمنانِ دین کے اس متعصبانہ رویہ کی زہر کی اثر ختم کرنے کے لیے اپنے میٹھے محبوب کے شہد سے زیادہ میٹھے نام کا ورد کریں تا کہ زہر کا اثر ختم ہو جائے اور محبت کی فراوانی میں اگلے اشعار کی شرح شروع کی جائے۔

شہد سے میٹھا محمد نام
مِیم سے ہیں محبوب وہ رب کے — حٓ سے حاکم عجم و عرب کے
دوسری میم سے مالک سب کے — دالؔ سے داتا دونوں جہاں کے
جود ہے اُن کا عام
شہد سے میٹھا محمد نام
مِیم مئے توحید پلائے — حٓ پھر آ کے حق سے ملائے
دوسری میم مراد دلائے — دال بچا کر دوزخ سے
فردوس کا دے پیغام
شہد سے میٹھا محمد نام
مِیم سے ہیں ہر دُکھ کا مداوا — حٓ سے حامی ہر بے چارا
دوسری میم یتیم کا ملجا — اور یہ دال محمد یارو
دور کرے آلام
شہد سے میٹھا محمد نام
مِیم محبت کی لے لایا — حٓ نے حق کا جام پلایا
دوسری میم نے مست بنایا — دالؔ سے دِل میں بشیر کے اُن کی

یاد ہے صبح و شام
شہد سے میٹھا محمد نام (صلی اللہ علیہ وسلم)
(ابوالنور مولانا محمد بشر صاحب کوٹلی لوھاراں)

(۵۸) وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اسی سے اُس کی طرف گئے تھے

(۵۹) کمانِ امکان کے جھوٹے نقطوتم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

(۶۰) ادھر سے تھیں نذرِ شہ نمازیں ادھر سے انعام خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پُر نور میں پڑے تھے

(۶۱) زبان کو انتظارِ گفتن تو گوش کو حسرتِ شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سُنی تھی سن چکے تھے

(۶۲) وہ بُرجِ بطحا کا ماہ پارا بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارا کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

(۶۳) سرور مقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہِ عرب کی
جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

(۶۴) طرب کی نازش کہ ہاں لچکیے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکیے
یہ جوش ضدین تھا کہ پودے کشاکشِ ارہ کے تلے تھے

(۶۵) خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لیے تھے

(۶۶) نبی رحمت شفیع امت رِضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

مشکل الفاظ کے معانی:

٭ اول۔ پہلا ٭ آخر۔ پچھلا ٭ ظاہر۔ واضح، کھلا ہوا ٭ باطن۔ پوشیدہ، چھپا ہوا ٭ جلوے۔ تجلیات ٭ کمان۔ تیر چلانے کے لیے لکڑی کا آلہ ٭ امکاں۔ ممکن ہونا ٭ نقطہ۔ صفر، خط کی انتہا ٭ پھیر۔ چکر ٭ محیط۔ دائرہ ٭ نذر شہ۔ بادشاہ کا

تحفہ * خسروی - شاہی، شاہانہ * گندھ کر - پرو کر * گلوئے پُرنور - نورانی گلا، گردن * برج - گنبد، فضائے آسمان کا بارہواں حصہ * بطحا - وادیٔ بطحا (مکہ مکرمہ) * ماہ پارہ - چاند کا ٹکڑا * بہشت - جنت * سدھارا - روانہ ہوا * خلا - جنت * سرورِ مقدم - آنے کی خوشی * تابشوں - تجلیوں * مہِ عرب - عرب کا چاند * جناں - جنتیں * گلشن - باغ * جھاڑ فرشی - کانٹے دار فرش * کنول - گل نیلوفر * طرب - خوشی و مسرت * نازش - نخرہ * لچکیے - جھکیے، لچک پیدا کیجیے * ہل نہ سکیے - حرکت نہ کیجیے * ضدین - دو مخالف چیزیں * کشاکش - کھینچا تانی، دھکم پیل، پریشانی و تکلیف * اڑہ - لکڑی چیرنے کا آلہ * تلے - نیچے * جلوہ کرنا - دیدار کرانا * چھاؤں - سایہ * تڑکے - اُجالے، سویرے، پو پھٹنا * نبی رحمت - رحمت کرنے والا نبی (آپ نے فرمایا انا رسول الرحمة) * شفیع امت - امت کی شفاعت فرمانے والے * للہ - اللہ کے واسطے * عنایت - مہربانی * خلعتوں - جوڑوں (خلعت کی جمع بمعنی لباس، سوٹ، جوڑا) * واں - وہاں * بٹے تھے - تقسیم ہوئے تھے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۵۸) اللہ تعالیٰ ہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر و باطن ہے اور حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا جلوۂ خاص ہیں تو خدا کا جلوہ خدا کو ملنے جو خدا ہی کی طرف سے زمین کی طرف آیا ہوا تھا (قد جاء کم من اللّٰہ نور) خدا ہی کی طرف چلا گیا۔ اس شعر میں ضمائر کا راجع اور مرجع نہ معلوم ہونے کی وجہ سے بعض لوگوں نے اس پر بھی بڑے اعتراض کر کے آسمان کو سر پہ اُٹھالیا مگر ہماری تشریح پر قارئین کرام نے غور کیا ہوگا کہ اس کو پڑھنے کے بعد کسی قسم کا کوئی سوال ذہن میں پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اگرچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اول و آخر، ظاہر باطن۔ حضور علیہ السلام کی صفات بھی بتائی ہیں اور ہر ایک کی بڑی خوب توجیہ فرمائی ہے۔ جس طرح رؤف و رحیم اللہ و رسول دونوں کے صفاتی نام ہیں اس سے کوئی استحالہ لازم نہیں آتا اسی طرح۔ حضور علیہ السلام مخلوق میں سب سے اول ہیں (اول ماخلق نوری۔ کنت نبیا و ادم بین الماء والطین) آپ تمام انبیاء کرام کے آخر میں تشریف لائے (انا خاتم النبیین)

اپنی عظمت و شان معجزات و کمالات کے لحاظ سے ظاہر و باہر ہیں اور اپنی حقیقت کے لحاظ سے باطن ہیں (یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی) لیکن اصلاً اور حقیقتاً چونکہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں اس لیے شعر میں اسی کے مطابق ہی ترجمہ کرنا زیادہ مناسب لگا اور پھر اس پر اعتراض بھی نہیں پڑتا۔

معراج شریف کے حوالے سے کچھ مواد میں اپنی ڈائری سے اس سے پہلے اس نعت میں پیش کر چکا ہوں باقی جو رہتا ہے وہ بھی انشاء اللہ اس نعت کے اختتام تک آپ پڑھ لیں گے اس وقت میں اپنی ڈائری سے معراج شریف کے حوالے سے چند ایمان افروز نکات جو میں نے زمانہ طالب علمی میں جید علماء کرام سے سنے تھے نکاتِ معراج کے عنوان سے لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہو اس کے بعد تحائف معراج کی ایک تقریر میرے پاس محفوظ ہے اور آخر میں انشاء اللہ معراج شریف کی چند حکمتیں لکھی جائیں گی گر قبول افتد زہے عز و شرف

نکاتِ معراج:

☆ عربی کا محاورہ ہے کل شي یرجع الی اصله۔ ہر شئے اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ درخت سے پھل گرے تو زمین کی طرف کیوں آتا ہے اس لیے کہ اس کی اصل زمین ہے۔ غبارے میں ہوا بھرو تو اوپر کیوں جاتا ہے اس لیے کہ ہوا کی اصل زمین

نہیں بلکہ اوپر کی فضا ہے۔عیسیٰ علیہ السلام اب آسمانوں پہ تشریف فرما ہیں آپ آخر کار زمین پہ ہی تشریف لائیں گے اور شادی کرائیں گے اولاد ہوگی اور وفات کے بعد حضور علیہ السلام کے روضے میں دفن ہوں گے کہ اصل یہی تھی۔ جبریل امین سدرہ سے آگے کیوں نہیں جاسکتے کہ ان کی اصل سدرہ ہے تو محبوب خدا علیہ السلام سدرہ کے اوپر، عرش سے اوپر اور مکان سے اوپر لامکاں میں تشریف لے گئے کیوں کہ آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر بھی نہیں بنا تھا کہ میں اللہ کا نبی تھا، تو ثابت ہوا کہ ہماری اصل خاک ہے اور مصطفیٰ کی اصل نور ہے اور کل شیئ یرجع الی اصلہ۔

☆ معراج و میلاد حضور علیہ السلام کی مبارک زندگی کے دو بڑے ہی درخشندہ پہلو ہیں اوپر جانا معراج۔ نیچے آنا میلاد۔ یوں کہہ لو کہ جب آپ اپنی گنہ گار امت کی بخشش کے لیے بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوئے تو اس کو معراج النبی کہا گیا اور جب بارگاہ رب العزت سے گمراہیوں اور ظلمتوں میں ڈوبی ہوئی خلق خدا کی بگڑی بنانے کے لیے سرزمین عرب میں تشریف لائے تو اس کو میلاد النبی کہتے ہیں، محفل میلاد بھی بابرکت ہے اور جشن معراج النبی منانا اور اس میں حاضر ہو کر ادب و احترام سے بیٹھنے والا بھی بدنصیب اور محروم القسمۃ نہیں ہوگا ان محافل میں ایمان کو جلا اور سینوں کو عشق مصطفیٰ ملتا ہے۔ان میں سے ہر محفل اور ہر پروگرام حضور ہی کی محفل و پروگرام ہے اس لیے کسی نے کہا۔

؎ رسول اکرم کی ہے محفل ادب سے دامن بچھا کے بیٹھو
ہے جن کی محفل وہ آ رہے ہیں دلوں کے رستے سجا کے بیٹھو
سجا لو سارے سوال لب پر درود پڑھ کے شہِ عرب پر
یہی حضوری کا ہے تصور دلوں کو دامن بنا کے بیٹھو

☆ حضور نیچے تشریف لاتے ہیں تو قد جاء کم من اللہ نور۔ کی خوشخبری سنائی جاتی ہے اوپر جاتے ہیں تو سبحن الذی اسریٰ بعبدہ کی آواز آتی ہے کیونکہ ہر آنے جانے والا وہاں تک ہی آجاسکتا ہے جہاں تک آنا جانا ممکن ہو اور جہاں کوئی بھی آجا نہ سکے ہمارے آقا وہاں جاتے بھی ہیں اور پھر وہاں سے آتے بھی ہیں۔

؎ قصر دنیٰ تک ان کی رسائی آتے یہ ہیں جاتے یہ ہیں
انا اعطینٰک الکوثر ساری کثرت پاتے یہ ہیں

☆ سارے لوگ صرف زمین پر ہے آ جا رہے ہیں مگر حضور کبھی زمین پر ہیں تو کبھی آسمان پہ کبھی فرش پہ ہیں تو کبھی عرش پہ کبھی مکان کی سیر کرتے ہیں (من المسجد الحرام الیٰ لمسجد الاقصی) تو کبھی لامکاں کی اور کس شان سے کہ دوزخ کو بجھایا جاتا ہے۔ جنت کو سجایا جاتا ہے۔ نبیوں کو بلایا جاتا ہے، حضور کو سارے نبیوں کا امام بنایا جاتا ہے عرش پہ بلایا جاتا ہے اور دیدار کرایا جاتا ہے۔

؎ نظر والو! ذرا دیکھو محمد کی بلندی کو اُٹھے بیت الحرم سے اور خدا کے نور تک پہنچے

کوئی بھی آتا ہے تو اعلان انسان ہی کرتے ہیں مگر حضور تشریف لاتے ہیں تو خالق فرماتا ہے قد جاء کم من اللہ نور اوپر تشریف لے جاتے ہیں تو جبریل اعلان کرتے ہے۔

؎ کونین کے دولہا آتے ہیں جبریل منادی کرتا ہے آفاق پہ ڈنکا بجتا ہے افلاک میں شہرہ ہوتا ہے

کوئی امریکہ کی سیر کر آئے تو پھولا نہیں سماتا اور پاؤں زمین پر نہیں لگاتا، قربان اس آقا (علیہ السلام) پہ جو عرش کی سیر کر کے آتا ہے اور اس کی عاجزی اور بڑھ جاتی ہے۔

☆ علماء کرام فرماتے ہیں والنجم اذا ھوی میں نجم سے مراد حضور علیہ السلام ہیں اور معنی اس کا بلندی پر دلالت کرتا ہے اسی لیے ذکر معراج کو والنجم سے شروع فرمایا کہ اس میں آپ بلندی کی طرف تشریف لے گئے اور ھوٰی نیچے آنے کا اشارہ دے رہا ہے۔ اوپر جانا معراج ہے اور نیچے آنا میلاد ہے تو گویا کالی رات میں ستارہ بن کر چمکنے والے محبوب کے معراج کی بھی قسم اُٹھائی جا رہی ہے اور میلاد کی بھی۔ تو ان کا آنا بھی بے مثال جانا بھی بے مثال۔

؎ تخلیق کائنات کا شاہکار ان کی ذات کون و مکاں کا نقطۂ پرکار ان کی ذات
رحمت ہیں آپ سارے جہانوں کے واسطے دکھیوں کی غمزدوں کی ہے غمخوار ان کی ذات

(اکرم علی اختر)

سوال: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شرافت واعلیٰ اقدار کے پیکر اتم تھے اور اعلیٰ اقدار اس بات کی اجازت نہیں دیتیں کہ اپنا گھر چھوڑ کر بغیر مجبوری کے کسی کے گھر میں سویا جائے، پھر کیا وجہ ہے کہ معراج کی رات حضور علیہ السلام (ایک روایت کے مطابق) اپنا گھر چھوڑ کر اپنی پھوپھی زاد ام ہانی کے گھر کیوں سوئے؟

جواب: اپنے گھر کی شان یہ تھی کہ

؎ بے اجازت ان کے گھر میں جبریل آتے نہیں

اور اجازت لینے کے لیے آپ کی نیند خراب کرنا بہتر نہ سمجھا گیا اور جبریل نے سرکار کے اپنے گھر کی چھت کو سوراخ کرنا بھی مناسب نہ جانا، لہٰذا معراج کا پورا پروگرام خلط ملط ہو جاتا یہ وجہ تھی کہ ام ہانی کے گھر میں سلایا گیا تا کہ رکاوٹ نہ رہے ورنہ سرکار تو کبھی اپنی پیاری بیٹی فاطمۃ الزہرا کے گھر بھی رات نہ گذراتے

اس لیے سرکار کے سونے اور سُلانے میں بھی حکمتیں ہیں اور جاگنے اور جگانے میں بھی، اگر سونے کا انداز محبوبانہ ہے تو جاگنے کا انداز بھی بے نیازانہ ہے اور وہ کیا ہے؟

؎ ہے یہ معراج کی شب اے مرے سرور جاگو آیا جبریل ہے لینے کو پیمبر جاگو
شمع کا نور لیے در پہ ہیں حاضر ملکوت خلق کے راہنما ہادی و رہبر جاگو
منتظر دید کا ہے آج خدا وندِ جہاں چل کے دکھلا دو ذرا روئے منور جاگو
حورین جنت کی ہیں مشتاق لقائے احسن اے شہ حسن اُٹھو ساقیٔ کوثر جاگو
خواب راحت سے جگاتا ہے تمہیں یہ خادم نرگسیں چشم کرو وَا گلِ خوشتر جاگو
چل کے بخشش کرو امت کی بلاتا ہے کریم یہ شب قدر ہے اے شافع محشر جاگو
لایا جنت سے ہوں راہوار سواری کے لیے برج خوبی کے درخشندہ اختر جاگو

☆ مہمان اگر کوئی عام سا ہو تو صرف پیغام بھیجا جاتا ہے کہ فلاں دن ہمارے ہاں آجانا، کوئی خاص مہمان ہو تو ساتھ تاکید کی جاتی ہے کہ وہ کہہ رہے تھے ضرور آنا، اس سے بھی خاص ہو تو کارڈ وغیرہ چھپوا کر دعوت نامہ بھیجتے ہیں، مزید خاص ہو تو کسی معزز نمائندے کو بھی بھیجا جاتا ہے اور اخص الخواص ہو تو ساتھ سواری بھی بھیجتے ہیں اور خود چل کر اس کا استقبال بھی کرتے ہیں مگر دنیا میں ایک مہمان ایسا بھی ہوا ہے کہ جس کے لیے یہ سارے ہی طریقے اکٹھے اپنائے گئے معزز نمائندے سید الملائکہ کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ ان اللّٰہ قد اشتاق الی لقائك یا رسول اللّٰہ ۔ سواری بھی بھیجی پہلے براق پھر رفرف بھیجا پھر ایک مقام آیا کہ فرمایا گیا قف یا محمد ان ربك یصلی (الیواقیت والجواہر للشعرانی) اور صحیح بخاری میں ہے ثم دنی الجبار رب العزۃ ۔ اے پیارے اب تو ٹھہر جا تیرا رب (تیرے اوپر درود بھیجتا ہوا) قریب ہو رہا ہے ۔ (اپنی شان کے مطابق)

جو جلوہ نما ہوئے شاہِ دو عالم	بسجدہ جھکے سب ملائک بھی یک دم
خود عزت کو قریب ہوا خدائے دو عالم	اور حوروں کے لب پہ ترانہ تھا اک دم
یا نبی سلام علیک یارسول سلام علیک	یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک

(میاں خاں خادم)

☆ راتیں بھی دو ہیں ذاتیں بھی دو ہیں اور باتیں بھی دو ہیں ایک رات معراج والی ایک رات ہجرت والی ۔ ایک بات فرش سے عرش پہ جانے کی اور ایک بات مکہ سے مدینہ میں جانے کی ۔ ایک ہجرت کا ساتھی (صدیق) ہے اور ایک معراج کا ساتھی (جبریل) ہے ہجرت کا ساتھ خاکی ہے اور معراج کا ساتھی افلاکی ہے ۔ ایک سدرہ سے چلا ایک مکہ سے چلا ۔ وہ فرشتوں (نوریوں) کا سردار یہ صحابہ (خاکیوں) کا سروار ۔ نوریوں کا سردار معراج کی رات چل کر آیا نبی کے در پر اور ہجرت کی رات خود نبی چل کر گیا صدیق کے دروازے پر ۔ وہ سواری لے کر آیا یہ سوار بن کے گیا ۔ وہ سدرہ تک گیا یہ روضہ تک گیا ۔ وہ موڑ تک گیا یہ توڑ تک گیا ۔ گویا سدرہ جبریل کے لیے سدرہ بن گیا اور نبی کا حجرہ صدیق کے لیے چشم براہ بن گیا ۔

☆ معراج شریف سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء کرام کو قبروں میں پتہ ہوتا ہے کہ باہر کیا ہو رہا ہے کیونکہ تمام انبیاء کرام کو پتہ چل گیا کہ آج حضور علیہ السلام مسجد اقصیٰ میں تشریف لا رہے ہیں، اس وقت آپ پہنچیں گے ۔ اس وقت نماز ہوگی ۔ اس طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے زمانے میں صرف غلامی مصطفیٰ اور شریعت اسلام میں ہی نجات ہے کیونکہ تمام نبیوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شریعت کے مطابق ہی نماز ادا فرمائی ورنہ لتو منن بہ ولتنصرنہ پہ عمل کیسے ہوتا ۔

چرچا ہے جن کے نام کا دونوں جہاں میں	الفت ہے میرے دل میں اسی نامدار کی
رہتا ہے ان کے نام کا تصور جو ہر گھڑی	رحمت ہے مجھ پہ خاص یہ پروردگار کی

(شفیع مجبور)

☆ باپ اپنے بیٹے کو کہتا ہے، پیارا اپنے پیارا کو کہتا ہے میں تجھے مری کی سیر کراؤں گا، گلگت کی سیر کراؤں گا فلاں مقام کی سیر کراؤں گا ۔ رب نے فرمایا میں اپنے محبوب کو فرش کی بھی سیر کراؤں گا عرش کی بھی ۔ زمین کی بھی آسمان کی بھی، مکان کی بھی لامکاں بھی سدرہ بھی دکھاؤں گا، جنت بھی، غلمان و رضوان بھی دکھاؤں گا اور حوریں بھی سبحن الذی اسری بعبدہ ۔

باپ کہتا ہے میں اپنے بیٹے کو اچھے سکول میں داخل کراؤں گا ۔ خدا نے فرمایا میرے نبی کے ماں باپ تو فوت ہو گئے ہیں مگر

میں تو ہوں حتی لا یموت میں اپنے محبوب کو خود پڑھاؤں گا الرحمن علم القران اور ایسا کہ وعلمك ما لم تكن تعلم۔

ماں کہتی ہے میرا بیٹا بولتا ہے (چاہے کیسا ہی بولے) تو ایسے لگتا ہے جیسے پھول جھڑ رہے ہیں۔ خدا فرماتا ہے میں اپنے محبوب کے بولوں کی قسمیں اُٹھاتا ہوں۔

وقيله يارب ان هولاء قوم لا يومنون۔ (القران)

بیٹا اگر کبھی نماز لمبی کر دے تو ماں تڑپ جائے، میرا چاند تھک گیا ہوگا۔ سوچا! خدا کا محبوب نماز لمبی کرے تو آیتیں نازل ہوں جن میں خدا فرمائے یاایها المزمل قم اليل الا قليلا۔ اے محبوب قیام تو کر مگر اتنا نہیں کہ تو تھک جائے بلکہ آرام بھی کیا کر۔

ماں سوئے ہوئے بچے کو اُٹھائے تو پیارے سے کہے! اُٹھ میرے لعل۔ رب اپنے محبوب کو اُٹھائے تو فرمائے یا ایها المدثر قم فانذر۔ اُٹھ اے میرے چادر والے محبوب لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلا۔

ماں بچے کو کہتی ہے میں تیرا چہرہ دیکھتی ہوں تو خوش ہو جاتی ہوں، رب اپنے محبوب کو فرمایا قد نرىٰ تقلب وجهك .... ترضها۔ اے پیارے میں خوش ہو کر تیرا چہرہ دیکھتا ہوں۔ ماں اپنے بیٹے کے کبھی رخسار کو پھول سے تشبیہ دے کبھی آنکھوں کی تعریف کرے کبھی بالوں کی۔ رب اپنے محبوب کی آنکھوں کو ما زاغ البصر فرمائے۔ چہرے کو والضحیٰ کہے۔ زلفوں کو والیل کہے سینے کو الم نشرح لك صدرك فرمائے۔

ماں کہے میرا بس چلے تو میں تجھے ساری دنیا کی حکومت و دولت دے دوں خدا فرمائے میرا بس چلتا ہے اور انا اعطينك الكوثر میں نے اپنے حبیب کو ساری بھلائیاں عطا فرما دی ہیں۔

ماں کہے میرا بیٹا کیسی پیاری گفتگو کرتا ہے رب فرمائے وما ينطق عن الهوىٰ میرا محبوب وہی بولتا ہے جو میں چاہتا ہوں۔

ماں کہے جس راہ سے میرا چاند گذرے میں اس راہ پہ قربان ہو جاؤں خدا فرمائے لا اقسم بهذا البلد۔ جن راہوں سے میرا محبوب گذرے میں ان راہوں کی قسمیں کیوں نہ یاد فرماؤں۔

جو نور ازل طور ابد ہیں وہ محمد ﷺ — بندوں میں جو رحمت کی سند ہیں وہ محمد ﷺ
جو منزل تنزیل حمد ہیں وہ محمد ﷺ — جو عالم تخلیق کی حد ہیں وہ محمد ﷺ
مانند خدا اپنا مماثل نہیں رکھتے — حد یہ ہے کہ یہ ظلِ خدا، ظل نہیں رکھتے

☆ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک خطبۂ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

خاتون جنت نے حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ معراج شریف کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ سے کیا کیا باتیں ہوئیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کی چند شکائتیں کی ہیں:۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: رزق میں دیتا ہوں اور یہ کہتے ہیں کہ اپنی محنت سے کمایا ہے۔

(۲) جنت ان کے لیے بنائی گئی ہے مگر یہ اُدھر توجہ ہی نہیں کرتے۔

(۳) دوزخ ہم نے آپ کے دشمنوں کے لیے بنائی مگر آپ کے امتی دوزخ میں جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

(خطبات شیر ربانی ص ۱۱۸)

اس لیے تو امت کی فکر میں سرکار روتے رہتے اللہ تعالیٰ کبھی لیغفر لک اللّٰہ فرما کر خوش فرماتا کبھی طٰہٰ ما انزلنا الیک القران لتشقیٰ۔ فرما کر پیار فرماتا (یاد رہے کہ طٰہٰ کے چودہ عدد ہیں اس سے اشارہ ملتا ہے کہ میں نے اپنے محبوب کو چودہ طبق عطا فرما دیے) اس پر محبوب نے اپنے رب کا شکر ادا کرتے کرتے رو رو کر قیام کر کے اپنے قدم سوجھا لیے جب عرض کیا گیا کہ آپ اس قدر کیوں مشقت اُٹھاتے ہیں تو فرمایا افلا اکون عبدا شکورا۔ میں اپنے رب کا شکر گذار بندہ کیوں نہ بنوں۔ پھر مرتبہ اور بڑھا تو معراج پہ بلا کر دیدار کرا دیا کہ اے امت کی فکر میں اپنی آنکھوں کو رو رو کر بے آرام کرنے والے محبوب آ تجھے ایسا نظارہ دکھاؤں کہ تیری آنکھوں کو سکون و آرام مل جائے گا۔

؎ ادھر مصطفیٰ کی ثنا ہو رہی ہے نماز عاشقوں کی ادا ہو رہی ہے
فلک پر فرشتے ہیں سرخم زمیں پہ خدا کی خدائی فدا ہو رہی ہے

☆ شیخ نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمۃ سے بعض منکروں نے سوال کیا کہ آسمان کے تو دروازے نہیں (حالانکہ دروازوں کا ذکر قرآن وحدیث میں موجود ہے ابواب السماء) پھر تمہارے رسول عرش پہ کیسے چلے گئے؟ فرمایا! مجھے کمرے میں بند کر کے تالے لگا دو انہوں نے ایسا ہی کیا آپ بغیر دروازہ کھولے کمرے سے باہر تشریف لے آئے اور فرما۔ میرے نبی بھی ایسے ہی اوپر چلے گئے۔ فرمایا یہ طور کی بات نہیں دور کی بات ہے، موسیٰ کی بات نہیں حضور کی بات ہے۔ یہاں اعتراض کی گنجائش نہیں کیوں کہ یہ خدا کے نور کی بات ہے۔

؎ در مصطفیٰ سنگ موسیٰ نہیں ہے یہاں لن ترانی کا جھگڑا نہیں ہے
رکے شاہ تو پردے سے آواز آئی تو اور آگے آ تجھ سے پردہ نہیں ہے
کہا پھر تو آغوش رحمت میں لیکر جو تیرا نہیں ہے وہ میرا نہیں ہے

سکھوں کے پیشوا بابا گرونانک نے اس سوال کا یوں جواب دیا۔

؎ مخالف کہتے ہیں کیونکر نبی افلاک پر پہنچے فلک کا در نہیں کیسے وہ عرش پاک پر پہنچے
انہیں کہہ دو کہ حائل نور کو نہیں دیوار ہوتی ہے نظر شیشے پہ پڑتی ہے تو فوراً پار ہوتی ہے

☆ سیر و سفر میں فرق ہوتا ہے سفر میں مشقت ہوتی ہے ولو کان میلا اگرچہ میل بھر کا ہو، سیر میں راحت ہوتی ہے اگرچہ سو میل کا سفر ہو۔ سفر سوتے میں بھی ہو سکتا ہے، سیر ہمیشہ جاگتے ہی ہوتی ہے اور روح مع الجسد کو ہوتی ہے اسی لیے براق لایا گیا خالی روح کے لیے براق کی ضرورت نہ تھی۔ اگر روحیں بھی سفر کرتی ہوتیں جیسے جسم کرتے ہیں تو تو پی۔ آئی۔ اے۔ والے مہینے بعد آپ کے پاس آجایا کریں کہ تمہاری روح نے ہمارے جہاز پہ لندن کا سفر کیا ہے۔ لہٰذا کرایہ نکالو۔

ہاں مگر سفر کیسا تھا (تھی تو سیر مگر کبھی سیر کو سفر کہہ لیا جاتا ہے کہ ظاہری شکل ملتی جلتی ہے) اپالو الیون (جنہوں نے تسخیر ماہتاب کا معرکہ سر کیا) کا بیان ہے کہ ہم نے چاند کے قریب جا کر چوبیس گھنٹوں میں سولہ مرتبہ چاند کو طلوع و غروب ہوتے دیکھا۔ حالانکہ چاند تو پہلے آسمان سے بھی نیچے ہیں تو ان منکروں کے لیے ایک دن کے سولہ دن بن گئے۔ تو خدا کے محبوب جو عرش معلیٰ سے بھی اوپر تشریف لے گئے ان کے لیے اگر رات کا تھوڑا سا حصہ اٹھارہ سال بن جائے تو کیا بعید ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا

امتی آنکھ جھپکنے کی دیر میں مہینوں میں ہونے والا کام کرسکتا ہے جیسا کہ قرآن پاک سورہ النمل میں تخت لانے کا واقعہ ہے تو محبوب خدا ایک لمحے میں کروڑوں میل کا سفر بھی کر سکتے ہیں۔

حضرت عزیز علیہ السلام کے لیے سو سال ایک دن یا آدھا دن بنا دیا جیسا کہ سورہ بقرہ میں ہے (**او کالذی مر علی قریۃ**) اصحاب کہف کے لیے تین سو نو سال **یوما او بعض یوم** ہوگئے۔ یعنی ایک دن یا آدھا دن۔ تو محبوب کے لیے کیا کچھ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ رات محبوب کو خوش کرنے کی رات ہے۔

جس رات محبوب ومحب ہم کلام ہوئے۔ محبوب نے یوں عرض کیا۔

شہ نے کی عرض امت گناہ گار ہے ۔۔۔ بخش دے میرے مولیٰ تو غفار ہے
ہے آتا تجھے مجھے پہ گر پیار ہے ۔۔۔ تو پھر روز جزا آج کی رات ہے

خدا نے یوں جواب ارشاد فرمایا:

وقت ہو گا کہ دیکھیں گے سارے نبی ۔۔۔ ہو گی تیری شفاعت پہ رحمت میری
بخش دوں گا قیامت کو امت تیری ۔۔۔ تجھ سے وعدہ میرا آج کی رات ہے

☆ جیسا دیس ویسا بھیس، جس عالم میں حضور علیہ السلام تشریف لے گئے وہی رنگ آپ پہ چھا گیا زمین (عالم بشریت) پہ رہے تو بشریت غالب نورانیت مغلوب، عالم نورانیت میں تشریف لے گئے تو بشریت مغلوب ہوگئی اور نورانیت ایسی غالب ہوئی کہ جبریل بھی ساتھ پرواز کرنے سے معذرت کر بیٹھا (اہل محبت فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام کو بھی حضور کے اصل مقام کا پتہ سدرہ پہ جا کر ہی چلا اور اس وقت کہ جب جبریل کے ہاتھوں دامنِ مصطفیٰ جاتا رہا ورنہ عرض کر دیتے کہ آقا اگر میں نہیں جاسکتا تو آپ تو لے جاسکتے ہیں اگر آپ کے جسم اقدس کے ساتھ لگ کر کپڑے جاسکتے ہیں، آپ کے قدموں میں آکر نعلین جاسکتی ہے تو آپ کا دامن تھام کر جبریل کیوں نہیں جاسکتا) چنانچہ سرکار کے فرمان **رایت ربی فی احسن صورۃ** کا ایک تو یہ معنی ہے کہ میں نے اپنے رب کو بہت اچھی صورت میں دیکھا جبکہ دوسرا معنی اس کا یہ کیا گیا ہے کہ اللہ تو صورت وشکل سے پاک ہے اس سے مراد حضور علیہ السلام کی صورت ہے اب مطلب یہ ہوگا کہ میں نے اپنے رب کو جب دیکھا تو اس کے انوار وتجلیات مجھ پہ اس قدر برس رہے تھے کہ میری صورت اس وقت بہت ہی خوبصورت تھی۔ اللہ اکبر پہلے کیا کم خوبصورت ہیں کہ ہر کوئی بن دیکھے فدا ہو رہا ہے۔ سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں ۔۔۔ جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں ۔۔۔ جس شان توں شاناں سب بنیاں

سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک

کتھے مہر علی کتھے تری ثنا ۔۔۔ گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

☆ بعض اہل عشق نے معراج کی رات چھت کو سوراخ کرنے کی یہ توجیہ فرمائی ہے کہ محبوب کی آنکھ کھلے تو سیدھی آسمان پہ

جائے اور خدا کی رحمت چھم چھم برسے تو مصطفیٰ کے رُخ والضحیٰ پہ برسے

؎ وہ مجھے دیکھ لے میں اسے دیکھ لوں دیکھنے کا مزہ آج کی رات ہے

اور

؎ اصل نماز ہے یہی روح نماز ہے یہی میری نظر میں تو رہے تیری نظر میں میں رہوں

☆ حضرت موسیٰ کلیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کی معراج ہوئی تو سلسلہ کلام کا آغاز خدا نے یہ کہہ کر فرمایا **وما تلك بيمينك يا موسىٰ** ۔ اے پیارے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ جس کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا **هي عصاى** .... جبکہ حبیب اللہ علیہ السلام کو اللہ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا تو سلسلہ کلام کا آغاز حضور نے خود کیا اور عرض کیا۔ **التحيات لله والصلوة والطيبٰت** جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا **السلام عليك ايها النبى** .... شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ قرآن پاک میں موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کی معیت کا ذکر فرمایا تو اپنا نام پہلے لیا **ان معى ربى سيهدين** ۔ اور رب کا بعد میں۔ جبکہ اللہ کے حبیب علیہ السلام نے غارِ ثور میں جب معیت الٰہی کا ذکر فرمایا تو پہلے اللہ کا نام لیا اور پھر اپنا **ان الله معنا** ۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

سبحان اللہ! پھر شان بھی تو اسی حساب سے ہی ملے گی ناں کہ رب نے بیت المقدس میں نبیوں سے حضور کی عظمت کے خطبے پڑھائے سدرۃ المنتہیٰ پہ فرشتوں سے سلام کروایا اور لامکاں پہ خود فرمایا **السلام عليك ايها النبى** ۔

اور یاد رکھو! کہ ہماری نماز بھی تبھی معراج المومنین بنے گی کہ جب آقا علیہ السلام پر سلام عرض کیا جائے گا اور حاضر و ناظر سمجھ کر پڑھا جائے گا۔ **السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته**۔

جبکہ کئی نام نہاد مسلمان کہتے ہیں کہ حضور کا خیال آجائے تو نماز ہی نہیں ہوتی حالانکہ ہماری آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر سلام پڑھے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں، ہمارے اور ان کے عقیدے میں فرق یہ ہوا کہ وہ نبی کو اپنی عبادت سے نکال کر سمجھتے ہیں ہم عبادت گذار ہیں جبکہ ہم حضور کے دامن کو تھام کے عبادت کرتے ہیں۔ یہ امتی ہو کر صلوۃ وسلام کے بارے میں شک کرتے ہیں بلکہ انکار کرتے ہیں اور مسجد اقصیٰ میں سارے نبی حاضر ہو کر ہمارے نبی پہ سلام پڑھ رہے ہیں۔

؎ حبیب آپ پر ہزاروں درود وسلام سب رسولوں کے سرور انبیاء کے امام
شب معراج کا مقصد حقیقتاً ہے یہ عرش والے بھی دیکھیں حبیب رب کا مقام

(عظمت غوری)

☆ اللہ نے **مازاغ البصر** فرما کر محبوب علیہ السلام کو سر کی آنکھوں سے اپنا دیدار کرانا ثابت فرمادیا۔ **ماكذب الفواد مارای** کہہ دل کی تصدیق کا تذکرہ کردیا اور **نزلة اخرىٰ** فرما کر بار بار دیکھنے کا ذکر فرمادیا **ثم دنىٰ** کہہ قرب صفات کو بیان کردیا اور **فتدلىٰ** فرما کر قرب ذات کی بات کی ہے اپنے محبوب کے ہر ہر لطیفہ کو معراج کی شان سے نوازا۔ لیکن چونکہ اتنے قربوں کے بعد سلسلہ قرب کا منقطع ہونا محبوب کو بھی برداشت نہ تھا اور حکم خداوندی بھی تھا **وللاخرة خير لك من الاولىٰ** ۔ تو فرمایا محبوب معراج کے بعد جب بھی اس قرب کی لذت لینا چاہو تو زمین پہ نمازوں کا تحفہ لے جاؤ تا کہ امتی پوچھیں کہ یارسول اللہ خود تو معراج کر آئے

ہوہم نے اگر معراج کی لذت چکھنی ہوتو کیا کریں تو ان کو فرمادو الصلوۃ معراج المومنین اور خود تجھے اے محبوب! اس قرب خاص کی یاد ستائے تو ارحنا یا بلال فرما کر نماز شروع کر دیا کر۔ یہ مزے نماز میں ہی عطا کر دوں گا۔ اسی لیے تو ہم کسی شئے کو دیکھ کر سبحان اللہ کہتے ہیں کیونکہ ہم انجام سے ناواقف ہیں اور اللہ سفر معراج شروع کرنے کے ساتھ ہی فرما رہا ہے سبحن الذی اسریٰ بعبدہ کیونکہ وہ تو پہلے ہی جانتا ہے کہ اس سیر کے نتیجے میں میری مخلوق کو خیر ہی خیر ملے گی۔

؎ آنکھوں کے عین سامنے کوئے حبیب ہو — یارب ہماری موت کا جب دن قریب ہو
تربت میری حضور کے در کے قریب ہو — یارب تیری جناب میں مسلم کی ہے دعا

(مسلم اویسی)

☆ زمانہ کیا ہے الزمان مقدار الحرکۃ یعنی فلک الافلاک یا عرش کی حرکت زمانہ ہے اور ہمارے آقا تو عرش سے بھی اوپر تشریف لے گئے حرکت بھی نیچے رہ گئی اور متحرک بھی اور ۔ ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے۔

مکان کیا ہے جسم حاوی کی سطح باطن جسم محوی کی سطح ظاہر سے مس کرے اور یہاں عالم یہ ہے کہ حاوی بھی نیچے، محوی بھی پاؤں کے نیچے اور

؎ ماہ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے

اور نبی علیہ السلام کا مکان بھی اپنا ہے اور مقام بھی اپنا ہے اسی لیے نبی کا ایک معنی ہے النبی ! المکان الواضح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مکہ مدینہ کی گلیوں میں پھرایا، حضرت عبداللہ و مائی آمنہ رضی اللہ عنہما کا بیٹا بنایا۔ حلیمہ سعدیہ کا دودھ پلوایا تا کہ نبی علیہ السلام خدا نہ کہا جائے اور لامکاں پہ بلایا عرش پہ بٹھایا، السلام علیك ایھا النبی فرمایا اور بے پردہ اپنا دیدار کرایا تا کہ محبوب کو خدا سے جدا بھی نہ سمجھیں اور اپنی طرح بھی نہ سمجھیں۔

؎ زمیں پہ روضہ ہے عرش تک رسائی ہے — نبی کی شان ہے یا شان کبریائی ہے
انہیں کے نور سے تاروں میں روشنائی ہے — چمک بلال نے روئے نبی سے پائی ہے (نذیر اویسی)

سرکار مدینہ علیہ السلام کی خوبیاں و کمالات اتنے زیادہ ہیں کہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پر صلوۃ کیسے بھیجتا ہے؟ صلوۃ اللّٰہ ثناء ہ علیہ عند الملائکۃ (ابوالعالیہ) کہ فرشتوں کے سامنے اپنے محبوب کی خوبیاں بیان فرماتا ہے اور اس کے لیے یصلون کا صیغہ بھی مضارع کا ارشاد فرمایا مطلب یہ ہے کہ وہ بیان فرماتا ہی رہتا ہے۔

☆ ہم اپنی طرف سے کوئی کام کریں تو بدعت بنے نبی کرے تو سنت بنے، ہم مسجد میں بھی جوتا اتار کے جائیں نبی عرش پہ بھی جوتا پہن کے جائیں، ہم سو جائیں وضو جاتا رہے نبی سو جائیں وضو قائم رہے، ہماری نیند میں خواب ہو نبی کی نیند میں اللہ سے سوال و جواب ہو۔ ہم تھوکیں وبا پھیلے نبی تھوکے شفا پھیلے ہم کسی سے ملیں تو ملاقات بنے نبی خدا سے ملیں تو معراج کی رات بنے۔

آدم نہ تھے تو آدمی نہ تھا، حضور نہ تھے تو کچھ بھی نہ تھا، کائنات کی ابتدا حضور سے ہوئی (اول ما خلق اللّٰہ نوری) خدا تھا مگر خالق و معبود تب ہو جب محبوب کو بنایا، حضور کی ذات خدا کی پہچان کا سبب بنی (ھو الذی ارسل رسولہ) جب محبوب خدا کے بغیر خدا کو کوئی جانتا پہچانتا نہ تھا تو ہمیں کون جانے گا اگر ہم نے دامن مصطفیٰ چھوڑ دیا۔ ہم سب کی عزت حضور علیہ السلام کے دم

قدم سے ہے۔

آبروئے ماز نام مصطفیٰ است

☆ بعض لوگ انبیاء کرام کا مسجد اقصیٰ میں تشریف لے جانا عقیدۂ حیات النبی اور عقیدۂ حاضر ناضر کے ڈر سے تو انکار کر دیتے ہیں یا کوئی نہ کوئی تاویل کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ بات ماننے میں ان کو کوئی جھجک نہیں کہ اشرف علی تھانوی صاحب کے پر دادا محمد فرید ایک بارات کے ساتھ جا رہے تھے کہ ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور محمد فرید مارے گئے ساتھیوں نے وہیں دفن کر دیا، رات ہوئی تو محمد فرید مٹھائی کا ڈبہ لیکر اپنے گھر آ گئے اور بیوی (جو بیوی سے بیوہ ہو چکی تھی) کو فرمایا کہ اگر کسی کو نہیں بتاؤ گی تو روزانہ آیا کروں گا اور مٹھائی بھی لایا کروں گا۔ بیوی کی قسمت خراب کہ اس سوچ میں پڑ گئی کہ لوگوں کو پتہ چل گیا کہ روزانہ مٹھائی آتی ہے تو کیا کہیں گے چنانچہ بتا دیا اور فیضان بند ہو گیا (اشرف السوانح)

تو اگر آپ کے پر دادا بیوی کو ملنے کے لیے مرنے کے بعد آ سکتے ہیں تو انبیاء کرام محبوب خدا کو ملنے کے لیے مسجد اقصیٰ میں کیوں نہیں آ سکتے اور آسمانوں پہ کیوں نہیں جا سکتے۔

☆ جبریل امین سرکار کی بارگاہ میں رہنمائی کے لیے نہیں گدائی کے لیے حاضر ہوا کیونکہ رہنما کے پاس تو چل کے خود جانا پڑتا ہے نہ یہ کہ وہ چل کے آئے اور قدم چوم کے جگائے اور پھر راستے میں چھوڑ کر واپس چلا آئے اور جب آسمان کا دروازہ کھٹکھٹائے تو آگے سے پوچھنے والا سوال فرمائے، کہ تو کون ہے تو جواب میں جبریل نہ فرمائے انا جبریل حالانکہ تعارف عموماً ایسے ہی کروایا جاتا ہے۔ اے جبریل تو نے انا جبریل کی بجائے صرف جبریل کیوں کہا؟ فرمایا انا کا معنی ہے ''میں'' ایک نے پہلے اللہ کے سامنے کہا تھا ''انا خیر منہ'' میں تو اس کا انجام نہیں بھولا اب بارگاہ مصطفیٰ میں میں بھی انا کہوں (اسےتھے میں آ کھ کے مرنا اے؟) (یہ در مصطفیٰ ہے اس دروازے سے پہلے صرف حضور نے ہی گذرنا تھا)

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیدار کی تمنا کرنے پر فرمایا لن ترانی کہ اے موسیٰ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا پھر ساتھ فرمایا لیکن پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا فسوف ترانی۔ تو تو عنقریب مجھے دیکھ لے گا اس کا مطلب یہ تھا کہ اے موسیٰ براہ راست تو تو میرا جلوہ نہیں دیکھ سکتا، پہاڑ کے ذریعے تھوڑا سا پردہ ہٹاتا ہوں تو تجھے تیرا سامان مل جائے گا ورنہ جو تو نے مانگا ہے وہ تو تیرے بس سے باہر ہے لیکن میں پھر بھی بالکل محروم نہیں رکھوں گا۔

معراج کی رات کا مکالمہ:

اللہ! یا محمد انت اللیلۃ ضیفنا فما ذا ترید؟ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آج کی رات تو ہمارا مہمان ہے مانگ کیا مانگتا ہے؟

محمد! کل ما جرت بہ علی الانبیاء قبلی۔ اے اللہ جو مجھ سے پہلے نبیوں کو دیا ہے مجھے بھی دے دے، ماعرفناك حق معرفتك اے اللہ ہم تیری پہچان کا حق نہیں ادا کر سکے۔

اللہ! اتدری این انت اے محمد! کیا تو جانتا ہے کہ تو کہاں ہے؟

محمد! انت اعلم! یا اللہ تو ہی بہتر جانتا ہے۔

اللہ! اما وراء مقامك لمخلوق ونقلتك من عالم الی عالم۔ میں تجھے سب مخلوق سے اوپر لے آیا ہوں اس

سے اوپر کوئی مخلوق نہیں۔

یا محمد انا وانت وماسویٰ ذلك خلقته لا جلك ۔ میں ہوں اور تو ہے باقی جو کچھ ہے وہ سب کچھ میں نے تیرے لیے ہی بنایا ہے۔

محمد ! انت وانا وماسویٰ ذلك ترکت لا جلك ۔ اے اللہ! تو ہے اور میں ہوں۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے میں نے تیری خاطر چھوڑا۔

اللہ! تیری امت کی اطاعت میری رضا سے ہے، تھوڑی بھی کرے گی تو قبول کرلوں گا اور اس کے گناہ میری تقدیر سے ہوں گے "اگرچہ بسیار باشند عفو کنم کہ رحیمم" معاف کردوں گا کیونکہ میں رحیم ہوں۔ السلام علیك ایها النبی ورحمة وبرکاته۔

محمد! اے اللہ تو نے آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ حوا کو ان کی بیوی بنایا پھر ان کو عزت سے جنت میں ٹھہرایا۔

اللہ: یا محمد ! لو لا انه اشرق نور سرّك ما قلنا للملئکة اسجدوا لادم۔ اے محمد! اگر تیرا نور اس کی پیشانی میں نہ چمکتا ہوتا تو میں فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم کبھی نہ دیتا۔ مانگ کیا مانگتا ہے (سل ماترید)

محمد! ما الذی اسالك وقد جعلت ادریس نبیا و رفعناه مکان علیا ۔ اے اللہ میں تجھ سے کیا مانگوں؟ تو نے حضرت ادریس علیہ السلام کو نبی بنایا اور ان کو بلند مقام پہ بٹھایا۔

اللہ! انما رفع ادریس الی السماء لینظر الیك ویسیر بین یدیك ۔ اے محمد! میں نے ادریس کو بلند مقام پہ اس لیے بٹھایا تا کہ وہ تجھے (معراج کی رات) دیکھ سکے اور تیرے آگے آگے چلے۔

محمد! اے اللہ تو نے نوح علیہ السلام کو کشتی کے ذریعے طوفان سے نجات بخشی۔

اللہ! لو لا اقسم علینا بجمالك ما نجی ۔ اے پیارے! اگر وہ تیرے حسن و جمال کی قسم مجھے نہ دیتا تو نجات نہ پاتا۔

محمد! اے اللہ! تو نے ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو گلزار فرمایا۔

اللہ! لو لا انه اشرق نور وجهك الکریم ما نجا من نار النمرود ۔ اے پیارے! اگر تیرے بابرکت چہرے کا نور اس پہ نہ چمکتا تو ابراہیم نمرود کی آگ سے نہ بچ سکتا۔

محمد! کلمت موسی علی جبل طور ۔ اے اللہ! تو نے موسیٰ علیہ السلام سے طور پہ کلام فرمایا۔

اللہ! کلمتك علی بساط النور۔ اے پیارے! اگر میں نے موسیٰ سے طور پہ کلام فرمایا ہے تو تجھ سے بساط نور (عرش معلی) پہ کلام کر رہا ہوں اس سے پردے میں کلام کیا خوطبت بالمشاهدة۔ تجھ سے پردے اٹھا کے کلام کیا۔ اس کو لن ترانی کہا تجھے آ "جانی" کہا۔

محمد! اعطیت ادم الجنة ۔ اے اللہ تو نے آدم علیہ السلام کو جنت عطا فرمائی۔

اللہ ۔ اعطیته ثم عزلته عنها واعطینك ولا اعزلكم عنها ۔ اس کو جنت دی پھر لے لی، تجھے دوں گا تو واپس نہ لوں گا۔

محمد! انجیت یونس من ثلث ظلمات۔ تو نے یونس علیہ السلام کو تین اندھیروں (رات، مچھلی کا پیٹ، سمندر کی

گہرائی) سے نجات دی۔

اللّٰہ ۔ انجی امتك من ظلمة القبر و ظلمة القیا مة و الصراط اے پیارے! تیری امت کو بھی تین ظلمتوں سے نجات دوں گا۔ قبر کے اندھیرے قیامت وپلصراط کی ظلمت سے۔

محمد اان ربی استشارنی فی امتی ماذا افعل قلت عبادك فقال انی لن اخزیك فی امتك ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میرے اللہ نے میرے ساتھ میری امت کے بارے میں مشورہ کیا! تو میں نے عرض کیا! یا اللہ! میرے امتی تیرے ہی بندے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے پیارے! میں تجھے تیری امت کے بارے میں رسوانہیں کروں گا۔ (جل جلالہ ۔صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک روایت میں ہے اللہ نے فرمایا ستر ہزار کو بغیر حساب بخش دوں گا میں نے عرض کیا! تھوڑے ہیں، فرمایا! اچھا ان ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار (احیاء العلوم)

ستر ہزار کا عدد عربی میں کثرت کے لیے بولا جاتا ہے یعنی اس میں ستر کروڑ ستر ارب اور ستر کھرب بھی ہو سکتے ہیں۔

انجم کے معانی:

☆ نجم کے معنی "اصل" بنیاد۔ چنانچہ جس حدیث کی کوئی بنیاد نہ ہو اس کے بارے میں محدثین فرماتے ہیں **ھذا الحدیث لا نجم لہ۔ یعنی لا اصل لہ۔**

امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ کی تفسیر میں نجم سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام اصل کائنات حالانکہ جہاں اول ما خلق اللّٰہ نوری حدیث ہے وہاں اول ما خلق اللّٰہ القلم ، اول ما خلق العقل ، اول ما خلق اللّٰہ اللوح اور اول ما خلق العرش کی بھی احادیث ہیں (دیکھیے شیخ محقق کی مدارج اور سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار غوث پاک کی کتاب) تو پھر اصل تو ایک ہی ہوتی ہے جو سب سے اول ہو گی اور یہاں اولیت اتنی اشیاء کے لیے ثابت ہو رہی ہے۔ یا پھر مطابقت پیدا کی جائے۔ تو اس کی ایک توجیہ تو وہ ہے جو علماء نے بیان فرمائی یعنی دوسری حدیث میں ہے کہ قلم کو پیدا فرما کر فرمایا اکتب ۔لکھ! قلم نے عرض کیا کیا لکھوں؟ فرمایا ما کان و ما یکون جو ہو چکا اور جو ہو گا اس کا مطلب ہے کچھ ہو بھی چکا تھا جو لوح وقلم سے پہلے ہو چکا تھا اور وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اس طرح یہ بھی فرمایا گیا کہ حضور علیہ السلام کی اولیت حقیقی ہے اور باقی تمام چیزوں کی اضافی ہے۔ اور جو چیز حقیقتاً پہلے ہو گی وہی آخر میں بھی ہو گی دیکھو درخت کی اصل گٹھلی ہے اسی سے جڑ بنی پھر تنا پھر شاخیں پھر پھل لگا تو جب پھل کھایا گیا تو باقی وہی گٹھلی بچی جو درخت کی اصل تھی۔ حضور علیہ السلام بھی چونکہ اصل کائنات ہیں اس لیے آپ ہی کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجا کر آپ کو تمام نبیوں کے آخر میں بھیجا کہ جو اول ہو وہی آخر ہوتا ہے۔ اقبال نے کہا!

مردِ مومن را محمد ابتداء است ۔۔۔ مردِ مومن را محمد انتہاء است

گویا دائرہ کائنات کا مرکز حضور علیہ السلام کی ذات ہے اور دائرہ کی نسبت تمام اطراف سے مرکز کے ساتھ برابر ہوتی ہے پھر یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ قریب سے سن لیتے ہیں اور دور سے نہیں سن سکتے کا کیا مطلب ہے؟ سارا دائرہ مرکز کا محتاج ہے اور کل کائنات حضور کی محتاج ہے اور قاعدہ ہے کہ محتاج بعد میں ہوتا ہے اور محتاج الیہ (جس کی طرف محتاجی ہو وہ) پہلے ہوتا ہے۔ جیسے ہم زمین ہوا پانی وغیرہ کے محتاج ہیں تو یہ چیزیں ہمارے دنیا میں آنے سے پہلے یہاں موجود تھیں اس لحاظ سے بھی حضور علیہ السلام کا اصل

کائنات ہونا ثابت ہوا۔

ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار　　　وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو

لوح بھی تُو قلم بھی تُو

مذکورہ پانچ احادیث اور اس کے ساتھ اول ما خلق اللّٰہ الروح کل چھ احادیث میں ایک ایمان افروز تطبیق ملاحظہ فرمائیں۔ کیونکہ ہمارا عقیدہ وہ نہیں کہ بعض کو مان لیں اور بعض کا انکار کر دیں یہ منافقت ہے (افتؤ منون ببعض الکتب وتکفرون ببعض) نور کی آیت چھوڑ دی اور ساری عمر بشر بشر پہ ہی ضائع کر دی ہم سار قرآن مانتے ہیں، تمام احادیث مانتے ہیں جس نبی کی یہ حدیث ہے اول ما خلق اللّٰہ نوری۔ اسی کی باقی احادیث بھی ہیں۔ اور تطبیق یہ ہے کہ یہاں تعارض ہے ہی نہیں، تعارض کے لیے آٹھ وحدتوں کا ہونا ضرور ہے جو یہاں مفقود ہیں ان میں۔ سے ایک یہ بھی ہے کہ جہت بدل جائے تو تناقض ختم۔ مثلاً اگر زید کو اس کے بیٹے کی بہ نسبت باپ کہیں اور بیٹے ہی کی نسبت سے بیٹا بھی کہیں کہ زید مثلاً عمرو کا باپ بھی ہے اور عمرو ہی کا بیٹا بھی ہے تو یہ غلط ہوگا اور اگر جہت بدل جائے مثلاً زید عمرو کا باپ ہے اور بکر کا بیٹا ہے تو یوں کہا جائے گا کہ زید باپ بھی ہے (عمرو کا) اور بیٹا بھی ہے (بکر کا) اسی طرح وہ شاگرد ہے اپنے استاذ کا اور استاذ ہے اپنے شاگرد کا۔ پیر ہے اپنے مرید کا اور مرید ہے اپنے پیر کا۔ اسی طرح مذکورہ احادیث میں بھی معنون ایک ہے باقی سب اسی معنون کے عنوانات ہیں۔ موصوف ایک ہے باقی تمام اسی کی صفات ہیں (ایک اعتبار سے ورنہ لوح، قلم، عرش، عقل اور روح کے وجود کا انکار نہیں کیا جا سکتا) معبر ایک ہے تعبیریں مختلف ہیں۔ یعنی ان تمام چیزوں سے ذات مصطفٰی ہی مراد ہے۔ کیسے؟

حضور علیہ السلام قلم اس طرح ہوئے کہ قلم کا کام ہے ایک طرف (دوات) سے فیض لینا اور دوسری طرف (تختی، لوح) کو فیض دینا۔ حضور علیہ السلام بھی اللہ سے فیض لیتے ہیں اور مخلوق کو فیض دیتے ہیں اُدھر لوح بن کے جاتے ہیں ادھر قلم بن کے آتے ہیں۔ اقبال کہتے ہیں۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب　　　گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عرش کا معنی ہے بلند، عرش کو عرش اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ ساری مخلوق سے اوپر ہے زمین سے اوپر آسمانوں سے اوپر جنت دوزخ سے اوپر اسی لیے دل چونکہ تمام جسم سے افضل عضو ہے تو کہا جاتا ہے قلب المومن عرش اللّٰہ کہ مومن کا دل اللہ کا عرش ہے۔ اس کی بلندی قائم رہے گی تو لغوی معنی کے لحاظ سے عرش کہلانے کا حق دار ہوگا۔ تو جب معراج کی رات ہمارے آقا کے قدم مبارک عرش سے بھی اوپر چلے گئے تو اب عرش کون ہوا؟ تو عرش سے مراد بھی حضور ہو سکتے ہیں۔

عقل۔ باتفاق متکلمین عقل کل جبریل علیہ السلام ہیں جس کو سدرہ پہ حضور نے یہ کہہ کر حیران کر دیا کہ تیری یہاں انتہا ہو رہی ہے تو میری یہاں سے ابتداء ہو رہی ہے اور یہ عقل کل معراج کی رات حضور علیہ السلام کے قدم چوم چوم کر ہمارے آقا کو عقل کل قرار دے رہا ہے۔

روح۔ روح کائنات تو حضور ہیں ہی، جس طرح روح نکل جائے تو جسم کی موت واقع ہو جاتی ہے، حضور کی محبت نکل جائے تو ایمان کی موت واقع ہو جاتی ہے (یہ تمام احادیث ابن عساکر، دلائل النبوۃ اور مدارج و سر الاسرار میں ہیں)

ثابت ہوا کہ جس طرح اول آخر، ظاہر باطن حضور علیہ السلام کی صفات ہو سکتی ہیں جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہوا اسی طرح عقل، عرش، قلم، لوح، روح کا اطلاق بھی حضور علیہ السلام کی ذات پر ہو سکتا ہے۔

؎ نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر　　وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰس وہی طٰہٰ (اقبال)

شیخ محقق عبدالحق محدث دھلوی علیہ الرحمۃ نے مدارج النبوت کے اندر یہی بیان فرمایا ہے۔

تو نجم کے معنی اول کی بات ہو رہی تھی گویا فرمایا گیا النجم۔ اے پیارے چمکتے ستارے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے تیری قسم ہے کہ تو اصل کائنات ہے۔ تجھ سے ہی میں نے کائنات کا آغاز فرمایا اور تیرے وجود پر ہی نبیوں کا سلسلہ ختم کر کے کائنات کا اختتام فرماؤں گا۔ تو نقطہ آغاز بھی ہے اور حرف آخر بھی۔ کائنات کا سفر تیری ذات سے ہی شروع فرمایا اور تیرے وجود پہ ہی اس سفر کی انتہا ہوگی، کیونکہ دائرہ بناؤ تو جہاں سے ابتداء کرو گے وہیں آ کر اختتام بھی ہوگا۔ تو قسم ہے ذات مصطفیٰ کی کہ جو کائنات کی ابتداء بھی ہے اور انتہا بھی ہے اور کائنات ساری کی ساری اسی ذات پاک ہی کے لیے سجائی گئی ہے۔

؎ سجی ہے محفل کونین مصطفیٰ کے لیے　　بنے ہیں دونوں جہاں شاہ انبیاء کے لیے

نمبر۲　نجم کا معنی ہے طلوع ہونا۔ اور طلوع کے تین درجے ہیں۔ طلوع فجر، زرد نکیہ اور اشراق، معراج کے بھی تین درجے ہیں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک وہاں سے سدرہ تک اور سدرۃ سے لامکان تک پھر ذات محمدی میں بھی تین درجہ رکھے گئے بشریت اس کی معراج مسجد اقصیٰ میں ہوئی جہاں عالم بشریت کے آقاؤں (انبیاء کرام) کی امامت فرمائی۔ بیت المعمور میں فرشتوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جانا یہ نورانیت مصطفیٰ کی معراج ہے اور قاب قوسین او ادنیٰ کی منزلیں طے کر جانا یہ حقیقت محمدی (علی صاحبها الصلوۃ والسلام) کی معراج ہے۔

نمبر۳　نجم کا معنی حضور علیہ السلام کا قلب اطہر بھی ہے (اور اذا ھوی کا معنی ہے جب وہ خواہش کرے اور ماسوی اللہ کو چھوڑ دے) اذا احب واشتھی وانقطع ما سویٰ۔

نمبر۴　نجم کا ایک معنی ہے جو چیز کھاتے ہوئے حلق سے نیچے اور سینے کے اوپر جا کر رک جائے۔ اس معنی کے لحاظ سے حضور علیہ السلام کو نجم اس لیے فرمایا گیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا سے نیچے ہیں اور خدائی سے اوپر ہیں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

؎ اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شاغل　　کمال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدّد کا

تو حضور علیہ السلام کو نجم بمعنی ستارہ فرمانے میں حکمت یہ ہے کہ جس طرح ستارہ اپنے محور میں گھومتا رہتا ہے اِدھر اُدھر نہیں ہوتا ہزار سال پہلے جو ستارہ جہاں سے گذرا وہ آج بھی اور قیامت تک وہیں سے گزرتا رہے گا ایک انچ بھی اِدھر اُدھر نہ ہوگا اور سرکار علیہ السلام بھی احکام خداوندی سے ایک بال برابر بھی اِدھر اُدھر نہیں ہوتے جب آپ کا بولنا بھی خدا کی مرضی سے ہے (وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی) تو اور کیا حرکت مرضی مولیٰ کے خلاف ہوگی۔ مرضی مولا از همه اولیٰ (حضرت سلطان باہو)

؎ محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا　　خدا نے کہا ان کے آنے سے پہلے

یا اس لیے ستارا فرمایا کہ محبوب کوئی تیری تعظیم کرے گا تو کوئی گالیاں بھی دے گا، پتھر بھی مارے گا (ماں اپنے بچے پہ زیادہ مہربان ہو تو کہتی ہے "میرے چاند تارے فرمایا تیرے ماں باپ تو فوت ہو چکے) میں تجھے کہتا ہوں والنجم۔ او میرے پیارے

ستارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

؎ نبی کے نور سے گھر گھر ہوا اجالا ہے　　انہی کی شان کا قرآن میں حوالا ہے
نبی بھی کہتے ہیں محبوب کملی والا ہے　　یتیم ہو کے یتیموں کو جس نے پالا ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ معراج کا ذکر قرآن مجید میں دو جگہ فرمایا اور دونوں جگہ قسمیہ انداز سے کیونکہ والنجم میں تو واؤ قسمیہ ہے اور سبحن الذی بھی ایک لحاظ سے قسم ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ذکر سے آغاز فرما رہا ہے اور دونوں جگہ نہ اپنا نام لیا نہ حضور کا نام کیونکہ جہاں بات محبت کی ہو رہی ہو وہاں نام لینے کی ضرورت نہیں رہتی صرف تعریف و توصیف میں ہی بات کی جاتی ہے۔

؎ یہ احتیاط تمنا یہ احترام جنوں　　کہ تیرا ذکر کروں اور تیرا نام نہ لوں

☆ رفتار جتنی تیز ہو مشاہدہ اتنا ہی کمزور ہوتا ہے ریل یا جہاز میں اس کا اندازہ آسانی سے ہوسکتا ہے مگر معراج میں حضور علیہ السلام کی سواری کی رفتار دیکھئے اور پھر مشاہدہ کا عالم دیکھئے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اندھیری رات میں قبر میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھتے دیکھ لیا۔

؎ دے ولولۂ شوق جسے لذت پرواز　　کر سکتا ہے وہ ذرہ مہ و مہر کو تاراج
تو معنی والنجم نہ سمجھا تو کیا عجب　　ہے تیرا مدو جزر ابھی چاند کا محتاج

☆ حضرت خواجہ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ حضور ہی تھے جنہوں نے اتنی بلندی پہ جا کر واپس آنا پسند فرمایا اگر میں ہوتا تو کبھی واپس نہ آتا مگر یہ بات صرف وہی کرے۔ جس کو صرف اپنی فکر ہو اور یہ کامل حال نہیں ہے کامل حال یہ ہے کہ پوری کائنات کی فکر ہو۔ عروج کے بعد نزول بھی کامل ہو اور اوادنیٰ کے مقام والا مدینہ پاک کے بچوں سے بھی مصافحہ کر رہا ہو اور رُک رُک کر سلام لے رہا ہو اور جب تک سب بچوں سے مصافحہ نہ ہو جائے کھڑے رہیں اور جس کو کوئی منہ نہ لگائے اس پاگل عورت کے ساتھ مدینہ کی گلیوں میں پھرتا رہے، ادھر رب سے ملے ادھر سب سے ملے۔ لوگوں کی تکلیف کو لوگوں سے زیادہ خود محسوس کرے۔ بے سہاروں کی گٹھریاں اُٹھائے۔ کافر مہمان کی خود خدمت کرے۔ اس کی غلاظت صاف کرے خود دودھ دھو کر پلائے۔ کبھی خدا سے کلام کرے اور کبھی بچوں کا دل بہلانے کے لیے فرمائے یا ابا عمیر ما فعل النغیر (شمائل ترمذی ص ۱۵) اے ابو عمیر! تیری چڑیا کو کیا ہوا۔ اور کامل حال یہ ہے کہ قیصر و کسریٰ کو تو خاطر میں نہ لائے اور معمولی سے آدمی (دجلا ذمیما) کے ساتھ پیار فرمائے اور اس کو خوش کرنے کے لیے فرمائے انت عند اللہ غال (شمائل ص ۱۶) ''کیا ہوا جو لوگ تجھے معمولی سمجھتے ہیں تو اللہ کے ہاں بڑا قیمتی ہے''

؎ سرکار کی سیرت سے جلا زیست نے پائی　　سرکار کی یادوں سے منور ہوئے سینے
اَخلاقِ پیغمبر نے یہ توفیق عطا کی　　طے کرتے گئے لوگ مدارات کے زینے

(توفیق بٹ بحوالہ بہار نعت: ۶۳)

☆ موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھنا۔ اگر صلوٰۃ سے نماز مراد ہو تو بات بڑی عجیب ہے کہ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کی زندگی کے آخری دنوں میں چند دن دیدار نہ کیا اور ایک دن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے کا پردہ اُٹھایا تو ان

سچے عاشقانِ رسول علیہ السلام کو نمازیں بھول گئیں اور سب کے سب دیدار رسول میں مشغول ہو گئے اور فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا چہرہ ایسے دیکھا جیسے کھلا قرآن ہوتا ہے اور امام کا حال بھی سن لیں اور امام بھی افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق ہیں وہ بھی مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگے تو حضور علیہ السلام نے پردہ گرا دیا اور نماز پوری کرنے کا حکم دیا (یہ واقعہ بخاری شریف میں ہے جس کو خلاصۃً لکھا گیا ہے) یہ تو وہ تھے جو ہر وقت سرکار کو دیکھتے تھے پھر یہ حالت ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے تو ابھی دیکھا نہیں صرف شہرت ہی سنی ہے ان کو تو زیادہ اشتیاق ہونا چاہیے پھر حضور کی آمد پہ نماز وہ بھی فرضی نہیں صرف لذت روحانی کے لیے (کیا یہ لذت دیدار مصطفیٰ میں نہ تھے) اور پھر یہی موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ جو پچاس نمازوں کو معاف کروانے کا وسیلہ بنے۔ اچھا اگر صلوۃ کا معنی نماز ہی ہے تو چلو موسیٰ تو نماز خدا کی پڑھ رہے ہیں تو جب اللہ نے فرمایا قف یا محمد انك ربك یصلی۔ خدا کس کی نماز پڑھ رہا تھا (استغفر اللہ) مان جاؤ ادھر موسیٰ درود بھیج رہے تھے اُدھر خدا رحمت بھیج رہا تھا اور بیت المعمور اور سدرہ پر فرشتے درود و سلام کا نذرانہ پیش کر رہے تھے کیونکہ

ے آج معراج النبی ہے دھوم عالم میں مچی ہے
بت کدوں میں کھلبلی ہے ساری دنیا پڑھ رہی ہے
یا نبی سلام علیک

عبد فرشتے بھی ہیں اور حضور بھی مگر حضور ایسے عبد کامل ہیں کہ معراج کی رات فرشتوں کے قبلے بیت المعمور نے بھی محبوب خدا کا جلوہ دیکھ کر کہا ہوگا کہ خدا معبود ہونے میں کامل یہ عبد ہونے میں کامل، وہ سیر کرانے میں کامل یہ سیر کرنے میں کامل وہ جلوہ دکھانے میں کامل یہ جلوہ دیکھنے میں کامل وہ خدا ہونے میں بے مثال یہ مصطفیٰ ہونے میں بے مثال۔

☆ بعض لوگ بضد ہیں اس بات پر کہ حضور نے معراج کی رات اللہ کو نہیں جبریل علیہ السلام کو دیکھا۔ سبحان اللہ! معراج تو معجزہ ہے اور معجزے سے نبی کی شان کو بڑھانا مقصود ہوتا ہے تو جبریل کو دیکھ کر حضور کی کیا شان بڑھے گی وہ تو خود چوبیس ہزار مرتبہ در مصطفیٰ پہ خود آیا ہے اس سے تو جبریل کی شان بڑھی کیونکہ غلام کے پاس آقا جائے گا تو غلام کی شان بڑھے گی حالانکہ مقصود تو حضور کی شان بڑھانا ہے رایتہ نورا اور نورانی اراہ احادیث کا مفہوم بھی لوگ عجیب انداز سے بیان کرتے ہیں جب کہ ان دونوں جملوں کا بالترتیب مطلب یہ ہے کہ میں نے جس طرف دیکھا مجھے اللہ کا نور ہی نظر آیا۔ وہ نور ہے میں نے اس کو دیکھا۔ شرک کے سوداگروں کا وہم دور ہو جانا چاہیے کیونکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ

ے تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو اللہ کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو
قدرت نے ازل میں یہ لکھا ان کی جبیں پر جو ان کی رضا ہو وہی خالق کی رضا ہو

(مولانا حسن رضا)

دیدار خداوندی:

خدا کا دیدار اس دنیا میں ہر کسی کے لیے محال سہی (بفرض محال ورنہ موسیٰ علیہ السلام محال شی کا مطالبہ نہ فرماتے) مگر حضور علیہ السلام کے لیے نہیں۔ جس طرح دنیا میں جنت دوزخ نہیں دیکھی جا سکتی مگر حضور علیہ السلام نے دوران نماز دیکھ لی (جیسا کہ

احادیث میں ہے جو نعمتیں اہل ایمان کو قیامت کو ملیں گی کیا اللہ اس بات پہ قادر نہیں کہ اپنے محبوب کو اس دنیا میں دے دے۔ اور تم ایک مرتبہ دیدار نہیں مانتے جبکہ حضور علیہ السلام نے اسی معراج کی رات نو مرتبہ دیدار خداوندی کیا جیسا کہ نمازوں میں تخفیف والی حدیث سے ثابت ہے۔

اسی طرح حدیث معراج میں فاستیقظ کا مطلب یہ نہیں کہ معراج خواب میں ہوا بلکہ مطلب یہ ہے کہ نماز ادا کر کے مسجد الحرام میں سویا پھر بیدار ہوا تو معراج پہ گیا (کماقال قرطبی و قسطلانی)

ہم زمین سے کئی گنا بڑے سورج کو ایک معمولی سے شیشے میں دیکھ لیتے ہیں تو اللہ اپنے محبوب کو اگر عرش پہ بلا کر دیدار کرا دے تو خدا کی شان کم نہیں ہوتی اور مصطفیٰ کی شان بڑھ جاتی ہے۔

اسی طرح ما کان لبشر ان یکلمه الله الی اخرہ میں بھی بے حجاب کلام کرنے کی نفی ہے نہ کہ بے حجاب دیدار کی اور اگر مشاہدہ کی نفی بھی مان لو تو بشر کی طاقت سے باہر ہونے کی بات ہو رہی ہے نہ یہ کہ اللہ کروا ہی نہ سکے ان الله علی کل شی قدیر۔ اور معراج شریف کا حضور نے خود کب دعویٰ فرمایا ہے از اول تا آخر خدا نے ہی بیان کیا اور وہ بھی لفظ سبحان کے ساتھ۔ انسان کی طاقت میں تو یہ بھی نہیں کہ ایک لمحہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک پہنچ جائے، انسان کی طاقت میں کیا چاند توڑنا، ڈوبا ہوا سورج موڑنا ہے؟ مگر اللہ چاہے تو یہ بھی ہو سکتا ہے اور وہ بھی ہو سکتا ہے۔

☆ امام شعرانی الیواقیت والجواھر میں فرماتے ہیں کہ معراج کی رات حضور علیہ السلام اللہ کے اسماء صفاتیہ کے ماحول سے گزرتے گئے اور ہر صفت کے ساتھ متصف ہوتے گئے صفت رحیم کے ماحول سے گزرے تو رحمت سے متصف ہو گئے کریم سے گزرے تو کریم ہو گئے الی اخرہ واپس تشریف لائے تو درجہ کمال کو پہنچ چکے تھے اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

اذا علا حضرات الاسماء لا لهية صار متخلقا بصفاتها فاذامرّ علی الرحیم کان رحیما اوعلی الکریم کان کریما اوعلی الحلیم کان حلیما اوعلی الغفور کان غفورا اوعلی الجواد کان جوادافما یرجع من هذا الا وهوفی غاية الكمال۔

اور عرائس البیان باب المعراج میں ہے ثم استغرق فی بحر الذات ولم یبق من سمعه شی ولا من بصره شی ولا من علمه شی ولا من ادراکه شی فرای الحق بنور الحق وسمع الحق بسمع الحق۔ ایسی فنائیت حاصل ہوئی کہ اپنی صفات ختم ہو گئیں اور حق کو نور حق سے دیکھا اور حق کے کلام کو سماعت حق سے سنا لایخلو منه زمان ولا مکان ولا سماء ولا لوح ولا قلم ولا جنة ولا عرش ولا ارض ولا ظهر ولا قعر ولا قبر ولا برزخ۔

؎ بہر سو جلوۂ دیدار دیدم بہر چیزے جمال یار دیدم
چوں خود بنگرم دیدم ہموں را جمال خود جمال یار دیدم

(۵۹) اے عالم امکان کی کمان کے جھوٹے نقطو! تم تو ابھی تک اول و آخر کے چکر میں پھنسے ہوئے ہو ذرا دائرے کی چال سے معلوم کرو کہ قاب قوسین او ادنی کے قرب والا محبوب فنا و بقا کی منزلیں طے کرنے کے لیے کدھر سے آیا اور کدھر کو گیا۔ جب دائرہ بن جاتا ہے تو کسی کو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ اس کا آغاز کہاں سے ہوا ہے اور اختتام کہاں پہ ہوا ہے نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دائرہ

دائیں طرف سے کھینچا گیا ہے یا بائیں سمت سے (کلاک وائز یا اینٹی کلاک وائز) خط دائرہ پیرابولا اور ہایر بولا سب کے سب نقطہ ہی کے راستے ہیں جو مختلف زاویوں سے راستہ طے کر کے کئی طرح کی شکلیں بناتا ہے اور اس کی اس چال کو خط سفر کہتے ہیں ماہرین جیومیٹری ان باتوں کو خوب جانتے ہیں اعلیٰ حضرت نے اس ایک شعر میں پورا علم جیومیٹری سمو دیا ہے۔

(۶۰) سرکار مدینہ علیہ السلام کی طرف سے نمازوں، عبادتوں اور عاجزیوں کے نذرانے پیش کیے جا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے آقا علیہ السلام کو شاہی انعامات سے نوازا جا رہا تھا، درود وسلام کے ہار رحمت کی لڑیوں میں پرو کر سرکار علیہ السلام کے نورانی گلے میں ڈالے جا رہے تھے۔ حضور عرض کر رہے تھے التحیات للّٰہ والصلوٰت والطیبات اللہ تعالیٰ فرما رہا تھا السلام علیك ایها النبی ورحمة وبركاته۔

تحائف معراج:

جب پیارے اپنے پیاروں کو ملتے ہیں تو ایک دوسرے کے ساتھ تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے اور تحفہ وہی زیادہ پسند کیا جاتا ہے جو پہلے سے پاس موجود نہ ہو اگر آپ کے دوست کی چینی کی پوری مل ہو اور آپ بھی اس کو ملنے جائیں تو دس کلو چینی اُٹھا لے جائیں کہ یہ آپ کے لیے تحفہ لایا ہوں تو ایک مذاق ہی بن جائے گا۔ اس لیے حضور علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں وہ تحفہ لے کر گئے جو خدا ہونے کے باوجود بھی اس کے پاس نہ تھا اور وہ تحفہ عاجزی وانکساری کا تھا۔ اور جواب میں اللہ نے اپنے محبوب کو کیا تحائف دیے؟

مشکوٰۃ ص۴۹ عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنهما كانت الصلوة خمسين والغسل من الجنابة سبع مرات و غسل البول من الثوب سبع مرات فلم يزل رسول اللّٰہ صلى الله عليه وسلم يسأل حتى جعلت الصلوة خمسا و غسل الجنابة مرة و غسل الثوب مرة (رواہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نمازیں پچاس تھیں، جنابت کا غسل سات مرتبہ، کپڑے کو پیشاب لگ جائے تو دھونے کا سات مرتبہ دھونے کا حکم تھا۔ حضور علیہ السلام عاجزی اور انکساری کے تحائف اللہ کی بارگاہ میں پیش کر کر کے سوال کرتے رہے یہاں تک کہ نمازیں پانچ ہو گئیں۔ غسل جنابت ایک مرتبہ اور ناپاک کپڑے کو دھونا ایک مرتبہ کافی قرار دے دیا گیا۔

حضور علیہ السلام کو امت سے اتنا پیار ہے کہ اللہ کے عطا کیے ہوئے تحفے حضور علیہ السلام نے اپنی امت کو عطا فرما دیے حالانکہ کوئی بھی کسی کو کسی پیارے کا دیا ہوا تحفہ نہیں دیتا۔ اگر امت ان تحائف کو قبول نہ کرے گی تو سرکار ناراض ہو جائیں گے اور ساتھ خدا بھی ناراض ہو جائے گا۔ کیونکہ عام آدمی کا بھی تحفہ قبول نہ کیا جائے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے مگر ہائے افسوس اس امت کی اکثریت نے حضور علیہ السلام کو اللہ کا دیا ہوا تحفہ (نماز) قبول نہ کیا اور آج پچانوے فیصد مسلمان نماز چھوڑ چکے ہیں۔ ابھی تو موسیٰ علیہ السلام نے مہربانی فرمائی اور نمازیں پچاس کی بجائے پانچ رہ گئیں پھر بھی مسجدوں میں بندہ نظر نہیں آتا۔ اگر پچاس ہی رہتیں تو شاید امام بھی نظر نہ آتا۔ حالانکہ اللہ نے وعدہ بھی فرمایا کہ میرے حکم تبدیل نہیں ہوتے لا تبديل لكلمت اللّٰه آپ کی امت پانچ پڑھے گی تو ثواب پچاس کا ہی پائے گی تا کہ نہ میرا حکم بدلے نہ تیری امت مشقت میں پڑے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ اس سے حضور علیہ السلام کی شان بھی معلوم ہوئی کہ ساری دنیا ساری عمر بھی چکر لگاتی رہے تو ایک نماز کا ایک سجدہ بھی معاف

نہیں کرا سکتی اور حضور ایک چکر لگائیں تو دس یا پانچ نمازیں معاف ہو جائیں۔

اور یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد بھی وسیلہ کام آتا ہے جو لوگ وفات کے بعد وسیلے کے قائل نہیں ہیں ان کو پچاس نمازیں ہی پڑھنی چاہیں کیونکہ پنتالیس نمازیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلے سے معاف ہوئی ہیں اور اس سے بڑھ کر قبروں والوں کی مدد کا کیا ثبوت چاہیے۔

بعض لوگ مذاق میں کہہ جاتے ہیں کہ ایک چکر اور لگ جاتا تو یہ پانچ بھی معاف ہو جاتیں۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کے عرض کرنے کے باوجود حضور نے فرمایا نہیں اب مجھے حیاء آتی ہے مجھے امید ہے میری امت پانچ تو پڑھ ہی لے گی اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو بندے اور خدا کا تعلق ہی ختم ہو جاتا۔ اور **الصلوة معراج المومنین** کے مزے کہاں سے آتے۔

سوال یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اتنی مہربانی ہم پہ کیوں فرمائی نہ انہوں نے پڑھنی تھیں نہ ان کی امت نے چاہے بجائے پچاس کے پچاس ہزار ہو جاتیں اور پھر دوسرا سوال یہ ہے کہ جب اللہ کو پتہ تھا کہ آخر کار پانچ رہ جائیں گی تو پہلے ہی پچاس نہ دیتا۔ (بعض لوگ یہ سوال حضور علیہ السلام کی ذات پہ کرتے ہیں کہ اگر حضور کو پتہ ہوتا کہ آخر کار پانچ رہ جائیں گی تو پہلے پھیرے ہی پنتالیس معاف کرا لیتے اور پگلے جانتے نہیں کہ در حقیقت یہ سوال اللہ تعالیٰ پہ پڑتا ہے)

تو سنیے! ان چکروں میں کیا کیا مل رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حسرت دید پوری ہو رہی ہے۔

؎ جیہاں اکھاں دلبر ڈٹھا اوہ اکھاں اساں تک لیاں | توں ملیوں تے ساجن ملیا ٹھن آساں لگ پیاں

اور حضور علیہ السلام کا مرتبہ و مقام واضح ہو رہا تھا کہ کوئی اگر اپنے گھر بھی بار بار آئے تو گھر والے تنگ آ جاتے ہیں لیکن رب کی بارگاہ میں محبوب نو بار گئے اللہ نے ہر بار پانچ نمازوں کو معاف کر کے اپنے محبوب کی عزت افزائی فرمائی۔

حضور علیہ السلام نے پانچ ہی کروائیں تین یا دو نہیں کروائیں اس کہ وجہ یہ تھی کہ ایک نیکی کا ثواب دس کے برابر ہے تین پڑھنے سے ثواب تمیں کا ملتا اور چار سے چالیس کا فرمایا اتنا ہی کم کرواتا ہوں کہ نقصان بھی نہ ہو چنانچہ پانچ کروائیں تاکہ ثواب پچاس کا ملتا رہے۔

؎ جو آکھ دیویں او موڑ نئیں | اساں دل محبوب دا توڑنا نئیں
جو لیناں ای لے جا چپ کر کے | جو چاہویں منا جا چپ کر کے

حضور اگر یہ چاہتے کہ یا اللہ! مکے کے لوگ مجھے طعنے دیتے ہیں کہ میرے بیٹے فوت ہو گئے ہیں لہٰذا ان کا منہ بند کرنے کے لیے واپس جانے تک میرے بیٹے زندہ فرما دے تیری شان ہے **یحی ویمیت** تو اللہ قبول فرما لیتا کوئی بعید نہ تھا مگر سرکار نے یہ نہ مانگا کافروں کے طعنے سن لیے اور مانگا تو اپنی امت کی بخشش کو مانگا۔

؎ جن کے لب پر رہا امتی امتی | یاد ان کی نہ بھولو نیازی کبھی
وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی | میں ہوں حاضر تیری چاکری کے لیے

(۶۱) زبان کچھ کہنے کی منتظر تھی تو کان سننے کی انتظار میں تھے مگر زبان اور کانوں کو حسرت ہی رہی، جو کہنا تھا کہہ لیا گیا اور جو سننا تھا سن لیا گیا اور یہ تو پھر زبان اور کان ہیں، یہاں تو حال یہ تھا۔

؎ میانِ طالب و مطلوب رمزیست کراماً کاتبین راہم خبر نیست

(۶۲) بطحا (وادیٔ مکہ) کے بُرج کا ماہتاب عالمتاب جب معراج کی رات جنت کی سیر کرنے گیا تو جنت کے مقدر کا ستارہ چمک اُٹھا کہ اس میں ماہتاب رسالت کے قدوم میمنت لزوم لگ رہے ہیں اور جنت آپ کے قدموں کو چوم کر وجد کرتی ہوئی کہہ رہی ہے۔

؎ یہ کہاں نصیب میرے کہ وہ آپ چل کے آئیں کوئی جذبہ محبت میرے کام آ گیا ہے

(۶۳) رسالت مآب علیہ السلام کی آمد آمد تھی کہ روشنیوں کا سیلاب آیا ہوا تھا اور یہ ساری روشنیاں عرب کے چاند کے چہرے سے پھوٹ رہی تھیں۔ جنتی گلاب کے سرخ پھول تو دنیا کے جھاڑ جھنگوڑ کی طرح دکھائی دے رہے تھے اور دوسرے پھول نیلوفر کی طرح بجے ہوئے تھے۔

(۶۴) خوشی و مسرت کا تقاضا تو یہ تھا کہ خوب اُچھل کود کی جائے جبکہ ادب و احترام کا تقاضا یہ تھا کہ ذرا بھی حرکت نہ کی جائے (جس طرح صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے سامنے ایسے بیٹھتے کہ جس طرح سروں پر پرندے بیٹھے ہوتے ہیں یعنی ذرا حرکت نہ کرتے) اسی اجتماع ضدین (متضاد دو کیفیتوں) کی وجہ سے پودے بیچارے پریشانی کے آرے کے نیچے بے بس دکھائی دے رہے تھے۔

(۶۵) خدا کی شان دیکھئے کہ اللہ کا چاند مصطفیٰ کریم علیہ السلام کروڑوں منزلوں پہ اپنا جلوہ دکھا کر واپس آیا تو ابھی اسی طرح ستارے چمک رہے تھے ان کے سائے بھی نہ بدلے اور نور کا ایسا سمندر بہہ رہا تھا کہ گویا صبح صادق ہوگئی ہے (حالانکہ ابھی صبح دور تھی کیونکہ ایک لمحہ ہی تو ہوا تھا گئے اور اتنا کچھ کر کے واپس بھی آگئے اور ابھی کنڈی ہل رہی تھی، بستر گرم تھا، پانی جس سے وضو یا غسل فرما کے گئے تھے چل رہا تھا)

؎ زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم اک پل میں سر عرش گئے آئے محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۶۶) اے میرے رحمت و کرم فرمانے والے آقا! اور اے امت کی شفاعت فرمانے والے نبی رحمت! اپنے در کے گدا (امام اہل سنت مجدد دین وملت) احمد رضا پر بھی خدارا! مہربانی ہو جائے اور معراج کی رات بارگاہِ خداوندی سے جو آپ کو خصوصی انعامات عطا ہوئے ان میں سے ایک ذرہ اس کو بھی عطا ہو جائے

(۶۷) اے میرے پیارے نبی! آپ کی تعریف و توصیف میرا وظیفۂ ایمان ہے اور اس کا آپ کی بارگاہ میں قبول ہو جانا زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے ورنہ مجھے شاعری کا نہ شوق ہے اور نہ ہی کوئی لالچ کہ مغز ماری کرتا پھروں کہ ردیف و قافیہ کیسا ہے؟ بس آپ کی محبت کا اظہار مقصود تھا جو آپ کی نظر کرم سے خوب ہوا۔

ایک جگہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

؎ ہے بلبل رنگیں رضا یا طوطی نغمہ سرا حق یہ کہ واصف ہے ترا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

نعت خوانوں کے لیے:

نعت خوانی کے مقدس عمل کو بطور پیشہ اپنانے والے بے عمل نعت خوانوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہیں کہ یہ کوئی کاروبار نہیں ہے کہ اس کو پیسے بٹورنے کا ذریعہ بنایا جائے اگر نعت پڑھنے والا جس کی نعت پڑھ رہا ہے اس کے راستے پہ نہیں چل رہا (جس طرح آج کل تازہ تازہ داڑھی منڈا کر موسیقی کے انداز میں گانوں کی طرز پہ نعتیں پڑھی جاتی ہیں اور بعض نعت خوانوں کے کروڑوں روپے بنکوں کی زینت بنے ہوئے ہیں ان میں سے کسی کو توفیق نہیں ہوتی کہ کوئی مسجد، مدرسہ یا رفاہِ عامہ کا کوئی ادارہ بنا کر امت محمد یہ کو فائدہ پہنچائیں اور اپنی آخرت کو سنوارنے کی فکر کریں بلکہ دوسری طرف دیکھو تو اداکار اور گویے ہسپتالوں پہ ہسپتال بنائے جارہے ہیں مسجدیں اور رفاہی ادارے بنا رہے ہیں۔ جبکہ ان پیسے کے پجاریوں نے عمرہ بھی کرنا ہو تو اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ کسی محفل سے ہی عمرے کا ٹکٹ مل جائے اور اپنی جیب سے کچھ نہ نکالنا پڑے)

افسوس کہ ہمارے عوام بھی اپنا پیسہ آج کل صرف وہاں ہی نکالتے ہیں جہاں ان کی فلم بنے یا اخبار میں تصویر آئے یا مجمع عام میں نوٹ نچھاور کر کے عاشق رسول کا لقب و خطاب حاصل کرنے کے چکر میں ہیں۔ کوئی مستحق اگر مر بھی رہا ہے اور حاجی صاحب کے پاس چلا گیا ہے تو اس کو ایک پائی دینا بھی گوارا نہیں کیونکہ نہ اخبار میں آئے نہ فلم بنے تو ایسے دینے کا کیا فائدہ؟ حالانکہ حدیث شریف میں دائیں ہاتھ سے دو باتیں کو خبر نہ ہو کو اعلیٰ ترین نیکی قرار دیا گیا ہے۔

زمانے کے اطوار بدلے گئے ہیں   یہ در اور دیوار بدلے گئے ہیں
او منگتو! طریقے گدائی کے بدلو   کہ شاہوں کے دربار بدلے گئے ہیں

بدعقیدہ لوگ اپنا سارا سرمایہ بدعقیدگی کا گندہ لٹریچر پھیلانے میں لگا رہے ہیں جبکہ ہمارا پیسہ قوالیوں، عرسوں، مزارات پہ چادریں چڑھانے کی نذر ہو رہا ہے مدرسے ویران ہو رہے ہیں اور گیارہویں شریف پہ لنگر اور پیٹ پرستی کو سب سے بڑی دین کی خدمت سمجھا جا رہا ہے۔

غافلو! گر خواب میں یوں سوتے ہی رہو گے   جب نیند سے جاگو گے تو پھر روتے ہی رہو گے

جنت کی سیر اور حوروں کا ترانہ:

معراج کی رات نبی اکرم علیہ السلام نے جنت کی سیر فرمائی، جنت کا دروازہ سونے کا تھا جس کی لمبائی اور چوڑائی پانچ پانچ سو سال کی راہ تھی۔ یاقوت، زمرد اور موتیوں سے مرصع چار سو میخیں اس دروازے میں تھیں۔ چالیس ہزار کنگرے، ہر کنگرے پہ ایک فرشتہ متعین تھا جس کے ایک ہاتھ میں جنتی لباس کا طبق اور دوسرے میں نور سے بھرا ہوا طبق تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے آٹھ ہزار پہلے اس فرشتے کو پیدا فرمایا گیا جو اس انتظار میں کھڑا ہے کہ جب حضور کی امت اس دروازے سے گذر کر جنت میں جائے گی تو میں ان کو یہ لباس اور نور سے بھرا ہوا طبق دوں گا۔ رضوان جنت نے حضور علیہ السلام کو مبارک دی کہ مبارک ہو جنت کا اکثر حصہ آپ کی امت سے ہی بھرا جائے گا۔ رضوان جنت کے آٹھ خلیفے ہیں جو جنت کے آٹھ دروازوں پہ متعین ہیں ہر ایک کے ساتھ سات سات لاکھ فرشتے تھے۔

آپ نے جنت کے مکان دیکھے کہ ان کی دیواریں سونے چاندی کی اینٹوں سے بنی ہوئی تھیں جبکہ سیمنٹ اور گارے کی

جگہ مشک اور زعفران تھا، جنت کی سڑکیں زمرد، یاقوت اور بلور سے بنی ہوئی تھیں شیشے کی طرح شفاف کہ اندر باہر سے برابر نظر آتا۔ سڑکیں ستر ہزار برس کی راہ چوڑی اور اتنی ہی بلند تھیں جن پر کنگرے (جنگلے) سورج کی طرح چمکتے اور چاند کی طرح دمکتے موتیوں کے تھے۔

آپ نے نور کا ایک شہر دیکھا جو دنیا سے ہزار گنا بڑا تھا۔ شہر کے ایک لاکھ دروازے تھے ہر دروازے کے سامنے ایک باغ، ہر باغ میں ایک بالا خانہ اور ہر بالا خانہ میں نور کا ایک گھر بنا ہوا ہے۔ جس میں ستر ستر مکان ہر مکان میں نور کا ایک کمرہ ہر کمرے میں نور کی عمارت ہر عمارت میں چار سو دروازے ہر دروازے کے دو کواڑ ایک سونے کا دوسرا چاندی کا، ہر دروازہ کے سامنے نور کا ایک تخت ہے۔ جس پر نور کا فرش بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک حور بیٹھی ہے اس قدر حسین کہ اس کی انگلی کا ایک پورا اگر ظاہر ہو جائے تو چاند سورج کی روشنی ماند پڑ جائے۔ سرکار علیہ السلام کو بتایا گیا کہ یہ حور اُس کے لیے ہے جو دن رات کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے اور اللہ کے ہاں اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہے۔

آپ نے فرمایا (جنت کے) ہر مکان کے ستر ہزار حجرے تھے ہر حجرے میں سونے، یاقوت اور موتیوں کے تخت بچھے ہیں ،عمدہ ریشمی کپڑے کے سائبان تنے ہیں ایک ایک تخت پہ ستر ستر ہزار ریشمی فرش بچھے ہیں جن پر ایک نہایت خوبصورت حور جنتی جوڑا پہنے، خوشبو لگائے، جواہرات سے جڑا ہوا تاج سر پہ سجائے نہایت مسرور ہو کر بیٹھی ہے۔ ہر حور کی چالیس ہزار خوشبودار زلفیں ہیں، ستر ہزار زیورات سے آراستہ ہو کر زیوروں کی چھن چھن سے ستر ہزار خوبصورت آوازیں سنائی دیتی ہیں اور خیموں میں بیٹھی حوریں یہ ترانہ گا رہی تھیں۔

نحن النا عمات فلا نبوس ابدا	نحن الشاهدات فلا نمل ابدا
نحن الكاسئات فلا نعرى ابدا	نحن الشائبات فلا تهرم ابدا
نحن الراضيات فلا نسخط ابدا	نحن الخالد ات فلا نموت ابدا
ہم نعمتوں میں ہیں کبھی مفلس نہ ہوں گی	ہم فرحت میں ہیں کبھی غمگین نہ ہوں گی
ہم لباس میں ہیں کبھی ننگی نہ ہوں گی	ہم جوان ہیں کبھی بوڑھی نہ ہوں گی
ہم خوش ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی	ہم ہمیشہ زندہ رہنے والی ہیں کبھی نہ مریں گی

طوبى لمن كان لنا و كنا له

مبارک ہو اس شخص کو جو ہمارے لیے ہے اور ہم اس کے لیے ہیں۔ قرآن مجید میں حوران بہشتی کی مختلف مقامات پہ تعریف فرمائی گئی۔ سورۃ الرحمٰن میں فرمایا حور مقصورات فی الخیام۔ حوریں خیموں میں مقیم ہوں گی۔ لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان۔ ان کو کسی مرد نے اس سے پہلے نہ چھوا ہو گا فیھن قصرت الطرف۔ نیچی نگاہوں والی۔ کانھن الیا قوت والمرجان۔ گویا کہ یاقوت و مرجان ہیں۔ سورۃ صافات میں ہے عین کا نھن بیض مکنون۔ موٹی آنکھوں والی گویا محفوظ انڈے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبہ بھی ملاحظہ فرمایا جو سفید موتی کی طرح چمک رہا تھا جس کا دروازہ اور تالا سونے کا تھا اور

وہ اتنا بڑا قبہ تھا کہ اگر تمام جن اور انسان بھی اس پر جمع ہو جائیں تو پہاڑ کی چوٹی پر ایک پرندے کی طرح دکھائی دیں۔ آپ اس کو دیکھ کر واپس جانے لگے تو کسی نے کہا! اس کے اندر کیوں نہیں جاتے آپ نے فرمایا اس کو تالا لگا ہوا ہے چابی کہاں ہے عرض کیا گیا بسم اللہ شریف اس کی چابی ہے آپ نے بسم اللہ پڑھی تالہ کھل گیا فیھا نھر من ماء غیر اسن اس میں ایک نہر صاف ستھرا پانی کی لفظ اللہ کی ہا سے نکل رہی تھی و نھر من خمر لذۃ للشار بین ۔ دوسری نہر شراب طہور کی جو پینے والوں کو لذت بخشے الرحمٰن کی میم سے جاری تھی۔ و نھر من عسل مصفّٰی خالص شہد کی ایک نہر الرحیم کی میم سے نکل رہی تھی حکم ہوا کہ جو آپ کا امتی ان ناموں سے مجھے یاد کرے گا میں اس کو ان نہروں سے پلاؤں گا۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے باغات دیکھے کہ جن کے ایک ایک درخت کا سایہ ستر سال تیز رفتار سواری کی راہ تھا۔ درختوں کی جڑیں سونے کی ٹہنیاں یاقوت لولو اور زبرجد کی، پتے سندس، حریر اور دیباج کے ہر درخت پہ ستر ہزار قسموں کے میوے، جنتی خواہش کرے گا تو درخت اپنی ٹہنی اس کے سامنے جھکا دے گا، کھانے کی خواہش ہوگی تو پھول ٹوٹ کر طبق میں سجا کر اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ جتنی طلب ہے کھالے گا باقی اڑ کر دوبارہ درخت پہ جا لگے گا۔

ان درختوں پہ خوبصورت پرندے ہزاروں قسم کی خوبصورت آوازوں سے چہچہا رہے تھے۔ جنتی سوال کرے گا اے پرندے تیری آواز زیادہ پیاری ہے یا شکل؟ تو پرندہ کہے گا میرا گوشت ان دونوں سے لذیذ ہے۔ اتنے میں اسی پرندے کا گوشت بھن کر سامنے آجائے گا، جتنی طلب ہوگی کھالے گا باقی جو بچ گیا وہ پھر صحیح سلامت پرندہ بن کر اڑ کر درخت پہ بیٹھ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے! اب خوش ہو یہ ساری نعمتیں میں نے تیرے غلاموں کے لیے حلال اور تیرے دشمنوں پر حرام کر رکھی ہیں۔

مشاہدہ جہنم اور اس کا عذاب:

آپ نے فرمایا دوزخ کا دروازہ باب الامان میری انگلی کے اشارے سے کھل گیا، جو کہ کافور کا بنا ہوا تھا اور اس کی چوڑائی عرش سے فرش تک کی مسافت تھی (اس کا نام باب الامان اس لیے ہے کہ زمین و آسمان کی ساری مخلوق نے اللہ کی بارگاہ میں دوزخ سے پناہ مانگی تو ان کو امان دینے کے لیے یہ دروازہ بنایا گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دروازے پر ایک ہیبت ناک اور بارعب فرشتہ دیکھا جس کے ماتحت سخت مزاج انیس فرشتے تھے (علیھا تسعۃ عشر) جن کے ہاتھوں میں آگ کے گرز تھے اور نتھنوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے آپ نے اس کو سلام کہا اس نے آپ کی تعظیم کی، جواب دیا اور ساتھ یہ خوشخبری سنائی کہ جو کوئی آپ کی اتباع کرے گا اس پر دوزخ حرام ہے اور آپ کے نافرمانوں کے لیے دوزخ بھڑک رہی ہے۔ آپ کو بتایا گیا کہ جب دوزخ بنائی گئی تھی تو اس کا رنگ سرخ تھا پھر ہزار سال اس کو جلایا گیا تو اس کا رنگ سیاہ ہو گیا جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔

اس میں آپ ﷺ نے دوزخ کے سات طبقوں میں مختلف قسم کا عذاب دیکھا مثلاً طبقہ ہاویہ میں آپ نے بدصورت اور سخت دل فرشتوں کو دیکھا جو اتنے زیادہ تھے کہ ان کی گنتی خدا ہی جانے (وما یعلم جنود ربك الا ھو ۔ المدثر) ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کی قینچی۔ دو کنویں دیکھے ایک کا نام جب الحزن (غم کا کنواں) دوسرے کا نام طینۃ الخبال (زہریلے کیچڑ کا کنواں) ان میں لوگوں کو ڈالا جا رہا ہے، لوگ آہ و بکا کر رہے ہیں مگر کوئی سنتا ہی نہیں۔ آپ نے کچھ صندوق دیکھے جن کو تالے لگے ہوئے تھے اور ان میں سانپ اور بچھو تھے اور ساتھ ان لوگوں کو اس میں بند کیا گیا تھا جو دنیا میں تکبر اور سرکشی کرتے تھے۔ آپ نے وہاں

آگ کے جنگل بھی دیکھے جن میں آگ ہی کے درخت تھے جو آگ برسا رہے تھے، آگ کی چکیاں ملاحظہ فرمائیں جن میں دوزخیوں کو پیسا جا رہا تھے۔

آپ کے پوچھنے پر آپ کو بتایا گیا کہ یہ طبقہ جو دوزخ کا سب سے نچلا طبقہ ہے (اسی کو قرآن میں اسفل سافلین فرمایا گیا) فرعون، ہامان، نمرود، اصحاب مائدہ اور منافقین کے لیے ہے۔ چھٹے طبقے میں مشرک، پانچویں میں یہودی ایک میں عیسائی اور سب سے اوپر والا طبقہ جس میں سب سے کم عذاب ہے اس میں بھی عذاب کے ستر ہزار دریا جاری تھے، اس کا معمولی سا شور ساری دنیا کو تباہ کر دے اور ہر ذی روح مر جائے۔ زمین و آسمان کے برابر بھی اگر کوئی شے اس میں ڈال دی جائے تو ہزار سال تلاش کرنے کے باوجود بھی نہ مل سکے (اتنی گہرائی و وسعت) اتنی بات بتا کر مالک (دوزخ پر متعین فرشتوں کے سردار) نے شرم سے سر جھکا لیا۔ اور چپ ہو گیا، جبریل نے عرض کیا حضور! آگے بولنے سے آپ کی حیاء اس کو مانع ہوگئی ہے، آپ نے فرمایا! اے مالک میں اجازت دیتا ہوں بتاؤ یہ کس کے لیے ہے (تاکہ آج ہی کوئی بندوبست کر لیا جائے) اس نے رو کر عرض کیا آپ کی امت کے گناہ گاروں کے لیے ہے۔ آپ آج ہی ان کو ایسے خطرناک طبقے سے بچنے کی تلقین فرمائیں۔ ورنہ پھر قیامت کے دن کوئی رعایت نہ ہوگی۔ میں اس دن رحم نہ کروں گا نہ بوڑھوں کے سفید بالوں پر نہ جوانوں کے حالوں پر۔

اس وقت آپ نے اللہ کی بارگاہ میں التجا کی یا اللہ میری امت یہ عذاب برداشت نہ کر سکے گی، اے اللہ! میری لاج رکھ لے اور میری امت کو بچا لے تب اللہ نے فرمایا! آپ کو شفاعت کا اذن ملے گا جس سے سارے گنہ گار دوزخ سے نکال لیے جائیں گے۔ تو آپ خوش ہو گئے (یہ مضمون روح البیان پ ۱۵، معارج النبوت، درۃ الناصحین، ترمذی ج ۲، مسند دارمی ص ۳۸۱، مصباح الظلام ج ۱، ص ۳، ریاض الازھار ص ۲۳۱ اور احیاء العلوم ج ۴ سے جمع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کو عذاب قبر و نار جہنم سے بچائے۔

معراج سے واپسی:

عموماً سننے میں آیا ہے اور لوگ اس کو ایک بہت بھاری سوال بنا کر پیش کرتے ہیں بلکہ بعض تو کہتے ہیں کہ کوئی اس سوال کا جواب دے ہی نہیں سکتا کہ حضور علیہ السلام معراج پہ گئے تو براق پہ سوار ہو کر مگر واپس کیسے آئے حالانکہ جس آیت میں معراج پہ جانے کا ذکر ہے اسی میں واپس آنے کا اشارہ بھی موجود ہے اور وہ یہ کہ **اسریٰ یسری اسراء** باب **افعال** ہے جو بذات خود متعدی ہے کہ کسی کو سیر کرانا پھر بعبدہ پر با مصاحبت کی لگائی جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی لے گیا اور اللہ تعالیٰ ہی واپس لے آیا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر معنی یہ ہوگا کہ لے جانے والا بھی ساتھ ہی تھا، لے جاتے ہوئے بھی اور واپس آتے ہوئے بھی۔ چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **النجم هو النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وهوية نزوله من السماء ليلة المعراج وجوز على هذا ان يرادبهوية صعوده وعروجه عليه الصلوة والسلام الى منقطع الاين** (پ ۲۷ ص ۳۸)

نجم سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات بابرکات ہے اور **اذا ھویٰ** سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج سے واپس آنا بیان فرمایا گیا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ **ھویٰ** سے بھی آپ کا معراج پر جانا ہی مراد ہو یعنی اوپر جانا اور لامکان تک پہنچنا۔ بعض علماء (امام دمیری) نے یہ بھی لکھا کہ واپسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغیر براق کے ہوئی کیونکہ آپ براق کے محتاج نہ تھے اور بغیر براق کے واپسی آپ کی عظمت و شان کے زیادہ مناسب ہے اور ممکن ہے کہ جس طرح بعض چیزوں کا ذکر نہیں ہوتا مگر مراد لیا جانا ضروری ہے مثلاً

وجعل لکم سرابیل تقیکم الحر میں لباس کا گرمی سے بچانا بیان ہوا جبکہ لباس سردی سے بھی بچاتا ہے اور اسی طرح اگرچہ جاتے ہوئے براق کا ذکر ہے واپسی میں ذکر نہیں مگر معنی میں ضرور ملحوظ ہوگا (حیوۃ الحیوان ج ۲، ص ۳۰۶)

معراج کی حکمتیں:

۱۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے ایک مرتبہ آپ کی امت کے اعمال پیش کیے گئے جن کو دیکھ کر آپ گھبرا گئے کہ میری امت میں ایسے ایسے گناہ گار ہیں یہ کہاں جائیں گے؟ اللہ نے معراج پہ بلا کر اپنی رحمتیں اور بخششیں دکھائیں کہ تیری امت کے گناہوں کی میری رحمت کے سامنے کیا حیثیت ہے؟ آپ پریشان نہ ہوں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ حضور علیہ السلام کو شفیع امم بنایا ہے اور قیامت کا دن بڑا ہولناک ہوگا (**یوم یفر المرء من اخیہ ...... الی اخرہ**) اللہ نے اپنے محبوب کو پہلے ہی بلا کر سارا نظام دکھا دیا کیونکہ کوئی منظر کتنا ہی ڈروانا کیوں نہ ہو جب ایک بار پہلے دیکھ لیا جائے تو دوبارہ دیکھنا قدرے آسان سا ہو جاتا ہے اسی لیے ہر کوئی نفسی نفسی کہے گا اور حضور علیہ السلام امتی امتی فرمائیں گے۔

۳۔ بادشاہ جب کسی کو اپنی نیابت دیتا ہے تو پہلے اپنی سلطنت دکھاتا ہے پھر کنٹرول دیتا ہے، حضور علیہ السلام چونکہ اللہ کے خلیفہ اعظم ہیں اور اللہ کی حکومت زمین و آسمان پہ ہے اس لیے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پہلے ساری زمین دکھا کر ساری زمین کا کنٹرول دیا گیا (**فاریت مشارقھا و مغاربھا۔ اوتیت مفاتیح خزائن الارض**) پھر آسمان کی سیر کرائی اور آسمان کا کنٹرول (اذن شفاعت عطا فرمادیا)

۴۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی جان و مال کا جنت کے بدلے سودا فرمایا (**ان اللّٰہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ**) حضور علیہ السلام چونکہ اس سودے کے وکیل اعظم ہیں لہٰذا جو قیمت لگی اس کا دیکھنا ضروری تھا لہٰذا آپ کو معراج پہ بلا کر جنت دکھا دی کہ جو ہم نے آپ کے غلاموں کے جان مال کی قیمت لگائی ہے آپ دیکھ لیں کیا آپ کو یہ سودا منظور ہے **الدلال معزز من جانبین**۔ سودا کرانے والا فریقین کے نزدیک معزز و محترم ہوتا ہے۔

۵۔ جب اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے عرض کیا! کیا ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گا، خون بہائے گا۔ فرمایا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، مطلب یہ کہ تم فسادیوں کو دیکھ رہے ہو اور میرے سامنے وہ ہستی ہے کہ جس کے لیے میں نے سب کچھ بنایا ہے اور بناتا ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرشتے اسی دن سے حضور علیہ السلام کو دیکھنے کے مشتاق ہو گئے اور دعائیں کرنے لگے کہ اس محبوب کی زیارت ہو جائے اللہ نے معراج کرایا تاکہ فرشتے اپنا اشتیاق پورا کر لیں۔

۶۔ حضور علیہ السلام چونکہ رحمۃ للعالمین ہیں اور عالمین میں آسمانی مخلوق بھی شامل ہے (**العالم ماسوی اللّٰہ**) زمین والوں کو تو آپ کی رحمت سے حصہ مل گیا آسمان والوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارے پاس بھی تشریف لائیں تاکہ ہم بھی آپ سے آپ کی رحمت کا حصہ وصول کریں۔

۷۔ زمین و آسمان کا آپس میں مناظرہ ہوا اور دونوں ایک دوسرے پر اپنی برتری جتانے لگے زمین نے کہا میرے اوپر نہریں، باغات، انسان ہیں آسمان نے کہا تیرے اوپر پانی کی نہریں تو میرے اوپر دودھ، شہد اور شرابا طہورا کی نہریں، بات چلتی چلتی یہاں

پہنچی کہ زمیں نے کہا میرے اوپر اللہ کا محبوب جلوہ گر ہے تو آسمان لاجواب ہوگیا اور دعا کرنے لگا کہ حضور ایک بار میرے اوپر بھی تشریف لائیں تا کہ زمین کو کہہ سکوں کہ میں نے بھی ان کے قدموں کو بوسے دیے ہیں۔

۸۔ سارے نبیوں نے اللہ کے ایک ہونے کا اعلان جبریل سے سن کر کیا یعنی توحید کی شہادت سمعی دی کہ قوم نے جب بھی کسی نبی سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ خدا ایک ہے تو ہر نبی نے یہی فرمایا کہ ہم نے جبریل سے سنا ہے اور جب حضور علیہ السلام نے اعلان فرمایا الھکم الہ واحد۔ اللہ ایک ہے پوچھا گیا آپ نے کس سے سنا ہے تو فرمایا رایت ربی فی احسن صورۃ میں سنی سنائی بات نہیں کر رہا خود دیکھ کر آیا ہوں اور بڑی اچھی صورت میں۔ اور صرف دل کی آنکھوں سے نہیں بلکہ اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں۔ اسی لیے آپ خاتم النبیین ہیں کہ اتنی پکی گواہی کے بعد اب کسی گواہی کی کیا ضرورت ہے۔ تو سرکار کی ذات وہ ہے کہ ایک طرف خدائی پر نظر رکھتی ہے تو دوسری طرف خدا پر بھی نظر ہے۔ لہٰذا معراج کی یہ بھی ایک حکمت ٹھہری۔

۹۔ اللہ تعالیٰ نے کئی انبیاء کرام کا نام لیکر قرآن مجید میں ان پر سلام بھیجا سلام علی نوح فی العالمین۔ سلم علی ابراھیم۔ سلام علی موسیٰ وھرون سلام علی الیاسین۔ حضور علیہ السلام کے بارے یہ تو فرمایا ان اللّٰہ و ملائکتہ یصلون علی النبی۔ مگر اس انداز سے کیوں نہ سلام بھیجا؟ اس لیے کہ ان نبیوں پہ سلام بھیجا تو ان کے قدم فرش پہ تھے اور اپنے محبوب کو عرش پہ بلاؤں گا، پردے ہٹاؤں گا، دیدار بھی کراؤں گا اور السلام علیك ایھا النبی بھی فرماؤں گا۔

۱۰۔ ساری کائنات کو حضور علیہ السلام کا محتاج اور حضور علیہ السلام کو سب کے لیے محتاج الیہ بنایا گیا۔

؎ جملہ عالم است محتاج الیہ زیں سبب فرمود رب صلوا علیہ

کوئی اعتراض کر سکتا تھا کہ حضور علیہ السلام بھی ہماری طرح زمین پہ چلتے تھے لہٰذا آپ بھی زمین کے محتاج ہوئے۔ تو اللہ آپ کو آسمان پہ لے گیا کہ میرا نبی زمین کا محتاج نہیں۔ پھر کوئی کہہ سکتا تھا کہ حضور آسمانوں کے محتاج ٹھہرے تو اللہ آپ کو لامکاں پر لے گیا۔

پھر سوال پیدا ہوا کہ تم تو کہتے تھے ہم حضور علیہ السلام کے محتاج ہیں۔ اگر محتاج ہیں تو جب آپ آسماں پر گئے تو ہم آپ کے بغیر زندہ رہے لہٰذا ہم آپ کے محتاج نہ ہوئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ نے جب پورا نظام ہی روک دیا تو تمہارا مدعا ثابت نہ ہوا اور اگر اس بات کو نہ مانو تو حضور تو سراجا منیرا ہیں اور سورج جہاں بھی ہو اپنا فیض پہنچاتا رہتا ہے۔

؎ ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک چرواہے نے ماہیا کہا۔ جلدی آ ڈھولا! کیوں دیراں لایاں نی۔

آپ کو وجد آ گیا مریدین نے پوچھا! حضرت! خدا جانے وہ کس ڈھولے کی بات کر رہا تھا۔ فرمایا! مجھے تو اپنا محبوب یاد آ گیا کہ جب آپ معراج پہ گئے تو سارا جہان پکار رہا تھا جلدی آ ڈھولا کیوں دیراں لائیاں نی۔

۱۱۔ ہر نبی علیہ السلام کو ان کے دور کے مطابق بھی کوئی نہ کوئی معجزہ ایسا عطا کیا گیا کہ اس دور میں جس کو لوگ کمال سمجھتے تھے اس معجزے کی ظاہری شکل اس سے ملتی ہوتی اگر چہ لوگوں کا وہ کمال کبھی عیب بھی ہوتا۔ مثلاً موسیٰ علیہ السلام وسلیمان علیہ السلام کے دور میں جادو کا زور تھا اور اللہ نے لوگ اس کو کمال سمجھتے تھے تو اللہ نے دیگر معجزات کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کو عصا عطا کیا جس نے جادو

گروں کے جادو کو خاک میں ملا دیا اور سلیمان علیہ السلام کے تخت کو ہوا میں اُڑا دیا جس کے سامنے جادو گر عاجز تھے۔

صالح علیہ السلام کی قوم پہاڑ کھود کر محل بناتی وتنحتون من الجبال بیوتا فرحین۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پتھر سے پیدا شدہ اونٹنی کا معجزہ دے دیا۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں طب وحکمت عروج پر تھی تو اللہ نے انہیں دیگر معجزات کے علاوہ مادر زاد اندھے کو بینا کرنا اور کوڑھی کو تندرست کرنے کا معجزہ بھی دیا۔ حضور علیہ السلام کے دور میں چونکہ سائنس کو کمال سمجھا جاتا تھا اور لوگوں نے چاند پہ جانے کے دعوے کرنے تھے تو اللہ نے عرش پہ بلا لیا کہ تم لاکھ ترقیاں کرتے رہو میرے نبی کی گرد راہ کو بھی نہیں پا سکو گے۔

۱۲۔ بعض روایات میں ہے کہ جب ایۃ الکرسی نازل ہوئی تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی کرسی دیکھنے کا شوق پیدا ہو تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج کرایا اور آپ نے کرسی بھی دیکھی اور کرسی والا بھی دیکھ لیا۔

چنانچہ آپ نے کرسی ملاحظہ فرمائی جو سونے کی یا موتیوں کی بنی ہوئی تھی اس کے پائے مروارید کے تھے، زمین آسمان اگر اس پر رکھ دے جائیں تو ایک حلقہ یا چھلے کی طرح معلوم ہوں، اس پر نور کے خط سے ایۃ الکرسی لکھی تھی اور اس کے آس پاس چالیس ہزار کرسیاں اور رکھی ہوئی تھیں اور ہر ایک کرسی کے پاس ایک فرشتہ کھڑا ہو کر ایت الکرسی کی تلاوت کر رہا تھا اور حضور علیہ السلام کی امت کے وہ لوگ جو ایت الکرسی کا وظیفہ کرتے ہیں ان کو ثواب بخش رہا تھا۔

اور حاصل کلام یہ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میرے دو وزیر آسمانوں پہ ہیں (جبریل ومیکائیل) اور دو وزیر زمین پہ ہیں (ابوبکر وعمر) اور وزیر بادشاہوں کے ہی ہوتے ہیں اور وہیں پہ ہوتے ہیں جہاں بادشاہی ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ حکومت پاکستان میں ہو اور وزیر بھارت میں ہوں، دوسرے ملکوں میں سفیر تو ہوتے ہیں وزیر نہیں ہوتے تو ثابت ہوا کہ حضور کی حکومت صرف زمین پہ ہی نہیں آسمانوں پہ بھی ہے (تبھی تو اشارہ کر کے چاند کو ٹکڑے فرما دیا) تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے بادشاہ اپنے ملکوں کے دورے کرتے ہی رہتے ہیں۔

الحمدللہ

حدائق بخشش حصہ اول کی تمام نعتوں کی شرح یہاں پہ مکمل ہوئی اب حدائق بخشش حصہ دوم کی نعتوں کی شرح کا آغاز کیا جاتا ہے۔ جس میں سب سے پہلے قصیدۂ نور کی شرح لکھنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے یہاں بھی حروف تہجی کے حساب سے نعتوں کو شروع کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ نعتوں کے آخر میں دونوں حصوں کی رباعیات کی شرح لکھی جائے گی اور آخر میں شرح درود اعلیٰ حضرت اور پھر شرح سلام رضا لکھی جائے گی۔ جبکہ آخر میں "یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو" دعا ہونے کی مناسبت سے آئے گی۔

----***----

شرح حدائق بخشش

حصہ دوئم

نعت شریف نمبر (۷۴)

''قصیدۂ نور''

(۱) صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا — صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
(۲) باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا — مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
(۳) بارھوں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا — بارہ برجوں سے جھکا ایک اک ستارا نور کا
(۴) ان کے قصر قدر سے خلد ایک کمرہ نور کا — سدرہ پائیں باغ میں ننھا سا پودا نور کا
(۵) عرش بھی فردوس بھی اس شاہِ والا نور کا — یہ مثمن برج وہ مشکوئے اعلیٰ نور کا
(۶) آئی بدعت چھائی ظلمت رنگ بدلا نور کا — ماہِ سنت مہر طلعت لے لے بدلا نور کا
(۷) تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا — بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا
(۸) میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالا نور کا — نور دن دُونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا
(۹) تیرے ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا — رُخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نور کا
(۱۰) پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا — دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا
(۱۱) تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا — سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا
(۱۲) بیِنیِ پُر نور پر رخشاں ہے بُکہّ نور کا — ہے لواء الحمد پر اُڑتا پھریرا نور کا
(۱۳) مصحف عارض پہ ہے خطِ شفیعہ نور کا — لو سیہ کارو مبارک ہو قبالہ نور کا
(۱۴) آبِ زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا — مصحفِ اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا
(۱۵) پیچ کرتا ہے فدا ہونے کو لُمعہ نور کا — گرد سر پھرنے کو بنتا ہے عمامہ نور کا
(۱۶) ہیبت عارض سے تھراتا ہے شعلہ نور کا — کفشِ پا پر گرِ کے بن جاتا ہے گپھا نور کا
(۱۷) شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا — تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا
(۱۸) میل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پُتلا نور کا — ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا

مشکل الفاظ کے معانی:

* طیبہ۔مدینہ * بٹتا ہے۔ تقسیم ہوتا ہے * باڑا۔خیرات، بھیک * صدقہ ۔خیرات * تارا۔ستارا * سہانا۔عمدہ دانوکھا، پیارا * پھولا۔ کھلا * مست ۔ مخمور و سرشار * بو۔ خوشبو * کلمہ نور کا۔نورانی ترانہ * بارھویں۔(۱۲) بارہ تاریخ * مجرا۔سلام وآداب بجالانا * برج۔سیارگان فلکی کا مقام * قصر۔ محل * قدر۔عزت * خلد۔جنت * سدرۃ۔بیری کا درخت * ننھاسا۔چھوٹا سا * عرش۔اللہ کا تخت * فردوس۔سب سے افضل جنت * والا۔بلند مرتبہ * مثمن۔ہشت پہلو (آٹھ کونوں والا) * مشکوئے اعلیٰ۔شاہی محل کا بالا خانہ (چوبارا) * بدعت ۔ نئی بات (دین میں خرابی پیدا کرنیوالا نیا کام) * ظلمت ۔اندھیرا، تاریکی * بدلا۔تبدیل ہوا * ماہ۔ چاند * مہر۔سورج * طلعت ۔طلوع سے ہوتو معنی ہے نکلنا اور دوسرا معنی اس کا ہے، چہرہ * بدلا۔انتقام * ماتھا۔پیشانی * رہا۔ ٹھہرا، سجا * بخت۔نصیب * جاگ۔جاگنا سے ہے بمعنی بیدار ہونا * گدا۔بھکاری * دن دونا۔ہر روز دُگنا، ڈبل * دے ڈال۔عطا فرما * جانب۔سمت، طرف * رُخ۔چہرہ * قبلہ۔مرکز توجہ * ابرو۔بھواں * پشت۔ کمر * ڈھلکا۔اوپر سے نیچے کو جھکا ہوا * شملہ۔طرۂ پلو * اترا۔نازل ہوا * صحیفہ ۔ آسمانی کتاب * تاج والے۔بادشاہ * عمامہ ۔ پگڑی، دستار * بول۔بات، قول * بالا۔بلند * بنی۔ناک * پُرنور۔نورانی، نور سے بھرپور * رخشاں۔چمک والا * بکہ۔شعلہ * لواء الحمد۔تعریف کا جھنڈا (جو قیامت کے دن حضور علیہ السلام ہی کے ہاتھ میں ہوگا) * اُڑتا۔لہراتا * پھریرا۔ جھنڈے کا کپڑا * مصحف۔ قرآن * عارض۔رخسار * خط۔ لکیر (داڑھی مبارک کا خط) * شفیعہ۔سفارشی * سیہ کارو۔اے گناہ گارو * قبالہ۔ تحریر، بیع نامہ * آب۔پانی * زر۔سونا * اعجاز۔ معجزہ، کرشمہ * پیچ۔حلقہ، گرہ، لپیٹ * فدا۔قربان * لمعہ۔روشنی، اجالا * گردسر۔سر کے اِردگرد، چاروں طرف * ہیبت۔رعب، دبدبہ * تھرّاتا۔ کانپتا * کفش۔جوتا * پا۔پاؤں * گپھا یا گچھا۔ گلدستہ * شمع۔موم بتی * مشکوۃ۔چراغ رکھنے کی جگہ، فانوس * تن۔ جسم * زجاجہ۔ شیشے کی چمنی * صورت ۔شکل، تصویر * سورہ نور۔(قرآنی سورۃ جو اٹھارہویں پارے میں ہے) * میل۔جسم کی میل کچیل * ستھرا۔صاف * پتلا۔پیکر، مجسمہ * کورا۔نیا، سادہ * کرتا۔ قمیص۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) ہمارے آقا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شہر مدینہ میں جب بھی صبح ہوتی ہے تو نور کی خیرات تقسیم ہونے لگتی ہے اور صرف زمین والے خاکی ہی خیرات لینے کے لیے دامن نہیں پھیلاتے بلکہ نورانی ستارہ بھی نور کی بھیک لینے کے لیے درِ مصطفیٰ علیہ السلام پر حاضر ہوتا ہے۔

؎ سیرت ہے تیری جوہرِ آئینۂ تہذیب ۔۔۔ روشن تیرے جلووں سے جہانِ دل و دیدہ

کچھ قصیدۂ نور کے بارے میں:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا یہ مشہور "قصیدۂ نور" جس کا پہلا شعر ہے۔

؎ صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا ۔۔۔ صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

اورآخری شعر ہے۔

ــ اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

سب سے پہلے یہ قصیدہ عرس قادری بدایون میں ۵۔ جمادی الآخری ۱۳۱۷ھ کو پڑھا گیا جس میں ہندوستان کے نامور علماء اور مشائخ مولانا عبدالقادر بدایونی، مولانا وصی احمد محدث، مولانا ہادی علی خاں ستیاپوری، مولانا ہدایت رسول، شاہ محمد فاخر الہ آبادی، مولانا عبدالصمد سہوانی، شاہ علی حسین اشرفی میاں پھوچھوی، شاہ تجمل حسین شاہجہانپوری وغیرہ موجود تھے۔ حضرت شاہ ابوالحسین نوری میاں صدر مشائخ تھے۔ حضرت فاضل بریلوی بھی تشریف فرماتھے۔ بدایون کے مشہور نعت خواں حبیب قادری مرحوم نے اپنے مخصوص انداز میں قصیدہ نور پڑھا۔ لوگ بیان کرتے تھے کہ محفل سراپا نور بن گئی ایک ایک شعر چار چار پانچ پانچ مرتبہ پڑھا گیا۔ کیف وسرور کی ایک کیفیت برپا تھی۔ تحسین وآفرین کے نعرے تھے دس بجے یہ قصیدہ شروع ہوااور قبل ظہر ختم ہوا۔

حضرت شاہ احمد نوری قدس سرہ نے جو گردن جھکائے مراقب نظر آرہے تھے۔ گردن اٹھائی اور دست بدعا ہوئے حضرت فاضل بریلوی والہانہ انداز کے ساتھ اٹھے اور بے ساختہ ایک چیخ نکلی اور حضرت میاں صاحب قبلہ کے زانوئے مبارک پر سر رکھ دیا ....سبحان اللہ وبحمدہ

مولانا علی احمد خاں اسیر نے بھی اسی زمین میں ایک قصیدۂ نور لکھا تھا جو اسی روز رات کو بعد اختتام وعظ پڑھا گیا۔ اس قصیدہ کا مطلع ہے۔

ــ مرحبا آیا عجب موسم سہانا نُور کا بلبلیں گاتی ہیں گلشن میں ترانہ نور کا

قصیدۂ کا اختتام اس طرح ہوا ہے۔

ــ ہوں مقلد میں رضا کا اس زمین نور میں میں نے بھی جاگیر میں پایا علاقہ نور کا
دو جہاں میں رات دن یارب رضا کے ساتھ ساتھ بہر ذوالنورین رکھنا ہم پہ سایہ نور کا
نور کی بارش جھما جھم ہوتی آتی ہے اسیر لو رضا کے ساتھ بڑھ کر تم بھی حصّہ نور کا

اس قصیدہ کی بھی خوب دھوم رہی۔

شاید یہاں یہ ذکر بھی بے محل نہ ہوگا کہ مولانا ضیاء الدین بدایونی مرحوم (ف ۱۹۷۰ء) نے بھی اسی زمین میں ایک قصیدہ ۱۳۷۶ھ میں باسم تاریخی "نورخورشید" لکھا جس کا مطلع ہے۔

ــ اوج عرش پاک سے چمکا ستارا انور کا صبح میلاد نبی عالم ہے سارا نور کا

آخر کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

ــ ہے منور نور سے قبر رضا قبر اسیر ان کے صدقے یہ قصیدہ بھی ہو سارا نور کا
اے عرب کے چاند چمکا دے مری لوح جبیں ہو ضیا کو پھر مدینہ میں نظارا نور کا

(معارف رضا ۱۴۰۳ھ ماہ صفر المظفر مضمون نگار ڈاکٹر محمد ایوب قادری)

(۲) طیبہ کے گلشن میں ایک ایسا پیارااور نورانی پھول کھلا کہ جس کی قلب وروح کو معطر کر دینے والی خوشبو سے مست وسرشار ہو

کر بلبلوں نے نور کا ترانہ گانا شروع کر دیا اور اس دن سے لیکر آج تک گا رہی ہیں اور قیامت تک گاتی رہیں گے۔ جن میں سے ایک بلبل چمنستان رسالت اعلیٰ حضرت کی ذات ہے اور نور کا ترانہ قصیدہ نور ہے جو پوری دنیا میں پوری عقیدت و محبت کے ساتھ جھوم جھوم کر پڑھا اور سنا جاتا ہے۔

(۳) جب بھی چاند کی بارہ (۱۲) تاریخ آتی ہے تو آسمان کا چاند بارہ ربیع الاوّل حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت کی خوشی اور نسبت سے جھک جھک کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آداب و سلامی بجالاتا ہے اور نہ صرف چاند بلکہ دائرۂ فلک کے بارہ برجوں کا ہر ہر ستارہ بھی جھک کر حضور کی بارگاہ میں سلام نیاز بجالاتا ہے۔ اور عرض کرتا ہے کہ

ے تیرے آنے سے رونق آگئی گلزار ہستی میں — شریک حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی
تیرا در ہو میرا سر ہو، مرا دل ہو، تیرا گھر ہو — تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

(حفیظ جالندھری)

(۴) یہ جنت کیا ہے؟ میرے آقا (علیہ السلام) کی عزت و عظمت کے محل کا ایک نورانی کمرہ ہے۔ اور یہ سدرۃ المنتہیٰ (بیری کا درخت جہاں جبریل امین علیہ السلام رہتے ہیں) سرکار مدینہ علیہ السلام کی عظمت کے باغ کا ایک چھوٹا سا ننھا منا پودا ہے۔ جس آقا کا مکان اتنا بڑا ہے اس مکان کے مکین کی عظمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

ے کل کے مطلوب کا محبوب ہے مطلوب ہے تو — اللہ اللہ! تیری شان مدینے والے

(بیدم وارثی بتصرف)

(۵) عرش معلی ہو یا جنت الفردوس (سب سے اعلیٰ جنت) ہو، سب کچھ حضور ہی کے لیے ہے (عرش معراج کی رات اور قیامت کے دن آپ کے بیٹھنے کے لیے اور جنت حضور علیہ السلام کے غلاموں کے لیے **تلک الجنة التی نورث من عبادنا من کان تقیا (مریم)** ہم اس جنت کا اپنے نیک بندوں کو وارث بنا دیں گے۔ جب اللہ کے بندے جنت کے وارث ہیں تو "اللہ نبی وارث کہنا" شرک کیوں ہے؟

اور جب اولیاء اللہ جنت کے وارث ہیں تو لاہور داتا کی نگری، پاکپتن بابا کی نگری، اجمیر شریف خواجہ کی نگری کہنا ناجائز کیوں ہے۔

یہ آٹھ کونوں والا عرش آپ کا ہشت پہلو محل ہے اور جنت الفردوس آپ کے نورانی محل کا بالا خانہ ہے۔

ے تیرے صانع سے کوئی پوچھے تیرا حسن و جمال — خود بنایا اور بنا کر خود ہی پیار ہو گیا
کیوں نہ ہو تم مالکِ مُلک خدا مِلک خدا — سب تمہارا ہے خدا ہی جب تمہارا ہو گیا (ذوق نعت)

(۶) اے میرے نور والے آقا! کفر و بدعت اور بدعقیدگی کا اندھیرا بڑھتا ہی جا رہا ہے اور آپ کے دین کی نورانیت کا رنگ بدلا جا رہا ہے (امت مسلمہ زبوں حالی کا شکار ہے مسلمان حکمران کافروں کے چمچے اور ایجنٹ بن گئے ہیں، اسلامی شعائر کا مذاق اڑا کر ان کی اہمیت ختم کی جا رہی ہے بالخصوص جہاد کو دہشت گردی کا نام دیا جا رہا ہے۔

ے فریاد ہے اے کشتیِ ملت کے نگہبان — بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے سنت و طریقہ ابراہیم علیہ السلام کے چمکتے چاند! اور روشن چہرے والے سراج منیر آقا! ان اندھیروں کو مٹا کر دین

اسلام کی حمایت کرتے ہوئے کفر و بے دینی سے انتقام لے لیجئے۔

؎ آپ کی چشم کرم سے مندمل ہو جائیں گے جسم ملت پر اگرچہ زخم ہیں کاری بہت
ان کا دامن پیار کے پھولوں سے پھر بھر دیجئے آپ کو امت ہمیشہ سے رہی پیاری بہت
میرا آقا دیکھئے امت کا اب کیا حال ہے سرد ہے جذبہ عمل کا ، گرم گفتاری بہت
رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ کا ہے سہارا ورنہ یاں ہو گئی اپنے گناہوں کی گراں باری بہت

(حدیث شوق)

(۷) اے جانِ کائنات ، نبی شش جہات صلی اللہ علیہ وسلم ! فتح و نصرت کے نور کا سہرا آپ ہی کے سر ہے (آپ کی ظاہری حیات کے بعد بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہر میدان میں کامیابی کے جھنڈے آپ کے موئے مبارک کی برکت سے گاڑے اور آپ کے دنیا میں آنے سے پہلے بھی کامیابیاں اور فتوحات آپ ہی کے وسیلے سے ہوتی تھیں و کانوا من قبل یسفتحون علی الذین کفروا۔ وہ لوگ (یہود و نصاریٰ) آپ کے وسیلے سے کافروں پہ فتح و نصرت طلب کرتے۔

؎ ہر دور میں چلتا ہے پیانہ محمد کا آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا

(صلی اللہ علیہ وسلم)

نور کا بخت بھی آپ کی برکت سے بیدار ہوا تو نورانی ستارا بھی آپ ہی کے صدقے آج تک چمک رہا ہے جو جس رنگ میں بھی روشنی دے رہا ہے یہ سارا آپ ہی کا فیض ہے۔

؎ سب صدقہ محبوب سوہنے دا کوہ طور تے دیوے بلائے

(۸) اے میرے غریب نواز آقا! میرے جیسا گدائے بے نوا کوئی نہیں اور آپ جیسا صاحب جود و عطا، بادشاہ کوئی نہیں۔ کاسۂ گدائی (پیالہ) لیکر حاضر ہوا ہوں اس (دامن دل کے برتن) کو نور کی خیرات سے بھر دیجئے۔ اللہ آپ کے نورانی فیض میں دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اپنے اس بھکاری کو نور کی خیرات عطا کر دیجئے۔

؎ قیصرو کسریٰ و خاقان ، رسول عربی تیرے دربانوں کے دربان رسول عربی
رات سجدے میں گذاری ہے تو دن غزوے میں اللہ اللہ تیری شان ، رسول عربی

(کوثر نیازی)

(۹) ساری دنیا تو کعبے کی طرف منہ کر کے سجدہ کرتی ہے مگر اے میرے نور والے آقا! نور کا سجدہ پانچوں وقت آپ ہی کی طرف ہے کیونکہ آپ کا چہرہ انور اگر نور کا قبلہ (مرکز توجہ) ہے تو آپ کے ابروئے مبارک نور کا کعبہ ہیں۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا۔

؎ دشت میں ، دامنِ کوہسار میں ، میدان میں ہے بحر میں ، موج کی آغوش میں ، طوفان میں ہے
چین کے شہر ، مراکش کے بیابان میں ہے اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے رفعت شان رفعنالك ذكرك دیکھے

(بانگ درا)

(۱۰) اے میرے پیارے نبی! آپ کے سرِ انور سے عمامہ شریف نورانی شملہ جو پشت مبارک پہ لٹک رہا ہے اگر موسیٰ علیہ السلام دیکھ لیں تو ضرور کہیں کہ ایسے لگتا ہے جیسے آسمان سے نور کا صحیفہ نازل ہو رہا ہے (کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے تو طور پہ نور کے جلوے دیکھے ہوئے ہیں اس لیے وہ تو پہلی نظر سے ہی پہچان لیں گے) شیخ سعدی اپنے آقا کی عظمت کو یوں سلام محبت پیش کرتے ہیں۔

ے عرش است کمیں پایہ زایوانِ محمد — جبریل امیں خادمِ دربانِ محمد
آں ذاتِ خدا و ندکہ مخفی ست بعالم — پیدا و عیاں است بچشمانِ محمد
یک جاں چہ کند سعدیٔ مسکیں کہ دو صد جان — سازیم فدائے سگِ دربانِ محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۱) ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا عالم یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے تخت و تاج والے (شاہان وقت) جب حضور علیہ السلام کے سرِ انور و اقدس پہ نورانی دستار شریف دیکھتے ہیں تو حیران و ششدر ہو کر بے اختیار ان کے سر جھک جاتے ہیں اور لبوں پہ یہ دعا جاری ہو جاتی ہے۔

یا اللہ! نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور برکت فرما اور نور والے آقا کی عظمت کا مزید بول بالا فرما۔

ے آں خسروِ عرش آستاں آں داورِ گیتی ستاں — آں قبلہ گاہ انس و جاں، آں خاتم پیغمبراں
آں تاجدار ملک و دیں، داری اقلیم یقیں — دانائے علم اولیں، فرماں برش روح الامیں

(شبلی نعمانی)

(۱۲) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پُرنور بینی (ناک مبارک) پہ ہر وقت نور اس طرح نور چمکتا رہتا ہے کہ یوں لگتا ہے جیسے لواء الحمد (قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی حمد کا جھنڈا جو حضور علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوگا) کا پھریرا لہرا رہا ہے۔

ے ظاہر میں قدم خاک پہ دھرتا تھا بباطن — افلاک تو کیا عرش بھی زیرِ کفِ پا تھا
حاضر ہوئے جبریل امیں بھی تو ادب سے — نازل ہوا قراں بھی تو بے صوت و صدا تھا

(۱۳) چہرۂ انور کے رخسار مبارک پہ داڑھی مبارک کا خطِ انور گناہ گاروں کو شفاعت کی خوشخبری سنا رہا ہے کہ اے گنہ گارو! تمہیں شفاعت کا اجازت نامہ مبارک ہو۔ داڑھی مبارک کے خط کو تحریر کے خط کے ساتھ کیسے پیارے انداز میں ملایا گیا ہے۔

روایت میں آتا ہے کہ ایک یہودی نے حضور علیہ السلام کی داڑھی مبارک کا ایک بال لیکر اس کے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں حسن و جمال کے لیے دعا کی تو اس کی بالکل سفید داڑھی اسی وقت کالی سیاہ ہو گئی۔ (کنز العمال)

ے سورج نے ضیاء اس چشم سے لی، اس نطق سے غنچے پھول بنے
اُٹھا تو ستارے فرش پہ تھے بیٹھا تو زمیں کو عرش کیا

(۱۴) رخسار مبارک پہ پسینہ کے خوشبودار قطرے ایسے چمکتے ہیں جیسے سونے کا پانی چمکتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس معجز نما رخسار پہ خالص سونا چڑھا دیا گیا ہے۔

ـــ گلستانوں کو بھی جو میسر نہیں ایسی خوشبوئیں ان کے پسینے میں ہیں
جلوۂ مصطفیٰ ہو اگر سامنے لذتیں کس قدر اشک پینے میں ہے (مظفر وارثی)

اور کسی نے کیا خوب کہا۔

ـــ عرصہ ہوا طیبہ کی گلیوں سے وہ گزرے تھے اس وقت بھی گلیوں میں خوشبو ہے پسینے کی
ـــ کستوری و گلاب میں یہ نکہتیں کہاں آقا! یہ ساری تیرے پسینے کی بات ہے

(۱۵) نور کا شعلہ قربان ہونے کے لیے سرانور کے اردگرد اس طرح گھوم رہا ہے جیسے دستار کو سر کے اردگرد گھما کر باندھا جاتا ہے۔

(۱۶) چہرۂ مبارک کے نورانی و چمکدار رخسار مبارک کی ہیبت ورعب سے نور کا شعلہ تھر کتا تھراتا ہوا نعلین پاک پر گر کر بوسہ لیتا ہے تو نورانی پھولوں کا گلدستہ بن جاتا ہے۔

ـــ سرمایہ جاں ہیں شہ ابرا کی باتیں کس درجہ سکوں دیتی ہیں سرکار کی باتیں
جی چاہے کہ ہر آن سنوں ذکر پیمبر ہوتی رہیں کونین کے سردار کی باتیں

(بشیر ہمندر)

(۱۷) (سورۂ نور کی ایت مبارک اللّٰہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح ط المصباح فی زجاجۃ الی آخرہ کی ایمان افروز تشریح و تفسیر جو بیسیوں تفاسیر کا خلاصہ ہے جو اعلیٰ حضرت نے اس ایک شعر میں سمودیا ہے، ملاحظہ فرمایئے!

شمع یعنی مذکورہ ایت میں لفظ نور سے مراد حضور علیہ السلام کا دل ہے (اللہ تعالیٰ کو نور بمعنی منور کہا جاتا ہے) اور مشکوہ سے مراد سرکار کا جسم معطر ہے اور سینہ اقدس زجاجہ (شیشے کی نورانی چمنی) ہے ایسا لگتا ہے کہ سرکار کا سراپا بیان کرنے کے لیے ہی اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور نازل فرمائی ہے سبحان اللہ! یہ ہے اعلیٰ حضرت کی شاعری، ایسا شاعر بجا طور پر اس انعام کا حقدار ہے کہ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے۔

ـــ محمد پہ دل کو فدا کر رہا ہوں میں یوں در دل کی دعا کر رہا ہوں
ملک بوسے لیتے ہیں میری زبان کے کہ میں مدحت مصطفیٰ کر رہا ہوں
محمد کا طوق غلامی دکھا کر میں دور اپنی ہر اک بلا کر رہا ہوں

(شہید ملت لیاقت علی خاں)

(۱۸) (صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن ملک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک دستر خوان تھا جس کے ساتھ ایک مرتبہ کھانا کھانے کے بعد حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ مبارک پونچھے تھے اس کے بعد جب وہ دستر خواں میلا ہو جاتا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ اس کو دھونے کی بجائے جلتی آگ میں ڈال دیتے تھے اور ساتھ فرماتے کہ اس کپڑے سے میرے آقا نے اپنے ہاتھ مبارک اور منہ پونچھا ہے اس کو آگ نہیں جلاسکتی چنانچہ وہ دستر خوان میل سے صاف ہو کر آگ سے نکلتا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے ساتھ لگنے والا کپڑا میل سے اس طرح صاف رہتا تھا تو خود جسم اطہر کی صفائی کا عالم کیا ہوگا۔

؎ الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اس کی | کہ جس پہ ایسا تیری ذاتِ خاص کا ہو پیار
تو فخرِ کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں | امیرِ لشکرِ پیغمبراں شہِ ابرار

(قاسم نانوتوی)

اعلیٰ حضرت کے شعر کا مفہوم یہ ہے کہ اے میرے پیارے آقا! آپ کا جسم مقدس میل کچیل سے کتنا صاف وشفاف ہے حالانکہ گلے بدن ہمیشہ سادہ سی قمیص ہی آپ نے استعمال فرمائی ہے۔

''آج تک'' سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بمطابق حدیث شریف **الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون** آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ (مسند ابی یعلیٰ ص ۱۴۷، ج ۶)

اور **ان اللّٰہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللّٰہ حیّ یرزق** ۔عقیدۂ حیات النبی کو ثابت کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ آج صدیاں گذر جانے کے بعد بھی مٹی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لباس کو بھی نہیں چھو سکی آپ کا لباس مبارک (کفن مبارک) آج بھی اس طرح نیا اور میل سے صاف ہے جس طرح بوقت دفن صاف وشفاف تھا۔

؎ مدحت شاہ دوسرا مجھ سے بیاں ہو کس طرح | تنگ میرے تصورات پست میرے تخیلات

(نواب بہادر یار جنگ)

(۱۹) تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا | نور نے پایا ترے سجدے سے سیما نور کا
(۲۰) تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا | سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا
(۲۱) کیا بنا نامِ خدا اسریٰ کا دولہا نور کا | سر پہ سہرا نور کا بر میں شہانہ نور کا
(۲۲) بزمِ وحدت میں مزا ہوگا دو بالا نور کا | ملنے شمعِ طور سے جاتا ہے اکہ نور کا
(۲۳) وصفِ رُخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نور کا | قدرتی بینوں میں کیا بجتا ہے لہرا نور کا
(۲۴) یہ کتابِ کن میں آیا طرفہ آیہ نور کا | غیر قائل کچھ نہ سمجھا کوئی معنے نور کا
(۲۵) دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا | مَنْ رَّاٰی کیسا؟ یہ آئینہ دکھایا نور کا
(۲۶) صبح کر دی کفر کی سچا تھا مژدہ نور کا | شام ہی سے تھا شب تیرہ کو دھڑکا نور کا
(۲۷) پڑتی ہے نوری بھرن اُمڈا ہے دریا نور کا | سر جھکا اے کشتِ کفر آتا ہے اَہلا نور کا
(۲۸) ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا | تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجا نور کا
(۲۹) نسخ ادیاں کر کے خود قبضہ بٹھایا نور کا | تاجور نے کر لیا کچا علاقہ نور کا
(۳۰) جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا | نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا
(۳۱) بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا | ماہِ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا

(۳۲) دیکھ ان کے ہوتے نازیبا ہے دعویٰ نور کا
مہر لکھ دے یاں کے ذرّوں کو مچلکہ نور کا

(۳۳) یاں بھی داغِ سجدۂ طیبہ ہے تمغا نور کا
اے قمر کیا تیرے ہی ماتھے ہے ٹیکا نور کا

(۳۴) شمع ساں ایک ایک پروانہ ہے اس با نور کا
نورِ حق سے لو لگائے دل میں رشتہ نور کا

(۳۵) انجمن والے ہیں انجم بزم حلقہ نور کا
چاند پر تاروں کے جھرمٹ سے ہے ہالہ نور کا

(۳۶) تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

(۳۷) نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

(۳۸) کس کے پردے نے کیا آئینہ اندھا نور کا
مانگتا پھرتا ہے آنکھیں ہر نگینہ نور کا

(۳۹) اب کہاں وہ تابشیں کیسا وہ تڑکا نور کا
مہر نے چھپ کر کیا خاصہ دھندلکا نور کا

مشکل الفاظ کے معانی :

* خاک — زمین کی مٹی * ماتھا — پیشانی * سیما — چاندی، چمک، علامت قرآن پاک میں ہے سیما ھم فی وجوھھم من اثر السجود (الفتح) * سایہ — چھاؤں، عکس * عضو — بدن کا ایک ایک جزو اور حصہ، اعضائے جسم * اسراء — معراج شریف * بر — پہلو، مراد پورا جسم * شہانہ — شاہی لباس (عبا) * بزمِ وحدت — تنہائی کی محفل یا ملاقات * دوبالا — دوگنا، ڈبل * اِکہ — چراغ، لیمپ * وصفِ رُخ — چہرے کی تعریف * بینوں — جمع بین کی (سپیروں کا باجا جو منہ سے بجاتے ہیں) * لہرا — نغمہ، لَے اور سُر * کن — عربی ہے کان یکون سے امر کا صیغہ بمعنی "ہو جا" * طرفہ — انوکھا * غیر قائل — کہنے والے کے سوا یعنی اللہ تعالیٰ یا منکر * دیکھانہ بھالا — جانچ پڑتال نہ کی * من رای — جس نے مجھے دیکھا (حدیث شریف کا حصہ ہے) * مژدہ — خوشخبری * شب تیرہ — اندھیری رات * دھڑکا — ڈر، خطرہ * بھرن — تیز بارش * اُمڈا — جوش مارتا ہوا، موجزن * کشت — کھیتی * اعلا — متعلق، ریلا، سیلاب * ناری — نوری کا مقابل، آگ والا، دوزخی * دور — وقت، زمانہ * کلیجا — جگر یا دل وسینہ * نسخ ادیان — تمام دینوں کا منسوخ ہونا * تاجور — بادشاہ * کچا علاقہ — نئے سرے سے کسی کے نام رقبہ کرنا * گدا — منگتا، بھکاری * توڑا — تھیلا (بوری بھرکر) * سرکار — دربار * توڑا نمبر ۲ — کمی، قلت * بھیک — گدائی، خیرات * لا — لے کر آ * جلد — جلدی * کاسہ — کشکول، کاسہ گدائی * ماہِ نو — نیا چاند * بٹتا ہے — تقسیم ہوتا ہے * دیکھ — خبردار * نازیبا — نامناسب * دعویٰ — استحقاق، اپنی بات کرنا * مہر — سورج * مچلکہ — اقرارنامہ * یاں — یہاں * داغ — نشان * تمغا — عزت کا نشان جو بطور انعام ملتا ہے جیسے نشان حیدر * قمر — چاند * ٹیکا — پیشانی کا زیور (ٹکا) * ساں — کی طرح یا شاں ہے بمعنی ان کا * با نور — نور والا * لَو — تعلق * رشتہ — قربت * انجمن — محفل * انجم — ستارے * بزم — مجلس * حلقہ — احاطہ * جھرمٹ — ہجوم * ہالہ — موسم برسات میں چاند کے گرد بننے والا رنگا رنگ دائرہ * نسل — اولاد * عین — ذات، مکمل، سراپا * گھرانہ — خاندان * پایا — حاصل کیا * دوشالہ — دو چادریں مراد ہے دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ و کلثوم رضی اللہ عنہما * ذوالنورین — دو نوروں والا (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) * جوڑا — ایک جیسی دو چیزیں * آئینہ — شیشہ * اندھا — دُھندلا، میلا * نگینہ — قیمتی پتھر یا

موتی * تابشیں-روشنیاں، اجالے * تڑکا- صبح صادق جب پو پھٹتی ہے * خاصہ - کافی، خوب * دھندلکا-غروب آفتاب کے بعد کی سیاہی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۹) اے میرے نور والے آقا! نور کی پیشانی بھی سجدے کے لیے آپ کے آگے جھک رہی ہے اور نور کو یہ روشنی اور چمک بھی آپ کو سجدہ کرنے کی بدولت نصیب ہوئی ہے یا آپ کے سجدوں کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔یعنی سجدہ آپ فرماتے ہیں تو نعمتیں کائنات کو ملتی ہیں۔

(۲۰) اے میرے آقا! آپ تو نور خدا کا عکس، سایہ اور فیض ہیں تو آپ کے نورانی جسم کا ایک ایک عضو نور کا ٹکڑا ہے اسی لیے آپ کا سایہ نہ تھا کیوں کہ نور کا سایہ کہاں ہوتا ہے؟

؎ بتلائے کوئی نبی کا دیکھا سایہ — سائے کا بھی ہوتا ہے کسی جا سایہ
جب سایہ نور ازلی وہ ٹھہرا — پڑتا کیونکر زمیں پر اس کا سایہ

(جمیل قادری رضوی)

(۲۱) سبحان اللہ! (رہے رب کا نام) معراج کی رات اللہ کا پیارا محبوب اور شب اسریٰ کے دولہا کی شان وشوکت، رعب ود بدبہ اور حسن وجمال دیکھنے والا تھا، سرانور پہ نور کا سہرا سجا ہوا تھا اور شاہانہ لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔اور جس کو زیارت نصیب ہوئی اس نے جھوم کر کہا

؎ اپنے ہونٹوں پہ ترا ذکر سجا رکھا ہے — تم نے گلشن میرے صحرا کو بنا رکھا ہے
وجد کرتا ہی رہوں میں نام محمد لے کر — عشق سرکار نے دیوانہ بنا رکھا ہے

(۲۲) یکتائی کی مجلس وحدہٗ لاشریک لہ سے ملاقات کے وقت (بزم وحدت) میں تو یہ لطف اور بھی دُگنا ہو گیا جب کوہ طور پہ جلوہ فرمائی کرنے والی (شمع طور) سے سراپائے نور (اک نور) ملنے کے لیے حاضر ہوا۔

(۲۳) سرکار (علیہ السلام) کے چہرۂ انور کی تعریف میں جنت کی حوریں نور کا ترانہ گا رہی ہیں اور قدرتی بینوں (نور کے سروں سے) کیا خوب نورانی نغموں کی لہریں اُٹھ رہی تھیں جن سے حضور ﷺ کے ذکر کی کچھ اس طرح کی آوازیں آرہی تھیں۔

؎ ذکر تو سرمایۂ ذوق و سرور — قوم را دارد بہ فقر اندر غیور
اے مقام و منزل ہر رہرو — جذب تو اندر دل ہر را ہرو (اقبال)

(۲۴) کن کی کتاب (قرآن مجید) میں اللہ تعالیٰ نے نور کی آیہ کریمہ کچھ ایسے انوکھے انداز سے نازل فرمائی کہ اس میں بیان کیے ہوئے نور والے محبوب کی اصل حقیقت کو اللہ کے سوا (غیر قائل یا وہ جو نور مصطفیٰ کا قائل نہیں ہے اپنے انکار کی وجہ سے) کماحقہ سمجھنے کا کوئی بھی دعویٰ نہیں کرسکتا۔آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یا ابابکر لم یعر فنی حقیقه غیر ربی ۔اے ابوبکر میری حقیقت کو سوا میرے پروردگار کے کوئی نہیں پہچانتا۔آیہ نور سے سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۱۵ کا مندرجہ ذیل جملہ مراد ہے قد جاء کم من اللہ نور و کتب مبین ۔

؎ ان کے دامن کی بات کی جائے کوئی شکل نجات کی جائے
منہ میں جب تک زبان باقی ہے آپ ہی کی صفات کی جائے (امجد اسلام امجد)

(۲۵) دیکھنے والوں (عوام الناس) کوتو حضور علیہ السلام ایک انسان ہی نظر آئے کیونکہ آپ بشری لباس میں جوجلوہ گر ہوئے تھے اس لیے انہوں نے کوئی جانچ پڑتال نہ کی، لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے من رانی فقد رای الحق، جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔ کا شیشہ دکھا کر اپنے نور کا سکہ فرش وعرش پہ بٹھادیا۔

؎ شاہِ کونین جلوہ نما ہو گیا رنگ عالم کا بالکل نیا ہو گیا
منتخب آپ کی ذات والا ہوئی نام پاک آپ کا مصطفیٰ ہو گیا
مل گیا تجھ سے اللہ کا راستہ حق سے ملنے کا تو واسطہ ہو گیا
آپ وہ نور حق ہیں کہ قرآن میں وصف رُخ آپ کا والضحیٰ ہو گیا
ایسا اعزاز کس کو خدا نے دیا جیسا بالا ترا مرتبہ ہو گیا
لا مکاں میں بلایا خدا نے تجھے عرش و کرسی سے بھی تو ورا ہو گیا (جمیل رضوی)

(۲۶) نور خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری (الا سلام یعلو ولا یعلیٰ علیه - لیظهره علی الدین کله- واللّٰه متم نوره ولو کره المشرکون) بچی ثابت ہوئی اور کفر کی تاریکی صبح کی روشنی میں تبدیل ہوگئی، شام ہوتے ہی کفر کی اندھیری رات کو یہ خطرہ لاحق ہوگیا کہ نور کا غلبہ ہونے والا ہے۔ کیونکہ

؎ اندھیرا مٹتا جاتا ہے اجالا ہوتا جاتا ہے محمد مصطفیٰ کا بول بالا ہوتا جاتا ہے
(حفیظ جالندھری)

(۲۷) رحمۃ للعالمین کی رحمت کی موسلا دھار بارش ہورہی ہے اور آپ کے نور کا دریا بہہ رہا ہے اے کفر کی ناپاک کانٹے دار جھاڑیوں والی کھیتی، سر جھکا دے میرے آقا کے نور کا ریلا آرہا ہے جو تجھے خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے جائے گا۔

؎ مجھے خوف کیا ہے جہان کا وہ ہزار ظلم و جفا کرے تیری یاد ہے میری زندگی تیری یاد رب نہ جدا کرے
(صائم چشتی)

(۲۸) نور حق اور دین اسلام (اعلانِ نبوت کے آغاز میں) کفر اور کافروں کا غلبہ دیکھ کر پریشان ہورہا تھا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے نور کی کرنیں بکھیریں تو کفر کا زور ٹوٹ گیا اور نور کا جگر ٹھنڈا ہوگیا۔ اور اب قیامت تک نور کا غلبہ رہے گا۔ انشاء اللہ

؎ نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(۲۹) تمام دینوں کو منسوخ کردیا گیا اور نور (دین حق) کا قبضہ پوری دنیا پہ جمادیا گیا اور آقائے دو جہاں شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی نورانی حکومت کو پکا اور مضبوط فرمادیا۔

(۳۰) جو منگتا نور والے آقا کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا وہ نور کی خیرات سے تھوڑا سا نہیں بلکہ توڑا اور بوری بھر کر یعنی پرچون نہیں بلکہ تھوک کے حساب سے لے گیا (اور اگر کوئی حیران ہو کہ اتنا نور کہاں سے آگیا ہے تو اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ) یہ نور والے آقا کی

نورانی بارگاہ ہے یہاں نور کی کوئی کمی نہیں ہے۔

؎ سدا صحرا نشیں کی بات ہوگی فلک پر بھی زمیں کی بات ہوگی
نہیں گر دل نشیں ذکر پیمبر تو پھر کس دل نشیں کی بات ہوگی (اختر شیخ)

(۳۱) اے نئے چاند! کاسۂ گدائی بڑھا! اور جلدی سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوکر نور کی خیرات لے لے کیونکہ مدینہ شریف میں نور کے مہینے کی تقسیم ہو رہی ہے (کہ ہر ماہ کی اتنی راتیں زیادہ نور والی ہوں گی اور ان راتوں کو اتنا نور دیا جائے گا)

(۳۲) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی موجودگی میں خبردار! کوئی نور ہونے کا دعویٰ کرے، اور اے سورج! تو بھی اپنی ڈیوٹی پوری کر اور خاکِ طیبہ کے ذروں کو نور کا اقرار نامہ لکھ دے۔

؎ خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است اے خنک شہرے کہ آن جا دلبر است

(۳۳) اے چاند! تیری پیشانی پہ جو داغ ہے اس کی کیا حیثیت اس داغ کے سامنے جو سجدہ کرتے ہوئے مدینہ کے زائرین کی پیشانی پہ نورانی محراب بنتا ہے۔ **سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود** ۔ یہ نورانی انعام اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے غلاموں کو عطا فرمایا ہے۔

(۳۴) تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے ادیان کی نورانی شمعیں حضور علیہ السلام کے دین اسلام کی شمع کی پروانہ ثابت ہوئیں (جس طرح پروانہ شمع پہ قربان ہو جاتا ہے اسی طرح دین اسلام پر تمام ادیان قربان ہوکر منسوخ ہوگئے) اور حضور علیہ السلام کا نور، نور خدا سے لو لگائے ہوئے ہے۔ اور دلی تعلق پیدا کیے ہوئے ہے۔

(۳۵) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محفل کا رنگ کیسا نرالا ہوتا تھا کہ

؎ یوں نظر آتے تھے اپنے دوستوں میں مصطفیٰ جس طرح ہے آسماں پہ چاند تاروں میں گھرا

آپ کے صحابہ کرام آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گرد ایسے حلقہ بنا کر بیٹھتے کہ جس طرح چاند کے گرد نور کا رنگ برنگا ہالہ (دائرہ) چاند کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے اپنے صحابہ کرام کو ہدایت کے ستارے قرار دیا ہے **اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم** ۔

؎ جس وقت تھے محفل میں ان کی بوبکر و عمر عثمان و علی اس وقت رسول اکرم کے دربار کا عالم کیا ہوگا
(نجم نعمانی)

(۳۶) یارسول اللہ! یا نور اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی اور آپ کے خاندان کی کون عظمت بیان کر سکتا ہے؟ آپ خود نور علیٰ نور ہیں۔ آپ کی نسل پاک کا بچہ بچہ نور ہے بلکہ آپ کا سارا گھرانہ ہی نور ہے۔ ایک دیوبندی شاعر کا شعر ہے۔

؎ وہ ہیں بے شک بشر لیکن، تشہد میں آذانوں میں جہاں دیکھو خدا کے نام کے بعد ان کا نام آئے
(امین گیلانی)

(۳۷) اے دو نوروں والے پیارے عثمان غنی! آپ کو بہت بہت مبارک ہو! کہ آپ نے نور والے آقا علیہ السلام کی بارگاہ سے نور کی دو چادریں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں اپنے نکاح میں) لینے کا شرف حاصل کیا ہے۔

حضرت رقیہ وام کلثوم رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اور سب سے پہلے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ کے ساتھ حضرت عثمان غنی کو مبارک دی نلت من صھرہ مالم ینا لا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عثمان غنی کو وہ رتبہ ملا جو دیگر داماد حاصل نہ کر سکے کہ آدم علیہ السلام سے لیکر حضور علیہ السلام تک کسی نبی کی دو بیٹیاں آپ کے سوا کسی کے نکاح میں نہ آئیں۔ اور آپ کے نکاح میں صرف نبی کی نہیں بلکہ امام الانبیاء کی دو صاحبزادیاں آئی ہیں۔ نور کے منکر بھی عثمان غنی کو ذوالنورین (دونوروں والا) کہہ کر یاد کرتے ہیں۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

نائب قدرت کے نور عین عثمان غنی — جامع القرآن ذوالنورین عثمان غنی
تیرا تقویٰ آسمان صبر کو چھوتا ہوا — تیری فیاضی بہت بے چین عثمان غنی
قربت پیغمبر عالی تھی سرمایہ تیرا — تاج ہیں میرا تیرے نعلین عثمان غنی

(مظفر وارثی)

(۳۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرما جانے نے نور کا چمکدار شیشہ دھندلا دیا ایک بار زمانے پہ قیامت ٹوٹ پڑی، ہر نگینہ نور کی تلاش میں مارا مارا پھرنے لگا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رجیسی صابروں کے سردار کی ماں اور جنت کی تمام عورتوں کی سردار پکار اٹھیں۔

صبت علی مصائب لو انہا — صبت علی الایام صرن لیا لیا

مجھ پر ایسی مصیبتیں ٹوٹ پڑیں کہ اگر دنوں پر نازل ہوتیں تو دن رات ہو جاتے۔

(۳۹) وہ روشنیاں اور نور کی صبحوں کا اُجالا جو آفتاب آسمانِ نبوت کے پردہ فرمانے کے ساتھ ہی روضہء انور میں چلا گیا اور آپ ﷺ کے ظاہری جلوؤں سے کائنات محروم ہوگئی اور ایک دم اندھیرا سا چھا گیا۔ اگر چہ باطنی فیوضات ہمیشہ باقی رہیں گے۔

محمد اسم و حبیب الہٰ و خواجۂ کل — نوید رحمت و پیمان عفو یزدانی
صلوۃ بر تو خدا و فرشتگان خوانند — کجا ثنائے تو آید زانسی و جانی

(سلیمان منصور پوری)

(۴۰) تم مقابل تھے تو پہروں چاند بڑھتا نور کا — تم سے چھپ کر منہ نکل آیا ذرا سا نور کا
(۴۱) قبر انور کہیے یا قصر مُعلّیٰ نور کا — چرخِ اطلس یا کوئی سادہ سا قبہ نور کا
(۴۲) آنکھ مل سکتی نہیں در پر ہے پہرا نور کا — تاب ہے بے حکم پر مارے پرندہ نور کا
(۴۳) نزع میں لوٹے گا خاکِ در پہ شیدا نور کا — مر کے اوڑھے گی عروسِ جاں دوپٹہ نور کا
(۴۴) تابِ مہر حشر سے چونکے نہ کشتہ نور کا — بوندیاں رحمت کی دینے آئیں چھینٹا نور کا
(۴۵) وضع واضع میں تری صورت ہے معنی نور کا — یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا

(۴۶) انبیاء اجزا ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا

(۴۷) یہ جو مہر و ماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

(۴۸) سرمگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال
ہے فضائے لامکاں تک جن کا رہنا نور کا

(۴۹) تابِ حسن گرم سے کھل جائیں گے دل کے کنول
نو بہاریں لائیں گے گرمی کا جھلکا نور کا

(۵۰) ذرے مہر قدس تک تیرے توسّط سے گئے
حدّ اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا

(۵۱) سبزۂ گردوں جھکا تھا بہر پابوس براق
پھر نہ سیدھا ہو سکا کھایا وہ کوڑا نور کا

(۵۲) تاب سم سے چوندھیا کر چاند انہیں قدموں پھرا
ہنس کے بجلی نے کہا دیکھا چھلاوا نور کا

(۵۳) دیدِ نقشِ سم کو نکلی سات پردوں سے نگاہ
پتلیاں بولیں چلو آیا تماشا نور کا

(۵۴) عکسِ سم نے چاند سورج کو لگائے چار چاند
پڑ گیا سیم وزرِ گردوں پہ سکّہ نور کا

(۵۵) چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

(۵۶) ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیا نور کا

(۵۷) صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خط توام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا

(۵۸) ک گیسوۂ دہن یٰ ابرو آنکھیں ع ص
کھٰیٰعٓصٓ ان کا ہے چہرا نور کا

(۵۹) اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

مشکل الفاظ کے معانی:

★ مقابل—سامنے ★ پہروں—گھنٹوں (تین گھنٹے کا ایک پہر ہوتا ہے) ★ چھپ کر—پوشیدہ ہوکر ★ قصر معلیٰ—بلند و بالا محل ★ چرخ اطلس—چمکدار آسمان ★ قبہ—گنبد ★ تاب—طاقت، مجال ★ بے حکم—بغیر اجازت ★ پر مارنا—اُڑنے کی کوشش کرنا ★ پرندہ—اڑنے والا، مراد ہے فرشتہ ★ نزع—موت کا وقت، جاں کنی کا عالم ★ لوٹنا—لوٹ پوٹ ہونا ★ شیدا—عاشق ★ عروس—دلہن ★ مہر حشر—قیامت کا سورج ★ چونکنا—جاگنا، یکدم بیدار ہونا ★ کشتہ—مقتول ★ بوندیاں—بوند کی جمع، قطرے ★ چھینٹا—ہلکی بارش ★ وضع واضع—بنانے والے کی بناوٹ ★ معنی—مراد لیا گیا، مطلب، مقصد ★ یوں—ایسے ★ مجازاً—مراد لینا، فرض کرلینا ★ اجزاء—جمع جز کی، حصہ ★ بالکل—مکمل ★ جملہ—تمام ★ علاقہ—تعلق ★ سچا—ٹھیک ٹھیک ★ مہر و ماہ—سورج اور چاند ★ اطلاق آنا—بولا جانا ★ استعارہ—مانگا ہوا، حقیقی ومجازی معنی کے درمیان تشبیہ کا تعلق ★ سرمگیں—سرمے والی ★ حریم حق—اللہ نے جس کو عزت دی ہوئی ہو ★ مشکیں غزال—کستوری والا ہرن ★ فضا لامکاں—شش جہات سے ماوراء اوراوپر کا جہاں ★ رَمنا—گھومنا ★ تاب—چمک ★ حسن گرم—خوبصورتی کی انتہا ★ کنول—دریائی پھول، نیلوفر ★ نو بہار—موسم بہار کا

آغاز * جھلکا۔ جھلک سے، نظارہ * ذرے۔ یا یک باریک اجزاء، معمولی چیز * مہر قدس۔ مہر قدس، اللہ کی دوستی * توسط۔ واسطہ، وسیلہ * حد۔ کنارہ، آخری سرا * اوسط۔ درمیانہ * صغریٰ۔ سب سے چھوٹی شئے * کبریٰ۔ سب سے بڑی شئے (اصطلاحات منطق) * سبزۂ گردوں۔ آسمان کا سبزہ یعنی سبزی مائل آسماں * پابوس۔ قدم چومنا (یا قدم چومنے والا)، خوشامد کے لیے پاؤں چھونا * براق۔ معراج کی سواری * کوڑا۔ تازیانہ، چابک * سم۔ کھر * چوندھیا کر۔ آنکھوں کا روشنی نہ برداشت کرسکنا (خیرہ ہونا) * انھی قدموں پھرنا۔ الٹے پاؤں واپسی * چھلاوا۔ شوخ وطرار، ناز وادا والا محبوب، جھونکا * دید نقش سم۔ کھر کا نشان دیکھنے * تپلی۔ آنکھ کا تل * تماشا۔ کھیل، نظارہ * عکس۔ پرتو، سایہ * چار چاند لگانا۔ مرتبہ و مقام بڑھانا * سیم وزر۔ چاندی اور سونا * گردوں۔ آسمان * سکہ۔ ٹھپا، شاہی مہر * مہد۔ گود، گہوارہ، پنگھوڑا * کیا ہی۔ کیسا عمدہ، خوب؟ کس انوکھے انداز سے؟ * مشابہ۔ مماثل، مانند، ملتا جلتا * سبطین۔ نواسے (دو) * جامہ۔ لباس * نیا۔ ایمانداری، پارسائی * صاف۔ واضح * عیاں۔ ظاہر * خط توام۔ ایک ہی طرح کے دو خط (دو بچے جو جڑواں پیدا ہوں ان کو توام کہتے ہیں) * دو ورقہ۔ دو کاغذ * گیسو۔ زلفیں * دھن۔ منہ * ابرو۔ بھویں * کھیعص۔ حروف مقطعات سورۂ مریم کے شروع میں * احمد نوری۔ اعلیٰ حضرت کے پیرزادے * فیض۔ عطا، فائدہ * غزل۔ نظم جس میں حسن وجمال، فراق ووصال کے علاوہ نصیحت کے اشعار بھی ہوں کم از کم پانچ اشعار، زیادہ سے زیادہ اکیس ورنہ طاق ہوں جیسے اس قصیدے کے انسٹھ اشعار ہیں * قصیدہ۔ تعریف یا مذمت کے اشعار کا مجموعہ جس کے پہلے شعر کے دونوں مصرعے اور باقی اشعار کا دوسرا مصرعہ ہم قافیہ وردیف ہو اور کم از کم پندرہ اشعار ہوں، زیادہ چاہے جتنے ہو۔

مفهوم اشعار وخلاصه تشريح:

(۴۰) اے میرے سراج منیر نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ کا رُخ انور سامنے ہوتا تھا تو چاند کی روشنی بھی اپنے عروج پر ہوتی بلکہ دن بدن بڑھتی رہتی آپ سے جدا ہوتے ہی اس نور کا ذرا سا منہ نکل آیا اور وہ پہلے والی چمک دمک اب دکھائی نہیں دیتی کیونکہ چاند میں چمک دمک اور سورج میں روشنی تو آپ کے رُخ والضحیٰ کا فیض ہے آپ کی نسبت سے یہ بھی بے مثال ہے وہ بھی باکمال ہے بلکہ ہر کوئی لاجواب ہے۔ یہ سب آپ کے ذکر اور نام کی برکتیں ہیں۔

ے ذکر نبی میں جو دن گزرے وہ دن سب سے بہتر ہے
ذکر نبی میں رات جو گزرے اس سے بہتر رات نہیں (کوثر القادری)

ے ہوتا ہے جہاں ذکر محمد کے کرم کا اس بزم میں محروم تمنا نہیں کوئی
(خالد محمود)

(۴۱) مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ کی نورانی قبر پاک (جس کے بارے میں آپ نے خود فرمایا من زار قبری وجبت له شفاعتي۔ جس نے میری قبر انور کی زیارت کرلی اس پر میری شفاعت لازم ہوگئی) کو نور والی قبر کہیں، شاہی محل کہیں، چمکدار آسمان کہیں یا پھر نکھرا ہوا صاف ستھرا سادہ سا گنبد خضریٰ کہیں۔

ے فردوس بریں مانا! فردوس بریں ہے جو بات مدینے میں ہے جنت میں نہیں ہے

اے قدسیو! محبوب کا کوچہ ہے سنبھل کر — یہ عرش نہیں ہے یہ مدینے کی زمیں ہے
ہے چرخ چہارم پہ کوئی سدرہ پہ پہنچا — اللہ کا محبوب تو سدرہ کا مکیں ہے
لاکھوں نبی آئے مگر ایمان ہے اپنا — کوئی میرے سرکار کا ہم پایا نہیں ہے
دربار محمد میں جو بٹتا ہے خزانہ — گنجینۂ کونین میں دولت وہ نہیں ہے

(امیر صابری)

(۴۲) روضۂ اقدس کے نورانی دروازے پہ نور کا پہرہ لگا ہوا ہے، آنکھ ملانا بھی ممکن نہیں، کیا مجال کہ نوری فرشتہ (پرندہ نور کا) بھی بغیر اجازت کے نور کے پروں کو حرکت دے سکے۔

؎ بے اجازت ان کے گھر میں عزرائیل آتے نہیں — قدر والے جانتے ہیں عز و شانِ اہل بیت

(۴۳) جاں کنی کے وقت انشاء اللہ آپ کا عاشق آپ ہی کے در کی خاک پہ لوٹ پوٹ ہو کر جان دے گا اور اس عاشق زار کی جان کی دلہن (روح) مرنے کے بعد نور کا دوپٹہ اوڑھے گی۔

یاایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية مرضيةفاد خلی فی عبادی وا دخلی جنتی ۔ (سورۃ الفجر)

اے اطمینان والی روح! لوٹ آ اپنے پالنے والے کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ پہ راضی، میرے بندوں میں داخل ہو کر میری جنت میں داخل ہو جا۔

مولانا حسن رضا بریلوی اس شعر کے مفہوم کو تمنا کے انداز میں یوں ادا فرماتے ہیں۔

؎ دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو — سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو
گر وقت اجل سر تری چوکھٹ پہ پڑا ہو — جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

(۴۴) نور کے قدموں پہ جان دینے والے (کشتہ عشق مصطفیٰ ﷺ) کو محشر کی دھوپ بھی نہ جگا سکے گی، جس رحمت والے آقا کے عشق میں جان دی ہے اسی رحمۃ للعلمین کی رحمت کے چھینٹے سے یہ مردہ زندہ ہو گا۔ کیونکہ یہ بظاہر مرا ہوا نظر آتا ہے مگر دراصل نشۂ عشق رسول کی وجہ سے مست ہے (**ولا تقرلوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون**۔)

؎ دل میں ہو یاد تیری گوشۂ تنہائی ہو — پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
اس کی قسمت پہ فدا تخت شہی کی دولت — خاک طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو

(ذوق نعت)

(۴۵) اے میرے نور والے آقا! آپ کے بنانے والے نے آپ کی شکل وصورت کو نور کا بھی خلاصہ بنایا ہے (کیونکہ آپ سراج منیر ہیں سراج صرف خود ہی نور نہیں ہوتا دوسروں کو نور دیتا بھی ہے۔ مجازاً تو ہر شئی پہ نور کا اطلاق ہو سکتا ہے مگر آپ کی تو حقیقت کو اللہ نے خود اپنے نور کے جلوے سے بنایا ہے **اوّل ما خلق اللّٰہ نوری ۔ قد جاء کم من اللّٰہ نور**۔ اس لیے حقیقی شفا اور حقیقی نجات و کامیابی آپ ہی کے دامن کے ساتھ وابستگی سے ملے گی۔ اور **ذکرا رسولا، اذا ذکرت ذکرت معی** کی

روشنی میں دل کو اطمینان بھی آپ ہی کے ذکر سے ملتا ہے کیونکہ آپ سراپا ذکر خدا ہیں۔

؎ ادب اور التجاء ذکر نبی ہے وظیفہ اب میرا ذکر نبی ہے
مریضان محبت نسخہ لکھ لیں حقیقت میں شفا ذکر نبی ہے
(ریاض مدینہ)

(۴۶) (اول ماخلق اللّٰہ نوری ، انا من نور اللّٰہ و الخلق کلھم من نوری کی روشنی میں) تمام انبیاء کرام ورسل عظام آپ (ﷺ) کے نور کا فیضان ہونے کی وجہ سے آپ کے اجزاء کی حیثیت رکھتے ہیں (تمام نبیوں کے معجزات، حسن وجمال، فضل وکمال حضور علیہ السلام کی ذات میں بدرجۂ اتم موجود ہیں) ان کو اگر نور کا حصہ ملا ہے تو آپ سراپا نور بنائے گئے ہیں اس لحاظ سے ان پر بھی نور کا لفظ بولا جانا حق اور سچ ہے۔ اسی لیے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے دور میں اسی لولاک والے آقا کا ذکر پہلے کرتے تھے اور اپنا بعد میں اور اہل کتاب جن کو ایمان نصیب ہوا وہ کہا کرتے تھے ہم حضور علیہ السلام کو اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر جانتے پہنچاتے تھے کیونکہ جان پہچان ان کو ان کی کتابوں اور ان کے نبیوں سے ہی ملی تھی، وہ حضور علیہ السلام کے ذکر خیر سے رطب اللسان رہتے تھے۔

؎ رہے ثنائے نبی سے کبھی نہ لب فارغ ہوا ہوں ذکر حبیب خدا سے کب فارغ
میں اُن کے ذکر میں شام وسحر رہوں مشغول یہ صبح اس سے ہو فارغ مری نہ شب فارغ
خدا کے لطف و کرم سے سدا رہا محروم رہا نبی کی ثناء سے جو بے ادب فارغ (حدیث شوق)

(۴۷) یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہی کے فرمان کے مطابق والخلق کلھم من نوری ۔ ہم نے نتیجہ نکالا کہ چاند اور سورج کا نور تو نور مصطفیٰ علیہ السلام کے فیضان کی خیرات ہے۔ لہٰذا ان کے لیے نور کا لفظ بولنا آپ کے نام کا صدقہ ہے اور آپ سے مانگ کر لیا گیا ہے۔

؎ تو اصل وجود آمدی از نخست دگر ہر چہ موجود است فرع تست

(۴۸) رات کو بھی دن کی طرح دیکھنے والی اور آگے پیچھے یکساں دیکھنے والی، کستوری سے بھرپور ہرن کی آنکھوں کی طرح قدرتی سرمہ لگی ہوئی میرے آقا علیہ السلام کی حسین وجمیل آنکھیں جو نیچے جھکیں تو نگاہ تحت الثریٰ تک جائے اور اوپر اُٹھیں تو نظر عرش معلیٰ سے بھی پار ہو جائے اور

؎ جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

ان بابرکت اور نورانی آنکھوں کا اپنے حلقوں میں گھومنا پھرنا بھی نور ہی نور ہے کیونکہ انہی کے اشاروں سے ہم گنہ گاروں کی نجات ہو گی۔

؎ آپ ہیں آقا نورِ خدا ہے پسینہ بھی خوشبو بھرا
جب اشارہ ہوا آپ کا چاند کا سینہ بھی چیر گیا (سید حمید صابر بٹالوی)

(۴۹) اے باغ ہستی کی بہار، پیارے آقا احمد مختار! آپ کے حسن وجمال کی گرمی وتپش سے ہمارے دل کی بند کلیاں کھل کر نیلوفر

(کا پھول) بن جائیں گی اور اسی گرمی کے جھلکے (جھونکے، ہلکی تپش) سے ہمارے دل کی کائنات میں ایک نئی بہار آئے گی۔ اگر آپ کی ذات بابرکات پر محبت وعشق میں جھوم جھوم کر درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے رہیں گے تو ہر غلامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ یہ موسم بہار ضرور آئے گا۔

۔ یہی دین و ایمان یہی ہے عبادت درودوں کی محفل ہمیشہ سجائیں
میں نعتیں پڑھوں جھوم کر اس طرح سے فرشتے سبھی عرش پر جھوم جائیں

(ریاض مدینہ از ریاض بابر:۵۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر درود پاک پڑھنے والے کو پل صراط پر نور عطا ہوگا اور جس کو پل صراط پر نور عطا ہوگا وہ اہل نار سے نہ ہوگا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

۔ سجاتا ہوں بابر درودوں کی محفل میں دن رات اپنا بھلا چاہتا ہوں
کسی اور شئے کی ضرورت نہیں ہے میں دیدار بس آپ کا چاہتا ہوں

(ریاض مدینہ از ریاض بابر:۷۵)

(۵۰) معمولی انسان جو ناچیز ذروں کی حیثیت رکھتے تھے ان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ (مہر قدس) تک رسائی یارسول اللہ! آپ ہی کے واسطے سے ہوئی آپ گویا حد اوسط ہیں جو صغریٰ کو کبریٰ سے ملا دیتی ہے (چھوٹی ذات کو بڑی ذات تک پہنچا دینے والے! ذروں کو آفتاب، قطروں کو سمندر بنا دینے والے! بے ذر کو بوذر اور بلال حبشی کو رشک قمر کر دینے والے! گداؤں بینواؤں کو بادشاہوں سے اونچا بنا دینے والے! آپ گویا حرف مشدد کا کام کرتے ہیں جس کا تعلق پہلے حرف سے بھی ہوتا ہے اور دوسرے حرف سے بھی آپ بھی اُدھر (اللہ) سے فیض لیتے ہیں اور ادھر (مخلوق) کو عطا فرماتے ہیں۔

۔ اودھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے صرف مشدد کا

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے اس شعر نمبر ۵۰ میں علم منطق کی مشہور ومعروف اصطلاحات بیان فرمائی ہیں اور کس خوبصورتی سے اپنا مدعا بھی کما حقہ بیان فرما دیا ہے ان اصطلاحات سے جو شکل بنے گی وہ اس طرح ہو سکتی ہے۔

المومن واصل بالرسول والرسول واصل باللّٰہ

کہ مومن حضور علیہ السلام سے ملنے والا ہے اور حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ملنے والے ہیں تو حد اوسط

(واصل بالرسول والرسول) کو حذف کریں گے تو

نتیجہ المومن واصل باللّٰہ نکلے گا۔ کہ مومن اللہ تک (حضور علیہ السلام کے واسطے سے) پہنچنے والا ہے۔ واللہ اعلم

۔ تیرا کرم جو شہِ ذی وقار ہو جائے گدائے خاک نشیں تاجدار ہو جائے

کرشمے ان کی کریمی کے دیکھنے ہوں اگر — گنہ گار ذرا شرمسار ہو جائے
میری حیات کی کشتی بھنور میں ہے دم نزع — لگا دو ہاتھ تو بیڑا یہ پار ہو جائے
یہ مشت خاک بھی مشتاق پائمالی ہے — ادھر بھی ایک نظر اے شہسوار ہو جائے
حضور حشر میں رونق فروز ہوں تو امیر — کرم ہے عام چلو! یہ پکار ہو جائے

(۵۱) شب معراج آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سواری (براق) کے پاؤں چومنے کے لیے جب آسمان آگے بڑھا اور جھک کر پابوسی کرنے لگا تو نور کا ایسا کوڑا برسا کہ آج تک جھکا ہوا ہے اور کمر سیدھی نہیں ہو پا رہی۔

(۵۲) اور براق کے کھروں کی چمک سے چاند کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور آگے بڑھنے کی بجائے انہی قدموں پہ واپس پلٹ آیا، بجلی یہ منظر دیکھ رہی تھی، چاند کو ہنس کے کہنے لگی! تو بھی اپنے آپ کو نور کہلاتا ہے، دیکھ لی ناں نازو ادا والے محبوب کے نور کی چمک دمک نور ایسے ہوتے ہیں؟ محبوب کا دیدار تو کسی کسی کو ملتا ہے جبکہ خواہش ہر ایک کی ہوتی ہے کہ

؎ محبوب خدا کا نظارہ کروں میں — دل وجان ان پہ نثارا کروں میں

(مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری)

(۵۳) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سواری کے پاؤں کا نشان دیکھنے کے لیے نظر سات پردوں سے باہر آ گئی تو آنکھ کی چلیوں نے نظر کو دیکھے بغیر واپس آتے ہوئے دیکھ کر مزاحاً کہا! اب واپس چلو! کیسا مزہ آیا؟ کیا نور کا پوری طرح نظارہ کر لیا؟ تجھے کہا نہیں تھا۔ ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا۔

تیرے اندر کہاں وہ طاقت کہ تو نور خدا کا نظارہ کر سکے تو براق کے کھر کو دیکھنے پر ہی گزارا کر لے۔

(۵۴) ہاں یہ ہوا کہ آپ کی سواری کے قدم کے نشان نے سورج اور چاند کو چار چاند لگا دیے یعنی ان کی روشنی میں اضافہ ہو گیا اور آسمان کے سونے چاندی (چاند اور سورج) پہ مدینے کے چاند کی غلامی کا ٹھپہ لگ گیا۔

؎ جو محمد کا نام لیتے ہیں — وقت کی باگ تھام لیتے ہیں
درِ خیبر اُکھاڑ پھینکنے کو — زور ایماں سے کام لیتے ہیں

(قیوم نظر)

(۵۵) روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام جب پنگھوڑے میں تھے تو رات کے وقت حضرت عباس کو ایک عجیب منظر دکھائی دیا جو انہوں کافی عرصہ بعد حضور علیہ السلام کے سامنے یوں بیان کیا کہ یارسول اللہ! میں نے دیکھا تھا کہ آپ پنگھوڑے میں لیٹے لیٹے اپنی اُنگلی کو حرکت دیتے تھے تو چاند آپ کی انگلی کے اشاروں پہ حرکت کرتا (وجد کرتا اور ناچتا ہوا) میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آپ نے فرمایا چچا اس سے زیادہ عجیب بات میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جب میں اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں تھا تو لوح محفوظ پہ چلتے قلم کی آواز میں اپنے کانوں سے سنا کرتا تھا۔ اور چاند تو میرا دل بہلانے کے لیے ایسا کرتا تھا۔ اور اعلیٰ حضرت بتا رہے ہیں کہ ہم چونکہ مٹی کے بنے ہوئے ہیں تو ہمارے والدین ہمیں بچپن میں مٹی کے کھلونے لا کر دیا کرتے تھے اور حضور علیہ السلام نور ہیں تو اللہ نے آپ کو کھلونا بھی نور کا عطا فرما دیا۔

؎ کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لیے　　خود سراپا نور تھے وہ تھا کھلونا نور کا

حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما:

(۵۴) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سر سے لیکر سینے تک حضور علیہ السلام کے ساتھ مماثلت صوری رکھتے تھے (تا کہ بوقت شہادت زہر ہلاہل پی کر بھی صبر و استقامت کا پہاڑ بنے رہیں، کلیجہ کٹ کر باہر بھی آجائے تو زہر پلانے والے کا نام تک نہ بتائیں اور اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کے اصرار پر بھی فرمائیں کہ میں نے انتقام کا معاملہ عزیز ذوانتقام کے سپرد کر دیا ہے اور بے صبری کا کلمہ بھی زبان پہ نہ لائیں) اور حضرت امام حسین سینہ سے لیکر پاؤں تک اپنے نانا جان کے مشابہ تھے (تا کہ میدان کربلا میں اتنے ظلم سہنے ہونے کے باوجود بھی قدموں میں لرزہ پیدا نہ ہو اور اپنے پاؤں پہ کھڑے ہو کر اپنی زندگی کی آخری نماز بھی ادا کریں۔

کیونکہ پاؤں سینے کے نیچے اور منہ سینے سے اوپر ہوتا ہے اس لیے کئی حکمتوں میں سے ایک یہ حکمت بھی مشابہت مذکورہ کی تھی جو ہم نے لکھ دی ہے صحابہ کرام کو جب حضور علیہ السلام کی جدائی زیادہ ستاتی تو ان دونوں شہزادوں کو اکٹھا کھڑا کر کے دیکھتے تو دیدار مصطفیٰ نصیب ہو جاتا۔ لیکن یہ نعمت ماننے والوں کے لیے تھے جو نعوذ باللہ ان کو باغی قرار دیتے ہیں اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کے گستاخ کو تو امام کہتے ہیں جبکہ سید اشباب اهل الجنة۔ جنت کے جوانوں کے سرداروں کو امام کہتے ہوئے ان پر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے وہ اس نعمت کے مستحق کیسے ہو سکتے ہیں، یہ بدنصیب دوسرے کھاتے میں ہیں جو مندرجہ ذیل رباعی کے آخری میں مصرعہ میں کھولا گیا ہے۔

؎ انداز حسینوں کو سکھائے نہیں جاتے　　امی لقبی ہوں وہ پڑھائے نہیں جاتے
ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا　　بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

شعر نمبر ۵۶ کے دوسرے مصرعے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ نور کے ان دونوں نواسوں کے حسن اور مشابہت مصطفیٰ علیہ السلام والے جسموں پہ پاکبازی اور پرہیز گاری کا نوری لباس سجا ہوا تھا۔

(۵۷) ان دونوں شہزادوں کے اکٹھا ہونے سے ان کے نانا جان علیہ السلام کا سراپا سامنے آجاتا تو یوں لگتا کہ نورانی اوراق پہ ایک ہی جیسے خط کے ساتھ حضور علیہ السلام کی پرنور تصویر بنا دی گئی ہے۔

(۵۸) • (کھیٰعص جو سورہ مریم کے آغاز میں حروف مقطعات ہیں ان کی ایک عاشقانہ تعبیر فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، جو آپ ہی کا حصہ ہے کیونکہ ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا۔)

ک، سے مراد حضور علیہ السلام کی کنڈل والی زلفیں ہیں کاف میں پیچ ہے تو زلف میں بھی کنڈل ہے۔ ہ، جو منہ کی طرح گول ہوتی ہے اس سے میرے آقا کا دھن پاک (منہ مبارک) مراد ہے۔ ی، کی شکل ابرو جیسی ہوتی ہے تو اس سے حضور علیہ السلام کے بھویں دکھائی دیتے ہیں اور ع، ص، جن کی شکل آنکھ سے ملتی ہے یہ حضور علیہ السلام کی ما زاغ البصر کی آنکھوں کی طرف اشارہ ہے جن آنکھوں نے خدا کو بھی دیکھا اور ساری خدائی کو بھی دیکھا۔ تو گویا کھیعص سے حضور علیہ السلام کا رخ والضحیٰ بیان کیا گیا ہے۔ غالباً اسی لیے جب جبریل امین علیہ السلام یہ حروف لے کر نازل ہوئے تو وہ بولتے جاتے کاف! آپ فرماتے علمت۔ میں جان گیا۔ وہ کہتے ہا۔ فرماتے فهمت۔ میں سمجھ گیا الی اخرہ۔ اس کے باوجود

؎ مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں

(۵۹) اس قصیدۂ نور میں اعلیٰ حضرت کا تجر علمی آپ نے ملاحظہ فرمایا اب اس آخری شعر (مقطع) میں آپ کی عاجزی بھی ملاحظہ فرمائیں اور پھر فیصلہ کرلیں کہ تکبر والا علم عالم کو شیطان بنا دیتا ہے اور جس علم کے ساتھ عاجزی ہو ایسا علم عالم کو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت اور مجدد دین وملت بنا دیتا ہے کہ قصیدہ خود لکھا ہے اور نسبت اپنے پیر زادے کی طرف کردی ہے کہ اس میں میرا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ سارا کا سارا انہی کا فیض ہے چنانچہ فرمایا اے احمد رضا یہ سارا فیض تو حضرت قبلہ نوری میاں کا ہے کہ میری غزل عظمت وشان کی منزلیں طے کرتی کرتی نور والے آقا کا نور والا قصیدہ ہوگئی ہے۔

؎ مرشد برحق شہ احمد رضا عالم دیں وارث پیغمبراں
عکس جمال شہ آل رسول آئینۂ حضرت اچھے میاں
غوث کے انوار و فیوض و علوم سینۂ پر نور میں جن کے نہاں
واقف اسرار خفی و جلی عاشق و محبوب شہ مرسلاں
منبع سنت خیر الوریٰ سیرت و اخلاق نبی کا نشاں
ماحی بدعات وضلالت و کفر بیخکن شجرۂ بدمذہباں
مانیں اہل عرب بھی امام نیز دیں تاج سر مفتیاں
جمعہ کو پچیس صفر وقت ظہر واصل حق ہو گئے باعز و شاں
مصرع تاریخ یہ لکھ اے جمیلؔ داخل جنت ہوا قطب زماں

----***----

نعت شریف نمبر (۷۵)

(۱) سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا ــ دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا
(۲) بیٹھتے اُٹھتے مدد کے واسطے ــ یارسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا
(۳) یا غرض سے چھٹ کے محض ذکر کو ــ نام پاک ان کا جپا پھر تجھ کو کیا
(۴) بے خودی میں سجدۂ در، یا طواف ــ جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا
(۵) ان کو تملیک ملیک الملک سے ــ مالک عالم کہا پھر تجھ کو کیا
(۶) ان کے نام پاک پر دن جان مال ــ نجدیا سب تجد یا پھر تجھ کو کیا
(۷) یٰعِبَادِیْ کہہ کے ہم کو شاہ نے ــ اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا
(۸) دیو کے بندوں سے کب ہے یہ خطاب ــ تو نہ ان کا ہے نہ تھا پھر تجھ کو کیا
(۹) لَا یَعُوْدُوْنْ آگے ہو گا بھی نہیں ــ تو الگ ہے دائما پھر تجھ کو کیا
(۱۰) دشتِ گردو پیش طیبہ کا ادب ــ مکہ سا تھا یا سوا پھر تجھ کو کیا
(۱۱) نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی ــ یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا
(۱۲) دیو تجھ سے خوش ہے پھر ہم کیا کریں ــ ہم سے راضی ہے خدا پھر تجھ کو کیا
(۱۳) دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض ــ ہم ہیں عبدُالمصطفٰے پھر تجھ کو کیا
(۱۴) تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں
خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا

مشکل الفاظ کے معانی:

* سوئے ــ سمت، طرف * ساجد ــ سجدہ کرنے والا * نجدیا ــ اے گستاخ نجدی، وہابی * بیٹھتے اُٹھتے ــ ہر وقت مراد ہے * یارسول اللہ ــ نعرۂ رسالت لگانا * غرض ــ مقصد، ضرورت * چھٹ کے ــ علاوہ * محض ــ صرف، خالص * جپا ــ ورد کیا * بے خودی ــ مدہوشی و بے ہوشی * در ــ دروازہ * طواف ــ گھومنا، چکر لگانا * تملیک ــ مالک بنانا * ملیک ــ مالک * ملک ــ

جہاں ★ عالم-جہان ★ سب تجدیا (تج دیا)-سب کچھ قربان کردیا، نثار کردیا ★ بعبادی-اے میرے بندو (غلامو) آیہ قرانی کی طرف تلمیح ★ شاہ- آقائے دوجہاں، شہنشاہ کائنات علیہ السلام ★ دیو-جن، شیطان، بھوت ★ خطاب- حکم، کلام، کسی کو مخاطب کر کے بات کرنا ★ لا یعودون -وہ واپس نہیں آئیں گے (دین کی طرف) حدیث شریف ★ دائما- ہمیشہ ★ دشت- جنگل ★ گردوپیش-چاروں طرف، اردگرد، ماحول ★ سا- کی طرح ★ سوا- زیادہ ★ دیو-شیطان، جن، بھوت ★ خوش-راضی ★ غرض- کام، ضرورت ★ عبد مصطفےٰ- حضور علیہ السلام کے غلام و نوکر چاکر ★ چھینا-لوٹا، لیا ★ خلد-جنت، بہشت۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے نجدی گستاخ! اگر ہمارا سر روضۂ انور کے پاس جا کر پاس ادب سے جھک ہی گیا ہے تو تو کیوں لٹھ لے کر ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے۔ ہم نے ارادۃً تو نہیں جھکایا خود ہی غیر ارادی طور پر جھک گیا ہے حالانکہ ارادۃً بھی خالی سر جھکانا کوئی گناہ کی بات نہیں ہے، شرک تو سجدہ کرنا ہے اور وہ بھی تعبدی نہ کہ تعظیمی، تعظیمی تو صرف حرام وگناہ ہے نہ کہ شرک، مگر تجھے تو ہر بات میں شرک ہی شرک نظر آتا ہے جبکہ دل کا سجدہ نہ گناہ ہے نہ شرک جو ہم کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے، تو کیوں چیں بہ جبیں ہوتا ہے۔ یہی مطلب ہے اعلیٰ حضرت کے ایک شعر کے اس مصرے کا

اللہ ہی جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے

(۲) اے گستاخ نجدی! تو امریکہ و برطانیہ سے مدد مانگتا ہے اور وہ تیری مدد کر رہے ہیں تو تجھے اس میں کوئی شرک نظر نہیں آتا اور ہم محبوب خدا کو مدد کے لیے پکاریں تو تیری شرک کی مشین تیز ہو جاتی ہے ہم نے اپنے آقا کو ہر وقت یارسول اللہ کہہ کر مدد کے لیے پکارتے رہنا ہے چاہے تجھے موت آئے یا سانپ سونگھ جائے، تو کیوں درمیان میں آتا ہے یہ ایک امتی اور اس کے نبی کا معاملہ ہے تو ہٹ پیچھے یارسول اللہ کہنا تیری قسمت میں کہاں؟ تو یا امریکہ کہہ یا برطانیہ کہہ! **یا غاندی رسول الامن** کہہ، **سلام علی نجد و من حل بالنجد** کہہ (**الھدیۃ السنیہ**) تجھے یہ مبارک اور ہمیں یارسول اللہ کہنا مبارک

تم جفا کرتے رہو اور ہم وفا کرتے رہیں　　　اپنا اپنا فرض ہے دونوں ادا کرتے رہیں

(۳) یا اگر ہم مدد کے لیے اپنے آقا کو نہ بھی پکاریں اور صرف برکت کے لیے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کا وظیفہ پڑھتے رہیں پھر بھی تجھے موت پڑتی ہے اور تو اس کو بھی شرک کہتا ہے حالانکہ تمہارے نزدیک تو صرف مدد کے لیے پکارنا شرک ہے۔ اس کا مطلب ہے تمہیں حضور علیہ السلام کے نام سے ہی ضد اور چڑ ہے تو پھر لگاؤ اللہ پر بھی فتویٰ جو کبھی **یا ایھا المزمل** فرماتا ہے کبھی **یاایھا المدثر** فرماتا ہے کہیں **یا ایھا الرسول** اور کہیں **یاایھا النبی** کہتا ہے۔ تجھے اندازہ ہی نہیں کہ میرے آقا علیہ السلام کے نام پاک میں کیا برکتیں رکھی گئیں ہیں۔

اسم احمد کی تعظیم کے منکرو! ان کی عظمت کو قرآن میں دیکھ لو
بے لقب ان کا نام مبارک کہیں ان کے معبود نے بھی پکارا نہیں　　(سکندر لکھنوی)

(۴) کوئی دیوانہ اگر مست و بے خود ہو کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی چوکھٹ پہ سجدہ کر لیتا ہے یا روضۂ اقدس کا طواف کر لیتا ہے تو مرفوع القلم ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی ہے، تجھے کیوں آگ لگ جاتی ہے اور تیرے دل میں کیوں درد اٹھتا ہے، جو کر رہا ہے اپنے حال کے مطابق اچھا ہی تو کر رہا ہے تو کیوں کڑھتا ہے۔

ے اوج پہ پھر ہی مقدر کا ستار ہو گا ارض طیبہ میں ٹھکانہ جو ہمارا ہو گا
نام لیوا ہو ترا اور جہنم میں جلے تیری رحمت کو بھلا کیسے گوار ہو گا

(حاجی نورالحسن چشتی)

(۵) (اے نجدیو! کیا تم نے خدا کو اپنی طرح کا سمجھ رکھا ہے کہ وہ کسی کو کچھ نہ دیتا ہوگا اور خاص طور پر تمہارا یہ گندہ عقیدہ کہ جس کا نام محمد و علی ہو وہ کسی شئے مختار نہیں ہوسکتا، یہ رسول دشمنی نہیں تو کیا ہے؟) اللہ جو مالک الملک ہے اس نے خود اپنے محبوب کو سارے جہان کا مالک بہ ی الملک من تشاء) اس لیے اگر ہم نے اپنے آقا کو مالک ہر دوسرا کہہ دیا ہے تو تیرے اوپر کیوں قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔

ے خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اعطیت مفا تیح خزائن الارض مجھے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔

اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے دو وزیر آسمانوں پہ ہیں اور دو وزیر زمین پہ۔ جاؤ بھلا وزیر کس کے ہوتے ہیں؟ اور کہاں ہوتے ہیں؟

ے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

(۶) ہم نے اپنے آقا علیہ السلام کے نام پاک پر اپنا دل، اپنی جان اور اپنا مال اور اپنا سب کچھ نچھاور کر دیا، اپنا ہی سب کچھ کیا ہے اور اپنے ہی آقا کے نام پہ کیا ہے پھر تیرے پیٹ میں کیوں مروڑ اُٹھ رہے ہیں اور تیرے دل میں کس سے بخار ہے۔

ے دل و جاں کی آسودگی نام تیرا سخی نام تیرا غنی نام تیرا
اس سے فروزاں خیالوں کے رشتے خبر ، آگہی ، زندگی نام تیرا

(ضمیر جعفری)

فضائل اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم):

فضائل اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری کتاب شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ بلفظ آتا میں حدیث "انا محمد و انا احمد" (ص ۱۵۴ تا ص ۱۶۹) کے تحت پوری تفصیل سے ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

یہاں پہ اتنا یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے دونوں ذاتی نام (آسمانوں پہ احمد اور زمین پر محمد) ایسے با معنی اور بابرکت بنائے ہیں کہ کوئی آپ کی تعریف کرے یا نہ کرے محمد و احمد بولے گا تو آپ کی تعریف خود ہی ہو جائے گی۔ کیونکہ فاما اسمه اَحْمَدُ فَاَ فعل مبالغة من صفة الحمد و محمد مُفَعَّلُ مبالغة من اکثر الحمد فهو صلی اللّٰه علیه وسلم اجلّ من حَمِدَ و افضل من حُمِدَ واکثر الناس حمدا فهو احد المحمودین واحد الحامدین (الشفا جعریف حقوق المصطفیٰ للقاضی عیاض علیہ الرحمۃ ص ۲۲۹) احمد کا معنی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا اور محمد کا معنی جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہو مطلب یہ ہوا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مخلوق میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی تعریف فرمانے والے

ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سب سے زیادہ تعریف فرمانے والا ہے۔ تو پھر کیوں ناں

؎ کروں میں ان کا تصور تو روشنی دیکھوں سنوں جو اسم محمد پڑھوں ہزار درود

(صلی اللہ علیہ وسلم الف الف مرۃ)

گویا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو کسی کی تعریف کا محتاج اور مرہون منت بنایا ہی نہیں جبکہ دیگر انبیاء کرام کے ناموں میں (من حیث الاسماء نہ کہ مسمی) یہ بات نہیں ہے مثلاً دیکھیں ادم کا معنی گندم گوں (گندمی رنگ والا) عیسیٰ کا معنی شرخی رنگ والا۔ موسیٰ کا معنی پانی سے نکالا ہوا (عربی میں استرے کو بھی موسیٰ کہتے ہیں) یعقوب کا معنی بعد میں آنے والا (عقب سے ہے ایڑی کو کہتے ہیں ومن وراء اسحق یعقوب) جبکہ محمد کا معنی آپ پڑھ ہی چکے ہیں الذی یحمد حمد ابعد حمد کرۃ بعد کرۃ و مرۃ بعد مرۃ بلا فصل وبلاانفصال۔ بغیر کسی وقفے کے جس کی ہر وقت تعریف کی جائے۔

؎ حوادث منہ چھپاتے ہیں مصائب رُخ بدلتے ہیں نبی کا نام جب لیتا ہوں میں طوفان ٹلتے ہیں

(حدیث شوق)

اور تو اور بڑے بڑے منہ پھٹ قسم کے لوگ جو حضور علیہ السلام کے سچے غلاموں (علماء اہل سنت) کی عزت وعظمت کی چادر کو ساری عمر تار تار کرنے کی کوشش کرتے رہے ان کے سرخیل بھی کہہ گئے۔

؎ مسلماں لاکھ برے ہوں مگر نام محمد پر وہ تیار ہیں ہر وقت اپنا سر کٹانے کو

اور سبحان اللہ! حضور علیہ السلام چونکہ بندوں کو خدا سے ملانے آئے ہیں اللہ نے آپ کا نام بھی ایسا بنا دیا کہ ایک بار محمد کہو تو دوبار ہونٹ آپس میں مل جاتے ہیں۔

؎ مجھ گناہ گار پہ ہے کتنی عنایت اُن کی پھول جھڑتے ہیں جو کہتا ہوں محمد لب سے
رحمتیں روز لٹاتے ہیں برابر مولا روز دیتے ہیں مجھے پیار زیادہ سب سے

(سلیم کاشر)

اور رب العالمین کی بارگاہ میں دعا ہے کہ امت مسلمہ حالات کی نزاکت کو سمجھے اور نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایک اور نیک ہو جائے تاکہ اس پر دنیا بھر میں جو ظلم کے پہاڑ گرائے جا رہے ہیں رحمۃ للعالمین کے نام مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پر رحم وکرم فرمادے۔

؎ جس طرح ملتے ہیں لب، نام محمد کے سبب کاش ہم مل جائیں سب، نام محمد کے سبب
تھا کہاں پہلے ہمیں حفظ مراتب کا خیال ہم نے سیکھا ہے ادب، نام محمد کے سبب

(یعقوب پرواز)

مولوی، نعت خواں، پیر تو حضور علیہ السلام کا صدقہ ہی کھاتے ہیں جو سب کو نظر آرہا ہے حقیقت یہ ہے کہ ہر کوئی چاہے اپنا ہو یا پرایا سب آپ ہی کے نام کا صدقہ کھا رہا ہے مگر فرق یہ ہے کہ کچھ کھا کر ان کے گیت گا رہے ہیں اور کچھ کھاتے بھی ہیں اور

غراتے بھی ہیں۔

؎ نہ مال اولاد دا صدقہ نہ کاروبار دا صدقہ — اسیں تے کھاندے ہاں یارد خدادے یار دا صدقہ

(۷) (قرآن مجید میں بحکم الٰہی قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمة اللّٰہ آپ فرمادیں اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پہ ظلم کیے ہیں، اللہ کی رحمت سے محروم نہ ہوجاؤ بے شک اللہ تعالیٰ (تمہارے) تمام گناہ معاف فرمادے گا) ہمارے آقا ومولا علیہ السلام نے "اے میرے بندو! فرما کر ہمیں اپنا بندہ (غلام ونوکر) کرلیا ہے، تو اے نجدی تو کیوں حسد سے مرا جارہا ہے تیرا اس میں کیا کام نہ تو ان کا غلام نہ تو وہ تیرے آقا نہ تو ان کو اپنا آقا ماننے پہ تیار ورنہ یہ کیوں کہتا کہ (نعوذ باللہ من ذلک نقل کفر کفر نہ باشد) میرا ڈنڈا ان سے زیادہ فائدہ پہنچا سکتا ہے (استغفر اللہ) جیسا کہ نجدی نے لکھا ہے۔ اور روضہ اقدس کو شہید کرنے کا تو تمام نجدیوں نے فتویٰ جاری کردیا ہے جبکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے۔

؎ سرکار کا فیض نرالا دیکھا — ہر چیز میں نور شہِ والا دیکھا
ہے عرش سے فرش تک اسی کا جلوہ — جب غور کیا مدینے والا دیکھا

(۸) یعبادی (اے میرے بندو) کا خطاب بندگان خدا کو ہے نہ کہ دیو کے بندوں (دیوبندیوں) کو، جنھوں نے نہ کبھی پہلے اپنے آپ کو عبد مصطفیٰ تسلیم کیا نہ اب کررہے ہیں نہ آئندہ کرنے کی امید ہے۔

جو اس قدر ضدی اور متعصب ہوں کہ مدینہ پاک اور بغداد پاک سے چڑھ کر ماسوی اللہ تعالیٰ کو پاک کہنا بھی شرک کہہ دیں حالانکہ کھانا، کپڑے، زمین اور ہزاروں اشیاء کو ہزار ہا بار اپنے منہ سے پاک کہتے ہیں۔ مگر مدینہ بغداد کو پاک کہنے کی بات آئے تو کہتے ہیں کہ ہمارے مولانا پاک کا اطلاق غیر اللہ پر شرک کہتے ہیں۔ ایسوں کا خدا اور خدا کے رسول سے کیا تعلق ایسے تو دیو کے بندے ہوسکتے ہیں۔ بھلا یہ کب گوارا کریں گے کہ کوئی محبت میں اللہ کے محبوب کو یوں کہے۔

؎ شاہا تیری رحمت کا اشارہ ہو جائے — روشن میرے بخت کا ستارہ ہو جائے
اس صانع مطلق کو جو آئی ہے پسند — وہ شکل میری آنکھ کا تارا ہو جائے (جمیل قادری)

(۹) اے نجدی بد بخت! تیرے بارے میں تو میرے آقا نے کتنی صدیاں پہلے ہی فرمادیا ہے لا یعودون فیہ حتی یعود السھم الی فوقہ (کنز العمال ص ۳۴۳ ج ۴)

کہ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے اور واپس نہیں آسکیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جانے کے بعد واپس نہیں آتا۔

لہٰذا آئندہ بھی کوئی امید نہیں ہے کہ تو غلامی مصطفیٰ میں واپس آسکے گویا تو ازل سے ابد تک جدا ہے۔ یہ تیری بدنصیبی نہیں تو کیا ہے۔

؎ ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

(۱۰) اور اے گستاخ نجدی! جب تو مکہ والے اور مدینہ والے (مکی مدنی) آقا کی عظمت کا ہی منکر ہے تو پھر تجھے کیا حق ہے کہ ان بحثوں میں پڑے کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ اور مدینہ کے دشت وصحرا افضل ہیں، یہ زیادہ شان والا ہو، یا وہ! تجھے اس سے کیا کام؟ یہ موضوع تو عشق ومحبت والوں کا ہے اور ادب واحترام والوں کا ہے۔ جس سے تیرا دامن کلیتاً خالی ہے۔ تجھ سے بڑا بدنصیب کون ہوگا۔

(۱۱) یہ نجدی ظالم! باقی سب کچھ برداشت کرسکتا ہے بلکہ شراب، زنا جیسی لعنتوں پہ بھی اس کو اتنا غصہ نہیں آتا جتنا کہ محفل میلاد (جو سراسر تعظیم مصطفیٰ کے لیے ہوتی ہے)۔ پہ اس کو غصہ آتا ہے کہ غصے سے پاگل ہو جاتا ہے اور جل کر کباب ہو جاتا ہے۔ ارے ظالم! تو جا جہنم میں (قل موتوا بغیظکم ۔ ان کو کہہ دو کہ مرجاؤ اپنے غصے میں) یہ تو ہمارا دین اور عقیدہ ہے تو کیوں مرا جاتا ہے اور تجھے کیوں سانپ سونگھ گیا ہے۔

ایک عجیب حکایت:

مولانا محمد بشیر صاحب سُنّی علماء کی حکایات میں لکھتے ہیں کہ:

۱۹۵۴ء میں جب میں حج کے لیے گیا۔ اور سرور عالم ﷺ کے حضور حاضر ہوا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ نجدی سپاہی روضہ شریف کی جالی کو چومنا تو شرک سمجھتے ہی ہیں۔ وہ مسجد نبوی کی دیوار کو بھی چومنے سے روکتے ہیں۔ اور تعجب اس بات پر ہوا۔ کہ دیوار مسجد کو چومنے سے تو روکتے ہیں۔ مگر نجدی امام مسجد کے ہاتھ لوگ چومتے تھے اس میں انہیں شرک نظر نہیں آتا۔

ایک روز بعد نماز عصر میں انبوہِ کثیر میں محراب مسجد کے متصل کھڑا ہو کر بارگاہِ رسالت میں سلام عرض کر رہا تھا۔ میرے ایک ساتھی نے دیوار مسجد کو چوم لیا۔ نجدی امام مسجد محراب میں بیٹھا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک نجدی سپاہی بھی تھا۔ اس سپاہی نے فوراً میرے ساتھی کو ڈانٹا۔ اور کہا

حاجی! هذا حرام۔ اے حاجی یہ کام حرام ہے۔

میں نے اسی وقت اسی سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا

اَلنَّاسُ يُقَبِّلُوْنَ يَدَالْاِ مَامِ لِمَ لَا تَمْنَعُهُمْ۔

لوگ جب امام مسجد کا ہاتھ چومتے ہیں۔ تو اس وقت تم انہیں کیوں نہیں روکتے ؟

نجدی سپاہی نے مجھے دیکھا۔ کہ یہ کوئی عربی بولنے والا پاکستانی ہے۔ تو کہنے لگا هُوَ يَدُ الْعَالِمْ ۔ وہ تو عالم کا ہاتھ ہے۔

میں نے کہا

وَهٰذَا جِدَارُ مَسْجِدِالنَّبِيِّ اور یہ مسجد نبوی کی دیوار ہے۔

وہ بولا

هذا حَجَرٌ وَمَدَرٌ یہ پتھر اور مٹی ہے۔

میں نے جواب دیا

وَهُوَلَحْمٌ وَعَظْمٌ اور وہ گوشت اور ہڈی ہے۔

اس پر وہ اور تو کچھ نہ کہہ سکا، ہاں یہ کہا دُخ دُخ یعنی چل چل میں نے بھی کہا اَنْتَ دُخ ۔ تو بھی چل۔

(۱۲) شیطان اگر اپنے چیلوں (نجدیوں) سے خوش ہے تو ہوتا پھرے ہمیں کیا، اور ہمارا خدا اپنے محبوب کے صدقے ہم پہ خوش ہے تو تمہیں کیا۔ تجھے وہ مبارک ہمیں یہ مبارک۔

؎ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

قومی ترانے کے احترام میں کھڑے ہونا تمہارے مقدر میں آیا اور صلوٰۃ وسلام کے لیے کھڑے ہونا ہمارا نصیب ہے۔

؎ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

نجدی حکومت کی سالگرہ العید الوطنی دھوم دھام سے منانا تمہارا مقدر اور اپنے آقا کے میلاد پاک کے دن جشن منا کر فلیفرحوا اور اما بنعمة ربك فحدث پہ عمل کرنا ہمارا نصیب

؎ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

ایک حیرت انگیز واقعہ:

علامہ اقبال ٹاؤن نشتر بلاک میں قاری محمد حسین رفائی کی رہائش پر سابق وزیر آف کویت اور سلسلہ رفاعیہ کے روح رواں حضرت سید ہاشم الرفاعی نے مولانا عبدالحکیم شرف قادری، مفتی محمد خان قادری اور دیگر کئی علماء کی موجودگی میں (یہ عاجز غلام حسن قادری بھی وہاں حاضر تھا) حاجی محمد اسحاق مرحوم (داروغہ والے) کے صاحبزادے عبدالرزاق صاحب کی زبان سے ایک واقعہ سنوایا (چونکہ شیخ کی زبانی عربی ہے، انہوں نے چاہا کہ تمام احباب سمجھ جائیں اور پھر یہ واقعہ خود عبدالرزاق صاحب سے پیش آیا اس لیے انہی کی زبان سے سنوایا)

چنانچہ حاجی عبدالرزاق صاحب نے بیان کیا کہ میں جب پہلی بار سعودیہ گیا تو میرے ایک جاننے والے نے مجھے کچھ سامان دیا کہ میرے فلاں دوست کو پہنچا دینا، میں نے چیک نہ کیا کہ اس میں کیا کیا ہے؟ جدّہ سے مکہ اور مکہ سے مدینہ گیا تو مجھے چند شرطے تھانے لے گئے (بلاوجہ) میرا سامان کھولا تو اس سامان سے جو میں نے کسی کا اُٹھایا ہوا تھا ایک عورت کی عریاں تصویر نکلی، تصویر کیا نکلی کہ میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ دل میں سوچا کہ اب بچ نہ سکوں گا سعودیہ میں تو اس معاملہ میں سُنا ہے بڑی سختی کرتے ہیں (اگرچہ گھروں میں سب کچھ کرتے ہیں) چنانچہ میں بار بار افسر کا چہرہ تکتا کہ ابھی مجھے سزا کا حکم سُنائے گا۔ افسر سمجھ گیا کہ میں اس قدر کیوں ڈر گیا ہوں اس نے تصویر میری جیب میں ڈال دی اور کہا! اس کو چھوڑ! مجھے یہ بتا! کہ محفل میلاد جائز ہے یا ناجائز؟ میری حیرت کی انتہا ہوگئی اور میں پہلی بات بھول کر اس سوچ میں پڑ گیا کہ یا اللہ! یہ لوگ کتنے ظالم ہیں کہ اتنا بڑا گناہ ان کے ہاں بات ہی کوئی نہیں اور دنیا میں کوئی اگر گناہ ہے تو ان کے ہاں محفل میلاد ہی سب سے بڑا گناہ ہے۔

(۱۳) ارے او دیو کے بندو! (دیوبندیو) ہمیں تم سے نہ کوئی کام ہے اور نہ ہی تم ہمارے کام کے ہو بلکہ تم گستاخی رسول علیہ السلام کی وجہ سے کسی کام کے نہیں رہے ہو (سیاسی طور پر طاقت آجانا کوئی ایسی بات نہیں آخر فرعون، نمرود، یزید بھی تو اسی دنیا میں حکومت کر گئے ہیں۔ قریش مکہ نے مکہ پہ حکومت نہیں کی؟ دولت آجانا کوئی کمال نہیں آخر ان قارون كان من قوم موسىٰ قرآن میں نہیں پڑھا) تم جس کے چاہو بنو! ہمیں تم سے کیا اور ہم تو اپنے پیارے مصطفیٰ کے بندے وغلام ہیں پھر تمہیں ہم سے کیا۔

(۱۴) اگر مجھے (گدائے در خیر الوریٰ، عبد مصطفیٰ، امام احمد رضا کو) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی مدح سرائی کی بدولت جنت عطا فرمادی ہے تو تو سر پیٹ کر کیوں رہ گیا ہے؟ میں کوئی تیرے گھر (دوزخ) میں جا کر تیرا کچھ لوٹ لایا ہوں۔ خدا تجھے ہمیشہ وہاں رکھے اور اپنے محبوب کا صدقہ مجھے ہمیشہ یہاں رکھے یہ خدائی فیصلے ہیں اور

؎ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

----***----

نعت شریف نمبر (۷۶)

(۱) وہی رَبّ ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا

(۲) تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا! تمہیں دافع بلایا ، تمہیں شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا

(۳) وہ کواری پاک مریم وہ نفخت فیہ کا دم ہے عجب نشانِ اعظم مگر آمنہ کا جایا
وہی سب سے افضل آیا

(۴) یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

(۵) فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ یہ ملا ہے تجھ کو مَنْصَبْ جو گدا بنا چکے اب اُٹھو وقت بخشش آیا
کرو قسمت عطایا

(۶) وَاِلَی الْاِلٰہِ فَارْغَبْ کرو عرض سب کے مطلب کہ تمہیں کو تکتے ہیں سب کرو ان پر اپنا سایہ
بنو شافع خطایا

(۷) اے ارے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا

مشکل الفاظ کے معانی :

★ ہمہ تن — سارا جسم، مکمل طور پر ★ کرم — بخشش، سخاوت ★ آستان — چوکھٹ، دروازہ ★ حمد — تعریف ★ برایا — مخلوق، جہان (بریہ سے ہے خیر البریہ، شر البریہ قرآن میں ہے) ★ قاسم — تقسیم کرنے والا ★ عطایا — انعامات ★ دافع — ٹالنے والا، دور کرنے والا ★ بلایا — مصائب و تکالیف (بلیہ کی جمع) ★ شافع — شفاعت کرنے والا ★ خطایا — غلطیاں، گناہ (خطیہ کی

جمع) ٭ تم سا۔ تمہارے جیسا ٭ کواری۔ غیر شادی شدہ، جس کو کسی مرد نے نہ چھوا ہو ٭ مریم۔ عیسیٰ علیہ السلام والدہ ماجدہ ٭ نفخت فیہ۔ میں نے اس میں پھونکا ٭ دم۔ سانس، پھونک ٭ عجب۔ حیران کن، تعجب ٭ اعظم۔ سب سے بڑا، بہت خوب ٭ جایا۔ جنا ہوا، بیٹا ٭ سدرہ۔ بیری (سدرۃ المنتہیٰ، جبریل علیہ السلام کا مقام) ٭ تھالے۔ پرت، دائرے ٭ چھان ڈالے۔ دیکھ لیے، تلاش کر لیے ٭ پایہ۔ مرتبہ ٭ یک۔ ایک، بے مثل ٭ فاذا فرغت فا نصب۔ جب تو فارغ ہو تو کھڑا ہو جا (اللہ کی بارگاہ میں۔ آیت) ٭ منصب۔ مرتبہ و مقام ٭ گدا۔ بھکاری ٭ قسمت عطایا۔ نعمتوں کی تقسیم، انعامات دینا ٭ والـی الالـہ فـارغـب۔ اللہ کی طرف راغب و متوجہ ہو ٭ عرض کرنا۔ پیش کرنا ٭ مطلب۔ مقاصد و حاجات ٭ ارے۔ برائے خطاب، حرف ندا بزبان ہندی ٭ خدایا۔ اے خدا، یا اللہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اے پیارے آقا و مولیٰ! ہمارا پروردگار تو بس وہی اکیلا رب العالمین ہے جس نے آپ کو سراپا کرم اور ہمہ تن بخشش و عطا بنایا ہے اور اس وحدہ لا شریک نے ہمیں (کرم کی خیرات، گناہوں کی بخشش اور شفاعت کی) بھیک مانگنے کے لیے آپ کی بارگاہ کا راستہ دکھایا ہے۔ ولو انھم اذظلموا انفسھم جاء وك، اگر وہ جانوں پہ ظلم کر بیٹھیں تو (بخشش کے لیے) اے محبوب آپ کی بارگاہ میں آجائیں۔ واما السائل فلا تنھر۔ اور بھکاری کو نہ جھڑک یعنی اس کو اللہ کے دیے ہوئے خزانوں میں سے عطا کیجئے۔

اے اللہ! حمد کے لائق تو صرف تیری ہی ذات ہے۔

۔ ثنا گو پتہ پتہ ہے خدا یا دم بدم تیرا ۔ زمین و آسماں تیرے ہے موجود و عدم تیرا
جو دنیا میں تیرا کھا کر تیرے شکوے کریں یارب ۔ تعجب ہے کہ ان پر بھی رہے لطف و کرم تیرا

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی اس نعت کے اس پہلے شعر میں حمد خدا اور نعت مصطفیٰ کو جس حسین انداز میں توحید و رسالت کے فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے جمع کیا گیا ہے یہ آپ ہی کا حصہ ہے اور اہل سنت کے مخالفین کے منہ پر ایک زناٹے دار تھپڑ ہے جو دن رات یہ کہتے نہیں تھکتے کہ یہ سنی لوگ اللہ تعالیٰ کی حمد تو پڑھتے نہیں نعتوں پہ زور دیتے رہتے ہیں۔ زور اس لیے دیتے ہیں کہ تم نعت کے منکر جو ہو گئے۔ اور ہم وہ ہیں کہ حمد خدا اگر ہمارا ایمان ہے تو نعت مصطفیٰ ہمارے ایمان کی جان ہے۔ ہم خالی توحید (بغیر ربط رسالت) کے قائل نہیں ہیں بلکہ توحید کا دم بھی بھرتے ہیں اور شاہ کار رسالت کا نام بھی جپتے ہیں۔

لولاک لما کا تاج دھرے وہ کملی والا من موہن
توحید کی مالا ہاتھوں میں یوں کہتا تھا ناداروں میں

سب مایا ہے اس خالق کی جو خالق ہے ہر کایا کا
تم اس کے ہوتے اپنا سر کیوں دھرتے ہو بے چاروں میں

میں سیس نواؤں چرنن لاگوں نام محمد جس کا ہے
شودر، ویش کیے سب داخل جس نے ہر کے پیاروں میں (سندر لال حمید تلہری کا خیال بزبان ہندی)

ہمارے بزرگوں نے توحید و رسالت اور حمد خدا و نعت مصطفیٰ کو ایسے خوبصورت پیرائے میں بیان فرمایا کہ نظم و نثر میں اس

کی کوئی کیا مثال پیش کرے گا ملاحظہ فرمائیں تفسیر نعیمی کا بالکل پہلا پارہ اور اس کا پہلا ہی پیرہ حضرت مفتی احمد یا خان نعیمی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب حمد و نعت کا نثر میں حسین گلدستہ جمع فرمایا ہے۔

حمد و درود:

حمد ہے اس اللہ جل شانہ کو جس نے حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا فرمایا۔ درود ہو حضرت محمد رسول اللہ علیہ السلام پر جنہوں نے اللہ کو ظاہر فرمایا۔ حمد اس اللہ تعالیٰ کو جس نے ہمیں انسان کیا، درود ہو اس مصطفےٰ علیہ السلام پر جنہوں نے ہمیں مسلمان کیا۔ حمد ہے اس رب کریم کی جس نے ہمیں بولنا سکھایا، درود ہو اس نبی رؤف و رحیم پر جس نے ہمیں کلمہ پڑھایا۔ حمد ہے اس رب بے نیاز کو جس نے ہمیں ایمان دیا، درود ہو اس صاحب تخت و تاج پر جس نے ہمیں قرآن دیا۔ حمد ہے اس مالک یوم الدین کے لیے جس نے زمین پر انسان بکھیرے، درود ہو اس شاہ عرش نشیں پر جس نے یہ بکھرے ہوئے جمع فرمائے۔ حمد ہے اس رب کو جس نے رنگ برنگے انسان بنائے۔ درود ہو اس نبی علیہ السلام پر جس نے ان کو مسلمان بنا کر یک رنگ کر دیا۔

صبغۃ اللہ ہست رنگ خُم او   ہمچا یک رنگ گرد واندر اُو

حمد ہے اس رب کو جس نے ہمیں عقل و ہوش دیا۔ درود ہو اس نبی پر جس نے ہمیں جام عرفان سے متوالا و مدہوش کیا۔ حمد ہے اس رب کی جس نے آسمان نبوت پر مختلف تارے کھلائے، درود اس آفتاب رسالت پر جس نے اپنے دامن نور میں سارے تارے چھپائے۔ حمد اس جبار و قہار کو جس نے جہنم بھڑکایا۔ درود اس شفیع روز شمار پر جس نے اس بھڑکتے ہوئے جہنم کو بجھایا۔ حمد ہے اس ستار و غفار کے لیے جس نے دار الخلد بنایا۔ درود ہو اس مدنی سرکار پر جس نے دار الخلا بسایا۔ حمد ہے اس خالق کو جس سے سب کی ابتداء ہے۔ درود ہو اس خاتم پر جس پر سب کی انتہا ہے۔ درود ہو اس نبی پر جس نے فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حمد اس اللہ کو جس نے فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، جل جلالہٗ وصلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ بارک وسلم۔

باندازِ دیگر:

اسی اندازِ حمد و نعت کو برنگ نظم ملاحظہ فرمائیں حالانکہ درحقیقت یہ نظم نہیں مگر نظم کی لذت اور چاشنی اس میں آپ کو ضرور ملے گی۔

حمد و ثنا اس کے لیے جو خالقِ مصطفےٰ ہے   صلوٰۃ و سلام اُس پر جو حبیب کبریا ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو ربُّ العالمین ہے   صلوٰۃ و سلام اُس پر جو رَحْمَۃٌ للعالمین ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو مالک یوم الدین ہے   صلوٰۃ و سلام اُس پر جو شفیع المذنبین ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو اَحْسَنُ الخالقین ہے   صلوٰۃ و سلام اُس پر جو خاتم النّبیین ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو اَحْکَمُ الحاکمین ہے   صلوٰۃ و سلام اُس پر جو رَءُوْف و رحیم ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو غفور و رحیم ہے   صلوٰۃ و سلام اُس پر جو علی خُلُقٍ عظیم ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو علیّ و عظیم ہے   صلوٰۃ و سلام اُس پر جو کَآفَّۃً للنّاس ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو عَلِیْم قدیر ہے   صلوٰۃ و سلام اُس پر جو سِرَاجٌ مُّنیر ہے

حمد و ثنا اس کے لیے جو سمیع بصیر ہے — صلوٰۃ و سلام اُس پر جو بشیر و نذیر ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو غفورٌ شکور ہے — صلوٰۃ و سلام اُس پر جو جاءَکم من اللہ نور ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو صاحب فضل عظیم ہے — صلوٰۃ و سلام اُس پر جو مہبطِ فضل عظیم ہے
حمد و ثنا اُس کے لیے جو رحیمٌ ودود ہے — صلوٰۃ و سلام اُس پر جو صاحب مقام محمود ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو رحیم و رحمان ہے — صلوٰۃ و سلام اُس پر جو صاحب قرآن ہے
حمدوثنااس کے لیے جو کہے وَالضُّحٰی وَالَّیلِ اِذَا سَجٰی — صلوٰۃ وسلام اُس پرجس کے لئے یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ہے
حمدوثنااس کے لئے جوفرمائے وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ — صلوٰۃ وسلام اُس پرجس کے لیے قِبْلَةً تَرْضٰهَا
حمدوثنااس کے لیے جوفرمائے مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی — صلوٰۃ وسلام اُس پرجس کے لئے اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی
حمدوثنااس کے لیے جوفرمائے سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی — صلوٰۃ وسلام اس پرجس کے لیے لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا
حمدوثنااس کے لیے جوفرمائے ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی — صلوٰۃ وسلام اس پرجس کے لیے قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی
حمدوثنااس کے لیے جوفرمائے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی — صلوٰۃ وسلام اس پرجس کے لیے مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی
حمدوثنااس کے لیے جوفرمائے فَاَوْحٰی اِلٰی — صلوٰۃ وسلام اس پرجس کے لیے عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی
حمدوثنااس کے لیے جوفرمائے اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ — صلوٰۃ وسلام اس پرجس کے لیے وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ
حمد و ثنا اس کے لیے جو فرمائے فَلَا وَرَبِّکَ — صلوٰۃ وسلام اُس ذات پرجس کے لیے لَعَمْرُکَ
حمد و ثنا اس کے لیے جس کے آگے جھکے مصطفےٰ — صلوٰۃ و سلام اس پر جس پر صلوٰۃ بھیجے خود خدا
حمد و ثنا اس کے لیے جس کے نام سے ابتدا — صلوٰۃ و سلام اس پر جس کے نام پہ ہے انتہا

حمدوثنااس کے لیے جوفرمائے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

صلوٰۃ وسلام اس پرجوفرمائے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

لیکن حمد کا موضوع اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ اس حمد والے رب العالمین کے پیارے حبیب رحمۃ للعالمین کی بابرکت خصلتوں کا ذکر نہ ہو اور لوگوں کو یہ نہ بتایا جائے کہ

- مَا وَقَعَ ظِلُّهٗ عَلَی الْاَرْضِ قَطُّ (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑا۔
- مَاظَهَرَ بَوْلُهٗ عَلَی الْاَرْضِ قَطُّ (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی آپ کا بول مبارک زمین پر ظاہر نہیں ہوا۔
- لَمْ یَقَعْ عَلَیْهِ الذُّبَابُ قَطُّ (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی آپ پر مکھی نہیں بیٹھی۔
- لَمْ یَحْتَلِمْ ....قَطُّ (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی آپ کو احتلام نہیں ہوا۔
- لَمْ یَتَثَاوَبْ قَطُّ (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی آپ کو جمائی نہیں آئی۔
- لَمْ تَهْرَبْ مِنْهُ دَابَّةٌ قَطُّ (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی آپ سے جانور نہیں بھاگا۔

❖ وُلِدَ مَخْتُوْنًا (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔
❖ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهٗ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی آنکھیں سوتی ہیں دل کبھی نہیں سویا۔

❖ كَانَ يَنْظُرُ مَنْ وَّرَائِهٖ كَمَا يَنْظُرُ مِنْ اَمَامِهٖ
آپ جیسا آگے دیکھتے تھے ویسا ہی پیچھے دیکھتے تھے
❖ اِذَا جَلَسَ بَيْنَ قَوْمٍ كَانَتْ كَتِفَاهُ اَعْلٰى مِنْهُ
جب آپ کسی مجلس میں بیٹھتے آپ سب سے اعلیٰ نظر آتے
(صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ) (جواہر البحار ص ۹۶۷)

؎ تیری صورت تیری سیرت زمانے سے نرالی ہے تیری ہر ہر ادا پیارے دلیلِ بے مثالی ہے

حضور علیہ السلام کی دیگر ہزاروں خصوصیتوں کو اگر نہ بھی دیکھو تو صرف مذکورہ دس خصوصیات (تلك عشرة كاملة) ہی یہ فیصلہ کرنے کے لیے کافی ہیں کہ

؎ بڑے بے ادب اور گستاخ ہیں جو تجھے اپنے جیسا بشر دیکھتے ہیں

ہمارا طالب علم تو مدرسہ میں داخل ہوتا ہے تو اس کو پہلا سبق ہی حمد باری تعالیٰ کا یہ دیا جاتا ہے

؎ کریما بہ بخشائے برحال ما کہ ہستم اسیر کمند ہوا
نداریم غیر از تو فریاد رس توئی عاصیاں را خطا بخش و بس
نگہدار مارا زراہِ خطا خطا در گزار و صوابم نما

لیکن ہم اسی پر اکتفاء کرنا کافی نہیں سمجھتے کیونکہ اتنا تو ہر کوئی کہہ لیتا ہے دوسروں کی اور ہماری راہیں اس وقت جدا ہو جاتی ہیں جب الیس اللہ بکاف عبدہ کے پردے میں وہ صرف اتنا ہی کافی سمجھتے ہیں اور ہم ساتھ یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ

؎ زباں تابودور دھاں جائے گیر ثنائے محمد بود دل پذیر
سوار جہانگیر یکراں براق کہ بگذشت از قصر نیلی رواق
حبیب خدا اشرف انبیاء کہ عرش مجیدش بود متکا

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اپنے محبوب کو اپنے ساتھ رکھا ہے (نماز، آذان، خطبہ، اقامت میں) اور یہ فرما بھی دیا ہے ان الذین یکفرون باللہ و رسلہ و یریدون ان یفرقوا بین اللہ و رسلہ۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنا اور ان کو ایک دوسرے کا غیر جان کر نبیوں کو خدا کے مقابلے میں کھڑا کرنا (جیسے) ہمارے دور کے نام نہاد (موحّد کرتے ہیں) یہ کارِ کفار ہے اور والضحیٰ والیل اذا سجیٰ۔ والتین والزیتون۔ لا اقسم بھذا البلد۔ یا ایھا المزمل جیسی سینکڑوں آیات قرآنیہ کا تقاضا یہ ہے کہ

؎ منشا یہی ہے سلسلۂ قیل وقال کی ہوتی رہے تعریف تیرے حسن و جمال کی

ہمارے منہ میں زبان صرف خدا کی حمد کر کے گونگی ہو جانے کے لیے نہیں ہے بلکہ حمد کے بعد

دی زباں حق نے ثنائے مصطفیٰ کے واسطے ۔ دل دیا حبّ حبیب کبریا کے واسطے
جانور پیدا کیے تیری وفا کے واسطے ۔ کھیتیاں سرسبز کیں تیری غذا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے ۔ سب کچھ ہے تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

قرآن مجید میں ہے کہ ہر شئی اللہ تعالیٰ کی حمد، صفت وثنا اور تسبیح وتعریف کرتی ہے۔

ہر شئی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتی ہے:

وان من شئ الا يسبح بحمده ۔ يسبح لله مافي السموات و ما في الارض

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک طوطے کو پکڑا تو اس نے زور زور سے چیخنا چلانا شروع کر دیا آپ کو ترس آ گیا تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا تو طوطا بول کر کہنے لگا آج میں نے اپنے اللہ کی حمد وتسبیح نہیں کی اور آج ہی پکڑا گیا ہوں۔

عبد کو معبود کے اس کے ملا دیتی ہے حمد ۔ عشق کا ساغر بھر عالم پلا دیتی ہے حمد
بعد مُردن کام اس کا منفرد ہوتا ہے یوں ۔ قصرِ فردوس بریں رب سے دلا دیتی ہے حمد

سوال: اگر کوئی کہے کہ جب ہر شئی اللہ تعالیٰ کی تسبیح وحمد کرتی ہے تو بے جان چیزوں کی حمد وتسبیح کرنے کی ہمیں آواز کیوں نہیں آتی؟

جواب: یہ ہے کہ یہ ہمارے اپنے ایمان کی کمزوری اور ہماری اپنی نالائقی ہی ہو سکتی ہے ورنہ حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں "ہم جس پیالے میں کھانا کھاتے تھے" اس سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی آواز بھی سنتے تھے (کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو کوئی کھانے کھا کر برتن صاف کرے گا **تستغفر له القصعه** پیالا اس کے لیے استغفار کرے گا۔ اس استغفار کی آواز صحابہ کرام سنتے تھے) یا اس لیے ہم نہیں سن سکتے تا کہ غائب پر ایمان کا ثواب ملتا رہے۔

اور یا اس لیے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خیال کیا کہ جب ہر شئی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے تو ہم سُن کیوں نہیں سکتے چنانچہ استنجاء کرنے کے لیے جو ڈھیلا پکڑتے اس سے اللہ اللہ کی آواز آنے لگی اور دل میں القاء ہوا کہ اب سمجھ گئے ہو کیوں آواز نہیں آئی؟ تا کہ تمہارا انظام ٹھیک ٹھیک چلتا رہے۔

حمد کے ہیں ہزار ہا عنوان ۔ حافظِ بے ہنر سے کیا ہو بیان

ثابت ہوا ہر شئی میں جلوے اسی ذات کے ہیں یہ الگ بات ہے کہ وہ جلووں والا نظر نہیں آتا۔ کیونکہ وہ ذات نہ نظر میں آتی ہے نہ سمجھ میں بس یہی اس کی پہچان ہے۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا ۔ بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

جب جھکڑ (گردباد) چلتا ہے تو گھاس پتے اُڑے ہوئے تو نظر آتے ہیں مگر ان کو اُڑانے والی ہوا نظر نہیں آتی۔ اگر ہوا نظر آ جائے تو گھاس پھوس کو کون دیکھے اور اگر کارخانہ حیات چلانے والی ذات نظر آ جائے تو اس دنیا بیچاری کی طرف کون توجہ کرے لیکن اللہ نے چونکہ ایک مدت تک دنیا کو چلانا ہے اسی لیے اپنی ذات کو پردۂ اخفاء میں رکھا اور بن دیکھے ہی اپنی حمد کرنے کا حکم دے دیا۔ اور اس سے کسی کو انکار بھی نہیں ہوگا۔

؎ چاندنی کی رات ہو یا ہوا جالوں کی سحر ہر رُخ فطرت کو نور مشترک دیتا ہے کون
رنج وغم ہیں کس کی جانب سے، خوشی دیتا ہے کون موت کس کے ہاتھ میں ہے زندگی دیتا ہے کون

اگر وحدت الوجود کا یہ مطلب ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں کہ دنیا تو گھاس تنکوں کی طرح ہے اس کو کیا دیکھنا؟ اللہ کو دیکھنے کی تیاری کرو کیونکہ وہی ایک ذات ہے جو واجب الوجود ہے اور ممکن الوجود کا کیا ہے؟ کبھی نہ تھا اب ہے پھر نہیں ہوگا، جس کا ہونا نہ ہونا یکساں ہو وہ لاشئی کے حکم میں ہی سمجھو! اس کی ایک خوبصورت مثال دی جاتی ہے کہ شعلۂ جوالہ (یعنی جلتے ہوئے شعلے یا انگارے کو زور سے گھمائیں تو) یوں لگتا ہے جیسے دائرہ بنا ہوا ہے حالانکہ وہ دائرہ نہیں بلکہ صرف ایک کوئلہ ہے باقی سب اسی کے جلوے ہیں۔

؎ ناحق پھر پھر کے سر پھرایا میں نے اپنی کوشش سے کچھ نہ پایا میں نے
طوفان میں ہے کشتیٔ امید مری لے تو ہی سنبھال، ہاتھ اُٹھایا میں نے

نبی اکرم ﷺ کے فرمان کی روشنی میں ہم اللہ تعالیٰ کی نہ عبادت کا حق ادا کر سکتے ہیں اور نہ اس کی حمد کا نہ معرفت کا **ماعبدناک حق عبادتک و ما عرفناک حق معرفتک**۔ اور جس طرح وہ ذات خود اپنی حمد وثنا کرسکتی ہے کون کرسکتا ہے۔

؎ عاجز ہوں تری حمد کا ادراک نہیں ہے تو ہی مرے بے ربط سے لفظوں کو اثر دے

کیونکہ

؎ حمد لکھنے کو قلم، جبریل کا پر چاہیے روشنائی کے لیے بھی آب کوثر چاہیے

؎ زندہ ازل سے تا ابد میں اگر رہوں یارب میں تیری حمد تو پھر بھی نہ کر سکوں

؎ حمد کا حق ہو نہیں سکتا ادا حمد کو لازم ہے بن جائے دُعا

مگر پھر بھی اس کی حمد کرتا ہوں یا لکھتا ہوں تو صرف اس لیے کہ

؎ حمد رب کا ورد کرتا ہوں فکر کو موتیوں سے بھرتا ہوں

(۲) اے میرے پیارے آقا! اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو تمام جہانوں کا حاکم بنایا ہے (**تؤتی الملک من تشاء۔ فلا وربک لا یومنون حتی یحکمون**) آپ ہی اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کو تقسیم فرماتے ہیں (**اللہ یعطی وانا قاسم**) اللہ تعالیٰ کے حکم واذن سے آپ کی ذات بلکہ آپ کا نام بھی مشکلوں کو ٹال دیتا ہے۔

آپ خطاؤں سے درگذر فرمانے والے ہیں اور امت کے گناہوں کو اپنی شفاعت کے نور سے نہ صرف مٹانے والے ہیں بلکہ نیکیوں میں تبدیل کروانے والے ہیں **فاؤلئک یبدل اللہ سیاتھم حسنت**۔ حدیث میں ہے **بدلت سیانکم حسنات**۔ یہ ساری نعمتیں حضور علیہ السلام ہی کی بدولت امت کو ملی ہیں۔ اے میرے آقا ومولیٰ آپ تو بے مثل و بے مثال اور لاجواب و باکمال ہیں بھلا آپ جیسا کون ہوسکتا ہے۔ خدا نے تو آپ کا سایہ بھی نہیں بنایا کیونکہ سایہ میں قدرے مماثلت ہوتی ہے۔ پھر آپ جیسا ہونے کا دعویٰ سوائے شیطان کے کون کرسکتا ہے اور آپ نے تو یہ فرمایا کہ شیطان کا راستہ بھی روک دیا ہے **فان الشیطن لا یتمثل بی**۔ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا لہٰذا کوئی شیطان سے بھی بڑا ہی ہوگا جو اپنے آپ کو آپ جیسا کہے گا۔

؎ بتلائے کوئی نبی کا دیکھا سایہ سائے کا بھی ہوتا ہے کسی جا سایہ

جب سایۂ نور ازلی وہ ٹھہرا پڑتا کیونکر زمیں پر اس کا سایہ۔

(۳) بے شک حضرت بی بی مریم (کنواری، پاک) سلام اللہ علیھا کے ہاں عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے صرف پھونک کے ذریعے (جو جبریل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے ان کے دامن پہ لگائی) پیدا ہونا بڑا حیرت انگیز کمال ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی نشانی ٹھہری لیکن سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر بڑے بڑے حیرت انگیز واقعات (قیصر وکسریٰ کے محلات کے کناروں کا ٹوٹ جانا صدیوں چلنے والی آگ کا بجھ جانا، کعبے کا حرکت کرنا، ستاروں کا جھک جانا، جنوں کا سلام پڑھنا، بتوں کا تھرتھرا کر گر جانا، نورانی جھنڈوں کا لگا دیا جانا) یہ حالات وواقعات بتاتے ہیں کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام قدرت کا صرف نشان تھے تو ہمارے آقا قدرت کا نشان اعظم ہیں۔

ہیں کعبۂ کونین رسول الثقلین ہیں قبلۂ دارین نبی الحرمین

کیوں دونوں جہاں نہ ان کے در پر مانگیں ہیں قاسم کل شئی جد الحسین

(۴) سدرۃ المنتہیٰ کے تمام فرشتے بمعہ اپنے سردار حضرت جبریل امین علیہ السلام کے بیک زبان ہو کر پکار اُٹھے کہ ہم نے پورے جہاں کو چھان ڈالا ہے لیکن حضور علیہ السلام جیسا مرتبہ ومقام کسی کا نہیں ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ اس وحدہ لاشریک لہ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو بے مثل و بے مثال بنایا ہے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک مرتبہ اپنا فیصلہ یوں سنایا قلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم ار مثلك قط (اوکما قال علیہ السلام)

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

میں نے سارا جہان پھرا ہے، بڑے بڑے حسین دیکھے ہیں لیکن آپ جیسا کبھی کوئی نہیں دیکھا۔ مگر کیا کیا جائے کہ

ناداں انہیں اپنے سا کہتے ہیں نیازی (حالانکہ) ذرہ نہیں ہوتا کبھی گوہر کے برابر

(۵) قرآن مجید میں اللہ رب العالمین نے اپنے محبوب علیہ السلام کو "فاذا فرغت فانصب۔ پس جب آپ فارغ ہو جائیں تو اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہو جائیں" کا عظیم منصب عطا فرمایا ہے۔ تو اے پیارے آقا! جن کو آپ نے اپنا گدا بنا لیا ہے (یعبادی فرما کر۔ واما السائل فرما کر۔ ولو انهم اذ ظلموا فرما کر) یہ گدا آپ کی چوکھٹ پہ سوالی بن کر کھڑے ہیں، خدارا اُٹھیے (فانصب) اور ان کو اللہ کی عطائیں تقسیم فرمائیے۔

کیوں حشر میں ڈر جائیں گدایان نبی کیوں قبر میں گھبرائیں گدایان نبی

دنیا میں جو ہیں حبیب حق کے "بندے" تا حشر ہے سر پہ ان کے دامانِ نبی

(جمیل قادری)

(۶) اعلیٰ حضرت، والی ربك فارغب کی آیت سے اپنے مطلب کی بات کرتے ہیں کہ جب اللہ نے آپ کو حکم دے دیا ہے کہ آپ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں تو پھر اے پیارے آقا! اپنے رب کی طرف رجوع فرمائیں ناں، اور ہم سب کی حاجات اللہ کی بارگاہ میں پیش فرمائیں ناں، آپ کے تمام گدا تو صرف آپ ہی کا منہ تک رہے ہیں کہ ابھی ہمارے آقا اپنی رحمت کا سایہ ہم

پہ فرمائیں گے، شفاعت کے لب ہلائیں گے، اور ہم سب بخشے جائیں گے۔

؎ کیوں حشر میں بگڑی ہوئی حالت ہوگی ۔۔۔ کب ان کے غلاموں پہ قیامت ہو گی
کیا خوف کریں نار جہنم سے جمیلؔ ۔۔۔ ہم پر تو وہاں حضور کی رحمت ہو گی

(۷) (اعلیٰ حضرت اپنے محبوب سے باتیں کرتے کرتے اس طرح فنافی الرسول ہوگئے کہ اپنے دل کی بھی خبر نہ رہی اور اس عالم میں گھبرا کر فرماتے ہیں) ارے خدا کے بندو! یارو ذرا میرے دل کی خبر لو کہاں چلا گیا ہے ابھی تو یہیں پہ تھا اور کوئی آیا گیا بھی نہیں ہے۔ اے خدایا میرا دل! (دل کہاں سے ملا؟ مقطع میں دیکھئے جو بعض نسخوں میں تو آٹھواں شعر ہے مگر میں نے اس میں اعلیٰ حضرت کا نام ہونے کی وجہ سے آخر میں رکھا ہے تاکہ تمام نعتوں سے مطابقت پیدا ہو جائے) کیونکہ اللہ کے محبوب کی باتیں ہی اتنی پیاری اور میٹھی ہیں کہ

؎ لب صادق سے جو سخن تقریر ہو جائے ۔۔۔ کبھی قرآن بن جائے کبھی تفسیر ہو جائے
میں جب دیکھوں جہاں دیکھوں تجھے دیکھوں ۔۔۔ تو میری آنکھ کی پتلی میں یوں تحریر ہو جائے
تمنا ہے کسی شب خواب میں ان کی زیارت ہو ۔۔۔ تمنا ہے کسی شب خواب ہی تعبیر ہو جائے
مدینے سے ہمارا قافلہ چلنے کا وقت آیا ۔۔۔ الٰہی قافلہ چلنے میں کچھ تاخیر ہو جائے

(۸) کبھی خندہ زیر لب ہے کبھی گریہ ساری شب ہے ۔۔۔ کبھی غم کبھی طرب ہے نہ سبب سمجھ میں آیا
یہ اُسی نے کچھ بتایا

(۹) کبھی خاک پر پڑا ہے سر چرخ زیر پا ہے ۔۔۔ کبھی پیش در کھڑا ہے سر بندگی جھکایا
تو قدم میں عرش پایا

(۱۰) کبھی وہ تپک کہ آتش کبھی وہ ٹپک کہ بارش ۔۔۔ کبھی وہ ہجوم نالش کوئی جانے ابر چھایا
بڑی جوششوں سے آیا

(۱۱) کبھی وہ چہک کہ بلبل، کبھی وہ مہک کہ خود گل ۔۔۔ کبھی وہ لہک کہ بالکل چمن جناں کھلایا
گل قدس لہلہایا

(۱۲) کبھی زندگی کے ارماں کبھی مرگ نو کا خواہاں ۔۔۔ وہ جیا کہ مرگ قرباں وہ موا کہ زیست لایا
کہے روح ہاں جلایا

(۱۳) کبھی گم کبھی عیاں ہے کبھی سرد کہ تپاں ہے ۔۔۔ کبھی زیر لب فغاں ہے کبھی چپ کہ دم نہ تھایا
رُخ کام جاں دکھایا

(۱۴) یہ تصورات باطل ترے آگے کیا ہیں مشکل تری قدرتیں ہیں کامل انہیں راست کر خدایا
میں انہیں شفیع لایا

(۱۵) ہمیں اے رضا ترے دل کا پتہ چلا بمشکل درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا

مشکل الفاظ کے معانی:

* خندہ زیرلب۔نظر چرا کر زیرلب مسکرانا * گریہ۔رونا * طرب۔خوشی * سبب۔وجہ * سرچرخ۔آسمان کے اوپر * زیرپا۔پاؤں کے نیچے * پیشِ در۔دروازے کے سامنے * تپک۔درد کی گرمی * آتش۔آگ * ٹپک۔ ٹپکنا سے * نالش۔رونا، دھائی دینا * ابر۔بادل * جوششوں۔زوروشور، ولولہ * چہک۔بلبل کی آواز * مہک۔خوشبو * گل۔پھول * لہک۔سبزہ * جناں۔ جنتیں * گل قدس۔مبارک پھول * لہلہایا۔جوبن پہ آکر لہرایا * ارماں ۔ آرزوئیں، تمنائیں * مرگ نو۔نئی موت * خواہاں۔طالب، متلاشی * حیا۔شرم * موا۔مرا (مردہ) * زیست۔زندگی * جلایا۔زندہ کیا * عیاں۔ظاہر * سرد۔ٹھنڈا * گہ۔ کبھی * تپاں۔ گرم * فغاں۔رونا، چیخنا * دم۔سانس * نہ تھایا۔نہ تھا (یا غالبًا یاں کا مخفف ہے جوکہ یہاں کا مخفف ہے وزنِ شعری کی وجہ سے یا ہوا یعنی "نہ تھا یہاں") * تصوراتِ باطل۔غلط خیالات * قدرتیں۔طاقتیں * کامل۔پورا * راست۔سچا * درروضہ۔روضہ پاک کا دروازہ * مقابل۔سامنے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۸) (در مصطفیٰ پہ گم ہونے والے اپنے دل کی کیفیات بیان فرماتے ہیں) عجیب دیوانہ دل ہے کبھی زیرلب مسکراتا ہے اور کبھی دیدار کی حسرت میں ساری ساری رات روتا رہتا ہے، کبھی غم سے نڈھال ہے تو کبھی خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔ ان کیفیات کی وجہ نہ مجھے خود سمجھ آئی اور نہ ہی اس نے کبھی مجھے کچھ بتایا۔

؎ یارب میرے دل میں عشق اپنا دے دے حب نبی کا سر میں سودا دے دے
ہے بے سروسامان جمیل رضوی رہنے کا مدینے میں ٹھکانا دے دے

(۹) کبھی میرا دل دیوانہ خاک پہ لوٹ پوٹ ہوتا ہے تو کبھی آسمان کے اوپر پرواز کرنا شروع کر دیتا ہے اور آسمان اس کے زیر پا ہو جاتا ہے۔ کبھی روضہ پاک کے دروازے پہ ادب سے حق غلامی ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے پھر ایک لمحے میں عرش سے اوپر پہنچ جاتا ہے اور معراج النبی کے تصورات میں گم ہو جاتا ہے۔

(۱۰) کبھی درد کی وجہ سے اس قدر تڑپتا ہے کہ آگ ہو جاتا ہے اور کبھی اس آگ کو اپنے آنسوؤں کی بارش سے بجھاتا ہے۔ کبھی اس پہ غموں کا اس قدر ہجوم ہو جاتا ہے کہ گویا کالے بادل چھا گئے ہیں یہ حالت اس پہ بڑے ہیجان اور زوروشور کی ہوتی ہے۔

(۱۱) کبھی یادِ محبوب آتی ہے تو میرا دل ایسے نغمہ سنج ہوتا ہے کہ بلبل دکھائی دیتا ہے اور کبھی اس میں محبت رسول کی ایسی خوشبو پیدا ہو جاتی ہے کہ سراپا پھول نظر آنے لگتا ہے اور پھر جب اس کو دیدارِ محبوب کی لذت مل جاتی ہے تو کھل کر جنت کا باغ بن جاتا ہے اور یہ

بابرکت باغ پھر لہلہانے لگتا ہے۔

؎ دل دریا سمندروں ڈونگے کون دلاں دیاں جانے ہو ۔ وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونج مہانے ہو
چوداں طبق دلے دے اندر تنبو وانگن تانے ہو ۔ جہڑا محرم دل دا با ہو سویوای رب پچھانے ہو

(حضرت سلطان باہو قدس سرّہٗ)

(۱۲) کبھی زندہ رہنے کی خواہش کرتا ہے تو کبھی ہر لحہ نئی موت کا طلبگار رہتا ہے مگر اس کی زندگی ایسی ہے کہ موت اس پر قربان ہو جاتی ہے اور اس کی موت بھی معمولی نہیں بلکہ ایسی ہے کہ ہزاروں زندگیاں اس پہ نثار جاتی ہیں اور مر کر بھی زندہ ہی رہتا ہے کیونکہ محبت رسول میں شہید ہوا ہے اور شہید زندہ ہی ہوتے ہیں بلکہ لاکھوں کو زندہ رہنے کا سلیقہ سکھا جاتے ہیں۔ اس کی زندگی کو دیکھ کر خود روح پکار اٹھتی ہے کہ اصل زندگی تو یہ ہے۔

؎ کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے ۔ ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

(۱۳) کبھی میرا دل دیوانہ (جلوۂ محبوب میں) غائب ہو جاتا ہے اور کبھی ظاہر و باہر ہو جاتا ہے، کبھی بالکل یخ اور برف ہو جاتا ہے پھر کبھی ایسا گرم ہوتا ہے کہ تن بدن کو آگ لگا دیتا ہے، کبھی زیر لب رونا شروع کر دیتا ہے اور کبھی ایسا چپ ہو جاتا ہے کہ یوں لگتا ہے جیسے اس میں دم خم ہی نہیں، روح نے اپنے کام کا چہرہ دکھایا ہے۔ (یعنی اپنا کام دکھا دیا ہے)

اعلیٰ حضرت کی ان رازدارانہ دل کی باتوں کو عوام بالخصوص اعلیٰ حضرت کے دشمن تو پاگل پن کہیں گے مگر صاحبانِ دل سے پوچھیے کہ ان کو کس قدر لذت نصیب ہوتی ہے۔

؎ محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی ۔ یہ اک ایسی حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

(۱۴) اے میرے اللہ تیری قدرت کاملہ کے آگے کیا بعید اور مشکل ہے کہ تو میرے ان خیالات فاسدہ (جو ابھی تک پورے نہیں ہو سکے اس لیے باطل فرمایا) کو حقیقت میں تبدیل فرما دے اور میرے دل کو یہی کیفیات اور بلندیاں عطا فرما دے۔ میں تیری بارگاہ میں تیرے محبوب علیہ السلام کی سفارش لایا ہوں کہ میرے ان دعووں کو حقیقت بنا دے۔

؎ عزت و عیش و علوم و فضل دے ۔ حشر تک یہ سلسلہ جاری رہے
ہو جمیل قادری کی ہر دعا ۔ یا خدا مقبول بہر مصطفیٰ

(جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۵) (شعر نمبر ۹ جس میں اعلیٰ حضرت نے اپنے دل کے گم ہو جانے کا اعلان شروع کیا اور پھر اس کی علامات بتاتے بتاتے یہاں تک پہنچے جیسے گم شدہ بچے کا اعلان کرتے ہیں عمر اتنے سال، اس رنگ کے کپڑے وغیرہ وغیرہ جب لوگوں نے اعلیٰ حضرت کی دھائی سنی تو انہوں نے گمشدہ کو تلاش کرنا شروع کر دیا اور من جد وجد جس نے کوشش کی وہ کامیاب ہو گیا آخر انہوں نے دل دیوانہ کے بارے میں اطلاع دے ہی دی اور اعلیٰ حضرت کو بلا کر عرض کرتے ہیں)

اے رضا! ادھر آ! ارے جلدی آ! تیرے دل کے بارے تجھے کچھ بتائیں! سنو سنو! ہم نے بڑی کوشش کی اس کو ڈھونڈتے رہے جنگل بیاباں چھان مارے، گلی کوچوں میں پھر پھر کر ہمارے تصورات کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے لیکن ہم نے تیرے دل کا

کھوج آخر لگا ہی لیا ہے۔ (اعلیٰ حضرت خوش ہو کر ان سے پوچھتے ہیں ارے اب بتاؤ گے بھی یا تمہید ھی باندھتے رہو گے؟ انہوں نے وجد میں آ کر کہا!) اے گدائے در مصطفیٰ، پیارے احمد رضا! تیرے دل کو جہاں جانا چاہیے تھا وہاں ہی گیا ہے اور ایک عاشق مصطفیٰ کے دل کو جو کرنا چاہیے تھا تیرا دل وہی کچھ کر رہا تھا۔ (اعلیٰ حضرت پھر بے تاب ہو کر پوچھتے ہیں، جلدی بتاؤ کہاں تھا اور کیا کر رہا تھا؟ تو وہ مسرور ہو کر جواب دیتے ہیں!) ارے امام اہل سنت! گھبراتے کیوں ہو، کہاں دیکھنا تھا؟ مدینے میں اور کہاں؟ اور کیا کر رہا تھا؟ روضہ رسول کا طواف کر رہا تھا اور جھوم جھوم کر پڑھ رہا تھا۔

؎ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام ۔۔۔ شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

(یہ اعلیٰ حضرت کا مستزاد کلام تھا یعنی ہر شعر پہ ایسے جملے کے اضافے والا کلام جو ہر مصرعہ کے رکن اول اور آخر کے برابر ہو)

----***----

نعت شریف نمبر (۷۷)

(۱) جبکہ پیدا شہ انس و جاں ہو گیا — دور کعبہ سے لوثِ بُتاں ہو گیا

(۲) دل مکانِ شہ عرشیاں ہو گیا — لامکاں ، لامکاں ، لامکاں ہو گیا

(۳) سرفدائے رہ جانِ جاں ہو گیا — امتحاں ، امتحاں ، امتحاں ہو گیا

(۴) ان کے جلوے کا جم دل بیاں ہو گیا — گلستان مجمع بلبلاں ہو گیا

(۵) تھا براق نبی یا کہ نورِ نظر — یہ گیا ، وہ گیا ، وہ نہاں ہو گیا

(۶) حق شفاعت سے تیری گنہگاروں پر — مہرباں ہو گیا ، مہرباں ہو گیا

(۷) گلشن طیبہ میں طائر سدرہ کا — آشیاں آشیاں آشیاں ہو گیا

(۸) یا نبی لو خبر ، آتش غم سے میں — تفتہ جاں ، تفتہ جاں ، تفتہ جاں ہو گیا

(۹) گزرے جس کوچے سے شاہ گردوں جناب — آسماں ، آسماں ، آسماں ہو گیا

(۱۰) کس کے روئے منور کی یاد آ گئی — دل تپاں ، دل تپاں ، دل تپاں ہو گیا

(۱۱) طوطی سدرہ وصف رُخ پاک میں — گلفشاں ، گلفشاں ، گلفشاں ہو گیا

(۱۲) طوطی اصفہاں ، سن کلام رضا — بے زباں ، بے زباں ، بے زباں ہو گیا

مشکل الفاظ کے معانی :

* شہ — شاہ کا مخفف بمعنی بادشاہ * انس وجاں — انسان اور جن * لوث بتاں — بتوں کی آلودگی * عرشیاں — عرش والے * لامکاں — جہتوں سے ماوراء * فدائے — قربان * رہ — راستہ * جان جاں — روح کی جان * امتحان — آزمائش * جم — سیپ ، صدف جس میں موتی بنتا ہے ، یا جم دل کی بجائے جسدم ہے * بیاں — ظاہر * مجمع بلبلاں — بلبلوں کی مجلس * براق — معراج کی سواری * نورنظر — نگاہ کی روشنی * نہاں — پوشیدہ * حق — اللہ تعالیٰ * شفاعت — سفارش * مہرباں — نرمی ومحبت کرنے والا * گلشن — باغ * طائر — پرندہ * سدرہ — مقام جبریل بر آسمان ہفتم ، بیری کا درخت * آشیاں — گھونسلا ، رہنے کی جگہ * آتش — آگ * غم — پریشانی * تفتہ جاں — جان جلا ہوا ، دل جلا ، جلا بھنا * کوچہ — راستہ ، گلی * گردوں — آسمان * جناب — بارگاہ * آسماں — بلند وبالا * روئے — چہرہ * منور — نورانی * دل تپاں — تڑپتا ہوا دل * طوطی سدرہ —

حضرت جبریل امین علیہ السلام، سدرۃ المنتہی پہ اللہ کی تسبیح کرنے والا فصیح وخوش گفتار * وصف۔ تعریف * رُخ۔چہرہ * گلفشاں۔ پھول بکھیرنے والا، اچھی گفتگو کرنے والا * اصفہاں۔ایران کامشہور شہر جو کبھی ایران کا دارالحکومت تھا * بے زباں۔ گونگا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) انسانوں اور جنوں کے آقا! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے تو کعبہ ہر قسم کے بتوں کی پلیدی سے پاک ہو گیا۔ سارے بت تھر تھرا کر گر گئے اور کعبہ جو بت کدہ بن چکا تھا بیت اللہ شریف بن گیا۔

؎ جب محمد مصطفیٰ نے رکھا کعبے میں قدم سر کے بل گر کر بتوں نے لاالہ کہہ دیا

(۲) عرش والوں (فرشتوں) کے بادشا (حضور علیہ السلام) کی یاد میں جب دل میں بس گئی تو بے شک دل لامکاں کا منظر پیش کرنے لگا۔ لہٰذا دل میں یادِ مصطفیٰ بسالو تاکہ ہر غم سے نجات پا جاؤ۔

؎ محمد ﷺ کے لیے ہر برتری ہے محمد ﷺ ہی سرورِ سرمدی ہے
مری نسبت محمد ﷺ سے قوی ہے محمد ﷺ ہی محمد ﷺ وردِ نقوی

(۳) جانِ جاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردِ راہ پہ جو قربان ہو گیا وہ ہر امتحاں میں کامیاب وکامران ہو گیا اور وہی سر ان پہ فدا ہو گا جس میں ان کی اطاعت ومحبت کا جذبہ کارفرما ہو گا۔ جو ان کی سیرت واطاعت سے منہ موڑے اور پھر محبت کا دعویٰ کرے وہ اس سعادت سے محروم ہے اور اپنے دعوئ غلامی رسول میں جھوٹا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔

؎ مینار روشنی کا ہے، سیرت حضور کی سیرت سے اُن کی دین کی پھیلی ہے روشنی
اپنائی جس نے دوستو! سنت حضور کی بابر اسی کو خلد ملے گی یقین ہے

(۴) جس طرح سیپ میں قطرہ موتی بن جاتا ہے اسی طرح جس دل میں ان کی محبت کے دریا سے قطرہ آ گیا اور آپ کی اطاعت کرتے کرتے موتی بن کر دل جلوہ گاہ مصطفیٰ بن گیا تو وہ دل بلبلوں کے اجتماع کے لیے باغ بن گیا۔ ورنہ خالی دل جو ایک لوتھڑا ہے وہ تو ہر کسی میں موجود ہے اصل بات تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وکردار اپنانے کی ہے۔

؎ ہوتے سیرت سے ہیں مردان دلاور ممتاز ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے چیل

(۵) شب معراج نور والے آقا کی نورانی سواری (براق) اتنی رفتار سے گیا کہ جس طرح نگاہ ایک لمحہ میں زمین سے آسمان تک کا فاصلہ طے کر لیتی ہے نور والے فرشتے بھی دیکھتے ہی رہ گئے کہ براق یہ گیا وہ گیا اور وہ دیکھو نظروں سے پوشیدہ ہو گیا۔ اور جدھر جدھر سے سواری گزرتی گئی کارکنانِ قضاوقدر یہ اعلان کرتے گئے۔

؎ بغل میں بجلیاں لیکر مرا سالار آیا ہے ارے مستو سنبھل بیٹھو ذرا ہوشیار ہو جاؤ

(۶) اے اپنی گناہ گار امت کی شفاعت کرنے والے آقا! آپ کی شفاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کے گناہ گار امتیوں پہ ایسا مہربان ہوا ہے کہ جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔

؎ جے میں ویکھاں عملاں ولے کجھ نہیں میرے پلے جے میں ویکھاں رحمت اُسدی بلّے بلّے بلّے

(۷) اے میرے آقا! آپ کی بارگاہ کے پاک نظارے جبریل امین کو اس قدر پسند آئے کہ اس نے بھی آپ کی بارگاہ کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنالیا کہ باقی نبیوں کے پاس دو دو چار چار مرتبہ آیا اور آپ کے پاس چوبیس ہزار مرتبہ۔

؎ بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر ۔۔۔ بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

(مولانا حسن رضا خان)

(۸) اے میرے رحمت آقا! میری طرف بھی رحمت کی نظر کیجئے میں تو آپ کے ہجر و فراق کی آگ میں اپنی جان بھی جلا چکا ہوں

؎ جدوں سوں جاندی اے ساری خدائی یارسول اللہ ۔۔۔ میں اودوں کرناں ہاں دل دی صفائی یارسول اللہ
جنہاں نوں دید ہو جاندی تہاڈے سوہنے مکھڑے دی ۔۔۔ اوہناں نے عید خوشیاں دی منائی یارسول اللہ
زمانہ چھڈ کے جد میں آپ دے لڑ لگ چکا آقا ۔۔۔ کویں آکھاں میں کیتی نہیں کمائی یارسول اللہ
جہالت دے مرے گردے ہنیرے ای ہنیرے سن ۔۔۔ تہاڈے نور کیتی روشنائی یارسول اللہ
کہیا لوکاں غلاماں وچ اضافہ شاد نے کیتا ۔۔۔ جدوں میں نعت محفل وچ سنائی یارسول اللہ

(۹) جس راستے سے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم گذرتے گئے ۔ اوہ راہوں بن گیاں جنت اوتھاواں مسکرا پیاں۔ اور اگر وہ زمین تھی تو آسمان اس کے مقدر پہ رشک کرنے لگا اور اگر وہ آسمان تھا تو اور بھی زیادہ بلند شان والا ہو گیا۔

؎ جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک ۔۔۔ وہاں وہاں سحر ہوتی جہاں جہاں گزر گئے
نفس نفس پہ برکتیں قدم قدم پہ رحمتیں ۔۔۔ جدھر جدھر سے وہ شفیع عاصیاں گزر گئے

(۱۰) یہ کس سراج منیر کے رُخ والضحیٰ کی یاد نے آستایا ہے کہ دل سینے سے باہر نکل کر استقبال کرنے کو بے تاب، بے چینی و بے قرار ہو رہا ہے۔ اور زبان حال سے کہہ رہا ہے۔

؎ شکر الحمد کوئی آیا ہے مہماں اپنا ۔۔۔ خون دل لخت جگر خوب ہے ساماں اپنا

(۱۱) صرف انسان ہی نہیں بلکہ طوطیِ گلستان سدرۃ المنتہیٰ حضرت جبریل امین علیہ السلام بھی اپنی نور والی میٹھی زبان سے بڑی وضاحت وفصاحت و بلاغت کے ساتھ ہمارے نور والے آقا کے اوصاف بیان کر کے پھول بکھیر رہا ہے اور جن کا وہ سردار ہے وہ ان پھولوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر عرض کر رہے ہیں۔

؎ کہو یا محمد ﷺ پڑھو یا محمد ﷺ ۔۔۔ وہ ہیں ہر مرض کی دوا اللہ اللہ
امیں شاہ کے دل کو عشق محمد ﷺ ۔۔۔ ہوئی ہے امانت عطا اللہ اللہ

(۱۲) ایران کے شہر اصفہان کا طوطی (بڑے سے بڑا شاعر) کلام رضا سن کر دم بخود ہو گیا اور ایسا کہ

؎ کوئی جانے منہ میں زباں نہیں ۔۔۔ نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ دوسرے شاعر اپنے بادشاہوں کی تعریف کرتے ہیں اور گدائے در خیر الوریٰ، عبد مصطفیٰ، امام اہل سنت امام احمد رضا اس کی تعریف کرتا ہے جس کی خدا بھی تعریف فرماتا ہے اور خدائی بھی۔

؎ ہے جنہے آپ دی کیتی غلامی یارسول اللہ ۔۔۔ فرشتے اوس نوں دیندے سلامی یا رسول اللہ

ایہہ مٹّے شعر میرے نیں ایہو سوغات ہے میری ۔ نہ سعدی میں نہ رومی آں نہ جامی یارسول اللہ
کدے نہ آپ دے کلّے توں غافل میں ذرا ہوواں ۔ حیاتی گزر جاوے اخ تمامی یا رسول اللہ
کویں نہ دور ہوون مشکلاں اے والیءِ بطحا ۔ جدوں لیے ترا اسم گرامی یا رسول اللہ

مذکورہ نعت کے چند اشعار حدائق ...کے بعض نسخوں میں اس طرح ہیں۔

(۱) ہر ستارہ شب مولدِ مصطفیٰ ۔ شمعداں شمعداں شمعداں ہو گیا
(۲) چرخ گردوں تیرے روضہء پاک کا ۔ سائباں ، سائباں ، سائباں ہو گیا
(۳) جس کو اس کے مکاں کا پتہ مل گیا ۔ بے نشاں بے نشاں بے نشاں ہو گیا
(۴) عشق ابرو میں میں رمز قوسین کا ۔ نکتہ داں ، نکتہ داں ، نکتہ داں ہو گیا

مشکل الفاظ کے معانی :

★ مولد۔ حضور علیہ السلام کی پیدائش کا وقت ★ شمعداں۔ جس پر موم بتی رکھتے ہیں ★ چرخ گردوں۔ گھومنے والا آسمان مراد ہیں افلاک ★ سائباں۔ دھوپ سے بچاؤ کا سامان، چھپر، ٹینٹ ★ مکاں۔ رہائش، ٹھکانہ ★ بے نشاں۔ بے علامت ★ ابرو۔ بھویں ★ رمز۔ راز، بھید ★ قوسین۔ دو کمانیں (معراج کی رات حضور علیہ السلام کو جو قرب خدا نصیب ہوا اس کی طرف اشارہ ہے) ★ نکتہ داں۔ بھید جاننے والا، باریک بات بھی سمجھ جانے والا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی بابرکت رات آپ کی ولادت ہی کی بدولت ہر ستارہ نور کا شمعدان بن کر روشنی بکھیرنے لگا اور نور والے آقا کی آمد پہ آپ کی نورانی بارگاہ سے نور کی خیرات مانگنے لگا۔

چار سو عبرت انگیز تھا اک سماں ظلمتوں سے تھا معمور سارا جہاں
آفتاب نبوت ہوا ضوفشاں نور حق ہر طرف جگمگانے لگا
نقش بے رنگ دنیا پہ رنگ آگیا چا سو ایک دلکش سماں چھا گیا
ایک امی لقب ، بن کے محبوب رب نعمتوں کے خزانے لٹانے لگا
آج پھر تیری امت ہے خوار و زبوں درد مندوں کی آنکھوں سے جاری ہے خوں
میرے آقا! سفینہ ہے منجدھار میں میرے آقا سفینہ ٹھکانے لگا

ولادت باسعادت کے واقعات و معجزات مندرجہ ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔

مدارج النبوۃ	خیر المونس	تاریخ الخمیس	معارج النبوت	سیرت حلبیہ	خصائص
ص ۱۴، ج ۲	ص ۱۶۱، ج ۲	ص ۲۰۲، ج ۱	ص ۵۲، ج ۲	ص ۶۶، ج ۱	ص ۴۸، ج ۱

(۲) یہ گھومنے والا آسمان تو سائبان ہے سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ علیہ السلام کے روضہ پاک کا، جو کہ گنبد خضری کو دھوپ سے

بچاؤ کا سامان کرتا ہے۔

ہر بزم میں اب ذکر رسول عربی ہے　　ہر جام میں لبریز مئے حبّ نبی ہے
ہر سمت محمد ہی کی اب دھوم مچی ہے　　ہر قوم درِ شاہِ دو عالم پہ جھکی ہے
دنیا میرے سرکار کے قدموں پہ جھکی ہے

(۳) جس خوش نصیب کو محبوب خدا علیہ السلام کے ٹھکانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت نصیب ہوگئی وہ دنیا کی نگاہوں سے گم ہو کر ایسا بے نشاں ہوا کہ خدا کا ہی ہو کر رہ گیا۔

کا نرا کہ خبر شد خبر باز نیا مد

جس کو خبر ہو گئی اس کی اپنی خبر نہ مل سکی۔ دیکھئے حضرت اویس قرنی کے حالات۔ (بعض نے تو ان کے وجود کا ہی سرے سے انکار کر دیا ہے)

(۴) سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بھوؤں کی محبت کا اسیر ہو کر مجھے وہ روشنی نصیب ہوئی کہ دل کے دریچے کھل گئے اور قاب **قوسین او ادنی** کے سارے راز میرے اوپر عیاں ہو گئے۔

گردش دوراں ہے ان کی جنبش ابرو کا نام　　ان کے جلووں سے منور ہے جہانِ رنگ و بو

----***----

نعت شریف نمبر (۷۸)

(۱) مصطفٰے خیر الورٰی ہو — سرورِ ہر دوسرا ہو
(۲) اپنے اچھوں کا تصدّق — ہم بدوں کو بھی نبا ہو
(۳) کس کے پھر ہو کر رہیں ہم — گر تمہیں ہم کو نہ چاہو
(۴) بد ہنسیں تم ان کی خاطر — رات بھر رو رو کرا ہو
(۵) بد کریں ہر دم برائی — تم کہو ان کا بھلا ہو
(۶) ہم وہی ناشستہ رُو ہیں — تم وہی بحرِ عطا ہو
(۷) ہم وہی شایاں رُو ہیں — تم وہی شانِ سخا ہو
(۸) ہم وہی بے شرم بد ہیں — تم وہی کانِ حیا ہو
(۹) ہم وہی ننگ جفا ہیں — تم وہی جانِ وفا ہو
(۱۰) ہم وہی قابل سزا کے — تم وہی رحم خدا ہو
(۱۱) چرخ بدلے دھر بدلے — تم بدلنے سے ورا ہو
(۱۲) اب ہمیں ہوں سہو حاشا — ایسی بھولوں سے جدا ہو

مشکل الفاظ کے معانی:

* مصطفٰے۔ برگزیدہ، چنے ہوئے * خیرالورٰی۔ سب سے بہتر * سرور۔ سردار * دوسرا۔ دونوں جہان * اچھے۔ بہتر، نیک * تصدق۔ صدقہ، بدولت * بدوں۔ بروں * نبا ہو۔ قبول کرو * تمہیں۔ تم ہی، آپ ہی * ہم کو۔ ہمیں * چاہو۔ پسند کرو * بد۔ برا * خاطر۔ واسطے * کراہو۔ درد کا رونا * برائی۔ بدی * بھلا۔ اچھا، اسی سے بھلائی ہے * ناشستہ۔ گندا، میلا کچیلا، نہ دھلا ہوا * رو۔ چہرہ * بحر عطا۔ بخشش و کرم کا سمندر * بے شرم۔ بے حیا * کان حیا۔ شرم و حیا کا خزانہ * ننگ۔ شرم * جفا۔ ظلم * جانِ وفا۔ وفاداری کی جان و روح * قابل۔ لائق، مناسب * رحم خدا۔ خدا کا کرم و رحمت * چرخ۔ آسمان، گھومنے والا * ورا۔ اوپر، افضل و اعلٰی * سہو۔ بھول * حاشا۔ ہرگز نہیں (حرف تردید) * بھولوں سے۔ بھولنے سے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) اے خدا کے پسندیدہ اور چنے ہوئے پیغمبر (پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تمام جہانوں میں سب سے بہترین افضل واعلیٰ ہیں اور دونوں جہانوں کے سردار ہیں۔

محمد نہیں ہیں خدا اور بیشک — نہیں ہیں خدا سے جدا اللہ اللہ
خدا کی خدائی کے سِرّ و عیاں میں — محمد ہیں جلوہ نما اللہ اللہ
نہ سمجھا حقیقت کو کوئی بھی اُن کی — مگر رب ہر دوسرا اللہ اللہ
مہکتی ہے ہستی کی بستی انہی سے — چلی کیسی ٹھنڈی ہوا اللہ اللہ

(۲) اے پیارے آقا و مولیٰ! اپنے پیارے غلاموں (صحابہ کرام واولیاء کرام) کے طفیل ہم بروں کو بھی اپنی غلامی میں قبول فرما لیجئے۔ اگر چہ ان جیسے ہمارے اعمال تو نہیں ہیں مگر ان سے محبت تو رکھتے ہیں اسی نسبت کی وجہ سے ہمیں بھی اپنا پیار عطا فرما دیجئے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے:

ہماری بدعملیاں دن بدن حد سے بڑھتی جا رہی ہیں جبکہ غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند بانگ اور عمل سے خالی دعوے بھی اپنے عروج پر ہیں "غلامی رسول میں ہمیں موت بھی قبول ہے" مگر غلام رسول میں نہ حضور علیہ السلام کی شکل وصورت اپنانے کی طرف آتے ہیں نہ آپ کا کردار وسیرت قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ بدقسمتی سے ہم جو اپنے آپ کو اہل سنت عاشقان مصطفیٰ اور اولیاء کرام، صحابہ کبار اور اہل بیت اطہار کا غلام کہلاتے ہیں ہمارے اندر ہی ان نفوس قدسیہ کی تعلیمات سے انحراف قدرے زیادہ پایا جاتا ہے۔ پچانوے فیصد لوگ تو صرف جمعہ کی نماز پر اکتفا کر لیتے ہیں جبکہ بہت سارے نام نہاد مسلمان اور اہل سنت کے نام پر بدنما دھبہ ایسے بھی ہیں کہ جو سرے سے نماز اور شریعت ہی کا مذاق اُڑاتے ہیں، کیونکہ ایسوں کو رہنما اور نام نہاد پیر ایسے مل گئے ہیں جو اپنی جیب بھر لینے کو بھی پیری مریدی سمجھ بیٹھے ہیں۔ مرید جتنا بڑا اللہ رسول کا باغی و نافرمان کیوں نہ ہو پیر صاحب کو ہر ہفتے ہزار کا نوٹ تھما دے تو اس سے بڑا عاشق رسول کون ہو سکتا ہے۔ پھر محفلوں میں صدارتیں بھی اسی کی ہیں اور اشتہاروں میں نمایاں نام بھی اسی "عاشق رسول" کا ہے۔ گویا عشق رسول بھی ہمارے دور میں پیسوں سے مل جاتا ہے۔ ریا کاری اور دکھاوا اتنے عروج پر ہے کہ اس سے پہلے شاید کبھی نہ ہوا ہوگا۔ خوف خدا، فکر آخرت اور وہ عذاب جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔

ذلك يخوف الله به عباده ۔ بھلا ہم کب اس سے ڈرنے والے ہیں ہم تو "عاشقان مصطفیٰ" ہیں حالانکہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے واقعات اگر غور سے پڑھے اور سنے جائیں تو جگر پھٹ جاتے ہیں۔ مگر ہماری حالت یہ ہے کہ زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد۔ ہمارے لیے بڑے سے بڑا واقعہ چاہے وہ قرآن کا ہو یا حدیث کا ایک ڈرامے اور زیادہ سے زیادہ قصہ کہانی سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ مردوں کو دفنانے جاتے ہیں، جنازے پڑھتے ہیں (اگر چہ اکثر کو نماز جنازہ تک نہیں آتی بلکہ ہر بار جنازہ کی نیت بتانی پڑتی ہے) ہر بار عید کی نیت سکھانی پڑتی ہے۔ ہمارا پڑھا لکھا نوجوان نکاح کے موقع پر ایسا چپ ہو جاتا ہے کہ

ے کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

پھر بہانے یوں بناتے ہیں کہ مولوی صاحب! نکاح میں کوئی کلمے اور ایمان کی صفتیں پڑھانا ضروری ہیں اس کے بغیر بھی تو نکاح ہوسکتا ہے۔ ارے ظالم! چلو اسی بہانے زندگی میں ایک بار تو تین کلمے اور ایمان کی صفتیں پڑھ لے۔ پھر جس طرح پہلے تیرا خدا حافظ تھا اب بھی ساری زندگی خدا ہی حافظ۔

کئی ایسے "شرم وحیاء کے پیکر" ہوتے ہیں کہ شراب پیتے، بڑھکیں مارتے، مرد ہو کر سونے کی انگوٹھیاں، چین اور لاکٹ وغیرہ عورتوں کی طرح پہن کر سج دھج کا گندا شوق تو پورا کر لیتے ہیں مگر نکاح کرتے ہوئے بیچارے پہلے کلمے میں ہی پھنس جاتے ہیں۔ ساتھ والے جو الا ماشاء اللہ دین کے معاملے میں اتنے ہی پانی میں ہوتے ہیں جتنے میں دولہا صاحب ہیں، جب اسے معمولی پانی میں ڈوبتا ہوا دیکھتے ہیں کہ صاحب بہادر کو تو پسینے چھوٹ گئے ہیں تو مولوی صاحب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں ذرا نرمی فرمائیں (کلمے کی لٹھ لے کر کیوں بچے کے پیچھے پڑ گئے ہیں) بے چارہ شرما رہا ہے، خود ہی پڑھ دیں ہمیں آپ پر پورا اعتبار ہے۔ غرض نہ موت کا منظر ہمارے کام آسکا اور نہ ہی خوشی کے لمحات ہمیں سدھار سکے۔ ان موقعوں پہ طرح طرح کی ناجائز رسموں پہ اگر عمل نہ کریں تو ویسے ہی ہماری ناک کٹ جاتی ہے شرعی اصول پائمال ہوتے ہیں تو ہو جائیں غلامی رسول پہ زد پڑتی ہے تو پڑتی رہے مگر ہماری عزت میں فرق نہ آئے اور ہماری ناک سلامت رہے۔ جس سے اس طرح کے فضلات نکلتے رہیں اور ہم ان کو چاٹتے رہیں۔

الغرض! کیا کیا رونا رویا جائے اس ساری تباہی کی اور بھی بہت ساری وجوہات ہیں جبکہ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دین اور دینداروں کے تو ہم قریب نہیں پھٹکتے۔ دس دیگیں "لنگر شریف" کی پکوا لو تو خوشی سے حاجی صاحب، چوہدری صاحب مان جائیں گے لیکن دینی لٹریچر کے لیے اگر کہو کہ یہ چھوٹا سا رسالہ چھپانا ہے تو مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں اوجی! پہلے کم کتابیں چھپی ہوئی ہیں بازاروں کے بازار بھرے ہوئے ہیں۔ اس رسالے پہ کیوں ہمارا پیسہ ضائع کراتے ہو۔ سبحان اللہ! کیا علم دوستی ہے۔ ان کے نزدیک تو لکھنے والے اور پڑھنے والے بھی پاگل خانے جانے کے لائق ہیں حالانکہ اچھی کتاب کی افادیت اور اہمیت ہر سمجھدار اور پڑھے لکھے کے نزدیک ہر دور میں مسلم رہی ہے۔

ہمارے بزرگوں نے بہت کچھ لکھا ہے اگر تصوف کی کتابیں دیکھو تو ان کے انبار لگے ہوئے ہیں اور اب تو اہل علم نے ہر زبان میں تراجم بھی فرمادیے ہیں (فجزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء) عقاید پر پڑھنا چاہو تو کتابوں کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ لیکن پڑھے کون یہ عالم لوہار کے ماہیے سننے والے اور بے حیا، کنجریوں کے گانے سننے والے!

ے ایں خیال است و محال است و جنوں

اچھی کتاب کی اہمیت وافادیت:

- وہ گھر ویرانے سے بدتر ہے جس میں اچھی کتابیں نہ ہوں۔
- مطالعہ غم اور اداسی کا بہترین علاج ہے (شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ)
- جس شخص کو اچھی کتابیں پڑھنے کا شوق نہیں وہ انسانیت کے درجے سے گرا ہوا ہے۔
- دل زندہ اور بیدار رکھنے کے لیے اچھی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ (امام غزالی)

- انیس کنج تنہائی کتاب است فروغ صبح دانائی کتاب است
- مطالعہ ایک مسرت بے مضرت ہے۔
- گندے مضامین کی کتابیں لکھنے سے باز آؤ۔ قوم کے بچوں پر رحم کرو۔ انہیں گڑ میں زہر ملا کر مت دو۔ کیونکہ بچے ہر ایک رنگ کو قبول کر لیتے ہیں۔ لوح سادہ برائے ہر نقش آمادہ۔
- بُری تصنیف کے برابر کوئی گناہ نہیں۔ بُرا معلم صرف ایک مدرسہ کو بگاڑ سکتا ہے۔ مگر بُری کتاب ایک پورے عالم کو تباہ کر دیتی ہے۔
- بُرا مضمون عمدہ عبارت میں ایسا ہے جیسا درخت بے ثمر، گنجان اور خوشنما پتوں میں۔ برخلاف اس کے مفید مضمون خواہ معمولی الفاظ و سادہ عبارت میں ادا کیا جائے۔ وہ اخلاقی اصلاح کے لیے ایک مستند دستور العمل کا کام دیتا ہے۔
- جو شخص فحش کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے اس سے تو وہ اچھا ہے، جس کو مطالعہ کا شوق ہی نہیں۔
- جو شخص تفریح طبع کے لیے کتابیں پڑھتا ہے وہ تعلیم یافتہ دماغی عیاش ہے جو اپنی دولت علمی اور گراں بہا وقت کے موتی دل خوش کن مزے میں لٹا رہا ہے۔
- طرح طرح کی عام کتابیں پڑھ لینے سے معلومات تو بے شک بڑھ جاتی ہیں مگر مذاق بگڑ جاتا ہے۔ خیالات پراگندہ ہو جاتے ہیں، حق بات پر دل نہیں جمتا۔ علم کی طاقت گھٹ جاتی ہے۔ ایسی ہی بے سروپا واقفیت کی نسبت کہا گیا ہے۔ علم حجاب اکبر ہے۔
- کوئی کتاب جب پڑھو تو آخر میں چند نتیجے اخذ کر لو ورنہ سرسری طور سے پڑھ جانا ایسا ہے جیسا کہ غذا کو بغیر چبائے ہوئے نگل جانا۔ لہٰذا پڑھو تو سمجھ کر پڑھو۔
- کئی لوگ مرتے دم تک ان خراب خیالات کے لیے نوحہ گر رہتے ہیں، جو فحش کتابوں سے ان کے دلوں پر جم گئے۔
- بعض کتابیں صرف چکھ لینے کے قابل ہوتی ہیں۔ بعض نگل جانے کے لائق اور بہت تھوڑی ایسی ہوتی ہیں، جن کو چبانے اور ہضم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ خون صالح پیدا ہو سکے۔ یعنی اُن سے اچھے نتائج حاصل ہوں۔
- دس اچھی کتابیں پڑھ کر تب کہیں آپ ایک سیڑھی اُوپر چڑھیں گے۔
  اس کے برعکس صرف ایک گندی کتاب پڑھ کر آپ دس سیڑھیاں نیچے گر جائیں گے۔
- یاد رکھو جو کتاب کئی بار پڑھنے کے لائق نہیں، وہ ایک دفعہ بھی پڑھنے کے لائق نہیں۔
- چند اوراق کا مجموعہ جسے کتاب کہا جاتا ہے، کیا چیز ہے؟ شبانہ روز کی محنت شاقہ، دیدہ ریزی اور جگر کاوی سے اگرچہ کتاب چند اوراق ہی ہوتے ہیں مگر ان کے مصنفین نے کس قدر خون جگر پیا ہوگا؟ کتنی میٹھی نیندیں حرام کی ہوں گی؟ دماغ اور آنکھوں کا کس قدر تیل نکالا ہوگا؟ محض اس واسطے کہ تم پڑھو اور مستفیض ہو۔ ان کی اس قدر محنتوں اور مشقتوں کو رائیگاں کرنا اور علم کے اُس خزانے کو جو ان کتابوں میں بند ہے۔ لاپرواہی کے ساتھ نظر کر دینا اگر اُن نیک رُوحوں اور عالی دماغ شخصیتوں پر جنہوں نے ان کتابوں کو لکھنے کی تکلیف تمہارے واسطے گوارا کی، ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ بلکہ حقیقتاً اپنی جان پر بھی ظلم کرنا ہے۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ پتھروں اور دھاتوں کو تو ہم بڑی احتیاط سے صندوقوں اور الماریوں میں

بند رکھیں اور ان سچے موتیوں اور جواہر کو بے تکلف جہاں چاہیں پھینک دیں، جہاں وہ کچھ عرصہ میں دیمک کی خوراک بن جائیں جن کے اوراق بعد میں ردی کی طرح ذلیل کاموں میں صرف کیے جائیں۔ کیا ہمارے دل سے اُن بڑے بڑے بزرگوں، فاضلوں اور محققوں کی عزت کا خیال بالکل جاتا رہا ہے کہ ہم اُن کے دماغی اور رُوحانی ورثے کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ کتنے نامور اور متبحر عالم گذر چکے ہیں، جن کی تصانیف تک ہم کو خوش قسمتی سے دسترس حاصل ہے۔ مگر پوری بدطالعی و بے پرواہی کی وجہ سے ہم کبھی ان کتابوں کو کھولنے اور اس لازوال دولت سے مستفید ہونے کی کوشش نہیں کرتے اور ان کے تمام عمر کے ذخیرۂ علم کو ادنیٰ سی قیمت پر خرید نہیں سکتے جو وہ ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں۔

◆ کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ ایک معمولی امیر آدمی یا حاکم جو ہم سے ملنا بھی نہیں چاہتا ایک منٹ کے لیے ملاقات کرنا تو ہم اپنا فخر سمجھیں اور اس ذہانت و علم کے شہنشاہوں سے جو بڑے شوق سے خود اپنے پاس بلاتے ہیں اور گھنٹوں تک ہم سے مفید گفتگو کرنے کے لیے تیار ہیں ہم ان کی بات بھی نہ پوچھیں۔ معمولی درباروں میں جہاں اکثر جاہل اور مغرور آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے کرسی نشین ہونا بڑی عزت خیال کرتے ہیں۔ لیکن کتب جو ایک ایسا دربار ہے جہاں تمام دنیا کے علماء و فضلاء نیک سے نیک بندگانِ خدا بڑے بڑے بادشاہ، بڑے بڑے شاعر، نامور ہیرو اور مشاہیر زمانہ سب کے سب جمع ہیں۔ کسی میں غرور اور خود غرضی نام کو نہیں، ان کا دربار عام ہے ٹکٹ کی ضرورت نہیں، جس وقت چاہو جاؤ، جس وقت چاہو باتیں کرو، جب گھبراؤ اُٹھ کر چلے آؤ۔ کسی قسم کی روک ٹوک نہیں۔ کیا افسوس کی بات نہیں ہے کہ ہم ایسے درباروں کے لیے کچھ وقت نہ نکال سکیں؟ یہ ایسے دوست ہیں جو کبھی تم کو رنجیدہ نہیں کرتے۔ کبھی تم سے کچھ طلب نہیں کرتے، کوئی عذر پیش نہیں کرتے۔ ان دوستوں کی رائے ہمیشہ صائب، نیک اور سراسر بے غرضی پر مبنی ہوتی ہے۔ ان دوستوں کی قدر کرو، اور اُن سے فائدہ اُٹھاؤ، ان کے آفتاب علم سے روشنی کا اکتساب کرو۔

کتب خانے:

◆ کتب خانہ وہ گلستان شاداب ہے، جہاں دنیا کے کاملین و عارفین کی رُوحیں بقائے دوام و حیات جاوید حاصل کرنے کے بعد مجتمع ہیں۔

◆ کتب خانہ وہ مرکز ہے جہاں آفتاب عالم کی پُر نور شعاعیں اور خوبصورت کرنیں ہمیشہ کے لیے انسانی دماغوں کو روشن کرنے کے لیے مجتمع ہیں۔ اس روشنی سے اپنا دل و دماغ معطر و منور کرو۔ کتابیں چراغ حیات ہیں ان کی موجودگی میں بھی اگر کوئی تاریکی میں رہے تو وہ خود ذمہ دار ہے۔

◆ کتابیں ایسے بزرگوں کے مدفن ہیں جو مرنے کے بعد بھی نہیں مرتے۔

◆ سکندر نے اپنے کتب خانہ کا نام معالج روحانی رکھا تھا۔

◆ انسان کے لیے کوئی یادگار، کتاب سے زیادہ دیرپا نہیں ہو سکتی۔ (خطبات شیر ربانی سے)

(۳) اے پیارے آقا و مولیٰ! آپ خود ہی بتائیں کہ اگر آپ نے ہم گناہ گاروں کو ہمارے بدعملیوں کی وجہ سے اپنی بارگاہ سے دھتکار دیا تو ہم آپ کا در چھوڑ کر کس در جائیں گے اور کون ہماری سنے گا۔ کیونکہ ہم تو صرف آپ کی غلامی کے خالی دعوے کرنے والے میاں مٹھو ہیں۔ عمل نام کی تو ہمارے پاس کوئی چیز ہی نہیں بس عقیدہ ہی عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ اس کو سلامت رکھے۔

؎ بات تو جب ہے کہ ارشادات پر بھی عمل ہو　　گرچہ اُلفت کا بہت کچھ اِدّعا کرتے ہیں لوگ

کیونکہ قرآن مجید میں ہر جگہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت کانت لھم جنت الفردوس نزلا۔ (الکھف) ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمٰن ودا۔ (مریم)

؎ یوں ہے کہ جیسے جسم کوئی روح کے بغیر　　قائل جو ذکر کا ہے، اطاعت سے منحرف

اور جنت کی خوشخبری بھی انہی خوش نصیبوں کو سنائی گئی ہے جو ایمان وعقیدہ کے ساتھ نیک اعمال بھی کرتے ہیں۔

وبشر الذین امنوا وعملوا الصلحت ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھر۔ البقرہ

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں　　کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں

اللہ تعالیٰ ہمارے جیسے نام نہاد عاشقانِ رسول کو اپنے محبوب علیہ السلام کے طریقے اپنانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

؎ من بندۂ عاصیم رضائے تو کجا است　　تاریک دلم نورِ ضیائے تو کجا است

مارا تو بہشت گر بطاعت بد ہی　　آں بیع بود لطف و عطائے تو کجا است

ترجمہ: میں گناہگار ہوں تیری رضا کہاں ہے　　میرا دل سیاہ ہے تیری روشنی کا نور کہاں ہے

ہم کو اگر بہشت طاعت کے بدلے تو دیوے　　تو یہ بیع ہے تیری مہربانی اور بخشش کہاں ہے

(۴) ہماری (بدوں کی) حالت یہ ہے کہ ہم اپنی قیمتی زندگی ہنس کھیل کر (لہو ولعب) میں گزار رہے ہیں اور ہمارے آقا علیہ السلام کا کرم دیکھیے کہ وہ ہم جیسے نکموں کی خاطر راتیں رو رو کر گزراتے ہیں اور ہماری بخشش کے لیے آپ ﷺ کے دل میں اتنا درد ہے کہ آپ سینۂ بے کینہ سے ہنڈیا کے ابلنے کی سی آواز آتی ہے (شمائل ترمذی)

ایک مرتبہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سورۂ نساء کی تلاوت سنی جب وہ اس ایت پہ پہنچے۔

فکیف اذا جئنا من کل امة بشھیداو جئنا بك علی ھولاء شھیدا

جس میں ہے کہ بروز قیامت ہر نبی اپنی امت کی گواہی دے گا اور حضور علیہ السلام سارے نبیوں کے اور ساری امتوں کے گواہ ہوں گے۔

تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) زار وقطار رونے لگے۔ ظاہر ہے یہ رونا امت ہی کے لیے تھا۔ ورنہ تو اس میں حضور علیہ السلام کی شان بیان ہو رہی ہے مگر آپ کو تو ہر وقت اپنی امت کی فکر ہے کاش امت کو بھی کچھ فکر و احساس پیدا ہو جائے کہ ہم جتنے بڑے رسول کے امتی ہیں ہمیں اتنے ہی اچھے کام کرنے چاہیں۔ امتی کا حال تو یہ ہو کہ سجدہ کرنے کا طریقہ بھی نہ آئے اور نبی کی شان یہ ہو کہ

؎ محبوب و محبّ دونوں میں کیا فاصلہ ہوتا   قوسین میں جب ان کی ملاقات ہوئی تھی
عرفان نبی اصل میں عرفان خدا ہے   انسان کو یوں معرفت ذات ہوئی تھی

پھر ایسے امتی کو ایسے نبی سے کیا نسبت ہو سکتی ہے امتی ہونے کا حق تو یہ ہے ناں کہ اپنے نبی کے احسانات یاد کر کے وجد میں آکر نعرہ مستانہ بلند کرے اور صرف زبان سے نہیں دل سے اور عمل کرنے کے پکے ارادے سے۔

؎ اپنا عزیز وہ ہے جسے تو عزیز ہے   ہم کو ہے وہ پسند جسے آئے تو پسند
قل کہہ کر اپنی بات بھی لب سے ترے سنی   اللہ کو ہے اتنی تیری گفتگو پسند

(مولانا حسن رضا خاں بریلوی)

(۵) ہم (بدکردار و بے عمل) ہر وقت برائی میں ڈوبے رہیں اور آپ اپنے رب سے ہمارے لیے خیر و بھلائی اور بخشش و مغفرت کی دعا فرماتے رہیں۔ حریص علیکم بالمو منین رؤف رحیم ۔ ذرا طائف کا منظر آنکھوں کے سامنے لائیں۔ فرشتہ عرض کر رہا ہے کہ میں ملک الجبال (پہاڑوں کا فرشتہ) ہوں حکم فرمائیں ابھی آپ کو پتھر مار مار کر لہولہان کر دینے والوں پر پہاڑ گرا دیتا ہوں اور آپ جواب میں فرماتے ہیں بعثت رحمۃ لا لعانا ۔ میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں نہ کہ زحمت اور ان پتھر مارنے والوں کے لیے دعا کرتے ہیں۔

اللھم اھدقومی فانھم لا یعلمون۔

؎ سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں   (حفیظ جالندھری)

(۶) اے ہمارے پیارے آقا! آپ تو ہم روسیاہوں کو جانتے ہی ہیں وہی پرانے گناہوں والے اعمال لے کر پھر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں صرف اس امید پر کہ ہمارا کام جرم کرنا سہی مگر آپ کا کام تو کرم فرمانا ہے کیونکہ آپ جود و کرم کے بحر بے کنار ہیں۔ اور ہوگا تو وہی جو آپ چاہیں گے کیوں کہ آپ وہ ہیں کہ خدا بھی آپ کو چاہتا ہے کہ آپ محبوب خدا ہیں لہٰذا ہمارے گناہ ہمیں دیکھتے ہی رہ جائیں گے اور ہمیں سزا نہ دلوا سکیں گے اس لیے کہ محبوب خدا کا دامن ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔

؎ نہ پہنچ گے جب تک گناہ گار ان کے   نہ جائے گی جنت میں امت کسی کی
فترضیٰ نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں   کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۷) یارسول اللہ! ہم تو دھتکارے جانے کے قابل ہیں، مگر آپ تو وہ ہیں کہ سخاوت کو بھی آپ سے ہی عظمت و شان ملی ہے، ہم جیسوں کو رد کر دینا ہمارے حال کے تو مطابق ہے مگر آپ کی شان سخاوت کے خلاف ہے۔

؎ فترضیٰ کا سہرا ہے اُن ؐ کی جبیں پر   وہ ہیں شافعِ ہر گدا اللہ اللہ

وہ ہیں رائی رُوئے خلاق اُن کو کہاں غیب ہر ماسوا اللہ اللہ
وہ صبح ازل سے ہیں شام ابد تک زمانے کے مولیٰ الوریٰ اللہ اللہ
وہ بدرالدجیٰ ہیں ، وہ شمس الضحیٰ ہیں وہی تو ہیں صدر العلیٰ اللہ اللہ

(۸) اے ہمارے بخشش والے آقا! ہم تو بے شرم و بے حیا ہیں کہ آپ کی نافرمانیاں کرتے کرتے تھکتے بھی نہیں مگر آپ تو ایسے شرم وحیاء والے ہیں کہ

؎ بے اجازت ان کے گھر میں عزرائیل آتے ہیں قدر والے جانتے ہیں عزوشان اہل بیت

(۹) یارسول اللہ۔ ہم تو وہی ظلم وستم اور جور وجفا کے دلدادہ ہیں دن رات آپ کے احکامات سے روگردانی اور غداری کرنا ہمارا کام ہے مگر آپ تو وہ ہیں کہ دشمن سے بھی پیار فرما کر اس کو اپنا بنا لیتے ہیں۔

؎ دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ باد شمناں نظر داری

جو دشمن کو محروم نہیں فرماتا وہ دوست کو کب محروم کرے گا۔ اور جس پر آپ مہربان ہو جائیں وہ خدا کی بھی نظر میں آجاتا ہے کیونکہ

؎ پوشیدہ ہے رضائے نبی میں رضائے حق راہ خدا ہے راہ رسالت مآب میں

؎ آپ کا عشق ہے عشق رب العلیٰ آپ کا ذکر ہے خاص ذکر خدا
خود خدا کا یہ قرآں میں اعلان ہے جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں

(۱۰) اے پیارے آقا! ہم تو سزا ہی کے قابل ہیں کیونکہ پکے مجرم و نافرمان ہیں صرف آپ کی وجہ سے سزا سے بچے ہوئے ہیں کیونکہ آپ سراپا رحمت خداتعالیٰ ہیں۔ اس شعر کا مفہوم قرآن سے ثابت ہے اس لیے کسی مولوی سے پوچھنے کی بجائے قرآن ہی سے پوچھ لو۔

؎ پوچھو نہ فرشتوں سے نہ انسان سے پوچھو عظمت شہِ ابرار کی قرآن سے پوچھو
کس شاں کا ہوا احمد مرسل کا قصیدہ اعجاز یہ اللہ کے دیوان سے پوچھو

(اعجاز رحمانی)

ارشاد رب العالمین ہے و ما کان اللّٰہ لیعذ بھم و انت فیھم ۔ (انفال) اللہ تعالیٰ زمین والوں کو صرف آپ کے ان میں موجود ہونے کی وجہ سے عذاب نہیں دیتا۔

؎ محمد ﷺ مصطفیٰ مشکل کشا ہیں زمانے کے لیے حاجت روا ہیں
نہیں ہے سایۂ جسم محمد ﷺ مگر وہ سایۂ ہر دوسرا ہیں

(۱۱) اے دنیا والو سن لو! ہم نے کسی ایسے ویسے کے دامن کو نہیں پکڑا جو دوسرے ہی دن اپنا دامن جھٹک لے اور معمولی باتوں سے دل برداشتہ ہو کر اپنے چاہنے والوں کو دھتکار دے۔ بلکہ ہم نے تو اس محبوب خدا کا دامن تھاما ہے کہ زمین (زمانہ) بدلے تو بدل جائے آسمان بدلتا ہے تو سو بار بدلے (یوم تبدل الارض غیر الا رض و السموات) مگر ہمارے آقا بدل جائیں اور خدا اپنا

محبوب بدل لے؟ ؎ ایں خیال است ومحال است وجنوں

(۱۲) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو پیدا ہوتے ہی "رب ھب لی امتی" کہیں غاروں میں جاکر روتے رہیں بلکہ عرش پہ جاکر اپنی گناہ گار امت کو نہ بھولیں۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے روز قیامت آپ ہمیں بھول جائیں جس دن کے لیے یہ سارے رونے روئے ہیں۔

ؔ ایں خیال است و محال است وجنوں

(۱۳) عمر بھر تو یاد رکھا وقت پر کیا بھولنا ہو
(۱۴) وقت پیدائش نہ بھولے کَیْفَ یَنْسیٰ کیوں قضا ہو
(۱۵) یہ بھی مولیٰ عرض کرڈوں بھول اگر جاؤ تو کیا ہو
(۱۶) وہ ہو جو تم پر گراں ہے وہ ہو جو ہرگز نہ چاہو
(۱۷) وہ ہو جس کا نام لیتے دشمنوں کا دِل برا ہو
(۱۸) وہ ہو جس کے رو کی خاطر رات دن وقف دُعا ہو
(۱۹) مرمٹیں برباد بندے خانہ آباد آگ کا ہو
(۲۰) شاد ہو ابلیس ملعون غم کسے اس قہر کا ہو
(۲۱) تم کو ہو واللہ تم کو جان و دل تم پر فدا ہو
(۲۲) تم کو غم سے حق بچائے غم عدو کو جانگزا ہو
(۲۳) تم سے غم کو کیا تعلق بے کسوں کے غم زدا ہو
(۲۴) حق درو دیں تم پہ بھیجے تم مدام اِس کو سرا ہو
(۲۵) وہ عطا دے تم عطا لو وہ وہی چاہے جو چاہو
(۲۶) بر تو او پاشد تو برما تا ابد یہ سلسلہ ہو
(۲۷) کیوں رضا مشکل سے ڈریئے
جب نبی مشکل کشا ہو

مشکل الفاظ کے معانی:

★ عمر بھر۔ساری زندگی ★ وقت پر۔عین موقع پر ★ وقت پیدائش۔پیدا ہونے کے وقت ★ کَیْفَ یَنْسیٰ ۔کیسے بھول سکے گا ★ قضا۔اللہ کا فیصلہ، یا وقت گذر جائے اور کام نہ ہو ★ مولیٰ۔آقا محبوب ★ عرض۔گذارش، درخواست ★ گراں ۔بھاری، مشکل ★ ہرگز نہ۔کبھی نہیں (نفی تاکید) ★ نام لیتے۔ذکر کرتے، بات کرتے ★ ردّ۔واپس کرنا، دور کرنا ★ خاطر۔

واسطے ★وقف دعا- مصروف دُعا ★ برباد- ویران ★ خانہ آباد- گھر بسے، رونق ہو ★ شاد- خوش ★ ابلیس -شیطان ★ ملعون- لعنتی ★ قہر- زیادتی ★ واللہ- خدا کی قسم ★ فدا- قربان ★ غم- پریشانی، دکھ ★ عدو- دشمن ★ جانگزا- جان لیوا ★ تعلق - نسبت، کام ★ بے کسوں - بے سہاروں، غم کے ماروں ★ غم زدا- غم کو دور کرنے والا ★ حق - اللہ تعالیٰ ★ درودیں- رحمتیں ★ مدام- ہمیشہ ★ سراہو- تعریف کرو ★ عطا- جودوکرم ★ چاہے- پسند کرے ★ پاشد- از پاشیدن بمعنی چھڑکنا ★ تاابد- ہمیشہ تک ★ سلسلہ- طریقہ، دستور ★ مشکل کشا- مشکل کو دور کرنے والا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱۳) جس محبوب نے ساری زندگی ہمیں یاد رکھا بھلا عین موقع پر (قیامت کے دن) وہ ہم گناہ گاروں کو بھول سکتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ کو قبر انور میں برائے دفن رکھا گیا تو اس وقت بھی یادِ امت اور بخشش امت میں آپ کے لبہائے مبارک ہل رہے تھے۔

ے
اس نور خدا کا جس دل میں اک بار بسیرا ہو جائے
ہو نور ایماں سے وہ روشن ، سب دور اندھیرا ہو جائے
ہو آتش دوزخ حرام اس پر اور جنت اس کے قدم چومے
اے شاہ دو عالم حبیب خدا اک بار جو تیرا ہو جائے
جو رضائے نبی ہے وہ حکم خدا اس طرف کو کعبہ پھرتا ہے
اک بار مدینے والے کا جس طرف کو چہرہ ہو جائے

(۱۴) بھلا جو ہمارے آقا ہمیں اپنی پیدائش کے وقت نہ بھولے اور سجدے میں گر کر رب ھب لی امتی کہتے رہے۔ جب ہماری قسمت کا فیصلہ ہوگا (بروز قیامت) اس دن کیسے بھول جائیں گے؟

ے
ہر گناہ گار پہ نظر رکھتے ہیں ان کی بخشش کا ٹھکانہ ہی نہیں ہے کوئی
میرے سرکار دو عالم کی خبر رکھتے ہیں کون کس حال میں ہے کس نے پکارا ان کو

(۱۵) اے میرے پیارے آقا! یہ بھی عرض کردوں کہ اگر آپ ہم گنہ گاروں کو بھلا دیں گے تو ہمارا کیا حال ہوگا۔

ے ہم تو مرجائیں گے اگر ساتھ نہ ہو گا تیرا

(۱۶) پھر اے میرے آقا! اگر آپ نے ہم کو بھلا دیا تو وہ ہوگا جو آپ نہیں چاہتے یعنی جس امت کی خاطر رو کر دعا فرماتے رہے اور جس امت کا مشقت میں پڑنا آپ پر گراں ہے (عزیز علیه ما عنتم) نتیجہ چند شعر آگے ملاحظہ ہو۔

(۱۷) اے میرے آقا! اگر آپ نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہمارا حال اتنا برا ہوگا کہ دشمن بھی سن کر ہمارے اوپر ترس کھانے لگے۔

(۱۸) ہاں ہاں یارسول اللہ! پھر وہ ہو جائے گا کہ جس کو روکنے کے لیے آپ رات دن دعائیں کرتے رہے (یا اللہ میری امت کو بخشش دے اور میری امت کو عذاب سے بچا)

(۱۹) (نتیجہ یہاں سے شروع ہو رہا ہے) یہ ہوگا کہ (ہم گنہ گار) بندے برباد ہو جائیں گے، اور دوزخ میں ہمیں ڈال کر اس کو

آباد کردیا جائے گا۔ بھلا یہ آپ کو کب گوارا ہے۔

(۲۰) یہ ہوگا کہ شیطان لعین خوش ہو جائے گا بھلا شیطان کے خوش ہونے کا غم آپ سے بڑھ کر اور کس کو ہوگا اور یہ آپ کو کب گوارا ہوگا۔

(۲۱) اے مظہر معبود برحق آقا! خدا کی قسم! ہماری بربادی کا غم، جہنم کی آباد کا غم، لعنتی شیطان کے خوش ہونے کا غم یہ سارے غم آپ کو ہی ہوں گے۔ ہائے میری جان اور میرا دل آپ پر قربان ہو جائے (آگے چلیے)

(۲۲) خدا آپ کو ہر غم سے محفوظ رکھے سارے غم آپ کے دشمن کی جان پہ پڑیں، آپ کو گرم ہوا بھی نہ لگے؟ کانٹا بھی نہ چبھے۔

ے اس کی لوری کے لیے لفظ کہاں سے لاؤں — سارے عالم کے مقدر کو جگایا جس نے
جس کے جھولے پہ ملائک نے ترانے چھیڑے — قصرِ کسریٰ کے منڈیروں کو ہلایا کس نے

(۲۳) اے میرے آقا! بھلا غم کو آپ سے کیا کام، آپ تو غمزدوں اور بے کسوں کے غم دور فرمانے والے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام میں متعدد مرتبہ غمزدہ، کا لفظ آیا ہے یہ لفظ غمزدہ (زا کے ضمہ کے ساتھ) ہے یا (فتح کے ساتھ) غم زَدہ ہے یا غمزوا (بجائے دال کے واؤ ہے) اس پر ایک تحقیقی مضمون فرمائیں۔

''غمزُدا'' یا ''غمزُوا''

رسالہ ''امجدیہ'' سہ ماہی (جولائی، اگست، ستمبر ۲۰۰۴ء) طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو میں شرعی مسائل کے ذیل میں ایک سائل کا سوال مذکور تھا، کہ.........ع

رب سلّم کہنے والے غمزدا کا ساتھ ہو

اس مصرع میں، غمزدہ کے ''ز'' کو زبر کے ساتھ پڑھا جائے یا پیش کے ساتھ پڑھا جائے تو دونوں کا الگ الگ کیا معنی ہوگا؟ معترض کا کہنا ہے کہ سید احسن العلماء پیش کے ساتھ پڑھتے تھے، جب کہ پیش کے ساتھ پڑھنے میں ''غمزدہ'' کا لفظ کسی طرح بھی صحیح ہو، سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔

محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ ''اس مصرع میں نہ غمزَدہ ہے، نہ غم زُدہ، سننے والے سے خطا ہوئی۔ ''غمزُ وا'' واؤ سے نہ کہ دال سے، بمعنی غمگسار و غم سے نجات دینے والا۔''

اس جواب کے پڑھنے کے بعد اہل علم میں سخت اضطراب پیدا ہوا، علماء، شعراء، ادباء کے مابین اس لفظ کی صحت وعدم صحت کی بحث چھڑ گئی۔ لفظ ''غم زُوا'' بضم زا وبفتح واو کی صحت کا علامہ موصوف کے قول کے علاوہ کوئی ثبوت صحت نہ تھا۔ مگر چونکہ یہ قول علامہ صاحب قبلہ کا تھا اس لیے ہر ایک کو یقین کامل تھا کہ ہم کم مائیگی علم کے باعث اس کی صحت کا ثبوت نہیں پیش کر پا رہے ہیں۔ لیکن حضرت علامہ موصوف زبردست محقق اور مستند و ذمہ دار عالم ہیں ان کا قول ''مستند ہے میرا فرمایا ہوا'' کا درجہ رکھتا ہے۔ انہوں نے بغیر تحقیق غمزدہ بضم زا وبفتح دال کی تغلیط نہیں فرمائی ہوگی۔

لیکن سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ علامہ سے اختلاف رائے کی جرأت کون کرے؟ ان سے ان کے دعوے کا ثبوت کون طلب کرے؟ بالآخر.........ع

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

میں نے ایک مبسوط اور مدلل سوالنامہ علامہ صاحب کے پاس بھیجا۔ الحمدللہ! حضرت علامہ نے انتہائی اعلیٰ ظرفی وفراخدلی کے ساتھ اپنی فروگزاشت تسلیم کرتے ہوئے اپنے قول سے رجوع فرمالیا، بلاشبہ یہ ان کی علمی دیانت وعظمت کی بین دلیل ہے۔ خدا نخواستہ علامہ نے سکوت فرمایا ہوتا اور اس کا جواب رسالہ امجدیہ (اکتوبر نومبر، دسمبر ۲۰۰۴ء) میں ''تصحیح'' کے عنوان سے نہ شائع فرمایا ہوتا، تو ہمیشہ کے لیے یہ مسئلہ نزاعی بن جاتا، ہم علامہ موصوف کے تہ دل سے ممنون ومتشکر ہیں کہ انہوں نے بے جھجک اپنے تسامح کا اعتراف کرتے ہوئے لفظ ''غمزدا'' بضم زا وبفتح دال پر اپنی مہر تصدیق ثبت فرما کر ہمیشہ کے لئے نزاعی مسئلہ کو ختم فرمادیا۔ پیش ہے ذیل میں سوالنامہ اور جواب سوالنامہ کی تفصیل۔

محترم مدیر رسالہ امجدیہ سہ ماہی .... سلام مسنون!

رسالہ امجدیہ سہ ماہی (جولائی، اگست، ستمبر ۲۰۰۴ء) طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی مئو (یوپی) میں شرعی مسائل کے ذیل میں چند استفتے مذکور ہیں، جن کے جوابات حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی نے دیئے ہیں۔ ان میں ایک استفتاء یہ بھی ہے کہ

رب سلّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

اس مصرع میں غمزدہ کے ''ز'' کو زبر کے ساتھ پڑھا جائے یا پیش کے ساتھ پڑھا جائے؟ اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے یا پیش کے ساتھ پڑھا جائے تو دونوں کا الگ الگ کیا معنی ہوگا؟ معترض کا کہنا ہے کہ سید احسن العلماء پیش کے ساتھ پڑھتے تھے جب کہ پیش کے ساتھ پڑھنے میں غمزدہ کا لفظ کسی طرح بھی صحیح ہو سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔

علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ جواب ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اس مصرع میں نہ غمزَدہ ہے نہ غم زُدہ، سننے والے سے خطا ہوئی، غمزُدہ واؤ سے ہے نہ کہ دال سے بمعنی غمگسار وغم سے نجات دینے والا۔''

لفظ غمزَدہ اور غمزُدا کے تعلق سے میرا ایک مضمون بہت پہلے ماہنامہ اشرفیہ (مبارکپور) تجلیات رضا (بریلی شریف) سنی آواز (ناگپور) میں شائع ہو چکا ہے، جس میں میں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اشعار

یا الٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے　　رب سلّم کہنے والے غمزُدا کا ساتھ ہو

تم کو غم سے کیا تعلق بیکسوں کے غم زُدہ ہو

میں لفظ ''غم زدہ'' کے بارے میں اپنی معلومات یوں پیش کی تھیں۔

''جب میں نے اعلیٰ حضرت کے رنگ سخن کو پہچاننے کی کوشش کی اور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی بارگاہ عالی وقار میں ان کے ادب واحترام کا انداز دیکھا تو مجھے مندرجہ بالا اشعار میں حضور ﷺ کے لیے لفظ غمزدہ بمعنی ''غم کا مارا ہوا'' کچھ اچھا نہیں لگا اور غمزدگی وغم زدہ کا استعمال معنی مذکور میں اعلیٰ حضرت کے مزاج سے میل کھاتا ہوا نظر نہیں آتا۔''

یادر ہے کہ غمزدہ ہائے ہوز سے زدن کا اسم مفعول ہے اور ہمیشہ ''ہ'' کے ساتھ ہی لکھا جاتا ہے، مگر اشعار میں مرحبا، جاں فزا، دلربا وغیرہ کے قوافی میں الف سے لکھا جاتا ہے، اور اصولی اعتبار سے قافیہ لایا جاتا ہے، اس لیے غمزدہ کو قافیے میں غمزدا لکھنے اور

پڑھنے میں کوئی تکلف محسوس نہیں ہوتا۔ میں نے اس مسئلہ پر غور کیا اور فارسی لغات کی ورق گردانی کی تو اس لفظ کا ایک ایسا معنی دستیاب ہو گیا جو کمال ادب واحترام کا آئینہ دار اور اعلیٰ حضرت کے مزاج کے موافق نظر آیا۔

یا الٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے　　رب سلّم کہنے والے غمزدا کا ساتھ ہو

اس شعر میں تو غمزدہ غمگین اور غم رسیدہ کے معنی میں کچھ زیادہ بے محل نظر نہیں آتا، مگر اس شعر میں

تم کو غم سے کیا تعلق بیکسوں کے غمزدا ہو

زدن سے اسم مفعول غمزدہ کسی طرح بھی سمجھ میں نہیں آتا، یہ محل تو غم دور کرنے والے، غم سے نجات دلانے والے کا ہے، نہ کہ غم زدہ اور غم رسیدہ کا۔

اب آئیے لغات اور قواعد کی روشنی میں اس لفظ کی حقیقت پر غور کیجئے اور اس کے صحیح محل استعمال اور اعلیٰ حضرت کے پاکیزہ ذوق سخن کا جلوہ ملاحظہ فرمائیے۔

فارسی کا ایک مصدر ہے ''زدودن'' صاف کرنا صیقل کرنا، رنگ چھڑانا، اس سے اسم فاعل سماعی بنا ''غم زُدا'' یعنی غم دور کرنے والا، غم کو ختم کرنے والا۔

غیاث اللغات میں ہے ''زدودن بضمتین رنگ از چیز دور کردن و صاف وروشن کردن آئینہ، تیغ از مدار موئد و کشف و در برہان وجہانگیری بکسر اول وضم ثانی و در سراج اللغات بکسر اول وضم اول ہر دو صحیح گفتہ۔''

صفوۃ المصادر میں باب زائے معجمہ کے تحت ''زدودن'' صیقل کرنا اور اسم فاعل کے خانہ میں غمزُدا اور اسم مفعول ''زدودہ'' تحریر ہے۔

تیسیر المبتدی میں مولوی اشرف علی تھانوی کے حکم سے مولوی عبداللہ گنگوہی نے ۱۹۳۹ء مطابق ۱۳۸۶ھ میں کتب خانہ رحیمیہ دیو بند سہارنپور سے شائع کی ہے ''زدودن'' اور زدائیدن'' دونوں مصادر بمعنی ''کھرچنا اور صاف کرنا'' لکھا ہوا ہے۔

لغات کشوری میں ''زدا'' کے معنی لکھے ہیں، صاف کرنے والا، پاک کرنے والا اور صاف کرنے کا معنی فرہنگ آصفیہ میں منجملہ دیگر معانی دھونا، اڑنا، بالکل غارت کرنا، تاخت وتاراج کرنا درج ہے۔

اب ان معانی کی روشنی میں دونوں شعروں کا مطلب ادب واحترام میں ڈوبا ہوا، حقیقت پر مبنی یہ ہوگا کہ

یا الٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے　　رب سلّم کہنے والے غمزُدا کا ساتھ ہو

یعنی جب پل صراط سے گزرنا پڑے، جو بال سے زیادہ باریک اور شمشیر سے زیادہ تیز ہے، ایسے مشکل اور نازک وقت بس جو ذات پاک اپنے مالک حقیقی سے امت کی سلامتی سے گزرنے کی دعا مانگ رہی ہو اور رب سلّم کہہ کر امت کے غم واندوہ اور رنج والم کو کافور کر رہی ہو، یاالٰہ العٰلمین اس کی رفاقت ومعیت نصیب فرما۔

تم کو غم سے کیا تعلق بیکسوں کے غمزُدا ہو

اس شعر میں تو غم دور کرنے والے کا مفہوم اتنا واضح اور جلی ہے کہ بیان کی کوئی ضرورت ہی نہیں، ''عیاں را چہ بیاں۔''

خود اعلیٰ حضرت نے اپنی ایک فارسی نعت اور شجرۂ طیبہ میں ''زدا'' کا لفظ واضح طور پر دور کرنے والے کے معنی میں

استعمال فرمایا ہے۔

اے مقتدی، شمع ہدیٰ، نور خدا، ظلمت زُدا   مہرت فدا، ماہت گدا، نورت جدا از ایں قراں

ثروت بے ثروتاں، اے قوت بے قوتاں   اے پناہ بیکساں، اے غمزدا امداد کن

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے بھی ''سامان بخشش'' میں غمزدا کا استعمال غم دور کرنے والے کے مفہوم میں کیا ہے۔

باپ، ماں، بھائی، بہن، فرزند و زن ہر اک جدا   غم زدہ ہر ایک ہے اور غمزدا ملتا نہیں

ملول اے غمزدو، تم کس لئے ہو   وہ پیارا مصطفیٰ جب غمزدا ہے

علامہ اقبال نے بھی اپنی نظم ''ابر کوہسار'' میں غم زدا کا استعمال غم دور کرنے والے کے مفہوم میں کیا ہے۔

مجھ کو قدرت نے سکھایا ہے در افشاں ہونا   ناقۂ شاہد رحمت کا حدی خواں ہونا

غم زُدائے دل افسردۂ دہقاں ہونا   رونق بزم جوانان گلستاں ہونا

اپنے اس مضمون کے بعد محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری مدظلہ العالی کا جواب پڑھ کر کہ اس مصرع میں نہ غمزدہ ہے نہ غمزدہ، سننے والے سے خطا ہوئی، غمزُوہ واؤ سے ہے نہ کہ دال سے، بمعنیٰ ''غمگسار و غم سے نجات دینے والا۔'' جب الجھن سی محسوس ہوئی اور چند سوالات ذہن میں آئے۔

(۱) ''غمزُوہ'' واؤ کے ساتھ بمعنیٰ غمگسار و غم سے نجات دینے والا کس لغت میں ہے؟

(۲) یہ لفظ فارسی ہے، یا کسی دوسری زبان کا؟ اگر فارسی ہے تو اس کا مصدر کیا ہے؟

(۳) اگر یہ فارسی کا مصدر ہے تو پھر اس مصدر سے اسم فاعل قیاسی اور اسم فاعل سماعی بنانے کا طریقہ کیا ہے؟

غیاث اللغات میں ''زدودن'' فصل زائے معجمہ مع دال مہملہ کے ذیل میں ہے ''زدودن'' اور ''زدن'' لیکن معجمہ کے بعد دال کتابت کی خرابی کے باعث و (واؤ) کی شکل میں لکھا ہوا ہے۔ یونہیں ''زدن'' کی ''د'' بھی ''و'' کی شکل میں ہے، یہی صورت لغات کشوری میں بھی ہے۔

(۴) اگر یہ کسی مصدر سے مشتق نہیں اور مستقلا ایک لفظ ہے تو ''زوہ'' واؤ کی صراحت کے ساتھ کہاں مرقوم ہے؟

علاوہ ازیں ڈاکٹر شرر مصباحی صاحب کے تصحیح کردہ ''حدائق بخشش'' کے ایڈیشن میں ''رب سلّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو'' میں ''ز'' پر پیش یعنی زُ لکھا ہوا ہے اور ''تم کو غم سے کیا تعلق بیکسوں کے غمزدا ہو'' میں ''ز'' پر کسرہ ہے اور یہ دونوں ہی تلفظ لغات کے مندرجات کے لحاظ سے درست ہیں اور ان دونوں مقامات پر ''ز'' کے بعد ''د'' ہی ہے، نہ کہ و (واؤ)

یوں ہی کریم اللغات میں بھی ''زُدا'' (ف) صاف کرنے والا، پاک کرنے والا، پاک گر، اور ''زدودن'' صیقل کرنے کے معنی درج ہے۔

جامع اللغات میں بھی ''زُدا'' (ف) پاک اور صاف کرنے والے درج ہے اور ان میں ہر جگہ ''ز'' کے بعد ''د'' (دال) ہی ہے، نہ کہ واؤ۔

امید کہ حضرت محدث کبیر صاحب قبلہ زید مجدہ اس سوالات کے جوابات دلائل اور حوالہ جات کے ساتھ تحریر فرما کر ہماری معلومات میں گرانقدر اضافہ فرمائیں گے۔

والسلام

مستفتی.........(ڈاکٹر) شکیل احمد اعظمی

کریم الدین پور، گھوسی ضلع مئو (یوپی) ۲۰/اگست ۲۰۰۴ء

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے ایک مصرع "رب سلم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو" کے بارے میں مجھ سے سوال ہوا کہ لفظ "غمزدہ" اس مصرعہ میں بفتح زا ہے یا بضم زا، اس سلسلہ میں میری ذاتی تحقیق کچھ نہ تھی البتہ میں نے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ سے بضم زا و بفتح واؤ (غمزوا) کئی بار پڑھتے سنا۔ میں نے اسی پر اعتماد کرتے ہوئے جواب تحریر کیا کہ یہ لفظ "غم زدہ" ہے اور نہ غم زُدہ" اور حضور احسن العلماء سے غم زُدہ مسموع ہونے کو خطائے سامع پر محمول کیا۔

رسالہ شائع ہونے کے چند دنوں کے بعد حضرت مفتی عزیز احسن صاحب کا رقعہ ملا جس میں انہوں نے اس لفظ کا "زدودن" مصدر سے اسم فاعل سماعی ہونا لکھا پھر انہوں نے بریلی شریف میں ہوئے ایک مباحثہ کی یاددہانی بھی کرائی جو میری یادداشت سے محو ہو چکا تھا، میرے پاس فارسی کی ایک ہی لغت "غیاث" موجود تھی، فوراً نکلوائی تو مفتی عزیز احسن صاحب کی بات صحیح اور قابل قبول سمجھ میں آئی۔

اس رقعہ کے ایک ہفتہ کے بعد محترم ڈاکٹر شکیل احمد صاحب اعظمی کا ایک مبسوط گرامی نامہ تشریف لایا جس میں آپ نے غمزُدا" بضم زا و فتح دال ہونے پر اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم قدست اسرار ہما کے کئی اشعار کو اور ڈاکٹر اقبال کے شعر کو بطور استشہاد پیش کیا، جس سے مزید تقویت ہوئی۔ اس لئے میں بے جھجک رجوع کرتا ہوں اور مزید یہ کہتا ہوں کہ زدودن بروزن نمودن کا صیغہ امر "زُدا" ہوا جیسے نمودن سے نُما اور اسم فاعل سماعی عموماً صیغۂ امر کے پہلے اسم بڑھا کر بنتا ہے جیسے نمودن سے رہ نما، تو اس طرح زدودن سے اسم فاعل سماعی "غم زُدا" ہوا۔ میری عجلت پسندی تھی جو میں نے اسے غیر صحیح کہا۔

میں حضرت مفتی عزیز احسن صاحب اور گرامی قدر ڈاکٹر شکیل اعظمی صاحب کا شکر گزار ہوں کہ ان حضرات نے ایک عمدہ کلام کو بے معنی کرنے سے مجھے بچایا اور وہ بھی ایسا کلام جو امام الکلام کا ہے اور بارگاہ رسالت سے متعلق ہے۔ رب قدیر ان دونوں حضرات کو جزائے خیر سے نوازے اور مجھ سے درگزر فرمائے۔

(ماہنامہ جام نور انڈیا، دسمبر ۲۰۰۴ء)

(۲۴) اے میرے پیارے آقا! خدا آپ پر ہمیشہ رحمتیں نازل فرماتا رہے اور آپ ہمیشہ اپنے رب کی تعریف فرماتے رہیں (یعنی دونوں ایک دوسرے پر راضی وخوش رہو)

(۲۵) اللہ تعالیٰ آپ پہ عطاؤں پہ عطائیں فرماتا رہے اور آپ اپنے عطا والے رب سے اس کی نعمتیں لے لے کر اس کی مخلوق کو تقسیم فرماتے رہیں۔ جو آپ کی چاہت ہے یا ہو وہی خدا کی چاہت ہے یا ہو (اگر "ہے" پڑھو تو جملہ خبریہ ہوگا کہ اللہ وہی چاہتا ہے جو حضور چاہتے ہیں اور "ہو" پڑھو تو جملہ انشائیہ دعائیہ ہوگا کہ ایسا ہی ہو کہ جو آپ چاہیں وہی خدا چاہتا رہے کیونکہ آپ تو ہمارا بھلا ہی چاہیں گے۔ یہی زیادہ مناسب ہے)

(۲۶) اے رحمت والے آقا! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرماتا رہے اور آپ ہم گناہ گاروں پہ رحمت برساتے رہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد بھی جاری وساری رہے۔

(۲۷) اے احمد رضا (گدائے درخیر الوریٰ، عبد مصطفیٰ) اگر چہ مصائب اور مشکلات قیامت تو ہوش ربا ہیں کہ پہاڑ بھی کانپ اُٹھیں ان کا ذکر سن کر لیکن تجھے کیا پرواہ؟ تو کیوں گھبرا رہا ہے اور ڈرتا پھرتا ہے تیرے مشکل کشا تو تیرے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے سر پہ ہیں۔

ہے تو بس نام محمد ہی سہارا اپنا — ان کے صدقے سے ہی چلتا ہے گزارا اپنا
ہم کو طوفان کی موجوں کا کوئی خوف نہیں — ہم اسی نام سے پالیں گے کنارا اپنا (خالد)

----***----

نعت شریف نمبر (۷۹)

(۱) ملک خاص کبریا ہو مالک ہر ماسوا ہو
(۲) کوئی کیا جانے کہ کیا ہو عقلِ عالم سے ورا ہو
(۳) کنز مکتوم ازل میں دُرِّ مکنونِ خدا ہو
(۴) سب سے اوّل سب سے آخر ابتداء ہو انتہا ہو
(۵) تھے وسیلے سب نبی تم اصل مقصود ہدیٰ ہو
(۶) پاک کرنے کو وضو تھے تم نمازِ جاں فزا ہو
(۷) سب بشارت کی اذاں تھے تم اذاں کا مدعا ہو
(۸) سب تمہاری ہی خبر تھے تم مؤخر مبتدا ہو
(۹) قربِ حق کی منزلیں تھے تم سفر کا منتہیٰ ہو!
(۱۰) قبل ذکر اضمار کیا جب رتبہ سابق آپ کا ہو!
(۱۱) طورِ موسیٰ چرغِ عیسیٰ کیا مساوِیِ دَنیٰ ہو!
(۱۲) سب جہت کے دائرے میں شش جہت سے تم ورا ہو
(۱۳) سب مکاں تم لامکاں میں تن ہیں تم جان صفا ہو
(۱۴) سب تمہارے در کے رستے ایک تم راہِ خدا ہو
(۱۵) سب تمہارے آگے شافع تم حضورِ کبریا ہو
(۱۶) سب کی ہے تم تک رسائی بارگہ تک تم رَسا ہو
(۱۷) وہ کلس روضے کا چمکا سر جھکاؤ کجکلا ہو!
(۱۸) وہ درِ دولت پہ آئے جھولیاں پھیلاؤ شا ہو

مشکل الفاظ کے معانی :

* ملک۔ملکیت، جاگیر، قبضہ * کبریا۔بزرگی (اللہ کے نام کے ساتھ بولا جاتا ہے ولہ الکبریاء) * ماسوا۔اللہ کے علاوہ ہر شئے * عالم۔جہان (ماسوی اللہ) * وراء۔اونچا، بلند وبالا * کنزِ مکتوم۔چھپا ہوا خزانہ * ازل۔جس کی ابتداء نہ ہو * دُرِ مکنون۔چھپا ہوا قیمتی موتی * اول۔ساری مخلوق سے پہلے * آخر۔(سب نبیوں کے) بعد میں آنے والا * وسیلے۔ذریعے، واسطے * اصل۔بنیاد * مقصودِ ہدیٰ۔ہدایت، راہنمائی کا مقصد ومنزل * جاں فزا۔جان کو بڑھانے والا * بشارت۔خوشخبری * اذاں۔اعلان * مدّعا۔مقصد، مراد * خبر۔اطلاع دینا * مؤخر۔بعد والا * مبتدا۔پہلا، جس سے ابتداء کی جائے (مبتداء مؤخر نحوی اصطلاح ہے) * قربِ حق۔اللہ کی نزدیکی * منزل۔جائے قیام * منتہیٰ۔آخری حد * طور۔پہاڑ کا نام * چرخ۔آسمان * مساوی۔برابر * دنیٰ۔قریب ہوا (ثم دنی فتدلّٰی) * جہت۔سمت، طرف * دائرے۔چکر، گھیرا * شش جہت۔مشرق ومغرب، شمال وجنوب، (تحت وفوق) نیچے اوپر * قبل۔پہلے * ذکر۔یاد کرنا * اضمار۔ضمیر لانا (بجائے اسم کاذکر کرنے کے ضمیر استعمال کرنا نحو کی اصطلاح ہے اضمار قبل الذکر) * سابق۔پہلا * مکاں۔جگہ، جس کی چھ اطراف وسمتیں ہوں * لامکاں۔جوان سمتوں سے پاک ہو * تن۔جسم * جانِ صفا۔ستھری جان، پاکیزہ روح * در۔دروازہ * رَستے۔راہیں * راہِ خدا۔اللہ کی طرف جانے والا راستہ * شافع۔درخواست گزار، عرض کرنے والا * حضورِ کبریا۔اللہ کی بارگاہ * رسائی۔پہنچ * بارگہ۔دربار خداوند، شاہی دربار * رسا۔پہنچنے والا * کلس۔گنبد کی کلغی * کج کلاہو۔سردارو، غرور سے سروں پہ ٹیڑھی ٹوپی رکھنے والا * درِ دولت۔نصیب کا دروازہ * جھولیاں۔بھیک لینے کے لیے دامن پھیلانا * شاہو۔بادشاہو۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اس شعر میں توحید و رسالت کا صحیح تصور اجاگر فرمایا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی خاص ملکیت ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ حضور علیہ السلام کی ملکیت ہے۔تو جو حضور کا ہے وہ سب کچھ اللہ ہی کا تو ہے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایابین انا نائم اذ جئی بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی (بخاری شریف) مجھے سوتے میں ہی زمین کے سارے خزانوں کی چابیوں دے دی گئیں (اُٹھنے کی انتظار بھی گوارانہ فرمائی یادرہے! نبی کا خواب بھی وحی کا درجہ رکھتا ہے)

؎ یہ اکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا

دلائل النبوت میں حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ساری دنیا کی چابیاں ابلق گھوڑے پہ رکھ کر مجھے دے دی گئیں، جو سید الملائکہ حضرت جبریل امین لے کر آئے جبکہ اس گھوڑے پر نرم ونازک ریشم کا زین تھا۔اس کے باوجود کہ

؎ مالک دین و دنیا ہو کر دونوں جہاں کے داتا ہو کر
فاقے سے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و سلم

(۲) لوگ اگر آپ کو (اے میرے شان والے آقا) صرف ایک انسان یا بشر کہہ کر بات ختم کر دیتے ہیں تو وہ بھی کیا کریں آپ

کی حقیقت کو کوئی جانے تو آپ کی پوری شان سمجھے آپ کی حقیقت تو سارے جہان کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔

آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة سوا ربی۔

؎ محمد سر وحدت ہیں کوئی رمز ان کی کیا جانے شریعت میں تو بندے ہیں حقیقت میں خدا جانے

بس جو اللہ نے قرآن میں، حضور علیہ السلام نے احادیث میں اور اہل علم و معرفت نے قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کر دیا ہے ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں مگر یہ نہیں کہ اس کے علاوہ آپ کی کوئی شان نہیں آپ کا فضل و کمال اور حسن و جمال تو بحر ناپیدا کنار ہے جس کی حدود خدا ہی جانتا ہے۔

(۳) یارسول اللہ! روز ازل کے پوشید خزانے میں آپ کی حیثیت اس قیمتی اور بے مثال موتی کی ہے جس کو رب العالمین نے بڑی حفاظت میں رکھا ہوا ہے۔ یہ شعر کتب تصوف میں پائی جانے والی اس حدیث قدسی کا خلاصہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت محمدا (صلی اللّٰہ علیہ وسلم)

میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ میرا تعارف ہو پس میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا فرمایا تاکہ پہچانا جاؤں۔

ایک مرتبہ جبریل امین علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا! السلام علیك یا اول ۔ السلام علیك یا اخر ۔ السلام علیك یا ظاھر ۔ السلام علیك یا باطن (رواہ تلمسانی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما) اور سورۃ الحدید کی آیہ کریمہ ھو الاول والا خرو الظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم ۔ کی ایک تفسیر شیخ محقق عبدالحق دھلوی نے بھی مدارج میں یہی فرمائی ہے۔

(۴) آپکا نور ساری مخلوق سے پہلے پیدا کیا گیا اس لیے آپ اول ہوئے (اوّل ماخلق اللّٰہ نوری) آپ سارے نبیوں کے بعد خاتم النبیین بنا کر بھیجے گئے، اس لیے آپ آخر بھی ہوئے (انا خاتم النبین۔ انا اخرا لا نبیاء) لہٰذا آپ اصل کائنات ہیں اس لیے کہ کائنات کی ابتداء بھی آپ سے ہوئی (والخلق کلھم من نوری) اور آپ پر نبوت کی انتہا کر دی گئی لہٰذا آپ کائنات کی انتہاء بھی ٹھہرے۔

(۵) تمام انبیاء کرام علیھم السلام آپ تک (اے میرے آقا) لوگوں کو پہچانے کے وسیلے اور واسطے تھے اسی لیے انبیاء کرام علیھم السلام جب اپنی قوم سے خطاب فرماتے تو اپنا ذکر کم کرتے اور آپ کا زیادہ کرتے اس کا مطلب ہے کہ ان کی راہنمائی اور پہلے آنے کا اصل مقصود بھی آپ کی ذات بابرکات تھی۔ تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ آپ کو جانیں اور (فاحببت اعرف کا ارادہ پایہ تکمیل تک پہنچے)

(۶) یارسول اللہ! تمامی انبیاء کرام علیھم السلام اگر وضو کی مانند ہیں کہ جس کے ذریعے بندہ نماز پڑھنے کے قابل ہوتا ہے تو میں آپ کو نماز کہوں گا اور نماز بھی ایسی جو ایمان کو زندگی عطا کرنے والی ہو۔

(۷) تمام انبیاء کرام علیھم السلام اپنے اپنے دور میں حضور علیہ السلام کی آمد کی خوشخبری اپنی امت کو سنا کر گویا آذان دیتے رہے یعنی آپ کی عظمت کے ڈنکے بجاتے رہے اور آپ کی شان کا اعلان فرماتے رہے اور آپ وہ ہیں کہ جو ان تمام خوشخبریوں، اعلانوں اور آذانوں کا مدعا، منزل مقصود اور مقصد و مراد ہیں۔

عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نکتہ:

جس طرح بدن انسانی (عالم صغیر) میں دل اعضائے رئیسہ میں سے ہے بلکہ رئیس الاعضاء ہے اس لیے پورے جسم میں جہاں تکلیف ہو دل کو خبر بھی ہو جاتی ہے اور اس تکلیف کو دور کرنے کی فکر بھی لگ جاتی ہے اس طرح عالم کبیر یعنی سارے جہاں کا ایک روحانی دل ہے اور وہ محبوب خدا کی ذات ہے کہ جہاں بھی کسی کے ساتھ کوئی بات ہو جائے تو حضور علیہ السلام کو اطلاع ہو جاتی ہے (عزیز علیہ ما عنتم) اور اس تکلیف کے حل کے لیے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بے چین ہو کر اللہ کی بارگاہ میں دعا گو ہو جاتے ہیں۔

؎ بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے   بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے

اسی طرح بدن انسانی میں سے جس شئے کو دل سے تعلق نہیں جیسے ناخن یا بال وہ اگر کہیں کہ دل کو ہماری خبر نہیں تو ٹھیک ہی تو کہتے ہیں کہ انہوں نے دل کے ساتھ تعلق قائم ہی نہیں کیا اور جو لوگ اس عالم کبیر میں یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو یہ پتہ نہیں وہ پتہ نہیں وہ بھی اپنے حال کے مطابق درست ہی کہتے ہیں کہ انہوں نے اس قلب کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تعلق قائم ہی نہیں کیا یا اگر کبھی کیا ہے تو اب توڑ دیا ہے۔ تو جس طرح انگلی کاٹ کر پھینک دی جائے تو اس کو کیڑے مکوڑے کھائیں یا کوئی کتا بلا کھا جائے دل پر اثر نہ ہوگا کیونکہ تعلق ہی نہ رہا۔ اس سے حاضر و ناظر اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔

(۸)   (مبتداء دراصل پہلے (مقدم) ہوتا ہے اور خبر بعد میں (مؤخر) یہ علم نحو کا قاعدہ اور اصطلاح ہے اور اگر کبھی اس کا الٹ ہو جائے تو التقديم ما حقه التا خير يفيد الحصر ۔ جس کا حق پیچھے ہو اس کو پہلے کر دینے سے حصر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ لان المبتداء ذات والخبر حال من احوالها والذات مقدم على احوالها (شرح جامی) اور کافیہ میں ہے و اصل المبتداء التقديم ۔ کہ مبتداء میں اصل یہ ہے کہ پہلے ہو۔ کیونکہ وہ ذات ہے اور خبر اس کی حالت کو بیان کرتی ہے اور ذات ہوگی تو حالت ہوگی)

اعلیٰ حضرت نے اس شعر میں فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی ذات دراصل تو ساری کائنات سے پہلے کی ہے (اول ما خلق اللّٰہ نوری) لیکن آپ کو مبتداء مؤخر (خاتم النبیین) اس لیے بنایا گیا تا کہ حصر کا فائدہ حاصل ہو وہ یہ کہ سارے نبی حضور علیہ السلام ہی کی آمد کا اعلان کرتے رہیں۔ خدا بھی آپ ہی کی شانیں بیان فرمائے اور خدا کے سارے نبی بھی اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی امت کے سامنے اور ایک بار سارے مل کر معراج کی رات حضور علیہ السلام کے روبرو بھی آپ کی عظمت کے خطبے پڑھیں اور سارے اعلان کر دیں۔ کہ

؎ محمد کی ہے روشنی ہر زمن میں   محمد ہیں نبیوں کی ہر انجمن میں

(۹)   تمام انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے قرب کی منزلیں تھے یا اللہ تعالیٰ کے صفاتی قرب کے جلوے تھے اور اے میرے آقا آپ قرب الٰہی کی آخری منزل (عظمت کا آخری سٹاپ) ہیں کہ آپ کے بعد بارگاہ الٰہی کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے جو فنافی الرسول ہو گیا وہ فنافی اللہ ہو گیا۔ یا آپ اللہ تعالیٰ کے ذات قرب کا جلوہ ہیں۔

(۱۰)   حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پہ بلایا، اور ہمارے آقا علیہ السلام کو عرش پہ بلا کر

ثم دنی فتدلیٰ کا قرب عطا فرمایا۔یار ذرا انصاف تو کرو بھلا برابری ہوسکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں تو جب آپ کا نبیوں میں کوئی برابر نہیں تو کوئی منحوس اگر حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنی برابری کی بات کرے تو اس کا منہ جل کیوں نہیں جاتا۔ بلکہ جلا ہوا تو پہلے ہی ہے اس کے منہ پہ جوتا کیوں نہیں مارا جاتا؟ اچھا رہنے دو کہیں جوتا نہ خراب کر لینا۔

؎ جو نور اور حیات کے منکر ہیں دیکھ لو　　آنکھیں بجھی بجھی ہیں چہرے مَرے مَرے

(۱۱) سارے انبیاء کرام ایک نہ ایک جہت کے دائرے میں ہیں یعنی ان کو خاص خاص شانیں کمالات اور معجزات عطا فرمائے گئے مگر اے میرے آقا! آپ کی عظمت کی تو کوئی حد ہی نہیں آپ تمام جہتوں اور قیدوں سے وراء الوریٰ ہیں ورفع بعضھم درجت۔ بعض کو اتنے درجے دیے کہ۔ کوئی حد ہے ان کے عروج کی؟

(۱۲) (شعر نمبر ۸ کی تشریح دوبار پڑھ کر اس شعر کو سمجھیے) جب مبتداء کا رتبہ اور مقام پہلے ہوتا ہے تو اضمار قبل الذکر کیسا؟ کہ کوئی کہتا پھرے ماقبل ذکر کرنے سے پہلے ضمیر لوٹائی جارہی ہے کیونکہ مبتداء مؤخر صرف لفظاً ہی تو مؤخر ہے حقیقتاً تو مقدم ہی ہے۔ اگرچہ ظاہراً بہت ساری مخلوق حضور علیہ السلام سے پہلے آئی لیکن اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنی نبی کے نور ہی کو پیدا فرمایا۔ حضور علیہ السلام کا مبتداء ہونا کیسے ہے اس کا ایمان افروز بیان اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی زبان سے سنیے، پڑھیے اور وجد کی کیفیت اپنے اوپر طاری کر کے کہیے!

؎ ان کی بخشش کا ٹھکانہ نہیں ہے کوئی　　ہر گناہ گار پہ رحمت کی نظر رکھتے ہیں
کون کس حال میں ہے کس نے پکارا ان کو　　میرے سرکار دو عالم کی خبر رکھتے ہیں

(۱۳) اے پیارے آقا! تمام انبیاء کرام علیہم السلام مکان میں ہیں اور آپ کی شان یہ ہے کہ آپ لامکان کی سیر بھی کر آئے ہیں، سارے نبی اگر جسم ہیں تو آپ پاکیزہ جان اور پاک روح کی طرح ہیں۔

؎ محمد رسولوں کا سردار ہے　　محمد اصولوں کا کردار ہے

(۱۴) تمام نبیوں نے لوگوں کی راہنمائی آپ کے درِ اقدس کی طرف فرمائی ہے (ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ ربنا وابعث فیھم رسولا۔ حضرت عیسیٰ وابراہیم علیہما السلام کی پکار) اور آپ کی ذات وہ ہے جو خدا تک پہنچنے کا وسیلہ کاملہ ہے۔ خدا نے خود اپنے گناہ گاروں کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں جانے کا حکم دیا ہے۔ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاء وك۔

(۱۵) اے میرے تاج شفاعت والے آقا! تمام انبیاء کرام علیہم السلام حتی کہ جد الانبیاء ابراہیم علیہ السلام بھی، ابوالانبیاء حضرت آدم علیہم السلام بھی قیامت کے دن آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور آپ کی بارگاہ میں شفاعت کے لیے عرض کریں گے اور آپ رب العالمین کی بارگاہِ بے کس پناہ میں شفاعت کریں گے جو قبول ہوگی۔

؎ محمد ہے وکیل روز محشر　　محمد ہی شفیع مذنبیں ہے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۶) روز محشر تمام انبیاء کرام، مرسلین عظام علیہم السلام اور ان کی امتوں کی پہنچ آپ ہی کی بارگاہ تک ہوگی (جب وہ فرمائیں

گے اذ ھو الیٰ غیری تو آپ فرمائیں گے انا لھا) اور آپ کی رسائی تو خدا کی بارگاہ تک ہوگی۔

(۱۷) (مدینے شریف کی طرف جانے والوں کو مخاطب کر کے اعلیٰ حضرت فرما رہے ہیں) ارے ارے! وہ دیکھو! میرے آقا کے گنبد خضریٰ کا کلس چمک رہا ہے اور تمہیں تمہارے مقدر چمک جانے کی بشارت سنا رہا ہے تم میں اگر کوئی بادشاہ بھی ہے تو اپنا سر جھکا لے اس لیے کہ یہ اس بادشاہ کی بارگاہ ہے کہ یہاں آکر۔ مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

(۱۸) ارے زائرین مدینہ! ذرا دل کی آنکھیں تو کھول کر دیکھو! میرے آقا اپنے دولت کدہ پہ خرامِ ناز کرتے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ اے گداؤ! تم نے تو پہلے ہی جھولیاں پھیلا رکھی ہیں۔ او بادشاہو! تم بھی دامن طلب دراز کرو۔ تمہیں وہ کچھ ملے گا جو تمہیں بادشاہی بھی نہ دے سکی۔ تمہاری حکومتیں تو یہیں پہ رہ جائیں گی سرکار کی بارگاہ سے حسن عمل کی بھیک مانگ لو، اللہ سے ان کی محبت مانگ لو۔

؎ ساتھ انسان کے جائیں گے نہ مال و دولت	جائیں گے ساتھ تو بس حسنِ عمل جائیں گے
ان کی یادوں کو نیازی جو بسا لو دل میں	جتنے خطرات ہیں محشر کے وہ ٹل جائیں گے

محبت کا ایک انداز:

صحابہ کرام خوش نصیب حضرات تھے۔ جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن شریف اور وضو کے پانی کو اپنے مونہوں پر ملنے کا شرف حاصل ہوا۔ ہم جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بہت پیچھے ہیں۔ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کوئی بھی چیز مل جائے۔ تو ہم کیوں نہ اُسے اپنے سر آنکھوں پر رکھیں اور چومیں۔

محبت اگر ہو تو محبوب کی ہر چیز پیاری لگتی ہے۔ ایک عربی شاعر نے بزبان مجنوں یوں کہا ہے۔

؎ اَرُوحُ اِلَی الدِّیَارِ دِیَارِ لیلیٰ	وَاُقَبِّلُ ذَالْجِدَارَ وَ ذَالْجِدَارَ
وَمَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ	وَلٰکِنْ حُبُّ مَنْ سَکَنَ الدِّیَار

یعنی میں لیلیٰ کے شہر جاتا ہوں۔ تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں۔ کبھی اُس دیوار کو۔ اور مجھے اس بات پر شہر کی محبت آمادہ نہیں کرتی۔ بلکہ جو اس شہر میں رہتا ہے اس کی محبت مجبور کرتی ہے۔ کہ میں اس کے شہر کی دیوار کو چوموں۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بازار میں چلتے۔ تو بازار کی دیواروں کو چومتے اور فرماتے ممکن ہے کبھی اس مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لگ گیا ہو۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان ہر اُس چیز سے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہوتی محبت رکھتے اور اسے اپناتے حتیٰ کہ حضور کے لعابِ دہن شریف کو ہاتھوں پر لے کر اسے اپنے مونہوں اور بدنوں پر مل لیتے۔ (دیکھئے بخاری شریف ج ۱ ص ۳۷۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ وضو فرمایا۔ تو وضو کا پانی حضرت بلال نے لے لیا۔ دوسرے صحابہ نے جب دیکھا کہ حضور کے وضو کا پانی بلال نے لے لیا ہے۔ تو وہ بلال کی طرف دوڑے۔ تا کہ وہ بھی حضور کے اس غسالہ شریف سے برکت حاصل کر سکیں۔ جس کو اس غسالہ شریف کی تری بھی مل گئی، اس نے اپنے منہ پر مل لی۔ اور جسے نہ مل سکی اس نے کسی دوسرے کے ہاتھ سے تری لے کر منہ پر ہاتھ پھیر لیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۶۵)

؎ ترا آستان جو مل نہ سکا تری رہگذر پہ جبیں سہی ہمیں سجدہ کرنے سے کام ہے، جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں والے سنی علماء کی حکایات میں لکھتے ہیں کہ میں

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عرش پناہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کر رہا تھا۔ کہ ایک مصری نے موقعہ پا کر جالی شریف کو چوم لیا۔ نجدی سپاہی نے دیکھا تو اسے پیچھے ہٹا کر کہا۔

اَیش تبْغِی مِنَ الْحَدِید۔ لوہے سے کیا چاہتے ہو؟

مصری نے آنکھیں پھاڑ کر غصہ میں اسے جواب دیا:

اَیش تبْغِیْ مِنَ الْحَجَرِ فِی الْکَعْبَۃِ۔ تم کعبہ میں حجر اسود سے کیا چاہتے ہو؟ نجدی یہ سن کر لا جواب ہو گیا۔ اس کے بعد ابو النور لکھتے ہیں کہ

''راہوالی کا بنا ہوا گتا جب قرآن پاک کی جلد میں لگ جائے تو قرآن کی معیت وسنگت کی بدولت اسے بھی یہ شرف حاصل ہو جاتا ہے کہ کوئی اسے بے وضو نہیں چھو سکتا اور جہاں لوگ قرآن کو چومتے ہیں وہاں ساتھ اس گتے کو بھی چومتے ہیں تو جس جالی مبارک اور روضہ اقدس کو صاحب قرآن علیہ السلام کی قربت ومعیت حاصل ہو وہ کیوں نہ اہل ایمان کی عقیدتوں کا مرکز بن جائے۔ مگر کیا کیا جائے اس تقسیم کا جو ازل سے ہو چکی ہے۔

؎ تجھ کو خشکی ملی مجھے الفت نجدیا یہ اپنی اپنی قسمت ہے

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی اس نعت کا مقطع نہیں ہے یعنی ہوگا ضرور مگر دستیاب نہ ہو سکا اس لیے یہ نعت مقطع کے بغیر یہاں پر مکمل ہو گئی۔

----***----

نعت شریف نمبر (۸۰)

(۱) ایمان ہے قال مصطفائی — قرآن ہے حال مصطفائی
(۲) اللہ کی سلطنت کا دولہا — نقش تمثال مصطفائی
(۳) کل سے بالا رُسل سے اعلیٰ — اجلا و جلالِ مصطفائی
(۴) ادبار سے تو مجھے بچا لے — پیارے اقبال مصطفائی
(۵) مرسل مشتاق حق ہیں اور حق — مشتاق وصال مصطفائی
(۶) خواہانِ وصال کبریا ہے — جو یانِ جمالِ مصطفائی
(۷) محبوب و محبّ کی ملک ہے اک — کونین ہیں مالِ مصطفائی
(۸) اللہ نہ چھوٹے دستِ دل سے — دامانِ خیال مصطفائی
(۹) ہیں تیرے سپرد سب اُمیدیں — اے جود و نوالِ مصطفائی
(۱۰) روشن کر قبر بے کسوں کی — اے شمع جمال مصطفائی
(۱۱) اندھیر ہے بے ترے مرا گھر — اے شمع جمال مصطفائی
(۱۲) مجھ کو شبِ غم ڈرا رہی ہے — اے شمع جمال مصطفائی
(۱۳) آنکھوں میں چمک کے دل میں آجا — اے شمع جمال مصطفائی
(۱۴) میری شب تار دن بنا دے — اے شمع جمال مصطفائی
(۱۵) چمکا دے نصیب بدنصیباں — اے شمع جمال مصطفائی
(۱۶) قزاق ہیں سر پہ راہ گم ہے — اے شمع جمال مصطفائی
(۱۷) چھایا آنکھوں تلے اندھیرا — اے شمع جمال مصطفائی
(۱۸) دل سرد ہے اپنی لو لگا دے — اے شمع جمال مصطفائی

مشکل الفاظ کے معانی :

* قال-بات چیت، گفتگو (جو آپ نے فرمایا) * حال-حالت و کیفیت * مصطفائی-مصطفیٰ والا * سلطنت-حکومت، بادشاہت، ریاست * نقش-نشان * تمثال-تصویر، شکل * کل-تمام * بالا-بلند * رُسل-رسول کی جمع * اعلیٰ-اونچا * اجلال وجلال-بزرگی، مرتبہ * ادبار-بدبختی، نحوست * اقبال-نیک بختی * مُرسَل-رسول * مشتاق-شوق رکھنے والا * حق-اللہ تعالیٰ * وصال-ملاقات * خواہاں-چاہنے والا * کبریا-اللہ تعالیٰ * جویاں-متلاشی * جمال-حسن، خوبصورتی * محبوب-پیارا * محب-چاہنے والا * ملک-ملکیت * کونین-دو جہاں * مال-سامان * اللہ-یا اللہ * دست-ہاتھ * داماں-دامن، قمیص وعبا کا لٹکنے والا حصہ * سپرد-حوالے * جود ونوال-سخاوت و بخشش * بے کس-بے یارومددگار * شمع-مشعل * جمال-خوبصورتی، حسن * اندھیر-تاریک، روشنی کی ضد * بے تیرے-آپ کے بغیر * شب غم-دُکھوں بھری رات * چمک کے-روشن ہوکر * شب تار-اندھیری رات * دن بنا جا-روشن کر دے * نصیب-قسمت، مقدر * بدنصیباں-بدنصیب کی جمع بمعنی بد بخت * قزاق-راہ زن، ڈاکو * راہ-راستہ * چھایا-غالب آگیا * تلے-نیچے * سرد-ٹھنڈا * لو-دلی لگاؤ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) سرکار مدینہ، سرور قلب وسینہ احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری باتوں کا نام ایمان ہے اور آپ کے حالات وکیفیات کا نام قرآن ہے۔

قرآن مجید میں ہے وانه لذكر لك ولقومك ۔ یہ قرآن آپ کا اور آپ کی قوم کا ذکر ہے۔

قرآن پاک نے حضور علیہ السلام کی حالتوں کو کس پیارے انداز میں بیان فرمایا والضحیٰ سے چمکتا چہرہ۔ والیل سے کنڈل والی کالی زلف، یاایها المزمل سے کملی اوڑھنا، یاایها المدثر سے چادر لپیٹ کر لیٹنا بیان فرمایا وانت حل بهذا البلد سے مکہ کی گلیوں میں خرام ناز کرنا بیان فرمایا۔

ـــ وہ جان جہاں ، حبیب رب العلی والشمس بصورت وبہ قامت بالا
فخر حسن و حسین و زہراء و علی مکی مدنی رسول کملی والا (پیر نصیر الدین نصیر)

یہی تو وجہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا قاری بنے، جہاد کرنے والا غازی بنے فیصلے کرنے والا قاضی بنے اور رُخ مصطفیٰ با ایمان دیکھنے والا صحابی بنے جو ساری امت سے افضل واعلیٰ ہے۔ آپ کے اختیارات کو ماننا کہ جو چیز جس کے لیے چاہیں حلال فرما دیں۔ جس کے لیے چاہیں حرام فرمادیں حضرت علی کو دوسرا نکاح کرنے سے منع فرمادیا یہ بھی ایمان ہے اور حضرت سراقہ کے لیے سونے کے کنگن پہننا جائز فرمادیا یہ ماننا بھی ایمان ہے۔

ـــ آپ کا عشق ہے عشق رب العلی آپ کا ذکر ہے خاص ذکر خدا
خود خدا کا یہ قرآں میں اعلان ہے جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں
اسم احمد کی تعظیم کے منکرو! ان کی عظمت کو قرآن میں دیکھ لو
بے لقب ان کا نام مبارک کہیں ان کے معبود نے بھی پکارا نہیں

(۲) اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کی پوری حکومت وریاست کا بادشاہ دیکھنا ہو تو وہ میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل نورانی کا جلوہ ونشان دیکھ لے۔ آپ دولہا ہیں اور یہ سارا جہاں ان کی بارات ہے۔

(۳) پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ومقام کل کائنات سے افضل واعلیٰ ہے اور آپ سارے رسولوں کے امام وپیشوا ہیں اور سارے جہانوں کی سرداری آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

؎ محمد ہی امام مرسلاں ہیں محمد دھر کی روح رواں ہیں
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴) اے میرے پیارے مصطفیٰ کریم علیہ السلام کی اقبال مندی! خدارا اپنی پیاری نسبت (مصطفائی) کا واسطہ مجھے بھی بدبختی ونحوست سے بچالے۔

(۵) تمام انبیاء کرام ومرسلین عظام اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے خواہش مند ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پیارے مصطفیٰ علیہ السلام کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ جیسا کہ واقعہ معراج میں گزر چکا **ان اللہ قد اشتاق الی لقائك یارسول اللہ** ۔

(۶) اللہ تعالیٰ کے دیدار کی تڑپ رکھنے والے (پیارے موسیٰ علیہ السلام شب معراج) جمالِ مصطفیٰ کا بار بار نظارہ کرکے اپنی "رب ارنی" والی پیاس بجھارہے ہیں۔ **من رانی فقدرای الحق**

(۷) دونوں جہاں اور خدا کی ساری خدائی پیارے مصطفیٰ کریم علیہ السلام کا سامان، دولت اور ملکیت ہے کیونکہ محب اور محبوب کی ملکیت ایک ہی ہوتی ہے اور اس لحاظ سے۔

؎ میرا تیرا نہیں میں محب و محبوب

(۸) اے میرے اللہ! تیرے پیارے محبوب مصطفیٰ کریم علیہ السلام کی یاد میرے دل میں یوں سمائی رہے کہ کبھی دل سے جدا نہ ہو، یہاں تک کہ

؎ میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے کھلے آنکھ صلی علی کہتے کہتے

مولانا جامی نے مصطفیٰ علیہ السلام کے خیال کو "کتنا اچھا" خیال قرار دیا ہے فرماتے ہیں۔

؎ بود در جہاں ہر کسے را خیالے مرا از ہمہ خوش خیال محمد ﷺ

(۹) اے میرے آقا کریم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جود وکرم! میں نے تو اپنی ساری تمنائیں اور آرزوئیں تیرے سپرد کردی ہیں اب بھلا مجھے کسی شئے کی کمی ہوسکتی ہے؟ اور وہ کون سی تمنا اور خواہش ہوگی جو پوری نہ ہوسکے گی۔ اگر کسی نے حضور کی بارگاہ سے مانگنے کا انداز سیکھنا ہے تو اعلیٰ حضرت سے سیکھے۔ جو سارے زمانے کو یہ عقیدہ عطا فرما رہے ہیں۔

؎ محمد ہی وکیل زندگی ہے محمد ہی دلیل بندگی ہے (سید امین شاہ)

(۱۰) اے پوری کائنات کو روشن اور منور فرمانے والی شمع جمالِ مصطفائی! ہم بے چاروں غم کے ماروں کی اندھیری قبر میں بھی آکر اجالا کردے۔

امام غزالی علیہ الرحمتہ نے احیاء العلوم چوتھی جلد میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت

وصیت فرمائی کہ جب مجھے دفن کرو تو تبرکات مصطفیٰ علیہ السلام (ناخن مبارک اور بال مبارک وغیرہ) میری قبر میں رکھنا نہ بھولو۔ (ملخصاً)

ے ہے صبح ازل سے مِری روح تو رسول دو عالم کے در پر کھڑی
رہوں اور مَروں اور اٹھوں اس طرح محمد کی صورت ہو دل میں جڑی

(۱۱) اے شمع جمال مصطفائی! میرے دل کی دنیا اور قبر کی منزل تو تیرے بغیر اندھیر نگری ہے، جو تیرے آنے سے ہی نور اور روشنی سے بھر پور ہوگی۔ تو اس لحاظ سے

ے محمد ﷺ ہی محمد ﷺ ہیں جہاں میں محمد ﷺ کے ہیں جلوے ہر زماں میں

(۱۲) اے جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی شمع! تو جلدی آ اور آ کر اپنی روشنی عطا فرما، کیونکہ غم کی رات سے مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے جن کے جمال کی تو شمع ہے انہوں نے تو دشمنوں کو بھی سینے سے لگایا ہے۔ میں تو پھر ان کا نام لیوا اور کلمہ گو ہوں۔

ے جو بھی دشمن آیا حضور کا اسے بڑھ کے سینے سے لگا لیا کہاں ایسا کوئی ہے جو جفا کے بدلے وفا کرے
(صائم چشتی)

(۱۳) اے میرے مصطفیٰ کریم علیہ السلام کے حسن و جمال کی روشن شمع! میری آنکھوں کے ذریعے میرے دل میں اتر جا تاکہ سر کی آنکھوں سے دیدار مصطفیٰ ہو جائے اور دل میں آقا کا بسیرا ہو جائے پھر نہ شب غم رہے اور نہ اندھیرا رہے۔ آنکھوں میں نور آ جائے دل میں سرور آ جائے۔

(۱۴) اے شمع جمال مصطفائی! میری درخواست قبول کر لے تاکہ میری قسمت کی اندھیری رات خوش نصیبی کے روشن دن میں تبدیل ہو جائے۔

ے جب تک دکھائے راہ نہ سیرت حضور کی بھٹکے ہوؤں کی راہنمائی ہو کس طرح
(حدیث شوق)

(۱۵) اے شمع جمال مصطفائی! اپنی نورانیت کی ایک چمک سے ہم بدنصیبوں کی بدنصیبی دور کر کے ہمارے تاریک سینے روشن کر دے کیونکہ

ے چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

(۱۶) دین وایمان کے ڈاکو، انسانی لباس میں بھیڑیے ایمان کی دولت لوٹنے کے لیے (جگہ جگہ اداروں اور مدرسوں کے نام پر) سر پہ کھڑے ہیں، ہمارے سامنے راستہ (چارۂ کار) بھی نہیں ہے، اے شمع جمال مصطفائی! ہماری راہ نمائی فرما دے تاکہ ہم ایمان کی دولت کو بچا سکیں۔

دین وایمان کی حفاظت:

دین وایمان اتنی قیمتی دولت ہے کہ ایک مسلمان کو سب سے زیادہ اس کی حفاظت کی فکر ہونی چاہیے۔ جبکہ لوگ اپنی چھوٹی دنیوی عزت کا تو بڑا خیال کرتے ہیں ذرا سی بات کوئی ہماری شان کے مطابق نہ ہو تو لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں اور ایمان و

دین برباد ہوتا ہے تو ٹس سے مس نہیں ہوتے، اس نعمت کو پانے کے لیے کہ ہمیں دین و ایمان کی حفاظت کا احساس ہونا چاہیے تلاوت قرآن، موت کی یاد، فکر آخرت اور سلف صالحین کے حالات کا مطالعہ اشد ضروری ہے۔

(۱۷) اے شمع جمال مصطفوی! میری آنکھوں کے نیچے (سامنے) بداعمالیوں کا اندھیرا ہی اندھیرا ہے جس کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا اور صراط مستقیم سے ہٹتا جا رہا ہوں۔ خدارا اپنے نور سے میری مدد فرمائیے تاکہ جادۂ حق پہ قائم رہوں۔

(۱۸) اے جمال مصطفیٰ کی نورانی شمع! مجھے روشنی بھی عطا فرما اور میرے عشق مصطفیٰ سے بیگانہ اور ٹھنڈے دل کو عشق رسالت مآب علیہ السلام کی گرمی بھی عطا فرما۔

؎ ہر کہ عشق مصطفیٰ سامانِ اوست　　بحر و بردر گوشہ دامانِ اوست

(۱۹) گھنگھور گھٹائیں غم کی چھائیں　　اے شمع جمال مصطفائی
(۲۰) بھٹکا ہوں تو راستہ بتا جا　　اے شمع جمال مصطفائی
(۲۱) فریاد دباتی ہے سیاہی　　اے شمع جمال مصطفائی
(۲۲) میرے دل مردہ کو جلا دے　　اے شمع جمال مصطفائی
(۲۳) آنکھیں تیری راہ تک رہی ہیں　　اے شمع جمال مصطفائی
(۲۴) دکھ میں ہیں اندھیری رات والے　　اے شمع جمال مصطفائی
(۲۵) تاریک ہے رات غم زدوں کی　　اے شمع جمال مصطفائی
(۲۶) ہو دونوں جہاں میں مونھ اجالا　　اے شمع جمال مصطفائی
(۲۷) تاریکیٔ گور سے بچانا!　　اے شمع جمال مصطفائی
(۲۸) پر نور ہے تجھ سے بزم عالم　　اے شمع جمال مصطفائی
(۲۹) ہم تیرہ دلوں پہ بھی کرم کر　　اے شمع جمال مصطفائی
(۳۰) للہ ادھر بھی کوئی پھیرا　　اے شمع جمال مصطفائی
(۳۱) تقدیر چمک اُٹھے رِضا کی
اے شمع جمال مصطفائی

مشکل الفاظ کے معانی :

* گھنگھور—ڈراؤنی * گھٹائیں—کالے سیاہ بادل * غم—پریشانی * بھٹکنا—سیدھی راہ سے ہٹ جانا، راستہ بھول جانا * فریاد—دُہائی، پکار * دباتی—دبانا سے ہے یعنی دبوچنا، بولنے نہ دینا * سیاہی—گناہوں کی تاریکی * جلا دے—جلانا

سے (بکسر الجیم) زندہ کردے ★ تک رہی ہیں۔ تکنا سے (بفتح التاء ہندی) دیکھ رہی ہیں ★ دُکھ۔ مصیبت، پریشانی ★ تاریک۔اندھیری، سیاہ ★ غمزدوں کی۔ غم کے ماروں کی، گنہ گاروں کی ★ مونہہ۔چہرہ، منہ ★ اجالا۔روشنی ★ گور۔قبر (گورستان۔قبرستان) ★ پرنور۔نور سے بھرپور ★ بزم عالم۔جہان کی محفل ★ تیرہ دل۔ گناہوں کی وجہ سے دل سیاہ کر لینے والا ★ کرم۔ بخشش ★ للہ۔اللہ کے واسطے ★ پھیرا۔چکر، گذر ★ تقدیر۔ قسمت، نصیب ★ چمک اُٹھے۔روشن ہو جائے، اچھا ہو جائے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۹) اے جمال مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روشن شمع! بڑے ڈراؤنے اور وحشت ناک کالے سیاہ غم کے بادل چھا گئے ہیں۔قبر کی ہولناکیوں اور میدان محشر کی تباہ کاریوں نے نڈھال کر رکھا ہے، ایک جلوہ میری اندھیری قبر میں بھی ہو جائے تو میری قبر نور کا بقعہ بن جائے اور میدان محشر میں تیرا اُجالا چاہیے تاکہ وہ منزلیں بھی آسانی سے طے ہو جائیں۔

اعلیٰ حضرت اپنے عقیدت مندوں کو عشق رسول کی دولت عطا کرنے کے ساتھ ساتھ عقیدے کی پختگی کا سامنا بھی دے رہے ہیں اور ساتھ ساتھ فکر آخرت اور خوف خدا کی طرف بھی متوجہ فرما رہے ہیں جن کو یہ نعمتیں مل جاتی ہیں ان کو کیا کیا انعامات ملتے ہیں اور جو ان نعمتوں سے محروم رہتے ہیں ان کا کیا حال ہوتا ہے یہ جاننے کے لیے فکر آخرت اور حالات بعد الموت کے موضوع پہ لکھی گئیں علماء اہل سنت کی کتب کا مطالعہ ہر مسلمان بالخصوص (بے عمل نام نہاد سُنی عشق مصطفیٰ کے دعوے دار) عوام الناس ضرور کریں.........تاکہ خوف خدا دلوں میں پیدا ہو اور بدعملی کا خاتمہ ہو۔

(۲۰) اے جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں! میں راستہ بھول گیا ہوں، جلد آ! اور میری راہنمائی فرما کر مجھے راہ راست پر لگا تاکہ میں منزل مقصود تک پہنچ جاؤں۔ کیونکہ بھٹکے ہوؤں کو تو راہ نہیں دکھائے گی تو کون دکھائے گا۔

(۲۱) اے شمع جمال مصطفائی! میرے گناہوں کی سیاہی میری آہ وزاری اور نالہ و فریاد پہ غالب آجاتی ہے۔جس کی وجہ سے میری آواز نہیں نکل پا رہی، تجھے تو سب کچھ معلوم ہے خود ہی آجا اور میری فریاد سن کر میری مشکل کو آسان کر جا۔

(۲۲) اے پیارے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جمال جہاں آرا کی روشن شمع! میرا دل مردہ ہو چکا ہے اس کو نئی زندگی عطا کر دے۔

(۲۳) میری آنکھیں ترس گئی ہیں تیری دید و زیارت کے لیے، اے محبوب خدا پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کی شمع منور! کب وہ دن آئے گا کہ میری آنکھوں کی پیاس بجھے گی۔

(۲۴) دنیا کا جنگل سونا ہے، رات اندھیری اور چھائی بدلی کالی ہے ہم اس سیاہ رات کے اندھیرے میں بڑے دُکھ درد کے ساتھ زندگی کے کٹھن لمحات گزار رہے ہیں۔اے شمع جمال مصطفیٰ اللہ ہمیں گمراہی کے اس اندھیرے سے نکال لے۔

ے وہ جو آسودگی چاہیں انہیں آسودہ کر بے قراروں کی لطافت مجھے تنہا دے دے
غم تو اس دور کی تقدیر میں لکھے ہیں مگر مجھ کو غم سے نمٹ لینے کا یارا دے دے

(احمد ندیم قاسمی)

(۲۵) ہم غم کے ماروں، بے سہاروں کی رات بہت تاریک ہوگئی ہے اور یہ تاریکی جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع نور سے ہی ختم ہو سکتی ہے، کوئی ہے جو میرا حال سُن کر میرے آقا کی رحمت کو میری طرف متوجہ کر دے میں اس کو جان نذرانہ کر دوں گا۔

ے جے کوئی خبر متر دی لیاوے لے صحھ دے دیواں چھلے ‏ ‏ راتیں درد، دیہاں درماندی، گھاو میتراں دے اٹھلے
رانجھن یار طبیب سنیندا میں تن در اَوَلّے ‏ ‏ کہے حسین فقیر نماناں سائیں سنہڑے گھلے

(حضرت شاہ حسین)

(۲۶) دنیا میں آپ کے عشق ومحبت سے اور آخرت میں آپ کی شفاعت سے چہرہ روشن رہے، حضور کے جمال نور سے دونوں جہاں میں سرخروئی نصیب ہو۔

(۲۷) ہم سے تو دنیا کی تاریکی برداشت نہیں ہو رہی ابھی تو قبر کی تاریکی کا مرحلہ باقی ہے۔ اے شمع جمال مصطفائی! ہمیں قبر کی تاریکی سے بچانا اور دیدارِ محبوب کا نور عطا فرمانا۔ تاکہ میری موت، حیات جاودانی بن جائے۔

ے عجب طرح کسی صحرانشیں کی یاد آئی ‏ ‏ کہ چشم خشک مری چاہے آب جو ہونا
مری جڑیں اسی میں ہیں مگر چاہوں ‏ ‏ خیال طیبہ سے ہی روح کو نمو ہونا

(۲۸) محفل کائنات تیرے ہی نور سے جگمگا رہی ہے اے جمال مصطفیٰ کی روشن شمع!

(۲۹) اے شمع جمال مصطفوی! ہم جیسے سیاہ دلوں پر بھی کرم کی نظر ہو جائے تاکہ ہمارے دلوں کی سیاہی دور ہو جائے اور دل روشن ہو کر سینہ نور کا گنجینہ بن جائے اور پھر میں وجد میں آ کر یوں کہوں۔

ے میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

(۳۰) اے شمع جمال محمدی! خدا کے لیے ہم غریبوں کی طرف بھی رحمت کا ایک پھیرا (نور کا جلوہ) ہو جائے تو ہماری بگڑی قسمت بن جائے سویا نصیب جاگ جائے اور وارے نیارے ہو جائیں۔

(۳۱) اے شمع جمال مصطفائی! تو نے بڑوں کے نصیب چمکائے ہیں ان کے صدقے، میری بھی قسمت چمک جائے اور نیک بخت ہو جاؤں۔

نوٹ: بعض نسخوں میں اس نعت کے اندر مندرجہ ذیل شعر کا اضافہ بھی ہے۔

ے اصحاب نجوم رہنما ہیں ‏ ‏ کشتی ہے آلِ مصطفائی

یعنی صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نجات کی کشتی ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں ان دونوں گرہوں کو یہی فرمایا گیا ہے۔

----***----

نعت شریف نمبر (۸۱)

(۱) زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

(۲) دہن میں زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے اُٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

(۳) فرشتے خدم رسول حشم تمام امم غلام کرم
وجود و عدم، حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لیے

(۴) کلیم و نجی مسیح و صفی خلیل و رضی رسول و نبی
عتیق و وصی غنی و علی ثنا کی زباں تمہارے لیے

(۵) اصالت کل، امامت کل، سیادت کل، امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لیے

(۶) تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
زمین و فلک سماک وسمک میں سکہ نشاں تمہارے لیے۔

(۷) وہ کنز نہاں یہ نور فشاں وہ کن سے عیاں یہ بزم فکاں!
یہ ہر تن و جاں یہ باغ جناں یہ سارا سماں تمہارے لیے

(۸) ظہور نہاں قیام جہاں رکوع مہاں سجودِ شہاں
نیازیں یہاں نمازیں وہاں یہ کس کے لیے تمہارے لیے

(۹) یہ شمس و قمر یہ شام و سحر، یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لیے

(۱۰) یہ فیض دیئے وہ جود کیے کہ نام لیے زمانہ جیے
جہاں نے لیے تمہارے دیئے یہ اکرمیاں تمہارے لیے

مشکل الفاظ کے معانی:

* زماں ۔زمانہ * مکین ۔مکان وجگہ میں رہنے والا * چنین و چناں ۔ایسا و ویسا یعنی ہر شئے * دہن ۔منہ * بدن ۔جسم * یہاں ۔اس دنیا میں * وہاں ۔میدان محشر میں * خدم ۔جمع خادم کی خدمتگار * حشم ۔نوکر (غیرت مند نوکر جو اپنے مالک کی خاطر ہر قسم کی قربانی دے) * اُمم ۔امت کی جمع کسی بھی نبی کے ماننے والے * وجود و عدم ۔ہونا نہ ہونا * حدوث وقدم ۔نیا پرانا * عیاں ۔ظاہر * کلیم ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب (کلام کرنے والا) * نجی ۔حضرت نوح علیہ السلام کا لقب (نجات پانے والا) * مسیح ۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب (ہاتھ لگا کر مردوں کو زندہ کرنے والا) * صفی ۔آدم علیہ السلام (صفائی والے) * خلیل ۔ابراہیم علیہ السلام (پیارا) * رضی ۔اسماعیل علیہ السلام (پسندیدہ) * عتیق ۔ابوبکر صدیق (برگزیدہ، آزاد) * وصی ۔عمر فاروق (جس کو وصیت کی گئی ہو) * غنی ۔عثمان غنی (مالدار) * ثنا ۔تعریف * اصالت ۔بنیاد، اصلیت * کل ۔سب کی * امامت ۔امام ہونا * سیادت ۔سرداری * امارت ۔حکومت، امیری * ولایت ۔سلطنت * چمک ۔روشنی * دمک ۔نورانیت * جھلک ۔جلوہ، نظارہ * مہک ۔خوشبو * فلک ۔آسمان * سماک ۔بکسر السین بلند، ستارہ، چاند کی چودھویں منزل * سمک ۔مچھلی (بفتح السین والمیم) * سکہ ۔ٹھپہ، کرنسی پر حکومتی مہر * نشاں ۔علامت * کنز نہاں ۔غیبی خزانہ * فشاں ۔ظاہر، نور بکھیرنے والا (نور فشاں) * کن ۔ہو جا (ارادہ الٰہی متعلق بحوادث) * بزم ۔محفل * فکاں ۔مخلوق (پس وہ ہو گیا) * جناں ۔جنتیں * سماں ۔منظر، حالات، زمانہ * ظہور نہاں ۔پوشیدہ چیز کا ظاہر ہو جانا * قیام ۔کھڑا ہونا * مہاں ۔سردار * سجود ۔جمع سجدہ کی * شہاں ۔شہ کی جمع یعنی بادشاہ * نیازیں ۔عاجزیاں * شمس وقمر ۔سورج اور چاند * شام و سحر ۔دن اور رات * برگ وشجر ۔پتے اور درخت * ثمر ۔پھل * تیغ ۔تلوار * سپر ۔ڈھال * کمر ۔پشت * رواں ۔جاری * فیض ۔فائدہ * جود ۔سخاوت * اکرمیاں ۔عطائیں، بزرگیاں، بندہ نوازیاں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) حبیبی، سیدی یا رسول اللہ! یہ ساری زمین آپ کی خاطر بنائی گئی ہے اور سارا زمانہ بھی آپ ہی کا ہے، یہ مکان (آبادیاں) بھی آپ کے لیے ہیں اور ان میں رہنے والی مخلوق بھی آپ ہی کے لیے ہے، یہ دنیا کی ساری رنگینیاں آپ کے دم قدم سے ہیں بلکہ دونوں جہاں ہی آپ کے لیے ہیں کیونکہ آپ وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ جب خدا آپ کا ہے تو ساری خدائی بھی آپ کی ہے۔

ے ان کی خاطر ہی بنائی ہے خدا نے دنیا ان کے دم سے ہے زمانے میں اجالا دیکھو
دشمنوں کے لیے چادر بھی بچھا دیتے ہیں ان کا ہر کام زمانے سے نرالا دیکھو

وجہ تخلیق کائنات:

احادیث مبارکہ اس شعر کے مفہوم کی تائید میں بکثرت ہیں مثلاً لو لاك لما خلقت الافلاك ۔ و لو لاك لما خلقت الدنيا و الجنة و النار۔

مولانا انوار اللہ حیدر آبادی خلیفہ مجاز حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے ان احادیث کی توثیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ'' آج کل لوگوں نے شور مچا رکھا ہے کہ یہ احادیث ضعیف ہیں اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ الفاظ احادیث یا اسناد احادیث میں سقم ہے تو

اہل جرح کو پھر بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس مفہوم والی کئی احادیث کو کئی ائمہ نے کئی کتب میں لکھا ہے مثلاً حاکم، دیلمی، سبکی، بلقیسی نے روایت کیا ہے اس حدیث کو کہ جنت و دوزخ کو حضور علیہ السلام کی وجہ سے وجود ملا ہے۔ ابن سبع اور غرفی نے زمین اور دریا کا پیدا ہونا حضور علیہ السلام کے طفیل والی حدیث بیان کی۔ دنیا حضور کے صدقے بنی اس کو ابن عساکر نے روایت کیا آدم علیہ السلام کی تخلیق کا باعث بھی نور مصطفیٰ تھا والی حدیث کو طبرانی، حاکم، بیہقی ابن عساکر نے درج کیا، خصائص میں سیوطی نے نقل کیا۔ (ملخصا)

احرج الحاكم والبيهقى والطبرانى فى الصغيروابو نعيم وابن عسا كر عن عمر رضى اللّٰه عنه بن الخطاب قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لما اقتر ف ادم الخطيئة قال يارب اسئلك بحق محمد صلى اللّٰه عليه وسلم لما غفرت لى قال كيف عرفت محمد صلى اللّٰه عليه وسلم قال لا نك لما خلقتنى بيدك ونفخت فى من روحك رفعت راسى فرايت على قوائم العرش مكتوب لا اله الااللّٰه محمد رسول اللّٰه فعلمت انك لم تصنف الى اسمك الا احب الخلق اليك قال صدقت يا ادم ولو لا محمد صلى اللّٰه عليه وسلم ما خلقتك۔

اس حدیث میں آدم علیہ السلام کی توبہ کے قبول ہونے کا واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ جس کو حاکم بیہقی، طبرانی نے صغیر میں اور ابونعیم و ابن عساکر نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو انہوں نے حضور علیہ السلام کے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی تو اللہ نے پوچھا! اے آدم تو نے میرے حبیب کو کیسے پہچانا؟ حضرت آدم نے عرض کیا! اے اللہ جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنی روح پھونکی تو میں نے جو سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر تیرے نام کے ساتھ نام محمد لکھا ہوا پایا جس سے میں سمجھ گیا کہ یہ کوئی اللہ کا بڑا ہی پیارا ہوگا کہ جس کے نام کو اللہ نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے آدم تو نے سچ کہا اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ فرماتا۔

؎ تو نے دیا مفہوم نمو کو تو نے حیات کو معنی بخشے
تیرا وجود اثبات خدا کا تو جو نہ ہوتا کچھ بھی نہ ہوتا

(احمد ندیم قاسمی)

بانی دیوبند کی ایک رباعی ملاحظہ کیجئے۔

؎ جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
جہاں کے سارے کمال ایک تجھ میں ہیں تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

(قاسم نانوتوی)

(۲) اے میرے آقا! منہ میں زبان بھی آپ (کی تعریف) کے لیے ہے اور جسم میں جان بھی آپ ہی کے لیے ہے۔ ہم اس جہاں میں آئے بھی آپ (کی اطاعت ومحبت) کے لیے ہیں اور خدا کرے کہ قبروں سے اُٹھیں تو یہ اُٹھنا بھی آپ ہی کے لیے ہو۔

؎ دی زباں حق نے ثنائے مصطفیٰ کے واسطے　　دل دیا حبّ حبیب کبریا کے واسطے

(۳) اے میرے پیارے نبی! فرشتے آپ کے خدمت گار ہیں (میدان بدر اور دیگر مقامات پہ حضور علیہ السلام کی خدمت کے لیے فرشتے اترے) انبیاء کرام اور رسل عظام علیھم السلام آپ کے خیر خواہ ہیں (جیسا کہ آیہ ٔ میثاق سے ظاہر ہے لتؤمنن به ولتنصرنه تم ضرور ضرور میرے نبی پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا) تمام امتیں آپ کے کرم کی بھکاری اور نوکر ہیں، وجود ہو یا عدم (ہونا ہو یا نہ ہونا) عالم حدوث ہو یا قدم (زندگی وموت، نیا و پرانا، رات دن) ان سب کی جلوہ سامانیاں آپ کی ذات بابرکات کے طفیل ہیں۔

؎ گر ارض وسما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو　　یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

(ظفر علی خاں)

(۴) موسیٰ کلیم اللہ ہوں یا نوح نجی اللہ ہوں، آدم صفی اللہ ہوں یا ابراہیم خلیل اللہ ہوں، حضرت اسماعیل ہوں یا کوئی بھی نبی ورسول علیہ السلام ہو اور ہاں ہاں صدیق اکبر ہو یا فاروق اعظم ہوں عثمان غنی ہوں یا علی المرتضی شیر خدا رضوان اللہ تعالیٰ علھیم اجمعین ہوں ہر کوئی آپ ہی کی تعریف میں رطب اللسان نظر آرہا ہے۔ ہر نبی اپنی امت کے سامنے آپ کی شان کا خطبہ پڑھتا نظر آرہا ہے، آپ کی آمد سے اپنی امت کو آگاہ فرمارہا ہے اور آپ پر ایمان لانے کا وعدہ لے رہا ہے۔

(ومبشر ابرسول یاتی من بعدی اسمه احمد-الصف)

؎ آمد تیری اے ابر کرم رونق عالم　　تیرے ہی لیے گلشن ہستی یہ بنا ہے
فردوس و جہنم تیری تخلیق سے قائم　　یہ فرق بدو نیک تیرے دم سے ہوا ہے (سلمان ندوی)

اوحی اللّٰہ تعالیٰ الی بنی اسرائیل انه من لم یقن با حمدا دخلته النار۔

اللہ نے بنی اسرائیل کو صاف صاف الفاظ میں فرمادیا (دیکھو اگر چہ فضلتکم علی العلمین ۔ کی شان تمہیں میں نے ہی عطا کی ہے لیکن اگر تم میرے محبوب پر ایمان نہیں لاؤ گے تو سیدھے دوزخ میں جاؤ گے (امام ابونعیم عن انس رضی اللہ عنہ)

؎ یہ عبادت رات دن کی مجھ کو نامنظور ہے　　دور ہے جو میرے احمد سے وہ مجھ سے دور ہے

(۵) آپ اصل کل، (وجہ تخلیق کائنات) امام کل (ساری کائنات کے امام وپیشوا۔ انا قائد هم اذا وفدوا ۔ تحت لوائی ادم ومن سواہ) سید کل (سب کے سردار۔ انا سید ولد ادم) ہیں دونوں جہان کی سرداری، حکومت، ریاست وولایت خدا تعالیٰ نے آپ کو ہی عطا فرمائی ہے (اعطیت مفاتیح خزائن الارض انا سید الناس یوم القیمه)

؎ کوئی نہ تھا زمان ومکاں جب، تو آپ تھے　　یوں ماورائے قید زمان ومکاں ہیں آپ
دنیا کی فکر کیا؟ غم عقبیٰ کا ذکر کیا؟　　رحمت کناں یہاں ہیں تو شافع وہاں ہیں آپ

(۶) اے میرے نور والے آقا! آپ کی نورانیت (جس سے در ودیوار جگمگا اُٹھیں) آپ کی روشنی (کہ سورج وچاند بھی اس کا

مقابلہ نہ کرسکیں) آپ کی ایک جھلک (جس کے دیکھنے کی تاب نہیں ہے عالم کو، اور آپ کے جسم منور سے پھوٹنے والی جنت کی خوشبو (کان رسول اللّٰہ اذا مر فی طریق من طرق المدینۃ وجدوا منہ رائحۃ الطیب وقالوا مر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من ھذا الطریق، زرقانی ص ۲۲۳ ج ۴، دلائل النبوۃ ص ۳۸۰، خصائص الکبری ص ۶۷ ج ۱)

زمین ہو یا آسمان، بلندی ہو یا پستی، جگ ہو یا بستی، ہر طرف آپ ہی کا سکہ چل رہا ہے اور آپ ہی کی عظمت کے ڈنکے بج رہے ہیں۔

؎ کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

(۷) پوشیدہ خزانے ہوں یا نور ظاہر کی جلوہ سامانیاں ہوں، عالم کن فکان (عالم وجود میں آنے والی تمام اشیاء) ہوں یا کسی کے جسم میں جاں، جنت کے باغات ہوں یا عالم سموات، یہ سب مناظر آپ ہی کے لیے ہیں۔

؎ وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا یہاں ان کے ہونے سے سب کا ہے نام ونشاں
یہ زمیں آسماں یہ مکاں لا مکاں سارے ان کے مکاں وہ کہاں ہم کہاں

(۸) عالم ظہور میں آنے والی تمام اشیاء، جہاں کا قائم ہونا اور قائم رہنا، سرداروں کے رکوع اور بادشاہوں کے سجدے (جوان کی بارگاہوں میں ہوتے ہیں یا مراد ہے عاجزی وانکساری) یہاں کی نیازمندیاں ہوں یا وہاں کی نمازیں، مجھے بتاؤ اے عظمت رسالت مآب علیہ السلام کے منکرو! یہ سب کس کا صدقہ ہے اور اللہ نے یہ سلسلے کس کی شان وعظمت کو ظاہر کرنے کے لیے بنائے ہیں؟ یہ سب کچھ میرے آقا علیہ السلام کے لیے ہے۔

؎ سب صدقہ محبوب سونے دا کوہ طور تے دیوے بلدے

(۹) ہاں ہاں اور سنو! یہ چاند کا چمکنا، سورج کا دمکنا، یہ رات کی سیاہی اور دن کی روشنی۔ درختوں کے پتے اور خود درخت، باغات اور ان کے پھل، یہ تلواریں اور ڈھالیں، یہ تخت وتاج اور پشت عالم پر خدمت کی پیٹی کا بندھا ہونا الغرض سارے جہان میں حکم کا جاری ہونا یہ کس کے لیے ہے؟ کہو! یارسول اللہ! آپ ہی کے لیے ہے۔ کیونکہ باعث تخلیق کل آپ ہیں۔

؎ مٹی بھی نہ آدم کی ابھی گوندھی گئی تھی اس وقت بھی نور ان کا دو عالم کی ضیا تھا

(۱۰) اِدھر زمیں والوں کو اپنے نور کا فیض عطا فرما رہے ہیں اور اُدھر (معراج کی شب) آسمان والوں کے سامنے اپنی رحمت کے خزانے لٹا رہے ہیں۔ اُن کا نام لے کر زمانہ جی رہا ہے۔ جس کو جو ملا ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صدقہ ہی ملا ہے (انما انا قاسم اللّٰہ یعطی) یہ ساری عطائیں کس کی ہیں! اللہ کے محبوب کی ہیں اور کس کی ہیں؟ اے کاش:

؎ مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم ان کے بچپن میں قدم بوسی کا حیلہ ہوتا
پاؤں رکھ رکھ کے گھروندے وہ بنایا کرتے میں خنک ریت کا بے نام سا ٹیلہ ہوتا

(ریاض حسین چوہدری)

اس پر چوہدری صاحب کی خدمت میں بھی عرض کیا جاسکتا ہے کہ

؎ اس سادگی پہ کیوں نہ مر جاؤں اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں (تصرف)

(۱۱) سحاب کرم روانہ کیے کہ آب نِعَم زمانہ پیے!
جو رکھتے تھے ہم وہ چاک سیئے یہ ستر بداں تمہارے لیے

(۱۲) ثنا کا نشان وہ نور فشاں کہ مہروشاں بآں ہمہ شاں
بسایہ کشاں مواکب شاں یہ نام ونشاں تمہارے لیے

(۱۳) عطائے ارب جلائے کرب فیوض عجب بغیر طلب
یہ رحمت رب ہے کس کے سبب برب جہاں تمہارے لیے

(۱۴) ذنوب فنا عیوب ہبا قلوب صفا خطوب روا
یہ خوب عطا کروب زُدا پئے دل و جاں تمہارے لیے

(۱۵) نہ جن و بشر کہ آٹھ پہر ملائکہ در پہ بستہ کمر
نہ جبہ و سر کہ قلب و جگر ہیں سجدہ کناں تمہارے لیے

(۱۶) نہ رُوح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

(۱۷) جناں میں چمن، چمن میں سمن، سمن میں پھبن، پھبن میں دولہن
سزائے محن یہ ایسے منن یہ امن و اماں تمہارے لیے

(۱۸) کمالِ مہاں جلالِ شہاں جمالِ حساں میں تم ہو عیاں
کہ سارے جہاں بروزِ فکاں ظل آئینہ ساں تمہارے لیے

(۱۹) یہ طور کجا سپر تو کیا کہ عرش علا بھی دور رہا!
جہت سے ورا وصال ملا یہ رفعت شاں تمہارے لیے

(۲۰) خلیل و نجی مسیح وصفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی؟
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

مشکل الفاظ کے معانی:

★ سحاب۔بادل ★ آب۔پانی ★ نعم۔نعمتیں (جمع نعمت کی) ★ چاک۔پھٹن، شگاف ★ ستر۔پردہ ★ بداں۔بُرے ★ ثنا۔تعریف ★ نورفشاں۔نور کی بارش ★ مہروشاں۔ان کی محبت (یا وشاں وش کی جمع ہے بمعنی مانند، مثل) ★ باآںہمہ

شاں۔ان ساری شانوں کے باوجود * بسایہ کشاں۔ گرمی و دھوپ سے بچاؤ کے لیے سایہ کرنا * مواکب شاں۔ان کے لشکر، سوار و پیادہ (جمع موکب کی) * ارب۔سو کروڑ * جلائے کرب۔دُکھ دور کرے * فیوض۔جمع فیض کی بمعنی فائدہ * عجب۔عجیب، حیران کن * بغیر طلب۔بن مانگے * رب جہاں۔جہاں کے پروردگار کی قسم * ذنوب۔ذنب کی جمع بمعنی گناہ * فنا۔ختم ،خاتمہ * عیوب۔عیب کی جمع برائی،خرابی * خطوب۔(بضم الخاء والطاء)اور خطب بفتح الخاء والطاء بمعنی بڑا اہم کام * روا۔جائز یعنی حاجت پوری ہونا یا رُدا ہے یعنی دُکھ دور کرنے والا ،مرکب فاعلی (یہ لفظ روا نہیں ہے جیسے کہ غمزدا اور غمزوا کی بحث میں گذر چکا) * پئے۔واسطے * آٹھ پہر۔ہروقت، چوبیس گھنٹے * ملائکہ۔فرشتے * در۔دروازہ * بستہ کمر۔ کمر باندھے خدمت کے لیے ہروقت تیار * جبہ(جبھہ)۔پیشانی * سجدہ کناں۔سجدہ کرنے والا * روح امیں۔جبریل امین علیہ السلام * عرش بریں۔بلند تخت * لوح مبیں۔روشن تختی (لوح محفوظ) * رمزیں۔پوشیدہ باتیں * نہاں۔ چھپی ہوئی * جناں۔ جنتیں * چمن۔باغ * سمن۔ چنبیلی کا پھول * پھبن۔زیبائش وآرائش * سزائے۔ تکلیف * محن۔محنت کی جمع بمعنی مشقت (بکسر المیم وفتح الحاء) * منن۔(بـذالك الاعـراب)منت کی جمع بمعنی احسان * امن واماں۔ آرام وسکون * کمال۔خوبی * مہاں۔سردار * جلال۔رعب ودبدبہ * شہاں۔بادشاہ * جمال۔ حسن ،خوبصورتی * حساں۔ حسن والے * عیاں۔ظاہر * بروز فکاں۔یوم تخلیق (فکاں۔پس ہوگیا) * ظل۔سایہ * آئینہ ساں۔ایسا شیشہ (ساں۔مانند،مثل) * طور۔پہاڑ کا نام * کجا۔ کہاں (برائے سوال) * سپہر۔ڈھال (مراد ہے آسمان) * عرش علا۔بلند عرش * جہت۔سمت * ورا۔اوپر * وصال۔ملاقات * رفعت شاں۔ عظمت وشان کی بلندی * خلیل، نجی، مسیح ،صفی۔بمطابق لف ونشر مرتب (ابراہیم ،نوح ،عیسیٰ ،آدم علیہم السلام) * کہی۔بات کی * بنی؟۔(بات بنی؟ کام ہوا؟ سوالیہ انداز) * خلق۔ مخلوق۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱۱) ہمارے آقا علیہ السلام نے اپنے فضل وکرم کے ایسے بادل روانہ فرمائے کہ آج تک اور قیامت تک زمانہ حضور علیہ السلام کے صدقے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے پانی سے فیضاب ہوتا رہے گا۔آپ نے ہمارے زخمی دلوں پہ اپنی محبت کی مرہم رکھ کر ہمارے چاک سی دیے اور ہم گناہ گاروں کے عیبوں کو اپنی رحمت کے دامن سے ڈھانپ دیا ، بھلا بتاؤ یہ شان کس کے لیے ہے؟ صرف ہمارے آقا کے لیے ہے۔

(۱۲) تعریف وتوصیف کی علامتیں ہوں یا زمانے کو نور کی خیرات بانٹنے والا چاند اور سورج ہو! حضور علیہ السلام کی محبت و ہمدردی اپنی تمام شانوں کے ساتھ ہروقت سایہ فگن ہے۔ساری فوجیں (سوار و پیادہ، انسان ،جن ،فرشتے) آپ کے زیر فرمان ہیں ،اور بلکہ جہان کی یہ ساری نام ونمود آپ ہی کے لیے ہے،نہ صرف اس جہان کی بلکہ اُس جہان کی بھی۔

؎ فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزم محشر کا کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

(۱۳) ہمارے آقا ومولیٰ علیہ السلام کی کروڑوں اربوں عطائیں اور نوازشیں لوگوں کے آج بھی دُکھ درد دور کر رہی ہیں اور قیامت کو بھی یہی حال ہوگا۔اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یہ بے مثال اور حیران کن فیوضات بغیر مانگے ہمیں مل رہے ہیں۔

ذرا بتاؤ تو! رب العالمین کی یہ رحمتیں ہمیں کس کی وجہ سے مل رہی ہیں؟ سنو سنو! خدا کی قسم ہے حضور کی وجہ سے مل رہی ہیں

(صلی اللہ علیہ وسلم)

دل کے حرا میں، اپنے خدا سے، تیرے سوا، کچھ بھی تو نہ مانگا
تو مرا اول، تو مرا آخر، تو مرا ملجا، تو مرا ماویٰ
کتنے صحیفے میں نے کھنگالے، نصف اندھیرے نصف اُجالے
تو ہی حقیقت، تو ہی صداقت، باقی سب کچھ صرف ہیولیٰ (احمد ندیم قاسمی)

(۱۴) محبوب خدا کی طرف سے ملنے والے عطیات پہ تو ذرا غور کرو! گناہ جل کر راکھ ہو رہے ہیں بلکہ (یبدل اللّٰہ سیاٰتھم حسنات نیکیوں میں تبدیل ہو رہے ہیں) ہماری بدیاں خاک بن کر ہوا میں اُڑ رہی ہیں (التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ ۔حدیث) اہل ایمان کے دل شیشے کی طرح صاف وشفاف ہو رہے ہیں (افمن شرح اللّٰہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ) بڑے بڑے عقدے، لاینحل مسائل اور مصیبتوں کے پہاڑ جل کر بھسم ہو رہے ہیں، یہ عطائیں جو ہمارے درد و آلام کو ختم کر رہی ہیں، جن سے ہمارا دل اور ہماری جان کو جان کے لالے پڑے ہوئے تھے، بتاتے کیوں نہیں یہ ہمیں کس کے قدموں کی طفیل ملی ہیں؟ اے میرے آقا! میں ہی آپ کی امت کو بتا دوں کہ یہ سب کچھ ہمیں صرف آپ کی وجہ سے ملا ہے۔

لہٰذا اے امت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پیارے نبی کی بابرکت قدموں کے ساتھ نسبت غلامی کو مضبوط کر لو۔

؎ دونوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

(۱۵) اے غلامانِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! ذرا اپنے آقا و مولیٰ کے روضۂ انور کے در پاک کی شان تو دیکھو! نہ صرف جن اور انسان بلکہ چوبیس گھنٹے فرشتے (ستر ہزار کی تعداد میں کم از کم) آپ کے در اقدس پہ خدمت کے لیے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور پیشانی و سر سے نہیں بلکہ دل و جاں سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے جھک رہے ہیں۔ اپنے پروں کو قبر انور سے مل رہے ہیں اور ساتھ زباں حال سے کہہ رہے ہیں۔

؎ سرکار کا در ہے، درِ شاہاں تو نہیں ہے جو مانگ لیا مانگ لیا اور بھی کچھ مانگ

اور یہ ڈیوٹی صبح و شام بدل جاتی ہے کیونکہ ایک ہی حاضری میں اُن کے دامن کو ان کے کرم سے بھر دیا جاتا ہے اس لیے؟

جو ایک بار آئے دوبار نہ آئے گا

اور یہ صرف ۔ سرکار دے امتی نیں جیہڑے مڑ مڑ کے بلائے جاندے نیں

؎ جنت کی آرزو بھی کریں، عاشقِ رسول جنت تو آ گئی ہے محمد کے شہر میں

(بتصرف)

(۱۶) شب معراج جو راز کی باتیں اے میرے آقا آپ کو بتائی گئیں ان کی جبریل امین کو کیا خبر (وہ تو سدرہ پہ رہ گیا) عرش بریں کو کیا پتہ (وہ تو پاؤں کے نیچے آ گیا) لوح محفوظ کو کیا معلوم (وہ تو راز کی باتیں تھی اور لوح محفوظ کے بارے میں فرمایا گیا یشھدہ المقربون ۔ اللہ کے مقرب بندے اس کا مشاہدہ و مطالعہ کرتے رہتے ہیں) الغرض خدا جانے یا اس کا پیارا مصطفیٰ جانے اس کے علاوہ ازل کی پوشیدہ رمزوں کا کھلنا کسی کو معلوم نہیں (کیونکہ یہ صرف آپ کے لیے ہی کھولی گئی تھیں) اور جس پر بھی یہ راز کھلے آپ کے کھولنے سے ہی کھلے

ہوا حضور سے واضح تصور وحدت ہمارے دین کی اس کے سوا اساس نہیں
بغیر ان کے توسط کے جو ملے مجھ کو قسم خدا کی مجھے وہ خوشی بھی راس نہیں

(حدیث شوق)

(۱۷) جنتوں کے باغ باغوں میں چنبیلی کے پھول، پھولوں میں جنت کی خوشبو اور رنگ (کی عمدگی وسجاوٹ) اوران میں دلہن (جنت کی حوروں) کا نظارہ یہ سب کچھ آپ کے طفیل ان گناہ گاروں کے لیے ہوگیا تھے تو یہ اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب کے قابل لیکن آپ کی پاکیزہ شفاعت ان کا سہارا بن کے جنت میں لے گئی اور یہ ساری نعمتیں ان کے لیے ہوگئیں (ولکم فیها ما تشتهی انفسکم ولکم فیها ماتدعون)

قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی

(۱۸) بڑے بڑے سرداروں کا جاہ وجلال اور فضل وکمال، بڑے بڑے بادشاہوں کا رعب اور دبدبہ اور حسینان عالم کا حسن وجمال آپ ہی کی ذات سے ظاہر ہوا ہے کیونکہ تمام جہانوں کو وجود کا سایہ آپ کی ذات کے آئینۂ عکس جمال سے ہی ملا ہے۔اور سارے جہان میں ہر طرف آپ ہی کے نور کی جلوہ آرائی ہے (والخلق کلهم من نوری)

پھل پھول اس میں ان کی محبت کے ہیں فقط شاداب جن کے دم سے ہوئی سرزمین دل
اُجڑا سا اک مکان تھا اب لا مکان ہے جب سے حضور! آپ ہوئے ہیں مکین دل

(۱۹) کہاں موسیٰ علیہ السلام کا طور بے چارہ اور کہاں آسمان! یہاں تو عرش معلی کی بھی ''دال نہ گلے'' ہمارے آقا علیہ السلام تو اتنا اوپر تشریف لے گئے کہ عرش بریں وہاں سے بہت نیچے رہ گیا، وہاں گئے جہاں نہ جہت تھی نہ سمت نہ آگے نہ پیچھے، نہ نیچے نہ اوپر نہ دایاں نہ بایاں (لامکان وہ ہے جوان شش جہات سے وراء الوراء ہے) کیونکہ خالق نور سے ملاقات تھی جو جسم وجسمانیات سے پاک ہے (لہٰذا وہاں کا ماحول بھی سمت سے پاک ہے) یہ بلندی شان اور رفعت مقام بھی صرف ہمارے آقا (علیہ السلام) کے لیے ہے۔

(۲۰) (میدان محشر کا نقشہ سامنے لا کر حدیث شفاعت کے مطابق ہر نبی کی بارگاہ سے شفاعت کی بھیک مانگنے کے لیے تمام اہل محشر کا حاضر ہونا، آخر کار حضور علیہ السلام کی بارگاہ سے بات کا بننا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اس شعر نمبر ۲۰ میں کتنے اچھوتے اور دل کو موہ لینے والے انداز میں بیان فرمایا ہے ایک بار شعر پڑھ کر یہ تشریح پڑھیں اور بعد میں پھر یہی شعر پڑھیں۔انشاء اللہ ساری عمر یہی پڑھتے رہیں گے اور طبیعت سیر نہ ہوگی بلکہ ہر بار نئی لذت نصیب ہوگی)

اے اہل محشر! اب آگئے ہو میرے آقا کی بارگاہ میں؟ پہلے بتاؤ! کہاں کہاں گئے تھے؟ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بارگاہ میں گئے تھے ناں؟ ہاں گئے تھے۔حضرت نوح نجی علیہ السلام کے پاس؟ گئے تھے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاں؟ گئے تھے۔تمام نبیوں کے باپ پیارے آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں؟ گئے تھے۔اچھا بتاؤ! کچھ کام ہوا، کوئی بات بنی؟ نہیں کوئی بات نہیں بنی۔اچھا گھبراؤ نہیں اب اس کی بارگاہ بے کس پناہ میں آگئے ہو کہ جہاں سب کی بگڑی بھی سنور جاتی ہے بات بھی بن جاتی ہے۔مقدر بھی سنور جاتا ہے، قسمت بھی بدل جاتی ہے

؎ تو بھی اسی در جا جس در پر سب کی بگڑی بنتی ہے   اک تیری بگڑی کو بنانا ان کے لیے کوئی بات نہیں ہے

اتنی بات ہوجانے کے بعداور حضور کی زبان سے أنا لھا کا مژدۂ جانفزا سن لینے کے بعد سارا محشر نعرۂ رسالت بلند کریگا اور بیک زباں ہوکر مصرعہ ثانیہ کا ورد کرے گا۔

؎ یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

(۲۱) بفور صدا سماں یہ بندھا یہ سدرہ اٹھا وہ عرش جھکا
صفوفِ سمانے سجدہ کیا ہوئی جو اذاں تمہارے لیے

(۲۲) یہ مرحمتیں کہ کچی متیں نچھوڑیں لتیں نہ اپنی گتیں
قصور کریں اوران سے بھریں قصورِ جناں تمہارے لیے

(۲۳) فنا بدرت بقا برت زِہر دو جہت بگر دِسرت
ہے مرکزیت تمہاری صفت کہ دونوں کماں تمہارے لیے

(۲۴) اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب وتواں تمہارے لیے

(۲۵) صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لیے

مشکل الفاظ کے معانی:

* بفور۔بہت جلد،اچانک،اسی وقت * صدا۔آواز * سماں۔منظر،کیفیت * صفوف۔صف کی جمع (فرشتوں کی لائنیں،قطاریں) * سما۔آسماں * مرحمتیں۔نوازشیں،عنائتیں * متیں۔مت کی جمع ہے بمعنی ہوش وحواس یعنی کمزور عقل والے (کچی مت والے،جن کی مت ماری ہوئی ہے) * لتیں۔لت کی جمع بری عادت جیسے کہتے ہیں فلاں کوتو گناہوں کی لت ہی پڑ گئی ہے شاید یہ علت کا مخفف ہو * گتیں۔گت کی جمع،چال ڈھال،حالت (فلاں کی خوب گت بنی یعنی بڑی ذلت اُٹھانی پڑی) * قصور۔گناہ * قصور۔قصر کی جمع بمعنی محل (انھا ترمی بشرر کا لقصر دوزخ محلات کی طرح انگارے پھینکے گا، المرسلات) * بدرت (بہ درت)۔آپ کے دروازے پر * بقا۔زندگی (فنا کی ضد) * ببرت (بہ برت)۔آپ کے دامن میں (اگر پرت ہوتو معنی ہے طفیل وصدقہ) * زہر دو جہت۔دونوں طرف سے (فارسی) * بگرد سرت۔آپ کے سرانور کے اردگرد * مرکزیت۔مرکز ہونا،دائرہ کے درمیان والا نقطہ * دونوں کماں۔(دنیااورآخرت کی)دونوں کمانیں * چیر دیا۔دوٹکڑے کردیا * خور۔سورج * تاب وتواں۔قوت وطاقت * صبا۔پروا ہوا(جو مشرق سے چلتی ہے) * پھلے۔پھل آجائے * کھلے۔غنچہ چٹک کر پھول بن جائے * لوا۔جھنڈا(لواء الحمد قیامت کے دن حضورعلیہ السلام کے ہاتھوں میں ہوگا جس کے نیچے ساری اولاد

آدم ہوگی اور جھنڈے کے سایہ رحمت میں آکر قیامت کی قیامت خیز دھوپ وگرمی سے بچ جائے گی اور اس احسان کے بدلے حضور خدا کی تعریف کریں گے اور ساری خدائی اور خود خدا حضور کی تعریف کرے گا) * تلے۔نیچے * ثنا۔تعریف۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۲۱) شب معراج جب اوپر کی دنیا میں ہمارے آقا علیہ السلام کی تشریف آوری کا اعلان ہوا تو سدرۃ المنتہیٰ خوشی کے مارے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور عرش معلی بھی حضور علیہ السلام کے استقبال کے لیے جھک گیا اور ہر طرف سے درود وسلام کی آوازیں جب آئیں تو عجیب سماں تھا کہ تمام فرشتے حضور علیہ السلام کی آمد پہ اللہ کا شکر ادا کرنے کے لے سجدے میں گرے ہوئے تھے اور آذانیں ہورہیں تھیں اشھدان محمد رسول اللّٰہ (اب بوقت تحریر ایں الفاظ بھی مغرب کی آذانیں ہورہی ہیں اور سبحان اللہ! موذن یہی کلمہ پڑھ رہا ہے، باقی انشاء اللہ نماز مغرب کے بعد لکھا جائے گا)

(۲۲) ہم کم عقل ہیں کہ اپنی بری عادتیں نہیں چھوڑ پارہے اور گناہ پر گناہ کیے جارہے ہیں،اس کے باوجود بھی آپ کی نوازشات ہم پہ قائم ودائم ہیں نہ صرف دنیا میں بلکہ عالم آخرت میں بھی جنت کے محلات انہی گناہ گاروں کے ساتھ بھر دیں گے۔اے میرے آقا یہ رتبہ بھی صرف آپ ہی کو ملا ہے۔

؎ دنیا پہ حکومت ہے تو عقبیٰ پہ بھی شاہی ثانی میرے آقا کا نہ یہاں ہے نہ وہاں ہے
ہر کوئی ہے محتاج سرِ حشر تمہارا ہر شخص پکارے ہے کہ محبوب کہاں ہے (محمد اسماعیل)

(۲۳) فنا وموت ہو یا بقا وزندگی ،سب آپ کے در اقدس کی لونڈیاں ہیں اور دو کمانوں کی طرف آپ کے سرِ انور کے اردگرد دونوں طرف موجود وحاضر ہیں مگر مرکزیت آپ ہی کی ذات اقدس کو حاصل ہے۔جس طرح دونوں کمانیں کماندار کے قبضے واختیار میں ہوتی ہیں موت وحیات کا بھی آپ کو اختیار حاصل ہے،کہیں پتھروں اور لکڑیوں کو بلایا جارہا ہے تو کہیں چلتے پھرتے بولتے سننے والوں کو صم بکم عمی فرمایا جارہا ہے اور شہید کو مردہ کہنے سے منع فرمایا جارہا ہے کیونکہ ایمان وزندگی تو غلامئ رسول کا نام ہے اور کفر وموت رسول سے بغض اور دوری کا نام ہے۔

؎ دور تھے اویس مگر ہو گئے قریب بوجہل تھا قریب مگر دور ہو گیا

(۲۴) آپ کا اشارہ ہو تو چاند کا سینہ چر جائے اور آپ دعا فرمائیں تو ڈوبا ہوا سورج انہیں قدموں پہ واپس پھر آئے اور دن جو ختم ہو چکا تھا وہ عصر کے وقت پہ آجائے تا کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز ادا ہو قضا نہ ہو یہ طاقت اے پیارے آقا! آپ کے سوا کہیں اور نظر نہیں آتی۔

(۲۵) ایسی بادِ صبا چلے کہ جو باغات میں پھل اور پھول کھلا دے اور نہ صرف پھول کھلیں بلکہ ہمارے نصیب بھی کھلیں اور قیامت کے دن لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) ہاتھ میں لیکر جب محبوب خدا نکلیں تو اس وقت (گدائے در خیر الوریٰ،عبد المصطفیٰ امام اہل سنت) احمد رضا کو زبان سے کچھ کہنے کی اجازت ہو جائے تو میری زبان اے میرے آقا وہاں بھی آپ کی تعریف کا قصیدہ ہی پڑھے گی۔

غلامانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پہچان ہی عظمت مصطفیٰ کا اظہار و بیان کرنا ہے ان کو حمد خدا بھی کرنی ہو تو نعتِ مصطفیٰ کا حوالہ دیے بغیر کر ہی نہیں سکتے اور وہ اس لیے کہ خدا اور مصطفیٰ کا آپس میں اتنا گہرا تعلق ہے کہ جیسے دو کمانوں کو ملائے بغیر دائرہ نہیں

بن سکتا اسی طرح خداو مصطفیٰ کو مانے بغیر بندہ ایماندار نہیں ہو سکتا دونوں کو مانے تب مومن اور صرف ایک کا بھی انکار کر دے تو کافر۔

دوسری بات یہ ہے کہ خدا اور محبوب خدا میں چپقلش یا ضد اور مقابلہ بازی نہیں ہے کہ خدا کی تعریف کریں تو رسالت خطرے میں پڑ جائے اور رسول کی تعریف کریں تو توحید کو خطرہ لاحق ہو جائے اور خدا ناراض ہو جائے (نعوذ باللہ) بلکہ ان کا آپس میں اتنا پیار ہے کہ ایک کی تعریف کرنے سے دوسرا خوش ہوتا ہے اس لیے اہل اللہ مکہ میں جا کر درود و سلام اتنا زیادہ پڑھتے ہیں کہ طواف وسعی کی جگہ بھی درود شریف پڑھتے رہتے ہیں اور مدینہ شریف جا کر ذکر الٰہی کی کثرت کرتے ہیں تا کہ اللہ کے گھر حضور کا ذکر زیادہ کریں گے تو خدا خوش ہو جائے گا اور حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ذکر الٰہی زیادہ کریں، تا کہ مصطفیٰ کو ہم پہ پیارا آجائے کہ میرے امتی میرے پیارے اللہ کو یاد کر رہے ہیں۔

ؔ لبوں پر ہو جس وقت دم یا الٰہی — تیرا ذکر اس وقت بھی ہو زباں پر
سر حشر رکھنا بھرم یا الٰہی — سکندر ثنا خواں ہے تیرے نبی کا

----***----

نعت شریف نمبر (۸۲)

(۱) نظر اک چمن سے دو چار ہے نہ چمن چمن بھی نثار ہے
عجب اس کے گل کی بہار ہے کہ بہار بلبل زار ہے

(۲) نہ دل بشر ہی فگار ہے کہ ملک بھی اس کا شکار ہے
یہ جہاں کہ ہژدہ ہزار ہے جسے دیکھو اس کا ہزار ہے

(۳) نہیں سر کہ سجدہ کناں نہ ہو نہ زباں کہ زمزمہ خواں نہ ہو
نہ وہ دل کہ اس پہ تپاں نہ ہو نہ وہ سینہ جس کو قرار ہے

(۴) وہ ہے بھینی بھینی وہاں مہک کہ بسا ہے عرش سے فرش تک
وہ ہے پیاری پیاری وہاں چمک کہ وہاں کی شب بھی نہار ہے

(۵) کوئی اور پھول کہاں کھلے نہ جگہ ہے جوشش حسن سے
نہ بہار اور پہ رُخ کرے کہ جھپک پلک کی تو خار ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* دو چار – آمنے سامنے * نثار – قربان * عجب – عجیب، حیران کن * زار – کمزور * فگار – زخمی * ملک – فرشتہ * ہژدہ ہزار – اٹھارہ ہزار * سجدہ کناں – سجدہ کرنے والا * زمزمہ خواں – گانے والی (زبان) * تپاں – گرم، مراد ہے قربان و بے تاب ہونا * بھینی بھینی – ہلکی ہلکی خوشبو * مہک – خوشبو * بسا – خوشبو دار ہوا * شب – رات * نہار – دن * جوشش حسن – حسن و جمال کی انتہا اور تیزی * رُخ – چہرہ * جھپک – پلکوں کا بند ہونا، آنکھ بند کرنا اور کھولنا (جھپکنا سے) * پلک – آنکھ کا اوپر والا پردہ * خار – کانٹا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) میری نگاہ کے سامنے ایسا باغ (رسالت) کھلا ہوا ہے کہ اس کے سامنے کسی دنیا کے باغ کی حیثیت ہی کیا ہے بلکہ سارا باغ عالم اس (باغ رسالت) پہ قربان ہونے کو تیار ہے اور اس باغ رسالت کے پھول کی کیسی عجیب بہار ہے کہ بلبل کی بہار بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگی۔ یعنی حسینان عالم سرکار مدینہ علیہ السلام کے حسن و جمال کے

جلوؤں کی تاب نہ لاکر پروانوں کی طرح آپ پہ نثار ہو رہے ہیں۔

؎ جس کے انوار کی اک جھلک ہیں عالم سارے کل جہاں جسم ہیں اور جاں ہیں رسول عربی
کون سا غیب رہا غائب، رہا غیب نہ جب غیب ان سے شاہدِ مخفی خزانہ و عیاں ہیں رسول عربی

(۲) صرف انسان ہی محبوب خدا کے عشق میں چاک گریبان و دل فگار نہیں ہیں بلکہ فرشتوں کی حالت بھی کچھ عاشقانِ مصطفیٰ (انسانوں) سے مختلف نہیں بلکہ اٹھارہ ہزار جہانوں میں سے جس کو دیکھو وہ یہی کہتا ہوا نظر آئے گا۔

؎ ایک بیدم ہی نہیں تیار مرنے کے لیے جو تیرے کوچے میں ہے وہی کفن بر دوش ہے

جب ان کے پیدا کرنے والے نے خود ان کو اپنا محبوب بنالیا ہے تو اور کس کی مجال ہے کہ ان کے عشق سے مستغنی ہو کر رہ سکے۔ اٹھارہ ہزار جہانوں میں سے ایک ایک جہان کے حصے میں ان کے ہزار ہزار جلوے دکھائی دیتے ہیں۔

؎ کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر کونین کی خاطر تجھے سرکار بنایا

(۳) کوئی سر ایسا نہیں بلکہ وہ سر ہی نہیں جس میں محبوب خدا کی بارگاہ کے ادب کا جذبہ نہ ہو، نہ وہ زبان زبان کہلانے کی حق دار ہے جو ان کی مدح وثنا کے لیے بے چین و بے قرار نہ ہو، وہ دل پتھر سے کم نہیں جو ان کے عشق کی حرارت میں گرم نہیں ہوتا (بے عزت عاشق رسول نہیں ہوسکتا) اور وہی سینہ مدینہ بنے گا جس کا چین و قرار مدینے والے کی محبت و عشق ہوگا۔

؎ جان لو ایمان کی ہے جان حبِّ مصطفیٰ اور بن ذکر نبی مردود ہے ذکر خدا
(جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴) مدینے کی کیا بات پوچھتے ہو؟ پورا ماحول ہی پر نور اور خوشبو دار بنا ہوا ہے ایسی ہلکی ہلکی بوئے جنت عرش سے فرش تک پھیلی ہوئی ہے کہ ہر ذرہ مہک رہا ہے، اور ہر طرف نور ہی نور پھیلا ہوا ہے جس سے رات، دن کا منظر پیش کر رہی ہے۔

؎ جب مدینے کی بات ہوتی ہے وجد میں کائنات ہوتی ہے
لیلۃ القدر کو جو شرما دے وہ مدینے کی رات ہوتی ہے

(۵) باغ عالم میں سرکار مدینہ ﷺ کے علاوہ کہاں اور کب ایسا پھول کھلا ہے؟ (اسی لیے آپ کے دور اقدس میں کسی دوسرے نبی کو نہ بھیجا گیا حالانکہ پہلے ایک ایک وقت میں سینکڑوں انبیاء کرام کی گنجائش ہوسکتی تھی، بنی اسرائیل نے ایک دن میں ایک روایت کے مطابق ستر اور دوسری روایت کے مطابق تین سو نبیوں کو قتل کیا) اور آپ کے بعد تو باب نبوت کو بالکل ہی سیل کر دیا گیا۔ اب بہار بھی پوری طرح اسی پھول کی طرح متوجہ رہتی ہے اور پلک تک نہیں جھپکتی کیونکہ پلک جھپکنے کے برابر بھی پھول کا نہ دیکھنا اس کی آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھتا ہے۔

؎ محمد سے جنگل ہوئے پر سکوں محمد سے ہر بحر کی لہر ہے
محمد ہے کونین کی زندگی محمد محیط زمن بحر ہے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۶) یہ سمن یہ سوسن و یاسمن یہ بنفشہ سنبل و نسترن
گل و سرو ولالہ بھرا چمن وہ ہی ایک جلوہ ہزار ہے

(۷) یہ صبا سنک وہ کلی چٹک یہ زباں چہک لب جو جھلک
یہ مہک جھلک یہ چمک دمک سب اسی کے دم کی بہار ہے

(۸) وہی جلوہ شہر بشہر ہے وہی اصل عالم و دھر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے

(۹) وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا
وہ ہے جان جان سے ہے بقا وہی بن ہے بن سے ہی بار ہے

(۱۰) یہ ادب کہ بلبل بے نوا کبھی کھل کے کر نہ سکے نوا
نہ صبا کو تیز روش روانہ چھلکتی نہروں کی دھار ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* سمن–چنبیلی * سوسن–پانچ پنکھڑیوں والا آسمانی رنگ کا پھول * یاسمن–سفید چنبیلی * بنفشہ–وہ مشہور بوٹی جس سے شربت بنفشہ تیار کیا جاتا ہے * سنبل–خوشبودار گھاس * نسترن–سفید گلاب * گل–سرخ گلاب * سرو شمشاد، صنوبر (بالکل سیدھا درخت) * لالہ–خشخاش کا سرخ پھول * سنک–تیز ہوا، خبط، سوداء * کلی–غنچہ، بن کھلا پھول * چٹک–کلی کا (ٹھک کی آواز کے ساتھ) پھول بننا * چہک–زبان کی خوش الحانی، چہچہانا * لب جو–دریا (نہر) کا کنارہ * جھلک–رونق * مہک–خوشبو * چمک دمک–روشنی * جلوہ–نور * اصل–جڑ، بنیاد * عالم–جہاں * دھر–زمانہ * بحر–سمندر * لہر–موج دریا * پاٹ–دریا کی چوڑائی * دھار–پانی کا بہاؤ * فنا–خاتمہ، ہلاکت * بقا–زندگی، باقی رہنا * بن–جڑ * بار–پھل * ادب–لحاظ، احترام * بے نوا–محتاج و بے سروسامان * نوا–آواز * صبا–پروا ہوا * تیز روش–تیز چلنا * چھلکنا–اُچھلنا * دھار–بہاؤ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو باغ سے تشبیہ دیکر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں یہ جیسے باغ ایک ہوتا ہے لیکن اس میں کئی قسم کے پھول ہوتے ہیں کوئی چنبیلی وسوسن کا پھول ہے تو کوئی یاسمین و بنفشہ ہے کہیں خوشبودار گھاس ہے تو کہیں سفید گلاب ہے، کسی جگہ گل سرخ کھلا ہوا ہے تو کہیں سرو، صنوبر کھڑا ہوا ہے چمن تو ایک ہی ہے مگر جلوے ہزار ہیں۔ ہمارے آقا کی ذات بھی ایک ہی ہے مگر ایک ہو کر ؎ ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

والخلق کلھم من نوری۔ تمام مخلوق میرے نور سے بنائی گئی۔ (زرقانی ص ۴۶ ج ۱، مواھب لدنیہ ص ۹ ج ۱، سیرت حلبیہ ص ۳۰) نور سے پیدا فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے نور کی شعاعوں کے جلووں کے فیض سے مخلوق بنائی گئی ورنہ نور

تو تقسیم نہیں ہوتا۔

(۷) بادِ صبا کا صبح کے وقت تیزی اور نخرے سے چلنا، کلیوں کا ٹھک کر کے پھول بن جاتا، زبان سے میٹھے بول بولنا، دریاؤں کی لہروں کا پر رونق منظر، پھولوں کی مہک اور چاند سورج ستاروں کی چمک دمک یہ سب جلوے ہیں نورِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ ساری بہاریں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کے دم قدم سے ہیں۔

(۸) ہر نگر نگر ہر گلی گلی، ہر شہر شہر ہے نبی نبی، حضور کے جلووں سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے کیونکہ آپ ہی جہان کی اصل اور زمانے کی بنیاد ہیں، سمندر میں آپ کا جلوہ، اس کی لہروں میں آپ کا جلوہ، اس کی چوڑان میں آپ کے نور کا جلال ہے تو اس کی دھار میں آپ کی محبت کا جمال اور آپ کے کرم کا کمال اور تیزی بھی ہے کیونکہ آپ کائنات کی روح رواں ہیں اور جان ہے تو جہاں ہے۔

؎ فرش، عرش دونوں جہاں نور سے تیرے روشن نورِ مصطفیٰ تیرا، چار سو اجالا ہے

(۹) جب تک حضور علیہ السلام کے نور کو پیدا نہ کیا گیا تھا اس وقت تک سوائے اللہ کے کچھ نہ تھا اگر اب بھی حضور علیہ السلام کا نور کائنات میں جلوہ گر نہ ہو تو جہان سارے کا سارا فنا ہو جائے، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی جانِ کائنات ہیں، جان سے ہی زندگی ہے اور آپ اصل کائنات ہیں اور جڑ ہوگی تو درخت سر سبز و شاداب رہ کر پھل دے گا۔

؎ نگاہ لطف ہو ہم سب پہ آقا ترے دربار کے دریوزہ گر ہیں

(۱۰) بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام کا ادب واحترام یہ ہے کہ بلبل کبھی کھل کر چہچہا نہیں سکتی، نہ ہوا کو آپ کی بارگاہ میں تیزی دکھانے کی اجازت تھی اور نہ ہی دریا کی لہروں کو طغیانی کی مجال۔ کیونکہ حضور علیہ السلام ہر شئے کے رسول ہیں اور ہر شئے پر آپ کا احترام لازم ہے۔

استاذ کی بارگاہ کا ادب شاگرد بتائے۔ پیر کی بارگاہ کا ادب مرید سمجھائے اور مصطفیٰ کی بارگاہ کا ادب خدا بیان فرمائے اور ارشاد فرمائے۔

یا ایھاالذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (الی اخر الایۃ)

خبردار! اے ایمان والو! میرے نبی سے اپنی آوازوں کو اونچا مت کرو۔ اور ان کو ایسے نہ بلاؤ جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ جو ایسا کرے گا اس کے اعمال ضائع کر دیے جائیں گے۔ اور اس کو خبر بھی نہ ہوگی۔

حضور علیہ السلام کے گھر ایک تقریب کے موقع پر فارغ ہونے کے بعد بھی کچھ لوگوں کا بیٹھے رہنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا اور فرمایا ان ذلکم کان یوذی النبی فیستحی منکم۔ یہ بات میرے حبیب کے لیے تکلیف کا باعث ہے اور وہ حیاء کی وجہ سے تمہیں کچھ کہتے نہیں ہیں لہٰذا خود ہی سوچ لیا کرو و اللہ لا یستحی من الحق۔ اللہ کو حق بات کہتے ہوئے کوئی جھجک نہیں۔

؎ یہ کون طائر سدرہ سے ہم کلام آیا جہانِ خاک کو پھر عرش کا سلام آیا
جبیں بھی سجدہ طلب ہے یہ کیا مقام آیا "زباں پہ بار خدایا" یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے"

(۱۱) بہ ادب جھکا لو سرِ ولا کہ میں نام لوں گل و باغ کا
گلِ تر محمد مصطفیٰ چمن ان کا پاک دیار ہے

(۱۲) وہی آنکھ ان کا جو منہ تکے وہی لب کہ محو ہوں نعت کے
وہی سر جو ان کے لیے جھکے وہی دل جو اُن پہ نثار ہے

(۱۳) یہ کسی کا حسن ہے جلوہ گر کہ تپاں ہیں خوبوں کے دل وجگر
نہیں چاک جیبِ گل و سحر کہ قمر بھی سینہ فگار ہے

(۱۴) وہی نظر شہ میں زرِنکو جو ہو ان کے عشق میں زردرُو
گلِ خلد اس سے ہو رنگ جُو یہ خزاں وہ تازہ بہار ہے

(۱۵) جسے تیری صفتِ نعال سے ملے دو نوالے نوال سے
وہ بنا کہ اس کے اگال سے بھری سلطنت کا ادھار ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

★ ولا ۔ دوستی، محبت ★ تر ۔ تازہ، تری والا ★ دیار ۔ گھر ★ تکے ۔ دیکھے ★ لب ۔ ہونٹ ★ محو ۔ گم، مصروف ★ نثار ۔ قربان ★ جلوہ گر ۔ روشن، ظاہر ★ تپاں ۔ گرم، تڑپتے ★ جیب ۔ گریبان ★ سحر ۔ صبح کا وقت ★ قمر ۔ چاند ★ سینہ فگار ۔ زخمی سینہ و دل ★ زرِنکو ۔ خالص سونا ★ زردرُو ۔ پیلے چہرے والا ★ گلِ خلد ۔ جنت کا پھول ★ رنگ جو ۔ رنگ کا متلاشی ★ خزاں ۔ پت جھڑ کا موسم ★ تازہ بہار ۔ پھول کھلنے کا موسم شروع ہونا ★ نعال ۔ نعلین شریف (جوتا مبارک) ★ نوالے ۔ لقمے ★ نوال ۔ جود و کرم ★ اُگال ۔ اگلی ہوئی، منہ سے باہر پھینکی ہوئی چیز تھوک ★ بھری ۔ بھرپور۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) اے عاشقانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنے سروں کو ادب سے جھکا لو کیونکہ میں ایک پھول اور ایک چمن کا ذکر کرنے والا ہوں۔ تو سنو! پھول کون ہے؟ اللہ کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ باغ قدس کے تر و تازہ پھول ہیں اور وہ باغ اللہ کے محبوب اور ساری کائنات کے مطلوب و مقصود کا شہر پاک مدینہ شریف ہے۔

نہ پھولوں میں میرے پھول کا جواب ہے اور نہ ہی باغوں میں باغ مدینہ کا کوئی ثانی ہے۔ پھول کی شان تو یہ ہے کہ

ے محمد دین و دنیا کے ہیں رہبر محمد آخرت کے تاجور ہیں
محمد نام پہ نقطہ نہیں ہے وہی بے عیب ہیں حق کے گہر ہیں

اور باغ مدینہ کی عظمت اب میری نظر میں یہ ہے کہ

ے حسرت ہے دل میں اور تمنا نظر میں ہے اب خواب میں بھی گنبد خضریٰ نظر میں ہے

دیکھو جدھر حضور کے جلوے دکھائی دیں اک ایسے زاویے سے مدینہ نظر میں ہے

(۱۲) آنکھ درحقیقت وہی ہے جو محبوب خدا کے چہرے کو محبت کے ساتھ دیکھتی رہے، اور ہونٹ دراصل وہی ہونٹ ہیں جو حضور علیہ السلام کی ثناخوانی میں مصروف رہیں۔ سر وہی سر ہے جو ان کے سامنے ادب سے جھکا رہے اور دل کہلانے کا وہی حقدار ہے جو محبوب خدا پہ قربان ہوتا ہے ورنہ یہ سب اعضاء ہونے کے باوجود **صم بکم عمی فهم لا یرجعون۔ الهم ارجل یمشون بها ام لهم اید یبطشون بها** (الی آخر الایۃ)

(۱۳) اللہ اللہ! ذرا غور سے دیکھو! یہ کس کے حسنِ دل آرا، نے جلوی گری فرمائی ہے کہ تمام حسن والے بے قراری کی آگ میں بدل و جان قربان ہو رہے ہیں اور صرف پھول اور صبح صادق نے ہی اپنا گریبان چاک نہیں کیا چاند بھی محبوب خدا کے حسن کی تاب نہ لا کر زخموں سے چور چور ہے اور اس کا سینہ داغ داغ ہے۔

ے
جے او جاوے سیر کرن نوں دھرتی لِف لِف جاوے
جے رکھے ہتھ وچ پھلاں دے ہتھ پھلاں وچ رَل جاوے
بجلی ڈر دی چمک نہ مارے جے متھے تیوری پاوے
تو یہ ایڈا حسن نبی دا جہدی جھال نہ جھلی جاوے

(۱۴) محبوب خدا کی بارگاہ میں اگر نذرانہ پیش کیا جا سکتا ہے تو وہ عاشق جن کے چہرے خالص سونے کی طرح فراق محبوب میں پیلے ہو چکے ہیں، جن سے جنت کا پھول بھی رنگینی کا متلاشی ہے، اے لوگو! تم تو پیلا رنگ خزاں کی علامت سمجھتے ہو لیکن عشق و محبت کے جہان میں پیلا رنگ بہار کا شمار ہوتا ہے۔

ے
رنگ زرد و آہ سرد و چشم تر
پیلا رنگ، ٹھنڈی سانس اور تر آنکھ علامات عشق و محبت ہیں

(۱۵) اے میرے آقا! جس خوش نصیب کو آپ کی نعلین پاک کا صدقہ آپ کے جود و کرم کے دو لقمے مل گئے، اس کو یہ مرتبہ مل گیا کہ یہ دنیا کے سارے تخت و تاج بھی اس کی اُگلی ہوئی چیز (تھوک) کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے بلکہ اس تھوک کی قیمت پوری دنیا دیکر بھی قرضہ سر پہ قائم رہے گا۔

ے جو جمال روئے حیات تھا، جو دلیل راہِ نجات تھا اسی راہبر کے نقوش پا کو مسافروں نے مٹا دیا
ترے حسنِ خلق کی اِک رمق، مری زندگی میں نہ مل سکی میں اسی میں خوش ہوں کہ شہر کے در و بام کو تو سجا دیا
(پروفیسر عنایت علی خاں)

(۱۶) وہ اٹھیں چمک کے تجلیاں کہ مٹا دیں سب کی تعلّیاں
دل و جاں کو بخشیں تسلیاں ترا نور بارد و حار ہے

(۱۷) رسل و ملک پہ درود ہو وہی جانے ان کے شمار کو
مگر ایک ایسا دکھا تو دو جو شفیع روزِ شمار ہے

(۱۸) نہ حجاب چرخ و مسیح پر نہ کلیم و طور نہاں مگر
جو گیا ہے عرش سے بھی ادھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

(۱۹) وہ تری تجلیِ دل نشیں کو جھلک رہے ہیں فلک زمیں
ترے صدقے میرے مہ مبیں مری رات کیوں ابھی تار ہے

(۲۰) مری ظلمتیں ہیں ترا ستم مگر ترا مہ نہ مہر کہ مہر گر
اگر ایک چھینٹ پڑے اِدھر شب داج ابھی تو نہار ہے

(۲۱) گنہِ رضا کا حساب کیا وہ اگرچہ لاکھوں سے ہیں سوا
مگر اے عفوّ تیرے عفو کا تو حساب ہے نہ شمار ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

★ تجلیاں -نور کے جلوے (تجلی کی جمع) ★ تعلیاں - (تعلّی کی جمع) شیخیاں، ڈینگیں مارنا ★ تسلی - اطمینان، سکون ★ بارد - ٹھنڈا ★ حار - گرم ★ رسل - جمع رسول کی ★ ملک - فرشتہ ★ درود - اللہ کی رحمت ★ شفیع - شفاعت کرنے والا ★ روز شمار - گنتی کا دن، روز قیامت ★ حجاب - پردہ ★ چرخ - آسماں ★ مسیح - عیسیٰ علیہ السلام ★ کلیم - حضرت موسیٰ علیہ السلام ★ نہاں - پوشیدہ ★ ناقہ - اونٹنی ★ تجلی - روشنی ★ دل نشیں - دل میں اترنے والی ★ جھلک - چمک ★ فلک - آسمان ★ مہ مبیں - روشن چاند ★ تار - تاریک، اندھیری ★ ظلمتیں - اندھیرے ★ ستم - ظلم ★ مہ - چاند ★ مہر - سورج ★ مہر گر - سورج بنانے والا، اللہ تعالیٰ ★ چھینٹ - بوند، قطرہ ★ شب داج - اندھیری رات ★ نہار - دن ★ سوا - زیادہ ★ عفوّ - بہت زیادہ معاف کرنے والا ★ عفو - معافی ★ شمار - گنتی۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱۶) اے میرے آقا! دنیا کی اس اندھیر نگری میں آپ کے انور وتجلیات کی وہ بجلیاں چمکیں کہ بڑے بڑوں کا غرور خاک میں مل گیا اور دوسرے طرف دلوں کو انہی تجلیوں نے سکون بھی عطا کیا۔ اُدھر جلا رہی ہیں ادھر ٹھنڈک پہنچا رہی ہے کیونکہ آپ کا نور دو کام کرتا ہے اہل ایمان کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے اور اہل نفاق پر جلا دینے والی بجلی بن کر گرتا ہے۔

اب تو بات سمجھنی کوئی مشکل نہیں ہماری بجلی بھی ہیٹر میں آئے تو گرم ہوتی ہے فریزر میں آئے تو ٹھنڈک پیدا کرتی ہے۔

؎ نظر کی جولانیاں نہ پوچھو نظر حقیقت میں وہ نظر ہے اُٹھے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب کردے

(۱۷) اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں اور فرشتوں پہ اللہ کی رحمت ہو جن کی صحیح تعداد خدا ہی بہتر جانتا ہے (وما یعلم جنو دربك الاھو) لیکن میں تو یہ کہنا چاہتا ہو کہ کیا کوئی ایک بھی ان میں ایسا ہے جو اس طرح کی شفاعت کر سکے جس طرح کی شفاعت ہمارے آقا فرمائیں گے۔ (اور ایسا کیوں نہ ہو کہ تمام مخلوق کے تمام کمالات کا خلاصہ بھی تو حضور کی ذات ہے ناں)

؎ اعمال اصفیا کا خلاصہ حضور ہیں اوصاف اولیاء کا خلاصہ حضور ہیں

اَفضال انبیاء کا خلاصہ حضور ہیں　　تخلیق کبریا کا خلاصہ حضور ہیں
اب اور وصف گوہر مقصود کیوں کروں　　اس حسن لا محدود کو محدود کیوں کروں
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پہ تشریف فرما ہیں مگر کیا پھر بھی پردہ نہیں ہے؟ حضرت موسیٰ کلیم علیہ السلام طور پر دیدار سے پردے میں رہے۔ مگر عرب کے شہ سوار محمد عربی علیہ السلام ہی تو ہیں جو عرش معلی سے بھی آگے تشریف لے گئے اور سارے پردے صرف انہی کے لیے اُٹھائے گئے۔

(۱۹) اے میرے آقا! آپ کی دلوں میں اترنے والی تجلی سے آسمان بھی روشن ہے اور زمین بھی جگمگا رہی ہے میرے مقدر کی رات ابھی تک کیوں تاریک ہے۔ ایک جلوہ اس تاریک قسمت پہ بھی ڈال دیجئے۔

ے　چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے　　میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

(۲۰) اگر چہ میری تاریکیاں میرے گناہوں کے سبب سے ہیں مگر آپ کا چاند صرف سورج ہی نہیں سورج بنانے والا ہے اگر ایک چھینٹا رحمت کا عطا ہو جائے تو میری اندھیری رات دن ہو جائے۔

(۲۱) میں نے مانا! میرے گناہوں کا کوئی حساب و شمار نہیں ہے مگر اے معاف فرمانے والے! تیری معافی بھی تو اعداد و شمار سے باہر ہے پھر ایسے کریم کے لیے کیا ایسا ہی گناہ گار نہیں ہونا چاہیے؟

(۲۲) تیرے دین پاک کی وہ ضیاء کہ چمک اٹھی رہِ اصطفا
جو نہ مانے آپ سقر گیا کہیں نور ہے کہیں نار ہے

(۲۳) کوئی جان بسکے مہک رہی کسی دل میں اس سے کھٹک رہی
نہیں اس کے جلوے میں یک رہی کہیں پھول ہے کہیں خار ہے

(۲۴) وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا و ذبیح تیغ خیار ہے

(۲۵) یہ ہے دیں کی تقویت اس کے گھر یہ ہے مستقیم صراط شر
جو شقی کے دل میں ہے گاؤ خر تو زباں پہ چوڑھا چمار ہے

(۲۶) وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے

(۲۷) وہ رضا کے نیزہ کی مارے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

مشکل الفاظ کے معانی:

* ضیاء۔روشنی * رہِ اصطفا۔چناہوااور منتخب راستہ * سقر۔جہنم * نار۔آگ * بس کے۔بسنا سے بمعنی خوشبودار ہونا * مہک۔خوشبو * کھٹک۔چبھن * یک رہی۔یکسانیت * خار۔کانٹا * وھابیہ۔وھابی، محمد بن عبدالوھاب نجدی کا گستاخانہ عقیدہ رکھنے والے * لقب۔وصفی نام * شہید۔راہِ حق میں قتل ہونے والا * ذبح۔ذبح کیا ہوا * لیلیٰ نجد۔نجد کی لیلیٰ (محبوبہ) * تیغ خیار۔اچھے مسلمانوں کی تلوار * تقویت۔قوت دینا * مستقیم۔سیدھا * صراط شر۔بدی کا راستہ * شقی۔بد بخت * گاؤ خر۔گائے اور گدھا * چوڑھا۔غلاظت صاف کرنے والا ،بھنگی ،جمعدار * جود۔سخاوت * سر بسر۔مکمل ،ہمیشہ ،تمام * تپ سقر۔دوزخ کی تپش * بخار۔غصہ ،گرمی ،کدورت ،رنج * عدو۔دشمن * غار۔گہرا گڑھا * چارہ جوئی۔علاج معالجہ * وار۔موقعہ ،نوبت * وار نمبر۲۔حملہ ،چوٹ * پار۔آر پار ،ادھر سے اُدھر تک۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۲۲) اے میرے نور والے آقا! آپ کے دین حق کی ضیاء پاشیوں سے صراط مستقیم کا برگزیدہ اور عمدہ راستہ چمک اُٹھا اب یہ لوگوں کی مرضی ہے کہ مان کر سیدھے جنت میں چلے جائیں یا انکار کر کے دوزخ کا ایندھن بن جائیں۔دین اسلام پر چلنے والوں کے لیے نور ہے اور دین اسلام کے منکروں کے لیے نار ہے۔

؎ نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے — وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے
جھکانے آئے بندوں کی جبیں اللہ کے در پر — سکھانے آدمی کو آدمی کا احترام آئے

(۲۳) کوئی وہ خوش نصیب ہے کہ جس نے امام الانبیاء علیہ السلام کے عشق و محبت کو اپنی جان میں بسایا ہوا ہے اور ہمیں جو ایمان، دین اسلام اور صراط مستقیم ملا ہے وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظیم قربانیوں کا صدقہ ملا ہے اس دین کی خاطر آپ نے کس قدر ظلم وستم برداشت فرمائے اور طائف کے بازاروں میں لہولہان ہوئے ،اس وجہ سے ہماری گردن آپ کے احسانات کے سامنے جھکی رہنی چاہیے۔

؎ اگر نہ مشعل وحدت جہاں میں جلوہ گر ہوتی — تو پھر صدیوں سے آوارہ یہ پروانے کہاں جاتے

حضور کی یاد دینداروں اور آپ کے وفاداروں کے دلوں میں جان بن کر مہک رہی ہے اور ایک وہ بد بخت ہیں کہ جن کے لیے آقا علیہ السلام کی یاد سوہانِ روح بنی ہوئی ہے اور وہ ذکر مصطفیٰ کو دن رات ختم کرنے کی فکر میں ہیں ،تو ثابت ہوا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جلوے ایک کام نہیں کرتے ہیں بلکہ دو کام کرتے ہیں جو ماننے والے ہیں اور حضور علیہ السلام کی اس کائنات میں جلوہ گری کو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان سمجھتے ہوئے یہ عقیدہ رکھیں کہ

؎ تثلیث و آزری کو مٹانے کے واسطے — دنیا میں اک خدا کا پرستار آگیا

جو وفادار بن کر دامنِ کرم میں آگیا وہ پھول بن کر جنت میں پہنچ گیا اور جو غدار بن کر گستاخ ہو گیا وہ کانٹا بن کر دوزخ کا ایندھن ہو گیا۔

(۲۴) (اس شعر میں اعلیٰ حضرت ایک بہت بڑے راز سے پردہ اُٹھا رہے ہیں اور ایک بہت بڑے دھوکے کا پردہ چاک کر کے حقیقت کو واضح فرما رہے ہیں کہ مولوی اسماعیل دھلوی جس نے تقویۃ الایمان کتاب لکھ کر امت میں انتشار پیدا کیا اور مسلمانوں کے

خلاف جہاد کر کے شہید بن بیٹھا) وہابیوں نے جس کوشہید وذبیح کا لقب دے رکھا ہے ہاں وہ شہید ہے مگر فی سبیل اللہ شہید نہیں بلکہ کسی لیلائے نجد کے عشق کا مارا ہوا ہے اور وہ ذبیح بھی ہے مگر کافروں کی تلوار سے نہیں بلکہ پکے سچے سنی مسلمانوں کی تلوار سے۔ انگریزوں سے مل کر مسلمانوں کے ساتھ لڑنے والا ''مجاہد ملت وہابیہ'' غیرت مند پٹھانوں کی تلوار سے قتل ہو گیا۔

اگر یقیناً نہ آئے تو جن سے جہاد ہوا ہے ان کے نام پڑھ لو اور پھر فیصلہ کرو کہ کیا کسی بھی دور میں سکھوں کے ایسے نام ہوئے ہیں، ملا عظیم اخوندزادہ۔ میاں نصیر احمد المعروف قصہ خوانی ملا، حافظ دراز پشاوری شارح بخاری۔ شیخ عبدالغفور اخوند سواتی درانی سرداروں کے پیرومرشد۔ یہ اور ان جیسے دیگر سینکڑوں خیار امت تھے کہ جنہوں نے اپنی غیرت کو زندہ رکھا مگر اسماعیل دہلوی کو بمعہ مرشد احمد بریلوی واصل جہنم کیا۔ اب کوئی جو چاہے کہتا پھرے زبان اپنی ہے اور اپنے ہی منہ میں ہے قلم اپنے ہی ہاتھ میں ہے روکنے والا کوئی نہیں مگر تاریخ کو مسخ کرنے کی لعنت کا طوق تو ایسے لوگوں کا ضرور منتظر ہے۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھئے۔ موج کوثر، تذکرہ اکابر اہل سنت، مشاہدات کابل و یاغستان، مقالات سرسید علی گڑھی نمبر۹)

(۲۵) اس شعر میں اسماعیل دہلوی کے گندے عقیدے کی ایک جھلک پیش کی جارہی ہے کہ بفرض محال اگر وہ سکھوں کے ہاتھوں بھی مارا گیا ہوتب بھی ایسے عقیدے والا شہید ہو سکتا ہے؟ کہ جو یہ کہے کہ (نعوذ باللہ) اللہ کی شان کے آگے.............. چوڑے چمار سے بھی ذلیل تر ہے۔ (تقویۃ الایمان) اور نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال اپنے گدھے بیل اور مجامعت (جماع کرنے) کے خیال سے بھی برا ہے۔ (صراط مستقیم) یہ تقویۃ الایمان۔ ہے تو ایمان کی موت کس کو کہیں؟ اور اگر یہ صراط مستقیم (سیدھا راستہ) ہے تو صراط شر (برائی کا راستہ) کس بلا کا نام ہے۔ ان کے ہاں یہ دین کی قوت ہے اور یہ سیدھا راستہ ہے جو سیدھا ان کے گھر (دوزخ) کی طرف جاتا ہے۔ ان بدبختوں کے دلوں میں گائے اور گدھے ہیں اور زبان پہ نبیوں کے بارے میں چوڑے چمار کے الفاظ ہیں، نعوذ باللہ من ذلک۔ اللہ اس گندے عقیدے سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

عاشقانِ مصطفیٰ جب اپنے آقا کا نام لیتے ہیں تو ایمان وجد کرتا ہے مگر مولوی اسماعیل حضور علیہ السلام کا نام اتنی بے رُخی سے لیتا ہے کہ جیسے نعوذ باللہ کسی عام سے انسان کا نام لے رہا ہے مثلاً ''جس کا نام محمد اور علی ہو وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں'' تقویۃ الایمان۔ آپ نے دیکھا نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ علی کرم اللہ وجہہ۔ پھر کیا ان دونوں سے دشمنی ہے کسی اور کا نام لیکر کیوں نہیں کہا کہ وہ کسی شی کے مالک ومختار نہیں۔ کیا صرف یہی دو ہستیاں ہی رہ گئی تھیں۔

(۲۶) ارے بدبخت گستاخ! تو میرے آقا سے کون سے بدلے لے رہا ہے کہ تیری گندی زبان وقلم سے ایسے گندے عقیدے وجود میں آرہے ہیں۔ بتا تو سہی اللہ کے محبوب کے بارے میں تیرے دل میں اتنی نفرت وکدورت کیوں ہے ہمارا آقا نے تو ہماری دنیا وآخرت کو سنوارا ہی سنوارا ہے کبھی کسی کا کچھ بگاڑا تو نہیں ہے وہ تو ساری زندگی اپنے جود وکرم کے خزانے لٹاتے رہے لوگوں کو جہنم سے بچاتے رہے، خدا سے ملاتے رہے، قطرے کو سمندر اور ذرے کو آفتاب بناتے رہے، بے زر کو بوذر اور بلال حبشی کو رشک قمر بناتے رہے، معجزات دکھاتے رہے، کمالات دکھاتے رہے۔ ارے بدبخت! تجھے دوزخ کی آگ بھسم کرے، تو ہمارے آقا سے کس دشمنی کا انتقام لے رہا ہے کہ ان کی عظمت کو گھٹانے پہ لگا ہوا ہے جن کو اللہ نے رحمۃ للعالمین بنایا اور صاحب خلق عظیم بنایا۔

؎ کسی انساں کی عظمت اس سے بڑھ کر کیا ہوا ے بزمی　　خدا نے آپ کے اخلاق پر خود ناز فرمایا
(خالد بزمی بحوالہ بہار نعت:۸۷)

(۲۷) اچھا اگر تو ان گندے عقیدوں کو نہ چھوڑے گا تو عبد مصطفیٰ گدائے در خیر الوریٰ، احمد رضا کے خنجر خونخوار اور اس کے نیزے کی مار سہنی پڑے گی پہلے غلامانِ مصطفیٰ سے پنجہ لڑا پھر آگے جانا ہم تیرا خود ہی کچومر نکال دیں گے تاکہ دربار رسالت کی طرف تو میلی آنکھ سے بھی نہ دیکھ سکے، یہ احمد رضا کا نیزہ ہے جو ایسا زخم کرتا ہے کہ سینے میں گہرا گڑھا بنا دیتا ہے، جس کا پھر علاج بھی نہیں ہو سکے گا۔ اس کے حملے کا وار آر پار (ادھر سے اُدھر تک) نکل جاتا ہے۔

----***----

نعت شریف نمبر (۸۳)

(۱) ذرے جھڑ کر تری پیزاروں کے ۔۔۔ تاجِ سر بنتے ہیں سیاروں کے

(۲) ہم سے چوروں پہ جو فرمائیں کرم ۔۔۔ خلعتِ زر بنیں پشتاروں کے

(۳) میرے آقا کا وہ در ہے جس پر ۔۔۔ ماتھے گھس جاتے ہیں سرداروں کے

(۴) میرے عیسیٰ تیرے صدقے جاؤں ۔۔۔ طور بے طور ہیں بیماروں کے

(۵) مجرمو! چشمِ تبسم رکھو ۔۔۔ پھول بن جاتے ہیں انگاروں کے

(۶) تیرے ابرو کے تصدق پیارے ۔۔۔ بند کرّے ہیں گرفتاروں کے

(۷) جان و دل تیرے قدم پر وارے ۔۔۔ کیا نصیبے ہیں ترے یاروں کے

(۸) صدق و عدل کرم و ہمت میں ۔۔۔ چار سو شہرے ہیں ان چاروں کے

(۹) بہرِ تسلیم علی میداں میں ۔۔۔ سر جھکے رہتے ہیں تلواروں کے

(۱۰) کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضاؔ
بول بالے مری سرکاروں کے

مشکل الفاظ کے معانی:

* ذرے- گرد (سب سے چھوٹی چیز، جزلایتجزیٰ) * پیزاروں- نعلین مقدس، جوتا مبارک * سیاروں- گردش کرنے والے ستارے * خلعت- انعام کا جوڑا * زر- سونا * پشتاروں- ڈھیروں کے ڈھیر * طور- چال چلن، طرز، روش * بے طور- بری حالت (مندے حال ہونگے دیہاڑے) * ماتھے- پیشانیاں * گھس جانا- رگڑتے رہنا * چشم- آنکھ، امید * تبسم- مسکراہٹ * انگارے- آگ کے شعلے * ابرو- بھویں * تصدق- قربان * کرّے- سخت، تنگ * وارے- قربان کرے * نصیبے- بخت * یاروں- دوستوں، صحابہ کرام * صدق- سچائی * عدل- انصاف * کرم- سخاوت * ہمت- شجاعت و بہادری * چارسو- چاروں طرف * شہرے- چرچے * بہر تسلیم- سلامی کے لیے، حکم ماننے کے لیے * آقاؤں- سرداروں * بندہ- نوکر، غلام * بول بالے- عزت و عظمت، شان و شوکت میں بلند ہونا (بول بات بالے بلند)

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) سیارگان فلکی (سورج، چاند، مشتری، مریخ، زحل، عطارد، زہرہ) کے سروں پہ میرے آقا ومولا علیہ السلام کی نعلین پاک سے جھڑ کر گرنے والے مٹی کے ذرے تاج بن کر چمکتے ہیں۔

؎ میرے نقاد کو شاید ابھی معلوم نہیں میرا ایماں ہے مکمل، میرا ایماں تو ہے
تیرا کردار ہے احکام خدا کی تائید چلتا پھرتا، نظر آتا ہوا قرآں تو ہے

(احمد ندیم قاسمی)

(۲) نیکوں کو تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کیا انعام عطا فرماتے ہوں گے ہم جیسے پاپیوں اور نکموں کو بھی اتنا نواز دیتے ہیں کہ خلعتوں (سنہری اور سچے کام کے جوڑے جو کپڑوں پر سونے کی تاروں سے کڑھائی کر کے لوگ شادی کے موقع پہ تیار کرتے ہیں یعنی خلعت فاخرہ) کا ڈھیر لگا دیتے ہیں جو اُٹھانا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی شان کے مطابق عطا فرماتے ہیں۔ یہ کیا کم کرم ہے کہ آپ نے ہمیں اپنی سیرت کا نور عطا فرما کر اسلامی زندگی عطا کی۔ جس سے ہماری آخرت سنور گئی۔

؎ میری زباں پاک نہیں میں بھی کچھ نہیں کیسے بیان کر سکوں سیرت حضور کی
سیرت سے ان کی دین کی پھیلی ہے روشنی مینار روشنی کا ہے سیرت حضور کی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳) (چند کتابڑیاں پڑھ کر بے ادب بن جانے والا کیا جانیں کہ میرے پیارے آقا کے دربار کی عظمت کیا ہے) میرے (نبی علیہ السلام) کا درِ اقدس تو وہ ہے کہ جہاں بڑے بڑے بادشاہ اپنی پیشانیاں رگڑتے نہیں جھکتے اور اس کو اپنے لیے سعادت گردانتے ہیں۔ پھر بتاؤ تو! وہ بھلا ہم جیسے کیسے ہو سکتے ہیں، جن کے در کی شان یہ ہے ان کے گھر کی شان کیا ہوگی اور پھر صاحب خانہ کی عظمت کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ کہ جن کا حال یہ ہے۔

؎ اترتے ہیں تم پر سلام اللہ اللہ خدا نے کیا احترام اللہ اللہ
وہیں تیرے دیوانوں کی عید ہو گی جہاں ہو گا دیدار عام اللہ اللہ
ہے دیوانوں میں دیکھا دیوانہ قرنیؓ غلاموں میں حبشیؓ غلام اللہ اللہ
جو رُومی و سعدی و جامی کو بخشا پلا دو مجھے بھی وہ جام اللہ اللہ
جو اہل نظر ہیں وہی جانتے ہیں جو شان آپ کا جو مقام اللہ اللہ
نمازِ محبت ادا ہوئی اس کی ہوا عشق جس کا امام اللہ اللہ
امیرؔ حزیں کو نہیں فکر محشر ہے محشر میں ان کا نظام اللہ اللہ

(۴) اے ہمارے عیسیٰ (یعنی محمد مصطفیٰ، پیارے آقا، صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے بیماروں (ہم گنہ گاروں کے بڑے بے ڈھنگے لچھن ہیں کہ ہر وقت آپ کی نافرمانی میں لگے رہتے ہیں نہ مرنا یاد نہ مر کر اُٹھنا یاد، نافرمانیوں میں بہت آگے نکل چکے ہیں۔ مگر آپ پر قربان جائیں کہ آپ ہم جیسوں کو پھر بھی نبھا رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت تو تقویٰ وطہارت کا پیکر تھے اس طرح کے اشعار میں وہ ہم جیسے نکموں کو عمل کی دعوت دیتے ہیں کیونکہ بدعملی اور نافرمانی اپنے عروج پر ہے، زمیں گناہوں سے بھر چکی ہے، بے حیائی کا دور دورہ ہے خوف خدا فکر آخرت اور موت کو یاد کرنے سے ہی ان مسائل پہ قابو پایا جا سکتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے خود تلاوت قرآن اور ھاذم اللذات (موت) کو یاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے کچھ اس حوالے سے بھی پڑھ لیں۔

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی گناہ و کفر ہے مگر اس میں بھی ذرہ برابر شک نہیں کہ اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی، قہر و غضب سے نڈر اور بے خوف ہو جانا بھی کفر ہے الایمان بین الخوف الرجاء۔ ایمان نام ہے خوف خدا اور امید رحمت کی درمیانی حالت کا۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک قوم کشتی پر سمندر میں سوار ہوئی۔ اور جب کشتی بیچ سمندر میں پہنچی تو کشتی ٹوٹ گئی۔ اور ہر آدمی ایک تختہ سے چمٹا ہوا بہنے لگا۔ تو بتاؤ کہ اس قوم کا کیا حال ہوگا۔ تو اس نے کہا کہ یہ لوگ بے حد خوفناک حال میں انتہائی مبہوت و حیران ہوں گے تو حضرت نے فرمایا کہ میرا حال اس قوم سے بھی زیادہ خوفناک و حیران کن ہے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۲)

اللہ اکبر۔ یہ ہے علم وعمل کے پہاڑوں اور آسمان ولایت کے چمکتے تاروں کا حال کہ یہ مقدس بندگانِ خدا اپنے علم وعمل کی عظمت کے باوجود کس حال میں رہتے تھے۔ اور خوف خداوندی کے جذبات سے مغلوب ہو کر کیا کیا؟ اور کیسے کیسے دل ہلا دینے والے کلمات بولا کرتے تھے؟ ہم بے علم و بے عمل غافل انسانوں کے لیے ان مقدس بزرگوں کا حال بہت ہی عبرت انگیز و نصیحت آموز ہے۔ واللہ تعالیٰ ھُو الموفق

ے یا الٰہی میرے عیبوں کو چھپا — خوف سے دل میرا کر دے تو رہا
سب سے اچھے ہوں میرے پچھلے عمل — سب سے اچھا وقت ہو وقت اجل
جب تک جیتا رہوں میں اے خدا — مجھ کو گمراہی کے فتنے سے بچا
حشر کے دن کریو نہ مجھ پر عذاب — حشر کے دُکھ سے بچا روز حساب
جینا مرنا اور میرا سب کاروبار — ہیں تیرے ہی واسطے اے کردگار

(۵) لیکن اے مجرمو، سیاہ کارو، گناہ گارو! آخر گنہ گار ہی ہو ناں ہو تو وفادار؟ غدار تو نہیں ہو ناں؟ امید رکھو! کہ قیامت کے دن تمہیں میرے آقا مسکرا کر دیکھیں گے اور جب ان کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیل جائے گی تو انگارے بھی پھول بن جائیں گے۔ اور یہ مسکراہٹ حضور کی وفاداری اور محبت سے ملتی ہے۔

ے نبی کی محبت بڑی چیز ہے — خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے
ے از محبت مردہ زندہ می شود — از محبت شاہ بندہ می شود
ے نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق — وار کو دلدار کر دیتا ہے عشق

(۶) اے میرے پیارے آقا! ہم گرفتار بلا ہیں اور بندشیں بھی بڑی مضبوطی سے بندھی ہوئی ہیں اپنے ابرو مبارک کا اشارہ

فرمائیں تاکہ یہ مصیبتوں اور دکھوں کی ساری ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ٹوٹ جائیں اور آپ کے گنہ گار غلام ہر قسم کے غموں سے آزاد ہو جائیں اور نفس و شیطان کے پھیلائے ہوئے جالوں سے بچ کر آپ کی سیرت کی چھاؤں میں آجائیں کیونکہ دنیا و آخرت کی تمام کامیابیاں تو آپ ہی کی پیروی میں ہیں۔

ــــ وہ جو صدیوں سے جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتے تھے
انہیں سرکار نے تہذیب میں ممتاز فرمایا

(۷) اے میرے آقا! آپ کے یاروں (صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین) کے کیا اچھے نصیب تھے کہ جو آپ پر جان و دل قربان کرتے رہے۔

ــــ مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے وہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا سے ملے

(۸) صداقت صدیق اکبر کے، عدالت فاروق اعظم کے سخاوتِ عثمان غنی کے اور شجاعت علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کے ڈنکے ہر طرف رہے ہیں۔

اتنی گنجائش نہیں کہ خلفائے اربعہ کے فضائل بیان کیے جائیں مظفر وارثی کا منظوم ہدیہ عقیدت خلفائے راشدین کی بارگاہ میں بالترتیب پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ (ان نفوس قدسیہ کے تفصیلی فضائل کے لیے دیکھیے ہماری کتب کواکب سبعہ، یاران مصطفیٰ بمع وارثانِ خلافت راشدہ)

ــــ مرکز علم ہوں کیونکر نہ جناب صدیق ایک اک لفظ محمد کا نصاب صدیق
جس کے لہجے میں سنی ہم نے خدا کی آواز اس نے بوبکر کو بخشا خطاب صدیق
بے زباں ہوگئی تاریخ قیامت تک کی نہ جواب شہ بطحا، نہ جواب صدیق
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ــــ پڑھی نماز دلیری سے تو نے کعبہ میں لگائی حق کی صدا کفر کے احاطہ میں
ہر ایک جنگ میں تو مصطفیٰ کے ساتھ رہا ہمیشہ تیغ کے دستے پہ تیرا ہاتھ رہا
نبی کے بعد بھی کوئی نبی اگر ہوتا بقول ختم رُسل تو ہی اے عمر! ہوتا
(رضی اللہ عنہ)

ــــ نائب قدرت کے نور عین عثمان غنی جامع القرآن ذوالنورین عثمان غنی
تیرا تقوی آسماں صبر کو چھوتا ہوا تیری فیاضی بہت بے چین عثمان غنی
قربت پیغمبر عالی تھی سرمایہ تیرا تاج ہیں میرا ترے نعلین عثمان غنی
(رضی اللہ عنہ)

ــــ ماں کے حیدر باپ کے زید اور محمد کے علی تیری ہستی خامۂ قدرت کا شاہکار جلی
میں بتاؤں خانۂ کعبہ میں کیوں پیدا ہوا بطن مادر میں ہی تو توحید کا شیدا ہوا

تیری چوکھٹ پر زمانے بھر کے اَن داتا گریں　　　　تو ہے وہ گہرا سمندر جس میں سب دریا گریں

(کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)

(باب حرم از مظفر وارثی فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء)

(۹)　(پھر خصوصیت کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا تذکرہ فرمایا) وہ علی المرتضیٰ شیر خدا جو میدان میں اترتے تو دشمن کی تلواریں سرنگوں ہو کر علی المرتضیٰ کو سلام پیش کرتیں اور دشمنان خدا و مصطفیٰ و شیر خدا کو آپ (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کر دیتیں۔

آپ میدان میں جاتے تو دوسرے ہاتھ میں ڈھال لینے کی بجائے دونوں ہاتھوں میں تلواریں لیکر جاتے اور فرماتے موت کا وقت تو متعین ہے پھر کیوں نہ زیادہ سے زیادہ کافروں کو جہنم رسید کروں۔ اقبال کہتے ہیں۔

تیری خاک میں ہے اگر شرر تو گمان فقرو غنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

(۱۰)　اے (گدائے در خیر الوریٰ پیارے) احمد رضا! تو (اور تیرے غلام) کتنے خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیسے شان والے آقا عطا کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مراتب و مدارج میں مزید بلندیاں اور ترقیاں عطا فرما۔ آمین بحرمۃ طٰہٰ و یٰسین، سید الانبیاء والمرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین، یاارحم الراحمین۔

----***----

نعت شریف نمبر (۸۴)

(۱) لحد میں عشق رُخ شہ کا داغ لے کے چلے — اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
(۲) ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہِ خدا — وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے
(۳) جناں بنے گی محبانِ چار یار کی قبر — جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے
(۴) گئے زیارتِ در کی صد آہ واپس آئے — نظر کے اشک پچھے دل کا داغ لے کے چلے
(۵) مدینہ جانِ جنان و جہاں ہے وہ سن لیں — جنہیں جنونِ جناں سوئے زاغ لے کے چلے
(۶) ترے سحاب سخن سے نہ نم کہ نم سے بھی کم — بلیغ بہر بلاغت بلاغ لے کے چلے
(۷) حضور طیبہ سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے — کہ جھوٹے حیلہ ومکر وفراغ لے کے چلے
(۸) تمہارے وصفِ جمال وکمال میں جبریل — محال ہے کہ مجال و مساغ لے کے چلے
(۹) گلہ نہیں ہے مرید رشید شیطاں سے — کہ اس کے وسعتِ علمی کا لاغ لے کے چلے
(۱۰) ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے — ہر ایک مغبچہ مغ کا ایاغ لے کے چلے

مشکل الفاظ کے معانی :

* لحد – قبر * رُخ – چہرہ * داغ – نشان * نقش – نشان * بہکنا – بھٹکنا، گمراہ ہونا * سراغ – کھوج، تلاش * جناں – جنت * محبان – محبت کرنے والے * چار یار – خلفائے راشدین * در – دروازہ * صد آہ – صد افسوس (صد، سو مرتبہ) * اشک – آنسو * جانِ جناں – جنت کی جان * جنوں – دیوانگی * سوئے زاغ – کوے کی طرف * سحاب – بادل * سخن – بات * نم – تری، گیلا پن * کم – تھوڑا * بلیغ – اچھا اور عمدہ کلام کرنے والا، اسی سے بلاغت بھی ہے * بہر – کے لیے، واسطے * بلاغ – پہنچنا * حضور طیبہ – مدینہ کی حاضری * حیلہ – بہانہ * مکر – فریب، دھوکہ * فراغ – فراغ، مہلت، فراغت * وصف – تعریف * جمال – حسن * کمال – خوبی * محال – ناممکن * مجال – طاقت * مساغ – بلا تکلف روانی کے ساتھ چلنا یا چلنے کی جگہ * گلہ – شکوہ، شکایت * مرید رشید – رشید گنگوہی مراد ہے * وسعتِ علمی – علم کا زیادہ ہونا (مشہور گندے عقیدے "کہ حضور علیہ السلام سے شیطان کا علم زیادہ ہے" کی طرف اشارہ ہے) * لاغ – خوش طبعی * مغبچہ مغ – آتش پرست کا بیٹا * ایاغ – شراب پینے کا پیالہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) ہم تو اپنی قبر میں روشنی کا انتظام کر کے جا رہے ہیں کیونکہ سنا ہے قبر میں سخت اندھیرا ہوگا تو مبارک ہو اے عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کے محبوب علیہ السلام کے رُخِ والضحیٰ کے عشق کا نشان ہی اندھیری قبر کے لیے نور کا چراغ ہے۔

(۲) اے پیارے آقا! آپ کے وفادار اور اطاعت شعار غلام (صحابہ کرام، اولیاء کرام) جس رات پہ چلتے ہیں ان کے قدموں کے نشانات ہی خدا کا راستہ (صراطِ مستقیم) ہے۔ جس کے پاس ان کی غلامی و اتباع کا سراغ ہو وہ کیسے بھٹک سکے گا۔

(۳) انہی خوش نصیبوں کی قبر جنت کا باغ بنے گی جن کے سینے میں خلفاء اربعہ (حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم) کی محبت ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النار (رواہ الترمذی۔ مشکوۃ ص ۴۵۸، ج ۳)
قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی (مومن کی) یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوگی۔ (کافر کی)

(۴) صد افسوس کہ ہم مدینہ شریف کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے مگر جلد ہی واپس آگئے اور زیادہ دیر نہ رہ سکے۔ آہستہ آہستہ آنکھوں کے آنسو تو ختم ہو گئے مگر دل پر جدائی کے صدمے کا داغ اب قبر میں ساتھ ہی جائے گا اور یہی داغ قبر کا چراغ بنے گا۔

(۵) کوا کھانے کے شوقین غور سے سن لیں کہ مدینہ جانِ جناں (تمام جنتیوں کی جان) بھی ہے اور جانِ جہان بھی ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ میں کوا کھانا نہ صرف جائز بلکہ ثواب لکھا گیا ہے۔ (ص ۱۳۰، ج ۲)

(۶) دنیا بھر کے فصیح و بلیغ، خوش گفتار و شیریں کلام والے، اے میرے پیارے نبی! آپ ہی کے کلام کے بادل سے معمولی سی تری لے کر اپنی بلاغت کا سکہ جمائے ہوئے ہیں۔

یا مطلب یہ ہے کہ اے مخالف! تیرے کلام کے بادل میں تو تری اور مٹھاس بالکل ہی نہیں یہاں تو بڑے بڑے فصیح و بلیغ اپنے تمام کمالات کے ساتھ دفن ہو گئے مگر قرآن پاک کی ایک سورت بھی بنا کر نہ لا سکے۔ نہ قرآن کا کوئی جواب ہے نہ صاحبِ قرآن کی کوئی مثال ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ بھی ہے کہ

~ مدح کوئے مصطفیٰ محمود ہے خود کبریا نعت کا مجموعہ اول ہوئی ام الکتاب (راجہ رشید محمود)

~ تیرا سراپا یا نبی! تفسیر ہے قرآن کی والیل مو، طٰہٰ جبیں، والشمس ہے چہرہ تیرا
(عبدالستار نیازی)

(۷) منکرینِ عظمتِ رسالت کی حماقت کا اندازہ اس سے لگالو! کہ بھلا مدینہ کی حاضری سے بڑھ کر بھی کوئی عظیم کام ہو سکتا ہے؟ مگر یہ لوگ حیلے بہانے کر کے وہاں جانے کی بجائے آرام کرنا پسند کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی یہ کہہ کر حاضریٔ طیبہ سے روکتے ہیں کہ حدیث میں ہے تین مسجدوں کے علاوہ کسی جگہ سفر کرنے کے لیے کجاوے نہ باندھے جائیں۔ اور یہ کہ روضہ پاک کی نیت کر کے نہ جاؤ مسجد نبوی کی نیت کر کے جاؤ وغیرہ وغیرہ (جبکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ مدینہ نہ دیکھا تو کچھ بھی نہ دیکھا کیونکہ مدینے میں ہمارا آقا ہے جس کی شان یہ ہے)

~ تفسیر ہے قرآن کی عنوان محمد کا ارشادِ خداوندی فرمان محمد کا
نہ جسم احد کا ہے نہ سایہ احمد کا نجدی بھلا کیا سمجھے عنوان محمد کا

مستوں کو ہوا حاصل مستوں نے ہی سمجھا ہے   فیضان محمد کا عرفان محمد کا
جس کو ہے نظر آیا بے ساختہ بول اُٹھا   دیکھو رُخِ زیبا ہے قرآن محمد کا
اس دل کی حقیقت کو بس اہل نظر جانے   جس دل میں لگا آکر پیکان محمد کا

(۸) یارسول اللہ! آپ کے اوصاف وکمالات تو نہ ختم ہونے والے ہیں جبریل علیہ السلام بھی اگر اپنی نوری زبان سے بیان کرنا چاہے تو کما حقہ نہ بیان کر سکے گا بلکہ بے تکلف ہو کر روانی سے آپ کی تعریف میں بولنے کی مجال بھی نہ ہو۔

(۹) ہمیں کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے اگر شیطان کا مرید خاص اور شاگردِ رشید حضور علیہ السلام کے علم مبارک کو کم اور شیطان کے علم کو زیادہ قرار دیکر ایک فضول اور بے ہودہ بات کرتا ہے۔

براھین: [illegible]... جو دراصل رشید احمد گنگوہی کے خیالات فاسدہ ہیں اس نے اپنے شاگردِ خاص خلیل انبیٹھوی کے نام سے [illegible] روائے جس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ شیطان کی وسعت علمی تو نص سے ثابت ہے جبکہ حضور علیہ السلام کے علم کی وسعت کے لیے کوئی نص نہیں لہٰذا آپ کے علم کی وسعت ماننا شرک ثابت کرتا ہے (براھین قاطعہ ص ۵۱ ملخصاً)

وعلمك مالم تكن تعلم - علم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضىٰ من رسول - و ما هو على الغيب بضنين۔

یہ کیا ہیں؟ نصوص قرآنیہ نہیں ہیں؟ خدا جانے ان کو یہ نصیں نظر نہیں آتیں یا گستاخی رسول کی وجہ سے ان کی اپنی "نسیں" بند ہو چکی ہیں حالانکہ

ے شَدّاں مدّاں زیراں زبراں شان اوہدی وچ آئیاں   عاماں لوکاں خبر نہ کائی خاصاں رمزاں پائیاں

(۱۰) آخر ایسا کیوں نہ ہو ہر کوئی اپنے بڑے کی تعریف کرتا ہے جو آتش پرست کا بیٹا ہو گا وہ اپنے باپ کے نقش قدم پہ ہی چلے گا اور شراب پینے پیالہ لیکر اپنے باپ کی طرح شراب خانے میں ہی جائے گا۔ تو اگر ان گستاخوں نے شیطان کی وسعت علمی محبوب خدا سے زیادہ ثابت کر دی ہے۔ تو اس میں کوئی حیرانگی نہیں ہے ان سے یہی توقع تھی۔

ے ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند
ے جس کا کھایئے ، اس کا گایئے

اعلیٰ حضرت کے ان اشعار کو اگر کوئی شدت پر محمول کرتا ہے تو اگر وہ متعصب نہیں ہے تو اس کو ایک مرتبہ ان لوگوں کے وہ عقائد جن کی وجہ سے اعلیٰ حضرت نے ان پر گرفت فرمائی ہے ضرور پڑھ لینے چاہیں۔ پھر اگر ایمان کا ایک ادنیٰ درجہ بھی پلے ہو گا تو یہ کہنے پر مجبور ہو گا کہ جب ان ظالموں نے اللہ کے محبوب کو معاف نہیں کیا تو اعلیٰ حضرت جیسے عاشق رسول ان گستاخوں کو کیسے معاف کر دیتے۔ اور ابوجہل سے بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جس کو گستاخیوں کے باوجود بھی ان گستاخوں کا لحاظ تو ہے مگر محبوب خدا کی عظمت وناموس کا کوئی لحاظ نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ جنہوں نے انصاف سے غور کیا وہ اس طبقے میں شامل ہونے کے باوجود بھی یہ لکھنے پر اور کہنے پر مجبور ہو گئے کہ۔ "میں نے درس بخاری مولانا محمد ادریس کاندھلوی سے لیا ہے مولانا فرمایا کرتے۔ مولانا احمد رضا کی بخشش تو انہی (علماء دیو بند کے خلاف) فتووں کے سبب ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا احمد رضا خاں! تمہیں ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے عالموں کو بھی تو نے معاف نہیں کیا۔ تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہین رسول کی ہے تو ان پر

بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی'' کم وبیش اسی انداز کا ایک اور واقعہ مولانا مفتی محمد شفیع دیو بندی سے میں نے سنا۔ فرمایا کہ جب حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کی وفات ہوئی تو مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آ کر اطلاع کی مولانا تھانوی نے بے اختیار دعا کے لیے ہاتھ اُٹھا دیے۔ حاضرین مجلس میں سے کسی نے پوچھا وہ تو عمر بھر آپ کو کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لیے دعا مغفرت کر رہے ہیں فرمایا۔ (اور یہی بات سمجھنے کی ہے) کہ مولانا احمد رضا خان نے ہم پر کفر کے فتوے اس لیے لگائے کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے توہین رسول کی ہے اگر وہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔

حقیقت میں جسے لوگ امام احمد رضا کا تشدد قرار دیتے ہیں وہ بارگاہ رسالت میں ان کے ادب و احتیاط کی روش کا نتیجہ ہے؟ (ایک ہمہ جہت شخصیت ۔۔۔۔۔۔ کوثر نیازی)

(۱۱) مگر خدا پہ جو دھبہ دروغ کا تھوپا ۔۔۔ یہ کس لعین کی غلامی کا داغ لے کے چلے
(۱۲) وقوع کذب کے معنی درست اور قدوس ۔۔۔ ہیئے کی پھوٹے عجب سبز باغ لے کے چلے
(۱۳) جہاں میں کوئی بھی کافر سا کافر ایسا ہے ۔۔۔ کہ اپنے رب پہ سفاہت کا داغ لے کے چلے
(۱۴) پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوربے ہی سے کھائے ۔۔۔ بٹیر ہاتھ نہ آئی تو زاغ لے کے چلے
(۱۵) خبیث بہر خبیثہ، خبیثہ بہر خبیث ۔۔۔ کہ ساتھ جنس کو بازو کلاغ لے کے چلے
(۱۶) جو دین کووں کو دے بیٹھے ان کو یکساں ہے ۔۔۔ کلاغ لے کے چلے یا اُلاغ لے کے چلے
(۱۷) رضا کسی سگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

مشکل الفاظ کے معانی:

٭ دھبہ ۔ داغ ٭ دروغ ۔ جھوٹ ٭ تھوپا ۔ لگایا، ذمے ڈالا ٭ لعین ۔ لعنتی ٭ وقوع کذب ۔ جھوٹ کا واقع ہونا ٭ قدوس ۔ بڑا پاک (اللہ تعالیٰ کا نام) ٭ ہیئے ۔ دل کا اندھا، بے وقوف ٭ عجب ۔ عجیب و غریب ٭ سا ۔ جیسا، مانند، مثل ٭ سفاہت ۔ کم عقلی، بے وقوفی ٭ بٹیر ۔ ایک چھوٹا سا پرندہ جس کا گوشت نہایت لذیذ ہوتا ہے (بٹیرہ) ٭ زاغ ۔ کوا ٭ خبیث ۔ ناپاک مرد ٭ خبیثہ ۔ ناپاک عورت ٭ جنس ۔ قومیت، ایک ہی طرح کے ٭ کلاغ ۔ جنگلی کوا (زاغ دشتی) ٭ یکساں ۔ برابر ٭ اُلاغ ۔ (بضم الضمره) گدھا ٭ سگِ طیبہ ۔ مدینے کا کتا ٭ آہ ۔ افسوس ٭ اتنا ۔ اس قدر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) کیسے لوگ ہیں اور کس کے اشارے پہ ناچ رہے ہیں اور کس قدر جرأت ہے کہ اپنے خدا پر بھی جھوٹ کا داغ لگا دیا اور مومن بھی ایسے بن بیٹھے کہ ان کے سوا سب کافر اور یہ خدا کو (نعوذ باللہ) جھوٹا کہنے والے پکے مومن۔ یہ کس لعنتی کی غلامی نے ان کو دھوکہ دے رکھا ہے اور اس کی غلامی کا داغ لے کر چل رہے ہیں کہ مڑ کر پیچھے دیکھنے اور اپنے کیے پر نظر ثانی کرنے کے لیے تیار بھی نہیں ہیں۔ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولیٰ و نصلہ

جھنم وساءت مصیرا۔ جو ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول علیہ السلام کی مخالفت کرے اور ایمان والوں کی راہ چھوڑ کر دوسری راہ پہ چلے ہم اس کو ادھر ہی جانے دیتے ہیں جدھر وہ جا رہا ہو اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔ جو بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔

علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰، ۱۹ ج ۱، بوادر النوادر: اشرف علی تھانوی ص ۳۱۰ ج ۱، از عاشق الٰہی میرٹھی۔

جبکہ مفسرین وفقہاء وصوفیاء نے اس عقیدے کی تردید فرمائی (دیکھئے تنویر الابصار، فتاویٰ عالمگیری ص ۲۵۸ ج ۲، شرح فقہ اکبر مکتوبات شریف امام ربانی مجدد الف ثانی ص ۳۱۴ مکتوب ص ۲۶۶ ج ۱ تفسیر کبیر ص ۷۹ ج ۵ و ص ۱۳۸ ج ۴، تفسیر بیضاوی ص ۱۵۰، تفسیر خازن ص ۴۲۱، تفسیر سراج منیر ص ۳۷ ج ۱)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، یہ لوگ خدا کو بھی جھوٹا کہنے والے کو اپنا بزرگ و پیشوا بنا رہے ہیں۔

؎ جو اللہ کو جھوٹا مانے صالح اس کو گناتے یہ ہیں

(۱۲) چونکہ ممکن کا ہونا نہ ہونا برابر ہوتا ہے اس لیے امکان کذب کا معنی وقوع کذب ٹھہرا لیکن یہ کہتے ہوئے اللہ کی شان قدر و مشیت کی طرف کوئی خیال نہ کیا کہ اس سے کیا کیا خرابی لازم آئے گی، ان عقل کے اندھوں کی ظاہری آنکھ بھی پھوٹ گئی یہ کس قسم کا سبز باغ لے کے جا رہے ہیں اور لوگوں کو گستاخ بنا رہے ہیں۔

چونکہ ان لوگوں نے اللہ کی ذات کے لیے جھوٹ کا وقوع بھی مانا ہے (قلمی فتویٰ از گنگوھی۔ کی فوٹو کاپی دیوبندی مذہب نامی کتاب: از مولانا غلام مہر علی رحمۃ اللہ علیہ فاضل دار العلوم حزب الاحناف میں ملاحظہ ہو) اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔

؎ بالفعل ان کا خدا عیبی ہے پھر امکان تو گاتے یہ ہیں

(۱۳) اس جہاں میں بڑے بڑے کافر ہو گزرے ہیں مگر کسی نے کوئی ایسا کافر دیکھا نہ سنا کہ جس نے اپنے رب پر ہی سفاہت (کم عقلی) کا دھبہ لگا دیا ہو۔ یا تو پھر ان کا خدا کوئی اور ہو گا اور یا خدا کی عظمت و شان کو جان نہیں سکے۔

اعلیٰ حضرت نے الاستمداد میں اس پر مزید اشعار ارشاد فرمائے۔

؎ کذبِ الٰہی منکر کہہ کر دین و یقین سب ڈھاتے یہ ہیں
کذب کا کیا غم ہاں کوئی کاذب سمجھے اسے ڈراتے یہ ہیں
ان کو بھلا بہلا کے ہو جھوٹا اس کا پاس دلاتے یہ ہیں

اس کی شرح میں سیدنا مفتی اعظم قدس سرہٗ نے لکھا کہ اسمٰعیل دہلوی کی یکروزی ص ۱۴۵ ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہو۔ براہین قاطعہ گنگوہی طبع دوم ص ۲۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہ نکالا قدما میں اختلاف ہے مسلمانو! جب اللہ ہی کا جھوٹا ہونا ممکن ہوا پھر اس کی کون سی بات کا اعتبار رہا دین ایمان سب ہاتھ سے گیا۔

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ امام الوہابیہ یکروزی ص ۱۴۵ میں معاذ اللہ مولیٰ عزوجل کے امکان کذب پر دو دلیلیں دیں ایک معتزلی گمراہوں سے سیکھکر یہ کہ جھوٹ نہ بولنے کو اللہ کے کمالات سے گنتے ہیں۔ اس سے اس کی مدح کرتے ہیں۔ اور صفت کمال یہی ہے کہ کذب پر قدرت ہوتے ہوئے بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لیے چھوڑے سلب عیب کذب و اتصاف بہ کمال صدق سے ایسی بے شخص کی مدح کریں گے نہ اس کی جس میں وہ عیب آسکتا ہے نہ ہو۔

اقول:۔ اس خباثت کا مفصل رد کمن السبوح تنزیہ سوم میں ہے۔ یہاں ان نمبروں میں اس دلیل ذلیل پر تیس (۲۳) نقص ہیں کہ دیکھو قرآن عظیم نے ان ان باتوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی حمد کی تو تیری تقریر سے تیرے نزدیک یہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لیے معاذ اللہ ممکن ہوئیں۔ دیکھ ان میں کیا کیا خباثتیں ہیں۔ مرنا تک ہے تو تو نے خدائی بھی کھوئی کہ جس کی موت ممکن ہو خدا نہیں ہوسکتا۔ ہر امر کے مقابلے اس کی آیت۔

فائدہ:۔ امام الوہابیہ کی دوسری دلیل یہ تھی کہ اکثر لوگ جھوٹ بولتے ہیں خدا نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے یہ اٹھارہ نقص اس ملعون مغالطہ پر ہیں ظاہر ہے کہ انسان یا حیوان ان افعال پر قادر ہے تو اس کا معبود یہ سب باتیں کر سکے گا۔ ورنہ قدرت انسانی بلکہ حیوانی سے گھٹ رہے گا۔

(۱۴) اس اندھے نجدی (گنگوھی جو اندھا ہو گیا تھا) کو شوربے سے کھانے کی لت پڑ گئی ہے اسی لیے تو جب بٹیر کا شوربہ نہ مل سکا تو کوے کے حلال ہونے کا فتویٰ دے دیا تا کہ اس کا منڈا شوربا چلتا رہے۔ (جب دانت بھی گر گئے تو مریدین میں سے کسی نے کہا کہ دانت نئے لگوا لیتے ہیں تو فرمایا! چھوڑو کیا ہوگا دانت لگا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی۔ اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے اور نرم نرم حلوہ کھانے کو ملتا ہے۔ افاضات یومیہ ص ۲۳ ج ۲) کو اان کی کتنی مرغوب غذا ہے اس بارے میں تفصیل دیکھنی ہو تو روزنامہ نوائے وقت لاہور ۷ اگست ۱۹۷۶ء دیکھئے اور روزنامہ مشرق ۲۵۔۸۔۷۶ دیکھئے۔ کہ انہوں نے کس کس طرح ملک پاکستان کے مختلف علاقوں میں کوا خوری کے جشن منائے۔

؎ اذا کان الغراب دلیل قوم سیھدیھم طریق الھالکین

(۱۵) قرآن پاک میں یہ فیصلہ موجود ہے الخبیثت للخبیثین والخبیثون للخبیثت۔ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے، کیونکہ الجنس یمیل الی الجنس۔ جنس اپنی جنس کی طرف ہی مائل ہوتی ہے اس لیے انہوں نے جنگلی کوا اور زاغ معروفہ اور غیر معروفہ کا بہانہ بنالیا۔ اور اس طرح حرام کھا کھا کر ایسے حرامی ہوئے کہ اب ان کو حلال اشیاء بھی حرام نظر آتی ہیں اور جو حرام ہیں وہ اسی حرام غذا کو حلال کرنے والے فتوائے غذائیہ کے سبب حلال کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ غذا کا مزاج پہ ضرور اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کی سبیل کا پانی حرام ہو گیا اور ہندوؤں کی ہولی دیوالی کی پوریاں کھانا حلال ہو گئیں۔

(۱۶) جو لوگ اپنا دین وایمان کوؤں کے سپرد کر چکے ہیں ان کے لیے برابر ہے وہ کوالے کر چلیں یا گدھوں کے ساتھی بن جائیں

اذافاتك الحیاء فافعل ماشئت ۔ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن ۔ بے حیا ہو جا اور جو چاہے کرلے۔

(۱۷) اے (گدائے در خیر الوریٰ، عاشق مصطفیٰ) احمد رضا! تو باتیں تو عشق مصطفیٰ کی بہت کرتا ہے ذرا یہ تو بتا مدینہ کے کسی کتے کے تو نے پاؤں بھی چومے ہیں یا نہیں افسوس ہے کہ تیرا استاد ماغ ہو گیا ہے کہ یہ کام بھی تجھ سے نہ ہوسکا۔

مجنوں جب لیلیٰ کی گلی میں پھرنے والے کتے کے قدم چوم سکتا ہے تو تو مدینے کی گلی کے کتے کے پاؤں کیوں نہیں چوم سکتا۔

؎ پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفتہ ایں چہ بود گفت ایں سگ گاہے گاہے کوئے لیلیٰ رفتہ بود

مجنوں کو کتے کے پاؤں چومتے ہوئے کسی نے دیکھ کر پوچھا! یہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا! یہ کتا کبھی کبھی لیلیٰ کی گلی میں گھومتا ہے۔

(حدائقِ بخشش حصہ سوم کی چند اُردو نعتیں)

نعت شریف نمبر (۸۵)

(۱) مہر ہے مشعلہ افروز شبستاں کس کا — ماہ ہے پرتوۂ شمسہ ایواں کس کا
(۲) سنبل آشفتہ ہے کس گل کے غم گیسو میں — دیدۂ نرگس بیمار ہے حیراں کس کا
(۳) تو نیاز سبق شمسیہ ہے شمس منیر — نور آموز ہے یا رب یہ دبستاں کس کا
(۴) کیوں نہ گلشن مری خوشبوئے دہن سے مہکے — باغ عالم میں بلبل ہوں ثنا خواں کس کا
(۵) آنکھ خورشید قیامت کی جھپکنے جو لگی — پردہ افگن ہوا یہ چہرۂ تاباں کس کا
(۶) زندہ مردہ ہوئے سکان عدم چونک پڑے — دوش بردوش قیامت ہے یہ ہجراں کس کا
(۷) ہر سحر عرش سے ہے مرقد شہ کا یہ خطاب — کیا خبر تجھ کو نہیں میں ہوں شبستاں کس کا
(۸) آئینہ دار ہے آئینہ میری حیرت کا — جلوہ گردوں میں ہے عکس رخ تاباں کس کا
(۹) ہمہ تن چشم کی صورت ہے بدن سے پیدا — منتظر ہے یہ الٰہی دل حیراں کس کا
(۱۰) آفت جان عنا دل ہے ترا حسن اے گل — رنگ اڑایا ہے یہ اے جان گلستاں کس کا

مشکل الفاظ کے معانی:

* مہر — سورج * مشعلہ — بڑی موم بتی * افروز — روشن * شبستاں — رات کو آرام کرنے کی جگہ * ماہ — چاند * پرتوہ — روشنی (پرتو — سایہ، عکس) * شمسہ — گنبد کے کلس پہ لگایا جانے والا سنہری چاند * ایواں — محل * سنبل — خوشبودار گھاس * آشفتہ — پریشان و حیران * نرگس — آنکھ کی شکل کا پھول * نیاز — آرزو، تمنا، عاجزی * سبق — سبقت سے بمعنی آگے بڑھنا * شمسیہ — سوراج والا * شمس منیر — روشن کرنے والا سورج * آموز — آموختن سے بمعنی سیکھنا سکھانا * دبستاں — مدرسہ، مکتب * دھن — منہ * عالم — جہاں * ثناخواں — تعریف کرنے والا * خورشید — سورج * جھپکنا — آنکھ کو کھولنا اور بند کرنا * افگن — افگندن سے بھرنا، ڈالنا * تاباں — روشن، چمکدار * سکان — رہنے والے * عدم — معدوم، نیستی * چونکنا — بدکنا، گھبرا کر اُٹھنا اور متوجہ ہونا * دوش بردوش — کاندھے پہ کاندھا * ہجراں — جدائی * سحر — صبح صادق * مرقد — آرام گاہ (مجازاً قبر) * شہ — بادشاہ * شبستاں — رات کو سونے اور آرام کرنے کی جگہ * آئینہ دار — شیشہ دکھانے والا * حیرت — حیرانگی * گردوں — آسمان * عکس — پرتو، سایہ * رُخ تاباں — روشن چہرہ * ہمہ تن — سارا جسم * چشم — آنکھ، امید * منتظر — انتظار کرنے والا * آفت — مصیبت * عنادل — عندلیب کی جمع بمعنی بلبل * رنگ اُڑنا — چہرے کا رنگ گھبراہٹ سے زرد ہو جانا * جان — محبوب * گلستان — باغ۔

مفهوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۱) یہ کس کی آرام گاہ میں سورج شمع روشن کر رہا ہے اور یہ کس کے محل کے کلس پر چاند سنہری روشنی کا سایہ ڈال رہا ہے عشق میں ہر شی محبوب کی ہی غلامی کرتی ہوئی نظر آتی ہے اور پھر محبوب خدا کا عشق

؎ شراب عشق احمد میں کچھ ایسی کیف و مستی ہے
کہ جاں دے کر بھی اک دو گھونٹ مل جائے تو سستی ہے

(۲) یہ خوشبودار گھاس (سنبل) کس پھول (محبوب) کے لیے بال کھولے اور زلفیں بکھیرے بیٹھی ہے اور یہ بیمار نرگس کس کی یاد میں آنسو بہا رہی ہے۔ (محبوب خدا کی یاد میں اور کس کی یاد میں؟)

(۳) اے سورج تو اب منیر (روشنی بانٹنے والے) سے کوئی اونچا درجہ چاہتا ہے۔ بار الٰہا! اس نے نورانیت کی ابتدائی تعلیم کس کے مدرسہ سے لی ہے؟ یقیناً تیرے محبوب سے۔

؎ چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

(۴) سارا باغ میرے منہ کی خوشبو سے کیوں نہ مہک اُٹھے! آخر بلبل ریاض رسول (ثنا خواں مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

؎ مقدر میں شاہوں سے اونچا بہت ہے جسے تیرے در کا گدا دیکھتا ہوں
ہیں آنکھیں جو روشن تو دل بھی منور یہ نعت نبی کا صلہ دیکھتا ہوں

(۵) یہ کس نے چہرے پہ پردہ ڈال دیا ہے کہ قیامت کا سورج بھی آنکھیں کبھی بند کرتا ہے کبھی کھولتا ہے۔ یعنی اس کی تپش میں کمی آ رہی ہے۔

؎ تمہاری ایک نگاہِ کرم میں ہے سب کچھ پڑے ہوئے تو سرِ رہ گذار ہم بھی ہیں
یہ کس شہنشاہ والا کا صدقہ بٹتا ہے کہ خسروؤں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں
حسؔن ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالم میں انہی کے تم بھی ہو اک ریزہ خوار ہم بھی ہیں

(مولانا حسن رضا خاں)

(۶) جب تمام لوگ مر چکے تو عالم نیست والے گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور افسوس کرنے لگے کہ ہم نے کونسا جرم کر لیا ہے کہ ابھی تک ہجر و فراق کی چکی میں پس رہے ہیں اور محبوب خدا کا دیدار نہیں ہو رہا۔

؎ ڈھانپا ہے تیری دید کی امید کو جس نے وہ میرے مقدر کے اندھیرے کی ردا ہے
نظارے کی خواہش ہے تو پھر آنکھ اُٹھاؤ ہر ذرہ ہی طیبہ میں ارم جلوہ نما ہے (حدیث شوق)

(۷) آپ کی آرام گاہ (مزار پر انوار) ہر صبح صادق کے وقت صادق و امین نبی علیہ السلام کے دامن کو تھام کر عرش کو کہتی ہے! تو جانتا نہیں میں کس کی رہائش گاہ ہوں؟

؎ دل کو کیف و سرور ملتا ہے قرب رب غفور ملتا ہے
تجربہ ہے نبی کی چوکھٹ سے جو بھی مانگو ضرور ملتا ہے

(۸) میری حیرانگی کا شیشہ خود اس بات کا آئینہ دار ہے کہ یہ کس کے روشن چہرے کا جلوہ ہے جو عرش سے بھی پار جا رہا ہے۔

؎ انت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورك الافق

فنحن فی ذلك الضیاء و فی النور وسبیل الرشاد نخترق

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے زمین وآسمان روشن ہو گئے اور آپ کے نور کی روشنی میں ہم نے ہدایت کی راہ پالی۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۵۸، ج ۲)

(۹) اے میرے اللہ! میرا یہ حیران و پریشان دل کس کی انتظار میں ہے کہ اس کی وجہ سے میرا سارا جسم آنکھ کی طرح منتظر بنا بیٹھا ہے۔

؎ ہمارے واسطے ہے ذکر ان کا باعث رحمت جنہوں نے آپ کو آنکھوں سے دیکھا یا رسول اللہ

سحاب رحمت یزداں کہاں برسے گا اس گھر پر کہ آنگن جس کا ہے الفت سے سونا یا رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۰) اے پھول! تیرا حسن بلبلوں کی جان کے لیے آفت سے کم نہیں (عاشقانِ مصطفیٰ آپ کے حسن کی جھلک دیکھنے کے لیے بے چین و بے قرار ہیں) اے باغ قدس کے مبارک پھول! تیرے عشق میں دیکھ تو سہی کس کس کا رنگ اُڑا ہوا ہے۔

؎ میں ہوا، تم ہوئے، میر ہوئے ان کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

(۱۱) شب اعمال سیہ، صبح کرم سے بدلی نور افشاں ہوا یہ چہرہ تاباں کس کا

(۱۲) آمد شہ کی خبر سن کے یہ بولے عاصی وہ ہیں آمادہ شفاعت کو تو عصیاں کس کا

(۱۳) اک جانب ہے قمر ایک طرف داغ جگر دیکھئے جھکتا ہے اب پلۂ میزاں کس کا

(۱۴) لالہ زار دل پُر داغ ہوا سنبل زار عکس افگن ہوا یہ گیسوئے پیچاں کس کا

(۱۵) غش ہے بلبل تو حسان چمن ہیں بیہوش نظر آیا انہیں یا رب چمنستاں کس کا

(۱۶) خرمن دل پہ جو گرتی ہے تڑپ کر بجلی متحیر ہوں کہ چمکا دُر دنداں کس کا

(۱۷) خار خار حرم طیبہ ہیں طوبیٰ مجھ کو کیسا گلزار ارم روضۂ رضواں کس کا

(۱۸) بلبلو مالک فردوس تمہارا گل ہے باغباں کس کا ہے گل کس کا گلستاں کس کا

(۱۹) صاف شان اشکوں سے ہے شیشۂ مے کی پیدا ہوا مئے نوش تعشق دل مستاں کس کا

(۲۰) یا نبی کس کی اماں چاہے رضائے خستہ تیرے دامن کے سوا اور ہے دامن کس کا

مشکل الفاظ کے معانی:

* شب — رات * سیہ — کالی، سیاہ * کرم — بخشش * نورافشاں — نور بکھیرنے والا * تاباں — روشن * آمد — آنا

* شہ-بادشاہ * عاصی- گناہ گار * آمادہ-تیار * عصیاں- گناہ * جانب-طرف * قمر-چاند * داغ-نشان * جھکتا-بھاری * پلہ -ترازو کا پلڑا * میزاں-ترازو، وزن کرنے کا آلہ * لالہ زار-خشخاش کے سرخ پھولوں کا کھیت * پُر-بھرپور * عکس افگن-سایہ ڈالنے والا * گیسوئے پیچاں- کنڈل والی زلف * غش-بیہوشی * حسنان-حُسن کی جمع خوبصورتیاں * چمنستان-باغ * خرمن- کھلیان، غلہ کا ذخیرہ * متحیر-حیراں * دردنداں-دانتوں کا موتی (دنداں دانت کی جمع ہے) * خار خار- کانٹے ہی کانٹے * طوبیٰ- جنتی درخت کا نام * گلزار-باغ * ارم-باغ (شداد کافر نے باغ تیار کیا جس کو وہ جنت کہتا تھا قرآن پاک میں ہے ارم ذات العماد) * روضہ-باغ * رضواں-داروغہ جنت * فردوس-اعلیٰ جنت * باغباں -مالی، باغ کا محافظ * اشکوں- آنسوؤں * مے نوش-شرابی * تعشق-اظہار محبت کرنا * مستاں-دیوانہ، مست * اماں-پناہ، بچاؤ * خستہ-پریشان، غریب * دامن- آنچل * سوا-علاوہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) میرے اعمال کی کالی سیارہ رات آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کرم سے روشن و منور ہوگئی۔ یہ کس نور والے محبوب کا رُخ والضحیٰ چمک رہا ہے کہ جس کے سامنے چاند سورج بھی منہ چھپا رہا ہے۔

ے جلوہ مجھے نبی نے دکھایا ہے خواب میں پورا میرے نبی نے یہ ارمان کر دیا
بابر یہ تجھ پہ کتنا کرم ہے تو فخر کر اپنا تجھے نبی نے ثناخوان کر دیا (ریاض مدینہ)

(۱۲) میدان محشر میں جب ہمارے آقا تشریف لائے تو روتے ہوئے گناہ گاروں نے کہا! کہ جب حضور شفاعت پہ تیار ہو گئے ہیں تو پھر گناہ کیسا اور سزا کیسی؟

(۱۳) ترازو کے ایک پلڑے میں چاند ہے اور دوسرے پلڑے میں میرے جگر کا (فراق رسول میں رو رو کر بن جانے والا) داغ ہے (جس کی شکل بھی بظاہر چاند جیسی ہے) اب دیکھو کہ پلڑا کس طرف جھکتا ہے۔ ے وہی جھکتا ہے جو پلہ گراں ہے

اور یقیناً عشق کے داغ کا پلہ بھاری ہوگا کیونکہ العشق نار یحرق ماسوی اللہ۔ عشق ایسی آگ ہے جو ماسوی اللہ کو جلا دیتی ہے۔ کسی کا کیسا عجیب شعر ہے۔

ے رُخ روشن کے آگے شمع رکھ کے وہ یہ کہتے ہیں ادھر آتا ہے دیکھیں یا ادھر پروانہ جاتا ہے

(۱۴) اس گل قدس کے سامنے سرخ پھولوں کا کھیت داغدار ہے (شرمندگی سے منہ چھپا رہا ہے) اور سنبل جس کو اپنے بالوں (گھاس) پہ بڑا ناز تھا، جب محبوب خدا علیہ السلام نے گیسو سنوارے تو ان پر فریفتہ و قربان ہونے لگا اور محبوبیت چھوڑ کر محب گیسوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگیا۔

ے کاش وہ چہرہ مری آنکھ نے دیکھا ہوتا مجھ کو تقدیر نے اس دور میں لکھا ہوتا
باتیں سنتا میں کبھی پوچھتا معنی ان کے آپ کے سامنے اصحاب میں بیٹھا ہوتا (زاہد فخری)

(۱۵) بلبل کو ایسا پھول نظر آیا کہ غش کھا کر گر پڑی اور باغ (عالم) کے سارے حسنین اس کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔ اے خدایا! ان کو یہ کیسا باغ نظر آ گیا ہے۔ شاید انہوں نے محبوب خدا کے قدم کا تلوا دیکھ لیا ہو۔

؎ جو ذرے آتے ہیں پائے حضور کے نیچے چمک کے مہر کو وہ شرمسار کرتے ہیں
(مولانا حسن رضا بریلوی)

(۱۶) یہ کس کے موتیوں جیسے چمکدار دانتوں کی روشنی ہے جو دل پہ بجلی کی سی چمک اور نورانیت گرا رہی ہے اس کے نور کے سامنے آنکھیں خیرا اور دل حیران ہیں۔

(۱۷) میرے لیے مدینے کا ہر کانٹا طوبیٰ (جنت کا درخت) ہے اس کے سامنے ارم کا باغ کیا ہے اور رضوان جنت کا سرسبز و شاداب چمنستان کیا حیثیت رکھتا ہے۔

؎ مبارک رہے عندلیبو! تمہیں گل ہمیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ
(مولانا حسن رضا خاں)

(۱۸) اے بلبلو! (غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) جنت کا مالک تمہارا پھول (محبوب) ہے پھر بھلا بتاؤ تو؟ یہ باغبان کس کا ہوا، جنت کے پھول کس کے ٹھہرے اور خود باغ جنت کا مالک کون ہوا؟ تمہارے آقا ہوئے اور کون ہوا؟ تو پھر وجد میں آخر کیوں نہیں کہتے ہو کہ

؎ مل گئے اگر حضور تو سمجھو خدا ملا

(۱۹) شراب عشق مصطفیٰ کے جام سے میرے آنسوؤں کی صفائی صاف صاف بتا رہی ہے کہ یہ مے نوش کس کی محبت میں دیوانہ اور مست ہے۔

؎ عشق جانِ طور آمد عاشقا! طور مست و خر موسیٰ صعقا (مولانا روم)

(۲۰) اے میرے پیارے دستگیر آقا! میں آپ کے دامن کو چھوڑ کر کس کی پناہ لوں؟ نہ تو آپ کا دامن کرم چھوڑوں گا تو کوئی مجھے پناہ دینے پر تیار ہو گا۔ اور نہ ہی مجھ جیسے گنہگار روسیاہ کار کو پناہ دینے کی کوئی حامی بھرے گا کیونکہ احمد رضا کا تیرے دامن کے علاوہ کوئی سہارا نہیں اور اس کو پناہ دینا ہر کسی کے بس کی بات بھی نہیں ہے۔

؎ ڈگمگا سکا ہے کبھی اور نہ ڈگمگائے گا جس کو تیری رحمت نے یا نبی سنبھالا ہے
بھیجتا ہوں روز ان کو پھول میں درودوں کے اپنی حاضری کا یہ راستہ نکالا ہے
محو استراحت ہے تجھ پہ رحمتوں والا شہر مصطفیٰ تو تو بڑے بخت والا ہے
میں کسی بھی تمغے کا بھوکا ہوں نہ مانگتا ہوں ہاتھ میرے انکے عشق کی موتیوں کی مالا ہے
ذات ہے تُو اعلیٰ ہے شان ہے تو بالا ہے دوستو! کرم ہی کرم کالی کملی والا ہے
کیوں نہ میں نیازی پڑھوں نعت مصطفیٰ ہر دم نعت مصطفیٰ کی قسم مجھے نعت ہی نے پالا ہے
آمنہ کے پالے نے دو جہاں کو پالا ہے تیری میری مشکلوں کو مصطفیٰ نے ٹالا ہے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

----***----

نعت شریف نمبر (۸۶)

(۱) گلے سے باہر آسکتا نہیں شور و فغاں دل کا — الٰہی چاک ہو جائے گریباں ان کے بسمل کا
(۲) شب اسریٰ قمر حیرت زدہ پھرتا رہا شب بھر — بھلایا ڈھنگ ان کی چال نے سیر منازل کا
(۳) بڑھا اس درجہ رعب حسن والا لیلۃ الاسریٰ — سمٹ کر بن گیا چرخ ایک پایہ ان کے محمل کا
(۴) حجاب نور تک پہنچا کے آنکھیں ہو گئیں خیرہ — فغاں کرتا ہوا لوٹ آیا قاصد نالۂ دل کا
(۵) کسے کہتے ہیں خور! یہ تابشیں یہ گرمیاں کیسی — جھلکتا ہے شرارہ آسماں پر سوزش دل کا
(۶) سنا جب نام گل خار مدینہ چبھ گیا دل میں — کہ ہر مطلق ہے جلوہ گاہ حسن فرد کامل کا
(۷) یہ کس کے رعب آمد نے کیا عالم تہ و بالا — کہ شیرازہ پریشان ہو گیا ہر نظم باطل کا
(۸) یہاں صحرا میں موج آئی وہاں دریا میں گرد اٹھی — اُدھر آتش کا ماتم ہے اِدھر غوغا زلازل کا
(۹) یہ کیا نالہ ہے دشت طیبہ میں اے وائے محرومی — مگر حسرت ہے پھر اس بن میں لوٹا قافلہ دل کا
(۱۰) کسی وحشی کی خاک اُڑ کر چمن میں آ گئی شاید — بگولوں سے ہے اٹھتا شور مستانہ سلاسل کا

مشکل الفاظ کے معانی:

* شور وفغاں۔ آہ وزاری، نالہ وفریاد * بسمل۔زخمی، عاشق * شب اسریٰ۔معراج کی رات * حیرت زدہ۔حیران و پریشان * شب بھر۔ساری رات * ڈھنگ۔طور طریقہ * سیر۔چلنا * منازل۔جمع منزل کی پڑاؤ *لیلۃ الاسریٰ۔معراج کی رات * چرخ۔ آسماں * محمل ۔ کجاوہ * حجاب ۔پردہ * خیرہ ہونا۔چندیا جانا * قاصد ۔ایلچی، ڈاکیا * خور۔سورج * تابشیں۔روشنیاں * جھلکنا۔چمکنا * شرارہ۔شعلہ وچنگاری * چبھ گیا۔پیوست ہو گیا * مطلق۔ آزاد، بے قید * جلوہ گاہ۔جلوے کی جگہ * فرد کامل۔ مکمل ذات (اکیلا، پورا) * رعب۔دبدبہ * آمد۔ آنا * تہ وبالا۔نیچے اوپر * شیرازہ۔بندھن * نظم باطل۔باطل کا نظام * صحرا۔جنگل * موج۔لہر، جوش * آتش۔آگ * ماتم۔سوگ * غوغا۔شوروغل * زلازل۔زلزلے * نالہ۔رونا * وائے محروی۔ہائے افسوس * حسرت۔افسوس * وحشی۔جنگلی * بگولوں۔شدید آندھی * مستانہ۔متوالا * سلاسل۔بیڑیاں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) دل کا دردو سوز اور نالہ و فریاد منہ کے ذریعے تو باہر آنے سے رہا، یا اللہ! سینہ کیوں نہیں شق ہو جاتا تا کہ اسی راستے تیرے محبوب کا بسمل (زخمی) اپنی حالت زار ان کو دکھا سکے۔

؎ دل میں ہیں دردو غم کے فسانے بھرے ہوئے — برسوں سناؤں گر کوئی درد آشنا ملے

(۲) معراج کی رات جب محبوب الہ بارگاہ خدا کی طرف محبوبانہ چال چل کر جارہے تھے تو چاند حیرت زدہ ہو کر اپنی منازل بھی بھول گیا اور ساری رات سرگرداں پھرتا رہا۔

مولانا جامی فرماتے ہیں۔

؎ وصلی اللہ علی نور کزوشدنورہا پیدا — زمیں ازحب اوساکن فلک درعشق اوشیدا

(۳) شب اسریٰ کے دولہا، محبوب خدا کا حسن معراج کی شب اتنا عروج پر پہنچا کہ پورا آسمان سمٹ کر آپ کی سواری کے کجاوے کا ایک پایہ بن گیا، تا کہ اس پہ قدم رکھ کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سواری پہ سوار ہو جائیں۔

(۴) نورانی پردے تک تو آنکھوں نے پیچھا کیا اور آنکھوں کے اختیار میں اتنا تو تھا ہی مگر اس سے آگے محبوب خدا کو جاتا ہوا دیکھنا آنکھوں کو اندھا کر رہا تھا اس لیے دردِ دل کا قاصد شوق روتا ہوا واپس لوٹ آیا۔ کہ یہاں میری دال نہیں گلتی۔

(۵) لوگوں کے خیال میں تو یہ گرمیاں اور تپش سورج کی وجہ سے ہے لیکن جس کو عشق کی آگ لگی ہوئی ہے اس سے پوچھو تو وہ کہے گا میرے دل کا سوز و جلن ہے کہ جس نے زمین و آسمان میں ہلچل مچا رکھی ہے۔ العشق نار یحرق ماسوی اللّٰہ۔ عشق ایسی آگ ہے جو ماسوی اللہ کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

(۶) جب کسی زبان پہ پھول کا نام آتا ہے تو میرے دل میں مدینہ کا کانٹا چبھ جاتا ہے (یعنی مدینے کی یاد ستانے لگتی ہے) کیونکہ

؎ ہر گل میں ہر شجر میں محمد کو نور ہے

اور جس میں بھی مطلقاً کچھ نہ کچھ حسن موجود ہے وہ اسی فرد کامل (محمد رسول اللہ) کے حسن کے جلوے کی جگہ ہے (المطلق ینطلق الی الفرد الکامل۔ مطلق اپنے فرد کامل کی طرف لوٹتا ہے۔ المطلق یجری علی اطلاقہ۔ مطلق اپنے اطلاق پر چلتا ہے۔ یہ دونوں قاعدے اصول فقہ کے ہیں)

(۷) یہ کون آیا ہے کہ جس کی آمد کے دبدبے سے جہاں کا نقشہ ہی بدل گیا ہے راہزن رہبر بن رہے ہیں۔ چور ڈاکو توبہ کر کے دوسروں کے لیے مینارۂ نور بن رہے ہیں غلاظت کے پلندے مجسمہ طہارت بن رہے ہیں گناہوں کے خوگر پیکر شرافت دکھائی دے رہے ہیں اس طرح باطل کا شیرازہ بکھر رہا ہے اور حق کا بول بالا ہو رہا ہے۔

؎ ولادت جہاں میں تیری جب ہوئی تھی — اندھیرا سبھی چھٹ گیا کملی والے
جو پیدا ہوا سب سے پہلے جہاں میں — وہی ہے تو نور خدا کملی والے

(۸) سرکار کی آمد پہ جنگلوں میں بھی نور کے دریا موجزن ہو گئے اور دریا جو کبھی نہ خشک ہوئے تھے وہاں پہ گرد اڑنے لگی (بحیرۂ

ساوی کی طرف اشارہ ہے جس کی اسی وجہ سے پوجا ہوتی تھی کہ خشک نہیں ہوتا) آتش کدۂ ایران جو صدیوں سے جل رہا تھا یکدم بجھ گیا اور قیصر و کسریٰ کے محلات میں زلزلے آئے جن سے ان محلات کے کنگرے گر گئے۔ اور ایک شور بپا ہو گیا۔ سیرت حلبیہ میں ہے وردالعین المستهام معينة ص ۸۷، ج ا۔ واقعتاً خشک زمین جہاں کبھی پانی نہ آیا تھا وہاں دریا بہنے لگا جس سے کسریٰ ایران پہ خوف طاری ہو گیا۔

جبریل امیں نے مژدہ دیا کونین کے سرور آتے ہیں
ہاں صل علیٰ کا شور کرو اللہ کے پیمبر آتے ہیں
میلاد کی محفل کیا کہنے انوار برستے ہیں ہر سو
میلا دنبی کی محفل میں خود آپ بھی اکثر آتے ہیں
(نگار میرٹھی)

(۹) یہ جنگل میں کیا آہ وزاری، نالہ وفریاد اور ہائے محرومی، ہائے حسرت کی آوازیں آرہی ہیں شاید دیدار کی حسرت نے پھر کوئی دل کا قافلہ لوٹ لیا ہے۔

(۱۰) یوں لگتا ہے کہ کسی وحشی کے پاؤں کی گرد اڑ کر باغ میں آ گئی ہے جس کی وجہ سے تیز ہواؤں سے ایسا شور اُٹھ رہا ہے جیسے بیڑیوں کی مستانہ جھنکار ہوتی ہے۔

(۱۱) نہیں کچھ خاص شہرستان امکاں بہرہ یاب ان سے — کہ سایہ دشت بطلاں میں ہے تاج سر مماثل کا
(۱۲) رضائے خستہ کیا کہنا عجب جادو بیانی ہے — نمک ہر نغمۂ شیریں میں ہے شور عنادل کا

مشکل الفاظ کے معانی:

٭ خاص — مخصوص ٭ شہرستان — شہر کی جگہ، شہر پناہ ٭ امکاں — بس میں، طاقت میں ٭ بہرہ یاب — خوش نصیب، حصہ پانے والا ٭ بطلاں — جھوٹ، باطل، بناوٹی بات ٭ مماثل — ہم شکل، مثل ٭ خستہ — پریشان ٭ جادو بیانی — عمدہ گفتگو ٭ شیریں — مٹھاس ٭ عنادل — بلبلیں۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱۱) شہر پناہ کی طاقت خاص ان کے لیے فائدہ مند نہیں کیونکہ سروں کے تاج تباہ کرنے والے جنگل کی زد میں ہیں۔ یا عالم امکاں کا ذرہ ذرہ ہی نہیں بلکہ ہم مثل ہونے کا دعویٰ کرنے والے باطل کے جنگل کے منحوس سائے (بدعقیدہ لوگ) بھی حضور ہی کے فیض سے پل رہے ہیں۔

(۱۲) ارے یار رضا (گدائے در مصطفیٰ) تجھے عمدہ گفتگو کرنے کا کیسا طریقہ آتا ہے یوں لگتا ہے کہ تیرا کلام بلبلوں کے میٹھے نغموں میں نمکینی کا کام دے رہا ہے جس سے کلام کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے اسی لیے کہتے ہیں (النحو فی الکلام کالملح فی الطعام) علم نحو کلام میں وہی لذت پیدا کرتا ہے جو نمک طعام میں کرتا ہے۔

----٭٭٭----

نعت شریف نمبر (۸۷)

(مخمس یعنی پانچ مصرعوں والے اشعار کی نعت)

(۱) شعلۂ عشقِ نبی سینہ سے باہر نکلا
عمر بھر منہ سے میرے وصفِ پیمبر نکلا
ساز گار ایسا بھلا کس کا مقدر نکلا
دم مرا صاحبِ لولاک کے دَر پر نکلا
اب تو ارمان اے دلِ مضطر نکلا

حلِّ لغات:

* شعلہ۔لپیٹ، انگارہ، چنگاری * وصف۔تعریف * سازگار۔موافق * مقدر۔نصیب * دم۔سانس (آخری) * صاحب لولاک۔لولاک لما خلقت الافلاک کی شان والے (حضور علیہ السلام) * دَر۔دروازہ * اَرمان۔آرزو، حسرت * مضطر۔پریشان، مجبور، بیچارہ۔

مفہوم شعر نمبر ۱:

عشقِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی چنگاری دل میں تھی جو سینے سے باہر آئی تو اس کی برکت سے ساری زندگی ثناخوانی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں گذر گئی۔

ایسا اچھا مقدر بھلا کس کا ہو سکتا ہے کہ میری زندگی کا آخری سانس لو لالما خلقت لا فلاک والے آقا کی بارگاہ عالی کی چوکھٹ پہ نکل رہا ہے۔اے میرے ساری زندگی پریشان رہنے والے دل اب تو خوش ہے ناں؟

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو — سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو
گر وقت اجل سر تری چوکھٹ پہ پڑا ہو — جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

(مولانا حسن رضا خان)

☆☆☆

(۲) ہے مرے زیرِ نگیں ملکِ سخن تا ابد — میرے قبضے میں ہیں اس خطہ کے چاروں سرحد

اپنے ہی ملک سے تعبیر ہے ملک سرمد ہے تصرف میں میرے کشور نعت احمد
میں بھی کیا اپنے نصیبہ کا سکندر نکلا

حلّ لغات:

★ زیرنگیں۔ماتحت، قبضے میں ★ ملک سخن۔ کلام کرنے کی حکومت وقدرت ★ تا ابد۔ہمیشہ تک ★ خطہ۔زمین کا ٹکڑا ★ سرحد۔ آخری کنارہ ★ تعبیر۔ تاویل، مراد لینا، نتیجہ نکالنا ★ سرمد۔ ہمیشہ ★ تصرف۔اختیار، کنٹرول ★ کشور۔ ملک ★ نصیبہ۔بخت ★ سکندر۔روم کا مشہور بادشاہ۔

مفہوم شعر نمبر ۲:

(تحدیث نعمت کے طور پر فرماتے ہیں) بات کرنے کی حکومت اب ہمیشہ میرے ہاتھ میں ہے (سو سال تو ہونے والا ہے ابھی تک احمد رضا کے جوڑ کا نظر نہیں آیا انشاء اللہ آپ کا یہ فرمانا تعلّی یا خودستائی نہ ہوگا بلکہ حقیقت واقعیہ ثابت ہوگا کہ دن بدن احمد رضا کے نام کو عروج ہوگا اور ہر آنے والا دور اسی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دور ہوگا۔ بڑے بڑے نامور لوگوں نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے) اس علاقے کی ساری سرحدیں میرے کنٹرول میں ہیں۔

(سخرلکم مافی السموات و ما فی الارض) ہمیشگی کی حکومت بھی سرکار مدینہ کے غلاموں کی ہے۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس رنگ میں چاہوں کہہ سکتا ہوں (چار زبانوں میں نعت اور جس نعت میں ہونٹ جدا رہتے ہیں اس مصرعہ کے سچ ہونے کی زندہ مثالیں ہیں) اللہ کا شکر ہے کہ نصیب کے لحاظ سے سکندر سے کم نہیں ہوں۔ (اس شعر کی صداقتوں کو مزید دیکھنا ہو تو "معارف رضا" کراچی ۱۹۹۲ء کا مطالعہ فرمائیں)

• یہ عظمت چونکہ غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہے اس لیے اب نسبت کو ہی دیکھا جائے گا۔ کاغذ اور کپڑے کو قرآن سے نسبت ہو جائے تو اس کو بھی قرآن کے ساتھ چوما جاتا ہے تو غلامی مصطفیٰ میں آنے والا کیوں نہ مقدر کا سکندر ہوگا۔

؎ نعت کہنے میں رضا وہ بھی مقام آتا ہے مجھ پہ ہر آن فرشتوں کا سلام آتا ہے
(محمد اکرم رضا)



(۳) روز و شب لخت جگر آنکھوں سے جاری ہی رہا رفتہ رفتہ ہوا ہر گوشۂ چشم اک دریا
اب تو وہ قہر کا ہے جوش کہ عالم ڈوبا دیدۂ تر نے کیا نوح کا طوفاں برپا
قطرۂ اشک جو نکلا وہ سمندر نکلا

حلّ لغات:

★ روز و شب۔ دن رات ★ لخت جگر۔ جگر کا ٹکڑا، بہت پیارا ★ رفتہ رفتہ۔ آہستہ آہستہ، ہوتے ہوتے، دھیرے دھیرے ★ گوشہ چشم۔ آنکھ کا کونہ (کارنر) ★ قہر۔زبردست ★ جوش۔ابھار، بلندی ★ دیدۂ تر۔روتی آنکھ ★ اشک۔ آنسو۔

مفهوم شعر نمبر ۳:

دن رات عشق مصطفیٰ کی گرمی اور فراق وہجر رسول کے درد سے آنکھیں بہتی رہیں اور دل خون کے آنسو روتا رہا اور ہوتے ہوتے آنکھ کا ہر گوشہ دریا کا منظر پیش کرنے لگا۔ اب تو خطرہ ہے کہ اس قدر سیلاب آئے گا کہ پورا جہاں میرا ہم نوا ہو کر اپنے آنسوؤں میں ہی ڈوب جائے گا، اس رونے والی آنکھ نے کیا طوفان نوح بپا کر دیا ہے کہ جس کا ایک ایک قطرہ سمندر نظر آتا ہے۔

ے نازاں ہوں سعادت کے گہر رول رہا ہوں　　میزان عقیدت پہ انہیں تول رہا ہوں
چھوٹا ہوں مگر بول بڑے بول رہا ہوں　　کیونکہ۔ تعریف محمد میں زباں کھول رہا ہوں
(صلی اللہ علیہ وسلم)

☆☆☆

(۴) بن گئی میری زباں ماھئ آب کوثر
نور کے بکے دھن سے مرے نکلے باہر
سایۂ رحمت باری نظر آیا سر پر
مغفرت صدقہ ہوئی میری زباں پر آکر
جس گھڑی لب سے مرے وصف پیمبر نکلا

حلّ لغات:

* ماھی۔ مچھلی * آب کوثر۔ جنت کی نہر کا پانی * بکے۔ نور کا انبار * دھن۔ منہ * باری۔ پیدا کرنے والا، اللہ تعالیٰ کا نام (الباریٔ) * مغفرت۔ بخشش * صدقہ۔ قربان * وصف پیمبر۔ اللہ کے نبی کی تعریف۔

مفهوم شعر نمبر ٤:

اب میری زبان حوض کوثر کی مچھلی بن گئی ہے، میرے منہ سے نور برستا ہے، میرے سر پہ اللہ کی رحمت کا سایہ ہے، بخشش میرے اوپر نثار ہو رہی ہے کیونکہ محبوب خدا کی نعت میرے لبوں سے نکل رہی ہے۔

ے یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آئی ہے　　سانس لیتا ہوں تو جنت کی ہوا آئی ہے

بنی اسرائیل کا بدکار یہودی نام مصطفیٰ کی تعظیم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ اس کو گندگی کے ڈھیرے سے اُٹھا کر غسل دیں اور خود اس کا جنازہ پڑھائیں کیونکہ اگرچہ برا تھا مگر جب تورات کھولتا و نظر علی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ ووضعہ علی عینیہ وصلی علیہ (خصائص کبریٰ ص۱۶، ج۱) میرے محبوب کے نام کو دیکھتا تو چومتا، آنکھوں سے لگاتا اور درود پڑھتا۔

تو حضور کا غلام اگر ساری عمر نام محمد کی تعریف کرے اور محبت سے چوم چوم کر درود وسلام پڑھتا رہے تو اس کو اس نام کی برکت سے عظمتیں کیوں نہ ملیں گی؟

ے ہونٹ کو ہونٹ لگا چومنے بہر تعظیم میرے ہونٹوں پہ محمد کا جو نام آتا ہے
ے میرا منہ چوم لیتے ہیں فرشتے کس محبت سے زباں پر میری جس دم نام آیا محمد کا

☆☆☆

(۵) جلوہ اس مہر رسالت کا ہو سیاروں میں
انبیاء ساتھ ہوں جبریل جلو داروں میں
آقا اس شان سے آئیں گے گرفتاروں میں
حشر کے روز یہ غل ہو گیا گنہ گاروں میں
وہ شفاعت کے لیے شافع محشر نکلا

حلِ لغات:

* مہر رسالت ۔ رسالت کا سورج (حضور علیہ السلام) * سیارے ۔ چلنے والے ستارے * جلودار ۔ ساتھی ،نوکر * غل ۔ شور * شافع محشر ۔ قیامت کے دن شفاعت کرنے والا۔

مفہوم شعر نمبر ۵:

ستاروں میں بھی اسی رسالت کے آفتاب محمد رسول اللہ کا جلوہ ہے۔ ہمارے آقا جب میدان محشر میں ہم گناہ گاروں کی شفاعت کے لیے آئیں گے تو اس شان سے آئیں گے کہ آپ کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام ہوں گے، جبریل امین آپ کے غلاموں میں ہوگا۔ اور ایک نعرہ بلند ہوگا کہ وہ دیکھو شافع محشر محمد رسول اللہ شفاعت کے لیے نکل پڑے ہیں۔

ے غلامان محمد محشر میں یوں پہچانے جائیں گے کہ محشر میں بھی ہوگا ان کا نعرہ یارسول اللہ

☆☆☆

(۶) حسن محبوب کو بخشا ہے عجب وصف و قماش شاہد اس نقشہ کی بے مثلی پہ ہے خود نقاش
چاند سورج میں رہی برسوں انہی کی کنگاش مدتوں چرخ نے کی بزم دو عالم میں تلاش
مثل محبوب خدا کوئی نہ سرور نکلا

حلِ لغات:

* عجب ۔ عجیب و غریب * وصف ۔ تعریف * قماش ۔ کمال، ہنر * شاہد ۔ گواہ * نقاش ۔ نقش کرنے والا (ھو الذی یصورکم فی الارحام) یعنی اللہ تعالیٰ * کنگاش ۔ صلاح مشورہ * بزم ۔ محفل * دو عالم ۔ دو جہان * سرور ۔ سردار، آقا۔

مفہوم شعر نمبر ٦:

خدا نے اپنے محبوب کے حسن و جمال کو ایسا کمال عطا فرمایا ہے کہ جس پر وہ خود ہی گواہ ہے۔ کئی سال چاند و سورج آپس میں یہ بات کرتے رہے ہیں اور آسمان مدتوں تلاش کرتا رہا لیکن خدا کے محبوب جیسا دونوں جہاں میں کوئی آقا اور سردار نہیں ہے۔

ے بے مثل نے محبوب کو بے مثل بنایا ہے　　واں جسم نہیں تو یہاں سایہ نہیں ہے

☆☆☆

(۷) جب ہوا چرخ مرے ماہ رسالت کا مَسیر　　چاند حیرت سے بنا ابروِ نقش تصویر
اُن کے آگے نہ چلی ایک بھی لاف تنویر　　کیا ضیاء ہے رُخ انور کی کہ مہتاب منیر
چرخ اخضر سے جو نکلا تو مکدّر نکلا

حلّ لغات:

★ چرخ۔ آسمان ★ مسیر ۔ سیر گاہ ★ ابرو ۔ بھویں ★ لاف ۔ شیخی، گپ ★ تنویر ۔ روشن کرنا ★ ضیاء ۔ روشنی ★ مہتاب منیر ۔ چاند جیسا روشن چہرہ ★ اخضر ۔ سبز ★ مکدر ۔ میلا، گدلا۔

مفہوم شعر نمبر ۷:

ہمارے آقا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب شب معراج آسمان پر تشریف لے گئے تو چاند حیرت زدہ ہو کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ابرو مبارک کی تصویر کا نقش بن کر جھک گیا اور آج تک جھکا ہوا ہے۔ پھر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چاند کی نورانیت کی شیخی نہ چل سکی، آپ کے رُخ والضحیٰ کی روشنی کا کیا کہنا کہ سورج بھی نکلتا ہے تو اس رُخ والضحیٰ کے آگے میلا سا لگتا ہے۔

ے اللہ کی ہم جلوہ گری دیکھ رہے ہیں　　یا حسن جمال مدنی دیکھ رہے ہیں
صدقے میں ترے گنبد خضریٰ کے تصوّر　　ہم تجھ میں گلستان نبی دیکھ رہے ہیں
جس وقت پڑھو صل علی ال محمد　　سمجھو کہ رسول عربی دیکھ رہے ہیں

☆☆☆

(۸) ہم گئے قبر اویس قرنی پر کہ سنیں
عشق میں پھنستی ہیں کس دام بلا میں جانیں
قبر عاشق سے صدا آئی کہ کیا حال کہیں
کبھی زندہ کبھی مردہ ہوئے ہم الفت میں
شوق نظارہ مگر دل سے نہ باہر نکلا

حلِ لغات:

* اویس قرنی-خیر التابعین، سید التابعین * بلا- مصیبت * صدا- آواز * الفت- محبت * نظارہ- تماشا، جلوہ دکھانا

مفہوم شعر نمبر ۸:

ہم اپنا غم ہلکا کرنے کے لیے ایک مرتبہ سید التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پہ حاضر ہوئے تا کہ ان سے پوچھیں کہ۔ حب نبی میں زندگی کیسے گزرگئی۔

جو اس جال میں پھنس جاتا ہے پھر اس پہ کیا گزرتی ہے تو آپ کی قبر انور سے ہمیں یہ جواب ملا کہ اس وادی کا مسافر نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے مگر اس کے دل سے شوق دیدار کبھی ختم نہیں ہوتا۔

~ دیدارِ نبی کا دل میں ارمان لیے ہوئے | بیٹھا ہوں ہر نظر میں گلستان لیے ہوئے
ظلمت بڑھی تو مہر رسالت ہوا طلوع | انسان کی نجات کا ساماں لیے ہوئے

☆☆☆

(۹) کیوں نہ آنکھوں کو مری کان جواہر کہیے | اشک خونیں ہیں عقیق یمنی کے ٹکڑے
پایہ ہیں عین گہر ریز کے دو فوّارے | یاد دندانِ محمد میں مری آنکھوں سے
اشک بھی نکلا تو وہ صورت گوہر نکلا

حلِ لغات:

* کان-ذخیرہ، معدن * جواہر-قیمتی پتھر * اشک خونیں-خون کے آنسو * عقیق یَمَنی-ملک یمن کی طرف منسوب سرخ رنگ کا خوبصورت پتھر * گہر-قیمتی موتی * ریز-ریختن سے ہے بہانا * فوارہ-چشمہ، پانی کا زور سے نکلنا۔

مفہوم شعر نمبر ۹:

میری آنکھوں کو موتیوں کی کان (معدن وذخیرہ) کہنا زیادہ مناسب ہے۔ ان سے فراق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے جو خون کے آنسو گرتے ہیں یمن کے سرخ پتھر کے ٹکڑے ہیں یا پھر یہ آنکھیں موتی بکھیرنے والے دو فوارے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے دندان مبارک کی یاد کا اثر ہے کہ میرے آنسو بھی اب میری آنکھوں سے موتی بن بن کر نکلتے ہیں۔

~ تو شاہ خوباں تو جانِ جاناں ہے چہرہ ام الکتاب تیرا
نہ بن سکی ہے نہ بن سکے گی مثال تیری جواب تیرا
تو سب سے اول تو سب سے آخر ملا ہے حسن دوام تجھ کو
ہے عمر لاکھوں برس کی تیری مگر ہے تازہ شباب تیرا
نظر میں اس کی ہے ہر حقیقت ہو مشک وعنبر یا بوئے جنت
ملا ہے جس کو ملا ہے جس نے پسینہ حسن گلاب تیرا

خدا کی غیرت نے ڈال رکھے ہیں تجھ پہ ستر ہزار پردے
جہاں میں بن جاتے طور لاکھوں جو اک بھی اُٹھتا حجاب تیرا

☆☆☆

(۱۰) جاگنے میں تو وہ دیدار میسر ہے کسے
نیند آتی نہیں جو خواب میں دولت یہ ملے
تنگ آیا ہوں میں اس بخت کی ناسازی سے
ہائے محروم رکھا شہ کی زیارت سے مجھے
دشمن جاں مرا نیرنگ مقدر نکلا

حلِّ لغات:

* میسر۔ حاصل * بخت۔ نصیب * ناسازی۔ ناموافقت * شہ ۔ شاہ کا مخفف، بادشاہ (حضور علیہ السلام)
* نیرنگ۔ مکروفریب (نیرنگ مقدر۔ تاریک وسیاہ بخت)

مفهوم شعر نمبر ۱۰:

حالت بیداری میں تو سرکار مدینہ، سرور قلب وسینہ علیہ السلام کا دیدار کسی کسی خوش نصیب کو حاصل ہوتا ہے۔ مجھے تو نیند بھی نہیں آتی کہ خواب میں ہی زیارت ہو جائے۔

اپنے نصیب کی ناسازگاری سے میں تو تنگ آ گیا ہوں جس نے مجھے آقا کی زیارت سے محروم رکھا ہوا ہے، ہائے میرا تاریک مقدر ہی میری جان کا دشمن نکل آیا۔

ے کس کس کو میں باندھوں جو کروں قصد زیارت ہمت کی بھی ٹوٹی ہے کمر، میری کمر بھی
اب جاؤں مدینے کو میں کس طرح خدایا رفتار کی طاقت بھی نہیں، زور بھی زر بھی

☆☆☆

(۱۱) خواب میں دولت دیدار کے کچھ ساماں تھے
دلِ بیتاب یہ تڑپانہ رہا بن جاگے
کیا کہوں طالع برگشتہ سے اللہ سمجھے
ہائے محروم رکھا شہ کی زیارت سے مجھے
دشمن جاں مرا نیرنگ مقدر نکلا

حلّ لغات:

* ساماں-امکانات، امیدیں (مرادیں) * بیتاب-بے چین و بے قرار * بن-بغیر، بجز * طالع-بخت * برگشتہ-پھرا ہوا، سرکش۔

مفہوم شعر نمبر ۱۱:

خواب میں پھر بھی کوئی امید تھی کہ زیارت سے مشرف ہو جاؤں گا، مگر اس بے چین دل کو کہاں لے جاؤں جو تڑپتا رہتا ہے اور بغیر جاگے اس کا گزارا نہیں ہے، دراصل میرے نصیب نے ہی مجھ سے منہ پھیر لیا ہے۔ اس کو خدا ہی سمجھے جس نے مجھے آقا کی زیارت سے محروم رکھا ہوا ہے، اے میرے جان کے دشمن، سیاہ نصیبی کیا میرا ہی مقدر تھی؟ ورنہ حضور کی طرف سے کوئی کمی نہیں ان کا حال تو یہ ہے۔

؎ آپ جام مئے مقصود پلا دیتے ہیں — تشنگی تشنہ دہانوں کی بجھا دیتے ہیں
منبع جو دو سخا ہیں مرے سرکار انور — مانگنے والوں کو حاجت سے سوا دیتے ہیں

☆☆☆

(۱۲) مال دنیا تو کوئی چیز نہیں ہے سرمد
آنکھ اُٹھا کر نہ کبھی دیکھوں سوئے ملک ابد
سب یہ الفت کی بدولت ہے غنائے بے حد
حَبَّذا آفریں اے دولت عشق احمد
میں گدائی کے بھی پردہ میں سکندر نکلا

حلّ لغات:

* سرمد-ہمیشہ رہنے والا * ملک ابد-ہمیشہ رہنے والا ملک وحکومت * الفت-محبت * غنائے-مالداری * بے حد-بے حساب * حَبَّذا-فعل مدح (حب فعل مدح ہے ذا اسم اشارہ اس کا فاعل ہے) تعریف کے لیے آتا ہے * آفریں-شاباش، بہت خوب۔

مفہوم شعر نمبر ۱۲:

دنیا کے مال ومتاع کی میرے نزدیک کبھی کوئی حیثیت نہیں رہی، کوئی اگر ہمیشہ رہنے والی حکومت بھی مجھے دے تو آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھوں، یہ سارا استغنا اور مالداری محبت رسول کی بدولت ہے۔ آفرین ہے اے دولت عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! واہ واہ سبحان اللہ! حضور کا گدا اپنے دور کا سکندر ہے۔

؎ ہاتھ فریادی اُٹھاتے ہیں دعا کے واسطے — کھول دے باب اجابت مصطفیٰ کے واسطے

رزق وروزی، علم وعرفاں، دین وایماں کر عطا ہر گدائے مصطفیٰ، ہر بے نوا کے واسطے

☆☆☆

(۱۳) تشنہ ہوں شربت دیدار پلا دیجئے مجھے آئینہ طلعت انور کا بنا دیجئے مجھے
مردہ ہوں آپ مسیحا ہیں جلا دیجئے مجھے وہ جمال رُخ پرنور دکھا دیجئے مجھے
دونوں عالم میں نہ جس کا کوئی ہمسر نکلا

حلِّ لغات:

★ تشنہ - پیاسا ★ طلعت - چہرہ ★ مسیحا - عیسیٰ علیہ السلام کا لقب مردہ زندہ کرنے کی وجہ سے (یہاں حضور علیہ السلام مراد ہیں وجہ وہی ہے) ★ جلا - زندہ کر ★ جمال - حسن ★ رُخ پرنور - نور والا چہرہ ★ ہمسر - برابر، مدمقابل۔

مفہوم شعر نمبر ۱۳:

اے میرے حسن وجمال والے آقا! میں آپ کے دیدار کا بہت خواہش مند وطالب ہوں، مجھ پیاسے کو اپنے دیدار کا شربت عطا ہو۔ مجھے اپنے چہرۂ انور کا آئینہ بنا دیں (آپ کی اطاعت ومحبت کا رنگ میرے اوپر چڑھ جائے اور میری ہر ہر ادا آپ کی سنت کے مطابق ہو جائے) میرا دل مردہ ہو چکا ہے آپ نے تو پتھروں میں جان ڈال کر عیسیٰ علیہ السلام سے بڑا کام کر دکھایا ہے میرے مردہ دل کو بھی اپنی نگاہ ناز سے زندہ فرما دیں اور اس کی زندگی آپ کے پرنور چہرے کا دیدار ہے۔ جس چہرے کی دونوں جہان میں کوئی مثل ومثال نہیں۔

؎ محبوب خدا سید و سرور کے برابر لاؤ تو کوئی میرے پیمبر کے برابر
لاکھوں ہیں زمانے میں سکندر کے برابر کوئی نہیں آقا تیرے نوکر کے برابر
ناداں انہیں اپنے سا کہتے ہیں نیازی ذرہ نہیں ہوتا کبھی گوہر کے برابر

☆☆☆

(۱۴) صدقے اس غالیہ مو پہ ہوں ہر حور کے بال کیا یہ خوشبو ہے کہ نافہ کو ہوا مشک وبال
عطر بیزی میں ہے یہ زلف معنبر کو کمال وصف گیسوئے نبی کا جو بندھا دل میں خیال
شعر جو نکلا دھن سے وہ معطر نکلا

حلِّ لغات:

★ غالیہ - خوشبو (قیمتی شئی کو بھی کہتے ہیں) ★ مو - بال مبارک ★ نافہ - مشک کی تھیلی ہرن کے پیٹ پر ★ مشک - کستوری ★ عطر بیزی - عطر چھڑکنا ★ زلف معنبر - خوشبو (عنبریں) سے مہکتی زلفیں ★ وصف - تعریف ★ دھن - منہ ★ معطر - خوشبودار۔

مفہوم شعر نمبر ۱۴:

آپ کی خوشبودار زلفیں اور بیش بہا قیمت بال مبارک پہ جنت کی حوریں اپنی زلفوں کو نچھاور کرنے پہ تیار ہیں، اللہ اللہ! والیل کی زلفوں میں کیسی خوشبو بسی ہے کہ ہرن کے کستوری والے نافے کے لیے اس کی اپنی کستوری مصیبت بن گئی (اور وہ حسد کرنے لگا کہ کاش بجائے کستوری کے یہ خوشبو میرے پاس ہوتی) خوشبو بکھیرنے میں یہ حضور ہی کی زلفوں کا کمال ہے اور آپ کی زلفوں کی تعریف کا جو میرے دل میں خیال آیا اور میں نے تعریف کرنی شروع کی تو میرے منہ سے ہر شعر جنت کی خوشبو لے کر نکلا۔

اے غلامانِ مصطفیٰ! (علماء کرام و مشائخ عظام) تم جتنی بھی عظمت و شان کے مالک ہو اعلیٰ حضرت جیسے نہیں ہو سکتے ہو اور دیکھو وہ اپنے آپ کو سرکار کے قدموں پہ کس طرح نچھاور کر رہے ہیں حضور کی بات آئے تو سب کچھ بھول جاؤ اور

ے جذب ایماں پیکر حسن وفا بن جایئے　　تاج شاہی کے لیے دست گدا بن جایئے
بعد میں بن لیجئے گا آپ شیخ محترم　　آیئے پہلے غلام مصطفیٰ بن جایئے

☆☆☆

(۱۵) رنگ آمیزیٔ الفت کا یہ احسان ہوا
عمر بھر سینہ مرا گلشن فردوس رہا
واہ رے جوش اثر بعد فنا بھی نہ گیا
رُخ رنگین محمد کا جو شیدائی تھا
میری تربت پہ بھی نخل گل احمر نکلا

حلِّ لغات:

★ رنگ آمیزئ الفت۔ حضور کی محبت کا رنگ اپنے اوپر چڑھالینا ★ فیضان۔ فائدہ ★ گلشن فردوس۔ جنت کا باغ ★ واہ رے۔ کلمہ تحسین، کیا بات ہے، سبحان اللہ ★ فنا۔ خاتمہ ★ رُخ رنگیں۔ خوبصورت چہرہ ★ شیدائی۔ دیوانہ ★ تربت۔ قبر ★ نخل۔ درخت ★ گل احمر۔ سرخ پھول۔

مفہوم شعر نمبر ۱۵:

اپنے آپ کو محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگنے کا یہ فائدہ تو ہوا کہ ساری زندگی میرا سینہ جنت کا باغ بنا رہا، سبحان اللہ! اس محبت کا اثر مرنے کے بعد بھی قائم رکھا کہ حضور علیہ السلام کے خوبصورت چہرے کا شیدائی و عاشق جب مرا تو اس کی قبر پہ سرخ رنگ کے پھول کا درخت اُگ آیا۔ (اسی لیے اہل ایمان قبروں پہ پھول چڑھاتے ہیں تا کہ فرق ظاہر ہو جائے)

ے ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

(۱۶) ہے رضا گرچہ سیہ کار سراپا قاسم نعت احمد ہے مگر اس کا وظیفہ قاسم
ایک مصرعہ بھی اگر آقا کو خوش آیا قاسم حشر کے روز اُٹھے شور عجب کیا قاسم
قبر سے دیکھو وہ مدّاح پیمبر نکلا

حلّ لغات:

* سیہ کار - گناہ گار * سراپا - سر سے لیکر پاؤں تک * قاسم - تقسیم کرنے والا (حضور علیہ السلام جو اللہ کی نعمتوں کو تقسیم فرمانے والے ہیں) * وظیفہ - ہر وقت کیا جانے والا کام * مصرعہ - شعر کا آدھا حصہ * خوش - پسند * عجب - عجیب وغریب * مداح - بہت زیادہ تعریف کرنے والا۔

مفہوم شعر نمبر ۱۶:

اے میرے پیارے نبی! اگرچہ آپ کے در کا گدا، احمد رضا، از سرتاپا، گناہوں میں ہے ڈوبا، مگر آقا آپ تو جانتے ہے کہ آپ کی نعت خوانی ہے اس کا وظیفہ، اگر اس بے چارے کی ساری نعتوں میں سے صرف ایک مصرعہ بھی آپ نے پسند فرمالیا، تو میدان محشر میں ایک عجیب سا شور ہوگا پیا، کہ وہ دیکھو قبر سے اپنے نبی کی تعریف کرنے والا نکل آیا۔

ے ہم تیرے اور تو ہمارا ہے مدینے والے دونوں عالم سے تو پیارا ہے مدینے والے
عرش والے بھی تو محتاج ہیں واللہ تیرے انبیاء کا تو سہارا ہے مدینے والے

----***----

نعت شریف نمبر (۸۸)

(۱) دو عالم سے اعلیٰ و امجد محمد ﷺ مُمَجَّد محمد ﷺ، محمد ﷺ محمد ﷺ
(۲) وظیفہ ہے میرا محمد ﷺ محمد ﷺ مظفر محمد ﷺ مئوید محمد ﷺ
(۳) مسمّٰی بہ نام احمد محمد ﷺ کہ الحق احمد محمد ﷺ محمد ﷺ
(۴) جلالت کا عشق مُوَید محمد ﷺ رسالت کا رکن مشید محمد ﷺ
(۵) شفاعت کا قول مؤکد محمد ﷺ محمد ﷺ محمد ﷺ محمد ﷺ محمد ﷺ

حلّ لغات:

٭ دو عالم۔دو جہاں ٭ اعلیٰ۔بلند و افضل ٭ امجد۔سب سے زیادہ بزرگی والا ٭ مُمَجَّد۔تمجید سے اسم مفعول شرف و کمال دیا گیا ٭ معزز، مکرم، عزت دیا گیا ٭ محمد۔بہت زیادہ تعریف کیا ہوا ٭ وظیفہ۔روزانہ پڑھے جانے والے کلمات خیر ٭ مظفر۔فاتح، کامیاب ٭ مئوید۔جس کی اللہ کی طرف سے مدد کی گئی ہو، تائید کیا ہوا ٭ مسمّٰی۔نام رکھا گیا ٭ احمد۔بہت زیادہ (اپنے رب کی) تعریف کرنے والا ٭ الحق۔بجا، درست ٭ جلالت۔بزرگی ٭ عیش۔آرام وسکون (کی زندگی) ٭ رسالت۔اللہ کا رسول ہونا ٭ رکن مشید۔مضبوط اور اونچا کیا ہوا حصہ (مینارۂ نور وہدایت) ٭ شفاعت۔سفارش ٭ قول۔بات ٭ مئوکد۔تاکیدی۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) دونوں جہانوں میں سب سے زیادہ بلند وبالا، معزز ومکرم، عزت وعظمت والی ذات وہ ہے جس کا نام نامی اسم گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

؎ محمد سرِّ پنہاں میں نہاں ہے محمد عین اعیان عیاں ہے
محمد فخر ہے پیغمبروں کا محمد مقتدائے مرسلاں ہے
محمد ہے چراغ افروز ہستی محمد قالب عالم کی جاں ہے
محمد ہے دوائے درد منداں محمد چارۂ بے چار گاں ہے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا انا سید ولد ادم۔ میں ہی تمام انسانوں کا سردار ہوں دنیا میں بھی اور آخرت

میں بھی۔

(۲) میرا وظیفہ ہر وقت کا یہی ہے کہ میں اپنے اس آقا کا نام لیتا رہتا ہوں جس کی اللہ کی بارگاہ سے مدد فرمائی گئی اور ان کو فاتح عالم قرار دیا گیا یعنی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

؎ محمد مدّ عائے کن فکاں ہے محمد سے ہوئی تکوین کونین
محمد مقصد ہر این وآں ہے محمد ہے بہار باغ ایجاد
محمد مونس دل خستگاں ہے محمد ہر جراحت کا ہے مرہم
فرشتوں کا یہی ورد زباں ہے محمد ہے محمد ہے محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳) ہر ایک کا ایک ذاتی نام ہوتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا بھی ایک ہی ذاتی نام ہے یعنی اللہ (جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ واتم برھانہ ولا الہ غیرہ) لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو صفاتی نام بھی اپنے جتنے ننانوے عطا فرمائے اور ذاتی نام بجائے ایک کے دو عطا کیے آسمانوں پہ احمد اور زمین پہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہی وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے چونکہ زیادہ عرصہ آسمان پہ گذارنا تھا اس لیے اپنی قوم کے سامنے حضور علیہ السلام کے آسمان والے ذاتی نام سے تعارف کرایا۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ الصف۔ میں تمہیں اس بابرکت رسول کی خوشخبری سنانے آیا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ محمد اور احمد دونوں کا مادہ حمد ہے۔

؎ آپ کی ہر بات کی کیا بات ہے نام احمد معتبر سوغات ہے
وہ محمد مصطفیٰ کی ذات ہے جس کا ثانی دو جہاں میں نہ ملا

(۴) جلالت وبزرگی کا تائید کیا ہوا اور رسالت کا اہم اور مضبوط رکن اعظم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ہمارے آقا کا وجود باجود ہے۔

؎ میں نے اپنے دل میں اتارا ہے نام ان کا قرآن پاک ان پہ اتار گیا ندیم

(۵) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروز قیامت ہم گنہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے یہ بڑی پکی بات ہے اور ایسی پکی بات کا اختیار صرف انہی کو دیا گیا ہے جن کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

----***----

نعت شریف نمبر(۸۹)

(۱) جس نے اس گل کی نیائی روئے روشن کی بہار	کب دکھائے دیکھئے اس ستھرے گلشن کی بہار
(۲) مینہ کی جھڑیاں مور کو کیں صبا کا مست حال	چھیڑتی ہے اشک و آہ و نالۂ ساون کی بہار
(۳) آب وتاب گل سے اس کو اور مرچیں لگ گئیں	بوند بن کر سینۂ پُر نور پر چھنکی بہار
(۴) کیوں رضا وہ ننھے ننھے گورے گورے ہاتھ پاؤں	داغِ محمودی ہے دل پر تیرے بچپن کی بہار

حلِّ لغات:

* گل۔پھول (حضور علیہ السلام کی ذات مراد ہے) * نیائی۔نہ حاصل کی * روئے۔چہرہ * بہار۔پھولوں کا موسم * مینہ۔بارش * جھڑیاں۔متواتر و مسلسل بارش ہوتے رہنا * مور۔ایک خوبصورت پروں والا مشہور پرندہ * کوکیں۔اسی پرندہ کی تیز آواز * صبا۔صبح کی پاکیزہ ہوا * اشک۔آنسو * آہ و نالہ۔رونا دھونا * آب وتاب۔چمک دمک، رونق * مرچیں لگنا۔ناگوار گزرنا، بُرا منانا * بوند۔قطرہ * پرسوز۔جلن سے بھرپور * چھنکی۔بجنا (چھنکنا۔پنجابی کا مشہور لفظ اسی سے ہے) * ننھے ننھے۔پیارے پیارے * گورے۔سفید * داغ۔نشان۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) جس نے باغ قدس کے مبارک پھول محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے منور و روشن کی بہار کو نہ حاصل کیا (وہ کیا جانے وہ کیسے تھے۔

ارے! یہ تو ان کے غلاموں کی شان ہے اذارا و اذکر اللّٰہ کہ جب ان کو دیکھا جائے تو خدا یاد آ جاتا ہے) تو پھر آقا کی شان بھلا کیوں نہ ہو من رانی فقد رای الحق۔جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا اے اللہ! تو ہمیں اس پاکیزہ گلشن کی بہار کب دکھائے گا۔

؎ آپ کا عہد گر ملا ہوتا	میں بھی ہم عصر کعب کا ہوتا
زخم جو آپ کو احد میں لگا	میرے ماتھے پہ وہ کھلا ہوتا
میں اتر جاتا کفر کے دل میں	آپ کا تیر بن گیا ہوتا

(۲) دیدار مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تڑپ میں آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں بندھ گئی ہیں۔موروں کی سریلی آواز اور بادصبا کی مستی مزید چھیڑ رہی ہیں اور میرے آنسوؤں، آہوں اور نالوں میں اضافہ کر کے ساون کا موسم بہار بنا رہی ہیں۔

عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب خدا کی زیارت کے لیے کس طرح بے چین و بے قرار رہتے ہیں اس پر ہزار ہا واقعات پیش کیے جاسکتے ہیں مثلاً مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ کا شعر ملاحظہ فرمائیں۔

؎ روح نہ کیوں ہو مضطرب موت کے انتظار میں　　سنا ہے مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

مولانا آسی لکھنوی نے یوں کہا۔

؎ آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی　　قبر کی رات ہے اس گل سے ملاقات کی رات

اسی طرح اوپر چلتے جائیں تو حضرت ابوبکر صدیق تک یہی حال ہے۔ لیکن میں یہاں صرف سرائیکی زبان کی ایک منظوم اور وجد آفرین تمنا جو حضرت خواجہ غلام فرید کے دل سے اُٹھی لکھنے پر اکتفا کروں گا اور پھر ایک ضروری بات لکھنے کے بعد اگلے شعر کی شرح لکھی جائے گی۔

ہک واری لنگھ آ توں ساڈی جاتے
واریاں کریاں میں سکاں لہاتے

پھل ، پان ، مصری ، الائچیاں منگیساں
عطر گلاباں تھیں مل مل دھویساں
کنگھی کریساں مہندی لویساں
کول بہیساں دولہا بناتے

خدمتاں کریساں چیساں ادھاراں
کڈائیں بھکھ نہ دیساں ، دیساں ہزاراں
ایویں کوڑیاں حباں کیوں پیا ماراں
خود ویکھ گھنوں تساں آپے آتے

شملے دیاں سوٹیاں تے جے پوردے چیرے
لکھ لعل ، نیلم تے پکھراج ہیرے
انج تے غریب آں پر دل تاں امیر اے
جو چیز دیساں ، دیساں رجا تے

زوری جے دیسو ، ونجن نہ دیسوں
گل پا کے پلڑا منتاں کریسوں
آپے چلیسو کدے نہ اٹھیسوں
رج رج کے ویسوں سکاں لہاتے

ایہو سوال فرید دامن گھن
جند جان کڈھ گھن ، لٹ مال وَدھ گھن
مویاں دیاں خبراں آپے ای چل گھن
دل ٹھار لیساں مٹھاہیں ادا تے

ایک ضروری بات:

ضروری بات یہ ہے کہ اس طرح کی خواہش کرنے کے لیے بھی کچھ تیاری ضروری ہے۔ کیونکہ ۔ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی۔

حضرت سیدی ابوالبرکات سید احمد قادری مفتی اعظیم پاکستان علیہ الرحمتہ کے والد گرامی سند المحد ثین ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری علیہ الرحمتہ جب قبر میں سرکار کی آمد والی حدیث دورۂ حدیث کے طلباء کو پڑھاتے تو ہم نے خود ان طلباء (جو ہم نے بزرگی کی حالت میں دیکھے) سے سنا اور وہ طلباء بھی یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے زار و قطار رونے لگتے ۔ کہ جب ابا جی (محدث الوری) اس حدیث پہ پہنچتے تو کھڑے ہو جاتے اور مدینے شریف کی طرف منہ کر کے گلے میں پٹکا ڈال کر رونا شروع کر دیتے اور دعا کرتے یا اللہ! ویسے تو موت کی دعا نہیں مانگنی چاہیے لیکن دیدار علی ، دیدار رسول کے لیے تجھ سے دعا کرتا ہے کہ اگر زندگی میں نہیں تو ابھی موت آجائے تا کہ تیرے محبوب کا دیدار تو نصیب ہو جائے۔ محدث الوری کے شاگرد رشید مولانا محمد بشیر احمد ابوالنور ، سلطان الواعظین (جن کے القابات ہیں ابھی تک ماشاء اللہ بقید حیات ہیں اللہ تعالیٰ ان کو صحت وسلامتی والی عمر خضر عطا فرمائے) کی اس موقع کے لیے ایک رباعی ہے۔

؎ قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پہ گروں ‏ ‏ اور فرشتے گر اُٹھائیں تو میں ان سے یہ کہوں
کہ میں پائے ناز سے اب اے فرشتو کیوں اُٹھوں ‏ ‏ مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

(۳) ہمارے آقا علیہ السلام کی شان وشوکت بدعقیدہ اور گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آنکھ نہیں بھاتی بلکہ حضور کی شان دیکھ کر ان کو مرچیں لگ جاتی ہیں لیکن عاشقانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے محبوب کی عظمت وشان سن کر اور بیان کر کے بہار جانفزا کی سی لذت پاتے ہیں۔ اور قربان ہو ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اعلیٰ حضرت نے تاکید سے کہا ہے۔

؎ ذکر ان کا چھیڑیے ہر بات میں ‏ ‏ چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے

(۴) اے احمد رضا تیرے آقا کے پیارے پیارے گورے گورے نورانی ہاتھ اور پاؤں کیسی شان رکھتے تھے؟ آپ کے بچپن کی بہار ہمارے دل پر عمدہ نشان بن کر نقش ہو چکی ہے۔

----***----

نعت شریف نمبر (۹۰)

(۱) کہتا رہا کہ جانب عصیاں نہ آئے دل — ان رہزنوں نے لوٹ لی آخر سرائے دل
(۲) چمکا کے برق جلوہ جلا دیجے طور شاں — ارنی اگر کہا تو یہی ہے سزائے دل
(۳) جوش ہوائے نفس ہے عصیاں کا دور ہے — دل کی خبر لے جلد مرے غم زدائے دل
(۴) فریاد مہر حشر سے اے صاحب لوا — لٹتا ہے دن کو قافلۂ بینوائے دل
(۵) آہستہ پاؤں رکھنا مدینے کی رہ رضا — دل فرش راہ ہیں نہ کوئی ٹوٹ جائے دل

حلّ لغات:

* جانب–طرف * عصیاں– گناہ * رہزنوں–ڈاکوؤں، لیٹروں * سرائے–مسافر خانہ * برق–بجلی * جلوہ–نظارہ * جلانا–(بفتح الجیم) بھسم کر دینا * شاں–ان کا (فارسی ضمیر جمع غائب) * اَرِنِیْ–مجھے اپنا آپ دکھا * سزائے دل–دل کی سزا * جوش–جذبہ، غصہ * ہوائے نفس، نفسانی خواہشات * دور–وقت، زمانہ * غم زدائے–غم ختم کرنے والے * فریاد–دھائی، پکار * مہر–سورج * حشر–قیامت * صاحب لوا–جھنڈے والے محبوب (صاحب لواء الحمد) * بینوائے–بے ساز و سامان، فقیر بے نوا * رہ–راستہ * فرش راہ–راستے پہ بچھائی جانے والی چادر، بوریا، بستر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) میں تو دھائی دیتا رہا کہ میرا دل گناہوں کی طرف مائل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچا رہوں مگر کیا کروں یہ ڈاکو اور لیٹرے (نفس و شیطان) طاقتور ہی اتنے ہیں کہ انہوں نے میرے دل کا مسافر خانہ لوٹ ہی لیا۔

یعنی لوگوں کے دل سے دین کی محبت نکال کو خود بیٹھ جاتے ہیں انہ لکم عدوّ مبین۔

؎ یا الٰہی رحم کن بر ماہمہ — عفو کن جملہ گناہ ماہمہ

(۲) جو بھی دل تیرے دیدار کی تمنا کرے اس کی یہی سزا ہے کہ جلوے کی بجلی گرا کر اس کو طور کی طرح جلا کر راکھ کر دیا جائے۔

(۳) نفسانی خواہشات، بے راہ روی اور گناہوں کا دور دورہ ہے اے میرے غم کو مٹانے والے مدینے کے تاجدار! خدارا جلدی خبر لیجئے تا کہ میرا دل نفس و شیطان کے حملوں سے بچا رہے اور میری زندگی اور موت صرف اور صرف اللہ و رسول کے لیے وقف ہو جائے۔ تا کہ آخرت کی ذلت و رسوائی سے بچ سکوں کیوں کہ اگر میرے اندر فکر آخرت نہ پیدا ہو سکی تو پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔

؎ آرزو دنیا و دیں کی دل ہی میں لے جائے گا — بات کرنے کی بھی فرصت پھر نہیں تو پائے گا

آنکھ سے تو دیکھ پڑھ لے ہو سکے جتنا قرآن — ہو نہ جا اندھا کہیں ، حکم خدا سے مہرباں
کان سے سن لے تو، جتنا ہو سکے قرآں کتاب — ہو نہ جا یکبارگی ، اے یار تو بہرا شتاب
کر زباں سے روز و شب تو ذکر مولا اے میاں — ہو نہ جا گونگا کہیں یکبارگی اے مہرباں
چل سکے پاؤں سے جتنا، جا خدا کی راہ میں — نفل پڑھ لے ہو نہ جائے درد تیرے پاء میں
جو کہ دنیا ہے کسی کو دے لے اپنے ہاتھ سے — ہاتھ سے دنیا بڑی نعمت ہے اس کو جان لے
کر جوانی میں عبادت حق تعالیٰ کی مدام — ہار جائے گا بڑھاپے میں بدن تیرا تمام

حضرت شفیق بلخی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام فرمایا کہ "لوگ چار باتوں کو مانتے بھی ہیں لیکن پھر عمل اس کے خلاف کرتے ہیں۔

- ☆ کہتے ہیں نحن عبید اللہ۔ ہم اللہ کے بندے ہیں پھر آرزوئیں دوسری چیزوں کی کرتے ہیں۔
- ☆ کہتے ہیں ہمارے رزق کا ذمہ دار اللہ ہی ہے، مگر دنیا کی چیزوں کے سوا ان کو تسلی نہیں ہوتی۔
- ☆ کہتے ہیں دنیا سے آخرت بہتر ہے مگر دنیا کے لیے دولت اور آخرت کے لیے گناہ اکٹھے کرتے ہیں۔
- ☆ موت کو مانتے ہیں مگر اس کی تیاری نہیں کرتے بلکہ یوں غافل ہیں کہ جیسے مرنا ہی نہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب موت کو یاد کرتے تو ان کے بدن سے خون کے قطرے ٹپکتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام جب موت کا ذکر کرتے تو آپ کے جسم کا جوڑ جوڑ شکستہ ہو جاتا اور پھر اللہ کی رحمت کا ذکر فرماتے تو جسم میں جان آجاتی ہے۔

حضرت ثابت بنانی ایک قبرستان سے گزرے تو پیچھے سے آواز آئی! یہ نہ سمجھنا کہ باہر خاموشی ہے اندر بھی اسی طرح سکون ہی ہوگا اور دھوکہ نہ کھا جانا کیوں کہ اندر والے بڑے پریشان ہیں۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا۔

ے درکار ہے نہ قصر نہ جاگیر چاہیے — عبرت سرائے گور کی تعمیر چاہیے

انسان کو اپنے اچھے دوست بنانے چاہیں کیونکہ موت کے وقت دوستوں کی شکلیں سامنے کی جاتی ہیں نیک دوست ہوں گے تو انجام بخیر ہونے کی زیادہ امید ہے۔

اے غافل مسلمان! اپنے مولیٰ کے ان ارشادات پہ غور کر این ما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ (النساء) تم مضبوط قلعوں میں بھی ہو گے تو موت تمہیں نہیں چھوڑے گی۔

قل ینفعکم الفرار ان فررتم من الموت او القتل (الاحزاب)

فرما دیجئے! اگر موت کے ڈر سے بھاگتے ہو تو یہ بھاگنا تمہیں کچھ نفع نہ دے گا۔

قل ان الموت الذی تفرون منه فانه ملقیکم ثم تردون الی علم الغیب والشھادۃ فینبئکم بما کنتم تعلمون ۔ الجمعه

جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تمہیں ضرور پکڑے گی پھر تم عالم الغیب والشھادۃ کے سامنے پیش کیے جاؤ گے جو تمہیں بتائے گا کہ تم دنیا میں کیا کرتے رہے۔

؎ بندگی حق کی کرو دن رات نفع زندگی بندگی ہے بندگی ہے بندگی ہے بندگی
آج کچھ کر لو عبادت ورنہ کل روز قیام سامنے حق کے تمہیں ہو گی خجالت لا کلام
پرسشِ اعمال خالق جس گھڑی فرمائے گا ملک و دولت، جاہ وحشمت کچھ نہیں کام آئے گا
باپ بھائی، ماں بہن، فرزند وزن اور یار غار عاشق و معشوق و نوکر، بندہ و خدمت گزار

اے غافل انسان۔ زندگی کا کیا بھروسہ ہے ابھی ایک شخص اچھا بھلا ہے ابھی اس کی موت کا اعلان ہو رہا ہے گویا پتے کی نوک پہ رکا ہوا پانی کا ایک قطرہ ہے، جس کا نہ کوئی ٹھکانہ ہے نہ مقام حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

عمر بندے دی انج وھانی جیویں پانی وچہ پتا سا ہو

یا پھر بقول کسے

؎ کیا بھروسہ ہے زندگانی کا آدمی بلبلہ ہے پانی کا

اگر کسی کے پاس مال و دولت، زمین جائیداد نہیں ہے تو وہ زیادہ اللہ کا شکر کرے کہ قیامت کے دن ان چیزوں کا حساب اس سے نہیں ہوگا کیونکہ وہاں تو ذرہ ذرہ کا حساب ہوتا ہے۔ **فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔** (الزلزال)

؎ کسی کے ساتھ جانا نہیں ہے مال و زر اور کام آتے نہیں ہیں پسر و پدر
آخر کو ایک دن یہ سب مرجائیں گے مر کر اس دنیا میں پھر نہ آئیں گے
مال و اولاد کے پیار کو چھوڑ جائیں گے رشتہ داروں کی الفت کو توڑ جائیں گے
اکیلے کو قبر میں دبا کر سب آجائیں گے خویش وقبیلہ مل کے ہاتھ سب رہ جائیں گے
اب تو گھبرا کر یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

ارشاد باری تعالیٰ ہے **یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم۔** (شعراء) جس دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد مگر وہ (سکون پائے گا) جو سلامتی والا دل لے کر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا۔

؎ کھیت مکان تے باغ بہاراں چھڈ جائیں گا سندر ساراں
خالص عملاں باجھوں کوئی یار نہ مدد گاری دا

موت کسی کا لحاظ نہیں کرتی بوڑھا جوان بچہ، امیر غریب، شاہ وگدا اس کے لیے سب برابر ہیں۔ محلوں کوٹھیوں میں رہ کر رب کی نافرمانی کر کے لمبی تان کے سونے والا قبر میں خون جگر پیے گا اور گدا اگر اطاعت والی زندگی گزارے گا تو قبر اس کے لیے جنت کا باغ بن جائے گی۔

؎ رہنا نہیں کسی کو چلنا ہے سب کو آخر دو چار دن کی خاطر، یاں گھر ہوا تو کیا ہوا

بنی اسرائیل کے کچھ عبادت گزار قبرستان سے گزرے تو انہوں نے دعا کی اے اللہ! اس قبرستان سے کسی کو زندہ فرما تا کہ وہ ہمیں قبر کے حالات بتائے، اللہ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا، ایک قبر کھلی اس سے ایک شخص نکلا جس کی پیشانی پہ سجدے کا نشان تھا،

اس نے عبادت گزاروں کو کہا! میں پچاس سال سے وفات پا چکا ہوں مگر موت کی تکلیف آج تک محسوس کر رہا ہوں۔

امام حسن فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے موت کی سختی بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ موت کی تکلیف اس قدر شدید ہوتی ہے جتنی کہ جسم کے مختلف حصوں پر تین سو تلواریں چلنے کی تکلیف ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہزار جگہ تلوار چلنے کا ذکر ہے۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ جب مردے قبروں سے اُٹھیں گے تو اس وقت بھی ان کو موت کی تکلیف کا اثر محسوس ہو رہا ہوگا۔ حضرت شداد بن اوس فرماتے ہیں کہ موت کی تکلیف جسم کو آرے سے چیر دینے سے، قینچیوں سے کتر دینے سے، دیگ میں زندہ پکا دینے سے بھی زیادہ ہوتی ہے اور اگر کوئی مردہ قبر سے اُٹھ کر موت کی تکلیف بتادے تو کوئی شخص آرام و سکون سے زندگی نہ گزار سکے اور میٹھی نیند نہ سو سکے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے موت کی تکلیف کا ذکر فرمایا کہ جس طرح چڑیا کو زندہ بھون دیا جائے یا زندہ بکری کی کھال اتار دی جائے۔ حضرت عمر کے پوچھنے پر حضرت کعب نے موت کی شدت کو یوں بیان فرمایا۔

کہ جس طرح ایک کانٹے دار ٹہنی کو آدمی کے پورے جسم میں پیوست کر کے کھینچ لیا جائے۔

عزیز و احباب دم کے ہیں سب چھوٹ جاتے ہیں — جہاں یہ تار ٹوٹا، سب رشتے ٹوٹے جاتے ہیں

کلام کیا کہ زبان تک منہ میں نہ ہل سکی — پلک جھپکنے کی مہلت بھی ان کو نہ مل سکی

طبرانی میں ابن ابی الدنیا سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم دس آدمی حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی نے ہم میں سے سوال کیا۔ یارسول اللہ! سب سے زیادہ سمجھدار اور محتاط کون ہے آپ نے فرمایا! موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا۔ اسی کو قیامت کے دن بڑا مرتبہ ملے گا اور دنیا میں عزت ملے گی۔

یاد رکھنا موت کا اکسیر ہے — غم سے بچنے کی یہی تدبیر ہے

موت انسان کو اگر دنیا میں یاد رہے — تو ہر رنج و غم سے ہر وقت آزاد رہے

انہی خوش نصیبوں کو قبر میں کہا جائے گا **نم کنو مة العروس الذی لا یوقظ الا احبّ اهله الیه** دلہن کی طرح سو جا جس کو اس کا پیارا ہی آ کر جگاتا ہے۔

ملا سونے والوں کو آرام وہ — کہ اُٹھنے کا لیتے نہیں نام وہ

حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمۃ جو اکابر صوفیاء میں سے ہوئے ہیں انتقال کے وقت بہت گھبرائے ہوئے تھے کسی نے سبب پوچھا تو فرمایا! سفر بہت طویل ہے خرچ پاس نہیں، راستہ معلوم نہیں، جس بارگاہ میں جانا ہے اسے پہلے دیکھا نہیں، مٹی کے نیچے اکیلے قیامت تک رہنا پڑے گا کوئی مونس و غمخوار پاس نہ ہوگا، جو خوفناک مناظر درپیش ہیں ان کی شدت کا اندازہ نہیں جب اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہونا ہے تو ڈر ہے کہ وہ سوال کرے کہ ساٹھ برس کی عمر میں ایک تسبیح بھی ایسی پڑھی کہ جس میں شیطان کا دخل نہ ہو (حالانکہ ساٹھ برس میں ان کا ایک لمحہ بھی دنیا سے لگاؤ نہ رہا)

درپیش سب کے واسطے یہ منزل عجیب ہے — امیدیں بڑی بڑی اجل عنقریب ہے

اعلیٰ حضرت کے مذکور شعر پہ غور کرو اور پھر اپنے حالات کا جائزہ لو کہ ہم کس مقام پہ کھڑے ہوئے ہیں، اللہ و رسول کے

ساتھ دوستی لگانا کوگڈی گڈے کا کھیل نہیں اس میں بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔صرف زبانی کلامی باتیں نہیں بلکہ عمل بھی کرنا ہوگا۔
حضرت خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں۔

ے راہِ عشق تے ٹرنا بڑا اوکھا اے — پر جے کوئی ٹرے تے یار ملا ویندا اے
لاہ کے تخت اوتوں تاجاں والیاں نوں — خاکروباں دے نال ملا ویندا اے
دانشوراں توں حل نہ ہون جیہڑے — نقطے ایسے وی عشق سمجھا ویندا اے
جالی روضے دی چمن نہ دین لوکی — عشق کتیاں دے پیر چما ویندا اے
عشق اوچ تے نیچ نوں ویکھدا نئیں — مذہباں ذاتاں دے فرق مٹا ویندا اے
ناں کوئی پیر نہ کوئی مرید ویکھے — گنگھر وسیداں دے پیریں پواہ ویندا اے
آ جاوے جے اپنی آئی اُتے — زوراں وراں وی تون پواہ ویندا اے

(۴) اے میدان محشر کے نیر تاباں اور حمد کا جھنڈا اُٹھانے والے آقا! آپ کی بارگاہ میں فریاد ہے ہمیں قیامت کی دھوپ سے بچانا کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بے نواؤں کا قافلہ سرحشر سب کے سامنے دن دیہاڑے لُٹ جائے۔

۵۔ اے رضا! مدینے کی گلیوں میں عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل بچھائے (فرش راہ کیے) ہوئے ہیں لہٰذا قدم آہستہ رکھنا، کہیں کسی عاشق کا دل ٹوٹ نہ جائے۔

ے حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا — ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

----***----

نعت شریف نمبر (۹۱)

(اس پوری نعت میں کہیں بھی ہونٹ آپس میں نہیں ملتے)

(۱) سید کونین سلطانِ جہاں ظِلّ یزداں شاہ دیں عرش آستاں
(۲) کل سے اعلیٰ کل سے اولیٰ کل کی جاں کل کے آقا کل کے ہادی کل کی شاں
(۳) دلکشا دلکش دل آراء دلستاں کان جان و جان جان و شان شاں
(۴) ہر حکایت ، ہر کنایت ، ہر ادا ہر اشارت دلنشین و دل نشاں
(۵) دل دے دل کو جانِ جاں کو نور دے اے جہانِ جان واے جانِ جہاں
(۶) آنکھ دے اور آنکھ کو دیدارِ نور روح دے اور روح کو راہِ جناں
(۷) اللہ اللہ یاس اور ایسی آس سے اور یہ حضرت ، یہ در ، یہ آستاں
(۸) تو ثنا کو ہے ثنا تیرے لیے ہے ثنا تیری ہی دیگر داستاں
(۹) تو نہ تھا تو کچھ نہ تھا ، گر تو نہ ہو کچھ نہ ہو ، تو ہی تو ہے جان جہاں
(۱۰) تو ہو داتا اور اوروں سے رَجا تو ہو آقا اور یاد دیگراں
(۱۱) التجا اس شرک و شر سے دُور رکھ ہو رضا تیرا ہی ، غیرازایں وآں
(۱۲) جس طرح ہونٹ اس غزل سے دور ہیں دل سے یونہی دور ہو ہر ظن و ظاں

حلِّ لغات:

* سید — سردار * کونین — دو جہاں * سلطان — بادشاہ * ظِلّ یزداں — سایہ خدا مراد ہے اللہ کی رحمت * آستاں — درگاہ * کل — تمام * اعلیٰ — بلند * اولیٰ — بہتر * ہادی — ہدایت دینے والا * دلکشا — دل خوش کرنے والا * دل کش — دل کو اپنے طرف کھینچنے والا * دل آرا — محبوب * کان — ذخیرہ، معدن * حکایت — کہانی * کنایت — اشارہ * ادا — انداز * اشارت — رمز * دل نشین — دل میں گھر کرنے والا * دل نشاں — دل کو تسکین دینے والا * جہان جاں — جان کا جہان، جس سے جان آباد ہے * جاں جہاں — جہان کی جان * روح — جان (امر ربی) * راہ جناں — جنت کا راستہ * اللہ اللہ — سبحان اللہ، واہ واہ * یاس

- نا امیدی ★ آس - امید ★ حضرت - بارگاہ، سرکار ★ دَر - دروازہ ★ آستاں - درگاہ ★ ثنا - تعریف ★ دیگر - دوسرا ★ داستاں - قصہ ★ گر - اگر (کلمہ شرط) ★ جان جہاں - جہان کی جان ★ داتا - سخی، دینے والا ★ اوروں - غیروں، دوسروں ★ رَجا - امید ★ آقا - سردار ★ دیگراں - دوسرے، غیر ★ ہونٹ - لب ★ غزل - ایک خاص قسم کا منظوم کلام ★ ظن - شک وشبہ ★ ظاں - اسی سے فاعل ہے یعنی شک میں ڈالنے والا (اصل میں ظانّ یعنی نون مشدد ہے وزن شعری کی وجہ سے شد کو ختم کر دیا گیا ہے)

مفھوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) ہمارے آقا وہ ہیں جو دونوں جہان کے سردار ہیں اور دنیا وآخرت کے بادشاہ ہیں۔ خدا کی رحمت کا سایہ ہیں۔ دین کے سردار اور بلند وبالا بارگاہ والے ہیں۔

؎ محمّد سید الکونین والثقلین والفریقین من عرب ومن عجم

(امام بوصیری)

(۲) ساری مخلوق سے افضل واعلیٰ ہیں سب سے بہتر اور سب کی جان ہیں۔ سب کے سردار، سب کو ہدایت دینے والے اور سب کی شان آپ ہی کے دم قدم سے ہے۔

؎ در دلِ مسلم مقام مصطفیٰ است آبروئے ماز نام مصطفیٰ است

(۳) دل کو خوش کرنے والے، دل میں گھر کرنے والے اور سب کے محبوب ہیں، جان عطا کرنے والے، جان کی جان اور عظمت وشان کی بھی شان ہیں۔

؎ کتنی تسکین وابستہ ہے تیرے نام کے ساتھ نیند کانٹوں پہ بھی آجاتی ہے آرام کے ساتھ

(۴) آپ کی ہر بات، ہر اشارہ اور ہر ادا، دلوں میں اتر جانے والی اور پریشان دل کو چین وقرار بخشنے والی ہے۔

؎ ان کا جو قول ہے اعجاز ہے سبحان اللہ ان کی یادوں سے مجھے یاد خدا آتی ہے

؎ اے تیری آواز آواز خدا اور خاموشی تیری رازِ خدا

(۵) اے پیارے آقا! ہمارے دل کو واقعی دل بنا دیجئے تا کہ اس میں اور کسی کی محبت نہ آئے اور ہماری جان کو اپنے دین پر قربان ہونے کا شعور مل جائے تا کہ ہمیشہ کی زندگی نصیب ہو جائے۔ آپ جان کی بہار و رونق ہیں تو آپ جہان کی جان بھی ہیں۔

؎ میں نعت رسول خدا لکھ رہا تھا کہ تفسیر ارض و سما لکھ رہا تھا
قلم سے میرے روشنی پھیلتی تھی میں قرطاس پر مصطفیٰ لکھ رہا تھا

(۶) اے اللہ! ہمیں دل کی آنکھ عطا ہو جائے اور آنکھ کو نور کا دیدار نصیب ہو جائے، ہمیں روح بھی مل جائے اور ہماری روحوں کو جنت کا راستہ بھی مل جائے۔

؎ آیئے تسکین جانِ زار کی باتیں کریں ہجر کی شب سید ابرار کی باتیں کریں
بلبلیں کرتی رہیں گل کی چمن کی گفتگو ہم محمد کے لب و رخسار کی باتیں کریں

(۷) سبحان اللہ! کیا شان ہے حضور علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ اور امید گاہ بے کساں کی، بھلا ایسی بارگاہ سے مایوسی کا کیا تعلق، جس بارگاہ میں رحمۃ للعالمین جیسا آقا جلوہ گر ہو۔ ولو انھم اذظلموا انفسھم جاء وك جن کا ذر ہو اور ستر ہزار صبح، ستر ہزار شام کو روزانہ اترنے والے فرشتوں کا آستانہ عالیہ جس کا گھر ہو۔

ـ مقدر آج کتنے اوج پر ہے جبیں میری ، نبی کا سنگ در ہے
نظر جلووں میں ڈوبی جا رہی ہے مدینہ رات دن پیش نظر ہے

(۸) اے میرے آقا! تعریف و توصیف ساری آپ ہی کی ذات کے لیے وقف ہے کیونکہ خدا بھی آپ کی تعریف فرماتا ہے اور خدائی بھی اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معنی ہی یہ ہے کہ جس کی ہر وقت تعریف ہوتی رہے۔ اور تعریف آپ کو ہی جچتی ہے باقی تو سب داستانیں اور قصے کہانیاں ہیں۔

ـ ہے علم و آگہی کا سمندر نبی کا نام لیتے ہیں غوث و قطب وقلندر نبی کا نام
فرط ادب سے میرے فرشتے بھی جھک گئے میں نے لیا جو قبر کے اندر نبی کا نام

ـ جب بھی میرے سامنے مشکل مقام آتا ہے تو لب پہ میرے محمد کا نام آتا ہے

ـ وہ نام جب ہونٹوں پہ آئے تو قرار آجائے وہ نام جو مشعلِ بزم وفا ہے

(۹) اے وجہ تخلیق کائنات آقا! جب تک آپ کا نور پیدا نہ ہوا تھا اس وقت تک عدم ہی عدم تھا آپ پیدا ہوئے تو کائنات میں بہار آگئی اور اگر آپ نہ ہوں تو پھر کچھ بھی نہ رہے کیونکہ آپ ہی تو سارے جہان کی روح اور جان ہیں۔

ـ آپ کے دَر سے ملی دونوں جہاں کی دولت آپ کے در سے مرا بام تمنا چمکا
آپ کے حسن تکلم سے بہاریں جھومیں آپ کے حسن تبسم سے سویرا چمکا

(۱۰) اے میرے دستگیر بے کساں آقا! آپ جیسا جس کا حامی و مددگار ہو وہ دوسروں سے امید کیوں رکھے اور آپ جیسا جس غلام کا آقا ہو وہ پھر غیروں کے آگے دامن طلب پھیلا کر ان کی تعریف کیوں کرتا پھرے۔ کیونکہ رب کی ساری نعمتیں تو آپ ہی تقسیم فرماتے ہیں۔

ـ تشنگی جب تیری رحمت کو صدا دیتی ہے میرے ہونٹوں سے لپٹ جاتا ہے دریا تیرا
میں نے چاہا تجھے یہ بھی ہے نوازش تیری ورنہ ہر ایک کو ملتا نہیں صدقہ تیرا
عرش اعظم کی تصویر بنا سکتا ہوں روضہ دیکھا ہے مظفر نے بھی آقا تیرا

(مظفر وارثی)

(۱۱) اے پیارے نبی! اپنے در کے غلام احمد رضا پہ رحمت کی نظر رکھنا تا کہ ہر قسم کے شرک، برائی اور گناہ سے بچا رہوں، جب میں آپ کا امتی اور غلام ہوں تو اور کس سے التجا کروں، اور یہی دعا ہے کہ آپ کا ہو کر جیوں اور آپ کا ہو کر ہی اس دنیا سے جاؤں کسی غیر سے کوئی کام ہی نہ رہے۔ کیونکہ

ـ آپ کے لمس کف پا سے جو ذرہ چمکا بن کے آئینہ وادیٔ سینا چمکا

ان کی پلکوں نے کف پائے پیمبر چومے — کہکشاں ، چاند ، ستاروں کا نصیبا چمکا
آپ نے کانٹوں کو پھولوں کی قبائیں بخشش — آپ کے جلووں سے راتوں کا لبادہ چمکا
جس طرف آپ نے دیکھا گلِ لالہ مہکے — آپ جس سمت سے گذرے وہ رستا چمکا
دعویٰ عشق میں صادق ہے فقط راز وہی — جس کے دل میں شہِ ابرار کا اسوہ چمکا

(راز کاشمری)

(۱۲) جس طرح اس پوری نعت میں ہونٹ آپس میں نہیں ملے اور ایک دوسرے سے دور رہے اللہ کرے کہ ہمارے دل ہر بد عقیدہ اور دین کے بارے میں شک ڈالنے والے کے دھوکے سے محفوظ رہیں۔ (فلا تکونن من الممترین اور شک میں ڈالنے والوں میں سے نہ ہوجا)۔القرآن

؎ میری دعاؤں کو وہ درجہ قبول ملے — کہ میں جو مانگوں مجھے صدقۂ بتول ملے
غم رسول سے بڑھ کر خوشی نہیں کوئی — وہ خوش نصیب ہے جس کو غم رسول ملے
تمام عمر کے سجدے تمام ہو جائیں — میری جبیں کو جو سنگ در رسول ملے
چمک دمک میں یہ ماہ کمال ہو جائے — ہلال کو جو تیرے آستاں کی دھول ملے

----***----

نعت شریف نمبر (۹۲)

(۱) سچی بات سکھاتے یہ ہیں ۔ سیدھی راہ دکھاتے یہ ہیں
(۲) ڈوبی ناؤ تراتے یہ ہیں ۔ ہلتی نیوں جماتے یہ ہیں
(۳) ٹوٹی آس بندھاتے یہ ہیں ۔ چھوٹی نبض چلاتے یہ ہیں
(۴) جلتی جان بجھاتے یہ ہیں ۔ روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں
(۵) قصرِ دنیٰ تک کسکی رسائی ۔ جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں

حلّ لغات:

* سکھانا۔ تعلیم دینا * سیدھی راہ۔صراط مستقیم * ناؤ۔ کشتی * تراتے۔ڈوبنے سے بچاتے * نیوں۔بنیاد * آس۔امید * بندھانا۔ کام کردینا * چھوٹی نبض۔مرنے کے قریب پہنچ جانا * جلتی جان۔ مصیبت میں پھنسی ہوئی جان * قصرِ دنیٰ۔قرب کامحل (ثم دنی فتدلّٰی کی طرف اشارہ) * رسائی۔پہنچ۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ صادق وامین نبی ورسول ہیں کہ جو سچی بات ہی بتاتے ہیں آپ ایسے سچے ہیں کہ آپ کی جان کے دشمن بھی آپ کو صادق وامین کہتے اور آپ کے صادق وامین ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے کیونکہ کہ آپ کے غلام صدیق اکبر ہوئے ہیں۔

اور آپ کی شان یہ ہے کہ آپ سیدھی راہ صراط مستقیم پہ چلانے والے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا ہے وانک لتھدی الی صراط مستقیم ۔ الشوریٰ۔اے محبوب البتہ تو ضرور سیدھی راہ کی راہنمائی فرمانے والا ہے۔

ے تو نے دیا مفہوم نمو کو تو نے حیات کو معنی بخشے ۔ تیرا وجود اثبات خدا کا تو جو نہ ہوتا کچھ بھی نہ ہوتا

(احمد ندیم قاسمی)

یہ نعت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمتہ کے رسالہ ''الاستمداد'' کی تمہید ہے جو کہ حدائق بخشش حصہ سوم کے ص ۴۲ پہ مندرج ہے آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے اس نعت کا نام

نعت انور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

رکھا ہے۔اس نعت کی تفصیلی شرح حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ نے بھی لکھی ہے۔

(۲) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ڈوبنے والی کشتی ترا دیتے ہیں بلکہ اس کو پار کنارے پہ لگا دیتے ہیں اور کمزور بنیادوں کو مضبوط فرما دیتے ہیں۔

؎ اس خدا سے مجھے کیسے ہو مجال انکار جس کے شہ پارۂ تخلیق کا عنواں تو ہے
تیرے دم سے ہمیں عرفانِ خداوند ملا نوع انسان پہ خداوند کا احساں تو ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ میں اپنے آخر الزماں نبی کے ذریعے گمراہی کو ہدایت سے جہالت کو علم سے، گمنامی کو رفعت سے ناشناسائی کو ناموری سے، قلت کو کثرت سے اور محتاجی کو دولت سے بدل دوں گا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے جو حالات تھے ان کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سو فیصد واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ کہ کس طرح جہالت کا دور تھا اور ظلم وستم کا بازار گرم تھا۔ اور پھر کس طرح دنیا میں نور ہی نور چھا گیا اور ؎ کملی والا آ گیا تھاں تھاں سویرا ہو گیا

؎ نور نبوی مقتبس از نور خدا ہے بندہ کو شرف نسبت مولا سے ملا ہے
احمد سے پتہ ذات احد کا جو ملا ہے مصنوع سے صانع کا پتہ سب کو چلا ہے (سلمان ندوی)

(۳) جن کی امیدیں ٹوٹ چکی ہوں ہمارے آقا علیہ السلام ان کی امید پوری کر کے ان کا سہارا بن جاتے ہیں اور جس بیمار کے بچنے کی کوئی امید نہ ہو ہمارے آقا علیہ السلام کے لعاب دھن سے اس کو نئی زندگی نصیب ہو جاتی ہے۔ جس پر بے شمار واقعات صحیح احادیث سے پیش کیے جا سکتے ہیں۔

؎ نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے اُٹھا لے جائے تھوڑی خاک ان کے آستانے سے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴) مصائب وآلام کی آگ میں جلنے والی جانوں کو رحمت والے آقا اپنی رحمۃ للعالمینی سے آگ کو بجھا کر ٹھنڈا فرما دیتے ہیں اور رونے والی آنکھ کو شفاعت کی خوشخبری سنا کر خوش کر کے ہنسا دیتے ہیں۔

؎ تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ
تماشا تو دیکھو کہ نار جہنم لگائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ

(علامہ اقبال: اوراق گم گشتہ ص ۱۴۳)

(۵) قرآن مجید میں ثم دنی فتدلّٰی۔ کی شان بھی ہمارے آقا ہی کی بیان فرمائی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے قرب کے محل تک صرف آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کی رسائی ہے آپ بار بار جا بھی رہے ہیں اور آ بھی رہے ہیں۔

؎ آئینہ ہیں وہ سرِ حق نمائی کا زندہ پر تو ہیں ذات کبریائی کا
مصطفیٰ انتہائے وسعتِ توحید کچھ ٹھکانہ ہے شان مصطفائی کا

(انور فیروز پوری)

(۶) اس کے نائب ان کے صاحب حق سے خلق ملاتے یہ ہیں
(۷) شافع نافع رافع دافع کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

(۸) شافع امت نافع خلقت رافع رتبے پاتے یہ ہیں
(۹) دافع یعنی حافظ و حامی دفع بلا فرماتے یہ ہیں
(۱۰) فیض جلیل خلیل سے پوچھو آگ میں باغ کھِلاتے یہ ہیں

حلِ لغات:

★ نائب۔خلیفہ، قائم مقام ★ صاحب۔ساتھی ★ خلق۔مخلوق ★ شافع۔شفاعت کرنے والا ★ نافع۔نفع دینے والا ★ رافع۔بلندی والا ★ دافع۔دور کرنے والا ★ شافع امت۔امت کی سفارش کرنے والا ★ نافع خلقت۔مخلوق کو نفع پہنچانے والا ★ حافظ۔حفاظت کرنے والا ★ حامی۔خیر خواہ ★ دفع بلا۔مصیبت دور کرنا ★ فیض۔فائدہ، فیضان ★ جلیل۔بزرگی والا (اللہ تعالیٰ) ★ خلیل۔پیارا (ابراہیم علیہ السلام)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفۂ اعظم ہیں اور اللہ کے دوست (محبوب) ہیں جو مخلوق کو خالق سے ملاتے ہیں۔

(۷) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) گناہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے مخلوق خدا کو نفع پہنچانے والے، بلندیوں والے اور مصائب وآلام سے خلق خدا کو بچانے والے ہیں۔ذرا دیکھوتو! ہمارے آقا کیسی کیسی رحمتیں لے کر ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔

(۸) امت کو بخشوانے والے مخلوق کو اللہ کا فیض پہنچانے والے رتبوں کو بڑھانے والے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

(۹) حضور علیہ السلام دافع اس معنی میں ہیں کہ آپ اپنی امت کے محافظ اور غمخوار ہیں جو اس سے بلاؤں اور مصیبتوں کو دور کرتے ہیں۔

(۱۰) اگر آپ کی فیض رسانی کے بارے میں پوچھنا ہے تو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے پوچھو کہ اللہ کے فیض سے اور حضور علیہ السلام کی برکت سے ان پر نار نمرود گلزار بن گئی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پہ چھری کا نہ چلنا آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا۔نوح علیہ السلام کا طوفان سے بچنا سب نور مصطفیٰ کی برکت سے تھا۔

ٹھوکروں کے سوا اور پائے گا کیا جس کی منزل کا کوئی نہ ہو راہنما
اپنی منزل پہ ہر گز نہ پہنچے گا وہ ہاتھ میں جس کے دامن تمہارا نہیں

(۱۱) ان کے نام کے صدقے جس سے جیتے ہم ہیں جلاتے یہ ہیں
(۱۲) اُس کی بخشش ان کا صدقہ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
(۱۳) ان کا حکم جہاں میں نافذ قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں
(۱۴) قادر کل کے نائب اکبر کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں

(۱۵) ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے ‏ ‏ مالک کل کہلاتے یہ ہیں

حلِّ لغات:

* صدقے ۔ قربان * جیتے ۔ زندہ رہتے ۔ جلاتے ۔ زندہ رکھتے * بخشش ۔ مغفرت، معافی * صدقہ ۔ طفیل، واسطہ * دلاتے ۔ لیکر دیتے * حکم ۔ فیصلہ، آڈر * نافذ ۔ جاری * قبضہ ۔ کنٹرول * کل ۔ ہرشی * قادر ۔ قدرت والا * اکبر ۔ سب سے بڑا * کن ۔ ہوجا (حکم الٰہی) * کنجی ۔ چابی * مالک کل ۔ ہرشئی کے مالک۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱) یہ سب ان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام نامی اسم گرامی کا صدقہ ہے کہ ہم زندہ وسلامت ہیں اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو زندہ فرمارہے ہیں۔

ع لبوں پہ جس کے محمد کا نام رہتا ہے ‏ ‏ وہ راہِ خلد پہ محو خرام رہتا ہے
جو سر جھکائے محمد کے آستانے پر ‏ ‏ زمانہ اس کا ہمیشہ غلام رہتا ہے

(۱۲) بخشش خدا کی ہے مگر صدقہ مصطفیٰ کا ہے۔ اللہ دیتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے ہیں واللہ یعطی وانا قاسم۔

ع بغیر ان کے توسط کے جو ملے مجھ کو ‏ ‏ قسم خدائی کی مجھے وہ خوشی بھی راس نہیں
ہوا حضور سے واضح تصور وحدت ‏ ‏ ہمارے دین کی اس کے سوا اساس نہیں

(حدیث شوق)

(۱۳) ہمارے آقا علیہ السلام کا حکم پورے جہاں میں نافذ وجاری ہے (فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم) اور ہرشئی آپ ہی کے قبضے میں ہے۔ اعطیت مفاتیح خزائن الارض ۔ مجھے ساری زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔

(۱۴) قادر مطلق (ان اللہ علی کل شیء قدیر) کے خلیفہ اعظم ہمارے آقا علیہ السلام ہی ہیں اور کن (حکم الٰہی، ہوجا) کا جلوہ آپ ہی کی ذات سے نظر آتا ہے۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ نے سارے جہان کے خزانوں کی چابیاں اپنے محبوب علیہ السلام کے ہاتھوں میں دے دی ہیں اس لیے آپ ہر شئی کے مالک ومختار ہیں۔

ع وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں ‏ ‏ اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

(۱۶) اِنَّـــا اَعْـطَـیْـنٰـكَ الْـكَـوْثَـرْ ‏ ‏ ساری کثرت پاتے یہ ہیں
(۱۷) رب ہے مُعطی یہ ہیں قاسم ‏ ‏ رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
(۱۸) ماتم گھر میں ایک نظر میں ‏ ‏ شادی شادی رچاتے یہ ہیں
(۱۹) اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں ‏ ‏ کون بنائے بناتے یہ ہیں

(۲۰) لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن　　　کون بچائے بچاتے یہ ہیں

حلِّ لغات:

★انا اعطینك الکوثر۔ بے شک ہم نے آپ کوکوثر عطا فرمایا★ مُعطی۔دینے والا★ قاسم۔ تقسیم کرنے والا★ رزق۔ روزی★ ماتم۔ غمی★ شادی۔خوشی★ رچانا۔منانا★ بنی۔بنا بنایا کام،کامیابی★ بگاڑیں۔خراب کریں★ بلائیں۔ مصیبتیں۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۶) اے محبوب بے شک ہم نے آپ کو کوثر (بے حد وحساب کمالات،معجزات،خوبیاں) عطا فرمائیں ہر بھلائی اور نعمت کی کثرت اللہ نے اپنے محبوب کو عطا فرمادی ہے۔الکوثر ھو الخیر الکثیر

؎ بیاں کیا شان ہو شانِ محمد　　　کلام اللہ عنوانِ محمد

(۱۷) رب عطا فرمانے والا ہے اور اس کے محبوب تقسیم فرمانے والے ہیں۔رزق روزی اللہ ہی کی ہے مگر دیتا اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعے ہے۔

؎ لاوربِّ العرش جس کو جو ملا ان سے ملا　　　بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی (اعلیٰ حضرت)

(۱۸) پریشانیوں اور غموں بھرے (ماتم کدے) گھر میں حضور علیہ السلام کے قدم منور لگ جائیں تو وہ گھر خوشیوں کا مرکز بن جائے۔ساری خوشیاں حضور کے دم قدم سے ہیں اور ہر گھر کی رنقیں آپ ہی کے جلوؤں کی خیرات ہیں۔

؎ جدھر دیکھو ادھر ہی جلوہ گر ہے　　　وہ چمکا روئے تابانِ محمد ﷺ

(۱۹) ہم لوگ اپنی قسمت خود ہی بگاڑتے ہیں اور ہمارے آقا ہماری بگڑی ہوئی قسمت کو سنوارتے ہیں۔

؎ بگڑے ہوؤں کو کس نے سنوارا تیرے بغیر

(۲۰) ہمارے سامنے دنیا اور آخرت کی لاکھوں مصیبتیں اور کروڑوں دشمن ہیں،جن سے ہمیں حضور علیہ السلام کے علاوہ کون بچا سکتا ہے؟

امام بوصیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

یااکرم الخلق مالی من الوذبہ

سواك عند حلول الحادث العمم

؎ گناہ گارو! نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ　　　وہ نورلم یزل بن کر شفیع مجرماں آیا

(۲۱) بندے کرتے ہیں کام غضب کے　　　مژدہ رضا کا سناتے یہ ہیں

(۲۲) نزعِ روح میں آسانی دیں　　　کلمہ یاد دلاتے یہ ہیں

(۲۳) مرقد میں بندوں کو تھپک کر　　　میٹھی نیند سلاتے یہ ہیں

(۲۴) ماں جب اکلوتے کو چھوڑے　　　آآ کہہ کے بلاتے یہ ہیں

(۲۵) باپ جہاں بیٹے سے بھاگے　　لطف وہاں فرماتے یہ ہیں

حلِّ لغات:

٭ غضب۔ناراضگی ٭ مژدہ۔خوشخبری ٭ رضا۔خوشی ٭ نزعِ روح۔جان کنی، موت کے وقت ٭ مرقد۔قبر، آرام گاہ ٭ تھپک کر۔تھپکی دے کر ٭ میٹھی نیند۔گہری اور مزے کی نیند ٭ اکلوتا۔ماں کا اکیلا اور ایک ہی بیٹا ٭ آ آ۔آجا ادھر آجا کی محبت بھری آوازیں دینا ٭ لطف۔مہربانی اور شفقت۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۲۱)

؎ ہم وہ بندے ہیں جو دن رات گناہ کرتے ہیں　　یہ وہ آقا ہیں جو سب بخش دیا کرتے ہیں

ہم خدا کو ناراض کرنے والے کام کرتے ہیں اور ہمارے آقا ہمیں خوشخبریوں پہ خوشخبریاں سناتے جارہے ہیں۔

؎ خدا کی رحمتوں اور برکتوں میں　　لٹا جاتا ہے فیضانِ محمد ﷺ

(۲۲) زندگی کی آخری منزل پہ جبکہ کوئی بھی کچھ نہیں کرسکتا ہر کوئی بے بس ہوتا ہے ہمارے آقا تشریف لاکر آسانیاں پیدا فرماتے ہیں اور ہمیں کلمہ شریف پڑھنے کا اشارہ فرماتے ہیں۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے غلاموں کے بارے میں فرمایا۔**لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون** ۔نہ ان کو خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

؎ تیری یاد سے یہ منور ہے سینہ　　تیرا نام لے لے کے بگڑی بنالی
دو عالم کے سلطاں دو عالم کے والی　　سلامت رہے تیرا دربار عالی
امیر ان کی شانِ یتیمی پہ قرباں　　خدا نے کیا جن کو دو جگ کا والی

(۲۳) قبر میں جب کوئی بھی کام نہ آسکے گا ہمارے آقا علیہ السلام کی جلوہ گری ہوگی اور اپنے غلام کو رحمت کی تھپکیاں دے کر میٹھی نیند سلائیں گے۔اور یہ خوبصورت عقیدہ حضور کے عاشقوں اور متوالوں کا ہی ہوسکتا ہے نہ کہ زاہد خشک کا۔

؎ جو سمجھا کچھ تو دیوانوں نے سمجھا　　کوئی کیا جانے عرفانِ محمد ﷺ

(۲۴) میدان محشر میں جب ماں اپنے اکلوتے بیٹے کو چھوڑ کر بھاگے گی (**یوم یفر المرء من اخیہ و امہ و ابیہ و صاحبتہ وبنیہ**۔ جس دن بندہ اپنے بھائی سے، ماں باپ سے بیوی بیٹوں سے بھاگے گا) صرف حضور علیہ السلام ہی رحمت بھری آواز لگا رہے ہوں گے انا لھا انا لھا۔آجاؤ آجاؤ میں ہوں تمہاری شفاعت کے لیے۔

؎ تمنا ہے سرِ محشر جب آؤ　　ہو میرے سر پہ دامانِ محمد ﷺ
امیر صابری کیا لکھ سکے گا　　خدا خود ہے ثنا خوانِ محمد ﷺ

(۲۵) باپ بھی جہاں اپنی اولاد کو بھول جائے گا وہاں صرف محبوب خدا ہی مہربانی کا مظاہرہ فرمائیں گے۔

؎ میرا آقا دشمن کو ایسا نوازے　　ہے مشہور عالم تیری خوش خصالی

رسولوں میں حاصل ہوا نہ کسی کو　　تیرا ایسا رتبہ تیری شان عالی
ہے تیرے کرم میں چھپا وہ خزینہ　　شہنشاہ بنے تیرے در کے سوالی
دکھاتی ہے بے پردہ جلوہ خدا کا　　سنہری تیرے سبز گنبد کی جالی

(۲۶) سنکھوں بیکس رونے والے　　کون چپائے چپاتے یہ ہیں
(۲۷) خود سجدے میں گر کر اپنی　　گرتی امت اُٹھاتے یہ ہیں
(۲۸) ننگوں بے ننگوں کا پردہ　　دامن ڈھک کے چھپاتے یہ ہیں
(۲۹) اپنے بھرم سے ہم ہلکوں کو　　پلہ بھاری بناتے یہ ہیں
(۳۰) ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا　　پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

حلِّ لغات:

★ سنکھوں۔سنکھ کی جمع سوالاکھ ★ بیکس۔بے آسرا ★ چپائے۔چپ کرائے ★ خود۔آپ ★ گرکر۔(سجدے میں) جاکر ★ ننگا بے ننگا۔بے پردہ، بے شرم ★ ڈھکنا۔چھپانا ★ بھرم۔بھروسہ ★ ہلکوں۔ہلکا کی جمع کم وزن، بے حیثیت ★ پلہ۔ترازو کا پلڑا ★ ٹھنڈا میٹھا۔نہایت ہی مزیدار، شیریں وخوشگوار۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۲۶) ہم جیسے لاکھوں کروڑوں اپنی شامت اعمال کی وجہ سے میدان محشر میں اپنے نصیبوں پہ رو رہے ہوں گے اور ہمارے آقا ہمیں شفاعت کی خوشخبریاں سنا کر چپ کرا رہے ہوں گے۔

؎ رسول خدا کی غلامی میں کیا ہے　　ذرا تم غلامی میں آکر تو دیکھو
غلامی یہ ہے بادشاہی سے بہتر　　ادھر آؤ قسمت جگا کر تو دیکھو

(۲۷) سبحان اللہ! ہمارے رحمۃ للعالمین آقا سر محشر جب اپنی امت کا حال زار دیکھیں گے تو سجدے میں سر رکھ دیں گے اور اپنی امت کو دوزخ کی آگ سے بچالیں گے۔

؎ وہ سماں کیسا ذیشان ہو گا جب خدا مصطفیٰ سے کہے گا
اب تو سجدے سے سر کو اُٹھا لو آپ کی ساری امت بَری ہے

(۲۸) ہم جیسے ننگے اور بے شرم و بے حیا بار بار توبہ توڑ کر اپنا پردہ چاک کر لیتے ہیں اور ہمارے پیارے نبی اپنے رب سے دعا کرکے ہماری عزت بچالیتے ہیں۔(وبالمومنین رؤف رحیم)

(۲۹) ہمارے اعمال کا پلڑا ہلکا دیکھ کر ہمارے آقا اپنے بھرم اور بھروسے کے وزن سے بھاری فرمادیں گے جس سے ہماری نجات یقینی ہوگی۔

(۳۰) حوض کوثر کے چھلکتے جام ٹھنڈے میٹھے پانی کے ہم پیتے جائیں گے اور ہمارے آقا اپنے نورانی اور گورے گورے مبارک ہاتھوں سے ہمیں پلاتے جائیں۔

؎ امیر آج ان کا کرم ہو رہا ہے کھچا جا رہا دل ہے سوئے محمد ﷺ

(۳۱) سَلِّمْ سَلِّمْ کی ڈھارس سے پل کر ہم چلاتے یہ ہیں
(۳۲) جس کو کوئی نہ کھلوا سکا وہ زنجیر ہلاتے یہ ہیں
(۳۳) جن کے چھپر تک نہ ان کے موتی محل سجواتے یہ ہیں
(۳۴) ٹوپی جن کے نہ جوتی ان کو تاج و براق دلاتے یہ ہیں
(۳۵) کہدو رضا سے خوش ہو خوش رہ مژدہ رضا کا سناتے یہ ہیں

حلّ لغات:

★ سَلِّمْ سَلِّمْ ۔سلامتی سے، سلامت رکھ (امت کے پلصراط سے گزرتے وقت حضور علیہ السلام کی دعا) ★ ڈھارس۔ پاری، تسلی ★ زنجیر ہلاتے ۔ کنڈی کھٹکھٹاتے ★ چھپر۔ تنکوں کی چھت ★ موتی محل۔ موتیوں کا بنگلہ ★ سجواتے ۔سجانا سے ★ تاج۔بادشاہوں کے سر کی عزت (تاج شاہی) ★ براق۔جنت کی سواری ★ مژدہ۔خوشخبری ★ رضا۔خوشی (احمد رضا)

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۳۱) پلصراط سے گزرتے وقت حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری سلامتی کی دعا فرمارہے ہوں گے کہ اے اللہ! میری امت کو سلامتی کے ساتھ گزار۔ آپ کی یہ دعا ہماری تسلی کے لیے کافی ہے جس سے ہماری ڈھارس بندھ جائے گی اور حوصلے بلند ہوجائیں گے۔

؎ گناہ گارو ہمارا ہے تعلق دو کریموں سے نہ رکھو خوف محشر کا اشارے ہیں محمد کے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳۲) جس جنت کو کوئی بھی نہ کھلوا سکے گا ہمارے آقا اس کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! انا اول من یحرك حلق الجنة میں ہی سب سے پہلے جنت کا زنجیر ہلاؤں (دروازہ کھلواؤں) گا۔

؎ ندا ہو گی یہ محشر میں گناہ گارو نہ گھبراؤ وہ دیکھو ابر رحمت جھوم کے اٹھا محمد کا
خدا کے سامنے پیشی ہوئی جس دم تو کہہ دونگا بُرا ہوں یا بھلا لیکن ہوں میں بندہ محمد کا
هُوَ الْمُعْطِیْ وَاِنّی قاسم سے صاف ظاہر ہے بٹے گا حشر تک کونین میں باڑا محمد کا
(جمیل قادری)

(۳۳) جن لوگوں کو دنیا میں تنکوں کی چھت بھی نصیب نہیں ہے قیامت کے دن ہمارے آقا ان کو موتیوں کے بنے سجائے محل لے کر دیں گے۔

؎ حبیب خدا کے غلاموں کے آگے سر تاجداراں بھی خم ہو رہے ہیں
کسی تاجور کی حقیقت ہی کیا ہے تم ان کی غلامی میں آ کر تو دیکھو

(۳۴) جن کو دنیا میں سر پہ پہننے کو ٹوپی اور پاؤں میں پہننے کو جوتا میسر نہیں ہے ہمارے آقا قیامت کے دن ان کے سروں پہ تاج شاہی سجادیں گے اور جنت کی سواریاں لے کر دیں گے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے **والا خرة سبحن للكافر و جنة للمؤمن ۔** اور آخرت اہل ایمان کے لیے جنت ہے اور کافر کے لیے قید خانہ۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں اہل اللہ نے زیادہ تر غربت کی زندگی گزاری ہے۔ حضرت داؤد طائی علیہ الرحمۃ کو کسی نے وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ بھاگے جا رہے ہیں اس نے پوچھا! کہاں بھاگے جا رہے ہیں؟ فرمایا! تو نہیں جانتا قید خانے سے جنت کی طرف بھاگ رہا ہوں۔ دنیا کے قید خانے سے بمشکل جان چھڑائی ہے بھاگ رہا ہوں کہ کہیں دوبارہ نہ دنیا میں ڈال دیا جاؤں۔

امام حسن بصری کروفر سے عمدہ لباس میں ملبوس بہترین گھوڑا اور نوکروں کے ساتھ جا رہے تھے ایک کافر جو انتہائی کنگال تھا اس نے سوال کیا کہ آپ کے نبی نے تو فرمایا ہے کہ دنیا کافر کے لیے جنت ہے اور مومن کے لیے قید خانہ ہے مگر آپ کا اور میرا حال اس سے مطابقت نہیں رکھتا۔ فرمایا! میری یہ شان وشوکت تجھے جنت نظر آتی ہے جبکہ میرے لیے جنت کے مقابلے میں یہ قید ہی ہے اور اگر تجھے دوزخ دکھادی جائے تو تو اسی مسکینی کو جنت سمجھے اور تمنا کرے کہ مجھے اسی ذلت ورسوائی میں ہی رہنے دیا جائے۔

۳۵۔ اے میرے آقا! اپنے اس غلام (احمد رضا) کو بھی اپنی پیاری اور میٹھی زبان سے یہ مژدۂ جانفزا سنا دو کہ خوش ہو جا، غم نہ کر تو ہمارا ہی ہے۔

؎ ہر جفا ہر ستم گوارا ہے اتنا کہہ دے کہ تو ہمارا ہے

----✱✱✱----

نعت شریف نمبر (۹۳)

(۱) یہ جام تلخ وہی خوشگوار کرتے ہیں جو ان کی یاد دم احتضار کرتے ہیں
(۲) ہماری ناؤ کنارے لگائیں گے اک روز وہی جو بے کسوں کے بیڑے پار کرتے ہیں
(۳) حرم کے کانٹوں کو ہم گل بھی کہہ نہیں سکتے کلیجے ان کے ہیں جو خار خار کرتے ہیں
(۴) حساب دیں گے فرشتو! مگر ذرا آلیں وہی کہ جن کا ہم انتظار کرتے ہیں
(۵) یہ نفس ایک ہے دردا رضا کا بھولا سا وہ چال چلتا ہے آپ اعتبار کرتے ہیں

حلّ لغات:

* جام - پیالا * تلخ - کڑوا * خوشگوار - مزیدار * دم - وقت * احتضار - حاضر ہونا (موت کے وقت) * ناؤ - کشتی * بیکس - بے سہارا * بیڑا - بہت بڑی کشتی * حرم - مدینہ شریف * گل - پھول * کلیجہ - جگرا * حوصلہ - جسارت * خار - کانٹا * حساب - قبر میں سوالات کے جوابات * ذرا - تھوڑی دیر * دردا - اے درد (الف برائے خطاب ہے جیسے کریما، اے کرم کرنے والے) * چال چلنا - دھوکہ دینا * اعتبار - یقین۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) سکرات الموت (موت کی سختیوں) کے کڑوے گھونٹ وہی خوش نصیب میٹھے اور مزیدار بناتے ہیں جو بوقت موت اپنے پیارے آقا کو یاد کرتے ہیں۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ کے گھر والے رو رہے تھے اور آپ خوش ہو کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری اور صحابہ کرام (مرحومین) کی ملاقاتوں کو یاد کر کے شعر پڑھ رہے تھے۔

واطر باہ غدا نلقی محمدا و احباء ہ

واہ واہ خوش نصیبی! میں کل محبوب خدا اور آپ کے دوستوں سے ملنے والا ہوں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ایک تو ہر قبر میں حضور علیہ السلام کی جلوہ گری ہوتی ہے اور دوسرا قبر میں اور کسی نبی کے بارے میں سوال نہیں ہوتا صرف آپ کے امتی سے آپ ہی کے بارے میں سوال ہوگا پہلی امتوں سے ان کے نبیوں کے بارے میں بھی قبر میں سوال نہیں ہوتا تھا۔

اور پھر حضور علیہ السلام کے امتی کی کامیابی بھی حضور علیہ السلام کے بارے میں سوال کے جواب پر ہوگی۔ پھر جو سوالات ہوں گے وہ بھی بتا دیے گئے اور ان کے جوابات بھی۔ پھر اتنی رعائتوں کے ہوتے ہوئے عاشقان مصطفیٰ بوقت موت کیوں نہ وجد کرتے ہوئے بارگاہِ مصطفیٰ میں جائیں؟

ے بہار خلد صدقے ہو رہی ہے تیرے عاشق پر — کھلی جاتی ہیں کلیاں دل کی تیرے مسکرانے سے

(مولانا حسن رضا خان)

(۲) ہماری کشتی بھی وہی آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کنارے لگائیں گے جنہوں نے بڑے بڑے پاپیوں کے بیڑوں کے بیڑے ڈوبنے سے بچا کر کنارے پہ لگا دیے ہیں۔ جب ان کے غلام کرامت کے طور پر بارہ سال کا ڈوبا بیڑا ترا سکتے ہیں تو آقا علیہ السلام معجزہ کے طور پر اپنی امت کا ڈوبتا ہوا بیڑا کیوں نہ ترائیں گے۔

ے ناداں ہے اب بھی آپ کا انکار جو کرے — پتھر بھی دے چکے ہیں شہادت حضور کی

(ماہر القادری)

ے محمد کی نبوت دائرہ ہے نور وحدت کا — اسی کو ابتداء کہیے اسی کو انتہا کہیے (افضل علوی)

(۳) مدینہ طیبہ کے کانٹوں کو ہم تو پھول کہتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں کہ کہیں گستاخی نہ ہو (گلوں سے خار بہتر ہیں جو دامن تھام لیتے ہیں) مگر بڑی جسارت اور حوصلہ ہے ان نالائقوں کا جو مدینے کے خار کو کانٹا کہتے نہیں تھکتے۔

ے مدینہ کی بہاروں سے سکون قلب ملتا ہے — اسی کے لالہ زاروں سے سکون قلب ملتا ہے

وہ مکہ ہو، مدینہ ہو کہ شہر قدس کی گلیاں — عقیدت کے دیاروں سے سکون قلب ملتا ہے

(منیر قصوری)

حضور علیہ السلام کی سواری (گدھے) کے متعلق ایک انصاری صحابی نے رئیس المنافقین کو فرمایا (جب اس نے کہا الیك فو اللّٰه لقد اذاني نتن حمارك ۔ اے محمد! ذرا اپنا گدھا مجلس سے دور کر کے باندھیں اس کی بدبو سے ہمیں تکلیف ہو رہی ہے تو بھری مجلس میں اس کو یوں جواب ملا) واللّٰه لحمار رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اطیب ریحا منك ۔ او لعین! قسم بخدا ہمارے آقا کی سواری سے بدبو نہیں بلکہ ایسی خوشبو آتی ہے کہ تیری خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ (عینی ص ۲۰۹ ج ۱)

مواہب لدنیہ میں ہے کہ مجنوں ایک کتے کو پیار کر رہا تھا صرف اس لیے کہ فان عینی راته مرة فی حی لیلیٰ ۔ کہ میری آنکھ نے ایک بار اس کو لیلیٰ کے محلے میں دیکھا تھا۔

پھر عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مدینے کی گلیوں کا یہ مقام کیوں نہ ہو۔

؎ جنت کے باغ سے ہے سوا کوئے مصطفیٰ اس میں ہیں پھول اس میں ہے خوشبوئے مصطفیٰ

غل ہو گا چار سو یہی میدان حشر میں چاہو اگر اماں تو چلو سوئے مصطفیٰ

(صلی اللہ علیہ وسلم) (کیف ٹونکی)

(۴) اے فرشتو! ذرا ٹھہرو! تمہیں تمہارے سوالوں کا جواب دیتے ہیں۔ پہلے میری قبر میں میرے آقا کو تو آلینے دو۔ جن کی ملاقات کے لیے ساری زندگی موت کی انتظار کرتے رہے۔

؎ اگر ام القریٰ میں خالق کونین نے شورش بہ عہد مرسل مجھے پیدا کیا ہوتا

حرا کی خاک میں تحلیل میرے جسم و جاں ہوتے مری لوحِ جبیں پر آپ ہی کا نقش پا ہوتا

(آغا شورش کاشمیری)

(۵) اے دردِ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا نفس بڑا دھوکے باز اور چالاک و ہوشیار ہے جو بظاہر بھولا بھالا نظر آتا ہے کہیں اس کے دھوکوں کی وجہ سے مجھے چھوڑ نہ دینا اس پر مجھے اعتبار نہیں لہٰذا تو بھی اس پر اعتبار نہ کرنا۔



نعت شریف نمبر (۹۴)

(۱) او نفس تباہ کار توبہ توبہ توبہ ہزار بار توبہ
(۲) مولیٰ ہو مرا دِثار تقویٰ یارب مرا شعار توبہ
(۳) کیا بھول گئے شفیع اپنا کیوں جمع ہے انتشار توبہ
(۴) عصیاں عصیاں سے میرے دل تنگ توبہ کی ہے ننگ و عار توبہ
(۵) خار دشت حرم کے آگے ذکر چمن و بہار توبہ
(۶) مجھ سے توبہ شکن کا نام سن کر توبہ کرے بار بار توبہ

حل لغات:

* تباہ کار۔ کام خراب کرنے والا * ہزار بار۔ بار بار * دثار۔ لباس * تقویٰ۔ پرہیز گاری * شعار۔ نشان، علامت * شفیع۔ شفاعت کرنے والا * انتشار۔ گھبراہٹ * عصیاں۔ گناہ * دل تنگ۔ پریشان * ننگ و عار۔ شرم * خار۔ کانٹا * دشت حرم۔ مدینے کا جنگل * چمن۔ باغ * توبہ شکن۔ توبہ توڑنے والا۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) ارے او نفس کام خراب کرنے والے! میری توبہ ہے، ہزار مرتبہ توبہ ہے۔ تیرا کام بندے کی آخرت برباد کرنا ہے اور بندے کا کام ہر وقت توبہ کرتے رہنا ہے۔

(۲) خدا کرے میرا اوڑھنا بچھونا تقویٰ ہو جائے اور اے میرے پالنے والے توبہ کو میرا نشان وعلامت بنادے۔ (حضور علیہ السلام ایک ایک مجلس میں کبھی ستر مرتبہ اور کبھی سو مرتبہ توبہ کرتے)

(۳) اے لوگو! کیا تم اپنے شفاعت فرمانے والے آقا کریم علیہ السلام کو بھول گئے ہو، گناہ کر کے مایوس کیوں ہو؟ یہ پریشانی اور گھبراہٹ کہیں تمہیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کر دے۔

(۴) گناہوں کی آلودگیوں سے میرا دل بہت پریشان ہے ہائے میری توبہ لوگ تو توبہ توڑ کر شرم محسوس کرتے ہیں اور میں اتنا شرمندہ ہوں کہ اب شرم بھی مجھ سے شرم کرتی ہے۔

(۵) مدینہ شریف کے کانٹوں کے سامنے باغ اور بہار کا ذکر ہی کیا ہے کہاں خار دشت طیبہ اور کہاں بیچاری بہار اس مقابلے سے بھی میری توبہ۔

اوروں کو دیں حضور یہ پیغام زندگی میں موت ڈھونڈتا ہوں زمین حجاز میں
آئے ہیں آپ لے کے شفا کا پیام کیا رکھتے ہیں اہلِ درد مسیحا سے کام کیا (بانگ درا)

(۶) میرے جیسے نالائق توبہ توڑنے والے کا نام سن کر تو خود توبہ بھی توبہ توبہ کرتی ہے۔

نعت شریف نمبر (۹۵)

(۱) برق عشق شاہ والا یہ گری وہ تڑپی — شور سینوں میں ہے برپا یہ گری وہ تڑپی
(۲) نور انگشت کی بجلی ہے چمک پرائے چرخ — شیشۂ ماہ بچاتا یہ گری وہ تڑپی
(۳) زخمی تیغ تبسم ہے کہ دکھلاتا ہے برق — رقص بسمل کا تماشا یہ گری وہ تڑپی
(۴) گرمی جلوۂ رُخ دیکھ کے عاشق کی نظر — نیم جاں بسمل شیدا پہ یہ گری وہ تڑپی

حل لغات:

* برق۔ بجلی * والا ۔بلند * شور۔ نالہ وفریاد * انگشت۔ انگلی * چرخ۔ آسمان * ماہ۔ چاند * تیغ تبسم۔ مسکراہٹ کی تلوار * رقص۔ناچ،وجد * تماشا۔نظارہ،کھیل * رُخ۔چہرہ * نیم جاں بسمل۔ آدھی جان والا زخمی،قریب المرگ * شیدا۔عاشق،دیوانہ،سودائی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) محبوب خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عشق کی بجلی جس پہ گری وہ ساری زندگی ان کے عشق میں تڑپتا رہا اور ان کے سینوں میں عشق کا شور اس پر گواہی کے طور پر کافی ہے۔

؎ پوچھے کوئی بلال و خبیب و اویس سے — حُبّ نبی میں زندگی کیسے گزر گئی

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمۃ کے پاس کچھ لوگ آئے اور عرض کیا! ہم آپ سے محبت کرتے ہیں۔آپ نے ان کو پتھر مارے تو وہ بھاگ اُٹھے فرمایا یہ کیسی محبت ہے اگر واقعی محبت ہوتی تو اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کرتے۔ فرمایا جنہوں نے (اللہ،رسول) کی محبت کا جام پی لیا ہے یہ وسیع زمین بھی ان کے نزدیک تنگ ہوگئی ہے (لیکن وہ اپنے محبوب کی طرف سے آنے والی ہر سختی کو ہنس کر قبول کرتے ہیں) پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

؎ ذکر المحبۃ یا مولائی اسکرنی — وھل رایت محبا غیر سکران

اے مولا! تیری محبت نے مجھے مدہوش کر دیا ہے کیا کبھی غیر مدہوش محب کسی نے دیکھا بھی ہے۔(مکاشفۃ القلوب)

(۲) ہمارے آقا علیہ السلام کی انگلی مبارک کی چمک، اے آسمان! معمولی نہ سمجھ! اگر تو نے اپنے چاند کا شیشہ بچانا ہے تو بچ کر رہ ان کے ایک اشارے سے تیرا شیشہ ٹوٹ سکتا ہے، جیسا کہ پہلے ہو چکا ہے۔ انشق القمر علی عھد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ۔ بلکہ ایک روایت میں مرتین کا لفظ ہے یعنی دو مرتبہ اور روایت بھی صحاح کی ہے۔

(۳) یہ وہ عاشق ہے جو محبوب کی مسکراہٹ (جو بجلی کی طرح چمک رکھتی ہے) کی تلوار کا زخمی ہے اور اس کا تڑپنا زخمی کا تڑپنا ہے جس کا نظارہ کرنا بھی ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔

(۴) رُخ انور کا جلوہ جب عاشق کی نگاہ نے دیکھا تو قریب المرگ زخمی عاشق ایک نئے جذبے سے تڑپنے لگا کہ جان جاتی ہے تو جائے مگر دیدار کی حسرت نہ رہے اور یہ موقع ہاتھ سے نہ جائے۔

؎ عہد نبوی میں گر ہوا ہوتا ان سے تو رابطہ ہوتا
خم ہی ہوتا میں تیری زلفوں کا تیرے عارض سے کھیلتا ہوتا
کوئی ہوتا مینار طیبہ کا تیرے روضے سے جڑا ہوتا (اکرام شاہ جیلانی)

----***----

نعت شریف نمبر (۹۶)

(۱) جب وہ طلعت ہی جلوہ گر نہ ہوئی ہم تو جانیں کبھی سحر نہ ہوئی
(۲) ہم تو رخصت سے پہلے مر چکتے کیا کریں موت راہبر نہ ہوئی
(۳) ان کے تردامنوں پہ آنچ آئے تپ فرقت ہوئی سقر نہ ہوئی
(۴) چین اور وہ بھی ان کے سائے کا ہائے ظالم تیری بسر نہ ہوئی
(۵) لے رضا قافلہ چلا حج کا پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

حلِّ لغات:

* طلعت—چہرۂ انور * جلوہ گر—دیدار کرانے والا * سحر—صبح * رخصت—موت * مرچکتے—مر گئے ہوتے * راہبر—راستے پہ چلانے والا * تردامن—گناہ گار، نافرمان * آنچ—دُکھ، چوٹ * تپ—بخار * فرقت—جدائی * سقر—دوزخ * چین—آرام * سائے—چھاؤں * ہائے—کلمہ افسوس * بسر—گزران * لے—لیتا ہے (برائے مفاجات) * قافلہ—گروپ، کئی افراد۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) اگر ہمیں ہمارے آقا کا رُخ والضحیٰ نظر نہ آئے تو ہمارے لیے تو رات ہی رات ہے۔ ہماری صبح تو تب ہوگی جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں اپنا جلوہ دکھائیں گے۔

؎ دیکھا نہ بشیران کو نہ پایا وہ زمانہ افسوس! یہی اپنے مقدر میں لکھا تھا (بہارنعت)

(۲) دیدار مصطفیٰ نہ ہونے کے صدمے کی وجہ سے ہم کب کے مرچکے ہوتے لیکن کیا کریں موت نے بھی ہمارا ساتھ نہ دیا۔

؎ پیدا ہمیں بھی کرتا خدا ان کے عہد میں اے کاش! ہم بھی کرتے زیارت حضور کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳) ہمارے آقا کے گناہ گار امتیوں کو آخرت میں عذاب کی سزا ہو؟ یہ نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر ایسا محسوس ہو تو اس کو دوزخ کا عذاب نہ سمجھنا بلکہ حضور ہی کی جدائی کے صدمے کی تپش جاننا۔

؎ عہد سرکار میں اے کاش میں پیدا ہوتا سامنے میرے پیمبر کا زمانہ ہوتا
ان کی مسجد کی صفوں کا کوئی ہوتا تنکا ان کے اصحاب نے تلووں سے لتاڑا ہوتا

خوش نصیبی تھی جو ہوتا کوئی طائر نازش اور مدینے کی کھجوروں میں بسیرا ہوتا
(حنیف نازش)

(۴) اے مدینہ شریف سے واپس آجانے والے! تجھے رحمۃ للعالمین کی رحمت کے سائے میں کتنا چین وسکون ملا ہوا تھا لیکن ارے ظالم! تیری وہاں بھی ''لت'' نہ لگ سکی اور واپس گھر کو دوڑ آیا۔

؂ تیرے در پہ حاضری کی آرزو تو ہے بہت بس نہیں چلتا کہ دنیا درمیان ہے یا نبی
(طفیل ہوشیار پوری)

(۵) لے بھئی! احمد رضا! ہمیں جو بار بار کوستا ہے کہ مدینہ چھوڑ کے کیوں آئے اب حج کا قافلہ جا رہا ہے ہم تمہیں بتا رہے ہیں پھر نہ کہنا مجھے پتہ نہ چلا تھا، اس میں شامل ہو جا اور زندگی مدینہ طیبہ میں گزارنے کی حسرت پوری کر لے۔

؂ نصیب آزمانے کے دن آرہے ہیں قریب اُن کے جانے کے دن آرہے ہیں
جو دل سے کہا ہے، جو دل سے سنا ہے سب ان کو سنانے کے دن آرہے ہیں
ابھی سے دل و جاں سرِ راہ رکھ دو کہ لٹنے لٹانے کے دن آرہے ہیں
(فیض احمد فیض)

----***----

نعت شریف نمبر (۹۷)

(۱) جانِ مسیح اپنے مسیح کی ذات ہے ۔۔۔ مردے جلانا ان کے حضور ایک بات ہے
(۲) یکتا ریاض دھر میں اس گل کی ذات ہے ۔۔۔ بلبل ہزار بات ہے یہ ایک بات ہے
(۳) یہ وہ ہیں جن کا نام شفیع العصاۃ ہے ۔۔۔ ہاں یہ وہی ہیں جن کا لب آب حیات ہے
(۴) کیوں طائران قدس نہ ہوں ان کی بلبلیں ۔۔۔ یہ پھول حاصلِ چمنِ کائنات ہے
(۵) کیا غم رضا ہوں عبدِ خدا امت نبی ۔۔۔ آل رسول پر طریق نجات ہے

حلِّ لغات:

* جان مسیح۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جان * یکتا۔بے مثال * ریاض دھر۔زمانے کا باغ * گل۔پھول * شفیع العصاۃ۔ گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والا * لب۔ہونٹ * آب حیات۔زندگی دینے والا پانی * طائراں قدس۔فرشتے (باغ قدس کے پرندے) * حاصل۔نتیجہ، خلاصہ * چمن۔باغ * عبد۔عبادت کرنے والا * طریق۔راستہ۔

مفهوم اشعار و خلاصه تشريح:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (مردوں کو زندہ کرنے والے) کی جان اگر دیکھنی ہے تو ہمارے مسیح (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ لو (حضور علیہ السلام کا فرمان ہے انا دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسی ورؤیۃ امی میں ابراہیم کی دعا عیسیٰ کی خوشخبری اور اپنی ماں کا خواب ہوں۔علیہم السلام) اور باقی رہی مردے زندہ کرنے کی خوبی تو یہ ہمارے آقا کے لیے معمولی بات ہے ۔مردے میں تو پھر ایک عرصہ حیات رہی ہے ہمارے حضور نے پتھروں کو کلمہ پڑھادیا ہے اور لکڑیوں کو بولنا سکھادیا ہے۔

استن حنانہ از ہجر رسول ۔۔۔ نالہ می زو ہمچو ارباب عقول

(۲) اس گلشن ہستی میں ہمارے نبی بے مثل و بے مثال اور لاجواب و باکمال ہیں دوسروں (بلبلیوں) کے بارے میں ہزار اختلاف کی باتیں ہوسکتی ہیں مگر محبوب خدا کے یکتا و بے مثل ہونے میں کوئی اختلاف کی بات نہیں ہوسکتی۔

انسان اپنی عقل سے بے سود ہو گیا ۔۔۔ فرعون کوئی اور کوئی نمرود ہو گیا
نور نبی کا ہی نہ کیا جس نے احترام ۔۔۔ دیکھا گیا ازل سے وہ مردود ہو گیا

(۳) ہمارے آقا وہ ہیں کہ جن کا نام ہی شفیع عاصیاں (گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والا) ہے اور سبحان اللہ! سرکار علیہ السلام کے لبھائے مبارکہ کی تری تو ہم سیہ کاروں کے لیے آب حیات (زندگی عطا کرنے والا پانی) ہے۔

(۴) بھلا ملائکہ مقربین (طائرانِ قدس) محبوب خدا کی تعریف میں نغمہ سرائی کیوں نہ کریں؟ کہ ان کو بھی وجود ہمارے نبی کا صدقہ ملا ہے کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) حاصل کائنات اور خلاصہ تخلیق کائنات ہیں۔

(۵) اے (گدائے در خیر الوریٰ، امام اہل سنت پیارے احمد) رضا! جو خدا کی بندگی کرنے والے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوگا اس کو کیا غم ہوگا اس کے ہاتھوں میں نبی علیہ السلام کی آل پاک کا دامن ہوگا جن کو حضور علیہ السلام نے نجات کی کشتی قرار دیا ہے۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم)

----***----

نعت شریف نمبر (۹۸) (مخمّس)

(۱) اے کاش شانِ رحمت میرے کفن سے نکلے جاں بوئے گُل کی صورت باغ بدن سے نکلے
ارماں طفیل نام شاہ زمن سے نکلے حسرت ہے یا الٰہی جب جان تن سے نکلے
نکلے تو نام اقدس لیکر دھن سے نکلے

حلّ لغات:

* کاش۔برائے تمنا، خدا کرے ایسا ہی ہو * بوئے گُل۔پھول کی خوشبو * ارماں۔ آرزو، شوق * طفیل۔صدقہ، واسطہ * شاہ زمن۔زمانے کا بادشاہ * حسرت۔ آرزو * نام اقدس۔پاک اور پیارا نام۔

مفہوم شعر نمبر ۱:

اے اللہ! کاش ایسا ہو جائے کہ میرے کفن سے شان رحمت کی جلوہ گری ہو، میری جان میرے جسم سے ایسے نکلے جیسے پھول سے خوشبو نکلتی ہے، حضور علیہ السلام کے نام کے صدقے میرے تمام شوق پورے ہو جائیں اور سب سے بڑا شوق یہ ہے کہ جب میرے جسم سے جان نکلے تو میرے منہ سے تیرا نبی کا نام نکلے۔

شرح الصدور میں ہے کہ ایک فرشتہ ادریس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کو فرمایا کہ تو ملک الموت کو جانتا ہے اس نے کہا! ہاں وہ میرے بھائی (فرشتے) ہیں فرمایا مجھے ان کے پاس لے چلو مجھے ان سے کام ہے، فرشتے نے عرض کیا اگر تو یہ کام ہے کہ موت آگے پیچھے ہو جائے تو یہ نہیں ہو سکتا ہاں اگر یہ چاہیں کہ موت کے وقت آپ پر نرمی ہو تو یہ ہو سکتا ہے فرمایا اچھا تم ملاقات تو کراؤ۔ چنانچہ فرشتے نے اپنے پروں پر بٹھایا اور پرواز شروع کر دی، آسمان پہ پہنچ گئے، فرشتے نے ملک الموت سے کہا! اللہ کے نبی آپ سے ملنا چاہتے ہیں عزرائیل نے کہا! ان کا مقصد تو مجھے معلوم ہے لیکن ملاقات کے لیے ان کے پاس مہلت ہی نہیں ہے کیونکہ ان کی زندگی میں سے صرف ایک لمحہ باقی رہ گیا ہے چنانچہ فرشتے کے پروں پر ہی آپ کا وصال ہو گیا۔

؎ اب اجل ہے نزدیک تر کرتی نگاہ تیرے اوپر
رہنا ترا ہے کس قدر بے انتہا جاتے رہے
جب آپ کا پیغام ہے پھر کیا تجھے آرام ہے
پھر زندگی کس کام ہے جب مصطفیٰ جاتے رہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت داؤد علیہ السلام بڑے غیرت مند نبی تھے گھر سے باہر جاتے تو تمام دروازوں کو تالے لگا کے جاتے ایک دفعہ گھر

تشریف لائے تو ایک شخص گھر میں کھڑا دیکھا پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا! میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے بھی نہیں ڈرتا، آپ سمجھ گئے فرمایا! قسم بخدا تو ملک الموت ہے اور میری جان لینے آیا ہے، کمبل اوڑھ کر لیٹ گئے اور روح قبض ہوگئی۔ مسند احمد عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

کچھ دن تمہارا ہے حکم عاجز ہو مر جاؤ گے تم
لاکھوں کے ہو گئے نام گم جو کر جفا جاتے رہے
جب ہو ضعیفی تجھ اوپر تجھ کو ہٹاوے دُور کر
جلدی نہ آ پوچھیں خبر عاجز بنا جاتے رہے

نوادر الاصول اور شرح الصدور میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر موت کے وقت پیشانی پہ پسینہ آ جائے، آنکھوں میں آنسو آ جائیں اور نتھنے پھیل جائیں تو یہ اچھی علامات ہیں اور اللہ کی رحمت ہے اور اگر جوان اونٹ کی طرح بڑبڑائے، گلا گھونٹ جائے، رنگ پھیکا پڑ جائے اور منہ سے جھاگ نکلے تو یہ علامات عذاب کی ہیں۔

کیونکہ پسینہ شدت کی وجہ سے آتا ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کے گناہوں کی وجہ سے موت کے وقت ہی اس پر شدت اور سختی کر لی گئی، یا دنیوی محنت مشقت کر کے رزق حلال کمانے والا تھا اور عبادات کے سلسلہ میں اپنے نفس پر شدت کرتا تھا، آنکھوں کے آنسو خوف خدا میں رونے پر دلالت کرتے ہیں (واللہ اعلم)

سب نین سوہنے گل گئے لب دانت مٹی رل گئے
سب روبرو ہی چل گئے دیکھو کجا جاتے رہے
سن بات کر حاضر عقل اب وقت ہے کر لے عمل
سر پر کھڑی حاضر اجل سب اولیاء جاتے رہے

☆☆☆

(۲) دریائے ہول محشر پُر جوش ہے قیامت ہر موج ہے بلازا لطمہ اجل کی زحمت
کون اپنا ہے معاون جز صاحب شفاعت گر ہو نہ یاوری پر وہ ناخدائے امت
کشتی نہ پھر سلامت بحر محن سے نکل

حلِّ لغات:

★ ہول — خطرہ، گھبراہٹ ★ موج — لہر ★ بلازا — مصیبت اُٹھانے والی (زا۔ زائیدن سے ہے بمعنی جننا) ★ لطمہ — طمانچہ، تھپڑ ★ اجل — موت کا وقت ★ زحمت — تکلیف ★ معاون — مددگار ★ جز — سوا ★ صاحب شفاعت — شفاعت والے (آقا علیہ السلام) ★ یاوری — مدد و نصرت ★ ناخدا — کام بنانے والا (پیارا محبوب علیہ السلام) ★ بحر محن — مشکلوں کا سمندر (محنت کی جمع محن)

مفہوم شعر نمبر ۲:

میدانِ محشر کے ہولناک مناظر کا دریا اور قیامت کی قیامت خیزیاں، ہر لمحہ نئی مصیبت لانے والا ہوگا اور مزید براں جان کنی کا زنائے دار تھپڑ، اے رحمت وشفاعت والے آقا ہمارا آپ کے سوا اور کون ہے؟ اگر آپ ہماری مشکل کشائی نہ فرمائیں گے تو ان مصیبتوں کے گہرے سمندر سے امت کی کشتی نجات نہ پاسکے گی۔

ہاں اگر امت اپنی پیارے نبی کی ہدایات پر عمل کرے تو یقیناً نجات پکی ہے ورنہ تباہی ہی تباہی ہے۔

☆☆☆

(۳) کس درجہ روز افزوں عشقِ حبیب رب ہے   مراتِ دل میں تاباں عکسِ ماہ عرب ہے
ہر عضو شوق یاد جاناں میں مثل لب ہے   رگ رگ میں عشق احمد گر ہے تو کیا عجب ہے
آواز یاحبیبی ہر موئے تن سے نکلے

حلّ لغات:

★ روز افزوں- دن بدن اضافہ ★ مرات- شیشہ ★ تاباں- روشن ★ عکس- سایہ ★ ماہ عرب- عرب کا چاند ★ عضو- جز ★ جاناں- محبوب ★ لب- ہونٹ ★ عجب- تعجب وحیرانگی ★ یَا حَبِیْبِیْ -اے میرے محبوب ★ موئے تن- جسم کا بال بال۔

مفہوم شعر نمبر ۳:

دن بدن محبوب خدا کا عشق کس طرح اپنا زور دکھا رہا ہے کہ اب تو دل کے شیشے پر بھی ماہِ عرب (مدینے کے چاند علیہ السلام) کا سایہ چمک رہا ہے۔ جسم کا ایک ایک انگ (عضو) محبوب کی سراپا یاد بن کر ہونٹ کی طرح ہوگیا ہے۔ ہاں! اس میں تعجب اور حیرانگی کی کیا بات ہے کہ اگر میرے رگ وپے میں عشق مصطفیٰ سما گیا ہے اور میں فنائی عشق الرسول ہوگیا ہوں جس کی وجہ سے ہر وقت نہ صرف میری زبان سے بلکہ میرے جسم کے ایک ایک بال سے یارسول اللہ، یا حبیب اللہ کی صدائے دلنواز بلند ہو رہی ہے۔ لہٰذا

؎ بیٹھتے اُٹھتے مدد کے واسطے   یارسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

☆☆☆

(۴) ہے غلغلہ ہماری الفت کا اب تو ہر سو   کیا خوب ہے کہ مشتاق اپنا ہے یا دل جو
پیدا ہے اس کی باتوں سے انتظار کی بو   گر مشت خاک میری لے جائے اے صبا تو
اک شور مرحبا کا طیبہ کے بن سے نکلے

حلِ لغات:

٭ غلغلہ -شور ٭ الفت - محبت ٭ ہرسو- ہرطرف ٭ مشتاق -شوق رکھنے والا ٭ دل جو-دل کا متلاشی ٭ بو- خوشبو ٭ مشت خاک- مٹی کی مٹھی ٭ صبا- صبح کی ہوا ٭ مرحبا- اَھْلاً وَّسَھْلاً، خوش آمدید، آپ کا آنا مبارک ہو، ویلکم، جی آیاں نوں ٭ بن- جنگل۔

مفہوم شعر نمبر ٤:

تحدیث نعمت کے طور پہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اب تو ہمارے عشق رسالت مآب علیہ السلام کے ڈنکے ہر جگہ پہ بج رہے ہیں، اور روئے زمین پہ مشہور ہو گیا ہے کہ بریلی میں بھی ایک عاشق (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) رہتا ہے، (خدا کرے قبول ہو ہمارا عشق مصطفیٰ) اور ہمارا محبوب بھی ایسا ہے کہ جو ہمارا بھی محبوب ہے اور خدا کا بھی محبوب ہے اور اتنا بڑا محبوب ہو کر ہم سے اعراض نہیں فرماتا بلکہ محبت فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے اسمع صلاۃ اھل محبتی۔ میں محبت والوں کا درود خود سنتا ہوں وہ جہاں سے بھی پڑھیں اور ان کو پہنچاتا بھی ہوں اس محبوب کی ایسی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف ہم اس کو چاہتے ہیں بلکہ وہ بھی ہم پہ بڑا مہربان ہے حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔ اے باد صبا! اگر تو میری خاک سے ایک مٹھی میرے محبوب کے قدموں میں مدینے شریف لے جائے تو دیکھ لینا مدینہ شریف کے در و دیوار سے خوش آمدید کی آوازیں آئیں گی۔

خود بڑے بڑے علماء دیوبند کو اعلیٰ حضرت کا کشتہ عشق رسول ہونا تسلیم ہے۔ تفصیل درکار ہو تو دیکھئے۔

''امام احمد رضا خان بریلوی علماء دیوبند کی نظر میں''

از: علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری۔

ماہنامہ چٹان لاہور ۲۳ اپریل ۱۹۶۲ء ''علماء کرام کی تذلیل کسی صورت میں جائز نہیں'' قاری محمد طیب۔

ہفت روزہ ''ہجوم'' نئی دہلی ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء

رسالہ ''النور'' تھانہ بھون ص ۴۰۔ شوال المکرم ۱۳۴۲ھ

رسالہ ھادی دیوبند ص ۲۰۔ ذوالحجہ ۱۳۳۹ھ

رسالہ ''دیوبند'' ص ۲۱۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ

یہ سب عشق مصطفیٰ کی برکت ہے کہ ایوانِ باطل تک اعلیٰ حضرت کی دھمک پہنچ رہی ہے۔

؎ بندہ بنتا ہے خدا کا تو گدا بن ان کا ۔۔۔ جو فقیروں کو شہنشاہ بنا دیتے ہیں

☆☆☆

(۵) مشعل فروز خاور مداح کی زباں ہو ۔۔۔ صبح بہار شام پر ظلمت خزاں ہو
گیسوئے شب میں رنگ رخسار مہوشاں ہو ۔۔۔ تا آسماں زمیں سے اک نور کا سماں ہو
جب مدحت پیمبر میرے دھن سے نکلے

حلِّ لغات:

* مشعل فروز۔ شمع روشن کرنے والا * خاور۔ سورج * مداح۔ تعریف کرنے والا * ظلمت۔ اندھیرا * خزاں۔ پت جھڑ * گیسوئے شب۔ رات کی زلفیں * رخسار۔ گال * مہوشاں۔ چاند جیسا چہرہ * سماں۔ منظر * مدحت۔ تعریف، نعت۔

مفہوم شعر نمبر ۵:

زمانے کو روشن اور منور کرنے والا سورج (جس کا چمکنا بھی نعت مصطفیٰ کی نشان دہی ہے کہ اگر نور مصطفیٰ نہ ہوتا تو نہ چاند میں چمک ہوتی نہ سورج کا وجود) جیسے مداح رسول جیسی زبان مجھے مل جائے، جس کو حرکت دوں تو اس کی صبح کی بہار ظلمت شب کی خزاں کو مٹا دے، رات کے گیسوؤں میں آقا علیہ السلام کے روشن رخساروں کا رنگ بھرا ہو اور زمین سے آسمان تک نور ہی نور پھیلا ہو تو اس حالت میں حضور علیہ السلام کی نعت میری زبان سے نکلے (پھر بھی ہو سکتا ہے ان کی شایان شاں ہو کہ نہ ہو۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر)

؎ کرتے ہیں جہاں والے میری عزت و تکریم — اعزاز یہ مجھ کو در احمد سے ملا ہے
دیکھے ہے مجھے پیار کی نظروں سے زمانہ — یہ فیض ہے نعتوں کا یہ نعتوں کا صلہ ہے

(ریاض مدینہ)



(۶) فکر کی بو میں آہو کو ہو نہ وحشت — مل جائے اگر نافوں سے بوئے عطرِ جنت
ہو عنبر قدس سے مشک ختن کو نسبت — عالم ہو سب معطر پہنچے جو بوئے حضرت
خوشبوئے مشک ایسی ملک ختن سے نکلے

حلِّ لغات:

* فکر کی بو۔ خوشبو میں کمی کی پریشانی * آہو۔ ہرن * وحشت۔ گھبراہٹ * نافوں۔ نافہ کی جمع مشک کی تھیلی جو ہرن کے پیٹ سے نکلتی ہے * عنبر۔ اعلیٰ قسم کی خوشبو * قدس۔ پاک * مشک ختن۔ خالص کستوری * معطر۔ خوشبودار۔

مفہوم شعر نمبر ۶:

ہرن کو اپنے نافے اور تھیلی میں نہ تو خوشبو کی کمی کی فکر ہو (یعنی اس کی تھیلی کستوری سے بھری ہوئی ہو) اور اس کے ساتھ پھر جنت کی خوشبو بھی شامل کر دی جائے اور اس کستوری میں پھر عنبر خالص بھی ملا دیا جائے پھر ایسی خوشبو کو پہلے سے ہی خوشبو والی محفل میں نعت مصطفیٰ کی صورت میں پھیلا دیا جائے تو کیوں نہ سارا جہان ہی معطر ہو جائے گا اور ہمارے پیارے نبی کے (ملک ختن) ذکر سے ایسی ہی خوشبو مہکتی ہے۔

؎ نعت سنتا رہوں، نعت کہتا رہوں، آنکھ پُر نم رہے، دل مچلتا رہے

نجم نام محمد زباں پر رہے ،ذکر ہوتا رہے سانس چلتا رہے

☆☆☆

(۷) یہ اب شوق کم نہ ہوگا مرقد میں تابہ محشر ‏ ‏ یہ شعلہ وہ نہیں جس کو بجھا دے صَرصَر
کرتی ہے کار روشن ہاں بادِ مرگ اس پر ‏ ‏ جو عشق مصطفیٰ میں مر جائے گا نہ کیونکر
شور صلوٰۃ اس کی قبر کہن سے نکلے

حلِّ لغات:

★ مرقد – قبر، آرام گاہ ★ صَرصَر – تیز اور گرم ہوا ★ کار – کام ★ بادِ مرگ – موت کی ہوا ★ صلوۃ – درود وسلام۔

مفہوم شعر نمبر ۷:

عشق مصطفیٰ اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق اب قیامت تک قبر میں بھی بڑھتا ہی رہے گا ، یہ وہ چنگاری نہیں ہے جو تیز آندھیوں سے بجھ جائے ، ہمارے وجود پر اگر موت کی ہوا بھی چل گئی تو عشق مصطفیٰ میں مرنے والے کو ایک نئی زندگی ملے گی۔ اور ایسے عاشق کی قبر سے بھی درود وسلام کی آواز آتی رہے گی۔

؎ میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد ‏ ‏ میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

کیونکہ مومن کی قبر کی زندگی کو حیاتِ طیبہ فرمایا گیا ہے اور وہ کیسی حیاتِ طیبہ ہے کہ جس کے کلمہ کی برکت سے ملی ہے اس پر درود وسلام ہی نہ ہو۔

؎ لامکاں تک تو تصور بھی پہنچ سکتا نہیں ‏ ‏ جا کے طیبہ میں ہی خالق کا پتہ کرتے ہیں لوگ
اپنی ہر مشکل میں سرکار دو عالم کے سوا ‏ ‏ کونسا در ہے جہاں جا کر صدا کرتے ہیں لوگ
جب نہ سرکار جہاں کا واسطہ ہو درمیاں ‏ ‏ کیا عبادت ،کیسی طاعت ہے ، ریا کرتے ہیں لوگ
(حدیث شوق)

☆☆☆

(۸) باغ جہاں سے گزرا جب واصف پیمبر ‏ ‏ نفحات جانفزا سے عالم ہوا معطر
بہر دوام خوشبو یہ زمزمہ تھا لب پر ‏ ‏ کفنانا اے عزیزو! مجھ کو درود پڑھ کر
تا بوئے عطر رحمت میرے کفن سے نکلے

حلِّ لغات:

★ واصف – تعریف کرنے والا ★ نفحات – تیز خوشبوؤں کے جھونکے ★ جانفزا – جان کو روشن کرنے والا ★ عالم – جہاں

★ معطر — خوشبودار ★ بہر دوام — ہمیشہ کے لیے ★ زمزمہ — ترانہ، گیت، نغمہ ★ کفنانا — کفن دینا ★ عطرِ رحمت — رحمت کی خوشبو۔

مفہوم شعر نمبر ۸:

دنیا کے باغ سے جب حضور علیہ السلام کا ثناخوان روانہ ہوا تو جان کو روشن کرنے والے خوشبو کے جھونکوں سے سارا جہان معطر ہو گیا اور اس خوشبو کو ہمیشگی بخشنے کے لیے ثناخوان رسول نے کہا کہ مجھے جب کفن دو تو درود و سلام کے مبارک ترانوں میں یہ کام کرو تا کہ رحمت والے آقا کی رحمت کی خوشبو میرے کفن سے ہمیشہ نکلتی رہے۔

عاشقانِ مصطفیٰ کی زندگی بھی قابل رشک ہوتی ہے اور ان کی موت کے مناظر بھی قابل دید ہوتے ہیں ہمارے علماء کرام بالخصوص سیدی ابوالبرکات، محدث اعظم پاکستان، شیخ القران علامہ ہزاروی، مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی، مولانا عنایت اللہ سانگلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیھم اجمعین کے جنازے جنھوں نے دیکھے ہیں ساری عمران مناظر کو نہ بھولیں گے۔ کوئی مسکرا رہا ہے چوں مرگ آید تبسم برلب اوست۔ کسی کے جنازے پہ رحمت کی پھوار جاری ہوگئی اور کسی کے وصال پر ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں جبکہ دوسری طرف دیکھیے تو عبرت کے مناظر نظر آتے ہیں اور لوگوں کو بڑے بڑے شیخ القرانوں کے منہ دیکھنے سے منع کر دیا جاتا ہے (لیکن ہاں طبی وجوہات کی بنا پر)

ــ لوگ جب نزدیک آئے غیب سے آئی ندا　　　یہ ہے میت بے ادب کی اس کا منہ مت دیکھے

☆☆☆

(۹) جب ہو گا رنگ افشاں نورِ شبیہہ امجد　　　کھل جائیں گے ہزاروں گلشن میانِ مرقد
مہکے گی تا بہ محشر خوشبوئے باغ سرمد　　　نکلے گی مرقدوں سے یوں امت محمد
باد صبا مہک کر جیسے چمن سے نکلے

حلِّ لغات:

★ رنگ افشاں — رنگ پھیلانے والا ★ شبیہہ امجد — عزت والی شکل (عاشق مصطفیٰ کی) ★ میانِ مرقد — قبر کے درمیان ★ باغ سرمد — ہمیشہ پُر بہار باغ ★ مرقدوں — قبروں۔

مفہوم شعر نمبر ۹:

جب حضور کا غلام اپنی قبر میں عشق مصطفیٰ کا رنگ پھیلاتا ہوا پہنچے گا تو اس کی قبر میں جنت کے ہزاروں باغ کھل جائیں گے جن کی خوشبو سے قبر ہمیشہ خوشبو سے معطر رہے گی اور سرکار کی امت کے افراد جب قبروں سے نکلیں گے تو یوں نکلیں گے کہ جیسے مہکتے ہوئے باغ سے باد صبا خوشبوؤں کے خزانے لے کر نکلتی ہے۔ قرآن پاک میں ہے لا یحزنھم الفزع الا کبر و تتلقھم الملائکۃ۔ ان کو بہت بڑی گھبراہٹ بھی پریشان نہ کر سکے گی اور فرشتے استقبال کرنے کے لیے ان کو لینے آئیں گے (جیسے بارات آئے تو ان کو آگے بڑھ کر ملتے ہیں جن کو پنجابی میں "ملنی" کہتے ہیں) اور غلامانِ مصطفیٰ کی قبروں پر جنت کی سواریاں منتظر کھڑی ہوں گی۔ یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا۔ جلالین میں ہے کہ قبروں سے نکل کر جنت کی سواریوں پہ سوار ہو کر جنت

میں داخل ہوں گے۔

؂ سرکار کا دیوانہ جس سمت نکل جائے اُجڑی ہوئی راہوں کا نقشہ ہی بدل جائے
آقا کے غلاموں نے یہ بزم سجائی ہے آقا کا جو منکر ہو محفل سے نکل جائے

☆☆☆

(۱۰) جلوہ گر ضیائے قدسی ہے اپنی منزل دو ذرے ہیں یہاں کے خورشید و ماہ کامل
یادِ مہِ عرب ہے وجہ فروغ کامل نام نبی لیا جب پُر نور ہو گیا دل
شعلے تجلیوں کے باہر دھن سے نکلے

حلِ لغات:

* جلوہ گر۔دیدار و نظارے کی جگہ، جلوہ دکھانے والا * ضیائے قدسی۔پاکیزہ روشنی * خورشید۔سورج * ماہ کامل۔چودھویں رات کا چاند * مہ عرب۔مدینہ کا چاند (حضور علیہ السلام) * فراغ کامل۔ مکمل نورانیت * پُرنور۔نور سے بھرپور * شعلے۔نور کے جلوے * تجلیاں۔نورانیت کی لہریں * دھن۔منہ۔

مفہوم شعر نمبر ۱۰:

عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام نور کی جلوہ گاہ کے دامن کرم میں ہوگا، جس کے دو ذرے چمکتا چاند اور دمکتا سورج ہیں، جس ماہ عرب کی یادوں سے عالم ہستی میں پوری طرح بہار آگئی اور جن کا نام لینے سے دل نور سے بھر جاتا ہے اور انوار تجلیات کے شعلے گویا منہ سے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔

؂ جہاں چاند خود جلوہ نما ہو بیکل ، وہاں چاندنی کی ضرورت نہیں ہے
ہو جس کی نظر میں رُخ ماہ طیبہ ، اسے روشنی کی ضرورت نہیں ہے
کہیں گردش وقت پھر چھیڑنا، دیوانوں کے آگے نہ بننا سنورنا
یہاں تذکرے حسن محبوب کے ہیں، یہاں اب کسی کی ضرورت نہیں ہے

☆☆☆

(۱۱) مرجھا گئے ہیں یارب گل میرے زخم دل کے ہر عندلیب نالاں، نالاں ہے اس چمن سے
ہے کیا عجب الٰہی فضل و کرم سے تیرے آ کر صبائے طیبہ پھولوں کو رنگ بخشے
ہو کر شگفتہ خاطر بلبل چمن سے نکلے

حلِ لغات:

* مرجھا جانا۔ کملا جانا * گل۔پھول * عندلیب۔بلبل * نالاں۔پریشان، روتی ہوئی * عجب۔ تعجب * شگفتہ

۔ کھلا ہوا پھول، خوش وخرم * خاطر۔دل۔

مفہوم شعر نمبر ۱۱:

اے اللہ! عشق مصطفیٰ میں زخمی دل کے پھول (زخم) اب مرجھانے (مندمل ہونے) لگے ہیں، میری طرح کئی بلبلیں (حضور کے ثناخوان) اس غم سے نڈھال ہیں (کہ کہیں دلوں سے آپ کی یاد مدھم نہ پڑ جائے) تیرے فضل وکرم سے کیا بعید ہے کہ مدینہ کی ہوا چلا کران پھولوں (زخموں) کو پھر سے تازہ فرمادے تاکہ تیرے محبوب کے دیوانے (بلبل) دنیا کے چمن سے شگفتہ خاطر ہو کر قبر میں تیرے حبیب کا دیدار کریں اور وہ اپنے یداللہ کے گورے گورے نورانی ہاتھوں سے ان دلوں پہ اپنی محبت وشفاعت کا مرہم رکھیں۔

۔ تھمتا نہیں ہے دل جو ہاتھ پہ رکھ لوں ہاتھ آئے تو دل پر کوئی پتھر رکھ لوں
اللہ رے ہرا ہرا وہ گنبد پیارا جی میں آتا ہے اسے دل میں اُٹھا کر رکھ لوں

(حافظ پیلی بھیتی)

☆☆☆

(۱۲) کالی گھٹا ہے غم کی چاروں طرف اندھیرا گم کردہ راہ اس میں یارب یہ دل ہے میرا
اشراق مہر میں اب کیا دیر ہے خدایا روئے حبیب حق سے اُٹھ جائے کاش پردا
پُر نور ہو زمانہ سورج گہن سے نکلے

حلِ لغات:

* کالی گھٹا۔سخت سیاہ بادل * گم کردہ راہ۔راستہ بھول جانے والا * اشراق مہر۔سورج کا چمکنا * روئے۔چہرہ۔

مفہوم شعر نمبر ۱۲:

اے اللہ! ہر طرف غم کے کالے سیاہ بادل چھاگئے ہیں اور میرا دل راستہ بھول چکا ہے، یا خدایا! ابھی سورج چمکنے میں کتنی دیر ہے؟ اب تو اپنے محبوب کے چہرے سے پردہ ہٹا کر دیدار کرادے تاکہ جہاں نور سے بھر جائے اور سورج گہن سے نکل کر اپنی پوری تجلیاں بکھیرنا شروع کردے۔

۔ اب تو مائل بہ کرم چشم کرم ہو جائے دور دل سے مرے عقبیٰ کا الم ہو جائے
میں بھی ہوں آپ سے اب رحم وکرم کا طالب مجھ پہ بھی ایک نظر شاہ امم ہو جائے

☆☆☆

(۱۳) میں عندلیب شیدا اُس گل عذار کا ہوں مہکا ہے جس کی بوے الفت سے قلب محزوں
کیا ہے اگر نکلتی فرقت میں ہے بُوئے خوں خاک مدینہ پر میں جس وقت جا کے لوٹوں
خوشبوئے مشک وعنبر میرے بدن سے نکلے

حلّ لغات:

★ عندلیب شیدا۔ بلبل دیوانہ (عاشق زار) ★ گل عذار۔ پھول جیسے رخساروں والا ★ قلب محزوں۔ غمگین دل ★ فرقت۔ جدائی ★ بوئے خوں۔ خون کی بو ★ لوٹوں۔ تڑپوں۔

مفہوم شعر نمبر ۱۳:

میں اُس پھول جیسے رخساروں والے (والضحیٰ کے چہرے والے) محبوب کا عاشق زار ہوں، جس کی خوشبو (مہک اور یاد) سے پریشان دل خوشی سے مہک اُٹھتا ہے، اگر جدائی کے صدمے سے میرے جسم سے خون کی بو آتی ہے تو کیا ہوا؟ جس وقت خاک مدینہ پہ جا کر تڑپوں گا تو یہ جلے ہوئے خون کی بو ختم ہو جائے گی اور میرے جسم سے کستوری و عنبر کی خوشبو آنے لگے گی۔ (کیونکہ یہ بو تو صرف محبوب کے قدموں سے دوری کی وجہ سے آ رہی ہے، ساری مصیبتیں ان کے قدموں سے دوری ہی کی وجہ سے ہیں)

؎ نکہت گل نہ ملی جب سے نشیمن چھوڑا ۔۔۔ پھنس گئے دام میں جس وقت سے گلشن چھوڑا
جب سے اللہ کے محبوب کا دامن چھوڑا ۔۔۔ ہم کہیں کے نہ رہے ذلت و خواری میں پڑے

☆☆☆

(۱۴) خندہ ہوں گاہ گریاں ہر چیز سے ہو نفرت ۔۔۔ گھبرائے شہر سے جی صحرائے ہو محبت
تا حشر یوں ہی ٹپکے صورت سے رنگ وحشت ۔۔۔ تنکے چنا کروں میں بس کہربا کی صورت
حضرت کا جوش الفت مستانہ پن سے نکلے

حلّ لغات:

★ صحرائے۔ جنگل ★ خندہ۔ ہنسی ★ گاہ۔ کبھی ★ گریاں۔ رونا ★ کہربا۔ مقناطیس ★ مستانہ پن۔ دیوانگی و مستی۔

مفہوم شعر نمبر ۱۴:

اب تو آبادی سے وحشت ہوتی ہے اور دل یہ چاہتا ہے کہ کوئی جنگل ہو اور اس میں رہوں، کبھی ہنسوں کبھی روؤں اور دنیا کی ہر شئی سے (جو محبوب سے دور کرتی ہے) نفرت ہو جائے، مقناطیس جیسے لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے میں بھی تنکے اکٹھے کرتا رہوں اور حشر تک میری صورت سے لوگوں کو گھبراہٹ ہوتا کہ کوئی قریب نہ آئے اور سارا وقت ذکر مصطفیٰ کے لیے وقف کر دوں۔

میری اس کیفیت کو لوگ دیوانگی کہیں یا مستی مگر حقیقت میں تو یہ حضور کی محبت کی فراوانی ہے۔ حضور علیہ السلام کے غلاموں میں سے حضرت ابوذر غفاری اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہما کا یہی حال تھا۔

؎ حب نبی میں زندگی کیسے گزر گئی ۔۔۔ پوچھے کوئی خبیب و بلال و اویس سے

☆☆☆

(۱۵) لاکھوں پسند بُریاں مثل رضا و کافی　　انجام کار سب نے اپنی مراد پائی
دشت طلب میں ہو کر آوارہ کھو گئے جی　　وہ دن بھی ہو الٰہی جو صورت شہیدی
حضرت کی جستجو میں قاسم وطن سے نکلے

حل لغات:

★ بُریاں۔بھنہ ہوا (جلا ہوا، اسی سے مشہور شاہی کھانا بُریانی ہے) ★ کافی۔مولانا سید کفایت علی کافی مراد آبادی شہید جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ★ انجام کار۔ آخرکار ★ مراد۔ مقصد ★ آوارہ۔ فضول پھرنے والا ★ شہیدی۔ ایک شاعر (عاشق مصطفیٰ جو مدینہ شریف بڑے عشق کے ساتھ جارہے تھے ابھی مدینہ ایک منزل پہ تھا کہ جان جاں آفریں کے سپرد کر بیٹھے) ★ قاسم۔ یہ بھی شاعر ہیں اس سے پہلے بھی ایک نعت میں اعلیٰ حضرت نے ان کا نام لیا ہے۔

مفہوم شعر نمبر ۱۵:

(گدائے در خیر الوریٰ، کشتۂ عشق مصطفیٰ، امام اہل سنت، مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد) رضا اور (حضرت مولانا سید کفایت علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما المعروف) کافی (جس کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا ایک شعر یوں ہے۔

؎ صدر نعت گویاں ہیں حضرت کافی　　انشاء اللہ میں وزیر اعظم ہوں)

جیسے ایک دو نہیں لاکھوں سینے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جلے ہوئے ہیں لیکن جس محبوب کے لیے ساری عمر تڑپتے رہے آخرکار اس رحمت والے آقا نے ان سب کو اپنی رحمت سے نوازتے ہوئے اپنا دیدار عطا فرما ہی دیا اور یہ تمام کے تمام کامیاب و کامران ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ اور کئی ایسے بھی ہوئے جو طلب وتلاش میں جنگلوں اور صحراؤں میں گم نام ہو گئے، اے اللہ! ہمیں بھی وہ دن نصیب ہو کہ حضرت شہیدی علیہ الرحمۃ کی طرح راہ مدینہ میں موت نصیب ہو اور جس آقائے دو عالم علیہ السلام کی طلب وتلاش میں حضرت قاسم علیہ الرحمۃ جیسے اپنے وطن سے نکلے۔ اسی محبوب کی تلاش میں ہمیں بھی نکلنا نصیب ہو۔

؎ تو آپ خالق، آپ ہی چاہے، خطا معاف　　آخر بشر بشر ہی تو ہے، کیوں نہ آئے دل
جو چاہتا ہو یہ کہ خدا سے لگائے لو　　وہ پیشر حبیب خدا سے لگائے دل

موت کی حقیقت:

موت کے بارے میں اس شرح میں اس سے پہلے متعدد مقامات پہ قرآن وحدیث، حکایات وواقعات اور اشعار کی صورت میں کچھ نہ کچھ لکھا گیا صرف اس لیے کہ یہ کتاب چونکہ عوام الناس کے لئے لکھی جارہی ہے اور ہمارے عوام فکرِ آخرت کی طرف توجہ بہت کم کرتے ہیں، مقررین حضرات صرف فضائل وکرامات بیان کرنے پر زور دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے لوگوں (عوام اہل سنت) میں عقیدہ کی پختگی تو ہے الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ اس میں مزید برکت واستقامت عطا فرماتے تاہم عبادات ومعاملات میں ہم بہت پیچھے ہیں اور اس کی بے شمار وجوہات میں سے میرے خیال کے مطابق ایک بہت بڑی وجہ ہماری بداعمالیاں اور فکرِ آخرت کا نہ ہونا اور موت کو یاد کرنے میں کوتاہی کرنا ہے جبکہ حضور علیہ السلام نے تلاوت قرآن کے ساتھ ھازم اللذات یعنی موت کو کثرت سے یاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس موضوع پہ بھی میری ڈائری میں کافی مواد موجود ہے اس کا خلاصہ اپنے غافل مسلمان بھائیوں کی

خدمت میں پیش کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو عبرت ناک واقعات سے سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ہماری حالت یہ ہو چکی ہے کہ حال ہی میں یعنی دسمبر ۲۰۰۴ء کے اواخر میں جبکہ کرسمس اور ہیپی نیو ائیر کی تیاریاں عروج پر تھیں شراب و شباب زوروں پر تھی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانی دکھائی اور انڈونیشیا، سری لنکا، تھائی لینڈ اور انڈیا میں اتنا شدید سمندری زلزلہ (غالباً اس سے پہلے سمندری زلزلے کا کسی نے نام تک بھی نہ سنا تھا) آیا اور اب تک کی رپورٹ کے مطابق دو لاکھ انسان لقمہ اجل بن چکے ہیں جن کی گنتی ہو چکی ہے اور جو جانور کھا گئے یا سمندر کی تہہ میں چلے گئے یا ابھی تک دبے ہوئے ہیں ان کی تعداد خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ اتنا بڑا واقعہ جو ہوا ہے تو اس کا کوئی سبب بھی تو ہوگا **فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ** ۔ حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا تو جو ذات عزیز اور حکیم ہے وہ بغیر سبب کے ہی اتنا بڑا کام کر رہی ہے؟ (جو ہمارے لیے بہت بڑا ہے جبکہ اللہ ہی سب سے بڑا ہے اور اس کے لیے کوئی کام بھی بڑا نہیں ہے)

تو جو کچھ اخبارات میں آیا وہ یہ ہے کہ جس علاقے میں یہ تباہی ہوئی ہے وہاں کی معیشت جسم فروشی اور شراب تھی یہی وجہ ہے کہ کرسمس کے بعد نیو ائیر نائٹ کے موقع پر کافر ہونے کے باوجود بھی انہوں نے سادگی سے نیا سال منایا اور ان دونوں چیزوں پہ پابندی عائد کر دی اس سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ ان کا ضمیر بھی ان چیزوں کو قبیح تسلیم کرنے پر مجبور ہے اور ہمارے دین فطرت کی حقانیت دلوں میں اترتی جا رہی ہے۔ وہاں یہ بھی یاد رہے کہ اتنی تباہی والے واقعہ (کہ نو سو ایٹم بم چلنے سے زیادہ تباہی ہوئی، کئی میٹر اونچائی کا ریلا آبادیوں کی آبادیاں بہا کر لے گیا، سمندر میں چودہ کلومیٹر گہرا شگاف پڑ گیا، جزیرہ کا ایک پورا حصہ مکمل طور پر نیست و نابود ہو گیا نہ کوئی انسان بچا نہ کوئی مکان مگر اللہ کی شان دیکھو کہ اخبارات اور ٹی وی پہ باقاعدہ تصویر آئی کہ ایک مسجد تن تنہا کھڑی ہے اور ذرہ برابر بھی اس کو نقصان نہیں پہنچا۔ اب سائنسدان جائزہ لے رہے ہیں کہ ایسا کیسے ہو گیا؟ کیا مسجد والی جگہ میں کوئی ایسی خصوصیت ہے کہ اتنے بڑے حادثے میں اس کی صف کا تنکا بھی ضائع نہیں ہوا۔ انشاء اللہ اسی بات پہ غور کرتے کرتے اپنا کفر چھوڑ کر اسلام کے دامن رحمت کے سائے میں آ جائیں گے کیونکہ اللہ نے یہ صرف نشانی دکھائی ہے کوئی پیشگی کیا اطلاع کرے گا اللہ کے عذاب کی) مگر ہم نے اس حادثہ اور سانحہ سے کیا عبرت حاصل کی، کہ ان کافروں نے تو شراب کے بغیر سادگی سے نیو ائیر نائٹ منائی جبکہ صرف لاہور میں سخت سردی اور ساری رات بارش ہونے کے باوجود دو ارب روپے کی شراب پی گئی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار ۔ استغفر اللّٰہ ، لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔

ے کیوں فکرِ عمل سے غافل ہے، کیا روزِ جزا کو بھول گیا
برباد فریب نفس ہے کیوں، کیا خوف خدا کو بھول گیا
کیا یاد نہیں پیمانِ ازل، فرمانِ ازل، برہانِ ازل
کچھ اپنے کہے کا پاس بھی ہے، کیوں قالوا بلیٰ کو بھول گیا
مذہب سے سراسر بیزاری، ملت سے برابر غداری
افسوس کہ مسلم ہو کر تو، آئین وفا کو بھول گیا
مغرب کی فضا نے کچھ ایسا، رُجحانِ دماغ و دِل بدلا
شہباز فلک پرواز بھی اَب، سدرہ کی ہوا کو بھول گیا
اس خواری و ذِلت پر ناداں بیکار ہے روز و شب نالاں
کیوں مردِ مجاہد ہو کر تو شمشیر و لوا کو بھول گیا

(سید حبیب احمد حبیب)

یہ شرح لکھنے کے دوران وہ واقعہ (سمندری طوفان) کا پیش آیا اور اب جب اس شرح کی پروف ریڈنگ کر رہا ہوں تو کشمیر، بالاکوٹ اور صوبہ سرحد کے دیگر شہروں پہ زلزلے کی قیامت گزر چکی ہے جس میں واقعتاً لاکھوں (بقول بعض تیرہ لاکھ) افراد لقمۂ اجل بن چکے ہیں مگر اس واقعہ سے بھی ہم نے کوئی عبرت حاصل نہیں کی۔ مخیّر حضرات نے متاثرین سے تعاون تو بہت کیا ہے مگر اصلاح احوال کے لیے کچھ نہیں کیا، نہ توبہ کی طرف متوجہ ہوئے، نہ مسجدوں کی رونق بڑھی، نہ فحاشی و عریانی میں کمی آئی اور نہ ہی ملک سے ظلم و ستم کا خاتمہ ہوا یعنی نہ حکمرانوں کے کان میں جوں تک رینگی اور نہ عوام الناس نے اپنی مذہبی، دینی، اخلاقی، دنیوی اور اخروی ذمہ داریوں کو نبھایا۔

اللہ تعالیٰ تو بڑا مہربان ہے اور اس کی مہربانی کے بغیر ایک لمحہ بھی دنیا قائم نہیں رہ سکتی لیکن ہمارا کردار کیا ہے؟ بس اسی کردار پر نظر ثانی کے لیے اس موضوع کو اس شرح کی زینت بنایا جا رہا ہے کہ جب ہم اللہ کی رحمت کا شکوہ کریں تو اس سے پہلے اپنے حالات کا بھی بغور جائزہ لے لیا کریں۔ کہ ہم کس مقام پہ کھڑے ہوئے ہیں اور کس منہ سے کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ! تو ہم پر رحم و کرم کیوں نہیں فرما رہا ہم کیوں تیرے کلمہ گو ہو کر پوری دنیا میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں؟ حالانکہ ہمیں خود معلوم ہے کہ ہم کیوں ذلیل ہو رہے ہیں کہ کلمہ گوئی صرف زبانی کلامی ہے اور اس کلمہ کے تقاضے پوری نہیں کر رہے۔

اقبال کہتے ہیں۔

؎ چوں می گویم مسلمانم بلرزم — کہ دانم مشکلات لاالٰہ را

؎ زباں سے کہہ بھی دیا لاالٰہ تو کیا حاصل — دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اور اس موقع پر کسی نے کیا ہی اچھا اور ہمارے حال کے عین مطابق شعر کہا ہے۔ بس اسی کو لکھ کر اصل موضوع کو شروع کرتے ہیں۔

؎ جب میں کہتا ہوں کہ اے اللہ میرا حال دیکھ — حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ!

حالات بعد الموت:

دنیا کا ہر سفر چاہے پیدل ہو ریل کا ہو، بائی روڈ ہو یا بائی ایئر، کینسل ہو سکتا ہے سیٹ ریزرو کی ریزرو رہ سکتی ہے ٹکٹ او کے ہونے کے باوجود سفر ملتوی ہو سکتا ہے مگر موت کا سفر ایسا پکا ہے کہ ایک کافر بھی مانتا ہے کہ جب موت کی گاڑی آ کر ہمارے پاس رُک جائے گی تو ہمیں اس میں سوار ہونا ہی ہوتا ہے، چاہے ہم نے اس کے لئے تیاری کی ہے یا نہیں کی۔ اس سفر کی مشقت سے بچنے کے لئے نہ کوئی رشوت چل سکتی ہے اور نہ ہی کوئی سفارش، غریب ہو یا امیر گھر میں مرے یا ہسپتال میں علاج معمولی کرائے یا بیرون ممالک جا کر لاکھوں روپیہ لگائے۔

؎ موت آ کر ہی رہے گی یاد رکھ — جان جا کر ہی رہے گی یاد رکھ
گر جہاں میں سو برس تو جی بھی لے — قبر میں تنہا قیامت تک رہے
جب فرشتہ موت کا آجائے گا — پھر بچا کوئی نہ تجھ کو پائے گا
موت آئی پہلواں بھی چلے دیے — خوبصورت نوجواں بھی چلے دیے

قرآن مجید میں فرمایا گیا اذا جاء اجلھم لا یستا خرون ساعۃ و لا یستقدمون ۔ کہ جب موت کا وقت آ جائے گا تو ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہ ہو سکے گا۔ اور خدا کے کارندے تمہاری کسی بھی بڑی سے بڑی پیش کش کو ٹھکرا دیں گے اس لیے حکم ہے کہ جو کرنا ہے اسی دنیا میں کرلو چند آیات مبارکہ پہ غور فرمائیں۔

یاایھاالذین امنو اتقو اللّٰہ حق تقتہٖ و لا تموتن الا و انتم مسلمون۔ (ال عمران)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرنا مگر مسلمان ہو کر۔

کل نفس ذائقۃ الموت و انما تو فون اجور کم یوم القیمۃ فمن زحزح عن النار و ادخل الجنۃ فقدفازو ما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور۔ ہر جاندار نے موت کو چکھنا ہے اور تمہیں تمہارے اعمال کا قیامت کے دن پورا پورا اجر دیا جائے گا پس جو آگ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہی کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔ ال عمران

یا ایھاالذین امنوا اتقوا اللّٰہ ولتنظر نفس ما قدمت لغدو اتقوا اللّٰہ ۔ الحشر۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور دیکھو تم نے کل (قیامت) کے لیے آگے کیا بھیجا ہے۔

یاایھا الذین امنو ا لا تلھکم اموالکم و لااولا دکم عن ذکر اللّٰہ و من یفعل ذلک فاولئک ھم الخسرون ٥ وانفقوا مما رز قنکم من قبل ان یاتی احد کم الموت فیقول رب لو لا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق و اکن من الصالحین ٥ ولن یؤخر اللّٰہ نفسا اذا جاء اجلھا و اللّٰہ خبیر لما تعملون ۔ المنفقون

اے ایمان والو! تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردے، جو ایسا کرے گا وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ اور ہمارے دیے ہوئے میں سے موت آنے سے پہلے خرچ کرلو کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آ جائے تو تم میں سے کوئی کہے کہ تھوڑی مہلت مل جائے تو میں صدقہ و خیرات کر کے نیکو کاروں میں سے ہو جاؤں نہیں ہرگز نہیں ایک لمحہ بھی موت مؤخر نہیں ہو سکتی اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔

؎ دبدبہ دنیا میں ہی رہ جائے گا　　حسن تیرا خاک میں مل جائے گا
قبر روزانہ یہ کرتی ہے پکار　　مجھ میں ہیں کیڑے مکوڑے بے شمار
یاد رکھ میں ہوں اندھیری کوٹھری　　تجھ کو ہو گی مجھ میں سن! وحشت بڑی
میرے اندر تو اکیلا آئے گا　　ہاں مگر اعمال لیتا آئے گا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک غلام صرف اس لیے رکھا ہوا تھا کہ روزانہ صبح اٹھتے ہی کہے کہ اے عمر بھول نہ جانا تو موت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک دفعہ آپ نے شیشہ دیکھا تو داڑھی میں سفید بال نظر آیا تو اس غلام کو آزاد کر دیا اور فرمایا! کہ اب مجھے موت سے ڈرانے کے لیے یہ سفید بال ہی کافی ہے اور موت کے ڈر سے اتنا روتے کہ رو رو کر آنسوؤں کی وجہ سے

رخساروں پہ کھائیاں بن گئیں۔ حضرت عثمان غنی کا واقعہ ایک سے زیادہ مرتبہ پیچھے آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ قبر کو دیکھ کر بہت روتے اور فرماتے یہ دنیا کی منزلوں میں سے آخری اور آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے جو یہاں کامیاب ہو گیا وہ وہاں بھی کامیاب ہے اور جو یہاں ناکام ہوا وہ ہر جگہ ناکام ہوگا۔ ایک صحابی غالباً حضرت ابوبکر یا حضرت عمر آخرت کے ڈر سے اس قدر روتے اور فرماتے کاش میں ایک تنکا ہوتا جو توڑ دیا جاتا، درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا یا کسی کے سینے کا بال ہوتا جو اتار کر پھینک دیا جاتا۔

؎ وہ تجھے کس منزل میں اور تو کونسی منزل میں ہے ۔۔۔ شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

زندگی تین دن کی:

اللہ سے ڈرنے والے لوگ کہتے ہیں کہ زندگی صرف تین دن جانو! ایک وہ دن جو گزر گیا ہے ایک وہ جو گزر رہا ہے اور ایک جو آنے والا ہے، جو گزر گیا وہ تو گزر گیا، آنے والا کا تجھے کیا پتہ آئے یا نہ آئے بس جو گزار رہے ہو اس کو ہی غنیمت جانو اور کچھ کرلو۔

؎ گور نیکاں باغ ہو گی خلد کا ۔۔۔ مجرموں کی قبر دوزخ کا گڑھا
کھکھلا کے ہنس رہا ہے بے خبر ۔۔۔ قبر میں روئے کا چیخیں مار کر
کرلے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی ۔۔۔ قبر میں ورنہ سزا ہو گی کڑی

خوش نصیب ہے وہ بندہ جس کو حالت سجدہ میں موت آئے ذکر و عبادت کرتا ہوا مرے ایسا بندہ مرتا ہے تو جس زمین پہ سجدہ کرتا تھا وہ زمین روتی ہے کہ مجھے اپنے سجدوں سے نوازنے والا نہ رہا اور آسمان کے جس دروازے سے اس کا رزق آتا تھا وہ دروازہ روتا ہے کہ اب اس کی روزی مجھ سے نہ گزرے گی اور برا بندہ مرتا ہے تو فما بکت علیھم السماء والارض نہ زمین کو پرواہ نہ آسمان کو غم لوگ بھی خوش ہوتے ہیں کہ اس کے شر سے بچ گئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی دعا پہ غور کریں آپ فرماتے ہیں۔

؎ واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سُنی مرے ۔۔۔ یوں نہ فرمائیں تیرے شاہد کہ وہ فاجر گیا

اے اللہ جو بھی حضور کا غلام سنی مسلمان فوت ہو تو تیرے گواہ زمین پہ انسان (انتم شھداء اللّٰہ تعالیٰ فی الارض) اور آسمان پہ فرشتے اس کے جنازے کو دیکھ کر یہ نہ کہیں کہ وہ فاسق و فاجر کا جنازہ جا رہا ہے بلکہ یوں ہو کہ

؎ عرش پہ دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا ۔۔۔ فرش پہ ماتم اُٹھے وہ طیب و طاہر گیا

زبدۃ الاغنیاء حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا کتنا پیارا شعر ہے۔

؎ اُٹھ فریدا سُتیا تو میلا ویکھن جا ۔۔۔ مت کوئی بخشیا مل پوی، توں وی بخشیا جا

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جب جنازہ اُٹھایا جاتا ہے تو قبر میں جانے تک ہی بدکار کو ذلیل و شرمسار کرنے کے لیے اس سے چالیس سوال کیے جاتے ہیں ان میں سے ایک سوال یہ بھی ہوتا ہے کہ بتا اپنے لیے دن میں کتنی بار منہ دھوتا تھا کبھی اپنے رب کے لیے بھی دھویا یعنی وضو کر کے نماز پڑھتا تھا یا نہیں (خطبات شیر ربانی)

؎ سونے والے رب کو سجدہ کر کے سو ۔۔۔ کیا خبر اُٹھے نہ اُٹھے صبح کو
نعمتیں دنیا کی ہیں ان میں مزے ۔۔۔ تو نہیں کھاتا یہ کھاتی ہیں تجھے

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
دنیا سے ہے سب نے جانا ایک دن قبر میں ہو گا ٹھکانا ایک دن
اب نہ غفلت میں گنوانا ایک دن منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن

حدیث شریف میں ہے من اتاہ ملك الموت وھو علی وضوء اعطی الشھادۃ (شرح الصدور ص ۵۶) جو وضو کی حالت میں مرا وہ شہید ہے۔ جب مرنا ہی ہے تو ذلیل ہو کر نہ مرو بلکہ شہید ہو کر مرو اور مسلمان ہو کر مرو، موت تو بستر مرگ پہ بھی آجائے گی اور میدان جہاد میں بھی، گدا کو بھی آئے گی اور بادشاہ کو بھی دبوچ لے گی سعدی فرماتے ہیں۔

؎ چوں آہنگ رفتن کند جان پاک چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک

جب پاک روح نکلے گی تو جسم خاک پہ پڑا رہے یا تخت پہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

مگر خوش نصیب ہے وہ بندہ جو اپنی زندگی غلامی مصطفیٰ میں گذار گیا اور اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر گیا۔

موت کا سفر دنیا کے تمام سفروں سے مختلف ہے کیونکہ دنیا کا ہزاروں میلوں کا سفر بھی ہو تو ایک دن ملاقات ہو جاتی ہے اور جدائی ختم ہو جاتی ہے مگر یہ سفر صرف ایک میٹر زیر زمین جانے کا مختصر سا سفر ہے مگر اس کے نتیجے میں ملنے والی جدائی نہ ختم ہونے والی ہے۔

ہر سفر کی تیاری کئی دن پہلے شروع ہو جاتی ہے اور پھر دو دن کا سفر ہو تو چار دن کا انتظام کھانے پینے کا ساتھ ہوتا ہے مگر افسوس کہ اتنا لمبا سفر آخرت کا اور تیاری نہ ہونے کے برابر

؎ یا الٰہی رحم کن برماہمہ عفو کن جملہ گناہ ماہمہ

کبھی سوچو تو کہ اس دنیا کی چند روزہ زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے کیا کیا کرتے ہو بلکہ کیا کیا نہیں کرتے ہو، نہ جائز ناجائز کی تمیز نہ حلال وحرام کی پہچان نہ خدا اور سول کی ناراضگی کی پرواہ نہ آخرت کی بربادی کی فکر، بس پیسا ہو چاہے کیسا ہو۔ حالانکہ کتنی زندگی ہو گئی ہے مزید کتنا جی لوگے یہی پچاس سال یا ساٹھ سال اور زیادہ سے زیادہ سو سال پھر اس میں بھی بیماری، پریشانی کا وقت نکال لو تو باقی کیا بچے گا اور کبھی غور کیا کہ آخرت کی زندگی کا صرف ایک پہلا دن ہے خمسین الف سنۃ (القرآن) پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ اب لگاؤ حساب کہ دنیا کی ساری زندگی آخرت کے ایک دن کے مقابلے میں کتنی بنتی ہے مگر کیا کرتے ہیں ہم اس ہمیشہ رہنے والی زندگی کے لئے؟

؎ زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

قرآن پاک میں ہے کہ قیامت کی ہولناکیاں اور دوزخ کا عذاب دیکھ کر نافرمانوں کو دنیا کی ساری زندگی ایک دن یا آدھا دن نظر آئے گا قال کم لبثتم فی الارض عدد سنین۔ قالوا لبثنا یوما او بعض یوم۔ (المومنون)

حدیث شریف میں ہے کہ دنیا میں مکمل طور پر عیش وآرام کی زندگی گزارنے والا اللہ رسول کا نافرمان، جس کو ساری زندگی کبھی کوئی تکلیف نہ آئی ہوگی حتی الشوکۃ یہاں تک کہ کانٹا بھی نہ چبھا ہوگا تو زندگی کا ایک ایک لمحہ عیش وعشرت میں گزارنے والے کو جب دوزخ کے عذاب میں ایک غوطہ دیا جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا کہ کبھی دنیا میں کوئی راحت دیکھی تھی تو اس کو دنیا کی تمام راحتیں ایک ہی غوطے سے بھول جائیں گی اور کہے گا کہ میں نے تو کبھی کوئی آرام وسکون دیکھا ہی نہیں اور دنیا میں ساری

زندگی مصائب وتکالیف میں گزارنے والا اللہ رسول کا فرماں بردار جس نے کبھی ایک لمحہ بھی ساری زندگی دنیا میں سکون نہ پایا ہوگا کبھی بیماری، کبھی تنگ دستی کبھی کوئی فکر کبھی کوئی غم مگر اپنے رب کو نہ بھولا۔ بروز قیامت اس کو جنت کا ایک ہی نظارہ کرایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ دنیا میں کبھی کوئی تکلیف یا پریشانی دیکھی تو وہ کہے گا تکلیف؟ پریشانی؟ وہ کیا ہوتی ہے میں نے تو سوائے آرام وسکون کے کچھ دیکھا ہی نہیں کیونکہ جنت مقام ہی ایسا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان فی الجنة لعمدا من یاقوت علیه غرف من زبر جدلها ابواب مفتحة تضئی کما یضئی الکو کب الدری فقالو ا یا رسول اللّٰه من یسکنها؟ قال المتحابون فی اللّٰه والمتجالسون فی اللّٰه والمتلا قون فی اللّٰه (مشکوٰۃ ص ۴۲۷)

''جنت میں یاقوت کے کچھ ستون ہیں جن پر زبرجد کے بالا خانے ہیں ان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں ایسے چمکتے ہیں جیسے روشن تارہ چمکتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان میں کون رہے گا؟ فرمایا اللہ رب العزت کی راہ میں محبت کرنے والے، اللہ جل شانہ کی راہ میں مل بیٹھنے والے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں ملاقاتیں کرنے والے۔''

اس لیے اے غافل مسلمان! ہوش کر اور ڈر جا اس دن سے کہ جس دن۔

؎ روح رگ رگ سے نکالی جائے گی	خاک اک دن تجھ پہ ڈالی جائے گی
آخرت اک دن سرہانے تیرے	سورۂ یٰسین پڑھالی جائے گی
موت ٹھہری آنے والی آئے گی	جان ٹھہری جانے والی، جائے گی

بڑا بے وقوف کون؟

ایک بادشاہ نے بھرے دربار میں کسی درویش کو رومال دیا اور کہا کہ یہ رومال اس دربار میں جو سب سے بڑا بے وقوف ہے اس کو دے دو درویش نے رومال پکڑا اور بادشاہ کو ہی واپس لوٹا دیا (یعنی تجھ سے بڑا بے وقوف اس پورے دربار میں کوئی نہیں ہے) بادشاہ کو غصہ تو بہت آیا مگر پی گیا اور درویش سے اس کی وجہ پوچھی تو درویش نے جواب دیا کہ بتا اگر تو نے مہینے کے سفر پہ جانا ہو تو کتنی تیاری کرتا ہے؟ بادشاہ نے کہا! مہینہ پہلے تیاری شروع کرتا ہوں اور دو مہینے کا راشن ساتھ لے جاتا ہوں، تو درویش نے کہا آخرت کا سفر اتنا لمبا ہے اور تو نے کچھ بھی تیاری نہیں کی، پھر تجھ سے بڑا بے وقوف کون ہو سکتا ہے؟

چند دن کی جدائی والے سفر سے کبھی قاصد آرہا ہے کبھی خط آرہا ہے کبھی فون آرہا ہے لیکن یہاں حال بالکل مختلف ہے حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

؎ جیوندے کی جانن سار مویاں دی سو جانے جو مردا ہو	قبراں دے وچہ ان نہ پانی، خرچ لوڑنیدا گھر دا ہو
اک وچھوڑا ماں پیو بھائیاں دوجا عذاب قبر دا ہو	میں قربان تہاں تھیں باہو جہڑا وچہ حیاتی مردا ہو

اور ''وچہ حیاتی'' کون مرتا ہے ''جہڑا ذکر اللہ دا کردا ہو''

''جہڑا بندگی اللہ دی کردا ہو'' جہڑا حلال حرام، جائز ناجائز دی تمیز کردا ہو''

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں الناس نیام اذا ماتوا انتبهوا۔ لوگ سوئے ہوئے ہیں جو مرتا

ہے اس کی آنکھیں کھلتی ہیں اور وہ بیدار ہوتا ہے۔

ے اونچے محل ماڑی بنا لیتے تھے عنبر کی ہوا
اب کچھ نہیں حسرت سوا سب کچھ کھڑا جاتے رہے
تن میں وہ طاقت نہ رہی بالاں سیاہی نہ رہی
دل کی سیاہی بھی گئی عیش و مزہ جاتے رہے
بولے قبر شام و سحر کچھ ہوش کر کچھ ہوش کر
تجھ سے بھلے میرے اندر ہو خاک پا جاتے رہے

زندگی رونے رولانے کا نام ہے:

انسان جب دنیا میں آتا ہے تو خود روتا ہے دوسرے ہنستے ہیں خوشیاں مناتے ہیں کہ بیٹا ہوا ہے اور مرتا ہے تو سب روتے ہیں مگر یہ آرام سے سوتا ہے گویا زندگی یہی ہے کبھی خود رونا کبھی دوسروں کو رُلانا جبکہ ہم غافل لوگوں نے اس زندگی کا مفہوم بالکل بدل دیا ہے ہم کہتے ہیں زندگی ہنسنے اور ہنسانے کا نام ہے "ایہہ جہان مٹھا اگلا کِنھے ڈٹھا" ہنسو ہنساؤ مزے اُڑاؤ عیش کرو کہ مولوی تو صرف لوگوں کو ڈراتے رہتے ہیں، انہوں نے کوئی دیکھا ہے کہ پل صراط تلوار سے تیز ہوگا بال سے باریک ہوگا، قبر میں یہ ہوگا اور دوزخ میں وہ ہوگا۔ ارے عقل کے اندھے! اگر مولوی نے نہیں دیکھا تو جس نے یہ سب کچھ دیکھا ہے اس کی بات ہی مان لے کہ وہ اپنے صحابہ کرام کو فرما رہے ہیں کہ "جو کچھ میں دیکھا رہا ہوں اگر تم دیکھ لو تو کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔ (حدیث)

اور جس نے یہ سب کچھ بتایا ہے اس کے فرمان پر ہی اعتبار کرلو وہ رب العالمین فرماتا ہے **فلیضحکو اقلیلا ولیبکوا کثیرا۔** انہیں رونا زیادہ چاہیے اور ہنسنا کم چاہیے اور مگر تم تو کہتے ہو نہیں ہنسنا ہی ہنسنا چاہیے رونا نہیں چاہیے رحمۃ للعالمین آقا علیہ السلام کا فرمان ہے **کثرۃ الضحک تمیت القلب** ۔ زیادہ ہنسنا بھی دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

ے وہ کہ دنیا میں بشر کو نہیں زیبا موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

جبکہ خوف خدا میں رونا اللہ کے محبوب بندوں کے مطابق اللہ کے محبوبوں کا کام ہے چنانچہ حضرت میاں محمد بخش فرماتے ہیں۔

ے جنہاں دِلاں وچہ عشق سمایا رونا کم اُنہائیں اُٹھدے روون بہندے روون، روون جلدیاں راہیں

انسان کی ناشکری:

دنیا میں انسان ہر سواری پہ سفر کرتا ہے اور سواریاں ہوتی ہی سوار ہونے کے لیے ہیں چنانچہ زندگی میں تو تمام سواریوں پہ سواری کا شوق پورا ہو گیا اب ایک ہی سواری رہ گئی تھی اللہ نے قبر کی طرف جاتے ہوئے اس پہ بھی سوار کر دیا اور وہ یہ ہے کہ انسان انسانوں کے کندھوں پر سوار ہو اللہ نے چاہا کہ اب یہ اس کی بارگاہ میں آرہا ہے کہ جس نے اس کے سر پہ **کرمنا بنی آدم** کا تاج سجایا اور اس کو احسن تقویم میں ڈھالا لہٰذا احسن الخالقین کی بارگاہ میں یہ اشرف المخلوقات انسان انسانوں کے کندھوں پہ سوار ہو کر آئے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے قتل الا نسان ما اکفرہ کسی کو شرمسار اور ڈھیٹ کرنے کے لیے عربی زبان میں اس انداز سے بات کی جاتی ہے تاکہ وہ شرم کے مارے پانی پانی ہو جائے فرمایا انسان قتل ہو یہ کتنا ناشکرا ہے بھلا یہ دیکھتا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے اس پر کس قدر احسانات ہیں اگر اس میں شرم وحیا کا ذرا سا بھی مادہ ہو تو اس کا سر اللہ کی بارگاہ میں جھکا رہے من ای شئی خلقہ ۔ دیکھتا نہیں کہ اللہ نے اس کو کس شئی سے پیدا فرمایا ہے من نطفۃ پانی کی صرف ایک غلیظ بوند سے، خلقہ فقدرہ ثم السبیل یسرہ ۔ اس کو پیدا کیا پھر اس کے تمام اعضاء قویٰ کو ایک خاص انداز سے بنایا پھر اس کے لئے راہ ہدایت کو آسان کر دیا ثم اماتہ پھر اس کو موت دی فاقبرہ پھر اس کو قبر میں دفن کرایا تاکہ جس طرح شکم مادر میں دنیا کے لیے تیار ہوا تھا آغوش قبر میں آخرت کے لیے تیار ہو۔ مرنے کے بعد اس کو جانوروں کی طرح پھینک نہیں دیا جاتا تاکہ چیلیں اور کوے کھاتے رہیں اور اس کی تذلیل ہوتی رہے بلکہ غسل دلایا، کفن نیا پہنایا اور بڑی عزت کے ساتھ انسانوں کے کندھوں پہ سوار کرایا اور لوگوں کو آگے آگے نہیں بلکہ پیچھے پیچھے چلنے کا شعور عطا فرمایا۔ عجیب منظر ہوتا ہے کہ اس کے آخری سفر کو معزز بنانے کے لیے چلنے والے رُک جاتے ہیں بیٹھے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں پھر آگے رکھوا کر نماز پڑھوائی مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ انسان کی اتنی عزت کرواتا ہے پھر یہ ناشکرا نہیں تو کیا ہے کہ زندگی میں اسی خدا کی نافرمانی کرتا ہے کہ مرنے کے بعد جس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔

ایک جگہ فرمایا فلینظر الانسان مم خلق اس کو غور کرنا چاہیے کہ اللہ نے اسے کس معمولی شئی سے کیا بنا دیا ہے خلق من ماءِ دافق۔ اُچھلتے پانی کی ایک (ناپاک) بوند (منی) سے تو بنایا گیا ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو اس کو سونے چاندی یا اور کسی قیمتی مادے سے بنا دیتا اس نے بنایا ہے تو ایسی چیز سے کہ اگر اس میں کبھی تکبر ورعونت آئے تو اپنی اصل پر غور کرنے سے اس کی ساری پھونک نکل جائے کہ میں ہوں کیا شئی۔

تم شوق سے کالج میں پھلو پارک میں پھولو — جائز ہے جہازوں میں اڑو عرش پہ جھولو
اک بات بندۂ عاجز کی رہے یاد — اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

ایک مقام پہ فرمایا (یہ سب تیسویں پارے کی آیات ہیں اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پورے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کس کس طرح اس انسان کو سمجھایا ہوگا۔ مگر یہ ہے کہ سمجھنے کا نام ہی نہیں لیتا اور جان بوجھ کر جہنم میں کود رہا ہے)

یا ایھا الانسان ما غرک بربک الکریم اے غافل انسان تجھے تیرے اس رب کے بارے میں کس ظالم نے دھوکے میں رکھا ہوا ہے جو تیرا پالنہار بھی ہے اور بہت کرم فرمانے والا بھی ہے الذی خلقک فسوّٰک فعدلک جس نے تجھے پیدا فرمایا پھر تیرے اعضاء کو درست فرمایا پھر بڑے تناسب کے ساتھ تیرے اعضا کو سنوارا۔ فی ای صورۃ ماشاء رکبک جو صورۃ چاہی عطا فرما دی۔ اتنی نعمتوں کے بعد انسان اگر اپنے خدا کا نافرمان ہو جائے تو اس سے بڑا کون ناشکرا ہوگا۔

مٹی کولوں پانی بنیوں مُڑ جوک تے جوکوں بوٹی
وقت معین شکم مائی وچہ تیری صورت بنی جلوٹی
بچہ بن کے جگ تے آیوں مُڑ بنھی پھریں لنگوٹی
مُڑ شیر جواناں بڈھا ہویوں نہ ٹُر سکیں بن سوٹی
مُڑ جو سکھیا سب بھُل گیا تینوں تیری گردن سُک گئی موٹی

دنیا تے ضائع کرلی آ عارف رب عقبی کرے نہ کھوئی

موت موت میں فرق ہے:

یہی وجہ ہے کہ اس طرح کے ناشکرے روزانہ ہزاروں مرتے ہیں خود اپنے ہی چند سالوں کے بعد بھول جاتے ہیں مگر جو اس کے ہوکر جیتے اور اس کے ہوکر مرتے ہیں وہ ہزاروں سالوں کے بعد بھی لوگوں کی عقیدتوں کا مرکز بنے رہتے ہیں اور دور دور سے کشاں کشاں لوگ ان کی بارگاہوں میں حاضری کے لیے دوڑے آرہے ہیں۔ کیونکہ ہم اپنے لیے جیتے ہیں اس لیے ہمیں بھلا دیا جاتا ہے اور یہ لوگ اپنے مولا کے لیے جیتے ہیں اس لیے ان کو یاد رکھا جاتا ہے فاذکرونی اذکرکم۔ تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔

تین واقعات:

ایک آدمی دریائے فرات میں نہا رہا تھا اس نے سنا کہ کوئی شخص یہ آیت پڑھ رہا ہے۔ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ۔ (یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا) اے مجرمو! آج علیحدہ ہوجاؤ۔ یہ سنتے ہی وہ تڑپنے لگا اور ڈوب کر مر گیا۔

محمد بن عبداللہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے بصرہ میں ایک بلند مقام پر کھڑے ہوئے ایک نوجوان کو دیکھا جو لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ جو عاشقوں کی موت مرنا چاہے اسے اس طرح مرنا چاہیے کیونکہ عشق میں موت کے بغیر کوئی لطف نہیں ہے۔ اتنا کہا اور وہاں سے خود کو گرا دیا لوگوں نے جب اسے اٹھایا تو وہ دم توڑ چکا تھا۔

ؔ رہنے کو سدا دھر میں رہتا نہیں کوئی تم جیسے گئے ایسے بھی جاتا نہیں کوئی

جناب جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تصوف اپنی پسند کو ترک کر دینے کا نام ہے۔

واقعہ نمبر 2:

زہر الریاض میں ہے حضرتِ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دن میں خانہ کعبہ میں داخل ہوگیا میں نے وہاں ستون کے قریب ایک برہنہ نوجوان مریض کو پڑے دیکھا جس کے دل سے رونے کی آوازیں نکل رہی تھیں میں نے اس کے قریب جا کر اسے سلام کیا اور پوچھا تم کون ہو اس نے کہاں میں ایک غریب الوطن عاشق ہوں میں اس کی بات سمجھ گیا اس نے کہا میں بھی تیری طرح ہوں وہ رو پڑا اس کا رونا دیکھ کر مجھے بھی رونا آگیا اس نے مجھے دیکھ کر کہا تم کیوں رو رہے ہیں میں نے کہاں اس لیے کہ تیرا اور میرا مرض ایک ہے اس نے چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کرگئی میں نے اس پر اپنا کپڑا ڈالا اور کفن لینے چلا آیا جب میں کفن لے کر واپس پہنچا تو وہ جوان وہاں نہیں تھا میرے منہ سے بے ساختہ سبحان نکلا تب میں نے غیبی آواز سنی جو کہہ رہا تھا اے ذوالنون! اس کی زندگی میں شیطان اسے ڈھونڈتا تھا مگر نہ پاسکا مالک دوزخ نے اسے ڈھونڈا مگر نہ پاسکا رضوانِ جنت اسے تلاش کے باوجود نہ پاسکا میں نے پوچھا وہ پھر کہاں گیا؟ جواب آیا۔

هُوَ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ اپنے عشق، کثرتِ عبادت
عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ اور تعجیل توبہ کی وجہ وہ اپنے قادر، رب العزت کے حضور پہنچ گیا ہے۔

عاشق کون اور کیسا ہوتا ہے اس کے متعلق ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

واقعہ نمبر 3:

حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام ایک جوان کے قریب سے گزرے جو باغ کو پانی دے رہا تھا اس نے آپ سے کہا اللہ سے دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے ایک ذرہ اپنے عشق کا عطا فرمادے آپ نے فرمایا ایک ذرہ بہت بڑی چیز ہے تم اس کے تحمل کی استطاعت نہیں رکھتے، کہنے لگا اچھا آدھے ذرہ کا سوال کیجئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے سوال کیا اے اللہ! اسے آدھا ذرہ اپنے عشق کا عطا فرمادے اس کے حق میں یہ دعا کر کے آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ کافی مدت کے بعد آپ پھر اسی راستہ سے گزرے اور اس نوجوان کے متعلق سوال کیا لوگوں نے کہا وہ تو دیوانہ ہو گیا ہے اور کہیں پہاڑوں کی طرف نکل گیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب سے دعا کی اے اللہ! میری اس جوان سے ملاقات کرادے پس آپ نے دیکھا کہ وہ ایک چٹان پر کھڑا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا آپ نے اسے سلام کہا مگر وہ خاموش رہا آپ نے کہا مجھے نہیں جانتے میں عیسیٰ ہوں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ جس کے دل میں میری محبت کا آدھا ذرہ موجود ہو وہ انسانوں کی بات کیسے سنے گا؟ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر اسے آری سے دو ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو اسے محسوس نہ ہوگا۔

حکمت کے موتی:

جو شخص تین باتوں کا دعویٰ کرتا ہے اور خود ان کو تین چیزوں سے پاک نہیں رکھتا تو اس کا دعویٰ باطل ہے۔

(۱) جو شخص ذکرِ خدا کی حلاوت کو پانے کا دعویٰ کرتا ہے مگر دنیا سے بھی محبت رکھتا ہے۔

(۲) جو اپنے اعمال میں اخلاص کا دعویٰ کرتا ہے مگر لوگوں سے اپنی عزت افزائی کا خواہشمند ہے۔

(۳) جو اپنے خالق کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر اپنے نفس کو ذلیل نہیں کرتا۔

فرمانِ نبوی ہے کہ میری امت پر عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے جب وہ پانچ چیزوں سے محبت کریں گے اور پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے۔

(۱) دنیا سے محبت رکھیں گے، آخرت کو بھول جائیں گے۔

(۲) مال سے محبت رکھیں گے اور یوم حساب کو بھول جائیں گے۔

(۳) مخلوق سے محبت کریں گے مگر خالق کو بھلا دیں گے۔

(۴) گناہوں سے پیار کریں گے توبہ کو بھول جائیں گے۔

(۵) مکانوں سے محبت رکھیں گے اور قبر کو بھلا دیں گے۔

اسی طرح حضرت منصور بن عمار علیہ الرحمۃ نے ایک نوجوان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ تجھے تیری جوانی دھوکے میں نہ ڈال دے کیونکہ کتنے ہی نوجوانوں نے اپنی خواہشات کو طویل کر دیا اور توبہ کو مؤخر کرتے گئے کہ کل کرلیں گے پرسوں کرلیں گے یہاں تک کہ موت آپہنچی کہ حضرت جان واپس کیجئے۔ اور اندھیری قبر میں جا سوئے نہ غلام ان کے کسی کام آئے اور نہ مال۔

لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللّٰہ بقلب سلیم۔ الشعراء

مومن کی شان یہ ہے کہ ہر گھڑی اپنے اللہ کو یاد رکھتا ہے اور گناہ نہ بھی ہوں تو توبہ کرتا رہتا ہے۔ حضور علیہ السلام سید المعصومین ہو کر ایک ایک مجلس میں ستر ستر بار اور سو سو بار توبہ کرتے۔

؎ خدا کے حکم کے آگے کسی کی چل نہیں سکتی گھڑی وعدے کی جس دم آن پہنچی ٹل نہیں سکتی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت خوف خدا میں یہ تھی کہ فرماتے ہیں اگر مجھے معلوم ہو کہ قیامت کے دن صرف ایک ہی بندہ دوزخ میں جائے گا تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ بندہ کہیں میں ہی نہ ہو جاؤں اور اللہ کی رحمت کی امید اتنی قوی تھی کہ فرماتے ہیں اگر مجھے پتہ چلے کہ صرف ایک ہی بندہ جنت میں جائے گا تو اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ الایمان بین الخوف والرجاء۔

اس لیے ایک سچے مسلمان کو ہر وقت موت کے لیے تیار رہنا چاہیے ہوسکتا ہے بازار جا رہا ہے موت آجائے، دوکان پہ بیٹھا ہے موت آجائے، اسی لیے مسلمان کو شراب خانے، سینمے اور برائی کی جگہ نہیں جانا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو وہاں ہی دھر لیا جائے تو قیامت کو کونسا منہ لیکر اللہ رسول کی بارگاہ میں جائے گا۔ غلامانِ مصطفیٰ ہر وقت اسی لیے باوضو رہتے ہیں کہ اے موت تو جب چاہے آجا ہم تجھے اچھی حالت میں ہی ملیں گے۔ حضرت عمر اتنی شان کے مالک ہو کر وفات کے وقت خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ بار بار کہتے تھے کہ معاملہ برابر ہو جائے یعنی چاہے میری نیکیوں کی مجھے جزا نہ دی جائے مگر مجھے باز پرس سے بچالیا جائے۔

؎ ٹھکانہ گور ہے تیرا تیاری کچھ تو کر غافل کہاوت ہے کہ خالی ہاتھ گھر جانا نہیں اچھا

شیخ چلی کا خیالی پلاؤ:

لوگ شیخ چلی کو بے وقوف کہتے ہیں مگر ہم میں سے ہر کوئی آج شیخ چلی بنا ہوا ہے کیونکہ اس نے خیالی پلاؤ یوں پکایا کہ سر پہ انڈوں سے بھری ہوئی ٹوکری لے کر جا رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ ان کو بیچ کر مرغی لوں گا پھر وہ انڈے دے گی تو چوزے نکلواؤں گا پھر وہ بڑے ہو کر مرغ مرغیاں بنیں گے تو ان کو بیچ کر بکری لوں گا وہ بچے جنے گی تو ان کو بیچ کر گائے لوں گا پھر اسی طرح مکان بناؤں گا پھر شادی کروں گا میری بیوی مجھے کھانا پکا کر دے گی تو میں ناراض ہو کر پاؤں کی ٹھوکر سے یوں کر کے سالن گرا دوں گا بس یوں کیا تو انڈوں سے بھری ٹوکری گر گئی اور سب کچھ وہیں کا وہیں رہ گیا۔ ہمارا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہیں ہے کہ اتنی آمدنی نہیں ہوتی جتنی کمیٹی ڈال لی جاتی ہے پھر ادھر اُدھر سے جائز ناجائز ملا کر پوری تو کرنی ہوتی ہے اور پہلی کمیٹی کے ساتھ ہی خیالی پلاؤ پکنا شروع ہو جاتا ہے کہ جب کمیٹی نکلے گی تو یہ کروں گا وہ کروں گا ابھی کمیٹی مکمل نہیں ہوتی کہ زندگی مکمل ہو جاتی ہے۔

؎ تھا جو مشغول ہوس تعمیل فرماں چھوڑ کر چل دیا وہ آج سب حشمت کے ساماں چھوڑ کر

ہم کیا شئی ہیں یہاں تو حالت یہ ہے کہ ؎ سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے۔ آج حسن ہے کل چہرے پہ جھریاں، آج پہلوان ہے تو کل کمزور و ناتواں، آج تخت شاہی پہ ہے تو کل تختہ دار پر، اس دنیا کی کونسی چیز ہے جس کو فنا نہیں ہے اور جو ہر حال میں تیرے ساتھی رہے گی۔

؎ جائے گا جب یہاں سے کوئی نہ ساتھ ہو گا دو گز کفن کا ٹکڑا تیرا لباس ہو گا

کہتے ہیں کوئی شخص خواب دیکھ رہا تھا کہ وہ خواب میں گھوڑا بیچ رہا ہے اور گاہک دس ہزار روپے دیتا تھا جبکہ وہ خواب ہی میں بارہ ہزار مانگ رہا تھا اتنے میں آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ یہ تو خواب ہی تھا فوراً آنکھیں بند کر کے کہتا ہے اچھا چلو دس ہی دے دے لیکن

؎ اب پچھتاوا کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

یہ دنیا بھی ایک خواب ہی سمجھ لیجئے جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول پیچھے گزر چکا ہے اور

؎ غافلو! گر خواب میں یوں سوتے ہی رہو گے　　　جب نیند سے جاگو گے تو پھر روتے ہی رہو گے

نافرمان کی دوزخ میں چیخ و پکار:

قرآن پاک میں ہے۔ **وھم یصطرخون فیھا ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل** ۔ کہ نافرمان لوگ دوزخ کی آگ میں چیخیں گے اور چلائیں گے اور کہیں گے اے ہمارے پالنے والے! ہمیں اس مصیبت سے نکال لے اب ہم تیری نافرمانی نہیں کریں گے۔ ارشاد ہوگا۔

اولم نعمر کم مایتذکر فیه من تذکرو جاء کم النذیر ۔ کیا ہم نے تمہیں اتنی زندگی نہ دی تھی کہ جس میں اگر تم نصیحت حاصل کرنا چاہتے تو آسانی سے کر سکتے تھے اور پھر تمہارے پاس ڈرانے والا (رسول) بھی آیا۔ **فذوقوا فما للظالمین من نصیر** ۔ اب چکھو عذاب! ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ (فاطر: ۳۷)

؎ لعنت کرے آسمان و زمیں　　　جو دل خدا دوست نہیں
جنت نہ پاوے وہ کہیں　　　دوزخ تپا جاتے رہے
جس کو نہیں پیارا نبی　　　بے شک ہے وہ دشمن ربی
دولت جو پیاری عمر تھی　　　ضائع لٹا جاتے رہے

ایک مقام پہ فرمایا کہ اہل دوزخ آہ وزاری کر رہے ہوں گے تو حکم الٰہی ہوگا۔ **الم تکن ایتی تتلیٰ علیکم فکنتم بھا تکذبون** ۔ کیا تمہارے سامنے میری آیات کی تلاوت نہ کی جاتی تھی اور تم جھٹلا دیتے تھے۔

وہ کہیں گے۔ **ربنا غلبت علینا شقوتنا و کنا قوما ضالین** ہاں مگر اے ہمارے رب ہم پر بدبختی غالب آگئی اور ہم گمراہ ہوگئے۔ **ربنا اخرجنا منھا فان عدنا فانا ظلمون** ۔ اے رب ایک بار ہمیں دوزخ سے نکال لے اب اگر ایسا کیا تو بے شک ہم ظالم اور قصوروار ہیں۔ **قال اخسئو افیھا و لا تکلمون** (ایک ہزار سال بعد جواب ملے گا اور یہ ان کی اللہ سے آخری گفتگو ہوگی) یہیں پہ ذلیل ہوتے رہو اور خبردار اب مجھ سے کلام بھی نہ کرنا۔

کوئی نہ ساتھ ہوگا:

یہ رشتہ دار، احباب اور دنیا میں تیرے اوپر جان چھڑکنے والے جو تیرے پسینے پہ اپنا خون بہانے کی اور تیرے اشارہ ابرو پہ مرمٹنے کی باتیں کرتے ہیں سب تیرا ساتھ چھوڑ جائیں بلکہ جب ماں کی ممتا گھر سے ہی الوداع کہہ دے گی تو اور کون ہے جو تیرے ساتھ قبر میں جائے گا۔ اور یہی محبت کرنے والے مرتے ساتھ ہی تیرے ہاتھ پہ انگوٹھی تک نہ رہنے دیں گے، کروڑوں روپے خون پسینے کی کمائی کا بنگلہ جو تو نے خود بڑے شوق سے بنوایا اس میں مرنے کے بعد ایک رات بھی رہنے کی تجھے اجازت نہیں، تیری چارپائی باہر گلی میں ہی رکھ دی جائے گی، جو جتنا زیادہ قریبی ہے وہ سب سے پہلے تیرے اوپر مٹی ڈالے گا۔

اگر کوئی کہے کہ شریعت اجازت نہیں دیتی ورنہ قبر میں ہم اپنے پیارے کے ساتھ چلے جائیں؟ تو گستاخی معاف! شریعت

جن آسان کاموں کی صرف اجازت نہیں بلکہ حکم دیتی ہے (نماز، روزہ، حج، زکوۃ، صدقہ وخیرات، گناہ چھوڑنا، نیکی کرنا) وہ تو آپ کرتے نہیں اتنا مشکل کام صرف اجازت پر ہی کرلیں گے۔

ایں خیال است محال است و جنون

اور اگر تم بھی ساتھ اتر گئے تو اس بڈھے نے جو ساری عمر حلال حرام کما کر انبار لگایا ہوا ہے وہ کون کھائے گا۔

ہاں ہاں مرگیا ہے تو فوراً دفناؤ کیونکہ قیمتی چیز جان نکل گئی ہے اب اس کو زیادہ دیر رکھنا بیکار ہے فضا متعفن ہوگی بیماری پھیلے گی جان نکل جائے تو فوراً نکالو ورنہ جسمانی بیماری پھیلے گی اور اگر اپنا ہی بھائی بیٹا ایمان خراب کر بیٹھا ہے بدعقیدہ ہوگیا ہے تو اس کو بھی گھر میں نہ رہنے دو ورنہ روحانی بیماریاں پھیل جائیں گی اور اگر گھر کے سارے افراد خدانخواستہ مرزائی ہوگئے ہیں تو خود گھر سے نکل جاؤ اور اپنا ایمان بچاؤ اور کل قیامت کو رب کے دربار میں جاؤ تو رب فرمائے۔

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

دوزخ سے بچو اور بچاؤ:

قوا انفسکم و اھلیکم نارا۔ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان اپنے آپ کو بھی اور اپنے گھر والوں کو بھی دوزخ کی آگ سے اگر بچانا چاہیں تو بچا سکتے ہیں۔ اگر نہ بچا سکتے ہوتے تو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم تکلیف ما لا یطاق کے زمرے میں آئے گا اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا ۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا تو پھر یہ عقیدہ کتنا گندا ہے کہ جس میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی نہیں بچا سکتا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہاں ہاں ضرور بچائیں گے جب مردہ اسی شش و پنج میں ہوتا ہے کہ مجھے اکیلے چھوڑ کر سارے ہی چلے گئے ہیں تو پھر اے قبر والے تجھے اس وحشت سے بچانے کے لیے مدینے سے تیرے نبی کی سواری آئے گی اور وہ فرمائیں گے کہ اگر تجھے سب نے چھوڑ دیا ہے تو میں تو تجھے چھوڑنے والا نہیں ہوں ناں؟ پھر قبر والا جھوم کر اور اپنے نبی کے قدم چوم کر کہے گا۔

یہ کہاں نصیب میرے کہ وہ آپ چل کے آتے　　کوئی جذبۂ محبت میرے کام آ گیا ہے

عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتا ہے قوا انفسکم و اھلیکم نارا۔ کہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ اور ہم دعا میں کہتے ہیں وقنا عذاب النار اے اللہ تو ہمیں دوزخ سے بچا۔ تو ہمارا اپنے آپ کو اور گھر والوں کو بچانا یہی ہے کہ ہم اللہ سے ہی التجاء کرتے رہیں اور اپنے لیے اور گھر والوں کے لیے دوزخ سے بچنے کی دعا کرتے رہیں معلوم ہوا کہ ہماری دعاؤں سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے تو یہ عقیدہ بھی غلط ہوا کہ کوئی کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ ہم ایک دوسرے کے لیے دعا کر کے ایصال ثواب کر کے فائدہ پہنچاتے ہیں تو ہمارے آقا ہمارے قبر کی اندھیری کوٹھری میں خود تشریف لا کر قبر کو نور علی نور بھی فرماتے ہیں دیدار بھی کراتے ہیں، سوالات کے جواب بھی سکھاتے ہیں اور اس طرح ہمیں اللہ سے بخشواتے بھی ہیں، شفاعت فرماتے بھی ہیں، اپنے ساتھ جنت میں لے جاتے بھی ہیں اور فائدہ پہنچاتے بھی ہیں۔

زاہدا! نیں لگدا ڈر ذرا ہن مینوں موت توں　　ہونی اے مر کے مینوں زیارت حضور دی

قبر میں دیدارِ نبی (علیہ السلام) اور اس کی دلیل:

غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبر کی پہلی رات معراج کا درجہ رکھتی ہے کیونکہ ان کو شب معراج کے دولہا کی زیارت نصیب ہوتی ہے اور ساری زندگی جس مقصد کے لیے درود و سلام پڑھتے رہے آج ان کا مقصد پورا ہونے والا ہے، آج وہ یہ نہیں کہیں گے کہ

ے وچھوڑے دے میں صدمے روز جھلاں یارسول اللہ ﷺ

بلکہ حضور علیہ السلام کا دیدار کرتے جائیں گے اور کہتے جائیں گے۔

ے ملاقات حبیب ساڈی عید ہو گئی ساڈا حج اکبری تیری دید ہو گئی

حضرت غازی عبدالرشید علیہ الرحمۃ کو جب پھانسی دی جانے لگی تو انہوں نے پھانسی کے پھندے کو چوم کر کہا! مجھے یار سے ملانے والے تو اتنی دیر کہاں رہا؟ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کو ہم کیا جانیں جو دن رات گناہوں میں مصروف رہتے ہیں، اس کی عظمت ان سے پوچھو! جو ساری زندگی کی راتیں جاگ جاگ کر اور زیارت کے لیے درود و سلام پڑھ پڑھ کر گزارتے رہے۔ اسی لیے ہم جیسے نکموں کو تو موت سے ڈر لگتا ہے مگر بلال حبشی موت کے وقت جھوم جھوم کر اشعار پڑھ رہے ہیں کہ آج مجھے حضور علیہ السلام کی بارگاہ کی حاضری نصیب ہو رہی ہے۔

ے آنکھ کہتی ہے کہ اک بار انہیں دیکھا ہے دل یہ کہتا ہے کہ برسوں کی شناسائی ہے

اور امام اہل سنت نے تو حد ہی کر دی کہ موت کے وقت وصیت فرما رہے ہیں کہ میری قبر قد آدم کے برابر کھودنا تا کہ میرے آقا جب میری قبر میں تشریف لائیں تو میں کھڑے ہو کر عرض کروں۔

ے مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

قبر میں سانپ بچھوں تو ہوں گے مگر کس کی قبر میں؟ اس کی وضاحت بھی کرنی چاہیے اور ساتھ یہ بھی بتانا چاہیے کہ جس کی قبر میں حضور کی جلوہ گری ہوگئی اور وہ حضور کا سچا غلام ہو تو وہاں سانپ بچھو کا کیا کام وہ قبر تو " روضة من رياض الجنة "۔ جنت کا باغ ہوگی۔ ہم حضور علیہ السلام کے پورے دین پر عمل کرتے ہیں خوف بھی دلاتے ہیں (گنہ گاروں کو) اور امید بھی دلاتے ہیں (نیکوکاروں کو) الايمان بين الخوف والرجاء اور آپ نے فرمایا بشروا ولا تنفروا ويسروا ولا تعسروا اور حضور علیہ السلام بھی مبشر ہیں اہل طاعت کے لیے اور نذیر ہیں نافرمانوں کے لیے اس لیے یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ

ے اوتھے کملی والا آوے گا تینوں کملی ہیٹھ چھپاوے گا
ہر دکھوں آن بچاوے گا پڑھ لا الہ الا اللہ

اور ایک دیوانے نے تو یہ بھی کہہ دیا۔

ے اندھیری قبر میں مجھ کو تیرا دیدار جب ہو گا تڑپ کر زندہ ہو جاؤں دوبار یارسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

اگر قبر میں اندھیرے کی بات کرتے ہو تو اس اندھیرے کو سویرے میں بدلنے والے آقا کی قبر میں جلوہ گری کی بھی بات کیا کرو۔

اگر قبر میں حضور علیہ السلام کا دیدار نہ ہوتا ہوتا تو امہات المومنین رضی اللہ عنھن حضور علیہ السلام سے یہ سوال کبھی نہ کرتیں کہ حضور ہم میں سے سب سے پہلے آپ سے کون ملے گی جس کے جواب میں آپ نے فرمایا! جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہوں گے (یعنی جو زیادہ سخاوت کرنے والی ہوگی) معلوم ہوا کہ امہات المومنین کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ السلام کی مرنے کے بعد زیارت ہوگی اور یہ کہ حضور علیہ السلام کو یہ بھی پتہ ہے کہ کس کی کتنی زندگی ہے اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ کس کو کب موت آئے گی۔

؎ مگر بے خبر! بے خبر جانتے ہیں

اس طرح آپ نے اپنی لاڈلی بیٹی خاتون جنت کو جب اپنے وصال کی خبر سنائی تو وہ رونے لگیں اور پھر آپ نے جب یہ فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تو میرے پاس آئے گی تو آپ خوش ہوگئیں آگے سے یہ نہ عرض کیا کہ آپ کو تو اپنا پتہ نہیں آپ میرے بارے میں کیسے بتا سکتے ہیں (نعوذ باللہ) کیونکہ اس وقت تک یہ منافقانہ عقیدہ ابھی ایجاد نہیں ہوا تھا۔ یہ گندہ عقیدہ میڈ اِن نجد و دیو بند ہے اور امہات المومنین کا عقیدہ میڈ اِن مدینہ تھا۔

؎ رکھ تانگ مدینے والے دی اس امت دے رکھوالے دی
نہ من کسے منہ کالے دی حق لاالـــہ الا الـلّٰـــہ

(ھذا من عندی فی ھذا الوقت ای بداھۃً)

اسی لیے تو اہل اللہ موت کی دعا بھی کر لیتے ہیں اور بھولے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر کچھ کر سکتا ہوتا تو اپنے آپ کو موت سے بچا لیتا ارے ناداں! جو نعمت انہوں نے دعاؤں سے لی ہے صرف اس لیے کہ دنیا کے قید خانے سے نکل کر حضور کا دیدار کریں گے بھلا اب اس سے بچنے کی دعا کرنے لگ جائیں۔

؎ اس سادگی پہ کیوں نہ مر جاؤں اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

بھلا کون ہے جو قید خانے میں رہنا چاہتا ہے اور آزادی نہیں چاہتا الدنیا سجن المومن ۔ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ پہلوان کپڑوں سے باہر نکل کر کشتی لڑتا ہے اور اللہ کا پیارا بدن کا لباس اتار کر دنیا کو الوداع کہتا ہوا اللہ کے پیارے (محبوب علیہ السلام) کا دیدار کرتا ہے اور پھر فرشتوں سے کہتا ہے ارجع الیٰ اھلی فاخبر ھم (اے فرشتو! اگر اجازت ہو تو میں واپس اپنے گھر جا کر ان کو بتا آؤں، کہ میں نے اپنے آقا کا دیدار کر لیا ہے۔ جو زیارت کی باتیں کرتا اور سنتا اور تڑپتا اور پھڑکتا اور وجد کرتا ہوا جھوم جھوم کر تمہیں بتاتا تھا اور تم میں کوئی مجھے دیوانہ کہتا کوئی کچھ کہتا تھا، سن لو کہ میں نے حضور کا دیدار پا لیا ہے) فرشتے کہیں گے نم کنومۃ العروس (ابھی تو تھکے ہوئے آئے ہو آرام کرو اور دلہن کی طرح سو جاؤ یہ عالم غیب کا معاملہ غائب ہی رہنے دو، تیرے جذبات بہت مبارک ہیں اللہ قبول فرمائے) ادھر لواحقین سوگ منا رہے ہیں ادھر شادی کی بات ہو رہی ہے اور ادھر ہجر و فراق ادھر وصال یار ہے ادھر غمی ہے اُدھر خوشی ہے۔

؎ اپنا اپنا فرض ہے دونوں ادا کرتے رہیں

حضور علیہ السلام کا مل جانا ہزاروں شادیوں اور خوشیوں سے کیا کم ہے؟ اسی لیے ولی اللہ کی قبر پہ پھول چڑھائے جاتے ہیں کیونکہ اس کو دلہن کہا گیا ہے اور دلہن کے کمرے کو پھولوں سے سجایا جاتا ہے اصل دلہن تو یہی خوش نصیب ہے جس کو شب اسریٰ کا دولہا مل گیا ہے۔ تو کونسی قیامت آجائے گی اگر اس کی قبر انور پہ پھول چڑھا دیے جائیں۔

کیا قبر میں حضور علیہ السلام کی فوٹو دکھائی جاتی ہے؟

دنیا میں جو جس سے محبت کرتا ہے کسی نہ کسی کی وجہ سے کرتا ہے کوئی حسن و جمال کی وجہ سے کوئی فضل وکمال اور مال ومنال کی وجہ سے، وجہ گئی تو محبت بھی گئی۔ مگر والدین کی اولاد سے محبت بے لوث ہوتی ہے کہ اولاد میں کوئی خوبی بھی نہ ہوتو والدین پھر بھی اولاد کو پیار کرتے ہیں بلکہ خوبیوں والی اولاد سے زیادہ، کہ یہ بے چارہ اپنی نالائقی کی وجہ سے ہماری محبت کا زیادہ مستحق ہے کیونکہ اس سے تو والدین کے علاوہ کوئی بھی پیار کرنے والا نہیں، اس لیے سب کے حصے کا پیار پھر اس کے حصے میں ہی آجاتا ہے جبکہ اولاد کے بارے میں تو کئی بار سن چکے ہیں بلکہ اخبارات میں پڑھ چکے ہیں کہ بیٹے نے باپ کو مار دیا، ماں کو مار دیا۔

پھر والدین میں سے والدہ کی محبت مثالی ہوتی ہے، بیٹا گالیاں بھی دیتا ہے تو ماں کی ممتا خوش ہوتی رہتی ہے، جبکہ بیوی کی محبت بھی عارضی ہوتی ہے اس لیے کبھی معاملہ طلاق تک بھی جا پہنچتا ہے۔ مگر نبی علیہ السلام کی محبت تمام محبتوں کی جان ہے بلکہ ایمان کی بھی جان ہے۔ اسی لیے یہ رشتہ قبر میں بھی نہیں ٹوٹتا اور ہمارے لج پال آقا اپنی محبت کی سچائی دکھانے کے لیے قبر میں جلوہ گری فرماتے ہیں عین اس وقت کہ جب امتحان تیار ہو کسی خیر خواہ کا مدد کے لیے آجانا کس قدر خوشیوں کو دوبالا کرتا ہے پھر حضور علیہ السلام نے قبر کے امتحان کا نہ صرف پیپر آؤٹ فرمادیا بلکہ سوالات بمع جوابات ہی بتادیے اور پھر اپنے اللہ سے یہ بھی اجازت لے لی کہ اے اللہ میری امت کا پہلا امتحان چونکہ قبر میں ہوگا اور قبر میں اس کا آنا پھر اعزہ سے جدائی، فرشتوں کو پہلی بار دیکھنا یہ تمام باتیں کہیں اس کو میرے بتائے ہوئے جوابات بھلا نہ دیں لہٰذا تو مجھے اجازت دے دے کہ میں اپنے ہر امتی کی مدد کے لیے اس کی قبر میں پہنچ جاؤں، اللہ نے نہ صرف قبر میں جانے کی اجازت دی بلکہ آخری سوال (جس پر کامیابی کا دارومدار ہے) ہی حضور علیہ السلام کی ذات کے بارے میں پیپر کے اندر شامل فرمادیا۔ امتی کے لیے آسانی ہوگی کہ جب فرشتے سوال کریں ما کنت تقول فی هذا الرجل۔ تو امتی فوراً کہہ دے گا بھلا میری قبر میں میرے آقا کے سوا کون آسکتا ہے۔ دوسرا امتحان حشر کا ہے وہاں بھی حضور انا لها انا لها کہہ کر امت کو اپنی طرف بلا رہے ہوں گے اور تیسرا امتحان پلصراط پہ ہوگا وہاں بھی رب سلّم رب سلّم کی دعائیں امت کو کامیابی سے ہمکنار کردیں گی۔

؎ یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات ہر جا بنی ہوئی ہے

بعض لوگوں کو حضور علیہ السلام کا ہر کمال کھٹکتا ہے وہ یہاں بھی کہتے ہیں کہ قبر میں (جیسے ہم نہیں جاسکتے) حضور علیہ السلام کیسے آسکتے ہیں کیونکہ ان کی مجبوری یہ ہے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ نبی ہماری ہی طرح ہوتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

لہٰذا وہ کہتے ہیں قبر میں حضور علیہ السلام کی تصویر دکھائی جاتی ہے، حالانکہ ساری عمر لوگوں کو مسئلہ بتاتے نہیں تھکتے کہ تصویر حرام ہے جاندار کی فوٹو منع ہے تو یہ منع کس نے کی ہے؟ ظاہر ہے قرآن میں تو اس کی ممانعت واضح طور پر نہیں تو حدیث میں ہی ہوگی تو کیا حدیث والے تصویر کو حرام فرما کر خود قبر میں تصویریں بھجوا رہے ہیں۔ (**لا حول و لا قوة الا باللّٰه العلی العظیم**) پھر سوال فوٹو کے بارے میں نہیں ہو رہا کہ یہ کس کی فوٹو ہے بلکہ نبی علیہ السلام کے بارے میں ہے اور جواب میں بھی یہی کہا جائے گا کہ یہ اللہ کے نبی و رسول ہیں۔ جبکہ تصویر کو نبی و رسول کہنا چاہے وہ (معاذ اللہ) کسی نبی کی ہی ہو کفر ہے۔ کیونکہ غیر نبی کو نبی کہنا کفر ہے اور تصویر اگر ہوگی تو نبی کا عین نہیں بلکہ غیر ہی ہوگی۔

ایک مثال:

مثلاً ہائی کورٹ نے کسی ملزم کی پھانسی کا حکم جاری کر دیا پھانسی ہوگئی چند دنوں کے بعد آپ ہائی کورٹ پہنچ جائیں کہ ملزم بالکل صحیح سلامت ہے اور تصویر دکھا دیں تو ہائی کورٹ ایک اور حکم جاری کرے گا کہ ''اس کو پاگل خانے پہنچا دیا جائے'' کیونکہ فوٹو از ناٹ پرسنلٹی۔ فوٹو ذات نہیں ہے۔ یا ملزم پکڑا نہ جارہا ہو تو آپ اس کی تصویر لے کر تھانے پہنچ جائیں کہ مبارک ہو ملزم پکڑا گیا ہے۔

پھر اگر تصویر کو نبی مانا جائے تو تصویر نبی کی مثل ماننی پڑے گی تو کیا کاغذ کا ٹکڑا تمہارے نزدیک بھی نبی کی طرح ہو سکتا ہے؟ جب رسولوں میں میرے نبی جیسا کوئی نہیں تو کاغذ کیا شئی ہے ساری دنیا حسن پہ ناز کرتی ہے اور ساری کائنات کے حسین حسن مصطفیٰ پہ ناز کرتے ہیں۔

ـــ نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسن رسول ہے یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے

پھر لفظ رجل ہے جو تصویر پر نہیں بولا جا سکتا۔ ہذا ہے برائے محسوس مبصر فی الخارج ۔ پہلے دونوں سوالوں سے تیسرے سوال کا انداز بھی مختلف ہے وہاں من ربك ۔ ما دینك جو غائب حاضر دونوں کے لیے بولے جا سکتے ہیں اور یہاں من نبیك نہیں بلکہ ما کنت تقول فی هذا الرجل۔ هذا سامنے (حاضر) اور رجل روح مع الجسد۔ اور کنت تقول ماضی استمراری، کیا کہا کرتا تھا، تقریروں میں، بیانوں میں، جلوتوں میں، خلوتوں میں؟ اپنی طرح بشر کہتا تھا کہ نور؟ اور حاضر و ناظر مانتا تھا کہ دور۔

اگر جواب میں هو محمد رسول الله سے کوئی اط مغالطہ دے کہ ھو تو ضمیر غائب ہے تو جواب یہ ہے کہ قبر میں متکلم تو فرشتے ہوئے اور مخاطب میت ہے حضور نہ متکلم نہ مخاطب پھر جو نہ متکلم ہو نہ مخاطب ہو وہ پاس بھی بیٹھا ہو تو اس کے لیے ضمیر غائب ہی استعمال ہوتی ہے۔ اگر کوئی نہیں مانتا تو هو الله الذی لا اله الا هو ۔ الله لا اله الا هو ۔ قل هو الله احد کے زور سے اس کو منوالیا جائے پھر کسی بھی حدیث میں فی هذه الصورة کا لفظ نہیں اور الرجل پہ الف لام بھی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ کوئی قبر بھی ہمارے آقا کے جلوؤں سے خالی نہیں ہے۔ جب قبر خالی نہیں تو کائنات حضور کے جلوؤں سے کیسے خالی ہوگی اور مومن کا دل حضور کے انوار سے کیسے خالی ہوگا۔ اس لیے علامہ اقبال نے فرمایا۔

ـــ در دل مسلم مقام مصطفیٰ است آبروئے ماز نام مصطفیٰ است (صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ ضد کیوں؟

لوگ اتنی ضد اس لیے کرتے ہیں تا کہ حضور علیہ السلام کو حاضر ناظر نہ ماننا پڑے تصویر کو ہر قبر میں حاضر مان لیں تو عقیدہ بگڑتا نہیں اور نبی کو مان لیں تو عقیدہ رہتا نہیں۔

اگر کوئی کہے زمین سکڑ جاتی ہے اور میت مدینے شریف میں حضور علیہ السلام کو دیکھ لیتی ہے تو چلو! اگر مردہ قبر میں ہو کر مدینے والے کو دیکھ سکتا ہے تو مدینے والا مدینے میں رہ کر اپنے غلاموں کو کیوں نہیں دیکھ لیتا۔ ہر حال میں عظمت مصطفیٰ کو ماننا ہی پڑے گا۔ کیونکہ ہمارے آقا ہی کی ذات ایسی ذات ہے جو اس کائنات ہست و بود کے ایجاد کا باعث بھی ہیں اور اس کائنات کے قیام کا سبب بھی ہیں۔ ان کے بغیر نہ یہاں گزارا ہے نہ وہاں آپ کے بغیر کوئی آسرا اور سہارا ہے۔ اگر کوئی ہے تو بتاؤ آپ

کے سوا ہو کون ہے۔

باعثِ ایجادِ عالم کون ہے؟

کون وہ ؟ یعنی محمد مصطفےٰ — وہ کہ جس کا نور ہے نورِ خدا
جس نے اک عالم کو زندہ کر دیا — خلق کو دے کر سبق اخلاق کا
باعث ایجادِ عالم ہے وہی !

افتخارِ نسلِ آدم کون ہے؟

جس نے دنیا کو مسلماں کر دیا — کفر کا گھر جس نے ویراں کر دیا
آدمی کو جس نے انساں کر دیا — قوم کی مشکل کو آساں کر دیا
افتخار نسل آدم ہے وہی !

رہبرِ اقوامِ عالم کون ہے؟

جس کو صرف انسانیت سے پیار تھا — وہ کہ ہر انسان کا غمخوار تھا
جو محبت کا علم بردار تھا — رنگ و نسل و خون سے بیزار تھا
رہبر اقوام عالم ہے وہی !

کیا کھڑکی کھل جاتی ہے:

بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ پردے اُٹھادیے جاتے ہیں اور قبر میں میت کو حضور علیہ السلام کا دیدار کرادیا جاتا ہے یعنی کھڑکی کھل جاتی ہے۔ چلو اب تو کھڑکی کھل جاتی ہے اور قبر والا امتی روضے والے نبی کا دیدار کر لیتا ہے، خود حضور علیہ السلام کے ظاہری حیات کے دور میں جن صحابہ کرام کا آپ نے خود جنازہ پڑھایا اور اپنے ہاتھوں سے دفن کر کے واپس گھر یا مسجد نبوی میں تشریف لے گئے ادھر صحابہ مسجد نبوی میں حضور کا دیدار کر رہے ہیں ادھر قبر والا صحابی حضور کا دیدار کر رہا ہے اور اس سے پوچھا جار ہا ہے ما کنت تقول فی ھذا الرجل۔ یہاں کونسی کھڑکی کھولوں گے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے آقا نور خدا ہیں آپ سراپا نور ہیں مکمل بشر ہیں آپ کے کمالات کو عقل کی کسوٹی پہ نہیں پرکھا جاسکتا، حضور علیہ السلام کے بارے میں تو کافروں کو بھی قبر میں سوال ہوگا۔ مگر انہوں نے جیسے زندگی میں حضور علیہ السلام سے فائدہ نہ اُٹھایا اسی طرح قبر میں بھی محروم ہی رہیں گے جیسے قرآن ہدایت تو سب کے لیے ہے مگر فائدہ صرف متقین ہی اُٹھاتے ہیں اس لیے فرمایا گیا ھدی للمتقین جب ہمارے آقا ہر قبر میں جلوہ گری فرما سکتے ہیں تو محفل میلاد میں بھی آسکتے ہیں۔ بد بخت لوگ ہیں وہ جو یہ کمال کئی دوسری چیزوں میں تو مانیں مگر محبوب خدا میں نہ مانیں حالانکہ ہر شئی حضور علیہ السلام کے صدقے وجود میں آئی۔ سورج چاند ایک ہو کر پوری زمین کو روشن کر رہا ہے۔ عزرائیل اکیلے ہو کر ہر جگہ جا رہے ہیں اور تو اور شیطان کے لیے یہ بات ماننے میں آپ کو قباحت نظر نہیں آتی۔ اگر وہ بہکانے کے لیے ہر قبر میں جاسکتا ہے تو ہمارے آقا اپنے امتی کو اس کے حملے سے بچانے کے لیے کیوں نہیں تشریف لاسکتے۔ شیطان اگر بیماری ہے تو ہمارے نبی اس بیماری کا علاج ہیں اور جو

آپ کے غلام ہیں شیطان توان کے سائے سے بھاگتا ہے اسی لیے اس نے اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہو کہا! کہ میں سب کو گمراہ کروں گا الا عبادك منهم المخلصين ۔ جو تیرے مخلص ہیں ان کے سامنے میں بے بس ہوں۔ اگر تمہاری آنکھ کا نور ایک لمحے میں زمین سے آسمان تک جاسکتا ہے تو نور خدا محمد مصطفی علیه الوف التحیة و الثناء بھی ایک لمحے میں جہاں چاہیں جا بھی سکتے ہیں اور اسی لمحے پھر واپس آبھی سکتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ قبر میں سب کو نظر آتے ہیں اور محفل میلاد میں کسی کسی کو نظر آتے ہیں کیونکہ قبر میں بصارت سے دیکھا جاتا ہے اور محفل میلاد میں بصیرت سے دیکھا جاتا ہے، یہ وہ بھی امتحان ہے یہ بھی امتحان۔ قبر میں سب کو نظر آتے ہیں کہ دیکھوں پہچانتے ہیں کہ نہیں؟ اور محفل میلاد میں کسی کسی کو اس لیے نظر آتے ہیں کہ دیکھوں مانتے ہیں کہ نہیں اور جو یہاں مانے گا وہی وہاں پہچانے گا۔ تو اے میرے پیارے مسلمان بھائیو! ذرا دیکھو تو ہمارے نبی ہم پہ کتنے مہربان ہیں کہ قبر میں بھی ہمیں نہ بھولے لیکن ہم ایسے بے عمل ہیں کہ دنیا میں ہی انہیں بھلا دیا اور ان کی تعلیمات سے انحراف کر بیٹھے چاہیے تو یہ کہ ہمارے خون کا ایک ایک قطرہ بھی آپ کے لیے ہو اور ہمارے جسم کا ایک ایک ریزہ بھی آپ ہی کے لیے ہو۔ جن کے بارے میں سوال کے جواب پر اللہ نے اخروی نجات کو منحصر فرمایا ہے ان کے بغیر ہمارا نہ یہاں کام چل سکتا ہے نہ وہاں۔

؎ دونوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے ان کا دامن تھام لو! جن کا محمد نام ہے

آخرت پر ایمان:

قرآن مجید نے ایمان بالاخرۃ پہ بڑا زور دیا گیا ہے ابتداء ہی میں پرہیزگاروں کی نشانیاں بتاتے ہوئے فرمایا وبالاخرة هم يوقنون ۔ کہ وہ آخرت پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کافر موت کو ماننے کے باوجود حیات بعدالموت کا بڑی شدت کے ساتھ انکار کرتے تھے کبھی کہتے اء ذامتنا و كنا ترابا و عظاماء انا لمبعوثون ۔ کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے پھر ہمیں اُٹھایا جائے گا۔ کبھی کہتے متى هذا الوعدان كنتم صدقين۔ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ (حیات بعدالموت کا) کب پورا ہوگا۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا ہم نے کتنے بڑے بڑے ظلم کیے ہوئے ہیں کہیں حساب دینا پڑ گیا تو برباد ہو جائیں گے۔ آج بھی مسلمانوں میں اس عقیدے پر یقین کی کیفیت کمزور ہونے کی وجہ سے بدعملی زیادہ پائی جاتی ہے اگر یقین کامل ہو کہ مرنے کے بعد ایک ایک پائی کا حساب دینا پڑے گا تو اس قدر گناہوں کی بھرمار نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام کو مردہ زندہ کرنے کے معجزات اسی لیے عطا فرمائے کہ اگر اللہ کا نبی مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں پھونک مارے تو اس میں جان آسکتی ہے تو اللہ جو ان کو یہ کمال دینے والا ہے اور على كلى شئى قدير ہے اس لیے یہ کام کتنا آسان ہوگا۔

کسان پورا زور لگاتا ہے اور زمین کا سینہ پھاڑ کر اس میں دانہ بوتا ہے چند دنوں کے بعد وہی بے جان دانہ بڑی آسانی کے ساتھ پودے کی شکل میں زمین سے باہر آجاتا ہے اور اس قدر ملائم اور نرم و نازک ہوتا ہے کہ معمولی بوجھ بھی نہیں اُٹھا سکتا مگر جس زمین کو کسان نے لوہے کے اوزاروں سے پھاڑا تھا یہ پودہ بڑے آرام سے باہر نکل آیا اور گویا یہ اعلان کرتا ہوا نکلتا ہے کہ کسان نے مجھے اتنی مشکل سے زمین کے اندر دبایا مگر میرے اللہ نے مجھے بسہولت زمین سے باہر نکال دیا اسی طرح میرا رب مردوں کو بھی قبروں سے اُٹھائے گا۔

؎ غنیمت جانیے مل بیٹھنے کو جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

جیسے ہر کسی کی زندگی ایک طرح کی نہیں کوئی خوشحال ہے کوئی تنگ دست کوئی بیمار ہے کوئی تندرست اسی طرح کافر کی موت

ایسے ہے جیسے دنیا میں مجرم کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو جائیں تو وہ چھپتا پھرتا ہے کہ اگر پکڑا گیا تو سزا ضرور ملے گی کیونکہ ان بطش ربك لشدید ۔ عام مومن کی موت وفات ہے فرمایا قل یتوفکم ملك الموت الذی و کل بکم جبکہ اللہ کے محبوب بندوں کی موت کو وصال اس لیے کہتے ہیں کہ ان کو بڑے پیار سے اللہ کی بارگاہ کی طرف رغبت دلائی جاتی ہے یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية مرضية ۔ گویا غافل کی موت صرف جدائی ہی جدائی ہے جبکہ مومن کی موت اپنے پیاروں سے ملاقات کے مقدس لمحات ہیں۔ ریل ایک ہی ہوتی ہے ایک ہی جگہ سے سوار ہوتے ہیں ایک ہی منزل پہ جانا ہے مگر قیدی کو پکڑ کے زنجیروں میں جکڑ کے لیجایا جا رہا ہے، مزدور کمائی کرنے کے بعد مزدوری لیکر اپنے بچوں کے پاس خوش خوش جا رہا ہے اور اسی ریل میں دولہا بھی ہے جس کے ساتھ اسی کی وجہ سے سینکڑوں باراتی بھی جا رہے ہیں۔ جو اس کی شان ہے وہ کسی کی نہیں ہے۔ تو ریل ایک ہے کسی کے لیے باعث تکلیف و زحمت ہے اور کسی کے لیے باعث سکون و رحمت ہے۔

عام مومن کی موت سے اوپر شہید ہے کہ جس کے بارے موت کا لفظ بولنے بلکہ سوچنے کی بھی اجازت نہیں اس سے اوپر اللہ کے نبی اور پھر سب نبیوں سے آگے امام انبیا کا مقام ہے کیونکہ شہید کی بیوہ کو آگے نکاح کی اجازت ہے اس کی وراثت بٹ جاتی ہے جبکہ نبی کی بیوی نکاح نہیں کرسکتی، نبی کی وراثت نہیں بٹتی، شہید سو جائے تو وضو ٹوٹ جائے نبی کی نیند سے وضو نہ ٹوٹے اور شہید کو یہ رتبہ نبی کا کلمہ پڑھنے سے ہی تو ملا ہے۔ تو جب شہید نبی کا کلمہ پڑھ کر اپنی جان راہ خدا میں قربان کردے تو اس کو مردہ کہنے کی اجازت نہیں تو جس نبی کا کلمہ پڑھ کے وہ شہید ہوا ہے اس نبی کو مردہ کہنا کیسے جائز ہو سکتا ہے شہید کی صرف جان اللہ کے لیے اور نبی کا سب کچھ ہی اللہ کے لیے ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین ۔ شہید شہادت کے بعد جنت کا میوہ کھاتا ہے نبی وصال سے پہلے ہی اعلان فرمایا ہے ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی۔ میں اپنے رب کے ہاں رات گذارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے۔ ثابت ہوا کہ موت موت میں فرق ہے۔ کافر کے جسم کو روح چھوڑ جاتی ہے اور مومن کے جسم سے صرف نکلتی ہے۔ بادشاہ ملک چھوڑ دے تو مطلب ہوگا بادشاہی ختم اور نکلنا تو سیر کے لیے بھی ہوتا ہے۔ جب چاہے واپس آجائے۔ اسی لیے عام لوگوں کے جسم گل سڑ جاتے ہیں اور سینکڑوں واقعات ہیں کہ سینکڑوں سال کے بعد بھی شہداء و اولیاء اور صلحاء کے جسم صحیح سلامت رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ جنت کے باغات میں ہوتے ہیں۔ کافر مرتا ہے تو قید خانے جاتا ہے اور مومن مرتا ہے تو قید سے نکل کر باغ میں جاتا ہے الدنیا سجن المومن و جنة الکافر تو گویا مہندی پس کر رنگ نکالتی ہے اور مومن مر کر نکھرتا ہے، گولی سینے میں جاتی ہے روح مدینے میں جاتی ہے اسی لیے اُس کو یاد بھی کوئی نہیں کرتا اور اس کی قبر پہ میلا لگا رہتا ہے۔

؎ نام فقیر تنہاں دابا ہو قبر جنہاں دی جیوے ہو

قبر کی زندگی:

حیات اور زندگی کا یہ معنی کہیں نہیں لکھا ہوا کہ روح جسم کے ساتھ رہے تو زندگی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ الحی القیوم ہے مگر نہ روح اس خاص معنی میں اس کے اندر ہے اور نہ جسم۔ ہماری روح تو سوتے وقت پھر بھی سیر کو چلی جاتی ہے مگر اللہ کی شان یہ ہے لاتاخذہ سنة و لا نوم ۔ قبر کے اندر فرشتوں کا آنا اور سوالات و جوابات سے بڑھ کر زندگی کا ثبوت کیا چاہیے۔

اسی طرح عذاب و ثواب بھی زندگی پہ دلالت کر رہے ہیں۔ فرشتوں کی شکلیں دیکھتا ہے آوازیں سنتا ہے جواب دیتا ہے لہٰذا سماعت و بصارت و نطق ہر شئی قائم ہے بلکہ پہلے سے زیادہ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب تم میت کو دفن کر کے آتے ہو تو

یسمع قرع نعالھم وہ تمہارے قدموں کی آہٹ کو (جس کو تم خود نہیں سن پاتے) مردہ سنتا ہے۔ اس لیے حیات کا معنی یہی فرمایا گیا الحیاۃ صفۃ مصححۃ للعلم و القدرۃ و الارادۃ ۔ مگر امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ اللہ اس بات پہ قادر ہے کہ بغیر روح کے حیات پیدا فرمادے معجزۃً یا کرامۃً حضور علیہ السلام کے بیسوں معجزات ایسے ہیں احد پہاڑ کا محبت کرنا، استن حنانہ کا رونا اور ابوجہل کی مٹھی میں کنکروں کا کلمہ پڑھنا۔ ثابت ہوا کہ زندگی تو کافر کو بھی ملتی ہے مگر عذاب سہنے کے لیے جبکہ مومن کی زندگی ثواب و جزا کے لیے ہوتی ہے اور پاکیزہ ہوتی ہے۔ کافر جوتے کھانے کے لیے قبر میں زندہ ہے اور ولی اللہ انعام پانے کے لیے۔ زندہ قیدی بھی ہوتا ہے اور بادشاہ بھی مگر دونوں کے زندہ ہونے میں فرق ہے۔ کافر جب فرشتوں کو جواب دیتا ہے تو اس کو گرز مارے جاتے ہیں اور مومن جب جواب دیتا ہے تو حکم ہوتا ہے فافر شوہ من الجنۃ اس کے لیے جنت کا بستر بچھادو البسوہ من الجنۃ اس کو جنتی جوڑا پہنادو وافتحوا لہ بابا الی الجنۃ ۔ اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دو۔ اسی لیے بزرگوں کا عرس کیا جاتا ہے لیکن جن کے بزرگوں کو توہین رسالت کے ارتکاب کی وجہ سے آگے جوتے پڑ رہے ہوں وہ بھلا عرس کیوں کریں، ان کی حالت تو اس طرح ہوگی جو ان کے نام لیواؤں نے خود بیان کی۔

ہر بد عمل بدشکل کر اسوار ہو ظالم اوپر
دوزخ لے جاویں خوار کر خواری اٹھا جاتے رہے

پاکیزہ زندگی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے من عمل صالحامن ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ۔ جو نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان دار ہو ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور میری رحلت بھی۔ ثابت ہوا کہ کچھ موتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو قابل رشک ہوتی ہیں۔ صحابہ کرام کی زندگی کا کسی نے یوں نقشہ کھینچا کہ ان کے دن گھوڑوں کی پیٹھ پہ اور راتیں مصلوں پہ گذرتی تھیں۔ حضرت عمر فاروق کے دور میں جب دن رات ملکوں کے ملک فتح ہو رہے تھے حضرت سعد بن ابی وقاص جو فوج کے سپہ سالار تھے آپ نے کسریٰ ایران کی طرف ایلچی بھیجا اور رقعہ پہ یہ لکھا ان معی قوم یحبون الموت کما تحبون الحیاۃ میرے ساتھ ایسی لوگ ہیں کہ جو موت سے اس طرح پیار کرتے ہیں جیسے تم زندگی سے پیار کرتے ہو (مشکوۃ) کیونکہ ان کی موت اس طرح کی نہیں ہوتی جس طرح غافل لوگوں نے سمجھ رکھا ہے جس کو علامہ اقبال نے یوں بیان فرمایا۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی
برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں، اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی
اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سرّ آدم ہے ضمیر کن فکاں ہے زندگی

اسی لیے فرمایا کل نفس ذائقۃ الموت ۔ ہر ذی روح نے موت کو چکھنا ہے نہ کہ کھانا ہے چکھنے اور کھانے میں فرق ہے عورت روزے کی حالت میں بچے کو کھانا چبا کر کھلائے تو چکھتی ہے اس لیے روزہ نہیں ٹوٹتا اگر کھالے تو ٹوٹ جائے۔

اللہ کا نیک بندہ صرف موت چکھتا ہے موت اس کو فنا نہیں کردیتی۔ اسی لیے یہ موت سے گھبراتے نہیں کیونکہ جب مدینے

کا ویزا آجائے تو خوشی کی انتہا نہیں رہتی حالانکہ مدینے کے تو صرف در و دیوار ہی نظر آتے ہیں جبکہ قبر میں تو جلوۂ یار ہے خود مدینے والی سرکار ہے۔ مدینے میں صرف مکان دکھائی دیتا ہے قبر میں خود گنبد خضریٰ کا مکین آتا ہے موت سے وہ ڈرے جو نبی کو منہ دکھانے کے قابل نہ ہو وہ کیوں ڈرے جس کو نبی سینے لگانے کے لیے تیار کھڑے ہوں۔ مومن کی موت فاصلے مٹانے والی ہے قرب بڑھانے والی ہے یار کو یار سے ملانے والی ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۶۶۸ پہ لکھتے ہیں کہ اکابر اولیاء کرام قبر میں جاتے ہیں تو یوں کہتے ہیں مرحبا بحبیب جاء علی فاقة ۔ اس محبوب کا آنا مبارک ہو جو بڑی دیر سے آیا ہے۔ کیونکہ ان کی موت بُرے دوست (دنیا) سے فراق اور اچھے دوست کا ملاپ ہے۔

ترک عالم اختیار کوئے دوست

اہل عرب کہتے ہیں الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب موت ایک پل ہے جو یار کو یار سے ملا دیتا ہے۔
مولانا روم علیہ الرحمتہ کا آخری وقت آیا تو عزرائیل کو دیکھ کر جھومنے لگے اور فرمایا۔

پیشتر آ پیشتر آ جان من — پے کہ واپ حضرتِ سلطان من

اے میری جان جلدی آ اور جلدی آ مجھے میرے آقا کی بارگاہ میں لے جا کیا مزہ ہوگا اہل اللہ کی موت میں کہ لوگ دل کے درد سے پناہ مانگتے ہیں اور عشاق کہتے ہیں۔

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو — سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

ایک مرتبہ سرکار علیہ السلام نے عزرائیل علیہ السلام کو فرمایا جو میرا تابعدار ہو اس پر نرمی کیا کر! عرض کیا جو آپ کا تابعدار ہوگا میں اس کا رفیق ہوں گا۔

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری — فدا ہو کے تجھ پر یہ عزت ملی ہے

حضرت عمر اور نکیرین:

شرح الصدور میں ہے ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر سے پوچھا! اے عمر جب تیری قبر میں نکیرین آئیں گے تو کیف بك تیرا کیا حال ہوگا۔ عرض کیا حضور! کیا اس وقت میں صاحب ایمان ہوں گا؟ فرمایا! ہاں عرض کیا فسا کفیکھما پھر میں ان سے نپٹ لوں گا۔ جب وہ مجھ سے سوال کریں گے من ربك ۔ تو میں کہوں گا ربی اللّٰہ فمن ربکما ۔ میرا رب تو اللہ ہے بتاؤ تمہارا رب کون ہے۔ اسی طرح دوسرے سوال پر پھر ایسا ہی کہوں گا (ہو سکتا ہے تیسرے کی نوبت ہی نہ آئے۔ خلاصۃ) چنانچہ روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق کی وفات ہوئی تو حضرت علی المرتضیٰ (جو کہ کشف قبور کے بڑے ماہر تھے) حضرت عمر کی قبر پہ بیٹھ گئے کہ دیکھوں آج عمر فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہے چنانچہ فرشتوں نے آکر سوال شروع کر دیے تو آپ نے فرمایا تمہارے نبی کون ہیں انہوں نے کہا جو تیرے ہیں وہی ہمارے ہیں۔ فرمایا میرے نبی کا تو فرمان ہے من تکلم قبل السلام فلا تجیبوہ ۔ جو سلام سے پہلے کلام شروع کر دے اس کو جواب نہ دو۔ لہٰذا واپس جاؤ اور آکر سلام کرو پھر سوال کرو۔ اور سنو! جتنی ڈراؤنی شکل بنا سکتے ہو میرے سامنے بنا کے آجاؤ میرے نبی کے ہر غلام کے سامنے اچھی شکل میں جانا۔ حضرت علی نے جو قبر پہ بیٹھے ہوئے تھے یہ

سن کر حضرت عمر کو دعا دی اور کہا! اے عمر! اللہ تجھے جزا دے تو دنیا میں بھی حضور کی امت کی بہتری کے لیے کام کرتا ہے اور قبر میں جا کر بھی حضور کے غلاموں کی خیر خواہی کر رہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس عزرئیل علیہ السلام جان لینے آئے آپ نے چار انگل کا تھپڑ مارا اور عزرائیل کی آنکھ نکال دی، اگر پورے ہاتھ کا تھپڑ مارتے تو کیا حال ہوتا۔ معلوم ہوا کہ نبوت کی طاقت کا کوئی اندزہ نہیں۔ ہم تو جن کا نام سن لیں تو بخار چڑھ جائے اور عزرائیل تو وہ ہیں جو جنوں کی بھی جان نکالتے ہیں، تو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طاقت یہ ہے تو امام الانبیاء کی طاقت کیا ہو گی۔ (کیونکہ فضیلت میں فرق تو ہے **فضلنا بعضهم علی بعض**۔ موسیٰ علیہ السلام کلام کرنے طور پر خود جا رہے ہیں اور ہمارے آقا کو ہزار عزتوں کے ساتھ عرش پہ بلایا جا رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کو ملنے جاتے ہیں اور ہمارے آقا خدا کو ملنے جاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پہ جائیں تو ھارون علیہ السلام کو خلیفہ بنا کر جاتے ہیں امت پھر بھی شرک میں مبتلا ہو جاتی ہے **باتخاذ کم العجل** ۔ اور حضور فرماتے ہیں **اللّٰہ خلیفتی علی امتی** ۔ میرے بعد میری امت کا محافظ (میرا خلیفہ) میرا اللہ ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا اب مجھے تم سے شرک کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ (بخاری)

؎ فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے ۔۔۔ وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو بیٹوں کے حوالے کیا تو یوسف کو گم کر بیٹھے اور دنیا مین کی باری فرمایا **فاللّٰہ خیر حافظا و ھو ارحم الرحمین** ۔ تو یوسف علیہ السلام بھی مل گئے)

اہل محبت فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تھپڑ اس لیے مارا کہ آپ نے بتایا کہ میرے بعد نبیوں کے سردار آنے والے ہیں کہیں ان کے پاس بھی اسی طرح بلا تکلف نہ چلے جانا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے پاس آئے تو تین دن اجازت ہی مانگتے رہے۔ بلکہ جبریل و عزرائیل دونوں حضور کے گھر اجازت لیکر آئے (شرح الصدور ص ۶۷)

؎ بے اجازت جن کے گھر میں عزرائیل آتے نہیں ۔۔۔ قدر والے جانتے ہیں عزوشان اہل بیت

عزرائیل علیہ السلام کی ڈیوٹی ہے کہ لوگوں کو موت دے **یتوفکم ملك الموت الذی و کل بکم**۔ اور اس نے آج تک کسی سے اجازت نہیں لی لیکن بارگاہ نبوت سے اجازت مانگ رہے ہیں۔

یہ فیض اللہ تعالیٰ نے اولیاء امت کو بھی عطا فرمایا۔ اسی حدیث میں ہے کہ عزرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر آپ نہیں مرنا چاہتے تو بیل کی کمر پہ ہاتھ رکھیں جتنے بال ہاتھ کے نیچے آ گئے اتنے سال آپ کی زندگی بڑھ جائے گی۔ سبحان اللہ عزرائیل ہو کر زندگی کی بات کر رہا ہے کیونکہ یہ بارگاہ نبوت ہے جہاں سے پتھروں کو بھی حیات ملتی ہے۔ بی بی مریم کا ہاتھ لگے تو کھجور کا خشک تنا ہرا بھرا ہو جائے ولی کی نگاہ اٹھے تو مردہ دل زندہ ہو جائے۔

بخاری شریف میں **من عادیٰ لی ولیا فقد اذنته بالحرب** والی حدیث قدسی کا اگلا حصہ اس طرح ہے **ماترددت عن شئی انا فاعله ترددی فی نفس المومن یکرہ الموت و انا اکرہ مساء ته** ۔ مجھے کبھی کسی کام کے کرنے میں تردد نہیں ہوا مگر مومن کی جان کے بارے میں (جبکہ وہ مرنا نہ چاہے اور میں اس کی جدائی نہ چاہوں)

یہاں تردد کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ فرشتے بھیجتا ہوں پھر اگر وہ مرنا نہ چاہے تو فرشتوں کو واپس بلا لیتا ہوں اگر کوئی کہے کہ

اس معنی کے لحاظ سے تو تقدیر کا ٹلنا ثابت ہوگا؟ تو کوئی حرج نہیں جس نے تقدیر لکھی وہ بدل بھی سکتا ہے **یمحو اللّٰہ مایشاء ویثبت**۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے ولیوں سے تین سونو سال تک تقدیر ٹلی رہے تو حرج نہیں تو حضور کی امت کے ولی کے لیے یہ اہتمام کیوں نہیں ہوسکتا۔ وہ بھی خدا کے لیے نکلے تھے اور اپنے شہر کے قریب ہی غار میں تھے یہ تو کوئی افغانستان سے لاہور آیا کوئی عرب سے اجمیر آیا۔

دوسرا معنی شک ہے لیکن اللہ تو شک سے پاک ہے عزت و شرافت کے لیے ولی اللہ کے شک کو اپنی طرف منسوب کرلیا ہے جیسے اللہ گھر سے پاک ہے مگر خانہ کعبہ کو عزت دینے کے لیے بیت اللہ قرار دے دیا۔ کیونکہ اسی حدیث میں ہے کہ میں اس بندۂ مومن کے ہاتھ، پاؤں، آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ چھوتا، چلتا، دیکھتا ہے اور اسی حدیث میں بیان کیا جاتا ہے کہ تین اعضاء کا تو نام آگیا ورنہ تمام اعضاء ہی مراد ہیں کہ میں اس کا دل بھی بن جاتا ہوں پھر جو میرا ارادہ ہوتا ہے وہ اس کا بھی ہو جاتا ہے۔ یعنی اللہ کا دیدار خدا کی ملاقات کا شوق اور جنت کی نعمتوں کا تذکرہ جب اللہ کے فرشتے بندۂ مومن کے سامنے کرتے ہیں تو وہ مرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کی باتوں پر اللہ کی ملاقاتوں کو ترجیح دے دیتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ:

آپ کا وصال ہوا تو قبر میں نکیرین نے سوال کیا **من ربک**۔ فرمایا میں تو ساری عمر کہتا رہا اللہ میرا رب ہے آج اس سے پوچھو کہ وہ مجھے اپنا بندہ مانتا بھی ہے کہ نہیں۔

لوکی آکھن میرا میرا میں پیا آکھاں تیرا　　　لکھ آکھاں میں تیرا تیرا کدی تو وہ کہہ چھڈ میرا

نکتہ قرآنی:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے بندۂ خاص خضر علیہ السلام کی نشانی یہ بتائی کہ وہ وہاں ملے گا جہاں بھنی ہوئی مچھلی زندہ ہو جائے گی۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام مردے کو زندہ کیا جاتا دیکھنے نہیں گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ خضر علیہ السلام جہاں قدم رکھتے ہیں سبزہ اُگ آتا ہے (حضور علیہ السلام کے بارے میں بھی ایسے ہی ہے **اذا وقف بقدمہ علی الوادی یخضر لوقتہ**) ایسا کیوں ہوا؟ اس لیے کہ **اتینہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما**۔ ہم نے اس (حضرت خضر علیہ السلام) کو اپنی رحمت اور علم دیا۔ حالانکہ سب کو علم اور رحمت اللہ ہی عطا فرماتا ہے۔ مگر یہ کوئی خصوصی رحمت اور علم ہی تھا جس کی نسبت اپنی طرف فرمائی۔ اپنے علم سے کئی سال بعد رونما ہونے والے حالات بتا رہے ہیں کہ اس بچے نے بڑے ہوکر خود بھی گمراہ ہونا تھا اور خطرہ تھا کہ والدین کو بھی گمراہ کردے اور دیوار کے نیچے خزانے کا ہونا (لوگ دیوار کے پیچھے امام الانبیاء کا علم نہیں مانتے اور خضر علیہ السلام دیوار کے نیچے کی بات بتا رہے ہیں) بچے نے تو ابھی بڑے ہونا تھا پھر گمراہ کرتا تو دیکھا جاتا اس کو پہلے ہے مار دنیا اللہ تعالیٰ نے اسی کو اپنی تقدیر بنادیا۔

پھر دیکھیے کشتی کو توڑنا بظاہر عیب ہی عیب تھا تو حضرت خضر نے نسبت اپنی طرف کی اللہ کا نام اپنے ساتھ شامل نہ کیا **فاردت ان اعیبھا**۔ بچہ مارنا ظاہراً اگرچہ عیب تھا مگر نتیجہ کے لحاظ سے خیر و کمال تھا کہ اس کے بدلے اس بچے کے والدین کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی دی جس سے کئی نبی پیدا ہوئے۔ تو خضر علیہ السلام نے اپنے ساتھ اللہ کا ذکر بھی کردیا تاکہ ظاہراً عیب کے پہلو کی نسبت میری طرف ہو جائے اور مآل کے اعتبار سے خیر ہونے کی نسبت اللہ کی طرف ہو جائے۔ **فخشینا ان یرھقھما**۔

اور دیوار سیدھی کرنا چونکہ خیر ہی خیر تھی وہاں اپنا نام ہی نہ لیا فاراد ربك ان یبلغا اشد هما۔

الغرض اللہ تعالیٰ جب اپنا خصوصی علم اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے تو ان پر اللہ اپنے راز کھولتا ہے۔ یہی وہ خوش نصیب ہیں کہ جن کے لیے زندگی ایک دیوار ہوتی ہے یہ دیوار گرتی ہے تو آگے لقائے یار ہوتی ہے۔ زندگی میں اگر چہ بندۂ خدا اکیلا رہتا ہے مگر مرنے کے بعد اس کی قبر پہ لگا میلا رہتا ہے کبھی سالانہ کبھی روزانہ۔ زندگی دیوار تک لے گئی اور موت یار تک لے گئی۔ جسم تو مر گیا مگر روح کو بقا مل گئی۔ پہلے روح جسم کے پنجرے میں بند تھی اب آزاد ہوگئی۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ولی زندہ ہو تو سمجھو تلوار میان میں ہے اور فوت ہو جائے تو تلوار نیام سے باہر آ جاتی ہے۔

دنیا کا سٹیج:

اللہ تعالیٰ نے دنیا کا سٹیج سجایا کچھ عرصہ کے لیے ہمیں بھیجا کہ لوگوں کو میری معرفت کا پیغام پہنچا کر پھر واپس میرے ہی پاس آ جاؤ۔ لوگ آتے جاتے رہیں گے۔

ے ہم آج ہیں کل یہاں نہ ہوں گے مگر یہ محفل سجی رہے گی

بھیجنے والا دیکھ رہا ہے کہ کون کیا کر رہا ہے لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ جو اچھے کام کر جاتا ہے دنیا اس کو یاد رکھتی ہے۔ یہاں کسی نے ہمیشہ تو رہنا نہیں۔

ے کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے محفل کے رنگ یونہی رہتے ہیں
ساقی کا فیض تو جاری ہے مہمان بدلتے رہتے ہیں

شیخ ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ موت سے نہیں ڈرتا کیونکہ مردے موت سے نہیں ڈرا کرتے۔ فرمایا اللہ کی ہر وعید میرے غم کے نیچے ہے اور اس کا ہر وعدہ میری امیدوں کے مقابل کچھ نہیں فرمایا دنیا کی ہزار تمنا کو قربان کرنے سے آخرت کی ایک تمنا پوری ہوگی۔ اور دنیا میں ہزار تلخ گھونٹ پینے سے آخرت کا ایک میٹھا گھونٹ نصیب ہوگا (تذکرۃ الاولیاء)

ے جن نکلی تے مردہ ہوویں ہر کوئی تیتھوں ڈردا اک پل تینوں رہن نہ دیندے مان کریں جس گھر دا

عزرائیل علیہ السلام کا رب سے شکوہ:

ان ملك الموت كان يقبض الارواح بغير وجع فسبه الناس ولعنوه فشكاالى ربه فوضع الله الا و جاع ونسى ملك الموت يقال مات فلان بوجع كذاو كذا۔ (شرح الصدور ص ٦٥)

پہلے ملک الموت بغیر کسی بیماری اور تکلیف کے لوگوں کی جان نکال لیتا تھا لوگوں نے ملک الموت کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اس نے اللہ کے آگے شکایت کی تو اللہ نے بیماریاں اور تکالیف اتاریں اب لوگ عزرائیل کا نام نہیں لیتے یہ کہتے ہیں کہ فلاں بخار سے مر گیا فلاں ہارٹ اٹیک سے مر گیا اور فلاں فلاں بیماری سے۔

عزرائیل ہر بندے سے روزانہ صبح و شام مصافحہ کرتا ہے۔ ایضاً ص ۵۹ قال حکیم الترمذی سوال القبر خاص بهذا لامة۔ حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ قبر کے سوال صرف اسی امت کا خاصہ ہے۔

شہدائے اُحد کی زیارت:

کا ن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یزور الشهداء باحد فی کل حول و اذابلغ الشعب رفع صوته فیقول سلام علیکم بما صبرتم کل حول یفعل مثل ذلك ثم ابوبکر ثم عمر ثم عثمان و کانت فاطمة بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم تاتیهم و تدعو۔

حضور علیہ السلام ہر سال شہدائے احد کی قبروں پہ تشریف لے جاتے اور جب گھاٹی پہ پہنچتے تو بلند آواز سے کہتے، تم پر سلام ہو اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ساری زندگی ایسا کرتے رہے آپ کے بعد خلفائے ثلثہ بھی ایسا کرتے رہے اور آپ کی بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی وہاں جاتیں اور شہداء احد کے لیے دعا کرتیں حضرت فاطمہ خزاعیہ فرماتی ہیں کہ ایک بار مجھے دیر ہوگئی اور شہدائے احد کے مزارات پہ ہی سورج غروب ہوگیا، میری بہن میرے ساتھ تھی میں نے کہا آؤ حضرت حمزہ (عم المصطفیٰ) رضی اللہ عنہ سید الشہداء کو سلام کر کے آئیں چنانچہ ہم حاضر ہوئیں فقلنا السلام علیك یا عم رسول اللّٰہ صلی الله علیه وسلم ۔ اے اللہ کے رسول کے چچا آپ پہ سلام ہو فسمعنا کلا ما رد علینا وعلیکم السلام وما قربنا احد من الناس (شرح الصدور ص ۲۸۱) فرماتی ہیں ہمیں جواب ملا تم پر بھی اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو، حالانکہ وہاں کوئی بھی نہ تھا۔

----***----

نعت شریف نمبر (۹۹)

(۱) ہمارے دردِ جگر کی کوئی دوا نہ کرے
کمی ہو عشق نبی میں کبھی خدا نہ کرے

(۲) رُخِ نبی سے ہے پر لاف بندگی گل کو
خدا کسی کو بس اتنا بھی ناسزا نہ کرے

(۳) اشارہ کردیں اگر وہ کمانِ ابرو کا
ہمارا تیر دعا پھر کبھی خطا نہ کرے

(۴) قد نبی کے سوا کچھ ہمیں نہیں بھاتا
ہمارے آگے کوئی ذکر سرو کا نہ کرے

(۵) ہمارے دیکھے ہوئے ہیں مدینے کے ذرے
سنا دو مہر کو اب دعویٰ ضیاء نہ کرے

حلِّ لغات:

* دردِجگر۔ کلیجے کا درد (دردِ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) * رُخ۔چہرہ * لاف۔ لافیدن سے ہے، بیہودہ بات کرنا، دعویٰ * گل۔ پھول * ناسزا۔نالائق، گستاخ نامناسب، ناروا * کمانِ ابرو۔ بھوؤں کی شکل (کمان جیسی) * خطا۔ غلطی، نشانے پہ نہ لگنا * بھاتا۔اچھا لگتا * سرو۔صنوبر کا درخت (بالکل سیدھا) * ذرے۔ گردوغبار، سب سے چھوٹا خاک کا ریزہ * مہر۔سورج * ضیاء۔روشنی۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) ہمارے دل وجگر بلکہ جسم کے ایک ایک روئیں میں جو اللہ کے پیارے محبوب علیہ السلام کے عشق کا درد سمایا ہوا ہے اس کو دل کی بیماری سمجھ کر کوئی نام نہاد طبیب (متطبب) اس کا علاج کرنا نہ شروع کردے اور کوئی اس درد کی کمی کی بھی دعا نہ کرے بلکہ یہ دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ اس دردِ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی فرمائے۔

ان کا درد کہاں تک پہنچا قلب ، جگر اور جاں تک پہنچا
ساری دنیا کعبے پہنچی، میں کعبے کی جاں تک پہنچا

(۲) ہمارے آقا علیہ السلام کے رُخ والضحیٰ کے سامنے اگر پھول کو غلامی وبندگی کا دعویٰ ہے تو یہ بھی اس کی گستاخی وبے ادبی ہوسکتی ہے۔ ایسی جرأت کرنے کی خدا کسی کو توفیق نہ دے کہ اتنی بڑی بات کرجائے کہاں پھول اور کہاں چہرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

توبہ ایڈا حسن نبی دا جہدی جھال نہ جھلی جاوے

(۳) حضور کے اشارۂ ابرو کے ساتھ ہی اللہ کی رحمت کا رُخ پھرتا جاتا ہے اگر ہمارے دعاؤں کی قبولیت کے لیے بارگاہ الٰہی

میں عرض کردیں تو ہم مستجاب الدعوات ہوجائیں اور ہماری کوئی بھی دعا رد نہ ہو۔ کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پہنچ ہی اتنی ہے کہ

؎ دیدار خدا ملا خدائی پائی — جو بات کسی نے بھی نہ پائی، پائی
پہنچے ہوئے پہنچے نہ جہاں تک مولا — حقا کہ وہاں تم نے رسائی، پائی

(خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی)

(۴) ہمارے سامنے کوئی کسی سرو، ورو کا ذکر نہ کرے، ہمیں بالکل اچھا نہیں لگتا کیونکہ ہمارے دل و جان میں محبوب خدا کا قد انور ایسا رچ بس گیا ہے کہ

؎ اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی — جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی

(۵) اور ہاں سورج کو بھی صاف صاف کہہ دو کہ آج کے بعد روشنی کا دعویٰ کرنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ اب ہم مدینہ پاک کے ذروں کی روشنی دیکھ آئے ہیں اور اتنے پاگل نہیں کہ فیصلہ نہ کرسکیں کہ روشنی میں سورج کا دعویٰ صحیح ہے یا مدینہ کے ذروں کا۔

محبوب کے قدموں سے چھونے والے ذرات کے ادب کا یہی حق تھا جو اعلیٰ حضرت نے ادا کردیا فجزاہ اللہ خیر الجزاء الیٰ یوم الجزاء۔ محبوب کی طرف منسوب ہر چیز ہی محبوب ہو تو یہ عشق کا تقاضا ہے۔

؎ نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا — مزہ جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا

(۶) یہ زخم دل روش گل ہنسائیں گے اک روز — خدا کے واسطے ان کو کوئی سیا نہ کرے
(۷) نہیں میں روتا ہوں کچھ یاد باغ و گلشن میں — ہمارے رونے پہ اے گل کوئی ہنسا نہ کرے
(۸) کھلے گا غنچۂ دل گل کی باد دامن سے — ہزار بار عرق ریزیاں صبا نہ کرے
(۹) یہ دل کو بھایا گل زخم عشق کا لکھا — ہزار پھولے چمن قصد انتہا نہ کرے
(۱۰) رضائے نامہ سیہ کا کہاں ٹھکانا ہے — شفاعت اس کی جو محشر میں مصطفیٰ نہ کرے

حلّ لغات:

★ گل۔(حضور علیہ السلام کی ذات مراد ہے) ★ سیا۔ سینا سے ہے ★ گلشن۔ باغ ★ گل۔ پھول ★ غنچہ۔ کلی (پھول بننے سے پہلے کی شکل) ★ باد۔ ہوا ★ عرق ریزیاں۔ چھڑکاؤ ★ صبا۔ باد صبا (پروا ہوا) ★ بھایا۔ اچھا لگا ★ قصد۔ ارادہ ★ نامہ۔ اعمال نامہ ★ سیہ۔ گناہوں سے سیاہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶) ایک دن ضرور آئے گا کہ ہمارے گل (محبوب خدا) کے کرم سے ہمارے دل کے زخم مہکنے لگیں گے اور وہ اپنا دیدار کرا کے ہمیں خوش فرمادیں گے۔ اس وقت تک خدا کے لیے کوئی ہمارے زخم سینے کی کوشش نہ کرے۔

؎ جیکر یار دے نام دی ملے سولی — چوتا لے ئیے پٹاں ھلیے ناں

(۷) اے پھول! خبردار ہم روتے ہیں تو یہ نہ سمجھنا کہ کسی باغ کی یاد میں روتے ہیں۔ ہمیں دنیا کے کسی باغ کی ضرورت نہیں، ہم جس

کے لیے روتے ہیں اس کے لیے ہی روتے ہیں اپنے کام سے کام رکھو اور آئندہ ہمارے آنسو بہانے پہ کوئی بھی ہنسنے کی کوشش نہ کرے۔

صحابہ کرام اور صحابیات حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر روتے تھے اور ہجر و فراق محبوب میں عربی اشعار پڑھتے تھے۔ (دیکھئے شفا شریف)

؎ جہاں دلاں وچہ عشق سمایا رونا کم اونہائیں　　اُٹھدے روون بہندے روون، روون چلدیاں راہیں

(۸) ہمارے دل کی کلی تو اپنے پھول (پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کے دامن کی بادِ صبا سے کھل جائے گی لہٰذا اے پروا ہوا! تو اتنا تکلف نہ کر کہ ہزار ہزار بار چھڑکاؤ کرتی ہے تاکہ ہم تیرے احسان کا بوجھ اپنے سر لیں (ہم دل کا غنچہ تجھ سے نہیں دامن محبوب کی ہوا سے کھلائیں گے)

؎ پروانے کو چراغ سے بلبل کو پھول بس　　صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

(۹) ہمارے دل کو وہی ایک پھول (گلشن وحدت کا مہکتا ہوا پھول حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا راج دلارا اور اللہ کا پیارا) پسند آیا ہوا ہے اور اسی کے درد عشق کا زخم دل پہ لگایا ہوا ہے۔ اے باغ تو ہزار بار پھولتا رہ مگر اتنا بھی نہ پھول کیونکہ ہم تیرے ساتھ عشق کرنے والے نہیں ہم تو محبوب خدا کو چاہنے والے ہیں۔

؎ ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج　　جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

(۱۰) اے احمد رضا! اگر تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میدان محشر میں شفاعت کی حامی نہ بھری تو جن گناہ گاروں کے اعمال نامے گناہوں کی میل سے سیاہ ہو چکے ہیں ان کو کہاں ٹھکانہ مل سکتا ہے۔

؎ نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے نامہ ہائے سیاہ کو تیرے عفو بندہ نواز میں

----***----

نعت شریف نمبر (۱۰۰)

(۱) تعظیم سے منکر ہیں دمباز نہیں چھپتے — دل جان سے حاضر ہیں دمساز نہیں چھپتے
(۲) افعی سے کٹاتے ہیں جاں اپنی گماتے ہیں — جاناں کو سلاتے ہیں جانباز نہیں چھپتے
(۳) نزدیک بلاتے ہیں دیدار دکھاتے ہیں — مولا میرے آقا کے اعزاز نہیں چھپتے
(۴) مردوں کو جلائے گی روتوں کو ہنسائے گی — ان میٹھی نگاہوں کے انداز نہیں چھپتے

حلّ لغات:

* تعظیم ۔عزت کرنا * دمباز ۔دھوکہ باز * دمساز ۔دوست * افعی ۔ کالا ناگ * گمانا ۔ گم کرنا * جاناں ۔ محبوب * جانباز ۔جان پر کھیل جانے والا * اعزاز ۔انعامات ،رتبے * جلانا ۔زندہ کرنا * انداز ۔طریقے ،ایکشن۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح :

(۱) اللہ کے محبوبوں کی تعظیم وعزت کا منکر ہو یا دل وجان سے ان پر جان چھڑ کنے والا ان کا رازدار ہو دونوں قسم کے لوگوں کو اللہ نے واضح کردیا ہے اب قیامت تک نہ چھپ سکیں گے۔ ما کان اللّٰہ لیذ ر المومنین علیٰ ماانتم علیه حتی یمیز الخبیث من الطیب ۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اس حالت میں نہیں چھوڑے گا جس پہ تم ہو یہاں تک کہ پہچان کرادے (جدا کر دے) پلید کو پاک سے۔ایسے جدا جدا اور واضح ہوئے کہ ہزاروں کوششوں اور لبادوں کے باوجود قیامت تک نہ چھپ سکیں گے۔

عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عشق ومحبت رسول علیہ السلام کا اعلان ڈنکے کی چوٹ پہ کرتے رہیں گے اور دشمنان رسول گستاخیوں سے باز نہیں آئیں گے۔

؎ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

(۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے محبوب علیہ السلام کے یارِ غار، دمساز (رازدار) ہوئے ہیں کہ جنہوں نے حضور علیہ السلام کی نیند کی خاطر اپنے پاؤں پہ کالا سانپ لڑا لیا اور محبوب کے آرام کی خاطر اپنی جان لڑادی۔

؎ مگر صدیق نے پاؤں کو جنبش تک نہ ہونے دی — کہیں آنکھیں نہ کھل جائیں مرے پیارے پیمبر کی

(۳) (حضرت بلال جیسے عاشقوں کو میرے آقا خواب میں ملک شام سے بلا کر اپنا دیدار کراتے ہیں۔اسی طرح امام بوصیری کو بھی خود تشریف لا کر چادر مبارک عطا فرماتے ہیں اور بیماری بھی دور فرماتے ہیں، امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کو بیداری میں بہتر بار زیارت سے نوازتے ہیں) چاہنے والوں کو قریب بلانا اور پھر ان کو اپنے دیدار سے نوازنا یہ ہمارے آقا علیہ السلام کے

اعزازات ہیں جو اندھوں سے بھی نہیں چھپ سکتے ہاں اگر دل کے اندھے نہ مانیں تو ان کی قسمت۔

کہتے ہیں ایک دفعہ ابولہب نے ابوجہل سے کہا تو روزانہ کسی نہ کسی معجزے کا مطالبہ کر دیتا ہے کبھی چاند توڑنے کا کبھی کنکروں کو کلمہ پڑھانے کا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) معجزہ دکھا دیتے ہیں لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں اور تو نہ ایمان لاتا ہے نہ معجزہ طلب کرنے سے باز آتا ہے تو ابوجہل نے کہا! وہ جو چاہیں کر کے دکھاتے رہیں جب میں نے ماننا ہی نہیں تو بات ختم۔ ابوجہل طبیعت کے لوگوں کو حضور علیہ السلام کی شانیں سورج کی طرح نظر آتی ہیں مگر وہ نہ مانیں گے۔ اور جو ظاہراً تھوڑا بہت مانیں گے وہ بھی اس طرح کہ

؎ تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

(۴) میدان قیامت میں میرے آقا کی نگاہ کرم جس طرف اُٹھ جائے گی مردوں کو زندہ کرتی جائے گی اور روتے ہوئے گناہ گاروں کو ہنساتی جائے گی۔

؎ جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا　　اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

بھلا حضور علیہ السلام کی میٹھی اور پیاری نظروں کے انداز کیسے چھپ سکتے ہیں۔ ان کی نظر کرم تو ہے ہی ہماری بگڑی بنانے کے لیے۔ (اس نعت کا مقطع نہیں ہے)

----✱✱✱----

نعت شریف نمبر (۱۰۱)

(۱) مژدۂ رحمت حق ہم کو سنانے والے — مرحبا آتش دوزخ سے بچانے والے
(۲) جتنے اللہ نے بھیجے ہیں نبی دنیا میں — تیری آمد کی خبر سب ہیں سنانے والے
(۳) مجھ سے ناشاد کو پہنچا دے در احمد تک — میرے خالق مرے بچھڑوں کے ملانے والے
(۴) دلِ ویرانۂ عاشق کو بھی کیجئے آباد — میرے محبوب مدینے کے بسانے والے
(۵) کوئی پہنچا نہ نبی رتبۂ عالی کو تیرے — مرحبا خلد کی زنجیر ہلانے والے
(۷) بعد مُردن مجھے دکھلائیں گے جلوہ اپنا — قبر تیرہ میں مرے شمع جلانے والے
(۸) قبر میں آپ کو دیکھا تو رضاؔ نے یہ کہا — دیکھئے آئے وہ مُردوں کو جلانے والے

حلِّ لغات:

★ مژدہ۔خوش خبری ★ مرحبا۔خوش آمدید ★ آتش۔آگ ★ آمد۔تشریف آوری ★ ناشاد۔پریشان ★ در۔دروازہ ★ خالق۔پیدا کرنے والا ★ ویرانہ۔بے آباد، خراب ★ بسانے والے۔آباد کرنے والے ★ رتبہ عالی۔بلند مرتبہ ومقام ★ خلد۔جنت ★ مُردن۔مرنا ★ جلوہ۔دیدار، چمک، نظارہ ★ تیرہ۔اندھیری، سیاہ ★ جلانے والے۔زندہ کرنے والے۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح :

(۱) اللہ کی رحمت کی خوشخبری سنانے والے اے میرے شفاعت والے آقا! میرے لیے تو بس آپ ہی ہیں، میدان محشر میں آپ کا آنا اے میرے دوزخ سے بچانے والے پیارے نبی! مبارک ہو۔

(۲) یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنے بھی نبی ورسول بھیجے ہیں سارے کے سارے اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی امت کے سامنے آپ کی اس کائنات میں تشریف آوری کی خبریں سناتے رہے۔ کیونکہ ان کا اللہ سے وعدہ تھا لتؤمنن به ولتنصرنه کہ تم ضرور ضرور میرے محبوب پہ ایمان لاؤ گے اور ضرور ضرور ان کی مدد کرو گے۔اس لیے اپنی امتوں کے سامنے اتنا اپنا ذکر نہ کرتے جتنا ہمارے آقا علیہ السلام کا کرتے اور اپنے ذکر سے پہلے آپ کا ذکر کرتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی امت کے سامنے حضور علیہ السلام کی آمد کی خوشخبری سنانا تو قرآن پاک میں ہے ومبشر ابرسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (الصف)

(۳) اے بچھڑے ہوؤں کو ملانے والے میرے خالق ومالک اللہ! مجھ جیسے غم کے مارے ہوئے کو اپنے محبوب کے دروازے پہ پہنچا دے کیونکہ تیری شان ہے ان اللہ علی کل شیء قدیر۔مجبور ہیں تو ہم ہیں تو تو سب کچھ کرسکتا ہے۔

(۴) اے یثرب کو مدینہ بنا کر اپنی رحمت سے آباد کرنے والے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے اس عاشقِ زار کے دل پر نگاہِ کرم فرما کر اس کو بھی آباد کر دیجئے۔

ے پئے وددھدے چارے پاسے نیں ھنیرے یارسول اللہ — کدوں لیکھاں چہ ھوون گے سویرے یارسول اللہ
اوہ کیڈی شان والے نیں اوہ کیڈے بخت والے نیں — جہاں طیبہ چہ کیتے نیں بسیرے یارسول اللہ
کدوں دیدار دیوو گے میں عاجز توں نمانے توں — خدا جانے کدوں دن پھرنے میرے یارسول اللہ
خدا نے آپ وڈیایا اے سوہنے پاک قرآں وچہ — تہاڈے عرشاں توں رتبے اُچیرے یارسول اللہ
تیرے تاثیر نے قدرت توں تکیا نہیں خوشی دامنہ — ہے غم ای غم نے بس اس دے پھیرے یارسول اللہ

(صدیق تاثیر)

(۵) بڑی بڑی عظمت وشان والے نبی اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے مگر آپ کے بلند رتبے کو کوئی نہ پہنچ سکا اے جنت کی زنجیر ہلا کر جنت کا دروازہ کھلوانے والے میرے آقا! پس مرگ آپ ہماری قبر میں تشریف لائے۔ مرحبا، خوش آمدید، جی آیاں نوں۔ آپ کا آنا مبارک ہو۔

الصلوۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللّٰہ
وعلٰی الک واصحابک یاسیدی یا حبیب اللّٰہ

ے میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد — میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ و السلام

(۶) انشاء اللہ العزیز! میرے لجپال آقا مجھے مرنے کے بعد ضرور اپنا دیدار کرائیں گے جلوہ دکھائیں گے اور میری اندھیری قبر کو شمع بزم ہدایت (اپنے رُخ والضحیٰ) سے ضرور روشن ومنور فرمائیں گے۔

(۷) اور جب میرے پیارے آقا! اپنے گناہ گار امتی کی بگڑی کو بنانے کے لیے (گدائے درِ خیر الوریٰ، عبد مصطفیٰ) احمد رضا کی قبر میں تشریف فرما ہوں گے تو میں تڑپ کر فرشتوں کو کہوں گا۔

ے اوہ میرا بخشاؤن والا آ گیا

ہاں ہاں اے عالَم برزخ والو! وہ دیکھ لو! مردوں کو زندہ فرمانے والے محبوب خدا میری قبر میں جلوہ فرما ہو گئے۔

----***----

نعت شریف نمبر (۱۰۲)

(۱) انبیاء کو بھی اجل آنی ہے — مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
(۲) پھر اُسی آن کے بعد ان کی حیات — مثلِ سابق وہی جسمانی ہے
(۳) رُوح تو سب کی ہے زندہ اُن کا — جسمِ پُر نور بھی روحانی ہے
(۴) اوروں کی رُوح ہو کتنی ہی لطیف — ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
(۵) پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی — رُوح ہے پاک ہے نورانی ہے
(۶) اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح — اس کا ترکہ بٹے جوفانی ہے
(۷) یہ ہیں حی ابدی ان کو رِضا
صِدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

حلِّ لغات:

* اجل–موت * آنی–آنا سے ہے * فقط–صرف (بمعنی اِنَّـہٖ) * آنی ۲–آن سے یعنی آن کی آن (لحہ بھر کے لیے) * آن ۳–وقت * حیات–زندگی * مثل–سابق * پہلے کی طرح–جسمانی جسم والی (نہ کہ صرف روحانی) * پرنور–نور سے بھرپور * لطیف–پاکیزہ، نرم * اجسام–جسم کی جمع * ثانی–مثل، دوسرا * خاک–مٹی * نورانی–نوروالا، روشنی والا، چمکدار * ازواج–زوج کی جمع بمعنی جوڑا مراد ہے بیوی * ترکہ–میراث، مرے ہوئے کی جائیداد * بٹے–تقسیم ہو * فانی–ختم ہونے والا * حی–زندہ * ابدی–ہمیشہ والا * صدق–سچائی * قضا–اللہ کا حکم * مانی–مانا، تسلیم کرنا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) اس میں شک نہیں کہ کل نفس ذائقۃ الموت کے مطابق انبیاء کرام علیھم السلام پر بھی موت آکر رہے گی (لیکن یہ نفوس قدسیہ مٹ کر فنا نہیں ہوتے اور مٹی میں مٹی نہیں ہو جاتے جیسا کہ گستاخ لوگوں کا عقیدہ ہے اور انہی کے اس باطل عقیدے کی تردید کے لیے اعلیٰ حضرت کو یہ غزل قطع بند لکھ کر ان کے منہ بند کرنے پڑے) لیکن انہیں موت ایسی آئے گی کہ آن کی آن اور لحہ بھر کے لیے تاکہ حکم الٰہی پورا ہو۔

آپس میں متصل اشعار کہ سب کو ملائیں تو مفہوم واضح ہو غزل قطع بند کہلاتی ہے۔

(۲) پھر اسی لحہ (وعدہ الٰہی پورا ہو جانے کے فوراً بعد) انبیاء کرام کی زندگی پہلے کی طرح جسم والی ہو جاتی ہے۔ شہداء کرام کی

زندگی بھی ایک لحاظ سے اُخروی و معنوی ہے مگر انبیاء کرام علیھم السلام بالخصوص حضور علیہ السلام کی زندگی حقیقی، حسی اور جسمانی ہے (مدارج النبوۃ ص ۲۶۳، ج ۲) مواہب لدنیہ میں ہے و من خصائصہٖ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ حیّ فی قبرہ ۔ حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے کہ آپ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

موت آئی مگر قائم نہ رہی (جواہر البحار)

یہی وجہ ہے کہ وہ آج بھی محمد رسول اللہ (محمد اللہ کے رسول ہیں) حدیث شریف میں ہے ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللّٰہ حیّ یرزق (ابن ماجہ ص ۱۱۹) اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے جسموں کو کھانا، زمین پر حرام کر دیا ہے پس اللہ کا نبی (قبر میں) زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ۔ انبیاء کرام علیھم السلام اپنی قبروں میں زندہ و سلامت ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں (بیہقی، ابو یعلی)

جبکہ مطلقاً ادراک (سننا، جاننا) تمام مُردوں کے لیے ثابت ہے (نیل الاوطار ص ۲۸۲، ج ۳)

حضور علیہ السلام کا (بوقت تدفین) امت کی بخشش کے لیے دعا کرنا اور باقاعدہ آپ کے ہونٹ مبارک کا حرکت کرنا اور صحابی کا بچشم سر مشاہدہ کرنا بھی ثابت ہے (مدارج ص ۴۴۲، ج ۲) آپ کی قبر انور سے ہر نماز کے وقت (آذان کی) آواز آنا حدیث سے ثابت ہے (مشکوۃ، دلائل النبوۃ ص ۲۰۶، اقتضاء الصراط لابن تیمیہ ص ۳۷۱)

(۳) باقی رہی روح کی بات، وہ تو سب کی زندہ و سلامت ہے (قل الروح من امر ربی ۔ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کا امر ہے) جبکہ حضور علیہ السلام کا جسم اقدس بھی باقی مخلوق کی روحوں سے لطیف تر ہے (اسی لیے تو آپ کے جسم اقدس کا سایہ نہیں ہے۔ کیونکہ سایہ اصل سے لطیف تر ہوتا ہے اور حضور علیہ السلام کی ذات سے لطیف تر ذات کائنات میں پیدا ہی نہیں کی گئی)

؎ اول و آخر اعلیٰ و افضل ہر خوبی میں کامل و اکمل
بعد خدا ہیں سب سے برتر رحمت عالم نور مجسم (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴) دوسروں (غیر انبیاء) کی ارواح کتنی ہی لطیف سہی لیکن ان کی ارواح بھی نبیوں کے اجسام کا مقابلہ (لطافت میں) کب کر سکتی ہیں؟ نبیوں کے اجسام امتیوں کی ارواح سے پاکیزہ تر ہوتے ہیں۔

جبکہ غیر انبیاء (اولیاء) کی حالت یہ ہے کہ حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ان کے ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ بن جاتا ہوں (بخاری شریف) پھر نبیوں کی روحانی لطافتوں کا حال کیا ہوگا، پھر امام الانبیاء؟ سبحان اللہ

؎ ہوئے ہیں حضرت یوسف حسیں زمانے میں انہیں بھی آپ کے ہی حسن کی خیرات ملی
ہیں آئے یوں تو بہت سے پیغمبرانِ خدا مگر حضور کے آنے سے لاکھ بات ملی
فقیر قادری برحق ہے یہ حقیقت بھی خدا ملا اسے جس کو نبی کی ذات ملی

(۵) انبیاء کرام علیھم السلام کا حال تو یہ ہے کہ جس زمین پہ قدم رکھتے ہیں اس زمین کی خاک خاک شفا ہو جائے، روح سے پاکیزہ تر ہو جائے۔ نہ صرف پاک بلکہ "نور علیٰ نور" ہو جائے۔

جتھے ماہی پب رکھدا اوتھے اُگدا سرو دا بوٹا

ہمارے آقا علیہ السلام کے رضاعی بہن بھائی بیان کرتے ہیں اذا وقف بقدمیہ علی الوادی یخضر لوقتہ کہ جب حضور علیہ السلام (بچپن میں) کسی وادی کی سخت پتھریلی زمیں پر بھی قدم رکھ دیتے تو وہاں سے سبزہ اُگ آتا۔

جب آپ کے قدموں سے پتھریلی زمین کو حیات مل رہی ہے تو پھر حیات النبی کا انکار کون کرسکتا ہے۔ (قرآن میں زمین پہ سبزہ اُگنے کو ہی زمین کی حیات قرار دیا گیا ہے یحی الارض بعد موتھا)

جبریل امین کی سواری کے قدموں کی مٹی سامری سنارے نے زیورات سے ڈھالے ہوئے بچھڑے میں ڈال دی تو وہ بولنے لگا۔ تو جبریل علیہ السلام کے آقا محمد رسول اللہ کے قدم مبارک کی تاثیر کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

؎ تیرے ذکر میں ہیں یہ برکتیں میرے بگڑے کام سنور گئے
جہاں تیری یاد ہے دلنشیں وہیں رحمتوں کا نزول ہے

(۶) حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلیل قائم کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں مرنے کے بعد غیر نبی کی بیوی بیوہ ہو کر عدت گزار کر آگے نکاح کرنے کی شرعاً مجاز ہے چاہے وہ شہید کی بیوہ ہو مگر انبیاء کرام علیھم السلام بالخصوص امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے یہ اجازت نہیں، دو وجہ سے ایک تو ازواجہ امھتھم نبی علیہ السلام کی بیویاں اہل ایمان کی مائیں ہیں۔ اور دوسرا حیات النبی علیہ السلام کی وجہ سے کہ جو زندہ وسلامت ہو اس کی بیوی آگے نکاح نہیں کرسکتی تا وقتیکہ وہ چھوڑ نہ دے اور میرات بھی اس کی تقسیم ہوتی ہے جو فنا ہو جاتا ہے، مر جائے، جبکہ ہمارے آقا کی شان یہ ہے کہ

؎ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

(۷) تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیھم السلام بالخصوص امام الانبیاء علیہ السلام کو حیات ابدی عطا فرما رکھی ہے۔ بس موت کا وعدہ پورا ہوا جو ہم مانتے ہیں پھر اس طرح نمازیں بھی پڑھی جارہی ہیں، امامتیں بھی ہورہی ہیں۔ آذان واقامت کی آوازیں بھی آرہی ہیں، مسجد اقصیٰ میں خطبے بھی ہورہے ہیں، آسمانوں کی سیریں بھی ہورہی ہیں۔

عقیدۂ حیات النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

حیات شہداء کے لیے نص قطعی موجود ہے تو ان شہداء سے اونچے درجے والوں کے لیے ایسی واضح نص کا نہ ہونا اسی قبیل سے ہے کہ آیۂ میراث میں ماں کا حصہ بیان ہوا اور باپ کا نہ ہوا کیونکہ ادنیٰ کا حکم بیان کردینے کے بعد اعلیٰ کا حکم خود ہی سمجھ میں آجاتا ہے اہل عرب اس کو صراحت سے بیان کرنا ضروری نہ سمجھتے تھے جیسے والدین کو "اف" کہنے سے تو منع کیا گیا مگر "مار پیٹ" کا ذکر نہ کیا کہ جب اف نہیں کہہ سکتے تو مار کیسے سکتے ہیں۔

اس کو دلالۃ النص کہہ لو یا الکنایۃ ابلغ من التصریح کے زمرے میں شمار کرلو (کنایہ اور اشارے سے بات کرنا صراحت سے بات کرنے پر فوقیت رکھتا ہے اور ایسی زیادہ اثر انگیز ہوتی ہے)

؎ آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے تم ہمارے ہم تمہارے ہو گئے

اس لیے یہ کہنا کہ حیات النبی علیہ السلام کا تعلق عقائد سے ہے جس کے ثبوت کے لیے نص قطعی درکار ہے۔ غیر مناسب ہوگا۔

بلکہ شہدا کے لیے یرزقون (وہ رزق دیے جاتے ہیں) کا لفظ بتا رہا ہے کہ ان کی حیات بھی محض معنوی وروحانی نہیں اور

نہ ہی اس رزق سے روحانی رزق مراد ہے کیونکہ وہ تو ہر مومن کی روح کو حسب حال ملتا ہے بلکہ یہی دنیوی رزق مراد ہے۔ چنانچہ قاضی شوکانی یمنی لکھتے ہیں **المرادبالرزق المعروف فی العادات علی ما ذھب الیہ الجمھور السلف۔**

یہ رزق جو شہداء کو دیا جاتا ہے وہی ہے جو عرفی رزق ہے نہ کی روحانی ومعنوی، یہ جمہور کا مذہب ہے۔

ان کی حیات ایسی ہے کہ جس میں وہ جنت وعرش کی سیر بھی کرتے ہیں اور کھاتے پیتے بھی ہیں۔

جب زندگی ثابت ہے حسین ابن علی کی ــــ ہم موت نہ مانیں گے زمانے کے نبی کی
(صلی اللہ علیہ وسلم)

----***----

نعت شریف نمبر (۱۰۳)

(اس نعت میں اعلیٰ حضرت نے خود تضمین لکھی ہے اسی وجہ سے اس کو سب سے آخر میں لکھا گیا)

(۱) بستگی میں تھا مرے غنچۂ دل کو یہ کمال — سو نسیمیں چلیں کھلنا تھا مگر اس کا محال
دفعۃً کیا ہوا اس حال نے پایا جو زوال — صرصرِ دشت مدینہ کا مگر آیا خیال
کِھل اُٹھی دل کی کلی عنبر سارا ہو کر

(تکمیل از جانب غلام حسن)

حل لغات:

★ بستگی ۔ بندش ★ غنچۂ دل ۔ دل کی کلی ★ نسیم ۔ صبح کی ہوا ★ محال ۔ ناممکن ★ دفعۃً ۔ یکدم ★ حال ۔ حالت ★ زوال ۔ ختم ہونا ★ صرصر ۔ سخت اور تیز آندھی ★ دشت ۔ جنگل۔

مفہوم شعر نمبر ۱:

میرے دل کی کلی مدینہ طیبہ کی یاد میں اس قدر پختہ ہو چکی تھی کہ سو قسم کی ہوائیں بھی اس کا رُخ مدینہ سے نہ پھیر سکیں، یکدم جو یہ حالت (سو قسم کی ہواؤں کے چلنے کی) ختم ہوئی تو فوراً دشت مدینہ کی تیز آندھی نے میرے دل کو پھر سے مدینہ شریف کی محبت کی رسی سے باندھ دیا۔

؎ دل بمحبوب حجازی بستہ ایم — زیں جہت با یکد گر پیوستہ ایم

(پہلے شعر کا آخری مصرعہ میری طرف سے بارگاہ اعلیٰ حضرت میں نذرانۂ محبت ہے۔ جو اس طرح بھی ہو سکتا ہے
؎ دل میرا جھوم اُٹھا نور کا دھارا ہو کر)

☆☆☆

(۲) جب جہاں سوز ہو خورشید قیامت یارب — بے قراری رہے کام آئے نکالے مطلب
دل کی سیماب وشی رنگ دکھائے یہ عجب — پائے شہ پر گرے یارب تپش مہر سے جب
دل بے تاب اُڑے حشر میں پارا ہو کر

حلِ لغات:

★ جہاں سوز ۔ جہان کو جلانے والا ★ خورشید ۔ سورج ★ بے قراری ۔ بے چینی ★ مطلب ۔ مقصد، مراد ★ سیماب ۔

اصل میں سیم آب ہے یعنی چاندنی کا پانی، مراد ہے پارہ جس کا رنگ چاندی کی طرح ہوتا ہے * وشی۔مانند، مثل * عجب۔حیران کن * پائے شہ۔حضور علیہ السلام کے قدم * تپش مہر۔سورج کی گرمی * بیتاب۔بے قرار * پارا۔ٹکڑا۔

مفہوم شعر نمبر ۲:

اے اللہ! جس دن قیامت کا سورج اہل محشر کو اپنی حرارت سے جلا رہا ہو، ہماری بے قراری و بے چینی بڑھ رہی ہو مگر سورج اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہو اور اپنا مطلب و مقصد پورا کر رہا ہو (یعنی اس کو اہل محشر پہ کچھ ترس نہ آرہا ہو) ہمارے دل پارے کی طرح متحرک اور ڈر کے مارے عجیب و غریب قسم کے رنگ بدل رہے ہوں اور پھر یکا یک گرمی محشر کی وجہ سے ہمارا دل سینے سے نکل کر تیرے محبوب کے قدموں پہ گر جائے یا جب تیرے محبوب کے قدموں پہ سورج کی گرمی پڑ رہی ہو تو دعا ہے کہ ہمارا دل ٹکڑے ہو کر حضور علیہ السلام کے قدموں پہ گر جائے اور ان قدموں کو گرمی محشر سے بچانے کی خدمت سرانجام دے۔

حضرت حسان بن ثابت نے یوں عرض کیا تھا۔

~ فان ابی وو الدتی وعرضی　　　　لعرض محمد منکم وقاء

اے کافر! بے شک میرے ماں باپ اور عزت وآبرو تمہارے حملوں سے بچاؤ کے لیے میں نے اپنے آقا کے لیے ڈھال بنادیے ہیں۔

حضور علیہ السلام کی حمایت کا اثر:

حضور علیہ السلام نے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کو نزع کے عالم میں دیکھا جبکہ عزرائیل علیہ السلام سرہانے کی طرف کھڑے تھے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عزرائیل علیہ السلام کو فرمایا ارفق بصاحبی فانہ مومن۔ میرے اس صحابی پہ نرمی کرنا بے شک یہ مومن ہے۔عزرائیل نے عرض کیا طب نفسا و قر عینا فانی لکل مومن رفیق۔ اے میرے آقا! آپ فکر نہ کریں، خوش ہو جائیں اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا رکھیں میں تو اہل ایمان کا دوست ہوں۔

~ نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری　　　　فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے

اس روایت کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے۔(ضیاء القرآن جلد نمبر ۳ ص ۶۳۲ بحوالہ تفاسیر)

ورنہ موت کی سختی تو اس قدر ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے معجزہ کے طور پر ایک مردے کو زندہ فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ آپ نے معجزہ دکھا لیا اب مہربانی کر کے مجھے پہلے کی طرح مردہ ہی کر دیں۔آپ نے فرمایا! کیا تو زندہ نہیں رہنا چاہتا؟ اس نے عرض کیا! میں دوبارہ موت کی سختیاں برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

~ موت کے خطرہ سے غافل کس قدر انسان ہے　　　　کیسا عاقل کیسا دانا اور کیا نادان ہے
کون پوچھے اس سے کہ ہشیار تجھ کو کیا ہوا　　　　آنے والی موت سے لاغرض تو کیوں ہو گیا

سبحان اللہ! ادھر یہ حالت ہے اور ادھر شہید اللہ کی بارگاہ میں بار بار سر کٹانے کی التجا کرتا ہے معلوم ہوا کہ شہادت ہزار زندگیوں سے بہتر ہے۔

(۳) کچھ تو جلوہ نظر آیا میرے اشکوں پر تارے ٹوٹے ہیں گر رنگ شفق سے مل کر
لعل میں آب گہر، شیشۂ مے میں اختر پانی میں آتش تر شعلہ میں آب کوثر
دل سوزاں نے کیا خون کا دریا ہو کر

حلّ لغات:

* اشکوں۔ آنسوؤں * شفق۔ سورج غروب ہونے کے بعد کی سرخی * لعل۔ موتی * آب گہر۔ موتی بننے والا پانی کا قطرہ * مے۔ شراب * اختر۔ ستارہ * آتش تر۔ تری والی آگ * آب کوثر۔ حوض کوثر کا پانی * دل سوزاں۔ جلنے والا دل۔

مفہوم شعر نمبر ۳:

فرقت و ہجر مصطفیٰ میں رونے نے اتنا فائدہ تو اس بے وفا دنیا میں ہی دے دیا کہ میرے آنسو جو خون ہو کر بہہ رہے ہیں اتنے پیارے لگ رہے ہیں کہ گویا آسمان سے ستارے گر رہے ہیں یا موتی میں پانی چھلک رہا ہے یا شراب کی صراحی میں ستاروں کی ایک انجمن سجی ہوئی ہے یا پانی میں تری والی آگ لگی ہوئی ہے یا پھر حوض کوثر میں عشق مصطفیٰ کی آگ کے شعلے سمجھ لو۔ الغرض! میرے جلے ہوئے دل نے ہر طرف خون کا دریا بہا دیا ہیں اور میرے آقا نے بھی اس کے بدلے

دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں

یہ دنیا میں فائدہ ہوا اور اصل فائدہ تو آگے ہوگا اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

☆☆☆

(۴) پیچ و تاب اتنا نہ کر کچھ تو سلجھ اے سنبل پڑ گئی پیچ میں کیوں تیری سمجھ اے سنبل
کیوں پریشان ہے اتنا تو سمجھ اے سنبل عاشق زلف نبی ہوں نہ الجھ اے سنبل
کب میں آتا ہوں تیرے دام میں دانا ہو کر

حلّ لغات:

* پیچ و تاب۔ بل پھیر * سلجھ۔ سلجھنا سے ہے ترتیب پانا، سنورنا * سنبل۔ خوشبودار گھاس جس سے زلف محبوب کو تشبیہ دی جاتی ہے * الجھ۔ الجھنا سے ہے بے ترتیب ہونا سلجھنا کی ضد * دام۔ جال * دانا۔ عقل مند، ہوشیار۔

مفہوم شعر نمبر ٤:

اے خوشبودار گھاس (سنبل) اتنے پیچ و تاب کیوں کھاتی ہے (نخرے دکھاتی ہے) ٹھیک ٹھیک ہو کر رہ، کیوں تیری سمجھ میں پھیر آگیا ہے اور تو غلط فہمی میں مبتلا ہو گئی ہے میں تیرا عاشق نہیں ہوں میں تو اپنے نبی کی واللیل کی زلفوں کا عاشق ہوں، تو میرے ساتھ کیوں الجھتی ہے نہ ہی میں تیرے جال میں پھنسنے والا ہوں کیونکہ اتنی سمجھ بوجھ تو رکھتا ہوں کہ

جہڑے قیدی نے زلف محمد دے اور غیراں دے جال اچ پھسندے نئیں

----***----

قطعات

(۱) عالم ہمہ صورت اگر جاں ہے تو تو ہے — سب ذرے ہیں گر مہر درخشاں ہے تو تو ہے
پروانہ کوئی شمع کا ، بلبل کوئی گل کا — اللہ ہے شاہد مرا جاناں ہے ، تو تو ہے
طالب میں ترا ، غیر سے ہرگز نہیں کچھ کام
گر دیں ہے تو تو ہے جو ایماں ہے تو تو ہے

حلّ لغات:

* عالم۔جہان * ہمہ صورت۔ہر طرح، ہر صورت، بہر حال * مہر درخشاں۔چمکتا سورج * گل۔پھول * شاہد۔گواہ * جاناں۔محبوب، پیارا * طالب۔عاشق * گر۔اگر۔

مفہوم قطعہ نمبر۱:

اے سراج منیر (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہر لحاظ سے سارا جہان اگر جسم مانا جائے تو آپ اس میں جان کی طرح ہیں، ساری مخلوق ذروں کی طرح اگر سمجھی جائے تو آپ کو چمکتا ہوا سورج کہنا پڑے گا۔ کیونکہ آپ کی حقیقت ہر ذرے سے لیکر آفتاب تک اور ہر قطرے سے لیکر سمندر تک میں جلوہ گر ہے اور جس طرح جان کے بغیر جسم بے کار ہے اسی طرح آپ کے نور نبوت کے بغیر ہر شئی کا وجود ناممکن ومحال ہے۔

؎ ہر شی میں ہے نور رُخ تابانِ محمد ﷺ — ہر پھول میں خوشبوئے گلستان محمد ﷺ

کوئی کسی شمع پہ پروانہ وار ہو کر جان دے رہا ہے تو کوئی کسی پھول پر بلبل بن کے فدا ہو رہا ہے مگر خدا گواہ ہے کہ میرے محبوب تو اے میرے آقا صرف آپ ہی ہیں میں صرف آپ کا طالب ہوں مجھے غیروں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ میرا دین اگر کوئی ہے تو وہ بھی آپ ہیں اور ایمان ہے تو وہ بھی آپ ہی کی ذات ہے۔

؎ میںڈا دین وی توں تے ایمان وی توں — میںڈا مصحف تے قرآن وی توں

☆☆☆

(۲) خدا تیرا ہے تو خدا کا پاک بندہ ہے — خدا تو تو نہیں نورِ خدا ظلِ خدا تو ہے
تیرے تعریف میں جتنا بڑھیں سب تجھ کو شایاں ہے — فقط اک ناروا یہ ہے کہ یوں کہیے خدا تو ہے

حلّ لغات:

٭ظِل-سایہ ٭ شایاں-مناسب، لائق ٭ فقط-صرف ٭ ناروا-ناجائز۔

مفہوم قطعہ نمبر ۲:

اے پیارے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ آپ کا معبود ہے اور آپ اللہ کے عبد کامل ہیں۔ آپ خدا تو نہیں مگر خدا کا نور ہیں اور اس کے نور کا عکس و پرتو (فیضان) ہیں۔ آپ کی جتنی بھی تعریف کی جائے آپ اس کے سزاوار ہیں (بلکہ آپ کی تعریف کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا) ہاں آپ کو خدا کہنا ناجائز ہے جس کا کہ کوئی مسلمان بھی الحمد للہ قائل نہیں ہے اور جو ایسا کہتا ہے وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔

ے تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری　　حیراں ہوں میرے شاہ، میں کیا کیا کہوں تجھے

☆☆☆

(۳) رہا نہ شوق کبھی مجھ کو سیر دیواں سے　　ہمیشہ صحبت ارباب شعر سے ہوں نفور
نہ اپنے کاموں سے تضییع وقت کی فرصت　　نہ اپنی وضع کے قابل کہ اس میں ہوں مشہور
رہی وبال سے اس کے مجھے سبکدوشی　　کہ ویسے ہی ہے گراں سر پہ بار جرم قصور
جبین طبع ہے ناسودہ داغ شاگردی　　غبار منت اصلاح سے ہے دامن دور
مگر جو ہاتف غیبی مجھے بتاتا ہے　　زبان تک اسے لاتا ہوں میں بمدح حضور

حلّ لغات:

٭ دیواں-شاعروں کی غزلوں کی کتابیں ٭ ارباب-دوست، احباب مراد شعراء ہیں ٭ نفور-متنفر، بھاگنے والا ٭ تضییع وقت-وقت کو ضائع کرنا ٭ فرصت-مہلت ٭ وضع-شکل وصورت، وضع قطع، قاعدہ، قانون، حالت ٭ وبال-عذاب، مصیبت ٭ سبکدوشی-بری الذمہ ہونا ٭ گراں-بھاری ٭ بار جرم قصور-گناہ کا بوجھ ٭ جبین-پیشانی ٭ طبع-طبیعت ٭ ناسودہ-بے فائدہ ٭ داغ-نشان دھبہ ٭ ہاتف غیبی-عالم غیب سے آواز دینے والا ٭ بمدح حضور-حضور علیہ السلام کی شان میں۔

مفہوم قطعہ نمبر ۳:

مجھے نہ تو شعراء کے دیوان پڑھنے کا شوق کبھی دامن گیر ہوا بلکہ میں تو ہمیشہ ان سے بھاگتا ہی رہا (تا کہ دوسرے ضروری کاموں کی طرف پوری توجہ دے سکوں)

نہ ہی مجھے اپنے کاموں سے اتنی فرصت ملتی ہے کہ شعر و شاعری میں مغز ماری کر کے اپنا وقت ضائع کرتا رہوں، اور نہ ہی میں اپنی وضع قطع کے اعتبار سے مناسب سمجھتا ہوں (کہ لوگ مجھے مفتی اسلام کہیں اور میں شعر و شاعری کی دھن میں لگا رہوں)

کیونکہ میرا نام علماء میں ہے نہ کہ شعراء میں۔

خدا کا شکر یہ ہے کہ میں اس (شعروشاعری کی) مصیبت سے بچا رہا کیونکہ پہلے ہی سر پہ گناہوں کا بوجھ کیا کم ہے کہ اس ذمہ داری کا بوجھ بھی اُٹھالوں۔ (نعتیہ شاعری کے سوا شاعری مصیبت ہی ہے) میری طبیعت کا چہرہ شاگردی کے دھبے سے آرام میں ہے (میں نے اس میدان میں شاگردی کرنا بے فائدہ سمجھا) اور شعراء سے اپنے شعروں کی اصلاح کرانے کے احسانات کا گردو غبار میرے دامن سے دور ہی رہا (مگر پھر نعتیں کیسے لکھ دیں اور اتنا اعلیٰ نعتیہ کلام حدائق بخشش کس طرح معرض وجود میں آگیا؟ تو اس کا جواب آخری شعر میں یوں دیتے ہیں) مجھے جو غیب کی آواز آتی گئی وہ میرے دل میں اتر کر قلم کے ذریعے صفحہ قرطاس پہ تحریر ہوتی گئی اور میں اپنے پیارے نبی کی پیاری پیاری نعتیں لکھتا گیا۔ (اور اس طرح یہ الہامی کلام "حدائق بخشش" تیار ہوتا گیا جس کی نعتوں کے بارے میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے)

نعت کیا ہے، قصرِ حُسن و عشق کی تکمیل ہے — نعت کیا ہے، حکمِ ربی کی فقط تعمیل ہے
نعت ابوابِ محبت کا جلی عنوان ہے — ہم غلامانِ پیمبر کی یہی پہچان ہے
دل کے بنجر کھیت میں کرنیں اُگا دیتی ہے نعت — نقشِ باطل کے جبینوں سے مٹا دیتی ہے نعت
نعت کیا ہے نکہتوں کی سرزمیں کا تذکرہ — نعت کیا ہے سب حسینوں سے حسیں کا تذکرہ
نعت کہنے کے لئے دل پاک ہونا چاہئے — غرق الفت دیدۂ نمناک ہونا چاہئے

(ریاض حسین چودھری)



(رباعیات)

رباعی نمبر(۱)

آتے رہے انبیاء کَمَا قِیْلَ لَهُمْ
وَالْخَاتَمُ حَقُّکُمْ کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اَکْمَلْتُ لَکُمْ

حلّ لغات:

٭ انبیاء۔نبی کی جمع،غیب کی خبر دینے والا ٭ کَمَا قِیْلَ لَهُمْ۔جیسا کہ ان کے بارے میں فرمایا گیا ٭ وَالْخَاتَمُ حَقُّکُمْ۔آخری نبی ہونا آپ کا حق ٹھہرا اور آپ خاتم النبیین ہوئے ٭ دفتر تنزیل۔آسمانی کتابوں کا رجسٹر ٭ اَکْمَلْتُ لَکُمْ۔تمہارے لیے میں نے مکمل کر دیا (تمہارا دین)

مفہوم رباعی نمبر ۱:

انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوا جیسا کہ قرآن وحدیث میں بیان کیا گیا۔اور سب نبیوں کے آخر میں آنے کا اعزاز ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آیا اور اللہ نے ختم نبوت کا تاج آپ کے سر پر سجایا۔

مطلب یہ ہے کہ جب آسمانی کتابوں کا سلسلہ قرآن مجید پہ آ کر مکمل ہوا تو آخر میں مہر لگا دی گئی کہ الیوم اکملت لکم دینکم۔ کہ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔اس میں اس آیت کے سب سے آخر میں نازل ہونے کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔

؎ خاتم الانبیاء ہے تو شفیع المذنبیں ہے تو
تیری ضیائے عشق ہے اہل نظر کی آبرو
تیرے تصورات سے شجر حیات میں نمو
ذکر جمیل سے تیرے اہل نیاز کا وضو

(عبدالستار جالندھری)

رباعی نمبر (۲)

شب لحیہ و شارب ہے رُخ روشن دن
گیسوو شب قدرو برات مومن
مژگاں کی صفیں چار ہیں دو اُبرو ہیں
وَالْفَجْرِ کے پہلو میں لَیَالٍ عَشْرٍ

حلّ لغات:

٭ شب۔رات ٭ لحیہ۔داڑھی مبارک ٭ شارب۔مونچھیں ٭ رُخ۔چہرہ ٭ گیسو۔زلف ٭ شب قدر۔لیلۃ

القدر * برات ـ شب برات (شعبان کی پندرھویں رات) * مژگاں ـ پلکیں * ابرو ـ بھویں * والفجر ـ صبح صادق کی قسم * لیال عشر ـ دس راتیں۔

مفھوم رباعی نمبر ۲:

سرکارِ مدینہ علیہ السلام کی داڑھی مبارک کالی رات کی طرح سیاہ ہے اور اسی طرح مونچھیں مبارک بھی (دو) اور چہرۂ انور روشن دن ہے (تین ہوگئے) دو گیسوئے مبارک ایک لیلۃ القدر ہے اور دوسرا لیلۃ البرات ہے اہل ایمان کے لیے (پانچ ہوگئے) چار پلکیں اور اسی صف میں دو بھویں مبارک ہیں (گیارہ ہوگئے) اور یہ گویا تفسیر ہوئی ''والفجر ولیال عشر'' کی۔ کہ صبح صادق کی قسم اور دس راتوں کی قسم۔ صبح صادق چہرۂ والضحیٰ ہوا اور دس راتیں مذکورہ دس اشیاء ہوئیں یہ ہے نعتِ مصطفیٰ کا حق ادا کرنا۔ جس کے بارے کہا گیا۔

؎ یہی دین و ایماں یہی ہے عبادت — درودوں کی محفل ہمیشہ سجائیں
میں نعتیں پڑھوں جھوم کر اس طرح سے — فرشتے سبھی عرش پر جھوم جائیں

(ریاضِ مدینہ)

رباعی نمبر (۳)

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ — ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں — ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

حل لغات:

* سرتابقدم ـ سر سے لیکر پاؤں تک * ان سا ـ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا۔

مفھوم رباعی نمبر ۳:

ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) سرِ انور کے بالوں سے لیکر پاؤں مبارک کے ناخنوں تک سراپا شان ومعجزہ ہیں۔ آپ ایسے انسان ہیں کہ دنیا میں کوئی آپ جیسا انسان ہے ہی نہیں۔

قرآن تو ہمیں یہ بتاتا ہے کہ حضور علیہ السلام ایمان ہیں مگر جب ایمان سے پوچھا! کہ تو بتا ہمارے آقا کیا ہیں تو ایمان نے وجد میں آ کر کہا! وہ تو میری بھی جان ہیں۔

؎ خَلق میں انسان تھا اور خُلق میں قرآن تھا — وہ کہ سر تاپا جمالِ سورۂ رحمٰن تھا
مدح دانائے سُبُل، مولائے کل کیا کیجئے — خلق پر جن کے شہادت آزما قرآن تھا

؎ سر سے لیکر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے — جیسے منہ سے بولتا قرآن کی تفسیر ہے
محوِ حیرت ہے یہ دنیا مصطفیٰ کو دیکھ کر — وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے

رباعی نمبر(٤)

بوسہ گہ اصحاب وہ مہر سامی　　وہ شانۂ چپ میں اس کی عنبر فامی
یہ طرفہ کہ ہے کعبہ جان و دل میں　　سنگِ اسود نصیب رکنِ شامی

حل لغات :

٭ بوسہ گہ- چومنے کی جگہ ٭ اصحاب- صحابہ کرام علیھم الرضوان ٭ مہر سامی- اُبھری ہوئی مہر نبوت جو آپ کے دو کندھوں کے درمیان تھی یا بائیں کندھے پہ جیسا کہ اعلیٰ حضرت نے خود فرمایا ٭ شانہ چپ-بایاں کندھا ٭ عنبر فامی- عنبر کی خوشبو سے مہکتی اور عنبر خالص کی شکل جیسی ٭ طرفہ- عجیب بات ٭ سنگ اسود- حجر اسود (کالا سیاہ پتھر جو کعبہ کی دیوار میں نصب ہے) ٭ رُکنِ شامی- کعبہ کے ایک کونے کا نام۔

مفهوم رباعی نمبر ٤:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت انور پر بائیں کندھے کے قریب اُبھری ہوئی مہر نبوت جو عنبر خالص کی طرح خوشبو اور رنگ میں تھی صحابہ کرام علیھم الرضوان اس کو بڑی محبت سے بوسے دیتے تھے۔ عجیب بات کہہ دوں! ہمارے دل اور ہماری جان کا کعبہ محمد رسول اللہ کی ذات والا صفات ہے اور اس کعبہ کے رُکن شامی (بائیں کندھے) کے پاس حجر اسود (مہر نبوت کی شکل میں) نصب ہے۔

؎　تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں　　پر نہیں ، طاقت پرواز مگر رکھتے ہیں

رباعی نمبر(٥)

کعبہ سے اگر تربتِ شہ فاضل ہے　　کیوں بائیں طرف اس کے لیے منزل ہے
ان فکر میں جو دل کی طرف دھیان گیا　　سمجھا کہ وہ جسم ہے یہ مرقدِ دل ہے

حلّ لغات :

٭ تربت شاہ- حضور علیہ السلام کا مزارِ پُر انور ٭ فاضل- فضیلت والا ٭ منزل- قیام گاہ، رہنے کی جگہ ٭ دھیان- توجہ ٭ مرقد- آرام گاہ، قبر انور۔

مفهوم رباعی نمبر ٥:

میں اکثر اس بات پہ غور و فکر کرتا رہتا تھا کہ جب اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ حضور علیہ السلام کی قبر انور کعبہ معظمہ سے افضل ہے تو پھر قبر انور کو کعبہ سے دائیں جانب ہونا چاہیے تھا کیونکہ دایاں بائیں سے افضل ہوتا ہے اسی سوچ و بچار میں رحمۃ للعالمین کی رحمت کا جھونکا آیا اور میری توجہ دل کی طرف گئی تو یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ دل جو تمام اعضاء جسمانی سے افضل ترین ہے اور (جس کو عرش اللہ کہا گیا ہے) وہ بھی تو بائیں طرف ہوتا ہے، ہاں ہاں! اسی لیے حضور علیہ السلام کا روضہ مبارک بائیں طرف ہے کہ کعبہ جسم کی طرح ہے اور حضور

علیہ السلام کا مزار انور دل کی مانند ہے۔

؎ درد جامی ملے نعت خالد لکھوں　　　اور انداز احمد رضا چاہیے

رباعی نمبر(٦)

تم جو چاہو تو قسمت کی مصیبت ٹل جائے　　　کیونکر کہوں ساعت سے قیامت ٹل جائے
للہ اٹھا رُخِ روشن سے نقاب　　　مولیٰ مری آئی ہوئی شامت ٹل جائے

حلِّ لغات:

٭ مصیبت۔۔دُکھ، پریشانی ٭ ٹل جائے۔رفع دفع ہو جائے ٭ ساعت۔مقررہ وقت ٭ للہ۔اللہ کے واسطے ٭ نقاب۔پردہ ٭ شامت۔نحوست، بدبختی۔

مفہوم رباعی نمبر ٦:

اے میرے آقا! میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ قیامت کی مصیبت ٹل جائے اور قیامت قائم ہی نہ ہو لیکن یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ اگر چاہیں تو میری بدبختی کی مصیبت تو ٹل سکتی ہے خدا کے لیے اپنے چہرۂ انور سے پردہ اُٹھاؤ تا کہ اے میرے آقا و مولیٰ! میرے اوپر آئی ہوئی نحوست تو ٹل جائے۔

؎ کدوں تک غم دیاں سٹاں رہوے گا شاد ایہہ سہندا　　　ایہدا اُٹھن ہو گیا بجھ اے نیلا یارسول اللہ

رباعی نمبر(٧)

یاں شبہ شبیہ کا گزرنا کیسا؟　　　بے مثل کی تمثال سنورنا کیسا؟
ان کا متعلق ہے ترقی پہ مدام　　　تصویر کا پھر کہیے اترنا کیسا؟

حلِّ لغات:

٭ یاں۔یہاں کا مخفف ٭ شبہ۔شک ٭ شبیہ۔صورت، تصویر، شکل ٭ بے مثال۔جس کی کوئی مثال نہ ہو ٭ تمثال۔صورت ٭ متعلق۔۔جس سے تعلق ہو یا متعلق (اسم فاعل) تعلق رکھنے والا ٭ ترقی۔عروج، اضافہ ٭ مدام۔ہمیشہ۔

مفہوم رباعی نمبر ٧:

حضور علیہ السلام کی مثل ہونے کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا (یا خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت ہو تو شک نہ کرو کیونکہ آپ نے فرمایا! جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا) جو ہو ہی بے مثل و بے مثال تو پھر اس کا ''سنورنا'' اس کا کیا مطلب ہوا کیونکہ آپ کا حسن و جمال تو انتہا کو پہنچا ہوا ہے پھر سنورنے کا کیا معنی؟ سنورنا تو وہ ہے جس میں کوئی کمی رہ گئی ہو جس کو وہ بن سنور کر دور کرتا ہے اور ہمارے آقا علیہ السلام کا حال تو یہ ہے کہ

؎ نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسن رسول ہے　　　یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے

کیونکہ جس عضو کا بھی آپ سے تعلق ہے وہ دن بدن ترقی وعروج پر ہے (وللا خرة خیر لك من الا ولیٰ) اسی لیے آپ کی تصویر کا اتر نا ممکن ہی نہیں کیونکہ تصویر تو منجمد اور ایک ہی جگہ پہ رُکی رہتی ہے جبکہ آپ کا حسن و جمال ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ

؎ رونقت را روز روز افزوں کنم
نامِ تو بر نقرۂ و برزرزنیم

رباعی نمبر(۸)

یہ شہ کی تواضع کا تقاضا ہی نہیں — تصویر کھنچے ان کو گوارا ہی نہیں
معنیٰ ہیں یہ مانی کہ کرم کیا مانے — کھینچنا تو یہاں کسی سے ٹھہرا ہی نہیں

حل لغات :

٭ شہ۔بادشاہ ٭ تواضع۔عاجزی ٭ تقاضا۔طلب ٭ گوارا۔پسند ٭ معنیٰ۔مطلب،مقصد۔

مفہوم رباعی نمبر ۸:

تصویر نہ بن سکنے کی دوسری وجہ بیان ہو رہی ہے اور وہ یہ کہ ہمارے آقا کی عاجزی وانکساری بے مثل و بے مثال ہے بھلا وہ کب یہ چاہیں گے کہ میری تصویر بنے (اور اس کی پوجا پاٹ شروع ہو جائے) یا پھر حضور علیہ السلام کے کرم نے یہ پسند ہی نہ کیا کہ تصویر کھنچے، دراصل بات یہ ہے کہ ''کھینچنا'' کا لفظ ہی اس بارگاہ میں نہیں ہے کیونکہ کھینچنا میں تو ''لینے'' کا مفہوم پایا جاتا ہے جب کہ آپ تو ہر کسی کو دینے والے ہیں۔

؎ پڑھیں گے درود اور دعا ہم کریں گے — رسول خدا کی ثنا ہم کریں گے
یہ جیسے بھی ممکن ہوا ہم کریں گے — رہیں گے رہِ مصطفیٰ ہی کے راہی

رباعی نمبر(۹)

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ — بیجا سے ہے اَلْمِنَّةُ لِلّٰہِ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی — یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ

حل لغات :

٭ نہایت۔بہت زیادہ ٭ محظوظ۔لذت حاصل کرنے والا ٭ بے جا۔بلاوجہ ٭ اَلْمِنَّةُ لِلّٰہِ۔اللہ کے احسان وکرم سے (کلمۂ شکر) ٭ محفوظ۔بچاہوا ٭ نعت۔ گوئی۔نعت کہنا ٭ احکام۔حکم کی جمع ٭ ملحوظ۔خیال رکھا گیا۔

مفہوم رباعی نمبر ۹:

میں اپنے کلام (نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت لطف اندوز ہوتا ہوں اور لذت حاصل کرتا ہوں کیونکہ میں نے

نعت رسول علیہ السلام لکھنے والی قلم سے کسی اور کی تعریف کبھی لکھی ہی نہیں اور اللہ کا احسان ہے کہ حضور علیہ السلام کی تعریف بھی وہی لکھی ہے جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شایان شان ہے مبالغہ آرائی اور بے جا تعریف سے مکمل محفوظ رہا ہوں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ میں نے قرآن مجید سے نعت کہنا سیکھا ہے میرا مطلب ہے شرعی احکام کا پورا پورا خیال رکھا ہے۔

رباعی نمبر (۱۰)

پیشہ مرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو — ہاں شرع کا البتہ ہے جنبہ مجھ کو
مولیٰ کی ثناء میں حکم مولیٰ کا خلاف — لوزینہ میں سیر تو نہ بھایا مجھ کو

حل لغات:

* پیشہ ۔ کام، روزی کا ذریعہ * شاعری ۔ شعر کہنا، لکھنا * شرع ۔ شریعت، دین * جنبہ ۔ طرفداری، حمایت، لحاظ * مولیٰ ۔ اللہ * مولیٰ ۲ ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم * لوزینہ ۔ بادام کا حلوہ * سیر ۔ کھجور کی گٹھلی * بھایا ۔ پسند آیا، اچھا لگا۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۰:

نہ تو میں پیشہ ور شاعر ہوں اور نہ ہی مجھے شاعر ہونے کا دعویٰ اور خواہش ہے لیکن ایک بات ضرور ہے کہ شریعت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حمایت اور طرفداری کا پورا پورا خیال ہے۔

پھر بھلا حضور علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے اللہ و رسول ہی کی مخالفت کرنا کیسے گوارا کرلوں یہ تو ایسے ہی ہوا کہ بادام کا حلوے میں کھجور کی گٹھلیاں ڈال دی جائیں۔ جس کو کوئی بھی پسند نہ کرے گا پھر میں کیسے پسند کرلوں؟

این خیال است و محال است وجنون

رباعی نمبر (۱۱)

محصور جہاں دانی و عالی میں ہے — کیا شبہ رضا کی بے مثالی میں ہے
ہر شخص کو اک وصف میں ہوتا ہے کمال — بندے کو کمال بے کمالی میں ہے

حل لغات:

* محصور ۔ گھرا ہوا * جہاں دانی ۔ دنیا کی معرفت و پہچان * عالی ۔ بلند * شبہ ۔ شک * بے مثال ۔ لاجواب و بے مثل * وصف ۔ تعریف، خوبی * بے کمال ۔ خوبی کا نہ ہونا۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۱:

دنیا جہاں کی معرفت و پہچان اور بلند و بالا (پیچیدہ مسائل) میں رہنے والے احمد رضا کی بے مثال مصروفیات میں کس کو شک ہوسکتا ہے (احمد رضا نے قلم پکڑا تو صرف فتاویٰ اکیلا ہی تیس جلدوں میں لکھتا گیا اور دشمنان دین کے ساتھ جو کبھی لڑائی لڑتا ہوا سینکڑوں کتابیں ان کے رد میں لکھ گیا ایسے محسن کے لیے اگر بے مثال کا لفظ بھی لکھ دیا جائے تو کیا اعتراض؟ اور خود اگر اعلیٰ حضرت

نے اپنے لیے ان معنوں میں لکھ دیا ہے تو تحدیث نعمت کے طور پر جائز ہے)
ہر بندے کو کسی نہ کسی خوبی میں کمال حاصل ہوتا ہے مگر میرے جیسے بندے کا کمال یہ ہے کہ مجھ میں کوئی کمال نہیں ہے۔
رباعی میں عاجزی وانکساری اور تحدیث نعمت کا کتنا حسین امتزاج ہے؟ جس کو صاحبان ذوق ہی جانتے ہیں۔

رباعی نمبر (۱۲)

کس منہ سے کہوں رشک عنادل ہوں میں — شاعر ہوں فصیح بے مماثل ہوں میں
حقا کوئی صنعت نہیں آتی مجھ کو — ہاں یہ کہ نقصان میں کامل ہوں میں

حلِّ لغات:

* رشک عنادل۔ بلبلیں جس پر حسد (غبطہ) کریں * فصیح۔ عمدہ کلام کرنے والا * بے مماثل۔ لاثانی، بے مثل * حقا۔ یہی سچ ہے * صنعت۔ ہنر وکمال * کامل۔ جس میں کوئی کمی نہ ہو۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۲:

میں اپنے بارے میں یہ کیسے کہہ سکتا ہوں کہ میں ایسا صاحب کمال ہوں کہ بلبلیں مجھ پہ رشک کرتی ہیں، نہ مجھے شاعری اور فصاحت وبلاغت میں بے مثال ہونے کا دعویٰ ہے صحیح بات یہی ہے کہ میرے اندر کوئی کمال نہیں ہے، سوائے اس کے، کہ میرے اندر دنیا جہاں کے نقص ہیں بس یہ وہ کمال کہہ لیجیے کہ اس میں میرا کوئی ثانی وہمسر نہیں ہے۔

من تواضع لله فقدر فعه الله

جو اللہ کے لیے جھک جاتا ہے (عاجزی کرتا ہے) اللہ پھر اس کو سربلند بھی فرما دیا ہے۔ اسی لیے تو پوری دنیا میں آج اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت ہو رہی ہے۔

رباعی نمبر (۱۳)

توشہ میں غم واشک کا ساماں بس ہے — افغانِ دل زار حدی خواں بس ہے
رہبر کی رہ نعت میں گر حاجت ہو — نقشِ قدم حضرت حسان بس ہے

حل لغات:

* توشہ۔ زادراہ، سفر خرچ * اشک۔ آنسو * بس۔ صرف * افغاں۔ آہ وزاری (فغاں) * دل زار۔ رونے والا دل * حدی خواں۔ اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے اشعار پڑھنے والا * راہبر۔ پیشوا، راہنما * رہ۔ راستہ * حاجت۔ ضرورت * نقش قدم۔ پاؤں کا نشان۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۳:

میرے لیے سفر خرچ اور زادراہ غم عشق مصطفیٰ علیہ السلام میں آنسو بہانا ہی کافی ہے، میرے دل پریشان کی آہ وزاری کو

سکون دینے کے لیے حدی خوانوں کے اشعار پڑھ پڑھ کر روتے رہنا ہی کافی ہے اور اگر مجھے نعت گوئی میں کسی راہبر کی ضرورت پڑ گئی تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (ثنا خوان) مصطفیٰ علیہ السلام کا نقش قدم ہی کافی ہے۔ (اس سے کم درجے کا شخص اعلیٰ حضرت کی راہنمائی نعت کے میدان میں کر بھی کون سکتا ہے؟)

ـ درد جامی ملے نعت خالد لکھوں　　اور انداز احمد رضا چاہیے

رباعی نمبر (۱۴)

ہر جا ہے بلندیٔ فلک کا مذکور　　شاید ابھی دیکھے نہیں طیبہ کے قصور
انسان کو انصاف کا بھی پاس رہے　　گو دور کے ڈھول ہیں سہانے مشہور

حلّ لغات:

* جا۔جگہ * فلک۔ آسمان * مذکور۔جس کا ذکر کیا جائے * طیبہ۔مدینہ * قصور۔قصر کی جمع محل * انصاف۔ عدل * پاس۔لحاظ * سہانے۔دل پسند، پیارے۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۴:

ہر جگہ لوگوں کو یہی کہتے سنا گیا ہے کہ آسمان بلند و بالا ہے، شاید ان لوگوں نے مدینہ شریف میں میرے آقا علیہ السلام کے (نہ کہ نجدیوں کے) محلات نہیں دیکھے (کہ جہاں سید الملائکہ سدرۃ المنتہیٰ سے آتا ہے اور ستر ہزار صبح، ستر ہزار شام کو فرشتے حاضری دیتے ہیں اور دنیا بھر سے دل مدینے کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں) انسان بات کرے تو کچھ تو انصاف کا بھی خیال کرے اگرچہ دور کے ڈھول سہانے (من پسند اور دل کو اچھے) لگتے ہیں، مگر اتنا بھی ظلم ہمیں برداشت نہیں کہ ہر وقت آسمان اونچا ہے آسمان اونچا ہے کی تسبیح پڑھی جائے اور مدینے کا نام بھی نہ لیا جائے۔

ـ ہے لب پہ نعت دل میں مدینے کی جستجو　　آقا تیری تلاش میں پھرتا ہوں کو بہ کو
گذرے در حبیب پہ اے کاش زندگی　　نورالحسن کے دل میں ہے اتنی ہی آرزو

رباعی نمبر (۱۵)

کس درجہ ہے روشن تن محبوب الٰہ　　جامہ سے عیاں رنگ بدن ہے واللہ
کپڑے یہ نہیں میلے ہیں اس گل کے رضا　　فریاد کو آئی ہے سیاہی گناہ

حل لغات:

* تن محبوب۔اللہ کے حبیب کا جسم اقدس * جامہ۔لباس * عیاں۔ظاہر * واللہ۔اللہ کی قسم * گل۔پھول (مراد ہیں اللہ کے رسول ﷺ) * فریاد۔التجا۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۵:

اللہ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جسم منور کس قدر روشن ہے کہ قسم بخدا! لباس مبارک سے بدن اقدس کا رنگ چھن چھن کر باہر آرہا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لباس مبارک پر جو دھندلاہٹ سی نظر آرہی ہے یہ میل کچیل نہیں ہے، ذرا غور سے دیکھو اور آنکھیں کھولو! یہ تو ہم گناہ گاروں کے گناہوں کی سیاہی ہے جو آپ کا دامن پکڑ کر بخشش کی التجا کر رہی ہے۔

ے جو حضرت کی الفت میں قربان ہو گا — اسی کے لیے ہر اک سامان ہو گا
وہ محشر کے دن کیوں پریشان ہو گا — خدا کا وہ جنت میں مہمان ہو گا
اے ہمدم اگرچہ گناہ گار ہیں ہم — خطا دار ہیں ہم سیا کار ہیں ہم
مگر پھر بھی ان کے طلب گار ہیں ہم — نہ غمگین ہو فضل رحمان ہو گا

رباعی نمبر (۱۶)

ہے جلوہ گہ نورِ الٰہی وہ رُو — قوسین کی مانند ہیں دونوں اُبرو
آنکھیں یہ نہیں سبزۂ مژگاں کے قریب — چرتے ہیں فضائے لامکاں میں آہو

حلّ لغات:

* جلوہ گہ۔ جلوے کی جگہ * رو۔ چہرہ * قوسین۔ دو کمانیں * ابرو۔ بھویں * مژگاں۔ پلکیں * فضائے۔ وسعت * آہو۔ ہرن۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۶:

آقائے دو جہاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چہرۂ انور واقدس اللہ کے نور کی جلوہ گاہ ہے، دونوں بھویں دو کمانوں کی طرح ہیں۔ اللہ اکبر! یہ آنکھیں ہیں؟ یا آنکھوں کی پلکوں کے سبزے میں لامکان کی وسعتیں ہیں جس کی گھاس پہ ہرن چر رہے ہیں۔

ے وہ دو جہاں کی رحمت اوصاف سب حمیدہ — بعد از خدا وہ ہادی، ہادی بھی برگزیدہ
اے آرزو وہ فرقاں، یٰسین اور طٰہٰ — مجھ میں کہاں سکت ہے ان کا لکھوں قصیدہ

رباعی نمبر (۱۷)

معدوم نہ تھا سایۂ شاہ ثقلین — اس نور کی جلوہ گہ تھی ذات حسنین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے — آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

حلّ لغات:

* معدوم۔ عدم سے ہے یعنی نہ ہونا * ثقلین۔ دو جہاں (انسان و جن) * حسنین۔ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما * تمثیل۔ مشابہت، ہم مثل ہونا۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۷:

اگر چہ سرکار مدینہ علیہ السلام کے جسم کا سایہ سورج کی دھوپ اور چاند کی روشنی میں زمین پہ نہ پڑتا تھا مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ سایہ دار نہ تھے بلکہ آپ ایسے سایہ دار تھے کہ جب آپ ﷺ کے فیض کا سایہ حسنین کریمین پہ پڑا تو کمر سے سر تک امام حسن حضور علیہ السلام سے مشابہ ہو گئے اور نچلا حصہ امام حسین کا حضور علیہ السلام سے مشابہہ ہو گیا اور جب دونوں شہزادوں کو اکٹھا کھڑا کیا جاتا تو حضور علیہ السلام کی پوری تصویر بن جاتی۔

~ الٰہی بحق بنی فاطمہ — کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ
اگر دعوتم ردکنی ور قبول — من دست و دامانِ آل رسول

(صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ وبناتہ وازواجہ وعترتہ اجمعین)

رباعی نمبر (۱۸)

دنیا میں ہر آفت سے بچانا مولےٰ — عقبیٰ میں نہ کچھ رنج دکھانا مولےٰ
بیٹھوں جو درِ پاک پیمبر کے حضور — ایمان پر اس وقت اٹھانا مولےٰ

حلِّ لغات:

* آفت۔مصیبت * مولیٰ۔(اے اللہ) * عقبیٰ۔آخرت * رنج۔دکھ * در۔دروازہ۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۸:

اے میرے اللہ! اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کی پیاری پیاری زلفوں کا صدقہ مجھے دنیا میں ہر مصیبت سے بچالے اور آخرت میں ہر غم سے محفوظ فرمالے۔

اور تیری بارگاہ میں ایک آرزو دعا اور ہے اور وہ یہ کہ جب تو مجھے اپنے پیارے نبی کے روضۂ اقدس کی حاضری سے نوازے تو میں حضور علیہ السلام کی چوکھٹ پہ بیٹھ کر درود وسلام پڑھ رہا ہوں تو میرے روح قبض ہو جائے۔

~ گر وقتِ اجل سر تری چوکھٹ پہ پڑا ہو — جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

رباعی نمبر (۱۹)

خالق کے کمال ہیں تجدّد سے بَرِی — مخلوق نے محدود طبیعت پائی
بالجملہ وجود میں ہے اک ذاتِ رسول — جس کی ہے ہمیشہ روز افزوں خوبی

حلِّ لغات:

* خالق۔پیدا کرنے والا * کمال۔خوبی * تجدد۔تبدیلی و نیاپن * بری۔پاک * محدود۔حد کے اندر * بالجملہ۔الغرض، آخرکار، قصہ مختصر * وجود۔ہستی * روز افزوں۔ہر دن زیادہ۔

مفہوم رباعی نمبر ۱۹:

اللہ تعالیٰ کے کمالات اور خوبیاں بدلتی نہیں بلکہ جوں کی توں ہیں کیونکہ بدلنا حادث اور فانی کی شان ہے کل متغیر حادث۔ اور مخلوق کی صفات ساری کی ساری محدود ہیں، اللہ غیر محدود، بندہ محدود۔ قصہ مختصر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک ہمارے آقا کی ذات ہی ایسی ہے کہ جن کی شان میں دن بدن اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ وللاخرہ خیر لك من الاولی

رباعی نمبر (۲۰)

ہوں! کردو تو گردوں کی بنا گر جائے　　ابرو کھچے تیغ قضا گر جائے
اے صاحب قوسین بس اب رو نہ کرے　　سہمے ہوؤں سے تیر بلا پھر جائے

حل لغات:

* ہوں – جھڑک * گردوں – آسمان * بنا – بنیاد * ابرو – بھویں * تیغ قضا – فیصلے کی تلوار * صاحب قوسین – قاب قوسین او ادنیٰ کے قرب والے آقا علیہ السلام * رد – قبول نہ ہونا * سہمے ہوؤں – ڈرے ہوؤں * بلا – مصیبت۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۰:

اے میرے جاہ وجلال والے پیارے آقا! یہ تو آپ کی عاجزی و انکساری ہے کہ ہم جیسوں سے بھی محبت فرماتے ہیں ورنہ واللہ! آپ کے رعب ودبدبے کا عالم یہ ہے کہ اگر آپ آسمان کو ایک معمولی سے ڈانٹ پلادیں تو اس کی بنیادیں ہل جائیں اور گر کر تباہ ہو جائے، اور اگر آپ کے ابرو مبارک پہ غصے سے بل پڑ جائے تو قضا وقدر کی تلوار گر جائے۔ اے قاب قوسین کے قرب والے محبوب! ہم گناہ گار جو پہلے ہی سہمے ہوئے ہیں ہم سے مصیبت کا منہ پھر جائے اور بلاؤں کا تیر رُخ دوسری طرف کر لے۔

رباعی نمبر (۲۱)

نقصان نہ دے گا تجھے عصیاں میرا　　غفران میں کچھ خرچ نہ ہو گا تیرا
جس سے تجھے نقصان نہیں کر دے معاف　　جس میں ترا کچھ خرچ نہیں دے مولا

حل لغات:

* عصیاں – گناہ * غفران – معافی بخشش۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۱:

اے میرے پیارے آقا و مولیٰ رب العالمین (پروردگار عالم)! میرے گناہوں سے تجھے کوئی نقصان نہ ہوگا اور مجھے بخش دینے پہ تیرا کچھ خرچ بھی نہ ہوگا۔ تو جس کا تجھے نقصان نہیں (میرے گناہ) ان کو معاف کردے اور جس پر تیرا کچھ خرچ نہیں آتا (بخشش) مجھے عطا فرمادے۔

؎ الٰہی نعمہء مغموم سن لے　　فغانِ بندۂ مغموم سن لے

تیرے احسان ہیں اک اک قدم پر　　بھروسہ ہے فقط تیرے کرم پر
حبیب پاک کے صدقے میں یارب　　مصائب زندگی کے دور کر سب
لگے منجدھار کی کشتی کنارے　　سنبھل جائیں یہ سب آفت کے مارے
مسلمانوں کو راحت دے خوشی دے　　فراغت کر عطا آسودگی دے
کر ایسی ان کے اوپر مہربانی　　یہ امن و عافیت ہو زندگانی
وہی آ جائے کرداروں میں نیکی　　کریں باہم مدد اک دوسرے کی
دل نامی کی ہیں پر درد آہیں　　رسائی کی عطا کر ان کو راہیں

رباعی نمبر(۲۲)

عابد و تائب و عاصی سب ہیں　　آگے اے جان جسے تم چاہو
کون ہے وہ جو نہ چاہے تم کو　　قسمت اس کی ہے جسے تم چاہو

حل لغات :

★ عابد ـ عبادت کرنے والا ★ تائب ـ توبہ کرنے والا ★ عاصی ـ گناہ گار ★ قسمت ـ مقدر، نصیب۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۲:

اے میرے پیارے آقا! آپ کی امت میں عبادت گزار، شب زندہ دار، توبہ کرنے والے اور ہم جیسے گناہ گار سب ہی شامل ہیں اب آگے آپ کی مرضی جس کو بھی آپ پسند فرمالیں۔

؎ پیا جس کو چاہے سہاگن وہی ہے

بھلا کون بدنصیب ہے جو آپ کو نہ چاہتا ہو لیکن واہ نصیب اس کے جس کو آپ چاہیں۔

وہ خوش نصیب ہے جو قبر میں فرشتوں کو تیسرے سوال کے جواب میں کہے کہ یہ والضحیٰ کے نورانی چہرے والے میرے آقا ہیں لیکن اس کے مقدر کے کیا کہنے کہ والضحیٰ کے مبارک چہرے والا خود فرمائے کہ اس فرشتو! اس سے کیا پوچھتے ہو میں کون ہوں اس کے بارے میں مجھ سے پوچھو کہ یہ کون ہے انہی خوش نصیبوں کے بارے میں حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

؎ واہ نصیب تنہاں دے باہو　　قبر جنہاں دی جیوے ہوں

رباعی نمبر(۲۳)

کس ہاتھ کا خم تاب و تواں ٹوٹ گیا
کانپا یدبیضا کہ عصا چھوٹ گیا
جنبش ہوئی کس مہر کی انگلی کو رضا

بجلی سی گری شیشۂ مہ ٹوٹ گیا

حل لغات:

* خم – بل، حرکت * تاب – طاقت * تواں – زور * ید بیضا – چمکدار اور سفید ہاتھ * عصا – لاٹھی * جنبش – حرکت * مہر – سورج * مہ – چاند۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۳:

یہ کس کا ہاتھ چمکا اور حرکت میں آیا ہے کہ طاقت اور برداشت کے تمام بندھن ٹوٹ گئے ہیں اور پیارے موسیٰ علیہ السلام کے چمکدار اور نورانی ہاتھ پہ کپکپی طاری ہوئی جس کی وجہ سے اُن کی لاٹھی مبارک ہاتھ سے چھوٹی اور زمین پہ گرگئی۔ اے رضا! بتاتے کیوں نہیں یہ کس سراج منیر کی انگلی کو حرکت ہوئی ہے کہ ایک بجلی سی گرتی ہوئی دیکھی گئی ہے اور آسمان کا چاند ٹوٹ کر زمین پہ آگرا ہے۔ (یہ ہمارے آقا علیہ السلام کا ید اللہ والا، گوار گورا، چمکدار اور نورانی ہاتھ ہے، جب ہاتھ کی جلوہ سامانیاں یہ ہیں تو ذات کا عالم کیا ہوگا۔)

؎ سارے نبیوں سے افضل ہے شان مصطفیٰ — خود خدائے دو جہاں ہے مدح خوان مصطفیٰ
یوں کہے گا حشر میں جبریل سے اللہ میرا — خلد میں لے جاؤ جو ہے نعت خوان مصطفیٰ

(نورالحسن چشتی)

رباعی نمبر (۲٤)

نور رُخ سرور کا عجب جلوہ ہے
آٹھوں پہر اس کوچے میں دن رہتا ہے
یہ شام مدینہ نہ سمجھنا اے دل
آہ دلِ عاشق کا دھواں چھایا رہتا ہے

حل لغات:

* رُخ سرور – (نبیوں کے) سردار کا چہرہ * عجب – حیران کن * جلوہ – دیدار، نظارہ، روشنی * آٹھوں پہر – چوبیس گھنٹے، دن رات، ہروقت * کوچہ – گلی، چھوٹا راستہ * آہ – (دل عاشق کی) حسرت اور ارمانوں سے بھرپور اسانس۔

مفہوم رباعی نمبر ۲٤:

آقائے دوجہاں، سرورِ سروراں دستگیر بے کساں، شاہ مرسلاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رُخ انور کا دیدار بھی کتنا حیران کن ہے کہ مدینہ کے گلی کوچوں میں آپ کے چہرے کے نور سے ہروقت دن کا سماں رہتا ہے۔ اور اے میرے ناسمجھ دل! اگر کبھی دھندلاہٹ اور اندھیرا سا محسوس ہو تو یہ نہ سمجھنا کہ رات چھا گئی ہے یہ تو عاشقان مصطفیٰ کے دل کی آہوں کا دھواں ہے۔

جب مدینے کی بات ہوتی ہے
وجد میں کائنات ہوتی ہے
لیلۃ القدر کو جو شرما دے
وہ مدینے کی رات ہوتی ہے

رباعی نمبر (۲۵)

پرواز میں جب مدحت شاہ میں آؤں
تاعرش پرِ فکر رسا سے جاؤں
مضمون کی بندش تو میسر ہے رضاؔ
کافی کا دردِ دل کہاں سے لاؤں

حل لغات:

* پرواز۔ اُڑان * مدحت۔ تعریف وتوصیف * تا۔ تک * پَر۔ پرندے کا بازو (جس کے ذریعے وہ پرواز کرتا ہے) * فکر رسا۔ انجام تک پہنچنے والی فکر اور سوچ * مضمون۔ عنوان، سرنامۂ بیاں * بندش۔ حسن ترتیب، پابندی * میسر۔ حاصل * کافی۔ سید کفایت علی کافی رحمۃ اللہ علیہ شہید جنگ آزادی۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۵:

جب میں اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کو بیان کرنا شروع کرتا ہوں تو اپنی فکرِ رسا (نتیجہ تک پہنچنے والی سوچ) کے ذریعے عرش تک پرواز کرتا جاتا ہوں۔ اپنے نبی کی شان میں لفظوں کو تو خوب اچھے طریقے سے جوڑ لیتا ہوں مگر حضرت کافی علیہ الرحمۃ کا درد دل کہاں سے لاؤں۔

سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کس قدر وسیع الظرف تھے کہ اتنے بڑے صاحب دل ہو کر آپ کی عاجزی ملاحظہ فرمائیں اور دوسروں کی حوصلہ افزائی فرمانے کے سچے جذبے پہ غور کریں۔ بڑے لوگوں کی یہی نشانی ہوتی ہے، ایک جگہ آپ نے حضرت کافی علیہ الرحمۃ کو یوں خراج تحسین پیش فرمایا ہے۔

؎ کافی سلطان نعت گویاں ہے رضا   انشاء اللہ میں ہوں وزیر اعظم   (رحمۃ اللہ علیہما)

رباعی نمبر (۲۶)

آب دُرِ دنداں سے عدن ڈوب گیا
رشک لب لعلیں سے یمن ڈوب گیا
خجلت یہ ہوئی دیکھ کے روئے شہ کو

شبنم کے پسینہ میں چمن ڈوب گیا

حل لغات:

* آبِ دُر – موتیوں کا پانی (چمک دمک) * دنداں – دانت * عدن – ایک شہر (بحر قلزم کے کنارے پر) * رشک – حسد، غبطہ * لب لعلیں – سرخ ہونٹ * یمن – ملک یمن * خجلت – شرمندگی * روئے شہ – بادشاہ (آقا علیہ السلام) کا چہرہ * شبنم – اوس * چمن – باغ۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۶:

ہمارے آقا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے موتیوں سے زیادہ خوبصورت اور چمکدار و مبارک دانتوں کی آب و تاب جب عدن کے موتیوں نے دیکھی تو مارے شرمندگی کے پسینے میں ڈوب گئے، اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سرخ ہونٹ جب یمن (کے عقیق سرخ) نے دیکھے تو وہ حسد اور رشک کرتا ہوا شرمندگی کے پسینے میں غرق ہو گیا۔

اور آپ کے چہرۂ انور کا حسن و جمال دیکھ کر ان کی حالت یہ ہو گئی کہ گویا اوس و شبنم کو پسینہ آ گیا ہے اور اس میں سارا چمن ڈوب رہا ہے۔

؎ نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسنِ رسول ہے　　　یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے

رباعی نمبر (۲۷)

مہکا ہے میری بوئے دھن سے عالم
ہاں نغمۂ شیریں نہیں تلخی سے بہم
کافی سلطان نعت گویاں ہے رضا
انشاء اللہ میں ہوں وزیر اعظم

حل لغات:

* مہکا – خوشبو دار ہوا * بوئے دھن – منہ کی خوشبو (عمدہ کلام مراد ہے) * عالم – زمانہ، جہاں * شیریں – میٹھا * تلخی – کڑواہٹ * بہم – آپس میں ملا ہوا * سلطان – بادشاہ * نعت گویاں – نعت کہنے والے * انشاء اللہ – اگر اللہ نے چاہا۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۷:

سارا جہان میرے منہ کی خوشبو (میری نعتوں) سے معطر ہو گیا کیونکہ میری نعتوں میں ایسی مٹھاس ہے کہ جس میں کڑواہٹ کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اس کے باوجود بھی نعت خوانوں کے بادشاہ حضرت سید کفایت علی کافی ہیں اور اللہ نے اگر چاہا تو میں ان کا وزیر اعظم ہوں گا۔

؎ واصفوں میں حضرت حسان سب کے پیشوا　　　اجمل بہت گزرے ہیں سعدی جامی جیسے مقتداء

سلطان اردو میں کافی اور جناب احمد رضا بلبل رنگیں رضا یا طوطی نغمہ سرا
حق یہ کہ واصف ہے تیرا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں (مولانا اجمل شاہ علیہ الرحمۃ)

رباعی نمبر (۲۸)

اسریٰ میں جناں جلوۂ رُخ سے تاباں
خدمت میں دواں آئینہ رویان جناں
اے شوق! نظر ٹھہرے تو کیونکر ٹھرے
آئینہ میں آفتاب اور وہ بھی جنباں

حل لغات:

★ اسریٰ–شب معراج ★ جناں–جنت۔جلوۂ رُخ–چہرے کی ضیاء ★ تاباں–روشن، چمک ★ دواں–دوڑتے ★ آئینہ رویاں جناں–حسینان جنت ★ آفتاب–سورج ★ جنباں–حرکت کناں۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۸:

شب معراج آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جلوؤں سے ساری جنتیں چمک اٹھیں اور جنتوں میں رہنے والے (حورو غلمان ورضوان) آپ کی خدمت کے لیے دوڑ پڑے، اے شوق دیدار! بھلا کسی کی نظر ان کے چہرے پہ ٹھہر سکتی ہے یہ تو ایسے ہے کہ شیشے میں سورج ہو اور وہ بھی حرکت کر رہا ہو۔ سورج تو ویسے نہیں دیکھا جا سکتا پھر شیشے کے اندر ہو تو اس کے عکس میں اور زیادہ تیزی آجاتی ہے۔

؎ کوئی مثل نہ ڈھولن دی چپ کر مہر علی
ایتھے جا نیں بولن دی

رباعی نمبر (۲۹)

ہے دوش نبی کان صفا صل علیٰ
خاتم ہے لطافت پہ گواہ صل علیٰ
تھا بارِ نبوت جو اُٹھایا شہ نے
یہ نیل نزاکت سے پڑا صل علیٰ

حلّ لغات:

★ دوش– کندھا ★ کان– معدن، ذخیرہ ★ صفا– صفائی و پاکیزگی ★ صل علیٰ – (آپ ﷺ) پہ رحمت ہو

٭ خاتم – مہر نبوت ٭ لطافت – نرمی و پاکیزگی ٭ بار – بوجھ ٭ شہ – بادشاہ ٭ نیل – نشان (جسم پہ داغ پڑ جانا)
٭ نزاکت – لطافت و نرمی۔

مفہوم رباعی نمبر ۲۹:

ہمارے آقا علیہ السلام کے کندھے ہیں یا طہارت وصفائی و ستھرائی کی کان و معدن ہیں آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں آپ کی پشت انور پہ مہر نبوت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جسم اقدس کی لطافتوں پہ گواہ کے طور پر کافی ہے جو اس حقیقت کا اعلان کر رہی ہے کہ جب آقا علیہ السلام نے نبوت و رسالت کی بھاری ذمہ داری اُٹھائی تو جسم نازنین کے اوپر نشان پڑ گیا ہے۔

حق کا پیغام سنانے والے — تجھ کو بھولے ہیں زمانے والے
روح سے اس کی ہوئے بیگانہ — سر پہ قرآن اُٹھانے والے (قیوم نظر)

رباعی نمبر (۳۰)

رحمت کہ دن نے داغ حرماں دیکھا
شب کو بھی نہ روز سیہ پیش آیا
وہ وقت جسے دونوں طرف نسبت تھی
مولیٰ کی ولادت سے شرف یاب ہوا

حلِّ لغات:

٭ حرماں – محرومی ٭ داغ – دھبہ، نشان ٭ سیہ – تاریک و سیاہ ٭ مولیٰ – آقا علیہ السلام ٭ شرف یاب – عظمت پانے والا۔

مفہوم رباعی نمبر ۳۰:

رحمۃ للعالمین کی رحمت سے نہ دن محروم رہا اور نہ ہی رات نے تاریکی دیکھی، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت باسعادت کی نسبت دونوں کو نصیب ہوئی کیونکہ جب آپ اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے تو ''دن جا رہا تھا اور رات آ رہی تھی'' تا کہ نہ دن محروم رہے اور نہ رات کا آپ کی ولادت باسعادت کی مبارک گھڑیوں سے دامن خالی رہے۔ اور دونوں کہہ سکیں کہ

اپنا معیار زمانے سے جدا رکھتے ہیں — ہم تو محبوب بھی محبوب خدا رکھتے
کسی سائل کو صدا دینے کی زحمت کیوں ہو — اپنا دروازہ وہ ہر وقت کھلا رکھتے ہیں

رباعی نمبر (۳۱)

عشق احمد میں جسے چاک گریباں دیکھا
گل ہوا صبح ہمیشہ اسے خنداں دیکھا

تھا ملاقاتِ رضا کا ہمیں عمر سے شوق
بارے آج اس کو مدینہ میں غزل خواں دیکھا

حل لغات:

* چاک گریباں- پھٹا ہوا گریبان * گل- پھول * خنداں- مسکراتا، کھلا ہوا * بارے-ایک مرتبہ (پہلی مرتبہ)
* غزل خواں-غزل پڑھنے والا۔

مفہوم رباعی نمبر ۳۱:

جس دیوانے نے عشق مصطفیٰ سے اپنا گریبان چاک کرلیا (حضور علیہ السلام کا سچا غلام بن گیا) وہ ہمیشہ پھول کی طرح مسکرتا اور کھلا ہوا دیکھا گیا۔

اس شعبے میں ہم نے احمد رضا (گدائے درِ خیر الوریٰ، امام اہل سنت) کا نام سنا ہوا تھا، خواہش تھی کہ اس سے ملاقات بھی ہوجائے اللہ نے مہربانی فرمائی اور جن کے در کا گدا تھا اسی سرکار کے مدینے کی گلی میں ملاقات ہوگئی، اور اس حالت میں کہ اپنے محبوب کی یاد میں مست ہوکر مدینہ کی گلیوں میں جھوم جھوم کر پڑ رہا تھا۔

؎ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

----***----

شرح درودِ اعلیٰ حضرت (یعنی کروڑوں درود)

(قافیہ اوّل بترتیب حروف تہجی)

''الف''

(۱) کعبے کے بدرُالدّجیٰ تم پہ کروروں درود — طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود
(۲) شافعِ روزِ جزا تم پر کروروں درود — دافعِ جملہ بلا تم پہ کروروں درود
(۳) جان و دلِ اصفیاء تم پر کروروں درود — آبِ و گلِ انبیاء تم پہ کروروں درود
(۴) لائیں تو یہ دوسرا دوسرا جس کو ملا — کوشکِ عرش و دنیٰ تم پہ کروروں درود
(۵) اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا — جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود
(۶) طور پہ جو شمع تھا چاند تھا ساعیر کا — نیرِّ فاراں ہوا تم پہ کروروں درود
(۷) دل کرو ٹھنڈا مِرا وہ کفِ پا چاند سا — سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

حلّ لغات:

* بدرالدجیٰ -اندھیروں کو ختم کرنے والا ماہِ تمام، بدرکامل، چودھویں رات کا چاند * طیبہ -مدینہ * شمس الضحیٰ -روشناں بکھیرنے والا چاشت کا سورج، نیر تاباں * شافع -شفاعت فرمانے والے * آب وگل -پانی اور مٹی * دوسرا- گنتی میں دوسرے نمبر کا * دوسرا ۲ -دونوں جہاں یعنی ہر دوسرا * کوشک- محل * عرش و دنی -عرشِ معلی اور مقام او ادنیٰ * غیب- پوشیدہ * نہاں -چھپا ہوا * طور -وہ پہاڑ جس پہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے * ساعیر -تنور * نیر -سورج * فاران- مکہ شریف کا ایک پہاڑ * کف- تلوا * پا -پاؤں * چاند سا -چاند جیسا * ذرا- تھوڑی دیر کے لیے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱) کعبہ معظمہ میں طلوع ہو کر کفر و شرک، جہالت وظلم کے تمام اندھیروں کو ملیا میٹ کر دینے والے چودھویں کے چاند پیارے آقا! آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔ اور اے یثرب کو مدینہ طیبہ اور مدینہ منورہ بنا دینے والے نیر تاباں آپ پر خدا کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں۔

ے ہے سب دعاؤں سے بڑھ کر دعا درود وسلام — کہ دفع کرتی ہے ہر اک بلا درود و سلام

بصد خلوص و ادب! احترام سے پڑھنا   کہ خود بھی سنتے ہیں نور خدا درود و سلام

فضائل درود وسلام:

کچھ نہ تھا تو خدا تھا اور مصطفیٰ ﷺ پہ درود وسلام تھا اور کچھ نہ ہوگا تو خدا ہوگا اور مصطفیٰ ﷺ پہ درود وسلام ہوگا کیونکہ ان اللّٰہ وملائکتہ یصلون علی النبی (کا سلسلہ جاری وساری رہے گا) اسی لیے بعض محققین علماء کی زبان سے بارہا میں نے خود سنا (مثلاً علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ) کہ یہ تو ہوسکتا ہے کہ خدا کا نام لینے والا کوئی نہ رہے (جب کل من علیھا فان اور کل شیٔ ھالك الا وجھه کا وعدہ پورا ہوگا) مگر خود اللہ اس وقت بھی یصلون علی النبی کی شان کے ساتھ ہوگا۔ (لہٰذا ذکر سرکار پھر بھی جاری رہے گا)

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کا جواز:

اللہ تعالیٰ پڑھنے پڑھانے سے تو پاک ہے تاہم بعض دفعہ جب لوگ ضد پہ اتر آتے ہیں تو ان کو پھر اس انداز سے بھی سمجھانا پڑتا ہے (کیونکہ ان کی سوئی درود ابراہیمی پہ ہی رُکی ہوئی ہے کہ حضور علیہ السلام نے درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم دیا ہے تو اگر ہر جگہ درود ابراہیمی ہی پڑھنا ضروری ہے تو جب حضور علیہ السلام کا اسم گرامی آتا ہے پھر صرف صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی اکتفاء کیا کرو بلکہ درود ابراہیمی ہی پڑھا کرو جبکہ ہر حدیث میں یہی درود شریف لکھا ہوا ہے قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم، عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم۔ اور تمام فرقوں کے علماء تقریر کرتے ہیں تو انہی الفاظ سے دُرود وسلام پڑھتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم آذان میں حضور علیہ السلام کا اسم گرامی آتا ہے تو یہی الفاظ دہرائے جاتے ہیں)

اور وہ انداز (سمجھانے کا) یہ ہے کہ اچھا اس بات کا جائزہ بھی لے لو کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے نبی پر درود بھیجتا ہے تو کیا الفاظ ہوتے ہوں گے ظاہر ہے اللہ تعالیٰ یہ فرمانے سے تو رہا کہ اللھم صل علی محمد۔۔۔ یقیناً اگر اللہ کے بارے میں بھی الفاظ کی صورت میں درود بھیجنے کی بات ہوگی تو الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللّٰہ پر ہی فیصلہ ہوگا۔ بے شک ہم نماز میں درود ابراہیمی پڑھنے کو ہی ضروری کہتے ہیں کیونکہ وہاں درود ابراہیمی سے پہلے سلام ہو چکا ہے السلام علیك ایھا النبی کے الفاظ کے ساتھ اور درود ابراہیمی صرف درود ہے تو حکم الٰہی پہ عمل ہو گیا کہ

یاایھا الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما۔ کہ درود بھی پڑھو اور سلام ضرور پڑھو۔ سلموا کی تاکید تسلیما کے ساتھ لائی گئی ہے اللہ کو معلوم تھا کہ سلام پڑھنے پر ہی ہیرا پھیری کی جائے گی اور ڈنڈی ماری جائے گی اسی کے زیادہ منکر ہوں گے لہٰذا اس کی تاکید فرمادی۔

لہٰذا نماز کے علاوہ اگر قرآن مجید کی ایت (ان اللّٰہ وملائکته۔۔۔) پہ عمل کرنا ہو تو درود ابراہیمی سے کام نہیں چلے گا کیونکہ یہ صرف درود ہے اس میں سلام نہیں ہے اس لیے نماز کے علاوہ ہر جگہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ سے ہی بات بنے گی۔

؎ الصلوٰۃ و السلام اے شاہ ختم المرسلیں   الصلوٰۃ و السلام اے نور بزم اوّلیں
الصلوٰۃ و السلام اے زینت عرش بریں   الصلوٰۃ و السلام اے سبز گنبد کے مکیں
الصلوٰۃ و السلام اے رحمۃ للعالمین

یہی بات تبلیغی نصاب (پرانے چھاپے) میں فضائل درود کے اندر لکھی ہوئی ہے کہ میرے نزدیک روضہ پاک کے قریب ہو یا دور ہر جگہ یہی درود وسلام پڑھنا افضل ہے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔ کیونکہ اس میں درود بھی ہے اور سلام بھی۔

کیا یہ بناوٹی درود ہے (معاذ اللہ) ؟

اہل نجد و دیو بند کہتے ہیں کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنا بدعت ہے۔ یہ انڈین یا فیصل آبادی درود ہے۔ اس کا ثبوت کوئی نہیں۔ آیئے! اس درود پاک کا ثبوت تلاش کرتے ہیں اور وہ بھی دیوبندیوں تبلیغیوں کے گھر سے۔ تبلیغیوں کے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی اپنی کتاب شہاب ثاقب مطبوعہ کراچی صفحہ ۶۵ پر لکھتے ہیں کہ ہمارے مقدس بزرگان دین الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنا مستحب جانتے ہیں اور آپ اپنے متعلقین کو اس کا حکم دیتے ہیں۔

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی اپنی کتاب امداد المشتاق مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۹ پر لکھتے ہیں کہ "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔" مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے مولوی خلیل احمد دیوبندی کے حالات زندگی پر ایک کتاب لکھی ہے تذکرہ خلیل جو مکتبہ الشیخ بہار آباد کراچی سے شائع ہوئی ہے، اس کے صفحہ نمبر ۲۲۳ پر لکھا ہے کہ "مولوی خلیل احمد دیوبندی کو صاحب التاج والمعراج ﷺ کی زیارت ہوئی اور حضور علیہ السلام کو دیکھتے ہی مولوی صاحب الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے لگے"

علماء دیوبند کے متفقہ پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی جن کو مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب افاضات الیومیہ جلد اوّل صفحہ نمبر ۱۶۱ پر حجۃ اللّٰہ فی الارض ورحمۃ للعٰلمین اور صفحہ نمبر ۳۷۳ پر لکھا ہے کہ "جو شان تحقیق حاجی امداد اللہ میں دیکھی وہ کسی میں نہ دیکھی۔" تبلیغیو آؤ! تھانوی صاحب کے پیر ومرشد کی تحقیق دیکھو کیا ہے؟ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنی مشہور کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ مطبوعہ لاہور صفحہ نمبر ۳۲ پر لکھتے ہیں کہ "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں۔"

بانیانِ دیوبند کے بھی پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنی کتاب ضیاء القلوب مطبوعہ کراچی صفحہ ۵ پر ذکر کا طریقہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "تین بار الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھے" اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۶۱ پر صاحب التاج والمعراج ﷺ کی زیارت کا طریقہ کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ "عشاء کی نماز کے بعد نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ پاک کی جانب منہ کر کے بیٹھے اور خدائے لم یزل کی بارگاہ بے نیاز میں صاحب التاج والمعراج ﷺ کی زیارت کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات فاسدہ سے پاک کر کے صاحب التاج والمعراج ﷺ کی صورت سفید وشفاف ملبوسات اور سبز عمامہ شریف اور منور چہرۂ انور کا تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی دائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور پڑھ کر اپنی ہتھیلی پر دم کرے اور ہتھیلی سر کے نیچے رکھ کر سو جائے انشاء اللہ زیارت نبی الانبیاء سے مشرف ہوگا۔" ناظرین کرام! یہ میرا یا میرے اکابرین کا فتویٰ نہیں، دیوبندیوں اور تبلیغیوں کے بہت بڑے سردار کی تحقیق ہے لیکن اب دیکھیں حق بات کو تبلیغیوں کے معدے قبول کرتے ہیں کہ نہیں۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کے بانی مولوی خیر محمد جالندھری خیر الفتاویٰ جلد اوّل صفحہ ۱۸۰ مطبوعہ لاہور پر لکھتے ہیں کہ "روضہ اطہر پر حاضر ہو کر بصیغہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ سلام پیش کرنا جائز ہے۔"

تبلیغی جماعت کے ہیڈکلرک کی خانہ تلاشی لیتے ہیں۔ مولوی زکریا سہارن پوری اپنے سلیبس کی مخصوص کتاب فضائل اعمال مطبوعہ لاہور صفحہ نمبر ۶۳۶ پر لکھتے ہیں کہ ''الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللّٰہ پڑھا جائے تو زیادہ اچھا ہے۔'' تبلیغی جماعت والوں کے لیے لمحہ فکر یہ ہے، جو کہتے ہیں کہ یہ درود شریف بدعت ہے۔ اگر واقعی یہ بدعت ہے تو سب سے بڑے بدعتی تو آپ کی جماعت کے بانی ہوئے۔ مولوی ظفر احمد دیو بندی اپنی کتاب ''عشق رسول ﷺ اور اکابر علماء دیو بند'' مطبوعہ لاہور صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں کہ ایک دن مولوی اشرف علی تھانوی فرمانے لگے ''یوں جی چاہتا ہے کہ آج کثرت سے درود شریف پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ سے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔'' لو جناب! آپ کو اجازت ہے کہ پورے شرح صدر سے تھانوی صاحب کے اس عمل کو شرک قرار دے کر تھانوی صاحب کو جہنم پہنچا دیجئے۔ یہ کیسا ظلم ہے کہ جو بات آپ کے بزرگوں کی کتابوں میں موجود ہے۔ وہ سب ایمان وعرفان ہے اور وہی بات اگر ہمارے اسلاف بیان کریں تو کفر وشرک ہو جائے۔

عبدالمجید ایڈووکیٹ: دیو بندی نے سات جلدوں میں ایک کتاب لکھی ہے۔ سیرت النبی بعد از وصال نبی، اس کتاب کی جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۰۶ پر لکھا ہے کہ ''حضرت حافظ محمد صابر علی ابن شاہ امام کو ایک مرتبہ صاحب التاج والمعراج نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ ''میرا نام ابوالقاسم (کنیت) بھی لیا کرو۔'' یعنی الصلوٰۃ و السلام علیك یا اباالقاسم کہا کرو اور اسی جلد کے صفحہ ۲۱۲ پر لکھا ہے کہ ''حضرت مولانا حقی نازلی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ہزار مرتبہ پڑھا الصلوٰۃ و السلام علیك یارسول اللّٰہ خذ بیدی قلت حیلتی ادرکنی مجھے حضور صاحب التاج والمعراج کی زیارت سے نوازا گیا۔'' اسی کتاب کی جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۱۹ پر لکھا ہے ''جب سلطان اولیاء حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت آیا تو حضور صاحب التاج والمعراج کی جلوہ گری ہوئی۔ حضرت میاں میر علیہ رحمۃ القدیر اپنے آقا علیہ السلام کے استقبال کے لیے چارپائی سے اتر آئے اور سلام عشق پیش کرتے ہوئے عرض کی الصلوٰۃ و السلام علیك یارسول اللّٰہ۔'' حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے لے کر مولوی زکریا سلطان پوری تک تمام رہنمایان دیو بند پر نظر ڈالیے سب ہی الصلوٰۃ و السلام علیك یارسول اللّٰہ کا ورد کرتے نظر آئیں گے اور انہیں الفاظ کو جب اہلسنت پڑھتے ہیں تو یہ لوگ بدعت بلکہ کفر وشرک سے ہلکا فتویٰ بالکل نہیں لگاتے بقول شاعر ان کا یہ حال ہے کہ:

دوہرا مکان بنایا ہے رہنے کو یار نے
آیا کوئی اِدھر تو اُدھر سے نکل گیا

(بشکریہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ دسمبر ۲۰۰۴ء)

ایک وجہ اس کی یہ بھی سمجھ آتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دیتا ہے کہ صلوا علیہ و سلموا تسلیما۔ اور ہم عرض کرتے ہیں اللھم صل علی محمد ۔۔۔۔ اے اللہ! اپنے نبی کی عظمت وشان کو تو ہی بہتر جانتا ہے لہٰذا تو خود ہی ان کے شایان شان ان پر درود وسلام بھیج پھر یقیناً اللہ تعالیٰ اللھم صل تو نہیں فرماتا یونہی فرماتا ہوگا الصلوٰۃ و السلام علیك یارسول اللّٰہ۔

؎ پڑھتے ہیں آسماں پر فرشتے بھی جب درود ان پر سلام کیسے نہ اہل زمین کہیں
(الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللّٰہ)

اللہ تعالیٰ نے ہر عبادت کے ساتھ وقت، جگہ کی پابندی لگائی ہے نماز پڑھنی ہے تو ظہر کے وقت میں عصر کی نہیں پڑھ سکتے ہو حج کرنا ہے تو خاص وقت پہ ہوگا اور مخصوص جگہ پہ لیکن درود وسلام ایسی عبادت ہے کہ نہ جگہ کی پابندی نہ وقت کی نہ الفاظ کی اور نہ

حالت کی۔ اذان سے پہلے پڑھو یا بعد میں، بیٹھ کر پڑھو (جیسے التحیات میں پڑھتے ہو) یا کھڑے ہو کر (جیسے ہم تو جمعہ کے بعد بھی پڑھتے ہیں مگر منکرین بھی نماز جنازہ میں پڑھ ہی لیتے ہیں) آہستہ آواز میں پڑھو یا بلند آواز سے ،درود ابراہیمی پڑھو یا الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ یا امام بوصیری کی زبان میں پڑھو۔ ؎ مولای صل وسلم دائما ابدا

یا اعلیٰ حضرت کی زبان میں پڑھو مصطفٰی جان رحمت پہ لاکھوں سلام جب اللہ نے کوئی پابندی زبان، حالت، جگہ، الفاظ کی نہیں لگائی تو اور کون ہوتا ہے پابندی لگانے والا (المطلق یجری علی اطلاقه) مطلق اپنے اطلاق پر ہی جاری رہے گا اور

؎ صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی میرا سن کے دل شاد ہوتا رہے گا
خدا اہل سنت کو آباد رکھے محمد کا میلاد ہوتا رہے گا

پڑھنے کا حکم ہے اعتراض کرنے کا نہیں ہے پڑھو ضرور چاہے کوئی پڑھو۔ اور پھر جو پڑھتے ہیں خوش نصیب ہیں کہ حکم ہی انہی کو ہے یاایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما۔ اعتراض کرنے والے ہرگز نہ پڑھیں گے کہ ان کو حکم ہی نہیں۔ ایمان والا ہے تو روزہ رکھے گا کیونکہ اسی کو حکم ہے کتب علیکم الصیام کا، ایمان والا ہے تو جمعہ پڑھے گا اسی کو حکم ہے اذا نو دی للصلوۃ کا اور ایمان والا ہے تو صلوٰۃ وسلام پڑھے گا کیونکہ اسی کو حکم ہے صلوا علیه وسلموا کا۔

؎ تم پہ لاکھوں سلام تم پہ لاکھوں سلام
سب سے اعلیٰ عزت والے غلبہ و قہر و طاقت والے
حرمت والے کرامت والے تم پہ لاکھوں سلام تم پہ لاکھوں سلام

(مفتی اعظم ہند مصطفٰی رضا خان نوری رحمۃ اللہ علیہ)

ابوالنور سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلی لوھاراں والے ایک حکایت بیان کرنے کے بعد یوں رقمطراز ہیں۔

"یہ منکرین بھی عجیب لوگ ہیں۔ جس بات کو روضہ شریف سے دور شرک اور حرام بتاتے ہیں۔ اسی بات کو روضہ شریف کے سامنے جائز بتاتے ہیں۔ حالانکہ شرک وحرام جو ہے وہ ہر جگہ شرک وحرام ہی ہے۔ ہم نے دیکھا۔ کہ حضور ﷺ کے مواجہ شریف میں کوئی دست بستہ سلام عرض کرتا ہے تو نجدی ہاتھ کھلوا دیتے ہیں کہ یہ تو صورت نماز کی ہے۔ حالانکہ صورت نماز کی قیام بھی ہے۔ اور اگر کوئی بیٹھ کر دوزانو ہو کر سلام پڑھے گا۔ تو یہ بھی صورت نماز کی ہو جائے گی۔ نمازی التحیات میں اسی طرح بیٹھتا ہے۔ ہاتھ چھوڑ کر سلام پڑھا جائے۔ تو یہ بھی صورت نماز کی ہے۔ نمازی رکوع سے اٹھتا ہے۔ تو ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہوتا ہے۔ ان منکرین سے کوئی پوچھے کہ تم چاہتے کیا ہو؟ سچ پوچھئے۔ تو اگر ان کا بس چلے۔ تو حضور ﷺ کے مواجہ شریف کی حاضری ہی کو یہ شرک قرار دیدیں۔ مگر انشاء اللہ ایسا کبھی نہ ہو سکے گا۔ درود وسلام کے نغمات ہر دور میں گونجتے رہے گونج رہے ہیں اور گونجتے رہیں گے۔

؎ رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے"

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص حضور علیہ السلام پر درود وسلام بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اس (درود وسلام پڑھنے والے) کو بخش دے اور اگر کوئی حضور علیہ السلام کا نام سن کر درود وسلام

نہ پڑھے تو کچھ فرشتے کہتے ہیں! اللہ تجھے نہ بخشے اس پر باقی فرشتے آمین کہتے ہیں۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جبریل امین علیہ السلام نے دعا کی کہ ہلاک ہو وہ شخص کہ آپ کا نام سنے اور درود شریف نہ پڑھے تو حضور علیہ السلام نے اس کے جواب میں آمین کہا۔

وہ جن کا ذکر جمیل راحت، وہ جن کی چاہت بھی ہے عبادت
وہی تو جان بہار آئے، درود پڑھیے سلام پڑھیے (صلی اللہ علیہ وسلم)
بشیر ہو کر، نذیر ہو کر، رؤف ہو کر رحیم ہو کر
شفیع روز شمار آئے درود پڑھیے سلام پڑھیے (صلی اللہ علیہ وسلم)
خدائی آنکھیں بچھا رہی ہے، صدا یہ سدرہ سے آ رہی ہے
دنی کے وہ تاجدار آئے درود پڑھیے سلام پڑھیے (صلی اللہ علیہ وسلم)
حضور آئے بہار آئی صبا یہ پیغام ساتھ لائی
یہ لمحے کیا خوشگوار آئے درود پڑھیے سلام پڑھیے (صلی اللہ علیہ وسلم)
رسول عالی وقار آئے درود پڑھیے سلام پڑھیے (صلی اللہ علیہ وسلم)
حبیب پروردگار آئے درود پڑھیے سلام پڑھیے (صلی اللہ علیہ وسلم)
(صابر براری)

درود شریف پڑھنے والا پل صراط سے نہ صرف خود خیریت سے گزر جائے گا بلکہ پل صراط سے گرنے والوں کو بھی سلامتی سے گزار دے گا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۲) اے قیامت کے دن ہم گناہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے آقا! آپ پہ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔ اور اے تمام مصائب و آلام کو ہم سے دور فرمانے والے پیارے نبی! آپ پہ کروڑوں درود و سلام ہوں۔

(۳) اے پیارے نبی! اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقبول بندوں (اصفیاء) کے دل اور جان آپ کے قدموں پہ فدا ہوں، آپ پر کروڑوں درود و سلام ہوں۔ اور اے تمام انبیاء کرام و رسل عظام علیہم السلام کی اصل و بنیاد! آپ پہ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں۔ ساری کائنات کی تخلیق کا باعث آپ ہی ہیں اسی لیے اللہ کی ساری مخلوق آپ پہ درود و سلام پڑھتی ہے جس کی تعداد کروڑوں سے بھی اوپر جاتی ہے۔

پھیلے گا دن اس شہ عالی مقام کا — سکہ چلے گا آج محمد کے نام کا
اے کیف خاص دن ہے یہ دربار عام کا — کہہ دو کہ آج خوب ہے موقع سلام کا
دربار عام گرم ہو اشتہار دو — جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

(۴) ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ، ہے کوئی دوسرا جس کی دونوں جہانوں پہ حکومت ہو۔ جن کے قدم عرش معلیٰ کی زینت بنیں اور جو اللہ تعالیٰ کے اس قدر قریب ہوئے کہ دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ رہ گیا، اس آقا پہ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

ــــ آج اہل عرش فرش بچھانے کو آئے ہیں　　کیا ستھرے ستھرے لا کے بچھونے بچھائے ہیں
کیا نرم نرم تکیے لگانے کو آئے ہیں　　خوانوں میں سننے والوں کے حصے لگائے ہیں
آؤ کہ انجمن ہے رسالت مآب کی　　دوڑو کہ مفت بٹتی ہے دولت ثواب کی

(۵) وہ اللہ رب العالمین جو صرف غیب ہی نہیں بلکہ غیب الغیب اور عالم الغیب والشہادۃ ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے معراج کی رات جب اس ذات کو دیکھ لیا ہے تو اور کوئی غیب کی بات آپ سے کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ اے میرے پیارے آقا آپ پہ کروڑوں درود وسلام ہوں۔

ــــ مریض ہجر نبی کے سکون دل کے لیے　　جہاں میں ہے فقط اک دوا درود و سلام
ہے امتی وہ پیارا حضور انور کو　　جو ورد کرتا ہے بے انتہاء درود و سلام

(۶) طور پہاڑ پہ موسیٰ علیہ السلام کو جو جلوہ نظر آیا تھا اور آپ بے ہوش ہو کر گرے اور اس کو سنبھال نہ سکے وہ آپ (ﷺ) ہی کے مرکز نور کی ایک تجلی تھی جو بعد میں نیر تاباں ہو کر فاران کی چوٹی پہ چمکی اور سارا جہان روشن کر دیا۔ اے میرے نور والے آقا! آپ پہ اللہ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

ــــ خدا کی رحمت بے حد نے اس کو گھیر لیا　　جہاں کسی نے زباں سے پڑھا درود و سلام
نہ جن وانس و ملک پر ہے منحصر بس اک　　نبی پہ بھیج رہا ہے خدا درود و سلام

(۷) اے روتوں کو ہنسانے والے، دوزخ کی آگ بجھانے والے اور بجھے ہوئے ہدایت کے چراغ جلانے والے آقا! اپنا چاند جیسا قدم مبارک میرے سینے پہ رکھ کر میرے دل کو ٹھنڈا فرما دیجیے! آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

ــــ سنا رہی ہے چمن میں گلوں کو پڑھ پڑھ کر　　ہر ایک بلبل شیریں نوا درود و سلام
بصد خلوص، ادب، احترام سے پڑھنا　　کہ خود بھی سنتے ہیں نور خدا درود و سلام

یا شفیع الوریٰ سلام علیك　　یا نبی الهدی سلام علیك
خاتم الانبیاء سلام علیك　　سید الاصفیاء سلام علیك
اعظم الخلق اشرف الشرفاء　　افضل الازکیاء سلام علیك
احمد لیس مثلك احد　　مرحبا مرحبا سلام علیك
کشفت منك ظلمة الظلماء　　انت بدر الدجیٰ سلام علیك
انك مقصدی و ملجائی　　انك مدّعا سلام علیك
صلوات اللّٰه علی المصطفیٰ　　افضل الانبیاء سلام علیك

صل و سلم علی محمد
صلی اللّٰه علیه وسلم

ردیف "ب"

(۸) ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب　　نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروروں درود
(۹) غایت و علّت سبب بہر جہاں تم ہو سب　　تم سے بنا تم بنا پہ کروروں درود

حلّ لغات:

★ انتخاب۔پسندیدہ ★ وصف۔خوبی وخصلت ★ لاجواب۔بے مثال ★ مصطفیٰ۔چنا ہوا ★ غایت۔انجام ★ علّت۔وجہ،سبب ★ بَنا۔بفتح الباء، بنانا سے ہے بمعنیٰ تعمیر کرنا　★ بِنا۔بکسر الباء بمعنیٰ بنیاد۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۸) ساری خدائی میں سے خدا تعالیٰ نے محبوبیت کے لیے ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کو منتخب فرمایا اور آپ کی ہر خو خصلت بے مثال، لاجواب اور باکمال ہے، جب آپ کا نام ہی مصطفیٰ (چنا ہوا، برگزیدہ) ہے تو آپ کی ذات کتنی ارفع واعلیٰ ہوگی۔اے میرے آقا! آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

؎ بہت ہی خوب ہے صل علی درود و سلام　　وظیفہ سب کا ہے صبح و مسا درود و سلام
مرے جنازے کے ہمراہ پڑھتے جائیں سب　　ہیں جتنے بھی مرے اہل عزاء درود و سلام
ہمیشہ ورد زباں رات دن حبیب رہے　　خدا کرے نہ کبھی ہو قضاء درود و سلام

(۹) ساری کائنات کی تخلیق کا سبب، وجہ کائنات اور اصل و بنیاد آپ ہی کی ذات ہے (لولاك لما خلقت الافلاك) اور ساری مخلوق آپ ہی کے نور سے بنی جبکہ آپ اللہ کے نور سے (انا من نور اللّٰه و الخلق کلهم من نوری) اے میرے پیارے نبی آپ پہ اللہ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

درود وسلام اورقرآن:

اللہ تعالیٰ نے کئی انبیاء کرام علیہم السلام کا نام لیکر قران پاک کی سورۂ صفت میں ان پہ سلام بھیجا۔ سلم علی نوح فی العالمین ۔ سلم علی ابراهیم سلم علی الیاسین۔ سلم علی موسیٰ وهرون۔ جبکہ یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایاو سلم علیه یوم ولدویوم یموت و یوم یبعث حیا۔
حضرت یحییٰ علیہ السلام پہ سلام جس دن وہ پیدا ہوئے جس دن ان کا وصال ہوگا اور جس دن ان کو زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا۔ان تمام دنوں پر سلام۔(مریم)
عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایاو السلم علی یوم ولدت و یوم اموت ویوم ابعث حیا۔(مریم)
مجھ پر سلام اور جس دن میں پیدا ہوا اس دن پر سلام اور جس دن میرا وصال ہوگا اس دن پر سلام اور جس دن مجھے اُٹھایا جائے گا اس دن پر سلام۔باقی نبیوں کا اکٹھا ذکر فرمادیا و سلم علی المرسلین۔تمام رسولوں پہ سلام۔
اہل ایمان کو قیامت کے دن فرشتے (خازن جنت) سلام کہیں گے سلم علیکم طبتم فادخلوها خلدین

(الزمر) تم پر سلامتی ہو خوش رہو اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ، یقیناً یہ وہ خوش نصیب ہیں جو دنیا میں اپنے آقا علیہ السلام پر محبت سے درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہوں گے۔ اور ہزاروں فتوؤں کے باوجود پڑھتے ہوں گے۔

؎ تیرے دشمن جلتے رہیں گے جل جل کے مرتے رہیں گے
ہم یہی پڑھتے رہیں گے صلوات اللہ علیک

لہٰذا منکر خود ہی کہیں گے یا اللہ ہم تو اس جنت میں نہ جائیں گے جس میں اہل ایمان پر سلام بھیجا جا رہا ہے کیونکہ ہم تو نبی علیہ السلام پہ سلام پڑھنے کو بدعت و گمراہی کہتے تھے۔ اللہ فرمائے گا تمہیں جنت میں بھیج کون رہا ہے یہ تمہارے لیے نہیں بلکہ میرے محبوب کے غلاموں کے لیے ہے۔ تم سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

نماز اعلان نبوت کے کئی سال بعد فرض ہوئی جبکہ درود و سلام ایسی عبادت ہے جو آدم علیہ السلام کے دور سے شروع ہوئی۔ اور مختلف الفاظ میں یہ سلسلہ جاری رہا اور نہ صحابہ کرام اور خود حضور علیہ السلام نے کبھی پنجابی یا اُردو میں دعا بھی نہیں کی تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں دعا بھی نہیں کرنی چاہیے۔ پورے قرآن میں کوئی ایک آیت یا پورے ذخیرۂ حدیث میں ایک حدیث ہی ہوتی کہ فلاں زبان میں درود و سلام پڑھو فلاں میں نہ پڑھو، کھڑے ہو کر پڑھو بیٹھ کر نہ پڑھو۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو کوثر عطا فرمایا جس کا معنی خیر کوثر بھی ہے یہ درود و سلام ایسی خیر ہے جو قیامت تک جاری رہے گی اور اس میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔

الغرض بات یہاں سے چلی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر نبیوں پہ سلام بھیجا تو ان کے قدم فرش پر تھے اور جب ہمارے آقا علیہ السلام پہ سلام بھیجا اور السلام علیك ایها النبی فرمایا تو حضور علیہ السلام کے قدم عرش پر تھے۔

؎ السلام اے صدر بزم انبیاء السلام اے خاصِ خاصان خدا
السلام اے مجتبیٰ ومصطفیٰ السلام اے طٰهٰ ، یٰسٓ والضحیٰ

ردیف ''ت''

(۱۰) تم سے جہاں کی حیات تم سے جہاں کا ثبات اصل سے ظِلّ بندھا تم پہ کروروں درود
(۱۱) مغز ہو تم اور پوست اور ہیں باہر کے دوست تم ہو درونِ سرا تم پہ کروروں درود

حلِّ لغات:

★ حیات ۔ زندگی ★ ثبات ۔ قائم رہنا ★ اصل ۔ جڑ، بنیاد ★ ظل ۔ سایہ ★ مغز ۔ گودا ★ پوست ۔ چھلکا ★ درون ۔ اندر ★ سرا ۔ مکان، گھر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۰) اے میرے آقا! آپ ہی کے دم قدم سے دنیا کا یہ سلسلہ چل رہا ہے اور آپ ہی سے دنیا کا وجود قائم ہے، آپ اصل کائنات ہیں اور سارا جہاں آپ ہی کا سایہ ہے اور سایہ اصل سے ہی قائم رہتا ہے اصل گیا تو سایہ بھی گیا۔ یا رسول اللہ! آپ پہ

کروروں درود و سلام ہوں۔

؎ السلام اے سید و ختم الرسل السلام اے وجہ خلقِ جزو کل

(۱۱) اے میرے پیارے آقا! آپ ہی اصل اور مغز ہیں اور باقی سارا جہاں چھلکے کی مانند ہے، باقی سب باہر والے ہیں اور آپ اندر کے رازدار ہیں اور اپنے خالق و مالک کے پیارے محبوب ہیں آپ پر درود و سلام کی بارش ہو۔

؎ السلام اے محرمِ رازِ خدا السلام اے زینت عرش علیٰ

ردیف

(۱۲) کیا ہیں جو بیحد ہیں لوث تم تو ہو غیث اور غوث چھینٹے میں ہو گا بھلا تم پہ کروروں درود "ث"

(۱۳) تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

(۱۴) وہ شب معراج راج وہ صف محشر کا تاج کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروروں درود "ج"

(۱۵) لُحْتَ فَلَاحَ الْفَلَاحْ رُحْتَ فَرَاحَ الْمَرَاحْ عُدْ لِيَعُوْدَ الْهَنَا تم پہ کروروں درود "ح"

(۱۶) جان و جہانِ مسیح داد کہ دل ہے جریح نبضیں چھٹیں دم چلا تم پہ کروروں درود

(۱۷) اُف وہ رہِ سنگلاخ آہ یہ پا شاخ شاخ اے مرے مشکل کشا تم پہ کروروں درود "خ"

(۱۸) تم سے کھلا باب جود تم سے ہے سب کا وجود تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروروں درود "د"

(۱۹) خستہ ہوں اور تم معاذ بستہ ہوں اور تم ملاذ آگے جو شہ کی رضا تم پہ کروروں درود "ذ"

حلّ لغات:

★ بے حد۔بے شمار، ان گنت ★ لوث۔لگاؤ رکھنے والے، لالچ، ضروریات ★ غیث۔بارش ★ غوث۔مددگار ★ چھینٹے۔چند قطرے ★ بھلا۔اچھا ★ حفیظ۔حفاظت کرنے والا ★ مغیث۔مددگار ★ خبیث۔ناپاک، کمینہ ★ شب۔رات ★ راج۔حکومت ★ صف۔لائن، سطر، قطار ★ لُحْتَ۔خالص، مکمل لینا ★ فلاح الفلاح۔مکمل کامیابی ★ رحت۔آپ کی آمد ★ فراح المراح۔خوشیاں ★ عُد۔شمار کر ★ لیعود الھنا۔وہ یہاں تشریف لائیں ★ داد۔انصاف (یا دادن سے ہے بمعنی دینا) ★ جریح۔زخمی ★ دم چلا۔سانس آیا ★ اُف۔افسوس، ہائے ★ رہ۔راستہ ★ سنگلاخ۔پتھریلی زمین ★ آہ۔ہائے ★ پا۔پاؤں ★ شاخ شاخ۔زخمی، پارہ پارہ ★ مشکل کشا۔مصیبت دور کرنے والا ★ باب۔دروازہ ★ جود۔سخاوت ★ وجود۔ہستی ★ بقا۔باقی رہنا ★ خستہ۔زخمی، تھکا ماندہ ★ معاذ۔جائے پناہ ★ بستہ۔بندھا ہوا ★ ملاذ۔ٹھکانہ ★ شہ۔آقا، بادشاہ۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۲) کوئی بات نہیں اگر ضروریات و حاجات بہت زیادہ ہیں تو میرے آقا میرے مددگار اور رحمت کی بارش ہیں، ان کی رحمت کا ایک ہی چھینٹا میرے سارے کام بھلے کر دے گا۔ اے رحمت والے پیارے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

؎ السلام اے حاکم لوح و قلم　　السلام اے دافع رنج والم
السلام اے منبع جود و سخا　　السلام اے مصدر فیض و عطا

(۱۳) میری حفاظت فرمانے والے اور میرے مددگار جب میرے آقا علیہ السلام ہیں تو پھر مجھے کیا خطرہ ہے چاہے دشمن کتنا ہی کمینہ کیوں نہ ہو۔ اے میرے دستگیر آقا! آپ پر کروڑوں درود و سلام ہوں۔

؎ السلام اے غم زدوں کے غم گسار　　السلام اے رحمت پروردگار
السلام اے راحتِ قلب حزیں　　السلام اے رونق دنیا و دیں

(۱۴) معراج کی رات اللہ کے محبوب علیہ السلام کو سارے عالم کی حکومت عطا فرمادی گئی میدان محشر میں شفاعت کا تاج عطا فرما کر آپ کو عالم آخرت کی بادشاہی بھی سونپ دی جائے گی، کیا ہمارے آقا علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور اس شان کا ہوا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اے میرے تاج شفاعت والے آقا! آپ پہ رحمت کی برسات ہو۔

؎ السلام اے صادق الوعدالا میں　　السلام اے نور حق، حق الیقیں
السلام اے رہبروں کے رہنما　　السلام اے متبداء و منتھا
السلام اے صاحب امّ الکتاب　　السلام اے شافع یوم الحساب

(۱۵) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سراپا رحمت وعافیت ہیں آپ اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے تو سارا جہان خوشبو سے مہک اُٹھا اور خوشی سے جھوم اُٹھا، اب بھی آپ کی آمد کے لیے ہم ایک ایک لمحہ شمار کر رہے ہیں کہ کب محبوب کی سواری ادھر سے گزرے۔ یارسول ہاشمی! آپ پر اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

؎ السلام اے کُنْتُ کَنْزاً مَخفِیا　　السلام اے مظہر ذاتِ خدا
السلام اے نور بخشِ مہر ماہ　　شمس بے کس پر خدارا اک نگاہ　　(شمس الحق)

(۱۶) اے زندگی دینے والوں کی جان! آپ کے قدموں پہ میری جان بھی قربان! میرے زخمی دل کا بھی علاج فرمادیں، ایسا رحمت کا جھونکا آئے کہ رُکی نبضیں چل پڑیں۔ اے جانِ مسیحا! آپ پر کروڑوں درود و سلام ہوں۔

؎ کروڑوں درود و کروڑوں سلام　　بروحِ محمد علیہ السلام

(۱۷) ہائے افسوس! طویل سفر ہے راستہ پتھروں سے بھرا ہوا ہے اور میرے پاؤں بھی زخموں سے چور چور ہیں۔ اے میری مشکلوں کو حل کرنے والے میرے آقا! میری مشکل کشائی فرمادیجئے! آپ پر اللہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

(۱۸) اے میرے جود و کرم والے آقا! آپ نے ہی جود و سخا اور فضل و عطا کا دروازہ کھول کر ہر ایک سائل کی جھولی کو بھر دیا ہے اور صرف دامن ہی نہیں بھرے بلکہ آپ کی وجہ سے ہی کائنات کو وجود ملا ہے اور آپ ہی کے دم قدم سے سب کی بقا ہے اگر آپ نہ ہوں تو سب کچھ ایک لمحہ میں فنا ہی فنا ہے۔ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی آپ پر کروڑوں رحمتیں ہوں۔

؎ سلام اُس پر جسے حق نے عطا کی شان یکتائی　　سلام اس پر کہ جس کے نور سے ہم نے ضیا پائی
سلام اس پر کہ دنیا میں اخوت کی بنا ڈالی　　تمیز بندہ و آقا زمانے سے مٹا ڈالی

(۱۹) اے میرے پیارے آقا! میں تو زخمی وخستہ حال ہوں، میری جائے پناہ صرف آپ ہیں، اور پابند سلاسل (گناہوں میں جکڑا ہوا) ہوں آپ ہی مجھے رہائی دلا کر ٹھکانہ عطا فرمائیں گے، بس میری تو یہی التجا ہے آگے جو میرے شہنشاہ کی رضا ہے۔

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

یارسول اللہ! آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی موسلا دھار بارش ہو۔

سلام اس پر کہ جس نے تلافی زیر دستی کی — یتیموں اور بیواؤں کی جس نے سر پرستی کی
سلام اس پر کہ عبدیت بھی جس پہ ناز کرتی ہے — ثریا سے پرے انسانیت پرواز کرتی ہے
سلام اس پر کہ آداب معیشت جس نے سکھلائے — سلام اس پر قوانین سیاست جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس کا نام روشن ہے امامت میں — صداقت میں، شجاعت میں، شرافت میں دیانت میں
سلام اس ماہ کامل پر کہ پرتو چار ہیں جس کے — ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر یار ہیں جس کے

(خوشی محمد ناظر)

ردیف "را"

(۲۰) گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور — بخش دو جرم و خطا تم پہ کروروں درود
(۲۱) مہر خدا نور نورِ دل ہے سیہ دن ہے دور — شب میں کرو چاندنا تم پہ کروروں درود
(۲۲) تم ہو شہید و بصیر اور میں گنہ پر دلیر — کھول دو چشم حیاء تم پہ کروروں درود
(۲۳) چھینٹ تمہاری سحر چھوٹ تمہاری قمر — دل میں رچا دو ضیاء تم پہ کروروں درود
(۲۴) تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور — لِمْ ہے یہ وہ اِنْ ہوا تم پہ کروروں درود

حلِ لغات:

* بے حد- بہت زیادہ * قصور- گناہ * عفو- بہت زیادہ معاف کرنے والا * غفور- بہت زیادہ بخشنے والا * جرم- گناہ * خطا- غلطی * مہر- سورج * سیہ- کالا سیاہ * چاندنا- اُجالا، روشنی * شہید- گواہ * بصیر- دیکھنے والا * گنہ- گناہ * چھینٹ- چند قطرے * سحر- صبح صادق * چھوٹ- کرن، تجلی * قمر- چاند * رچا- رچنا بسنا یعنی کسی شئی کا دل میں رچ بس جانا * ضیاء- روشنی * ظہور- ظاہر ہونا * لِمْ- علت وسبب * اِنْ- تخلیق، اگر (اصطلاحات منطق ہیں علت سے معلول پر دلیل لائیں تو اس کو برھان لِمّی کہتے ہیں اور معلول سے علت پہ دلیل لائیں تو یہ برھانِ اِنّی ہے)

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۲۰) اے میرے کریم آقا! اگرچہ میرے گناہ حد سے سوا ہیں لیکن آپ تو بہت زیادہ معافی عطا فرمانے والے ہیں اور بخش دینے والے ہیں، میرے گناہ اور خطائیں بھی معاف ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر کروڑوں درود وسلام نازل فرمائے۔

تاجدار رسالت پہ لاکھوں سلام — شہر یار نبوت پہ لاکھوں سلام

ہاشمی شہزادے عرب تاجور تیری شاہانہ شوکت پہ لاکھوں سلام

حضور علیہ السلام ہمارا درود و سلام خود سنتے ہیں:

بعض لوگ فرشتوں کا حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں درود و سلام پہنچانا بیان کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خود نہیں سنتے، اگر سنتے ہوتے تو فرشتے کیوں مقرر کئے جاتے اگر اس مؤقف پہ قائم رہیں تو عرض کروں کہ ذرا اللہ تعالیٰ کی طرف بھی دھیان کریں اس نے بھی کراماً کاتبین کو ہر بندے کے اوپر متعین فرمایا ہوا ہے کہیں تمہارے اس خطرناک مؤقف کی زد میں خدا کی خدائی تو نہیں آرہی؟ ذرا غور سے دیکھ لے۔

یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

فرشتوں کو درود و سلام پہنچانے پہ اس لیے نہیں مقرر کیا ہوا کہ حضور علیہ السلام خود نہیں سنتے یا سُن نہیں سکتے کیا آپ کے گھر میں مہمان آجائے تو وہ خود اپنی تواضع کی چیزیں فریج سے نکال نکال کر کھاتا رہتا ہے یا تم اس کو کرسی پہ بٹھا کر میز سامنے رکھ کر پیش کرتے ہو اور اگر ایسا کرتے ہو اور یقیناً ایسا ہی کرتے ہو گے تو کیا اس وقت آپ کو کبھی خیال آیا کہ یہ خود اٹھ نہیں سکتا چل کر فریج کی طرف جا نہیں سکتا بس

حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے

اگر چل کر فرج کی طرف نہیں جا سکتا تو اتنی دور سے چل کر تمہارے گھر کیسے آسکتا ہے۔

تو دراصل یہ سب کچھ اس کی عزت میں ہو رہا ہے اور آپ کر رہے ہیں اس طرح حضور علیہ السلام امت کا درود و سلام خود سنتے ہیں بلکہ جواب بھی دیتے ہیں مگر فرشتوں کو یہ خدمت سونپ دی گئی ہے تا کہ حضور تشریف فرما ہیں اور فرشتے آپ کی امت کا نذرانہ محبت آپ کی خدمت میں پیش کرتے رہیں۔ ورنہ

؎ میں حلق سے نہیں دل سے سلام کہتا ہوں براہ راست مظفر حضور سنتے ہیں

حدیث شریف ہے **انی اری مالا ترون و اسمع مالا تسمعون** ۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔

جو جنت کی سیر کرتے ہوئے مکہ میں چلنے والے بلال کے قدموں کی آواز سن سکتے ہیں۔ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں لوح محفوظ پہ چلتے قلم کی آواز سن سکتے ہیں۔ وہ زمین پہ رہ کر زمین پہ رہنے والے امتی کا درود و سلام کیوں نہیں سن سکتے۔

؎ دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

؎ ہم یہاں سے پڑھیں وہ مدینے سنیں مصطفیٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا **اسمع صلاۃ اھل محبتی و اعرفھم** ۔ (مطالع المسرات) میں محبت والوں کا درود و سلام خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا بھی ہوں۔ **قل اذن خیر لکم** ۔ آپ فرما دیں کہ یہ کان تمہارے فائدے کے لیے ہیں۔

یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے کہ کوئی **سلام علی نجد** کہہ کے دل کو خوش کر رہا ہے (تحفہ وہابیہ) اور ہم اللہ کے محبوب پہ سلام پڑھ کے دل کو ٹھنڈک پہنچا رہے ہیں۔

حضور علیہ السلام پہ صلوۃ وسلام کیا اس لیے نہیں پڑھتے ہو کہ آپ سنتے نہیں اور جواب نہیں دے سکتے ؟ کیا ازلی بد بخت خطہ نجد، جس کے لیے حضور علیہ السلام نے صحابہ کے عرض کرنے کے باوجود دعا نہ فرمائی بلکہ اس علاقے کی ہی مذمت فرمادی تم جب حضور علیہ السلام کی دعاؤں سے محروم خطے پر سلام بھیجتے ہو تو کیا نجد سنتا بھی ہوگا اور جواب بھی دیتا ہوگا۔

؎ نجدیو! محبوب کا تھا حق یہی عشق کے بدلے عداوت کیجئے

وما یضل بہ الا الفسقین الذین ینقضون عھد اللّٰہ من بعد میثاقہ و یقطعون ما امر اللّٰہ بہ ان یوصل و یفسدون فی الارض اولئک ھم الخسرون۔ کے آئینہ میں اپنا منہ دیکھو! جس سے اللہ نے محبت کرنے کا حکم دیا اس سے دشمنی اور جس سے حضور نے بیزاری ظاہر فرمائی اس سے اس قدر محبت کہ سلام بھیج رہے ہو۔ یہ تمہارا عقیدہ ہے؟

ہمارے تو دم میں جب تک دم ہے اپنے نبی کی بارگاہ میں درود وسلام کا سلسلہ جاری رکھیں گے بلکہ ہم نے تو قبر میں بھی سرکار کی آمد پہ درود وسلام پڑھنے کی تیاری کر رکھی ہے کیونکہ آپ کا نام آجانے پر جب درود وسلام پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے تو جب آپ خود تشریف لائیں گے تو پھر کیوں نہ پڑھیں گے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ زَیْنَ الْاَنْبِیَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَتْقَی الْاَتْقِیَآءِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَصْفَی الْاَصْفِیَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَزْکَی الْاَزْکِیَآءِ
یَانَبِیُّ سَلَامْ عَلَیْکَ یَارَسُوْلُ سَلَامْ عَلَیْکَ
یَاحَبِیْبُ سَلَامْ عَلَیْکَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ الْاَنَامِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَابَدْرَ التَّمَامِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانُوْرَ الظَّلَامِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاکُلَّ الْمَرَامِ
یَانَبِیُّ سَلَامْ عَلَیْکَ یَارَسُوْلُ سَلَامْ عَلَیْکَ
یَاحَبِیْبُ سَلَامْ عَلَیْکَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ التَّقِیْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ النَّقِیْ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ التَّقِیْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ الْوَفِیْ
یَانَبِیُّ سَلَامْ عَلَیْکَ یَارَسُوْلُ سَلَامْ عَلَیْکَ
یَاحَبِیْبُ سَلَامْ عَلَیْکَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

(۲۱) اے اللہ تعالیٰ کے نور علیٰ نور سراج منیر، پیارے نبی! ابھی دن تو بہت دور ہے جبکہ میرا دل سیاہی میں ڈوبا ہوا ہے خدارا! اسی رات ہی اجالا کر کے میری دل کی تاریکی کو روشنی میں تبدیل فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

؎ شکل انسان میں نور حق آ گیا دھر میں ہر طرف جلوہ فرما گیا
چاند و سورج کو واللہ شرما گیا اک جھلک میں دو عالم کو چمکا گیا

آسمانِ نبوت کا ماہ تمام　　اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

(۲۲) اے میرے پیارے نبی آپ کو اللہ تعالیٰ نے کائنات کے ذرّے ذرّے پہ گواہ بنا کر بھیجا اور جہاں کا کوئی گوشہ آپ سے پوشیدہ نہ رہا آپ سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ میں گناہوں پہ کس قدر جری و دلیر ہوں، میری شرم و حیا کی آنکھ کھول دیں تاکہ گناہ کرتے ہوں شرما جاؤں اور اس طرح گناہ سے بچ جاؤں۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں فرمائے۔

؎ تو سخی تیرا سخی دربار ہے　　گر کرم کر دو تو بیڑا پار ہے

(۲۳) آپ کی رحمت کی چند بوندیں میری بدبختی کی سیاہ رات کو دن بناسکتی ہیں کیونکہ آپ کی ایک (بظاہر) معمولی تجلّی میں چاند سے زیادہ روشنی ہے، اپنا نور میرے دل میں اتار دو اے میرے آقا! آپ پہ کروڑوں برکتیں ہوں۔

؎ نور سے جس کے معمور کون و مکاں　　جس سے روشن زمیں جلوہ گر آسماں
جس سے رونق پہ ہے بوستانِ جہاں　　لے رہا ہے وہ جلوؤں کی رنگینیاں
آسمانِ نبوت کا ماہ تمام　　اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

(۲۴) اے میرے پیارے نبی آپ کی ذات تو وہ ہے کہ اللہ نے اپنا تعارف بھی آپ کے حوالے سے کرایا ہے **ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق**۔ اور آپ وہ ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس عالم ہستی میں ظاہر فرمایا ہے گویا آپ اللہ تعالیٰ کی برھان لِمّی ٹھہرے اور اللہ تعالیٰ آپ کی برھان اِنّی ہے۔

لم اور ان منطق کی اصطلاحات ہیں۔ برھان کی دو قسمیں منطقیوں نے بنائی ہیں برھان لِمّی اور برھان اِنّی۔ لِمّی اس کو کہتے ہیں جس میں حدّ اوسط نتیجہ کے لیے ذہن اور خارج میں علّت ہو جیسا کہ

زید متعفن الا خلاط و کل متعفن الا خلاط محموم۔ گویا جسم کے ٹوٹنے سے بخار سمجھ لیا گیا اور اِنّی کی مثال یہ ہے۔

ھذا محموم و کل محموم فھو متعفن الا خلاط فھذا متعفن الا خلاط۔ یعنی بخار سے جسم کا توڑ پھوڑ سمجھ لینا۔ تو برھان اِنّی کی تعریف یہ ہوئی کہ حدّ اوسط نتیجہ کے لیے علّت ہو مگر صرف ذہن میں یعنی خارج میں نہ ہو۔ پہلی (دلیل لمی) میں **متعفن الا خلاط** حدّ اوسط ہے جو کہ **محموم** کے لیے ذہن اور خارج دونوں میں علّت ہے جبکہ دوسری (دلیل انی) میں حدّ اوسط **محموم** ہے جو کہ ذہن میں تو **متعفن الا خلا** کے لیے علّت ہے لیکن خارج میں نہیں بلکہ معلول ہے کیونکہ **متعفن الا خلاط** ہونے کی وجہ سے زید کو بخار ہوا نہ کہ بخار کی وجہ سے **متعفن الا خلاط** ہوا۔ دلیل لِمّی اور اِنّی کو اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے۔

دلیل لمی:

قیاس سے جو نتیجہ ہمیں حاصل ہوتا ہے وہ حدِ اوسط کے ذریعہ ہی معلوم ہوتا ہے پس وہ قیاس جس میں حدِ اوسط جس طرح نتیجے کے جاننے کے لیے علت بن رہی ہے اس طرح اگر حقیقت میں بھی وہ حدِ اوسط نتیجہ کے لیے علت ہو تو اس کو دلیل لمی کہتے ہیں جیسے زمین دھوپ والی ہے اور ہر دھوپ والی شے روشن ہے پس زمین روشن ہے۔

دیکھو! اس مثال میں جس طرح دھوپ (جو حدِ اوسط ہے) سے ہمیں زمین کے روشن ہونے کا علم ہوا اسی طرح حقیقت

میں بھی دھوپ روشنی کے لیے علت ہے۔ لہٰذا یہ قیاس دلیل لمی ہوگا۔

دلیل اِنّی:

وہ قیاس ہے جس میں حدِ اوسط نتیجہ کے جاننے کے لیے تو علت بن رہی ہو لیکن حقیقت میں وہ حدِ اوسط نتیجہ کے لئے علت نہ ہو بلکہ معاملہ برعکس ہو تو اس کو دلیل اِنّی کہتے ہیں جیسے۔

زمین روشن ہے اور ہر روشن شے دھوپ والی ہوتی ہے پس زمین دھوپ والی ہے۔ دیکھو

اس مثال میں زمین کے روشن ہونے سے زمین کا دھوپ والا ہونا ہمیں معلوم ہوا لیکن حقیقت میں روشنی دھوپ کی علت نہیں بلکہ معاملہ برعکس ہے کہ دھوپ روشنی کی علت ہے لہٰذا یہ قیاس دلیل اِنّی ہے۔ (تسہیل المنطق)

ردیف

(۲۵) بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز — ایک تمہارے سوا تم پہ کروروں درود "ز"

(۲۶) آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس — بس یہی ہے آسرا تم پہ کروروں درود "س"

(۲۷) طارمِ اعلیٰ کا عرش جس کفِ پا کا ہے فرش — آنکھوں پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود "ش"

(۲۸) کہنے کو ہیں عام و خاص ایک تمہیں ہو خلاص — بند سے کر دو رہا تم پہ کروروں درود "ص"

(۲۹) تم ہو شفائے مرض خلق خدا خود غرض — خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کروروں درود "ض"

(۳۰) آہ وہ راہِ صراط بندوں کی کتنی بساط — المدد اے رہنما تم پہ کروروں درود "ط"

(۳۱) بے ادب و بد لحاظ کر نہ سکا کچھ حفاظ — عفو پہ بھولا رہا تم پہ کروروں درود "ظ"

(۳۲) لوتِہ دامن کہ شمع جھونکوں میں ہے روزِ جمع — آندھیوں سے حشر اٹھا تم پہ کروروں درود "ع"

(۳۳) سینہ کہ ہے داغ داغ کہہ دو کرے باغ باغ — طیبہ سے آکر صبا تم پہ کروروں درود "غ"

(۳۴) گیسو و قد لام الف کر دو بلا منصرف — لا کے تہ تیغ لا تم پہ کروروں درود "ف"

(۳۵) تم نے برنگ فلق جیب جہاں کر کے شق — نور کا تڑکا کیا تم پہ کروروں درود "ق"

(۳۶) نوبت در ہیں فلک خادمِ در ہیں ملک — تم ہو جہاں بادشاہ تم پہ کروروں درود "ک"

(۳۷) خَلق تمہاری جمیل خُلق تمہارا جلیل — خَلق تمہاری گدا تم پہ کروروں درود "ل"

حل لغات:

★ بے ہنر – نکما، جس میں کوئی خوبی و کمال نہ ہو ★ بے تمیز – بے ادب ★ عزیز – پیارا ★ سوا – علاوہ ★ آس – امید ★ آسرا – سہارا ★ طارمِ اعلیٰ – اوپر والی جگہ، ملا اعلیٰ ★ کفِ پا – پاؤں کا تلوا ★ عام – معمولی ★ خاص – اونچے مقام کے لوگ ★ خلاص – آزادی و رہائی ★ بند – قید ★ رہا – آزاد ★ مرض – بیماری ★ خلق – مخلوق ★ خود غرض – لالچی ★ حاجت –

ضرورت * آہ۔افسوس * صراط۔پل صراط * بساط۔طاقت * المدد۔مدد فرمایئے * بدلحاظ۔بدتمیز * حفاظ۔حفاظت * عفو۔معافی * تہ۔نیچے * آندھیوں۔طوفانوں، تیز ہواؤں * حشر۔قیامت، مصیبت * داغ داغ۔زخموں سے چور * صبا۔صبح کو چلنے والی پروا ہوا * بلامنصرف۔غیر منصرف، نہ پھرنے والا (نحو میں جس کے اندر منع صرف کے نو اسباب میں سے دو پائے جائیں یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو قائم مقام دو کے ہو) * لا۔نہیں * جیب۔گریباں * شق۔پھٹ جانا، شگاف * تڑکا۔سویرا، صبح کا آغاز * نوبت۔نقارہ * در۔دروازہ * فلک۔آسماں * ملک۔فرشتے * خلق۔پیدائش * جمیل۔عمدہ، خوبصورت * خلق۔عادت، اخلاق اسی کی جمع ہے * جلیل۔بزرگ، مرتبہ و مقام والا * گدا۔محتاج و سوالی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۲۵) اے میرے پیارے آقا! مجھ جیسا نکما جس میں نام کی بھی کوئی خوبی نہیں، بھلا ایسے کو کون منہ لگائے اور کون پیار کرے سوائے آپ کے

؎ اساں سُنیاں سوہنا اوہدی باں پھڑ دا جہدا کوئی سہارا نہ ہووے
اوہدی کشتی پار لنگھا دیندا جہدا کوئی کنارہ نہ ہووے

اے میرے پیارے آقا آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں الصلوٰۃ و السلام علیك یا رسول اللہ۔

پتھروں کا درود و سلام:

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں آج بھی اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو اعلان نبوت سے پہلے مجھ پہ درود و سلام بھیجا کرتا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس پتھر اور درخت کے پاس سے گزرتے وہ آپ کو سلام کہتا (لا یمر علی شجر و لا حجر الا یسلم علیه)

ثابت ہوا کہ پتھر بھی حضور علیہ السلام پہ درود و سلام پڑھتے ہیں اور حضور ان کو بھی پہچانتے ہیں۔ تو کیا ہم اگر محبت و خلوص سے درود و سلام پڑھیں گے تو ہمیں نہ پہچانیں گے؟

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ چالیس سال کے بعد نبی نہیں بنے جیسا کہ مودودی صاحب نے لکھا۔ بلکہ پیدا ہوتے ہی بلکہ اس وقت کے نبی ہیں کنت نبیا و ادم بین الماء والطین ”جدوں آدم گارے وچ سی محمد اودوں وی تارے وچ سی“ (علیہما السلام) حضور علیہ السلام نے اللہ کی قسم اٹھا کر حضرت جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا کہ جو ستارہ ستر ہزار سال کے بعد چمکتا تھا اور تو نے اس کو بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے واللہ انا ذلك الکوکب خدا کی قسم وہ ستارہ تو میں ہی ہوں۔

؎ نہ آدم جن ملائک دِسن نہ سورج نہ تارے اودوں وی نور محمد والا چمکاں سی پیا مارے

لوگ حکم کے باوجود نہ درود و سلام پڑھتے ہیں نہ پڑھنے دیتے ہیں قربان ان پتھروں پہ جو بغیر حکم و دلیل کے ہی درود و سلام پڑھ رہے ہیں۔ کہیں پتھر پڑھ رہے ہیں اور کہیں منکر منع کر رہے ہیں۔ وہ پتھر ہو کر کان یصلی بار بار پڑھ رہا ہے اور نہ پڑھنے والوں، منع کرنے والوں کو ذلیل و شرمندہ کر رہا ہے کہ تم صلوا علیه وسلموا تسلیما کے حکم کے باوجود نفرت کر رہے ہو اور دیکھو میں بغیر کسی حکم کے بلکہ اپنی طبیعت کے تقاضے سے کس قدر محبت کر رہا ہوں۔

شیخ ابوذر درانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہر عبادت کی قبولیت میں شک ہوسکتا ہے مگر درود وسلام کی قبولیت میں کوئی شک ہوسکتا ہی نہیں کیونکہ اس کام میں صرف مخلوق ہی شامل نہیں ان اللّٰہ و ملائکتہ بھی ہیں۔

؎ عبادت کوئی بھی ہو نارِوا ہے دورد اس نام پر جب تک نہ بھیجو

اگر اونچی آواز سے پڑھیں تو سنت فاروق اعظم ادا ہوتی ہے اور شیطان ہی نہیں بے ایمان بھی بھاگ جاتا ہے کیونکہ وہ ذکرالٰہی اونچی آواز سے کرتے تھے اور آہستہ پڑھیں تو سنت صدیق اکبر ادا ہوتی ہے کیونکہ آپ آہستہ آواز سے ذکرالٰہی کرتے اور حضور کی ذات سراپا ذکرالٰہی ہے ذکـراً رسـولا ۔ کھڑے ہوکر پڑھیں تو جنازے میں کھڑے ہوکر پڑھنے کا انداز یاد آتا ہے۔ بیٹھ کر پڑھیں تو التحیات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ چل پھر کر پڑھیں تو طواف کی دعاؤں کا منظر یاد آتا ہے اور جیسے کوئی دعا طواف کی نہ آتی ہو بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ سارے طواف میں درود وسلام ہی پڑھتا رہے اس سے بڑی دعا بھی کوئی نہیں ہے اور اس پہ کئی واقعات شاہد عادل ہیں۔

جنہوں نے پڑھنا ہوتا ہے وہ اونچی آواز یا آہستہ آواز، بیٹھ کر یا کھڑے ہوکر، آذان سے پہلے یا بعد کے بہانے نہیں بناتے بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ

؎ بیٹھتے اُٹھتے مدد کے واسطے یارسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا (صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی وہ نہ پڑھنے کے نہیں بلکہ پڑھنے کے بہانے تلاش کرتے ہیں۔

نکتہ صاحب دل:

ایک صاحب دل نے مجھے حیران کر دیا جب میں نے اس سے کہا کہ کئی لوگ نماز میں تو السلام علیك ایھا النبی کہہ لیتے ہیں مگر نماز کے باہر کیا سلام پھیرتے ہی سلام سے منہ پھیر لیتے ہیں اور انکار کر دیتے ہیں؟ اس نے جواب دیا! اس لیے کہ یہ عمل نماز میں چھپ کر ہوتا ہے نماز کے علاوہ کھل کر ہوتا ہے اور محبت ہو تو چھپتی نہیں ہے۔ چھپ چھپ کر محبت کرنے میں ضرور کوئی کمی ہوتی ہے۔ بیوی سے محبت چھپ کر ہوتی ہے اس لیے گھر میں اس کی جوتیاں چاٹتا بھی رہے تو باہر جا کر کہتا ہے بیوی کیا ہے؟ پاؤں کی جوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نوبت طلاق تک بھی آسکتی ہے جبکہ ماں سے محبت کھل کر ہوتی ہے اس لیے نہ طلاق کا تصور اور نہ ہی باہر جا کر ماں کے بارے میں غلط بات۔

ایک یہ محبت بھی ہے کہ امیر آدمی کے پاس چلے گئے اور اس کی خوشامد شروع کر دی اور پھر بعد میں کہا! آپ کے پاس سو روپیہ ہوگا؟ یا مدرسہ، مسجد کے لیے چندہ مانگنا شروع کر دیا، یہ محبت والے بک جاتے ہیں کبھی نہرو کے ہاتھ، کبھی گاندھی کے پاس کبھی انگریز کی گود میں اور اپنے نبی کے ساتھ کھل کر محبت کرنے والے کو انگریز پینتیس (۳۵) مربع زمین بھی پیش کرے تو کھل کر کہتا ہے یہ تو پینتیس (۳۵) مربعے اراضی ہے اگر تو سارا ملک بھی پیش کرے تو مجھے نہیں خریدا جاسکتا کیونکہ احمد رضا کا سودا بازار مصطفیٰ میں ہو چکا ہے۔ (ماہنامہ الحبیب اکتوبر ۱۹۷۰ء، بحوالہ مقالات سعیدی)

؎ میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

اس لیے ہمارے آقا علیہ السلام کو ایسوں ویسوں کے درود وسلام کی ضرورت بھی نہیں، نہ ہی وہ کسی کے درود وسلام کے محتاج ہیں کیونکہ ہم نہ پڑھیں گے تو ان اللّٰہ و ملائکتہ یصلون علی النبی۔

اور جو محبت سے پڑھے گا آپ فرماتے ہیں مامن احد یسلم علی الارد اللّٰہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام جب بھی کوئی مجھ پر درود وسلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے (مشکوۃ) اور میں خود اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ اس سے حیات النبی کا مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ کون سا وقت ایسا ہے کہ جس میں دنیا کے اندر کسی وقت درود وسلام کا انقطاع ہوتا ہو۔ شاید اسی وجہ سے آذان سے پہلے نماز کے بعد، جمعہ کے بعد درود وسلام پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے کہ ''مر کر مٹی'' والا عقیدہ ثابت کیا جائے۔ مگر یہ تمہاری بھول ہے۔ ؎ اتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

کیونکہ یہ کوئی معمولی ذات نہیں ہے بلکہ

؎ نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن　　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

مندرجہ بالا حدیث میں یسلم سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ صرف درود ابراہیمی ہی نہیں ہر درود وسلام جائز اور باعث ثواب ہے ورنہ درود ابراہیمی میں تو سلام کا لفظ ہی نہیں اور حضور کی بارگاہ سے جس کا جواب آتا ہے اس میں سلام ضروری ہے۔

الغرض ''سوہتھ رسہ تے سرے کے گنڈھ'' یعنی قصہ مختصر جب ہمارے ماں باپ آدم وحوا علیہما السلام کا حق مہر ہی آقا علیہ السلام پہ درود وسلام پڑھنا مقرر ہوا تو پھر انکار کرنے والا جس زمرے میں جائے گا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اور یہ حق مہر والا واقعہ مدارج النبوۃ کے علاوہ دیگر کئی کتابوں میں بھی لکھا ہوا ہے جن میں مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی نشر الطیب بھی شامل ہے۔

؎ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اور یہ درود ابراہیمی نہیں تھا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام تو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ یقیناً یا نبی سلام علیک ہی ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے جو مجھ پہ درود وسلام پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔ صلی اللّٰہ علی النبی الامی والہ وسلم صلوٰۃ وسلاما علیک یا سیدی یارسول اللّٰہ۔ (مکاشفۃ القلوب)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے تو کمال ہی کر دیا فرماتے ہیں کہ اگر قیامت کے دن بھی مجھے بھرے دربار میں تمام اہل محشر کے سامنے لب کشائی کے لیے کہا گیا تو میں وہاں بھی اپنے آقا علیہ السلام پہ درود وسلام پڑھنا شروع کر دوں گا۔

؎ جب کہ خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا　　　مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

ہر نعمت درود کے صدقے:

اس کی وجہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد نے بیان فرما دی کہ بھاو جدنا ما وجدنا کہ دنیا و آخرت کی ہر نعمت ہمیں درود وسلام ہی کی برکت سے نصیب ہوئی ہے اسی لیے حکم ہے کہ اگر مکمل ادب واحترام سے پڑھنا چاہتے ہو تو یقف کمایقف فی الصلوۃ۔ روضہ پاک پہ حاضری کے وقت ایسے کھڑے ہو کر سلام پیش کرو جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہو۔

تعجب ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے فرما دیا کہ ہر اچھے کام سے پہلے درود شریف پڑھ لیا کرو (جامع صغیر) پھر یہ کہنا! کہ صحابہ کرام کیا آذان سے پہلے پڑھتے تھے؟ فلاں وقت پڑھتے تھے؟ کیا آذان اچھا کام ہے کہ نہیں؟ یقیناً ہے تو صحابہ یقیناً پڑھتے ہوں گے ممکن ہے صحابہ کرام نے کوئی اچھا کام کیا جو کتابوں میں نہ لکھا گیا ہو، ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ کبھی کہتے ہیں کہ سپیکر میں پڑھنا کہاں لکھا ہے یا حضرت بلال تو سپیکر میں یا آذان سے پہلے نہ پڑھتے تھے تم کیوں پڑھتے ہو، حضرت بلال تو مینار پر چڑھ کر آذان

دیتے تھے تمہیں کیا معلوم پڑھتے ہی ہوں گے، پھر سپیکر میں بلال والی آذان جب پڑھ لیتے ہو تو مدینے والے کا درود وسلام بھی پڑھ لیا کرو۔ ترمذی شریف میں ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت دعا بعد میں پڑھو پہلے اپنے نبی پہ درود وسلام پڑھو۔ بسم اللّٰہ والسلام علی رسول اللّٰہ اللھم افتح لی ابواب رحمتك (صلی اللہ علیہ وسلم)

عجیب بات ہے کہ ہزاروں کام اس دور کے جو خیر القرون میں نہ تھے، سینکڑوں سہولیات جو ہمارے پاس موجود ہیں مگر پہلے لوگوں کے پاس نہ تھیں یہ ساری نعمتیں جائز ہیں اور درود وسلام کی بات آئے تو کبھی بواسیر ہو جاتی ہے کبھی درود وسلام پڑھنے کی بجائے دل کے دورے پڑھنے لگتے ہیں۔ حالانکہ جگہ جگہ فلمی گندے گانوں کا شور اور بے حیائی کے مظاہرے اپنے عروج پر ہیں مگر ہمارے کرم فرماؤں کو زیادہ تکلیف جس چیز سے ہے وہ درود وسلام ہے بس باقی سب کچھ بند ہو یا چلتا رہے ہماری حکومت آئے گی تو مزارات گرائیں گے اور درود وسلام بند کرائیں گے، خدا گنجے کو ناخن نہ دے حیرانگی ہے کہ فرشتوں والا کام کرنے سے روکتے ہیں اور قبروں کو کھودنا (بجوؤں والا) کام بڑے شوق سے کرتے ہیں۔ یاد رکھو بے حیائی کی ان تمام بیماریوں کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ گلی گلی میں درود وسلام کے ترانے گونجیں تا کہ ان ترانوں کی آواز میں شیطانی گانوں والی آواز دب جائے۔

؎ میں فقیر شہر رسول ہوں بڑے فخر کا یہ مقام ہے کبھی لب پہ میرے درود ہے کبھی لب پہ میرے سلام ہے

نماز روزے کا تعلق چونکہ عبادت سے ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اور درود وسلام کا تعلق محبت سے ہے اس لیے خدا سب سے پہلے ہے ان اللّٰہ پھر ملائکتہ ہے، تا کہ معلوم ہو کہ خدا بھی محبوب سے محبت کرتا ہے سارے فرشتے بھی اور ایمان والو! خدا چاہتا ہے کہ میری ساری خدائی بھی میرے پیارے سے محبت کرے اسی لیے صلوا علیہ و سلموا تسلیما کا حکم دیا۔

؎
اے رسولِ امیں سَلَامٌ عَلَیْکَ — اے نبی متیں سَلَامٌ عَلَیْکَ
سَیِّد الاوّلیں سَلَامٌ عَلَیْکَ — سَنَدُ الآخریں سَلَامٌ عَلَیْکَ
شاہِ دُنیا و دیں سَلَامٌ عَلَیْکَ — خاتم المُرسلیں سَلَامٌ عَلَیْکَ
رحمتً لِلعٰلمیں سَلَامٌ عَلَیْکَ — راحت العاشقیں سَلَامٌ عَلَیْکَ
شافع المذنبیں سَلَامٌ عَلَیْکَ — نُورِ عرشِ بریں سَلَامٌ عَلَیْکَ
تاجدار حرم ، بہارِ ارم — گلعذارِ حسیں سَلَامٌ عَلَیْکَ
مُصطفےٰ ، مجتبےٰ ، اِمام رُسُل — سِرِّ جاں آفریں سَلَامٌ عَلَیْکَ
غمزدوں ، بے کسوں ، یتیموں کے — چارہ ساز و معیں سَلَامٌ عَلَیْکَ
ہم غُلاموں کا کیجئے مقبول — اے شہنشاہِ دیں سَلَامٌ عَلَیْکَ

نذر لے کر ہے حاضر سرکار
یہ حبیبِ حزیں سَلَامٌ عَلَیْکَ

کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر؟

ایک ہی بات یہ ضد کر لینا کہ بتاؤ کھڑے ہونا (درود وسلام کے لیے) کہاں لکھا ہے کیا کھڑے ہونے پہ ہی اعتراض ہے

یادرودوسلام پہ کبھی تم نے بیٹھ کر پڑھا ہے یا نبی سلام علیک ۔ یا اگر آذان سے پہلے پر اعتراض ہے تو کبھی آذان کے بعد پڑھا ہے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ معلوم ہوا یہ سب بہانے ہیں اصل مسئلہ یہ ہے کہ تمہارے ہاں بالکل سرے سے جائز ہی نہیں ہے تو پھر سیدھی بات کیوں نہیں کرتے کھڑے ہونا، بیٹھنا، اونچی آواز سے آہستہ آواز سے، اذان سے پہلے، جمعہ کے بعد، ان ساری باتوں پہ مغزماری کیوں کرتے ہو؟

باقی رہا صرف کھڑے ہونا تو یہ کبھی جائز ہے کبھی ناجائز بلکہ حرام کبھی ثواب مثلاً وضو کرنے کے لیے کھڑے ہونا جائز ہے، شراب کی بوتل پکڑنے کے لیے کھڑے ہونا حرام ہے۔قرآن پاک پکڑنے کے لیے کھڑے ہونا ثواب ہے۔ زمزم شریف پینے کے لیے کھڑے ہونا مستحب ہے۔مگر مصیبت یہ ہے کہ تمہیں بیماری ہی کچھ اور ہے جو صرف ہم سمجھتے ہیں، بھولے بھالے لوگوں کو تو آپ یہ کہہ کر مطمئن کر لیتے ہوں گے کہ جمعہ کی نماز کے بعد صحابہ کرام نے کبھی حضور علیہ السلام پہ مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام پڑھا تھا بس ان کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔مگر یاد رکھو!

تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں

اگر صحابہ نے مصطفیٰ جان رحمت جمعہ کے بعد کھڑے ہو کر نہ پڑھا تھا تو کیا اللہ تعالیٰ جمعہ کے بعد اور جمعہ سے پہلے اور ہر وقت اپنے نبی پر درود وسلام نہیں بھیجتا۔اور اُسی کھڑے ہونے کا تصور ذرا پھر ذہن میں لاؤ اور بتاؤ کہ جب خاموش قرآن کو حاصل کرنے کے لیے کھڑے ہونا باعث ثواب ہے تو ناطق قرآن کی محبت کو حاصل کرنے کے لیے کھڑے ہونا اور کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھنا کیوں ثواب نہیں۔

وضو کرنے کے لیے کھڑے ہونا جائز ہے تو جس نے وضو سکھایا اور وضو کرنے کو ثواب بتایا اور الوضوء علی الوضوء نور علی نور فرمایا اس نور والے آقا کے لئے کھڑے ہونا کیوں ناجائز ہے۔

آب زمزم کے لیے کھڑے ہونا مستحب ہے تو ساقی کوثر کے لیے کھڑے ہونا کس نے ناجائز کیا ہے، وہ کھڑے ہونا پانی کی تعظیم کے لیے ہے یہ کھڑے ہونا باعث تخلیق کل کائنات کی تعظیم کے لیے ہے، زمزم کے لیے صرف ہم کھڑے ہوتے ہیں اور ساقی کوثر شب معراج جس آسمان سے گزرتے ہیں سارے فرشتے کھڑے ہو جاتے ہیں انشاء اللہ نہ قرآن کی تعظیم ختم ہوگی نہ صاحب قرآن کی۔نجدی جتنا بھی زور لگالیں شعائر اللہ کا ادب واحترم عباد اللہ کے سینوں سے نہیں نکال سکیں گے۔

وہ زمیں سے بڑھا آسماں پر گیا
آسماں سے چلا عرش پر جار کا
عرش سے لامکاں کا لیا راستہ
دم میں اتنی مسافت کو طے کر گیا
آسمان نبوت کا ماہِ تمام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام
ساکنان فلک پیشوائی میں تھے
اور روح الامیں باگ تھامے ہوئے
جشن شادی تھا ہر سمت افلاک پر
پہنچا آغوش رحمت میں کس شان سے
آسمان نبوت کا ماہِ تمام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

(نغمات حرم مصطفیٰ حسین فرخ)

فضائلِ دُرود شریف حدیث کی روشنی میں:

دُرود شریف کے فضائل میں بکثرت احادیث مُبارکہ وارد ہیں۔ چند احادیث مُبارکہ بطورِ تبرّک پیش کی جاتی ہیں۔ ہم نے ان احادیث مُبارکہ کا ترجمہ بہارِ شریعت سے لیا ہے۔

حدیث ۱:

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار دُرود نازل فرمائے گا۔

حدیث ۲:

نسائی کی روایت انس رضی اللہ عنہ سے یوں ہے کہ فرماتے ہیں جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے اللہ عزوجل اس پر دس دُرودیں نازل فرمائے گا اور اس کی دس خطائیں محو فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔

حدیث ۳:

امام احمد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی فرماتے ہیں کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار دُرود بھیجے اللہ عزوجل اور فرشتے اس پر ستر بار دُرود بھیجتے ہیں۔

حدیث ۴:

درمختار میں بروایت اصبہانی انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رُسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے اور وہ قبول ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کے اسی (۸۰) برس کے گناہ معاف فرمادے گا۔

حدیث ۵:

ترمذی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر دُرود بھیجا ہے۔

حدیث ۶:

نسائی ودارمی اُنہیں سے راوی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فارغ فرشتے ہیں جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں اور میری اُمت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

حدیث ۷:

نسائی ودارمی نے روایت کی کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بشاشت چہرۂ اقدس پر نمایاں تھی۔ فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا آپ کا رب فرماتا ہے کہ آپ راضی نہیں کہ آپ کی اُمت میں جو کوئی آپ پر دُرود بھیجے میں اُس پر دس بار دُرود بھیجوں گا اور آپ کی اُمت میں جو کوئی آپ پر سلام بھیجے میں اُس پر دس بار سلام بھیجوں گا۔

حدیث ۸:

ترمذی شریف میں ہے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بکثرت دعا مانگتا ہوں تو اس

میں سے حضور ﷺ پر دُرود کے لیے کتنا وقت مقرر کروں۔ فرمایا جو تم چاہو، عرض کی چوتھائی، فرمایا جو تم چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتری ہے۔ میں نے عرض کی نصف، فرمایا جو تم چاہو اور زیادہ کرو تو تمہارے لیے بھلائی ہے۔ میں نے عرض کی دو تہائی، فرمایا جو تم چاہو، اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتری ہے۔ میں نے عرض کی تو کل دُرود ہی کے لیے مقرر کروں، فرمایا ایسا ہے تو اللہ تمہارے کاموں کی کفایت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

حدیث ۹:

امام احمد رویفع رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں جو دُرود پڑھے اور یہ کہے اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

حدیث ۱۰:

ترمذی نے روایت کی کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دُعا آسمان و زمین کے درمیان معلّق ہے چڑھ نہیں سکتی جب تک نبی ﷺ پر دُرود نہ بھیجے۔ (تلك عشرة كاملة)

جزی اللّٰہ عنّا سیدنا محمّدا صلی اللّٰہ علیه وسلم ما هو اهله۔

- تافلک جانے والے پہ لاکھوں سلام　　عرش کا شانے والے پہ لاکھوں سلام
قرب حق پانے والے پہ لاکھوں سلام　　جلد لوٹ آنے والے پہ لاکھوں سلام
عرش کے تاج والے پہ لاکھوں دُرود
پیارے معراج والے پہ لاکھوں سلام

(۲۶) اے میرے پیارے نبی! آپ کے سوا میں نے نہ کسی سے امید و آس لگائی ہوئی ہے اور نہ ہی آپ کے سوا کوئی دوسرا میرے قریب و پاس ہے (النبی اولیٰ بالمو منین من انفسهم) آپ سے ہی ساری امیدیں وابستہ ہیں اور آپ کو ہی اپنی جان سے بھی زیادہ اپنے قریب سمجھ رکھا ہے اور اے میرے آقا آپ ہی آخری سہارا ہیں، اپنے لجپال کی لاج رکھیں اے میرے آقا! آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

اللهم صل علی محمد (صلی اللّٰه علیه وسلم) وانزله المقعد المقرب عندك یوم القیمة

- جن کے جبریل نے آکے چومے قدم　　جن کی تابش سے روشن تھا صحن حرم
جن کو اقصیٰ میں لایا براق ایک دم　　کر سلام ان کو اے امتِ محترم
عرش کے تاج والے پہ لاکھوں سلام　　پیارے معراج والے پہ لاکھوں سلام

(۲۷) اے میرے پیارے آقا! عرش معلی کی بلندیاں سمٹ کر آپ کے مبارک قدموں کے نیچے آگئیں، آپ نے عرش پہ جا کر اس پہ اپنے قدم لگا کر، اس کے دل کو ٹھنڈک پہنچا کر، اس کے دل کو سرور اور آنکھوں کو نور عطا فرمایا، میری گناہ گاری بھی یہ دیرینہ

خواہش قبول فرمائیں اور وہی قدم انور جو عرش کے سینہ پہ رکھے تھے تھوڑی سی دیر میری آنکھوں پہ بھی رکھیں اللہ تعالیٰ رحمتوں کی آپ پہ برسات ہو۔

دُرود شریف نہ پڑھنے پر وعیدیں

حدیث ۱:

ترمذی میں ہے کہ فرماتے ہیں حضور ﷺ اس کی ناک خاک میں ملے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر دُرود نہ بھیجے اور اس کی ناک خاک میں ملے جس کو رمضان کا مہینہ آیا اور اس کی مغفرت سے پہلے چلا گیا اور اس کی ناک خاک میں ملے جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو اُن کے بڑھاپے میں پایا اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کیا (یعنی ان کی خدمت واطاعت نہ کی کہ جنت کا مستحق ہو جاتا) (ترمذی)

حدیث ۲:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے وہ بد بخت ہے۔ (القول البدیع)

حدیث ۳:

حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرود پڑھنا چھوڑ دیا تو اُس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔ (القول البدیع)

حدیث ۴:

حضرت عبداللہ بن جرار رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر دُرود نہ بھیجا وہ آگ میں داخل ہوا۔ (القول البدیع)

حدیث ۵:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جفا ہے کہ میں کسی آدمی کے سامنے یاد کیا جاؤں اور وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔ (القول البدیع)

حدیث ۶:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔ (القول البدیع بنسائی)

حدیث ۷:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ اس کے نبی پر دُرود پڑھتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ مجلس اُن کے لیے باعث حسرت ہوگی چاہے تو ان کا عذاب دے اور چاہے تو اُن کو بخش دے۔ (احمد۔ ابوداؤد)

حدیث۸:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو قوم اپنے اجتماع سے بغیر اللہ کے ذکر کے اور بغیر دُرود کے پڑھے اُٹھ گئی وہ مُردار کی بدبو پر سے اُٹھی ہے۔

حدیث ۹:

کشف الغمہ اور افضل الصلوٰۃ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو میرا نام سن کر درود شریف نہ پڑھے وہ میری زیارت سے قیامت کے دن بھی محروم رہے گا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیث ۱۰:

طبرانی کی طویل حدیث کا ایک جملہ یہ بھی ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیا گیا اور القول البدیع میں ہے کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ میں جب اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو میرا اللہ مجھ پر راضی ہو، وہ مجھ پہ کثرت سے درود شریف پڑھے۔ (تلك عشرة كاملة)

اللهم صل علی محمد کما امرتنا ان یصلی علیه وصل کما ینبغی ان یصلّٰی علیه۔

ے جس کو بیت المقدس میں لایا گیا　　مقتداء انبیاء کا بنایا گیا
سب رسولوں سے خطبہ پڑھایا گیا　　ان کا اعزاز سب سے بڑھایا گیا
عرش کے تاج والے پہ لاکھوں درود　　پیارے معراج والے پہ لاکھوں سلام

(۴۸) کہنے کو تو بڑی دنیا پڑی ہے اس میں عوام بھی ہیں اور اللہ کے خواص اور برگزیدہ بندے بھی ہیں مگر بات بنے گی تو صرف آپ کے بنائے بنے گی، اے میرے بخشش والے آقا مجھے قید سے رہائی دلا دیجیے اللہ تعالیٰ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

شب جمعہ اور جمعہ کے دن دُرود شریف پڑھنے کی فضیلت

حدیث۱:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے دن مجھ پر دُرود بھیجے گا قیامت کے دن اُس کی شفاعت میرے اُوپر ہوگی۔

حدیث۲:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجا کرو۔ جبریل ابھی ابھی رب تعالیٰ کا پیغام لائے ہیں کہ جو مسلمان سطح زمین پر ایک دفعہ آپ پر دُرود بھیجے گا میں اور میرے فرشتے اُس پر دس مرتبہ دُرود بھیجیں گے۔

حدیث ۳:

مجھ پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کثرت سے دُرود بھیجو، جو ایسا کرے گا قیامت کے دن میں اُس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔

حدیث ٤:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے دن مجھ پر ہزار مرتبہ درود پڑھے گا جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ کر فوت ہوگا۔

حدیث ٥:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو ہر جمعہ کو مجھ پر چالیس مرتبہ دُرود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اُس کے چالیس سال کے گناہ معاف فرمائے گا اور جس نے ایک مرتبہ مجھ پر دُرود بھیجا اور قبول ہوگیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے اسی سال کے گناہ معاف فرمائے گا۔ جس نے پوری سورت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کی بھڑکتی آگ پر ایک منارہ بنا دے گا حتیٰ کہ وہ اس آگ سے گزر جائے گا۔

حدیث ٦:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ دُرود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ معاف فرمائے گا۔ اس کے ایک راوی نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حدیث کو پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصدیق فرمائی، واللہ اعلم۔

حدیث ۷:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن کثرت سے دُرود پڑھا کرو۔

حدیث ۸:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا جس نے جمعہ کے دن سو مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود پڑھا وہ قیامت کے دن اپنے ساتھ ایک ایسا نور لے کر آئے گا اگر اسے تمام مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو کافی ہوگا۔ (القول البدیع للامام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی علیہ الرحمۃ المتوفّی ۹۰۳ھ مدینہ شریف)

حدیث ۹:

جو جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے گا اس کے سو سال کے گناہ معاف کردیے جائیں گے (دیلمی، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ)

حدیث ۱۰:

مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور میں تمہارے لیے استغفار و دعا کرتا ہوں (جامع صغیر عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ) تم جب جمعہ کے دن مجھ پر درود شریف بھیجتے ہو تو ہر فرشتہ تم پر درود

بھیجتا ہے۔ یہ دن یوم مشہود (یعنی فرشتوں کے حاضر ہونے کا دن) ہے۔ اس دن درود پڑھنے والا کبھی محتاج نہیں ہوتا اور قیامت کے دن حضور علیہ السلام اس کے ایمان کی گواہی دیں گے (جامع صغیر) تلك عشرة كاملة۔

اللهم يارب محمد وال محمد صل علىٰ محمد و على ال محمد واجز محمدا صلى الله عليه وسلم ما هوا هله

ے صدقہ معراج کی رات کا اے خدا　　دولت دین و ایمان ہمیں ہو عطا
ہم کو پہنچا دے تا روضۂ مصطفیٰ　　ہو مدینے میں لب پر ہمارے صدا
عرش کے تاج والے پہ لاکھوں درود　　پیارے معراج والے پہ لاکھوں سلام

(۲۹) اے میرے آقا! اوروں کے سامنے اپنی حاجت اس لیے پیش نہیں کرتا کہ شفا کی منظوری تو پھر بھی آپ ہی کی بارگاہ سے ملے گی اسی لیے ساری مخلوق خود غرض اور لالچی ہو کر آپ کو مدد کے لیے پکار رہی ہے آپ اگر مہربانی فرمادیں تو ساری مخلوق کی تمام حاجات کی آپ کی بارگاہ میں ایک اشارہ ابرو کی مار ہیں آپ کی ایک دُعا سے سب کی مشکلات حل ہو سکتی ہے۔ تو پھر کرم کردیں تاں، تاکہ ہماری تمام بلائیں اور وبائیں دور ہوں اور رحمت کی ہوائیں چل پڑھیں ہماری طرف سے آپ پر رحمت کے نزول کی کروڑوں دعائیں ہوں۔

قرآن مجید میں اہل ایمان کو حکم الٰہی ہے ان الله و ملائكه يصلون على النبى ط يا ايها الذين امنو اصلوا عليه وسلموا تسليما (الاحزاب)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے (نبی علیہ السلام) پہ درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی سب کے سب میرے حبیب مکرم (علیہ السلام) پہ درود پڑھا کرو اور سلام ضرور ہر حال میں پڑھا کرو (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳۰) اے میرے پیارے رسول! اس میں شک نہیں کہ آپ نے صراط مستقیم کو پوری طرح واضح فرمادیا ہے (اور باقاعدہ خط کھینچ کر بتادیا کہ یہ صراط مستقیم ہے اور یہ انسان کی خواہشات ہیں جو اس کو سیدھے راستے سے ہٹا کر دوزخ میں لے جاتی ہیں (جیسا کہ حدیث صحاح میں ہے) مگر ہم گنہگاروں میں اتنی طاقت و ہمت ہی کہاں کہ اتنے بڑے دشمنوں (نفس وشیطان) کا راستہ روک کر سیدھے راستے پہ چلتے رہیں اے بھٹکے ہوؤں کو سیدھے راستے پہ چلانے والے آقا آپ کی مدد کی سخت ضرورت ہے۔ ہم تو مرجاتے اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتوں کی برسات فرمائے اور آپ پر درود وسلام کے پھول برسیں۔

(۳۱) اے میرے رحیم وکریم رسول! میں تو آپ کے رحم وکرم اور عطاو بخشش کو ہی دیکھتارہ گیا اور کچھ کرنے کی طرف دھیان نہ جاسکا نہ گناہوں سے اپنی حفاظت کرسکا، میری بے ادبی معاف ہو جائے اور اپنے عفو وکرم کے ساتھ ہی نجات ہو جائے، میں اپ کو کروڑوں درودوں اور کروڑوں سلاموں کی دعائیں دیتا ہوں۔ مانگنے کے واسطے انداز ہونا چاہیے۔

(سورۂ احزاب کی آیت ان الله و ملائكه .... میں) ہمیں بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور احادیث کثیرہ صحیحہ میں بھی دُرود شریف کی شان بیان فرمائی گئی ہے۔ چند احادیث تبرّکاً مزید ذکر کردیتا ہوں تاکہ آپ کے دل میں بھی اپنے رسُولِ مکرم، ہادیٔ اعظم، مُرشدِ اکمل صلی اللہ علیہ وسلم پردُرود بھیجنے کا شوق پیدا ہو۔

حدیث ۱:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ حضور کے ساتھ کوئی اور آدمی نہیں تھا۔ حضرت عمر نے پانی سے بھرا ہوا لوٹا لیا اور پیچھے چل دیے۔ جب آپ باہر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک وادی میں سر بسجود پایا۔ اور چپکے سے ایک طرف ہٹ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سے سر مبارک اُٹھایا اور فرمایا اے عمر! تُو نے بہت اچھا کیا کہ جب مجھے سر بسجود دیکھا تو ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ جبریل میرے پاس آئے اور انہوں نے آ کر بتایا کہ جو اُمتی آپ پر ایک مرتبہ دُرود پاک پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار دُرود پڑھے گا اور اس کے دس درجے بلند کر دے گا۔

حدیث ۲:

ایک دن حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ رُخِ انور پر خوشی اور مسرّت کے آثار نمایاں تھے۔ صحابہ نے عرض کیا! یارسول اللہ! آپ کا چہرۂ مبارک خوشی سے تاباں ہے۔ فرمایا، میرے پاس فرشتہ آیا ہے اور اس نے آخر کہا کہ اے سراپا حسن وخوبی! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کے ربّ نے فرمایا ہے کہ آپ کا جو اُمتی آپ پر ایک بار دُرود پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار دُرود (رحمت) بھیجے گا اور آپ کا جو اُمتی آپ پر ایک بار سلام پڑھے گا، اللہ تعالیٰ دس بار اس پر سلام بھیجے گا۔ میں نے جواب دیا ہے کہ میں اپنے مولا کریم کی اس نوازش پر ازحد خوش ہوں۔

حدیث ۳:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اس پر لازم ہے کہ وہ مجھ پر دُرود پڑھے جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر دُرود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار دُرود (رحمت) بھیجے گا۔

حدیث ۴:

حضرت عبداللہ حضرت زین العابدین کے فرزند نے اپنے والد بزرگوار سے انہوں نے اپنے والد گرامی سیدنا امام حسین سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر دُرود نہ پڑھے۔

حدیث ۵:

عن الطفیل بن ابی عن ابیه قال قال رجل یارسول اللّٰه ـ أرایت ان جعلت صلاتی کلّها علیك قال اذًا یکفیك اللّٰه ما اهمك من دنیاك و آخرتك۔ طفیل کہتے ہیں، میرے والد نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اگر اپنا تمام وقت حضور پر دُرود پڑھنے میں صرف کردوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تب اللہ تعالیٰ تیری دُنیا وآخرت کی مشکلیں آسان کردے گا۔

آیت طیبہ اور ان احادیث مبارکہ سے دُرود شریف کی برکتیں اور فضیلتیں معلوم ہوگئیں۔ ایسا کم فہم اور نادان کون ہوگا جو رحمتوں کے اس خزانے سے اپنی جھولی بھرنے کی کوشش نہ کرے۔ لیکن بعض اوقات اور بعض مقامات ایسے ہیں جہاں دُرود شریف پڑھنے کی زیادہ فضیلت ہے اور وہاں پڑھنے کی خصوصی تاکید کی گئی ہے۔ ان میں سے بھی چند اہم مقامات اور اوقات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ہر محفل اور مجلس میں دُرود شریف پڑھنے کی ہدایت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ اس کے نبی پر دُرود پڑھتے ہیں، قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لیے وبال ہوگی۔ چاہے تو ان کو عذاب دے اور چاہے تو ان کو بخش دے۔

ہر محفل کے اختتام کے وقت:

حضرت ابوسعید سے مروی ہے آپ نے فرمایا جب لوگ بیٹھتے ہیں اور پھر کھڑے ہوتے ہیں اور حضور پر دُرود نہیں پڑھتے تو قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لیے باعث حسرت ہوگی اگر وہ جنت میں داخل ہو بھی جائیں تو ثواب سے محرومی کے باعث انہیں ندامت ہوگی۔

اذان کے بعد:

حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مؤذن کو تم اذان دیتے ہوئے سنو تو وہی جملے دہراؤ جو وہ کہہ رہا ہے۔ پھر مجھ پر دُرود پڑھو کیونکہ جو مجھ پر (ایک مرتبہ) درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ دُرود (رحمت) بھیجتا ہے۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت:

حضرت عبداللہ بن حسن اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا اپنی دادی صاحبہ حضرت خاتون جنت سے روایت کرتے ہیں: قالت قال رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا دخل المسجد صل علے مُحمّد وسلم ثمہ قال اللّٰھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك واذا خرج صل علےٰ مُحمّد وسلمہ ثم قال اللّٰھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلك۔

دُعا کرتے وقت:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دُعا میں جب تک دُرود نہ پڑھا جائے وہ قبول نہیں ہوتی زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔

نماز کے بعد دُعا سے پہلے:

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم تشریف فرما تھے۔ جب میں نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی ثنا کی، پھر میں نے دُرود پاک پڑھا پھر اپنے لیے دُعا مانگنے لگا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب مانگ! تجھے دیا جائے گا۔

☆ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور دُعا مانگی یا اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے نمازی تو نے بڑی جلد بازی سے کام لیا ہے۔ جب نماز پڑھ چکو تو بیٹھو، اللہ کی حمد و ثنا کرو، پھر مجھ پر دُرود پڑھو، پھر دُعا مانگو۔ پھر دُوسرا آدمی آیا اُس نے نماز پڑھی اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر حضور پر دُرود پڑھا۔ حضور نے فرمایا: ''اے نمازی اب

دعا مانگ قبول ہوگی۔'' اس سے ثابت ہوا کہ ہم اہل سنت نماز کے بعد جو ذکر اور دُرود شریف پڑھتے ہیں یہ سنت ہے اور قبولیت دُعا کا باعث ہے۔ نیز اس سے باآواز بلند ذکر اور دُرود شریف پڑھنا ثابت ہوا۔

جب حضور نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک لیا جائے تو دُرود شریف پڑھے۔ جب نام گرامی لکھے تو ساتھ دُرود پاک لکھے۔ حضرت سفیان بن عینیہ فرماتے ہیں کہ خلف نے بیان کیا کہ ان کا ایک دوست حدیث کا طالب علم تھا وہ فوت ہوگیا۔ میں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ سبز پوشاک پہنے خوش وخرم گھوم رہا ہے۔ میں نے کہا کہ تم تو وہی میرے ہم مکتب نہیں ہو؟ اس نے کہا ہاں میں وہی ہوں۔ میں نے پوچھا تیرا اکتنا عمدہ حال ہے؟ اور اس کی وجہ کیا ہے؟ اس نے کہا میری یہ عادت تھی کہ جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کا نام نامی لکھتا وہاں دُرود شریف بھی لکھتا۔ فکافانی ربّی ھذا الذی ترٰی علی۔ ''یہ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے میرے ربّ نے مجھے اس عمل کا بدلہ دیا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن حکم کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت امام شافعی کو دیکھا۔ پوچھا فرمایئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

آپ نے فرمایا:

رحمنی وغفرلی وزفّنی الی الجنۃ کماتزف العروس ونثر علی کما ینثر علی العروس۔ ''میرے ربّ نے مجھ پر رحم فرمایا، مجھے بخش دیا، مجھے دُلہن کی طرح آراستہ کرکے جنت میں بھیجا گیا اور مجھ پر جنت کے پھول نچھاور کئے گئے جس طرح دُلہن پر درہم ودنیار نچھاور کیے جاتے ہیں۔''

میں نے اس عزت افزائی کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ اپنی کتاب ''الرسالہ'' میں حضور ﷺ پر میں نے جو دُرود لکھا ہے اُس کا یہ اجر ہے۔ عبداللہ بن حکم کہتے ہیں میں نے امام سے پوچھا۔ وہ خاص دُرود شریف کیا ہے؟ آپ نے بتایا کہ میں نے وہاں یہ دُرود شریف لکھا ہے۔ وصلی اللّٰہ علیٰ مُحمّد عددما ذکرہ الذاکرون وعددما غفل عن ذکرہ الغافلون۔ میں بیدار ہوا اور کتاب ''الرسالہ'' کو کھولا تو وہاں بعینہٖ اسی طرح دُرود شریف لکھا ہوا تھا۔ (تفسیر ضیاء القرآن سورۃ الاحزاب)

اللھم صل علی محمد عبدك ورسولك وعلی المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد وسلم۔

؎ نعت حج کعبہ عطا کر ہمیں — عشق شاہ مدینہ عطا کر ہمیں
ذوق طیبہ دوبارہ عطا کر ہمیں — ہو سلامی وہ جذبہ عطا کر ہمیں
عرش کے تاج والے پہ لاکھوں دُرود — پیارے معراج والے پہ لاکھوں سلام

آدابِ دُرود شریف:

1- دُرود خواں کے کپڑا، بدن اور مکان طاہر اور پاک ہو۔
2- وضو مسواک کرے (وضو نہ کرسکتا ہو تو تیمم کرے) بلا طہارت ادب کے خلاف ہے۔ (اگرچہ جائز ہے)
3- قبلہ رُخ مصلّے پر بیٹھے کر باآواز بلند یا آہستہ بشوق وذوق تمام، حضور وخلوص سے پڑھے۔

4- ریا سے پاک ہو کر پڑھے۔
5- ثواب کی نیت اور اُمید شفاعت پر پڑھے۔
6- ظاہر اور باطن دونوں برابر ہوں یعنی جیسے زبان سے پڑھے دل بھی اسی میں لگائے۔
7- درود پڑھتے وقت ایسا سمجھے کہ جناب رسول کریم ﷺ کے سامنے درود پڑھ رہا ہوں۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)
8- یہ بھی سمجھے کہ آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے ہیں اور خود سن بھی رہے ہیں۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)
9- رقت قلب اور خشوع وخضوع کے ساتھ۔
10- قلب کا تعلق اللہ پاک کے ساتھ ہو۔
11- دُرود پڑھتے وقت کسی سے باتیں نہ کرے۔
12- جس جگہ گندگی، پلیدی یا بدبُو ہو وہاں نہ پڑھے۔
13- ہنسی ٹھٹھہ کے وقت بھی نہ پڑھے۔
14- گناہ کرتے وقت نہ پڑھے۔
15- جہاں ناچ رنگ ہو وہاں بھی نہ پڑھے۔

اللھم صل علی محمد ملاء السموات وملاء الارض و ملاء العرش العظیم ۔
صلی اللّٰہ علی محمد (صلی اللّٰہ علیہ وسلم)

؎ آپ پر اے عرش کے مسند نشیں لاکھوں سلام — آپ پر اے سبز گنبد کے مکیں لاکھوں سلام
آپ پر اے رونق خلد بریں لاکھوں سلام — آپ پر یا صاحب فتح مبیں لاکھوں سلام
آپ پر یا رحمۃ للعالمیں لاکھوں سلام — آپ پر یا شاہ دیں سلطانِ دیں لاکھوں سلام

نکات درود وسلام:

☆ ہر عبادت یا مقبول ہوتی ہے یا مردود (مگر درود پاک کی شان ہی انوکھی ہے کہ اگر اس کو بے توجہی سے بھی پڑھو تو مقبول ہی مقبول ہے ہاں اتنا فرق ہے کہ بےتوجہی سے پڑھو گے تو بھی پہنچے گا ضرور مگر فرشتے لے کر جائیں گے اور اگر پورے آداب ومحبت کے تقاضوں کے مطابق پڑھو گے تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (جب آپ سے عرض کیا گیا ارایت صلوۃ المصلین علیك ممن غاب عنك ومن یاتی بعد لك۔ یارسول اللہ غائبین اور جو ابھی تک دنیا میں نہیں آئے ان کے درود وسلام کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا اسمع صلوۃ اهل محبتی واعر فهم وصلوۃ غیر هم عرضا محبت اور پوری توجہ وآداب سے پڑھنے والوں کا درود میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا بھی ہوں جبکہ دوسروں کا درود پہنچا دیا جاتا ہے۔ دلائل الخیرات ص ۷۶

؎ آپ پر اے صدر بزم کن فکاں لاکھوں سلام — آپ پر یا خاتم پیغمبراں لاکھوں سلام
آپ پر اے تاجدار دوجہاں لاکھوں سلام — آپ پر اے مقتدائے انس و جان لاکھوں سلام

☆ قرآن مجید میں ہے فسلم من اصحب الیمین ۔ اے محبوب آپ کو جنت والوں کی طرف سے سلام ہو۔ معلوم ہوا یہ

دیوانے جنت میں بھی باز نہیں آئیں گے لہذا جو درود نہیں پڑھے گا اس کو کسی اور جگہ کا بندوبست کرنا ہی پڑے گا۔

مگر دنیا میں پڑھے جانے والے درود وسلام اور جنت میں پڑھے جانے والے درود وسلام میں فرق یہ ہے کہ دنیا میں فرشتے پہنچاتے ہیں اور جنت میں خود اللہ فرمائے گا **فسلم لك من اصحاب اليمين** ۔

اور یہ کس طرح ہوگا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا باقی تمام نبیوں کے لیے ممبر بچھائے جائیں گے مگر میرے لیے اللہ کی کرسی کے ساتھ دائیں جانب کرسی لگائی جائے گی (اس کی بھی کرسی اس کی بھی کہیں یہ شرک تو نہیں ہو جائے گا **یتوا و تو جروا۔ استغفر اللّٰہ**) ساری کائنات جمع ہوگی۔ اصحاب یمین (جنت والے) بھی اور اصحاب شمال (دوزخ والے) بھی، سب حضور علیہ السلام کو ہی تک رہے ہوں گے کہ کب شفاعت کے لیے ہونٹ ہلتے ہیں اور ہماری نجات ہوتی ہے۔ اور حضور علیہ السلام خدا کی رحمت کو دیکھ رہے ہوں گے (**ثم اقوم عن یمین العرش لیس احد من الخلائق یقوم ذلك المقام غیری۔ ان یجلس اللّٰہ محمد امعه علی کرسیه** التذکرہ للقرطبی، ۲۸۵) وہاں بھی اگر سلام پڑھنے کی توفیق ملے گی تو اصحاب یمین جنت والوں کو ہی ملے گی جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ دوزخی اگر اس وقت پڑھنا بھی چاہیں گے تو ان کو روک دیا جائے گا۔ خبردار! آج ہی پڑھے گا، جو دنیا میں پڑھتا تھا، جو وہاں فتوے لگاتے تھے وہ آج کس منہ سے وہی کام کرسکیں گے۔ اس لیے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

؎ آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے ‏ ‏ ‏ ‏ کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اس لیے اگر وہاں یہ سعادت حاصل کرنا چاہتے ہو تو ضد چھوڑو، درود وسلام کا بغض سینے سے نکالو ورنہ ٹھوکریں کھاتے پھرو گے کوئی شنوائی نہ ہوگی، زبانیں گنگ کر دی جائیں گی اور دنیا میں جھوم جھوم کر درود وسلام پڑھے گا وہی یہ آرزو کر سکے گا کہ

؎ کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور ‏ ‏ ‏ ‏ بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

☆ سلام کو عام کرنا تو ہمارے آقا علیہ السلام کا حکم ہے فرمایا **افشوا السلام و اطعمو الطعام و ادخلو الجنه دار السلام** سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ اور سیدھے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

فرمایا ہر مسلمان کو سلام کہو چاہے اس کو پہچانتے ہو یا نہیں پہچانتے ہو۔ اور کسی کو پہچانوں یا نہ پہچانو! اپنے آقا کو تو پہچانو! اعلیٰ حضرت نے اور کیا جرم کیا ہے؟ صرف سلام ہی تو پھیلایا ہے۔ جب نہ پہچانے والے کو بھی سلام کہنے کا حکم ہے تو جس کا کلمہ پڑھتے ہو اس پر سلام پڑھنا کیوں ناجائز ہو گیا۔

پڑھو، پڑھو! درود بھی پڑھو، سلام بھی پڑھو! درود سے گناہ معاف ہوں گے اور سلام کا جواب آئے گا۔ درود سے نیکیاں ملیں گی اور سلام سے اگر مل گئے مصطفیٰ، اور کیا چاہیے

اسی لیے اہل عمل درود زیادہ پسند کرتے ہیں اور اہل عشق سلام پر زیادہ زور دیتے ہیں۔

اللہ بھی جس پر زیادہ مہربان ہوتا ہے اس پر سلام بھیجتا ہے سورۂ صٰفٰت اور سورۂ مریم میں فرداً فرداً اپنے پیاروں پر سلام بھیجا اور سورۂ یٰس میں اجتماعی سلام بھیجا اور فرمایا **سلام قولا من رحیم** ۔ سلام تو رحیم و کریم رب کا قول ہے۔ اعلیٰ حضرت نے خدا کا فرمان ہی تو عام کیا ہے۔ **سلام علی نوح فی العلمین** ۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام پہ عالمین میں سلام ہے تو رحمۃ للعالمین پر عالمین کا سلام ہے اور خود رب العالمین کا سلام ہے اللہ کو اگر رات پہ پیار آیا تو **سلام ھی حتی مطلع الفجر** فرمادیا اور اگر محمد کی ذات پہ پیار آیا تو **یصلون علی النبی** فرمادیا اور **السلام علیك ایھاالنبی** فرمادیا۔

ے اے حبیب رب اکبر آپ پہ لاکھوں سلام
اے حسین بندہ پرور آپ پہ لاکھوں سلام
اے قسیم خلد و کوثر آپ پہ لاکھوں سلام
اے شفیع روز محشر آپ پہ لاکھوں سلام
آپ پر یا رحمۃ للعالمیں لاکھوں درود
آپ پر یا شاہِ دیں سلطانِ دیں لاکھوں سلام

درود تاج کیا ہے؟:

کسی عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کھول کر اپنے آقا کی پیاری پیاری صفات کو اپنے ذوق کے مطابق جمع کیا ہے آپ کو اگر اپنے پیر یا استاد سے بدل وجان محبت ہے تو کوئی آپ سے پوچھے ان کا نام کیا ہے تو آپ اپنی عقیدت کے مطابق زیادہ سے زیادہ القابات جوڑتے جائیں گے اور پھر آخر میں جا کر کہیں ان کا نام لیں گے۔

مثلاً پیر طریقت رہبر شریعت، شہباز معرفت وغیرہ وغیرہ چاہے نام لیں تو اندر سے کچھ بھی نہ نکلے مگر حضور علیہ السلام تو ہر خوبی وکمال کے جامع وحقدار ہیں، وہ خوبی ہی نہیں جو ہمارے آقا میں نہ ہو، چنانچہ جس طرح پنجابی کے ایک شاعر مولوی غلام رسول سے کسی نے پوچھا کہ تو جس محبوب کی باتیں کرتا ہے اس کا تعارف تو کرا تو انہوں نے پوری کتاب لکھ دی جس کو چھٹی مولانا غلام رسول کہتے ہیں، جس کے چند شعر یہ ہیں۔

ے اکھاں وچ قدرتی سرے دی دھاری
دلاں نوں چیردی جویں کٹاری
زلیخا اوس نوں جے ویکھ لیندی
نہ پچھے یوسف مصری دے چیندی
قدیمی شہنشاہ عالی گھرانا
حسین و حسن دا لج پال نانا
جگر دل بند مائی آمنہ دا
تے بابل ہے او پیاری فاطمہ دا

اسی طرح عرب کے عاشق سے کسی نے جب حضور علیہ السلام کا تعارف پوچھا تو اس نے اپنی عقیدت وصلاحیت کے ذوق میں کہا!

صاحب التاج والمراج والبراق والعلم دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم اور چلتے چلتے آخر میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام لے لیا **ابی القاسم محمد ابن عبد الله نور من نور الله** ۔ اصل میں منکروں پہ بم بلکہ ایٹم بم ہی ان الفاظ پہ آکر گرتا ہے "**نور من نور الله**" باقی سارا بھی کبھی مان لیتے ہیں چلو! یہ الفاظ نہ پڑھا کرو باقی کا تو انکار نہ کرو۔ اور وہ نہیں تو یہ ہی مان لو کہ

ے بھیجتے ہیں جن و انساں آپ پر ہر دم سلام
بھیجتے ہیں حور و غلماں آپ پر ہر دم سلام
پڑھتے ہیں درویش وسلطان آپ پر ہر دم سلام
کرتے ہیں عشاق رحماں آپ پر ہر دم سلام
آپ پر یا رحمۃ للعالمیں ہر دم درود
آپ پر یا شاہِ دیں، سلطانِ دیں لاکھوں سلام

اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد معدن الجود و الکرم واله وبارك وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

(۳۲) اے میرے رحیم و مہربان آقا! مجھے اپنے دامن رحمت میں چھپالو، اور میرے دل کی تمام حسرتیں نکالو! کیونکہ میری زندگی کا چراغ آخرت کے تیز جھونکوں سے بجھتا جارہا ہے اور ڈر کی وجہ سے میرے دل میں ایک حشر بپا ہے، اب میں اپنے اندر اپنے آپ کو سنبھالا دینے کی سکت نہیں پارہا۔ میں آپ کے لیے کروڑوں درود و سلام کی دعائیں کرتا ہوں آپ میرے اوپر اپنی رحمتوں کی عطا کردیں۔ اور صرف میری ہی نہیں اپنی ساری امت کی مدد و نصرت فرمائیں۔

؎ امت مظلوم کی شاہا مدد فرمایئے — مخلصی، محکومیِ اغیار سے دلوایئے
شائقانِ دید کو شکل حسیں دکھلایئے — اپنے دربار مبارک میں ہمیں بلوایئے
آپ پر یا رحمۃ للعالمیں لاکھوں سلام

اللھم صل وسلم وبارك علی سیدنا محمدن النبی الکامل وعلی اله کمالا نهایة لکمالك وعدد کماله ۔ (صلی اللّٰه علیه وسلم)

(۳۳) اے میرے پیارے نبی! آپ نے لاکھوں زخمی دلوں کو اپنے پیار کی مرہم سے ٹھیک کر دیا ہے میرا دل بھی آپ کے ہجرو فراق میں چور چور ہے اس کو بھی **مجلّٰی، مصفّٰی** اور گلشن و گلزار بنادیں اور مدینہ پاک کی بادِ صبا کو حکم فرمائیں کہ میرے دل کی اُجڑی بستی سے ایک بار گزر جائے تاکہ میرا سینہ مدینہ بن جائے اور دل کی اُجڑی ہوئی دنیا آباد ہو جائے۔

؎ اکھیں سوہنے نوں وائے نیں جے تیرا گزر ہووے — میں مر کے وی نہیں مردا جے تیری نظر ہووے

اے میرے رحمت والے آقا آپ پہ کروڑوں درود و سلام ہوں۔

اللّٰھم صل علی محمدن النبی الامی وعلی ال محمد جزی اللّٰه محمدا صلی اللّٰه علیه وسلم عنا ما هوا هله۔

(۳۴) آپ (ﷺ) کے حرف "ل" کی طرح کنڈل والے گیسوئے انور، اور الف کی طرح سیدھا سرو جیسا حسین و جمیل قد انور مل کر "لا" بن کر یہ بتا رہا ہے کہ آپ بلاؤں اور مصیبتوں کو ٹالنے والے ہیں ان مصیبتوں کو اپنی "لا" کی تلوار کے نیچے لائیں، تاکہ ان کا سر قلم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی کروڑوں رحمتیں نچھاور فرمائے۔ **اللھم صل علی محمد کما تحب و ترضیٰ۔**

؎ ہے تمنا ہم مدینے میں کریں جا کر سلام — جالیاں چومیں پڑھیں نزدِ درِ انور سلام
حاضری ہو روضۂ انور میں، ہو لب پر سلام — جان نکلے پڑھ کر ضیاء، ہو اے مرے سرور سلام
آپ پر یارحمۃ للعالمین لاکھوں درود — آپ پر یا شاہِ دیں، سلطانِ دیں لاکھوں سلام

(۳۵) اے میرے جرأت و شجاعت والے نبی! آپ نے اپنے خلق عظیم کے خوبصورت رنگ سے، کفر و گمراہی کا خاتمہ کر کے جہان کا سینہ چیر کر اس میں اپنے اخلاق حسنہ کا رنگ بھر دیا اور زمانے میں نور کا ایسا سیلاب و سویرا پا کیا کہ اب بقول آپ کے آپ کو اپنی امت سے شرک کا کوئی خطرہ نہیں۔ اے میرے "انك لعلیٰ خلق عظیم" کی شان والے آقا آپ پر خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

اللهم صل علی محمدن النبی الا می و امهات المومنین و ذریاته و اهل بیته کماصلیت علی ابراهیم انك حمید مجید۔

(۳۶) آسمان آپ کے در کی طرف لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے نوبت اور ڈھول کا کام کر رہا ہے اور ستر ستر ہزار فرشتوں کی بارات صبح و شام آپ کی خدمت کے لیے آ رہی ہے کیوں نہ آئیں کہ آپ ان سب کے حاکم اور سارے جہاں کے بادشاہ ہیں اور یہ سب آپ کے خادم و نوکر ہیں۔ میرے آقا پہ اللہ کی رحمت کی بارشیں ہوں۔

اللهم صل علی محمد ن النبی الامی وعلی اله وسلّم تسلیما۔

(۳۷) آپ کا پیدا ہونا بھی بے مثل و بے مثال اور لاجواب و باکمال ہے اور آپ کی سیرت طیبہ اور اخلاق عالیہ کا بھی کوئی ثانی نہیں اسی لیے تو ساری مخلوق آپ کی گرویدہ اور غلام بے دام بن گئی ہے اور شاہان وقت بھی آپ کی گلی کے گدا ہونے پر فخر کر رہے ہیں اے میرے ایمان کی جان! آپ پر کروڑوں درود و سلام۔ **اللهم صل علی سیدنا محمد فی اول کلامنا، اللهم صل علی سید نا محمد فی اوسط کلا منا، اللهم صل علی محمد فی اخر کلامنا۔ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و اله وسلم تسلیما کثیرا۔**

ردیف ''میم''

(۳۸) طیبہ کے ماہِ تمام جملہ رُسُل کے امام — نوشہِ ملکِ خدا تم پہ کروروں درود
(۳۹) تم سے جہاں کا نظام تم پر کروروں سلام — تم پہ کروروں ثنا تم پہ کروروں درود
(۴۰) تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم — بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروروں درود
(۴۱) خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم — تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود
(۴۲) نافع و دافع ہو تم شافع و رافع ہو تم — تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروروں درود
(۴۳) شافی و نافی ہو تم کافی و وافی ہو تم — درد کی کر دو دوا، تم پہ کروروں درود
(۴۴) جائیں نہ جب تک غلام خلد ہے سب پر حرام — ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروروں درود

حلّ لغات:

★ ماہِ تمام - مکمل چاند (چودھویں کا چاند) ★ جملہ رُسُل - تمام رسول ★ نوشہ - دولہا ★ نظام - حسن ترتیب ★ ثنا - تعریف و توصیف ★ جواد - بڑا سخی ★ کریم - بہت کرم فرمانے والے ★ رؤف و رحیم - مہربان اور رحم کرنے والے ★ خلق - مخلوق ★ قاسم - تقسیم کرنے والا ★ ملا - حاصل ہوا ★ نافع - فائدہ دینے والا ★ دافع - دور کرنے والا ★ شافع - شفاعت فرمانے والا ★ رافع - بلند کرنے والا ★ افزوں - اوپر، زیادہ شان والا ★ شافی - شفایاب کرنے والا ★ نافی - روکنے اور ٹالنے والا ★ کافی - کفایت کرنے والا، کفیل ★ وافی - پورا پورا عطا کرنے والا، وفادار ★ خلد - جنت ★ حرام - ناجائز و ممنوع (جس کا درجہ

قرض کے مقابل ہو)

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۳۸) اے میرے پیارے نبی اور مدینہ شریف کے چودھویں کے چاند! آپ صرف امتوں کے ہی امام نہیں بلکہ سارے نبیوں کے بھی نبی اور امام ہیں۔آپ خدا کی خدائی کے دولہا ہیں پھر آپ پر کیوں نہ کروڑوں درود وسلام ہوں۔

اللهم صل علی سیدنا محمد عبدك ونبیك وحبیبك ورسولك النبی الامی وعلی اله وبارك وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

محبِ خاص خدائے برتر ہزاروں لاکھوں سلام تم پر — ہو تم صفات خدا کے مظہر ہزاروں لاکھوں سلام تم پر
ہیں تم سے کون ومکاں منور ہزاروں لاکھوں سلام تم پر — تمہارا اللہ ہے ثنا گر ہزاروں لاکھوں سلام تم پر
حبیب ومحبوب رب داور ہزاروں لاکھوں سلام تم پر — رسول برحق شفیع محشر ہزاروں لاکھوں سلام تم پر

(۳۹) نظام کائنات کی جان آپ کی ذات بابرکات ہے کیونکہ آپ ہی وجہ وباعث تخلیق عالم ہیں،آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا اور آپ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو کیونکہ۔ جان ہیں آپ جہاں کی، جان ہے تو جہان ہے۔آپ پر درودوں کے کروڑوں پھول نچھاور ہوں اور آپ پر تعریف وتوصیف کی کروڑوں برساتیں ہوں۔

اللهم صل علی سیدنا محمد وعلیٰ ال سیدنا محمد بعد دکل ذرة مائة الف الف مرة۔

(۴۰) اللہ کی مخلوق میں سے سب سے بڑے سخی، داتا،غریب نواز اور بندہ پرور آپ کی ذات بابرکات ہے،آپ بالمومنین رؤف رحیم ہیں۔اللہ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے بابرکت نام عطا فرمائے ہیں۔اے پیارے آقا اپنے خزانوں سے ہمیں بھی بھیک عطا ہو، خدا آپ کا بھلا کرے اور آپ پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

اللهم صل علی سیدنا محمد منطلق عنانِ جوا دالایمان فی میدان الاحسان مرسلا مرشِداالی ریاح الکرم فی روضة الجنان وعلی ال محمد وسلم۔

(۴۱) ساری مخلوق پر اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حکومت عطا فرمائی ہے (فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك فیها شجر بینهم) آپ ہی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا تقسیم کرنے والا بنایا ہے (واللّٰه یعطی وانا قاسم) جس کو جو بھی ملا ہے ملتا ہے یا ملے گا آپ ہی سے ملا ہے، ملتا ہے، ملے گا۔

لاورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا — بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

اے میرے پیارے نبی آپ پہ کروڑوں درود وسلام ہوں۔

(۴۲) اے اللہ کے پیارے محبوب! اللہ کی مہربانی سے آپ اللہ کی مخلوق کو نفع پہنچانے والے، ان سے مصائب وآلام دور فرمانے والے۔قیامت کے دن ان کی شفاعت فرمانے والے اور ان کو بلند درجات عطا فرمانے والے ہیں۔آپ کی کون کون سی خوبی بیان

کروں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

آپ سے اوپر صرف آپ کا خالق و مالک ہے باقی سب آپ سے نیچے ہیں اللہ تعالیٰ کی آپ پر کروڑوں رحمتیں ہوں۔

اللھم صل علی سیدنا محمد عبدك و نبیك و رسولك النبی الا می و علی اله و صحبیه وسلم۔

۔ ہو تم شہنشاہ ہفت کشور، جہاں میں ہے سلطنت تمہاری — حضور! شاہانِ دھر سے ہے کہیں فروں منزلت تمہاری
تمہارے رب کو ازل سے شاہا! پسند ہے ہر صفت تمہاری — بجز خدا یا نبی نہ سمجھا کوئی بشر معرفت تمہاری
حبیب و محبوب ربّ داور ہزاروں لاکھوں سلام تم پر — رسول برحق شفیع محشر ہزاروں لاکھوں سلام تم پر

بعض لوگ حضور علیہ السلام کی مذکورہ فی الشعر صفات کا انکار کرتے ہیں اور ہزار سمجھانے کے باوجود بس ایک ہی بات کرتے رہتے ہیں کہ کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔ اس بارے میں اسی شرح میں کئی مقامات پہ تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے، یہاں ان کی خدمت میں ایک اور گزارش کرنی ہے اور وہ یہ کہ صحیح احادیث میں بعض اوراد و وظائف یا اعمال کے بارے میں جو فرمایا گیا ہے کہ یہ پڑھنے سے اتنے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، جہنم سے حفاظت ہو جاتی ہے، ہر موذی شئی سے بندہ محفوظ رہتا ہے، سفر خیریت سے گزرتا ہے وغیرہ وغیرہ کیا یہ فوائد ہم نے براہ راست اللہ سے حاصل کیے ہیں یا کہ حضور علیہ السلام کے توسط سے ملے ہیں کیونکہ ان کا ذکر قرآن میں تو نہیں ہے تو ظاہر ہے ہمیں تو یہ فوائد حضور علیہ السلام سے ہی حاصل ہوئے ہیں تو پھر کیا مطلب ہے اس ''ارشاد'' کا کہ کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا؟ ہمیں سر درد ہو تو ڈیپرین لیتے ہیں کیوں لیتے ہیں؟ تو اگر ڈیپرین کی گولی نفع پہنچاتی ہے تو یہ کہتے ہوئے شرم آنی چاہیے کہ نبی نفع نہیں پہنچا سکتا، نبی تکلیف نہیں دور کر سکتا، جس کا نام محمد و علی ہو وہ کسی شئی کا مالک و مختار نہیں ہو سکتا۔

(۴۳) یارسول اللہ! آپ کے در سے بیماروں کو شفا بھی ملتی ہے (صرف آپ کی ذات سے ہی نہیں بلکہ آپ کے تبرکات سے بھی شفا ملتی ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں آپ کے جبہ مبارکہ کے بارے میں ہے) آپ تکلیفوں اور مصیبتوں کو دور فرماتے ہیں، جس کے آپ کفیل و ضامن بن جائیں اس جیسا کون ہو سکتا ہے، آپ پورا پورا اجر عطا فرمانے والے اور اپنی امت کے خیر خواہ ہیں، اے میرے ان گنت خوبیوں والے آقا! میرے درد کا بھی علاج فرما دیں آپ پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

اللھم صل علیٰ محمد و ال محمد بعد د کل داء و دواء

۔ اُٹھی ہیں یورپ کی دلدلوں سے سیاہ الحاد کی گھٹائیں — نہ کیوں تصور میں دل شکستہ تمہاری زلفوں کی لیں بلائیں
حضور ان ظلمتوں سے کیونکر وقار ملت کو ہم بچائیں — تمہارے قرباں سنو خدارا غریب مسلم کی التجائیں
حبیب و محبوب رب داور ہزاروں لاکھوں سلام تم پر — رسول برحق شفیع محشر ہزاروں لاکھوں سلام تم پر

اللھم صل علی محمد عبدك و نبیك النبی الا می۔

(۴۴) اے مالک جنت پیارے نبی! کیسی شان ہے آپ کی کہ جب تک آپ کی امت جنت میں نہ جائے گی اس وقت تک جنت میں داخلہ ہر کسی پر حرام و ممنوع فرما دیا گیا ہے کیونکہ جنت تو آپ کی ملکیت ہے پھر آپ کی اجازت کے بغیر کوئی کیسے جا سکتا ہے

اے خدا کے پیارے محبوب! آپ پر کروڑوں درود و سلام ہوں ارشاد خداوندی ہے تلك الجنة التی نورث من عبادنا من کان تقیا۔ ان الارض یرثها عبادی الصالحون ۔ جنت کے وارث جب حضور کے غلام ہیں تو سرکار کا عالم کیا ہوگا۔

اللھم صل علی محمدن النبی الامی و اله وسلم۔

ردیف ''ن''

(۴۵) مُظہر حق ہو تمہیں مَظہر حق ہو تمہیں — تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروروں درود

(۴۶) زرِ دُرودہ نارساں تکیہ گہِ بیکساں! — بادشہِ ماوریٰ تم پہ کروروں درود

(۴۷) بر سے کرم کی بھرن پھولیں نعم کے چمن! — ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروروں درود

(۴۸) ایک طرف اعدائے دین ایک طرف حاسدین — بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروروں درود

(۴۹) کیوں کہوں بیکس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں — تم ہو میں تم پر فدا تم پہ کروروں درود

(۵۰) گندے نکمے کمین مہنگے ہوں کوڑی کے تین — کون ہمیں پالتا تم پہ کروروں درود

(۵۱) بات نہ در کے کہیں گھاٹ نہ گھر کے کہیں — ایسے تمہیں پالنا تم پہ کروروں درود

حلّ لغات:

* مُظہر حق۔ اللہ تعالیٰ کی شان آپ سے ظاہر ہوتی ہے (اسم ظرف) * مُظہر حق۔ حق کو ظاہر فرمانے والے (اسم فاعل) * زرِ دُرودہ یا زورِ دِہ۔ طاقت دینے والا * نارساں۔ کمزور، بے سہارا * تکیہ گاہ۔ سہارا، بھروسہ کی جگہ، جائے امید * بیکس۔ کنگال * ماوریٰ۔ لامکاں مراد ہے یا مطلب یہ ہے کہ جس کی بادشاہی مخلوق کی سمجھ سے اوپر ہو * بھرن۔ تیز بارش * نعم۔ نعمت کی جمع * اعداء۔ عدو کی جمع، دشمن * حاسدین۔ حسد کرنے والا * بے کس، بے بس۔ لاچار و مجبور * فدا۔ قربان * کمین۔ کمینے، گھٹیا، کم ظرف * کوڑی۔ معمولی سکہ * باٹ۔ گنوار، راستہ * گھاٹ۔ دریا سے جانوروں کے پانی پینے کی جگہ۔

مفهوم اشعار و خلاصه تشریح:

سراپائے مصطفیٰ:

(۴۵) اے میرے نور والے آقا! آپ سے اللہ تعالیٰ کی شانیں ظاہر ہوتی ہیں اور آپ اللہ کی عظمتوں کو ظاہر فرما کر حق اور باطل میں فرق کرنے والے ہیں آپ کے چہرۂ انور سے اللہ کا جلال و جمال ظاہر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو مزید بلندیاں عطا فرمائے اور آپ پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

اس شعر میں حضور علیہ السلام کی عظمت و شان، مرتبہ و مقام، حسن و جمال اور فضل و کمال کو ایسے حسین انداز میں بیان فرمایا گیا ہے اور سبحان اللہ نہ کوئی مبالغہ ہے اور نہ ہی توحید خداوندی کے اوپر کوئی حرف آتا ہے یقیناً اس طرح کا شعر کہنا جوئے شیر لانے

کے مترادف ہے یا یوں کہہ لیں کہ ننگی تلوار پہ چلنا ہے اور بقول کسے۔

اک آگ کا دریا ہے اور پار گزرنا ہے

بس یوں کہہ لیں کہ تقریباً ناممکنات میں سے ہے اور ایسے اشعار کو دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ واقعی اعلیٰ حضرت کا کلام الہامی کلام ہے۔ بہر حال حضور علیہ السلام کے چند فضائل اور آپ کے سراپائے اقدس کے بارے میں تھوڑا سا بیان ضروری ہو گیا ہے۔ پہلے آپ کا حلیہ مبارک اور سراپائے اقدس ملاحظہ فرمائیں اگر تفصیلاً پڑھنا چاہیں تو ''شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ بلفظ انا'' کی آخری حدیث کا مطالعہ فرمائیں۔

دُرود شریف پڑھنے والا اگر نبی کریم ﷺ کے حلیہ مبارک کے بارے میں جانتا ہو اور پھر اسی تصور سے درود شریف پڑھے تو اس کا کیف وسرور ہی نرالا ہے۔ یہاں ہم نبی کریم ﷺ کے مختصر حلیہ مبارک کا بیان کرتے ہیں۔

قد مبارک:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ قد انور کے اعتدال کو یوں بیان کرتے ہیں:

آپ ﷺ کا تمام جسم نہایت ہی معتدل تھا۔ تمام اعضاء کامل تھے، گوشت سے پُر ہونے کے باوجود اُن میں ڈھیلا پن نہ تھا۔ قد انور اعتدال کے ساتھ دراز تھا، نہ ہی پست تھا اور نہ ہی زیادہ دُبلا پتلا۔ (شمائل ترمذی)

آپ ﷺ کا قد مبارک نہ بہت بلند تھا نہ بالکل کوتاہ مگر جب آپ ﷺ لوگوں کے درمیان چلتے تو اُن سے بلند نظر آتے۔

جسم اطہر کا رنگ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ کے جسم اطہر کا رنگ نہایت ہی خوش نما تھا۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک سفید تھا۔ یوں لگتا تھا کہ گویا آپ ﷺ کا جسم اطہر چاندی میں ڈھالا گیا ہے۔ (شمائل ترمذی)

آپ ﷺ کی رنگت سفید تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا رنگ سفیدی اور سُرخی کا حسین امتزاج تھا۔ (سبل الہدیٰ)

حُسن مُبارک:

حضرت انس، حضرت براء بن عازب، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں ہم نے بڑی بڑی حسین چیزیں دیکھیں مگر آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ کا چہرۂ اقدس چاند سے زیادہ روشن اور پُر نور تھا۔ (ترمذی)

سر انور:

آپ ﷺ کا سر انور چھوٹا نہیں تھا بلکہ موزونیت کے ساتھ بڑا تھا۔ (مسند احمد)

موئے مبارک:

آپ ﷺ کے بال مبارک گھرے سیاہ تھے۔ (ابن عساکر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک قدرے گھنگھریالے تھے، نہ بالکل سیدھے اور نہ بالکل پیچدار۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زُلفیں کنڈل والی تھیں۔ (ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک سیاہ خمدار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفیں اتنی دراز ہوتیں کہ کندھوں تک پہنچتی تھیں بعض اوقات کاندھوں تک بعض دفعہ کانوں کی لَو تک بعض دفعہ کانوں سے کچھ نیچے تک ہوتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیل لگاتے اور سیدھی مانگ نکالتے۔

پیشانی مبارک:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اقدس کشادہ تھی۔ (ترمذی)

گوشِ مُبارک:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زلفوں کے درمیان دونوں سفید کان یوں محسوس ہوتے جیسے تاریکی میں دو چمکدار ستارے طلوع ہوں۔ (ابن عساکر)

ابرومُبارک:

حضرت ہند بن ابی ہالہ بیان کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو مبارک کمان کی طرح خمیدہ لمبے اور باریک تھے۔ دونوں ابروؤں کے درمیان رگ تھی جو حالت غصہ میں اُبھر آتی (الوفا باحوال المصطفٰے)

مبارک آنکھیں:

حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں کشادہ اور خوب سیاہ تھیں۔ (دلائل النبوۃ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سفید حصے میں سُرخ ڈورے تھے۔ (ترمذی)

مقدس پلکیں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ کی پلکیں نہایت لمبی تھیں۔

ناک مبارک:

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک حسن تناسب کے ساتھ باریک تھی۔

رُخسار مبارک:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخسار مبارک سفید اور چمکدار تھے۔ (ابن عساکر)

ہونٹ مبارک:

امام طبرانی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ مبارک اللہ کے تمام بندوں سے خوبصورت تھے۔

دانداں مبارک:

وصاف نبی حضرت ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دانت نہایت سفید اور چمکدار تھے تبسم کے وقت اولوں کی طرح دکھائی دیتے۔ (الوفا)

ریش مبارک:

داڑھی شریف گھنی اور سیاہ تھی اور نہایت ہی خوبصورت تھی اور سینہ مبارک کو پُر کیے ہوئے تھی۔

چہرہ مبارک:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک چاند کے ہالے کی طرح تھا۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک گول تھا۔ (ترمذی۔ سبل الہدیٰ)

گردن مبارک:

گردن مبارک قدرے دراز تھی۔ (دلائل النبوت)

حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک چاندی کی صراحی کی مانند تھی۔ (سبل الہدےٰ)

کندھے مبارک:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے مبارک خوبصورت اور مضبوط تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کندھوں سے کپڑا اٹھاتے تو وہ چاندی کے ڈلوں کی صورت دکھائی دیتے۔

مہر نبوت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ نبیوں کو ختم کرنے والے تھے۔ (شمائل ترمذی)

بازو مبارک:

بازو مبارک نہایت سفید تھے۔ کلائیاں مبارک طویل تھیں اور کلائیوں پر بال تھے۔

ہاتھ مبارک:

خوبصورت ریشم سے زیادہ نرم اور خوشبودار تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک ریشم سے بھی زیادہ نرم تھے۔ (ابونعیم)

ہتھیلیاں مبارک پُر گوشت اور کشادہ تھیں۔ انگلیاں مبارک لمبی اور خوبصورت تھیں۔

سینہ اقدس:

سینہ مبارک کشادہ اور اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ (شمائل ترمذی)

شکم مبارک:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم مبارک بڑھا ہوا نہیں تھا بطن مبارک سینہ اقدس کے برابر تھا۔ (ترمذی)

پنڈلیاں مبارک:

پنڈلیاں مبارک ضخیم نہیں بلکہ موزونیت کے ساتھ پتلی تھیں۔ (ترمذی)

قدمین شریفین:

قدم شریف چھوٹے نہ تھے بلکہ دونوں پاؤں مبارک متناسب اور پُر گوشت تھے۔ اُنگلیاں مبارک لمبی اور خوبصورت تھیں۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک تمام انسانوں سے خوبصورت تھے۔ (شمائل ترمذی)

اللھم صل علی محمد وعلی آلہ وسلّم

ــ تیری باتیں ہیں جیسے کہ قند و نبات　　مظہرِ ذاتِ باری ہیں تیری صفات
بخشتی ہے نئی زندگی تیری بات　　مُردہ دِل تجھ سے پاتے ہیں رُوحِ حیات
اَے مسیحائے دَوراں سَلَامٌ عَلَیْک

ذِکر ہر آن تیرا زباں پر رہے　　جب کہے تو فقط بات تیری کہے
دِیپ تیری محبت کا دِل میں جلے　　نام سے تیرے مِلتی ہے تسکیں مجھے
میرے ہر دُکھ کے درماں سَلَامٌ عَلَیْک

قُدرتِ حق سے قادر ہے تُو ہر جگہ　　شانِ رحمت سے حاضر ہے تُو ہر جگہ
چشمِ باری سے ناظر ہے تُو ہر جگہ　　چشمِ بینا میں ظاہر ہے تُو ہر جگہ
اندھی آنکھوں سے پنہاں سَلَامٌ عَلَیْک

مُرسلیں کو تیری ہم رکابی پہ فخر　　ہے ملائک کو تیری سلامی پہ فخر
خلق کو تیرے لُطفِ دوامی پہ فخر　　بادشاہوں کو تیری غلامی پہ فخر
تاجداروں کے سُلطاں سَلَامٌ عَلَیْک

چُوم لے تیرا پائے کرم یہ ریاضؔ　　توڑ دے تیرے قدموں پہ دم یہ ریاضؔ
کاش بن جائے خاکِ حرم یہ ریاضؔ　　پائے یُوں تیرا لطفِ اتم یہ ریاضؔ
دِل کا پُورا ہو ارماں سَلَامٌ عَلَیْک

(سیّد ریاض الدین ریاض سُہروردی)

(۴۶) اے بے کسوں، ناتوانوں اور بے سہاروں کو طاقتور کرنے والے پیارے نبی! خدا کی ساری خدائی کے بادشاہ و سربراہ آپ ہی ہیں، ہماری تمناؤں اور آرزوں کا مرکز اور امیدوں کے پورا کی جگہ بھی آپ ہی کی ذات والاصفات ہے آپ پر کروڑہا مرتبہ درود وسلام ہو۔

اللھم صل وسلم وبارك علی رسولك المصطفٰی ونبيك المرتضٰی وعلٰی اله واصحابه بعدد کل ذرة مائة الف الف مرة۔

ـــ سید المرسلیں پر ہزاروں سلام ۔۔۔ شاہ دنیا ودیں پر ہزاروں سلام
تاجدار حزیں پر ہزاروں سلام ۔۔۔ بدر کے مہ جبیں پر ہزاروں سلام
یا محمد رسول زماں! السلام ۔۔۔ یا شہنشاہ کون و مکاں! السلام

(۴۷) یارسول ہاشمی! رحم وکرم کی ایسی بارآور موسلادھار بارش ہو کہ نعمتوں کے باغات میں بہار آجائے اور ہمارے آنگن میں خوشیاں ہی خوشیاں ہوجائیں اور کرم کی ایسی ہوا چلے کہ ہمارے دلوں کے گلشن مہک اُٹھیں اوران میں آپ کی محبت کے پھول کھل جائیں۔

ـــ کروڑوں درود کروڑوں سلام ۔۔۔ بذات محمد علیہ السلام

(۴۸) اے میرے آقا! آپ کا گدا (احمد رضا) کوئی ایک مصیبت میں پھنسا ہوا ہو تو عرض کرے، میرے سر پہ دین کے دشمن بھی سوار ہیں ایک طرف ان سے لڑائی ہے تو دوسری طرف حسد کرنے والوں نے جان کھا رکھی ہے میں کس کس کا مقابلہ کروں اور کدھر جاؤں تن تنہا ہوں کوئی یارومددگار نہیں ہے، صرف آپ کی رحمت کا سہارا ہے مجھے ایسا بنادیں کہ میں ان تمام دشمنوں سے پورا آسکوں ،اللہ تعالیٰ اپنی کروڑوں رحمتیں آپ پر نازل فرمائے۔

ـــ مالک بحر و بر ہو سلام آپ پر ۔۔۔ فخر جن و بشر ہو سلام آپ پر
شام سے تاسحر ہو سلام آپ پر ۔۔۔ ہر گھڑی ہر پہر ہو سلام آپ پر
تا ابد عمر بھر ہو سلام آپ پر ۔۔۔ ہو سلام آپ پر ہو سلام آپ پر

(۴۹) اس کے باوجود بھی میں کیوں کہوں کہ میں بے سہارا، عاجز وکمزور ہوں جب میرا آقا میرے سر پہ سلامت ہے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں، میرے آقا میرے مددگار ہیں اور میری جان آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدموں پہ قربان ہے۔ کروڑوں درودوسلام اُن پر

ـــ کروڑوں درود کروڑوں سلام ۔۔۔ بروضہ محمد علیہ السلام

(۵۰) اے میرے قدر داں آقا! یہ تو آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے ہم جیسے نکموں کو اپنی غلامی میں قبول فرمایا ہوا ہے ورنہ ہم تو ایسے نکمے اور نا کارہ اور گندے ہیں کہ ہم جیسے بے کاروں کو کوئی ایک کوڑی کے تین تین بھی نہ خریدے، اگر آپ ہمارے سر پہ نہ ہوتے تو ہمیں کون منہ لگاتا۔

ـــ جب تک بکے نہ تھے تو کوئی پوچھتا نہ تھا ۔۔۔ تو نے خرید کر ہمیں انمول کردیا

اللہ تعالیٰ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

ـــ کروڑوں درود و کروڑوں سلام ۔۔۔ بروح محمد علیہ السلام

(۵۱) ہم جیسے جاہل، اُجڈ اور گنوار جن کا نہ کوئی ٹھکانہ ہے نہ کوئی سہارا، اخلاق وآداب سے عاری، پھر ایسوں کو سینے سے لگا کر سنوار دینا محبوب خدا ہی کی شان ہوسکتی ہے آپ کائنات میں جلوہ گر ہوئے تو لوگوں کو کیا سے کیا بنادیا۔ راہ زنوں کو راہبر بنادیا، قطرے کو سمندر بنادیا، ذرے کو آفتاب بنادیا۔

ـــ خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے ۔۔۔ اک نظر میں شاہ نے قطرے کو دریا کردیا

اللہ تعالیٰ میرے کریم آقا علیہ السلام پہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے صلی اللّٰہ علیٰ حبیبہ محمد و الہ واصحابہ وسلم۔

یہ مختلف الفاظ میں جو درود شریف لکھے جارہے ہیں ان میں سے ہر ایک کے ان گنت فوائد وفضائل ہیں اور یہ مختلف کتب

درود شریف سے حاصل کیے گئے ہیں، طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہر ایک کے فضائل و فوائد لکھے جاتے تاہم کوئی اگر ان کے فضائل اور فوائد پڑھنا چاہے تو یہ مندرجہ ذیل کتب سے لیے گئے ہیں ان کتابوں میں تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔ حوالہ جات یہ ہیں۔

(ابوداؤد شریف، طبرانی شریف، افضل الصلوٰۃ علی سید السادات، سرور القلوب، سعادۃ الدارین، القول البدیع، الترغیب والترہیب، غنیۃ الطالبین، کشف الغمہ، جذب القلوب، حصن حصین شریف، معارج النبوت، روح البیان تفسیر قرآن، حاشیہ دلائل الخیرات شفاء القلوب، آب کوثر وغیرہا)

اللھم صل علی سید الخلائق و افضل البشر و شفیع الامۃ یوم الحشر و النشر بعدد کل معلوم لك۔

ردیف "واؤ"

(۵۲) ایسوں کو نعمت کھلاؤ دودھ کے شربت پلاؤ ایسوں کو ایسی غذا تم پہ کروروں درود
(۵۳) گرنے کو ہوں روک لو غوطہ لگے ہاتھ دو ایسوں پر ایسی عطا تم پہ کروروں درود
(۵۴) اپنے خطاواروں کو اپنے ہی دامن میں لو کون کرے یہ بھلا تم پہ کروروں درود

حلِّ لغات:

★ ایسوں — اس طرح کے انسانوں ★ نعمت — عمدہ ولذیذ کھانا ★ غذا — خوراک ★ غوطہ — پانی میں کبھی ڈوبنا کبھی تیرنا، ڈبکیاں کھانا ★ عطا — انعام، نوازش ★ خطاوار — گناہ گار، قصوروار ★ دامن — پناہ ★ بھلا — اچھائی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۵۲) اور اے میرے آقا! آپ کتنے بندہ پرور اور غریب نواز ہیں کہ ہم جیسوں کو جن کی ایک ٹکا قیمت بھی زیادہ ہے بلکہ کوئی ہمیں مفت لینے پر بھی تیار نہیں ہے آپ ہمیں ایسی عمدہ اور لذیذ نعمتیں کھلاتے ہیں کہ دنیا کے بادشاہوں کو بھی کم ہی میسر ہوں گی، دودھ کے شربت پلاتے ہیں اس جہاں میں بھی اور اگلے جہاں میں بھی، ایسے نکموں کو ایسی اعلیٰ خوراک یہ آپ کا کرم نہیں تو اور کیا ہے، ہمارا کام جرم کرنا آپ کا کام کرم کرنا، ہمارا کام خطا کرنا آپ کا کام عطا کرنا ہمارا کام گناہ کرنا آپ کا کام ہمارے لیے دعا کرنا، اللہ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

۔ آپ آئے تو دنیا منور ہوئی بزم کونین میں عید گھر گھر ہوئی
دو جہاں کو ہدایت میسر ہوئی عام توحید خلاق اکبر ہوئی
ہادئ دوجہاں ہو سلام آپ پر سرورِ انس و جاں ہو سلام آپ پر
ہم غریبوں پہ اکرام فرمایئے مرحمت کچھ تو انعام فرمایئے
پھر نظر سوئے خدام فرمایئے پھر عطا ذوقِ اسلام فرمایئے
اے شہِ ذوالکرم ہو سلام آپ پر ہادیِ محترم ہو سلام آپ پر

(۵۳) اے میرے پیارے نبی! جہاں اتنے احسان فرمائے ہیں ایک اور کرم فرمادیں کہ مجھے گرنے سے بچالیں اور گناہوں کے سمندر میں ڈوبنے سے بچالیں اور ہم جیسوں پہ ایسا کرم کرنا یہ بھی آپ ہی کا کام ہے، آپ کا در چھوڑ کر کہاں جائیں اور کون ہماری بات سنے گا۔

تمہیں سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لوگی ہے

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ **اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد معدن الجود والکرم والہ وبارک وسلم۔**

اپنے عاجز غلاموں کا سُنیے سلام ۔۔۔ بے نواتشنہ کاموں کا سنیے سلام
خوش بیاں خوش کلاموں کا سنیے سلام ۔۔۔ مقتدیوں اماموں کا سنیے سلام
خاتم الانبیاء ہو سلام آپ پر ۔۔۔ یارسول خدا ہو سلام آپ پر
ہے ضیا بندۂ بے نوا آپ کا ۔۔۔ مصطفےٰ آپ کو واسطہ آپ کا
آپ سے بھیک پائے گدا آپ کا ۔۔۔ دیکھے دیدار مدحت سرا آپ کا
شاہِ جن وبشر ہو سلام آپ پر ۔۔۔ ہو سلام آپ پر ہو سلام آپ پر (ضیاء القادری)

(۵۴) ہم آپ کے گنہ گار امتی ہیں ہمیں جب کوئی مشکل پیش آئے گی تو آپ کے جتنے بھی نافرمان سبھی آپ ہی کے دروازے پہ آئیں گے۔ اب چھوڑ کے در تیرا دیوانے کہاں جائیں۔

آپ ہی ہمیں سنبھالیں اور اپنے دامن میں چھپالیں ورنہ دنیا کیا کہے گی کہ امام الانبیاء کے در کا منگتا دیکھو! مارا مارا پھر رہا ہے، ہم جیسے نکموں کے ساتھ یہ نیکی بھی آپ کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیے۔

صلی اللہ علی نبی الرحمۃ سفیع الامۃ کاشف الغمۃ وعلی الہ واصحابہ وبارک وسلم۔

درود شریف کے فوائد احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں

1۔ درود پاک اعمال کو پاکیزہ کرتا ہے۔
2۔ درود شریف گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔
3۔ درود شریف درجات بلند کرتا ہے۔
4۔ بخشش کے دروازے کھول دیتا ہے۔
5۔ درود شریف پڑھنے والے کو ثواب اُحد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔
6۔ اس کی نیکیوں کا پورا وزن کیا جائے گا۔
7۔ دنیا کے تمام امور صحیح ہوتے ہیں۔
8۔ غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔
9۔ غم وفکر سے محفوظ رہتا ہے۔
10۔ درود شریف پڑھنے والا دہشت سے مبرّا رہتا ہے۔
11۔ حضور ﷺ کی محشر میں شفاعت نصیب ہوگی۔
12۔ اللہ عزوجل کی رحمت اور خوشنودی حاصل ہوگی۔
13۔ اللہ عزوجل کے غضب سے محفوظ رہے گا۔

14۔ میزان میں نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔
15۔ وہ حوض کوثر سے پانی پی سکے گا۔
16۔ دوزخ کے قہر اور غضب سے بچ جائے گا۔
17۔ پل صراط سے بجلی کی رفتار سے گزرے گا۔
18۔ مرنے سے پہلے ہی اپنی جگہ جنت میں دیکھ لے گا۔
19۔ جنت میں حوروں کی خدمت میسر ہوگی۔
20۔ راہ خدا میں بیس جنگیں لڑنے سے زیادہ ثواب ملے گا۔
21۔ وہ پاک اور طاہر ہوگا۔
22۔ ایک درود سے ایک سو حاجتیں پوری ہوں گی۔
23۔ وہ اہل سنت میں شامل ہوگا۔
24۔ رزق کی تنگی سے محفوظ رہے گا۔
25۔ وہ ہر مجلس میں زیب و زینت حاصل کرے گا۔
26۔ میدان محشر کے اندر حضور ﷺ کی نگاہ میں ممتاز رہے گا۔
27۔ اللہ تعالیٰ کا قرب اور حضور ﷺ کی بارگاہ تک رسائی ہوگی۔
28۔ پل صراط پر نور کی روشنی ہوگی۔
29۔ ہر دشمن پر فتح پائے گا۔
30۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت بڑھ جائے گی۔
31۔ ہر جگہ اتفاق کی دولت میسر آئے گی۔
32۔ ہر منافق اس سے حسد کرے گا۔
33۔ خواب میں حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوگا۔
34۔ اس کی غیبت کم ہوگی۔
35۔ دنیاوی فائدے حاصل ہوتے رہیں گے۔
36۔ درود کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری نصیب ہوگی۔
37۔ اللہ تعالیٰ موافقت میں حضور ﷺ پر درود بھیجے گا۔
38۔ اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں پر پردہ ڈالے گا۔
39۔ وہ حسرت کی موت نہیں مرے گا۔
40۔ وہ بخل کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔
41۔ اس کی دعا سے معاندین کی ناک کٹے گی۔
42۔ میدان محشر میں جنت کی راہیں کھلی ملیں گی۔
43۔ جو لوگ درود نہ پڑھ کر سرکار ﷺ پر ظلم کرتے ہیں اُن سے دور رہے گا۔
44۔ اس کے بدن سے خوشبو آیا کرے گی۔
45۔ حضور ﷺ کی محبت میں اضافہ ہوگا۔ اور ہوتا رہے گا۔
46۔ اُسے نیکی کی خواہش ہر وقت رہے گی۔
47۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں اس کا نام لیا جائے گا۔
48۔ وہ مرتے دم تک ایمان پہ قائم رہے گا۔
49۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے احسانات وارد ہوتے رہیں گے۔
50۔ دل میں حضور ﷺ کی صورت مبارکہ نقش ہو جائے گی۔
51۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا رہے گا۔
52۔ اس میں مرشد کامل کی خصوصیات پیدا ہوں گی۔
53۔ اس کے گناہوں کی آگ بجھ جائے گی۔
54۔ اس کی دعائیں بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوں گی۔
55۔ میدان حشر میں حضور ﷺ کا وصل نصیب ہوگا۔
56۔ بھولی ہوئی چیزیں یاد آجایا کریں گی۔
57۔ جنت میں بلند درجات نصیب ہوں گے۔
58۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ حضور ﷺ پر درود اس کو ایک خاص مقام لے کر دے گا۔
59۔ زمین و آسمان والوں کی دعائیں اس کے لیے واقف ہوں گی۔
60۔ اللہ عزوجل اس کے اعمال اس کی عمر اس کی ذات و اولاد میں برکت دے گا۔
61۔ اس کے مال و اسباب میں برکت ہوگی۔
62۔ چار پشتوں تک برکت کے آثار ظاہر ہوں گے۔
63۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنے آپ کو حاضر پائے گا۔
64۔ اس کی زبان پر سرکار ﷺ کا ذکر جاری رہے گا۔

65۔ دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔
66۔ گناہوں کا کفارہ ہوگا۔
67۔ فرشتے اس پر درود پڑھتے رہیں گے۔
68۔ اس کے گناہوں پر پردہ پڑا رہے گا۔
69۔ ملائکہ اس کے درود کو سنہری حروف میں لکھ کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کرتے ہیں۔
70۔ حضور ﷺ اس سے خود مصافحہ فرمائیں گے۔
71۔ موت سے پہلے اسے توبہ کی توفیق ملے گی۔
72۔ جان کنی کی سختی سے محفوظ رہے گا۔
73۔ اللہ عزوجل کی رضا اور محبت میں اضافہ ہوتا رہے گا۔
74۔ اس کا گھر روشن رہے گا۔
75۔ اس کے چہرے پر نور اور گفتار میں حلاوت پیدا ہوگی۔
76۔ اس کی مجلس میں بیٹھنے والے مسرور رہیں گے۔
77۔ اس کی دعوت کا ثواب دس گنا ہوگا۔
78۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گزار رہے گا۔
79۔ وہ فرشتوں کا امام بنے گا۔
80۔ وہ اوامر و نواہی کا احترام کرے گا۔
81۔ وہ حضور ﷺ کی قولی اور فعلی اتباع کرے گا۔
82۔ اس کی کشتی طوفان سے پار ہوگی۔
83۔ وہ ہمیشہ نیک ہدایت حاصل کرے گا
84۔ وہ دنیا کے مشاغل سے فارغ رہے گا۔
85۔ اس کو فوز و فلاح کے مراتب حاصل ہوں گے۔
86۔ درود پڑھنے والا حضور ﷺ کے احسانات کا بدلہ بھی چکاتا رہتا ہے۔
87۔ نبی پاک ﷺ میدان حشر میں اس کے کفیل ہوں گے۔
88۔ جنت میں اس کا گھر حضور ﷺ کے گھر کے ساتھ ہوگا۔
89۔ لوگوں کی زبانیں اس کی غیبت سے بند ہو جائیں گی۔
90۔ درود شریف کی کثرت سے بہشتی رہن سہن میں وسعت ہوگی۔
91۔ درود پڑھنے والا طاعون کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوگا۔
92۔ اس سے بلائیں دور رہیں گی۔
93۔ اگر کسی مجلس میں بیٹھتے وقت بسم اللہ شریف کے بعد درود شریف پڑھ لیا جائے تو اہل مجلس اس کی غیبت سے زبانوں کو بند رکھیں گے۔ نیز اسی عمل کے بغیر عام طور پر لوگوں کی زبان پر غیبت آتی رہتی ہے۔
94۔ درود پڑھنے والا تھوڑے ہی عرصہ میں غنی ہو جاتا ہے۔
95۔ دنیا میں معروف و مشہور ہو جاتا ہے۔
96۔ اگر درود پڑھنے والا دوزخ میں بھی ڈال دیا جائے تو درود پاک اس کی شفاعت کو پہنچ جاتا ہے۔
97۔ میدان محشر میں درود پاک پڑھنے والے کی زبان سے نور کی کرنیں نکلیں گی۔
98۔ ہر روز ایک ہزار بار درود شریف پڑھنے والے کو دنیا میں ہی اس کا جنتی ٹھکانہ نظر آجائے گا۔
99۔ قیامت کو عرش معلٰی کے سائے میں جگہ ملے گی۔
100۔ درود پاک پڑھنے والے کا کندھا جنت کے دروازے پر حضور کے کندھے کے ساتھ چھو جائے گا۔ سبحان اللہ
101۔ درود شریف پڑھنے والے کا گناہ تین دن تک فرشتے نہیں لکھتے۔ (کیونکہ اس کو عموماً توبہ کی توفیق مل جاتی ہے لہٰذا گناہ لکھنا ہی نہیں پڑتا)
102۔ درود شریف تمام نفلی عبادتوں سے افضل ہے۔
103۔ درود شریف پڑھنے والے کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔
104۔ قیامت کے دن سب سے پہلے حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچایا جائے گا۔

105۔ جنت میں کثرت سے حوریں ملیں گی۔

حوالہ جات

سعادۃ الدارین، مسلم شریف، جلاء الافہام، صلاۃ الثناء، افضل الصلوات، حرز المنیع، منتخب کنز العمال شریف، ترمذی شریف، طبرانی شریف، بیہقی شریف، جواہر البحار، لوامع الانوار القدسیہ، مسند امام احمد، ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف۔
(گلدستہ درود شریف مرتبہ: محمد اصغر نورانی)

جس کا کونین میں سب نے کلمہ پڑھا ۔ جس کے قدموں کو عرش بریں نے لیا
جس کے القاب ہوں مصطفیٰ مجتبیٰ ۔ کام آئے جو محمود روز جزا
اس پہ بے حد درود، اس پہ بے حد سلام (سید محمود احمد رضوی کراچی)

ردیف "ھا"

(۵۵) کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ ۔ تم کہو دامن میں آ تم پہ کروروں درود
(۵۶) کر دو عدو کو تباہ حاسدوں کو رُو براہ ۔ اہل ولا کا بھلا تم پہ کروروں درود

حلِّ لغات:

* پناہ۔ ٹھکانہ، سہارا، مدد * عدو۔ دشمن * تباہ۔ برباد * روبراہ۔ سیدھے راستہ پر * اہل ولا۔ دوست، احباب، محبت کرنے والے۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۵۵) اے ہمارے رحیم و کریم آقا ہم بھی عجیب لوگ ہیں کہ آپ کا حکم نہ مان کر جب تباہی دیکھتے ہیں تو آپ ہی کی طرف بھاگتے ہیں اور آپ بھی کتنے کریم ہیں کہ اپنا دامن پھیلا کر ہمیں بلا کر، پیار فرما کر اپنے دامن میں چھپا لیتے ہیں، حالانکہ مجرم تو آقاؤں کے جرم کر کے ان کو پھر زندگی بھر نظر بھی نہیں آتے، مگر کریں بھی کیا ہم بھاگ کر جا بھی کہاں سکتے ہیں اور کون ہمیں پناہ دے گا۔
اے میرے آقا آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی موسلا دھار بارش ہو۔

اللھم صل وسلم وبارك على رسولك المبعوث رحمة للعلمين وعلىٰ اله واصحابه۔

جن مقامات، مواطن، اوقات، حالات میں درود و سلام عرض کرنے کی تاکید یا وضاحت ہے ان کی مختصر تفصیل مستند کتابوں کے حوالہ جات سے درج کی جا رہی ہے۔

1- آخری قعدہ میں التحیات کے بعد پڑھے۔
2- نماز جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد۔
3- جمعہ کے دونوں خطبوں میں۔
4- نماز عیدین میں۔

-5 خطبات عیدین میں۔
-6 خطبہ استسقاء میں۔
-7 سورج اور چاند گہن کے وقت۔
-8 پانچوں وقت کی نمازوں کے بعد۔
-9 آذان کے بعد۔
-10 آذان کے بعد الصلوۃ والسلام علیك یارسول اللّٰہ۔
-11 اقامت نماز کے وقت۔
-12 مسجد میں داخل ہوتے وقت۔
-13 مسجد سے باہر آنے کے وقت۔
-14 جب مسجد میں سے گزرے۔
-15 مساجد میں۔
-16 وضو کرتے وقت۔
-17 وضو کے بعد۔
-18 تیمم کرنے کے بعد۔
-19 غسل جنابت کے بعد۔
-20 عورت غسل حیض کے بعد۔
-21 دعا کے اوّل۔
-22 دعا کے درمیان۔
-23 دعا کے بعد۔
-24 دعائے قنوت کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مستحب ہے۔
-25 حاجی تلبیہ کے بعد پڑھے۔
-26 قیام عرفات میں۔
-27 مسجد خیف میں۔
-28 کوہ صفا پر۔
-29 کوہ مروہ پر۔
-30 حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت۔
-31 طواف وداع سے فارغ ہونے کے وقت۔
-32 مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے وقت۔
-33 زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت۔
-34 آثار متبرکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت۔
-35 مقام بدر، اُحد وغیرہ دیکھنے کے وقت۔
-36 جمعہ کی رات کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھے۔
-37 جمعہ کے دن کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھے۔
-38 جمعہ کے روز نماز عصر کے بعد اسّی بار۔
-39 صبح اور شام کے وقت۔
-40 ہفتہ اور اتوار کے دن۔
-41 پیر کی رات۔
-42 منگل کی رات۔
-43 فجر اور نماز مغرب کے بعد۔
-44 ماہ شعبان میں ہر روز سات سو بار۔
-45 شب برات میں ایک تہائی رات۔
-46 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام صفت، ضمیر کہنے اور لکھنے کے وقت۔
-47 اجتماع قوم میں۔
-48 مجلس سے اٹھتے وقت۔
-49 بازار کو جاتے وقت۔
-50 دعوت کی طرف جاتے وقت۔
-51 سونے کے وقت۔
-52 جب سو کر اُٹھے۔
-53 جب نماز تہجد کے لیے اُٹھے۔
-54 جس کو نیند نہ آئے، پڑھے۔
-55 ہر مجلس ذکر میں۔
-56 ختم قرآن کے وقت۔
-57 حفظ قرآن کے لیے۔
-58 وعظ و تقریر کے وقت۔

59- درس اور تعلیم دینے کے وقت۔
60- گناہ کے بعد توبہ کرتے وقت پڑھے۔
61- گھر میں داخل ہونے کے وقت۔
62- کسی چیز کے بھول جانے کے وقت۔
63- نکاح کے وقت۔
64- محتاجی کے وقت۔
65- مفلس کے پاس مال نہ ہو تو اُس کا صدقہ درود شریف پڑھنا ہے۔
66- مصیبت اور سختی کے وقت۔
67- حاجت روائی کے وقت۔
68- کلام کرنے سے پہلے۔
69- احباب سے ملنے کے وقت۔
70- سفر کے ارادے کے وقت۔
71- کسی سواری پر سوار ہونے کے وقت۔
72- پاؤں کے سُن ہو جانے پر۔
73- فتویٰ لکھنے کے وقت۔
74- مولی کی پہلی پھانک کھانے کے وقت اس نیت سے پڑھے کہ اس کی بو نہ رہے۔
75- فیصلہ سُناتے وقت۔
76- الزام سے بری ہونے کے لیے۔
77- طاعون واقع ہو جانے پر۔
78- طلب شفائے مرض کے لیے۔
79- کان کے درد کے وقت۔
80- وصیت لکھتے وقت۔
81- میت کو قبر میں داخل کرنے کے وقت۔
82- رفع مرضِ نسیان کے لیے۔

(جلاء الافہام، سعادۃ الدارین، افضل الصلوات، مسلم شریف، حرز الممنیع، سنن ابی داؤد، مسلم مع ذہبی)

اللهم صل وسلم وبارك على حبيبك المصطفىٰ وعلىٰ اله وسلم

درود پاک نہ پڑھنے والے کے لیے مزید وعید

1- جنت کا راستہ بھول جائے گا۔
2- وہ سب سے بڑا بخیل ہوگا۔
3- وہ حضور کی زیارت سے محروم رہے گا۔
4- جو مجلس ذکر الٰہی و ذکر رسول ﷺ سے خالی رہے گی ایسی مجلس والے ایسے ہیں گویا مردار کھا رہے ہیں۔
5- قیامت کے روز حسرت کریں گے۔ (درود کی جزا دیکھ کر)
6- بروز قیامت نقصان ہوگا۔
7- وہ دوزخ میں جائے گا۔
8- وہ بد بخت ہے۔
9- اس نے حضور ﷺ پہ ظلم کیا۔ (یعنی وہ بڑا ظالم ہے)
10- وہ ذلیل ہوگا۔

11- اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔
12- فرشتے بددعا کرتے ہیں اے اللہ اس کی مغفرت نہ فرما (جو آپ ﷺ کا نام سن کر درود نہیں پڑھتا)
13- درود کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی۔
14- درود کے بغیر دعا آسمان پر نہیں جاتی۔
15- اس کے لیے جبریل علیہ السلام اور حضور ﷺ کی طرف سے ہلاکت کی بددعائیں ہیں۔ (کتب احادیث)

اللھم صل وسلم وبارك علی حبیبك شفیع المذنبین وعلیٰ اله واصحابه اجمعین ○

؎ کل ستاروں میں جیسے ہو ماہ تمام ہیں اُسی طرح نبیوں میں خیرا لانام
جس کے منہ سے سنیں ہم خدا کا کلام بادشاہوں سے افضل ہو جس کا غلام
اُس پہ بے حد درود اُس پہ بے حد سلام

(۵۶) اے میرے پیارے آقا! جو دشمن ہیں وہ چونکہ آپ کی عظمت وناموس کے دشمن ہیں ایسے دین وایمان کے ڈاکوؤں کو تو تباہ ہی ہونا چاہیے اگر زندہ رہیں گے تو دوسروں کا ایمان بھی ضائع کریں گے اس لیے ان کو تباہ فرمادیں اور جواپنے ہم عقیدہ ہونے کے باوجود حسد کی بیماری میں مبتلا ہیں ان کو ہدایت مل جائے اور سیدھے راستے پہ آجائیں تاکہ میرے دست وبازو بنیں اور ہم سب ہم عقیدہ لوگ مل کر آپ کی عظمت وناموس کا تحفظ کریں اور آپ کے دین کی خدمت کر سکیں۔ اور جو محبت کرنے والے ہیں ان کی خیر ہو اور ان کی محبتیں سلامت رہیں بلکہ محبت میں اضافہ ہو جائے۔ میرے آقا پہ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔

؎ عجب رؤف ورحیم ہو تم ہزاروں لاکھوں سلام تم پر امین خلق عظیم ہو تم ہزاروں لاکھوں سلام تم پر
رسول رب کریم ہو تم ہزاروں لاکھوں سلام تم پر خدا ہے معطی قسیم ہو تم ہزاروں لاکھوں سلام تم پر

اللھم صل علی سید نامحمدن النبی الامی وعلیٰ اله واصحابه وبارك وسلم

اللھم صل علی سیدنا محمد عدداوراق الزیتون وجمیع الثمار۔

ردیف ''ی''

(۵۷) ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی کوئی کمی سرورا تم پہ کروروں درود

حل لغات:

* خطا۔ غلطی، کوتاہی، نافرمانی * عطا۔ بخشش، کرم * سرورا۔ اے سردار۔

مفہوم شعر:

(۵۷) اے پیارے رحمت والے آقا! ہم نے گناہ اور نافرمانیاں کرنے میں تو کوئی کوتاہی اور کمی نہ کی جتنے ہو سکے خوب خوب گناہ کیے اور آپ کو ستایا اور آپ کا دل دکھایا۔ مگر قربان جاؤں آپ پر کہ جوں جوں ہمارا جرم بڑھتا گیا توں توں آپ کے کرم میں اضافہ ہوتا گیا۔ یقیناً ایسا اس لیے ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ ان بے چاروں کا میرے سوا اور ہے کون کہ جس کے آگے یہ فریاد لے کر

جاتیں۔اور اس لیے بھی کہ معذور اور اپاہج اولاد سے والدین کو زیادہ محبت ہوتی ہے،میرے پیارے آقا کی اپنی گنہ گار امت کے ساتھ محبت کا جواب نہیں۔اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے نبی پہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے جس نے یہ فرما کر کہ! **شفاعتی لا ھل الکبائر من امتی** (کہ میری شفاعت بڑے بڑے پاپیوں،گناہ گاروں کے لیے۔ہے) ہم گناہ گاروں کی سرِ محشر لاج رکھ لی ہے اور عزت بچالی ہے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علیٰ ال سیدنا محمد بعد کل داء و دواء و بعد د کل علة و شفاء۔

؎ جس کو حق نے بنایا ہو اپنا حبیب　　جس کو حق نے بلایا ہو اپنے قریب
جس کی آمد سے جاگ اُٹھے اپنے نصیب　　جس کے دامن سے لپٹیں امیر و غریب
اُس پہ بے حد درود اُس پہ بے حد سلام

ردیف ”یے“

(۵۷) کام غضب کے کیے اس پہ ہے سرکار سے　　بندوں کو چشم رضا تم پہ کروروں درود
(۵۹) آنکھ عطا کیجئے اس میں ضیاء دیجئے　　جلوہ قریب آگیا تم پہ کروروں درود
(۶۰) کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے　　ٹھیک ہو نام رِضا تم پہ کروروں درود

حلِّ لغات:

٭ کام۔ گناہ مراد ہیں ٭ غضب کے۔ بہت بُرے اور غصہ چڑھانے والے ٭ چشم رضا۔ راضی ہونے کی امید ٭ ضیاء۔ روشنی ٭ جلوہ۔ نظارہ،دیدار،نمائش ٭ راضی۔ خوش ٭ ٹھیک۔ درست۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۵۷) ہم نے کام تو بڑے خطرناک اور آپ کو تنگ کرنے والے کیے ہیں پھر بھی اپنے آقا کی رحمت وشفقت کے پیش نظر یہی امید ہے کہ اپنے غلاموں کو اپنی رضا اور خوشی سے ہی نوازیں گے کیونکہ اللہ نے ان کو جتنی شان دی ہے اتنا ہی حوصلہ بھی دیا ہے آپ ہماری کمزوریوں کو جانتے ہیں اسی لیے تو ہمارے لیے دعا فرماتے ہیں،اللہ تعالیٰ کی آپ پر کروڑوں رحمتیں ہوں۔

اللھم صل علی محمدو علی ال محمد فی الاولین و الا خرین و فی الملاء الا علیٰ الی یوم الدین۔

؎ جس کے دم سے ضلالت جہالت مٹی　　جس سے ایمان و عرفاں کی دولت ملی
جس سے انسان کی قدر و قیمت بڑھی　　جس نے دل میں خدا کی محبت بھری
اُس پہ بے حد درود اُس پہ بے حد سلام

جسم اطہر کا جس کے نہ سایہ پڑا　　جس کی انگشت سے مہ دو پارہ ہوا
جس کے پنجے سے پانی کا چشمہ بہا　　جس کی ہر بات میں ہو نیا معجزہ
اُس پہ بے حد درود اُس پہ بے حد سلام

کچھ کرنا بھی چاہیے:

موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا ان ھلم الی الارض المقدس ۔ بابرکت زمین کی طرف کسی دن تشریف لائیے (کیونکہ اس علاقے کا حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو قاضی بنادیا گیا تھا اس لیے چاہا کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے دوست کو بلاؤں تاکہ وہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کس قدر مہربانی فرمائی ہوئی ہے اور ان کی خدمت وتواضع بھی ہو جائے گی۔ لیکن جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو خط پہنچا تو انہوں نے بڑی بے نیازی کے ساتھ لکھا کہ)اِن الارض لا تقدس ۔ زمین کسی کو مقدس نہیں بناتی (یہ بات بھول جاؤ کہ میں قاضی بن گیا ہوں تو مقدس ہو گیا ہوں جو چاہوں کرتا پھروں و انما یقدس الانسان عمله ۔ انسان کو اس کے اعمال مقدس بناتے ہیں۔

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی　　یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اور پھر لکھا و قد بلغنی انّك جعلت طبيبا تداوى فان كنت تبرئ فنعما لك ۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو طبیب بنادیا گیا ہے؟ اچھا! اگر تو لوگوں کا صحیح علاج کرے گا (یعنی صحیح فیصلے کرے گا) تو تیرے لیے بہتر ہوگا اور باعث اجر وثواب ہوگا۔ و ان كنت متطبيا فاحذران تقتل انسانا فتدخل النار۔ اگر تو نے نیم حکیم کا کردار ادا کیا اور کوئی بندہ مر گیا (یعنی غلط فیصلے سے کسی کا حق مارا گیا) تو دوزخ میں جائے گا فكان ابو الدرداء اذا قضى بين اثنين ثم ادبرا عنه نظر اليهما و قال ارجعا الىّ اعيدا علىّ قصتكما انى مطبب و الله۔ اس کے بعد حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے جب بھی فریقین میں کوئی فیصلہ کیا تو (حضرت سلمان فارسی کی نصیحت کو یاد رکھا اور) فیصلہ کرنے کے بعد فریقین جب واپس جارہے ہوتے تو ان کو دوبارہ بلاتے اور فرماتے اپنا جھگڑا دوبارہ بیان کرو تاکہ میں تسلی کرلوں کہ پہلا فیصلہ صحیح ہوا ہے یا نہیں کیونکہ میں تو اللہ کی قسم متطبب ہوں (نیم حکیم یعنی مجبوراً قاضی بنادیا گیا ہوں) (جامع القضاء و کرھیته ص ۲۴۲)

(۵۹) اے میرے آقا! میرے پاس آنکھ بھی نہیں ہے تو روشنی کہاں سے آئے گی اور آپ کے دیدار کا وقت بھی قریب آ گیا ہے بس ادھر موت آئی تو ادھر دیدار ہو جائے گا اپنی مازاغ البصر کی نگاہ کیمیا اثر کا صدقہ مجھے آپ کو دیکھنے والی آنکھ بھی مل جائے اور اس میں آپ کے نور کی روشنی میں عطا ہو۔ الٰہی آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرماتے۔

اللّٰهم صل علی سیدنا و مولانا محمد عددما كان وما یكون وعدد ما اظلم علیه الیل واضاء علیه النهار

؎ جنتیں جس کے روضے سے لوٹیں بہار　　چاند سورج تصدق ہوں لیل و نہار
دیکھنے کو کوئی جس کے ہو بے قرار　　آئیں جبریل جس کے لئے بار بار
اُس پہ بے حد درود اُس پہ بے حد سلام

(سید محمود احمد رضوی۔ کراچی)

بعض بدباطنوں نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے اس طرح کے اشعار کو واقعتاً آپ کی جسمانی کمزوریوں پہ محمول کیا ہے مثلاً مندرجہ بالا شعر لیا اور لکھ دیا کہ احمد رضا کی تو ایک آنکھ ہی کمزور تھی۔ **لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ**۔ ایسے بدبختوں کو میں سوائے اس کے اور کیا کہوں کہ

؎ رموز سرِ دل بے دل چہ داند

عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار مدینہ علیہ السلام کے عشق و محبت میں ڈوبی ہوتی باتیں یہ کیا جانیں کہ جو عشق کا نام سن کریوں بھاگتے ہیں جیسے شیطان **لاحول** سے بھاگتا ہے۔

؎ وہ تو ہے زیبا حسن اور ہم میں بینائی نہیں اس لیے تصویرِ جاناں ہم نے کھوائی نہیں

کبھی کہتے ہیں اعلیٰ حضرت کا رنگ سیاہ تھا بھلا پٹھان اور کالے رنگ کا؟ کسی کی عقل میں آج بھی یہ بات نہیں آسکتی اور نہ قیامت تک آسکتی ہے، ایسے پاگلوں کی ایسی ایسی پاگل پن کی باتیں ان کے پاگل ہی سمجھ سکتے ہیں، ان کو عشق مصطفیٰ کی باتیں ''پاگل پن'' نہ دکھاتی دیں تو کیا دکھائی دیں۔ اپنوں کے سامنے یہ لوگ ''کوا سفید'' بھی کہہ دیں تو وہ مان جائیں گے۔ ان نام نہاد وارثان منبر و محراب کی خدمت میں ان دو شعروں کا ''نذرانہ'' پیش نہ کیا جائے تو کیا کہا جائے یا پھر ان کی عقل کا ماتم کیا جائے۔

؎ مولوی بس مولوی یہ بات کے در حقیقت بیل ہیں گجرات کے

؎ گل گئے گلشن گئے جنگلی دھتورے رہ گئے عقل والے چل دیے اب بے شعورے رہ گئے

(۶۰) اے میرے پیارے آقا! مجھ سے اپنے دین کی خدمت کے ایسے کام لیں جن سے آپ راضی اور خوش ہو جائیں اور میرے نام رضا (خوشی) کے معنی بھی درست ہو جائیں یعنی میں اسم با مسمّیٰ ہو جاؤں اور لوگ مجھے دیکھ کر کہیں کہ یہ ہے وہ جس پہ اللہ کا محبوب راضی ہو گیا ہے۔ اللہ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

نُورِ جمالِ مُصطفیٰ شمس میں ہے قمر میں ہے پھولوں کی تازگی میں ہے برگ میں ہے شجر میں ہے

پردۂ کائنات میں ہے وسعتِ بحر و بر میں ہے گوشۂ ہر جگر میں ہے دامنِ ہر نظر میں ہے

صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

عرش پہ تھا جو نُور پاک جلوہ فروز جلوہ بار پہلوئے آمنہ سے آج ہو کے جہاں میں آشکار

کر گیا باغ دہر کو مرکزِ عشرتِ بہار اُس پہ سلام بے حساب اُس پہ دُرود بے شمار

صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

نُورِ جمالِ احمدی دہر میں جب چمک اُٹھا آئینۂ حبیب میں حُسنِ قِدم جھلک اُٹھا

زمزمۂ نشاط خیز فرش سے عرش تک اُٹھا ہر لبِ دِل نواز سے شور یہ یک بیک اُٹھا

صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

حُور و ملک بہ ذوق و شوق پڑھتے ہیں دمبدم سلام
اور لب انبیاء پہ ہے صاحب کیف و کم سلام

بھیجتے ہیں بصد خروش کُل عربؔ و عجم سلام
آؤ کہ جھوم جھوم کے بھیجیں نبی پہ ہم سلام

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اَے کہ ہے تیری ذات پاک رحمت دو جہاں سلام
ہمدمِ بیکساں سلام مُونس عاشقاں سلام

زینت این و آں سلام رحمت چشمِ جاں سلام
زیبِ دہ مکاں سلام رونقِ لامکاں سلام

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اللهم صل وسلم وبارك على حبيبك المجتبىٰ ورسولك المرتضىٰ وعلى اله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الرحمن

----***-----

(شرح سلام رضا)

(۱) مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

(۲) مہر چرخ نبوّت پہ روشن درود
گل باغ رسالت پہ لاکھوں سلام

(۳) شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

(۴) شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

(۵) عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طِیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

(۶) نور عین لطافت پہ اَلطف درود
زیب و زینِ نظافت پہ لاکھوں سلام

(۷) سروِ ناز قدم مغز رازِ حِکم
یکہ تاز فضلیت پہ لاکھوں سلام

(۸) نقطۂ سرّ وحدت پہ یکتا درود
مرکز دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام

(۹) صاحب رجعت شمس وشق القمر
نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

(۱۰) جس کے زیرِ لوا آدم و من سوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

حلّ لغات:

* مصطفٰی–چنا ہوا، افضل واعلیٰ، منتخب و برگزیدہ * جانِ رحمت–رحمت کی جان، کرم کی روح * شمع–چراغ، موم بتی * بزم ہدایت–رہنمائی کی مجلس (نبیوں کی جماعت، علیھم السلام) * مہر–سورج * چرخ– آسمان * گل–پھول * باغ رسالت–نبوت وپیغمبری کا گلشن * شہریارارم–جنت کا بادشاہ * تاجدارحرم– کعبہ کا آقا * نوبہار–نئی رونق * شب اسریٰ–معراج کی رات * دائم–ہمیشہ * نوشہ–سربراہ، دولہا * بزم–محفل * عرش–جلوہ گاہِ رب * زیب وزینت–آرائش و زیبائش * عرشی–عرش والا * طیب ونزہت–خوشبواور پاکیزگی * عین–ذات، سراپا * لطافت–پاکیزگی (الطف اسی سے اسم تفضیل ہے) * زین–حُسن وخوبی * نظافت–صفائی * سروِ ناز–ناز واداوالا سروقد محبوب * قدم–بکسر القاف و بفتح الـدال، قدیم (ساری مخلوق سے پہلے) * مغز–خلاصہ، دماغ * رازِ حکم–حکمتوں کا بھید * یکہ تاز–بے مثال ولاجواب * نقطہ–منتہائے خط * وحدت–یکتائی * یکتا–یگانہ و بے مثل * مرکز–دائرہ کا درمیان * دور–زمانہ، عہد، چکرہ حکومت، رفتار * کثرت–بہت زیادہ، بہتات * صاحب–آقا، حاکم * رَجعت–بفتح الرّاء لوٹانا * شمس–سورج * شق القمر–چاند

کے ٹکڑے کرنا* نائب- قائم مقام، خلیفہ* دست- ہاتھ* قدرت- اختیارات الٰہیہ* زیر- نیچے* لوا- جھنڈا (لواء الحمد) * مَنْ- جو (عربی، اسم موصول)* سوا- علاوہ* سزائے- لائق، مناسب* سیادت- سرداری، پیشوائی۔

کچھ سلام رضا کے بارے میں:

علوم دینیہ میں تبحر اور سخنوری میں کمال کا اجتماع بہت کم حضرات کو میسر ہوا ہے حضرت رومی، جامی، سعدی، بوصیری اور امیر خسرو کے قافلۂ عشق و محبت کے حدی خوان حضرت رضا بریلوی بیک وقت عبقری فقیہ، بےمثال محدث، اسرار قرآن کے عارف، رموز دین کے شناسا، امت مسلمہ کے بہی خواہ مفکر اور بارگاہ رسالت کے سحر بیان نعت گو شاعر تھے۔

ان کے ہاں آمد ہے، سوز و گداز ہے، شوکت الفاظ اور شکوہ بیان ہے۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ تمام اصناف سخن میں سے محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کی نعت اور اولیاء کرام کی منقبت کو اپنایا اور اس میدان کی نزاکتوں اور آداب کو اس طرح نبھایا کہ بایدو شاید۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کلام کو وہ مقبولیت عامہ عطا فرمائی ہے کہ پاک و ہند کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی آپ کا کلام محبت وعقیدت سے پڑھا اور سنا جاتا ہے، بڑے بڑے شعراء اور ادیب آپ کے کلام کا مطالعہ کر کے بیساختہ داد و تحسین پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

ذیل میں چند تاثرات پیش کیے جاتے ہیں:

جناب رئیس امروہوی لکھتے ہیں:

ان کی تصانیف نثر اور ان کی شاعری کیف و سرور سے لبریز ہے جس سے عجب طرز کا انشراح صدر ہوتا ہے۔ روح پر اہتزازی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، وہ ایک صوفی باصفا اور عالم جلیل تھے۔ ایسی کمیاب شخصیتیں تاریخ ساز بھی ہوتی ہیں، عہد آفریں بھی۔

حافظ لدھیانوی لکھتے ہیں:

ان کی گفتگو کا محور، ان کے کلام کا رنگ، ان کی سوچ کا انداز، ان کے فکر کا مرکز عشق رسول اور صرف عشق رسول تھا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ان کے پیکر پر عشق مصطفےٰ کی قبا راس آئی۔

ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں سابق صدر شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی لکھتے ہیں:

مولانا احمد رضا خاں صاحب غالباً واحد عالم دین ہیں جنہوں نے اردو نظم و نثر دونوں میں اردو کے بیشمار محاورات استعمال کیے ہیں اور اپنی علمیت سے اردو شاعری میں چار چاند لگا دیے ہیں، وہ عشق رسول (ﷺ) ہی کو اصل تصوف سمجھتے تھے۔

حضرت نظیر لدھیانوی ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

مولانا کو شیریں زبانی کے اعتبار سے اہل زبان پر سبقت حاصل ہے اور بیان میں ندرت ہے۔ اس دور میں داغ، امیر، حالی، اکبر اور داغ و امیر کے تلامذہ کی زبان سلاست، سادگی اور محاورہ کے اعتبار سے مسلّم تھی۔ مولانا کی زبان شگفتگی اور روانی میں ان اساتذہ کی زبان سے کسی طرح بھی کم نہیں۔

پروفیسر علی عباس جلالپوری لکھتے ہیں:

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی نے فارسی اور اردو میں بے مثال نعتیں لکھی ہیں، جن کے بغیر درود وسلام

کی کوئی محفل گرمائی نہیں جاسکتی۔ ان کا ایک ایک لفظ عشقِ رسول میں بسا ہوا ہے اور انہیں سن کر سامعین کے دل، عشقِ رسول سے سرشار ہو جاتے ہیں۔ ادبی لحاظ سے بھی یہ نعتیں حسن بیان کے اچھوتے نمونے ہیں۔

جناب سید شان الحق حقی لکھتے ہیں:

بہترین ادبی تخلیقات وہی ہیں جو زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لیے روحانی سرور اور اخلاقی بصیرت کا ذریعہ ہوں۔ میرے نزدیک مولانا کا نعتیہ کلام ادبی تنقید سے مبرا ہے اس پر کسی ادبی تنقید کی ضرورت نہیں۔ اس کی مقبولیت اور دل پذیری ہی اس کا سب سے بڑا ادبی کمال اور مولانا کے شاعرانہ مرتبہ پر دال ہے۔

شعر وہ ہے کہ لگے جھوم کے گانے کوئی ۔۔۔ حسن تاثیر کو صورت سے نہ معنی سے غرض

خصوصاً بارگاہِ رسالت میں لکھے گئے سلام رضا کو تو وہ آفاقی مقبولیت حاصل ہوئی ہے کہ کسی سلام کو حاصل نہ ہو سکی، شاید ہی کیفِ محبت سے آشنا کوئی شخص ایسا ہوگا جسے اس سلام کے دو چار اشعار یاد نہ ہوں۔

جناب عابد نظامی لکھتے ہیں:

مولانا کا مشہور و مقبول سلام ''مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام۔'' ہر شخص نے کئی کئی بار سنا ہوگا اور بقول پروفیسر یوسف سلیم چشتی ہندو پاک میں شاید ہی کوئی عاشقِ رسول ایسا ہوگا جس نے اس سلام کے دو چار شعر حفظ نہ کر لیے ہوں۔ بلاشبہ یہ سلام سلاست، روانی، تسلسل، شاعرانہ حسن کاری اور والہانہ پن کی وجہ سے اردو کا سب سے اچھا سلام ہے۔

ماضی قریب میں کئی دفعہ ایسا ہوا کہ ایک کلام یکدم آسمانِ شہرت پر پہنچ گیا۔ لیکن رفتہ رفتہ اس کی مقبولیت ماند پڑنے لگی، جبکہ امام احمد رضا بریلوی کے کلام کی مقبولیت روز افزوں ترقی پر ہے۔ اسے سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ یہ سلام وکلام خدا اور رسول کی بارگاہ میں مقبول ہو چکا ہے۔ جل وعلا و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سلام رضا میں، پیکرِ حسن و جمال، محبوبِ ربِ ذوالجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ، شمائل حمیدہ، جود و عطا اور عظمت وجلالت کو اس حسین پیرائے میں ذکر کیا گیا ہے کہ ہر مصرعہ ایمان کو تازگی بخشتا، اور رُوح کو معطر کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اس کے بعد اہل بیت کرام اور صحابہ عظام کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت میں ڈوب کر سلام عرض کیا گیا ہے۔ پھر ائمہ مجتہدین اور اولیائے کاملین، خصوصاً سیدنا غوثِ اعظم کے دربار میں سلام نیاز کی ڈالیاں پیش کی ہیں اور آخر میں بارگاہ خداوندی میں دعا کی ہے کہ بارِ الٰہا! جس طرح ہم دنیا میں تیرے حبیب اکرم ﷺ کی شوکت کے ڈنکے بجاتے ہیں اسی طرح روزِ قیامت بھی ہمیں نعت اور سلام کے نغمے پیش کرنے کی سعادت عطا فرما۔ آمین۔

آداب سلام رضا:

محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کرتے وقت چند امور پیش نظر رہنے چاہئیں۔

1- انتہائی خلوص ومحبت اور ادب واحترام سے باوضو سلام عرض کیا جائے۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس میں بھی یہی اہتمام ہو۔

2- سلام عرض کرتے وقت آواز حدِ اعتدال سے زیادہ بلند نہ ہو۔ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خداداد قوت سے خود بھی اہل محبت کا درود وسلام سنتے ہیں اور فرشتے بھی ہم غلاموں کا ہدیہ صلوٰۃ وسلام بارگاہِ ناز میں پیش کرتے ہیں۔ اس لیے

شعوری طور پر کوشش کی جائے کہ آواز چلانے کی حد تک بلند نہ ہو، بعض لوگ سرے سے بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کو ہی پسند نہیں کرتے اور بطور دلیل آیت مبارکہ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ تم اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔ ظاہر ہے کہ یہ حکم ان حضرات کے لیے ہے جن سے آپ گفتگو فرما رہے ہوں۔ یہ نعمت عظیمہ ہم خفتہ بختوں کو کہاں میسر ہے؟

3- تلفظ صحیح ہونا چاہیے اور بہتر ہوگا کہ نعت خواں حضرات کسی صاحب علم کو سنا کر اطمینان کرلیا کریں۔

4- اشعار کی ترتیب ملحوظ رکھی جائے۔ پہلے بارگاہِ رسالت میں سلام عرض کیا جائے، پھر اہل بیت، صحابہ اور اولیاء کی بارگاہ میں عرض کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ اوّل، آخر اور درمیان جہاں سے کوئی شعر یاد آیا پڑھ دیا۔

5- معراج شریف، میلاد پاک، اہل بیت اور صحابہ کے ایام ہوں یا گیارہویں شریف کی محفل، دیگر اشعار کے علاوہ موقع کے مناسب اشعار بھی پڑھے جائیں۔

6- عربی میں لفظ صلوٰۃ، درود شریف کے معنی میں آیا ہے۔ سلام پڑھتے وقت ایسے اشعار بھی پڑھے جائیں جن میں درود کا ذکر ہے۔ تاکہ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا کی تعمیل میں درود اور سلام دونوں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو جائے۔ مثلاً:

ے عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

7- حدیث میں امام کے لیے ہدایت ہے کہ بیمار اور صاحب حاجت کا خیال رکھا جائے اور مقدار مسنون سے زیادہ طویل قرأت نہ کی جائے۔ بہتر ہے کہ یہی ہدایت سلام میں بھی ملحوظ رہے اور زیادہ اشعار نہ پڑھے جائیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ اہل محبت ذوق وشوق سے شرکت کرسکیں نیز گرہ لگا کر دیگر اشعار پڑھنے سے بھی گریز کیا جائے۔

ایک دفعہ ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ نے تجویز پیش کی تھی کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد خاں بریلوی قدس سرہ کے مشہور زمانہ سلام کی شرح لکھی جائے۔ اس طرح ایک تو عوام وخواص کو سلام رضا کے سمجھنے میں مدد ملے گی۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ امام اہل سنت کے بیان کردہ حقائق پر مبنی سیرتِ طیبہ کی مستند کتاب تیار ہو جائے گی۔

مولانا کوثر نیازی لکھتے ہیں:

میں اگر یہ کہوں کہ یہ سلام اردو زبان کا قصیدہ بردہ ہے تو اس میں ذرہ بھر بھی مبالغہ نہ ہوگا۔ جو زبان و بیان، جو سوز وگداز، جو معارف وحقائق قرآن وحدیث اور سیرت کے جو اسرار و رموز، انداز اسلوب میں جو قدرت وندرت اس سلام میں ہے وہ کسی زبان کی شاعری کے کسی شہ پارے میں نہیں مجھے افسوس ہے کہ اہل قلم نے اس جانب توجہ نہیں دی، ورنہ اس کے ایک ایک شعر کی تشریح میں کئی کئی کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔ (امام احمد رضا خاں بریلوی۔ ایک ہمہ جہت شخصیت ص ۱۱)

سلام رضا پر اجمالی نظر:

اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب، تعظیم وتوقیر اور محبت وطاعت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تمام مسلمانوں کو یہ حکم بھی دیا کہ تم میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں درود وسلام عرض کیا کرو۔

ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً۔ (الاحزاب)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی آپ کی خدمت میں صلوٰۃ وسلام عرض کیا کرو۔

اس مبارک آیت میں جہاں درود وسلام کا حکم ہے وہاں اس عمل کا مقام ومرتبہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ یہ اتنا عظیم واعلیٰ عمل ہے کہ خود خالق کائنات اور اس کے تمام فرشتے اپنے اپنے شایان شان اس عمل میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا امتِ مسلمہ پر یہ بھی فضل واحسان ہے کہ اس نے درود وسلام کے لئے الفاظ وکلمات مخصوص نہیں فرمائے بلکہ ہر ایک کو اجازت دے دی کہ وہ اپنی اپنی زبان اور الفاظ میں آپ کی خدمتِ اقدس میں سلام عرض کرے۔

چونکہ نماز میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد وثنا کے ساتھ ساتھ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کو شامل فرمایا ہے۔ آپ نے صحابہ کو تشہد کے جو کلمات سکھائے ان میں یہ الفاظ بھی شامل ہیں:

السلام علیك ایھا النبی ورحمة اللّٰہ وبرکاته۔

اے نبی مکرم آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت وبرکات نازل ہوں۔

اس پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو باتوں کا حکم دیا ہے ایک صلوٰۃ اور دوسرا سلام۔ اس تشہد سے ہمیں دوران نماز آپ کی خدمت عالیہ میں سلام عرض کرنے کا طریقہ تو معلوم ہو گیا ہے مگر صلوٰۃ کا نہیں ہوا۔ اس پر آپ نے درود ابراہیمی کی تعلیم دی۔

یاد رہے ان کلمات کے ساتھ نماز میں درود وسلام عرض کرنا واجب وسنت ہے تاہم نماز سے باہر جن الفاظ سے بھی صلوٰۃ وسلام عرض کیا جائے جائز ہے۔ اس پر اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ پوری امت مسلمہ آپ کا نام سن کر عرض کرتی ہے ”صلی اللّٰہ علیه وسلم“ حالانکہ یہ کلمات آپ کی ذات اقدس سے منقول نہیں۔ اسی شرعی اجازت کی بنا پر غلامانِ رسول نے ہمیشہ ہر دور میں آپ کے حضور نثر ونظم میں درود وسلام کے ہزار ہا گجرے پیش کیے۔ ان میں سے دو غلام ایسے بھی ہیں جن کا لکھا ہوا صلوٰۃ وسلام اس قدر مقبول ہوا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان گرامی قدر ذوات کے اسماء یہ ہیں:

۱۔ شیخ شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن سعید جنہیں امام بوصیری کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

۲۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی۔

ان میں سے امام بوصیری کا سلام (قصیدہ بردہ) عربی زبان میں ہے:

مولای صل وسلم دائماً ابداً　　علی حبیبك خیر الخلق کلھم

جبکہ امام اہل محبت اعلیٰ حضرت کا سلام (قصیدہ سلامیہ) اردو میں ہے۔

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام　　شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

پہلے سلام کی تشریح میں متعدد کتب لکھی گئیں ہیں مگر دوسرے سلام کی مکمل تشریح کے سلسلہ میں بہت کم کام ہوا ہے حالانکہ

اردو زبان میں لکھے گئے تمام سلاموں میں یہ مقبول ترین سلام ہے جہاں جہاں دنیا میں اہل محبت آباد ہیں اوران کی زبان اردو ہے وہاں یہ سلام ہر محفل کا حصہ ہے۔ خصوصاً جمعہ کی نماز کے بعد اور محفل میلاد میں بڑے ذوق وشوق سے پڑھا جاتا ہے۔ گویا یہ سلام امتِ مسلمہ کے دل کی آواز ہے۔

اگر پڑھنے والا اس کے معانی ومفاہیم اوراس کے ہر شعر کے پس منظر اوراس میں بیان کردہ عظیم واقعہ سے آگاہ ہو تو ذوق اور دو بالا ہو جائے اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے زیر نظر کوشش کی گئی ہے۔

سلام رضا کے بارے میں اہل علم کی آراء:

اس سلام کی علمی حسن وجمال اوراس کی مقبولیت عامہ پر نامور اہل علم کی آراء ملاحظہ ہوں:

۱۔ عظیم محقق جناب شمس بریلوی ''کلام رضا کا تحقیقی اورادبی جائزہ'' میں لکھتے ہیں:

''خامہ رضا اور طبع رضا قدس سرہ نے ۱۷۰ اسلام پیش کیے ہیں۔ ان سلاموں میں نبوت کے اوصاف، سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب عالیہ اور حضور کے سراپائے اقدس کو جس حسن وخوبی سے پیش کیا ہے اس کی کیا تشریح کروں اوران اشعار کی کیا خوبیاں بیان کروں۔ ایک دریائے معانی ہے جو موجزن ہے اور ایک فکر غواص ہے جو بحرِ نبوت میں بصد خلوص غوطہ زن ہے۔ اور کمالاتِ نبوت کے گوہر آبدار کو زینت تاج سر بنا کر اس بحرِ ذخار سے سر نکالتی ہے اور پھر دوسرے درِ آبدار کی تلاش میں غوطہ زن ہوتی ہے اور پھر ایک صدف معانی کی تلاش میں کامیاب ہو کر ہشاش بشاش ابھرتی ہے اور کمال نبوت کے در بے مثال کو پیش کرتی ہے......

یوں تو ان تمام (۱۷۰) اشعار کا مجموعہ تحیہ وسلام کا ایک حسین گلدستہ ہے لیکن کمال سخن ملاحظہ ہو کر ہر شعر میں سلام پیش کرتے ہیں اور کمال نبوت کا ایک نیا رخ پیش فرماتے ہیں۔''

(کلام حضرت رضا کا تحقیقی اورادبی جائزہ،۶۰)

۲۔ سلام رضا پر تضمین لکھنے والے نامور شاعر مولانا سید محمد مرغوب اختر الحامدی سلاست زبان وزور بیان کے عنوان کے تحت رقم طراز ہیں:

''روزمرہ محاورات کے ساتھ اعلیٰ حضرت کا پورا کلام سلاستِ زبان وزور بیان کا مرقع ہے۔ آپ کا مشہور سلام ''مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' جس کے ایک سو بہتر (۱۷۲) اشعار ہیں اس کا ہر شعر موتیوں میں تولنے کے قابل ہے۔ نیز سلاست وروانی اور روز بیان میں اپنا جواب نہیں رکھتا اس سلام کے ایک ایک شعر میں محبوب مدینہ ﷺ کی ادائیں الفاظ کے موتیوں سے ایسی جڑی ہیں جسے دیکھ کر عقد ثریا بھی خجل ہو جائے سرکار مدینہ کا سراپا اور عہد طفولیت سے لے کر عہد نبوت تک کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔ جس کی داد دینے کے لیے الفاظ نہیں ملتے۔ حضور سرور عالم ﷺ کی پوری سیرت سامنے آجاتی ہے۔'' (امام نعت گویاں،۶۴)

۳۔ اقبالیات کے مشہور فاضل پروفیسر یوسف سلیم چشتی اس قصیدہ سلامیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے سرکار ابد قرار، زبدۂ کائنات، فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ میں جو سلام منظوم پیش کیا تھا اسے یقیناً شرف قبولیت حاصل ہو گیا کیونکہ ہندوپاک میں شاید ہی کوئی

عاشق رسول ایسا ہوگا جس نے اس کے دو چار شعر حفظ نہ کر لیے ہوں۔" (ندائے حق، جون ۱۹۶۰ء ص ۳۱)

۴۔ حفیظ جالندھری مرحوم کی نعتیہ شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور کالم نگار میاں محمد شفیع (م۔ش) اس سلام کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"برصغیر کے مسلمانوں میں اسلامی شعور ابھارتے اور مسلمانوں کی نئی نسل کو اسلامی اقدار سے آگاہ کرنے میں حفیظ کی شاعری نے ایسا کردار ادا کیا ہے جو کہ اس صدی کے دوسرے اور تیسرے عشرہ میں امام اہل سنت وجماعت اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی نے نعتیہ کلام اور تحریک رابطہ مسلم عوام کے ذریعہ مسلمانوں کے سینوں میں عشق محمد کی آگ روشن کرنے میں ادا کیا تھا۔ جس طرح برصغیر کے دور دراز دیہات میں اعلیٰ حضرت کے سلام کے ایسے فقرے "مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" گذشتہ نصف صدی سے گونجتے رہے ہیں اسی طرح حفیظ کے شاہنامہ اسلام کے اشعار مسجدوں اور مکتبوں سے ان کی خاص طرز میں گذشتہ ربع صدی سے زائد ہم سے لوگوں کے دلوں کی دھڑکن کی صدا بن کر بلند ہوتے رہے ہیں۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۲ نومبر ۱۹۷۳ء)

۵۔ ملک شیر محمد اعوان آپ کے سلام کے بارے میں یوں گویا ہوتے ہیں:

"حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بے شمار شعراء نے سلام لکھ کر ہدیہ عقیدت پیش کیا مگر مولانا احمد رضا خاں کے سلام کو کچھ ایسی مقبولیت نصیب ہوئی کہ آج ہر مسجد اس سے گونج رہی ہے۔"

(مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری، ۲۶)

واقعۃً اس سلام کی مقبولیت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کیونکہ دنیا کا گوشہ گوشہ اس کی مقبولیت پر شاہد عادل ہے۔

۱۹۷۳ء کی بات ہے، مدینہ طیبہ کی حاضری اور عمرہ کے لیے روانگی سے پہلے، کراچی میں ہم اپنے شیخ طریقت قطب وقت سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور ہم دربار رسالت مآب میں کس طرح سلام عرض کریں۔ آپ نے فرمایا:

وہ لوگ اگرچہ پسند نہیں کرتے مگر تم پڑھو "مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام"

اشعار کی تعداد:

اس مبارک سلام کے اشعار کی تعداد کیا ہے؟ اس بارے میں دو آراء ہیں:

۱۔ جناب شمس بریلوی کے نزدیک ان کی تعداد ایک سوستر (۱۷۰) ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

"خامۂ رضا اور طبع رضا قدس سرہ نے ۱۷۰ اسلام پیش کیے ہیں .... یوں تو ان تمام (۱۷۰) اشعار کا مجموعہ تحیہ وسلام کا ایک حسین گلدستہ ہے۔" (کلام رضا کا تحقیقی جائزہ، ۶۰)

لیکن موصوف کی تحقیق کے ساتھ حدائق بخشش کا جو نسخہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی نے جولائی ۱۹۷۶ء میں شائع کیا اس میں سلام کے اشعار کی تعداد ۱۶۷ ہے۔

۲۔ سلام رضا پر مشہور تضمین لکھنے والے نامور شاعر مولانا سید محمد مرغوب اختر الحامدی کے نزدیک اشعار کی تعداد ۱۷۲ ہے۔

''آپ کا مشہور سلام ''مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' جس کے ایک سو بہتر (۱۷۲) اشعار ہیں اس کا ہر شعر موتیوں میں تولنے کے قابل ہے۔'' (امام نعت گویاں،۶۴)

انہوں نے تضمین بھی ۱۷۲ اشعار پر لکھی ہے۔ حدائق بخشش کے مذکورہ بالا نسخے میں جو پانچ اشعار نہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) مطلعِ ہر سعادت پہ اسعد درود — مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

(۲) وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما — اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

(۳) اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود — اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

(۴) اعتلائے جبلت پہ عالی درود — اعتدالِ طویت پہ لاکھوں سلام

(۵) الغرض ان کے ہر مو پہ لاکھوں درود — ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

شعر تضمین میں دو دفعہ نمبر ۹۸ اور نمبر ۱۰۸ آیا ہے۔ حالانکہ حدائق بخشش میں صرف ایک دفعہ ہی ہے۔ تضمین میں جہاں یہ شعر پہلی مرتبہ لایا گیا ہے وہاں حدائق بخشش میں اس مقام پر یہ شعر ہے:

؎ لطف بیداریٔ شب پہ بیحد درود — عالمِ خواب راحت پہ لاکھوں سلام

اگر تضمین میں تکرار کو حذف کر دیا جائے تو اس میں پانچ کے بجائے چار اشعار زائد ہیں تو کل اشعار ۱۷۱ ہوں گے۔ ممکن ہے شمس صاحب نے کسر کو عمداً ترک کر دیا ہو۔

خصوصیات سلام رضا:

امام اہل محبت کے سلام کی متعدد خصوصیات ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ یہ اردو سلاموں میں سے طویل ترین سلام ہے اس کے ایک سو اکہتر (۱۷۱) اشعار ہیں۔

۲۔ اس میں حضور علیہ السلام کے سراپا کا بیان بھی ہے۔

۳۔ آپ کی مقدس اداؤں کا نہایت ہی خوبصورت انداز میں تذکرہ ہے۔

۴۔ یہ کہ آپ کی ذات اقدس کے علاوہ آل، اصحاب، اولیاء اور تمام امت پر سلام ہے۔

۵۔ ہر شعر میں قرآن وحدیث کی تعلیمات بڑے ہی احسن انداز میں بیان کر دی گئی ہیں۔

۶۔ یہ سلام آپ کی صورت کے بیان کے ساتھ ساتھ سیرت نبوی کا شاہکار ہے۔

۷۔ اس کے اشعار میں تاریخ اسلام کے عظیم واقعات کو اچھوتے انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔

۸۔ اس میں سراپا بیان کرتے وقت اردو کے انہی الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے جو عربی میں استعمال ہوئے تھے۔

۹۔ اتنا مقبول کوئی سلام نہیں۔

۱۰۔ حضور کے عظیم معجزات کا ذکر بھی نہایت ہی احسن انداز میں کیا گیا ہے۔

۱۱۔ اس کے ہر شعر کا معنی کسی نہ کسی آیت قرآنی یا حدیث سے ماخوذ ہے۔

ترتیبِ سلام:

۱۔ پہلے تیس اشعار میں حضور علیہ السلام کے خصائص، کمالات اور معجزات کے ساتھ ساتھ اس بات کو واضح کیا ہے کہ آپ کی ذات اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے اور آپ کا وجود مسعود بے مثل اور ہر شی کے وجود کی علت وسبب ہے۔

۲۔ اکتیسویں شعر سے اکیاسی تک آپ کے سراپا کا بیان ہے۔ جس میں ہر عضو، اس کی اہم خصوصیت اور اس کے حسن و جمال اور برکات کا تذکرہ ہے۔

۳۔ بیاسی تا نوے میں آپ کی ولادت باسعادت، بچپن، رضاعت، رضائی والدہ، رضائی بھائی بہنوں کے ساتھ تعلقات کا بیان ہے۔

۴۔ اکیانوے تا ننانوے کا حصہ خلوت وذکر وفکر، بعثت مبارکہ، شان سطوت اور غلبہ دین پر مشتمل ہے۔

۵۔ سو تا ایک سو چار میں آپ کی غزوات میں شرکت اور جرأت و بہادری کا ذکر ہے۔

۶۔ ایک سو پانچ سے ایک سو سترہ تک کا حصہ خاندانِ نبوی اور گلشنِ زہرا کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔

۷۔ ایک سو اٹھارہ تا ایک سو چھبیس آپ کی ازواجِ مطہرات کے درجات وکمالات پر مبنی ہے۔

۸۔ ایک سو ستائیس تا ایک سو تینتالیس صحابہ، خلفاء راشدین اور عشرہ مبشرہ کی خدمت میں سلام ہے۔

۹۔ ایک سو چوالیس تا ایک سو انچاس میں تابعین، تبع تابعین اور تمام آل رسول پر سلام ہے۔

۱۰۔ ایک سو پچاس اور ایک سو اکیاون، ان دو اشعار میں اربعہ ائمہ امام اعظم ابوحنیفہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا مبارک تذکرہ ہے۔

۱۱۔ ایک سو باون تا ایک سو پچپن، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری ہے۔

۱۲۔ ایک سو چھپن تا ایک سو اکسٹھ اپنے مشائخ سلسلہ کا تذکرہ ہے۔

۱۳۔ ایک سو باسٹھ تا ایک سو پینسٹھ کے حصہ میں تمام امت مسلمہ خصوصاً اہل سنت اپنے والدین، دوست واحباب اور اساتذہ کے لیے دعا ہے۔

۱۴۔ اس سلام کا اختتام اس دعا پر ہو رہا ہے کہ اے خالق ومالک یہ صلوٰۃ وسلام کا عمل مجھے روز قیامت اس طرح نصیب ہو کہ جب رحمۃ للعالمین آقا محشر میں تشریف لائیں تو مجھے یوں عرض کرنے کی اجازت ہو۔

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

آیئے اب سلام رضا کے تفصیلی مطالعہ سے لطف اندوز ہوتے ہیں!

(مخدوم اہل سنت شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری)

مفہوم اشعار و خلاصۂ تشریح:

(۱) اے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ، چنے ہوئے اور افضل واعلیٰ رسول اور رحمت وایمان کی جان پیارے نبی! آپ پر لاکھوں سلام ہوں۔ اور اے گروہِ انبیاء کرام علیہم السلام کی محفل کی روشنی وشمع آپ پہ لاکھوں سلام ہوں۔ امیر خسرو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

؎ خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو　　　محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم

سلام کے ہر شعر کا مفہوم لکھنے کے بعد جس شعر پر مولانا سید محمد مرغوب اختر الحامدی صاحب کی اور سید حبیب احمد حبیب صاحب کی تضمین میسر ہوئی ہیں وہ بھی لکھی جائیں گی اگر ایک شعر پر دونوں کی تضمین مل گئیں تو دونوں لکھی جائیں گی پہلے اختر الحامدی صاحب کی لکھیں گے اور بعد میں سید حبیب شاہ صاحب کی۔ ابھی سے ذہن نشین کر لیں تا کہ ہر تضمین کے ساتھ ہمیں لکھنے کی ضرورت نہ پڑے۔

درود و سلام کا مرتبہ و مقام:

کان الناس یقولون اذادخلو االمسجد صلی اللّٰہ و ملائکته علی محمد السلام علیك ایها النبی ورحمة وبرکاته (نسیم الریاض شرح الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ص ۵۲۱، ج ۳)

جب لوگ مسجد میں داخل ہوتے تو یوں کہتے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کا درود و سلام نازل ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر۔

اسی جلد کے ص ۴۹۹ کے حاشیہ پہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا صلوۃ و سلام سننا کسی خاص جگہ یا خاص زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں **الاطلاق شامل لکل زمان ومکان من خص الرد بوقت الزیارة فعلیه البیان** ۔ جو اس کے خلاف کہے (یعنی صرف روضہ پاک پہ حاضری کے وقت حضور علیہ السلام سنتے ہیں) اس پر بیان لازم ہے۔

تذکرۃ الواعظین ص ۳۶۰ پہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو صدقہ فطر کی ترغیب دلائی تو اہل ثروت نے مال لٹانا شروع کر دیا جبکہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے پیچھے بیٹھ کر کچھ پڑھتے رہے، حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا! اے ابوذر! تم کیا پڑھ رہے ہو؟ عرض گزار ہوئے، حضور! مال والے مال لٹا رہے ہیں، میرے پاس مال نہیں اس لیے میں آپ پر درود و سلام کے پھول نچھاور کر رہا ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! اے ابوذر! تیری نیکیوں کا مال والوں کی نیکیاں مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ **اللّٰھم تصلی وتسلم علی محمد اذخلقك یفنی** ۔

؎ اہل عمل تو اپنے عمل پہ ہیں مطمئن　　　اعظم کو کون دے کا سہارا ترے بغیر

اخبار الاخیار میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں رئیس نامی ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا! اے خواجہ آپ روزانہ رات کو تین ہزار مرتبہ حضور علیہ السلام کی ذات بابرکات پہ درود و سلام پڑھا کرتے تھے جو تین دنوں سے آپ نہیں پڑھ رہے اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ بڑے حیران ہوئے کیونکہ آپ نے اس بارے میں کسی کو بھی کچھ نہیں بتایا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے اس رئیس سے پوچھا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں تین ہزار مرتبہ روزانہ درود شریف پڑھ کے سوتا ہوں اور یہ کہ میں نے تین دنوں سے نہیں پڑھا؟ تو اس نے عرض کیا کہ مجھے رات کو حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی ہے (صرف آپ کے درود شریف کی وجہ سے) اور آپ نے مجھے فرمایا ہے کہ صبح قطب الدین کے پاس جا کر ان کو میرا یہ پیغام دے دینا کہ تین دنوں سے تمہارا تحفہ ہمیں کیوں نہیں مل رہا۔ سبحان اللہ! جن کے درود و سلام

کے تحفے کی بدولت دوسروں کو دیدار نبی حاصل ہو رہا ہے ان کا اپنا حال کیا ہوگا۔

نکتہ:

اہل عرب میں سے اصحاب نکات نے درود وسلام کے بارے میں ایک عجیب نکتہ بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اگر تمہیں جنگل میں ملے اور تم نہیں جانتے کہ یہ چور ڈاکو ہے یا شریف آدمی ہے اگر تم نے اس کے بارے میں معلوم کرنا ہو کہ یہ کیسا شخص ہے تو غور کرو اگر وہ تمہیں سلام کہے تو چور ڈاکو نہیں ہوگا کیونکہ سلام تو سلامتی کی دعا ہے اور چور ڈاکو تو بربادی لے کر آتا ہے نہ کہ سلامتی۔ اب پتہ چلا کہ کچھ لوگوں کو درود وسلام کیوں اچھا نہیں لگتا جبکہ اہل محبت کا ایمان ہے کہ

؎ میری زباں پہ جب تک درود وسلام رہتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ مجھ سے خدا ہمکلام رہتا ہے

(صلی اللہ علی محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم)

(۲) آسمان نبوت ورسالت کے سراج منیر اور نیر تاباں ہمارے پیارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پہ چمکتا ہوا روشن اور نورانی درود پاک نازل ہو اور گلشن رسالت کے مہکتے ہوئے پھول، رسولوں کے رسول اور اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ السلام کی ذات اقدس پہ لاکھوں سلام ہوں کیونکہ گلستان نبوت ورسالت میں آپ کے کھلنے سے ایسی بہار آئی کہ آپ کے بعد کسی غنچے کے چٹکنے (نیا نبی آنے) کی گنجائش باقی نہ رہی۔

اللھم صل علی من ختمت به الرسالة و ایدته بالنصر و الکوثر و الشفاعة۔ صلی اللہ علیه وسلم۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان اللہ و ملائکته میں ملائکتہ جمع ملک کی ہے۔ جس کا معنی ہے اللہ کے تمام فرشتے یعنی ایک بھی فرشتہ اس حکم سے باہر نہیں ہے جیسے امنت باللہ و ملائکته و کتبه و رسله۔ میں تمام فرشتے تمام کتابیں تمام رسول مراد ہیں اسی طرح یہاں بھی ہے۔ کسی کے ذہن میں یہ خیال نہ آئے کہ شاید بعض فرشتے کوئی اور ڈیوٹی سرانجام دینے کی وجہ سے اس حکم میں شامل نہ ہوں گے فرمایا نہیں نہیں اس سعادت میں کوئی بھی پیچھے نہیں ہے باقی کام چاہے میری عبادت کے ہی کیوں نہ ہوں وہ تقسیم ہو سکتے ہیں کہ کوئی رکوع میں ہے کوئی پیدا ہونے سے لیکر آج تک اور آج سے قیامت تک سجدے میں پڑا ہے تو کوئی قیام میں کھڑا ہوا ہے مگر یہ تقسیم درود وسلام میں نہیں ہے یہ سعادت سب کو عطا فرمائی گئی ہے کیونکہ جمع جب ضمیر کی طرف مضاف ہو تو ہر ہر فرد اس میں شامل ہوتا ہے۔

صلوٰۃ کا ایک معنی دعائے رحمت ہے قرآن مجید میں فرمایا گیا ان صلوتك سكن لهم بے شک اے محبوب تیری دعا سے تیرے صحابہ کو سکون ملتا ہے۔

جب حضور علیہ السلام کی صلوٰۃ سے صحابہ کو سکون ملتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صلوۃ (رحمت) سے حضور علیہ السلام کو کتنا سکون حاصل ہوتا ہوگا اور پھر اللہ اور اس کے فرشتے تو کثرت سے صلوٰۃ بھیجتے ہیں یصلون علی النبی کا یہی تقاضا ہے تو جب کسی کو کثرت کے ساتھ فیض ملتا رہے تو ذات اگر چہ وہی رہتی ہے مگر صفات کیا سے کیا ہو جاتی ہے۔ لوہے کو زیادہ دیر آگ میں رکھو تو اس کا رنگ اور کام وہی ہو جائے گا جو فیض دھندہ (آگ) کا ہے۔ چنانچہ ہمارے آقا علیہ السلام بھی اس کثرت فیض کی وجہ سے عبد ہو کر

خدائی کام کرنے لگے، ادھر ذکر الٰہی سے دلوں کو سکون نصیب ہوتا ہے۔ الابذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔ اِدھر پوری کائنات کا سکون حضور علیہ السلام کے قدموں میں رکھ دیا گیا ہے آپ کی ذات، آپ کا ذکر اور آپ کی دعاؤں اور آپ پر درود شریف پڑھنا باعث سکون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائی کہ آپ کو سراپائے رحمت بنادیا وماارسلنك الا رحمة للعالمین اب حضور اللہ سے رحمت لے رہے ہیں اور زمانہ حضور سے رحمت پا رہا ہے اور انما انا قاسم واللّٰہ یعطی کا ارشاد پورا ہو رہا ہے۔ نہ اُدھر سے عطا بند ہوگی وما کان عطاء ربك محظورا۔ اور نہ اِدھر سے تقسیم کا سلسلہ بند ہوگا آج بھی حضور علیہ السلام پر درود وسلام پڑھنے والوں کو اعزازات وانعامات ونوازشات مل رہی ہیں۔ علامہ اقبال سے ڈاکٹر عبدالمجید ملک نے پوچھا! تیری باتیں تو سادی سادی ہی ہوتی ہیں مگر ان میں اثر بڑا ہوتا ہے پھر دنیا میں تیرا بڑا نام ہوگیا ہے کوئی تجھے شاعر مشرق کہتا ہے تو کوئی حکیم الامت، اس کا پس منظر کیا ہے؟ تو اقبال نے فرمایا اس کا پس منظر یہ ہے کہ میں نے پورا ایک کروڑ مرتبہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں درود وسلام پیش کیا ہے (روزنامہ نوائے وقت ۱۲۔اپریل ۱۹۸۸ء)

صلی اللّٰہ علی النبی الا می واله صلی اللّٰہ علیه وسلم صلوة وسلام علیك یارسول اللّٰہ۔ صلوة وسلاما علیك یاسیدی یا حبیب اللّٰہ۔

اسی طرح کا ایک حوالہ علامہ اقبال کے ایک ہمعصر محمد علی صاحب کے ایک آرٹیکل کا بھی ہے جو نوائے وقت میں ہی چھپا تھا۔

الصلوٰۃ والسلام اے شاہِ ختم المرسلیں — الصلوٰۃ والسلام اے نورِ بزمِ اوّلیں
الصلوٰۃ والسلام اے زینتِ عرش بریں — الصلوٰۃ والسلام اے سبز گنبد کے مکیں
اَلصلوٰۃ والسلام اے رحمۃ للعالمیں

فرشتوں کی تعداد:

اور پھر دیکھئے ان اللّٰہ و ملائکته ۔۔۔۔ جملہ اسمیہ ہے جو وقت کی قید سے آزاد ہوتا ہے یعنی اس میں تمام زمانے پائے جاتے ہیں گویا کہ کوئی وقت ہوگا تو یصلون اور کوئی وقت نہ ہوگا تو بھی ان اللّٰہ و ملائکته یصلون علی النبی۔ اب فرشتوں کی تعداد اتنی ہے کہ اللہ ہی جانتا ہے وما یعلم جنود ربك الا ھو تمام روایات کو ملایا جائے تو ایک اندازے کے مطابق کراماً کاتبین اور حفاظت کے فرشتوں سمیت ہر بندے کے ساتھ تریسٹھ فرشتے ہوتے ہیں بارش کے ہر قطرے کے ساتھ ایک فرشتے کا اترنا بھی ثابت ہے اور عقل بھی اس کا انکار نہیں کرتی ورنہ بندوق کا شرہ بارش کے قطرے جتنا ہی ہوتا ہے وہ اتنا زور سے لگتا ہے کہ انسان زخمی ہو جاتا ہے اور بارش تو پھر اتنی دور سے آتی ہے اس میں بندوق کے شرہ سے زیادہ زور ہونا چاہیے مگر یہی وجہ ہے کہ فرشتہ ہی لیکر آتا ہوگا۔ جنگل میں کوئی شخص اگر باجماعت نماز پڑھنا چاہے اور ہو بھی اکیلا تو اذان واقامت کہہ کر نماز شروع کردے سینکڑوں فرشتے آکر ساتھ کھڑے ہو جائیں گے اور اس کو جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ اور پھر ہر جگہ ہر حالت میں نماز کا سلام پھیرتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا جاتا ہے چاہے نمازی اکیلا ہو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ فرشتوں کی نیت کی جاتی ہے جو بڑی کثرت کے ساتھ حاضر ہو جاتے ہیں۔ روضہ انور پہ ستر ہزار فرشتوں کا صبح وشام آکر حاضری دینا بھی ثابت ہے پھر جو ایک بار آیا دوبارہ قیامت تک نہ آئے گا یہ اپنی جگہ درست ہے، آسمان پہ چار انگل کے برابر جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ عبادت نہ کر رہا ہو۔ وملك

واضع جبهته ساجد اللّٰه (ابن ماجہ ص ۳۱۹)

دلائل الخیرات میں ہے کہ جب کوئی شخص درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے، جس کا ایک بازو مشرق میں ہوتا ہے اور دوسرا مغرب میں، سر عرش کے ساتھ اور پاؤں ساتویں زمیں (تحت الثریٰ) پر، یہ فرشتہ اللہ کے حکم سے اس درود پڑھنے والے کے لیے اللہ کی رحمت کی دعائیں مانگتا ہے۔

بلکہ زہرۃ الریاض اور مکاشفۃ القلوب میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا فرشتہ بھی پیدا فرمایا ہوا ہے جو تخت پر بیٹھا ہے اور اس کے ارد گرد ستر ہزار فرشتے دست بستہ کھڑے ہیں اور اس کی ہر ایک سانس سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے۔ یہی فرشتہ معراج کی رات حضور علیہ السلام کے استقبال کے لیے کھڑا نہ ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اس منصب سے ہٹا کر اس کے پروں کو توڑ کر کوہ قاف میں اتار دیا اور جبریل امین نے اس کو روتے ہوئے دیکھا تو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سفارش کی تو اللہ کے محبوب کی دعا نے اثر دکھایا اور پھر درود شریف پڑھنے پر اس فرشتے کا منصب بحال کر دیا گیا۔

؎ الصّلوٰۃ والسّلام اے حامیٔ دینِ متیں الصّلوٰۃ والسّلام اے رونقِ دنیا و دیں

الصّلوٰۃ والسّلام اے سرورِ جنت مکیں الصّلوٰۃ والسّلام اے پیشوائے مُرسلیں

الصّلوٰۃ والسّلام اے نورِ حق نورِ مبیں

بعض کتب میں درود شریف پڑھنے پر ایک فرشتے کا پیدا ہونا اور اس کا نہر کوثر میں غوطہ زن ہونا اور پھر اس کے پروں سے گرنے والے پانی کے ہر ایک قطرے سے ایک فرشتے کا پیدا کیا جانا بھی مذکور ہے الغرض وما یعلم جنود ربك الاھو۔

ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی ص ۲۷ پہ ہے کہ "حدیث میں ہے مومن کے سینہ بے کینہ میں اسی پردے ہوتے ہیں، جو کوئی کسی مومن کا دل دکھائے گا وہ ان پردوں کے پاس رہنے والے اسی فرشتوں کو ایذاء دے گا۔ امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں تمام انسان، جن، حیوانات، پرندے، آبی جانور صرف روئے زمین کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہیں پھر یہ تمام فرشتے اس ساری زمینی مخلوق سے مل کر پہلے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے پھر یہی سلسلہ ساتوں آسمانوں پر پھر عرش کے پردوں کے ساتھ اور حاملین عرش فرشتوں کی تعداد کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ۔ (ج ۲ ص ۱۶۱)

یہ تمام کے تمام فرشتے ہر وقت یصلون کا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں اور معصوم بھی ہیں ہر فرشتہ معصوم ہے (لا یعصون اللّٰہ ما امر ھم) چاہے اس کا تعلق کروبیاں کے گروہ سے ہو یا حاملین عرش والوں میں سے ہو (الذین یحملون العرش) بدر میں اترنے والوں سے ہو بثلثۃ الاف، بخمسۃ الاف۔ مردفین ہوں، منزلین ہوں، مسومین ہوں بیت المعمور کا طواف کرنے والے ہوں، رکن یمانی کے پاس کھڑے ہونے والے ستر فرشتے جو اہل ایمان کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ تمام کے تمام معصوم ہیں اور اپنی معصومانہ زبان سے اللہ کے محبوب کی ذات پہ ہر وقت درود و سلام کا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کوئی جس حال میں ہے وہ یہ عمل جاری رکھے ہوئے ہے کوئی رکوع یا قیام میں ہے تو وہاں درود پڑھ رہا ہے۔ ہم جب کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہیں تو قیام والے فرشتوں کی اتباع ہو جاتی ہے اور جب بیٹھ کر پڑھتے ہیں تو قعود والوں کی موافقت ہو جاتی ہے۔

صلوات اللّٰہ وملائکتہ وانبیائہ ورسلہ وجمیع خلقہ علی محمد وآل محمد وعلیہ وعلیھم السلام ورحمتہ اللّٰہ وبرکاتہ (درود علی المرتضیٰ)

؎ الصّلوٰۃ والسّلام اے بادشاہ دو جہاں   الصّلوٰۃ والسّلام اے مالک کون و مکاں
الصّلوٰۃ والسّلام اے خاتمِ پیغمبراں   الصّلوٰۃ والسّلام اے تاجدار اِنس و جاں

(۳) جنت کے بادشاہ اور کعبہ مکرمہ و معظمہ کے فرمان روا حبیب کبریا اور روز محشر گناہ گاروں، سیاہ کاروں کے لیے بلکہ تمام اہل محشر کے لیے رونقوں اور خوشیوں کا سامان کرنے والے آقا پہ لاکھوں درود و سلام ہوں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا بروز محشر رضوانِ جنت تمام اہل محشر سے کہے گا ان اللّٰہ امرنی ان ارفع مفاتیح الجنة الی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ نے مجھے جنت کی چابیاں شہریار ارم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سپرد کردینے کا حکم دیا ہے۔ (مدارج النبوت،۱:۲۶۶)

اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ومفاتیح الجنة یوم القیمة بیدی ولا فخر قیامت کے دن جنت کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی فخریہ نہیں کہتا۔

دنیا میں بھی جنت آپ کے قبضے سے باہر نہ تھی مگر آپ نے غیب کو غیب ہی رہنے دیا، ایک مرتبہ صلوۃ خسوف کے موقع پر آپ کا مصلیٰ سے آگے بڑھنا پھر پیچھے ہونا اور پھر صحابہ کرام کے پوچھنے پر فرمانا انی رایت الجنة فتنا ولت منها عنقودا ولو اخذته لا کلتم مابقیت الدنیا (مسلم شریف باب صلوۃ الخسوف)

میں نے اس جگہ پہ (کھڑے ہوکر) جنت کو دیکھ لیا، اس کے درختوں سے کچھ خوشے بھی پکڑ لیے اگر وہ خوشے توڑ کر لے آتا تو تم ساری عمر کھاتے رہتے اور دنیا ختم ہو جاتی مگر وہ ختم نہ ہوتے۔

یہ حدیث اس (جنت پہ دنیا ہی میں قبضے) کے ثبوت کے لیے کافی دلیل ہے۔ آپ نے استن حنانہ کو جنتی درخت بنادیا۔ (داری:۵۵)

؎ جس کی زُلفوں پہ قرباں بہارِ حرم   جس کی عظمت پہ صدقے وقارِ حرم
شہر یار ارم تاجدارِ حرم   نوشۂ بزم پرور دگارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام" (اختر الحامدی)

صلی اللّٰہ علی النبی الامی الکریم وعلی الہ واصحابه وسلم۔ (درود مستجاب الدعوات)

(۴) معراج کی رات ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام فرشتوں کی بارات کے دولہا بن کر بارگاہ ایزدی میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی شان کے مطابق دائمی درود بھیجا اور جنت کے تمام عملے نے محبوب خدا کی بارگاہ میں لاکھوں سلام محبت پیش کیے اسی تقریب سعید کے پرمسرت موقع پر سرور انبیا علیہ السلام کو جنت کی سرداری بھی سونپ دی گئی۔ اس شعر پر سید حبیب احمد شاہ صاحب کی تضمین ملاحظہ فرمائیں۔

؎ سب کے ملجا و ماوئیٰ پہ دائم درود   میرے آقا و مولا پہ دائم درود
شب اسریٰ کے دُولہا پہ دائم درود   نورِ عرشِ معلٰے پہ دائم درود
نوشۂ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

اللھم صل وسلم بارك على سيدنا محمدن النبی الا می و ازواجه امهات المئومنين وذريته واهل بيته صلوة و سلاما لا يحصى عدد هما يقطع مددهما (درودمدنی)

(۵) ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) معراج کی رات عرش معلّٰی کی تمام تر خوبصورتیوں اور آرائش وزیبائش کا سبب اور باعث بنے اور (روز محشر کی ساری دھوم کا باعث بھی حضور علیہ السلام ہی کی ذات ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے)

اس لیے آپ جب عرش پہ جلوہ گر ہوئے تو آپ پر ایسا درود وسلام پیش کیا گیا جو عرش اعظم کی شان کے لائق ''عرشی درود'' تھا۔ جبکہ حضور صرف عرش کی زینت ہی نہیں فرش کی تمام پاکیزگیوں اور خوشبوؤں کا سہرا بھی آپ ہی کے سر انور پہ ہے۔

؎ الصّلوٰۃ والسّلام اے سید خیر البشر　　الصّلوٰۃ والسّلام اے مالک شمس و قمر
الصّلوٰۃ والسّلام اے حامل فتح و ظفر　　الصّلوٰۃ والسّلام اے بیکسوں کے چارہ گر

صلى اللّٰه على حبيبه اكرم الاولين والاخرين وعلى اله واصحابه وبارك وسلم (درود اول وآخر)

(۶) سراپا نور، حقیقی پاکیزگی اور پیکر طہارت و مجسمہ نظافت و لطافت نور خدا احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ انور واقدس پہ نزاکتوں اور لطافتوں والا درود ورحمت ہو اور پاکیزگی کو حسن عطا کرنے والے پیارے آقا پہ لاکھوں سلام ہوں۔

اللھم صل وسلم وبارك على سيدنا محمدن الفاتح لما اغلق والخاتم لما سبق والنا صر الحق بالحق والهادى الى صراطك المستقيم ۔ صلى اللّٰه عليه وعلىٰ اله واصحابه حق قدره ومقداره العظيم۔ (درود فاتح)

؎ الصّلوٰۃ والسّلام اے نورِ ذاتِ کِردِ گار　　الصّلوٰۃ والسّلام اے دوجہاں کے تاجدار
الصّلوٰۃ والسّلام اے بادشاہِ ذی وقار　　الصّلوٰۃ والسّلام اے سرورِ والا تبار

(۷) ہمارے آقا علیہ السلام سراپائے اقدس شاہکار قدرت ہے اور آپ کی ذات بابرکات رازہائے سربستہ یعنی اسرار قدرت کا مخزن ومنبع ہے۔ تمام مخلوق پر سبقت وفوقیت وفضلیت لے جانے والے محبوب خدا پر لاکھوں سلام ہوں۔

اللھم صل وسلم و بارك على سيدنا محمد وعلى اله عدد انعام اللّٰه وافضاله (درود انعام)

؎ الصّلوٰۃ والسّلام اے سید خیر الانام　　الصّلوٰۃ والسّلام اے جن وانساں کے امام
الصّلوٰۃ والسّلام اے سرورِ عالی مقام　　عرض کرتا ہے ادب سے آپ کا صابر غلام

(صابر براری)

(۸) توحید کے رازوں کے ملجا پر بے مثال ولا جواب درود و رحمت ہو اور تمام مخلوق کے مرکز اور نکتہ کمال پر لاکھوں درود و سلام ہوں یہ وہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سربستہ رازوں کا نقطہ آغاز بھی ہیں اور تخلیق کائنات کا نکتہ کمال بھی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق (حدیث قدسی) میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ اور پھر مخلوق میں سے سب سے پہلے اول ما خلق اللّٰہ نوری۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ہمارے آقا علیہ السلام کے نور کو پیدا فرمایا

(۹) ڈوبے ہوئے سورج کو لوٹانے والے اور چمکتے ہوئے چاند کو اپنی نور کی انگلی سے دو ٹکڑے فرمانے والے آقا علیہ السلام جو خدائی طاقتوں اور جملہ اختیارات میں اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم اور خلیفہ اکبر ہیں، آپ کی ذات پُر انوار پر لاکھوں سلام ہوں۔

ے جس کے قدموں پہ سجدے کریں جانور — منہ سے بولیں شجر، دیں گواہی حجر
وہ ہیں محبوبِ ربّ مالک بحر و بر — ''صاحب رجعتِ شمس و شق القمر
نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام'' (اختر الحامدی)

(۱۰) میدان محشر میں لواء الحمد (تعریف کا جھنڈا) ہمارے حضور کے دست اقدس میں ہوگا جس کے نیچے آدم علیہ السلام بھی ہوں گے اور ان کی ساری اولا بھی ہوگی، ایسی عظمت وشان والے سید الخلائق پہ لاکھوں سلام ہوں۔

ے کتنی اَرفع ہے شانِ حبیب خدا — ربّ دو سَرا، سَرَوَرِ انبیاء
مقتدی جس کے سب، سب کا ہو مقتدا — ''جس کے زیرِ لوا آدم و مَن سوا
اُس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام'' (اختر الحامدی)

☆☆☆

(۱۱) عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں — اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
(۱۲) اصل ہر بودو بہبود تخم وجود — قاسم کنز نعمت پہ لاکھوں سلام
(۱۳) فتح باب نبوت پہ بے حد درود — ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام
(۱۴) شرقِ انوار قدرت پہ نوری درود — فتق ازھار قربت پہ لاکھوں سلام
(۱۵) بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل — جو ہر فردِ عزت پہ لاکھوں سلام
(۱۶) سرِ غیب ہدایت پہ غیبی درود — عطر جیب نہایت پہ لاکھوں سلام
(۱۷) ماہ لاہوتِ خلوت پہ لاکھوں درود — شاہ ناسوتِ جلوت پہ لاکھوں سلام
(۱۸) کنز ہر بیکس و بے نوا پہ درود — حرز ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام
(۱۹) پر تو اسم ذات اَحَد پر درود — نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام

(۲۰) مطلع ہر سعادت پہ اسعد ذرود مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

حلِ لغات:

★ عرش۔انوار وتجلیات ربانی کا مرکز ★ تا۔تک ★ زیرنگیں۔محکوم، تابع ★ قاہر۔زبردست ★ ریاست۔حکومت ،سرداری ★ اصل۔بنیاد، مادہ ومرکز ★ بود۔ہستی ★ بہبود۔بھلائی ★ تخم وجود۔زندگی کا بیج ★ قاسم۔تقسیم کرنے والا ★ کنز۔خزانہ ★ فتح۔کھولنا ★ باب۔دروازہ ★ بےحد۔بےشمار، ان گنت ★ دور۔زمانہ ★ شرق۔چمکنا ★ نوری۔روشنی والا ★ فتق۔کھل جانا ★ ازھار۔کلیاں ★ بےسہیم۔بےمثال ★ قسیم۔حصہ دار ★ عدیل۔ہم مرتبہ ★ مثیل۔ہم مثل ★ جوہر۔اصل ★ فرد۔ذات ★ سرّ۔راز، پوشیدہ ★ غیبی۔غیب والا، مخفی ★ بدایت۔ابتداء ★ عطر۔خوشبو ★ جیب۔گریبان، سینہ ودل ★ نہایت۔انتہاء ★ ماہ۔چاند ★ لاہوت۔مقام فنافی اللہ ★ خلوت۔تنہائی ★ ناسوت۔کائنات ★ جلوت۔ظاہر ★ کنز۔خزانہ ★ بےکس وبےنوا۔مسکین ومحتاج ★ حرز۔جائے پناہ ★ رفتہ طاقت۔کمزور ★ پرتو۔عکس ★ اسم ذات۔اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ،اسم جلالت،لفظ اللہ ★ احد۔اکیلا،وحدہ لاشریک لہ ★ نسخہ۔لکھی ہوئی،کتاب ★ جامعیت۔مکمل،ہمہ گیر ★ مطلع۔پہلا شعر،جائے طلوع،آغاز ★ سعادت۔نیک بختی ★ اسعد۔بہت عمدہ ★ مقطع۔آخری شعر،انتہاء ★ سیادت۔سرداری،بزرگی۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱۱) تحت الثریٰ سے لے کر عرش معلیٰ تک ہر شئی کا اختیار ہمارے آقا علیہ السلام کو سونپ دیا گیا اور ہر چیز آپ کے فرمان کے تابع کردی گئی (پتھر درخت آپ کے اشارے پہ دوڑتے آتے ہیں چاند اور سورج آپ کی بات مانتے ہیں) میرے آقا کریم علیہ السلام کی ایسی زبردست حکومت پہ بہت ارفع واعلیٰ لاکھوں درود وسلام ہوں۔

؎ جس کا فرمان فرمانِ جاں آفریں پاک قانون جس کا کتاب مبیں
وہ جو ہے مظہرا حکم الحاکمیں " عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اُس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام " (اختر الحامدی)

؎ ہے بلاشک جو سلطان دنیا و دیں جس کے دربان ہیں جبریل امیں
سامنے جس کے کعبے کی خم ہے جبیں عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اُس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد علی قدر حبك فیه (درود محبت الٰہی)

(۱۲) سارے جہان کی بھلائیاں بلکہ کائنات کی اصل اور بنیاد محبوب خدا کی ذات بابرکات ہے اور آپ اللہ کی تمام نعمتوں کو تقسیم فرمانے والے ہیں، آپ کی ذات والا صفات پر لاکھوں درود وسلام ہوں۔

؎ الصلوٰۃ و السلام اے شافعِ روز جزا الصلوٰۃ و السلام اے دافعِ رنج و بلا
الصلوٰۃ و السلام اے مظہرِ ذات خدا الصلوٰۃ و السلام اے خاصۂ ربّ العلا

(۱۳) نبوت ورسالت کا آغاز بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات سے ہوا (کنت نبیا و ادم بین الروح والجسد۔

ترمذی) اور آپ کو ہی خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا گیا، آپ پر بے حد و بے حساب مرتبہ درود ہو اور آپ پر لاکھوں سلام ہوں۔

اللھم صل علی محمد و الہ و صحبہ بعدا ما فی جمیع القرآن حرفا حرفا و بعد د کل حرف الفا الفا (درود قرآنی)

(۱۴) اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا فیض اور نورانیت ذات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ذات باری تعالیٰ کے قرب کی کلیاں بھی اسی وجود سے کھلیں، آپ پر نور والا درود ہو کیونکہ آپ اللہ کے انوار و تجلیات کا مظہر کامل ہیں اور آپ پر لاکھوں سلام ہوں کیونکہ آپ قرب خداوندی کا ذریعہ ہیں۔

~ سلطانِ ذی حشم تک میرا سلام لے جا — محبوب ذو الکرم تک میرا سلام لے جا
دربارِ محترم تک میرا سلام لے جا — میر عرب عجم تک میرا سلام لے جا
بزم شہِ اُمم تک میرا سلام لے جا — باد صبا حرم تک میرا سلام لے جا

(۱۵) ہمارے آقا کی ذات والاصفات وہ ہے کہ آپ کا خالق خدا ہونے میں بے مثال ہے اور آپ مصطفیٰ ہونے میں بے مثال ہیں، آپ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں بے مثل و بے مثال ہیں اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا بہن بھائی بھی پیدا نہ فرمایا کہ کوئی اس رشتہ کے حوالے سے بھی آپ کا ہم شکل نہ ہو، آپ کا سایہ بھی نہیں بنایا نہ کوئی آپ جیسا پیدا ہوا نہ ہوگا، اس بے مثال آقا علیہ السلام پر لاکھوں سلام ہوں جو عزت و عظمت کے اس مقام پہ فائز ہیں جو صرف آپ ہی کا حصہ ہے۔

~ یہ سراپا حسیں، رب ہے مطلق جمیل — اب نہیں اس میں گنجائشِ قال و قیل
یہ بھی اِک ایک ہے جیسے رب بے دلیل — "بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل
جو ہرِ فردِ عزت پہ لاکھوں سلام" (اختر الحامدی)

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد و علیٰ اصحاب سیدنا محمد و بارك و سلم (درود نعمت عظمیٰ)

(۱۶) غیب کے رازوں کو ظاہر کرنے والے، غیب کی خبریں دینے والے (نبی علیہ السلام) پہ عالم غیب کا خصوصی درود ہو۔ اور آپ کا سینۂ اقدس جو رازہائے قدرت کا گنجینہ اور جنت کی خوشبوؤں کا دفینہ ہے اس سینۂ بے کینہ پر لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۷) عالم لاہوت (مقام فنافی اللہ) کی تنہائیوں کے ماہ کامل پہ لاکھوں درود ہوں اور عالم ناسوت (کائنات ہست و بود) کی جلوتوں کے بادشاہ پر اللہ تعالیٰ کے لاکھوں سلام ہوں۔

~ جب ہند سے رواں ہو تو جانب مدینہ — خوشبو سے ہو معطر جب تیرا قلب و سینہ
جب تیرے دامنوں میں پھولوں کا ہو خزینہ — تجھ سے یہ التجا ہے میری بصد قرینہ
باد صبا حرم تک میرا سلام لے جا — بزم شہِ اُمم تک میرا سلام لے جا

(۱۸) ہر بے سہارا، بے بس اور محتاج کا خزانہ اور رسول یگانہ پر درودوں کی بارش ہو اور ہر کمزور و ناتواں کی پناہ دونوں جہانوں

کے شہنشاہ پر لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۹) اللہ رب العالمین کے اسم جلالت کا عکس اور پرتو (فیض) پر درود کی برسات ہو اور ذات باری تعالیٰ کے اوصاف کے مجموعہ کامل پر لاکھوں سلام ہوں۔

(۲۰) ہر نیک بختی اور سعادت مندی کے طلوع ہونے کا مقام ہمارے آقا علیہ السلام کے قدوم میمنت لزوم رکھنے کی جگہ ہے آپ پر بڑی سعادتوں والا درود ہو۔ اور ہر بزرگی اور سرداری کی آخری حد ہمارے حضور کے قدم ہیں کہ عرش معلیٰ بھی جن کے نیچے ہے، آپ پر کروڑوں سلام ہوں۔

ے بڑھ کر ادب سے باب انور کو چوم لینا — صحن حرم کے ہر اک پتھر کو چوم لینا
مسجد کے ہر ستوں کو ہر در کو چوم لینا — سجدہ میں سر جھکا کر منبر کو چوم لینا
پھر اے صبا ادب سے میرا سلام کہنا — شاہنشہِ عرب سے میرا سلام کہنا

اللهم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد عبدك ورسولك النبی الامی بعد دانفاس الخلائق صلوة دائمة بدوام خلق الله (درود محمدی)

(۲۱) خلق کے دادرس سب کے فریاد رس — کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام
(۲۲) مجھ سے بیکس کی دولت پہ لاکھوں دُرود — مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام
(۲۳) شمع بزم دَنیٰ ھُوْ میں گم کُنْ اَنَا — شرح متن ہویت پہ لاکھوں سلام
(۲۴) انتہائے دوئی ابتدائے یکی — جمع تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام
(۲۵) کثرت بعد قلت پہ اکثر درود — عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام
(۲۶) ربِّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود — حق تعالیٰ کی مِنّت پہ لاکھوں سلام
(۲۷) ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود — ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
(۲۸) فرحتِ جانِ مومن پہ بے حد درود — غیظ قلب ضلالت پہ لاکھوں سلام
(۲۹) سبب ہر سبب منتہائے طلب — علّتِ جملہ علّت پہ لاکھوں سلام
(۳۰) مصدر مظہریت پہ اظہر درود — مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام

حلِّ لغات:

★ خلق۔ مخلوق ★ دادرس۔ مددگار ★ فریادرس۔ فریاد سننے والا ★ کہف۔ جائے پناہ، غار ★ مجھ سے۔ میرے جیسے ★ بے کس۔ محتاج، بے سہارا ★ بے بس۔ کمزور و مجبور ★ بزم۔ محفل ★ دنیٰ۔ قرب ★ ہو۔ وہ، اسم ذات ★ کن۔ ہو جا ★ انا۔ میں ★ شرح۔ تفصیل ★ متن۔ اصل عبارت جس کی شرح لکھی جائے ★ ہویت۔ مرتبہ وحدت ★ انتہائے۔ آخری حد

★ دوئی—دو سمجھنا ★ یکی—ایک ہونا ★ جمع—اکٹھا ★ تفریق—عدد سے کچھ کی نفی کرنا، نکال لینا ★ کثرت—زیادہ ★ قلت—کمی ★ عزت—مرتبہ و مقام ★ ذلت—رسوائی ★ اعلیٰ—بلند تر ★ مِنّت—احسان ★ آقا—مالک ★ بے حد—ان گنت ★ ثروت—دولت ★ فرحت—تازگی، سکون ★ غیظ—غصہ ★ ضلالت—گمراہی ★ سبب—علت، وجہ، باعث ★ ملتہا—آخری کنارہ (جس پر کسی شئی کی انتہاء ہو جائے) ★ طلب—تلاش ★ جملہ—تمام ★ علت—وجہ ★ مصدر—نکلنے کی جگہ ★ مظہریت—ظاہر ہونا ★ اظہر—بہت عیاں، نمایاں اور ظاہر ہونے کی جگہ ★ مصدریت—صدور، نکلنا۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۲۱) اے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کے مددگار اور ان کی فریاد رسی کرنے والے آقا! اور اے قیامت کے دن مصیبت کے مارے گناہ گاروں کو پناہ دینے والے میرے پیارے نبی! آپ پر اللہ کی لاکھوں رحمتیں نازل ہوں۔

؎ روضہ کی جالیوں پر نظریں بچھا بچھا کر　　فرشِ حرم کی جانب گردن جھکا جھکا کر
پردوں کو بے خودی میں دل سے لگا لگا کر　　روئیداد صد مصائب پیہم سنا سنا کر
پھر اے صبا ادب سے میرا سلام کہنا　　شاہنشہِ عرب سے میرا سلام کہنا

(۲۲) میرے جیسے مجبور و بے سہارا کا آسرا اور مجھ محتاج و کنگال کی ساری دولت تو اے میرے پیارے نبی! آپ ہی ہیں۔ آپ پر لاکھوں مرتبہ درود ہو۔

اور اے میرے پیارے آقا! میرے کمزور بازوؤں کی طاقت صرف اور صرف آپ کی رحمت کا سہارا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور آپ پر لاکھوں مرتبہ سلام ہو۔

؎ تیری نظر سے میری سلامت ہے زندگی　　تیرا کرم نہ ہو تو قیامت ہے زندگی

(۲۳) اللہ تعالیٰ کے قرب کی بلندیوں میں ہمارے آقا نے اپنی ذات کو اس طرح فنا کر کے بقا حاصل کی کہ اس قدیم و غیر فانی اور مستقل بالذات (متن) کی شرح بن گئے۔ اُس خالق کل کے اس مالک کل پہ لاکھوں سلام ہوں۔

اللھم صل علی سیدنا محمد افضل انبیاء ك و اکرم اصفیاء ك من فاضت من نوره جمیع الانوار وصاحب المعجزات وصاحب المقام المحمود سید الاولین والآخرین۔ (درود اوّل)

(۲۴) صفاتی دوئی کی تفریق ختم ہوگئی اور صفات کی شانوں میں اکائی آگئی (اس کی اطاعت اس کی اطاعت، اس کی بیعت اس کی بیعت اس کا مارنا اس کا مارنا، اس کی رضا اس کی رضا۔ **من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ ۔ ان الذین یبا یعونك انما یبایعون اللّٰہ ۔ ومارمیت اذرمیت ولکن اللّٰہ رمی ۔ واللّٰہ ورسوله احق ان یرضوه**) آپ صفات الٰہیہ کا مظہر اتم ہو گئے آپ ساری مخلوق کی کثرت کا خلاصہ ہیں۔ مخلوق ہونے کے لحاظ سے کائنات کے ساتھ ہیں مگر عظمت و شان کے لحاظ سے مخلوق سے بہت آگے اور اپنے خالق و مالک کے قریب ہیں آپ پر اللہ کی لاکھوں رحمتیں ہوں۔

؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(۲۵) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے دین کو جس کے ماننے والے ابتداءً کم تھے مگر بعد میں اس قدر زیادہ ہو گئے کہ گنتی مشکل ہو گئی اور اس طرح کمزوری کے بعد اللہ نے اپنے دین کو عزت طاقت اور غلبہ عطا فرمایا یہ سب حضور علیہ السلام کی محنت تھی اللہ تعالیٰ اس کے بدلے آپ پر لاکھوں سلامتیاں نازل فرمائے۔

ے نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(۲۶) اللہ رب العالمین جس کی شان بڑی ہی بلند و بالا ہے اس نے اپنا محبوب ہمیں بہت بڑی نعمت کے طور پر عطا فرمایا اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت پہ اعلیٰ ہی رحمت و درود نازل ہو اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہمارے اوپر اللہ کا احسان ہے (لقد من اللّٰہ علی المومنین اذبعث فیھم رسولا) اللہ تعالیٰ کے اس احسان (وجود مصطفیٰ) پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۲۷) ہم غریبوں کو کوئی بھی منہ لگانے کے لیے تیار نہیں تھا لیکن غریبوں کے ماویٰ و ملجا محبوب خدا نے ہمیں اپنی غلامی میں قبول فرما کر بادشاہوں سے بھی آگے کر دیا، آپ پر بے حد و بے حساب درود ہوں۔

ہم محتاج لوگوں کی تو ساری دولت اور پونجی ہمارے آقا علیہ السلام کی ذات ہے، آپ پر لاکھوں سلام ہوں۔

ے رہبر دین و دنیا پہ بے حد درود شافع روزِ عقبیٰ پہ بے حد درود
ہم ضعیفوں کے ملجا پہ بے حد درود ''ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام'' (اختر الحامدی)

(۲۸) اہل ایمان کے دل کا سرور اور آنکھوں کا نور ہمارا نور والا آقا ہے۔ ان پر ان گنت درود ہوں۔ اور کفر و گمراہی کا قلع قمع کرنے والا ہمارا آقا جن کا نام نامی اسم گرامی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ ان پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے۔

(۲۹) ہر وجود کا سبب اور وجہ، اور پھر کائنات کی ہر شئی کا مقصود و مطلوب اور ان کی طلب کی انتہا محبوب خدا ہیں۔ ہر مقصد کا انجام اور ہر طلب کی کاملہ عا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ پر اللہ تعالیٰ کی لاکھوں رحمتیں نازل ہوں۔

ے کہنا کہ یا محمد یا مصطفےٰ خدارا اُمت کرے کہاں تک ظلم و ستم گوارا
تیرے غلام آقا بالکل ہیں بے سہارا اُن کی طرف ہو اب تو رحمت کا اِک اشارا
پھر اے صبا ادب سے میرا سلام کہنا بزم شہِ اُمم سے میرا سلام کہنا (ضیاء القادری)

(۳۰) اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کی عظمتوں اور شانوں کی جلوہ گاہ، محبوب رب دوسرا ہیں، جس طرح آپ نے اللہ کی شانوں کو ظاہر فرمایا اس طرح آپ کی ذات پر ظاہر و باہر درود ہو۔

اور اللہ تعالیٰ کے جلووں کے ظاہر ہونے کا مقام بھی وجود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، ان پر اللہ تعالیٰ کی لاکھوں سلامتیاں ہوں۔

حدیث قدسی ہے لولاك لما اظهرت الربوبية اے محبوب اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنی ربوبیت بھی ظاہر نہ کرتا۔ (مدارج النبوت، ۲: ۶۱۷۔ مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۱۲۲)

اللھم صل وسلم وبارك علی سیدنا محمد وعلی اٰل سیدنا محمدن الرفیع مقامه الواجب تغظیمه واحترامه صلوة لا تنقطع ابدا و لا تفنی سرمدا ولا

تنحصر عددا۔ (درود حصولِ عزت)

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
سَیِّدِنَا شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

عمر کی پاک ساعتیں آہ گذر گئیں فضول — حسرت و یاس کے سوا جن کا نہیں کوئی حصول
غم سے ہے رُوح مضطرب درد سے میرا دل ملول — اب تو نظر کو شاد کر گلشن آمنہ کے پھول

اے مہ اوجِ دلبری میرا سلام ہو قبول
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

(۳۱) جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں — اس گل پاک منبت پہ لاکھوں سلام
(۳۲) قد بے سایہ کے سایۂ مرحمت — ظل ممدودِ رافت پہ لاکھوں سلام
(۳۳) طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں — اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام
(۳۴) وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما — اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام
(۳۵) جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں — اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام
(۳۶) وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا — لکۂ ابر رافت پہ لاکھوں سلام
(۳۷) لَیْلَةُ الْقَدْر میں مَطْلَعِ الْفَجرِ حق — مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
(۳۸) لخت لختِ دل ہر جگر چاک سے — شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام
(۳۹) دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان — کان لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
(۴۰) چشمۂ مہر میں موج نور جلال — اس رگ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

حلِّ لغات:

* جلوہ۔دیدار، نظارہ * مرجھائی کلیاں۔سوکھے غنچے * منبت۔اُگایا ہوا یا اُگنے کی جگہ * مرحمت۔مہربانی * ظل۔سایہ * ممدود۔دراز، دائمی سایہ * رافت۔ کرم * طائران۔پرندے * قمرے۔فاختہ کی طرح کا خوش الحان پرندہ * سہی۔سیدھا * قامت۔قد * وصف۔ تعریف، خوبی * حق نما۔اللہ کی راہ دکھانے والا * خدا ساز۔خدا کی پہچان کرانے والا، اللہ سے موافقت کرنے والا * طلعت۔چہرہ * سروراں۔ سردار * خم۔جھکنا * تاج رفعت۔ شاہی ٹوپی * گھٹا۔سیاہ بادل * مشک سا۔ کستوری کی طرح * لکہ۔ ٹکڑا * ابر۔بادل * لیلۃ القدر۔شب قدر * مطلع۔طلوع ہونا * فجر۔ صبح * مانگ۔سر کے بالوں کے درمیان نکالی جانے والی لکیر * استقامت۔سیدھا پن * لخت لخت۔ ٹکڑے ٹکڑے * چاک۔پھٹا ہوا * شانہ۔ کنگی * کان۔معدن * لعل۔موتی، ہیرے، جواہرات * کرامت۔بزرگی * چشمہ۔پانی نکلنے کی جگہ

★ مہر۔سورج ★ موج۔لہر ★ جلال۔رُعب،شان وشوکت ★ رگ۔نس،خون کی نالی ★ ہاشمیت۔ہاشمی خاندان۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح :

(۳۱) ہمارے پیارے نبی علیہ السلام کا چہرۂ انور ایسا نورانی ہے کہ جس کے دیدار سے دل کی مرجھائی ہوئی اور خشک کلیاں کھل اُٹھتی ہیں قربان جائیں اس بابرکت اور پاکیزہ پھول کی اُٹھان پر،آپ پر اللہ تعالیٰ کی لاکھوں رحمتیں ہوں۔

حجۃ اللہ علی العالمین میں ہے کہ اگر حضور علیہ السلام اپنی موت کے اثبات کے لیے قرآنی دلائل نہ بھی دیتے تو آپ کا چہرۂ انور ہے کافی دلیل تھا۔ص ۶۷۵

سید حبیب احمد حبیب اس شعر کی تضمین یوں لکھتے ہیں۔

؎ جس کی خوشبو سے رستے مہکنے لگیں جس پہ جی جان کونین صدقے کریں
عطر کی جا عرق جس کا حوریں ملیں جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں
اُس گلِ پاک منبت پہ لاکھوں سلام

(۳۲) جس آقا کے قد انور کا سورج کی دھوپ اور چاند کی روشنی میں بھی سایہ نہ تھا اس کی رحمت کا سایہ ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے(اسی کا ترجمہ احمد ندیم قاسمی نے کیا ہے

؎ لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا)

اس رحمۃ للعالمین پر کروڑوں درود اور لاکھوں سلام ہوں۔

(۳۳) اللہ تعالیٰ کے نورانی ،مقدس اور معصوم فرشتے جس سرو قد محبوب کے اردگرد صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے قمریوں کی طرح چہکتے ہیں اس امام الانبیاء اور محبوب کبریا کی ذات پہ لاکھوں سلام ہوں۔

؎ جس پہ قرباں ہیں طوبیٰ کی رعنائیاں حسن موزونیت کی فدا جس پہ جاں
جس کا روح الامیں بلبلِ مدح خواں "طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں
اُس سہی سروِ قامت پہ لاکھوں سلام" (سید حبیب احمد)

(۳۴) جس آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی خوبی یہ ہے کہ حق کو دیکھنے کا آئینہ ہو(من رانی فقد رای الحق)اس خدا کا دیدار کرانے والے رُخِ روشن پر لاکھوں درود وسلام ہوں۔

(۳۵) ہمارے آقا علیہ السلام کے جاہ وجلال کے سامنے بڑے بڑے سرداروں کے سر ادب سے جھک جاتے تھے اور آپ کی جنبش ابرو سے کج کلاہوں کی جبینوں پہ پسینہ آجاتا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شاہی تاج والے سرانور پہ لاکھوں سلام ہوں۔

؎ رفعتیں بہرِ سجدہ جہاں خم رہیں روز و شب کعبہ و لا مکاں خم رہیں
بہرِ آداب کرّو بیاں خم رہیں "جس کے آگے سَر سَروراں خم رہیں
اُس سَر تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام" (اختر الحامدی)

جس کی عظمت کے آگے فرشتے جھکیں جس پہ گلہائے خوبی کے سہرے سجیں

جس کو اشجار و حیوان سجدے کریں   جس کے آگے سر سروراں خم رہیں
اُس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام   (حبیب احمد شاہ)

(۳۶) بخشش وکرم کی کالی سیاہ گھٹا یعنی گیسوئے مصطفیٰ جس سے کستوری سے بڑھ کر خوشبو کے جھلّے آتے تھے اس مہربانی کے بادل کے ٹکڑے (زلف والیل) پر بھی لاکھوں سلام ہوں۔

اللھم صل علی سیدنا محمد عددما فی علم اللّٰہ تعالیٰ صلوۃ دائمۃ بدوام ملک اللّٰہ۔

ے شامِ فردوس کی نور والّیل کا   پرتو مرحمت رحمت کبریا
وہ سحاب عطا ظلِ لطف خدا   وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا
لکّہ ابر رحمت پہ لاکھوں سلام   (اختر الحامدی)

(۳۷) شب قدر (ستائیسویں رمضان کی کالی سیاہ رات کی طرح محبوب علیہ السلام کی والیل کی زلفوں) میں طلوع فجر حق (حق کے سورج کا نکلنا) آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ مبارک ہے۔ اور اتنی سیدھی مانگ کہ جس طرح صراط مستقیم ہے اس مانگ مبارک کی سیدھ پر بھی لاکھوں سلام ہوں۔

ے منہ اندھیرے ضیائے سحر کی رمق   صبح کے خط سے یا پردۂ شب ہے شق
چرخِ والّیل پر ''والضحیٰ کی شفق''   ''لیلۃ القدر میں ''مطلع الفجر'' حق
مانگ کی اِستقامت پہ لاکھوں سلام''   (اختر الحامدی)

ے کیوں نہ ہو ٹھیک عالم کا نظم ونسق   راستی کا ملے کیوں نہ سب کو سبق
صبح چمکی ہوا رات کا سینہ شق   لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق
مانگ کی اِستقامت پہ لاکھوں سلام''   (سید حبیب احمد)

(۳۸) اور سبحان اللہ! آقائے کائنات علیہ السلام کے کنگی کرنے کے انداز پر کیوں نہ قربان ہو جاؤں کہ اس ادائے دل نواز پہ ہمارے دل چاک ہو کر سینے سے باہر آنے کی کوشش کر رہے ہیں تو پھر میں اپنے آقا کی اس مبارک ادا یعنی کنگی کرنے کے عمل وعادت پر بھی کیوں نہ لاکھوں سلام کہوں۔

ے بوند جو بھی گری زلف نمناک سے   کر دیئے اُس نے پیدا گہر خاک سے
ہیں عیاں رحمتیں گیسوئے پاک سے   ''لختِ لختِ دلِ ہر جگر چاک سے
شانہ کرنے کی عادت پہ لاکھوں سلام''   (اختر الحامدی)

(۳۹) سرکار مدینہ علیہ السلام کے کان مبارک جو در حقیقت عزت کے موتیوں اور عظمت وشان کے ہیرے اور جواہرات کی کان (معدن وذخیرہ) ہیں (قل اذن خیر لکم۔ فرمادیجئے کہ یہ کان تمہارے لیے بہت بہتر ہیں) جو جس طرح قریب سے سنتے

ہیں اسی طرح دور سے بھی سنتے ہیں۔ ہمارے آقا علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اقدس میں رہ کر لوح محفوظ پہ چلتے قلم کی آواز کو سنتے آپ نے فرمایا اسمع مالا تسمعون ۔ میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے پھر ایسے مبارک کان پہ بھی کیوں نہ لاکھوں سلام کہے جائیں۔

؎ عرشیوں کی پہنچتی ہے جن تک اذان — جن کی سمع مبارک ہے معجز نشان
سب کی فریاد سے باخبر ہو ہر آن — دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۴۰) جاہ وجلال اور عند الغضب دونوں بھوؤں کے درمیان سرکار علیہ السلام کی ایک رگ انور ابھر آتی جس کو اعلیٰ حضرت چشمہ مہر (سورج کا چشمہ) یعنی چہرۂ انور میں موج نور جلال (جلال کے سمندر کی موج) قرار دے کر اس رگ مبارک کو رگِ ہاشمیت پر (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رگوں میں غیرت وحیاء والا ہاشمی خون گردش کر رہا ہے) لاکھوں سلام کا نذرانہ محبت پیش فرما رہے ہیں۔

تیرا جمالِ دل نشیں راحتِ جانِ عاشقاں — ذکر جمیل ہے ترا وردِ زبانِ عاشقاں
کس کی مجال پا سکے حسن بیانِ عاشقاں — حاصل آرزوئے دِل روح و روانِ عاشقاں
رونق بزم سروری میرا سلام ہو قبول — صَلِّ عَلٰے مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰے مُحَمَّدٍ

جھگڑا نہ کرو، خود سنیں یا فرشتے پہنچائیں تمہیں اس سے کیا لگے تمہارا کام صرف پڑھنا ہے کیسے پہنچتا ہے؟ اس بحث میں نہ پڑو! درود وسلام پڑھو۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ کُنْتُ اَسْمَعُ سُجُوْدَ الْقَمَرِ اَمَامَ الْعَرْشِ وَاَنَا فِیْ ظُلْمَۃِ الْاَحْشَاءِ۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک میں چاند کے سجدے کی آواز عرش کے روبرو سنتا تھا اُس وقت کہ میں شکم مادر میں تھا۔ (نزہۃ المجالس ص ۱۵۸ جلد ۲)

؎ زینتِ بزمِ انبیاء گنج حرا کے نازنیں — اہل جہاں کی آرزو پردۂ کُن کے مہ جبیں
حاصلِ مُودۂ مسیح منزلِ روح کے مکیں — باعث فخر مُرسلیں نازشِ صبح اوّلیں
اَے ہمہ حُسن و دِلبری میرا سلام ہو قبول — صَلِّ عَلٰے مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰے مُحَمَّدٍ

صلوۃ وسلام کے منکرین:

جتنا منکرین عظمت ورسالت اور معاندین درود وسلام چڑتے ہیں اعلیٰ حضرت اتنا ہی زیادہ درود وسلام پہ زور دیتے ہیں کیونکہ بے دینوں کے ناپاک دلوں کو غیظ وغضب کی آگ میں جلانا اور درود وسلام کی کثرت کر کے خود جنت میں جانا اور ان کو جہنم میں پہنچانا آپ (علیہ الرحمۃ) کا عقیدۂ حقہ وسچا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ملیریے (کے بخار) والے کو خدا کا نور دودھ بُرا لگتا ہے اس سے کہیں زیادہ بدعقیدگی کی لاعلاج بیماری والے کو حضور علیہ السلام پہ سلام و درود بُرا لگتا ہے (معاذ اللہ) کیونکہ چمگادڑ کو روشنی اور نور اچھا نہیں لگتا اور گستاخ رسول کو آقائے دو جہاں علیہ السلام پہ درود اچھا نہیں لگتا۔ مولائے روم فرماتے ہیں۔

؎ مہ فشاند نور و سگ وع وع کند — ہر کسے بر خلقت خود می کند

کہ چرا تو یاد احمد می کُنی بندۂ بد ، منکر دین مَنی

چاند نور پھیلاتا ہے اور کُتے وَغ وَغ (کتے کی مخصوص آواز) کر کے بھونکتے ہیں اس میں کس کو شک ہے کہ وہ (چاند) خیر کا کام کر رہا ہے اور یہ ''خیر سے'' کوئی خیر نہیں کر رہے۔ ہر کوئی اپنی اپنی عادت پہ مجبور ہے۔ اپنا اپنا فرض ہے دونوں ادا کرتے رہیں یہ تو چاہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی یاد کی ہی نہ جائے ''بس اللہ اللہ خیر سلا'' جیسے امیہ بن خلف حضرت بلال کو کہتا تھا کہ تو کیوں محمد (ﷺ) کا ہر وقت ذکر کرتا رہتا ہے اور تو کتنا بُرا ہے کہ میرے دین کا منکر ہے۔ معلوم ہوا ذکر مصطفیٰ مٹانے والے امیہ بن خلف کے عقیدے پر ہیں اور نام محمد مصطفیٰ پہ قربان ہونے والے اور درود و سلام کی دھوم مچانے والے بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے مسلک محبت پر ہیں۔ کہ جو ظلم برداشت کرتے اور یہ نعرۂ مستانہ بلند کرتے

؎ حلق پہ تیغ رہے سینے پہ جلاد رہے لب پہ تیرا نام رہے دل میں تیری آس رہے

درود و سلام کے عاشق کا نصیب:

حجر اسود کے بارے میں حضور علیہ السلام کا فرمان عالی شان ہے کان یسلم قبل ان ابعث کہ یہ میرے اوپر اعلان نبوت سے پہلے بھی سلام بھیجتا تھا۔ چنانچہ اس پتھر کو یہ اعزاز نصیب ہو گیا کہ خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب ہو گیا ثابت ہوا کہ جو اعلان نبوت سے پہلے درود و سلام پڑھے اس کا نصیب کعبہ کی دیوار ہے اور جو اعلان نبوت کے بعد تا قیامت یہ سلسلہ جاری رکھے گا اس کا نصیب گنبد خضریٰ کی بہار ہے کعبہ کے کعبہ کا پیار ہے اور میدان محشر میں نگاہِ حبیب کردگار ہے۔

نکتہ:

اللہ تعالیٰ نے وسلموا تسلیما میں سلام کو مصدر کے ساتھ اسی لیے مؤکد فرمایا ہے کیونکہ صلوٰۃ کی ہیئت وحالت متعین تھی کہ وہ ایک دعا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ سے حضور علیہ السلام کے لئے طلب کی جاتی ہے۔ اور سلام چونکہ اپنی طرف سے پیش کیا جاتا ہے نہ اس میں صلوٰۃ و درود جیسی دعائیں ہیں اور نہ ہی اس کی ہیئت وحالت متعین ہے بلکہ جس طرح چاہو پیش کرنے کی اجازت ہے کوئی اگر جلوت میں پیش کرنے میں لذت محسوس کرتا ہے تو اس کو اس طرح پیش کرنے کی اجازت ہے اور کوئی اگر گوشہ نشینی اور خلوت میں زیادہ سکون محسوس کرتا ہے تو اس کو بھی اجازت ہے کوئی عربی میں پیش کر کے سرور لینا چاہے تو اس کے لیے مولای صل وسلم دائما ابدا امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے انداز میں جائز ہے اور کوئی اردو میں زیادہ لذت پاتا ہے تو اس کے لیے مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام اعلیٰ حضرت کی ادا میں اجازت ہے۔ یہ غلامان مصطفیٰ کی مرضی پہ چھوڑ دیا گیا ہے کہ پڑھو ضرور، جھگڑا نہ کرو، خود سنیں یا فرشتے پہنچائیں تمہیں اس سے کیا لگے تمہارا کام صرف پڑھنا ہے کیسے پہنچتا ہے؟ اس بحث میں نہ پڑو! درود و سلام پڑھو۔

؎ صدمہ ہجر سے تباہ ، درد والم سے بیقرار سوز جگر سے مضطرب دل کی تپش سے ہم کنار
آیا ہوں میں جگر فگار لے کے دلِ اُمیدوار ایک نگاہ اس طرف تیری نگاہ پہ نثار
شمع حریم داوری میرا سلام ہو قبول صَلِّ عَلےٰ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلےٰ مُحَمَّدٍ

سلام سے پہچان (ایک مثال):

اگر کسی غریب نے کسی امیر سے راہ و رسم ، واقفیت اور پہچان پیدا کرنی ہو تو وہ بھی سلام کا ہی سہارا لیتا ہے مثلاً کسی ریڑھی

والے کے پاس سے پچاروو الا گزرا ریڑھی والے نے دو تین دن سلام کیا اس نے کوئی جواب نہ دیا چند دن کے بعد پچارو والے کو ترس آیا کہ یہ مجھے روزانہ سلام کہتا ہے اور میں توجہ ہی نہیں کرتا آخر چند دنوں بعد ریڑھی والے کے سلام کہنے پر پچارو والے نے پہلے کچھ دن مسکرانا اور پھر سلام کا جواب دینا شروع کر دیا پھر ساتھ سر ہلانا اور آہستہ آہستہ خیریت دریافت کرنا بھی شروع کر دیا۔ ایک دن ریڑھی والا بیمار ہو گیا اور گھر میں بستر مرگ پہ پڑ گیا تو گاڑی والا صاحب اب پوچھتا پھر رہا ہے کہ یہاں ایک ریڑھی والا ہوتا تھا جو مجھے روز سلام کہتا تھا وہ کہاں ہے نظر نہیں آرہا (جو پہلے سلام کا جواب دینے کی زحمت نہیں کرتا تھا اب گاڑی روک کر اور نیچے اتر کر پوچھ رہا ہے) آخر پوچھ پوچھ کر ریڑھی والے کے گھر پہنچ گیا۔ تو یہ واقفیت کس نے پیدا کی؟ صرف سلام نے۔ ثابت ہوا کہ سلام تو بے وفاؤں کے اندر بھی رحمت پیدا کر دیتا ہے تو جو ہو ہی رحمۃ للعالمین، جس ذات میں وفا ہی وفا ہے وہاں تو ایک بار سلام کرو گے تو سو بار جواب بھی آئے گا جنت کا دروازہ بھی کھلے گا درجے بھی بلند ہوں گے، گناہ بھی معاف ہوں گے اور نیکیاں بھی ملیں گی۔

سلام تو پھر سلام ہے میرے آقا تو ایلیل کی زلفوں پہ کوڑا پھینکنے والی سے بھی وفاداری درحمت کا سلوک فرماتے ہیں۔

حضرت میاں محمد عمر بیر بلوی علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا کہ کیا الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللّٰہ۔ پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟ فرمایا! تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر کوئی انگریز مسلمان ہوتا ہے تو وہ بزبان انگریزی حضور علیہ السلام کی تعریف کر سکتا ہے کہ نہیں۔ عرض کیا تعریف کا کیا ہے کسی زبان میں بھی ہو سکتی ہے۔ فرمایا! تو پھر ہمارے آقا جمیع اقوام کے رسول و نبی اور ہادی و راہنما ہیں جس کو جو زبان آئے وہ اس زبان میں اپنے آقا کی ثنا کرے یا دوسری زبان میں کرے سب مخلوق آپ کی امت ہے اور آپ ہر ایک کی زبان سمجھتے ہیں۔ عبادت الٰہی نماز و حج وغیرہ کے لیے وقت، زبان، مکان کی پابندی ہے صلوٰۃ وسلام اور ذکر مصطفیٰ کے لیے کوئی پابندیاں نہیں۔ جب چاہو کرو جیسے چاہو کرو۔

تیرے دم سے بج رہا ہے مرا ساز زندگانی	تو اگر قبول کرلے یہ ہے تیری مہربانی

اسلام کیا ہے؟

ایک انگریز نے مسلمان ہو کر جب دین اسلام کو بنظر عمیق پڑھا تو اس سے کسی نے سوال کیا کہ اسلام کیا ہے تو اس نے کہا اسلام پانچ حروف کا مجموعہ ہے۔ الف، سین، لام، الف اور میم۔ اور انگریزی میں Islam یہ ہے۔

I shall love always Muhammad (Peace be ubon him)

یعنی میں ہمیشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کروں گا۔ یہ اسلام ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے	اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی	خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمد کی محبت آن ملت شان ملت ہے	محمد کی محبت روح ملت جان ملت ہے
محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے	یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا	پدر، مادر، برادر، مال، جاں، اولاد سے پیارا

(حفیظ جالندھری)

اوراللہ کے پیارے محبوب کی محبت درود وسلام کی کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔

اللھم صل علی شفیع المذنبین سیدنا و مولانا و مرشدنا وراحة قلو بنا و طبیب ظاھر نا وباطننا محمد وعلی اله واصحابه وازاوجه واھل بیته واولیاء امته واھل طاعتك اجمعین ، الی یوم الدین۔ (درودقلبی)

(۴۱) جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

(۴۲) جس کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی — اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

(۴۳) ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ اَفگن مژہ — ظُلّہء قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

(۴۴) اشکباریٔ مُژگاں پہ برسے درود — سلکِ دُرِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام

(۴۵) معنیٔ قَدْرای مقصد مَا طَغیٰ — نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام

(۴۶) جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا — اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

(۴۷) نیچی آنکھوں کی شرم و حیاء پر درود — اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

(۴۸) جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے — ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

(۴۹) ان کے خد کی سہولت پہ بے حد درود — ان کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام

(۵۰) جس سے تاریک دل جگمگانے لگے — اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

حلِّ لغات:

* ماتھا۔ پیشانی * شفاعت۔سفارش * جبین۔ پیشانی * سعادت۔نیک بختی * محراب۔ مسجد میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ * بھوؤں۔ابروؤں * لطافت۔نزاکت وخوبی * سایہ اَفگن۔سایہ کرنے والا * مژہ۔پلک * ظلہ۔ چھتری * قصر۔ محل * اشکباری۔ آنسو بہانا * مژگاں۔ پلکیں * برسے۔نازل ہو * سلک۔ ڈوری * دُرّ۔ موتی * قدرای۔ تحقیق اس نے دیکھا * ماطغی۔نہ وہ بہکا * نرگس۔پیلے رنگ کا پھول (جس کی شکل آنکھ کی طرح ہوتی وجہ سے محبوب کی آنکھ کواس سے تشبیہ دیتے ہیں) * دم میں دم آنا۔ جسم میں جان آجانا * نگاہ۔ نظر * عنایت۔مہربانی * بینی۔ناک * رفعت۔بلندی * قمر۔چاند * جھلملائے۔ٹمٹمائے،جلنا بجھنا * عذاروں۔رخساروں * طلعت۔چہرے کی چمک * خد۔ رخسار * سہولت۔نرمی،ملائم ہونا * رشاقت۔عمدگی،زیبا قامتی * تاریک۔اندھیرا * جگمگانا۔روشن ہونا * چمک والی۔نورو روشنی والی * رنگت۔رنگ روپ۔

مفهوم اشعار و خلاصه تشريح:

(۴۱) جب حشر بپا ہوگا اورنفسانفسی کا عالم ہوگا،کوئی کسی کا پُرسان حال نہ ہوگا تو شفاعت کا سہرا ہمارے آقا علیہ السلام کے سر پہ

باندھا جائے گا، تو پھر اس لجپال آقا علیہ السلام کی سعادت والی پیشانی پہ کیوں نہ لاکھوں بار درود و سلام محبت پیش کیا جائے جن کی وجہ سے ہماری یہاں بھی بگڑی بن رہی ہے اور وہاں بھی بنے گی۔

ے جس کے چہرے پہ جلووں کا پہرا رہا نجم و طٰہٰ کے جھرمٹ میں چہرا رہا
حسن جس کا ہر اِک چھب میں گہرا رہا جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

ے جس کے جلوے سے عالم منور ہوا جس کی کونین میں ہے درخشاں ضیا
جس کو معراج کا تاج عزت ملا جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد نمبر ۱)

ے جس سے پائی مہ و مہر نے بھی ضیا کہکشاں جس کی نورانیت پر فدا
جس کے آگے زمیں بوس ارض و سما جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام (نمبر 2)

(۴۲) ہمارے آقا علیہ السلام نے جب اس عالم ہست و بود کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زینت بخشی اور آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ خود تو سجدے میں گر کر اللہ کی بارگاہ میں اپنی امت کے لیے دعا فرما رہے تھے اور کعبہ معظمہ آپ کی طرف جھک کر آپ کے نورانی بھوؤں کی نزاکت و لطافت کو سلامی دے رہا تھا۔ اور لاکھوں سلام پیش کر رہا تھا۔

ے لا مکاں کی جبیں بہر سجدہ جھکی رفعت منزل عرش اعلےٰ جھکی
عظمت قبلۂ دین و دنیا جھکی "جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام" (اختر الحامدی)

ے قاب توسین ہے جن کی شانِ جلی جن پہ قربان ہے دل سے فردوس بھی
ہر ادا جن کی ہے شیوۂ دلبری جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۴۳) آپ کی دور و نزدیک سے دیکھنے والی آنکھوں پہ چھتری کی طرح سایہ کرنے والی مبارک نورانی پلکیں گویا رحمت کے محل پہ نور کی چھتری ہے جو سایہ کر رہی ہے۔ میرے آقا کی ان نورانی پلکوں پہ بھی لاکھوں سلام ہوں۔

ے سلام اے آمنہ کے لعل اے محبوب سبحانی سلام اے فخر موجودات، فخر نوع انسانی
سلام اے ظلِ رحمانی، سلام اے نور یزدانی تیرا نقش قدم ہے زندگی کی لوح پیشانی
تیرے آنے سے رونق آ گئی گلزار ہستی میں شریک حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی
سلام اے صاحب خلق عظیم، انساں کو سکھلا دے یہی اعمال پاکیزہ، یہی اشغال روحانی

(۴۴) ہمارے رحمت والے آقا کی امت کی بخشش میں برسنے والی آنکھوں کی مبارک پلکوں سے نور کے سچے موتیوں کی طرح گرنے والے شفاعت کے آنسوؤں کی موتیوں کی لڑیوں پہ بھی لاکھوں درود وسلام ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ابحر العینین ۔آپ کے مبارک آنسو (یادگاری امت میں) سمندر کی طرح بہتے رہتے (سبل الہدیٰ ۲، ۳۳:۳۳) ان آنسوؤں پہ لاکھوں درود وسلام۔ جب ہمارے آقا علیہ السلام کی ہم نکموں کے لیے یہ حالت ہے تو ہماری حالت بھی آپ کی یاد میں کم از کم یہ تو ہونی چاہیے کہ

ے رہے ثنائے نبی سے کبھی نہ لب فارغ ہوا ہوں ذکر حبیب خدا سے کب فارغ
خدا کے لطف وکرم سے سدا رہا محروم رہا نبی کی ثنا سے جو بے ادب فارغ

(حدیث شوق از راجہ رشید محمود: ۶۶)

(۴۵) حدیث شریف من رانی فقد رای الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔ اور قرآن مجید کی آیہ مبارکہ ماضل صاحبکم وما طغیٰ 'نہ تمہارا ساتھی (اپنی صحبت سے تمہیں فیضاب کرنے والا) بھٹکا اور نہ ادھر اُدھر ہوا (النجم) کا معنی ومقصود یہ ہے کہ قدرت کے گلشن نبوت کے نرگسیں آنکھوں والے محبوب پہ لاکھوں سلام ہوں۔

ے تیری صورت تری سیرت تیرا نقشہ تیرا جلوہ تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی
اگرچہ "فقر فخری" رتبہ ہے تیری قناعت کا مگر قدموں تلے ہے فر وکر سائی و خاقانی
زمیں کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے تیرے پرتو سے مل جائے ہر اک ذرے کو تابانی

(۴۶) اس جہان میں اور اُس جہان میں ہمارے آقا علیہ السلام کی نگاہ رحمت جس طرف بھی اُٹھی مردہ جسموں میں جان پیدا ہوتی گئی ہمارے رحمت ونور والے آقا علیہ السلام کی اس نگاہ رحمت وعنایت پہ بھی لاکھوں سلام ہوں۔

ے پڑ گئی جس پہ محشر میں بخشا گیا دیکھا جس سمت ابر کرم چھا گیا
رُخ جدھر ہو گیا زندگی پا گیا "جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام" (اختر الحامدی)

ے چشم مازاغ اُن کی وہ صلِّ علیٰ جس سے مخفی نہیں کوئی بھی شے ذرا
کتنی دلکش ہے اُس کی یہ پیاری ادا جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۴۷) ہمارے شرم وحیا کی تعلیم دینے والے اور خود شرم وحیاء کے پیکر اتم آقا علیہ السلام کی حیا کی وجہ سے جھکی ہوئی آنکھوں پہ بھی لاکھوں درود اور آپ کی اونچی ناک مبارک کی بلندی پہ بھی لاکھوں درود وسلام ہوں۔ بعض اہل محبت نے اونچی بینی کا مطلب یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ بینی دیدن سے ہے، اس طرح کہ دیدن سے بیند مضارع اور اور پھر بینی اس سے حاصل مصدر کے زمرے میں آ کر اس کا معنی دکھائی ہوگا اور معنی یہ بنے گا کہ شرم وحیا کی وجہ سے نگاہیں نیچی ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ دیکھنا بھی نیچے تک ہی محدود رہتا بلکہ نگاہیں جھکا کر بھی دیکھنا اس قدر بلند ہوتا کہ نیچے تحت الثریٰ تک اور اوپر عرش معلیٰ تک نظر جاتی۔

؎ اوج تاب نگاہِ رسا پر درود
بے جھجک دید عین خدا پر درود
معنی آیۂ "مَا طَغٰی" پر درود
"نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود"
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام
(اختر الحامدی)

؎ اُن کی ہر ایک پیاری ادا پر درود
جلوۂ عارضِ دِل رُبا پر درود
دُرِ دَنداں کی نوری ضیاء پر درود
نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اُونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام
(سید حبیب احمد)

(۴۸) محبوب رب العالمین کے چہرۂ والضحیٰ کی طلعتوں کے سامنے تو چاند بھی ٹمٹماتا چراغ سا ہو جاتا ہے پھر میں اپنے آقا کے ان نورانی رخساروں کی چمک دمک پہ بھی کیوں نہ لاکھوں سلاموں کا نذرانہ محبت پیش کروں۔ کیونکہ ہم گناہوں کی بگڑی تو آقا علیہ السلام کو درود و سلام کی دعائیں دینے سے ہی بن جائے گی۔ گدا جب کسی سخی کو دعا دیتا ہے تو اس کا مطلب یہی تو ہوتا ہے۔

؎ حفیظ بے نوا بھی ہے گدائے دامن دولت
عقیدت کی جبیں تیری، مروت سے ہے نورانی
سلام اے آتشیں زنجیر باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والے
(حفیظ جالندھری)

(۴۹) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے نرم و نازک رخسار مبارک پہ کروڑوں درود ہوں اور آپ کے نورانی اور عمدہ قد پہ ہم گناہ گاروں کی طرف سے عقیدت میں ڈوبے ہوئے لاکھوں سلام ہوں۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ابیض الخدّین

ہمارے آقا علیہ السلام چمکتے ہوئے رخساروں والے تھے۔ (سبل الہدیٰ،۲:۴۲)

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم واضح الخدّین۔ سھل الخدین (ایضا)

انہی مبارک رخساروں کا ذکر نعتوں میں جھوم جھوم کر کرنا اور سننا ہر بے دینی اور بیماری کا علاج ہے۔

؎ نعت ہے بے دینی و اِلحاد کے سم کا علاج
یہ دوا ہے ذہن کے امراض پیہم کا علاج
آؤ بیمارو کہ طیبہ کے شفا خانے چلیں
بس وہیں ہے گیسوئے تقدیر کے خم کا علاج
(حدیث شوق از راجہ رشید محمود:۴۲)

(۵۰) نبی کریم علیہ السلام کی اس نورانی رنگت پہ بھی لاکھوں سلام ہوں کہ جس کی یاد آجائے تو دلوں کا اندھیرا اُجالے میں تبدیل ہو جائے اور دلوں کی اُجڑی ہوئی بستی آباد و شاد ہو جائے۔

؎ جس کے جلوے زمانے میں چھانے لگے
جس کی ضو سے اندھیرے ٹھکانے لگے
جس سے ظلمت کدے نور پانے لگے
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
(اختر الحامدی)

کفر میں جس نے چمکائے حق کے دیئے　　جس سے دنیا و دیں سارے روشن ہوئے
جس کے چاند اور سورج نے صدقے لئے　　جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
(سید حبیب احمد)

☆☆☆

(۵۱) چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود　　نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام
(۵۲) شبنمِ باغِ حق یعنی رُخ کا عرق　　اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام
(۵۳) خط کی گردِ دہن وہ دل آرا پھبن　　سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
(۵۴) رِیش خوش معتدل مرہم ریش دل　　ہالۂ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام
(۵۵) پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں　　ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
(۵۶) وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا　　چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
(۵۷) جس کے پانی سے شاداب جان و جناں　　اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
(۵۸) جس سے کھاری کنویں شیرۂ جان بنے　　اس زُلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام
(۵۹) وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں　　اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
(۶۰) اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود　　اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

حلِّ لغات:

* چاند سے – چاند جیسے * تاباں – چمکدار * درخشاں – روشن * نمک آگیں – نمک بھری * صباحت – گورا پن * شبنم – اوس * رُخ – چہرۂ والضحیٰ * عرق – پسینہ * براقت – چمک دمک * خط – داڑھی مبارک * گردِ دہن – منہ کے اردگرد * دل آرا – دل کو بھاتی، دل کو موہ لینے والی * سبزہ – ہریالی * رِیش – داڑھی * معتدل – درمیانی * ریش (امالہ کیساتھ) – زخم * ہالہ – چاند کے گرد دائرہ * ندرت – انوکھا پن * گل قدس – باغ جنت کا نکھرا ہوا پھول * نزاکت – خوبی، نازک مزاجی * دھن – منہ * وحی خدا – خدائی پیغام * شاداب – تروتازہ، سرسبز * جنان – جنتیں * طراوت – تری، تازگی * کھاری – کڑوا و نمکین پانی * شیرۂ جاں – جان کو تسکین دینے والا میٹھا شربت * زلال – ٹھنڈا میٹھا اور نتھرا ہوا صاف وشفاف پانی * حلاوت – مٹھاس * کن – ہوجا * کنجی – چابی * نافذ – جاری * فصاحت – عمدہ کلام، خوش بیانی * دلکش – دلوں پہ اثر کرنے والا * بلاغت – موقع محل کے مطابق اچھی گفتگو۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۵۱) ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے چاند سے بھی زیادہ خوبصورت چہرۂ انور پہ نور والا درود ورحمت ہو اور آپ کے نمکیں حسن وجمال پہ لاکھوں سلام ہوں۔

درود کا ایک معنیٰ رحمت بھی ہے تو فرشتوں کے درود پڑھنے کا معنی یہ ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہتے ہیں یا اللہ! تیری جتنی بھی رحمتیں ہیں وہ اپنے نبی کے دامن میں ڈال دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو سراپا رحمت بنادیا اور ایسا کہ اللہ رحمان ورحیم کی رحمت کے جلوے رحمۃ للعالمین کے رُخِ انور میں نظر آنے لگے آپ نے فرمایا **من رانی فقدرای الحق**۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

درود وسلام کے لیے وقت کا تعین:

نفس کے لحاظ سے ساری عبادات حضور کی سنت ہیں نماز، روزہ، حج وغیرہ۔ یعنی ہیں تو فرض مگر عمل کرنے کے لحاظ سے یہ سارے کام حضور علیہ السلام نے ہی کیے اللہ تو یہ کام کرنے سے پاک ہے۔ تو جیسے رسول کا مرتبہ اللہ کے برابر نہیں ہو سکتا ایسے ہی رسول کا کام اللہ کے کام کے برابر نہیں ہو سکتا تو یاد رکھو تمام عبادات رسول کی سنت ہیں اور درود بھیجنا خدا کی سنت ہے۔ اسی لیے باقی ہر عبادت محدود وقت میں محدود حد تک ہے کیونکہ مخلوق خود محدود ہے۔ رمضان آئے تو روزہ ہے حج کا موسم آئے تو حج ہے، مگر اللہ خود بھی لامحدود ہے تو اس کا کام بھی لامحدود اور وقت جگہ کی پابندیوں سے آزاد ہے۔

رسول اللہ کی سنت والے اعمال چاہے فرض ہوں یا واجب یا سنت ومستحب مقید بالوقت، مقید بالمکان اور مقید بالھیئہ ہیں جبکہ اللہ کی سنت کے ساتھ یہ پابندیاں نہیں اور **ولن تجد لسنة الله تبديلا** اللہ کے طریقے بدلا بھی نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ بھی ہماری بات درود وسلام کے وسیلے کے بغیر قبول نہیں فرماتا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ بغیر درود کے دعا زمین وآسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ **علی کل شیٔ قدیر** ہونے کے باوجود اپنی بات ہمیں وسیلہ مصطفیٰ کے بغیر نہیں سناتا تو وہ یہ کیسے چاہے گا کہ ہم اپنی بات اس کو وسیلہ درود وسلام کے بغیر سنائیں۔

تعلق وپہچان اور درود وسلام:

پاکستان کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ اس ملک کا صدر کون ہے لیکن اگر صدر پاکستان (خدانخواستہ) سامنے آجائے تو سارے جاننے والے پہچان نہ سکیں گے۔ پھر سارے پہچاننے والے تعلق والے نہیں ہو سکتے اور سارے تعلق والے بھی اعتماد والے نہیں ہو سکتے۔ پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض پڑھے لکھوں، عقلمندوں سے زیادہ ایک جاہل اُجڈ پر بادشاہ زیادہ اعتماد کرتا ہو جیسے بادشاہ کے پاس بڑے بڑے علم وفضل والے لوگ ہوتے ہیں مگر جتنا اعتماد بادشاہ کو ایک جاہل حجام پہ ہے اتنا کسی پہ نہیں ہے کہ وہ استرہ بادشاہ کی گردن پہ رکھ دیتا ہے اور دوسروں کے صرف ملنے پر بھی پہرے ہیں۔ پھر کوئی اور آئے یا نہ آئے اگر حجام ایک دن نہ آئے تو اس کے بارے بادشاہ خود پوچھے گا کہ کیوں نہیں آیا۔ وہ اگر کہے کہ میری جھونپڑی پر غنڈوں نے قبضہ کرلیا تھا اور آپ کو حجامت کی پڑی ہوئی ہے تو بادشاہ بڑے بڑوں کے کام چھوڑ دے گا اور اس حجام کا کام پہلے کرے گا کہ اس پہ اعتماد دوسروں کی بہ نسبت زیادہ ہے کہ تمام ہتھیاروں سے مہلک ترین ہتھیار (استرہ) اس کی شاہ رگ پہ رکھ دیتا ہے اور بادشاہ کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ یہ خاص تعلق اعتماد نے پیدا

کیا ہے۔ صحابہ کرام کو یہ خاص تعلق ہی تو حضور علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ ساری دنیا کے ولی غوث امام ایک کم درجہ صحابی کا مقابلہ بھی عظمت وشان کے لحاظ سے نہیں کر سکتے۔ اور یہ ساری نعمت درود وسلام سے حاصل ہوتی ہے اس لیے حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں نے تو یہ تعلق قائم کر رکھا ہے یاایھا الذین امنو صلوا علیه و سلموا تسلیما۔ یہی وجہ ہے کہ کئی اہل اللہ رات سونے سے پہلے ہزاروں مرتبہ حضور علیہ السلام پہ درود وسلام پڑھ کر سوتے۔ اگر ایک رات نہ پڑھ سکے تو حضور علیہ السلام خواب میں تشریف لے آئے کہ آج ہمیں تحفہ کیوں نہیں بھیجا۔ اور درود وسلام محبوب پہ بھیجو گے تو تعلق حضور سے بھی مضبوط ہوگا اور خدا سے بھی یہی وجہ ہے کہ پڑھتے تو درود حضور پہ ہیں اور نیکیاں اللہ دیتا ہے، درجے بلند اللہ فرماتا ہے گناہ معاف اللہ کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کا ذکر و درود اچھا لگتا ہے اور پھر اللہ خوش ہو کر انعامات سے نوازتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز میں قرآن پڑھنے کا ایک امام کو حکم دیا ہے باقیوں کو فرمایا فاستمعو اله وانصتوا۔ چپ ہو کر غور سے سنو۔ مگر سلام پڑھنے کا حکم سب کے لیے ہے کہ باادب بیٹھ کر کہو السلام علیك ایها النبی۔ احناف کے نزدیک اگر اللھم صل علی محمد یعنی درود نہ بھی پڑھا تو نماز ہوگئی مگر سلام نہ پڑھا تو نماز نہ ہوگی کہ یہ واجب ہے اور یار لوگ نماز کے بعد اس کو ناجائز کہتے ہیں اور آذان سے پہلے سن کر تو کتنے بدبختوں کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، پتہ نہیں جب خود نماز میں پڑھتے ہیں تو دل پر کتنا بھاری پتھر رکھ کے پڑھتے ہوں گے۔ کیونکہ ان کے نزدیک جب نبی کا خیال آنے سے نماز خراب ہو جاتی ہے تو نبی پر سلام پڑھنے سے پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہوگا۔ اور نماز کے بعد تو اس لیے نہیں پڑھتے کہ پتہ نہیں وہ سنتے بھی ہیں یا نہیں سبحان اللہ

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ریڈیو، ٹی وی کا بٹن دباؤ تو کبھی ریڈیو ماسکو، کبھی بی بی سی کبھی امریکہ ارے! یہ کیسے ہوگیا؟ جی ہوا کی لہریں ہیں ناں؟ ان میں اتنی طاقت ہے کہ آواز کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہیں ارے ہوا کی لہروں میں ہی ساری طاقتیں مانتے ہو یا محبت رسول کی لہروں میں بھی کوئی طاقت تمہارے نزدیک ہے؟ سنو! اللہ کو تمہاری ساری چالیں معلوم ہیں کہ تم کس اسٹیشن سے بول رہے ہو یہ تم جس عبادت پہ ناز کرتے ہو ناں یاد رکھو تمہارے منہ پہ ماری جائے گی اور فرمایا جائے گا۔

~ یہ عبادت رات دن کی مجھ کو نا منظور ہے — دور ہے جو میرے احمد سے وہ مجھ سے دور ہے

(۵۲) اللہ تعالیٰ کے گلشن قدس کی اوس اور شبنم دیکھنی ہے تو رخ والضحیٰ کا معطر پسینہ تک لو، ہم تو اس پسینے کی چمک دمک پہ بھی لاکھوں سلام بھیجتے ہیں۔

~ ''مصحف نور'' ''پر آب زر کا ورق'' — ''یا کف حور'' پر ''موتیوں'' کا ''طبق''

''مَنْ رَاٰنِی'' میں ہے قَدْرَاٰیٰ کی دمق — شبنم باغ حق یعنی رخ کا عرق

اُس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۵۳) ہمارے پیارے آقا علیہ السلام کے چہرۂ انور پہ پرنور داڑھی مبارک کا خط ایسے دکھائی دیتا ہے کہ جیسے رحمت کی نہر پہ نور کا سبزہ عاشقوں کے دل کھینچ رہا ہے۔ آپ کی داڑھی مبارک پہ بھی لاکھوں درود وسلام ہوں۔

~ ''مہ کو گھیرے'' ہوئے ہے ''سنہری کرن'' — یا ''لب جو'' ہے ''خورشید پرتو فگن''

''خط کی گردِ دہن وہ دل آرا پھبن ''موج دریا رواں'' ہے ''کنارِ چمن''
سبزۂ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام'' (اختر الحامدی)

(۵۴) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوشنما، موزوں اور خوبصورت داڑھی مبارک عاشقانِ مصطفیٰ کے زخمی دلوں پہ مرہم کا کام دے رہی ہے اور چودھویں رات کے چاند (رُخِ والضحیٰ) کے اردگرد اس عجیب قسم کے نورانی دائرے (ہالہ) پر بھی لاکھوں سلام ہوں۔

؎ یا شاہ دنیاودیں یا امام الرسلیں تاجدار انبیاء الصلوۃ و السلام
یا قریشی ہاشمی عرش کے مسند نشیں آپ ہی بدرالدّجیٰ الصلوۃ و السلام

(۵۵) محبوب خدا علیہ الوف التحیہ والثناء کے پتلے پتلے گلابی ہونٹ گویا گلشن تقدیس کے مقدس پھول کی نرم ونازک پتیاں ہیں میں اپنے آقا علیہ السلام کے مبارک لبوں کی نزاکت ولطافت پہ ایک سلام نہیں لاکھوں سلام بھیجتا ہوں۔

یا حبیب کبریا الصلوۃ و السلام ہو تمہی نور ہدیٰ الصلوۃ و السلام
یا شفیع المذنبین یا رحمۃ للعالمین آپ ہیں شمس الضحیٰ الصلوۃ و السلام
آپ کے دم سے سجا یہ سبھی ارض و سما آپ محبوبِ خدا ، الصلوۃ و السلام

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم احسن عباداللّٰہ شفتین (انوار محمدیہ، ص۲۰۰)

آپ کے لب انور تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔

؎ موج حسن تبسم میں گل باریاں اور گل باریوں میں لطافت کی شاں
جن میں قدرت کی باریکیاں ہیں نہاں ''پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
اُن لبوں کی نزکت پہ لاکھوں سلام'' (اختر الحامدی)

؎ جن کی نزہت پہ قربان جانِ جناں جن سے شرمندہ لعل یمن بے گماں
جن پہ ہر وقت وحی الٰہی رواں پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
اُن لبوں کی لطافت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۵۶) جس منہ سے نکلنے والی ہر بات وحی کا درجہ رکھتی ہے (**وما ینطق عن الھویٰ ان ھوا لا وحی یوحیٰ**) علم وحکمت کے اس چشمۂ فیض پہ لاکھوں سلام ہوں۔

؎ جس کے عالی مقالات وحی خدا جس کے غیبی اِشارات وحی خدا
جس کے الفاظ آیات وحی خدا ''وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام'' (اختر الحامدی)

جس سے توحید کا درس سب کو ملا جس نے اعلان حق آشکارا کیا

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا شان جس کی ہے مَا یَنْطِقُ عَنْ ھَوٰی
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۵۷) اللہ کے پیارے محبوب علیہ السلام کا دھن اقدس چشمہ علم وحکمت بھی ہے اور اس دہن اقدس کی تری جان ودل کے لیے راحت وسکون اور تروتازگی کا باعث بھی ہے۔ میں اپنے آقا کے دہن مبارک کی تری پہ بھی لاکھوں سلام بھیجتا ہوں۔

؎ قلزم معرفت نہر عرفاں بنے بحر توحید دریائے ایماں بنے
عین سر چشمۂ آب حیواں بنے ''جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنے
اُس زُلال حلاوت پہ لاکھوں سلام'' (اختر الحامدی)

(۵۸) محبوب خدا علیہ السلام کا وہ لعاب دہن مبارک جو کھاری کنوئیں کو میٹھا کر دیتا ہے اور روح وجان کو ایک نئی تازگی عطا کر دیتا ہے اس مٹھاس کے چشمے پہ ہماری طرف سے لاکھوں درود وسلام ہوں۔

(۵۹) سرور دو عالم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس تقدیر الٰہی کی چابی ہے (مسلم شریف میں ہے کہ ایک شخص آرہا تھا آپ نے فرمایا کن ابا خیثمہ فاذاھو ابو خیثمہ الا نصاری۔ تو ابوخیثمہ ہو جایا بقول امام نووی اس کا ترجمہ ہے اللھم اجعل ابا خیثمۃ اے اللہ اس کو ابوخیثمہ بنادے پس وہ ابوخیثمہ ہی تھے) اس زبان اقدس کے پورے جہاں بلکہ دونوں جہانوں (کیونکہ حضور علیہ السلام کی حکومت آسمانوں پہ بھی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا میرے دو وزیر زمین پہ ہیں اور دو آسمانوں پہ) جاری وساری حکومت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

؎ رحمت حق کی ہونے لگیں بارشیں دین و دنیا کی لٹنے لگیں دولتیں
کھول دیں جس نے اللہ کی حکمتیں ''وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام'' (اختر الحامدی)

جس سے حکمت کے چشمے ہمیشہ بہیں جس سے پوشیدہ اسرار عالم کھلیں
جس کی حق گوئی کا غیر بھی دم بھریں وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

۶۰) اس زبان سے نکلنے والی پیاری پیاری میٹھی میٹھی اور علم وحکمت سے بھرپور باتیں اور کلام معجز نظام پہ بے شمار درود وسلام وں اور اس زبان حق ترجمان کی اعلیٰ اور موقع محل کے مطابق عمدہ گفتگو پہ لاکھوں سلام ہوں جس سے نکلنے والا ایک ایک لفظ زمانے ی مشکلیں حل کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔

؎ یا حبیبی مرحبا ھادی و مشکل کشا بے کسوں کا آسرا الصلوٰۃ و السلام
فخر عالم کل فخر انسانِ رسل آپ ہیں ماہ لقاء الصلوٰۃ و السلام
آقائے ذیشان آپ، سیرت قرآن آپ دلبروں کے دلربا الصلوٰۃ و السلام

یہ رئیس ادنیٰ غلام ، پیش کرتا ہے سلام　　آپ ہی خیر الوریٰ الصلوٰۃ و السلام

☆☆☆

(۶۱) اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود　　اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام
(۶۲) وہ دعا جس کا جوبن بہارِ قبول　　اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام
(۶۳) جس کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے　　ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام
(۶۴) جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں　　اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام
(۶۵) جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں　　اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام
(۶۶) دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف　　ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام
(۶۷) حجرِ اسود و کعبۂ جان و دِل　　یعنی مُہر نبوت پہ لاکھوں سلام
(۶۸) روئے آئینۂ علم پشتِ حضور　　پشتیِ قصرِ مِلّت پہ لاکھوں سلام
(۶۹) ہاتھ جس طرف اُٹھا غنی کردیا　　موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام
(۷۰) جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں　　ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

حلِّ لغات:

* لذت—سرور * خطبہ—وعظ و نصیحت اور حمد و نعت کا مجموعہ * ہیبت—رعب و دبدبہ * جوبن—رونق و بہار، حسن و جمال * نسیم—عمدہ و خوشبودار ہو * اجابت—قبولیت * گچھے—کسی شئی کی کثرت د مجموعہ، ایک ہی شاخ پہ بہت سارے پھل اور پھول ہونا * لچھے—پیچیدہ و مسلسل * نزہت—چمک و پاکیزگی * تسکین—تسلی * تبسم—مسکراہٹ * عادت—خصلت و معمول * شیر—دودھ * شکر—چینی ، میٹھا * رواں—جاری * نضارت—تازگی ، تری * دوش—سیاہ زلفیں * بردوش—کندھے پر * شرف—بزرگی * شانوں—کندھوں * حجر اسود—کالا پتھر (جو دیوار کعبہ میں نصب ہے) * مہر نبوت—آپ کی پشت انور پہ مُہر کا نشان * روئے—چہرہ * پشت—کمر * پشتی—نگہبانی * قصر—محل * ملت—دین ، مذہب ، امت * غنی—مالدار * موج—لہر، جوش * بحر—سمندر * سماحت—جود و عطا * بار—بوجھ * دو عالم—دونوں جہان (دنیا و آخرت) * پروا—فکر، پریشانی۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۶۱) ہمارے آقا علیہ السلام کے منہ سے نکلنے والا پیاری پیاری اور میٹھی میٹھی باتوں کی لذت و سرور پر لاکھوں رحمتیں ہوں اور آپ کے پرکشش خطبہ و بیان (جس کے بارے میں صحابہ کرام کہتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام جنت و دوزخ کا ذکر فرماتے تو ایسے لگتا جیسے ہم جنت و دوزخ کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں) کی شان و شوکت اور رعب و دبدبے پہ لاکھوں سلام ہیں۔

؎ اوجِ شانِ فصاحت پہ لاکھوں درود حسنِ جانِ بلاغت پہ لاکھوں درود
گفتگو کی حلاوت پہ لاکھوں درود اُس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اُس کے خطبہ کی ہیبت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۶۲) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پر اثر دعا جس کی رونق قبولیت کی بہار ہے اس مقبول و مستجاب ہونے والی دعا کی ٹھنڈی اور خوشبودار ہوا جس کے جلو میں وہ دعا بارگاہِ الٰہی میں پہنچی اس نسیم جانفزا پہ لاکھوں سلام ہوں۔

؎ جس کے تابع ہیں مقبولیت کے اُصول منحصر جس پہ ہے رحمتوں کا نزول
وہ دعا جس پہ صدقے درودوں کے پھول وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اُس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۶۳) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نورانی سچے موتیوں کی لڑی جیسے دانت مبارک جن سے نور کی کرنیں چھن چھن کر باہر آتی ہیں اور گلیاں و بازار روشن ہو جاتے ہیں (اذا تکلم رئی کا لنور یخرج من بین ثنا یاہ سنن دارمی، ۱:۳۳) ان چمکدار ستاروں کی پاکیزگی اور خوبی پہ لاکھوں سلام ہوں۔

؎ جس کی ضو سے ملے راستے دور کے دن پھرے بخت شب ہائے مہجور کے
جن سے برسیں گہر حسن مستور کے جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
اُن ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۶۴) کوئی جتنا بھی غم و پریشانی میں کیوں نہ ہو جب آپ کی بارگاہ سے اس کو تسلی مل جاتی تو وہ روتا ہوا خوش ہو کر ہنسنے لگ جاتا ہمارے آقا علیہ السلام کی ہمیشہ مسکرانے کی اس عادت مبارک پہ لاکھوں سلام ہوں۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام گفتگو فرماتے ہوئے مسکرا کر بات کرتے۔ اور آپ کے لبوں پہ ہمیشہ مسکراہٹ کا نور برستا رہتا (ترمذی۔ مسند احمد)

؎ مضطرب غم سے ہوتے ہوتے ہنس پڑیں رنج سے جان کھوتے ہوئے ہنس پڑیں
بخت جاگ اُٹھیں سوتے ہوئے ہنس پڑیں ''جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

؎ جس سے ظلمت کدے جگمگانے لگیں جس کی نکہت سے مرجھائی کلیاں کھلیں
جس سے مردہ امیدوں کو جانیں ملیں جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۶۵) سرکار مدینہ علیہ السلام کے گلوئے خوش نوا سے نکلنے والی پیاری آواز میں گویا دودھ اور شہد کی نہریں جاری ہیں (حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے بڑھ کر اچھی آواز رکھتے تھے (بخاری، مسلم، ترمذی) میرے آقا علیہ السلام کے گلے مبارک کی تروتازگی پہ لاکھوں سلام ہوں۔

سرکش جو تھے مائل ہوئے دشمن جو تھے قائل ہوئے ۔ مسحور کن تھا کس قدر یا مصطفیٰ لہجہ تیرا

(۶۶) شرافت وبزرگی کی شان کو ظاہر کرنے والی ہمارے آقا علیہ السلام کے کندھوں پر جھکی ہوئی خوشبودار ونورانی زلفوں اور آپ کے مبارک کندھوں کی شان وشوکت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا وضع رداء ہ عن منکبیہ فکانہ سبیکۃ فضۃ ۔

آپ (ﷺ) جب کندھوں سے کپڑا اٹھاتے تو کندھے چاندی کے ڈلوں کی طرح دکھائی دیتے (التھذیب لابن عساکر،۱:۳۱۹)

(۶۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت انور پہ مہر نبوت گویا حجر اسود ہے جو ہماری جانوں اور ہمارے دلوں کے کعبہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر میں نصب ہے۔جس طرح کہ حجر اسود دیوار کعبہ میں نصب ہے۔ میں اپنے پیارے نبی کی اس مہر نبوت پہ بھی لاکھوں سلام بھیجتا ہوں صحابہ کرام اس مہر نبوت کو چومتے بلکہ چوستے بھی چنانچہ حضرت جابر فرماتے ہیں میں ایک دفعہ حضور علیہ السلام کے پیچھے سوار تھا۔

فالتقمت خاتم النبوۃ بفی فکان ینم علی مسکا (سبل الہدیٰ ۲:۷۳)

میں نے مہر نبوت کو منہ میں لے لیا،اس سے خوشبو کے حلے پھوٹ رہے تھے۔

۔ شمع روشن ہے قرآن کے متصل دیکھ کر جن کو ہیں چاند سورج خجل
ہے عذار ''رسالت'' پہ تابندہ تل ''حجر اسود کعبۂ جان و دل
یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام''

یہاں رسالت سے مراد'' درجہ رسالت ونبوت'' ہے۔یعنی مہر نبوت نے مجسم رسالت ونبوت کو خوبصورت بنادیا۔(بلاتشبیہ) جس طرح کسی حسین وجمیل کے رخسار کا تل پورے حسین مجسمہ کو چمکا دیتا ہے۔(اختر الحامدی)

(۶۸) حدیث پاک میں ہے انی لا نظر الی من وراء ظھری کما انظر امامی ۔ایک حدیث میں اس طرح ہے انی اراکم امامی و خلفی (مسلم، کتاب الصلوٰۃ) بلکہ فرمایا! مایخفیٰ علی رکوعکم ولا خشوعکم انی لاراکم من وراء ظھری (بخاری باب الخشوع فی الصلوٰۃ) میں آگے پیچھے بلکہ نماز کی امامت کراتے ہوئے تمہارے رکوع اور دلی کیفیات (خشوع) کو بھی دیکھتا ہوں۔انہی احادیث میں بیان ہونے والی مذکورہ خصوصیت کو اعلیٰ حضرت اس شعر میں بیان فرما کر اس پہ لاکھوں سلام بھیج رہے ہیں اور فرماتے ہیں'' آپ کا چہرۂ انور اگر علم کا آئینہ ہے تو پشت مبارک بھی بے خبر نہیں ہے بلکہ پشت کے ساتھ بھی امت کے محل کی نگہبانی فرمارہے ہیں اس پشت مبارک کی اس لجپال اور نگہبانی وقصر ملت پہ لاکھوں محبت بھرے سلام ہوں (اعلیٰ حضرت کے اس انداز محبت وعشق مصطفیٰ پہ بھی لاکھوں سلام)

۔ جو بھی کرتا ہے پیمبر کی ثنا خوانی شروع رحمت حق اس پر کرتی ہے گل افشانی شروع

ختم ہو جائیں جہاں نعت نبی کی محفلیں کیوں پھر ان آبادیوں میں ہو نہ ویرانی شروع

(حدیث شوق از راجہ رشید محمود:۱۲۷)

(۶۹) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دست کرم جس طرف اُٹھ گیا جود و عطا سے مالا مال کر دیا کہ لینے والا پکار اُٹھا

؎ جھولی ہماری ہی تنگ ہے تیرے یہاں کی نہیں

حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اجود الناس کفا۔ آپ کا دست عطا سب سے بڑھ کر سخی تھا۔ (انوار محمدیہ:۳۲) جود و عطا کے سمندر کی اس لہر (ہاتھ) پہ لاکھوں سلام محبت۔

؎ دین و دنیا دیئے مال اور زر دیا حور و غلماں دیئے خلد و کوثر دیا
دامن مقصد زندگی بھر دیا ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

؎ ہیں وہ قاسم اگرچہ ہے معطی خدا جس کو جو کچھ ملا وہ انھیں سے ملا
جوش پر اُن کا ہر دم ہے جود و عطا ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا
موجِ بحر سماحت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۷۰) ہمارے آقا اور اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ السلام کے بازوؤں میں کتنی قوت تھی کہ آپ نے ان بازوؤں سے دونوں جہانوں کا بوجھ اُٹھا لیا ہے اور آپ کو پروا تک نہیں ہے (اور چہرے پہ ہر وقت مسکراہٹ طاری رہتی ہے) ان مبارک بازوؤں کی اس خداداد قوت و طاقت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

؎ ڈوبا سورج کسی نے بھی پھیرا نہیں کوئی مثل ید اللہ دیکھا نہیں
جس کی طاقت کا کوئی ٹھکانا نہیں جس کو بار دوعالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

؎ جس سا شہزور کوئی بھی پیدا نہیں جس کا مثل اور عالم میں دیکھا نہیں
جس سے بڑھ کر ہمارا سہارا نہیں جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

☆☆☆

(۷۱) کعبۂ دین و ایماں کے دونوں ستون ساعدین رسالت پہ لاکھوں سلام
(۷۲) جس کے ہر خط میں ہے موج نورِ کرم اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام
(۷۳) نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں اُنگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

(۷۴) عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال — ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام
(۷۵) رفع ذکرِ جلالت پہ ارفع درود — شرح صدر صدارت پہ لاکھوں سلام
(۷۶) دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں — غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام
(۷۷) کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا — اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
(۷۸) جو کہ عزم شفاعت پہ کھنچ کر بندھی — اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام
(۷۹) انبیاء تہ کریں زانوں اُن کے حضور — زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام
(۸۰) ساق اصل قدم شاخ نخل کرم — شمع راہِ اصابت پہ لاکھوں سلام

حلِ لغات:

★ ستون- تھم ★ ساعدین- کلائیاں، بازو ★ خط- نقش ★ موج- لہر ★ کف- ہتھیلی ★ بحر- سمندر ★ بہیں- جاری ہوں ★ کرامت- عزت، انوکھی خوبی ★ عید- خوشی ★ مشکل کشائی- حاجت پوری کرنا ★ ہلال- پہلی سے تیسری تاریخ تک کا چاند ★ بشارت- خوشخبری ★ رفع- بلند ہونا ★ جلالت- عظمت و بزرگی ★ ارفع- بہت بلند ★ شرح- کھلنا ★ صدر- سینہ ★ صدارت- صدرنشینی ★ وراء- بلندوبالا ★ غنچہ- کلی ★ رازِ وحدت- توحید خداوندی کا بھید ★ کل جہاں- ساری کائنات ★ ملک- قبضہ ★ غذا- خوراک ★ شکم- پیٹ ★ قناعت- تھوڑی شئی پر خوش رہنا ★ عزم- پکا ارادہ ★ کھنچ کر- مضبوطی سے ★ کمر- پشت ★ حمایت- ہمدردی ★ تہ کریں زانو- ادب و احترام سے دوزانوں ہو کر بیٹھیں (یعنی آپ سے فیض لیں) ★ وجاہت- رعب و عزت ★ ساق- پنڈلی ★ اصل- بنیاد، جڑ ★ شاخ- ٹہنی ★ نخل- درخت ★ کرم- بخشش و سخاوت ★ شمع- چراغ، موم بتی ★ اصابت- رسائی، منزل مقصود، درست و سیدھا (راستہ)

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۷۱) آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے دین اور ہمارے ایمان کے قبلہ و کعبہ ہیں آپ کے دونوں بازو مبارک جو کہ گویا امام الانبیاء والرسل علیہ وعلیہم السلام کی نبوت و رسالت کے دو ستون ہیں ان پر لاکھوں درود و سلام ہوں۔

(۷۲) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ید اللہ کے گورے گورے اور نورانی ہاتھوں کی ایک ایک لکیر گویا جود و کرم کا دریا بن کر بہہ رہی ہے کہ ہر سوالی کی جھولی بھری جا رہی ہے پھر اس پورے ہاتھ (بحر ہمت) ہمت و بخشش کے سمندر پہ کیوں نہ لاکھوں سلام کہیں۔

(۷۳) کئی مواقع پر سرکار مدینہ علیہ السلام کی انگلیوں سے پانی کے چشموں کا جاری ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے **فجعل الماء من بین اصابعه فتوضأ القوم** (بخاری کتاب المناقب) اسی بخاری میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا! اس پانی سے کتنے افراد نے وضو کیا اور پیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اتفاقاً ہم پندرہ سو تھے لیکن یہ نہ سمجھنا کہ اتنے ہی افراد کی ضرورت اس پانی سے پوری ہو سکتی تھی اگر زیادہ ہوتے تو شاید پانی کم ہو جاتا نہیں نہیں "اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی ختم نہ ہوتا" کیونکہ پانی کی کیفیت یہ تھی **فجعل الماء یفور بین اصابعه کامثال العیون** پانی تو چشموں کی طرح پھوٹ رہا تھا۔

اعلیٰ حضرت انگلیوں کی اس عظمت پر لاکھوں سلام بھیج رہے ہیں۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر — ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

سیدین کی تضمین ملاحظہ فرمائیں۔

قلزم حسن کی جن کو ''شاخیں'' کہیں — جس سے سوتے لطافت کے پھوٹا کریں
جن سے نہریں تجلی کی جاری رہیں — نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
اُنگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

جن کی برکت سے لاکھوں کی پیاسیں بجھیں — جن کا دم سلسبیل اور کوثر بھریں
چاند سورج اشاروں پہ جن کے چلیں — نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
اُنگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۷۴) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن مبارک جو صحابہ کرام بطور تبرک اپنے پاک رکھتے اور مرتے وقت وصیت کرتے کہ ہماری قبر میں ہمارے ساتھ اس تبرک کو رکھا جائے (احیاء العلوم) یہ ناخن اقدس ہیں یا مشکلوں کو حل کرنے والے عید کے چاند ہیں۔ جو صحابہ کرام کے لیے بھی جنت کی ضمانت بنے ہوئے ہیں۔ سرکار کے ان ناخنوں کے مژدہ جاں فزا پہ لاکھوں سلام ہوں۔

عاصیوں کی بھلائی کے چمکے ہلال — قید غم سے رہائی کے چمکے ہلال
جلوۂ مصطفائی کے چمکے ہلال — عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۷۵) ورفعنا لك ذكرك کی شان والے آقا علیہ السلام کے ذکر خیر کی بلندیوں پہ بلند و بالا درود ہو اور الم نشرح لك صدرك کی شان والے دو جہاں کے صدر، کے شرح صدر والے سینے پہ لاکھوں سلام ہوں۔

سرکار کے ذکر کو اللہ تعالیٰ نے اتنا بلند فرمایا کہ آپ کا نام عرش و کرسی اور جنت کے دروازوں اور جنت کی ہر شئی پہ لکھ دیا گیا گویا دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے گا کہ ہر چیز پہ آپ کا نام لکھ کر آپ کو ہر شئی کا مالک بنا دیا گیا کیونکہ جس کا مکان ہوگا اسی کا ہی نام لکھا جائے گا تو گویا۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا — دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

یہ اکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا — کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا
(صلی اللہ علیہ وسلم)

رفعنا کا جلوہ دکھانے کو حق نے — لکھا عرش پر نام والا تمہارا

(۷۶) اور جب آپ کے ناخنوں، بازوؤں اور انگلیوں کی یہ شان ہے (جو تو نے پڑھ لی اور اعلیٰ حضرت نے لکھ دی) تو پھر میں اپنے آقا کے دل کی کیا شان بیان کروں کیونکہ دل تو تمام اعضاء سے ویسے ہی افضل ہوتا ہے (قلب المومن عرش اللّٰه) پھر حضور کا دل اللہ اکبر، سبحان اللہ! میری سمجھ حضور کے دل کی عظمت و شان کا فیصلہ کیسے کر سکے گی بس ایک اندزہ سا ہے اور وہ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کے رازہائے سربستہ کا ایک عظیم الشان خزانہ ہے۔ مواہب لدنیہ مع زرقانی ۴:۲۱۸ میں ہے اول قلب او دعہ الیہ قلب محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا نہ اول خلق۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے محبوب کے دل کو اپنے رازوں کا مرکز بنایا۔ کیونکہ آپ کی تخلیق سب سے پہلے ہوئی۔ یہی وہ بابرکت دل ہے جس پر تیس پارے قرآن نازل ہوا۔ قرآن کے نزول کا بوجھ پہاڑ برداشت نہ کر سکے، اگر قرآن پہاڑوں پر اترتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے لو انزلنا ھذا القران علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعامن خشیۃ اللّٰہ (الحشر) مگر سرکار کا دل ہے کہ فانہ نزلہ علی قلبك ۔ جس پورا قرآن اتر گیا اور جوں جوں اترتا جاتا آپ کو سکون حاصل ہوتا جاتا لنثبت بہ فئوادك ۔ اے محبوب ہم تیرے اوپر قرآن نازل کرتے ہیں تا کہ تیرے دل کو تسکین وتقویت دیں (سورۂ ہود)

ے عقل حیراں ہے اِدراک کو ہے جنوں ‏ ‏ ‏ کیف ہے سر بہ سجدہ خرد سرنگوں
کون پہنچا ہے تاحدّ سرّ دُروں ‏ ‏ ‏ دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں
غنچۂ راز وحدت پہ لاکھوں سلام ‏ ‏ ‏ (اختر الحامدی)

(۷۷) سارا جہاں جن کی ملکیت اور اختیار میں ہے ان کی اپنی غذا کا عالم یہ ہے کہ جو کی روٹی پہ گذار کر رہے ہیں میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم اطہر کی قناعت پہ کیوں نہ لاکھوں سلام پیش کروں۔

جو چاہیں تو پہاڑ سونے کے بن کر ساتھ چلنے لگیں (مشکوۃ) مگر کان اکثر خبز ھم خبز الشعیر (ترمذی کتاب الزھد) آپ کے گھر میں اکثر کھانا جو کی روٹی ہوتی۔

ے مالک دین و دنیا ہو کر، دونوں جہاں کے داتا ہو کر ‏ ‏ ‏ فاقے سے ہیں سرکار دو عالم ﷺ

ے آسماں مِلک اور جو کی روٹی غذا ‏ ‏ ‏ لامکاں مِلک اور جو کی روٹی غذا
کُن فکاں مِلک اور جو کی روٹی غذا ‏ ‏ ‏ کل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام ‏ ‏ ‏ (اختر الحامدی)

ے جس کے محتاج ہوں سارے شاہ و گدا ‏ ‏ ‏ جس کے ٹکڑوں سے پلتی ہو خلق خدا
اور پھر اُس پہ عالم ہو یہ زہد کا ‏ ‏ ‏ کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام ‏ ‏ ‏ (سید حبیب احمد)

(۷۸) ہمارے آقا علیہ السلام نے شفاعت کی پٹی (عزم شفاعت) اپنی کمر پہ بہت مضبوطی کے ساتھ باندھ لی ہے، ہر صورت میں، ہر چہ باداباد، آپ گناہ گاروں کی ضرور ہی شفاعت فرمائیں گے اس پشت انور کی پشت پناہی اور امت کی خیر خواہی پر لاکھوں سلام ہوں۔

ے بے بسوں کی قیادت پہ کھنچ کر بندھی ‏ ‏ ‏ بے کسوں کی رفاقت پہ کھنچ کر بندھی
عاصیوں کی اعانت پہ کھنچ کر بندھی ‏ ‏ ‏ جو کہ عزم شفاعت پہ کھنچ کر بندھی

اُس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(قال صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم :اَنَا قَائِدُھُمْ اِذَاوَفَدُوْا (مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۸))

میں تمام اہل محشر کی قیادت کروں گا جب وہ جمع ہو کر میدان محشر میں آئیں گے۔

ے جو کہ پیش خدا سب سے اوّل جھکی — اور جو روزِ جزا سب کی حامی بنی

جس کو ہر حال میں فکر اُمت رہی — جو کہ عزم شفاعت پہ کھچ کر بندھی

اُس کی کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۷۹) جس بارگاہ میں اولوالعزم نبی ورسول بھی برائے استفادہ بڑے مؤدب ہو کر دوزانو بیٹھتے ہیں میں اس نبی کے مبارک زانوؤں پہ بھی لاکھوں سلام بھیجتا ہوں۔

ے اوج وہ زانوؤں کا ہے نزدیک و دور — یہ جہاں کیا دو زانو ہے دنیائے نور

یہ ملک ، یہ فرشتے ، یہ غلماں ، یہ حور — انبیاء تہ کریں زانو اُن کے حضور

زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۸۰) میرے آقا کی پنڈیاں ہیں یا کہ جودوعطا کے درخت کی دو شاخیں ہیں جن کی قیادت میں ہر کسی کو راہ ہدایت اور منزل مقصود مل رہی ہے، صراط مستقیم کی ان شمعوں پر میری طرف سے لاکھوں سلام ہوں۔

(۸۱) کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم — اس کفِ پاک کی حرمت پہ لاکھوں سلام

(۸۲) جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

(۸۳) پہلے سجدہ پہ روز ازل سے درود — یاد گاریٔ امت پہ لاکھوں سلام

(۸۴) زرع شاداب و ہر ضرع پُر شیر سے — برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام

(۸۵) بھائیوں کے لیے ترک پستاں کریں — دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

(۸۶) مہد والا کی قسمت پہ صدہا درود — برج ماہِ رسالت پہ لاکھوں سلام

(۸۷) اللہ اللہ وہ بچنے کی پھبن — اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

(۸۸) اُٹھتے بوٹوں کے نشو و نما پر درود — کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

(۸۹) فضل پیدائشی پر ہمیشہ درود — کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

(۹۰) بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود — بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

حلِّ لغات:

★ خاک گزر۔راستہ ★ کف پا۔پاؤں کا تلوا ★ حرمت۔عزت ★ سہانی۔من پسند، خوبصورت ★ گھڑی۔لمحہ

★ دل افروز۔ دلوں کو زندگی دینے والا ★ ساعت۔ وقت ★ ازل۔ آغاز، تخلیق کائنات سے پہلے (واللہ اعلم) ★ یادگاری۔ یاد رکھنا ★ زرع۔ کھیتی ★ شاداب۔ سرسبز ★ ضرع۔ چھاتی، پستان ★ پرشیر دودھ سے بھرپور ★ برکات رضاعت۔ دودھ پینے کے دوران کی برکتیں ★ ترک پستان۔ پستان چھوڑنا ★ نصفت۔ عدل وانصاف ★ مہد والا۔ بلند و بالا، گود مبارک ★ قسمت۔ خوش بختی ★ برج۔ آسمان کا بارہواں حصہ ★ ماہ رسالت۔ رسالت کا چاند ★ اللہ اللہ۔ تعجب کے موقع پر بولتے ہیں یعنی سبحان اللہ! کیا بات ہے ★ بچپن۔ حسن وجمال اور فضل وکمال ★ خدا بھاتی۔ اللہ کو بھی پسند آنے والی ★ اٹھتے بوٹوں۔ پودوں کا بڑھنا ★ نشوونما۔ بالیدگی، بڑھوار ★ غنچے۔ کلیاں ★ نکہت۔ مہک ★ فضل۔ فضیلت، کمال ★ کراہت۔ نفرت، ناپسندیدگی ★ بے بناوٹ، بے تکلف، تصنع اور تکلفات سے پاک ادا ★ عادت۔ ادائے دلنواز، انداز ★ ملاحت۔ نمکینیِ حسن، سلونا پن۔

مفهوم اشعار وخلاصه تشريح :

(۸۱) جن راہوں سے ہمارے آقا علیہ السلام کا گزر ہوا اللہ تعالیٰ نے **لا اقسم بهذا البلد و انت حل بهذا البلد** فرما کر ان راہوں کی قسمیں یاد فرمائیں، پھر جن گلیوں میں حضور کے قدم لگنے سے گلیاں اتنی عظمت والی ہوئیں ان تلوؤں کی عزت وعظمت پر کیوں نہ لاکھوں سلاموں کا نذرانہ محبت پیش کیا جائے۔

کعبہ دین و دل یعنی نقش قدم　　جن کی عظمت نہیں عرش اعظم سے کم
ہر بلندی کا سر ہو گیا جس پہ خم　　کھائی قرآں نے خاک گذر کی قسم
اُس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام　　(اختر الحامدی)

(۸۲) جس خوبصورت اور پیارے رحمت ونور سے بھرپور وقت میں مدینے کا چاند چمکا اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے لعل کی ولادت باسعادت ہوئی ان دلوں کو ایمان کی زندگی عطا کرنے والے لمحات پہ بھی لاکھوں سلام عقیدت پیش کرنے کو دل چاہ رہا ہے۔

جب ہوا ضو فگن دین و دنیا کا چاند　　آیا خلوت سے جلوت میں اسریٰ کا چاند
نکلا جس وقت مسعود بطحا کا چاند　　"جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام"　　(اختر الحامدی)

نورِ توحید کا جلوہ طیبہ کا چاند　　عرش کی آنکھ کا تارا طیبہ کا چاند
آمنہ بی کا مہ پارا طیبہ کا چاند　　جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دِل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام　　(سید حبیب احمد)

(۸۳) جس وقت ہمارے آقا علیہ السلام پیدا ہوئے تو پیدا ہوتے ہی آپ نے سجدہ کیا اور یہ آپ کی ظاہری زندگی کا پہلا سجدہ تھا جس میں امت کے لیے بخشش کی دعا تھی، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، سرکار کے اس پہلے سجدے پر ایسا درود بھیجے کہ جو اس کی شان کے مطابق ازلی ہو یا جس دن کائنات کا آغاز ہوا اس دن سے اس سے درود ہو اور تا ابد ہوتا رہے۔

اس موقع پر حضور علیہ السلام کا امت کو یاد رکھنا اس "یاد رکھنے" پر لاکھوں سلام ہوں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں **فوضعت محمد افنظرت اليه فاذاهو ساجد قد رفع اصبعه الى السماء ، كالمتضرع المبتهل** (انوار محمدیہ ص ۳۳)

حضور علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی سر سجدے میں رکھا اور اپنی (شہادت کی) انگلی کو آسمان کی طرف اُٹھایا جس طرح کوئی بڑی آہ وزاری سے عبادت کرتا ہے۔

دوسری روایات میں ہے کہ یہ دعا فرمائی اللھم رب ھب لی امتی ۔ اے اللہ میری امت کو بخش دے۔

انتخاب دو عالم ہے اُن کا وجود　　وہ سراپا کرم ہیں برب ودود

اُن پہ ہوتا ابد رحمتوں کا ورود　　پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود

یاد گاریٔ امت پہ لاکھوں سلام　　(اختر الحامدی)

(۸۴) حضور علیہ السلام کی برکت سے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہما کے گھر میں دودھ کی نہریں جاری ہو گئیں۔ جن بکریوں نے کبھی دودھ نہ دیا تھا ان کا دودھ اب ختم ہی نہ ہوتا تھا۔ ہر جانور کا تھن دودھ کا منبع بن گیا پھر میں اپنے آقا علیہ السلام کی حضرت حلیمہ کے گھر میں مدت رضاعت کے دور کی برکتوں پر کیوں نہ لاکھوں سلام بھیجوں۔

(۸۵) حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی اپنی اولاد بھی چونکہ آپ کے دودھ میں شریک وحق دار تھی اس لیے حضور علیہ السلام صرف ایک ہی طرف سے دودھ پیتے جتنی بھی بھوک ہوتی کبھی دوسری طرف کا دودھ نہ پیتے یہ ہمارے آقا علیہ السلام کا پیدا ہوتے ہی عدل وانصاف ہے تاکہ کوئی اس دور کی بات کر کے یہ نہ کہہ دے کہ آپ تو پیدا ہونے کے بعد اپنے رضاعی بہن بھائیوں کا حق مارتے رہے۔ ایسے عدل وانصاف کے پیکر آقا علیہ السلام کے اس مبارک عدل وانصاف پہ بھی لاکھوں سلام بھیجو۔

مثل مادر حلیمہ پہ احساں کریں　　اُن کی بخشش کا طفلی میں ساماں کریں

پاس حق رضاعت کا ہر آں کریں　　بھائیوں کے لیے ترک پستاں کریں

دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام　　(اختر الحامدی)

(۸۶) جس گود میں آقا علیہ السلام نے پرورش پائی اور جس پنگھوڑے اور گہوارے میں آپ نے بچپن گزارا اس گود اور اس گہوارے کے نصیبوں پہ ہزاروں درود اور ان تمام جگہوں (برجوں) پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۸۷) سبحان اللہ! آپ کے بچپن کی رونقوں اور بہاروں پہ قربان جاؤں اور رب العالمین کی بھی پسندیدہ صورتِ مصطفٰی پہ لاکھوں سلام بھیجوں۔ حدیث میں ہے کہ کوئی دیہاتی شخص بھی آپ کے پاس آیا تو آپ کے چہرۂ انور کو دیکھ کر پکار اُٹھا ھذا وجہ مبارک (ابوداؤد ص ۲۴۲، ج ۱) یہ کتنا برکت والا چہرۂ انور ہے۔ حضرت ابورمثہ التیمی فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کے چہرے کو پہلی ہی بار دیکھا تو قلت ھذا نبی اللّٰہ ۔ فیصلہ کر لیا کہ یہ خدا کے نبی کا چہرہ ہی ہو سکتا ہے۔ (شمائل ترمذی باب ماجاء فی شیب رسول اللہ)

دلکش و دلربا پیاری پیاری پھبن　　خود پھبن نے بھی دیکھی نہ ایسی پھبن

جس پہ قربان اچھی سے اچھی پھبن　　اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن

اُس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام　　(اختر الحامدی)

(۸۸) جیسے بعض پودے بہت جلد بڑے ہو جاتے ہیں حضور علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کان یشب فی الیوم شباب الصبی فی الشھر ویشب فی الشھر شباب الصبی فی سنۃ (الوفا ص ۱۰۹، ج ۱) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک دن

میں اتنا بڑھتے جتنا دوسرے بچے ایک مہینے میں بڑھتے ہیں اور ایک مہینے کے ہو کر سال جتنے دکھائی دیتے۔ اعلیٰ حضرت یہ نظارہ دیکھ کر جھوم اُٹھے اور اپنے آقا کی اس نشو ونما پہ درود بھیجنے لگے اور پھر آپ کے جسم انور کا بڑھنا غنچوں کے کھلنے کے ساتھ خوشبودار ہونے وجہ سے مشابہت رکھتا تھا اس مہکتی بڑھوتی پر لاکھوں سلام بھیج رہے ہیں۔

(۸۹) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش کے موقع پر عجیب وغریب واقعات رونما ہوئے (مثلاً حضرت آمنہ کو مکہ میں بیٹھ کر قیصر وکسریٰ کے محلات دکھائی دینا بطن اقدس سے نور کا نکلنا جس سے پوری دنیا کا روشن ہو جانا، کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں کا منہ کے بل گرنا۔ ایوان کسریٰ کے چودہ کنارے ٹوٹ کر گر پڑنا، آتش کدۂ ایران کا بجھ جانا۔ کعبے کا تین دن وجد میں آ کر جھومتے رہنا، جانوروں کا ایک دوسرے کو مبارک دینا۔ آپ کا مختون، مکحول، مغسول پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ۔ اس عظمت پر ہمیشہ رحمت برستی رہے اور آپ کی طبیعت کا کھیلنے کی طرف مائل نہ ہونے کی عادت پر لاکھوں سلام ہوں۔

مولد ذات یکتا پہ یکتا درود — آمد شاہ والا پہ اعلیٰ درود
تاقیامت شب و روز صدہا درود — فضل پیدائشی پر ہمیشہ درود
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۹۰) قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کا فرمان نقل کیا گیا و ما انا من المتکلفین ۔ میں تکلف کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۂ ص) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایسی خوبی پہ لاکھوں سلام کے نذرانے پیش ہو رہے ہیں۔ آپ کی ہر خوبصورت ادا پہ ہماری جان قربان۔

تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا

ہزاروں درود ہوں حضور کی بے مثال و بے بناوٹ اداؤں پر اور لاکھوں سلام ہوں ہمارے آقا علیہ السلام کے بے تکلف نمکین حسن پر۔

(۹۱) بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود — پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام
(۹۲) میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود — اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام
(۹۳) سیدھی سیدھی روش پہ کروڑوں درود — سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام
(۹۴) روزِ گرم و شبِ تیرہ و تار میں — کوہ و صحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام
(۹۵) جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک — اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام
(۹۶) اندھے شیشے جھلا جھل دمکنے لگے — جلوہ ریزیٔ دعوت پہ لاکھوں سلام
(۹۷) لطف بیداریٔ شب پہ بے حد درود — عالم خواب راحت پہ لاکھوں سلام
(۹۸) خندۂ صبح عشرت پہ نوری درود — گریۂ ابرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۰) جس کے آگے کھچی گردنیں جھک گئیں! — اس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام

حلِ لغات:

* بھینی بھینی مہک۔ ہلکی ہلکی عمدہ خوشبو * مہکتی۔ خوشبودار * نفاست۔ پاکیزگی * عبارت۔ بیان وگفتگو * شیریں۔ میٹھا * اشارت۔ اشارہ، کنایہ * روش۔ رفتار، چال * طبیعت۔ مزاج * تیرہ وتار۔ بہت ہی سیاہ * کوہ۔ پہاڑ * صحرا۔ جنگل * خلوت۔ تنہائی * ملک۔ فرشتہ * جہانگیر۔ تمام جہان پہ حاوی * بعثت۔ اللہ تعالیٰ کا رسول بنا کر بھیجنا * جھلا جھل۔ بہت تیز روشنی * دمکنا۔ چمکنا * جلوہ ریزی۔ نور بکھیرنا * دعوت۔ پیغام خدا * لطف۔ خوبی، نرمی، لذت وذائقہ * بیداریٔ شب ۔رات کو عبادت الٰہی میں جاگنا * راحت۔ آرام * خندہ۔ مسکراہٹ * عشرت۔ خوشی وسرور (سے زندگی گزارنا) * گریہ۔ رونا * ابر۔ بادل * خوئے لینت۔ نرم عادت، غصہ نہ آنا * دائم۔ ہمیشہ * سطوت۔ رعب * کچھی۔ اکڑی * خداداد۔ اللہ کی دی ہوئی * شوکت۔ دبدبہ۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۹۱) سرکار مدینہ علیہ السلام کے جسم اقدس سے پھوٹنے والی ہلکی ہلکی عمدہ خوشبو کی لطافتوں پہ مہک والا درود ہو اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طبیعت کی پیاری پیاری نفاست وپاکیزگی پہ لاکھوں سلام ہوں۔ آپ کے جسم اقدس سے بغیر خوشبو لگائے عمدہ خوشبو آتی تھی (الشفاء خصائص کبریٰ)

ے گیسوؤں پہ معبر مہکتی درود رُخ پہ صدقے منور مہکتی درود
ناز کی پہ نچھاور مہکتی درود بھینی بھینی مہک پہ مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

(۹۲) (اذ تکلم سما وعلاہ البھا حلو المنطق۔ شمائل الرسول ص ۵۸، ج ۱) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب کلام فرماتے تو اہل مجلس پہ چھا جاتے اور آپ کی گفتگو میں مٹھاس ہوتی۔ امام اہل سنت اس میٹھی گفتگو پہ میٹھا درود بھیج رہے ہیں، اور جو بات آپ ہاتھ کے اشارے سے فرماتے اس کی اچھائی اور عمدگی پہ لاکھوں سلام کا نذرانہ محبت پیش فرمارہے ہیں۔

(۹۳) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیدھی سیدھی مگر بے مثال رفتار مبارک پہ کروڑوں درود ہوں اور آپ کی سادی سی مگر رشک ملائک طبیعت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

آپ کی چال سیدھی سادی اور عاجزی والی اس لیے ہے کہ صحابہ کرام کو آپ اپنے آگے چلنے کا حکم دیتے اور بے مثال اس لیے ہے کہ آپ کے پیچھے پیچھے نوری مخلوق اللہ کے فرشتے چلتے تھے (کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمشون امامہ ویدعون ظھرہ للملائکۃ شرح شمائل للقاری ص ۴۴، ج ۱) آپ کا حکم تھا خلوا ظھری للملائکۃ۔ میری پشت فرشتوں کے لیے فارغ کردو۔

ے فطرت بے خلش پہ کروڑوں درود ظرف عالی منش پہ کروڑوں درود
جانب دل کشش پہ کروڑوں درود سیدھی سادی روش پر کروڑوں درود
سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۹۴) اپنے سچے رب سے تعلق بندگی کو پختہ کرنے کے لیے عرب کی سخت گرمی میں دن کو اور سخت اندھیری راتوں میں آپ کا غاروں اور جنگلوں میں تنہا عبادت الٰہی میں مصروف رہنا (و کان یخلو بغار حرا) آپ کی اس خلوت گزینی پہ لاکھوں سلام ہوں۔

حدیث شریف میں ہے کہ کبھی ایک ایک مہینہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں خلوت گزیں رہتے کیونکہ حبب الیہ الخلاء اس خلوت کو آپ کے لیے محبوب بنا دیا گیا (بخاری باب بدء الوحی)

(۹۵) سرکار مدینہ علیہ السلام کی نبوت و رسالت اتنی ہمہ گیر ہے کہ تمام نبیوں کی تمام امتوں کو بمعہ ان کے نبیوں کے شامل ہے۔ قل یا یھاالناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً۔ وماارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا۔ وغیرھا آیات قرآنیہ۔اور ارسلت الی الخلق کافۃ و ختم بی النبیون۔ وغیرھا احادیث مبارکہ۔اور مابعث اللّٰہ نبیا من الا نبیاء من لدن نوح الا اخذ میثاقہ لیئو منن بمحمد ولینصرنہ ان خرج وھم احیاء (دلائل النبوۃ ص ۳۸۴، ج ۵) اثر عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنھما۔ اس پر شاہد عادل ہیں۔اعلیٰ حضرت اپنے آقا کی اس عالمگیر بعثت پہ لاکھوں سلام کا نذرانہ محبت پیش کر رہے ہیں۔

ے جس کے حلقے میں ہیں چاند، سورج، فلک — جس کے زیرنگیں ہیں سماک و سمک
"جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک — جس کا سکہ رواں فرش سے عرش تک
اُس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام" (اختر الحامدی)

(۹۶) قد جاء کم من اللّٰہ نور کی شان والے آقا جب کفر وضلالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں حق کا پیغام پہنچایا تو اس پیغام توحید کی نورانیت اور آپ کی دعوت وتبلیغ کی نورانیت سے انہی کفر وشرک کے اندھے شیشوں (انسانوں) سے ہدایت کے نور کے چشمے پھوٹنے لگے اور

ے خود جو نہ تھے راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سراج منیر فرمایا ہے کیونکہ خالی سورج اور چاند بھی اندھے شیشوں کو نہیں چمکا سکتے لیکن مدینے کے چاند نے ایسے جلوے بکھیرے ہیں کہ سورج کیا ہوتا ہے اور چاند کیا ہوتا ہے۔ میں اپنے آقا کی بابرکت دعوت کی جلوہ سامانیوں پہ لاکھوں سلام محبت پیش کرتا ہوں۔

آفتاب رسالت کی کرنیں (سراج منیر):

(اس سلسلہ میں مفتی محمد خان قادری شرح سلام رضا میں لکھتے ہیں) آسمانی سورج کو قرآن مجید میں سراجا وھاجا فرمایا جبکہ آفتاب رسالت محمد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سراج منیر قرار دیا ذرا غور کرتے ہیں کہ اس مادی آفتاب (سورج) اور روحانی آفتاب (حضور علیہ السلام) میں کیا مناسبت ومطابقت ہے اور ان کے انوار واثرات میں کیا نمایاں فرق ہے۔اس موضوع پہ میں نے اپنی کتاب "شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ" میں پوری تفصیل سے لکھا۔

"" وھج " کے معنی لغت عرب میں نور مع الحرارت کے ہیں جو چیز روشن بھی ہو اور گرم بھی اسے " وھج " کہیں گے اور جس میں بہت زیادہ روشنی اور بہت زیادہ گرمی ہو اسے مبالغہ کے ساتھ وھاج کہیں گے، چونکہ

سورج بے حد روشن ہے کہ اس پر نگاہ نہیں ٹھہر سکتی اسی طرح بے حد گرم بھی ہے کہ اس کے نیچے زیادہ دیر تک یہ نگاہ والے بھی نہیں ٹھہر سکتے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ سورج ناریت لئے ہوئے ہے اور آگ کا سرچشمہ ہے۔ کیونکہ آگ ہی کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ روشن بھی ہو اور گرم بھی۔ اس لیے وھج کے لفظ سے اس کی توصیف کی گئی۔ لیکن روحانی آفتاب کو حق تعالیٰ نے سراج فرمایا کر اس لقب وہاج کی بجائے منیر ذکر فرمایا جو چاند کی شان ہے جس میں روشنی کے ساتھ ٹھنڈک بھی ملی ہوئی ہے۔ اس لیے منیر کے معنی ٹھنڈی روشنی والے کے ہوئے اور ثابت ہوا کہ اس آفتاب روحانی (ذات نبوی) میں روشنی تو سورج کی سی ہے جس میں چاند کا سادھیما پن نہیں کہ ظلمت شب کا فور نہ ہو سکے مگر ٹھنڈک چاند کی سی ہے جس میں سورج کی سی تپش اور سوزش نہیں کہ اذیت دہ ثابت ہو۔ حاصل یہ کہ مادی سورج نار اور روحانی سورج نور۔ اس بنا پر قرآن نے مادی سورج کو سراج وہاج فرمایا جو روشنی و گرمی کا مجموعہ ہے اور روحانی سورج کو سراج منیر فرمایا جو روشنی و ٹھنڈک کا مجموعہ ہے وہ اگر وہاجیت سے اشیاء کو سوخت کرتا ہے تو یہ منیریت سے انہیں حد کمال تک پہنچاتا ہے۔ اس کی سوز و تپش سے اگر مختلف اوقات میں اس سے بیزاری پیدا ہوتی ہے تو اس کی نورانی ٹھنڈک سے ہر وقت عشق و محبت بڑھتا ہے اس میں اگر واقعیت کی شان ہے تو اس میں جاذبیت کی ہے۔ وہاں جلاؤ ہوتا ہے تو یہاں بجھاؤ۔ وہاں دل وجان جلتے ہیں تو یہاں دل و جاں کو زندگی ملتی ہے۔ اگر اس کے نیچے بدن سیاہ پڑتا ہے تو اس کے زیر سایہ بدن منور ہوتا ہے۔ مادی سورج تو نار اللّٰہ الموقدہ سے تربیت یافتہ ہو کر ناری ہے مگر روحانی سورج نور السموات والارض سے تربیت یافتہ ہو کر نوری ہے۔''

باقی رہا یہ سوال کہ مادی آفتاب کی تو ہر مخلوق کو ضرورت ہے جبکہ روحانی آفتاب کی ضرورت کہاں تک ہے تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ

''اگر مادی کائنات کے لیے ایک مادی سورج کی ضرورت ہے اور بلاشبہ ہے، تو معنوی و روحانی کائنات کے لیے ایک روحانی سورج ناگزیر ہے۔ جس طرح اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس مادی کائنات کے لیے ایک مادی آفتاب بنایا جس سے زمین و زماں روشن ہیں ایسے ہی اس نے ایک روحانی آفتاب ذات بابرکات نبوی جس سے کون و مکان روشن ہیں، تخلیق فرمایا۔ وہ اجسام کو منور کرتا ہے مگر یہ ارواح کو بھی۔ غرض مادی عالم کی طرح روحانی عالم کے لیے بھی ایک آفتاب کا وجود ضروری ہے۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ حیات اور جسمانیات جہاں بغیر حرارت کے زندہ نہیں رہ سکتے۔ ان کے حق میں حرارت غریزی بمنزلہ روح ہے۔ اگر وہ نہ رہے تو یہ عالم ناسوت بھی نہ رہے۔ جمادات، نباتات اور جاندار انسان سے لے کر ایک حقیر ترین کیڑے مکوڑے تک کی زندگی کا جزو اعظم حرارت ہے۔ مثلاً اگر بدن میں حرارت اور گرمی نہ ہو تو جسمانی اشیاء باقی نہیں رہ سکتیں۔ بلکہ اگر اس پوری دنیا اور اس کے اجزا میں سے حرارت کھینچ کر نکال لی جائے تو ساری کائنات برفانی ہو کر جم جائے۔ اس میں نقل و حرکت کی سکت نہ رہے جو زندگی کی ابتدائی علامت ہے۔ پس کائنات کے لیے حرارت بمنزلہ روح کے ہے اور سب جانتے ہیں کہ اس گرمی اور حرارت کا سرچشمہ

آفتاب کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں کہ اس سے سب کو حرارت کا فیض پہنچتا ہے حتیٰ کہ خود حرارت کے جس قدر وسائل دنیا میں آگ پھیلا رہے ہیں وہ سب کے سب آفتاب ہی سے فیض پا کر آتشیں بنے ہوئے ہیں۔ الغرض جماد، نبات، انسان، عناصر اور مواد کی مادی زندگی کی جسمانی زندگی حرارت غریزی پر موقوف ہے اور حرارت کا منبع آفتاب ہے۔ اس لیے تمام مادیات کی جسمانی زندگی آفتاب کے وجود کی تابع ہے۔ اس لیے فطرت الٰہیہ کی مصلحت کا تقاضا تھا کہ اس ناسوتی عالم کو ایک آفتاب دیا جائے جو اس کی مادی زندگی کا کفیل ہو ....ٹھیک اسی طرح کائنات کی روحانی زندگی اور روح کے احوال و مقامات کی بود و نمود بھی حرارت ایمانی اور گرمی عشق خداوندی سے قائم ہے۔ جس کا نام ایمان ہے۔ علم، اخلاق، احوال، مقامات، قلبی واردات اور وصول و قبول کی گرم بازاری اسی ایمانی گرمی سے قائم ہے اگر ایمان کی حرارت باقی نہ رہے تو یہ تمام روحانی کمالات و مقامات ختم ہو کر رہ جائیں۔

اقبال مرحوم ایک مقام پر اسی مرکز حرارت کی نشاندہی یوں کرتے ہیں۔

می ندانی عشق و مستی از کجا است
ایں شعاع از آفتاب مصطفیٰ است

(اے مخاطب تو نہیں جانتا یہ عشق و مستی کی گرمی کہاں سے ہے۔ یہ مصطفیٰ (آفتاب نبوت) کی ایک شعاع ہے)

اور سب جانتے ہیں کہ اس ایمانی حرارت اور گرمی عشق خداوندی کے سرچشمے انبیاء علیہم السلام ہیں اور خود ان کی ایمانی گرمی کا واحد سرچشمہ ذات بابرکات نبوی ہے۔ کیونکہ آپ خاتم النبوت ہیں جس کے فیض سے انبیاء و امم کو یہ روحانی حرارت ملی ہے۔ پس اور انبیاء اگر نجوم ہیں تو آپ آفتاب نبوت ہیں۔ اس لیے اگلوں اور پچھلوں کی ایمانی اور احسانی آب و تاب اور روشنی و گرمی کا سرچشمہ آفتاب نبوت ہے۔ جس سے پورے عالم روحانیت کی گرمی اور گرم بازاری اور روحانی زندگی آفتاب نبوت سے ہی ممکن تھی تو فطرت الٰہیہ کا تقاضا یہ ہوا کہ مادی کائنات کی طرح وہ روحانی کائنات کو بھی ایک آفتاب روحانی بخشے جو روحانی عالم کی زندگی کا کفیل ہو پس اگر مادی کائنات کو اپنی بقا کے لیے ایک مادی آفتاب کی ضرورت تھی تو روحانی کائنات کو بھی اپنی بقاء و حیات کے لیے ایک روحانی آفتاب کی اشد ضرورت تھی اور وہ ذات بابرکات محمد رسول اللہ ہے۔"

(۹۷) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شب بیداریاں جن میں آپ رو رو کر اپنی امت کے لیے دعا فرماتے اور اتنا طویل قیام فرماتے کہ قرآن میں حکم آیا یایھا المزمل قم الیل الا قلیلا۔ اے میرے کملی والے محبوب رات کے قیام کا وقت کم کر دیں۔ اور آپ کے قدم مبارک پر ورم آ جاتا اس کے باوجود فرماتے افلا اکون عبد اشکورا۔ میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ کیوں نہ بنوں۔ آپ کی نیند کہ جس سے آپ کا وضو بھی نہ ٹوٹے ایسی نیند کی لطافتوں اور راحتوں پر لاکھوں سلام ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان عینی تنامان و لا ینام قلبی میری صرف آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ (شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

(۹۸) کبھی خوشی سے اگر میرے آقا مسکرائے تو میں اپنے آقا علیہ السلام کی اس نورانی مسکراہٹ پہ نور والا درود بھیجتا ہوں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا امت کی یاد میں رونا جس کو رحمت کے بادل کا برسنا کہوں تو بے جا نہ ہوگا، میں اپنے آقا کے رونے پر بھی لاکھوں سلام پیش کرتا ہوں۔

(۹۹) آپ کی طبیعت مبارکہ کی نرمی پہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی رہے (اگر کسی یہودی نے بلاوجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں کپڑا ڈال کر کھینچا اور گلے پر نشان پڑ گیا تو آپ نے غصہ بھی نہ کیا بلکہ اس کو ضرورت سے زیادہ عطا کر کے اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا) مگر ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے دوسرے وقت میں ''ابوجہل نوں بدر کے میدان وچ لمیاں وی پایا اے'' آپ کے رعب ودبدبہ کی اس بلند شان پہ بھی لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۰۰) خدا کی دی ہوئی ایسی شان وشوکت اور رعب ودبدبہ کے آگے بڑے بڑے ''فرعون ھذہ الامۃ'' کی اکڑی ہوئی گردنیں ایسی جھکیں کہ پھر کبھی اُٹھ نہ سکیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں من راہ بدیھۃ ھا بہ ومن خالطہ معرفۃ احبہ۔ جو آپ کو اچانک دیکھتا مرغوب ہو جاتا اور جو آتا جاتا رہتا وہ آپ سے محبت کرنے لگتا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے حسن وجمال اور آپ کے وقار ورعب کی وجہ سے میں نے جب بھی حضور علیہ السلام کی زیارت کی آنکھوں پہ ہتھیلی رکھ کر کی خوفا من ذھاب بصری کہ کہیں میری بنائی ہی نہ جاتی رہے۔ (جواہر البحار ص ۳۴۷، ج ۲)

خود سروں کی تنی گردنیں جھک گئیں — سرکشوں کی اُٹھی گردنیں جھک گئیں
تھیں جو اونچی وہی گردنیں جھک گئیں — جس کے آگے کھنچی گردیں جھک گئیں
اُس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

(۱۰۱) اعتلائے جبلت پہ عالی درود — اعتدال طویت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۲) کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی — آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۳) گردمہ و دست انجم میں رخشاں ہلال — بدر کی دفع ظلمت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۴) شور تکبیر سے تھر تھرائی زمین — جنبش جیش نصرت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۵) نعرہ ہائے دلیراں سے بَن گونجتے — غرش کوس جرأت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۶) وہ چقا چاق خنجر سے آتی صدا — مصطفیٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۷) ان کے آگے وہ حمزہ کی جانبازیاں — شیر غرّانِ سطوت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۸) الغرض اُن کے ہر مو پہ لاکھوں درود — اُن کی ہر خو وخصلت پہ لاکھوں سلام
(۱۰۹) ان کے ہر نام ونسبت پہ نامی درود — ان کے ہر وقت وحالت پہ لاکھوں سلام

(۱۱۰) ان کے مولیٰ کے اُن پر کروروں درود اُن کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

حلِ لغات:

* اعتلاء-بلندی * جبلت-فطرت، پیدائشی خوبی وبلندی * اعتدال-موزوں، یکساں، میانہ روی * طویت- طبیعت (طبعی مرتبہ) * ہمت-حوصلہ، جوانمردی * گردماہ-چاند کے اردگرد * دست انجم-ستاروں کا جھمگھٹا اورہجوم * رخشاں-روشن * دفع ظلمت-اندھیرادور کرنا * تکبیر-اللہ اکبر کا نعرہ * تھرتھرائی-کانپ اٹھی * جنبش-حرکت * جیش نصرت-مدد کا لشکر * نعرہ ہائے-نعرہ کی جمع * دلیراں-بہادر لوگ * بن-جنگل * غرش-غرانا، غراہٹ * کوس-نقارہ * چقاچاق-تلوار کی کاٹ کی آواز * صدا-آواز * صولت-ہیبت، رعب * حمزہ-حضور علیہ السلام کے چچا (سیدالشہداء) * جانبازیاں-قربانیاں، جاںنثاریاں * شیرغران-بپھرا ہوااوردھاڑنے والا شیر * سطوت-دبدبہ * الغرض-آخرکار، قصہ مختصر * مو-بال * خوخصلت-عادت واد ا * نامی-نامدار، بڑھنے والا، مشہور * مولیٰ-اللہ تعالیٰ * اصحاب-ساتھی، صحابہ کرام علیہم الرضوان * عترت-اولاد، اعزہ واقرباء۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱۰۱) ہمارے آقا علیہ السلام کی خلقت وپیدائش کی عظمت وشان پہ بلند وبالا درود ہواور آپ کی طبیعت مبارک کی میانہ روی پہ لاکھوں سلام ہوں۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ جناب ابوطالب فرماتے ہیں لم ارمنہ کذبۃ ولا ضحکا ولا وقت مع الصبیان یلعبون (۲۱۴:۳۱) میں نے کبھی بھی حضور علیہ السلام کو نہ جھوٹ بولتے دیکھا نہ کبھی کھل کھلا کر ہنستے دیکھا اور نہ کبھی بچوں کے ساتھ کھیل کود میں وقت ضائع کرتے دیکھا۔

کان رسول للّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی زمن الصبا یبغض الا صنام ولا یلتفت (الوفاص۱۳۹،ج۱)

حضور علیہ السلام بچپن سے ہی بتوں سے نفرت فرماتے اور کبھی بھی ان کی طرف توجہ نہ فرمائی۔

بس آپ کو ایک ہی فکر تھی اور وہ بھی اپنی امت کی، جس کے لیے بوقت پیدائش سجدے میں اور شب معراج تہہ عرش سجدہ کرکے بھی دعائیں مانگیں۔ کاش آپ کی امت اپنے آقا کے اس پیارے عمل (سجدوں) کی طرف لوٹ آئے۔اور دنیا وآخرت کی تباہی سے بچ جائے۔

(۱۰۲) شب معراج حضور علیہ السلام کا دیدار الٰہی کرنا کوئی معمولی بات ہے؟ یہ تو موسیٰ علیہ السلام سے ذرا پوچھوناں! کہ حضور علیہ السلام نے کس ذات کو دیکھا ہے تو وہ تمہیں بتائیں گے اور فرمائیں گے کہ بھئی جس نے اپنے رب کو بھی دیکھ لیا ہے اس کے حوصلہ پہ میری طرف سے بھی لاکھوں سلام ہوں۔

موسیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا گیا ولتصنع علی عینی آپ میری نگاہ کے سامنے تیار ہوں۔ یہاں عین واحد ہے اور اس سے پہلے عَلٰی، حرف جر استعمال ہوا ہے یعنی میری ایک آنکھ کے سامنے (جیسی بھی اس کے شایان شان ہے) اور حبیب علیہ السلام کو فرمایا گیا فانک باعیننا۔ آپ ہر وقت ہماری نگاہوں میں رہتے ہیں، جس کا معنی روح البیان میں یوں فرمایا گیا۔ ونحن

نراك بحميع عيون الصفات و الذات بنعت المحبة و العشق ننظر بها اليك سوقااليك وحراسة لك۔ ہم آپ اپنی ذات وصفات کی تمام آنکھوں سے بڑے محبت بھرے انداز سے دیکھتے ہیں۔ ہم شوق سے آپ کو دیکھتے بھی ہیں اور آپ کی حفاظت بھی فرماتے ہیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں ومن نظر بعين بصيرته علم من الايتين الفرق بين الحبيب و الكليم عليهما افضل الصلوة واكمل التسليم ۔روح المعانی۔

جو شخص نگاہ بصیرت سے ان دو آیات کا مطالعہ کرے گا اس کو حبیب اور کلیم علیہما السلام کا فرق خوب معلوم ہو جائے گا۔

سیدین کی تضمیں ملاحظہ فرمائیں کچھ فرق اس سے معلوم ہو جائے گا (انشاءاللہ)

ے قصۂ طور و معراج سمجھے کوئی — فرق مطلوب و طالب کا دیکھے کوئی
"کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی — کوئی بیہوش جلووں میں گم ہے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام" (اختر الحامدی)

ے لَنْ تَرَانِی کی آواز تھی کس نے دی — طور پہ جلوہ آرائی وہ کس کی تھی
کس کو دیکھا یہ موسےٰ سے پوچھے کوئی — ہوش فہم و خرد گم یہاں ہیں سبھی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۱۰۳) میدان بدر میں جب مدینے کے چاند آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان ستاروں کی طرح آپ کے ارد گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔ اور ہلال (پہلی رات کے چاند کی طرح دائرہ بنا کر اپنے چودھویں رات کے چاند کا دفاع کر رہے تھے۔ اس بدر کامل نے کفر و شرک کے اندھیروں کو اپنے نور سے فنا کر دیا اس پر بھی ان پہ لاکھوں سلام۔

(۱۰۴) اہل سلام (صحابہ کرام علیہم الرضوان) نے جب کفر و اسلام کی اس باقاعدہ پہلی ٹکر (میدان بدر) میں نعرۂ تکبیر بلند کیا تو زمین تھر تھرا اٹھی، اللہ کی طرف سے فرشتوں کے ذریعے مدد کیے ہوئے اس عظیم الشان لشکر پہ لاکھوں سلام ہوں۔

ے ڈر سے پیہم پسینے بہاتی زمیں — اُن کی ہیبت سے وہ کپکپاتی زمیں
شور تکبیر سے تھر تھرائی زمیں — گونج سے خوف شیروں کی کھاتی زمیں
جنبش جیش نصرت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۱۰۵) ان بہادر مجاہدوں کے نعروں سے پورا میدان بدر بلکہ جس میدان میں بھی وہ گئے پورا علاقہ گونج اُٹھا، ان کی بہادری کے نقارے کے رعب و دبدبے پہ لاکھوں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے لگا۔

(۱۰۶) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار صحابہ کرام کی تلواروں اور خنجروں کے چلنے کی اور کافروں کے جسم کٹنے اور کٹ کٹ کے گرنے کی آوازیں میرے آقا علیہ السلام کی شانِ جرأت پہ لاکھوں سلام نیاز پیش کر رہی تھیں۔

ے اوّلیں باب تاریخ اسلام کا — کس قدر ہے حسیں بدر کا معرکہ
وہ چقاچاق خنجر سے آتی صدا — لب پہ نصرت کے نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہ تھا

مصطفےٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۱۰۷) آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں کے سامنے کفار مکہ کے مقابلے میں سید الشہداء، عم المصطفیٰ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی جانبازیاں، جانثاریاں اوران کی جراتیں، اللہ اکبر! عظمت وشوکت اسلام کا شیر دھاڑ رہا ہے۔ اس اسد اللہ واسدرسولہ کی اس ماردھاڑ پر ہماری طرف سے لاکھوں محبت بھرے سلام ہوں۔

جن کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا! مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان کے اوپر میرے چچا حمزہ کے بارے میں لکھ دیا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں۔ مدارج النبوۃ ص۴۹۰، ج۲۔

فوج اعداء میں گھس کرسناں بازیاں ۔۔۔ دور ہی سے کبھی تیر اندازیاں
پرچم افتخار صف غازیاں ۔۔۔ اُن کے آگے وہ حمزہ کی جانبازیاں

شیر غراں کی سطوت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۱۰۸) قصہ مختصر یہ کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان کے کس کس گوشے کا نام لیکر لاکھوں درود وسلام کہوں یہ سلسلہ تو اتنا طویل ہے کہ۔

زندگیاں ختم ہوئیں قلم واں ٹوٹ گئے ۔۔۔ تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

میں بات کو مختصر کرتے ہوئے یوں ہی کیوں نہ عرض کردوں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہر ایک بال پر لاکھوں درود ہوں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہر ادا اور عادت مبارکہ پر لاکھوں سلام ہوں۔

اُن کے پاکیزہ گیسو پہ لاکھوں درود ۔۔۔ اُن کی عنبر فشاں بو پہ لاکھوں درود
اُن کے آئینۂ رُو پہ لاکھوں درود ۔۔۔ الغرض اُن کے ہر مو پہ لاکھوں درود

اُن کی ہر خوخصلت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۱۰۹) آپ کے ننانوے توقیفی ناموں اور ہزاروں دیگر عظمت وشان کے لحاظ سے جو اہل محبت نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسماء گرامی ذکر فرمائے ہیں ان میں سے ایک ایک نام اور ہر ایک نام جس شان کی طرف منسوب ہے اس نسبت پر نامی گرامی اور بڑھنے والا درود ہو اور آپ کی مبارک زندگی کے ایک ایک لمحہ اور ایک ایک حرکت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

کیونکہ آپ کے نام کو اللہ نے آذانوں نمازوں میں اپنے نام سے ملا دیا، وہ محمود ہے تو یہ حامد ومحمد ہیں مادہ ایک ہے آپ ہی کا نام ہر نبی کے لیے وسیلہ عظمیٰ بنا ورنہ

نہ آدم یافتے تو بہ نہ نوح از غرق نجینا

آپ ہی کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوح محفوظ کی پیشانی کا جھومر بنا (روح المعانی ۳۰:۱۰۷، القرطبی ۱۹:۲۹۸) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کا نام نامی اسم گرامی جنت کے ہر درخت کے ہر پتے پہ لکھا ہوا ہے (الروض الانیقہ ۴۹،

کیڈا سوہنا ناں تیرا مدنی من موہنیاں ۔۔۔ جگ ہو یا سوہناں تیرے ناں نال سوہنا

عظمتاں نہیں سمجھیاں سودائیاں تیرے ناں دیاں   ہر پاسے پیاں نے دھائیاں تیرے ناں دیاں

(۱۱۰) صرف ہم جیسی مخلوق ہی محبوب خدا پر لاکھوں کروڑوں سلام و درود نہیں بھیجتی بلکہ ان کا خالق و مالک اللہ رب العالمین بھی ان پر کروڑوں بلکہ لاتعداد اور لامحدود درود بھیجتا ہے (ان اللّٰہ و ملائکتہ یصلون علی النبی) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ پر اور آپ کی اولاد و اہل بیت پر لاکھوں سلام ہوں۔

ذات یکتا کے اُن پر کروڑوں درود   رب کعبہ کے اُن پر کروڑوں درود
حق تعالیٰ کے اُن پر کروڑوں درود   اُن کے مولیٰ کے اُن پر کروڑوں درود
اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام   (اختر الحامدی)

ملاء اعلیٰ کے اُن پر کروڑوں درود   شاخ طوبیٰ کے اُن پر کروڑوں درود
جانِ سدرہ کے اُن پر کروڑوں درود   اُن کے مولا کے اُن پر کروڑوں درود
اُن کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام   (سیّد حبیب احمد)

☆☆☆

(۱۱۱) پارہائے صحف غنچہ ہائے قدس   اہل بیت نبو پہ لاکھوں سلام
(۱۱۲) آب تطہیر سے جس میں پودے جمے   اس ریاض نجابت پہ لاکھوں سلام
(۱۱۳) خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر   ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
(۱۱۴) اس بتول جگر پارۂ مصطفٰے   حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
(۱۱۵) جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے   اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
(۱۱۶) سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ   جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
(۱۱۷) وہ حسن مجتبیٰ سید الاسخیا   راکب دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام
(۱۱۸) اوج مہرہدیٰ موجِ بحرندیٰ   روحِ روحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام
(۱۱۹) شہد خوارِ لعابِ زبان نبی   چاشنی گیرِ عصمت پہ لاکھوں سلام
(۱۲۰) اُس شہید بلا شاہ گلگوں قبا   بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

حلِّ لغات:

★ پارہائے صحف۔ کلام پاک کے ٹکڑے ★ غنچہ ہائے قدس۔ پاکیزہ کلیاں ★ اہل بیت نبوت۔ حضور علیہ السلام کے گھر والے (اولاد و ازواج) ★ آب تطہیر۔ پاک کرنے والا پانی ★ ریاض نجابت۔ شرافت و بزرگی کا باغ ★ خیر الرسل۔ تمام

رسولوں میں سے بہترین ٭ خمیر-اصلِ جوہر ٭ بے لوث-بے عیب ٭ طینت-پیدائش وطبیعت ٭ بتول-فاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ کا لقب ٭ جگر پارۂ مصطفیٰ-حضور علیہ السلام کے دل کا ٹکڑا (فاطمہ بضعة منی۔فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے) ٭ حجلہ آرا-پاکی سنوارنے والا ٭ عفت-پرہیزگاری ٭ آنچل-دوپٹے کا کنارا ٭ مہ و مہر-چاند اور سورج ٭ ردائے-چادر ٭ نزاہت-طہارت و پاکیزگی ٭ سیدہ-(جنت کی تمام عورتوں کی) سردار ٭ زاہرہ-تروتازہ پھول یا روشن کلی ٭ طیبہ، طاہرہ-پاکباز اور طہارت والی ٭ راحت-آرام ٭ حسن-نواسۂ رسول ٭ مجتبیٰ-پسندیدہ، چنا ہوا ٭ سید الاسخیاء-سخیوں کا سردار ٭ راکب-سوار ٭ دوش-کندھا ٭ اوج-بلندی ٭ مہرہدیٰ-ہدایت کا سورج ٭ موج-لہر ٭ بحرندیٰ-سخاوت کا سمندر ٭ روح سخاوت-جود و سخاوت کی جان ٭ شہد خوار-شہد کھانے والا ٭ لعاب-تھوک ٭ چاشنی گیر-چکھنے والا ٭ عصمت-پاکدامنی ٭ بلا-مصیبت ٭ شاہ-بادشاہ ٭ گلگوں-گلاب کے پھول کی طرح سرخ رنگ ٭ قبا-جبہ ٭ وشت غربت-بے وطنی کا جنگل، مسافرت کا صحرا۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۱۱) مقدس کلام (رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم) کے ٹکڑے اور حصے (حضور علیہ السلام کے جگر کے ٹکڑے، مدینہ کے چاند کے ماہ پارے) اور باغ قدس (کے مقدس پھول، خدا کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کی کلیاں یعنی خاندان نبوت، اہل بیت اطہار، عترتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں سلام ہوں۔

آپ نے فرمایا انی تارك فیكم الثقلین كتاب اللّٰه و اهل بیتی ۔ میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب اور ایک اپنے گھر والے (مسلم شریف۔باب فضائل علی) آپ نے فرمایا والذی نفسی بیده لا یبغض اهل البیت احد الا ادخله النار۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے خاندان نبوت کے کسی بھی فرد کے ساتھ دشمنی رکھنے والا سیدھا دوزخ میں جائے گا۔ (المستدرک، ۳:۱۵۰)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ نے خانہ کعبہ کا دروازہ تھام کر فرمایا! جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے، جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں ابوذر ہوں اور میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے من رکبها نجا و من تخلف عنها غرق۔ جو اس پہ سوار ہو گیا بچ گیا جو نہ سوار ہو سکا غرق ہو گیا۔ (المستدرک، ۳:۱۵۰)

قرآن پاک میں اہل بیت رسول کی محبت کو فرض قرار دیا گیا قل لا اسئلكم علیه اجرا لا المودة فی القربی (الشوریٰ) اور یہ انداز کسی اور فرض کے لیے نہ اپنایا گیا۔

آپ فرما دیجئے کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا لیکن یہ کہ میرے قریبیوں کے ساتھ محبت کرو۔

؎ بے ادب گستاخ فرقوں کو سنا دے اے حسن یوں کہا کرتے ہیں سنی داستان اہل بیت

(۱۱۲_۱۱۳) طہارت کے پانی (انما یرید اللّٰه لیذهب عنكم الرجس اهل البیت ویطهركم تطهیرا۔ الاحزاب) سے جس باغ نبوت ورسالت میں یہ مقدس پھول اور پودے اُگے ہیں اس سارے گلشن نبوت (خاندانِ مصطفیٰ علیہم السلام) کی بے عیب خلقت وطبیعت پہ لاکھوں سلام ہوں۔ ان سب کی اصل امام الانبیاء کا خون مقدس ہے اور نبوت کے گھر والوں پہ لاکھوں سلام ہوں۔

ے مظہر مصدر ذات رب قدیر جن کے دیکھے سے ہوتے ہیں روشن ضمیر
ماہ توحید کے انجم ہائے منیر خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
اُن کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

(۱۱۴) اور خاتونِ جنت سیدۃ نساء العالمین حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہمارے آقا علیہ السلام کے دل کا ٹکڑا، اس شرم وحیاء کی پیکر اور پارسائی و پرہیزگاری کی عزت وعظمت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا:

حضور علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے سوال کیا! آپ (ﷺ) کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا فرمایا۔ فاطمہ۔ عرض کیا! مردوں میں سے؟ فرمایا! زوجہا۔ ان کے خاوند حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حدیث شریف میں ہے فاطمة بضعة منی فمن اغضبها فقد اغضبنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا (بخاری شریف باب مناقب فاطمہ رضی اللہ عنہا)

فرمایا حسن وحسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں وان فاطمة سيدة نساء العالمين اور فاطمہ تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہے آپ کو بتول اس لیے فرمایا گیا کہ بتول کا معنی ہے "جدا" (ترمذی) وتبتل اليه تبتيلا (المزمل) اور تمام سے جدا ہو کر اسی اللہ کی طرف ہو جا۔ آپ (رضی اللہ عنہا) بھی دنیا میں رہنے کے باوجود دنیا سے علیحدہ ہو کر اپنے رب سے لو لگائے رکھتی تھیں۔

آپ کو زہراء اس لیے کہتے ہیں کہ زہراء کا معنی ہے کلی چنانچہ آپ (رضی اللہ عنہا) کو دوسری عورتوں کی طرح کبھی بھی حیض نہیں آتا تھا اور اولاد ہونے کے باوجود آپ کو نفاس کا خون بھی نہ آتا تھا۔ بچہ پیدا ہوتا تو اگلی نماز ادا فرمالیا کرتیں (الشرف المؤبد للنبہانی ص ۵۵)

آپ کو اگلے شعر میں جان احمد کی راحت کہا گیا ہے کیونکہ جب (آپ رضی اللہ عنہا) حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو آپ کھڑے ہو کر حضرت فاطمہ کا استقبال فرماتے واجلسها فی مجلسه اور اپنی سیٹ حضرت فاطمہ کے حوالے فرما دیتے اور حضرت فاطمہ بھی ایسا ہی کیا کرتیں۔ (ترمذی باب فضل فاطمہ) آپ سفر پہ جاتے ہوئے سب سے آخر میں اور واپسی پہ سب سے پہلے حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے جاتے تا کہ کم از کم جدائی ہو اور فرماتے ان فاطمة الزهراء احب ال بيتی الی۔ فاطمہ مجھے تمام گھر والوں سے محبوب تر ہے (مسند احمد، ۱:۱۵۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عادات واطوار کے لحاظ سے حضرت فاطمہ ہی سب سے زیادہ حضور علیہ السلام کے ساتھ مشابہت رکھتی تھیں یہاں تک کہ قیامها وقعودها آپ (رضی اللہ عنہا) کا بیٹھنا اُٹھنا بھی حضور علیہ السلام کے رنگ میں رنگا ہوا تھا (ترمذی) الغرض کسی نے کیا خوب جملہ کہا ہے۔ سبحان اللہ "ہر بیٹی اپنے باپ کے لیے راحت ورحمت ہوتی ہے مگر فاطمہ وہ ہے جو رحمۃ للعالمین کے لیے راحت ورحمت ہے۔"

اعلیٰ حضرت بارگاہ فاطمۃ الزاہراء میں:

جب امام اہل سنت مجدد دین وملت سفیر عشق رسول، کشتہ احترام بتول امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ جب جنت البقیع

میں روضۂ فاطمہ الزاہرا پہ حاضر ہوئے تو فرماتے ہیں کہ ادب واحترام مانع تھا میں کچھ بول ہی نہ سکا تو فرشتوں نے بڑھ کر میری ترجمانی فرمائی کہ اے بنت رسول! تیرے بابا کے نور کا منگتا حاضر دربار ہوا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

مجھ کو کیا منہ عرض کا، لیکن فرشتوں نے کہا ۔۔۔ شاہ زادی در پہ حاضر ہے یہ منگتا نور کا

یہ مرتبہ اور مقام اور چکی چلا چلا کر ہاتھوں پہ چھالے پڑ جانا۔ سب کو غلام اور لونڈیاں عطا کرنا اور اپنی لاڈلی کو تسبیح پڑھنے کی تعلیم دینا۔ (فتح الباری،۱۱:۱۲۱)

مقام فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا:

یہ سب تربیت مصطفیٰ بھی تھی اور ساتھ اللہ کی عطا بھی تھی۔ ایک مرتبہ آپ نے حضرت فاطمہ کے گلے میں ہار دیکھ کر (جوان کو حضرت علی المرتضیٰ نے دیا تھا اور جو سراسر جائز تھا) فرمایا! اے بیٹی! کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ لوگ کہیں کہ محمد رسول اللہ کی بیٹی نے گلے میں آگ کی زنجیر پہن رکھی ہے۔ یہ فرمایا اور تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہ نے ہار کے بدلے غلام خرید کر آزاد کر دیا۔ جب حضور علیہ السلام کو اطلاع ہوئی تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا!

الحمد للّٰہ الذی نجی فاطمة من النار ۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے میری بیٹی فاطمہ کو آگ سے بچا لیا۔ (نسائی، باب الزینۃ) حالانکہ آپ کی وجہ سے تو ہم گنہگاروں کی بخشش بھی ہو جائے گی۔

پایہ پکڑ کے عرش کا زہراء نے یہ کہا ۔۔۔ بندوں نے تیرے، میرے پسر کو ذبح کیا
امت کو میرے ابا کی تو بخش دے خدا ۔۔۔ سبھوں گی مل گیا مجھے بدلہ حسین کا

امام نبہانی الشرف المؤبد ص ۵۳ پہ فرماتے ہیں کہ متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے کہ قیامت کے دن اہل عرش میں سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا! اے اہل محشر اپنے سروں کو (ادب سے) جھکا لو اور نگاہوں کو حیاء سے نیچا کر لو **حتی تمر فاطمة بنت محمد علی الصراط**۔ محمد رسول اللہ کی بیٹی فاطمہ کا پلصراط سے گزر ہونے والا ہے۔ چنانچہ **فتمر مع سعین الف جاریة من الحور العین کمر البرق**۔ آپ ستر ہزار موٹی آنکھوں والی افضل ترین حوروں کے جھرمٹ میں جنت کی طرف برق رفتاری (آن واحد میں) تشریف لے جائیں گی۔ (اشرف المؤبد ص ۵۳) کسی نے کیا خوب کہا۔

ہے مصطفیٰ دا چین تے قرار فاطمہ ۔۔۔ مولا علی دی شان دا سنگھار فاطمہ
بنت رسول پارسا طاہرہ تے طیبہ ۔۔۔ شرم و حیاء دے مُلک دی سالار فاطمہ
زہراء جدوں وی آئیاں کھڑے ہو گئے رسول ۔۔۔ انہوں کہواں تعظیم یا پیار فاطمہ
بخشے کدی نہ جان گے حامی یزید دے ۔۔۔ جے کر کدے وی ہو گئیاں بے زار فاطمہ
محشر چہ حکم ہووے گا نظراں جھکا لوو ۔۔۔ والد دی لے کے آرہی اے دستار فاطمہ
ولیاں دی بوسہ گاہ اے چوکھٹ بتول دی ۔۔۔ نبیاں دے شہنشاہ دی اے غمخوار فاطمہ
پچھیا فرشتے کولوں توں کیوں رُک گئیوں ۔۔۔ اگا اوہ کہن بیٹھے نیں سرکار فاطمہ

سردار جو دی منگناں ای در فاطمہ توں منگ مختار کل دی بیٹی اے مختار فاطمہ

اس شعر نمبر ۱۱۴ کی تضمین میں حضرت اختر الحامدی یوں رقمطراز ہیں۔

راحت جانِ سلطان ہر دوسرا نور چشم جناب حبیب خدا
عین لختِ دل سرور انبیاء اُس بتول جگر پارۂ مصطفےٰ

حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

(۱۱۵) جس فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پردے کا یہ عالم ہے کہ سورج اور چاند نے بھی ان کی چادر تطہیر کا کنارہ تک نہ دیکھا میں ان کی اس چادر حیاء پہ لاکھوں سلام بھیجتا ہوں۔

پردہ اور غیرت:

آج مسلمان کی غیرت کو کیا ہو گیا ہے کہ مسلمان بچی کو کھلا آزاد چھوڑ دیا گیا ہے اور گلیوں بازاروں میں سینہ تان کے چلتی ہوئی لوگوں کو دعوت نظارہ دیتی ہے میں اس بچی کی بات نہیں کرتا بلکہ ان نام نہاد "غیرت مندوں" کی بات کرتا ہوں جو اپنی بچی دس سال کی ہو جائے تو باہر نہیں نکالتے کہ ہماری عزت پہ حرف آتا ہے مگر یہی بچیاں شادی بیاہ کے موقع پر بے پردہ ہو کر بن سنور کر ڈھول کی تھاپ پر ناچتی اور ڈانس کرتی ہیں اور مختلف پوزوں میں فلم بنواتی ہیں کہ یہ تیل ہو رہا ہے اور یہ مہندی لگ رہی ہے۔

یاد رکھو! ایسی عورت اگر شادی شدہ ہے تو نامرد اور دیوث خاوند کی بیوی ہے اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو شادی مانگتی ہے یا پھر بے غیرت بھائی کی بے حیاء بہن اور بے عزت باپ کی بے شرم بیٹی ہے۔

پردہ عورت کے لیے قید نہیں ہے بلکہ دوپٹہ اس کے لیے عزت کا باعث ہے اور چادر اس کے سر کا نورانی تاج ہے۔ علامہ اقبال نے بڑے درد دل کے ساتھ ایسی خاتون کو سیرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طرف بلاتے ہوئے کہا ہے۔

بتولے باش پنہاں شو ازیں عصر کہ در آغوش شبیرے بگیری

بتول زہراء کی لونڈی بن جا اور زمانے کی نظروں سے پوشیدہ ہو جا تا کہ تیری گود میں بھی کوئی شہید کربلا کا غلام پیدا ہو۔

(اس موضوع کو شان مصطفیٰ بزبان مصطفےٰ میں تفصیل سے پڑھیے)

اعلیٰ حضرت کے اس شعر کی تضمین مولانا اختر الحامدی نے یوں لکھی ہے۔

وہ رِدا جس کی تطہیر اللہ رے آسماں کی نظر بھی نہ جس پر پڑے
جس کا دامن نہ سہواً ہوا چھو سکے جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے

اُس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

(۱۱۶) فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا دنیا جہان کی عورتوں کی سردار ہیں جنت کی مقدس کلی ہیں، پاکباز اور طہارت کا پیکر ہیں۔ میں اپنے نبی کی جان کے سکون و آرام پہ کیوں نہ لاکھوں سلام کہوں۔

صادقہ ، صالحہ ، صائمہ ، صابرہ صاف دل ، نیک خو ، پارسا ، شاکرہ
عابدہ ، زاہدہ ، ساجدہ ، ذاکرہ سیدہ ، زاہرہ ، طیبہ ، طاہرہ

جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

جن کا نام مبارک ہے بی فاطمہ جو خواتین عالم میں ہیں عالیہ
عابدہ ، زاہدہ ، ساجدہ ، صالحہ سیدہ ، زاہرہ ، طیبہ ، طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

امام حسن رضی اللہ عنہ:

(۱۱۷) راکب دوش مصطفیٰ، جگر گوشۂ بتول زہراء، سید الاسخیاء، ابن علی شیر خدا، حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سراپا عزت و عظمت (رسول خدا علیہ الوف التحیۃ والثناء) کے مبارک کندھوں پہ سواری کرنے والے پر بھی لاکھوں سلام ہوں۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے اس لخت جگر کولوری دیتی ہوئی فرماتی تھیں **بابی شبیہ بالنبی ولیس شبیھاً بعلی**۔ اے میرے فرزند تیری صورت تو میرے باپ (نبی علیہ السلام) سے ملتی ہے تیرے باپ (علی کرم اللہ وجہہ) سے تو نہیں ملتی۔ (مسند احمد، ۶:۲۸۳)

یہی بات بعینہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی امام حسن کو کہی **وعلی یضحک** جس پر حضرت علی المرتضیٰ کھل کر ہنسنے لگے (فتح الباری، ۷:۹۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام امام حسن رضی اللہ عنہ کو کندھوں پہ اٹھا کے لا رہے تھے کہ ایک شخص نے یہ منظر دیکھا کر کہا! (حسن کی) کتنی اچھی سواری ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا! **ونعم الراکب ھو**۔ ذرا سوار بھی تو دیکھو وہ کتنا اچھا ہے (یقیناً ایسی سواری کے لیے ایسا ہی سوار ہونا چاہیے اور ایسے سوار کی ایسی ہی سواری ہونی چاہیے) (مشکوۃ)

گوہر فاطمہ ، مرکز اتقیاء پسر مرتضےٰ ، مرجع اصفیاء
نور نورِ خدا ، سرور اولیاء حسنِ مجتبےٰ ، سید الاسخیاء
راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے امام حسن کو اپنے کندھوں پہ بٹھا کر فرمایا **اللھم انی احبہ فاحبہ** (بخاری) اے اللہ میں حسن سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔

(اللھم ارزقنا حبہ وحب جدہ صلی اللہ علیہ وسلم وحب امہ وحب ابیہ وحب اخیہ علیھم الصلوٰۃ والسلام)

(۱۱۸) وہ امام حسن جو ہدایت کے سورج (امام الانبیاء علیہ السلام) کی رفعت و بلندی ہیں اور سراپا جود و کرم، سخاوت کے بحر بے کراں (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی لہر اور موج ہیں اور سخاوت کی روح (حبیب کبریا علیہ السلام) کی جان ہیں۔ ان پہ لاکھوں سلام ہوں۔

ایک شخص اللہ تعالیٰ سے دس ہزار درہم کی دعا کر رہا تھا آپ نے اس کے گھر جا کر اس کو دس ہزار درہم دے دیے (سیر اعلام النبلاء) روایت میں ہے کہ ایک سائل نے آکر اپنی حاجت بیان کی، آپ نے خازن سے فرمایا جتنی رقم خزانے میں ہے

لے آؤ! خازن گیا اور پچاس ہزار درہم لے آیا، فرمایا! اس کے علاوہ پانچ سو دینار بھی تھے وہ بھی لے آؤ! آپ نے یہ ساری رقم سائل کو دے دی اور ساتھ معافی مانگی کہ تیری کما حقہ خدمت نہیں ہو سکی۔

ایک سائل کو آپ نے بہت کچھ دیا اور جب اس نے آپ کے فقیرانہ گھر کا منظر دیکھا تو اس کو ترس آ گیا، آپ نے اس کے خیال کو جان کر اپنے گھر کے صحن میں ایڑی ماری تو سارا صحن سونے کا ہو گیا۔ فرمایا! اب جاؤ! اور جان لو کہ ہماری درویشی اور فقیری اختیاری ہے اضطراری نہیں ہے (ابن عساکر، خلاصۃ)

آتا ہے غریبوں پہ انہیں پیار کچھ ایسا — خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

(۱۱۹) یہی امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ہیں جن کو حضور علیہ السلام کی زبان اقدس شہد کی طرح چوسنے کا موقع میسر آیا ہے بلکہ حضور علیہ السلام نے ان کو گٹی ہی اپنے لعاب شریف کی عطا فرمائی ہے، یہ ساری عظمتیں سمیٹنے والے علی کے لعل پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۲۰) سبحان اللہ! شہزادۂ گلگوں قبا، شہید کربلا، سید شہداء، نواسہ رسول جگر گوشہ بتول، دلبند علی المرتضیٰ، نور دیدہ حضرت زہراء، شہید راہ محبت و وفا، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پہ لاکھوں محبت بھرے سلام جن پر ظلم کے پہاڑ گرائے گئے مگر وہ صبر و استقامت کا پہاڑ بنے رہے، جس نے اپنے ہی خون کا لباس پہن کر اپنی زندگی کی آخری نماز ادا کی اور سجدے کی حالت میں اپنی پیاری جان جاں آفریں کے سپرد کی۔

شمر کا خنجر گلوئے خشک پر چلتا رہا — بزم حق روشن رہی حق کا دیا جلتا رہا

چشم گریاں مزرع دیں میں گہر بوتی رہے — کٹ گیا سر پر نماز حق ادا ہوتی رہے

امام حسین رضی اللہ عنہ:

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب اس قدر کثیر ہیں کہ انشاء اللہ علیحدہ کتاب مرتب کرنے کا ارادہ ہے (الحمد للہ! شرح حدائق بخشش کی پروف ریڈنگ سے پہلے ہی یہ کتاب چھپ کر بازار میں آ چکی ہے۔ جس کا نام ہے ''کربل کی ہے یاد آئی'') یہ شرح چونکہ پہلے ہی کافی طویل ہو گئی ہے اس لیے اس جنت کے جوانوں کے سردار کے بارے میں صرف ایک حدیث پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور علیہ السلام کے ساتھ ایک دعوت پہ جا رہے تھے امام حسین رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے مدینہ کی گلی میں مدینہ کے بچوں سے کھیلتے ہوئے دیکھا اور آگے بڑھ کر پکڑنے لگے (امام حسین اس وجہ سے کہ کہیں سرکار مجھے گھر نہ بھیج دیں یا اپنے ساتھ لے نہ جائیں کیونکہ بچوں کو کھیل بہت عزیز ہوتا ہے) ادھر اُدھر بھاگنے لگے آخر حضور علیہ السلام نے پکڑ لیا اور اپنا ایک ہاتھ ٹھوڑی پہ اور دوسرا سر پہ رکھ کر چوما اور یہ دعا کی۔ الحسین منی و انا من الحسین احب اللّٰہ من احب حسینا ۔ حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں جو حسین کا ہے خدا بھی اس کا ہے (عاشقانہ ترجمہ) حسین مجھ سے ہے میں حسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت کرتا ہے جو حسین کو محبوب رکھے۔ (لفظی ترجمہ)

جس نے راہ خدا میں کٹایا گلا — جس نے سر کی ہے اقلیم صبر و رضا
جس کا مقتل بنی وادیٔ کربلا — اُس شہید بلا شاہ گلگوں قبا
بے کسِ دشت غربت پہ لاکھوں سلام

(اختر الحامدی)

(۱۲۱) دُرِّ دُرجِ نجف مہرِ برجِ شرف ۔۔۔ رنگِ رومی شہادت پہ لاکھوں سلام
(۱۲۲) اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق ۔۔۔ بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام
(۱۲۳) جلو گیّان بیت الشرف پر درود ۔۔۔ پر دگیّان عفت پہ لاکھوں سلام
(۱۲۴) سیما پہلی ماں کہف امن واماں ۔۔۔ حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام
(۱۲۵) عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی ۔۔۔ اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام
(۱۲۶) مَنْزِلٌ من قصب لا نَصَبٌ لَا صَخَبٌ ۔۔۔ ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام
(۱۲۷) بنت صدیق آرام جان نبی! ۔۔۔ اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام
(۱۲۸) یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ ۔۔۔ اُن کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام
(۱۲۹) جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں ۔۔۔ اس سرادق کی عصمت پہ لاکھوں سلام
(۱۳۰) شمعِ تابانِ کاشانۂ اجتہاد ۔۔۔ مفتیِ چار ملت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

* دُرّ۔موتی * درج۔موتیوں کی ڈبی یا صندوقچہ * نجف۔عراق کا ایک شہر * مہر۔سورج * برج۔آسمان کی ایک منزل * شرف۔بزرگی * رنگ رومی۔روم کی طرف منسوب سرخ رنگ (یا یہ لفظ ہروئے بمعنی چہرہ ہے) * مادراں۔مادر کی جمع بمعنی ماں * شفیق۔مہرباں * بانوان۔خواتین * جلوگیاں۔تشرف فرما * بیت الشرف۔بزرگی والا گھر * پردگیاں عفت۔پرہیز گار خواتین * سیما۔بالخصوص * کہف۔غار، پناہ گاہ * حق گزار۔حق ادا کرنے والا * رفاقت۔معیت وسنگت * تسلیم۔سلام کرنا * سرائے سلامت۔امن کا مقام * منزل۔گھر، ٹھکانہ * قصب۔موتی * نصب۔مشقت * صخب۔شور * کوشک۔حجرہ * بنت۔بیٹی * حریم۔بیوی * برأت۔پاکبازی * سورۂ نور۔اٹھارھویں پارے میں ایک سورۃ * پُرنور۔نور سے بھرپور * روح القدس۔جبریل امین * سرادق۔خیمہ وحجرہ * عصمت۔طہارت * شمع تاباں۔روشن چراغ * کاشانہ۔مکان، محل * اجتہاد۔مسائل کا استخراج کرنے کی محنت وکوشش * مفتی۔فتویٰ دینے والا * چار ملت۔خلفاء راشدین کا دور اقدس۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱۲۱) نجف اشرف (والے علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کے موتیوں والے صدوقچے کا ایک نہایت ہی تابدار اور سچا موتی (سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ) جو آسمان شرافت کا نیر تاباں ہے جس نے اپنے اوپر شہادت کا نہایت ہی عمدہ رنگ چڑھایا اور سید الشہداء کا لقب پایا۔ اس کی اعلیٰ شہادت پہ لاکھوں سلام۔

؎ اک قیامت سے گزرنا ہو گا ۔۔۔ درِ شبیر پہ جانے کے لیے
کربلا تیری صدا کافی ہے ۔۔۔ ساری دنیا کو جگانے کے لیے

جاں حق کے لیے دینی ہو گی — سلسلہ ان سے ملانے کے لیے
تشنگی اپنی گوارا کر لی — پیاس خنجر کی بجھانے کے لیے
بھوک ، پیاس اور غریب الوطنی — اتنے غم ایک گھرانے کے لیے
صرف وہ ذات رہے گی باقی — سب نصیر آئے ہیں جانے کے لیے

(صاحبزادہ نصیر الدین نصیر)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن:

(۱۲۲) مسلمانوں کی مہربان مائیں یعنی حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات جن کو قرآن نے اہل ایمان کی مائیں فرمایا ہے (وازواجه امهاتهم) دوسری جگہ فرمایا گیا اے نبی کی بیویو! لستن کا حدمن النساء۔ دنیا میں کوئی عورت تمہاری شان کی نہیں ہے (کیونکہ تم میرے محبوب نبی کی پاکباز بیویاں ہو) ان پیکر انِ عفت وطہارت پہ لاکھوں سلام۔

کعبے کی زیارت کرنے سے حق دار جنت کے بنتے ہیں
بھلا ان کو ہم پھر کیا سمجھیں جو "یار" کے گھر میں رہتے ہیں

اہل بیت کا غلط مفہوم بیان کر کے جن پانچ نفوس قدسیہ کو ہی اہل بیت قرار دیا جاتا ہے وہ تو ایک بار کملی کی چھاؤں میں آئے مگر ازواج مطہرات تو ساری زندگی حضور علیہ السلام کے بستر اور گھر کی زینت بنی رہیں۔ بھلا بیوی اگر گھر والوں میں نہ ہوگی تو اور کون ہوگا۔ یہ لغت کا ہی نہیں محاورے کا بھی مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔

بات صرف یہ تھی کہ جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا تو بعض ذہنوں میں خیال آیا کہ شاید اب فاطمہ اہل بیت رسول سے نکل گئی ہیں کیونکہ اب وہ بیت علی المرتضیٰ میں چلی گئی ہیں حضور علیہ السلام نے علی کے سارے گھرانے کو کملی میں لیکر بتادیا کہ جو ایک بار ہمارا ہو جائے وہ نکلتا نہیں قیامت کے بعد بھی ہمارا ہی رہتا ہے تم دنیا کی کیا بات کرتے ہو؟

لوگ کہتے ہیں ایک بیوی قریب آئی تو حضور نے پیچھے ہٹادیا کہ خبردار قریب نہ آنا۔ اللہ کا نبی ایسی بولی نہیں بولتا اس کا بولنا خدا کا بولنا ہوتا ہے حضور علیہ السلام نے ام سلمہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرمایا تھا انت علی خیر ۔ تو تو پہلے ہی خیر یعنی اہل بیت میں شامل ہے۔ میں تو علی اور اس کے بچوں کو بھی اہل بیت میں شامل کر رہا ہوں تمہیں تو نہیں نکال رہا۔

یاد رکھو! ہماری اپنی حقیقی ماں جس کا ہم نے دودھ پیا ہے اس کے بارے میں تو کوئی بات کی جاسکتی ہے مگر جن کو قرآن نے مائیں فرمایا ہے ان کے بارے میں بات کرنا ایمان کا جنازہ نکال دے گا۔ جن کو ان کے ماں ہونے میں شک ہے اس کے ایمان میں شک ہے کہ قرآن نے مومنوں کی مائیں کہا ہے یا مومن کہلانا چھوڑ دو یا ان کو مائیں مان لو اور جس کو ماں مان لیا جائے پھر اس کے بارے میں غلط بات کرنے والا کون ہوتا ہے خود سوچ لو۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ کا مشرک باپ پہلی بار بیٹی کو ملنے آتا ہے تو بیٹی حضور علیہ السلام کے بستر پر اپنے باپ کو نہیں بیٹھنے دے رہی، کیوں؟ هذا فراش رسول الله۔ فرمایا یہ اللہ کے رسول کا بستر ہے تو میرا باپ ہو کر بھی اس پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہے کیونکہ تو مشرک ہے اور انما المشركون نجس۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ ہیں کہ جن کو رب العالمین سید الملائکہ جبرئیل

امین علیہ السلام کے ہاتھ سلام بھیجتا ہے (بخاری ص ۵۳۹، ج ا)

جب کسی سے تمہارا نکاح ہو تو کیا کہتے ہو "قبول ہے" قربان جاؤں امام الانبیاء کی مقدس بیوی کی عظمت کے کہ جن کو محبوب خدا نے فرمایا "قبول ہے" حضور نے بلال کو قبول کیا تو مؤذنوں کا امام بنا دیا حضور نے اپنی ازواج کو قبول کیا تو خدا نے مومنوں کی مائیں بنا دیا۔

صبح سے شام تک حضور علیہ السلام کی ہر ادا، عادات، افعال، اقوال بیان کرنے والے صحابہ کرام ہیں اور خلوتوں، تنہائیوں کے تمام حالات بیان کرنے والیاں یہی ازواج مطہرات ہیں۔ اب معلوم ہو جانا چاہیے کہ یہ شعر کس قدر گہرائی والا ہے۔

ے کعبے کی زیارت کرنے سے حقدار جنت کے بنتے ہیں بلا ان کو ہم پھر کیا سمجھیں جو یار کے گھر میں رہتے ہیں

باختلاف روایات مندرجہ ذیل شخصیات کو ازواج مطہرات بننے کا شرف حاصل ہوا۔

ا۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد ہجرت سے تین سال قبل وصال ہوا۔

۲۔ سودہ بنت زمعہ۔

۳۔ عائشہ بنت ابوبکر صدیق وفات ۵۴ھ میں ہوئی۔

۴۔ حضرت حفصہ بنت عمر فاروق اعظم نکاح ۲ھ یا ۳ھ میں وفات ۴۵ھ میں۔

۵۔ زینب بنت خزیمہ نکاح ۳ھ میں وفات ۴ھ میں ہوئی۔

۶۔ ام سلمہ بنت امیہ مخزومیہ نکاح ۴ھ میں وفات ۵۹ھ۔

۷۔ زینب بنت جحش نکاح ۵ھ میں وفات ۲۰ھ میں ہوئی۔

۸۔ ام حبیبہ بنت ابوسفیان نکاح ۶ھ میں وفات ۵۶ھ۔

۹۔ جویریہ بنت حرث نکاح ۶ھ میں وفات ۵۲ھ میں۔

۱۰۔ میمونہ بنت حرث نکاح ۷ھ میں وفات ۵۲ھ میں۔

۱۱۔ صفیہ بنت حیی نکاح ۷ھ میں وفات ۵۶ھ میں۔

۱۲۔ ریحانہ بنت شمعون وفات ۱۰ھ میں۔

۱۳۔ ماریہ قبطیہ بنت شمعون وفات ۱۶ھ میں۔

۱۴۔ اسماء بنت نعمان (ان کے ساتھ حقوق زوجیت ادا نہیں فرمائے)

۱۵۔ ام شریک بنت دودان (ان کے ساتھ بھی حقوق زوجیت ادا نہیں فرمائے)

۱۶۔ خولہ بنت الھذیل (ان کے ساتھ بھی وظیفہ زوجیت کی ادائیگی کا معاملہ نہیں ہوسکا)

مولانا اختر الحامدی کی تضمین اس شعر پہ یوں ہے۔

ے وہ نساءِ نبی طیبات و خلیق جن کے پاکیزہ تر سارے طور و طریق
جو بہر حال نورِ خدا کی رفیق اہل اسلام کی مادرانِ شفیق
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

(۱۲۳) محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کے منبع ومرکز، کاشانہء اقدس میں جلوہ بکھیرنے والی عصمت وعفت کا پیکر ازواج مطہرات پہ رب کی رحمت ہو اور ان کی پردہ داری اور شرم وحیا پہ ہماری طرف سے کروڑوں سلاموں کا نذرانہء ادب ہو۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا:

(۱۲۴) بالخصوص ہماری سب سے پہلی ماں، حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جن کی زندگی میں آقائے دو عالم علیہ السلام نے دوسرا نکاح نہ فرمایا اور جن کی اسلام واہل اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کے حوالے سے بے شمار خدمات ہیں۔ جنہوں نے اپنے مال اور کاروبار سے حضور علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں کے لیے امن وامان کی غار اور ٹھکانے کا کردار ادا کیا اور اللہ کے محبوب علیہ السلام کے ساتھ پوری طرح حق سنگت ومعیت ادا کیا ان پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۲۵) وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جن کو عرش حق سے خدا کا سلام آتا تھا۔ (حضرت عائشہ صدیقہ کو جبریل امین اپنی طرف سے سلام کہتے جو یقیناً بہت بڑی فضیلت ہے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو جبریل امین اپنا بھی اور خدا کا سلام پہنچاتے۔ (بخاری) اور ان کی وفات کے بعد حضور علیہ السلام ان کی سہیلیوں کو تحائف بھیجتے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا و اللّٰہ لقد امنت بی اذ کذبنی الناس واوتنی اذ فضنی الناس ورزقت منها الولد (مسند احمد ص ۱۱۷، ج ۶)

خدا کی قسم خدیجہ میرے اوپر اس وقت ایمان لائیں جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے، وہ میرا اس وقت سہارا بنیں جب تمام لوگ میرے مخالف تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہی سے مجھے اولاد عطا فرمائی۔ ہم پھر کیوں نہ اس امن وسلامتی کی پیکر پہ لاکھوں سلام بھیجیں۔

ے
جس میں بے اِذن جا سکتا کوئی نہیں — جس کی تقدیس سارے جہاں سے بڑی
جس کی وحی الٰہی سے عزت بڑھی — عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی
اُس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام — (سید حبیب احمد)

(۱۲۶) اس شعر میں بخاری ومسلم شریف کی اسی حدیث کے الفاظ استعمال فرمائے گئے جن کا خلاصہ مندرجہ بالا شعر میں گزرا کہ جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ!

فاقرا علیها السلام من ربها ومنی وبشرها ببیت فی الجنة من قصب لا صخب فیه ولا نصب۔

حضرت خدیجہ کو اللہ تعالیٰ کا اور میرا سلام دیجئے اور ان کو جنت میں ایسے گھر کی خوشخبری سنا دیجئے جو موتیوں سے بنا ہوا ہے نہ وہاں کوئی تکلیف ہوگی نہ ہی کوئی شور۔

جب حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ کو اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا تو انہوں نے عرض کیا!

اللہ هو السلام ومنه السلام وعلی جبرئیل السلام اللہ تو خود سلام ہے اور سلامتی اسی کی طرف سے ہے اور جبریل امین پر بھی سلام ہو (البخاری باب تزویج النبی خدیجہ وفضلها) اعلیٰ حضرت، حضرت خدیجہ کے اسی محل پہ لاکھوں سلام بھیج رہے ہیں۔

ے
وہ انیس غم مونس بے کساں — وہ سکون دل مالک انس و جاں
وہ شریک حیات شہ لامکاں — ہیما پہلی ماں کہف امن و اماں

حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

(۱۲۷) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور ہمارے آقا و مولیٰ علیہ السلام کے دل کا آرام (محبوبہ محبوب رب العالمین) ہیں۔ جن کے بارے میں اللہ کی بارگاہ سے ان کی عفت وطہارت اور پاکدامنی کی صفائی نازل ہوئی۔ ہمارے لاکھوں سلاموں کی حقدار ہیں۔

؎ شمع تابانِ عرش آستانِ نبی غم گسار نبی طبع دانِ نبی
راحت قلب و رُوح روانِ نبی بنت صدیق آرام جانِ نبی
اُس حریم برأت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب ہیں کہ جو کنواری حضور علیہ السلام کے نکاح میں آئیں۔اور آپ نے پیدا ہو کر اسلامی دودھ پیا ہے یعنی آپ کے والدین دادا جان، بھائی بلکہ بھتیجے سب کے سب صحابی ہیں۔
سورۂ نور کی آیات مبارکہ حضرت عائشہ صدیقہ کے طیبہ طاہرہ ہونے کی گواہی دے رہی ہیں جب رئیس المنافقین نے ان پر تہمت کا طوفان بدتمیزی بپا کیا تو اللہ کے نبی علیہ السلام تو ایک جملے میں بات ختم فرما کر خاموش ہو گئے **واللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا** (بخاری) قسم بخدا میری اہلیہ اس تہمت سے پاک ہے۔اور خاموشی اس لیے اختیار فرمائی کہ مقابلے میں منافق تھے انہوں نے ایک اور ایشو کھڑا کر دینا تھا کہ اپنے گھر کی تو ہر کوئی صفائی دیتا ہے۔اللہ نے محبوب کو چپ رہنے کا حکم دے دیا اور نبی کی اس پاکباز بیوی کے حق میں قرآن کی اٹھارہ آیات نازل فرما ڈالیں۔تب لوگوں کو پتہ چلا کہ حضور کیوں خاموش تھے۔اگر خود ہی صفائی بیان کرتے رہتے تو وہ بات نہ بنتی جو اب بنی ہے۔انشاء اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل اور اس ''واقعہ افک'' کی تفصیلات کسی اور کتاب میں بیان ہوں گی۔

(۱۲۸) اعلیٰ حضرت فرما رہے ہیں جس ہماری ماں کی شان میں سورۂ نور نازل ہوئی اس کی نور سے بھرپور صورت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

؎ عظمت حسن معمور جن کی گواہ عفت ذات مستور جن کی گواہ
شانِ رب، چشم بددور جن کی گواہ یعنی ہے ''سورۂ نور'' جن کی گواہ
اُن کی پُر نور صورت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۱۲۹) وہ حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو قیامت تک ہمارے آقا کی آرامگاہ بنا اور جس کو گنبد خضریٰ ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اور جس میں اجازت لیے بغیر جبریل امین بھی نہ آتے تھے (مدارج النبوۃ ۲:۴۳۰) اس کاشانۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پہ ہماری طرف سے لاکھوں سلام ہوں۔

؎ جن سے اپنی نگاہیں ہوائیں چرائیں دیکھنے کا تصور بھی دل نہ لائیں
جن کے پردے کا پرتو فرشتے نہ پائیں جن میں رُوح القدس بے اجازت نہ جائیں

ان سَرادق کی عصمت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۱۳۰) دین اسلام کے تمام مسائل کے حل کا مرکز حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہے۔ جس کی روشن شمع آپ تھیں اور خلفاء راشدین کے تمام ادوار میں صحابہ کرام علیہم الرضوان ہر دینی الجھن کا حل آپ کی بارگاہ سے پا لیتے تھے۔ آپ کی شان اجتہاد و افتاء پر لاکھوں سلام ہوں۔

ایسا کیوں نہ ہو جس کا باپ خلیفہ اوّل بلافصل بالتحقیق افضل البشر بعد الانبیاء ہو۔ جس کی ماں حضرت ام رومان جس کے بارے میں آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا **من سره ان ینظر الی امراة من الحور العین فلینظر الی ام رومان** (**الاستیعاب، ۴:۴۴۹**)

جو کسی جنتی حور کو دیکھنا چاہے وہ عائشہ کی ماں ام رومان کو دیکھ لے۔ اور جب وہ فوت ہوئیں تو حضور علیہ السلام جس طرح حضرت علی المرتضیٰ کی والدہ کی قبر میں اترے اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اسی طرح صدیق اکبر کی بیوی کی قبر میں بھی سرکار اترے اور بخشش کی دعا فرمائی پھر کیا وجہ ہے کہ علی حق کا امام ہے تو علی کا امام صدیق اکبر ملنگ کی نظر میں کیوں بدنام ہے۔ معلوم ہوا یہ تو گھرانہ ہی سارا نور علی نور ہے صرف ملنگ کی نیت میں فتور ہے اور یہ فرقہ حق سے کوسوں دور ہے اور اپنی عادت بد پہ بڑا ہی مجبور ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جیسا خود شان اجتہاد رکھنے والا صحابی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان اجتہاد کو ان لفظوں میں بیان فرماتا ہے کہ ہم صحابہ کو جب بھی دین کے کسی مسئلہ میں مشکل پیش آتی **فسالنا عائشة الا وجدنا عندها منه علما** ہم نے حضرت عائشہ سے وہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے اسی لمحہ میں حل فرما دیا (ترمذی، مناقب عائشہ) اسی لیے حضور علیہ السلام نے اپنے صحابہ و صحابیات کو فرمایا تھا **خذوا شطر دینکم عن حمیرا**۔ اپنے دین کا ایک پورا حصہ حضرت عائشہ (جن کا لقب حمیرا ہے) سے سیکھو۔ الموضوعات للشوکانی۔

امام زہری عظیم تابعی فرماتے ہیں تمام ازواج ہی نہیں اگر تمام خواتین اسلام کا علم جمع کر لیا جائے **لکان علم عائشة افضل** اکیلی عائشہ صدیقہ کا علم پھر بھی زیادہ ہے (المستدرک، ۴:۱۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا با قاعدہ تمام خلفاء راشدین کے دور میں فتویٰ جاری فرماتی رہیں۔ (طبقات ابن سعد، ۲:۱۲۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

بودوی رضی اللّٰہ عنہا از فقہاء و علماء و فصحاء و بلغاء و از اکابر فقیہان صحابہ ۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے دور کی عظیم فقیہہ، عالمہ، فاضلہ اور اکابر فقہاء صحابہ کرام میں سے تھیں (مدارج النبوۃ ۲:۴۶۹)

آپ کی کیا کیا شان بیان کی جائے صحیح بخاری میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا (ایک شخص کے سوال پر) کہ مجھے عورتوں میں سے عائشہ سب سے زیادہ محبوب ہے اور مردوں میں سے اس کے والد (اسی طرح کا فرمان حضرت فاطمہ و علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی گزر چکا ہے)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا! عائشہ کی "ریس" نہ کیا کرو وہ تو محبوبہ محبوب خدا ہیں (بخاری باب حب الرجل بعض نساءہ)

ایک دن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے عائشہ مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ تو مجھ پہ ناراض کب ہوتی ہے اور راضی

کب؟ عرض کیا فرمائیں! فرمایا جب تو ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے "مجھے ابراہیم کے رب کی قسم" اور راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو "رب محمد کی قسم" عرض کیا حضور! صرف زبان کی حد تک ہی آپ کا نام چھوڑتی ہوں (دل میں تو بدستور آپ ہی بستے ہیں) (بخاری شریف)
حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت عائشہ قبر انور کے ساتھ ہی سو جایا کرتی تھیں (ابن سعد،۲:۸۵)

(۱۳۱)	جاں نثارانِ بدرو اُحد پہ درود	حق گزارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام
(۱۳۲)	وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا	اُس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام
(۱۳۳)	خاص اس سابقِ سیرِ قربِ خدا	اوحدِ کاملیت پہ لاکھوں سلام
(۱۳۴)	سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفا	عزو نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
(۱۳۵)	یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل	ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
(۱۳۶)	اصدق الصادقین سید المتقین	چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام
(۱۳۷)	وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر	اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
(۱۳۸)	فارق حق و باطل امام الہدیٰ	تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام
(۱۳۹)	ترجمان نبی ہم زبانِ نبی	جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام
(۱۴۰)	زاہدِ مسجدِ احمدی پر درود	دولتِ جیش عسرت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

* جانثاران - جان قربان کرنے والے * بدرو اُحد - غزوات کے نام * حق گزارانِ بیعت - حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کا حق ادا کرنے والے * مژدہ - خوشخبری * مبارک جماعت - بابرکت گروہ * سابق - آگے بڑھنے والا * سیر - چلنا (مراد سفر ہجرت ہے) * اوحد - یگانہ و بے مثل * کاملیت - کامل ہونا * مایہ اصطفاء - فخر تقویٰ (الاتقی) * عز - عزت * ناز خلافت - جانشینی کا فخر * افضل الخلق بعد الرسل - رسولوں کے بعد ساری مخلوق سے افضل * ثانی اثنین - دو میں سے دوسرا (آیۂ قرآنی کی طرف اشارہ) * اصدق الصادقین - سب سچوں میں سے زیادہ سچا * سید المتقین - پرہیز گاروں کا سردار * چشم - آنکھ * گوش - کان * وزارت - نیابت، خلیفہ ہونا * اعداء - جمع عدو کی بمعنی دشمن * شیدا - دیوانہ * سقر - دوزخ * فارق - فرق کرنے والا (حق اور باطل کے درمیان) * امام الہدیٰ - ہدایت کا امام * تیغ مسلول - سونتی ہوئی، برہنہ تلوار * شدت - سختی * ترجمان نبی - سفیر مصطفےٰ * ہمزبان - ایک جیسی زبان بولنے والے * عدالت - انصاف * زاہد - عبادت گزار * مسجد احمدی - مسجد نبوی * جیش عسرت - تنگی کا لشکر۔

مفہوم اشعار و خلاصہ تشریح:

(۱۳۱) غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانوں کو قربان کرنے والے خوش نصیب صحابہ کرام علیہم

الرضوان پہ رحمت رب رحیم کا نزول ہو اور جنہوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے اور اپنے آقا علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا حق ادا کر گئے۔ اور راہ خدا میں شہادت کا درجہ پا گئے ان پہ لاکھوں سلام ہو۔

اصحاب بدر علیھم الرضوان:

بدر والوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے ارشار فرمایا! کہ میرے بدری صحابہ افضل المسلمین ہیں یعنی تمام مسلمانوں سے بہتر، جبریل امین نے اس پر عرض کیا حضور! اسی طرح (ہمارے ہاں) وہ فرشتے جو بدر میں اہل ایمان کی مدد و نصرت کے لیے اترے تھے وہ فرشتے دوسرے تمام فرشتوں سے افضل ہیں (البخاری، باب شہود الملائکۃ بدرا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عظمت نشان ہے **لعل اللہ اطلع علی اھل البدر فقال اعملوا ماشئتم فقدوجبت لکم الجنۃ** (بخاری) ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اہل بدر (کا جذبہ دیکھ کر ان) پہ توجہ فرمائی ہو اور ساتھ یہ فرمایا ہو کہ اب تم جو بھی کرو جنت تمہارے لیے پکی ہوگئی۔

اسی طرح آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا **لا یدخل النار من اھل البدر**۔ بدر والوں میں سے کوئی ایک بھی دوزخ میں نہ جائے گا (التذکرہ ص ۳۸۸) اسی طرح اُحد اور بیعت رضوان والوں کی الگ الگ شانیں بیان فرمائی گئیں ہیں ان سب کی بارگاہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ لاکھوں سلام کا نذرانہ محبت پیش فرما رہے ہیں۔

ے کل شہیدانِ بدر و اُحد پہ درود　　سب فدایانِ بدر و اُحد پہ درود
جیش مردانِ بدر و اُحد پہ درود　　جاں نثارانِ بدر و اُحد پہ درود
حق گزارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام　　(اختر الحامدی)

(۱۳۲) اس شعر میں عشرہ مبشرہ یعنی وہ دس خوش نصیب صحابہ کرام جن کو حضور علیہ السلام نے اسی دنیا میں اپنی بارگاہ اقدس سے جنت کا مژدۂ جانفزا سنایا اس بابرکت جماعت پہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے لاکھوں سلام کا نذرانۂ نیاز پیش کیا ہے۔ ان دس خوش نصیبوں کے نام یہ ہیں۔

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان غنی ذوالنورین (۴) حضرت علی المرتضیٰ (خلفائے راشدین، خلفائے اربعہ) (۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ (فن تقریر کے ماہر، ظہور اسلام سے قبل پڑھے لکھے، ابوبکر صدیق کی ترغیب سے مسلمان ہوئے) (۶) حضرت زبیر بن العوام (حواریٔ رسول جن کا لقب ہے حضور علیہ السلام کی پھوپھی صفیہ کے صاحبزادے۔ ابوبکر کے ایمان لانے کے صرف چار دن بعد مسلمان ہوئے جب ان کی عمر سولہ سال تھی، قبول ایمان کے بعد بڑی تکالیف برداشت کیں، ان کا چچا ان کو کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر ناک اور آنکھوں میں دھواں دیتا، آپ نے ہر ستم برداشت کیا مگر حق پر ثابت قدم رہے۔ ابن سعد) حضرت طلحہ اور حضرت زبیر دونوں کے بارے حضور علیہ السلام نے فرمایا جاراى فى الجنة۔ یہ جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے۔ جبکہ حضرت زبیر کے متعلق حضور علیہ السلام کا یہ بھی فرمان ہے ان لکل نبی حواری و حواری الزبیر۔ ہر نبی کا ایک حواری (جگری یار، بے غرض اور مخلص ہونے میں انتہا کو پہنچا ہوا) ہے میرا حواری زبیر بن العوام ہے۔ (۷) حضرت عبد الرحمٰن

بن عوف (حضور علیہ السلام کی سب سے پہلی دائی کہ اللہ کے نبی پیدا ہوتے ہی جن کی گود میں آئے حضرت شفا رضی اللہ عنہا آپ کی والدہ ماجدہ ہیں، حضرت ابوبکر صدیق کی کوششوں سے یہ اور حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح ایمان لائے۔ ان کے ایمان لانے پر اللہ کے نبی علیہ السلام بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا! میں ایسا چہرہ دیکھ رہا ہوں جس کو دیکھ کر نیکی کی امید پیدا ہوتی ہے نیز فرمایا! عبدالرحمٰن بن عوف دنیا اور آخرت میں میرا ساتھی ہے۔ غزوۂ تبوک کے سفر میں حضور علیہ السلام نے ان کی امامت میں نماز فجر کی ایک رکعت ادا فرمائی جب حضور علیہ السلام بعض ضروری کاموں کی وجہ سے نماز فجر سے لیٹ ہو گئے، وقت تنگ ہو گیا تو صحابہ کرام کے کہنے پر ان کو امامت کرانا پڑی (مؤطا امام مالک)۔ ایک عورت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں چادر لے کر آئی آپ نے وہ چادر استعمال فرمائی اور اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن نے حضور علیہ السلام سے وہ چادر اپنے کفن کے لیے مانگ لی چنانچہ اسی چادر میں ان کو کفن دیا گیا) (۸) سعد بن ابی وقاص (والد کا نام مالک کنیت ابی وقاص، اعلان نبوت کے ساتویں دن ایمان لے آئے یہ بھی حضرت ابوبکر صدیق کی ترغیب پر مسلمان ہوئے۔ ان کی والدہ نے ان کے اسلام لانے کے بعد قسم اُٹھالی کہ اگر تو نے اسلام کو نہ چھوڑا تو میں کھانا پینا چھوڑ دوں گی، آپ کھانا پینا پیش کرتے مگر وہ نہ کھاتیں کئی دن گزر گئے آخر آپ نے اپنی والدہ کو صاف صاف لفظوں میں فرمادیا! اگر چہ میں تم سے بے حد پیار کرتا ہوں لیکن اگر تیرے جسم میں ہزار جانیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے ساری نکل جائیں، میں پھر بھی اسلام کو نہیں چھوڑوں گا، آخر ماں نے ہی ہار مان لی اور اپنے لخت جگر کا یہ جذبہ دیکھ کر کھانا پینا شروع کر دیا۔ انہی کو یہ سعادت نصیب ہے کہ میدان احد میں حضور علیہ السلام نے ان کو فرمایا! **سعد ارم فداك ابی و امی** ۔ اے سعد کافروں پہ تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہو جائیں۔ (بخاری شریف)

حضرت علی فرماتے ہیں میں نے حضرت سعد کے علاوہ کسی اور کے لیے حضور علیہ السلام کو ایسا فرماتے ہوئے کبھی نہ سنا۔ ایک دن خطرے کے ماحول میں حضور علیہ السلام کی حفاظت کے لیے اسلحہ پہن کر خود ہی حاضر ہو گئے جس پر حضور علیہ السلام نے ان کو رجل صالح کا خطاب عطا فرمایا اور بہت ساری دعاؤں سے نوازا) (۹) سعید بن زید (حضرت عمر فاروق کے چچا زاد بھائی اور آپ کے بہنوئی بھی ہیں، ان کے والد زید بن عمرو اپنے دور کے دین ابراہیمی کے واحد پیروکار تھے تلاش حق کے لیے بڑے سفر کیے آخر اللہ سے دعا کی یا اللہ! تو گواہ رہ کہ میں دین ابراہیم پر ہوں۔ حضرت زید کی ایک خوبی یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی جس بچیوں کو زندہ درگور کیا جاتا ان کو بچانے کی کوشش میں مصروف رہتے اور اپنے تحفظ میں لے کر ان کی کفالت کرتے۔ (۱۰) ابو عبیدہ بن الجراح (جن کو اس امت کا امین فرمایا گیا، ان کے باپ کا نام عبداللہ تھا اور جراح ان کے دادا کا نام ہے، غزوۂ بدر کے موقع پر انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے باپ کو قتل کیا کیونکہ وہ کافروں کی طرف سے آیا تھا شاید اسی وجہ سے اپنے ساتھ باپ کی بجائے دادا کا نام کہلواتے، ان کا اپنا نام عامر ہے اور کنیت ابو عبیدہ ہے، یہ بھی حضرت صدیق اکبر کی ترغیب پہ مسلمان ہوئے، غزوۂ احد کے موقع پہ جب حضور علیہ السلام زخمی ہوئے اور زرہ کی کڑیاں آپ کے مبارک رخساروں میں پیوست ہو گئیں تو انہوں نے ہی دوڑ کر اپنے دانتوں سے ان کڑیوں کو کھینچ کر نکالا اس موقع پر ان کے سامنے والے دو دانت بھی ٹوٹ گئے اور حضور نے ان کو جنت کی بشارت سے بھی نوازا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک دن ان کے گھر تشریف لے گئے تو گھر میں سامان حرب کے علاوہ کوئی چیز نہ پا کر فرمایا! کیا ہماری دعوت نہیں کرو گے؟ انہوں نے روٹی کے سوکھے ٹکڑے آگے رکھ دیے اور عرض کیا! تیسری تو یہی خوراک ہے پانی

میں بھگوکر کھالیتا ہوں یہ سن کر حضرت عمر فاروق پہ رقت طاری ہوگئی۔

اہل نجران نے جب حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا ہمارے پاس کسی کو امین بنا کر بھیجا جائے فرمایا! ایسا امانتدار بھیجوں گا جس پر امانتدار لوگ بھی رشک کریں گے پھر آپ کو بھیجا گیا اور حضور علیہ السلام نے فرمایا لکل امة امین و امین ھذہ الامة ابو عبیدة بن الجراح (مشکوۃ) ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری ساری امت کا امین ابوعبیدہ بن الجراح ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔

؎ رفعت و افضلیت کا مژدہ ملا خاص عزو و جاہت کا مژدہ ملا
رحمت کل سے رحمت کا مژدہ ملا وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اُس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

؎ جس کو قرب شہنشاہ طیبہ ملا حسن خدمت کا ممتاز تمغہ ملا
جن کو حق کی رضا کا عطیہ ملا وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اُس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

(۱۳۳) بالخصوص اللہ تعالیٰ کے مقرب ترین بندے، ہجرت کے سفر میں تمام صحابہ کرام سے سبقت لے جانے والے جو کہ تمام صحابہ کرام میں سب سے زیادہ کاملیت رکھنے والے اور افضل البشر بعد الانبیاء ہیں یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات پہ لاکھوں سلام ہوں (خلفاء راشدین کے فضائل ظاہر و باہر اور زبان زد خاص و عام ہونے کی وجہ سے تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی ان پاکان امت کے تفصیلی فضائل و حالات میری کتاب یاران مصطفیٰ و وارثان خلافت راشدہ میں دیکھئے)

(۱۳۴) وہ صدیق اکبر جو ہمارے آقا علیہ السلام کے ساتھ زندگی بھر سائے کی طرح رہے (اور آج بھی روضہ اقدس میں اپنا ساتھ نبھائے ہوئے ہیں) اور پرہیزگار لوگوں کا سرمایہ ہیں آپ نے ایسی کامیاب حکومت کی کہ خلافت و جانشینی آپ پر ناز کرنے لگی اور آپ اس کے لیے عزت و عظمت کا سبب بن گئے اللہ تعالیٰ آپ پہ لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

بالغ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے آپ ہیں، ایک موقع پہ حضور علیہ السلام نے فرمایا! جب مجھے ساری دنیا جھٹلا رہی تھی ایک ابوبکر ہی تو تھے جو (کافروں کے ہاتھوں مار کھا رہے تھے اور) صدقت صدقت کا نعرہ لگا رہے تھے و واسانی بنفسه و ماله فهل انتم تار کوا لی صاحبی۔ اور اپنی جان اور مال مجھ پہ قربان کیا کیا تم میری خاطر میرے دوست سے درگزر نہیں کر سکتے ہو (تفصیلی واقعہ دیکھئے بخاری، ۱:۵۱۷) حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابوبکر! تو میرا غار کا بھی ساتھی ہے اور حوض کوثر کا بھی۔ (ترمذی)

؎ تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے دل مرتضیٰ سوز صدیق دے (اقبال)

(۱۳۵) میرا مطلب ہے وہ جو نبیوں اور رسولوں کے بعد سب سے افضل ہے اور سفر ہجرت میں قرآن پاک نے جس کو ثانی اثنین (دو میں سے دوسرا کہا) اس پہ لاکھوں سلام ہوں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق کے آگے چلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا! تم ایسے شخص کے آگے چل رہے ہو جو تم سب سے افضل ہے فواللّٰہ ما طلعت الشمس و لا غربت علی احد افضل من ابی بکر۔
ایک روایت میں یوں ہے ما طلعت الشمس علی احد بعد النبین والمرسلین افضل من ابی بکر (الصواعق المحرقہ)
قسم بخدا نبیوں اور رسولوں کے بعد سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو ابوبکر صدیق سے افضل ہو۔

(۱۳۶) جو تمام سچوں میں سب سے زیادہ سچا ہے (جب معراج سے واپسی پر مقام ذی طویٰ پہ حضور علیہ السلام نے جبریل امین سے فرمایا میرے اس معجزۂ معراج کی کون تصدیق کرے گا تو جبریل امین نے عرض کیا یصدقك ابو بکر وھو صدیق۔ اور کوئی تصدیق کرے یا نہ کرے ابوبکر تو ضرور کرے گا کیونکہ وہ صدیق ہے (سنن سعید بن منصور) اور تمام پرہیزگاروں کا سردار ہے (آیۃ قرانی وسیجنبھا الاتقی کی طرف اشارہ ہے جو باجماع مفسرین آپ کے حق میں نازل ہوئی۔ تفسیر کبیر، ۸:۲۱۷)
اور دوسری آیت کی طرف والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئك ھم المتقون۔ اہل تشیع مفسیرین نے بھی اس آیت سے نبی وصدیق مراد لیے ہیں دیکھئے تفسیر قمی)
اور ہمارے آقا علیہ السلام کے شعبہ وزارت میں آنکھ اور کان کی حیثیت رکھتے ہیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر وعمر منی بمنزلۃ السمع والبصر من الراس۔ ابوبکر اور عمر کا مقام میرے نزدیک وہی ہے جو سر کے لیے کان اور آنکھوں کا ہوتا ہے۔ (الصواعق المحرقہ، ص ۱۷۸)
اور آپ ﷺ نے ان دونوں حضرات کو اپنے زمین کے وزیر بھی قرار دیا (مشکوۃ) ان پر لاکھوں کروڑوں سلام ہوں۔

قصر پاک خلافت کے رُکن رکیں — شاہ قوسین کے نائب اولیں
یارِ غارِ شہنشاہ دنیا و دیں — اَصْدَقُ الصَّادِقِیْن سَیِّدُ الْمُتَّقِیْن
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

(۱۳۷) پھر دوسرے خلیفہ امیر المومنین، غیظ المنافقین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو خدا کے ساتھ دوستی رکھنے والے ہیں اور ان کے دشمنوں (شیطان کے چیلوں بلکہ پکے شیطانوں) پر دوزخ عاشق ہے جو فوراً ان کو ہڑپ کر جائے گی۔ اس عمر فاروق پہ ہماری طرف سے اے اللہ! لاکھوں سلام نازل فرما!

وہ عمر، وہ حبیب شہ بحر و بر — وہ عمر خاصۂ ہاشمی تاجور
وہ عمر کھل گئے جس پہ رحمت کے در — وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اُس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

(۱۳۸) جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے ہیں (تاریخ الخلفاء: ۱۴۳) اور کفر ونفاق کے لیے ننگی تلوار ہیں (اشداء علی الکفار کی تفسیر اور فلا وربك لا یومنون کا شان نزول اس پر گواہ ہے) ایسے مجاہد اسلام پہ لاکھوں سلام ہوں۔
حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں جنت میں گیا تو میں نے بڑا ہی خوبصورت محل دیکھا، میں نے پوچھا یہ کس کے

لیے ہے تو مجھے بتایا گیا یہ آپ کے عمر کا ہے پس میں نے ارادہ کیا کہ اس کے اندر جاؤں مگر پھر مجھے عمر کی غیرت یاد آگئی، اس پر حضرت عمر نے رو کر عرض کیا بابی انت وامی یارسول اللہ علیك اغار۔ میرے ماں باپ آپ کے قدموں پہ قربان ہو جائیں کیا میں نے آپ پر غیرت کھانا تھا (آپ ہی کے قدموں کے طفیل تو یہ ساری عزتیں ملی ہیں) (بخاری)

(۱۳۹) وہ عمر جو ہمارے نبی (ﷺ) کی ہر جگہ پہ صحیح ترجمانی کرنے والے ہیں اور ہمارے آقا علیہ السلام کی ہاں میں ہاں ملانے والے ہیں، اور عدل وانصاف کی عظمت وشان (اعدل الاصحاب) ہیں۔ اس فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پہ لاکھوں سلام ہوں۔

قیصر روم کا سفیر جب مدینہ شریف آیا تو لوگوں سے پوچھا! تمہارا بادشاہ کہاں ہے انہوں نے کہا! ہمارے ہاں بادشاہ نہیں ہوتا امیر المومنین ہوتا ہے جو درحقیقت خادم المسلمین ہوتا ہے (سید القوم خادمھم) اس کو اگر تو ملنا چاہتا ہے تو درخت کے نیچے بغیر بستر اور چارپائی کے اینٹ کا سرہانہ بنا کر وہ دیکھ زمین پہ سو رہا ہے، سفیر بے ساختہ بول اٹھا! اے عمر! میرا حاکم ظلم کرتا ہے اس کو محلات میں بھی بغیر سخت پہرے کے نیند نہیں آتی، تم عدل وانصاف کے پیکر ہو ناں اس لیے اطمینان سے ہر جگہ سکون کی نیند سوتے ہو۔

(فاروق اعظم: ڈاکٹر حمید اللہ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

(۱۴۰) ہمارے آقا علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ اور دوہرے داماد سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ پہ لاکھوں سلام ہوں جو غنی و مالدار ہو کر بھی حضور کی مسجد نبوی کے درویش اور خادم نمازی بن کر زندگی گزراتے رہے اور باوجود اپنی سخت ضرورتوں کے اپنا سارا مال اسلام اور پیغمبر اسلام پر لٹاتے رہے بالخصوص تنگی کے لشکر (غزوۂ تبوک کے غازیوں) کی اتنی مدد کی کہ حضور علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا ماعلی عثمان ما عمل بعد۔ (ترمذی) ما ضر عثمان ماعمل بعد الیوم مرتین (مشکوۃ) آج کے بعد عثمان جو کچھ کرتا پھرے پرواہ نہیں کوئی عمل بھی اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

(۱۴۱) دُرِّ منثور قرآن کی سلک بھی ۔۔۔ زوجِ دو نور عفت پہ لاکھوں سلام
(۱۴۲) یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ! ۔۔۔ حلّہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام
(۱۴۳) مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین ۔۔۔ ساقیِ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
(۱۴۴) اصلِ نسلِ صفا وجہِ وصلِ خدا ۔۔۔ بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام
(۱۴۵) اولیں دافع اہل رفض و خروج ۔۔۔ چارمی رکن ملّت پہ لاکھوں سلام
(۱۴۶) شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن ۔۔۔ پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام
(۱۴۷) ماحی رفض و تفضیل و نصب و خروج ۔۔۔ حامی دین و سنت پہ لاکھوں سلام
(۱۴۸) مومنیں پیش فتح و پسِ فتح سب ۔۔۔ اہل خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام
(۱۴۹) جس مسلماں نے دیکھا انہیں اک نظر ۔۔۔ اُس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

(۱۵۰) جن کے دشمن پر لعنت ہے اللہ کی   اُن سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

* دُرِّ منثور۔ بکھرے ہوئے موتی * سلک۔لڑی، ڈوری * بہی۔بہتری * زوج۔خاوند * عفت۔طہارت و پاکیزگی * قمیص ہدی۔ہدایت کی قمیص (خلافت) * حلہ پوش۔لباس پہننے والا * مرتضٰی۔پسندیدہ (علی شیر خدا) * اشجع الاشجعین۔بہادروں کا سردار * ساقی۔پلانے والا * شیر و شربت۔دودھ اور شربت * اصل۔جڑ، بنیاد * صفا۔طہارت * وجہ۔سبب و باعث * وصل۔ملنا * باب۔دروازہ * فضل۔فضلیت * ولایت۔خدا کی دوستی * اولین۔سب سے پہلا * دافع۔دور کرنے والا * رفض۔رافضیت و شیعیت * خروج۔دشمنی اہل بیت (خارجی موجودہ دور کے نجدی وہابی) * چارمی۔چوتھا * رکن ملت۔امت کا ستون و سہارا * شمشیرزن۔تلوار کا دھنی * خیبر شکن۔خیبر کی اینٹ سے اینٹ بجادینے والا * پرتو۔عکس * دست۔ہاتھ * قدرت۔قوتِ پروردگار * ماحی۔مٹانے والا * رفض۔صحابہ کی دشمنی، شیعہ ہونا * تفضیل۔حضرت علی کو تمام صحابہ سے افضل سمجھنے کا عقیدہ * نصب وخروج۔ناصبیت اور خارجیت (اہل بیت کی دشمنی) * حامی۔حمایت کرنے والا * پیش۔پہلے * فتح۔فتح مکہ * پس۔پیچھے، بعد والے * اہل خیر۔بھلائی والے * بصارت۔دیکھنا، بینائی، آنکھ سے دیکھنا * لعنت۔رحمت سے دوری * اہل محبت۔پیار والے۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱۴۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنہوں نے قرآن مجید کے بکھرے ہوئے موتیوں (آیات) کو کس عمدگی کے ساتھ ایک لڑی میں پرویا (جمع فرمایا اور جامع القرآن کا لقب پایا انہوں نے قرآن کو جمع فرمایا اللہ تعالٰی نے ان کو اپنے محبوب کا دہرا داماد بننے کا شرف عطا فرمایا) چنانچہ پاکیزگی وعزت کے دونوروں (حضور علیہ السلام کی دو صاحبزادیوں کا خاوند ہونے کا شرف پانے) والے زوج پر لاکھوں سلام ہوں۔

ے وہ غنی کیوں نہ تقدیر کا ہو دھنی   جس نے پائے ہوں دو لعل کان نبی
شرحِ نور علی نور ہے زندگی   دُرِ منثور قرآں کی سلک بہی
زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام   (اختر الحامدی)

حضور علیہ السلام نے جب حضرت عثمان غنی کے نکاح میں اپنی دوسری بیٹی عنایت فرمائی تو ساتھ فرمایا! اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی (تاریخ الخلفاء بحوالہ طبرانی) اور ابن عساکر کی روایت کے مطابق فرمایا! اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان غنی کے نکاح میں دیتا جاتا۔ یہ تھا حضور علیہ السلام کو عثمان غنی پہ اعتماد۔ ارے! لوگ تو ایک بیٹی دے کر اتنے تنگ ہو جاتے ہیں کہ بددعائیں کرتے ہیں کہ یا ہمارا داماد مرجائے یا ہماری بیٹی مرجائے۔ لیکن حضرت عثمان بیٹی بھی لے رہے ہیں اور دعائیں بھی لے رہیں ہیں۔

اس موقع پر حضرت علی المرتضٰی نے حضرت عثمان غنی کو ان لفظوں میں مبارک دی ثلث من صهره مالم ينالا (نہج البلاغہ) جس کا ترجمہ اعلٰی حضرت نے خوب فرمایا!

؎ ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا   نور کی سرکار سے پایا دو شالا نور کا

(۱۴۲) میری مراد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں جو ہدایت کی قمیص پہننے والے ہیں (حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان غنی کو ارشاد فرمایا تھا اے عثمان! اللہ تعالیٰ تجھے قمیص پہنائے گا یعنی خلافت عطا فرمائے گا فان ارادوا علی خلعه فلا تخلعه لهم۔ لوگ اگر اتارنا چاہیں تو ہرگز نہ اتارنا۔ (ترمذی) حضرت عثمان نے حضور علیہ السلام کے اسی حکم کو نبھاتے ہوئے جام شہادت نوش کرلیا مگر خلافت سے دست بردار نہ ہوئے اور آج بد باطن لوگ کہتے ہیں کہ عثمان کتنے لالچی تھے کہ حکومت کے لالچ میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھے (نعوذباللہ ولعنة الله علی شرکم)

آپ (رضی اللہ عنہ) نے خود فرمایا ان رسول الله قد عهد الی عهدا وانا صابر علیه۔ میں تو یار کا وعدہ نبھا رہا ہوں جان جاتی ہے تو جائے مگر اپنے حبیب سے کیے ہوئے وعدے پر آنچ نہ آئے۔ ورنہ حکومت کی کیا بات کرتے ہو

؎ بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں   تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں

(۱۴۳) اور چوتھے خلیفہ امام المشارق والمغارب علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جو مرتضیٰ (چنے ہوئے) بھی ہیں اور شیر خدا بھی ہیں بلکہ بہادروں کے سربراہ بھی ہیں ہاں ہاں حل اتی بھی ہیں، مشکل کشا بھی ہیں، حاجت روا بھی ہیں شوہر زاہر بھی ہیں، نبی کے وزیر بھی ہیں، ہمارے پیر بھی ہیں۔ اپنے قاتل کو بھی جو دودھ اور شربت پیش کردے میں اس باب مدینۃ العلم پہ کیوں نہ لاکھوں سلام کہوں۔

؎ ایسا قسم کوثر ابر کرم نہ ہو گا   وقت و باعلی نے قاتل کو بھیجی شربت

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

آپ (کرم اللہ وجہہ) فرماتے ہیں! میرے آقا علیہ السلام نے مجھے اپنی گود میں پالا، اپنے سینے پہ لٹایا یمسنی جسمه ویشمنی عرقه آپ ﷺ کا جسم انور میرے جسم سے مَس ہوتا تھا اور میں آپ کا جسم چومتا تھا اور اس سے (جنت کی) خوشبو سونگھتا تھا۔ (علموا اولادکم محبت اہل بیت النبی: ڈاکٹر عبدہ یمانی) ہجرت کی رات کافروں کے سخت پہرے میں حضور علیہ السلام کے بستر پر سوئے۔

جس پہ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین اور میکائیل علیہما السلام کو فرمایا کہ بتاؤ تم آپ میں بھائی بھائی (فرشتے) ہو کیا تم میں سے کوئی ایک دوسرے پر جان قربان کرسکتا ہے انہوں نے عرض کیا! یا اللہ! یہ تو بہت مشکل کام ہے فرمایا ذرا زمین پہ جا کر دیکھو! میں نے محمد وعلی (علیہما السلام) کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور علی کس طرح میرے محمد پہ جان قربان کررہا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہ (خلاصۃً)

فرشتے آئے اور علی کو سویا ہوا پایا! امام رازی فرماتے ہیں فرشتوں نے حضرت علی کو ان الفاظ میں مبارک دی بخ بخ (یاعلی) باهی الله بك ملائکته اے علی تجھے مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ تیری (اس جان نثاری کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے ناز ومباہات فرمارہا ہے۔

اور قرآن پاک میں آیت نازل ہوئی و من الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله۔ لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کی رضا (محبوب خدا کو خوش کرنے) کے لیے اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں۔ یہی تو وجہ ہے کہ علی المرتضیٰ پیدا ہوئے تو حال یہ

تھا کہ

؎ لرز اُٹھے اصنام کعبے کے اندر ہے توحید کا بول بالا سراسر
اٹھا شور کعبے میں اللہ اکبر چلے گھر سے کہتے ہوئے یہ پیمبر
علی آ رہے ہیں علی آ رہے ہیں علی آ رہے ہیں علی آ رہے ہیں

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی لکھتے ہیں انه ضحی نفسه من اجل سلامة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الھجرۃ عند ما نام فی فراشه۔ (علموا اولادکم محبۃ اہل بیت النبی، ۱۰۹)

نبی علیہ السلام کی سلامتی کی خاطر حضرت علی نے ہجرت کی رات بستر رسالت پر سو کر اپنی قربانی دے دی۔

(۱۴۴) سیدنا علی شیر خدا وہ ہستی ہیں کہ جو پاک صاف نسل (سادات کرام) کی اصل اور جڑ ہیں کیونکہ آپ سے ہی سادات چلے ہیں اور سادات صرف وہ ہیں جو امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد ہیں۔ احکام شریعت۔ از اعلیٰ حضرت

اور حضرت علی المرتضیٰ، اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے آپ ہی کے متعلق فرمایا ہے النظر الی علی عبادۃ۔ اشرف المؤبد۔ جیسے قرآن کے پاروں کو دیکھنا عبادت ہے، کعبہ کی دیواروں کو دیکھنا عبادت ہے، مسجد کے میناروں کو دیکھنا عبادت ہے ایسے ہی علی کے رخساروں کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

اور آپ ولایت کی فضیلت کا دروازہ ہیں۔ تمام سلاسل ولایت آپ سے جا کر ملتے ہیں اور حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔ جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولا۔ اے اللہ! جو علی سے پیار کرے تو اس سے پیار کر اور جو علی سے دشمنی رکھے تو اس کا دشمن ہو جا (اور اس کو جہنم رسید کر دے) اشرف المؤبد لال محمد، ۴۸)

؎ علی امام من است و منم غلام علی ہزار جانِ گرامی فدا بنام علی
(کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)

(۱۴۵) سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے رافضیوں اور خارجیوں (دشمنان صحابہ واہل بیت) کے ساتھ باقاعدہ جنگ کر کے ان کے فتنوں کا قلع قمع فرمایا اور ملت اسلامیہ کے چوتھے خلیفۂ راشد اور دین کا مضبوط ستون بن کر مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی اور بڑی جرأت سے ساری عمر فتنوں کا مقابلہ فرماتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان پہ کروڑوں سلام ہوں۔

(۱۴۶) آپ تلوار کے ایسے دھنی تھے کہ بڑے سے بڑے کافر کے مقابلے میں بھی آپ کی تلوار نے بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ لوگ پکار اُٹھے۔

؎ شاہ مرداں، شیر یزداں قوتِ پروردگار لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذو الفقار

خیبر کی اینٹ سے اینٹ بجانے والے علی شیر خدا پہ لاکھوں سلام ہوں۔ اور طاقت خداوندی کے عکس جمیل علی پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۴۷) رافضیت وخارجیت چاہے وہ ناصبیت کی شکل میں ہو یا تفضیلیت کی شکل میں ان تمام کی بدعقیدگیوں کا خاتمہ کر کے دین اسلام اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرنے والے مولیٰ علی پہ لاکھوں سلام ہوں۔

آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا لا اجد احد افضلنی علی ابی بکر الا جلدته حد المفتری ۔ جو مجھے ابوبکر صدیق پہ فضیلت دیتا ہوا نظر آئے گا میں اس کو بہتان تراش کی سی سخت سزا دوں گا۔ (الصواعق المحرقہ)

ایک شخص (ابوزناد) نے کہا! کہ آپ کے ہوتے ہوئے مہاجرین وصحابہ نے ابوبکر کو کیسے خلیفہ بنالیا؟ آپ نے فرمایا! لو لا ان المؤمن عائذ اللّٰہ لقتلتك ۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ناجائز بات سے بچالیتا ہے (یعنی تو اگر کلمہ گو نہ ہوتا) تو میں تجھے قتل کردیتا۔ (کنز العمال، ۶:۳۱۸)

آپ نے فرمایا مجھ سے میرے نبی نے یہ فرمایا تھا لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق۔ کہ مجھ سے صرف مسلمان ہی محبت کرے گا (کافر، منافق کے دل میں میری محبت نہیں جاسکتی) اور مجھ سے دشمنی رکھنے والا پکا منافق ہوگا۔ اور آپ کے دیگر تمام شہزادوں کی عظمت پہ بھی لاکھوں سلام ہوں۔

؎ جس قدر ماہ پارے ہیں اُس ماہ کے ۔۔۔ جتنے تارے ہیں اُس چرخ ذیجاہ کے
اور جتنے ہیں شہزادے اُس شاہ کے ۔۔۔ جانشین ہیں جو مردِ حق آگاہ کے
اُن سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام ۔۔۔ (اختر الحامدی)

(۱۴۸) سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام چاہے وہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے ہوں یا فتح مکہ کے بعد تمام سے اللہ تعالیٰ نے (کلا وعد اللّٰہ الحسنی) جنت اور بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے اور الصحابة کلھم عدول ۔ سب صحابہ عادل ومنصف ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں اور کروڑوں درود وسلام ہوں۔

؎ یہ آسمان ہدایت کے تارے ہیں ۔۔۔ خدا کرے تمہیں مل جائے روشنی ان سے
؎ یہ لوگ تم نے ایک ہی ٹھوکر میں کھو دیے ۔۔۔ ڈھونڈا تھا آسماں نے انہیں خاک چھان کر
؎ مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے ۔۔۔ وہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا سے ملے

(۱۴۹) (صحابہ کرام کے بعد اعلیٰ حضرت تابعین علیہم الرحمۃ کی بارگاہ میں لاکھوں سلام کا نذرانہ پیش کررہے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا لا تمسہ النار رانی اور رای من رانی (او کما قال علیہ السلام) مجھے دیکھنے والے (صحابی) کو دوزخ چھو بھی نہ سکے گی اور جس نے میرے دیکھنے والے (صحابی) کو دیکھا اس کو بھی دوزخ کی آگ نہ چھو سکے گی) یا یہ شعر اوپر والے شعر ہی کا تتمہ ہے کہ جس مسلمان نے میرے آقا علیہ السلام کو ایک نظر بھی دیکھ لیا اس پاکیزہ نظر کے دیکھنے پر لاکھوں سلام ہوں کہ اس نے اس کو دیکھا ہے جس نے خدا کو دیکھا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

؎ اُس کی تقدیر ہے کس اوج پر ۔۔۔ اُس نظر کا مقدر ہے کس قدر بخت ور
جس مسلماں نے دیکھا اُنھیں اِک نظر ۔۔۔ اُس نظر پہ فدا تابِ چشمِ سحر
اُس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام ۔۔۔ (اختر الحامدی)

(۱۵۰) ہمارے آقا علیہ السلام کا فرمان ہے جس نے میرے صحابہ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے دشمنی کی وہ خدا کا دشمن ہوا۔

نیز اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا من عادیٰ لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب۔ جب ولی کا دشمن خدا سے جنگ کر رہا ہے تو صحابہ کے دشمن پہ کیوں نہ خدا کی لعنت ہوگی، صحابہ کرام سے محبت کرنے والوں پہ بھی لاکھوں سلام ہوں۔

جن کے خادم پہ شفقت ہے اللہ کی — جن کا کوثر ہے جنت ہے اللہ کی
جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی — دوست پر جن کے رحمت ہے اللہ کی
اُن سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

☆☆☆

(۱۵۱) باقیِ ساقیانِ شراب طہور! — زینِ اہل عبادت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۲) اُن کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود — اُن کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۳) شافعی، مالک، احمد، امام حنیف — چار باغِ امامت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۴) کاملانِ طریقت پہ کامل درود — حاملانِ شریعت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۵) غوثِ اعظم امام التقیٰ والنقیٰ — جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۶) قطب و ابدال و ارشاد و رُشد الرشاد — محیِ دین و ملت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۷) مرد خیل طریقت پہ بے حد درود — فرد اہل حقیقت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۸) جس کی منبر ہوئی گردن اولیاء — اُس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام
(۱۵۹) شاہ برکات و برکات پیشیناں — نوبہار طریقت پہ لاکھوں سلام
(۱۶۰) سید آلِ محمد اما الرشید — گل روض ریاضت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

* باقی۔ جورہ گئے * ساقیان۔ پلانے والے * شراب طہور۔ پاک شراب * زین۔ خوبصورتی اور زینت * بالا۔ بلند * شرافت۔ بزرگی * اعلیٰ۔ اونچا * والا۔ شان والا * سیادت۔ سرداری * شافعی۔ امام محمد بن ادریس شافعی * امام حنیف۔ امام بوحنیفہ * کاملان طریقت۔ روحانیت کے شہسوار * حاملان شریعت۔ شریعت پہ عمل کرنے والے * التقی۔ تقویٰ * النقی۔ طہارت * جلوہ۔ مظہر * قطب وابدال۔ طریقت کے درجات * محی۔ زندہ کرنے والا * خیل۔ سربراہ * فرد۔ یکتا * منبر۔ جس پہ بیٹھ کر خطیب وعظ کرتا ہے * کرامت۔ بزرگی * پیشیاں۔ پہلے بزرگ * نوبہار۔ نئی رونق * امام الرشید۔ ہدایت کے پیشوا * روض ریاحت۔ خوشبو کا باغ۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱۵۱) جن کا ذکر ہو چکا ان کے علاوہ باقی تمام ائمہ اہل بیت، صحابہ کرام جنہوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عشق ومحبت کی شراب پلائی اور عبادت گزاروں کی زینت ہوئے ان سب پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۵۲) ان سب کی بزرگی اور شرافت پہ بلند و بالا درود ہو اور ان سب کی سرداری پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۵۳) فقہ کے چاروں امام امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین امامت کے ان چار باغوں پر مہکتے ہوئے درود وسلام کے پھول نچھاور ہوں۔

؎ نجم ہائے درخشانِ حسنِ لطیف جن سے روشن ہوئے سینہ ہائے کثیف
چار ارکانِ ایوانِ شرعِ شریف شافعی ۔ مالک ۔ احمد ۔ امام حنیف
چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۱۵۴) طریقت کے تمام کامل اماموں اور روحانیت کے سرچشموں پہ کامل درود ہو اور شریعت پر عمل کرنے والے تمام بزرگوں پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۵۵) بالخصوص سب ولیوں کے سردار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ جو تقویٰ اور طہارت کے امام ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی شان کا مظہر کامل ہیں ان پہ لاکھوں سلام ہوں۔

؎ حق کے محرم امام التقی و النقی ذات اکرم اِمام التقی و النقی
قطب عالم امام التقی و النقی غوث اعظم امام التقی و النقی
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

(۱۵۶) اور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے فیض یافتہ اولیاء کاملین قطب، ابدال اور ہدایت کے پیشوا، جنہوں نے دین وملت کی آبیاری فرمائی ان سب پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۵۷) طریقت کے سربراہ پہ ان گنت رحمتیں ہوں اور حقیقت والوں میں بے مثال آقا غوث اعظم پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۵۸) جس غوث پاک کا قدم تمام اولیاء کرام کی گردنوں کی زینت بنا اور ولیوں کی گردنیں اس قدم کے لیے منبر بن گئیں آپ کے اس قدم کی عزت وکرامت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

؎ ایسی برتر ہوئی گردنِ اولیاً اوج مہ پر ہوئی گردن اولیاً
عرش بر سر ہوئی گردن اولیاً جس کی منبر ہوئی گردن اولیاً
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

(۱۵۹) اور اپنے مشائخ عظام جو غوث اعظم کے فیض سے ہی مستفیض ہونے والے ہیں سید برکت اللہ مارہروی اور ان سے پہلے کے تمام مشائخ کی برکتوں نے طریقت کے میدان میں جو رونق لگائی اس پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۱۶۰) حضرت سید آل محمد (سید برکت اللہ مارہروی کے بڑے صاحبزادے) جو ہدایت کے مقتداء ہوئے ہیں اور روحانیت

کے مہکنے والے پھول ہیں ان پہ لاکھوں سلام ہوں (سید برکت اللہ بن سید شاہ اویس کی ولادت ۲۶ جمادی الاخری ۱۰۷۰ھ میں ہوئی اور وصال شب عاشورہ محرم الحرام ۱۱۴۲ھ میں ہوئی)

جبکہ سید ال محمد کی ولادت بروز جمعرات ۱۸ رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ میں ہوئی اور آپ کا وصال باکمال ۱۶ رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ کو ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے مزارات مارہرہ شریف انڈیا میں مرجع خواص وعوام ہیں۔

(۱۶۱) حضرت حمزہ شیر خداؤ رسول — زینت قادریت پہ لاکھوں سلام
(۱۶۲) نام و کام و تن و جان و حال و مقال — سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام
(۱۶۳) نورِ جاں عطر مجموعہ آلِ رسول — میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام
(۱۶۴) زیب سجادہ سجاد نوری نہاد — احمد نورِ طینت پہ لاکھوں سلام
(۱۶۵) بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب — تاابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام
(۱۶۶) تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خدا — بندۂ ننگ خلقت پہ لاکھوں سلام
(۱۶۷) میرے اُستاد ماں باپ بھائی بہن — اہل ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام
(۱۶۸) ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں — شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام
(۱۶۹) کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور — بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام
(۱۸۰) مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

* حضرت حمزہ ـ (ولادت ۱۴ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ، وصال ۱۴ محرم ۱۱۹۸ھ * کام ـ مقصد * تن ـ جسم * حال ـ حالت * مقال ـ بات * عطر مجموعہ ـ خوشبوؤں کا مرکب * زیب ـ زینت * سجادہ ـ بزرگوں کی گدی * نہاد ـ پیدائش، عادت طینت کا بھی یہی معنی ہے * عتاب ـ ناراضگی * تاابد ـ ہمیشہ ہمیشہ * طفیل ـ وسیلہ، برکت * ننگ خلقت ـ مخلوق کی عار * ولد ـ اولاد * عشیرت ـ خاندان، قبیلہ * دعویٰ ـ استحقاق * شاہ ـ حضور علیہ السلام * کاش ـ خدا کرے ایسا ہی ہو * آمد ـ آنا * شوکت ـ دبدبہ، شان وعظمت * قدسی ـ پاکباز، فرمان بردار فرشتے۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱۶۱) حضرت حمزہ بن سید شاہ ال محمد جو خدا اور اس کے رسول کے شیر ہیں اور سلسلہ قادریہ کی زینت ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی لاکھوں رحمتیں ہوں۔

؎ جس کی سرکار ہے بارگاہ قبول — جس کے دربار میں اولیاء ہیں شمول

جس پہ ہے رحمت مصطفےٰ کا نزول حضرت حمزہ شیر خدا و رسول
زینت قادریت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

(۱۶۲) سید ال احمد عرف اچھے میاں (بن سید شاہ حمزہ) ولادت ۲۸ رمضان ۱۱۶۰ھ وصال ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ۔ مزار پر انوار مارہرہ شریف) جن کا نام بھی اچھا، کام بھی اچھا اور حال وقال بھی عمدہ اور سیرت کے ساتھ صورت بھی عمدہ ہے ان پر بھی اللہ تعالیٰ کی لاکھوں رحمتیں ہوں۔

(۱۶۳) میری جان وروح کا نور اور ان گنت خوبیوں کا خلاصہ ومجموعہ سید آل رسول (ستھرے میاں کے صاحبزادے جو کہ شاہ سید حمزہ کے منجھلے صاحبزادے ہیں اور اپنے عم مکرم سید آل احمد اچھے میاں کے مرید وخلیفہ ہیں۔ علم ظاہری وباطنی سے فیضاب، ولادت ۱۲۰۹ھ اور وصال ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ) مجھے ہر نعمت انہی کی بارگاہ سے میسر آئی اللہ تعالیٰ ان پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے (یہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کے مرشد برحق ہیں)

(۱۶۴) حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری جنہوں نے آستانہ مارہرہ شریف کی گدی کو ایک نئی شان عطا فرمائی نورانی طبیعت و خلقت والے ان پر اللہ تعالیٰ کی لاکھوں رحمتیں ہوں۔ (آپ سیدی شاہ ال رسول کے پوتے ہیں اور آپ کے والد ماجد کا نام سید شاہ ظہور حسن بن سید ال رسول ہے آپ کی ولادت ۱۲۵۵ھ میں ہوئی اور وصال ۱۱ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ میں ہوا، مزار پر انوار مارہرہ شریف میں ہے۔ انہی کی بارگاہ میں نواب آف نان پارہ نے عرض کیا تھا کہ احمد رضا سے فرمائیں کہ میری شان میں کوئی ایک قطعہ لکھ کر دیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا جب موڈ میں ہوں گے کہہ دوں گا، چنانچہ جب اعلیٰ حضرت کو حکم ہوا تو آپ نے قلم اُٹھایا اور سرکار مدینہ کی بارگاہ کی گداگری پہ وجد کرتے ہوئے یہ شعر لکھا۔

؎ کروں مدح اہل دُول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

(۱۶۵) اے اللہ! بغیر کسی سزا، ناراضگی اور حساب وکتاب کے اپنے نبی کے غلاموں (اہل سنت وجماعت) پہ ہمیشہ رحمتیں و برکتیں نازل فرما۔

؎ ہے خدایا کرم بار تیری جناب از طفیل جناب رسالت مآب
وہ کہ جن کا ہے یٰسین و طٰہٰ خطاب بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تاابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

؎ اہل باطل ہوں جل جل کے یارب کباب روز افزوں ہو اُن کا یونہی التہاب
اور بہر حضور رسالت مآب بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تاابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

اہل سنت پہ لاکھوں سلام:

صرف اہل سنت پہ پہ تاابد لاکھوں سلام بھیجنے کی وجہ یہ ہے کہ یہی گروہ ناجی ہے کسی نہ کسی (خدا کے پیارے) کی

شان میں گستاخی کرتا ہے کسی کا دامن گستاخی رسول سے داغدار ہے تو کوئی صحابہ کرام کی توہین کا مرتکب ہے۔ کوئی اہل بیت عظام سے بغض رکھتا ہے اور کوئی خیر سے کسی کو بھی نہیں مانتا اور آمین سب سے اونچی کہتا ہے بھلا ایسی آمین کا کیا فائدہ جو اللہ والوں کی توہین میں بلند ہوتی ہے۔ اور ائمہ فقہ کو تو اللہ رسول کا دشمن سمجھتے ہیں کہ یہ ساری عمر قرآن وسنت کے خلاف ہی گویا کام کرتے رہے (نعوذ باللہ من ذلک)

حضور علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے بہتر اور اپنی امت کے تہتر فرقوں کی نشاندہی فرمائی ہے جب عرض کیا گیا کہ حضور ان تہتر میں سے حق اور صراط مستقیم پہ کون ہوگا تو آپ نے فرمایا **ما انا علیہ و اصحابی** ۔ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوں گے وہ حق پر ہوں گے (مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

اسی گروہ کو جماعت اور سواد اعظم فرمایا گیا اور فرمایا **ید اللّٰہ علی الجماعۃ من شذشذ فی النار** ۔ اللہ کی رحمت اسی جماعت پر ہوگی جو اس جماعت سے جدا ہوگا سیدھا دوزخ میں جائے گا (ترمذی باب لزوم الجماعۃ)

فرمایا یہی جماعت ہے جو گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی، لہٰذا اس کی اتباع کو لازم پکڑ لو **اتبعو اسوادا لاعظم** ۔ (ابن ماجہ)

آپ غور فرمائیں تو آسانی سے یہ فیصلہ کرلیں گے کہ نئے نئے گروہوں نے جو نئے نئے عقیدہ گھڑ رکھے ہیں جن کی وجہ سے وہ گمراہ ہوئے ہیں صحابہ کرام کے یہ عقاید ہرگز نہ تھے مثلاً نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال آنے سے نماز خراب ہوجاتی ہے، نبی کو دیوار پیچھے کا علم نہیں ہے وغیرہ وغیرہ "نقل کفر کفر نہ باشد" جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی شئی کا مالک ومختار نہیں۔

الحمدللہ! اہل سنت کے عقائد جو اعلیٰ حضرت نے اپنی کتابوں میں بیان فرمائے ہیں ان میں ادب ہی ادب ہے اور **الایمان کلہ ادب** ۔ ایمان ادب ہی کا تو نام ہے۔

؎ از خدا خواہیم توفیق ادب ۔۔۔ بے ادب محروم انداز فضل رب

(۱۶۶) "بندۂ ننگ خلقت" سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی اپنی ذات مراد ہے کہ اے اللہ اپنے ان تمام محبوب بندوں کے طفیل مجھے بھی اپنی رحمتوں سے ڈھانپ لے۔

؎ میں بھی ہوں اک گدائے در اولیا ۔۔۔ میں بھی ہوں اک سگ کوئے غوث الوریٰ

میں بھی ہوں ذرۂ کوچۂ مصطفےٰ ۔۔۔ تیرے اُن دوستوں کے طفیل اے خدا

بندۂ ننگ خلقت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

اپنے آپ کو ننگ خلقت یعنی مخلوق کے لیے وجہ عار اور باعث شرم کہنا اور کسی مقام پہ "سگ بے ہنر" کہنا یہ اسی ادب کا تقاضا ہے جو اس سے پہلے شعر کی تشریح میں بیان ہو رہا تھا۔

(۱۶۷) اے اللہ میرے والدین، میرے اساتذہ، بہن بھائی اولاد اور خاندان قبیلہ سب پہ اپنے نیکوں کی طفیل اپنی رحمتیں نازل فرما۔ آپ کے والد ماجد کا نام مولانا نقی علی خان ہے جن کی ولادت رجب المرجب ۱۲۴۶ھ (۱۸۳۰ء) میں ہے جو اپنے دور کے متبحر عالم دین تھے، بڑی خوبیوں کے مالک تھے، آپ نے پچیس کتابیں مختلف موضوعات پہ لکھیں ہیں۔ بعض متعصب اس قدر اندھے ہوگئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے آباؤ اجداد کے ناموں سے لوگوں کو دھوکہ دیکر ان حضرات کو شیعہ ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف

ہیں ایسے اندھوں کو اعلیٰ حضرت کا سلام ہی پڑھ لینا چاہیے کہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ اور صحابہ کرام پر کتنی محبت سے لاکھوں سلام کا نذرانہ پیش کیا ہے اور پھر آپ نے شیعوں کے خلاف بیس کے قریب کتابیں بھی تو لکھیں ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے دو بھائی اور تھے مولانا حسن رضا خان جو نعت کہنے میں اپنی مثال آپ تھے اور اعلیٰ حضرت بھی ان کی نعتیں بڑے شوق سے سنتے تھے آپ کے نعتیہ دیوان کا نام "ذوق نعت" ہے جو کئی بار چھپ چکا ہے۔ اور اس شرح میں بے شمار اشعار بالخصوص ابتدائی حصے میں ان کے آپ پڑھ چکے ہیں۔ آپ کے دوسرے بھائی کا نام مولانا محمد رضا خان تھا۔ جبکہ آپ کی دو بہنیں بھی تھیں۔

آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد ماجد کے علاوہ مولانا مرزا غلام قادر بیگ جن کو احسان الٰہی ظہیر جیسے دھوکہ بازوں نے مرزا قادیانی کا بھائی ثابت کرنے کا بہتان تراشا، اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں جن لوگوں کے پاس اپنی حقانیت کے دلائل نہیں ہوتے وہ حق والوں پر کس کس طرح کے رکیک حملے کرتے ہیں۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی ملعون کے ساتھ ان بزرگوں کا دور کا تعلق بھی نہیں صرف مرزا اور بیگ کے لفظ سے دھوکہ دیا گیا ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ان بزرگوں کے کئی سوالات کے اعلیٰ حضرت نے جوابات بھی دیے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے علم تکسیر و جفر کے کچھ حصے شاہ ابوالحسن نوری علیہ الرحمۃ سے بھی سیکھے جن کے بارے میں قصیدۂ نور کے مطلع میں آپ نے فرمایا۔

ے اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے   ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

اعلیٰ حضرت کے دو صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ صاجزادوں کے نام یہ ہیں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان اور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان۔ دونوں صاحبزادے دینی علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے جبکہ مؤخر الذکر شعری ذوق بھی رکھتے تھے آپ نے متعدد نعتیں لکھیں حصول برکت کے لیے لاکھوں سلام کے اشعار کی شرح میں اُن کا بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں لاکھوں سلام والا نذرانہ محبت پیش کیا جا رہا ہے۔ جس سے آپ الولد سر لابیہ کی حقیقت واضح طور پر دیکھ لیں گے۔

سلام بہ سرکارِ انام

مُفتیِ اعظم ہند مُصطفےٰ رضا خاں نُورؔی

تم پر لاکھوں سلام   تم پر لاکھوں سلام

سب سے اعلیٰ عزّت والے   غلبہ و قہر و طاقت والے

حُرمت والے کرامت والے   تم پر لاکھوں سلام   تم پر لاکھوں سلام

ظاہر باہر سیادت والے   غالب قاہر ریاست والے

قوت والے شہادت والے   تم پر لاکھوں سلام   تم پر لاکھوں سلام

نُور علم و حکمت والے   نافذ جاری حکومت والے

رب کی اعلیٰ خلافت والے   تم پر لاکھوں سلام   تم پر لاکھوں سلام

آپ کا چاہا رب کا چاہا — رب کا چاہا آپ کا چاہا
رب سے ایسی چاہت والے — تم پر لاکھوں سلام — تم پر لاکھوں سلام
تم ہو شہِ اورنگ خلافت — تم ہو والی ملک جلالت
تم ہو تاجِ رفعت والے — تم پر لاکھوں سلام — تم پر لاکھوں سلام
رب کے پیارے راج دُلارے — ہم ہیں تمہارے تم ہو ہمارے
اَے دامانِ رحمت والے — تم پر لاکھوں سلام — تم پر لاکھوں سلام
دھو دیں گنہ کے دھبے کالے — ابرِ کرم کے برسیں جھالے
گیسوؤں والے رحمت والے — تم پر لاکھوں سلام — تم پر لاکھوں سلام
اَے شاہدِ حق وَ شاہدِ اُمّت — کافر پر تم رب کی حجّت
تم مومن کی مسرت والے — تم پر لاکھوں سلام — تم پر لاکھوں سلام
ڈگمگ ڈگمگ نَیّا ہالے — جیرا کانپے توئی سنبھالے
آہ دو ہائی رحمت والے — تم پر لاکھوں سلام — تم پر لاکھوں سلام
بگڑی ناؤ کون سنبھالے — ہائے بھنور سے کون نکالے
اے زور و طاقت والے — تم پر لاکھوں سلام — تم پر لاکھوں سلام
راجا پر جا آپ کے دوارے — سب ہیں بیٹھے جھولی پسارے
داتا پیارے دولت والے — تم پر لاکھوں سلام — تم پر لاکھوں سلام
کھیون ہارے کھیون ہارے — بَیّاں پکڑے مورے پیارے
قوت والے ہمت والے — تم پر لاکھوں سلام — تم پر لاکھوں سلام
اپنے پرائے آپ کے در سے — نعمتیں پائیں جھولیاں بھر کے
اللہ اللہ سخاوت والے — تم پر لاکھوں سلام — تم پر لاکھوں سلام
عرشِ علاء پر رب نے بُلایا — اپنا جلوہ خاص دکھایا
خلوت والے جلوت والے — تم پر لاکھوں سلام — تم پر لاکھوں سلام
تخت تمہارا عرش خُدا کا — مُلکِ خُدا ہے مِلک تمہارا
رب کی اعلیٰ خلافت والے — تم پر لاکھوں سلام — تم پر لاکھوں سلام
دے دیئے تم کو اپنے خزانے — ربّ بعزت ربّ عُلانے

دونوں جہاں کی نعمت والے　　تم پر لاکھوں سلام　　تم پر لاکھوں سلام
ایسی دولت پائی پھر بھی　　مسکینی ہی تم نے چاہی
مسکینوں پر رحمت والے　　تم پر لاکھوں سلام　　تم پر لاکھوں سلام
آپ سے دولت پائے دُنیا　　آپ کریں خود فاقہ پہ فاقہ
ایسی بخشش و دولت والے　　تم پر لاکھوں سلام　　تم پر لاکھوں سلام
نعمتیں تم اوروں کو کھلاؤ　　خود کھاؤ تو جَو کی کھاؤ
نانِ جویں پہ قناعت والے　　تم پر لاکھوں سلام　　تم پر لاکھوں سلام
دولت دو عالم کی بانٹو　　پیٹ پر اپنے پتھر باندھو
اللہ اللہ سخاوت والے　　تم پر لاکھوں سلام　　تم پر لاکھوں سلام
غیروں کو اپنوں سے زیادہ　　بانٹی تم نے دولتِ دُنیا
ماشاء اللہ ہمت والے　　تم پر لاکھوں سلام　　تم پر لاکھوں سلام
ہم ہیں جتنے خاطی و مخطی　　آپ ہیں اس سے زائد معطی
عفوو صفح و عنایت والے　　تم پر لاکھوں سلام　　تم پر لاکھوں سلام
کتنے پردے ہی چہرے پر　　پھر بھی چہرہ شمس و قمر
اَے نُورانی صورت والے　　تم پر لاکھوں سلام　　تم پر لاکھوں سلام
صورتِ اقدس سے حق ظاہر　　کلمہ پڑھتا دیکھ کے کافر
اَے حقانی صورت والے　　تم پر لاکھوں سلام　　تم پر لاکھوں سلام
بوجہل لعین کلمہ پڑھتا　　دیکھا ہی نہیں اُس نے شاہا
پردوں والی صورت والے　　تم پر لاکھوں سلام　　تم پر لاکھوں سلام
خُلق تمہارا خُلقِ اِلٰہی　　فیض تمہارا لَا مُتَنَاہی
اَے پاکیزہ سیرت والے　　تم پر لاکھوں سلام　　تم پر لاکھوں سلام
ایسی مقدّس خواب راحت　　آپ تو سوئیں جاگے قسمت
اَے ربّانی دعوت والے　　تم پر لاکھوں سلام　　تم پر لاکھوں سلام
مَازَاغَ بَصَرُکَ یَامَوْلٰی　　مَا کَذَبَ قَلْبُکَ حِیْنَ رَاٰی
ایسی چشم بصیرت والے　　تم پر لاکھوں سلام　　تم پر لاکھوں سلام

قولِ حق ہے قول تمہارا اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰے
صِدق و حق و امانت والے تم پہ لاکھوں سلام تم پہ لاکھوں سلام
فِعل تمہارا فِعلِ خُدا ہے اس کا گواہ اللّٰہ رمیٰ ہے
حق سے ایسی نسبت والے تم پہ لاکھوں سلام تم پہ لاکھوں سلام
آپ کا یَدُ یَدُ رَبِّ وَاحِدُ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ہے شاہد
اَے ربّانی بیعت والے تم پہ لاکھوں سلام تم پہ لاکھوں سلام
دِینِ حق کے ہادی رہبر تم ہو حق کے نائب اکبر
ناسخ ادیان شریعت والے تم پہ لاکھوں سلام تم پہ لاکھوں سلام
حِلّت حُرمت آپ کے منہ سے ایسے ہے جیسے حق کے کِئے سے
حِلّت والے حُرمت والے تم پہ لاکھوں سلام تم پہ لاکھوں سلام
آپ کا سایہ کیسے ہوتا آپ ہیں نُورِ حق کا سایا
ظِلّ رحمت طلعت والے تم پہ لاکھوں سلام تم پہ لاکھوں سلام
آپ کا دم ہے فرش کی نزہت اور قدم ہے عرش کی زینت
حُسن و جمال و نظافت والے تم پہ لاکھوں سلام تم پہ لاکھوں سلام
خواب میں اپنا جلوہ دِکھاؤ نُوری کو تم نُوری بناؤ
اَے چمکیلی رنگت والے تم پہ لاکھوں سلام تم پہ لاکھوں سلام

شعر نمبر ۱۶۷ کی تضمین اختر الحامدی صاحب نے یوں لکھی ہے۔

ے تیری رحمت رہے ان پہ پرتو فگن ان پہ ہو سایۂ لطف شاہِ زمن
دیر تک یہ درخشاں رہے انجمن میرے اُستاد ماں باپ بھائی بہن
اہل ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام

(۱۶۸) اور اللہ کی اتنی وسیع رحمت کو میں اپنی ذات تک محدود کیوں رکھوں، میں یوں کیوں نہ کہوں کہ میرے آقا علیہ السلام کی ساری امت پہ اللہ تعالیٰ کی لاکھوں کروڑوں رحمتیں ہوں۔

ے ابرِ جود و عطا کس پہ برسا نہیں؟ تیرا لطف و کرم کس پہ دیکھا نہیں؟
کس جگہ اور کہاں تیرا قبضہ نہیں؟ ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام

ے کون ہے دل سے اُن کا جو شیدا نہیں کس کے ورد زباں اُن کا کلمہ نہیں

حشر میں کس کو اُن کا سہارا نہیں ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام

رحمت حق کی وسعتیں:

ایک شخص حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو ان الفاظ سے دعا دی اللھم ارحمنی ومحمدا ولا ترحم معنا اے اللہ مجھ پہ رحم فرما اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما، کسی اور کو ہمارے ساتھ اپنی رحمت میں شامل نہ فرما۔ حضور علیہ السلام نے جب یہ سنا تو آپ نے فرمایا لقد حجزت واسعا تو نے تو اللہ تعالیٰ کی اتنی وسیع رحمت کو بالکل محدود کر دیا ہے۔ (البخاری باب رحمۃ الناس)

ایک دوسری روایت میں یہی واقعہ ہے یا کوئی دوسرا ہے۔ بہر حال اوپر والی روایت تو حضرت ابوہریرہ سے ہے جبکہ اس روایت کے راوی حضرت جندب ہیں فرماتے ہیں کہ ایک شخص اونٹ پہ سوار تھا بارگاہ نبوت علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوا اونٹ کو بٹھایا، نیچے اتر کر اونٹ باندھا اور حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز ادا کرنے کے بعد واپس اونٹ کے پاس گیا، اس کی رسی کھول کر اور پر سوار ہو گیا اور پھر پکار کر کہا۔ اللھم ارحمنی ومحمدا ولا تشرک فی رحمتنا احدا (ترجمہ وہی ہے جو اوپر والی روایت میں مذکور ہوا)

فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اتقولون ھو اضل ام بعیرہ الم تسمعوا الی ماقال۔ حضور علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا تمہارا کیا خیال ہے یہ زیادہ احمق ہے یا اس کا اونٹ؟ سنا ہے تم نے اس نے کیا کہا، قالو انعم۔ عرض کیا! حضور! ہاں سنا ہے (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۲۱۴)

الغرض! اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے ورحمتی وسعت کل شئی۔ میری رحمت ہر شئی پہ وسعت رکھتی ہے اس بنا پر اعلیٰ حضرت نے لاکھوں سلاموں کی رحمت میں حضور علیہ السلام کی ساری امت کو بھی شامل فرمالیا ہے۔

یا الٰہی رحم کن بر ماہمہ عفو کن جملہ گناہ ماہمہ

(۱۶۹) اے اللہ! کاش ایسا ہو جائے کہ دنیا میں اپنے آقا پہ مخالفین کے فتووں کے باوجود تیرے محبوب علیہ السلام پر جھوم جھوم کر درود و سلام پڑھنے والوں کے سامنے میدان محشر میں جب حضور علیہ السلام تشریف لائیں تو ہم آپ کی شفاعت کا پیشگی شکریہ ادا کرنے کے لیے ان کی شان و شوکت پہ درود و سلام کا وظیفہ کرنے لگیں۔

آفتاب قیامت کے بدلے ہوں طور جب کہ ہو ہر طرف ''نفسی نفسی'' کا شور
جب کسی کا کسی پر نہ چلتا ہو زور کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

حضور علیہ السلام کس شان سے میدان محشر میں تشریف لائیں گے آپ نے خود فرمایا یطوف علی الف خادم کانھم لؤلؤ مکنون (ترمذی عن انس)

ایک ہزار خدمت گزار چھپے ہوئے موتیوں سے بھی زیادہ خوبصورت میرے اردگرد ہوں گے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں خرج فی سبعین الفامن الملائکۃ یؤ قرونہ صلی اللہ علیہ وسلم (التذکرہ۔للقرطبی:۲۱۴) میدان محشر میں (ہزار خدام کے علاوہ) حضور علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں تشریف لائیں گے۔ یہی ہیں خدمت کے قدسی جن کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مقطع سلام میں عرض کرنے کی جسارت فرمارہے ہیں۔

(۱۷۰) رب العالمین کی بارگاہ اقدس کی خدمت بجالانے والے معصوم فرشتے جب مجھ گناہ گار کو حضور علیہ السلام کی آمد کے راستے میں اپنے آقا کی انتظار میں کھڑا پائیں گے تو ضرور پوچھیں گے تو کہیں کہ ہاں احمد رضا کیوں کھڑے ہو؟ بس ان کے پوچھنے کی دیر ہو گی اور میں اپنے آقا کریم پہ یہی لاکھوں سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کرنا شروع کردوں گا فرق یہ ہے کہ یہاں آنکھوں کو بند کر کے تصویر محبوب کو خیالات کی آنکھوں سے دل کی دنیا میں دیکھ دیکھ کر پڑھتا ہوں اور وہاں جلوہ محبوب سر کی آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر پڑھوں گا۔

ے مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام — شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

اور پھر جلوہ کوئی ایک ہوگا؟ نہیں نہیں بلکہ۔

ے قیامت جس کو کہتے ہیں وہ عید ہے اہل سنت کی — ادھر دیدار رب ہو گا ادھر صورت محمد کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

ے مرشدی شاہ احمد رضا خاں رضاؔ — فیضیاب کمالات حساں رضاؔ
ساتھ اختر بھی ہو زمزمہ خواں رضاؔ — جب کہ خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام (اختر الحامدی)

ے کاش برپا ہو جس وقت روزِ جزا — اور دُولھا بنیں وہ شفیع الوریٰ
ہو کسی کی یہ پوری حبیب التجا — مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام (سید حبیب احمد)

----***----

مناجات

(۱) یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو — جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو
(۲) یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو — شادیٔ دیدار حسن مصطفٰے کا ساتھ ہو
(۳) یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات — ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو
(۴) یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر — امن دینوالے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
(۵) یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے — صاحب کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو
(۶) یاالٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر — سید بے سایہ کے ظل لوا کا ساتھ ہو
(۷) یاالٰہی گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن — دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
(۸) یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں — عیب پوش خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو
(۹) یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں — ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا ساتھ ہو
(۱۰) یاالٰہی جب حساب خندۂ بیجا رُلائے — چشم گریانِ شفیع مرتجے کا ساتھ ہو
(۱۱) یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں — ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو
(۱۲) یاالٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط — آفتابِ ہاشمی نور الھدیٰ کا ساتھ ہو
(۱۳) یاالٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے — رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو
(۱۴) یاالٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں — قدسیوں کے لب سے اٰمین ربّنا کا ساتھ ہو
(۱۵) یاالٰہی جب رضاؔ خواب گراں سے سر اُٹھائے
دولت بیدارِ عشقِ مصطفٰے کا ساتھ ہو

حل لغات:

★ یاالٰہی۔الٰہ اور یٔ متکلم سے مرکب ہے (اے میرے معبود) جیسے کبھی یانسبت کی ہوتی ہے امرِ الٰہی یاحکم الٰہی ★ عطا۔ بخشش ★ مشکل کشا۔ مشکل حل کرنے والا ★ نزع۔جان کنی،موت کاوقت ★ شادی۔خوشی ★ دیدار۔زیارت ★ گورتیرہ۔

اندھیری رات ٭ جانفزاء- جان کو بڑھانے والی ٭ دارو گیر- پکڑ دھکڑ، قید و بند ٭ پیشوا- مقتداء ٭ امام- رہبر و راہنما ٭ صاحب کوثر- حوض کوثر کے مالک ہمارے آقا علیہ السلام ٭ جود و عطا- سخاوت ٭ سرد مہری- سنگدلی، بے وفائی ٭ خورشید- سورج ٭ ظل لواء- جھنڈے کا سایہ ٭ بھڑکیں- شعلہ زن ہوں، جلنے لگیں ٭ بدن- جسم ٭ نامۂ اعمالی- کیا دھرا، اعمال نامہ ٭ عیب پوش- چھپانے والا، گناہوں پر پردہ ڈالنے والا ٭ خلق- مخلوق ٭ ستار خطا- خطائیں چھپانے والا ٭ بہیں- جاری ہوں (آنسو) ٭ جرم- گناہ ٭ تبسم ریز- مسکراہٹ بکھیرنے والا ٭ خندۂ بے جا- ہنسی، مذاق ٭ چشم- آنکھ ٭ گریاں- رونے والی ٭ شفیع- شفاعت کرنے والا ٭ مرتجیٰ- جس سے امیدیں وابستہ کی جائیں ٭ رنگ لائیں- برباد کرنے پہ آئیں، فتنہ پیدا کریں ٭ بے باکیاں- بے حیایاں، گناہوں پہ دلیریاں ٭ حیا- شرم ٭ تاریک- اندھیرا ٭ راہ- راستہ ٭ پل صراط- دوزخ کے اوپر بچھایا جانے والا راستہ بال سے باریک تلوار سے تیز ٭ آفتاب- سورج ٭ نور الہدیٰ- ہدایت و راہنمائی کی روشنی ٭ سر شمشیر- تلوار کی دھار ٭ ربّ سلّم- اے اللہ سلامتی سے گزار (امت کے پلصراط سے گزرتے وقت حضور علیہ السلام کی دعا) ٭ غمزدا- غمخوار، غم دور کرنے والے ٭ دعائے نیک- اچھی دعا ٭ قدسیوں- فرشتوں ٭ لب- ہونٹ ٭ آمیں ربنا- اے ہمارے پالنے والے قبول فرما ٭ خواب گراں- گہری نیند (موت) ٭ دولت- نصیب، بخت ٭ بیدار- جیتا جاگتا۔

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱) یا اللہ! ہم تیری بارگاہ میں دست بدعا ہیں کہ کہ ہر وقت اور ہر جگہ تیری عطائیں اور تیری مہربانیاں ہمارے ساتھ رہیں اور پھر تیرے محبوب کی امت ہو کر ہم ان کے وسیلے سے کیسے بے نیاز اور غافل ہو سکتے ہیں نہ ہی اپنے نبی کے واسطے کے بغیر تیری رحمت ہماری طرف متوجہ ہو گی کیونکہ ہم کیا شئی ہیں ابو البشر آدم علیہ السلام نے بھی جب تک **اللھم انی اسئلك بحق محمد ان تغفرلی** نہ کہا ان کی بھی معافی نہ ہوئی، ہر تیرے نبی نے تیری بارگاہ میں تیرے محبوب کے بابرکت نام کا وسیلہ پیش کیا۔ کیونکہ تیرا محبوب تیرا نائب اور خلیفہ اکبر ہے تو اپنی ہر نعمت اپنی مخلوق کو انہی کے واسطے سے ہی عطا فرماتا ہے (**واللّٰہ معطی و انا قاسم**) لہٰذا ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کا وسیلہ پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ جب موت کی مشکلات اور میدان محشر کی سختیاں درپیش ہوں تو اپنے پیارے نبی جن کی شفاعت سے قیامت کی ساری مصیبتیں ٹل جائیں گی اور مشکلیں حل ہو جائیں گی ہمیں ہر مشکل میں اپنے مشکل کشا نبی کی سنگت و معیت عطا فرمانا۔

(۲) اے میرے پیارے اللہ! تیری ہی بارگاہ میں التجاء ہے تیری ہی بارگاہ میں ابتداء و انتہاء ہے اور پھر تیری ہی بارگاہ میں دعا ہے کہ تیرے نبی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق موت کی سختیاں اور تکالیف بڑی شدید ہوتی ہیں کاش کہ مرتے وقت ہمیں تیرے محبوب علیہ السلام کے حسن کا جلوہ دیکھنا نصیب ہو جائے اور اس خوشی میں سکرات موت کی شدت بھول جائیں۔ لہٰذا ہمیں زندگی میں ایسے کام کرنے کی توفیق عطا کر کہ ہم موت کے وقت تیرے محبوب علیہ السلام کا جلوہ دیکھنے کے قابل ہو جائیں۔

(۳) اے میرے اللہ! قبر کی سیاہ اور تاریک رات جس کا تصور کر کے بڑے بڑوں کے دل دہل جاتے ہیں اور پتے پانی ہو جاتے ہیں۔ میں عاجز و مسکین کس لائق ہوں کہ تنہا اس اندھیرے اور تاریکی کا سامنا کر سکوں مجھے اپنے پیارے محبوب کے رخ والضحیٰ کا قبر میں دیدار عطا کرنا تاکہ میری جان میں جان آئے اور میری روح ان کی زیارت کر کے چین و قرار پائے۔

تلاوت قرآن، ذکر و اذکار، کثرت درود شریف، صدقہ و خیرات، ایصال ثواب کے علاوہ کئی اعمال صالحہ ہیں کہ جن کی

بدولت قبر کے عذاب اور آخرت کی ہولناکیوں سے نجات مل جاتی ہے۔

ے موت بھی آخر فنا ہو جائے گی — جان اس کی بھی ہوا ہو جائے گی
اللہ اللہ شانِ یکتائی تیری — موت کو تلخی چکھائی موت کی
موت سے غافل ہوا انسان کیوں — بن کے دانا یہ ہوا نادان کیوں
وصلِ مولا کی یہی تدبیر ہے — یاد گاری اس کی بس اکسیر ہے
آدمی سر کش نہیں ہو گا کبھی — یاد اس کو ہو جو اپنی مُردنی

(۴) اے میرے اور ساری مخلوق کے پرودگار! محشر کی ہولناکیوں اور قیامت کی قیامت خیزیوں سے مجھے کون بچائے گا کہ جب اعلان ہوگا وامتازوا الیوم ایھا المجرمون۔ کہ مجرم آج علیحدہ ہو جاؤ۔ پھر ان کی پکڑ دھکڑ ہوگی۔ اور ایک ہنگامہ اور شور ہوگا۔ کان پڑی آواز سنائی نہ دے گی، والدین اولاد کو اور اولاد والدین کو نہ پہچانیں گے اور کوئی کسی کو کیا پہچانے گا۔ یا اللہ میرا تو ایک ہی سہارا ہے اور وہ تیرا پیارا محبوب اور ہمارا پیشوا، ھادی، رہبر و راہنما ہے اسی کا وسیلہ ہمیں ان حالات میں امن دے سکتا ہے۔ اے میرے اللہ! مجھے اپنے اس امن دینے والے نبی کا ساتھ عطا کرنا۔

(۵) اے میرے پالنے والے! میدان محشر کی گرمی میں جب شدت کی پیاس سے زبانیں سوکھ کر کانٹے کی طرح ہو کر منہ سے باہر نکلی ہوئی ہوں جس کے تصور سے ہی روح کانپ اُٹھتی ہے اور کلیجہ منہ کو آجاتا ہے، تیرے بڑے بڑے نیک بندے ان لحات کا ذکر کر کر کے نافرمان لوگوں کو راہ راست کی طرف لاتے رہے اور خود اس خطرناک منظر سے بچنے کا سامنا کرتے رہے۔ یا اللہ! ہمارے پاس تو ایک ہی سامان ہے، وہی ہمارا ایمان ہے، بلکہ ہمارے ایمان کی جان ہے، اور وہ محبوب رب رحمان ہے جس پر ہم سب کو "مان" ہے، جو حوض کوثر کا مالک اور بخشش و کرم کرنے والا اپنی امت پہ نہایت شفیق و مہربان ہے ہم تیری بارگاہ میں عاجزانہ التجا کر رہے ہیں کہ ہمیں ان خوفناک لحات سے اپنے محبوب علیہ السلام کا ساتھ عطا کر کے امن و سلامتی کی بھیک عطا فرمانا تاکہ ہم اس دن کی ذلت و رسوائی سے محفوظ رہ سکیں۔

اے اللہ تیری راہ میں شہید ہونا نصیب ہو جائے تو ہمارے سارے اخروی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ہمیں شہادت نصیب فرمادے۔

ے آج تیاری یہ کیا ہوتی ہے — روح کیا تن سے جُدا ہوتی ہے
کیا بس گھر یہ اجڑنے کو ہے — جان قالب سے خفا ہوتی ہے
اے بشر کوئی بھی خوبی نہ رہی — آخری یہ بھی ادا ہوتی ہے
مدتوں ناز و نعم میں رہ کر — آج وہ جان ہوا ہوتی ہے
اب تیری جاں چلی اے انسان — اب قیامت سی بپا ہوتی ہے
اب تجھے چھوڑنا ہوگا سب کچھ — اب تیری جان فدا ہوتی ہے
اب تجھے دیکھنا ہو گا وہ گھر — جس میں تنہائی سوا ہوتی ہے

اب تجھے روئیں گے رونے والے　　اب تیرے حق میں دعا ہوتی ہے
اب تجھے اس کی حضوری ہو گی　　آہ واں دیکھئے کیا ہوتی ہے

(۶)　اے پروردگار عالم! جب قیامت کے دن سورج پوری طرح اپنے غصے کا اظہار کر رہا ہو (یعنی سورج سوا نیزے پہ ہوگا اور زمین تانبے کی طرح تپ رہی ہوگی نفسی نفسی کا عالم ہوگا، کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا اللہ تعالیٰ کے عرش اور اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ السلام کے جھنڈے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا)

یا اللہ تو اس دن اپنے پورے جلال میں ہوگا کہ تیرے برگزیدہ نبی بھی تیری بارگاہ میں بات کرنے کی مجال نہ رکھتے ہوں گے اے اللہ! ہم آج ہی تیری بارگاہ میں دست بدعا ہیں کہ ہمیں اس دن اپنے بے سایہ نبی کے سایہ دار جھنڈے کا سایہ عطا فرمانا۔

(۷)　اے میرے رؤف و رحیم اور ستار و غفار اللہ! تیری ہی پناہ ہے محشر کی اس گرمی سے جو کہ جسم کو ایسے جلا رہی ہوگی کہ جسموں سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہوں گے، جہنم تو ایسی مصیبت ہے کہ تیرے نیک بندے اس کا نام سن کر ہی کانپ جاتے اور سجدے میں گر کر رو رو کر اس سے پناہ مانگتے تھے اور تجھ سے جنت کی دعائیں مانگتے تھے۔ ہم گناہ گار تو تیری رحمت کے زیادہ حقدار ہیں۔

ہاں مگر تیرے محبوب رحمۃ للعالمین کے دامن رحمت کی ٹھنڈی ہوا اگر نصیب ہوگی تو ہمارے لیے یہی جنت ہوگی کیونکہ اس کے بعد جنت میں جانا آسان ہو جائے گا اور ہم اگرچہ سیاہ کار ہیں اس کے باوجود جو تیری جنت کے "ترلے" لے رہے ہیں تو صرف اس لیے کہ تیرے محبوب نے ہمیں تجھ سے جنت طلب کرنے کا اور جنت کی تمنا کرنے کا کہا ہے اور ظاہر ہے محبوب کو تو نے ہی کہا ہوگا کہ وہ اپنی امت کو کہیں کہ اللہ سے جنت الفردوس مانگا کرو۔ اور پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے تو خود ہی فرمائے کہ مجھ سے جنت مانگو اور جب ہم مانگیں تو تو دے بھی نہ، یہ تو دنیا کا کوئی معمولی سخی بھی نہ کرے گا تو تو رب العالمین، احکم الحاکمین **علی کل شئ قدیر** ہے اور **لایخلف المیعاد** کی شان میں رکھتا ہے۔

(۸)　اے رب العالمین! میرے نامۂ اعمال کا کیا کھولنا؟ جس میں سوائے تیری نافرمانیوں کے اور ہے بھی کیا؟ کہ تو فرمائے **اقرأ کتابك کفی بنفسك الیوم علیك حسیباً**۔ آج پڑھ اپنی کتاب (نامہ اعمال) تو خود ہی اپنا حساب کرنے کے لیے کافی ہے کسی دوسرے گواہ کی کیا ضرورت۔

مگر اے میرے خدا! وہ تیرا پیارا نبی جس کو تو نے اپنی مخلوق کے عیبوں کو چھپانے والا اور ان کی خطاؤں پہ پردہ ڈالنے والا، بلکہ معاف کرنے والا، بلکہ برائی کا بدلہ نیکی سے دینے والا، بلکہ گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں۔ کی شان والا بنا کر بھیجا ہے۔

اے اللہ! مجھے بس ان کا دامن نصیب فرما دینا پھر میری نافرمانیاں جانیں اور ان کی کرم نوازیاں جانیں۔

؎　میر اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم　　دو کریموں میں گناہ گار کی بن آئی ہے

(۹)　اے مالک و مولیٰ! زندگی میں کیے ہوئے گناہ اور تیری نافرمانیاں، قیامت کا ہولناک منظر دیکھ کر، ایک ایک کر کے یاد آئیں گی اور ہمیں خوب رُلائیں گی لیکن

؎ اب پچھتاوا کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

ہاں مگر ایک سہارا اور وہ بڑا مضبوط سہارا اور تیرا ہی عطا کیا ہوا سہارا صرف میرا ہی نہیں تیری ساری مخلوق کا سہارا، حضرت عبداللہ کی آنکھ کا تارا، حضرت سیدہ آمنہ کا راج دُلارا، بے چاروں کا چارا، ساری دنیا میدان محشر میں جس کی شان کا کرے گی

حیاوالی نظروں (آنکھوں) کا ساتھ عطا فرمانا۔

؎ تیرے اس گھر بار کی تیاریاں دیکھے کوئی
اور تیاری وہاں کی یہ بتا کیا تو نے کی ؟
تا ابد رہنا ہے تجھ کو جس جگہ اے عقلمند
ہوش والے! کر وہاں کا دیکھ! دروازہ نہ بند
کچھ تو تیاری وہاں کی بھی تو کر اے ذی شعور
اور فراست آدمیت کا دکھا کچھ تو ظہور
کیسا منہ ڈھانکے ہوئے یہ جا رہا ہے آدمی
ہائے کیسی بے کسی اس پر برستی ہے پڑی

دنیا میں بڑے بڑے مالدار، شان وشوکت والے، حسن وجمال والے، فضل وکمال والے بادشاہ آئے مگر

؎ وہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے
بگاڑ ڈالے بنا بنا کر ۔ ۔ ۔

سکندر ذوالقرنین کا بڑا نام ہے جواب بھی اچھے نصیب والے کے لیے لیا جاتا ہے کہ فلاں تو بخت کا سکندر نکلا، لیکن

؎ سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

اب غور کر اے غافل مسلمان!

یہ تو ایک مثال ہے اور پھر یہ تو دنیا و دین کو جمع کرنے والے بادشاہ ہیں مگر یہ بھی ہمیشہ نہ رہے۔

؎ کہاں سلاطیں؟ کہاں سکندر؟ کہاں ہیں جم؟ اور کہاں ہے دارا
یہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

؎ مسافر انِ رہِ عدم کو یہ کیسی نیند آ گئی الٰہی
کہ جب سے سوئے نہ پھر سے چونکے تھکے ہم ان کو جگا جگا کر

ویسے تو اس دنیا میں ہزاروں فرعون صفت اور سینکڑوں یزیدی طبیعت والے حکمران آئے اور آ کر چلے گئے اور کچھ ابھی تک آ رہے ہیں اور یہ بھی اپنے اُنھی پیشواؤں کے ساتھ جہنم رسید ہو جائیں گے اور قیامت تک خدا جانے کتنے آئیں گے اور آ کر چلے جائیں گے، مگر شداد ایسا بادشاہ ہوا ہے کہ جس نے زمین پہ اپنی خدائی قائم کی ہوئی تھی اور بزعم خویش جنت بھی بنا رکھی تھی مگر اس کا اور اس کی بنائی ہوئی جنت کا کیا حال ہوا۔ آخرت کے فکر مندوں کے لیے اس کا جاننا بہت ضروری ہے ہمہ تن گوش ہو کر، دل کی آنکھیں اور کان کھول کر عبرت اور سبق حاصل کرنے کی نیت سے ایسے بدبختوں کے حالات پڑھیے بلکہ دنیا کے چکر میں پھنس کر اپنے مالک و مولیٰ کی بندگی و عبادت بھول جانے والے اور قبلہ اہل دنیا سیم وزر۔ کا مصداق غافل مسلمانوں سے اپیل ہے کہ ان ظالموں کے حالات کو بار بار پڑھا کریں تاکہ انہیں یقین ہو کہ

؎ مرنا جینا ہو سب اس کے واسطے
فرض یہ انسان ادا کرتا رہے
ہو فقط پوجا اسی کی اے بشر
اور ڈر ہو تو فقط مولا کا ڈر
جس نے بھیجا ہے اسی کے واسطے
آدمی اللہ سے ڈرتا رہے
موت کا مالک فرشتہ آئے گا
وقت اپنا دوستو آخر ہوا
وقت ہے آخر کو یہ سب کے لیے
گو ہزاروں سال تک کوئی جئے

موت کے ہاتھوں نہ کوئی بچ سکا ہر کوئی دنیا سے رخصت ہو چکا
عقل والے لے سبق تو بھی ذرا سامنے رکھ تو بھی نقشہ موت کا

(۱۲) اے ربّ بے نیاز وہ تلوار سے تیز اور بال سے زیادہ باریک دوزخ کے اوپر بچھایا گیا راستہ جس کو پلصراط کہا گیا ہے اور تیرا فرمان بھی ہے وان منکم الاوار دھا۔ ہر کسی کو اس سے گزرنا ہے میرے اعمال اس قابل کہاں کہ مجھے اس سے آسانی کے ساتھ گزار دیں اور روشنی کا سامان پیدا کریں۔

؎ آہ یہ مرنا بھی ہم کو ہے ضرور سب کو بس! جانا ہے مولا کے حضور
جینے والو موت جس کا نام ہے وہ تمہارا آخری اک کام ہے
زندگی یہ عارضی ہے اے فتی کچھ نہ سوچا تو نے! ہے مہماں سرا
ہے بقا مولا فقط تیرے لیے ہاں! فنا اور موت ہے سب کے لیے

(کل من علیھا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام)

مگر اے اللہ! اپنے روشن چہرے والے سراج منیر اور "النبی الھاشمی القرشی المطلبی المکی المدنی" محبوب اور رشد وہدایت کے چراغ کی روشنی ہمیں عطا فرمانا۔

سبحان اللہ! باعمل عالم دین اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی شان ہونی چاہیے کہ الایمان بین الخوف الرجاء "ایمان خوف خدا اور امید رحمت کی درمیانی حالت کا نام ہے" کے تقاضوں کو پورا کرے اللہ کی رحمت سے مایوس بھی نہ کرے اور صرف فضائل کی باتیں سنا سنا کر لوگوں کو گناہوں پہ دلیر بھی نہ کرے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے اس مناجات میں دونوں پہلوؤں پر کس پیارے انداز سے روشنی ڈالی ہے اور ہر شعر میں آپ کو دونوں نعمتیں (خوف خدا اور امید رحمت باری) جلوہ گر نظر آئیں گی۔ یہی اہل علم کی شان ہے اور جس کے پاس یہ علم ہو وہی ان تمام فضائل کا حق دار ہے جو قرآن وسنت میں عالم دین کے بیان فرمائے گئے ہیں۔

(۱۳) اے رب العالمین! جب ہمیں تلوار کی دھار جیسے بلکہ اس سے بھی زیادہ باریک اور خطرناک راستے یعنی پلصراط سے گزرنا پڑے تو اپنے اس محبوب کا ہمیں ساتھ عطا کرنا جس نے ہمیں یہ خوشخبری سنا کر تسلی دی ہے کہ اے میرے امتیو! قیامت کے دن جب تم پلصراط سے گزرو گے ناں! تو میں اپنے رب سے پلصراط سے تمہارے سلامتی کے ساتھ گزرنے کی دعا کر رہا ہوں گا اے اللہ! ہمیں اپنے اس امت کے غمخوار نبی کا ساتھ عطا فرما۔ کسی نے خوب کہا۔

؎ دل میں چاہت ہو پیمبر کی تو دوزخ کیسی پھر سر حشر یہ رحمت کا لبادہ کیا ہے
اے فرشتو! میرے اعمال نہ تو لو ٹھہر پہلے پوچھو میرے آقا کا ارادہ کیا ہے

سبحان اللہ! بڑی ہی خوبصورت رباعی ہے مگر اسی دل میں چاہت پیغمبر ہوگی جو ان کے راستے پہ چلے گا اور اسی آقا علیہ السلام نے ہمیں کثرت سے تلاوت قرآن اور کثرت سے ھاذم اللذات یعنی موت کی یاد اور آخرت کی فکر کرنے کا حکم دیا ہے۔

کیونکہ

؎ ایک دن مرنا بھی ہم کو ہے ضرور سب کو جانا بھی ہے مولیٰ کے حضور
؎ سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
؎ کچھ تو کر لو! بنا لو! چلتے وقت جا کے صورت اُسے دکھانی ہے

مگر ہماری حالت تو یہ ہے کہ زبان کی حد تک تو ہم سب کچھ ہیں لیکن عمل پلے کچھ نہیں اور دنیا کی غفلت میں ایسے مست و ازخودرفتہ ہو چکے ہیں کہ

؎ ملے سونے والوں کو آرام وہ کہ اُٹھنے کا لیتے نہیں نام وہ

یعنی عمل کی بات آئے تو ایسے پہاڑ کی طرح زمین پر جم جاتے ہیں کہ زمین جنبد، نہ جنبد گل محمد۔
جبکہ بزرگوں نے تو یہ فرمایا ہے۔

؎ بناں عمل دے نیں نجات تیری ماریا جائیں گا قطب دیا بیٹیا اوئے (وارث شاہ)

جس کو اردو میں علامہ اقبال نے یوں بیان فرمایا۔

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

(۱۴) اے میرے اللہ! میری تجھ سے ایک ہی دعا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں جب بھی تجھ سے کوئی دعا کروں تو تیرے فرشتے میری دعا پہ آمین کہیں (یعنی فرشتے عرض کریں کہ اے اللہ یہ تیرے نبی کے در کا گدا اور تیرا گناہ گار بندہ تیرے نبی کے واسطے دے دے کر کتنے ''ترلے'' لے رہا ہے یا اللہ! اس کی ہر دعا کو شرف قبولیت عطا فرما)

؎ مانگنے کے واسطے انداز ہونا چاہیے

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت نے اللہ و رسول کی بارگاہ سے مانگنے کے ہمیں کیسے پیارے ڈھنگ سکھائے ہیں۔ سبحان اللہ! آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کے اسی انداز میں ڈوب کر آپ کے کئی ماننے والوں نے اسی انداز اور اسی رنگ ڈھنگ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجائیں کی ہیں کہ اعلیٰ کی مناجات کا انداز بتا رہا ہے کہ اللہ رسول کی بارگاہ میں سو فیصد قبول ہی قبول ہے۔ اعلیٰ حضرت کی اس مناجات کی طرز پہ تین مناجات ملاحظہ ہوں۔

مناجات سیّد دیدار علی شاہ صاحب محدّث الوری

یاالٰہی ! دو جہاں میں مصطفٰے کا ساتھ ہو دِین و دُنیا میں حبیبِ کبریا کا ساتھ ہو
ظاہر و باطن ہے جس کا نام نامی اَے خُدا اوّلین و آخریں کے پیشوا کا ساتھ ہو
سب سے اوّل جن کے نُورِ پاک کو پیدا کیا اُس مہِ بُرجِ رسالت با صفا کا ساتھ ہو
بھُول جائیں قبر کی وحشت کو جن کی دِید سے اُس رؤف و رحیم محبوب خُدا کا ساتھ ہو
وقتِ نزع وقت مرگ و وقتِ وحشت قبر میں حشر میں اُس شافعِ روزِ جزا کا ساتھ ہو
یاالٰہی! جب عمل تُلنے لگیں میزان میں شافعِ محشر شہِ ہر دوسرا کا ساتھ ہو

رَبِّ سَلِّمْ کی ندا جب انبیاء سے ہو بلند پیشوائے مُرسلین و انبیاء کا ساتھ ہو
سارا عالم ظلمت و بدعت سے ہے تاریک و تنگ نُورِ سُنّت ساتھ ہو نُورُ الہدیٰ کا ساتھ ہو
رہزنی پر آئے جب شیطان وقتِ جاں کنی ہادیٔ برحق احمدِ مجتبےٰ کا ساتھ ہو
دیو کے بندوں کے شر سے اے خُدا ہم کو بچا نجدیوں کے شر سے آگاہ رہنما کا ساتھ ہو
قبر کی ظلمت سے جب دِل تنگ ہو دیدار کا
شمعِ نُورِ کبریا بدرُ الدُّجےٰ کا ساتھ ہو

☆☆☆

مناجات سیّد کفایت علی کافی مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

(شہید جنگ آزادی ۱۸۵۷ء)

یاالٰہی! حشر میں خیر الوریٰ کا ساتھ ہو رحمتِ عالم جناب مصطفےٰ کا ساتھ ہو
یاالٰہی! ہے یہی دن رات میری التجا روزِ محشر شافعِ روزِ جزا کا ساتھ ہو
یاالٰہی! جب سوا نیزے پہ آئے آفتاب اُس سزا وارِ خطابِ والضحیٰ کا ساتھ ہو
یاالٰہی! حشر میں نیچے لِواءِ حمد کے دستگیر دو جہاں اس پیشوا کا ساتھ ہو
یاالٰہی! جب عمل میزان میں تُلنے لگیں سیّدِ ساداتِ فخرِ انبیاء کا ساتھ ہو
یاالٰہی! شغلِ نعت مُصطفائی میں رہوں جسم و جاں میں جب تلک میری وفا کا ساتھ ہو
بعد مرنے کے یہی کافیؔ ہے یارب یہ دُعا
دفترِ اشعار نعتِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

☆☆☆

مناجات قاضی خلیل الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ

(المعروف حافظ پیلی بھیتی)

یاالٰہی! یومِ محشر مُصطفےٰ کا ساتھ ہو شافعِ روزِ جزا صلِّ علیٰ کا ساتھ ہو
یاالٰہی! جب سوا نیزے پہ آئے آفتاب تاجِ فخرِ مُرسلانِ انبیاء کا ساتھ ہو
یاالٰہی! حشر کے میدان میں زیرِ علَم سایۂ ذاتِ احد ظلِّ خُدا کا ساتھ ہو
یاالٰہی! جب کہ ہو درپیش راہِ پُل ہمیں عاجزوں کے دستگیر و پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! ہم سبھوں کا خاتمہ بالخیر ہو — جب چلیں دُنیا سے محبوبِ خُدا کا ساتھ ہو
یاالٰہی! جب ترازُو میں تُلے فردِ عمل — اُس مدد گارِ دو عالم رہنما کا ساتھ ہو
یاالٰہی! خواہش جنت ہے ہم کو اس لیے — باعثِ پیدائشِ اَرض و سما کا ساتھ ہو
یاالٰہی! مُصطفٰے کے ہیں جو یارو جانشیں — یعنی صدّیق دو عالم پیشوا کا ساتھ ہو
یاالٰہی! عدل جن کا خلق میں مشہور ہے — حضرت فاروقِ اعظم بے ریا کا ساتھ ہو
یاالٰہی! ہیں جو ذُوالنُّورین دامادِ نبی — یعنی عثمان غنی کانِ حیا کا ساتھ ہو
یاالٰہی! حوضِ کوثر پہ بوقتِ تشنگی! — ساقیٔ کوثر علی المرتضٰے کا ساتھ ہو
یاالٰہی! لے چلیں جب دفن کرنے قبر میں — غوثِ پاکِ پیشواؤ اَولیاء کا ساتھ ہو

یاالٰہی! وقتِ مشکلِ حافظِؔ نا کام کو
اپنے پیرو مُرشد انِ رہنما کا ساتھ ہو

(۱۵) اے میرے مالک ومولیٰ! آخر میں پھر تیری ہی بارگاہ میں دعاوالتجاء ہے کہ جب موت کی گہری نیند سے بیدار ہوکر میدانِ حشر کے لیے اپنی قبر سے اُٹھوں تو تیرے پیارمحبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت کی دولت بیدار سے میرا دامن بھرا ہوا ہواور سینہ ان کی یاد سے معمور ہوں۔

کیونکہ دنیاوآخرت کے مصائب وآلام، موت اور مابعدالموت کی تمام تکالیف کا حل اور علاج عشق مصطفیٰ کی ''دولت بیدار'' ہی ہے۔

خدا دے ، یہ نعمت بڑی چیز ہے

----***----

شجرہ عالیہ حضرات قادریہ برکاتیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

(1) یاالٰہی رحم فرما مصطفٰے (1) کے واسطے — یارسول اللہ کرم کیجے خدا کے واسطے
(2) مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا (2) کے واسطے — کربلائیں رد شہید کربلا (3) کے واسطے
(3) سید سجاد کے صدقے میں ساجد (4) رکھ مجھے — علم حق دے باقر (5) علم ہدی کے واسطے
(4) صدق صادق کا تصدق صادق (6) الاسلام کر — بےغضب راضی ہو کاظم (7) اور رضا (8) کے واسطے
(5) بہر معروف (9) وسری (10) معروف دے بےخودسری — جند حق میں گن جنید (11) باصفا کے واسطے
(6) بہر شبلی (12) شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا — ایک کا رکھ عبد واحد (13) بے ریا کے واسطے

(7) بوالفرح[14] کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن[15] اور بوسعید[16] سعد زا کے واسطے

(8) قادری کر قادری رکھ قادیوں میں اٹھا
قدر عبدالقادر[17] قدرت نما کے واسطے

(9) احسن اللہ لہ رزقاً سے دے رزق حسن
بندۂ رزاق[18] تاج الاصفیا کے واسطے

(10) نصرابی صالح[19] کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیات دیں محی جاں فزا کے واسطے

(11) طور عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا
دے علی موسیٰ[20] احمد بہا کے واسطے

(12) بہر ابراہیم[21] ہم پر نار غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری[22] بادشاہ کے واسطے

(13) خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا[23] مولیٰ جمال الاولیا کے واسطے

(14) دے محمد[24] کے لئے روزی کر احمد کے لئے
خوان فضل اللہ[25] سے حصہ گدا کے واسطے

(15) دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات[26] سے
عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

(16) حب اہل بیت دے آل محمد[27] کے لئے
کر شہید عشق حمزہ[28] پیشوا کے واسطے

(17) دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُر نور کر
اچھے پیارے شمس دیں[29] بدر العلی کے واسطے

(18) دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول[30] مقتدیٰ کے واسطے

(19) صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عزم علم وعمل
عفو و عرفاں عافیت احمد رضا[31] کے واسطے

(1)12 ربیع الاول مدینہ منورہ (2)21 رمضان نجف اشرف (3) دس محرم کربلا (4) آٹھ محرم مدینہ جنت البقیع (5) سات ذوالحجہ مدینہ جنت البقیع (6)15 رجب مدینہ جنت البقیع (7)6 رجب بغداد (8)21 رمضان مشہد (9)2 محرم بغداد (10)3 رمضان بغداد (11)20 رجب بغداد (12)25 ذی الحجہ بغداد (13)28 جمادی الاخر بغداد (14)14 شعبان طرطوس (15) یکم محرم بغداد (16)7 شعبان بغداد (17)11 ربیع الاخر بغداد (18)16 شوال (19)16 شوال (20) جلال آباد دکن (21)5 ربیع الاخر دہلی (22)9 ذیقعدہ کاکوری (23) شب عیدالفطر کوٹ جہان آباد کالپی (24)22 شعبان کالپی (25) (26)10 محرم مارہرہ شریف (27)16 رمضان مارہرہ شریف (28)14 محرم مارہرہ شریف (29)17 ربیع الاول مارہرہ (30)18 ذی الحجہ مارہرہ شریف (31)25 صفر بریلی

(مطلب ہائے سخن رضا صوفی محمد اوّل شاہ)

----***----

منظوم دعا، یارِ غارِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) (عربی) بمع منظوم ترجمہ (اُردو)

خُذْ بِلُطْفِكَ يَا اِلٰهِیْ مَنْ لَّهٗ زَادٌ قَلِيْلٌ — مُفْلِسٌ بِالصِّدْقِ يَاْتِیْ عِنْدَ بَابِكَ يَا جَلِيْلٌ
ہاتھ پکڑا اپنی عنایت سے کہ توشہ ہے قلیل — صدق سے در پر تیرے آتا ہے مفلس یا جلیل

ذَنْبُهٗ ذَنْبٌ عَظِيْمٌ فَاغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمْ — اِنَّهٗ شَخْصٌ غَرِيْبٌ مُذْنِبٌ عَبْدٌ ذَلِيْلٌ
ہیں گناہ اس کے بڑے سو بخش دے جرم عظیم — یہ غریب اِک بندہ ہے عاصی و خاطی اور ذلیل

مِنْهُ عِصْيَانٌ وَّنِسْيَانٌ وَّسَهْوٌ بَعْدَ سَهْوٍ — مِنْكَ اِحْسَانٌ وَّفَضْلٌ بَعْدَ اِعْطَآءِ الْجَزِيْلْ
اس سے عصیاں اور نسیاں بھول اُوپر بھول ہے — تجھ سے ہے فضل اور احساں بعد اعطا جزیل

طَالَ يَا رَبِّیْ ذُنُوْبِیْ مِثْلَ رَمْلٍ لَا تُعَدْ — فَاعْفُ عَنِّیْ كُلَّ ذَنْبٍ وَّاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلْ
بے شک اے رب! جرم ہیں ان گنت میرے مثل ریت — عفو کر سارے گناہ اور گزر کر مجھ سے جمیل

قُلْ لِنَارٍ اَبْرِدِیْ يَا رَبِّ فِیْ حَقِّیْ كَمَا — قُلْتَ قُلْنَا نَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا فِیْ حَقِّ الْخَلِيْلْ
آگ کو تو کہہ کے ٹھنڈی مجھ پہ کر یارب میرے — تو نے جیسا کہہ دیا یَا نَارُ كُوْنِیْ بر خلیل

عَافِنِیْ مِنْ كُلِّ دَآءٍ وَّاقْضِ عَنِّیْ حَاجَتِیْ — اِنَّ لِیْ قَلْبًا سَقِيْمًا اَنْتَ مَنْ يَّشْفِی الْعَلِيْلْ
دے مجھے ہر دُکھ سے راحت اور حاجت کر روا — تو ہے شافی ہر مرض کا دل ہے میرا بس علیل

رَبِّ هَبْ لِیْ كَنْزَ فَضْلٍ اَنْتَ وَهَّابٌ كَرِيْمٌ — اَعْطِنِیْ مَا فِیْ ضَمِيْرِیْ دُلَّنِیْ خَيْرَ الدَّلِيْلْ
کر عطا تو گنج فضل اپنا مجھے مولےٰ کریم — کر عطا دِل میں جو ہے میرے دکھا بہتر دلیل

اَنْتَ شَافِیْ اَنْتَ كَافِیْ فِیْ مُهِمَّاتِ الْاُمُوْرْ — اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَكِيْلْ
سب ہماری مشکلوں میں تو ہے شافی اور بس — تو ہے مالک اور کفایت تو ہی ہے میرا وکیل

كَيْفَ حَالِیْ يَا اِلٰهِیْ لَيْسَ لِیْ خَيْرُ الْعَمَلْ — سُوْءُ اَعْمَالِیْ كَثِيْرٌ زَادُ طَاعَاتِیْ قَلِيْلْ
کیا ہے میرا حال یارب ہیں نہیں اچھے عمل — بد عمل میرے بکثرت زاد طاعت ہے قلیل

هَبْ لَنَا مُلْكًا كَبِيْرًا نَجِّنَا مِمَّا نَخَافْ — رَبَّنَا اِذْ اَنْتَ قَاضٍ وَّالْمُنَادِیْ جِبْرَئِيْلْ
کر عطا مُلکاً کبیراً اور دہشت سے بچا — جب ہو قاضی تو خدایا اورمنادی جبرائیل

اَيْنَ مُوْسٰی اَيْنَ عِيْسٰی اَيْنَ يَحْيٰی اَيْنَ نُوْحْ — اَنْتَ يَا صِدِّيْقُ عَاصٍ تُبْ اِلَی الْمَوْلَی الْجَلِيْلْ
ہیں کہاں موسیٰ و عیسیٰ ہیں کہاں یحییٰ و نوح — ہے تو اے صدیق عاصی توبہ کر سوئے جلیل!

----***----

سلام آخری

دلائلِ الخیرات شریف کے مُرتّب علامہ شاذلی کے سلام بارگاہِ خیر الانام کا منظوم ترجمہ

اَلسّلام اَے صاحبِ خُلقِ عظیم اَلسّلام اَے معدنِ لُطفِ عمیم
اَلسّلام اَے سَرورِ عالی جناب اَلسّلام اَے شافعِ یوم الحساب
اَلسّلام اَے مُقتدائے مُرسلین اَلسّلام اَے رحمۃٌ لِلعالمین
اَلسّلام اَے پیشوائے انبیاء اَلسّلام اَے پس روِ تو اولیاء
اَلسّلام اَے صَیقلِ مرآتِ دِل اَلسّلام اَے کاشفِ ہر غش و غِل
اَلسّلام اَے رُوئے تو بدرِ مُنیر اَلسّلام اَے بُوئے تو مُشک و عبیر
اَلسّلام اَے منبعِ جُود و عطا اَلسّلام اَے اَے نُور بخش اہلِ صفا
اَلسّلام اَے قابِ قوسینت مقام اَلسّلام اَے انبیاء کردہ اِمام
اَلسّلام اَے درگہت دار الامان اَلسّلام اَے خاتمِ پیغمبران
اَلسّلام اَے چشمۂ آبِ حیات اَلسّلام اَے نُورِ تو ہر شش جہات
اَلسّلام اَے کور چشماں را دلیل اَلسّلام اَے صاحبِ خُلقِ جمیل
اَلسّلام اَے بے کساں را دستگیر اَلسّلام اَے راز داں روشن ضمیر
اَلسّلام اَے سَروَرِ ہر دو جہاں اَلسّلام اَے رہنمائے گمرہاں
اَلسّلام اَے چارۂ بے چار گان اَلسّلام اَے مُونسِ غم خوار گان
اَلسّلام اَے عُذر خواہِ مُذنبین لُطف فرمابر گناہِ ماہمیں
یارسول اللہ بے در ماندہ اَم باد درکف خاک برسر کردہ ام
بے کساں راکس تُوئی در ہر نفس مَن ندارم در دو عالم جُز تو کس

یک نظر سُوئے منِ غم خوارہ کن
چارۂ کارِ منِ بے چارہ کن

☆☆☆

حرفِ آخر

قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے　　تھکی ہے فکر رسا اور مدح باقی ہے
''ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے　　تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے　　(ناصر کاظمی)

ربناتقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم۔ وصلى الله تعالیٰ على خير خلقه سيدنا و مولانا محمد واله واصحابه اجمعين ۔برحمتك ياارحم الراحمين۔

خاکپائے خیرا لا نام ، بندۂ بے دام

غلام حسن قادری (برائے نام) خادم الافتاء دارالعلوم حزب الاحناف
حضرت داتا گنج بخش روڈ لاہور
۹ ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ بمطابق 19 جنوری 2005ء بروز جمعرات بوقت تین بجے سہ پہر

----***----

مآخذ و مصادر

نام کتاب

☆ (آ)
☆ آب کوثر از مفتی محمد امین فیصل آبادی
☆ آب کوثر از چودھری دلورام کوثری
☆ (الف)
☆ الاصابہ فی تمییز الصحابہ از حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی
☆ الادب المفرد از امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری شافعی
☆ احیاء علوم الدین از امام محمد بن محمد غزالی شافعی
☆ افضل القریٰ شرح ام القریٰ
☆ اوج نعت (نعت نمبر) از ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی
☆ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ از امام ابن الاثیر جزری
☆ ارمغان حجاز از ڈاکٹر علامہ محمد اقبال
☆ امام نعت گویاں از سید محمد مرغوب اختر الحامدی رضوی
☆ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری از علامہ احمد قسطلانی
☆ الامن والعلیٰ از امام احمد رضا خان بریلوی
☆ اسرار الاولیاء از شیخ بدر الدین اسحاق
☆ الانتصاف از ابن المنیر سنی
☆ الاتقان فی علوم القرآن از امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی شافعی
☆ اقتضاء الصراط المستقیم از ابن تیمیہ
☆ امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق از مولوی اشرف علی تھانوی
☆ انیس الارواح (ملفوظات حضرت خواجہ عثمان ہارونی)

☆ افضل الصلوٰۃ علی سید السادات
☆ اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی
☆ الاستیعاب از حافظ ابوعمر یوسف بن عبداللہ
☆ انوار محمدیہ از امام نبہانی
☆ اشرف السوانح (حالات زندگی مولوی اشرف علی تھانوی)
☆ الاذکار المنتخبہ من کلام سید الابرار از امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی
☆ الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ از مولوی اشرف علی تھانوی
☆ امام احمد رضا خاں بریلوی علمائے دیوبند کی نظر میں
☆ اسرار و رموز از علامہ ڈاکٹر محمد اقبال
☆ امام احمد رضا اک ہمہ جہت شخصیت از کوثر نیازی
☆ انتخاب نعت از غفور قمر

(ب)

☆ بوادر النوادر از مولوی اشرف علی تھانوی
☆ بہار نعت از پروفیسر حفیظ تائب
☆ بال جبریل از علامہ محمد اقبال
☆ باب حرم از مظفر وارثی
☆ براھین قاطعہ از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
☆ بلغۃ الحیران از مولوی حسین علی واں بھچروی
☆ بانگ درا از علامہ ڈاکٹر محمد اقبال
☆ البدایہ والنہایہ از حافظ عماد الدین ابوالفدا اسمٰعیل بن عمر بن کثیر شافعی
☆ بہار درود وسلام از انیس احمد نوری

(ت)

☆ تاریخ ابن عساکر از امام ابن عساکر
☆ تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس
☆ تفسیر ضیاء القرآن از پیر محمد کرم شاہ الازہری
☆ تفسیر قرطبی از محمد بن احمد انصاری
☆ تفسیر مدارک از عبداللہ بن احمد نسفی

- ☆ تفسیر جلالین و حاشیہ جلالین للسیوطی
- ☆ تفسیر نعیمی از مفتی احمد یار خاں نعیمی
- ☆ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین از امام احمد رضا خاں بریلوی
- ☆ تفسیر ابن جریر للطبری
- ☆ تحفہ اثنا عشریہ از شاہ عبد العزیز دہلوی
- ☆ تفسیر الکشاف از علامہ زمخشری
- ☆ تنویر الابصار از علامہ عبد الحق غورغشتوی
- ☆ تفسیر کبیر للامام الرازی
- ☆ تفسیر بیضاوی از قاضی عبد اللہ بیضاوی
- ☆ تفسیر خازن از علامہ علی بن محمد الخازن
- ☆ تفسیر سراج منیر از امام محمد بن شربینی
- ☆ تحفۃ الاحرار
- ☆ تقویۃ الایمان از مولوی اسماعیل دہلوی
- ☆ تبلیغی نصاب از مولوی زکریا سہارنپوری
- ☆ تاریخ الخلفاء از امام عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی شافعی
- ☆ تذکرہ علمائے ہند از علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری
- ☆ تذکرہ اکابر اہل سنت
- ☆ تذکرہ خلیل از مولوی عاشق الٰہی میرٹھی
- ☆ تذکرۃ الاولیاء از شیخ فرید الدین عطار
- ☆ تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی
- ☆ تفسیر عزیزی از شاہ عبد العزیز دہلوی
- ☆ تسہیل المنطق از قاضی محمد ایوب خان
- ☆ الترغیب والترھیب للمنذری
- ☆ تذکرۃ الواعظین
- ☆ التہذیب از امام ابن عساکر
- ☆ تفسیر قمی از شیخ ابو الحسن علی بن ابراہیم قمی
- ☆ التذکرہ للقرطبی

☆ تفسیر نیشاپوری از امام نیشاپوری
☆ التذکیر
☆ تیسیر المبتدی للتھانوی
☆ تفسیر درمنثور للسیوطی
☆ توصیف از الحاج محمد علی ظہوری

(ج)

☆ جامع ترمذی از امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
☆ جمع الوسائل از علامہ علی بن سلطان محمد القاری
☆ جامع المعجزات از علامہ محمد رھاوی
☆ جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی
☆ جبل نور از مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی
☆ جمال از احمد ندیم قاسمی
☆ جواھر الفتاویٰ
☆ جامع صغیر از امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی شافعی
☆ جواھر البحار فی فضائل النبی المختار از امام یوسف بن اسماعیل نبہانی
☆ جلاء الافہام از امام ابن جوزی
☆ جمال احمد مرسل از حسن رضوی

(ح)

☆ حدیث شوق از راجہ رشید محمود
☆ الحقائق فی الحدائق از علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی
☆ حاشیہ حدائق بخشش از امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی شافعی
☆ حفظ الایمان از اشرف علی تھانوی
☆ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین للنبہانی
☆ حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری
☆ حصن حصین للامام الجزری
☆ حاشیہ دلائل الخیرات
☆ حیات الحیوان از علامہ کمال الدین الدمیری

☆ حزب البحر از امام الشاذلی
☆ حرز المنیع

(خ)

☆ خصائص الکبریٰ للسیوطی
☆ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن از مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی
☆ خلاصۃ الوفاء از سید شریف الدین علی بن احمد سمہودی
☆ خیر الفتاویٰ از مولوی خیر محمد جالندھری
☆ خیر المونس
☆ فوز مبین در حرکت زمین از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی
☆ خطبات شیر ربانی از میاں محمد سعید شاد
☆ خیر البشر کے حضور از ممتاز حسین

(د)

☆ دیوان حسان از حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
☆ دو تحقیقی مقالے از غلام حسن قادری
☆ دیوان حافظ للشیرازی
☆ دھماکہ از پروفیسر مانچسٹروی
☆ درۃ الناصحین از عثمان بن حسن بن احمد
☆ دلائل النبوۃ للبیہقی
☆ دلائل النبوۃ لابی نعیم
☆ دلائل الخیرات (محمد بن سلیمان الجزولی)
☆ دیوبندی مذہب از مولانا غلام مہر علی
☆ دقائق الاخبار از امام محمد بن محمد غزالی شافعی
☆ دیوانِ فرید از حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ
☆ دیوان رحمان بابا (پشتو)

(ذ)

☆ ذوق نعت از مولانا حسن رضا خان بریلوی

(ر)

☆ ریاض مدینہ از ریاض بابر
☆ روح المعانی از علامہ سید محمود آلوسی
☆ رزق ثناء از ریاض چوہدری
☆ روح البیان از علامہ اسماعیل حقی
☆ ردالمحتار از علامہ ابن عابدین شامی
☆ روض الازھار
☆ رضاخانی مذہب از مولوی سعید احمد قادری
☆ الروض الانیقہ

(ز)

☆ زرمعتبر از ریاض حسین چوہدری
☆ زھرۃ الریاض
☆ زرقانی علی المواہب از علامہ محمد عبدالباقی زرقانی

(س)

☆ سیرت ابن ہشام (مولد خیر خلق) از شیخ فتح اللہ بنانی
☆ سیرت النبی بعد از وصال النبی از عبدالمجید ایڈووکیٹ
☆ سرور القلوب بذکر المحبوب از مولانا شاہ نقی علی خان
☆ سعادۃ الدارین از امام یوسف بن اسماعیل نبہانی
☆ سوانح قاسمی
☆ سرالاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار از سیدنا غوث الاعظم
☆ سیرت حلبیہ از علامہ علی بن برھان الدین حلبی
☆ سبل الھدیٰ والرشاد از علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی
☆ سنی علماء کی حکایات از ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں
☆ سنن سعید بن منصور
☆ سراج اللغات
☆ سنن ابن ماجہ لابن ماجہ
☆ سنن ابوداؤد للسجستانی
☆ سنہری جالیوں کے سامنے از خالد بزمی

(ش)

- ☆ شمائل ترمذی از امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
- ☆ شانِ مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ بلفظ انا از غلام حسن قادری
- ☆ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ از قاضی عیاض مالکی
- ☆ شرح شمائل علیٰ حاشیہ جمع الوسائل از امام مناوی
- ☆ شواہد النبوۃ از امام عبدالرحمٰن جامی
- ☆ شرح سلام رضا از مفتی محمد خان قادری
- ☆ شاہ احمد رضا از مفتی غلام سرور قادری
- ☆ شفاء القلوب فی کشف المحجوب از سید محمد معصوم محمودی گیلانی
- ☆ شمائم امدادیہ از حاجی امداداللہ مہاجر مکی
- ☆ الشرف المؤبد لآل محمد ﷺ از امام نبہانی
- ☆ شرف المصطفیٰ للصفوری
- ☆ شرح الصدور از امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی
- ☆ شہاب ثاقب از حسین احمد (مدنی) ٹانڈوی
- ☆ شبِ چراغ از واصف علی واصف
- ☆ شرح السنہ از امام بغوی
- ☆ شرح فقہ اکبر از ملا علی قاری

(ص)

- ☆ صراطِ مستقیم از مولوی اسماعیل دہلوی
- ☆ صفوۃ المصادر
- ☆ صلاۃ الثناء
- ☆ الصواعق المحرقہ از امام ابن حجر مکی
- ☆ صل علیٰ محمد از خواجہ عابد نظامی

(ض)

- ☆ ضیاء القلوب از حاجی امداداللہ مہاجر مکی

(ط)

- ☆ طبقۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ (انڈیا)

☆ الطرۃ الرضیہ علی الیرۃ الوضیہ از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی
☆ طمانچہ از مفتی خلیل اشرف خان

(ع)

☆ عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ
☆ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری از علامہ بدر الدین عینی
☆ عہد رسالت میں نعت از ارشاد شاکر اعوان
☆ عرائس البیان فی حقائق القرآن از شیخ ابو محمد روز بہان شیرازی
☆ عشق رسول اور اکابر علماء دیو بند از ظفر احمد عثمانی
☆ علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
☆ عطائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم از حافظ محمد افضل فقیر

(غ)

☆ غنیۃ الطالبین از شیخ عبد القادر جیلانی
☆ غیاث اللغات

(ف)

☆ فیوض الحرمین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
☆ فتاویٰ رشیدیہ از مولوی رشید احمد گنگوہی
☆ فضل العلم والعلماء از مولانا غلام معین الدین نعیمی
☆ فتاویٰ رضویہ از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی
☆ فتاویٰ افریقہ از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی
☆ فتاویٰ حدیثیہ از علامہ ابن حجر مکی
☆ فتح القدیر للمناوی
☆ فوائد الفوائد از خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی
☆ فتاویٰ عالمگیری از ملا نظام الدین
☆ فتاویٰ خیریہ للرملی
☆ فاروق اعظم از ڈاکٹر حمید اللہ
☆ فتاویٰ کبریٰ از علامہ ابن حجر مکی

(ق)

☆ القرآن الکریم
☆ قصیدہ بردہ للامام البوصیری
☆ القول البدیع للسخاوی
☆ قمر التمام از امام احمد رضا خان بریلوی
☆ قصیدۃ اطیب النعم از شاہ ولی اللہ
☆ قصیدۃ النعمان از امام اعظم ابوحنیفہ
☆ قلمی فتوی از مولوی رشید احمد گنگوہی
☆ قلادۂ بخشش از مولانا محبوب علی خان رضوی
☆ کواکب سبعہ از مفتی غلام حسن قادری
☆ کشف الغمہ از امام عبدالوہاب شعرانی
☆ کلام الملوک از مولوی اشرف علی تھانوی
☆ کلام حضرت رضا کا تحقیقی اور ادبی جائزہ از شمس بریلوی
☆ الکلمۃ الملہمہ از امام احمد رضا خاں بریلوی
☆ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال از علامہ علی متقی برھانپوری
☆ کلیات اعظم چشتی
☆ کلیات ماھر القادری
☆ کلیات اقبال
☆ کلیات جامی
☆ کلیات سعدی
☆ کلیات خسرو
☆ کلیات شورش کاشمیری
☆ کعبہ عشق از مظفر وارثی
☆ کلیات خوشحال خاں خٹک

(گ)

☆ گلدستہ درود شریف از محمد اصغر نورانی
☆ گلستان سعدی از شیخ سعدی شیرازی
☆ گوپی ناتھ امن کے اشعار

(ل)

☆ لواقح الانوارالقدسیہ از امام عبدالوہاب شعرانی

(م)

☆ مشکوۃ المصابیح از امام ولی الدین تبریزی

☆ مدارج النبوت از شیخ عبدالحق محدث دہلوی

☆ مولانا احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری از ملک شیر محمد اعوان

☆ ملفوظات اعلیٰ حضرت از مولانا مصطفیٰ رضا خان

☆ المعجم الکبیر للطبرانی

☆ مناجات از انیس احمد نوری

☆ موطا امام مالک از امام مالک بن انس اصبحی

☆ مکتوبات امام ربانی از شیخ احمد سرہندی

☆ المدخل لابن الحاج

☆ مدح رسول از راجہ رشید محمود

☆ مسند ابی یعلی از امام ابو یعلی موصلی

☆ مجموعۃ النبہانیہ للامام النبہانی

☆ ملفوظات از خواجہ عثمان ہارونی

☆ مقالات سر سید علی گڑھی

☆ مشاہدات کابل و داغستان

☆ میرا پیغمبر عظیم تر ہے از متین خالد

☆ مکاشفۃ القلوب از امام محمد بن محمد غزالی

☆ مقالات سعیدی از غلام رسول سعیدی

☆ المستدرک للحاکم

☆ المعجم الاوسط للطبرانی

☆ مصباح لکھنو

☆ مرقاۃ شرح مشکوۃ از ملا علی قاری

☆ مجمع البحار از علامہ طاہر فتنی

☆ مسند ابی داؤد طیالسی
☆ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات از علامہ محمد المہدی بن احمد فاسی
☆ معارج النبوت از ملا معین الدین کاشفی
☆ مسند امام احمد از امام احمد بن حنبل
☆ مواہب لدنیہ از علامہ احمد بن محمد عسقلانی
☆ مشکل الآثار للطحاوی
☆ مدینۃ الرسول از سید منظور احمد شاہ
☆ مسلم شریف از امام مسلم بن حجاج قشیری
☆ مثنوی مولانا روم
☆ مسک الختام شرح بلوغ المرام از نواب صدیق حسن بھوپالی
☆ مسند الفردوس للدیلمی
☆ مسند للبزار (البحر الذخار المعروف بہ مسند البزار از علامہ احمد عمرو بن عبد الخالق)
☆ المحاضرات للراغب الاصفہانی
☆ منتخب کنز العمال

(ن)

☆ نسیم الریاض شرح شفاء از علامہ شہاب الدین خفاجی
☆ نور الایمان فی تعظیم آثار حبیب الرحمٰن از مولانا عبد الحی لکھنوی
☆ نزھۃ المجالس للصفوری
☆ نسائی شریف از امام احمد بن شعیب نسائی
☆ نشر الطیب از مولوی اشرف علی تھانوی
☆ نزھۃ الخواطر از حکیم عبد الحی
☆ نصاب عشق از محب اللہ اظہر
☆ نعتیہ رباعیات از حافظ لدھیانوی
☆ نوادر الاصول از امام ابو عبد اللہ محمد الحکیم الترمذی
☆ نیل الاوطار از شیخ محمد بن علی شوکانی
☆ نہج البلاغہ: خطبات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
☆ نفی الفئی از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی

☆ نبراس شرح عقائد نسفیہ از علامہ عبدالعزیز فرھاروی
☆ نغمات ختم نبوت از سید امین گیلانی، طاہر رزاق
☆ نسخہ ہائے وفا از فیض احمد فیض

(و)

☆ وفاء الوفاء از علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی
☆ الوفاء باحوال المصطفیٰ از امام ابن جوزی

(ھ)

☆ الھدیۃ السنیہ
☆ ھری چند اختر کے اشعار

(ی)

☆ یارانِ مصطفیٰ مع وارثان خلافت راشدہ از غلام حسن قادری
☆ یکروزی از مولوی اسماعیل دہلوی
☆ الیواقیت والجواھر از امام عبدالوہاب شعرانی
☆ یا حبیبی مرحبا از عبدالستار نیازی فیصل آبادی

رسائل، جرائد و اخبارات

1	ھادی، دیوبند	13	دیوبند
2	چٹان، لاہور	14	الحبیب
3	شہاب، لاہور	15	صوفی، لاہور
4	المیزان، بمبئی	16	ندائے حق
5	الرشید، لاہور	17	الندوہ
6	سالک، راولپنڈی	18	رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ
7	لولاک، فیصل آباد	19	روزنامہ مشرق
8	القول السدید، لاہور	20	خلافت
9	رسالہ امجدیہ	21	روزنامہ جنگ، راولپنڈی
10	جام نور، انڈیا	22	روزنامہ نوائے وقت، لاہور
11	معارفِ رضا، کراچی	23	اخبارِ ہند، میرٹھ
12	ھجوم، نئی دہلی	24	اخبارِ اہلِ حدیث، امرتسر

----***----